مثنوی مولوی معنوی

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

مصنف: مولانا جلال الدین رومیؒ

مترجم قاضی سجاد حسین

الفیصل ناشران و تاجران کتب
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
Acc No. 062848
MAILSI

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

کتابخانہ

مثنوی مولوی معنوی رحمہ اللہ تعالیٰ

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

الفیصل
ناشران و تاجران کتب
اردو بازار ○ لاہور

مُقدّمہ

عجب اتفاق ہے کہ نہ فارسی پڑھی نہ فارسی آئی لیکن ہندوستان میں مُروّج فارسی کی کتابوں کی اِشاعت کا کام قدرت نے اِس ہیچداں سے لے لیا۔ ۱۹۴۷ء کے بعد جبکہ فارسی کے رسم و رواج کے تابوت میں آخری کیل ٹھک رہی تھی خیال آیا کہ گلستانِ سعدیؒ کو سہلُ الحصول بناکر شائع کیا جائے، اُس پر اُردو میں کچھ حواشی لکھے اور اُس کو شائع کردیا۔ اُس کی اشاعت اور قبولیت نے ہمّت بندھائی تو بوستانِ سعدیؒ پر بھی طبع آزمائی شروع کردی اور اُردو کے حاشیہ کے ساتھ اُس کو بھی شائع کردیا۔ پھر مُطالبہ شروع ہوا کہ ہر دو کتب کو مُستقل ترجمہ کے ساتھ شائع کردیا جائے۔ چنانچہ یہ بھی ہوا، اِن چاروں کتابوں کی پیہم اشاعت نے کام کے مزید اَسباب و وسائل جمع کردیئے اور عزم پیدا ہوگیا کہ ہندوستان کے مکاتب میں مُروّج فارسی کُتب کو آسان حواشی لکھ کر بہترین انداز سے شائع کردیا جائے، مالا بدّمنہ شائع کی، اخلاقِ محسنی مترجم شائع کی اور پھر گلزارِ دبستاں کریما، حمدِ باری اور پند نامہ بھی شائع کردیا۔ ربُّ العزّت کا کرم ہے کہ اب اِن کتابوں کی ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے مکاتب اور مدارس میں مانگ اور صرف انہی کی مانگ ہے۔ گذشتہ سالوں میں دیوانِ حافظ کو مُترجم اور مُحشّی کیا اور اُس کو بھی شائع کردیا۔ اُس کی مقبولیت وہم و خیال سے بھی زیادہ ہوئی اور ہندوستان کے اہلِ علم اور تعلیمی حلقوں سے اُس کی اِسقدر داد ملی کہ مثنوی مولانا رومؒ پر کام کرنے اور اُس کو شائع کرنے کا ارادہ کرلیا۔ مثنوی کی ضخامت کے پیشِ نظر فیصلہ کیا کہ ابتداءً صرف پہلے دفتر کو شائع کیا جائے۔ اگر زندگی نے وفا کی اور توفیقِ خداوندی شاملِ حال رہی تو بقیہ دفتر بھی ایک ایک کرکے شائع کردیئے جائینگے۔ تقریباً سال بھر گذرتا ہے کہ میں اِس دفترِ اوّل کے ترجمہ اور حواشی لکھ کر فارغ ہوگیا لیکن کتابت کی دشواریاں اِشاعت کی تاخیر کا سبب بنیں۔ اب جبکہ کتابت کی نگرانی اور تصحیح کی معروفیت سے کچھ وقت بچنے لگا تو یہ چند سطور بطورِ مقدمہ کے پیشِ خدمت کررہا ہوں۔ کتاب کی اہمیت اور مولانا کی شخصیت کا تقاضہ تو یہ تھا کہ مقدمہ میں سیر حاصل بحثیں کی جائیں لیکن اپنی صلاحیت کی قلت اور وقت کی اِضاعت کی کثرت شاید یہ تمنّا پوری کرنے دے پھر بھی خدائی مدد کے بھروسہ پر کچھ لکھ رہا ہوں۔

نام ونسب محمد نام جلال الدین لقب اور شہرت مولانائے روم کے عنوان سے ہے۔ نسب کا سلسلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ محمد صرف مولانا ہی کا نام نہیں ہے بلکہ مولانا کے والد اور دادا بھی مولانا کے ہمنام ہیں۔ مولانا کے والد کا لقب بہاء الدین اور وطن بلخ ہے۔ شیخ بہاؤالدین بڑے صاحب علم وفضل بزرگ تھے اور پورے خراسان میں مرجع خلائق تھے۔ محمد خوارزم شاہ کا دورِ سلطنت تھا وہ خود شیخ بہاؤالدین کے حلقہ بگوشوں میں تھا اور امام فخر الدین رازی کی معیت میں شیخ کے حلقہ میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ شیخ کی مقبولیتِ عامہ جب حد سے بڑھی تو امیر اور امام فخر الدین رازی کی طبیعتوں پر وہ بار بن گئی شیخ نے اس کو محسوس کیا اور ۶۱۰ھ میں شیخ وطن ترک کر کے نیشاپور چلے گئے۔ خواجہ فرید الدین عطار شیخ بہاؤالدین سے نیشاپور میں ملے اس وقت مولانائے روم کی تقریباً ۶ سال کی عمر تھی۔ مولانا پر بچپن ہی سے سعادتمندی کے آثار نمایاں تھے۔ خواجہ صاحب نے مولانا کو دیکھ کر شیخ بہاؤالدین سے فرمایا "ان صاحبزادے کے جوہرِ قابل سے غفلت نہ برتیئے گا" اور اپنی مثنوی اسرار نامہ مولانا کو پڑھنے کیلئے عنایت کی۔ شیخ نیشاپور سے بغداد پہنچے وہاں کچھ دن قیام کر کے حجاز اور شام ہوتے ہوئے زنجان پہنچے اور وہاں سے لارندہ کا رُخ کیا لارندہ کے دورانِ قیام میں شیخ نے جبکہ مولانا کی عمر ۱۸ برس کی تھی مولانا کی شادی کر دی اور یہیں مولانا کے فرزند رشید سلطان ولد پیدا ہوئے۔ بغداد کے دورانِ قیام میں مولانا کی شہرت شاہِ روم علاؤالدین کیقباد تک پہنچ چکی تھی۔ لارندہ کے قیام کے دوران میں علاؤالدین کیقباد نے درخواست کی تو شیخ، قونیہ میں اس کے پاس تشریف لے آئے اور اپنی بقیہ زندگی قونیہ ہی میں گذار کر جمعہ کے دن ۱۸ ربیع الثانی ۶۲۸ھ میں واصل بحق ہو گئے۔ مولانائے روم کی ولادت ۶۰۴ھ میں بلخ میں ہوئی تھی۔ تعلیم کے ابتدائی مراحل شیخ بہاؤالدین نے طے کرا دیئے تھے اور پھر اپنے مُرید سید برہان الدین محقق کو جو اپنے زمانے کے بہت بڑے افاضل علماء میں سے تھے مولانا کا معلم اور اتالیق بنا دیا تھا۔ مولانا نے اکثر علوم وفنون انہی سے حاصل کئے اور اپنے والد کی حیات تک اپنے والد ہی کی خدمت میں حاضر رہے۔ والد کے انتقال کے بعد ۶۲۹ھ میں شام کا قصد کیا۔ ابتداءً حلب کے مدرسہ حلاویہ میں رہ کر مولانا کمال الدین مصنف تاریخِ حلبی سے تلمذ کیا۔

مولانائے رومؒ اپنے دور کے اکابر علماء میں سے تھے فقہ اور مذاہب کے بہت بڑے عالم تھے۔ دیگر علوم میں بھی مولانا کو پوری دستگاہ حاصل تھی۔ دورانِ طالبعلمی ہی میں پیچیدہ مسائل میں علماءِ وقت مولانا کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اپنے والد صاحب کے وصال کے بعد مولانا نے اپنا روحانی تعلق سید برہان الدین سے قائم کر لیا تھا۔ چنانچہ مثنوی میں مولانا نے اُن کا تذکرہ اپنے پیر ہی کی حیثیت سے کیا ہے۔ مولانا کا یہ وہ دور ہے جس میں مولانا پر ظاہری علوم ہی کا غلبہ تھا۔ سماع سے احتراز کرتے تھے۔ درس وتدریس اور فتویٰ نویسی میں مشغول رہتے تھے۔

مولانا اور شمس تبریز مولانا کی زندگی کا دوسرا دور شمس تبریز کی ملاقات کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ مولانا کی زندگی میں شمس تبریز کی ملاقات کا

واقعہ جس قدر اہم ہے اسی قدر یہ واقعہ معرض خفا
میں ہے۔ جواہر مضیہ کے بیان کے مطابق تو واقعہ کی صورت یہ ہے کہ
مولانا ایک روز اپنے شاگردوں کے حلقہ میں رونق افروز تھے۔ چاروں طرف
کتابوں کے ڈھیر تھے کہ اچانک شمس تبریز قلندرانہ انداز سے آپہنچے اور کتابوں
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے تم واقف نہیں ہو۔ مولانا کا یہ فرمانا تھا کہ اچانک کتابوں میں آگ لگ گئی۔ مولانا نے شمس تبریز سے کہا کہ یہ کیا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ وہ چیز ہے جس سے تم واقف نہیں ہو اور یہ کہہ کر مجلس سے روانہ ہو گئے۔ اِس واقعہ سے مولانا کی حالت دگرگوں ہو گئی، تمام گھر بار اور شان و شوکت کو خیرباد کہا اور صحرا نوردی شروع کر دی ملک کے گوشوں میں شمس تبریز کو تلاش کرتے پھرے لیکن اُن کا کہیں پتہ نہ چلا۔ مولانا کے مُرید چونکہ مولانا کی اس کیفیت سے سخت پریشان تھے کہتے ہیں کہ مولانا کے کسی مرید نے شمس تبریز کو مار ڈالا۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ شمس تبریز کو اُن کے پیر بابا کمال الدین جندی نے یہ کہہ کر مولانا کے پاس بھیجا تھا کہ روم جاؤ وہاں ایک سوختہ دل ہے اُس کو گرما آؤ۔ شمس تبریز قونیہ پہنچے، شکر فروشوں کی سرائے میں مقیم ہوئے اور ایک دن جبکہ مولانا نہایت تزک و احتشام سے ایک راستہ سے گذر رہے تھے۔ شمس تبریز نے مولانا سے سرِراہ دریافت کیا کہ مجاہدہ اور ریاضت کا کیا مقصد ہے؟ مولانا نے فرمایا اتباعِ شریعت۔ شمس تبریز نے کہا۔ یہ تو سب ہی جانتے ہیں لیکن اصل مقصد علم و مجاہدے کا یہ ہے کہ وہ انسان کو منزل تک پہنچا دے اور پھر حکیم سنائی کا یہ شعر پڑھا ؎

علم کز تو ترا نہ بستاند — جہل زاں علم بہ بود بسیار

جو علم تجھے تجھ سے نہ لے لے — اُس علم سے جہل بہت بہتر ہے

اِن جملوں سے مولانا اِس قدر متاثر ہوئے کہ فوراً شمس تبریز کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ مولانا کسی حوض کے کنارے کُتب بینی میں مصروف تھے وہاں شمس تبریز آگئے اور مولانا سے دریافت کیا کہ یہ کیا کتابیں ہیں؟ مولانا نے فرمایا کہ تمھیں ان کتابوں سے کیا غرض۔ اِس پر شمس تبریز نے وہ کتابیں حوض میں پھینک دیں۔ مولانا کو سخت رنج ہوا اور فرمایا کہ میاں درویش تم نے ایسی چیزیں، ضائع کر دیں جن میں نادر نکتے تھے اور اب ان کا ملنا محال ہے۔ اِس پر شمس تبریز نے وہ کتابیں خشک حالت میں حوض سے نکال کر مولانا کے سامنے رکھ دیں۔ مولانا حیران ہوئے تو شمس تبریز نے کہا یہ حال کی باتیں ہیں تم صاحبِ قال ان کو کیا جانو۔ اِس کے بعد مولانا، شمس تبریز کے ارادتمندوں میں داخل ہو گئے۔

ابن بطوطہ کا بیان ہے کہ ایک حلوہ فروش مولانا کی درسگاہ میں
آیا۔ مولانا نے بھی اُس سے حلوہ کی ایک قاش خرید کر کھائی جس سے مولانا
کے احوال یکسر بدل گئے۔ بے اختیار اُٹھے اور گھر بار چھوڑ نکل
گئے ایک عرصہ تک گم رہے۔ واپس آئے

تو بالکل خاموش تھے۔ جذبہ میں کسی وقت بولتے تو زبان پر اشعار جاری ہو جاتے۔ یہی اشعار ہیں جو بصورت مثنوی آج ہمارے سامنے موجود ہیں۔ اِن تمام واقعات سے وہ واقعہ قرینِ عقل ہے۔ جو سپہ سالار نے قلمبند کیا ہے۔ سپہ سالار مولانا کے خاص مُریدہیں اور تقریباً چالیس سال تک مولانا کے فیضِ صحبت سے مُستفیض ہوتے رہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ شمس تبریز ولد علاؤالدین کیا بزرگ کے خاندان سے تھے جو کہ اسمٰعیلیہ فرقہ کا امام تھا لیکن انھوں نے آبائی مذہب ترک کر دیا تھا۔ علومِ ظاہری حاصل کرلے کے بعد بابا کمال الدین کے مُرید ہو گئے تھے۔ تاجرانہ حیثیت سے زندگی بسر کرتے تھے، اکمر بند بُن کر اپنا گذارہ کرتے تھے۔ ایک روز انھوں نے دعا کی کہ خدا کوئی ایسا شخص عطا فرمائے جو میری صحبت کا متحمل ہو سکے۔ غیبی اشارہ ہوا کہ روم جاؤ وہاں ایک شخص مل جائیگا، شمس تبریز قونیہ پہنچ کر برنج فروشوں کی سرائے میں مقیم ہو گئے وہاں ایک اونچا چبوترہ تھا جہاں شہر کے عمائد اور اُمراء کا مجمع ہو جایا کرتا تھا۔ شمس تبریز بھی اِس مجمع میں جا بیٹھتے تھے۔ مولانا کو شمس تبریز کی آمد کا حال معلوم ہوا تو ملاقات کے لئے پہنچے، شمس تبریز سے آنکھیں چار ہوئیں تو ایک دوسرے کو سمجھا۔ شمس تبریز نے پوچھا کہ مولانا، بایزید بسطامی کے بارے میں مشہور ہے کہ تمام عمر انھوں نے خربوزہ نہیں کھایا کیونکہ اُن کو یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خربوزہ کس طریقہ سے کھایا ہے۔ یہ تو تھا اُن کا اِتباعِ سنت کا جذبہ، دوسری طرف مشہور ہے کہ بایزید فرماتے تھے سُبحَانِی مَا اَعظَمَ شَانِی ہ اللہ اکبر میری شان کس قدر بڑی ہے۔ حالانکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اپنی جلالتِ شان کے فرماتے ہیں میں ہر دن میں ستر مرتبہ اپنی مغفرت کی دُعا مانگتا ہوں۔ اَب اِن دونوں باتوں کو کس طرح منطبق کیا جا سکتا ہے؟ مولانا نے فرمایا کہ بایزید بسطامی اگرچہ بہت بڑے بزرگ تھے لیکن وہ منازلِ تقرب میں ایک مقام پر ٹھہر گئے تھے اور اس مرتبہ کی عظمت کے اثر سے اُن کی زبان سے اِس طرح کے اَلفاظ نکل جاتے تھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم برابر منازل طے کرتے جاتے تھے اور جب اونچی منزل پر پہنچتے تھے تو نیچے کی منزل اِس قدر پست نظر آتی تھی کہ اُس پر اِستغفار کرتے تھے۔

سپہ سالار کے بیان کے مطابق اِس کے بعد مولانا اور شمس تبریز دونوں، صلاح الدین زرکوب کے حجرے میں چالیس روز تک چلہ کش رہے۔ اِس عرصہ میں کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تھا اور صلاح الدین کے سوا حجرے میں کوئی داخل نہ ہو سکتا تھا۔ اِس کے بعد مولانا کے اَحوال بالکل بدل گئے۔ پہلے سماع سے محترز تھے اب اِس کے بغیر اُن کو چین نہ آتا تھا۔ مسندِ تدریس اور فتویٰ نویسی بالکل ترک کر دی اور ایک لمحہ کے لئے بھی شمس تبریز سے جدا ہونا گوارا نہ کرتے تھے۔ اِس سے اہلِ شہر میں شمس تبریز کے خلاف شورش برپا ہوئی اور شمس تبریز قونیہ چھوڑ کر دمشق کو چل دیئے۔ مولانا، شمس تبریز کی جدائی سے بے چین ہو گئے اور مولانا نے اس جدائی میں نہایت رقت آمیز اشعار کہنے شروع کر دیئے اِس پر اہلِ شہر اور مولانا کے مُریدوں کو ندامت ہوئی اور طے کیا گیا کہ شمس تبریز کو واپس لایا جائے۔ چنانچہ مولانا کے بڑے صاحبزادے سلطان ولد کی قیادت میں ایک قافلہ دمشق کو روانہ ہوا اور سلطان ولد نے مولانا کا ایک منظوم خط شمس تبریز کی

خدمت میں پیش کیا۔ شمس تبریز مسافر ہوئے اور
قافلے کے ساتھ قونیہ واپس آگئے اور تقریباً دو سال قونیہ میں رہے
اس کے بعد شمس تبریز کا انجام کیا ہوا؟ اس میں مختلف روایات ہیں
کچھ صاحبان کہتے ہیں کہ مولانا کے صاحبزادے علاؤ الدین چلپی سے آزردہ خاطر ہوکر غائب ہوگئے اور پھر کچھ پتہ نہ چلا۔ کچھ صاحبان کا بیان ہے کہ علاؤ الدین کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔

ایک مغالطہ اور اس کا ازالہ شمس تبریزی جو مولانائے روم کے پیر ہیں اُن کے کچھ حالات ہم نے سپردِ قلم کردیئے ہیں۔ اِن کا انجام کیا ہوا، خود وفات پائی یا شہید کئے گئے اِس بارے میں ہم مختلف باتیں تحریر کر چکے ہیں۔ اُن کی قبر کے بارے میں مختلف روایات ہیں لیکن یہ طے ہے کہ ہندوستان سے اُن کی قبر کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایک مشہور قبر شمس تبریز کے نام سے ملتان کے علاقہ میں موجود ہے وہ یقیناً ان شمس تبریزی کی نہیں ہے جو مولانائے روم کے پیر تھے اِسلئے کہ یہ بزرگ ساتویں صدی کے تھے اور ہندوستان میں جو صاحب مدفون ہیں یہ دسویں گیارھویں صدی کے ہیں۔ اِس سلسلہ میں ہم خواجہ حسن نظامی دہلوی مرحوم کی وہ عبارت نقل کرتے ہیں جو منشی محمد الدین فوق نے "حالاتِ شمس تبریز" نامی کتاب میں نظام المشائخ کے حوالے سے نقل کی ہے:۔

"حضرت شمس (مولانائے روم کے پیر) کے والد کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ فرقہ اسماعیلیہ سے تعلق رکھتے تھے اور حضرتِ شمس نے یہ مذہب ترک کر دیا تھا مجھ کو اِس دعوے کے قبول کرنے میں تامل ہے کیونکہ اسماعیلی فرقے سے تعلق رکھنے والے شمس دوسرے گذرے ہیں جن کا مزار ملتان میں ہے۔ عوام ملتانی شمس تبریزی کو ہی حضرت مولانائے روم کا مُرشد سمجھتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے۔ یورپین مورخین کو غالباً اِسی روایت کی وجہ سے غلط فہمی ہوئی ہے۔

ملتانی شمس تبریز کو تین سو برس کا عرصہ گذرا ہے۔ یہ اسماعیلی فرقہ کے داعی بنکر ہندوستان میں آئے تھے۔ اُن کے ہمراہ دو شخص اور تھے۔ ایک کا نام پیر صدر الدین اور دوسرے کا نام پیر امام الدین تھا۔ صدر الدین نے اضلاع سندھ و بمبئی میں دعوت شروع کی اور امام الدین نے گجرات و کاٹھیاوار میں۔ شمس الدین سیدھے پنجاب چلے آئے اور یہاں اپنا مشن جاری کیا۔ سندھ اور بمبئی میں جس قدر آغا خانی خوجے ہیں وہ سب صدر الدین کی کوشش سے مسلمان ہوکر آغا خانی (اسماعیلی) جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ امام الدین نے اوّل اوّل تو بحیثیت اسماعیلی داعی کے کام کیا مگر چند روز کے بعد خود مختار ہوکر اپنا علیحدہ طریقہ امام شاہی جاری کر دیا۔ امام شاہی طریقہ کے اصول بھی قریب قریب اسماعیلی تھے لیکن وہ خود اپنے تئیں نائب امام اور مظہرِ ذاتِ مولیٰ علی بیان کرتے تھے۔ امام الدین کا مزار مقام پیرانہ میں ہے جو احمد آباد گجرات کے قریب ایک قصبہ ہے۔ آج امام شاہی جماعت میں کم از کم پندرہ بیس لاکھ آدمی ہوں گے جن میں کچھ تو ظاہری طور پر مسلمان ہوگئے ہیں جن کا لقب مومن ہے باقی گپتی یعنی پوشیدہ ہیں اور اُن کو اپنے عقائد ظاہر کرنے کا حکم نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اگر ایک گھر میں چار ہندو رہتے ہیں اور اُن میں سے تین امام شاہی ہیں تو چوتھے کو خبر نہ ہوگی۔ پیرانہ میں اِن کی خانقاہیں بنی ہوئی ہیں اور گدی ہندو مہنت کے اختیار میں ہے۔

جو بظاہر ہندو ہے اور بباطن امام شاہی۔ اُس
مہنت کے سینکڑوں داعی ہندوانہ لباس میں اپنے مشن کو پھیلانے
اور جماعت سے عُشر اور نذر و نیاز وصول کرنے کیلئے دَورے کرتے رہتے
ہیں۔ مہنت، پیر امام الدین کی اولاد میں اِس عُشر اور نذر و نیاز میں سے معقول
حصّہ تقسیم کر کے باقی خانقاہ کے اخراجات میں صرف کر دیتا ہے۔ اِسی خانقاہ میں جینئو کی درگاہ بنی ہوئی ہے
یعنی جو گپتی ظاہری طریق سے مسلمان ہونا چاہتے ہیں وہ اپنا جینئو اُس درگاہ میں چڑھا کر مسلمان ہو جاتے ہیں اور
پھر اُن کو مومن کا لقب مِل جاتا ہے۔

شمس الدین تبریزی نے جن کا مزار ملتان میں ہے پنجاب کے کہاروں اور سُناروں میں اپنا طریقہ
رائج کیا اور لوگوں کو شمسی ہندو کا لقب دیا۔ شمسی ہندو براہِ راست آغا خاں کے مُعتقد بنائے گئے ہیں اور
سالانہ نذر نیاز اب تک آغا خاں ہی کو دیتے ہیں۔ اُن کی تعداد تیس لاکھ کے قریب صوبہ پنجاب میں ہے ملتانی
شمس تبریزی نے کن طریقوں سے اپنا عقیدہ پھیلایا اور کیسے کیسے عجیب و غریب واقعات عوام کی زبانوں
پر اُن کی نسبت مشہور ہیں اُن کے لکھنے کو ایک علیحدہ مضمون کی ضرورت ہے۔ بالفعل یہ بتانا مقصود ہے
کہ حضرت شمس تبریزی (مولانا روم کے پیر) کو اسماعیلی گروہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اسماعیلی شمس تبریز ملتان میں اور
مولانا والے شمس تبریز سے سینکڑوں برس بعد ہوئے ہیں۔

صلاح الدین زرکوب

شمس تبریز کی جدائی کے بعد مولانا پر سُکر کی کیفیت طاری رہنے لگی۔ اِس
اِضطراب میں پابجولاں رہتے تھے۔ ایک دن صلاح الدین زرکوب کی دوکان
کے سامنے سے گذر رہے تھے اور وہ چاندی کے ورق کوٹ رہے تھے۔ مولانا پر اُن کے ہتھوڑے کی آواز نے سماع
کا اثر پیدا کر دیا وہیں کھڑے ہو گئے اور وجد کی حالت طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد صلاح الدین بھی زرکوبی
کا شغل چھوڑ کر مولانا سے بغلگیر ہو گئے۔ مولانا یہ شعر پڑھ رہے تھے ؎

یکے گنجے پدید آمد ازیں دُکّان زرکوبی — زہے صورت زہے معنیٰ زہے خوبی زہے خوبی
اِس زرکوبی کی دوکان سے ایک خزانہ مل گیا — عجب صورت عجب معنیٰ عجب خوبی عجب خوبی

دونوں بزرگ جوش و مستی کی حالت میں ظہر سے عصر تک اِسی وجدی کیفیت میں مبتلا رہے۔ اِسکے بعد صلاح الدین
نے اپنی ساری دکان لُٹا دی اور مولانا کے ساتھ ہو لئے۔ صلاح الدین پہلے بھی صاحبِ حال بزرگ تھے۔ سیّد
برہان الدین محقق سے بیعت تھے اور اِس طرح پر مولانا کے ہم اُستاد تھے۔ اب مولانا کو صلاح الدین کی صحبت
میں سکون میسر آنے لگا اور مولانا کی اور صلاح الدین کی صحبتیں گرم ہونے لگیں۔ نَو برس تک اِن صحبتوں
کا سلسلہ جاری رہا۔ سنہ ٦٦٢ھ میں جب صلاح الدین کا انتقال ہو گیا تو مولانا نے اپنے مریدِ خاص حضرت
حسام الدین چلپی کو اپنا ہمدم اور ہمراز بنا لیا اور مولانا کو اُن سے اِس درجہ تعلقِ خاطر پیدا ہوا
کہ اُن کا ذکر ایسے الفاظ سے کرنے لگے جیسا کہ کوئی اپنے مُرشد و پیر
کا کرتا ہے پھر بھی حسام الدین مولانا کا اِس قدر احترام کرتے تھے
کہ مولانا کے وضو خانہ میں وضو کرنا بھی گستاخی تصوّر کرتے تھے
اور برف باری کے وقت بھی اپنے گھر

جاکر وضو کرکے آتے تھے۔ یہی حسام الدین ہیں
جو مولانا کے مثنوی لکھنے کا باعث ہوئے ہیں اور مولانا نے ہر
دفتر میں کہیں مطلع میں کہیں دوسری جگہ نہایت عزت واحترام
سے ان کا ذکر کیا ہے۔ ۶۷۲ھ میں قونیہ میں بہت شدت کا زلزلہ آیا۔ تقریباً
چالیس روز تک اس کے جھٹکے محسوس ہوتے رہے۔ اہلِ شہر نے مولانا سے اس پریشانی کا ذکر کیا تو مولانا نے
فرمایا زمین بھوکی ہے کوئی تر لقمہ چاہتی ہے اور انشاء اللہ کامیاب ہوگی۔ چند روز بعد مولانا کا مزاج ناساز
ہوا۔ ہر چند اطبا نے معالجہ کی تدبیریں کیں لیکن کوئی سود مند نہ ہوئی۔ مولانا مرض کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوتے
تھے۔ بیماری کی شہرت عام ہوئی تو شیخ صدر الدین جو شیخ محی الدین ابن عربی کے تربیت یافتہ تھے اور
روم و شام میں مرجع انام تھے، مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے۔ مولانا کے مرض کی کیفیت دیکھ کر بیقرار
ہو گئے اور مولانا کی شفا کے لئے دعا کرنے لگے۔ مولانا نے سُنا تو فرمایا شفا آپ کو مبارک ہو۔ محب
اور محبوب میں صرف ایک پیرہن کا پردہ رہ گیا ہے کیا آپ نہیں چاہتے کہ وہ اُٹھ جائے اور نور نور
میں مل جائے۔ اس پر شیخ روتے ہوئے اُٹھ کر چلے گئے اور سمجھ گئے کہ اب مولانا کا دم واپسیں ہے چنانچہ
یکشنبہ کے دن ۵ جمادی الثانی ۶۷۲ھ کو مغرب کے وقت مولانا ہر مذہب و ملت کے لاکھوں انسانوں
کو روتا ہوا چھوڑ کر عالمِ آخرت کی طرف روانہ ہو گئے اور قونیہ کی پاک سرزمین میں ہمیشہ کے لئے روپوش ہو گئے۔

مولانا اور فرقہ مولویہ

مولانا اپنی زندگی میں بکثرت مجاہدہ اور ریاضت کرتے تھے۔ دس دس اور بیس بیس دن روزہ رکھتے تھے اور مطلقاً کچھ نہ کھاتے تھے، نماز کا وقت آتا تو
فوراً قبلہ رُخ ہو جاتے اور چہرے کا رنگ بدل جاتا۔ نماز میں اس درجہ استغراق ہوتا تھا کہ بقول سپہ سالار
اکثر عشاء کے بعد دو رکعت نفل کی نیت باندھتے تھے اور ان ہی دو رکعتوں میں صبح کر دیتے تھے۔ خود مولانا
نے اپنی ایک غزل کے مقطع میں اپنی نماز کی استغراقی کیفیت کو بیان کیا ہے ؎

بخدا خبر ندارم چو نماز می گذارم — کہ تمام شد رکوعے کہ امام شد فلانے
جب میں نماز پڑھتا ہوں خدا کی قسم مجھے — یہ نہیں معلوم رہتا کہ رکوع پورا ہوگیا ہے امام کون ہے

ایک روز نماز میں اس قدر روئے کہ تمام چہرہ اور داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور سردی کی شدت کی
وجہ سے آنسو جم کر یخ ہو گئے۔ بسا اوقات مولانا پر سُکر کی کیفیت طاری ہوتی تھی تو اس حالت میں شریعت
کے ظاہری احکام کا ہوش نہ رہتا تھا، بیٹھے بیٹھے یکبارگی اُٹھ کھڑے ہوتے تھے اور رقص کرنے لگتے تھے، کبھی
خاموشی سے کسی ویرانے کی طرف نکل کھڑے ہوتے تھے اور ہفتوں کی تلاش کے بعد مُریدوں کو ملتے تھے۔ سماع
کی مجلس میں کئی کئی دن مدہوشی کی حالت میں گذر جاتے تھے۔ راستہ چلتے کوئی آواز کان میں پڑتی تھی تو بسا
اوقات وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ سماع کی مجلسوں میں اکثر اپنے کپڑے اُتار کر قوالوں کی نذر
کر دیتے تھے۔

یہ ظاہر ہے کہ کسی بزرگ کی سُکری حالت کے افعال عام
مُریدوں کے لئے شمع راہ نہیں بنتے ہیں اور نہ وہ قابلِ اتباع ہوتے
ہیں لیکن آج مولانا کے نام پر جو فرقہ مولویہ

یا جلالیہ کہلاتا ہے اور شام، مصر اور قسطنطنیہ وغیرہ میں اُن کی خانقاہیں ہیں۔ مولانا کی صرف سُکری حالت کا اِتباع کرتے ہیں، خاص قسم کا لباس پہنتے ہیں اور خاص قسم کا رقص اُن کے حلقوں میں ہوتا ہے۔ شریعت اور اُس کے اَحکام سے ،دور اور اُن سے نابلد رہتے ہیں۔ شاہ بو علی قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک عرصۂ دراز تک مولانا کی صحبت میں رہے اور ہندوستان کا فرقہ قلندریہ بھی ایک درجہ میں مولانا کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

مولانا کی تصنیف فیہ مافیہ۔ یہ مولانا کے اُن خطوط کا مجموعہ ہے جو مولانا نے وقتاً فوقتاً معین الدین پروانہ کو لکھے ہیں۔ معین الدین پروانہ، رکن الدین قلیج ارسلان شاہِ قونیہ کے حاجب تھے اور دربار کے سیاہ سفید کے مالک تھے۔ اُن کو مولانا سے بہت عقیدت تھی اور اکثر و بیشتر مولانا کی خدمت میں نیاز مندانہ حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک بار چند اُمراء کے ساتھ مولانا کے یہاں پہنچے تو اُمراء سے طبعی نفرت کی بنا پر مولانا چھپ گئے۔ معین الدین کے دل میں خیال آیا کہ اُمراءِ اسلام تو اولوالامر ہیں اور قرآن مجید کے حکم کے اعتبار سے اُن کی اطاعت فرض ہے۔ تھوڑی دیر بعد مولانا باہر تشریف لے آئے اور گفتگو کے اثنار میں فرمانے لگے۔ ایکدفعہ سلطان محمود غزنوی، شیخ ابوالحسن خرقانی کی ملاقات کو گیا۔ درباریوں نے بڑھ کر شیخ کو سلطان کی آمد کی خبر دی لیکن شیخ متوجہ نہ ہوئے۔ حسن میمندی جو سلطان کا وزیر تھا۔ اُس نے شیخ سے کہا کہ حضرت قرآن مجید میں اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ آیا ہے اور سلطان تو اولوالامر ہونے کے ساتھ عادل اور نیک بھی ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ مجھے تو ابھی اَطِیْعُوا اللّٰہَ سے ہی فرصت نہیں ملی کہ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ میں مشغول ہوں اور اولوالامر کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ یہ سُن کر معین الدین اور تمام امراء روتے ہوئے اُٹھ کر چلے گئے۔

مولانا کی یہ کتاب بالکل نایاب تھی لیکن گذشتہ سالوں میں مولانا عبدالماجد دریابادی مدظلہ نے اُس کو دریافت کیا اور اُس کی ترتیب و تہذیب کر کے ۱۹۲۸ء میں شائع کر دیا ہے۔ مولانا نے اِس کتاب کے دیباچہ میں تحریر فرمایا ہے کہ رضا لائبریری رامپور میں ۱۹۲۰ء میں اُن کی نظر سے اِس کتاب کا ایک بوسیدہ اور کرم خوردہ نسخہ گذرا پھر ۱۹۲۳ء میں حیدرآباد دکن میں انھیں دو نسخے ملے جن میں سے ایک کتب خانہ آصفیہ کا تھا۔ مقابلہ کرنے پر کتب خانہ آصفیہ کا نسخہ زیادہ صحیح ثابت ہوا۔ پھر اُنھوں نے پروفیسر نکلسن کی طرف رجوع کیا۔ نکلسن صاحب نے یہ نسخہ قسطنطنیہ بھیجا وہاں اُس پر تحقیق ہوئی اور ۱۹۲۴ء میں ایک صاف نقل مولانا دریابادی کو ملی جس کی انھوں نے اشاعت کی۔ اِس کے بعد پھر اِس کتاب کا ایرانی اڈیشن بھی منظرِ عام پر آگیا۔

دیوان۔ عوام اُس کو شمس تبریز کا دیوان سمجھتے ہیں حتیٰ کہ لوح پر دیوان شمس تبریز لکھ دیتے ہیں۔ مغالطہ کی بنیاد یہ ہے کہ مولانا نے اکثر غزلوں کے مقطع میں شمس تبریز کا نام ڈال دیا ہے لیکن دراصل یہ خود مولانا کا دیوان ہے اِس میں پچاس ہزار اشعار ہیں۔ محققین نے تصریح کی ہے کہ مولانا نے یہ دیوان خود شمس تبریز کے نام سے لکھا ہے۔ چنانچہ اکثر شعراء نے اِس دیوان کی غزلوں پر غزلیں لکھی ہیں اور مقطع میں تصریح کی ہے کہ یہ غزل مولانا کی غزل کے جواب میں ہے علی حزیں کہتے ہیں :-

ایں جوابِ غزلِ مُرشد رومست کہ گفت

من ببوئے تو خوشم نافہ تاتار مگیر

دوسرا مصرع مولانا کا ہے۔ پورا شعر اِس دیوان میں موجود ہے۔

من بکوئے تو خوشم خانۂ من ویراں کُن

من ببوئے تو خوشم نافہ تاتار مگیر

مثنوی۔ مولانا کی اِسی کتاب نے مولانا کو حیاتِ جاوداں عطا کی ہے۔ اِس کتاب کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی اس قدر بڑھی کہ تمام ایرانی تصانیف اِس کے مقابلہ میں ہیچ ہو کر رہ گئیں۔ اِس مثنوی کے کل اشعار کی تعداد ۲۶۶۶ ہے۔ مشہور یہ ہے کہ مولانا نے چھٹا دفتر ناتمام چھوڑ دیا تھا اور فرما دیا تھا۔

باقیِ ایں گفتہ آید بے زباں ۔۔۔ در دلِ ہر کس کہ دارد نورِ جاں

جس شخص کی جان میں نور ہوگا اِس مثنوی کا بقیہ حصہ اُسکے دل میں خود بخود آجائیگا

چنانچہ اِس پیشین گوئی کا مصداق بننے کے لئے ہندوستان کے اربابِ علم و فضل نے بھی مثنوی کے طرز پر دفتر ہفتم لکھا ہے۔ ہمارے علم میں مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دفتر ہفتم اور مولانا شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا دفتر ہفتم ہے جو اِسی بحر اور طرز میں منظوم کیا گیا ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ خود مولانا ہی نے کچھ عرصہ بعد دفتر ششم مکمل کر کے دفتر ہفتم تحریر فرمایا ہے۔

مثنوی کے لغوی معنیٰ تو دُو والا ہیں، اِصطلاح میں اُس نظم کو مثنوی کہا جاتا ہے جس کے ہر شعر میں دُو قافیے ہوں ایک پہلے مصرع میں ایک دوسرے مصرع میں۔ مولانا کی اِس مثنوی کو مثنوی معنوی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اِس میں عالمِ معنیٰ اور اَحوالِ باطن کے اَسرار و معارف کا تذکرہ ہے۔ مسائلِ تصوّف اور اَسرار و معارف کے بیان میں سلطان ابوسعید ابوالخیر کی رباعیات بھی مشہور ہیں۔ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیقہ لکھا جو تصوّف کی پہلی منظوم کتاب ہے۔ خواجہ فریدالدین عطار نے تصوّف کے موضوع پر مختلف مثنویاں تحریر فرمائیں جن میں منطق الطیر کو زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ لیکن اب اِس موضوع پر سب سے زیادہ اہمیت مولانا روم کی مثنوی ہی کو حاصل ہے۔ اِس مثنوی کی تصنیف کا سبب مولانا کے مُرید حسام الدین چلپی بنے ہیں۔ چنانچہ مولانا نے دفترِ اوّل کے علاوہ ہر دفتر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ دفتر اول ختم ہوا تو حسام الدین کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ اِس حادثہ سے حسام الدین اِس درجہ متاثر ہوئے کہ دُو برس تک افسردہ خاطر اور پریشان رہے۔ مولانا بھی اِس عرصہ میں خاموش رہے اور مثنوی کا کام رُک گیا۔ پھر جب خود حسام الدین نے استدعا کی تو مولانا نے مثنوی کے دوسرے دفتر کی ابتدا کی اور فرمایا۔

مدتے ایں مثنوی تاخیر شد ۔۔۔ مہلتے بایست تاخوں شیر شد

ایک مدت تک مثنوی لکھنے میں تاخیر ہو گئی ۔۔۔ کچھ وقت چاہیئے تاکہ خون سے دودھ بنے

چوں ضیاء الحق حسام الدین عناں ۔۔۔ باز گردانید ز اوجِ آسماں

جب ضیاء الحق حسام الدین نے ۔۔۔ آسمان کی بلندی سے باگ موڑی

چوں بمعراجِ حقائق رفتہ بود

بے بہارش غنچہ ہا بشگفتہ بود

چونکہ وہ حقائق کی معراج میں گئے ہوئے تھے
اُن کی بہار کے بغیر غنچہ نہ کھلتا تھا

تیسرے دفتر کے شروع میں فرمایا۔

اے ضیاء الحق حسام الدیں بیار	ایں سوم دفتر کہ سنت شد سہ بار
اے ضیاء الحق حسام الدین تیسرا دفتر لا	کیونکہ تین مرتبہ (وضو میں اعضاء دھونا) سنت ہے

چوتھے دفتر کا آغاز فرمایا تو کہا۔

اے ضیاء الحق حسام الدیں توئی	کہ گذشت از مہ بنورت مثنوی
اے ضیاء الحق حسام الدین تو ہی ہے	جسکے نور کی وجہ سے مثنوی چاند سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہے

پانچواں دفتر اس طرح سے شروع کیا۔

شہ حسام الدیں کہ نورِ انجم ست	طالب آغاز سفر پنجم ست
حسام الدین جو ستاروں کا نور ہیں	پانچویں کتاب کی ابتدا کے طالب ہیں

چھٹے دفتر کی ابتدا ہے۔

اے حیاتِ دل حسام الدیں بسے	میل میجوشد بقسمِ سادسے
اے دل کی زندگی حسام الدین	چھٹی قسم کی طرف دل کا بہت میلان ہو گیا ہے

جیساکہ اوپر گذرا تحقیق یہی ہے کہ چھٹا دفتر مولانا نے خود مکمل فرمایا اور اُس کے بعد ساتواں دفتر بھی تحریر فرمایا ہے۔ شیخ اسماعیل قیصری کو یہ ساتواں دفتر ۸۱۴ھ میں دستیاب ہوا اور انھوں نے تحقیق سے ثابت کیا۔ یہ خود مولانا کا ہی تحریر کردہ ہے اور شام و روم کے اہلِ علم نے اِس کو تسلیم کیا ہے جس کی ابتدا حسب ذیل شعروں سے کی ہے۔

اے ضیاء الحق حسام الدیں فرید	دولتت پاینده نصرت بر مزید
اے یکتا ضیاء الحق حسام الدین	تیری دولت ہمیشہ رہے تیری نصرت میں اضافہ ہو
چونکہ از چرخِ ششم کردی گذر	بر تر از چرخِ ہفتم کُن سفر
جبکہ تو چھٹے آسمان سے آگے بڑھ گیا ہے	ساتویں آسمان کی بلندی کا سفر کر

مثنوی کی شہرت اور مقبولیت

ایران کی چار کتابوں کو جس قدر شہرت حاصل ہوئی وہ ایرانی کتب میں سے کسی کو حاصل نہ ہوسکی۔ شاہ نامہ فردوسی، گلستان سعدی، دیوانِ حافظ، مثنوی مولانا روم۔ ان میں سے بھی مثنوی کو جو قبول عام حاصل ہوا بقیہ تین کتابوں کو حاصل نہ ہو سکا۔ اِس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ افاضل علماء نے جس قدر مثنوی کی طرف توجہ کی اور کسی کتاب کی طرف نہ کی۔ اِس مثنوی کی بڑی بڑی ضخیم شرحیں لکھی گئیں کشف الظنون میں جن کا ذکر ہے۔ اُن کے علاوہ مولانا شبلی نے اپنی کتاب سوانح مولانا روم میں محمد افضل الہ آبادی، ولی محمد، مولانا عبد العلی بحر العلوم اور محمد رضا کی شرحوں کا ذکر کیا ہے۔ اِس کے علاوہ ۱۳۲۳ھ میں مرزا محمد نذیر صاحب عرشی نے مفتاح العلوم کے نام سے ایک ضخیم شرح سترہ جلدوں میں تحریر فرمائی اور اس سے پہلے مولانا احمد حسین کانپوری کی شرح بصورتِ حواشی شائع ہوئی اور

کلیدِ مثنوی کے نام سے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کئی دفتروں کی شرح شائع ہو چکی ہے۔ نیز مرأۃ المثنوی از جناب تلمذ حسین صاحب اور تشبیہاتِ رومی اور حکمتِ رومی از ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم بھی قابلِ قدر کتابیں شائع ہوئیں۔

مثنوی پڑھنے والوں کیلئے چند مفید باتیں

(۱) موسیقی سے متعلق بعض اہلِ دل اِس نظریہ پر پہنچے ہیں کہ ایک خاص قسم کی موسیقی کے ذریعہ روح اپنی ماہیت اور ماہیتِ حیات و کائنات میں غوطہ زن ہوتی ہے اور موسیقی انسان کو اسی جسمانی واسطہ سے روحانی عالم میں پہنچا دیتی ہے۔ روحانی موسیقی بعض مذاہب میں جزوِ عبادت تک شمار ہوئی ہے اور اُس کو غذائے روح قرار دیا گیا ہے۔ مسلمانوں میں سماع کے مسئلہ پر اکابر صوفیاء اور علماء نے بہت بحثیں کی ہیں اور جواز و عدم جواز کو ثابت کیا ہے۔ جہاں تک مولانا کا تعلق ہے وہ سماعِ راست کو جائز اور سماعِ ناراست کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے۔

بر سماعِ راست ہر کس چیر نیست	طُعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست
صحیح سماع پر ہر شخص قادر نہیں ہے	انجیر ہر پرندہ کی خوراک نہیں ہے

سماعِ راست کی شرائط اکابر صوفیاء کے ملفوظات میں مذکور ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ سننے والا عالی جذبات کا حامل اور سافل جذبات سے عاری ہو اور عالی جذبات کی نشو و نما کے لئے روحانی غذا کا طالب ہو، موسیقی اِس قسم کی ہو جو حیوانی جذبات کو نہ اُبھارے اور روح کو اسفل سے اعلیٰ کی طرف لیجائے۔ مولانا نے مثنوی بانسری کے بیان سے شروع کی ہے اور بانسری کے ذریعہ اسرار و معارف کے جو مضامین پیدا کئے ہیں وہ کسی اور ساز سے پیدا نہ ہو سکتے تھے۔ بانسری کا تعلق روحانیت اور اُلوہیت سے ہندوؤں کے یہاں بھی مسلّم ہے، چنانچہ کرشن جی کے ساتھ بانسری کا تصور اِسی حقیقت کو واضح کرتا ہے۔ مولانا نے بھی بانسری کی تشبیہ سے روح کی ماہیت اور اُس کے جذبات کو دلنشین اور دلسوز طریقہ پر پیش فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ جس طرح بانسری کے دلسوز نغمے اِس بنا پر ہیں کہ وہ اپنی اصل سے جدا ہو گئی ہے اور اُس کے نغموں کا سوز و گداز نیستاں سے جدا ہو جانے کی بنیاد پر ہے۔ اِسی طرح روحِ انسانی چونکہ روح الأرواح، ہستیِ مطلق سے جدا ہو کر اِس عالمِ شہود میں آئی ہے لہٰذا اُس کا اضطراب اور بے چینی بھی اِسی بنیاد پر ہے اور جب تک وہ اپنی اصل کی طرف واپس نہ ہو جائے گی اُس کو سکون حاصل نہ ہو گا وہ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً کی منتظر ہے اور جب تک اُس کو یہ پیغام نہ مل جائیگا اُس کو سکون اور چین نصیب نہ ہو گا اور وہ بانسری کی طرح اپنے دردِ فراق کا اِظہار کرتی رہے گی۔ یہی مضمون جو مولانا نے شروع کیا ہے، مولانا کی پوری مثنوی میں پھیلا ہوا ہے۔

(۲) وحدت الوجود، وحدت الشہود

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے معنیٰ اہلِ ظاہر کے یہاں تو یہ ہیں کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے پرستش اور عبادت صرف اِسی کی ہونی چاہئے۔ اِس

ذاتِ واحد کے علاوہ کسی اور چیز کی پرستش
شرک ہے لیکن صوفیا کے نزدیک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے معنی لَا مَوْجُوْدَ
اِلَّا اللہُ کے ہیں، یعنی عالمِ وجود میں صرف ذاتِ واحد موجود ہے
اس کے علاوہ کوئی موجود نہیں ہے، کسی دوسری چیز کو حقیقی وجود سے متصف
کرنا شرک اور کفر ہے، اب اس کے بعد یہ بحث پیدا ہوجاتی ہے کہ ممکنات اور موجودِ کائنات کی وجودِ مطلق،
وجودِ باری سے کیا نسبت ہے؟ جو صوفیا وحدت الوجود کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ وجودِ مطلق ایک ہی ہے
جو وجوب، امکان، قدیم، حادث، مجرد، جسمانی، مومن، کافر، طاہر، نجس مختلف مظاہر میں ظاہر ہے
لیکن ہر مظہر کا حکم جداگانہ ہے۔ مظاہر میں فرق کرنا لازمی امر ہے اور ہر مظہر پر ایک جداگانہ حکم لگانا ضروری ہے۔
طاہر پر طہارت کا حکم ہے تو نجس پر نجاست کا، کافر کے کچھ احکام ہیں تو مومن کے لئے دوسرے احکام ہیں۔

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد   گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی
وجود کے ہر مرتبہ کا ایک حکم ہے   اگر تو مراتب کا فرق نہ کریگا تو تو زندیق ہے

مولانا بحر العلوم نے وحدت الوجود کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا۔ تمام موجودات عین ذاتِ حق ہیں۔ ممکنات کے تعینات اور تشخصات محض ایک پردہ ہیں۔ اگر یہ پردہ اٹھ جائے تو سوائے ذاتِ حق کے کوئی وجود نہیں ہے اور یہ عالمِ امکاں نیست و نابود ہوجائے۔

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید توضیح کرتے ہوئے فرمایا۔ صوفیا کے نزدیک وجود سے مراد مصدری معنی نہیں ہیں کیونکہ وہ خارج میں موجود نہیں ہیں، معقولاتِ ثانیہ میں سے ہیں جس کا وجود صرف ذہن میں ہوتا ہے بلکہ وجود سے اُن کی مراد مابہ الموجودیت ہے، حضرتِ حق جل مجدہٗ اپنے وجود اور ممکنات کے وجود میں غیر کا محتاج نہیں ہے۔ اُس کی ذات ہی خود اُس کے وجود کی مقتضی ہے اور اسی طرح ممکنات کے وجود کی بھی اُس کی ذات ہی مقتضی ہے، ممکنات کا مابہ الموجودیت کیا ہے؟ اُن کے وجود سے ارادۂ الٰہی کا تعلق ہے اور یہ ارادہ اللہ کی صفتِ ذاتی ہے جس کا مقتضی صرف اُس کی ذات ہے لہٰذا ممکنات کا مابہا الموجودیت ذاتِ حق کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اب حضرتِ حق تعالیٰ کو ممکنات کا وجود بمعنی مابہا الموجودیت کہنا بالکل حق اور درست ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ عزیزی میں وحدت الوجود کی تشریح کی ہے فرمایا کہ پہلے وحدت الوجود کے معنی سمجھ لو پھر حقیقت حال سمجھنا۔ وحدت الوجود کے معنی یہ ہیں کہ وجودِ حقیقی (بمعنی مابہ الموجودیت نہ کہ معنی مصدری) ایک چیز ہے جو واجب میں واجب اور ممکن میں ممکن اور جوہر میں جوہر، عرض میں عرض ہے اور اُس کے یہ اختلافات ذات کے اختلافات نہیں ہیں جیسا کہ سورج کی شعاعیں پاک اور ناپاک پر پڑتی ہیں اور وہ اپنی ذات کے اعتبار سے پاک ہیں، ناپاک نہیں ہیں۔ یہ مسئلہ اپنی جگہ حق ہے اور کسی طرح بھی شرع کے مخالف نہیں ہے اسلئے کہ اس وجودِ حقیقی میں سے ہر مرتبہ کا ایک جداگانہ حکم ہے اور شرع شریف ہر مرتبہ کا حکم بیان کرتی ہے بعض کو ہادی، بعض گمراہ کنندہ، بعض کو واجب الاطاعت، بعض کو واجب العصیان، بعض کو حلال، بعض

کو حرام، بعض کو پاک، بعض کو ناپاک قرار دیتی ہے، کوتاہ بین سمجھتا ہے کہ یہ ذات کے اختلاف کی وجہ سے ہے حالانکہ یہ قطعاً نہیں ہے بلکہ شئوں اور اعتبارات کا اختلاف ہے۔ قرآن مجید کی چند آیتوں سے بھی اس مسئلہ کی صحت کے اشارات ملتے ہیں۔

سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ○ اَلَآ اِنَّهُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ۔ عنقریب ہم اُن لوگوں کو اپنی نشانیاں اطرافِ عالم میں دکھائیں گے۔ ان کے اپنے درمیان میں بھی یہاں تک کہ اُن پر ظاہر ہو جائیگا کہ یہ قرآن حق ہے۔ کیا یہ بات کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار ہر چیز کا شاہد ہے یاد رکھو یہ لوگ تو اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہونے کی طرف سے شک میں ہیں۔ سنو! خدا ہر چیز پر حاوی ہے۔ نیز آیت هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وہی شروع سے ہے وہی آخر تک رہے گا وہی ظاہر ہے وہی پوشیدہ ہے۔ صوفیا کا ایک گروہ ہے جو وحدت الوجود کے قائلوں کی باتوں کو سُکر اور استغراق کی حالت پر محمول کرتا ہے اور وحدت الوجود کی واقعیت سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بسا اوقات سالک کو وحدت الوجود کا احساس ہوتا ہے لیکن وہ نفسُ الامری نہیں ہے جیسا کہ سورج کی روشنی میں تمام ستارے چھپ جاتے ہیں تو دیکھنے والا صرف سورج کا وجود سمجھتا ہے اور ستاروں کو معدوم سمجھتا ہے حالانکہ وہ نفسُ الامر میں موجود اور منوّر ہوتے ہیں تو یہ لوگ جس کو وحدت الوجود سمجھ گئے ہیں وہ وحدت الشہود ہے۔

اِن دونوں نظریوں میں فرق یہ ہے کہ وحدت الوجود کے قائل تو دراصل وجود کی حقیقی تقسیم وجودِ واجب اور وجود ممکن کے قائل نہیں ہیں اور وحدت الشہود کے قائل وجودِ ممکنات کے بھی قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ واجب الوجود کے مشاہدہ کے وقت ممکنات کے وجودات مخفی ہو جاتے ہیں۔ وحدت الوجود کے محرمی، وجودِ حقیقی اور ممکنات کی تشبیہ دریا اور اُس کی موجوں اور بلبلوں سے یا رسّی اور اُس کی گرہوں سے دیتے ہیں۔

گفتم از وحدت و کثرت سخنے گوئی بہ رمز — گفت موج و کف و گرداب ہمانا دریاست

میں نے کہا وحدت اور کثرت کی بات اشارہ میں کہئے — اُس نے کہا موجیں اور جھاگ اور بھنور، دریا ہی ہیں

اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہیں — حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں

ہے مشتمل نمودِ صُوَر پر وجودِ بحر — یاں کیا دھرا ہے قطرۂ و موج و حباب میں (غالبؔ)

اور وحدت الشہود کے قائل وجودِ حقیقی اور ممکنات کے وجود کے تشبیہ اصل اور اُس کے سایہ سے دیتے ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وحدت الشہود کو چند در چند اشاروں کے ذریعہ ثابت کیا ہے۔ بادشاہ کے دربار میں گاؤں کے چودھری کا قصہ نقل کر کے اِسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے اور رپٹ بیچنے کی حکایت میں بھی اِسی حقیقت کو روشناس کرایا ہے۔

ایک مقام پر شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں مسلکوں کی تطبیق بھی کی ہے اور فرمایا ہے کہ وحدتِ وجودی مرتبۂ ذات میں درست ہے اور وحدت الشہود تعینات کے درجہ میں واجب القبول اور صحیح ہے لہٰذا دونوں باتیں اپنی جگہ صحیح ہیں۔

اب ہم اس مسئلہ پر آپ کو "رودِ کوثر"

کے حوالے سے شیخ محمد اکرم کی زبانی بھی سمجھائیں
سناتے ہیں تاکہ مسئلہ کی پوری تنقیح اور توضیح ہو جائے وہ فرماتے ہیں۔
حضرت مجدد سرہندی سے پہلے تمام صوفیاء ہند میں ایک ہی فلسفہ رائج
تھا اور وہ تھا ابن العربی کا فلسفۂ وحدت الوجود۔ بیشک اُس کے اخذ و قبول
میں مختلف منازل اور مراتب تھے۔ بعض انتہا پسند صوفی تو وحدت الوجود میں اس قدر غلو کرتے تھے کہ وہ قریب قریب دائرۂ اسلام سے باہر آجاتے تھے اور کئی دوسرے اُسے نقطہ اسی حد تک اختیار کرتے تھے جس حد تک اسلام مانع نہ ہو۔ اب پہلی مرتبہ ایک جُداگانہ فلسفہ مدوّن ہوا جو فلسفہ وحدت الوجود کے مقابل ہوا اور یہ فلسفہ وحدت الشہود تھا جو معنوی اعتبار سے وحدت الوجود کی ضد یعنی تثنیۃ الوجود کا فلسفہ کہلا سکتا ہے۔

وحدت الوجود اور وحدت الشہود دونوں فلسفے ذاتِ باری اور مخلوقات و ممکنات کے تعلقات کو بیان کرتے ہیں اور ان دونوں فلسفوں کو توحیدِ عینی اور توحیدِ ظلّی سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔ تذکرۂ غوثیہ میں دونوں فلسفوں کے فرق کو ان الفاظ سے سمجھایا گیا ہے۔ وجود یعنی حقیقی ہستی واحد ہے لیکن ایک ظاہر وجود ہے اور ایک باطن، باطن وجود ایک نور ہے جو تمام عالم کے لئے بمنزلہ جان کے ہے اس نورِ باطن کا پرتو ظاہر وجود ہے جو ممکنات کی صورت میں رونما ہے۔ ہر اسم، وصف، فعل جو عالمِ ظاہر میں ہے۔ اُن سب کی اصل وہی وصفِ باطن ہے اور اس کثرت کی حقیقت وہی وحدتِ صرف ہے جیسے اَمواج کی حقیقت عین ذاتِ دریا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ کائنات کے جملہ افراد تجلیاتِ حق ہیں۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَشْیَاءَ وَھُوَ عَیْنُھَا اور اس اعتباری کثرت کا وجود اِسی حقیقی وحدت سے ہے۔ اَلْحَقُّ مَحْسُوْسٌ وَالْخَلْقُ مَعْقُوْلٌ۔ یہ وحدت الوجود کے فلسفہ کا خلاصہ ہے۔ وحدت الشہود کی تفصیل یہ ہے کہ کائنات کا وجود اور مختلف صفات اور آثار کا ظہور، واحدِ مطلق کی ذات و صفات کا ظل و عکس ہے جو عدم میں منعکس ہو رہا ہے اور یہ ظل و عکس واحدِ مطلق کا عین نہیں ہے بلکہ محض ایک مثال ہے۔ نواب سر احمد حسین نظام جنگ بہادر نے اپنی کتاب فلسفۂ فقراء میں اِن دونوں نظریوں کے فرق کو حسب ذیل نقشہ کی مدد سے نمایاں کیا ہے:۔

وحدت الوجود	(ھُوَ الْکُلُّ)	وحدت الشہود	ھُوَ الْھَادِیْ
نظریہ	ہمہ اوست	نظریہ	ہمہ از وست
رجحانِ تصوف	سکون کی طرف مائل	رجحانِ تصوف	جوش کی طرف مائل
	(میں اور وہ جدا نہیں وہ دریا تو میں قطرہ ہوں)		میں اسکے ساتھ اور وہ میرے ساتھ ہے۔
	وصل		عشق
اعتقاد۔	میں کون؟ اَنَا الْحَقُّ	اعتقاد۔	میں کون؟ اَنَا عَبْدُہٗ (عاشق)

حقیقت تو یہ ہے کہ اس طرح کے مباحث محض ذوقی اور وجدانی ہیں
اِن کو دلائل سے ثابت کرنا اور اُن کی تشریحات کرنا انتہائی دقت
طلب ہیں اِسی لئے شریعت نے اِن مباحث میں پڑنے
سے روکا ہے اور ذات و صفات کے

قرار دیا ہے۔ اِس بحث میں مولانا رومی کا کیا رجحان ہے اور وہ کونسے گروہ کے ترجمان سمجھے جاتے ہیں، مولانا کے پڑھنے والوں کو اس کا فیصلہ کرنا دشوار ہو رہا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

می شناسد ہر کہ اُو را منظر ست — کایں فغان ایں سرے ہم زاں سر ست
صاحبِ نظر جانتا ہے — کہ اِس جانب کی آہ و زاری اُس جانب ہی ہے

ایک جگہ فرماتے ہیں۔
جملہ معشوق ست و عاشق پردۂ
سب کچھ معشوق ہی ہے، عاشق ایک پردہ ہے

کسی مقام پر واضح الفاظ میں فرماتے ہیں کہ صرف ذاتِ واحد ہی موجود ہے اور تعدد یا کثرت محض ایک اعتباری چیز ہے۔

گر ہزاراں اند یک کس بیش نیست — جز خیالاتِ عدد اندیش نیست
اگر ہزاروں بھی ہیں ایک کے علاوہ کچھ نہیں ہے — کثرت اور تعدد محض خیالی ہے

بحر وحدانیست جفت و زوج نیست — گوہر و ماہیتش غیرِ موج نیست
صرف واحدانیت کا سمندر ہے جفت اور جوڑا کچھ نہیں — اس کی حقیقت اور ماہیت موجوں سے جدا نہیں ہے

نیست اندر بحر شرک پیچ پیچ — لیک با احول چہ گویم ہیچ ہیچ
سمندر میں کسی چیز کی شرکت نہیں ہے — لیکن بھینگے سے میں کیا کہوں

یعنی غیر محدود کثرت کے اندر وجودِ حقیقی ایک ہی ہے، کثرت کو حقیقی سمجھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ بھینگا ایک کو دُو دیکھتا ہے۔ انسان کی اِس بھینگی آنکھ نے ہی اُس کو مشرک بنایا ہے۔ اگر صحیح بینائی ہو تو وحدت کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے۔ یہ اور اس طرح کے بہت سے اشعار پڑھنے والے کو بتاتے ہیں کہ مولانا وحدت الوجود کے داعی ہیں لیکن دوسری طرف اگر غور کیا جائے تو حقیقت اس کے خلاف واضح ہوتی ہے۔

جو لوگ وحدت الوجود کے نظریہ کے قائل ہیں وہ جبر و اختیار کی بحثوں میں جبر کو ترجیح دیتے ہیں اور جبریہ فرقہ ہی کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ اور یہاں تک کہہ دیتے ہیں۔

ہر آں کس را کہ مذہب غیرِ جبر ست — نبی فرمود کو مانندِ گبر ست
جس شخص کا مذہب جبر کے علاوہ ہے — نبی نے فرمادیا ہے وہ مجوسی ہے

لیکن مولانا اختیار کے قائل ہیں اور جا بجا جبر کے عقیدے کی تردید کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

سعی، شکرِ نعمتِ قدرت بُود — جبرِ تو انکارِ آں نعمت بُود
کوشش قدرت کی نعمت کا شکریہ ہے — جبر اس نعمت کا کفر ہے

شکرِ نعمت نعمتت افزوں کند — کفرِ نعمت از کفت بیروں کند
نعمت کا شکر نعمت کو بڑھاتا ہے — کفرانِ نعمت سے محروم کر دیتا ہے

جبرِ تو خفتن بود در رہ مخسپ
تا نہ بینی آں درو در گہ مخسپ

تیرا جبر سو جانا ہے، راستہ میں نہ سو — جبتک اس در اور دربار کو نہ دیکھ لے نہ سو

جبر خفتن درمیانِ رہزناں — مرغِ بے ہنگام کے یابد اماں

جبر، ڈاکوؤں میں سو جانا ہے — بے وقت کا مرغا کب بچا ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ صوفیا کی وہ اکثریت جو وحدت الوجود کی قائل ہے وہ جبر کی بھی قائل ہے اور جبر کا نتیجہ جدوجہد کا ترک اور گوشہ نشینی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اسی بنا پر تصوف پر الزام لگانے والے تصوف کا یہ نتیجہ سمجھنے لگے کہ تصوف کا نتیجہ تعطل اور بیکاری اور دنیوی جدوجہد سے دست برداری کے سوا کچھ نہیں ہے اور تصوف مسائلِ زندگی سے ایک راہِ فرار ہے۔

لیکن مولانا جدوجہد اور سعی وعمل کے بہت بڑے داعی ہیں۔

اور "کوششِ بیہودہ بہ از خفتگی"

سوجانے سے، سعی لاحاصل بہتر ہے

تک کے قائل ہیں۔

ایک جگہ پیغمبر کی زبانی فرمایا ہے۔

پایہ پایہ رفت باید سوئے بام — ہست جبری بودن ایں جا طمعِ خام

ایک ایک پٹری کوٹھے کیطرف چڑھنا چاہئے — اس جگہ جبری بننا بیکار لالچ ہے

اللہ تعالیٰ نے ہاتھ پاؤں دے کر کوشش اور سعی کی تلقین کی ہے اگر وہ اُن کو بروئے کار نہیں لاتا ہے تو کفرانِ نعمت ہے۔

پائے داری چوں کنی خود را تو لنگ — دست داری چوں کنی پنہاں تو چنگ

تیرے پیر ہیں اپنے آپ کو تو لنگڑا کیوں بناتا ہے؟ — تیرے ہاتھ ہیں پنجہ کو کیوں چھپاتا ہے؟

خواجہ چوں بیلے بدستِ بندہ داد — بے زباں معلوم شد او را مراد

آقا نے جب بیلچہ ہاتھ میں دے دیا — اس کا مقصد بغیر کہے معلوم ہو گیا

توکل کا ایک غیر شرعی مفہوم عقیدۂ جبر کا لازمی نتیجہ ہے۔ مولانا اسکے بارے میں فرماتے ہیں۔

گر توکل می کنی در کار کن — کار کن پس تکیہ بر جبار کن

اگر توکل کرتا ہے، کام میں کر — کام کر پھر اللہ پر توکل کر

گفت آرے گر توکل رہبر ست — ایں سبب ہم سنتِ پیغمبر ست

اس نے کہا ہاں اگر توکل راہنما ہے — سبب کو اختیار کرنا بھی پیغمبر کی سنت ہے

گفت پیغمبر باوازِ بلند
بر توکل زانوے اشتر بہ بند

پیغمبر نے بلند آواز سے فرمایا — توکل کیساتھ اونٹ کا پیر باندھ

رمزِ الکاسب حبیب اللہ شنو
از توکل در سبب کاہل مشو

کمانے والا اللہ کا دوست ہے کا اشارہ سُن توکل کی وجہ سے اسباب اختیار کرنے میں سستی نہ کر

در توکل کسب و جہد اولیٰ ترست — تا حبیبِ حق شوی ایں بہترست

کمانا اور کوشش کرنا توکل کے معاملے میں بہت بہتر ہے — تاکہ تو اللہ کا سہارا بن جائے یہ اچھا ہے

ایک جگہ فرمایا اسباب کا اختیار کرنا اور زندگی کی جدّوجہد میں صبر و استقلال کے ساتھ زندگی کے نشیب و فراز سے دوچار ہونا ہمیشہ سے خاصانِ خدا کا خاصہ رہا ہے۔

سعیِ ابرار و جہادِ مومناں — تا بدیں ساعت ز آغازِ جہاں

نیکوں کی کوشش اور مومنوں کا جہاد — دنیا کی ابتداء سے اب تک

حق تعالیٰ جہدِ شاں را راست کرد — آنچہ دیدند از جفا و گرم و سرد

اللہ نے اُن کی کوشش اور تمام — گرم و سرد کو صحیح قرار دیا

جہد و عمل کے سلسلہ میں مولانا کا وہ شعر بھی مشہور ہے جس پر غالب جیسا شاعر سَر دُھنتا ہے۔

بزیرِ کنگرۂ کبریاش مردانند — فرشتہ صید و پیمبر شکار و یزداں گیر

اُس کی کبریائی کے کنگرہ کے زیرِ سایہ وہ انسان بھی ہیں، فرشتہ اور پیغمبر جن کا شکار اور وہ خدا کو قابو میں کرلینے والے ہیں

اور اقبال نے اسی شعر کو اپنے الفاظ میں اس طرح کہا ہے۔

در دشتِ جنونِ من جبرئیل زبوں صیدے — یزداں بکمند آور اے ہمّتِ مردانہ

میرے جنون کے میدان میں جبرئیل معمولی شکار ہیں — اے ہمّتِ مردانہ خدا کو قابو میں کرلے

اِن حالات میں کسی طرح یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مولانا وحدت الوجود کے اُس مفہوم کے قائل تھے جو دوسرے صوفیاء نے اختیار کیا ہے۔

جبر و قدر انسان جو کام کرتا ہے وہ اپنے اختیار سے کرتا ہے یا بصورتِ جبر اس سے صادر ہوتے ہیں۔ یہ مسئلہ بھی اُن مسائل میں سے ہے جن کا فیصلہ کرنا دشوار ترین امر ہے۔ اِس مسئلہ کی بنیاد دراصل اِس مسئلہ پر ہے کہ انسان اپنے اعمال کا خود خالق ہے یا انسان کے اعمال کا خالق بھی اللہ تعالےٰ ہے، حکماء کا ایک گروہ اِس بات کا قائل ہے کہ انسانی جملہ اعمال بھی اللہ کی تخلیق ہیں انسان کو اُنکے صادر کرنے میں کوئی اختیار اور دخل نہیں ہے۔ وَمَا تَشَاءُونَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللہ۔ تمہارا چاہنا کچھ نہیں بجز اِسکے کہ اللہ چاہے۔ مَا شَاءَ اللہُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاْءْ لَمْ يَكُنْ جو اللہ نے چاہا ہوا جو نہ چاہا نہ ہوا۔ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ خلق اور امر صرف اللہ کا ہے۔ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ۔ ہونے والی باتوں پر قلمِ تقدیر (لکھ کر) خشک ہوچکا ہے۔ اَلْقَلْبُ بَيْنَ اِصْبَعَيِ الرَّحْمٰنِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ۔ انسانی قلب اللہ کے قبضہ میں ہے جس طرف چاہتا ہے (برائی یا بھلائی) اُس کو اُس طرف مائل کردیتا ہے۔ اب اِن دلائل کے پیشِ نظر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ انسان مجبورِ محض ہے تو ظاہر ہے کہ اِس صورت میں انسان کے اعمال کے حسن و قبح کا کوئی سوال ہی

نہیں پیدا ہوتا ہے اور افعال پر جزا و سزا کا ترتب بھی بالکل بے معنی ہو جاتا ہے۔ اگر زید کے ہاتھ میں رعشہ کی اضطراری حرکت ہے تو زید کو اس حرکت کی بنا پر اچھا یا برا کہنا بالکل غیر معقول ہے، انسان کے سر پر پھول برسیں یا پتھر، انسان نہ پھولوں کی ستائش کرتا ہے نہ پتھر کی شکایت۔ حکمار کے اس گروہ کو جبریہ کہا جاتا ہے۔

دوسرا گروہ قدریہ ہے جو تقدیرِ ازلی کا منکر ہے اور تمام انسانی افعال کا صدور انسان سے بطور کلی اختیار کے تسلیم کرتا ہے اور بندوں کے افعال کا خالق بندوں ہی کو قرار دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں عالم میں دو خالق تسلیم کرنے پڑیں گے۔ ایک خدا اور ایک غیرِ خدا اور اس ثنویت کو اسلام کسی طرح تسلیم نہیں کر سکتا ہے۔ یزداں اور اہرمن کے تصور کو اسلام نے مٹایا ہے اور خالص توحید کی طرف رہنمائی کی ہے۔ اسی بنا پر اس قدریہ فرقہ کو مجوس ہٰذہ الامۃ قرار دیا گیا ہے۔

عقلی اعتبار سے غور کیا جائے تو یہ عقیدہ بھی خلافِ واقعہ نظر آتا ہے، اسلئے کہ انسان کا کسی کام کو کرنا یا کسی کام سے باز رہنا خواہش و ارادہ یا نفرت و اجتناب کی بنیاد پر ہوتا ہے اور انسان کو اپنی قوتِ ارادی یا قوتِ اجتنابی کی تحریک پر کوئی اختیار نہیں ہے۔ اب ان دونوں قوتوں کی تحریک کا جو نتیجہ بھی ہے وہ غیر اختیاری ہو جاتا ہے۔ اشاعرہ نے ایک درمیانی صورت نکالی یعنی انسان کے افعال کا خالق تو اللہ کو قرار دیا اور کسب کو انسان کا اپنا فعل قرار دیا اور یہ عقیدہ ٹھہرایا کہ افعال خواہ خداوندی ہوں یا بندوں کے سب کا خالق اللہ ہی ہے۔ اب بندوں کے افعال کی برائی، بھلائی یا جزا و سزا اس بنیاد پر ہے کہ انسان نے اس کا کسب کیا ہے۔ مولانا روم نے اس مسئلہ پر بہت سے مقامات پر بحث کی ہے۔ ایک جگہ تو جبریہ اور قدریہ دونوں کو غلط کہا ہے اور فرمایا کہ اگر دیکھا جائے تو انسان کا جبرِ مطلق، اختیارِ مطلق کی بہ نسبت بالکل بداہت کے خلاف ہے۔ بداہۃً نظر آتا ہے کہ انسان اپنے افعال میں صاحبِ اختیار ہے۔ رہی یہ بات کہ یہ اختیار خدا کا عطا کردہ ہے یہ ایک نظری مسئلہ ہے اور فرمایا قدری کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جو دھویں کو موجود مانتا ہے اور آگ جو اس کی علت ہے اس کا انکار کرتا ہے اور جبری کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو دھوئیں کے ہوتے ہوئے اس دھویں کے وجود ہی سے انکار کرتا ہے۔ اب فیصلہ کیا جائے کہ کونسا شخص زیادہ حماقت میں مبتلا ہے۔ مولانا کے زمانہ میں اکثر صوفیار اور علمار جبر کے قائل تھے۔ امام رازی جیسے فاضل نے اپنی تفسیر میں متعدد جگہ جبر پر دلائل قائم کئے ہیں اور پھر مستقل کتاب لکھ کر جبر کے اثبات کے لئے عقلی و نقلی دلائل پیش کئے ہیں لیکن مولانا روم کا رجحان جبر کے بالکل خلاف ہے۔ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَ مَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ کے بارے میں مولانا نے فرمایا۔ یہ حدیث جد و جہد کی ترغیب کے لئے ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی شاہی ملازم سے یہ کہے "جو وزیر چاہتا ہے وہی ہوتا ہے" تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وزیر کو خوش رکھنے کی جد و جہد کرنی چاہئے کیونکہ مقصد کا حصول وزیر کی خوشی پر موقوف ہے۔ یہ نہیں ہے کہ مقصد کا حصول ہمارے ہاتھ میں ہے لہٰذا وہ بغیر جد و جہد کے ہمیں حاصل ہو جائیگا۔ اسی طرح اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نجات اور حصولِ مقاصد تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے کہ جب چاہو حاصل ہو جائے بلکہ اس کے لئے انتہائی جد و جہد کی ضرورت ہے۔

جفّ القلمُ بما هو کائنٌ کے بارے میں فرماتے ہیں یہ بالکل سچ ہے لیکن اسکے یہ معنی کہ جو کچھ ہونا ہے وہ پہلے ہی دن لوحِ تقدیر میں لکھا جاچکا ہے صحیح نہیں ہیں یہ عوام کی غلطی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ طے ہوچکا ہے کہ ہر کام کا خاص نتیجہ ہے، یہ طے ہوچکا ہے کہ ہر چیز کا ایک سبب ہے، یہ طے ہوچکا ہے کہ نیکی و بدی یکساں نہیں ہیں، یہ طے ہوچکا ہے کہ نیکی کا نتیجہ نیک اور بدی کا بد ہوگا۔

مولانا نے انسان کے اِختیار کے ثبوت کے لئے جو دلائل قائم کئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ہر شخص کے دل میں اختیار کا یقین ہے گو زبانی اس کا اِنکار کرے اگر اسی شخص کے سر پر چھت ٹوٹ پڑے تو کبھی چھت پر غصہ نہ کرے گا اور اگر کوئی دوسرا شخص اس کے سر پر پتھر مار دے تو اس پر اس کو سخت غصہ آئے گا اور یہ اسی بنیاد پر ہے کہ چھت کو اس نے غیر مختار سمجھا۔ اور اس شخص کو اس نے صاحبِ اختیار مانا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ کتا بھی اس بات کو سمجھتا ہے کتا پتھر کو نہیں کاٹتا ہے جو پتھر پھینک کر اس کے ماریگا اس کو کاٹے گا۔

(۲) خود انسان کے تمام اقوال و افعال سے اِختیار کا ثبوت ہوتا ہے۔ ہم کسی شخص کو کسی کام کے کرنے کا حکم دیتے ہیں، کسی کو کسی کام کے کرنے کی ممانعت کرتے ہیں اپنے کسی فعل پر خود نادم ہوتے ہیں اور کسی فعل پر خوش، یہ اِس کی دلیل ہے کہ ہم خود اپنے آپ کو اور دوسرے کو صاحبِ اختیار سمجھتے ہیں۔

(۳) جبر کے ثبوت میں سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اگر خدا ہمارے افعال پر قادر نہیں ہے تو مجبور ہے اور اگر قادر ہے اور بندہ کو بھی قادر مانا جائے تو ایک فعل کے دو فاعل قرار پاتے ہیں جو باطل ہے۔ مولانا نے اس شبہ کا جواب دیا جو شبہ کا جواب بھی ہے اور بجائے خود بندہ کے اِختیار کے لئے دلیل بھی ہے۔ فرمایا جو چیز کسی چیز کی ذاتیات میں سے ہے وہ سلب نہیں ہوتی ہے۔ لوہار کے بسولے میں جبر ہے لوہار کا آلہ بننے کی وجہ سے۔ اس کا جبر سلب نہیں ہوجاتا ہے۔ اِسی طرح اِختیار انسان کی ذاتیات میں سے ہے۔ اگر اللہ کو فاعل مانا جائے اور انسان اس کے لئے بمنزلہ آلہ کے ہو تب بھی اس کا اختیار باقی رہیگا، انسانی اختیار سلوب نہ ہوگا اور نہ جبر سے تبدیل ہوگا۔ اگر یہ کہا جائے کہ انسان کا کفر کرنا اللہ کی مرضی سے ہے تو بھی خود یہ ثابت ہورہا ہے کہ کفر کافر کا فعلِ اختیاری ہے ورنہ کافر، کافر نہیں ہے۔

(۴) انسان کے تمام افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اُن کا صدور انسان سے ہوتا ہے اللہ کے خالق ہونے کی وجہ سے بسا اوقات افعالِ عباد کی نسبت اللہ کی طرف کردی جاتی ہے، ورنہ دراصل وہ بندہ کا فعل ہے۔ مولانا بحر العلوم نے ایک مقام پر فرمایا ہے ایک فرق بعد الجمع کا مقام ہے۔ جب سالک کی سیر عروج کی طرف ختم ہوجاتی ہے اور اس کا وجود مقامِ فنا میں پہنچ جاتا ہے تو وہ پھر بشریت کی طرف نزول کرتا ہے اور اپنی ذات کا جلوہ آئینۂ حق میں دیکھتا ہے اور اپنے تمام افعال و صفات کو منسوب بسوئے حق دیکھتا ہے اور یہ عرفان کا سب سے بلند مقام ہے۔

مثنوی اور فلسفی مسائل

مولانا کا مقصد مثنوی میں اگرچہ فلسفی

مسائل کو بیان کرنا نہیں ہے ضمناً جو مسائل بیان فرمادیئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

تجاذبِ اجسام کائنات کے تمام اجسام ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اور اسی تجاذب اور کشش پر نظامِ کائنات قائم ہے۔ یہی وہ مسئلہ ہے جس کی تفاصیل نیوٹن نے کیں اور یہ نظریہ اُس کی طرف منسوب کیا گیا جبکہ مولانا نے سینکڑوں برس قبل یہ نظریہ بیان فرمادیا تھا:۔

جملہ اجزاءِ جہاں زاں حکم پیش — جفت جفت و عاشقاں جفتِ خویش
دنیا کے تمام اجزاء جوڑا جوڑا ہیں — اور ہر ایک اپنے جوڑے کا عاشق ہے

آسماں گوید، زمیں را مرحبا — با توام چوں آہن و آہن رُبا
آسمان، زمین کو خوش آمدید کہتا ہے — کہ میری تیری مثال لوہے اور مقناطیس کی سی ہے

فرمایا کہ اجرامِ فلکی کی کشش کی بنیاد پر زمین بیچ میں مُعلق ہے اور اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے مقناطیس کا ایک گنبد بنایا جائے اور لوہے کا ایک ٹکڑا بیچ میں کردیا جائے تو وہ معلق ہوکر رہ جائے گا۔

آں حکیمش گفت کز جذبِ سما — از جہاتِ شش بماند اندر ہوا
اُس حکیم نے اُس سے کہا کہ آسمان کی وجہ — شش جہات کی کشش کی وجہ سے زمین فضا میں معلق ہے

چوں ز مقناطیس قبہ ریختہ — درمیاں ماند آہنے آویختہ
جس طرح کہ مقناطیس کا گنبد ہو — اور اس کے درمیان لوہے کا ٹکڑا لٹکا ہو

تجاذبِ ذرات اب یہ بات مسلّمات میں سمجھی گئی ہے کہ اجسام کی ترکیب ذرات سے ہے اور ان ذرات میں باہمی کشش اور تجاذب ہے اور تمام اجسام کے ذرات میں کشش اور تجاذب یکساں نہیں ہے۔ بعض اجسام کے ذرات میں باہمی کشش بہت بڑھی ہوئی ہے اور بعض میں کم جیسا کہ لوہا اور لکڑی۔ اس مسئلہ کو سینکڑوں سال قبل مولانا نے بیان فرمایا:۔

میلِ ہر جزئی بہ جزئی می نہد — ز اتحادِ ہر دو تولیدے جہد
ہر جزئی کا ایک جزئی کی طرف میلان ہے — دونوں کے اتحاد سے پیدائش ہوئی ہے

اِن اشعار میں مولانا نے تجاذب کی کیفیت کو عشق سے تعبیر کیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ نباتات کے جو اجزاء ہیں وہ جمادی ہیں لیکن اُن میں اور نباتی اجزاء میں کیونکہ کشش ہے لہٰذا وہ جمادی اجزاء نباتیت اختیار کرلیتے ہیں۔ اسی طرح نباتی اجزاء حیوانی اجزاء بن جاتے ہیں۔ اگر یہ کشش نہ ہو تو عالم میں مرکبات کا نقدان ہو جائے۔

تجددِ امثال مولانا بحرالعلوم نے ایک مقام پر فرمایا ہے۔ تجددِ امثال یہ ہے کہ کائنات کی صورتیں ہر آن تبدیل ہو رہی ہیں۔ ایک صورت زائل ہوتی ہے اور دوسری صورت اس کی جگہ لے لیتی ہے اور ذات اسی طرح باقی رہتی ہے، چونکہ مٹنے والی صورت آنے والی صورت جیسی ہے۔ اس وجہ سے اِس تبدیلی کا احساس نہیں ہوتا ہے اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلی صورت علیٰ حالہا باقی ہے۔ جدید تحقیقات اس مسئلہ

کی تصدیق کرتی ہیں۔ مولانا نے اِس
مسئلہ کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:۔

پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتے ست
مصطفٰے فرمود دنیا ساعتے ست

ہر لحظہ تیری موت اور واپسی ہے۔ اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا ایک ساعت کی ہے

ہر نفس نو مے شود دنیا و ما　　　بے خبر از نو شدن اندر بقا
ہر سانس میں دنیا نئی بن رہی ہے　　　ہم اُس کے نئے بننے سے بے خبر ہیں

عمر ہمچو جوئے نو نو می رسد　　　مُستمرے می نماید در جسد
زندگی نہر کے پانی کی طرح نئی نئی آتی رہتی ہے　　　بدن میں مسلسل نظر آتی ہے

شاخِ آتش را بہ جنبانی بساز　　　در نظر آتش نماید بس دراز
جلتی لکڑی کو تیزی سے گھماؤ　　　تو دیکھنے میں ایک لمبی آگ نظر آئے گی

انسان کی زندگی کی بھی یہی صورت ہے۔ ہر لمحہ فنا اور بقا ہے۔ لیکن یہ تبدیلی اِس سرعت کے ساتھ ہے کہ زندگی مُستقل اور مُستمر محسوس ہوتی ہے اور اس کی مثال میں فرمایا کہ نہر کے پانی کی سطح مستقل نظر آتی ہے حالانکہ وہ سطح برابر بدل رہی ہے یا شعلہ کو اگر تیزی سے گھماؤ تو وہ ایک دائرے کی شکل میں نظر آنے لگتا ہے حالانکہ ہر آن وہ شعلہ دائرے میں اپنی جگہ بدل رہا ہے لیکن تم اُسے محسوس نہیں کر رہے ہو۔

مسئلہ ارتقاء دنیا کی موجودات کو چار قسموں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ جمادات، نباتات، حیوانات، انسان۔ اب اِن میں یہ بحث ہے کہ آیا یہ چاروں قسمیں ابتداءِ تخلیق سے اسی طرح سے مخلوق ہوئی ہیں یا ابتداءِ تخلیق میں صرف ایک چیز پیدا کی گئی تھی پھر اُس نے ترقی اور ارتقاء کیا ہے۔ وہ چیز جماد تھی پھر ترقی کر کے نبات بنی پھر ترقی کر کے حیوان بنی اور پھر ترقی کر کے انسان بن گئی۔ یہ آخری نظریہ ڈارون کی طرف منسوب ہے۔ مولانا شبلی کا خیال ہے کہ مولانا بھی ڈارون سے بہت پہلے اِسی ارتقاء کے قائل تھے اور اُس کے ثبوت کے لئے حسب ذیل اشعار پیش کئے ہیں:۔

آمدہ اوّل بہ اقلیمِ جماد　　　وز جمادی در نباتی اوفتاد
انسان شروع میں جماد تھا　　　جماد سے نبات بنا

سالہا اندر نباتی عمر کرد　　　وز نباتی یاد ناوَرد از نبرد
سالوں نبات رہا　　　لیکن نباتی زندگی اسے یاد نہیں ہے

وز نباتی چوں بہ حیوانی فتاد　　　نامدش حالِ نباتی ہیچ یاد
نبات سے جب حیوان بنا　　　نباتی حالت اُس کو یاد نہیں ہے

جز ہماں میلے کہ دارد سوئے آں　　　خاصہ در وقتِ بہارِ ضیمراں
ہاں سوائے اُس میلان کے جو اسکو نباتات کی طرف ہے　　　خصوصاً موسم بہار میں ضیمران کے کھلنے کے وقت

ہمچو میلِ کودکاں با مادراں　　　سرِ میلِ خود نہ داند در لباں
جس طرح کہ بچوں کا ماؤں کی طرف میلان ہوتا ہے۔ شیر خوارگی کے زمانہ میں بچے میلان کا راز نہیں جانتا

بازاز حیواں سوِانسانیش — میکشد آں خالقے کہ دانیش
پھر حیوان سے انسان کی جانب — اُسکو وہ خدا لے جاتا ہے جو اُسکو جانتا ہے

ہمچنیں اقلیم تا اقلیم رفت — تا شد اکنوں عاقل و دانا و زفت
اِسیطرح وہ ایک عالَم سے دوسرے عالَم کیطرف چلتا رہا — یہاں تک وہ عاقل و دانا اور فربہ بن گیا

مولانا کے یہ اشعار صاف لفظوں میں بتارہے ہیں کہ مولانا انسان کی ابتدائی خلقت جمادی مانتے ہیں یہ ترقی کرکے اس نے جسمِ نباتی اختیار کیا۔ پھر عالمِ نباتات سے وہ جسمِ حیوانی بنا اور جسمِ حیوانی سے اس نے جسمِ انسانی اختیار کیا اور موسمِ بہار میں گل و گلزار کی طرف اُس کے میلان کو اُسکے عالمِ نباتات سے عالمِ حیوانات کی طرف منتقل ہونے کی دلیل بتارہے ہیں۔

وجود کے مراتب

وجود صرف مادّی ہے یا اُس کے مراتب ہیں اور ادنیٰ درجہ مادی وجود کا ہے نیز علم کے حصول کا ذریعہ صرف حواس ہیں یا اس کے ماورا بھی کچھ علم کے اسباب ہیں۔ اِن دونوں مسلکوں میں اختلاف چلا آرہا ہے۔ مادّے کے قائل تو یہ کہتے ہیں کہ وجود کا مدار صرف مادّے پر ہے اور مادّی وجود کے علاوہ اور کوئی وجود نہیں ہے، حصولِ علم کے بارے میں بھی لامحالہ اُن کا یہ خیال ہے کہ وہ صرف عقل اور حواس کے ذریعہ حاصل ہوسکتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ یہ گروہ نہ نفس یا روح کی مستقل حیثیت تسلیم کرسکتا ہے اور نہ خدا کا قائل ہوسکتا ہے اور نہ حیات بعد الموت کا۔ اُن کے نزدیک روح کی کوئی مستقل حیثیت نہیں ہے بلکہ وہ عناصر کی خاص ترکیب کی پیداوار ہے۔ جس طرح ساز کے تاروں کے ایک خاص نظم وضبط سے ایک نغمہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح وجود کے ذرات کی خاص ترتیب عقل وشعور پیدا کردیتی ہے جب ساز ٹوٹ جائے تو نغمہ بھی ناپید ہوجائیگا۔ اہلِ شرع اس نظریہ کو الحاد قرار دیتے ہیں۔ مولانا روم نے بھی مثنوی میں جابجا اِس مسئلہ پر اظہارِ خیال کیا ہے اور بتایا ہے کہ وجود کے مختلف مراتب ہیں اور وجود کا ہر مرتبہ اپنی مخصوص عقل اور اسباب وعلل کا مخصوص نظام رکھتا ہے جیسے جیسے وجود کے مراتب میں ترقی ہوتی ہے ویسے ہی علم اور اسکے ذرائع میں بھی ارتقاء ہوتا ہے۔ نباتی وجود اور عقل جمادی وجود و عقل سے بالاتر ہے اور نباتات کا شعور جمادات کے شعور سے بڑھا ہوا ہے۔ اِسی طرح حیوانات کا شعور نباتی شعور سے زیادہ بہتر اور وسیع ہے اور پھر حیوانات میں بھی عقل وشعور کے مراتب میں تفاوت ہے۔ انسان تمام حیوانات میں بالاتر ہے اور اُس کی نوع کے افراد میں بھی عقل وشعور میں بیحد تفاوت ہے۔ ایک طرف جنگلی انسانوں کا شعور ہے دوسری طرف حکماء کے شعور کی بلند پروازی ہے۔ مولانا نے فرمایا۔ انسان کے وجود کا ارتقاء اور اُس کی عقل کا ارتقاء اِس مرحلہ پہ پہنچ کر بھی نہیں رُکتا ہے بلکہ حکماء کے علاوہ انبیاء اور اولیاء کا ایک طبقہ ہے جو حکماء کے مقابلہ میں زیادہ کاشفِ اسرار ہے۔ فرماتے ہیں۔

باز غیر از عقل وجانِ آدمی — ہست جانے در نبی و در ولی
عام انسانی جان اور عقل کے علاوہ — نبی اور ولی میں ایک اور جان ہے

وحی والہام و نبی

مولانا وحی والہام میں فرق نہیں کرتے ہیں۔ اور

الہامات نیز اُس بصیرت کے لئے بھی جو عقل و حس سے ماوراء ہے وحی کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ انسان کے حواسِ ظاہری کے علاوہ انسان میں حواسِ باطنی بھی ہیں جن سے اُن باتوں کا انکشاف ہوتا ہے جو حواسِ ظاہری کے اِدراک سے باہر ہیں۔

پنج حسّے ہست جز ایں پنج حس | آں چوں زرِ سرخ و ایں حسہا چو مس
ان حواسِ خمسہ کے علاوہ اور حواسِ خمسہ ہیں | سونا جیسے ہیں اور یہ تانبہ ہیں

آئینہ دل چوں شود صافی و پاک | نقشہا بینی بروں از آب و خاک
دل کا آئینہ جب پاک و صاف ہو جاتا ہے | آب و خاک کے علاوہ وہ اور نقش دیکھتا ہے

پس محلِّ وحی گردد گوشِ جاں | وحی چہ بود گفتن از حسِّ نہاں
پھر جان کا کان وحی کا محل بن جاتا ہے | وحی کیا ہے؟ اس پوشیدہ حس کی گفتگو

اِس اِدراک کو وحی کہئے یا الہام، یہ عقل سے بالاتر حسِ باطن کا انکشاف ہوتا ہے۔ چونکہ عوام وحی کو انبیاء کے ساتھ خاص سمجھتے ہیں۔ لہٰذا صوفیاء اِس قسم کے انکشافات کو وحی دل کہہ دیتے ہیں۔

از پے رُوپوشِ عامہ در جہاں | وحی دل گویند او را صوفیاں
دنیا میں عوام سے چھپانے کے لئے | اُس کو صوفی دل کی وحی کہہ دیتے ہیں

نبی کا لفظ بھی عام طور پر ایک خاص معنی میں بولا جاتا ہے لیکن مولانا اونچے درجہ کے مصلحین کے لئے بھی لفظِ نبی بولتے ہیں۔

فکر کُن در راہِ نیکو خدمتے | تا نبوت یابی تو اندر اُمتے
بھلائی کے راستہ میں خدمت کی فکر کر | تا کہ اُمت میں رہتے ہوئے تو نبوت پالے

مولانا کی اصطلاح میں نبی اور وحی کے ایسے عام معنی ہیں جو اصطلاحی نبی اور وحی سے وسیع تر ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

ایں نجوم و طب وحیِ انبیاست | عقل و حس را سوئے بے سوزہ کجاست
یہ طب اور نجوم نبیوں کی وحی ہے | عقل اور حس کو بے جہت چیز کا راستہ نہیں ملتا ہے

قابلِ تعلیم فہم ست ایں خرد | لیک صاحب وحی تعلیمش دہد
اس عقل میں فہم (تعلیم کو قبول کرنے کی صلاحیت) ہے | لیکن صاحبِ وحی اس کو تعلیم دیتا ہے

جملہ حرفتہا یقیں از وحی بود | اوّل اوّل عقل اُو را بر فزود
یقیناً تمام ہُنر ابتداءً وحی کے ذریعہ معلوم ہوئے | پھر عقل نے ان میں اضافہ کیا ہے

مولانا کا یہ بھی خیال ہے کہ جب دل محلِ وحی ہوتا ہے تو وہ اپنی ملکوتی قوت کو متشکل کرکے پیش کرتا ہے۔ کوئی دوسری شخصیت پیغام رساں نہیں ہوتی ہے۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ جبرئیل کچھ کہہ رہے ہیں حالانکہ خود نبی کی قوتِ ملکوتی یہ تشکل اختیار کرلیتی ہے جیسا کہ خواب میں انسان دیکھتا ہے کہ دوسرا شخص اُس سے ہم کلام ہے حالانکہ خود اُس کا قلب

دوسرے کو منتقل کرکے پیش کردیتا ہے۔

مولانا بحرالعلوم نے مولانا کے اشعار کی شرح کرتے ہوئے ایک جگہ فرمایا جبرئیلؑ جو رسولوں کے سامنے آتے ہیں اور اللہ کی جانب سے وحی لاتے ہیں وہ ایک جبرئیلیہ حقیقت ہے جو رسولوں کی قوتوں میں سے ایک قوت ہے اور یہ قوت وہ صورت اختیار کرلیتی ہے جو عالمِ مثال میں اس کے لئے پوشیدہ تھی۔ وہ رسولوں کے پاس حاضر ہوتی ہے اور اللہ کا پیغام پہنچاتی ہے تو رسول خود اپنے آپ سے فیض حاصل کرتے ہیں نہ کہ کسی دوسرے سے تو جو کچھ رسول دیکھتے ہیں وہ انہیں کے خزانہ کی پوشیدہ چیز ہے۔ مولانا کے نزدیک روحِ انسانی کے عروج کے منازل ہیں۔ ایک وہ مقام آتا ہے جہاں روحِ انسانی کا روحِ الٰہی سے غایت درجہ کا اتصال ہوجاتا ہے

اتصالے بے تکیف بے قیاس	ہست ربّ النّاس را با جانِ ناس
اللہ تعالیٰ کا انسانوں سے اتصال ہے	جو قیاس اور بیان سے باہر ہے

اِس مقام پر پہنچ کر حکمت کا طالب خود حکمت کا منبع بن جاتا ہے اور اس مقام پر پہنچ کر خود انسانی قلب لوحِ محفوظ بن جاتا ہے۔

لوحِ حافظ لوحِ محفوظے شود	روحِ اُو از روح محفوظے شود
حافظ کا دل لوحِ محفوظ بن جاتا ہے	اس کی روح خطا سے محفوظ ہوتی ہے

اِس حالت میں الٰہی کلام اور فرمان خود اس کے دل سے اُبھرتا ہے اور یہ احسنُ التقویم والا انسان جب روحانی بلندیوں پر پہنچتا ہے تو خود اس کی یہ کیفیت ہوجاتی ہے۔

پس محلِ وحی گردد گوشِ جاں	وحی چہ بود گفتن از حسِّ نہاں
روح کا کان وحی کا محل بن جاتا ہے	وحی کیا ہے، پوشیدہ حس کی گفتگو
گوشِ جان و چشمِ جاں جز ایں حس ست	گوشِ عقل و چشمِ ظن زاں مفلس ست
روح کے کان اور آنکھ اِن حواس کے علاوہ ہیں	عقل کا کان، اور ظن کی آنکھ اُن سے محروم ہے
پنبۂ وسواس بیروں کن زگوش	تا بگوشت آمد از گردوں خروش
وسوسوں کی روئی کان سے نکال	تاکہ تیرے کان میں آسمانی آوازیں آئیں

وحی، نبی، جبرئیل اور لوحِ محفوظ کے بارے میں مولانا کے خیالات اجمالی طور پر ہم نے عرض کردیئے ہیں تاکہ مولانا کا کلام سمجھنے میں سہولت ہو لیکن ظاہر ہے کہ یہ مولانا کے اپنے خیالات ہیں اور اربابِ شرع کو ان میں ردّ و قبول کا حق ہے اِن میں سے جو چیزیں ظاہرِ نصوص سے ٹکرائیں وہ یقیناً دوسروں کیلئے لائق قبول نہ ہوں گی۔ بزرگوں کے مکاشفات اسی وقت تک حجت ہیں جب تک کہ وہ اصولِ شرع کے موافق ہوں۔

بعض اصطلاحیں

صوفی وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو غیر اللہ سے محفوظ رکھے دل میں کوئی شیطانی خطرہ نہ آنے دے۔ عبادت و ریاضت میں اصولِ شرع اور سنتِ رسول پر قائم رہے۔

ابن الوقت۔ وہ صوفی کہلاتا ہے جو اسرار اور واردات سے مغلوب الحال ہوجائے، اسرار کا اظہار کرے

خوارق الحس سے ظاہر ہو جائیں اور احکام ظاہری کی مخالفت کر بیٹھے۔ ابن الوقت ہی کو قلندر اور رند بھی کہدیا جاتا ہے۔ ابن الوقت اُس صوفی کو بھی کہا جاتا ہے جو مقتضائے وقت پر عمل کرے۔ یہ معنی پہلے معنی سے عام ہیں۔ جو اصطلاحی ابن الوقت اور ابوالوقت دونوں کو شامل ہیں۔

ابوالوقت۔ وہ صاحبِ مقام صوفی کہلاتا ہے جو آداب شریعت کا پورا پاس کرے۔ حالات اور واردات میں نفس اور روح پر قابو رکھے۔ خداوندی حکمت کے مقتضیٰ کو سمجھتے ہوئے کرامات اور خوارق پر قابو رکھے۔ ابوالوقت کا مقام ابن الوقت سے بہت اعلیٰ سمجھا جاتا ہے۔

ابدال۔ اولیاء اللہ کی وہ جماعت ہے جو کسی دوسری شخصیت کو اپنی شکل وصورت میں تبدیل کر سکتی ہو اِن کی تعداد سات ہوتی ہے۔ دنیا کی ساتوں اقلیموں میں سے ہر اقلیم کا اُن میں ایک قطب ہوتا ہے۔

نقباء۔ اولیاء اللہ کی وہ جماعت کہلاتی ہے جن میں سے ہر ایک آسمان کے بارہ برجوں میں سے ہر برج سے متعلق ہوتا ہے اور اُس برج کے نجوم وکواکب کی تاثیرات سے اُس کا تعلق ہوتا ہے۔ ان نقباء کو بھی ابدال کہہ دیا جاتا ہے۔

رجبیّون۔ اولیاء کی وہ جماعت کہلاتی ہے جو رجب کے مہینہ میں اپنی جگہ مقیم رہتی ہے باقی پورے سال عالم میں گشت کرتی رہتی ہے رجب کے پہلے دن اِن پر اس قدر بوجھ ہوتا ہے کہ وہ اپنے کسی عضو کو حرکت تک نہیں دے سکتے ہیں دوسرے دن یہ بوجھ کم ہو جاتا ہے اور تیسرے دن بالکل غائب ہو جاتا ہے۔ اُن کو پورے سال کشف رہتا ہے۔ اُن کی تعداد چالیس ۴۰ ہوتی ہے۔

عالمِ خلق یا عالمِ شہود۔ یہ دنیا کہلاتی ہے جہاں اشیاء اپنے مادے اور مقدار کے ساتھ موجود ہیں۔

عالمِ مثال۔ وہ عالم ہے جو عالمِ خلق سے بالا ہے وہاں اشیاء میں مقدار تو ہے مادہ نہیں ہے۔

عالمِ امر یا عالمِ روح۔ وہ عالم ہے جو عالمِ مثال سے بھی بالا ہے اور وہاں اشیاء بغیر مادہ اور مقدار کے موجود ہیں۔

واصل بحق۔ وہ اولیاء اللہ کہلاتے ہیں جو مادی خواص سے پاک وصاف ہو کر سراپا روح بن جاتے ہیں اور اُن کا اضطرابِ عشق، وصل کے سکون سے بدل جاتا ہے۔ اِن کو سالکِ واصل بھی کہا جاتا ہے اور سالکِ طالب وہ ہے جو ابھی اِس درجہ تک نہ پہنچا ہو۔

ولی۔ وہ شخص ہے جو اللہ کی ذات وصفات کو پہچانے، ہمیشہ طاعات بجالائے، محرمات سے بچے، لذتوں اور شہوتوں میں منہمک نہ ہو، نجاستوں سے بچتا ہو، فرائض کا تارک نہ ہو، مجنون اور پاگل نہ ہو، شرمگاہ اور بدن کو برہنہ نہ رکھتا ہو۔

اہلِ ارشاد۔ وہ اولیاء اللہ ہیں جن کے سپرد مخلوق کی ہدایت، قلوب کی اصلاح وتربیت اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کی تعلیم ہوتی ہے، اِن اولیاء میں سے جو اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہوتا ہے وہ قطبُ الارشاد کہلاتا ہے۔

اہلِ تکوین - وہ اولیاء اللہ ہوتے ہیں جن
کے سپرد مخلوق کے معاش کی اصلاح، دنیا کا انتظام، مصائب کا دفع
کرنا ہوتا ہے۔ اُن میں سے جو اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہوتا ہے
وہ قطب التکوین کہلاتا ہے۔

لطائفِ ستہ - روح، نفس، قلب، سِر، خفی، اخفیٰ - سالک اپنے جسم کے ان مقامات کو ذاکر و شاغل بناتا ہے۔

صحو - وہ حالت ہے جس میں ظاہری و باطنی احکام میں فرق باقی رہتا ہے۔

سُکر - وہ کیفیت ہے جس میں سالک کے لئے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیاز اُٹھ جائے۔

انبساط، بسط - وہ کیفیت ہے جس میں مسلسل وارداتِ غیبی کی وجہ سے روح میں نشاط رہتا ہے۔

انقباض، قبض - وہ کیفیت ہے جس میں وارداتِ غیبی کے انقطاع کی وجہ سے روح کو ایک تنگی اور گرفتگی محسوس ہوتی ہے۔

محو اور فنا - وہ کیفیت ہے جس میں سالک اپنی ہستی کو مٹا دے اس کے بالمقابل اِثبات ہے۔

ہشت بہشت - خلد، دار السلام، دار القرار، جنتِ عدن، جنت الماویٰ، جنت النعیم، علیین، فردوس۔

ہفت دوزخ - سقر، سعیر، لظیٰ، حاطمہ، جحیم، جہنم، ہاویہ۔

من و سلویٰ - بنی اسرائیل کو تیہ کے میدان میں خدا کی جانب سے مَن جو کہ ترنجبین کی طرح کی ایک چیز تھی اور سلویٰ جو بٹیروں جیسے پرندے تھے، کھانے کے لئے عطا ہوئے۔

علمِ احکام - وہ علم ہے جو قانونِ کلی کی صورت میں انبیاء اور مرسلین کو دیا جاتا ہے۔

علمِ لدنی - وہ علم بھی کہلاتا ہے جو خاص جزئی معاملہ میں کسی کلیہ سے اِستثنائی طور پر عنایت ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت خضرؑ کو بچے کے قتل کے سلسلہ میں حاصل ہوا۔

عہد الست - قرآنِ پاک میں مذکور ہے کہ ازل میں حضرت آدمؑ کی ذریت سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ تو سب نے جواب میں کہا تھا "بلیٰ" کیوں نہیں۔ اِس قول و قرار کو میثاقِ الست اور عہدِ الست کہا جاتا ہے۔

قصص

اصحابِ کہف - اُن بزرگوں کی جماعت ہے جو دقیانوس کے زمانہ میں پیغمبرِ وقت پر ایمان لائے تھے اور بادشاہ کے ظلم سے بچنے کیلئے ایک غار میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ خدا کی قدرت سے اُن کو ایسی نیند آئی کہ ہزاروں برس گذر گئے اور وہ اسی خوابِ استراحت میں پڑے ہیں، نہ کھاتے پیتے ہیں نہ جاگتے ہیں، آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور بظاہر بیدار معلوم ہوتے ہیں۔

ہاروت و ماروت و زہرہ - مشہور ہے کہ زہرہ ایک حسین عورت تھی، ہاروت ماروت جو دو فرشتے تھے وہ اُس سے زنا کر بیٹھے جس کی پاداش میں اُن دونوں کو بابل کے ایک کنویں میں اُلٹا لٹکا دیا گیا ہے اور زہرہ اُس اسمِ اعظم کے ذریعہ جو اُس نے اُن فرشتوں سے سیکھا تھا آسمان پر چڑھ گئی ہے جس کو وہاں مسخ کر کے زہرہ ستارہ بنا دیا گیا ہے۔

اور دوسرے مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ قصہ یہود کا من گھڑت ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ امر واقعہ صرف اس قدر ہے جس کو قرآن نے ذکر کیا ہے کہ ہاروت و ماروت کو سحر کی تعلیم دینے کے لئے دنیا میں بھیجا گیا تھا جس سے نیک و بد کی آزمائش مقصود تھی۔

اَصْحَابُ الْاُخْدُوْد۔ سورہ بروج میں ہے۔ قُتِلَ اَصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْد۔ خندقوں والے ہلاک ہوئے، جو آگ کی تھیں، جن میں ایندھن تھا جبکہ وہ خندقوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور جو بدسلوکی مومنوں کے ساتھ کر رہے تھے اُس کو دیکھتے تھے۔ حدیث اور تفسیر کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک لڑکا ایک جادوگر کے پاس جادو سیکھنے جاتا تھا، اُس کے راستہ میں ایک خدا رسیدہ راہب کا گرجا گھر تھا۔ یہ لڑکا اُس راہب سے مانوس ہو گیا اور اُس سے فیض حاصل کرنے لگا۔ ایک روز یہ لڑکا جا رہا تھا اُس نے دیکھا کہ لوگ ڈرے ہوئے راستہ پر کھڑے ہیں۔ آگے جانے کی ہمت نہیں کر رہے ہیں اُس نے دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ ایک خونخوار شیر نے راستہ روک رکھا ہے۔ یہ لڑکا آگے بڑھا اور اُس نے خدا کا نام لے کر ایک پتھر شیر کے مارا تو شیر ہلاک ہو گیا۔ اس واقعہ سے اِس لڑکے کی شہرت ہوئی اور لوگ اُس کے گرد جمع ہونے لگے اور مومن بننے لگے۔ اِن واقعات کا بادشاہ کو علم ہوا تو وہ بہت برہم ہوا اِس لئے کہ وہ خود خدائی کا مدعی تھا اور اُس نے لڑکے کو ہلاک کرنے کا حکم دیدیا۔ اُس لڑکے کو پہاڑ پر سے پھینکا گیا لیکن وہ ہلاک نہ ہوا، اُس کو دریا میں غرق کرنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ غرق نہ ہوا۔ تب اُس لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ اگر تو مجھے ہلاک ہی کرنا چاہتا ہے تو صرف ایک تدبیر ہے کہ تو بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ هٰذَا الْغُلَام کہہ کر میری طرف تیر چلا تو میری موت واقع ہو جائے گی۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور لڑکا شہید ہو گیا۔ اِس پر جو مجمع تھا وہ سب کا سب مومن ہو گیا۔ بادشاہ نے اُن کو ہلاک کرنے کیلئے خندقیں کھدوائیں اور اُن میں آگ جلائی اور اُن مومنوں کو آگ میں جلوایا

لَيْلَةُ التَّعْرِيس۔ آخری شب کے پڑاؤ والی رات۔ ۷ھ ہجری میں غزوۂ خیبر سے واپسی پر آپ نے وادی القریٰ اور تیماء کا رُخ کیا وہاں سے واپسی پر آنحضورؐ اور صحابہ کرام ؓ رات بھر مشغول سفر رہے۔ صبح کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا کہ وہ نہ سوئیں اور فجر کی نماز کے وقت سب کو جگا دیں لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر بھی نیند کا غلبہ ہو گیا اور سب کی آنکھ جب کھلی جبکہ سورج نکل آیا تھا اور فجر کی نماز قضا ہو گئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہاں سے فوراً کوچ کرو، اور کچھ آگے جا کر پڑاؤ کیا اور نماز پڑھی۔ مولانا نے اپنے اشعار میں اِس نیند کو استغراقی کیفیت سے تعبیر کیا ہے۔

حضرت سلیمان اور انگوٹھی۔ مشہور ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک عورت سے نکاح کر لیا جو پوشیدہ طور پر بُت پرست تھی۔ اسکی پاداش میں یہ واقعہ پیش آیا کہ آپ کی وہ انگوٹھی جس کے اثر سے اُن کی حکومت جن و انس پر قائم تھی وہ ایک صخر نامی پلید دیو نامی جن نے چرالی اور وہ اُس انگوٹھی کے اثر سے حضرت سلیمانؑ کے تخت پر قابض ہو گیا اور حضرت سلیمانؑ

روپوش ہوگئے۔ اپنی روپوشی کی حالت میں وہ ایک مچھیرے کے گھر کام پر لگ گئے۔ مچھیرے نے اپنی لڑکی کی شادی اُن سے کردی۔ کچھ عرصہ بعد وہ انگوٹھی اُس جن کے ہاتھ سے دریا میں گری اور اُس کو مچھلی نے نگل لیا۔ وہ مچھلی شکار ہوکر اُس مچھیرے کے گھر آگئی، مچھلی کے پیٹ سے انگوٹھی برآمد ہوئی تو حضرتِ سلیمانؑ نے اپنی انگوٹھی کو پہچان لیا اور اُس کی تاثیر سے دوبارہ اپنے تختِ سلطنت پر قابض ہوگئے۔ اِس روایت کی حیثیت افسانہ سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ نبی پر کسی شیطان یا جن کا اِس طرح کا غلبہ ممکن نہیں ہے۔ یہ محض ایک اسرائیلی روایت ہے جو عصمتِ انبیاء کے شرعی اصول کے بالکل منافی ہے لہٰذا یہ کسی طرح بھی قابلِ قبول نہیں ہوسکتی۔

مثنوی کی احادیث اور تفسیر

حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کلیدِ مثنوی میں فرمایا ہے کہ صوفیاء اور بزرگوں کے کلام میں ایسی احادیث پائی جاتی ہیں جو احادیث کی کتابوں میں نہیں ہیں اور محدثین کے نزدیک اُن کا حدیث ہونا ثابت نہیں ہوتا ہے تو اِن بزرگوں کے اس فعل کی دو توجیہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ جس طرح محدثین نے خواب کی احادیث پر حدیث کا اطلاق کردیا ہے اسی طرح اِن بزرگوں نے اپنے کشف وغیرہ کی بناء پر اُن کو احادیث کہہ دیا ہے۔ دوسرے یہ کہ اِن احادیث سے جو مقصد ہے وہ دوسرے شرعی دلائل سے ثابت ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اِن احادیث کا غیر واقعی ہونا مقصد کے ثبوت کے لئے مُضر نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ غیرِ حدیث کو حدیث کیوں کہہ دیتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اِن بزرگوں پر حُسنِ ظن غالب رہتا ہے جو کچھ سن لیتے ہیں یا لکھا ہوا دیکھ لیتے ہیں اس پر یقین کرلیتے ہیں۔ اُن کو زیادہ چھان بین کی عادت ہوتی ہے نہ مہلت۔ یہ وہ تبصرہ تھا جو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بہر حال مثنوی میں بہت سی احادیث وہ ہیں جو محدثین کی اِصطلاح میں کسی طرح بھی حدیث کہلانے کی مستحق نہیں اور ایسی احادیث کو حدیث کہہ کر بیان کردینے کے معاملہ میں محدثین کا طرزِ عمل بہت سخت ہے۔ اِسی طرح مولانا نے مثنوی میں صحابہ سے متعلق بعض ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے جن کا ذکر صحابہ کے حالات پر مشتمل کتابوں میں کہیں نہیں ملتا ہے۔ نیز مولانا نے مثنوی میں بعض آیات کی وہ تفسیر کی ہے جو معتبر مفسرین کے نزدیک کسی طرح درست نہیں ہے۔ لہٰذا مثنوی کا مطالعہ کرنے والوں کو ان امور کا لحاظ رکھنا چاہیئے اور مثنوی کا مطالعہ محض تصوف کی کتاب سمجھ کر کرنا چاہیئے اور تصوف کے مسائل ہی میں اُس کو شمعِ راہ بنانا چاہیئے۔ مولانا کی بیان کردہ احادیث و تفسیر پر اعتماد کرنا درست نہیں ہے۔

گذارش

ارادہ نہ تھا کہ مقدمہ اس قدر طویل لکھا جائے لیکن حالات نے مجبور کردیا اور مقدمہ نے کافی طوالت اختیار کرلی اور پھر بھی بعض بحثیں تشنۂ تکمیل رہ گئیں۔

آخر میں میرا اخلاقی فرض ہے کہ میں اُن مصنفین اور کتابوں کا ذکر کروں جن سے میں نے اپنے اِس مقدمہ یا اصل کتاب میں استفادہ کیا ہے دعا کرتا ہوں کہ جو مصنفین بقیدِ حیات ہیں خدا اُن کو دنیا اور آخرت کی بھلائیوں سے نوازے اور جو اِس جہانِ فانی سے چلے گئے ہیں خدا اُن کی مغفرت فرمائے اور اپنی اِس کتاب کے ناظرین سے اِستدعاء

اور التجا کرتا ہوں کہ وہ مجھے بھی دعائے خیر
سے فراموش نہ فرماویں۔

جن کتابوں سے میں نے استفادہ کیا وہ حسب ذیل ہیں :-

کلیدِ مثنوی از مولانا اشرف علی رح — مفتاح العلوم از مولانا نذیر رضا عرشی
مثنوی مطبوعہ مطبع نامی کانپور — ملفوظاتِ رومی از عبدالرشید صاحب تبسم
حکمتِ رومی و تشبیہاتِ رومی از خلیفہ عبدالحکیم
سوانح مولانا روم از مولانا شبلی — نقدِ اقبال از میکش اکبرآبادی
رسالہ از سپہ سالار — مراۃ المثنوی از تلمذ حسین صاحب
رودِ کوثر از شیخ اکرام

بڑی ناسپاس گذاری ہوگی اگر میں اُن بزرگوں اور دوستوں کا ذکر نہ کروں جنھوں نے دَورانِ کار میں طرح طرح سے میری مدد کی ہے۔ حضرت مولانا ابوالحسن صاحب زید نقشبندی مجددی زاد لطفہٗ نے پورا مقدمہ حرفاً حرفاً ملاحظہ فرما کر اُس میں مذکور بحثوں پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔ اور مثنوی کے اشعار کے مطالب فہمی میں جگہ جگہ مجھے مدد دی۔ عزیزم مولانا مکرم احمد امام مسجد فتحپوری بھی شکریہ کے مستحق ہیں انھوں نے کتابت کی تصحیح میں میرا ہاتھ بٹایا۔ نیز سید نظام الدین صاحب رامپوری نے میرے پورے کام پر نظر ڈالی اور بھرپور تعاون کیا۔ فَلَهُمُ الشُّكْرُ۔

سجاد حسین
۹ ستمبر ۱۹۷۴ء

قطعۂ تاریخ

از جناب قمر سنبھلی

شیخ سجاد حسین اے عالم شیریں سخن
آپ کے زور قلم سے زندہ ہیں پھر علم و فن

اس زمانے میں کہ ہے اپنی زباں لب بستہ دست و پا
قند پارس سے ہیں لذت یاب ارباب وطن

یوں تو ہے یہ پیر زباں کے لفظ و معنی کی امیں
فارسی سے ہے مگر اردو چمن اندر چمن

جملہ تصنیفات سعدی کے تراجم حاشیے
جاذبۂ اردو سے دیوانِ حافظ کو پھبن

اک نئی تخلیق کا ہے اے قمر یہ سال طبع
مثنوی رومی کا ہے خوب اردو پیرہن

۱۹۷۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بشنو از نے[1] چوں حکایت می کند
بانسری سے سن! کیا بیان کرتی ہے

وز جدائیہا شکایت می کند
وہ جدائیوں کی (کیا) شکایت کرتی ہے؟

کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند
کہ جب سے مجھے جنگل سے کاٹا ہے

از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند
میرے نالہ سے مرد و عورت (سب) روتے ہیں

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
میں ایسا سینہ چاہتی ہوں جو جدائی سے پارہ پارہ ہو

تا بگویم شرحِ دردِ اشتیاق
تاکہ میں عشق کے درد کی تفصیل سناؤں

ہر کسے کو دور ماند از اصلِ خویش
جو کوئی اپنی اصل سے دور ہو جاتا ہے

باز جوید روزگارِ وصلِ[2] خویش
وہ اپنے وصل کا زمانہ پھر تلاش کرتا ہے

من بہر جمعیتے نالاں شدم
میں ہر مجمع میں روئی

جفتِ خوشحالان و بدحالاں شدم
خوش اوقات اور بداحوال لوگوں کے ساتھ رہی

ہر کسے از ظنِ خود شد یارِ من
ہر شخص اپنے خیال کے مطابق میرا یار بنا

وز درونِ من نہ جست اسرارِ[3] من
اور میرے اندر سے میرے رازوں کی جستجو نہ کی

سرِ من از نالۂ من دور نیست
میرا راز، میرے نالے سے دور نہیں ہے

لیک چشم و گوش را آں نور نیست
لیکن آنکھ اور کان کے لئے وہ نور نہیں ہے

[1] نَے - بانسری - کز - کہ از: یہ شعر اور بعد کے پانچ شعر بانسری کا بیان ہیں - نیستاں - بانس کا جنگل - نفیر - آہ وزاری، فریاد - شرحہ شرحہ - پارہ پارہ - شرح - تفصیل - اشتیاق - شوق، عشق -
[2] وصلِ خویش - روح، عالمِ ارواح میں بانسری، جنگل میں لوٹنے کی مشتاق ہے - خوشحالاں - جو لوگ اپنی حالت سدھارے ہوئے ہیں - بدحالاں - وہ لوگ جنہوں نے دنیا سے لو لگائی ہے -
[3] اسرار - سِر کی جمع بمعنی راز - سرِ من یعنی میرے نالہ کو نہ سمجھنے والے غم کو سمجھ سکتا ہے - آں نور - وہ نور باطنی جس سے میرا راز دیکھ اور سن سکے -

تن ز جاں و جاں ز تن مستور نیست
بدن، روح سے اور روح، بدن سے چھپی ہوئی نہیں ہے

لیک کس را دیدِ جاں دستور[١] نیست
لیکن کسی کے لئے روح کو دیکھنے کا دستور نہیں ہے

آتش ست ایں بانگِ نائے و نیست باد
بانسری کی یہ آواز آگ ہے، ہوا نہیں ہے

ہر کہ ایں آتش ندارد نیست باد
جس میں یہ آگ نہو، وہ نیست (رونابود) ہو

آتشِ عشق ست کاندر نے فتاد
عشق کی آگ ہے جو بانسری میں لگی ہے

جوششِ عشق ست کاندر مے فتاد
عشق کا جوش ہے جو شراب میں آیا ہے

نے حریفِ ہر کہ از یارے برید
بانسری اُس کی ساتھی ہے جو یار سے کٹا ہو

پردہایش پردہائے ما درید
اُس کے راگوں نے ہمارے دل کے پردے پھاڑ دیئے

ہمچو نے زہرے و تریاقے[٣] کہ دید
بانسری جیسا زہر اور تریاق کس نے دیکھا ہے؟

ہمچو نے دمساز و مشتاقے کہ دید
بانسری جیسا ساتھی اور عاشق کس نے دیکھا ہے؟

نے حدیث راہِ پُر خوں می کند
بانسری خطرناک راستہ کی بات کرتی ہے

قصہ ہائے عشقِ مجنوں می کند
مجنوں کے عشق کے قصے بیان کرتی ہے

دو دہاں داریم گویا ہمچو نے
بانسری کی طرح گویا ہم دو منہ رکھتے ہیں

یک دہاں پنہانست در لبہائے وے
ایک منہ اُس کے لبوں میں چھپا ہوا ہے

یک دہاں نالاں شدہ سوئے شما
ایک منہ روتا ہوا تمہاری جانب ہے

ہائے و ہوئے در فگندہ در سما
آسمان میں شور و غل مچائے ہوئے ہے

لیک داند ہر کہ او را منظر ست
لیکن جسے آنکھ میسر ہے وہ جانتا ہے

کایں فغانِ[٤] ایں سرے ہم زاں سر ست
کہ اس سرے کی آہ و فریاد اُس ہی جانب کی ہے

دمدمہ ایں نائے از دمہائے اوست
اِس بانسری کی آواز اسی کی پھونکوں کی وجہ سے ہے

ہائے و ہوئے روح از ہیہائے اوست
روح کا شور و غل اسکی تنبیہات کی وجہ سے ہے

محرمِ ایں ہوش جز بیہوش نیست
اِس ہوش کا رازداں بیہوش کے علاوہ کوئی نہیں ہے

مر زباں را مشتری جز گوش نیست
زبان کا خریدار کان جیسا کوئی نہیں ہے

گر نبودے نالۂ نے را ثمر
بانسری کی فریاد کا اگر کوئی نتیجہ نہ ہوتا

نے جہاں را پُر نہ کردے از شکر
بانسری دنیا کو شکر سے نہ بھرتی

در غمِ ما روزہا بیگاہ شد
ہمارے غم میں بہت سے دن ضائع ہوئے

روزہا با سوزہا ہمراہ شد
بہت سے دن سوزشوں کے ساتھ ختم ہوئے

[١] دستور نیست۔ بدن، روح کا مشاہدہ نہیں کرسکتا۔ نیست باد، بے عشق انسان کی موت بہتر ہے۔ آتش۔ بانسری میں سوزِ عشق ہے اور شراب میں جوشِ عشق۔ حریف۔ ہم پیشہ، دوست، دشمن دونوں معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ پردہ راگ، حجاب زہر ہے۔ بانسری میں زہر بھی ہے اور تریاق بھی۔ [٣] تریاق۔ تریاک، وہ دوا جو زہر کو زائل کردیتی ہے۔ حدیث۔ قصہ، بات۔ راہِ پُرخوں خطرناک راستہ۔ مجنوں۔ قیس عامری عرب کے مشہور عاشق کا لقب ہے۔ دو دہاں۔ بانسری کا ایک منہ بانسری بجانے والے کے منہ میں چھپا ہوا ہے اُس کے دوسرے منہ سے جو آواز برآمد ہوتی ہے دراصل وہ بانسری بجانے والے ہی کی ہے اسی طرح ہمارے جملہ کام مشیت ایزدی کی وجہ سے ہیں۔ [٤] ایں فغاں۔ بانسری کے ظاہری سوراخ سے جو فریاد برآمد ہو رہی ہے وہ اُس سوراخ کی آواز ہے جو بانسری بجانیوالے کے منہ میں چھپا ہوا ہے۔ دمدمہ۔ نقارہ کی آواز، دم۔ پھونک۔ ہائے وہو۔ شور و غل۔ ہیہا۔ ہے کی جمع ہے جو تنبیہ کے لئے بولا جاتا ہے۔ محرم۔ رازداں۔ ہوش۔ دانائی۔ مر حرف بمعنی م

خاص زاہد بھی مستعمل ہوتا ہے۔ مشتری۔ خریدار۔ ثمر۔ پھل، نتیجہ۔ شکر۔ یعنی عشق کی مٹھاس۔ در غم۔ غم فراق کا زمانہ بیکار گذرتا ہے اور سوائے سوزشوں کے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔

روزہا[۱] گر رفت گو رَو باک نیست
دن اگر گذر رہے ہیں تو کہہ دو گذریں، پرواہ نہیں ہے

تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست
اے وہ کہ تجھ جیسا کوئی پاک نہیں ہے، تو رہ!

ہر کہ جز ماہی ز آبش سیر شد
جو مچھلی کے علاوہ ہے اُس کے پانی سے سیر ہوا

ہر کہ بے روزی ست روزش دیر شد
جو بے روزی ہے اُس کا وقت ضائع ہوا

در نیابد حالِ پُختہ ہیچ خام
کوئی ناقص، کامل کا حال نہیں معلوم کر سکتا

پس سخن کوتاہ باید والسلام
پس بات مختصر چاہیئے، والسلام

بادہ[۲] در جوشش گدائے جوشِ ماست
شراب جوش میں ہمارے جوش کی محتاج ہے

چرخ در گردش اسیرِ ہوشِ ماست
آسمان، گردش میں ہمارے ہوش کا قیدی ہے

بادہ از ما مست شد نے ما ازو
شراب، ہم سے مست ہوئی نہ کہ ہم اُس سے

قالب از ما ہست شد نے ما ازو
جسم، ہماری وجہ سے پیدا ہوا ہے نہ کہ ہم اُس کی وجہ سے

بر سماعِ راست ہر کس چیر نیست
سچی بات سننے پر ہر شخص قادر نہیں ہے

طعمہ ہر مرغکے انجیر نیست
انجیر، ہر حقیر پرندے کی خوراک نہیں ہے

بند بگسل باش آزاد اے پسر
اے بیٹا! قید کو توڑ، آزاد ہو جا

چند باشی بندِ سیم و بندِ زر
سونے، چاندی کا قیدی کب تک رہیگا؟

گر بریزی بحر را در کوزۂ
اگر تو دریا کو ایک پیالے میں ڈالے

چند گنجد قسمتِ یک روزۂ
کتنا آئے گا؟ ایک دن کا حصّہ

کوزۂ چشمِ حریصاں پُر نہ شد
حریصوں کی آنکھ کا پیالہ نہ بھرا

تا صدف قانع نہ شد پُر دُر نہ شد
جب تک سیپ نے قناعت نہ کی موتی سے نہ بھرا

ہر کرا[۳] جامہ ز عشقے چاک شد
جس کا جامہ عشق کی وجہ سے چاک ہوا

او ز حرص و عیب کُلّی پاک شد
وہ حرص اور عیب سے بالکل پاک ہوا

شاد باش اے عشقِ خوش سودائے ما
خوش رہ، ہمارے اچھے جنون والے عشق!

اے طبیبِ جملہ علتہائے ما
اے! ہماری تمام بیماریوں کے طبیب

اے دوائے نخوت و ناموسِ ما
اے ہمارے تکبّر اور عزّت طلبی کی دوا!

اے تو افلاطون و جالینوسِ ما
اے کہ تو ہمارا افلاطون اور جالینوس ہے!

جسمِ خاک از عشق بر افلاک شد
خاکی جسم، عشق کی وجہ سے آسمانوں پر پہونچا

کوہ در رقص آمد و چالاک شد
پہاڑ، ناچنے لگا اور ہوشیار ہو گیا

---

۱ روزہا۔ محبوب اگر باقی ہے تو ایامِ فراق کی بربادی کی کوئی پرواہ نہیں۔۔ جز ماہی۔ مچھلی، مراد عاشق ہے جو دریائے عشق سے کبھی سیر نہیں ہوتا ہے۔ دیر شدن۔ ضائع ہونا۔ در نیابد۔ کامل عاشق کا حال ناقص نہیں سمجھ سکتا، کمالِ عشق کی باتیں خام لوگوں کو سنانا بیکار ہے۔

۲ بادہ۔ شراب میں وہ جوش کہاں جو عشقِ صادق میں ہے۔ آسمان کی سیر و گردش مشہور ہے لیکن عاشقِ صادق کی سیر اُس سے بہت زیادہ ہے۔ بر سماع۔ عاشق اپنے منازل کی سیر کی باتیں عوام کو سنائے تو وہ اُن کے متحمل نہیں ہو سکتے ہیں۔ بند بگسل۔ عشق میں کمال کی راہ یہ ہے کہ انسان ماسوااللہ کی قید و بند سے آزاد ہو جائے۔ گر بریزی۔ دنیا کی حرص و ہوس کی لغویت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ صدف۔ سیپ، بارش کا ایک قطرہ لیکر منہ بند کر لیتا ہے تب اس میں موتی بنتا ہے۔

۳ ہر کرا۔ جذبۂ عشق سے ہی نفسانی رذائل دور ہوتے ہیں۔ شاد باش۔ جنونِ عشق سے بہتر کوئی چیز نہیں وہی تمام نفسانی رذائل کا معالج ہے، تکبّر اور حُبِّ جاہ کی بیماری اسی سے جاتی ہے، وہی ان امراض کا افلاطون اور جالینوس ہے۔ افلاطون۔ حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ کا مشہور حکیم ہے۔ جالینوس۔ روم اور مصر کا مشہور حکیم ہے جس کا مشہور شاگرد بقراط ہے۔ جسمِ خاک۔ آنحضورؐ اور حضرت عیسیٰؑ کو آسمانی معراج عشق سے حاصل ہوئی۔ کوہ۔ یعنی کوہِ طور کا زلزلہ تجلّیِ عشق کی وجہ سے تھا۔

عشق جانِ طور آمد عاشقا — طور مست و خرّ موسیٰ صاعقا

اے عاشق! عشق طور کی جان بنا — طور مست بنا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گرے

سِرِّ پنہاں ست اندر زیر و بم — فاش اگر گویم جہاں برہم زنم

زیر و بم میں راز چھپا ہوا ہے — صاف صاف بیان کر دوں تو دنیا کو درہم برہم کر دوں

آنچہ نے می گوید اندر ایں دو باب — گر بگویم من جہاں گردد خراب

ان دونوں معاملوں میں بانسری جو کچھ کہتی ہے — اگر میں بیان کر دوں دُنیا تباہ ہو جائے

با لبِ دمسازِ خود گر جُفتمے — ہمچو نے من گفتنیہا گفتمے

اگر میں اپنے یار کے ہونٹ سے ملا ہوا ہوتا — بانسری کی طرح کہنے کی باتیں کہتا

ہر کہ او از ہم زبانے شد جدا — بے نوا شد گرچہ دارد صد نوا

جو شخص دوست سے جدا ہوا — بے سہارا بنا، خواہ سَو سہارے رکھے

چونکہ گل رفت و گلستاں درگذشت — نشنوی زیں پس ز بلبل سرگذشت

جب پھول ختم ہوا اور باغ جاتا رہا — اس کے بعد تو بلبل کی سرگذشت نہ سنیگا

چونکہ گل رفت و گلستاں شد خراب — بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب

جب پھول ختم ہوا اور باغ ویران ہو گیا — پھول کی خوشبو کس میں تلاش کریں؟ عرقِ گلاب میں

جملہ معشوق ست و عاشق پردۂ — زندہ معشوق ست و عاشق مردۂ

تمام کائنات معشوق ہے اور عاشق پردہ ہے — معشوق زندہ ہے اور عاشق مردہ ہے

چوں نہ باشد عشق را پروائے او — او چو مرغے ماند بے پر، وائے او

جب عشق کو اُس کی پروا نہ ہو — وہ بے پر کے پرندے کی طرح ہے اُس پر افسوس ہے

پرّ و بالِ ما کمندِ عشقِ اوست — مو کشانش می کشد تا کوئے دوست

ہمارے بال و پر اُس کے عشق کی کمند ہیں — اُس کے بال کھینچتی ہوئی اُس کو دوست کے کوچہ تک کھینچتی ہے

من چہ گویم ہوش دارم پیش و پس — چوں نباشد نورِ یارم ہم نفس

میں کیا کہوں کہ میں آگے پیچھے کا ہوش رکھتا ہوں — جب کہ میرے دوست کا نور ساتھی نہ ہو

نورِ او در یمن و یسر و تحت و فوق — بر سر و بر گردنم چوں تاج و طوق

اُس کا نور دائیں بائیں - نیچے، اوپر ہے — تاج اور طوق کی طرح میرے سر اور گردن میں ہے

عشق خواہد کایں سخن بیروں رَوَد — آئینہ ات غماز نبود چوں بود

عشق چاہتا ہے کہ یہ بات ظاہر ہو — تیرا آئینہ غماز نہ ہو تو کیوں کر ہو؟

زیر و بم - نیچا اونچا سُر - بانسری کے سُروں میں وحدۃ الوجود کا راز پوشیدہ ہے۔ اگر اس مسئلہ کو واضح کیا جائیگا تو عوام نہ سمجھ سکینگے اور گڑبڑ پھیلے گی۔ دو باب یعنی زیر و بم۔ دمساز - یار دوست۔ جُفتمے - جفت ہوتے۔ نوا - ساز و سامان۔ سرگذشت - بلبل، موسمِ بہار میں اپنے پھول سے اپنے عشق کی داستان سناتی ہے، موسمِ خزاں موسمِ فراق ہے اس میں خاموش ہو جاتی ہے۔ آب گلاب - فراق میں بوئے گل ہی تسلی کا سبب ہوتی ہے۔ جملہ - خدا کا ایک ہی وجود ہے جو تمام کائنات میں موجود ہے، ممکن کا وجود اُس کا محض ایک پردہ ہے۔ چوں نہ باشد - رحمتِ خداوندی جبکہ بندہ کے شاملِ حال نہ ہو تو وہ بندہ بے بال و پر کا پرندہ ہے۔ کمند - وہ رسّی جس سے شکار پھانسا جاتا ہے۔ یعنی اُس کا عشق ہمارے لئے کمند کا کام کرتا ہے۔ من چہ - جب تک نورِ خداوندی شاملِ حال نہ ہو انسان مدہوش ہے۔ عشق خواہد - عشقِ خداوندی کا تقاضا ہے کہ ہر قلب پر اُس کی تجلی ہو لیکن زنگ آلود دل تجلی کو قبول نہیں کرتا۔ غماز - وہ آئینہ جسمیں عکس پڑتا ہو۔

آئینہ ات دانی چرا غمّاز نیست
تو جانتا ہے تیرا آئینہ غمّاز کیوں نہیں ہے؟
زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست
اس لئے کہ زنگ اُس کے چہرے سے علیحدہ نہیں ہے

آئینہ[1] کز زنگ و آلایش جداست
وہ آئینہ جو زنگ اور میل سے دور ہے
پُر شعاع نورِ خورشید خداست
وہ خدا کے نور کے آفتاب کی شعاعوں سے بھرا ہے

رَو، تو زنگار از رُخِ اُو پاک کن
جا، اُس کے رُخ سے زنگ کو صاف کر
بعد ازاں آں نور را ادراک کن
اُس کے بعد اس نور کو حاصل کر

ایں حقیقت را شنو از گوشِ دل
اِس حقیقت کو دل کے کان سے سُن
تا بروں آئی بکلّی ز آب و گِل
تاکہ تو پانی اور مٹّی سے بالکل نکل آئے

فہم گر دارید جاں را رہ دہید
اگر سمجھ رکھتے ہو تو روح کو راستہ دو
بعد ازاں از شوق پا در رہ نہید
اس کے بعد شوق سے راستہ پر چلو

حکایت عاشق شدنِ بادشاہ بر کنیزک و خریدنِ اُو آں کنیزک را و بیمار شدنِ کنیزک و درمانِ بیماریِ اُو

حکایت۔ بادشاہ کا لونڈی پر عاشق ہونا اور اُس کا اس لونڈی کو خریدنا اور لونڈی کا بیمار ہونا اور اُس کی بیماری کا علاج

بشنوید اے دوستاں ایں داستاں
اے دوستو! اس قصہ کو سنو
خود حقیقت نقدِ حالِ ماست آں
وہ خود ہمارے موجودہ حال کی حقیقت ہے

نقدِ حالِ[2] خویش را گر پے بریم
اگر ہم اپنی موجودہ حالت کا سراغ لگائیں
ہم ز دنیا ہم ز عقبیٰ برخوریم
ہم دنیا سے بھی اور عقبیٰ سے بھی پھل کھائیں

بود شاہے در زمانے پیش ازیں
اب سے پہلے زمانہ میں، ایک بادشاہ تھا
مُلکِ[3] دُنیا بودش و ہم مُلکِ دیں
(جس کی حکومت) مُلکِ دُنیا پر بھی تھی اور مُلکِ دین پر بھی

اتّفاقاً شاہ روزے شد سوار
اتّفاقاً! ایک دن بادشاہ سوار ہوا
با خواصِ خویش از بہرِ شکار
اپنے خواص کے ساتھ شکار کے لئے

بہرِ صیدے می شد اُو بر کوہ و دشت
پہاڑ اور جنگل میں وہ شکار کیلئے پھر رہا تھا
ناگہاں در دامِ عشق اُو صید گشت
اچانک وہ عشق کے جال میں شکار ہو گیا

یک کنیزک دید اُو بر شاہ راہ
اُس نے راستہ پر ایک لونڈی دیکھی
شد غلامِ آں کنیزک جانِ شاہ
بادشاہ کی جان اُس لونڈی کی غلام بن گئی

---

[1] آئینہ کز زنگ: یعنی قلب پر تجلّیات رب کا ظہور ہوتا ہے۔ آب و گِل۔ یعنی مادّی جسم۔ فہم گر دارید: انسان کو پہلے روح کی تربیت کرنی چاہئے اسکے بعد راہِ عشق پر گامزن ہو۔

[2] نقدِ حال۔ فی الحال، یعنی ہمیں روح کے امراض کے ازالہ کے لئے ایک ایسے ہی طبیب کی ضرورت ہے جیسا کہ لونڈی کا معالج تھا۔ برخوریم: پھل یعنی اگر ہم اپنی اصلاح کرلیں گے تو دنیا اور آخرت کے فائدہ سے بہرہ اندوز ہو سکیں گے۔

[3] ملکِ دنیا۔ یعنی وہ دُنیا کی دولت کا مالک تھا اور نیک اعمال بھی تھا۔ خواصّ خاصہ کی جمع، خدمتگار، نوکر چاکر۔ صید شکار۔ صید شدن۔ عاشق ہو جانا۔ شاہراہ۔ عام راستہ

مُرغِ جانش در قفس چوں طپید — داد مال و آں کنیزک را خرید
اُس کی جان کا پرندہ جب پنجرے میں تڑپا — مال دیا اور اُس لونڈی کو خرید لیا

چوں خرید اُو را و برخور[1]دار شد — آں کنیزک از قضا بیمار شد
جب اُس نے اُس کو خرید لیا اور کامیاب ہوگیا — وہ لونڈی تقدیر سے بیمار ہوگئی

آں یکے خر داشت پالانش نبود — یافت پالاں گرگ خر را در ربود
ایک شخص کے پاس گدھا تھا اُس کا پالان نہ تھا — اُس نے پالان پایا تو، گدھے کو بھیڑیا لے گیا

کوزہ بودش آب می نامد بدست — آب را چوں یافت خود کوزہ شکست
اُس کے پاس پیالہ تھا، پانی ہاتھ نہ آیا — جب پانی پایا خود پیالہ ٹوٹ گیا

شہ طبیباں جمع کرد از چپ و راست — گفت جانِ ہر دو در دستِ شماست
دائیں، بائیں سے بادشاہ نے طبیبوں کو جمع کیا — کہا، دونوں کی جان تمہارے ہاتھ میں ہے

جانِ من سہل ست و جانِ جانم او ست — دردمند و خستہ ام درمانم اوست
میری جان معمولی ہے، میری جان کی جان وہ ہے — میں دُکھی اور زخمی ہوں میرا علاج وہ ہے

ہر کہ درماں کرد مر جانِ مرا — بُرد گنج دُرّ و مرجانِ مرا
جس نے میری جان کا علاج کر دیا — وہ میرے موتی اور مونگے کا خزانہ لے گیا

جملہ گفتندش کہ جانبازی کنیم — فہم گر[2]د آریم و انبازی کنیم
سب نے کہا، ہم جان لڑا دیں گے — خوب غور کریں گے اور مل کر کریں گے

ہر یکے از ما مسیحِ عالَمے ست — ہر الم را در کفِ ما مرہمے ست
ہم میں سے ہر ایک دنیا کا مسیحا ہے — ہمارے پاس ہر درد کا مرہم ہے

گر خدا خواہد نہ گفتند از بَطَر — پس خدا بنمودشاں عجزِ بشر
تکبر کی وجہ سے، انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا — تو خدا نے انسان کی مجبوری اُن پر واضح کردی

ترکِ[3] استثنا مرادم قسوتے ست — نے ہمیں گفتن کہ عارض حالتے ست
انشاء اللہ نہ کہنے سے میری مراد، سیہ دلی ہے — یہ بھی نہیں کہنا چاہیئے کیونکہ یہ ایک عارضی حالت ہے

اے بسا ناوردہ استثنا بگفت — جانِ اُو با جانِ استثناست جفت
بہت سے لوگوں نے انشاء اللہ کہے بغیر بات کہی ہے — لیکن اُن کی جان، انشاء اللہ کی روح کے ساتھ ہے

ہر چہ کردند از علاج و از دوا — گشت رنج افزون و حاجت ناروا
جس قدر بھی انہوں نے علاج اور دوا کی — مرض بڑھا اور مقصد لاحاصل رہا

[1] برخوردار شدن۔ فائدہ اٹھانا۔ پالان۔ وہ گدا جو گدھے کی کمر پر بیٹھنے کے لئے کسا جاتا ہے۔ ربودن۔ اچک لینا یعنی اس دنیا میں پوری کامیابی حاصل نہیں ہوتی، بادشاہ نے لونڈی خرید لی لیکن اُسکی بیماری کی وجہ سے اُس سے لُطف اندوز نہ ہو سکا۔ ہر دو۔ معشوق کی موت عاشق کی موت ہے۔ سہل۔ آسان، ناچیز۔ درمان علاج۔ دُر۔ موتی۔ مرجان مونگا۔

[2] گرد آوردن۔ جمع کرنا انبازی۔ شرکت یعنی باہمی مشورے سے علاج کریں گے۔ مسیح۔ حضرت عیسیٰؑ کا معجزہ تھا کہ اُن کے پھونک مارنے سے مریض اچھا ہو جاتا تھا۔ عالَم۔ جہان اَلَم۔ درد۔ خدا خواہد۔ انشاء اللہ کا ترجمہ ہے۔ بَطَر۔ تکبر۔ عجز۔ کمزوری، بے بسی۔

[3] استثناء انشاء اللہ کہنا، یعنی محض زبان سے انشاءاللہ کہنا کوئی خاص معنیٰ نہیں رکھتا دل میں یہ یقین ہونا چاہیئے کہ ہر کام اللہ کی مشیت سے ہے۔ اگر دل کا یہ عقیدہ پختہ ہے تو زبان، سے نہ کہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ رنج۔ مرض، تکلیف۔ ناروا۔ یعنی مقصد پورا نہ ہوا۔

آں کنیزک از مرض چوں موئے[1] شد — چشمِ شاہ از اشکِ خوں چوں جوئے شد
وہ لونڈی مرض کی وجہ سے بال جیسی ہوگئی — بادشاہ کی آنکھ خون کے آنسو سے نہر کی طرح ہوگئی

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود — آں دوا در نفعِ خود گمرہ شود
جب موت آتی ہے طبیب بیوقوف ہوجاتا ہے — وہ دوا اپنا نفع پہونچانے میں گمراہ ہوجاتی ہے

از قضا سرکنگبیں صفرا فزود — روغنِ بادام خُشکی مے نمود
تقدیر سے سکنجبین نے صفرا بڑھایا — روغنِ بادام خُشکی بڑھاتا تھا

از ہلیلہ[2] قبض شد اطلاق رفت — آب آتش را مدد شد ہمچو نفت
ہیڑ سے قبض ہوگیا، دست ختم ہوئے — پانی، مٹی کے تیل کی طرح آگ کی مدد بن گیا

سستیِ[3] دل شد فزوں و خواب کم — سوزشِ چشم و دلِ پُر درد و غم
دل کی سستی بڑھ گئی، نیند کم ہوگئی — آنکھوں میں جلن اور دل درد وغم سے بھر گیا

شربت و ادویہ و اسبابِ اُو — از طبیباں بُرد یکسر آبِ رُو
شربت اور دواؤں اور اُس کے اسباب نے — طبیبوں کی آبرو بالکل ختم کردی

عاجز شدنِ طبیباں از معالجۂ کنیزک و ظاہر شدن
طبیبوں کا علاج سے عاجز آجانا اور بادشاہ کو معلوم ہو جانا

بر بادشاہ و رُو آوردنِ اُو بدرگاہِ بادشاہِ حقیقی
اور حقیقی بادشاہ کی طرف اُس کا رخ کرنا

شہ چوں عجزِ آں طبیباں را بدید — پا برہنہ جانبِ مسجد دوید
بادشاہ نے جب طبیبوں کی بے بسی دیکھی — ننگے پاؤں مسجد کی جانب بھاگا

رفت در مسجد سوئے محراب شد — سجدہ گاہ از اشکِ شاہ پُر آب شد
مسجد میں گیا، محراب کی جانب ہوا — بادشاہ کے آنسوؤں سے سجدے کی جگہ تر ہوگئی

چوں بخویش آمد ز غرقابِ فنا — خوش زباں بکشاد در مدح و ثنا
جب وہ فنا کی گہرائی سے نکلکر آپے میں آیا — مدح وثنا میں خوب زبان کھولی

کاے کمینہ بخششت مُلکِ جہاں — من چگویم چوں تو می دانی نہاں
اے! وہ کہ دنیا کی سلطنت تیری معمولی بخشش ہے — میں کیا کہوں، تو خود پوشیدہ بات جانتا ہے

حالِ ما و ایں طبیباں سر بسر — پیشِ لُطفِ عامِ تو باشد ہدر
ہمارا اور اُن طبیبوں کا حال سب کا سب — تیری عام مہربانی کے سامنے بیکار ہے

---

[1] موئے۔ بال۔ جوئے۔ نہر۔ ابلہ۔ بیوقوف۔ گمرہ۔ منزلِ مقصود کے خلاف چلنے والا یعنی دوا نے اپنا فائدہ نہ دیا۔ سرکنگبیں سرکہ اور انگبیں بمعنی شہد سے ملکر بنتا ہے اسی کو سکنجبیں بھی کہتے ہیں۔ صفرا۔ بدن کی ایک خلط ہے، سکنجبین کا خاصہ صفرا کو کم کرنا ہے لیکن اُس نے اور بڑھا دیا، روغنِ بادام تری پیدا کرتا ہے لیکن اُس نے خشکی پیدا کردی۔

[2] ہلیلہ۔ ہیڑ، یہ قبض کشا ہے لیکن اس نے قبض پیدا کردیا اور بسہولت قضاءِ حاجت ہونی بند ہوگئی۔ نفت۔ مٹی کے تیل کی طرح کا ایک مادہ ہے جو بہت جلد آگ پکڑ لیتا ہے۔

[3] سستیِ دل یعنی طبیبوں کے علاج سے امراض میں اور اضافہ ہوگیا۔ اسباب۔ یعنی مرض کی تشخیص۔ بخویش آمدن۔ ہوش میں آنا۔ غرقاب۔ پانی کی گہرائی۔ فنا۔ محویت، بے خودی۔ کمینہ۔ ادنیٰ۔ ہدر۔ بیکار۔

اے ہمیشہ حاجتِ ما را پناہ — بارِ دیگر[1] ما غلط کردیم راہ

اے! وہ کہ ہمیشہ ہماری حاجت کی پناہ ہے — راستہ سے ہم پھر بھٹک گئے

لیک گفتی گرچہ می دانم سِرت — زود ہم پیدا کنش بر ظاہرت

لیکن تو نے کہا ہے، اگرچہ میں تیرا بھید جانتا ہوں — تو بھی جلد اُس کو اپنی ظاہری حالت کے مطابق بیان کر دے

چوں بر آورد از میانِ جاں خروش — اندر آمد بحرِ بخشایش بجوش

جب اُس نے تہِ دل سے فریاد کی — اُس کی بخشش کا دریا جوش میں آگیا

درمیانِ گریہ خوابش در ربود — دید در خواب اُو کہ پیرے رُو نمود

روتے روتے اُس کو نیند آگئی — اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ ظاہر ہوتے

گفت اے شہ مژدہ[2]! حاجاتت رواست — گر غریبے آمدت فردا ز ماست

بولے، اے بادشاہ! بشارت ہے تیری حاجتیں پوری ہو گئیں — اگر کل کو کوئی اجنبی شخص آئے تو وہ ہماری طرف سے ہے

چونکہ آید اُو حکیمِ حاذق ست — صادقش داں کو امین و صادق ست

جب وہ آئے تو ماہر طبیب ہے — اُس کو سچا جاننا، وہ سچا اور ایماندار ہے

در علاجش سحرِ مطلق را ببیں — در مزاجش قدرتِ حق را ببیں

اُس کے علاج میں پورا جادو دیکھنا — اُس کے مزاج میں خدا کی قدرت دیکھنا

خُفتہ بود ایں خواب دید آگاہ شد — گشتہ مملوکِ کنیزک شاہ شد

وہ سویا ہوا تھا، یہ خواب دیکھا جاگ اٹھا — لونڈی کا غلام، بادشاہ بن گیا

چوں رسید آں وعدہ گاہ و روز شد — آفتاب از شرق اختر سوز شد

جب وعدہ کا وقت آگیا اور دن ہوگیا — سورج مشرق سے، ستاروں کو ختم کرنیوالا ہوگیا

بود اندر منظرہ[3] شہ مُنتظر — تا بہ بیند آنچہ بنمودند سِر

بادشاہ جھروکہ میں، منتظر تھا — تاکہ اس بھید کو دیکھ لے جو اُس پر ظاہر کیا ہے

دید شخصے کاملے پُر مایۂ — آفتابے درمیانِ سایۂ

اُس نے ایک شخص، کامل، پُرہنر دیکھا — جو اندھیرے میں سورج تھا

می رسید از دور مانندِ ہلال — نیست بود و ہست بر شکلِ خیال

دور سے، چاند جیسا آرہا تھا — معدوم اور موجود تھا خیال کی طرح

نیست وَش باشد خیال اندر جہاں — تو جہانے بر خیالے بیں رواں

دنیا میں خیال معدوم کی طرح ہوتا ہے — تو دنیا کو بھی خیال کی طرح چلتی پھرتی چیز سمجھ

---

[1] بارِ دیگر۔ پہلی غلطی یہ ہوئی کہ طبیبوں پر بھروسہ کیا دوسری یہ ہے کہ تجھ علام الغیوب کو حال سنا رہا ہوں۔ لیک۔ خدا نے فرمایا "اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ" مجھ سے دعا مانگو میں پوری کروں گا۔ رُو نمودن ظاہر ہونا۔ مژدہ[2]۔ خوشخبری۔ حاجات۔ حاجت کی جمع۔ غریب۔ اجنبی، مسافر۔ زماست۔ یعنی وہ ہمارا بھیجا ہوا ہے۔ حاذق۔ ماہر، تجربہ کار۔ کو۔ کہ اُو۔ سحرِ مطلق۔ مکمل جادو۔ گشتہ مملوک۔ لونڈی کے غم میں غلاموں کی طرح مجبور محض تھا اب یہ خوشخبری سنکر شاہوں کی طرح غم سے آزاد ہو گیا۔ وعدہ گاہ۔ وعدہ کا وقت۔ اختر سوز سورج کے نکلنے سے تارے روپوش ہو جاتے ہیں۔

[3] مُنظرہ۔ دریچہ جھروکہ مُنتظِر۔ انتظار کرنے والا۔ سِر۔ راز، بھید۔ مایہ۔ پونجی۔ پُر مایہ یعنی معرفت کے علوم سے بھرا ہوا۔ ہلال چونکہ وہ شخص عبادت اور ریاضت کی وجہ سے نحیف و لاغر تھا یا وہ عید کے چاند کی طرح تھا۔ خیال۔ کبھی موجود ہوتا ہے کبھی معدوم۔ وَش۔ مانند۔ جہانے۔ دنیا کا وجود بھی محض خیالی ہے۔

برخیالے صلح شان و جنگ شاں
اُن کی صلح اور لڑائی خیال کے مطابق ہوتی ہے
وز خیالے فخر شان و ننگ[1] شاں
اُن کا فخر اور ذلّت خیال ہی سے ہے

آں خیالاتے کہ دامِ اولیاست
وہ خیالات، جو اولیاء کے لئے جال ہیں
عکسِ مہ رویانِ بستانِ خداست
خدا کے باغ کے حسینوں کا عکس ہیں

آں خیالے را شہ در خواب دید
وہ خیال جو بادشاہ نے خواب میں دیکھا
در رخِ مہماں ہمی آمد پدید
مہمان کے چہرے پر ظاہر ہوا

نورِ حق ظاہر بوَد اندر ولی
ولی میں اللہ کا نور ظاہر ہوتا ہے
نیک بیں باشی اگر اہلِ دلی
اگر تو صاحبِ دل ہے، اچھی طرح دیکھ لیگا

آں ولیِ حق چو پیدا شد ز دور
وہ اللہ کا ولی جب دور سے نظر آیا
از سراپایش ہمی می ریخت نور
اُس کے سراپا سے نور برستا تھا

شہ بجائے حاجباں[2] در پیش رفت
بادشاہ، دربانوں کی بجائے آگے بڑھا
پیشِ آں مہمانِ غیبِ خویش رفت
اپنے غیبی مہمان کے سامنے آیا

ضیفِ غیبی را چو استقبال کرد
غیبی مہمان کا جب استقبال کیا
چوں شکر گوئی کہ پیوست او بوَرد
گویا شکر، گلاب کی پتّی سے پیوستہ ہوئی

ہر دو بحری آشنا آموختہ
دونوں سمندری، تیرنا سیکھے ہوئے
ہر دو جاں بے دوختن بر دوختہ
دونوں جانیں بلا سئے، سلی ہوئی

آں یکے لب تشنہ واں دیگر چو آب
ایک پیاسا اور دوسرا پانی جیسا
آں یکے مخمور واں دیگر شراب
ایک مست، دوسرا شراب

گفت معشوقم تو بودستی نہ آں
اُس نے کہا، میرا معشوق تو تھا نہ وہ
لیک کار از کار خیزد در جہاں
لیکن اس دنیا میں کام سے کام نکلتا ہے

اے[3] مرا تو مصطفیٰ من چوں عمرؓ
اے! تو میرا مصطفیٰ ہے، میں عمرؓ کی طرح ہوں
از برائے خدمتت بندم کمر
تیری خدمتگاری کے لئے میں کمربستہ ہوں

درخواستنِ توفیقِ رعایتِ ادب و وخامتِ بے ادبی
رعایتِ ادب کی خواہش اور بے ادبی کی نحوست

از خدا جوئیم توفیقِ ادب
ہم خدا سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں
بے ادب محروم ماند از فضلِ رب
بے ادب خدا کے فضل سے محروم رہا۔

[1] ننگ۔ ذلّت۔ خیالاتیکہ۔ اولیاء اللہ کے خیالات عالمِ بالا کا پرتو ہیں لہٰذا وہ قائم اور ثابت ہیں۔ نورِ حق۔ اللہ کے ولی کو نور سے پہچانا جا سکتا ہے۔ اہلِ دلی۔ بادشاہ بھی اہلِ دل تھا لہٰذا اُس نے پہچان لیا۔

[2] حاجباں۔ حاجب کی جمع، دربان۔ ضیف مہمان۔ ورد۔ گلاب کا پھول۔ بحری۔ سمندری آشنا۔ تیراکی۔ ہر دو۔ یعنی دونوں ایک جان دو قالب ہو گئے۔ آں یکے۔ دونوں کے اتحاد کا بیان ہے۔ کار از کار۔ لونڈی کا عشق اس غیبی مہمان کی ملاقات کا سبب بنا۔

[3] اے مرا۔ یعنی میں تیرا ایسا ہی خدمتگذار ہوں جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔ توفیقِ ادب۔ مشہور ہے باادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔ وخامت۔ نحوست۔ بے ادب، گنہگار، عالم کی تباہی کا سبب ہوتا ہے۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
بے ادب نے نہ صرف اپنے آپ کو خراب کیا — بلکہ اُس نے تمام اطراف میں آگ لگا دی

مائدہ از آسماں در می رسید — بے شرا و بیع و بے گفت و شنید
خوان، آسمان سے پہونچتا تھا — بغیر خریدے اور بیچے، اور بغیر کہے سنے

درمیانِ قومِ موسیٰؑ چند کس — بے ادب گفتند کو سیر و عدس
موسیٰؑ کی قوم میں سے چند اشخاص — بے ادب نے کہا لہسن اور مسور کہاں ہے؟

منقطع شد خوان و ناں از آسماں — ماند رنجِ زرع و بیل و داسماں
آسمان سے خوان اور روٹی بند ہو گئی — کھیتی اور کُدال اور درانتی کا غم باقی رہ گیا

باز عیسیٰؑ چوں شفاعت کرد حق — خواں فرستاد و غنیمت بر طبق
پھر عیسیٰؑ نے جب سفارش کی، اللہ نے — خوان اور طباق میں مالِ غنیمت بھیجا

مائدہ از آسماں شد عائدہ — چونکہ گفت اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَہ
خوان آسمان سے لوٹنے والا ہوا — چونکہ اُس نے "اتار ہم پر خوان" کہا

باز گستاخاں ادب بگذاشتند — چوں گدایاں زُلّہ ہا بر داشتند
پھر گستاخوں نے ادب چھوڑا — فقیروں کی طرح بچا کھچا اٹھا رکھا

کرد عیسیٰؑ لابہ ایشاں را کہ ایں — دائم ست و کم نہ گردد از زمیں
عیسیٰؑ نے اُن کی خوشامد کی کہ یہ — مستقل ہے، اور زمین سے غائب نہ ہوگا

بدگمانی کردن و حرص آوری — کفر باشد پیشِ خوانِ مہتری
بدگمانی اور لالچ کرنا — شاہی دسترخوان پر ناشکری ہوتی ہے

زاں گدا رویانِ نادیدہ ز آز — آں درِ رحمت بر ایشاں شد فراز
اُن فقیر صورت، لالچ کے ندیدوں کی وجہ سے — وہ رحمت کا دروازہ اُن پر بند ہو گیا

نان و خواں از آسماں شد منقطع — بعد ازاں زاں خواں نشد کس منتفع
آسمان سے من و سلویٰ بند ہو گیا — اُس کے بعد اُس دسترخوان سے کوئی فائدہ مند نہ ہوا

ابر نآید از پئے منعِ زکات — وز زنا افتد وبا اندر جہات
زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے ابر نہیں آتا ہے — اور زناکاری سے اطراف میں وبا پھیلتی ہے

ہر چہ آید بر تو از ظلماتِ غم — آں ز بے باکی و گستاخی ست ہم
تجھ پر جو غم کی اندھیریاں آتی ہیں — وہ بے باکی اور گستاخی کی وجہ سے بھی ہیں

آفاق۔ افق کی جمع ہے، آسمان کا کنارہ مراد تمام عالم ہے۔ مائدہ۔ دسترخوان۔ شرا۔ خریداری۔ بیع۔ فروخت۔ سیر۔ لہسن۔ عدس۔ مسور۔ حضرت موسیٰؑ کی قوم بنی اسرائیل کے پاس قدرتی طریقہ پر منؔ جو ترنجبین کی طرح کی ایک چیز تھی اور سلویٰ جو بٹیر کی طرح کا پرندہ تھا پہونچتا تھا لیکن انہوں نے بے ادبی سے لہسن اور مسور کی خواہش کرنی شروع کر دی۔

؎ منقطع۔ بند۔ زرع۔ کھیتی۔ بیل۔ پھاوڑا، کدال۔ داسماں۔ درانتی۔ شفاعت۔ سفارش۔ غنیمت۔ یعنی منؔ و سلویٰ۔ طبق۔ طباق، بعض حضرات نے طبق بمعنیٰ مطابقت کرکے ترجمہ کیا ہے کہ اللہ نے خوان اور مالِ غنیمت بھیجا حضرت عیسیٰؑ کی سفارش کے مطابق، طبق زمین کے معنیٰ میں بھی آتا ہے اگر یہ معنیٰ مراد ہوں تو ترجمہ ہوگا خوان اور مالِ غنیمت زمین پر بھیجا۔ اَنْزِلْ عَلَیْنَا حضرت عیسیٰؑ کی دعا ہے۔ زُلّہ۔ بچا ہوا کھانا۔

؎ لابہ۔ خوشامد۔ دائم ہمیشہ باقی رہنے والا۔ درِ رحمت۔ یعنی مائدہ کا اترنا فراز۔ کھلنا، بند ہونا۔ ابر نآید انسانی گناہوں سے خدا کی رحمتیں منقطع ہو جاتی ہیں اور مصائب نازل ہوتے ہیں۔ بے باکی انسان کی بے ادبی مصائب کا سبب بنتی ہے

هر که[1] بی باکی کند در راہِ دوست — رہزنِ مرداں شد و نامرد اوست

جو شخص دوست کے راستہ میں بے باکی کرتا ہے — مردوں کا رہزن بنا اور وہ نامرد ہے

از ادب پرنور گشتست ایں فلک — وز ادب معصوم و پاک آمد ملک

یہ آسمان ادب سے پُر نور بنا — اور ادب ہی سے فرشتے معصوم اور پاک ہوئے

بُد ز گستاخی کسوفِ آفتاب — شد عزازیلے ز جرأت ردِّ باب

سورج گرہن گستاخی کی وجہ سے تھا — شیطان گستاخی کی وجہ سے مردودِ بارگاہ ہوا

هر که گستاخی کند اندر طریق[2] — گردد اندر وادیِ حیرت غریق

(سلوک کے) راستہ میں جو گستاخی کرتا ہے — حیرت کی وادی میں ڈوب جاتا ہے

حالِ شاہ و میہماں برگو تمام — زانکہ پایانے ندارد ایں کلام

بادشاہ اور مہمان کا پورا حال کہہ — اس لئے کہ اس کلام کی انتہا نہیں ہے

ملاقاتِ بادشاہ با طبیبِ الٰہی کہ در خوابش

اُس خدائی طبیب سے بادشاہ کی ملاقات جس کو اُس نے خواب میں دیکھا تھا

دیدہ بود و بشارت بقدومِ اُو دادہ شد

اور اُس کی تشریف آوری کی اُس کو خبر دیگئی تھی

شہ چو پیشِ میہمانِ خویش رفت — شاہ بُود و لیک بس درویش رفت

بادشاہ، جب اپنے مہمان کے سامنے گیا — بادشاہ تھا لیکن مکمل فقیر بن کے گیا

دست بکُشاد و کنارانش گرفت — ہمچو عشق اندر دل و جانش گرفت

ہاتھ پھیلائے، اور اُس سے معانقہ کیا — عشق کی طرح اُس کو دل اور جان میں لیا

دست و پیشانیش بوسیدن گرفت — وز مُقام و راہ پُرسیدن گرفت

اُس کے ہاتھ اور پیشانی چومنا شروع کی — مقام اور راستہ کا حال پوچھنا شروع کیا

پُرس پُرساں میکشیدش تا بہ صدر — گفت گنجے یافتم اَمّا بہ صبر

پوچھتے پوچھتے اُس کو صدر تک لیجا رہا تھا — بولا، مجھے خزانہ مل گیا، لیکن صبر سے

صبر تلخ آمد و لیکن عاقبت[3] — میوۂ شیریں دہد پُر منفعت

صبر، کڑوا ہوتا ہے لیکن بالآخر — میٹھا، اور مفید پھل دیتا ہے

گفت اے نورِ حق و دفعِ حرج — معنیِ اَلصّبرُ مِفتاحُ الفَرَج

اُسنے کہا، اے اللہ کے نور! اور تنگی کو دور کرنیوالے — "صبر کشادگی کی کنجی ہے" کے مصداق!

---

[1] ہر کہ۔ احکامِ خداوندی میں بے باکی، دوسروں کی تباہی کا سبب بنتی ہے۔ ایں فلک۔ آسمان نے اطاعت کی، چاند اور سورج سے مُنوّر ہوا۔ فرشتوں نے آدمؑ کے خلیفہ بنائے جانے پر اطاعت کی، معصوم اور پاک قرار دیئے گئے۔ گستاخی۔ بدکاروں کو ڈرانے کے لئے سورج گرہن ہوتا ہے۔ عزازیل۔ شیطان نے آدمؑ کو سجدہ نہ کرکے نافرمانی کی، مردود ہوگیا۔

[2] طریق۔ مدارجِ تصوف طے کرنیکا راستہ۔ ایں کلام یعنی ادب کی فضیلتیں اور بے ادبی کی برائیاں۔ کنار آں۔ کنار کی جمع بمعنیٰ بغل آنش سے دونوں مصرعوں میں مہمان مراد ہے۔ مقام۔ مہمان کے وطن اور راستہ کے حالات معلوم کئے جاتے ہیں۔ گنج۔ یعنی طبیبِ الٰہی۔

[3] عاقبت۔ انجامِ کار۔ منفعت۔ فائدہ۔ سعدیؒ نے کہا ہے صبر تلخ است ولیکن برِ شیریں دارد۔ دفع۔ بمعنیٰ دافع حرج۔ تنگی۔ مفتاح۔ کنجی۔ فرج۔ کشادگی۔

اے لقاءِ[۱] تو جوابِ ہر سوال — مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

اے! تیری ملاقات ہر سوال کا جواب ہے — بیشک تجھ سے مشکل حل ہوتی ہے

ترجمانِ ہر چہ ما را در دل ست — دستگیرِ ہر چہ پایش در گِل ست

جو کچھ ہمارے دل میں ہے، تو اُس کا ترجمان ہے — جس کا پیر دلدل میں پھنسا ہے تو اُس کا مددگار ہے

مرحبا یا مجتبیٰ یا مرتضیٰ — اِن تغب جاء القضا ضاق الفضا

خوش آمدید! اے پسندیدہ! اے برگزیدہ! — اگر تو غایب ہوا موت آجائیگی، فضا تنگ ہوجائیگی

انت مولی القوم من لا یشتہی — قد ردی کلّا لئن لم ینتہ

تو قوم کا آقا ہے۔ جو تجھے نہیں چاہتا — وہ بیشک ہلاک ہوا، یقیناً وہ ہرگز نہ رُکا

چوں گذشت آں مجلس و خوانِ کرم[۲] — دستِ اُو بگرفت و بُرد اندر حرم

جب وہ مجلس اور خوانِ کرم ختم ہوا — اُس نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور حرم سرا میں لے گیا

بُردنِ بادشاہ طبیبِ غیبی را بر سرِ بیمار

بادشاہ کا غیبی طبیب کو بیمار کے پاس لے جانا

قصۂ رنجور و رنجوری بخواند — بعد ازاں در پیشِ رنجورش نشاند

بیمار، اور مرض کا حال سنایا — اِس کے بعد اُس کو بیمار کے سامنے بٹھایا

رنگِ رُو و نبض و قارورہ بدید — ہم علاماتش ہم اسبابش شنید

اُس نے چہرہ کا رنگ اور نبض اور قارورہ دیکھا — اُس کی علامتیں اور اسباب بھی سنے

گفت ہر دارُو کہ ایشاں کردہ اند — آں عمارت نیست ویراں کردہ اند

اُس نے کہا، جو دوا انہوں نے کی ہے — وہ تعمیر نہیں ہے، انہوں نے ویران کیا ہے

بے خبر بودند از حالِ درون — اَستعیذُ اللہ مما یفترون

وہ، اندرونی حالت سے لاعلم تھے — جو انہوں نے غلط بیانی کی ہے اُس سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں

دید رنج و کشف شد بروے نہفت[۳] — لیک پنہاں کرد و با سلطاں نگفت

اُس نے مرض دیکھا اور راز اُس پر کھل گیا — لیکن اُس نے چھپایا اور بادشاہ سے نہ کہا

رنجش از صفرا و از سودا نہ بود — بوئے ہر ہیزم پدید آید ز دود

اُس کا مرض صفرا اور سودا کی وجہ سے نہ تھا — لکڑی کی بو، دھویں سے ظاہر ہوجاتی ہے

دید از زاریش کو زارِ دل ست — تن خوش ست و او گرفتارِ دل ست

اُس کی بیماری سے وہ سمجھ گیا کہ وہ دل کا بیمار ہے — بدن ٹھیک ہے اور وہ دل کی بیماری میں گرفتار ہے

---

[۱] لقاء۔ ملاقات۔ بے قیل وقال۔ بلاگفتگو، لاکلام، بیشک۔ ترجمان۔ مطلب بیان کرنے والا۔ پا در گِل۔ عاجز، بے بس۔ مرحبا۔ خوش آمدید کے معنی میں ہے، آنے والے مہمان کے لئے بولا جاتا ہے۔ مجتبیٰ۔ منتخب۔ مرتضیٰ۔ پسندیدہ۔ فضا۔ کا ہمزہ محذوف ہے، یعنی کھلا میدان۔ مولیٰ۔ آقا۔ کلّا۔ یہ قرآن پاک میں ابوجہل کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ اگر وہ مخالفت سے باز نہ آیا تو ہم اُس کو پیشانی سے پکڑکر گھسیٹیں گے اور جہنم میں داخل کردیں گے، اولیاء اللہ کی مخالفت کا انجام بے حد خطرناک ہے۔

[۲] خوانِ کرم۔ مہمانی کا کھانا۔ حرم۔ محلسرائے، زنان خانہ۔ رنجور۔ مریض۔ رنجوری۔ مرض۔ قصہ بخواند۔ حال سنایا۔ قارورہ۔ یعنی وہ شیشی جس میں پیشاب جمع کرکے طبیب کو دکھایا جاتا ہے تاکہ وہ اُس کے ذریعہ مرض کی تشخیص کرسکے۔ عمارت۔ آباد کرنا ویراں کردن اُجاڑنا۔ یعنی طبیبوں کے علاج سے مریض کی بربادی ہوئی ہے۔ مما یفترون۔ انکی غلط بیانی یہی تھی کہ وہ غیر مرض کو مرض بتا رہے تھے۔ کشف شدن۔ ظاہر ہوجانا۔

[۳] نہفت۔ پوشیدہ۔ نگفت۔ چونکہ طبیب کو ابھی پورا اطمینان نہوا تھا۔ صفرا وسودا، انسان کی اُن چار خلطوں میں سے دو ہیں جنسے انسانی بدن بنا ہے جنکے گھٹنے اور بڑھنے سے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ ہیزم جلانیکی لکڑی۔ زاری۔ رونا، لاغری۔ زار۔ بیمار۔

عاشقی پیداست از زاریِ دل[1] — نیست بیماری چو بیماریِ دل

دل کی بیماری سے عاشقی ظاہر ہے — دل کی بیماری جیسی کوئی بیماری نہیں ہے

علّتِ عاشق ز علّتہا جداست — عشق اُصطُرلابِ اسرارِ خداست

عاشق کی بیماری، بیماریوں سے جدا ہے — عشق، خدا کے بھید دل کا اُصطرلاب ہے

عاشقی گر زیں سر و گر زاں سرست — عاقبت ما را بداں شہ رہبرست

عاشقی خواہ اِدھر کی خواہ اُدھر کی ہے — بالآخر، اُس شاہ تک ہماری راہ نما ہے

ہر چہ گویم عشق را شرح و بیاں — چوں بعشق آیم خجل باشم ازاں

میں عشق کی تشریح اور بیان جو کچھ کرتا ہوں — جب عشق میں پڑتا ہوں اُس سے شرمندہ ہوتا ہوں

گرچہ تفسیرِ زباں روشنگرست — لیک عشقِ بے زباں روشن ترست

اگرچہ زباں کی تشریح روشنی ڈالنے والی ہے — لیکن بے زبان عشق، زیادہ روشن ہے

چوں قلم اندر نوشتن می شتافت[2] — چوں بعشق آمد قلم بر خود شگافت

جب قلم لکھنے میں مصروف تھا — جب عشق پر پہنچا خود قلم چِر گیا

چوں سخن در وصفِ ایں حالت رسید — ہم قلم بشکست و ہم کاغذ درید

جب اِس حالت کے بیان کی بات آئی — قلم ٹوٹ گیا، اور کاغذ بھی پھٹ گیا

عقل در شرحش چو خر در گِل بخفت — شرحِ عشق و عاشقی ہم عشق گفت

عقل، اُس کی شرح میں مٹی میں پھنسے گدھے کی طرح سو گئی — عشق اور عاشقی کی شرح بھی عشق نے ہی کی ہے

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب — گر دلیلت باید ازوے رو متاب

آفتاب کی دلیل، خود آفتاب بنا — اگر تجھے دلیل درکار ہے تو اُس سے منہ نہ موڑ

از وے ار سایہ نشانے می دہد — شمس ہر دم نورِ جانے می دہد

سایہ، اگر اُس کا پتہ دیتا ہے — سورج، ہر وقت جان کو نور دیتا ہے

سایہ خواب آرد ترا ہمچوں سمر[3] — چوں بر آید شمس اِنشَقَّ الْقَمَر

سایہ، قصہ گوئی کی طرح تجھے سلاتا ہے — سورج جب نکلتا ہے چاند شق ہو جاتا ہے

خود غریبے در جہاں چوں شمس نیست — شمسِ جاں باقیست کو را امس نیست

دنیا میں سورج جیسا کوئی مسافر نہیں ہے — رُوح کا سورج باقی ہے جس کے لئے کل گذشتہ نہیں ہے

شمس در خارج اگرچہ ہست فرد — مثلِ اُو ہم میتواں تصویر کرد

سورج، اگرچہ خارج میں ایک ہی ہے — اُس جیسا بھی تصوّر کیا جا سکتا ہے

---

[1] زاریِ دل۔ دل کی بیماری عشق کی علامت ہے یعنی طبیب سمجھ گیا کہ لونڈی مرضِ عشق میں مبتلا ہے۔ علّت۔ مرض۔ اُصطُرلاب۔ ایک آلہ ہے جس سے ستاروں کی گردش، آفتاب کی بلندی معلوم کیجاتی ہے۔ سَر۔ جانب۔ ایں سَر۔ یعنی عشقِ مجازی آں سَر۔ یعنی عشقِ حقیقی، عشقِ مجازی، عشقِ حقیقی کا ذریعہ بنتا ہے۔ مولانا جامی نے فرمایا ہے۔ شعر

متاب از عشق رو گرچہ مجازی ست
کہ آں بہرِ حقیقت کارسازی ست

ہر چہ۔ عشق کی حقیقت بیان سے باہر ہے۔ گرچہ۔ اقبال نے کہا ہے۔ شعر

نہیں منت کشِ تابِ شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زباں میری

[2] چوں قلم۔ عشق ایک ذوقی چیز ہے اس کا بیان نہ زبان سے ممکن ہے نہ قلم سے۔ عشق گفت۔ عشق و عاشقی کا بیان زبان و قلم سے ممکن نہیں جو عشق میں مبتلا ہو تو اس کی کیفیت سمجھ سکتا ہے۔ آفتاب آمد۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے وجود کی دلیل خود اُن کا وجود ہی ہوتا ہے عشق اور آفتاب انہی چیزوں میں سے ہیں۔ ار۔ اگر۔ شمس۔ یعنی ذاتِ حق۔ دنیاوی سورج کی پہچان سایہ سے ہوتی ہے اس لئے کہ دنیاوی چیزوں میں ہر چیز کی ضد سے اُس کی پہچان ہوتی ہے۔ ذاتِ حق کی پہچان اس نور سے ہوتی جس کا پرتو روحِ انسانی پر پڑتا ہے۔

[3] سمر۔ قصہ گوئی۔ الْقمر۔ چاند یہاں ممکنات کا وجود مراد ہے۔ شمسِ جان۔ ذاتِ حق کے لئے دوام و بقا ہے۔ امس۔ کل گذشتہ یعنی ذاتِ حق زمانہ سے منزہ ہے۔

لیک آں شمسیکہ¹ شد مُستنش اثیر | نبودش در ذہن و در خارج نظیر
لیکن وہ سورج جس سے عالمِ وبالا مست ہے | اُس کی ذہن اور خارج میں کوئی مثال نہیں ہے

در تصوّر ذاتِ اُو را گنج کُو | تا در آید در تصوّر مثلِ اُو
تصور میں اُس کی ذات کی گنجائش کہاں ہے | کہ تصور میں اُس کی مثال آسکے

شمسِ تبریزی کہ نورِ مطلق ست | آفتاب ست و زِ انوارِ حق ست
شمس تبریزی جو مکمل نور ہے | سورج ہے اور حق کے نوروں میں سے ہے

چوں حدیثِ روئے شمس الدیں رسید | شمسِ چارم آسماں سر درکشید
جب شمس الدین کے چہرہ کی بات آگئی | چوتھے آسمان کے سورج نے منہ چھپالیا

واجب آمد چونکہ بُردم نامِ اُو | شرح² کردن رمزے از انعامِ اُو
اب جبکہ میں نے اُنکا نام لیاہے تو ضروری ہوگیا | اُن کے انعام کی تھوڑی سی شرح کرنا

ایں نفس جاں دامنم بر تافتہ ست | بوئے پیراہانِ یوسف یافتہ ست
اِس وقت میری روح مستعد ہوگئی ہے | اُس نے یوسف کے لباس کی خوشبو سونگھی ہے

کز برائے حقِ صحبت سالہا | باز گو حالے ازاں خوش حالہا
برسوں کی صحبت کا حق ادا کرنے کے لئے | اُس خوش احوال کا کچھ حال بیان کر

تا زمین و آسماں خنداں شود | عقل و روح و دیدہ صد چنداں شود
تاکہ زمین اور آسمان ہنس پڑیں | عقل، روح اور آنکھیں سوگنا ہوجائیں

گفتم³ اے دور اوفتادہ از حبیب | ہمچو بیمارے کہ دور ست از طبیب
میں نے کہا، اے! دوست سے دور پڑی ہوئی | اُس بیمار کی طرح جو طبیب سے دور ہو

لَا تُكَلِّفْنِي فَإِنِّي فِي الْفَنَا | كَلَّتْ أَفْهَامِي فَلَا أُحْصِي ثَنَا
مجھے مجبور نہ کر میں فنا میں ہوں | میری سمجھ درماندہ ہے میں پوری تعریف نہیں کرسکتا

كُلُّ شَيْءٍ قَالَهُ غَيْرُ الْمُفِيقِ | اِن تکلّف او تصلّف لایلیق
مدہوش جو بات بھی کہے | خواہ تکلف کرے یا در از بیانی مناسب نہیں ہے

ہر چہ می گوید موافق چوں نبود | چو تکلف نیک نالائق نمود
جو کچھ وہ کہتا ہے چونکہ وہ مناسب نہیں ہوتا | اور تکلف کی وجہ سے بہت نامناسب نظر آتا ہے

من چہ گویم یک رگم ہشیار نیست | شرح آں یارے کہ آں را یار نیست
میں کیا کہوں؟ میری ایک رگ بھی ہوش میں نہیں ہے | اُس یار کی تفصیل جس کا کوئی شریک نہیں ہے

¹ شمس۔ یعنی کائناتی سورج اگرچہ ایک ہے لیکن اُس جیسا متصوّر ہوسکتا ہے۔ مُست۔ فریفتہ، اثیر بمعنیٰ بلند و عالی۔ نظیر۔ مثال گنج۔ گنجائش۔ کو۔ کجا۔ تا در آید۔ جبکہ شمس حقیقی کی ذات کا تصور ناممکن ہے تو اُس کے مثل کا تصور کیسے ہوسکتا ہے۔ شمس تبریزی۔ مولانا رومی کے پیر ہیں اُن کے تفصیلی حالات مقدمہ میں ملاحظہ کریجئے۔ حدیث۔ بات تذکرہ۔ سر درکشیدن۔ مُنہ چھپالینا۔ چارم۔ چہارم، چوتھا، سورج کو چوتھے آسمان میں مانا جاتا ہے۔

² شرح کردن۔ بیان کرنا۔ رمز۔ اشارہ، تھوڑا سا بیان نفس۔ فا کے زبر کے ساتھ پڑھا جائے بمعنیٰ سانس، لمحہ، وقت۔ دامن برتافتن۔ دامن سمیٹنا، تیار ہونا۔ پیراہان۔ پیرہن، حضرتِ یعقوبؑ کو اپنے بیٹے یوسفؑ کے لباس کی خوشبو آئی تھی تو وہ بے خود ہوگئے تھے۔ تا زمین۔ پیر نے جو اسرارِ تصوف بتائے ہیں، ان کے ذکر سے عالم میں خوشی کی لہر دوڑ جائیگی۔

³ گفتم۔ میں نے اپنی روح سے کہا تو اپنے محبوب شمس تبریزی سے دور پڑی ہے، گویا مریض طبیب سے دور ہے۔ لاتکلفنی۔ مجھے تکلیف نہ دے۔ فنا۔ نیستی۔ افہام۔ فہم کی جمع، سمجھ۔ لا احصی۔ میں شمار نہیں کر سکتا۔ ثنا۔ تعریف۔ غیر المفیق۔ مدہوش۔ تکلف۔ تصلف۔ لاف زنی کرنا۔ نالائق۔ نامناسب۔ مدہوش اگر اپنے محبوب کی تعریف کریگا تو وہ نامناسب ہوگی۔ یار۔ دوسرے مصرعہ میں دو بار لفظ یار آیا ہے، اوّل کے معنی محبوب جس سے مراد ذاتِ حق ہے دوسرے کے معنی اشل اور شریک کے ہیں۔

خود ثنا[1] گفتن ز من ترکِ ثناست — کایں دلیلِ ہستی و ہستی خطاست
میرا تعریف کرنا ہی خود تعریف نہ کرنا ہے — اِس لئے کہ یہ وجود کی دلیل ہے اور وجود غلط ہے

شرحِ ایں ہجران و ایں خونِ جگر — ایں زماں بگذار تا وقتِ دگر
اِس فراق اور خونِ جگر کی تفصیل — اب دوسرے وقت کے لئے چھوڑ

قَالَ اَطْعِمْنِیْ فَاِنِّیْ جَائِعٌ — فَاعْتَجِلْ فَالْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ
اُس نے کہا: مجھے کھلائیں بھوکی ہوں — جلدی کر کہ وقت تیز تلوار ہے

صوفی ابن[2] الوقت باشد اے رفیق — نیست فردا گفتن از شرطِ طریق
اے دوست! صوفی ابنَ الوقت ہوتا ہے — کل کا حوالہ دینا طریق (سلوک) کے مناسب نہیں ہے

صوفی ابنُ الحال باشد در مثال — گرچہ ہر دو فارغ اند از ماہ و سال
مثلاً صوفی ابنُ الحال ہوتا ہے — اگرچہ دونوں مہینہ اور سال سے بے نیاز ہیں

تو مگر خود مردِ صوفی نیستی — نقد را از نسیہ خیزد نیستی
شاید تو خود صوفی نہیں ہے — نقد کی اُدھار سے تباہی ہوتی ہے

گفتمش پوشیدہ خوشتر سرِّ یار — خود تو در ضمنِ حکایت گوش دار
میں نے اُس سے کہا کہ یار کا راز چھپا ہوا اچھا ہوتا ہے — البتہ تو اِس کو قصہ کے ضمن میں سُن لے

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں — گفتہ آید در حدیثِ دیگراں
بہتر یہی ہوتا ہے کہ معشوقوں کا راز — دوسروں کے قصہ میں بیان ہو جائے

گفت مکشوف و برہنہ بے غلول — باز گو رنجم مدہ اے بو الفضول
کھلم کھلا، بے پروا اور بے خیانت کے بات کہہ — اے بکواسی! (الجھی ہوئی باتیں کرکے) مجھے نہ ستا

باز گو اسرار و رمزِ[3] مرسلیں — آشکارا بہ کہ پنہاں ذکرِ دیں
رسولوں کے راز اور اشارے بتا — دین کا ذکر کھلم کھلا بہتر ہے نہ کہ پوشیدہ

پردہ بردار و برہنہ گو کہ من — می نگنجم با صنم در پیرہن
پردہ اٹھادے اور بے پردہ کہہ کیونکہ میں — محبوب کے ساتھ پیرہن میں نہیں سما سکتی

گفتم ار عریاں شود او در عیاں — نے تو مانی نے کنارہ نے میاں
میں نے کہا، اگر وہ آنکھوں کے سامنے بے پردہ ہو — نہ تو رہیگی، نہ کنارہ، نہ وسط

آرزو می خواہ لیک اندازہ خواہ — بر نتابد کوہ را یک برگِ کاہ
مراد مانگ، لیکن اندازہ کے مطابق مانگ — گھاس کا ایک تنکا پہاڑ کو برداشت نہیں کرسکتا

[1] خود ثنا - ترکِ ثنا - چونکہ ما حقہٗ تعریف نہیں کرسکتا ہوں - ہستی خطا نیست مقامِ فنا میں ہوں جب اپنی ہستی باقی نہیں رہتی ہے - ایں ہجراں مراد مسئلہ وحدۃ الوجود ہے جو اہل اللہ کا سرمایۂ عشق ہے، سالک اپنے ہر قدم کو ہجر سمجھتا ہے اس لئے کہ سیر کی کوئی حد نہیں ہے - جائع - بھوکا - اِعْتَجِلْ - جلدی کر - سَیْفٌ قَاطِعٌ - تیز تلوار - وقت کو تیز تلوار اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بھی جلد تلوار کی طرح گذر جاتا ہے - اَطْعِمْنِیْ یہ پورا جملہ روح کا قول ہے۔ صوفی - وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو غیر اللہ سے محفوظ رکھے دل میں کوئی نفسانی خواہش نہ آنے دے۔

[2] ابنُ الوقت - وہ صوفی کہلاتا ہے جو اپنے احوال سے مغلوب ہوجائے راز کو ظاہر کرنے لگے اور اضطراری طور پر اُس سے کرامات کا ظہور ہونے لگے، ایسے صوفی کو رند اور قلندر بھی کہا جاتا ہے نیز ابنُ الوقت اُس صوفی کو بھی کہا جاتا ہے جو واردات قلبی پر فوراً عمل کرے۔ اور ابو الوقت وہ صوفی کہلاتا ہے جس کو اپنے احوال پر قابو ہے اسرار کو ضبط کرے کوئی کرامت ظاہر نہ ہونے دے۔ فردا گفتن - یعنی کل کی بات کو کل پر ٹالنا ہر دو - یعنی صوفی اور اُس کا حال یعنی قلبی واردات مگر - شاید نسیہ - اُدھار - نیستی - و بربادی - ضمن - درمیان - حدیثِ دیگراں، شعر: جو اہلِ دل ز عشق افسانہ گویند — حدیثِ بلبل و پروانہ گویند -

[3] رمز - اشارہ - مرسلین - مرسل کی جمع بمعنی رسول - اسرارِ مرسلین - یعنی وحدۃ الوجود کا راز۔ (بقیہ ۳۰ پر)

آفتابے[1] کز وے ایں عالم فروخت — اندکے گر پیش آید جملہ سوخت
وہ سورج جس سے یہ سارا عالم روشن ہے — اگر تھوڑا سا آگے آجائے تو سب کو جلا دے

تا نگردد خوں دلِ جانِ جہاں — لب بدوز و دیدہ بر بند ایں زماں
تاکہ دنیا کی جان کا دل تباہ نہ ہو — اب ہونٹ سی لے اور آنکھیں بند کر لے

فتنہ و آشوب و خونریزی مجو — بیش ازیں از شمسِ تبریزی مجو
فتنہ و فساد اور تباہی کی کوشش نہ کر — اور اس سے زیادہ شمس تبریز کے بارے میں جستجو نہ کر

ایں ندارد آخر از آغاز گو — رو تمامِ ایں حکایت از گو
اس بات کا اختتام نہیں ہے شروع سے بات کہہ — جا، اس تمام قصے کو پھر بیان کر

خلوت طلبیدنِ طبیب از بادشاہ بآں کنیزک جہتِ دریافتِ مرضِ کنیزک

لونڈی کا مرض معلوم کرنے کے لئے طبیب کا بادشاہ سے لونڈی کے ساتھ تنہائی چاہنا

چوں حکیم ازیں سخن آگاہ شد — وز دروں ہمداستانِ شاہ شد
طبیب، جب اس بات سے باخبر ہوگیا — اور اندر سے بادشاہ کا راز دار ہوگیا

گفت اے شہ خلوتی کن خانہ را — دور کن ہم خویش و ہم بیگانہ را
بولا، اے بادشاہ! گھر کو خالی کر دے — اپنے اور غیر کو ہٹا دے

کس[2] ندارد گوش در دہلیز ہا — تا بپرسم از کنیزک چیز ہا
دہلیزوں میں کوئی کان نہ لگائے — تاکہ میں کنیز سے کچھ باتیں پوچھوں

خانہ خالی کرد شاہ و شد بروں — تا بخواند بر کنیزک او فسوں
بادشاہ نے گھر خالی کر دیا اور باہر چلا گیا — تاکہ وہ کنیز پر منتر پڑھے

خانہ خالی کرد و یک دیّار نے — جز طبیب و جز ہماں بیمار نے
گھر خالی کر دیا، اور کوئی گھر والا نہ رہا — سوائے طبیب، اور سوائے بیمار کے کوئی نہ رہا

نرم[3] نرمک گفت شہرِ تو کجاست — کہ علاجِ اہلِ ہر شہرے جداست
آہستگی و نرمی سے (طبیب نے) کہا تیرا شہر کہاں ہے؟ — کیونکہ ہر شہر والے کا علاج جداگانہ ہے

واندراں شہر از قرابت کیستت — خویشی و پیوستگی با چیستت
اور اس شہر میں تیرا رشتہ دار کون ہے؟ — اپنائیت اور تعلق کس سے ہے؟

دست بر نبضش نہاد و یک بیک — باز می پرسید از جورِ فلک
ہاتھ اس کی نبض پر رکھا اور ایک ایک — آسمان کے ظلم کا حال پوچھ رہا تھا!

(بقیہ صفحہ ۴۵ سے آگے) تمام انبیاء نے لا الٰہ الا اللہ کی تعلیم دی ہے۔ جس سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ صفاتِ کمال سے متصف صرف ایک وجودِ باری ہی ہے۔ برہنہ گو۔ یعنی دوسروں کی حکایتوں کے ضمن میں نہیں۔ صنم۔ محبوب کا پیرہن بھی حقیقی وصال سے مانع ہے۔ گفتم۔ یعنی میں نے روح سے کہا کہ اگر اس راز کو بالکل کھولا گیا تو تو درہم برہم ہو جائیگی۔ برنتابد۔ برداشت نہیں کر سکتا۔

---

[1] آفتابے۔ یعنی حدود سے بڑھ کر وصال وبال بنجاتا ہے اکبر الہ آبادی نے کہا ہے۔ شعر
پروانے نے شمع سے لپٹنا چاہا
پہلے تھا نور میں اور اب نار میں ہے
فتنہ۔ یعنی جب ظاہری شمس کے انوار کی تاب نہیں، تو معنوی شمس کی کیا تاب ہوگی۔ دروں۔ باطن۔ ہمداستاں۔ ہم راز، ہمکلام خلوتی۔ جس میں تنہائی ہو۔

[2] کس ندارد۔ رازِ عشق تنہائی میں ہی پوچھا جا سکتا تھا۔ فسوں۔ منتر، یعنی عشق کا جادو۔ دیّار گھر میں رہنے والا۔

[3] نرمک۔ کاف تصغیر کا ہے علاج۔ مختلف ممالک کے رہنے والوں کے مختلف مزاج ہوتے ہیں، اسی لئے علاج بھی جداگانہ ہوتا ہے جور۔ ظلم۔

چوں کسے را خار در پایش خلد — پائے خود را بر سرِ زانو نہد
جب کسی کے پیر میں کانٹا چبھتا ہے — اپنا پیر ران پر رکھ لیتا ہے

از سرِ سوزن ہمی جوید سرش — ور نیابد می کند بالب ترش
اُس کا سرا سوئی کی نوک سے تلاش کرتا ہے — اور اگر نہیں ملتا تو ہونٹ سے تر کرتا ہے

خار در پا شد چنیں دشوار یاب — خار در دل چوں بود گوئی جواب
پیر کا کانٹا، جب اِس قدر دشوار ہے — دل کے کانٹے کا کیا حال ہوگا؟ جواب دے

خارِ دل را گر بدیدے ہر خسے — کے غماں را دست بودے بر کسے
دل کا کانٹا اگر ہر شخص دیکھ سکتا — تو غموں کو کسی پر کب قابو ہوتا؟

کس بزیرِ دُمّ خر خارے نہد — خر نداند دفعِ آں بر می جہد
کوئی گدھے کی دُم کے نیچے کانٹا رکھ دیتا ہے — گدھا اُس کو نکالنا نہیں جانتا، کودتا ہے

خر زبہرِ دفعِ خار از سوز و درد — جفتہ می انداخت صد جا زخم کرد
سوزش اور درد کی وجہ سے گدھے نے کانٹے کو دور کرنے کیلئے — دولتیاں پھینکیں اور سو جگہ زخم کر لئے

آں لگد کے دفعِ خارِ اُو کند — حاذقے باید کہ بر مرکز فتد
وہ دولتی اُس کا کانٹا کہاں نکال سکتی ہے؟ — ایک ماہر چاہئے جو کانٹے کی جگہ کو سمجھے

برجہد واں خار محکم تر کند — عاقلے باید کہ خارے بر کند
وہ گدھا کودتا ہے اور اُس کانٹے کو اور مضبوط کر دیتا ہے — کوئی عقلمند چاہئے جو کانٹے کو نکالے

آں حکیمِ خار چیں اُستاد بود — دست میزد جا بجا می آزمود
وہ کانٹا نکالنے والا طبیب، اُستاد تھا — جا بجا ہاتھ مارتا تھا اور آزماتا تھا

زاں کنیزک بر طریقِ داستاں — باز می پرسید حالِ پاستاں
اُس لونڈی سے قصوں کی طرح — گزشتہ حالات کے بارے میں پوچھتا تھا

با حکیم اُو رازہا می گفت فاش — از مقام و خواجگان و شہر تاش
طبیب سے وہ راز کی باتیں کھل کر کہتی تھی — مقام، اور آقاؤں اور بستی والوں کے متعلق

سوئے قصہ گفتنش میداد گوش — سوئے نبض و جنبشش می داد ہوش
وہ اُس کی قصہ گوئی پر کان لگائے تھا — نبض اور اُسکی حرکت پر پوری طرح متوجہ تھا

تا کہ نبض از نامِ کہ گردد جہاں — اُو بود مقصودِ جانش در جہاں
تاکہ دیکھے جان لے کہ کس نام پر اُسکی نبض اچھلتی ہے — دنیا میں اُس کی جان کا محبوب وہی ہوگا

سرش۔ کانٹے وغیرہ کا سرا۔ واژہ جواب۔ مصرعہ ثانی کا جواب یہی ہے کہ مرضِ عشق کو سمجھ لینا آسان بات نہیں ہے۔ خس۔ کمینہ، ادنیٰ۔ غماں۔ خلافِ قیاس غم کی جمع ہے۔ جہیدن۔ کودنا۔ اچھلنا۔ جفتہ انداختن۔ دولتیاں پھینکنا۔ لگد۔ لات۔ حاذق۔ ماہر، تجربہ کار۔ برزند۔ تنیدن۔ تننا۔ گرد گھومنا۔ برجہد۔ اس مصرعہ میں بعض شارحین نے کند کو بفتح کاف کَند یعنی کھودنا کا مضارع قرار دیا ہے اس صورت میں برجہد کا فاعل حکیم کو قرار دیا ہے جو ہمیں مناسب نہیں معلوم ہوا ہم نے دوسرے شارحین کی طرح کُند کو کاف کے پیش کے ساتھ کردن کا مضارع قرار دے کر ترجمہ کیا ہے، اس صورت میں برجہد کا فاعل گدھا ہوگا۔ آں حکیم۔ ان اشعار کا مقصد یہ ہے کہ دل کی بیماریوں کا علاج رہبر کامل ہی کر سکتا ہے۔ فاش۔ کھلم کھلا۔ خواجگان۔ خواجہ کی جمع بمعنی مالک۔ آقا۔ شہرتاش۔ ہم شہر یعنی ایک شہر کے رہنے والے آپس میں شہرتاش کہلائیں گے۔ جستن۔ جیم کے فتحہ سے، کودنا۔ جہاں۔ جیم کے زیر کے ساتھ: کودنے والا۔ جَہاں۔ دنیا۔ جیم کے فتحہ سے۔

دوستانِ شہرِ خود را بر شُمرد
(پہلے) اُس نے اپنے شہر کے دوستوں کو گنا
بعد ازاں شہرِ دگر را نام بُرد
اُس کے بعد دوسرے شہر کا نام لیا

گفت چوں بیروں شدی از شہرِ خویش
(طبیب نے) کہا جب تو اپنے شہر سے نکلی
در کدامیں شہر بُودستی تو بیش[1]
زیادہ کس شہر میں رہی تھی

نامِ شہرے گفت وزاں ہم درگذشت
اُس نے ایک شہر کا نام لیا اور آگے بڑھی
رنگِ رُو و نبضِ اُو دیگر نگشت
چہرہ کا رنگ اور اُس کی نبض نہ بدلی

خواجگان و شہر ہا را یک بیک
آقاؤں اور شہر کا ایک ایک کرکے
باز گفت از جای واز نان و نمک
نام بتایا پھر مقام اور کھانے پینے کا ذکر کیا

شہر شہر و خانہ خانہ قصّہ کرد
ایک ایک شہر اور ایک ایک گھر کا ذکر کیا
نے رگش جُنبید و نے رُخ گشت زرد
نہ اُس کی نبض پھڑکی، نہ چہرہ زرد پڑا

نبضِ اُو بر حالِ خود بُد بے گزند
اُس کی نبض بلا تکلف اپنی حالت پر تھی
تا بپرسید از سمرقندِ چو قند
یہاں تک کہ (طبیب نے) شکر جیسے سمرقند کا حال پوچھا

آہِ سردے بر کشید اُو ماہ رُو
اُس چاند سے مکھڑے والی نے ٹھنڈی آہ بھری
آب از چشمش رواں شد ہمچو جُو
نہر کی طرح اُس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

گفت بازرگانم آنجا آورید[2]
بولی، مجھے ایک تاجر وہاں لا یا
خواجۂ زرگر دراں شہرم خرید
اُس شہر میں ایک مالدار سُنار نے مجھے خرید لیا

در برِ خود داشت شش ماہ و فروخت
اُس نے چھ مہینے اپنے پہلو میں رکھا اور بیچ دیا
چوں بگفت ایں ز آتشِ غم بر فروخت
جب اُس نے یہ کہا تو رنج کی آگ سے جل اُٹھی

نبض جَست و روئے سُرخش زرد شد
نبض پھڑکی اور اُس کا لال چہرہ زرد ہو گیا
کز سمرقندیِ زرگر فرد شد
اِس لئے کہ سمرقندی سُنار سے جدا ہو گئی

چوں زِ رنجور آں حکیم ایں راز یافت
اُس طبیب نے جب بیمار سے یہ راز لیا
اصلِ آں درد و بلا را باز یافت
اُس درد اور مصیبت کی جڑ معلوم کر لی

گفت کوئے اُو کدام است و گذر[3]
اُس (طبیب نے) کہا اُس کا کوچہ اور راستہ کونسا ہے؟
اُو سرِ پل گفت و کوئے غاتفر
اُس (لونڈی) نے کہا (راستہ) سرِ پل اور کوچہ غاتفر ہے

گفت آنگہ آں حکیمِ باصواب
تب اُس راستباز، حکیم نے کہا
آں کنیزک را کہ رستی از عذاب
اُس لونڈی سے کہ تو تکلیف سے نجات پا گئی

[1] بیش۔ زیادہ بعض نسخوں میں لفظ پیش ہے جو مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ دیگر گشتن متغیر ہونا۔ بُد۔ بود کا مخفف ہے۔ سمرقند۔ ترکستان کا مشہور تاریخی شہر ہے۔
[2] بازرگاں۔ سوداگر فرد شدن۔ اکیلا ہو جانا۔ یافت۔ طبیب، نبض اور چہرے سے فوراً سمجھ گیا کہ لونڈی اس سُنار کے عشق میں مبتلا ہے۔ باز یافتن۔ حاصل کرنا۔
[3] گذر۔ گذرگاہ، راستہ غاتفر۔ سمرقند کے ایک محلّہ کا نام ہے باصواب۔ صائب الرائے۔ رستن رہا کرنے سے، چھوٹنا۔ نجات پانا۔

چونکہ دانستم کہ رنجت چیست زُو ، در علاجت سحرہا خواہم نمود
چونکہ میں سمجھ گیا ہوں تیرا مرض کیا ہے جلد — تیرے علاج میں جادو دکھاؤں گا

شاد باش و ایمن و فارغ کہ من — آں کنم با تو کہ باراںؔ با چمن
خوش اور مطمئن اور فارغ البال رہ کہ میں — تیرے ساتھ وہ کچھ کرونگا جو بارش چمن سے کرتی ہے

من غمِ تو میخورم تو غم مخور — بر تو من مُشفِق ترم از صد پدر
میں تیرا غمخوار ہوں تو غم نہ کر — سَو باپوں سے بڑھکر میں تجھ پر مہربان ہوں

ہاں و ہاں ایں راز را باکس مگوی — گرچہ شاہ از تو کند بس جستجوی
خبردار، خبردار یہ راز کسی سے نہ کہنا — اگرچہ بادشاہ بھی تجھ سے دریافت کرے

تا توانی پیشِ کس مکشائے راز — بر کسے ایں دَر مکن زنہار باز
حتیٰ الامکان کسی پر راز نہ کھولنا — ہرگز کسی پر یہ دروازہ نہ کھولنا

چونکہ اَسرارت نہاں در دل شود — آں مرادت زود تر حاصل شود
جب تیرا راز دل میں چھپا ہوگا — تیری وہ مراد بہت جلد تجھ کو حاصل ہوجائیگی

گفت پیغمبر ہر آں کو سر نہفت — زود گردد با مرادِ خویش جفت
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے جس شخص نے اپنا راز چھپایا — بہت جلد اپنی مراد سے وابستہ ہوا

دانہؔ چوں اندر زمیں پنہاں شود — بعد ازاں سرسبزیِ بُستاں شود
دانہ جب زمین میں چھپتا ہے — اُس کے بعد باغ کی سرسبزی (کا سبب) بنتا ہے

زرّ و نقرہ گر نہ بودندے نہاں — پرورش کے یافتندے زیرِ کاں
سونا اور چاندی اگر چھپے نہ ہوتے — تو کان میں پرورش کیسے پاتے

وعدہا و لُطفہائے آں حکیم — کرد آں رنجور را ایمن ز بیم
اُس طبیب کے وعدوں اور مہربانیوں نے — اُس بیمار کو خوف سے مطمئن کردیا

وعدہا باشد حقیقی دلپذیر — وعدہا باشد مجازی تاسہؔ گیر
سچے وعدے دل پسند ہوتے ہیں — (اور) جھوٹے وعدے پریشان کرتے ہیں

وعدۂ اہلِ کرم گنجِ رواںؔ — وعدۂ نا اہل شد رنجِ رواں
اہلِ کرم کا وعدہ جاری خزانہ ہے — (اور) نا اہل کا وعدہ عذابِ جان ہے

وعدہ باید وفا کردن تمام — ور نخواہی کرد باشی سرد و خام
وعدوں کو پورا کرنا چاہیئے — اور اگر تو پورا نہ کریگا، تو سرد و خام جیسا

لہ باراں با چمن جس طرح بارش چمن کو شاداب اور پُر رونق بنا دیتی ہے اسی طرح میں تجھے ہرا بھرا کردونگا
ہاں ۔ حرفِ تنبیہ ہے ۔ چونکہ راز ظاہر ہوجانے پر مخالفوں کو مخالفت کا موقع ملجاتا ہے اور کامیابی دشوار ہوجاتی ہے ۔
لہ دانہ ۔ زمین میں بیج پوشیدہ ہوتا ہے تب سبز و شاداب ہوکر ابھرتا ہے ۔
زر ۔ اِس شعر اور پہلے شعر سے یہ سمجھایا ہے کہ راز کا پوشیدہ رہنا ہی مفید ہے ۔
تاسہ ۔ اندیشہ، بے قراری ۔
لہ گنجِ رواں ۔ قارون کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کا نام بھی ہے ۔ سرد و خام جھوٹے وعدے کرنے والا سرد دل اور خام کار ہوتا ہے ۔

وعدہ کردن را وفا باشد بجاں — تا بہ بینی در قیامت فیضِ آں
وعدہ کو جان (ودل) سے پورا کرنا ضروری ہے — تاکہ قیامت میں تو اُس کا فیض دیکھے

دریافتنِ آں طبیبِ الٰہی رنجِ کنیزک را و بہ شاہ وانمودن
اُس طبیبِ الٰہی کا لونڈی کے مرض کو معلوم کر لینا اور بادشاہ پر ظاہر کرنا

آں حکیمِ مہرباں چوں راز یافت — صورتِ رنجِ کنیزک باز یافت
اُس مہربان طبیب نے جب راز معلوم کر لیا — (اور) لونڈی کے مرض کی صورت کو جان گیا

بعد ازاں برخاست عزمِ شاہ کرد — شاہ را زاں شمّہ[1] آگاہ کرد
اُس کے بعد وہ اُٹھا اور بادشاہ کا قصد کیا — بادشاہ کو اُس سے تھوڑا سا آگاہ کر دیا

شاہ گفت اکنوں بگو تدبیر چیست — در چنیں غم موجبِ تاخیر چیست
بادشاہ نے کہا، بتا اب کیا تدبیر ہے؟ — اِس طرح کے غم میں تاخیر کا کیا سبب ہے؟

گفت تدبیر آں بود کاں مرد را — حاضر آریم از پئے ایں درد را
اُس (طبیب) نے کہا، تدبیر یہ ہے کہ اس مرد کو — اِس درد کے علاج کے لئے ہم بلائیں

قاصدے بفرست کا خبارش[2] کند — طالبِ ایں فضل و ایثارش کند
ایک قاصد بھیج جو اُس کو بتائے — (اور) اُس کو اِس انعام اور بخشش کا طلب گار بنائے

مردِ زرگر رابخواں زاں شہرِ دُور — با زر و خلعت بدہ او را غرور
سنار کو اُس دور شہر سے بلالے — نقد اور خلعت سے اُس کو لالچ دے

تا شود محبوبِ تو خوش دل بدو — گردد آساں ایں ہمہ مشکل بدو
تاکہ تیری محبوبہ اُس کی بدولت خوش ہو جائے — اور اُس کے ذریعہ یہ سب مشکل آسان ہو جائے

چوں بہ بنید سیم و زر آں بے نوا — بہرِ زر گردد زخان[3] و ماں جدا
جب وہ تنگدست چاندی اور سونا دیکھیگا — تو سونے کی خاطر گھر بار سے جدا ہو جائیگا

زر خرد را والہ و شیدا کند — خاصہ مفلس را کہ خوش رسوا کند
سونا، عقل کو دلیوانہ بنا دیتا ہے — خصوصاً مفلس کو کہ خوب ذلیل کرتا ہے

زر اگرچہ عقل می آرد ولیک — مردِ عاقل باید او رانیک نیک
سونا، اگرچہ عقل پیدا کرتا ہے لیکن — اُس کے لئے عقلمند اور بہت نیک آدمی درکار ہے

فرستادنِ بادشاہ رسولاں بسمرقند در طلبِ آں زرگر
بادشاہ کا ایلچیوں کو سمرقند روانہ کرنا، اُس سُنار کی تلاش میں

[1] شُمّہ۔ بفتح شین تھوڑا سا حصہ، طبیبِ الٰہی نے لونڈی کے عشق کا پورا قصہ نہیں سنایا تاکہ بادشاہ کو غیرت نہ آجائے۔

[2] اِخبار۔ مصدر ہے، خبر دینا۔ فَضل۔ بزرگی، بخشش۔ اِیثار۔ اپنے کو چھوڑ کر دوسرے کو فائدہ پہونچانا۔ خِلعت خار کے کسرہ کے ساتھ، وہ پوشاک جو بادشاہ کسی کو بطور انعام دے۔ غُرُور۔ غین کے ضمّہ کے ساتھ، دھوکا۔ بے نوا۔ تنگدست۔

[3] خان و ماں۔ گھر بار۔ والِہ۔ عاشق، فریفتہ۔ شیدا۔ عاشق۔ خاصہ۔ خصوصاً۔ خوش۔ بہت، خوب۔

چونکہ سلطاں از حکیم آں را شنید
جب بادشاہ نے طبیب سے وہ بات سنی

پندِ اُو را از دل و جاں بر گزید
دل و جان سے اُسکی نصیحت کو قبول کیا

گفت فرمانِ ترا فرماں کنم
اُس (بادشاہ) نے کہا تیرے فیصلہ کے مطابق حکم جاری کر دوں گا

ہر چہ گوئی آنچناں کن آں کنم
جو تو کہیگا کہ ایسا کر میں ویسا ہی کروں گا

پس فرستاد آں طرف یک دو رسول
پھر ایک دو قاصد اُس طرف روانہ کئے

حاذقان[1] و کافیان و بس عدول
جو ماہر، کارگذار اور بہت نیک تھے

تا سمرقند آمدند آں دو امیر
وہ دونوں سردار سمرقند میں آئے

پیشِ آں زرگر ز شاہنشاہ بشیر
اُس سُنار کے پاس بادشاہ کی طرف سے خوشخبری لے کر

کائے لطیف[2] استادِ کامل معرفت
کہ اے نازک کام کرنیوالے اُستاد پوری شناخت والے

فاش اندر شہرہا از تو صفت
شہروں میں تیری تعریف پھیلی ہوئی ہے

نک فلاں شہ از برائے زرگری
اب فلاں بادشاہ نے زیور گھڑنے کے لئے

اختیارت کرد زیرا مہتری
تجھے چُنا ہے کیونکہ تو (زرگری میں) سردار ہے

اینک ایں خلعت بگیر و زر و سیم
اب یہ جوڑا اور سونا، چاندی لے

چوں بیائی خاص باشی و ندیم
(اور) جب تو آئیگا، خاص اور ہم نشیں ہوگا

مرد مال و خلعتِ بسیار دید
مَرد نے جب بہت سا مال اور جوڑا (خلعت) دیکھا

غرّہ شد از شہر و فرزنداں بُرید
تو فریفتہ ہوگیا (اور) شہر اور اولاد سے جدا ہوگیا

اندر آمد شادماں در راہ مرد
مرد، خوشی خوشی راستے پر پڑ گیا

بیخبر کاں شاہ قصدِ جانش کرد
(اس سے) بے خبر کہ بادشاہ نے اُسکی جان کا ارادہ کیا ہے

اسپِ تازی بر نشست و شاد تاخت
عربی گھوڑے پر بیٹھا، اور خوشی خوشی دوڑا

خونبہائے خویش را خلعت شناخت
(اور) اپنے خون کے عوض کو بھی جوڑا سمجھا

اے[3] شدہ اندر سفر با صد رضا
افسوس کہ ہنسی خوشی سفر کرنے والا

خود بپائے خویش تا سوءُ القضا
اپنے پاؤں سے بُری موت کی طرف روانہ ہوا ہے

در خیالش مُلک و عزّ و سروری
اُس کے خیال میں تو حکومت عزّت اور سرداری تھی

گفت عزرائیل رَو، آرے بَری
مَلَکُ الموت نے کہا کہ جا ہاں یہ سب چیزیں تو حاصل کریگا

چوں رسید از راہ آں مردِ غریب
جب وہ مسافر راستہ طے کرکے آپہنچا

اندر آوردش بہ پیشِ شہ طبیب
تو طبیب اُس کو بادشاہ کے سامنے لایا

[1] حاذق۔ ماہر۔ کافی۔ کسی کام میں کفایت کرنے والے۔ کارگذار۔ عدول۔ وہ شخص جس کی گواہی معتبر ہو۔

[2] لطیف۔ مہربان۔ باریک کام کرنے والا۔ فاش۔ مشہور۔ صفت۔ تعریف۔ نک۔ اینک کا مخفف ہے، اکنون، اب۔ زیرا۔ از یں راکہ۔ مہتر۔ بڑا، سردار۔ خلعت۔ شاہی جوڑا۔ ندیم۔ ہمنشین، مُصاحب۔ غرّہ۔ غین کے فتحہ اور کسرہ کے ساتھ، فریفتہ ہونا۔ اسپ تازی۔ عربی گھوڑا جو عمدہ اور قیمتی ہوتا ہے، خونبہا۔ دِیت، وہ مال جو مقتول کے بدلے میں مقتول کے وارثوں کو دیا جاتا ہے۔

[3] اے۔ بعض شارحین نے منادیٰ، مخاطب کو بنایا ہے لیکن ہم نے ترجمہ میں منادیٰ زرگر کو قرار دیکر ترجمہ کیا ہے۔ رضا۔ رضامندی۔
سوء القضاء۔ بُری موت
مُلک۔ بادشاہی۔ عزّ۔ عزت۔ آرے۔ حرف ایجاب ہے یعنی ملک الموت نے استہزاءً کہا کہ یہ چیزیں تجھے ضرور ملیں گی۔ غریب۔ مسافر، اجنبی۔

پیشِ شاہنشاہ بُردش خوش بناز — تا بسوزد بر سرِ شمعِ[1] طراز
اُس کو بادشاہ کے سامنے بڑے ناز کے ساتھ لے گیا — تاکہ اُس کو طراز کی شمع کے سر پر جلادے

شاہ دید اُو را و بس تعظیم کرد — مخزنِ زر را بدو تسلیم کرد
بادشاہ نے اُس کو دیکھا اور بہت تعظیم کی — (اور) سونے کا خزانہ اس کے سپرد کردیا۔

پس بفرمودش کہ بر سازد ز زر — از سوار و طوق و خلخال و کمر
پھر اُس کو حکم دیا کہ سونے سے بنلائے — کنگن اور طوق اور پاؤں زیب اور پٹکا

ہم ز انواعِ اَوانی بیعدد — کانچناں در بزمِ شاہنشہ سزد
نیز برتنوں کی قسمیں، ان گنت — جو بادشاہ کی مجلس کے لائق ہوں

زر گرفت آں مرد و شد مشغولِ کار — بے خبر از حالتِ ایں کارزار
اُس مرد نے سونا لیا اور کام پر لگ گیا — وہ اس خراب کام کی حالت سے بے خبر (تھا)

پس حکیمش گفت کاے سلطانِ مہ — آں کنیزک را بایں خواجہ بدہ
پھر طبیب نے اُس سے کہا اے بڑے بادشاہ! — وہ لونڈی اُس سردار (سنار) کو دیدے

تا کنیزک در وصالش خوش شود — آبِ وصلش دفعِ ایں آتش[2] شود
تاکہ لونڈی اُس کے وصل سے خوش ہوجائے — اور اُس کے وصل کا پانی اس آگ کا دافع ہو

شہ بدو بخشید آں مہ روئے را — جُفت کرد آں ہر دو صحبت جوئے را
بادشاہ نے وہ چاند سے مکھڑے والی اسکو بخش دی — اُن دونوں وصل چاہنے والوں کا نکاح کردیا

مدتِ شش ماہ میراندند کام — تا بصحّت آمد آں دختر تمام
چھ مہینے کی مدّت تک اُنہوں نے مقصد برآری کی — یہاں تک کہ اُس لڑکی کو پوری صحت ہوگئی

بعد ازاں از بہرِ اُو شربت بساخت — تا بخورد و پیشِ دختر می گداخت
اس کے بعد اس (طبیب) نے اُس کے لئے شربت بنایا — جس کو وہ پیتا اور لڑکی کے سامنے گھلتا تھا

چوں ز رنجوری جمالِ اُو نماند — جانِ دختر در وبالِ اُو نماند
جب مرض کی وجہ سے اُس کا حُسن نہ رہا — تو لڑکی کی جان اُس کے وبال میں نہ رہی

چونکہ زشت و ناخوش و رُخ زرد شد — اندک اندک در دلِ اُو سرد[3] شد
چونکہ بدصورت اور ناگوار اور زرد رُو ہوگیا — آہستہ آہستہ اُس کے دل میں (عشق) ٹھنڈا ہوگیا

عشقہائے کز پئے رنگے بُوَد — عشق نبوَد عاقبت ننگے بُوَد
وہ عشق جو رنگ کی خاطر ہوتا ہے — عشق نہیں ہوتا، انجام کار ذلّت اور رسوائی ہوتی ہے

---

[1] شمع۔ موم بتی یہاں مراد لونڈی ہے۔ طراز۔ مُلکِ چین کا ایک حُسن خیز شہر ہے۔ مخزن۔ خزانہ۔ بدو۔ باو۔ تسلیم۔ سپرد کرنا۔ سِوار۔ سین کے کسرہ کے ساتھ، ہاتھ کا کنگن۔ طوق۔ گلے کا زیور۔ خلخال پاؤں زیب۔ کمر۔ پٹکا، کمر کی پیٹی۔ انواع۔ نوع کی جمع، قسم۔ اَوانی۔ آنیہ کی جمع، برتن۔ مہ۔ بڑا، کہ کی ضد۔ خواجہ۔ یعنی سنار۔

[2] آتش۔ تاء پر کسرہ اور فتحہ دونوں درست ہیں۔ جفت کردن۔ نکاح کردینا۔ صحبت جوئے۔ وصل چاہنے والا۔ کام۔ مقصد بساخت۔ یعنی طبیب نے زرگر کے لئے ایک زہر آلود شربت تیار کیا جس کو پی کر وہ گھلنے لگا۔ گداختن۔ گھلنا، پگھلنا۔ رنجوری۔ مرض۔ وبال۔ مصیبت، مراد عشق ہے۔

[3] سرد شد۔ سچا عشق نہ تھا محض صورت پرستی تھی، صورت بگڑنے سے عشق زائل ہوگیا۔ ننگ۔ شرم، عار۔

کاشکے[1] آں ننگ بودے یکسری تا نرفتے بر وے آں بد داوری
کاش وہ عار (عشقِ حسنِ ظاہری) پائیدار ہوتا تاکہ اُس پر یہ ظلم نہ ہوتا

خوں دوید از چشم ہمچوں جوئے اُو دشمنِ جانِ وے آمد روئے اُو
اُس کی نہر جیسی آنکھوں سے خون بہنے لگا (اور) اُس کا چہرہ اُس کی جان کا دشمن بنا

دشمنِ طاؤس آمد پرِّ اُو اے بسا شہ را بکشتہ فرِّ اُو
مور کے دشمن اُس کے پر ہوئے (اور) بہت سے شاہوں کو اُنکی شان و شوکت نے مارا

چونکہ زرگر از مرض بد حال شد در گدازش شخصِ اُو چوں نال شد
جب سُنار مرض سے بد حال ہو گیا (اور) اُسکا جسم پگھل کر قلم کے ریشہ کی طرح ہو گیا

گفت من آں آہوم کز نافِ من ریخت آں صیّاد خونِ صافِ من
اُس نے کہا، میں وہ ہرن ہوں کہ میری ناف سے اِس صیّاد نے میرا صاف خون بہا دیا

اے من آں روباہِ صحرا کز کمیں سر بُریدندم برائے پوستیں[2]
اے (مخاطب) میں جنگل کی وہ لومڑی ہوں کہ گھات میں بیٹھ کر پوستین کے لئے اُنہوں نے میرا سر کاٹ لیا

اے من آں پیلے کہ زخمِ پیلباں ریخت خونم از برائے استخواں
میں وہ ہاتھی ہوں کہ پیلبان کے زخم نے ہڈیوں کی خاطر میرا خون بہا دیا

آنکہ کُشتستم پئے مادونِ من می نداند کہ نخسپد خونِ من
جس نے مجھے مجھ سا کم تر کی خاطر مار ڈالا اُس کو معلوم نہیں کہ میرا خون رائیگاں نہ جائیگا

بر من ست امروز فردا بر وے ست خونِ چوں من کَس چنیں ضائع کے ست
(مصیبت) آج مجھ پر اور کل اُس پر ہے مجھ جیسے آدمی کا خون یوں رائگاں کیسے ہو سکتا ہے

گرچہ[3] دیوار افگند سایہ دراز باز گردد سوئے او آں سایہ باز
اگرچہ دیوار لمبا سایہ ڈالتی ہے لیکن وہ سایہ پھر اُس کی طرف لوٹتا ہے

ایں جہاں کوہ ست و فعلِ ما ندا سوئے ما آید ندا ہا را صدا
یہ دنیا ایک پہاڑ ہے اور ہمارا فعل آواز آوازوں کی گونج ہماری طرف لوٹتی ہے

ایں بگفت و رفت در دم زیرِ خاک آں کنیزک شد ز درد و رنج پاک
یہ کہا اور فوراً زیرِ زمین چلا گیا وہ لونڈی درد و غم سے نجات پا گئی

زانکہ عشقِ مُردگاں پایندہ نیست چونکہ مُردہ سوئے ما آئندہ نیست
اسلئے کہ مُردوں سے عشق پائیدار نہیں ہے اِس لئے کہ مُردہ ہماری طرف واپس آنے والا نہیں ہے

[1] کاشکے۔ حرفِ تمنا ہے۔ یکسری۔ پائیدار۔ داوری۔ حکومت، انصاف۔ بد داوری۔ ناانصافی، ظلم۔ یعنی عشقِ مجازی میں بھی اگر پائیداری ہوتی تو وہ ننگ نہ شمار ہوتا۔ روئے او۔ یعنی اُس زرگر کی خوبصورتی اُسکی ہلاکت کا سبب بنی۔ گدازش حاصل مصدر ہے گداختن کا، پگھلنا، لاغر ہونا۔ نال۔ قلم کے بیچ کا ریشہ۔ گفت۔ اگلے چار شعر زرگر کا مقولہ ہیں۔ کز نافِ من۔ مختن کے ہرن اس لئے مارے جاتے ہیں کہ اُن کے نافہ میں سے مُشک نکلتا ہے۔ کمین۔ کسی کی گھات میں بیٹھنا۔

[2] پوستین۔ لومڑی کی کھال سے پوستین بنایا جاتا ہے۔ استخواں۔ ہاتھی دانت کی طرح ہاتھی کی ہڈی بھی قیمتی ہوتی ہے۔ مادونِ کمتر زرگر نے بادشاہ کو کمتر اس لئے کہا کہ وہ کنیزک کا معشوق تھا اور بادشاہ ناکام عاشق۔ نخسپد۔ یعنی میرے خون کا بدلہ لیا جائیگا خون رائگاں نہ جائیگا۔

[3] گرچہ دیوار۔ مولاناؒ نے جزاءِ عمل کو دو مثالوں سے سمجھایا ہے کہ گناہگار کا عمل بصورتِ جزا اس کی طرف لوٹتا ہے۔ ندا۔ پکارنا۔ آواز دینا۔ صدا۔ گونج جو پہاڑ یا کنویں میں انسان کی آواز کے بعد سنائی دیتی ہے۔ در دم۔ فوراً، اُسی وقت۔ مُردگاں۔ یعنی فانی اشیاء کا عشق قائم نہیں رہتا۔

عشقِ زندہ[1] در رواں و در بصر — ہر دمے باشد زغنچہ تازہ تر
زندہ کا عشق روح اور آنکھ (باطن و ظاہر) میں — ہر وقت غنچہ سے بھی زیادہ تر و تازہ رہتا ہے

عشقِ آں زندہ گزیں کو باقی ست — وز شرابِ جانفزایت ساقی ست
اُس زندہ کا عشق اختیار کر جو سدا رہنے والا ہے — اور جانفزا شراب سے تجھے سیراب کرنیوالا ہے

عشقِ آں بگزیں کہ جملہ انبیا — یافتند از عشقِ اُو کار و کیا
اُس کا عشق اختیار کر کہ تمام نبیوں نے — اُس کے عشق سے عزّ و شرف پایا

تو مگو ما را بداں شہ بار نیست — بر کریماں کارہا دشوار نیست
تو یہ نہ کہہ کہ ہماری رسائی اُس بادشاہ تک نہیں ہے — کریموں پر بڑے کام دشوار نہیں ہوتے

در بیانِ آنکہ کشتن مردِ زرگر باشارۂ الٰہی بود نہ بخیالِ باطل

اِس بیان میں کہ سُنار کو مارنا خدائی اشارہ پر تھا، نہ کسی بُرے خیال سے

کشتنِ آں مرد بر دستِ حکیم — نے پئے امید بود و نے زبیم
اُس مرد کا، طبیب کے ہاتھ سے ہلاک ہونا — نہ کسی اُمید کی بنا پر تھا نہ کسی خوف سے

اُو نکشتش از برائے طبعِ شاہ — تا نیامد امر[2] و الہام ازالٰہ
اُس نے بادشاہ کی خاطر اُسے قتل نہیں کیا — جب تک کہ اللہ کی طرف سے حکم اور الہام نہ آیا

آں پسر را کش خضرؑ ببرید حلق — سرِّ آں را در نیابد عام خلق
وہ لڑکا، خضرؑ نے جس کا گلا کاٹا تھا — اُس کا بھید عام مخلوق نہیں سمجھ سکتی

آنکہ از حق یابد اُو وحی و خطاب — ہرچہ فرماید بوَد عینِ صواب
جو شخص اللہ کی جانب سے وحی اور خطاب پاتا ہے — وہ جو کچھ کہتا ہے بالکل درست ہوتا ہے

آنکہ جاں بخشد اگر بکشد رواست — نائب ست و دستِ اُو دستِ خداست
جو جان عطا کرتا ہے اگر قتل بھی کرے تو جائز ہے — وہ (اللہ کا) قائم مقام ہے اور اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے

ہمچو[3] اسمٰعیل پیشش سر بنہ — شاد و خنداں پیشِ تیغش جاں بدہ
حضرتِ اسمٰعیلؑ کی طرح اُس کے سامنے سر جھکا دے — اور ہنسی خوشی اُس کی تلوار سے قتل ہو جا

تا بماند جانت خنداں تا ابد — ہمچو جانِ پاکِ احمدؐ با احد
تاکہ تیری روح ہمیشہ خوش رہے — جس طرح کہ احمدِ (مجتبٰیؐ) کی روح پاک اللہ کے ساتھ

عاشقاں جامِ فرح آنگہ کشند — کہ بدستِ خویش خوباں شاں کشند
عاشق خوشی کا جام اُس وقت پیتے ہیں — جبکہ معشوق اپنے ہاتھ سے اُن کو قتل کرتے ہیں

---

[1] زندہ یعنی خدائے حیّ و قیوم۔ گزیں۔ اختیار کر، صیغۂ امر ہے گزیدن مصدر سے۔ جانفزا۔ جان کو بڑھانے والا، روح کو قوت دینے والا۔ کیا۔ خداوند، کارفرما۔ کار و کیا یافتند۔ یعنی عزّ و شرف پایا۔ شہ۔ شاہ کا مخفف ہے، یعنی اللہ تعالٰی۔ بر کریماں۔ یعنی حق تعالٰے کریم و کارساز ہے وہ اپنے فضل و کرم سے کامیابی و باریابی مرحمت فرمائیگا۔ نے پئے۔ یعنی طبیب کا زرگر کو ہلاک کرنا بادشاہ سے لالچ یا خوف کی وجہ سے نہیں تھا۔

[2] امر۔ حکم۔ الہام۔ جو بات خدا کی طرف سے دل میں ڈالی جائے۔ الٰہ۔ معبود، اللہ تعالٰی۔ خضر۔ حضرتِ خضر علیہ السلام، جنہوں نے ایک بچہ کو قتل کیا تھا، قرآنِ مجید میں اس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کی مصلحت یہ تھی کہ بچہ کافر ہوتا اور اس کے کفر کی وجہ سے والدین کے ایمان کو خطرہ تھا۔ نائب۔ قائمقام یعنی جو خدا کے حکم سے قتل کرتا ہے اُس کا ہاتھ دراصل خدا کا ہاتھ ہے۔

[3] ہمچو اسمٰعیل۔ حضرتِ اسمٰعیلؑ سے حضرتِ ابراہیمؑ نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے تمہاری قربانی دوں تو فوراً حضرتِ اسمٰعیلؑ نے سرِ اطاعت

[1] شاہ آں خوں از پئے شہوت نکرد — تو رہا کن بدگمانی و نبرد
وہ خون بادشاہ نے شہوت کی خاطر نہیں کیا — تو (اس معاملہ میں) بدگمانی اور جھگڑے کو چھوڑ دے

تو گماں کردی کہ کرد آلودگی — در صفا غش کے ہلد پالودگی
تونے یہ گمان کیا کہ وہ خواہشِ نفسانی سے آلوث تھا — (لیکن) صاف میں صفائی کھوٹ کو کب چھوڑتی ہے

بہر آنست ایں ریاضت ویں جفا — تا برآرد کورہ از نقرہ جفا
یہ محنت اور مشقت تو اس لئے ہے — کہ بھٹی چاندی سے میل کو نکال دے

بہر آنست امتحانِ نیک و بد — تا بجوشد، بر سر آرد زر زبد [2]
کھرے اور کھوٹے کا امتحان اس لئے ہے — تاکہ وہ جوش میں آئے اور سونا اپنا میل اوپر لے آئے

بگذر از ظنّ خطا اے بدگماں — إنّ بعض الظنّ إثمٌ را بخواں
اے بدگمان! غلط گمان چھوڑ دے — "بے شک بعض گمان گناہ ہیں" کو پڑھ

گر نبودش کار ز الہامِ اِلٰہ — او سگے بودے درانندہ نہ شاہ
اگر اس کا کام خدا کے اِلہام سے نہ ہوتا — تو وہ پھاڑ کھانے والا کتا ہوتا، بادشاہ نہ ہوتا

پاک بود از شہوت و حرص و ہوا — نیک کرد او لیک نیکِ بدنما
وہ شہوت اور حرص و ہوس سے پاک تھا — اس نے اچھا کیا لیکن اچھا بظاہر برا

گر خضرؑ در بحر کشتی را شکست — صد درستی در شکستِ خضر ہست
اگرچہ خضرؑ نے سمندر میں کشتی توڑ دی — (لیکن) خضر کے توڑنے میں سیکڑوں درستیاں تھیں

وہمِ موسیٰؑ با ہمہ نور و ہنر — شد ازاں محجوب [3] تو بے پر مپر
باوجود تمام نور و ہنر کے موسیٰؑ کا خیال — اس تک نہ پہنچا، تو بھی بے پر کی نہ اڑا

آں گلِ سرخ است تو خونش مخواں — مستِ عقل ست او تو مجنونش مداں
وہ سرخ پھول ہے تو اس کو خون نہ کہہ — وہ عقل سے مست ہے تو اس کو دیوانہ نہ سمجھ

گر بُدے خونِ مسلماں کامِ او — کافرم گر بردمے من نامِ او
اگر مسلمان کا خون بہانا اس کا مقصود ہوتا — تو میں کافر ہوتا اگر اس کا نام بھی لیتا

می بلرزد عرش از مدحِ شقی — بدگماں گردد ز مدحش متقی
بدبخت (اور) سنگدل کی تعریف سے عرش لرزتا ہے — اور اس کی تعریف سے پرہیزگار بدگماں ہو جاتا ہے

شاہ بود و شاہ بس آگاہ بود — خاص بود و خاصۂ اللہ بود
وہ بادشاہ تھا اور بہت باخبر بادشاہ تھا — وہ خاص تھا اور اللہ تعالیٰ کا مخصوص تھا

---

[1] شاہ۔ بادشاہ کا زرگر کو قتل کرانا اشارۂ خداوندی سے تھا۔ غش۔ کھوٹ۔ ہلد۔ حاصل مصدر ہے ہلیدن سے چھوڑنا۔ پالودگی۔ صفائی۔ جفا۔ جیم کے فتحہ کے ساتھ سونے اور چاندی کا میل۔ کورہ۔ بھٹی، جس میں چیزوں کو پگھلایا اور تپایا جاتا ہے۔
[2] زبد۔ جھاگ، یعنی جس طرح سونا بھٹی میں جاکر نکھرتا ہے اسی طرح انسان کے نفسانی رذائل ریاضت سے دور ہوتے ہیں۔ ظن خطا۔ بدگمانی۔ اثم۔ گناہ۔ درانندہ۔ پھاڑنے والا۔ نیک بدنما۔ بباطن نیک اور بظاہر برا۔ خضر۔ خضرؑ کے کشتی توڑنے کا واقعہ قرآن میں مذکور ہے جو بظاہر بری بات تھی لیکن اس میں مصلحتیں پوشیدہ تھیں
[3] محجوب۔ پردے میں آیا ہوا یعنی حضرت موسیٰؑ با این ہمہ نور و ہنر اس مصلحت تک نہ پہنچ سکے جو حضرت خضرؑ کے پیش نظر تھی۔ آں گل اشارہ بادشاہ کی طرف ہے۔ بُدے۔ بودے کا مخفف ہے۔ کام۔ مقصد و غرض۔ شقی۔ بدبخت۔ سنگدل۔ متقی۔ پرہیزگار۔ آگاہ۔ یعنی عارف باللہ۔

آں کسے را کش[1] چنیں شاہے کُشد | سوئے تخت و بہتریں جاہے کشد
وہ آدمی جس کو ایسا بادشاہ قتل کرتا ہے | اُس کو تخت اور بہترین مرتبہ عنایت فرماتا ہے

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد | آنچہ در وہمت نیاید آں دہد
وہ آدھی جان لیتا ہے تو سو جانیں دیتا ہے | (بلکہ) اتنا دیتا ہے کہ جو تیرے خیال میں بھی نہیں آ سکتا

قہرِ خاصے از برائے لُطفِ عام | شرع می دارد روا بگذار گام
عام مہربانی کے لئے کسی خاص پر قہر | شریعت جائز رکھتی ہے قدم آگے بڑھا

گر ندیدے سُودِ اُو در قہرِ اُو | کے شدے آں لُطفِ مطلق قہر جُو
اگر (اللہ تعالیٰ) اُس کا فائدہ قہر میں نہ دیکھتا | تو وہ سراپا لطف و کرم، قہر کیوں کرتا

طفل می لرزد ز نیشِ احتجام[2] | مادرِ مُشفق دراں غم شادکام
پچھنے لگانے کی تکلیف سے بچّہ تو لرزتا ہے | (لیکن اُس کی) مہربان ماں اِس تکلیف سے خوش ہوتی ہے

تو قیاس از خویش می گیری و لیک | دُور دُور اُفتادہ بنگر تو نیک
تو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے، لیکن | تو غور کر (حقیقت سے) بہت دور جا پڑا ہے

پیشتر آتا بگویم قصّۂ | بو کہ یابی از بیانم حصّۂ
میرے قریب آ، تاکہ تجھے ایک قصّہ سناؤں | ہو سکتا ہے کہ تو میرے بیان سے کچھ حصّہ حاصل کرلے

حکایتِ مردِ بقّال[3] و طوطی و روغن ریختنِ طوطی در دُکان

ایک بنئے اور طوطی کا قصّہ اور طوطی کا دُکان کے اندر تیل بہانا

بود بقّالے مَر اُو را طوطیئے | خوشنوا و سبز و گویا طوطیئے
ایک بنیا تھا اور اُس کی ایک طوطی تھی | جو خوش آواز، سبز رنگ اور بولنے والی طوطی تھی

بر دُکاں بودے نگہبانِ دُکاں | نکتہ گفتے با ہمہ سوداگراں
(یہ طوطی) دکان پر دکان کی حفاظت کرتی تھی | اور تمام سوداگروں سے دلچسپ باتیں کرتی تھی

در خطابِ آدمی ناطق بُدے | در نوائے طوطیاں حاذق بُدے
وہ آدمیوں سے خطاب کرنے میں اُن جیسی باتیں کرتی | اور طوطیوں کے ساتھ نوا سنجی میں ماہر تھی

خواجہ روزے سوئے خانہ رفتہ بود | در دُکاں طوطی نگہبانی نمود
مالک ایک دن اپنے گھر کو گیا تھا | طوطی دُکان کی حفاظت کر رہی تھی

گربۂ بر جست ناگہ در دُکاں ق | بہرِ موشے، طوطیک از بیمِ جاں
اچانک ایک بلّی دکان میں کودی | ایک چوہے کیلئے، اور بیچاری طوطی اپنی جان کے خوف سے

---

[1] کش۔ کہ اش کا مخفف ہے قہرِ خاصے۔ یعنی اُس زرگر کا قتل ظلم نہ تھا اور اگر ظلم مان بھی لیا جائے تو عام مصلحت اور مفاد کے پیش نظر کسی ایک پر ظلم جائز ہے۔ گر ندیدے۔ یعنی زرگر کے قتل ہی میں زرگر کا فائدہ تھا۔

[2] احتجام پچھنے لگوانا یعنی خونِ فاسد جسم سے نکالنے کے لئے عملِ جراحی کرانا۔ مُشفق۔ ہمدرد، مہربان تو قیاس الخ۔ یعنی اللہ کے کاموں کو اپنے کاموں پر قیاس نہ کر۔ بو کہ۔ یعنی شاید کہ ممکن ہے۔

[3] بقّال۔ سبزی فروش کو کہتے تھے، پھر بنیے کے معنی میں مستعمل ہونے لگا۔ ناطق۔ قوتِ گویائی رکھنے والا۔ حاذق۔ ماہر زیرک و چالاک۔ جستن۔ جیم کے فتح کے ساتھ، کودنا۔ طوطیک۔ کاف تصغیر کا ہے۔

جستِ از صدرِ دُکاں بہرِ گریخت
بھاگنے کے لئے دُکان کی بیچ میں کود دی
شیشہ ہائے روغنِ گُل را بریخت
(اور) روغنِ گُل کی شیشیاں بہا دیں

از سوئے خانہ بیامد خواجہ اش
اُس کا مالک گھر سے (واپس) آیا
بر دُکاں بنشست فارغ شاد و خوش
(اور) خوش خوش اطمینان سے دُکان پر بیٹھ گیا

دید پُر روغن دُکان و جامہ چرب
(لیکن) دُکان کو تیل سے پُر اور کپڑوں کو چکنا دیکھ کر
بر سرش زد گشت طوطی کَل ز ضرب
اُس کے سر پر ایسی مار لگائی کہ طوطی گنجی ہو گئی

روز کے چندے سخن کوتاہ کرد
چند دن تک (طوطی) نے بات کرنی چھوڑ دی
مردِ بقال از ندامت آہ کرد
بنیئے نے ندامت و افسوس سے آہ کی

ریش بر می کند و می گفت اے دریغ
(وہ اپنی) داڑھی کو نوچتا اور کہتا تھا ہائے افسوس
کافتابِ نعمتم شد زیرِ میغ
میری نعمت کا سورج بدلی میں آ گیا

دستِ من بشکستہ بودے آں زماں
اُس وقت میرے ہاتھ ٹوٹ گئے ہوتے
کہ زدم من بر سرِ آں خوش زباں
جب میں نے اُس خوش زبان (طوطی) کے سر پر ضرب ماری تھی

ہدیہ ہا می داد ہر درویش را
وہ ہر فقیر کو تحفے تقسیم کر رہا تھا
تا بیابد نطقِ مرغِ خویش را
تاکہ اپنی طوطی کی گویائی کو پالے

بعدِ سہ روز و سہ شب حیران و زار
تین دن اور تین رات کے بعد حیران و بدحال
بر دُکاں بنشستہ بد نومید وار
مایوسی کی حالت میں دکان پر بیٹھا تھا

با ہزاراں غصہ و غم گشتہ جفت
ہزاروں رنج اور غم میں مبتلا
کاے عجب ایں مرغ کے آید بگفت
ہائے تعجب! یہ طوطی کب بولے گی؟

می نمود آں مرغ را ہر گوں شگفت
ہر قسم کی انوکھی چیزیں اُس پرندہ کو دکھاتا تھا
وز تعجب لب بدنداں می گرفت
اور پھر تعجب سے اپنے ہونٹ کاٹتا تھا

دمبدم می گفت با او ہر سخن
ہر وقت اس سے طرح طرح کی باتیں کرتا تھا
تاکہ باشد کاندر آید در سخن
کہ شاید وہ باتیں کرنے لگے

بر امیدِ آنکہ مرغ آید بگفت
اِس امید پر کہ پرندہ بول پڑے
چشم او را با صُوَر می کرد جفت
(مختلف قسم کی) تصویریں اُسے دکھاتا

ناگہانی جولقی می گذشت
اتفاقاً ایک گدڑی پوش اُدھر سے گزر رہا تھا
با سرِ بے مُو چو پشتِ طاس و طشت
جس کا سر پرات اور طشت کی پشت کی طرح (بالوں سے صاف) تھا۔

۱ فارغ - یعنی بے فکر
کَل - گنجا، جس کے سر پر بال نہوں - ضرب - چوٹ، مارنا - روز کے - کاف زائد ہے - ریش - داڑھی
کندن - اکھاڑنا، کھودنا، نوچنا - میغ - ابر -
۲ درویش - دال کے فتح کے ساتھ، بمعنی فقیر، بھکاری اور دال کے ضمہ کے ساتھ اولیاء اللہ کیلئے بولا جاتا ہے - نطق - گویائی
مرغ - پرندہ، مراد طوطی ہے
زار - عاجز و خوار، ذلیل
نومید وار - مایوس، غمگین - شگفت - عجیب اور انوکھی، شاید وہ ایسی چیز کو دیکھ کر بول پڑے۔
۳ وز تعجب - اور جب وہ اس پر بھی نہ بولتی تھی تو تعجب سے ہونٹ کاٹتا تھا - گفت - گفتگو۔
صُوَر - صورت کی جمع، یعنی شاید تصویریں دیکھ کر بول پڑے۔
جولقی - کمل پوش فقیر - طاس - بڑا تھال - طشت - تھال۔

طوطی اندر گفت آمد آں زماں
طوطی (اُس کو دیکھ کر) فوراً بول پڑی

بانگ بر درویش زد چوں عاقلاں
اُس کو پکارا اور عقلمندوں کی طرح (سوال کیا)

کز چہ اے کُل با کلاں آمیختی
اے گنجے! تو گنجوں میں کیوں شامل ہوا؟

تو مگر از شیشہ روغن ریختی
شاید تو نے بھی شیشی سے تیل گرایا ہے

از قیاسش خندہ آمد خلق را
اُس کے اس قیاس سے لوگ ہنس پڑے

کو چو خود پنداشت صاحب دلق را[1]
کہ اُس نے گدڑی والے کو اپنا جیسا سمجھا

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
پاک لوگوں کے کام کو اپنے پر قیاس کر

گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر
اگرچہ لکھنے میں شیر (درندہ) اور شیر (دودھ) یکساں ہوتا ہے

شیر آں باشد کہ مرد اُو را خورد
شِیر تو وہ ہے جس کو آدمی پیتا ہے

شیر آں باشد کہ مردم را درد
اور شیر وہ ہے جو آدمیوں کو پھاڑتا ہے

جُملہ عالم زیں[2] سبب گمراہ شد
اِس وجہ سے پورا عالم گمراہ ہو گیا

کم کسے ز ابدالِ حق آگاہ شد
بہت کم کوئی خدا کے ابدال سے واقف ہوا

اشقیا را دیدۂ بینا نبود
بدبختوں کی دیکھنے والی آنکھ نہ تھی

نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود
اچھا، اور بُرا ان کی آنکھ میں یکساں نظر آیا

ہمسری با انبیا بر داشتند
(انہوں نے) نبیوں کیساتھ برابری کا دعویٰ کھڑا کر دیا

اولیا را ہمچو خود پنداشتند
اور اولیا کو اپنا جیسا سمجھ لیا

گفتہ اینک ما بشر ایشاں بشر
یہ کہا کہ ہم بھی انسان ہیں اور وہ بھی انسان ہیں

ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور
ہم اور وہ سونے اور کھانے کے پابند ہیں

ایں نہ دانستند ایشاں از عمیٰ[3]
اندھے پن سے وہ یہ نہ سمجھے

ہست فرقے درمیاں بے منتہیٰ
کہ اِن دونوں میں بے انتہا فرق ہے

ہر دو گوں زنبور خوردند از یک محل
دونوں قسم کی بھڑوں نے ایک ہی جگہ سے کھایا

لیک زیں شد نیش و زاں دیگر عسل
لیکن اِس سے ڈنک اور اُس سے شہد بنا

ہر دو گوں آہو گیا خوردند و آب
دونوں قسم کے ہرنوں نے گھاس اور پانی کھایا پیا

زیں یکے سرگیں شد و زاں مُشکِ ناب
اُس ایک کا گوبر بنا اور دوسرے کا خالص مُشک

ہر دو نے خوردند از یک آبخور
دونوں نرسلوں نے ایک گھاٹ سے پانی پیا

آں یکے خالی و آں پُر از شکر
لیکن ایک کھوکھلی اور دوسری شکر سے بھری ہوئی ہے

---

[1] دلق - گدڑی۔

[2] زیں سبب - غلطی کرنے کی وجہ سے۔ ابدال - اولیاء اللہ کی ایک خاص جماعت کو کہتے ہیں۔ اشقیاء - شقی کی جمع بمعنی بدبخت۔ گفتہ - یعنی برابری کے دعوے میں یہ کہتے ہیں۔ اینک - ایں اسم اشارہ کاف تصغیر کا ہے۔

[3] عمیٰ - اندھا پن۔ کفر، گمراہی۔ منتہیٰ - انتہاء۔ گوں - گونہ، قسم۔ زنبور - بھِڑ، شہد کی مکھی۔ محل - جگہ۔ نیش - ڈنک۔ عسل - شہد۔ سرگین - گوبر، مینگنی۔ ناب - خالص۔

صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بیں
فرقِ شاں ہفتاد سالہ راہ بیں

اِس طرح کی لاکھوں مثالیں تیرے سامنے ہیں
دلیکن انمیں ستر سالہ راہ کا فرق دکھائی دیتا ہے

ایں[1] خورد گردد پلیدی زو جدا
واں خورد گردد ہمہ نورِ خدا

یہ کھاتا ہے تو نجاست اِس سے نکلتی ہے
اور وہ جو کچھ کھاتا ہے، سب خدا کا نور بنجاتا ہے

ایں خورد زاید ہمہ بخل و حسد
واں خورد زاید ہمہ نورِ احد

یہ کھاتا ہے تو سراسر بخل اور حسد پیدا ہوتا ہے
اور وہ کھاتا ہے تو سب خدا کا نور بنجاتا ہے

ایں زمین پاک و آں شوره است و بد
ایں فرشتہ پاک و آں دیو است و دد

یہ پاک زمین ہے اور وہ شور اور خراب
یہ پاک فرشتہ ہے اور وہ بھوت اور درندہ

ہر دو صورت گر بہم ماند رواست
آبِ تلخ و آبِ شیریں را صفا است

دونوں صورتیں اگر ایک جیسی ہیں، ٹھیک ہے
نمکین اور شیریں پانی میں صفائی موجود ہے

جز کہ صاحب ذوق نشناسد بیاب
اُو شناسد آبِ خوش از شوره آب

سوائے صاحبِ ذوق کے کوئی نہیں پہچان سکتا ہے، سمجھ لے
کہ وہی میٹھے اور کھاری پانی کو پہچانتا ہے

جز کہ صاحب ذوق نشناسد طعوم
شہد را ناخوردہ کے داند ز موم

صاحبِ ذوق کے سوا ذائقہ کو کوئی نہیں پہچان سکتا
جس نے شہد نہ چکھا وہ شہد اور موم میں امتیاز کب کر سکتا ہے

سحر را با معجزہ کردہ قیاس
ہر دو را بر مکر پندارد اساس[2]

جادو کو معجزہ پر قیاس کر کے
دونوں کی بنیاد مکر و فریب پر سمجھتا ہے

ساحراں با موسیٰؑ از استیزہ را
بر گرفتہ چوں عصائے اُو عصا

جادوگروں نے موسیٰؑ سے لڑائی کے لئے
اُن کی لاٹھی جیسی لاٹھی اٹھائی

زیں عصا[3] تا آں عصا فرقیست ژرف
زیں عمل تا آں عمل راہے شگرف

دلیکن اِس لاٹھی اور اُس لاٹھی میں گہرا فرق ہے
اِس کام میں اور اُس کام میں بڑا فاصلہ ہے

لعنۃ اللہ ایں عمل را در قفا
رحمۃ اللہ آں عمل را در وفا

اِس کام کے پیچھے اللہ کی لعنت ہے
اُس کام میں اللہ کی رحمت شاملِ حال ہے

کافراں اندر مرے بوزینہ طبع
آفتے آمد درونِ سینہ طبع

کافر لوگ جھگڑا کرنے میں بندر کی خصلت رکھتے ہیں
(اور اُن کی یہ خصلت) سینہ میں چھپی ہوئی ایک فتنہ ہے

ہر چہ مردم می کند بوزینہ ہم
آں کند کز مرد بیند دمبدم

جو کچھ انسان کرتا ہے بندر بھی کرتا ہے
جو انسان سے پے در پے دیکھتا ہے وہ کرتا ہے

---

[1] ایں خورد ۔ بحالِ بزرگوں کو اپنے اوپر قیاس نہ کرنا چاہئے بہت سی چیزوں کے کام یکساں ہیں لیکن نتائج جداگانہ ہیں۔ دیو۔ بھوت، شیطان۔ دد۔ درندہ صفا۔ میٹھا اور کھاری پانی دونوں صاف ہوتے ہیں۔ بیاب۔ یافتن سے امر کا صیغہ ہے۔ صاحبِ ذوق۔ جو چکھ کر ذائقوں میں فرق کر سکے۔ ناخوردہ۔ جس شخص نے کبھی شہد نہ کھایا ہو وہ موم اور شہد میں کیا فرق کر سکتا ہے۔

[2] اساس۔ بنیاد۔ ساحراں۔ جادوگر۔ استیزہ۔ جھگڑا۔ از۔ زیادہ ہے دوسرے نسخے میں "از استیزہا" ہے۔ اِس میں از زیادہ نہ ہوگا۔ ژرف۔ گہرا۔ شگرف۔ حیرتناک۔ عجیب۔

[3] عصا۔ لاٹھی۔ قفا۔ گُدی، پیچھے۔ وفا۔ وعدہ پورا کرنا، دوستی برتنے۔ مرا کا امادہ ہے، جھگڑا کرنا۔ بوزینہ۔ بندر۔ طبع طبیعت۔ دم بدم۔ بندر انسان کے مسلسل حرکات کو دیکھ کر اُسکی نقل اتارتا ہے۔

او گماں بُردہ کہ من کردم چو او
اُس نے گمان کیا کہ میں نے اس کی طرح کیا

فرق را کے بیند آں استیزہ جُو[1]
وہ لڑاکا فرق کو کب دیکھتا ہے؟

ایں کند از امر و آں بہرِ ستیز
یہ (مومن) حکمِ خداوندی سے کرتا ہے اور وہ (کافر) جھگڑے کیلئے

بر سرِ استیزہ رویاں خاک ریز
جھگڑا کرنے والوں کے سر پر خاک ڈال

آں منافق با موافق در نماز
وہ منافق مومن کے ساتھ، نماز میں

از پئے استیزہ آید نے نیاز
مقابلہ کے لئے آتا ہے نہ کہ نیاز مندی کیلئے

در نماز و روزہ و حجّ و زکوٰۃ
نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ میں

با منافق مومناں دُر بُرد و مات
مومن، منافق کے ساتھ جیت اور ہار میں ہیں

مومناں را بُرد باشد عاقبت
انجام کار مومنوں کی جیت ہوگی

بر منافق مات اندر آخرت
آخرت میں منافق کو ہار ہوگی

گرچہ ہر دو بر سرِ یک بازی اند
اگرچہ دونوں ایک بازی لگائے ہوئے ہیں

لیک باہم مَروزی و رازی اند
لیکن یہ دونوں مرو اور رے کے باشندوں کی طرح (باہم مختلف) ہیں

ہر یکے سوئے مقامِ خود رَوَد
ہر ایک اپنے مقام کی طرف جاتا ہے

ہر یکے بر وفقِ نامِ خود رَوَد
ہر ایک اپنے نام کے مطابق کام کرتا ہے

مومنش[2] خوانش جانش خوش شود
تو اس کو مومن کہے تو اس کی روح خوش ہوتی ہے

ور منافق تند و پُر آتش شود
اور اگر منافق کہے تو مشتعل اور آگ سے پُر ہو جاتا ہے

نامِ آں محبوب از ذاتِ وے است
اُس کا نام اُس کی ذات کی وجہ سے پیارا ہے

نامِ ایں مبغوض از آفاتِ وے است
اور اس کا نام اس کی آفتوں کی وجہ سے موجبِ بغض و عداوت ہے

میم و واؤ و میم و نون تشریف نیست
میم اور واؤ اور میم اور نون میں کوئی شرافت نہیں ہے

لفظِ مومن جز پئے تعریف نیست
لفظ مومن پہچان کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے

گر منافق[3] خوانیش ایں نامِ دوں
اگر اس کو منافق کہے تو یہ ذلیل نام

ہمچو کژدم می خلد در اندرونِ دل
بچھو کے ڈنک کی طرح اُس کے دل میں چبھتا ہے

گر نہ آں نام اشتقاقِ دوزخ ست
اگر وہ نام دوزخ سے نہیں بنا ہے

پس چرا در وے مذاقِ دوزخ ست
پھر اس میں دوزخ کا ذائقہ کیوں ہے؟

زشتیِ ایں نامِ بد از حرف نیست
بُرے نام کی بُرائی حروف کی وجہ سے نہیں ہے

تلخیِ آں آبِ بحر از ظرف نیست
اور اُس سمندری پانی کی کڑواہٹ برتن کی وجہ سے نہیں ہے

[1] فرق۔ اصل اور نقل کے فرق کو وہ نہیں سمجھتا۔ آں منافق منافق، مومن کی نماز میں شریک ہوتا ہے لیکن اس کا مقصد عبادت نہیں بلکہ فساد ہے۔ بُرد۔ جیت۔ مات۔ ہار۔ مقام۔ جائے قیام۔ وفق۔ موافق، مطابق۔

[2] مومن۔ مومن کو مومن کہو تو وہ خوش ہوتا ہے، منافق کو منافق کہو تو وہ چڑتا ہے۔ نامِ آں۔ لفظِ مومن میں مومن کی ذات کی شرافت سے شرافت آئی منافق کے بُرے حرکات کی وجہ سے یہ لفظ مبغوض بنا۔ مَروزی۔ مرو کا رہنے والا۔ رازی۔ رے کا باشندہ۔ مرو خراسان میں ہے اور رے عراق میں، ان دونوں ملکوں میں بہت فاصلہ ہے۔ میم۔ یعنی مومن کے لفظ میں جس قدر حروف ہیں اُن میں کوئی ذاتی شرافت نہیں ہے، دوسرے اسماء جس طرح مسمّٰی کی شناخت اور پہچان کے لئے ہوتے ہیں، یہ بھی ہے اب اس میں شرافت، مومن کے اوصاف کی وجہ سے آئی ہے جو اس کے معنیٰ ہیں۔

[3] منافق۔ اس کے الفاظ میں جو ناگواری ہے وہ بھی معنیٰ کی وجہ سے ہے۔ دوزخ۔ منافق کے معنیٰ میں وہ اوصاف ملحوظ ہیں جو اس کو دوزخ میں لیجائیں گے۔

م۔ نوٹ۔ کسی چیز کا شہرہ ہونا اس کی ذات کی وجہ سے ہوتا ہے، لفظ سے نہیں ہوتا، اسی طرح لفظ معنیٰ کا مرہونِ منت ہے۔

حرف ظرف آمد درو معنی چو آب
حروف برتن ہیں اور اُنمیں معنی پانی کی طرح ہیں

بحرِ معنی[1] عِندَہٗ اُمُّ الکتاب
معنیٰ کا سمندر وہ ہے جس کے پاس اُمّ الکتاب ہے

بحرِ تلخ و بحرِ شیریں ہمعناں
میٹھا اور شور دریا ساتھ ساتھ رواں ہے

درمیاں شاں بَرزَخٌ لا یَبغِیَاں
اور اُن کے درمیان ایک آڑ ہے یہ ایک دوسرے پر چڑھتے نہیں

دانکہ ایں ہر دو زیک اصلے رواں
جان لے کہ یہ دونوں ایک ہی اصل سے رواں ہیں

درگذر زیں ہر دو رَو تا اصلِ آں
دونوں سے گذر کر اُن کی اصل تک پہنچ جا

زرِ قلب و زرِ نیکو در عیار
کھوٹا سونا اور کھرا سونا پرکھنے میں

بے محک ہرگز ندارد اعتبار
بغیر کسوٹی کے ہرگز قابلِ اعتبار نہیں

ہر کرا در جاں خدا بنہد محک
خدا جس کے دل میں کسوٹی رکھ دیتا ہے

مر یقیں را باز داند اُو زشک
بلا شبہ وہ یقین کو شک سے جدا کر لیتا ہے

آنچہ گفت اِستَفتِ قَلبَکَ[2] مصطفیٰ
وہ جو مصطفیٰ نے "اپنے دل سے فتویٰ پوچھ" فرمایا ہے

آں کسے داند کہ پُر بُود از وفا
اُس کو وہی جانتا ہے جو وفاداری سے پُر ہے

در دہانِ زندہ خاشاک ار جہد
زندہ کے مُنہ میں اگر تنکا گر جائے

آنگہ آرامد کہ بیرونش نہد
تو اُس کو چین اسی وقت آتا ہے جب اس کو باہر نکال دے

در ہزاراں لُقمہ یک خاشاکِ خُرد
ہزاروں لقموں میں ایک چھوٹا سا تنکا

چوں در آمد حسِ زندہ پے بُبُرد
جب آیا تو زندہ کی حس نے اُس کا پتہ لگا لیا

حسِ دنیا نردبانِ ایں جہاں
دنیا کا احساس، اِس جہاں کی سیڑھی ہے

حسِ عقبیٰ نردبانِ آسماں
اور آخرت کا احساس آسمان کی سیڑھی ہے

صحّتِ ایں حس بجوئید از طبیب
اِس حس کی تندرستی طبیب سے معلوم کرو

صحّتِ آں حس بجوئید از حبیب[3]
اور اُس حس کی تندرستی محبوب سے معلوم کرو

صحّتِ ایں حس ز معموریِ تن
اِس حس کی تندرستی بدن کی تندرستی سے ہے

صحّتِ آں حس ز تخریبِ بدن
اور اُس حس کی تندرستی بدن کی شکستگی سے ہے

شاہِ جاں مر جسم را ویراں کند
روح کا بادشاہ، جسم کو ویران کرتا ہے

بعد ویرانیش آباداں کند
اور اُس کی ویرانی کے بعد اُس کو آباد کرتا ہے

اے خنک[4] جانیکہ در عشقِ مآل
بڑی مبارک ہے وہ جان جس نے عاقبت کی فکر میں

بذل کرد او خانماں و ملک و مال
(اپنا) گھر بار اور ملک و مال خرچ کر ڈالا

[1] بحرِ معنیٰ۔ تمام اوصاف اور معانی کا منبع حضرتِ حق کی ذات ہے جس کے پاس اُمّ الکتاب یعنی لوحِ محفوظ ہے۔ بحرِ تلخ ذاتِ باری، متضاد صفات کی حامل ہے اور ہر صفت کا مظہر دوسری صفت کے مظہر سے ممتاز ہے۔ اَصل۔ صفتِ رحمۃ اور صفتِ قہر کا سرچشمہ ذاتِ واحد ہے اور سالک کا مقصد و منتہیٰ ذاتِ وحدہٗ لاشریک ہے۔ زر۔ سونا۔ قلب۔ کھوٹا عیار۔ پرکھنا۔ محک۔ کسوٹی۔ زرِ قلب۔ نیکی، بدی کسوٹی پر پرکھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ محک۔ مومن کے دل میں یہ کسوٹی پیدا ہوتی ہے۔
[2] اِستَفت۔ مفتی سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں دل سے فتویٰ لے لو یہ انہی لوگوں کے لئے حکم ہے جن کے قلوب میں وہ کسوٹی پیدا ہو چکی ہے۔ عوام مفتی کے فتوے پر عمل کریں گے۔ خاشاک۔ تنکا، گھاس پھوس۔ جہد۔ جستن کا فعلِ مضارع ہے پے بُردن۔ سُراغ لگا لینا۔ نردبان۔ سیڑھی۔ عقبیٰ۔ آخرت، دین۔ نردبانِ آسمان۔ یعنی جس طرح حسِ ظاہری دنیاوی ترقی کا باعث ہے اسی طرح اگر کسی کی باطنی حس بیدار ہے اور مکروہات اور گناہوں سے بچتا ہے اسکو اُخروی ترقی اور معراج حاصل ہوتی ہے۔ ص

[3] حبیب۔ یعنی محبوبِ خدا جو شیخِ کامل ہو معموری آبادی، آراستگی تخریب۔ تباہی، شکستگی بدن۔ جب ریاضتوں کے ذریعہ انسان بدن کو گھلاتا ہے تو اُس کی باطنی حس بیدار ہوتی۔ [4] خنک۔ خوش، سرد۔

کرد ویراں خانہ بہرِ گنجِ زر[1] — وزہماں گنجش کند معمور تر
سونے کے خزانہ کیلئے اُس نے اپنے گھر کو ویران کیا — اور اُسی خزانہ سے پھر اسکو بہت زیادہ آباد کردیتا ہے

آب را ببرید و جُو را پاک کرد — بعد ازاں در جُو رواں کرد آبخورد
اُس نے پانی کو بند کیا اور نہر کو پاک کیا — پھر اُس نے نہر میں پینے کا پانی چھوڑ دیا ہے

پوست را بشگافت پیکاں را کشید — پوستِ نو بعد ازانش بر دمید
کھال میں شگاف کیا، تیر کو کھینچ — اُس کے بعد نئی کھال اُس سے پیدا ہو گئی

قلعہ ویراں کرد وازکافر ستد — بعد ازاں بر ساختش صد برج و سد
اُس نے قلعہ کو ویران کیا اور کافر سے چھینا ہے — اُس کے بعد اُس پر سینکڑوں برج اور فصیلیں بنائیں ہیں

کارِ بیچوں را کہ کیفیت نہد — اینکہ گفتم از ضرورت می جہد
یکتا کے کام کی کیفیت کون بیان کرے؟ — یہ جو کچھ میں نے کہا ہے بضرورت کہا ہے

گہ چنیں[2] بنماید و گہ ضد ایں — جز کہ حیرانی نباشد کارِ دیں
کبھی یوں جلوہ آرا ہوتا ہے اور کبھی اس کے برعکس — دین کا کام حیرت کے بغیر نہیں ہے

کاملاں کز سرِ تحقیق آگہند — بیخود و حیران و مست و والہ اند
اہلِ کمال جو حقیقت کے راز سے آگاہ ہیں — بے خود، حیران اور مست اور سرگرداں ہیں

نے چنیں حیراں کہ پشتش سوئے اوست — بل چنیں حیراں کہ رُو در روئے اوست
نہ ایسے حیران کہ اُن کی پشت اس کی طرف ہو — بلکہ ایسے حیران کہ اُن کا چہرہ اُس کے سامنے ہے

آں یکے[3] را روئے اُو شد سوئے دوست — ویں یکے را روئے اُو خود روئے اوست
اُس ایک کا رُخ دوست کی جانب ہوا — اور اُس ایک کا اپنا رُخ خود دوست کا رُخ ہے

روئے ہر یک می نگر میدار پاس — بو کہ گردی تو ز خدمت بو شناس
ہر ایک کے رُخ کو دیکھ اور ادب کر — ہو سکتا ہے کہ تو خدمت سے صاحبِ معرفت بن جائے

دیدنِ دانا عبادت ایں بود — فتحِ ابوابِ سعادت ایں بود
عالم کو دیکھنا بھی ایک عبادت ہوتی ہے — اُس سے نیک بختی کے دروازے کھل جاتے ہیں

فرق درمیانِ محقّق و مدّعی و محقّ و مبطِل
صاحبِ تحقیق اور ڈینگیں مارنیوالے اور حق گو، اور جھوٹے کے درمیاں فرق

چوں بسے ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نشاید داد دست
چونکہ بہت سے شیطان انسانی چہرے کے ہیں — اِس لئے ہر ہاتھ میں ہاتھ نہ پکڑانا چاہئے

---

[1] گنجِ زر۔ یعنی روحانی کیفیات حاصل کرنے کے لئے جسم کو لاغر کیا جاتا ہے۔ آب بریدن۔ پانی بند کرنا۔ آبخورد۔ گھاٹ، پانی۔ ستدن۔ لینا۔ سد۔ دیوار، فصیل، قلعہ کو فتح کرتے ہی ویران کر دیا جاتا ہے، پھر فاتح اس کی تعمیر کرتا ہے اسی طرح جسم کو شیطان کے قبضہ سے نکالنے میں ویران کرنا پڑتا ہے، پھر ریاضت کے ذریعہ اس کی تجدید کیجاتی ہے۔ کارِ بے چوں۔ خدائے یکتا سے تقرب حاصل کرنیکا بقدرِ ضرورت بیان کیا گیا ہے ورنہ اس کی پوری کیفیات بیان سے باہر ہیں۔

[2] گہ چنیں۔ تجلیاتِ رب گوناگوں ہیں سالک ان میں حیران رہتا ہے۔ کاملاں۔ جو رازِ حقیقت سے آگاہ ہیں وہ ہر معاملہ میں قدرت و حکمت کو دیکھ کر حیران اور مست رہتے ہیں۔ حیراں۔ حیرانی دو قسم کی ہے ایک تو وہ ہے جو شکوک وشبہات پیدا کرتی ہے۔ دوسری وہ ہے جو محویت پیدا کرتی ہے۔

[3] آں یکے۔ حیرانی کی محویت دو طرح کی ہے ایک میں طالب اور مطلوب متمائز ہوتے ہیں دوسری میں طالب و مطلوب میں امتیاز نہیں رہتا۔ روئے ہر یک۔ دونوں قسم کے حیران مقربینِ بارگاہِ الٰہی ہیں جنکی خدمت باعثِ عرفانِ الٰہی ہے۔ دیدن۔ شریعت نے عالم کے دیکھنے کو جو عبادت قرار دیا ہے اس سے ایسے ہی بزرگوں کی زیارت مراد ہے جو باعثِ سعادت ہے۔ چوں۔ بیعت کے لئے شیخ کامل کو تلاش کرنا چاہیئے مکاروں اور نقالوں سے بچنا چاہیئے۔

زانکہ صیّاد آورد بانگِ صفیر — تا فریبد مُرغ را آں مُرغ گیر
شکاری پرندے جیسی آواز اس لیے نکالتا ہے — تاکہ وہ پکڑنے والا، پرندے کو دھوکا دے

بشنود[1] آں مُرغ بانگِ جنسِ خویش — از ہوا آید بیابد دام و نیش
وہ پرندہ اپنے ہم جنس کی آواز سنتا ہے — (اور) فضا سے آتا ہے تو جال اور ڈنک پاتا ہے

حرفِ درویشاں بدُزدد مردِ دوں — تا بخواند بر سلیمے زاں فسوں
کمینہ آدمی فقراء کے کلمات چرا لیتا ہے — تاکہ کسی بھولے بھالے پر وہ منتر پڑھے

کارِ مرداں روشنی و گرمی ست — کارِ دوناں حیلہ و بے شرمی ست
مردوں کا کام روشنی اور گرمی (پہنچانا) ہے — (اور) کمینوں کا کام دھوکا دینا اور بے شرمی ہے

شیر پشمیں از برائے کد کنند — بُومُسَیلم را لقب احمد کنند
گداگری کے لئے اون کا شیر بناتے ہیں — مسیلمہ (کذّاب) کو احمد کا لقب دیتے ہیں

بُومُسَیلم را لقب کذّاب[2] ماند — مر محمدؐ را اُولو الاَلباب ماند
مسیلمہ کا لقب "کذّاب" رہا — (اور) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا "صاحبِ عقل" رہا

آں شرابِ حق ختامش مُشکناب — بادہ را ختمش بود گند و عذاب
وہ حق کی شراب ہے جسکی مُہر خالص مُشک کی ہے — (اور) شراب کی مُہر گندگی اور عذاب ہے

داستانِ آں بادشاہِ جہود کہ نصرانیاں را میکشت از تعصب

اُس یہودی بادشاہ کا قصہ جو عیسائیوں کو تعصب کی وجہ سے قتل کرتا تھا

بود شاہے در جہوداں ظلم ساز — دشمنِ عیسیٰؑ و نصرانی گداز
یہودیوں میں ایک ظالم بادشاہ تھا — حضرتِ عیسیٰؑ کا دشمن اور عیسائیوں کو تباہ کرنے والا

عہدِ عیسیٰؑ بود و نوبت[3] آنِ اُو — جانِ موسیٰؑ اُو و موسیٰؑ جانِ اُو
حضرتِ عیسیٰؑ کا زمانہ تھا اور اُس (بادشاہ) کی حکومت تھی — (لیکن) وہ حضرتِ موسیٰؑ کی جان، اور حضرتِ موسیٰؑ اسکی جان سمجھے

شاہِ اَحول کرد در راہِ خدا — آں دو دمسازِ خدائی را جُدا
بھینگے بادشاہ نے خدا کے راستہ میں — اُن دونوں (حضرتِ عیسیٰؑ اور موسیٰؑ) الٰہی دوستوں کو جدا کر دیا

گفت اُستاد احولے را کاندر آ — رو بروں آر از وِثاق آں شیشہ را
ایک اُستاد نے بھینگے سے کہا اندر آ — جا گھر میں سے وہ بوتل لے آ

چوں دروں خانہ احول رفت زود — شیشہ پیشِ چشمِ اُو دو می نمود
جب بھینگا فوراً مکان میں گیا — ایک بوتل اُس کی نگاہ میں دو نظر آئیں

[1] بشنود۔ مکّار درویشوں کا روپ بھر کر خلق اللہ کو پھانستے ہیں۔ مردِ دوں۔ یعنی مکّار پیر۔ مرداں۔ یعنی کامل بزرگ۔ روشنی نور۔ گرمی۔ یعنی عشق کی گرمی۔ شیر پشمیں۔ گداگر اون کا مصنوعی شیر بناکر اپنی لکڑی پر آویزاں کرلیتے تھے۔ کد۔ گداگری۔ بُومسیلم بُو زیادہ ہے۔ اصل مسیلمہ ہے ہاکو ضرورتِ شعری کی وجہ سے حذف کردیا ہے۔ اُس نے یمامہ کے علاقہ میں جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اپنے مریدوں کی طاقت سے حکومت قائم کرلی تھی، حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں شکست دیکر اُس کا خاتمہ کیا۔

[2] کذّاب۔ بہت جھوٹا۔ اُولو۔ ذو کی جمع بمعنی صاحب۔ اَلباب۔ لُب کی جمع بمعنی عقل۔ آں۔ یعنی آنحضور۔ ختام۔ شراب کا ڈھکنا جس کو سربمہر کردیتے تھے۔ مشکناب۔ خالص مُشک۔ بادہ۔ شراب، مسیلمہ مراد ہے۔ گند۔ بدبو۔ جہود۔ یہود۔ گداز۔ گداختن سے بنا ہے بمعنی جلادینا، فنا کردینا۔

[3] نوبت۔ باری یعنی حکومت اُس بادشاہ کی تھی۔ آن۔ وقت، زمانہ۔ اَحول۔ بھینگا، ایک کو دو دیکھنے والا۔ وثاق۔ گھر۔ شیشہ۔ بوتل۔ دو می نمود بھینگے کو ایک کے دو نظر آتے

گفت اَحول زاں دو شیشہ تا کدام — پیشِ تو آرم بکن شرحش تمام
بھینگے نے کہا اُن دو بوتلوں میں سے کونسی — تمہارے پاس لاؤں، خوب کھولکر بتاؤ

گفت اُستاد آں دو شیشہ نیست رَو — اَحولی بگذار و افزوں بیں مشو
اُستاد نے کہا دو بوتلیں نہیں ہیں، چل — بھینگا پن چھوڑ اور زیادہ دیکھنے والا نہ بن

گفت اے اُستا مرا طعنہ مزن — گفت اُستا، زاں دو یک را بر شکن
اُس نے کہا اے استاد مجھے طعنہ نہ دیجئے — اُستاد نے کہا، تو دونوں میں سے ایک کو توڑ ڈال

چوں یکے بشکست ہر دو شد ز چشم — مردِ احول گردد از میلان و خشم
جب اُس نے ایک توڑی نگاہ سے دونوں غائب ہوگئیں — انسان محبت اور غصہ سے (بھی) بھینگا بنجاتا ہے

شیشہ یک بود و بچشمش دو نمود — چوں شکست اُو شیشہ را دیگر نبود
بوتل ایک تھی لیکن اس کو دو نظر آئیں — جب اس نے بوتل توڑ دی تو دوسری موجود نہ تھی

خشم و شہوت مرد را اَحول کند — ز استقامت رُوح را مُبدل کند
غصہ اور شہوت انسان کو بھینگا بنا دیتے ہیں — (اور) روح کو راست روی سے پھیر دیتے ہیں

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد — صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد
جب غرض آئی تو ہنر پوشیدہ ہوا — اور دل کے سینکڑوں پردے آنکھ پر پڑ گئے

چوں دہد قاضی بدل رشوت قرار — کے شناسد ظالم از مظلومِ زار
جب قاضی دل میں رشوت طے کرے — تو وہ ظالم اور عاجز مظلوم میں کب فرق کرسکیگا!

شاہ از حقدِ جہودانہ چناں — گشت اَحول کالاماں یا رب اماں
بادشاہ یہودیت کے کینہ سے ایسا — بھینگا بن گیا کہ اَلاَمان والحفیظ!

صد ہزاراں مومنِ مظلوم کشت — کہ پناہم دینِ موسیٰ را و پشت
لاکھوں مومن مظلوم مار ڈالے — کہ میں موسیٰ کے دین کی پشت و پناہ ہوں

حکایتِ وزیرِ بادشاہ و مکرِ اُو در تفریقِ ترسایاں

بادشاہ کے وزیر کا قصہ اور عیسائیوں میں تفرقہ پھیلانے کے لئے مکر و فریب

شہ وزیرے داشت رہزن عشوہ دہ — کو بر آب از مکر بربستے گرہ
اُس بادشاہ کا ایک مکار اور رہزن وزیر تھا — جو مکاری سے پانی میں گرہ لگاتا تھا

گفت ترسایاں پناہِ جاں کنند — دینِ خود را از ملک پنہاں کنند
اُس نے کہا نصرانی اپنی جان کی (اس طرح) حفاظت کرتے — کہ بادشاہ سے اپنے دین کو چھپ گئے

له شرح۔ تفصیل۔ اَحولی۔ بھینگا پن۔ افزوں۔ زیادہ اُستا۔ اُستاد کا مخفف ہے۔ بر شکن۔ بر زیادہ ہے۔ میلان۔ محبت، طرفداری خشم۔ غصہ، ناراضگی۔ یعنی محبت اور غصہ میں بھی اصلِ حقیقت نظر نہیں آتی ہے۔

ٹه شہوت۔ خواہش۔ قرار۔ یعنی جب قاضی رشوت لینے کی ٹھان لے تو اُس کے ذہن میں ظالم اور مظلوم کا فرق نہیں رہتا۔ حقد۔ کینہ۔

سه کہ۔ یہ کاف بیانیہ ہے اُس کی ہا کا تلفظ نہیں کیا جاتا ہے۔ رہزن۔ ڈاکو، یہاں عیار اور چالاک مراد ہے۔ عشوہ۔ دھوکہ۔ کو۔ کہ اُو ترسایاں۔ ترسا کی جمع جو عیسائی اور آتش پرست کے لئے بولا جاتا ہے، یہاں عیسائی کے معنی میں ہے۔

بامَلِک گفت اے شہِ اسرار جُو — کم[1] کُش ایشاں را و دست از خوں بشُو
بادشاہ سے کہا، اے طالبِ اسرار بادشاہ! — اُن کو قتل نہ کر اور اُن کی خونریزی چھوڑ دے

کم کُش ایشاں را کہ کشتن سود نیست — دیں ندارد بُوئے مُشک و عود نیست
اُن کو قتل نہ کر کیونکہ قتل کرنا مفید نہیں ہے — مذہب میں خوشبو نہیں ہوتی وہ مُشک اور اگر نہیں ہے

سِرّ پنہاں ست اندر صد غلاف — ظاہرش با تُست و باطِن بر خلاف
وہ سَو غلافوں میں چھپا ہوا راز ہے — اُس کا ظاہر تیرے ساتھ ہے اور باطن برخلاف ہے

شاہ گفتش پس بگو تدبیر چیست — چارۂ ایں مکر و ایں تزویر چیست
بادشاہ نے اُس سے کہا، تو بتا کیا تدبیر ہے؟ — اور اس مکر و فریب کا کیا علاج ہے؟

تا نماند در جہاں نصرانیئے — نے ہویدا دین و نے پنہانیئے
(میں چاہتا ہوں) کہ دنیا میں کوئی عیسائی نہ بچے — نہ کھلے دین کا اور نہ چھپے دین کا

گفت اے شہ گوش و دستم را ببُر — بینیم بشگاف و لب از حکمِ مُر
اس نے کہا اے بادشاہ! میرے کان اور ہاتھ کاٹ دے — اور کڑوے حکم سے میری ناک اور ہونٹ چیر دے

بعد ازاں در زیرِ دار آور مرا — تا بخواہد یک شفاعت گر مرا
اس کے بعد مجھے سُولی کے نیچے لے آ — یہاں تک کہ ایک سفارشی مجھے مانگ لے

بر منادی[2] گاہ کن ایں کار تو — بر سَرِ راہے کہ باشد چار سُو
تو یہ کام اعلان گاہ پر کر — (اور) اُس راستہ پر کہ جو چوراہا ہو

آنگہم از خود براں تا شہر دور — تا در اندازم در ایشاں صد فتور
اُس وقت مجھے اپنے پاس سے کسی دور شہر میں نکال دے — تاکہ میں اُن میں سَو فتور ڈال دوں

چوں شوند آں قومِ از من دیں پذیر — کارِ ایشاں سَر بسَر شوریدہ[3] گیر
جب وہ قوم مجھ سے دین قبول کرنے لگے گی — تو اُن کا کام بالکل ابتر ہو جائے گا

در میانِ شاں فتنہ و شور افگنم — کاہرمن حیراں بماند در فنم
اُن میں ایسا فتنہ اور شورش پیدا کر دوں گا — کہ شیطان بھی میرے فن کو دیکھ کر حیران ہو جائیگا

آنچہ خواہم کرد با نصرانیاں — آں نمی آید کنوں اندر بیاں
جو برتاؤ میں عیسائیوں سے کروں گا — اس وقت وہ بیان (بھی) نہیں ہو سکتا

چوں شمارندم امین و رازداں — دام دیگر گوں نہم در پیشِ شاں
جب وہ مجھے امانتدار اور رازدار سمجھ لیں گے (تو میں) — اُن کے آگے ایک اور قسم کا جال پھیلاؤں گا

---

[1] کم۔ کبھی کمی کے معنیٰ میں آتا ہے کبھی نفی کے معنیٰ دیتا ہے، یہاں نفی کے معنیٰ میں ہے۔ دست از چیزے شُستن۔ کسی چیز کو چھوڑ دینا۔ مُشک۔ میم کے کسرہ اور ضمّہ سے پڑھا جاتا ہے، مطلب یہ ہے کہ ان کو پہچاننا مشکل ہے۔ تزویر۔ حیلہ۔ مکر و فریب۔ ہویدا۔ ظاہر۔ پنہاں۔ پوشیدہ۔ مُر۔ کڑوا۔ دار۔ سولی۔ شفاعتگر۔ سفارشی۔

[2] منادی گاہ۔ وہ جگہ جہاں اعلانِ عام کیا جاتا ہے۔ چار سو۔ چوک، چوراہہ۔ براں۔ راندن سے امر کا صیغہ ہے۔ دین پذیر۔ دین کی بات قبول کرنے والا۔

[3] شوریدہ۔ پریشان و خراب۔ اہرمن۔ ایرانیوں کے عقیدہ کے مطابق وہ خدا جو خالقِ شر ہے۔ ہم اس کا ترجمہ شیطان کرتے ہیں۔ امین۔ امانتدار۔ رازداں۔ بھیدی۔ دگر گوں۔ دوسری طرح۔

از حِیَل بفریبم ایشاں راہمہ — واندر ایشاں افگنم صد دَمدمہ[۱]
اُن سب کو حیلوں سے فریب دوں گا — اور اُن میں سینکڑوں مکر اور فریب پھیلادونگا

تا بدستِ خویش خونِ خویشتن — بر زمیں ریزند کوتہ شد سخن
یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنا خون — زمین پر بہائیں گے، بات مختصر ہوئی

تلبیس اندیشیدنِ وزیر بانصاریٰ و مکرِ اُو

وزیر کا عیسائیوں کو دھوکہ دینے کی فکر کرنا اور اُس کا مکر

پس بگویم من بسِرّ نصرانیم — اے خدائے رازداں میدانیم
پھر میں کہوں گا، میں پوشیدہ طور پر عیسائی ہوں — اے رازداں خدا! تو مجھے جانتا ہے

شاہ واقف گشت از ایمانِ من — وز تعصب کرد قصدِ جانِ من
بادشاہ میرے ایمان سے واقف ہوگیا — اور اُس نے تعصب کی وجہ سے میری جان لینے کا ارادہ کرلیا

خواستم تا دیں زشہ پنہاں کنم — آنچہ دینِ اوست ظاہر آں کنم
میں نے چاہا کہ بادشاہ سے اپنا دین چھپاؤں — اور جو اُس کا مذہب ہے وہی اپنا مذہب ظاہر کروں

شاہ بُوئے بُرد از اسرارِ من — مُتَّہم[۲] شد پیشِ شہ گفتارِ من
بادشاہ نے میرے رازوں کی بُو پالی — اور میری بات بادشاہ کے سامنے جھوٹی ہوگئی

گفت گفتِ تو چو در ناں سوزن ست — از دلِ من تا دلِ تو روزن ست
اُس نے کہا، تیری گفتگو روٹی میں سوئیں کی طرح ہے — اور میرے دل سے تیرے دل تک سوراخ ہے

من ازاں روزن بدیدم حالِ تو — حال دیدم کے نیوشم قالِ تو
میں نے اُس سوراخ سے تیرا حال دیکھ لیا ہے — جب میں نے حال دیکھ لیا تو تیری بات کیوں سنوں؟

گر نبودے جانِ عیسیٰؑ چارہ ام — اُو جہودانہ بکردے پارہ ام
اگر حضرتِ عیسیٰؑ کی روح میری مددگار نہ ہوتی — تو وہ یہودیوں کی طرح میرے ٹکڑے ٹکڑے کردیتا

بہرِ عیسیٰؑ[۳] سر ببازم جاں دہم — صد ہزاراں منتش بر خود نہم
حضرتِ عیسیٰؑ کے لئے میں جان اور سر دوں — اُن کے لاکھوں احسان، جان پر سمجھوں

جاں دریغم نیست از عیسیٰؑ ولیک — واقفم بر علمِ دینش نیک نیک
حضرتِ عیسیٰؑ کے لئے جان دینے میں مجھے تامل نہیں ہے لیکن — میں اُنکے دین سے خوب خوب واقف ہوں

حیف می آید مرا کاں دینِ پاک — در میانِ جاہلاں گردد ہلاک
مجھے اس پر افسوس آتا ہے کہ یہ پاک دین — جاہلوں میں پہنچکر تباہ و برباد ہو

---

۱ دمدمہ ۔ مکر و فریب ۔ حِیَل ۔ حیلہ کی جمع ہے ۔ بِسِرّ نصرانیم ۔ یعنی بظاہر یہودی پوشیدہ عیسائی ہوں ۔ اے خدا ۔ یعنی خدا کی قسم کھاکر کہوں گا ۔ تعصب ۔ اپنے کی بیجا حمایت ۔ دیں ۔ یعنی عیسائیت ۔ دینِ او ۔ یعنی یہودیت ۔

۲ مُتَّہم ۔ تہمت زدہ ۔ گفت ۔ پہلا گفت فعل ماضی ۔ دوسرا گفت حاصل مصدر ہے ۔ روزن ۔ کھڑکی، روشندان ۔ یعنی میں تیرے دل کی بات سے واقف ہوں ۔ نیوشیدن ۔ سننا ۔ قال ۔ بات، گفتگو ۔ جہودانہ ۔ یعنی وہ تعصب جو یہودیوں میں ہے ۔ پارہ ۔ ٹکڑا ۔

۳ بہرِ عیسیٰ ۔ حضرتِ عیسیٰؑ کے لئے جان اور سر دینے کی تمنا ہے، اگر یہ سعادت مجھے ملجائے تو ہزار احسان مانوں ۔ حیف ۔ یعنی جینے کی تمنا اس لئے کہ دینِ عیسیٰ کی حفاظت اور تبلیغ کروں ۔

شکر یزداں را و عیسیٰ را کہ ما — گشتہ ایم ایں دینِ حق را رہنما

اللہ، اور عیسیٰ کا شکر ہے کہ ہم — اِس سچے دین کے راہنما بن گئے ہیں

از جہودی[1] و ز جہوداں رستہ ایم — بر زنارے میاں را بستہ ایم

یہودیت، اور یہودیوں سے ہم چھوٹ گئے ہیں — جب سے کہ ہم نے زُنار سے اپنی کمر کس لی ہے

دور دورِ عیسیٰ ست اے مردماں — بشنوید اسرارِ کیشِ او بجاں

اے لوگو! یہ عہد تو حضرت عیسیٰؑ ہی کا عہد ہے — اُن کے مذہب کے اسرار دل و جان سے سنو

کایں شہ بے دین و ظالم بس عدوست — می نہ داند ہیچ دشمن را ز دوست

یہ بادشاہ بے دین اور ظالم بہت بڑا دشمن ہے — دوست اور دشمن میں فرق نہیں کرتا

ایں نسق می گفت با نصرانیاں — لیک بودش دل بسوئے شہ کشاں

وہ عیسائیوں سے اِس طرح کی باتیں کہتا تھا — لیکن اُس کا دل بادشاہ کا گرویدہ تھا

گفت شہ را کاے شہنشہ صبر کن — تا من ایشاں را کنم[2] از بیخ و بن

بادشاہ سے کہا جہاں پناہ، ذرا صبر کریں — تاکہ میں اُن کی جڑ اور بنیاد اکھاڑ دوں

چوں شمارندم امین و مقتدا — سر نہندم جملہ جویند اہتدا

جب وہ مجھے امانتدار اور پیشوا سمجھ لیں گے — میرے سامنے سب سر جھکا دینگے اور رہنمائی چاہینگے

* چوں وزیر ایں مکر را بر شہ شمرد — از دلش اندیشہ را کلی ببرد

جب وزیر نے بادشاہ کے سامنے یہ فریب بیان کیا — تو اُس کے دل سے فکر کو بالکل دور کر دیا

کرد با وے شاہ آں کارے کہ گفت — خلق حیراں ماند زاں رازِ نہفت

بادشاہ نے اُس کے ساتھ وہی کام کیا جو اس نے کہا — اور اُس چھپے ہوئے بھید سے لوگ بے خبر رہے

کرد رسوایش میانِ انجمن — تا کہ واقف شد ز حالش مرد و زن

بادشاہ نے اُس کو بھری انجمن میں رسوا کیا — یہاں تک کہ مرد اور عورت اُس کے حال سے واقف ہو گئے

راندش او را جانبِ نصرانیاں — کرد در دعوت[3] شروع او بعد ازاں

اُس کو عیسائیوں کی جانب بھگا دیا — اس کے بعد اُس نے تبلیغ کا کام شروع کر دیا

چوں چناں دیدند ترسایانش زار — می شدند اندر غمِ او اشکبار

عیسائیوں نے جب اُس کو ایسا عاجز و بدحال دیکھا — تو وہ اُس کی حالت زار پہ رو پڑے

حالِ عالم ایں چنیں ست اے پسر — از حسد میخیزد اینہا سر بسر

اے لڑکے! دنیا کا حال یہی ہے — اور یہ سب باتیں حسد سے پیدا ہوتی ہیں

قبول کردن نصاریٰ مکر وزیر را *

[1] جہودی۔ یہودیت۔ جہود کے بادشاہ کے متعلقین یہودی۔ زُنّار۔ جنیو، وہ دھاگا جسمیں عیسائی اپنی گردن میں صلیب ڈالتے ہیں۔ دَور۔ عہد، زمانہ یعنی اس وقت لوگ حضرتِ عیسیٰؑ کی شریعت کے مکلّف ہیں۔ کیش۔ دین، مذہب۔ می نہ داند۔ دشمنی میں اندھا ہے۔ نسق۔ طرز، اُسلوب۔ یعنی جو باتیں عیسائیوں سے کہیگا وہ بادشاہ کو سنائیں۔ کشاں۔ مائل۔

[2] کنم۔ کاف کے فتحہ سے، کندن؛ اکھاڑنا۔ بن۔ جڑ، بنیاد۔ مُقتدا۔ جس کی پیروی کیجائے۔ اِہتدا۔ ہدایت حاصل کرنا۔ شمرد۔ اس نے گِنا، شمار کیا۔ کلّی۔ بالکل۔ گفت۔ یعنی بادشاہ نے اُس کے ہاتھ، پیر، ناک، کان کاٹ کر عیسائیوں کے علاقہ میں نکلوا دیا۔

[3] دعوت یعنی دین کی تبلیغ۔ زار۔ عاجز، بدحال۔ اشکبار۔ آنسو بہانے والا۔ حال۔ یعنی حسد یہ سب کراتا ہے جو وزیر عیسائیوں کے ساتھ کر رہا تھا۔

جمع آمدنِ نصاریٰ با وزیر و راز گفتن او با ایشاں

وزیر کے پاس عیسائیوں کا جمع ہونا اور اُس کا اُن سے راز کہنا

صد ہزاراں مردِ ترسا سوئے او — اندک اندک جمع شد در کوئے او
لاکھوں عیسائی اُس کی حمایت میں — تھوڑے تھوڑے اُسکے کوچہ میں جمع ہو گئے

اُو بیاں می کرد با ایشاں براز — سِرِّ انگلیون و زُنّار و نماز
وہ اُن سے رازداری کے ساتھ بیان کرتا تھا — انجیل اور رشتۂ صلیب اور نماز کے اسرار

اُو بیاں می کرد با ایشاں فصیح — دائماً اقوال و افعالِ مسیحؑ
وہ اُن سے فصاحت کے ساتھ بیان کرتا تھا — ہمیشہ حضرت مسیحؑ کے اقوال اور افعال

اُو بظاہر واعظِ احکام بود — لیک در باطن صفیر و دام بود
وہ بظاہر (دین کے) حکموں کا واعظ تھا — لیکن بباطن سیٹی اور جال (والا معاملہ) تھا

بہرِ ایں معنیٰ صحابہ از رسول — مُلتمِس بودند مکرِ نفسِ غول
اسی سبب سے صحابہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے — نفسانی بھوت کے مکر کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے

کو چہ آمیزد ز اغراضِ نہاں — در عبادتہا و در اخلاصِ جاں
کہ وہ کیا پوشیدہ طور پر خود غرضیاں ملا دیتا ہے — عبادتوں اور دل کے اخلاص میں

فضلِ طاعت را نجستندے ازو — عیبِ باطن را بجستندے کہ کو
اُن سے عبادت کی فضیلتیں نہ تلاش کرتے — (بلکہ) باطنی عیب کی جستجو کرتے کہ فرمائیے

مُو بمو و ذرّہ ذرّہ مکرِ نفس — می شناسیدند چوں گُل از کرفس
نفس کی مکاری کا بال بال اور ذرّہ ذرّہ — وہ پہچان لیتے جس طرح پھول کو کرفس سے (جدا پہچانا جا سکتا ہے)

گفت زاں فصلے حذیفہؓ با حسنؒ — تا بداں شد وعظ و تذکیرش حسن
اسی کا کچھ حصہ حضرت حذیفہؓ نے حضرت حسنؒ کو بتایا — جس سے اُنکا وعظ اور بیان خوب ہو گیا

مُوشگافانِ صحابہ جملہ شاں — خیرہ گشتندے دراں وعظ و بیاں
تمام نکتہ شناس صحابہ — اُس وعظ اور بیان سے حیران رہ جاتے تھے

دل بدو دادند ترسایاں تمام — خود چہ باشد قوّتِ تقلیدِ عام
تمام عیسائیوں نے اُس کو دل دیدیا — عام تقلید کی قوّت (بھی) کیا ہوتی ہے

در درونِ سینہ مہرش کاشتند — نائبِ عیسیٰش می پنداشتند
اُنہوں نے اپنے سینوں میں اُس کی محبت کا بیج بولیا — وہ اُسکو حضرت عیسیٰؑ کا نائب سمجھ رہے تھے

---

۱ ترسا۔ عیسائی۔ انگلیون۔ انجیل کو کہتے ہیں۔ زُنّار یعنی اُس صلیب کا دھاگا جو عیسائی گلے میں لٹکاتے ہیں۔ احکام۔ عیسوی مذہب کے احکام۔ صفیر۔ وہ آواز جو شکاری جانوروں کو پھنسانیکے لئے نکالتا ہے۔

۲ این معنیٰ۔ شیطانی مکر و فریب۔ غُول۔ شیطان، چھلاوہ۔ کو۔ کہ او۔ اغراض۔ نفسانی خواہشیں۔ کرفس۔ ایک تیز بدبودار گھاس ہے۔ حذیفہؓ۔ ابن الیمان مشہور صحابی ہیں، جنکو دین کے اسرار حضورؐ سے بہت حاصل ہوئے تھے۔

۳ حسنؒ۔ حسنِ بصری مراد ہیں۔ اگرچہ یہ حضرت حذیفہؓ کی وفات کے بعد پیدا ہوئے ہیں انکو بالواسطہ حضرت حذیفہؓ کے علوم پہونچے ہیں۔ امام غزالیؒ نے فرمایا ہے کہ حسن بصری کا کلام انبیاء کے کلام سے مشابہ ہوتا ہے۔

۴ موشگاف۔ نکتہ شناس، محقق۔ خیرہ۔ حیران۔ دل بکسے دادن۔ عاشق ہونا، معتقد ہونا۔ تقلید۔ بلا دلیل کسی کی پیروی کرنا۔ دجّال۔ ایک جھوٹے کا نام ہے جو قیامت کے قریب رونما ہوگا بہت سے لوگ اسکی شعبدہ بازی سے معتقد ہو کر اس کے پیرو بنجائیں گے۔

او بسر دجالِ یک[1] چشمِ لعیں
وہ خفیہ طور پر ملعون، کانا دجال ہے
ایخدا فریاد رس نعم المعیں
اے خدا، اچھے مددگار ہماری فریاد سن

صد ہزاراں دام و دانہ است ایخدا
اے خدا لاکھوں، جال اور دانے ہیں
ما چو مرغانِ حریص و بے نوا
اور ہم لالچی بھوکے پرندوں کی طرح ہیں

دمبدم پابستۂ دامِ نوایم
ہم ہر وقت ایک نئے جال میں گرفتار ہیں
ہر یکے گر باز و سیمرغے شویم
اگرچہ ہم سب باز اور سیمرغ بن جائیں

می رہانی ہر دمے ما را و باز
تو ہمیں ہر وقت چھڑاتا ہے اور پھر
سوئے دامے می رویم اے بے نیاز
ہم کسی جال کی طرف چلدیتے ہیں، اے بے نیاز!

ما دریں انبان گندم می کنیم
ہم اس بورے میں گیہوں بھرتے ہیں
گندمِ جمع آمدہ گم می کنیم
جمع شدہ گیہوں کو گم کر دیتے ہیں

می بیندیشیم آخر ما بہوش
جب ہم عقل سے سوچتے ہیں
کایں خلل در گندم است از مکرِ موش
تو گیہوؤں میں یہ کمی چوہے کی مکاری سے ہے

موش تا انبانِ ما حفرہ زدہ ست
چوہے نے ہمارے بورے میں سوراخ کر لیا ہے
وز فنش انبارِ ما ویراں شدہ ست
اس کے مکر سے ہمارا ذخیرہ برباد ہو گیا ہے

اول[3] ایجاں دفعِ شرِ موش کن
اے عزیز! پہلے چوہے کی شرارت کو رفع کر
وانگہ اندر جمعِ گندم جوش کن
پھر گیہوں جمع کرنے کی کوشش کر

بشنو از اخبارِ آں صدرُ الصدور
صدروں کے صدر کی یہ حدیث سن لے
لا صلوٰۃ تم الا بالحضور
کہ کوئی نماز بغیر حضورِ قلب کے مکمل نہیں ہوتی

گر نہ موشے دزد در انبانِ ماست
اگر کوئی چوہا ہمارے بورے میں چور نہیں ہے
گندمِ اعمالِ چل سالہ کجاست
تو چالیس سالہ اعمال کے گیہوں کہاں ہیں؟

ریزہ ریزہ صدقِ ہر روزہ چرا
ہر روز کا ذرا ذرا سا صدق کیوں
جمع می ناید دریں انبارِ ما
ہمارے اس انبار میں جمع نہیں ہوتا ہے؟

بس ستارۂ[4] آتش از آہن جہید
آگ کی بہت سی چنگاریاں لوہے سے نکلیں
ویں دلِ شوریدہ پذرفت و کشید
اور اس دیوانہ دل نے ان کو قبول اور جذب کیا

لیک در ظلمت یکے دزدِ نہاں
لیکن ایک چھپا ہوا چور اندھیرے میں
مے نہد انگشت بر استارگاں
چنگاریوں پر انگلی دھر دیتا ہے

[1] یک چشم۔ کانا، دجال کانا ہوگا۔ لعین۔ ملعون نعم المعین۔ اچھا مددگار۔ سیمرغ۔ کہا جاتا ہے کوئی نادر الوجود پرندہ ہے جو کوہ قاف میں رہتا ہے۔ اُس کے پروں میں تیس رنگ ہوتے ہیں۔ انبان تھیلا، بورا۔ حفرہ۔ گڑھا سوراخ۔
[3] اوّل۔ یعنی انسان کو پہلے شیطانی وساوس سے نجات حاصل کرنی چاہئے اُس کے بعد عبادت کا ذخیرہ کرے۔ لا صلوٰۃ۔ یعنی نماز جب ہی مکمل ہوگی جب دل میں شیطانی وسوسہ کا دخل نہ رہے۔ چل سالہ عموماً چالیس سالہ عمر جوانی کی ہوتی ہے جس میں انسان باطن کی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے۔
[4] ستارۂ آتش۔ آگ کی چنگاری۔ جہیدن۔ نکلنا۔ شوریدہ۔ دیوانہ۔ دزدِ نہاں یعنی شیطان اُن شراروں کو بجھا دیتا ہے جو عبادت سے پیدا ہوتے ہیں۔

میکُشد استارگاں را یک بیک — تا کہ نفروزد چراغے بر فلک
چنگاریوں کو فوراً بجھا دیتا ہے — تا کہ آسمان پر کوئی چراغ روشن نہ ہو

چوں عنایاتت شود با ما مُقیم[ل] — کے بود بیمے ازاں دُزدِ لئیم
جب تیری عنایتیں ہمارے ساتھ ہو جائینگی — تو اُس کمینہ چور کا ڈر کب ہو سکتا ہے؟

گر ہزاراں دام باشد ہر قدم — چوں تو با مائی نباشد ہیچ غم
اگر ہر قدم پر ہزاروں جال ہوں — جب تو ہمارے ساتھ ہے تو کچھ غم نہیں

ہر شبے از دامِ تن اَرواح را — می رہانی می کُنی اَلواح را
روحوں کو بدن کے جال سے ہر شب — تو رہا کر دیتا ہے، تختیاں اکھاڑ دیتا ہے

می رہند اَرواح ہر شب زیں قفس — فارغاں بے حاکم و محکومِ کس
روحیں ہر شب اس پنجرے (جسم) سے چھوٹ جاتی ہیں — فارغ البال بغیر افسری اور ماتحتی کے

شب ز زنداں بے خبر زندانیاں — شب ز دولت بے خبر سلطانیاں
(جس طرح) رات کو قیدی، قید خانہ سے بے خبر ہوتے ہیں — (اور) رات کو کارکنان، سلطنت سے بے خبر ہوتے ہیں

نے غم و اندیشۂ سُود و زیاں — نے خیالِ ایں فلان و آں فلاں
نہ کسی کو فائدہ اور نقصان کا غم اور فکر — نہ اِس فلانے اور اُس فلانے کا خیال

حالِ عارف ایں بُوَد بیخواب ہم — گفت یزداں ہُم رُقُود[ٹ] زیں مَرَم
خدا شناس کی یہ حالت بغیر نیند کے بھی ہوتی ہے — خدا نے فرمایا ہے "وہ سوئے ہوئے ہیں" اِس سے نہ بھاگ

خفتہ از اَحوالِ دنیا روز و شب — چوں قلم در پنجۂ تقلیبِ رب
وہ دن و رات دنیا کے اَحوال سے غافل ہوتا ہے — خدا کے دستِ تصرف میں قلم کی طرح ہے

آنکہ اُو پنجہ نہ بیند در رقم — فعل پندارد بہ جنبش از قلم
(وہ شخص) جو لکھنے میں ہاتھ کو نہیں دیکھتا — وہ قلم کی حرکت کو اُسی کا فعل سمجھتا ہے

تمثیلِ مردِ عارف و تفسیرِ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا

مردِ عارف کی مثال اور "اللہ جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کر لیتا ہے" کی تفسیر

شمۂ زیں حالِ عارف وانمود — خلق را ہم خوابِ حسی در ربود
عارف کے حال کا کچھ حصہ (اللہ نے) واضح کر دیا ہے — کہ لوگوں کو حسی نیند بھی بے خود کر دیتی ہے

رفتہ در صحرائے[مع] بے چوں جانِ شاں — روحِ شاں آسودہ و ابدانِ شاں
اُن کی جان ایک بے مثال بیابان میں چلی جاتی ہے — اُن کی روح اور اُن کے بدن آرام میں ہوتے ہیں

ل مُقیم۔ قائم۔ مشابہ حال۔ با مائی۔ تو ہمارے ساتھ ہے۔ اَلواح۔ لوح کی جمع بمعنی تختہ۔ یعنی جس طرح خدا روحوں کو آزاد کر دیتا ہے اِسی طرح ہمیں شیطانی وسوسے سے آزاد کر دے۔ فارغاں۔ ہر طرح کی تکالیف سے آزاد۔ عارف۔ جس کو خدا کی معرفت حاصل ہو گئی ہو۔

ٹ ہُم رُقُود۔ وہ سوئے ہوئے ہیں یہ قرآن پاک میں اصحابِ کہف کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ اصحابِ کہف بزرگوں کی ایک جماعت تھی جو دقیانوس بادشاہ کے زمانہ میں پیغمبرِ وقت پر ایمان لے آئے تھے۔ بادشاہ کے ظلم کے خوف سے ایک غار میں جا چھپے تھے۔ مَرَم۔ یعنی اصحابِ کہف کے بارے میں اِس عقیدہ سے گریز نہ کر۔ چوں قلم۔ اصل کاتب کا پنجہ ہے وہ جس طرح چاہتا ہے قلم چلاتا ہے۔ شمۂ۔ تھوڑا سا حصہ۔ عارف۔ وہ شخص جس کو خدا کی معرفت حاصل ہو گئی ہو۔

مع صحرائے بے چوں۔ اس سے مراد عالمِ مثال ہے جس کو عالمِ برزخ بھی کہتے ہیں۔ یہ عالم جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اس کو عالمِ اجسام یا عالمِ شہادت کہا جاتا ہے۔ جو کچھ عالمِ شہادت میں ہے وہ بلا کسی مادہ کے عالمِ مثال میں بھی ہے یہی عالمِ مثال مرنے کے بعد تا قیامت انسان کا مقام ہے۔ م

م۔ خواب میں بھی عالمِ مثال نظر آتا ہے اس کے علاوہ ایک عالم ارواح ہے جو مادہ اور کیفیت دونوں سے منزّہ ہے۔

فارغاں از حرص و اِکبابؔ[1] و حَصَص — مُرغ وار از دام جَستہ وز قفص
(یہ لوگ حرص اور جھکاؤ اور پریشانی سے فارغ ہوتے ہیں — اُس پرندہ کی طرح جو جال اور پنجرے سے آزاد ہو گیا ہو)

تُرکِ روز آخر چو بازرّیں سپر — ہندوئے شب را بہ تیغ افگند سَر
(آخر جب دن کے سپاہی نے سنہری ڈھال لگا کر — رات کے چور کا تلوار سے سر کاٹ گرا یا)

میلِ ہر جانے بسوئے تن بوُد — ہر تنے از روح آبستن بوُد
(ہر جان کا جسم کی طرف میلان ہوتا ہے — ہر بدن روح سے بار دار ہو جاتا ہے)

از صفیرے باز دام اندر کَشی — جملہ را در دامِ دَرد آور کَشی
(سیٹی کے ذریعہ تو پھر جال بچھا دیتا ہے — سب کو مصیبت کے جال میں پھانس دیتا ہے)

چونکہ نورِ صبحدم سَر بر زند — کرگسِ زرّینِ گردوں پَر زند
(جب صبح کے وقت کا نور نمودار ہوتا ہے — اور آسمان کا سنہری گدھ اڑنے لگتا ہے)

فالقُ الْاِصْبَاحؔ[2] اِسرافیل وار — جملہ را در صورت آرد زاں دِیار
(صبح کو پیدا کرنیوالا اِسرافیل کی طرح — اُن جگہوں سے سب کو صورت میں لاتا ہے)

روحہائے مُنبسِط را تن کُند — ہر تنے را باز آبستن کُند
(منتشر روحوں کو جسم میں لے آتا ہے — ہر جسم کو پھر بار دار کر دیتا ہے)

اسپِ جاں را می کند عاری زِیں — سِرِّ اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتُ ست ایں
(روح کے گھوڑے کو زین سے ننگا کر دیتا ہے — نیند موت کی بہن ہے کا مطلب یہی ہے)

لیک بہر آنکہ روز آیند باز — بر نہد بر پائے شاں بندِ دراز
(لیکن اس لئے کہ وہ دن میں واپس آئیں — اُن کے پیر میں لمبی رسّی باندھ دیتا ہے)

تاکہ روزش واکشد زاں مَرغزارؔ[3] — وز چراگاہ آردش در زیرِ بار
(تاکہ اُس سبزہ زار سے دن میں واپس لے آئے — اور چراگاہ سے اُسکو بوجھ کے نیچے لاتا ہے)

کاش چوں اَصحابِ کہف آں روح را — حفظ کر دے یا چو کشتی نوح را
(کاش اَصحابِ کہف کی طرح اُس روح کو — محفوظ کر دیتا یا اس طرح جیسے کشتی نے نوح کی حفاظت کی)

تا ازیں طوفانِ بیداری و ہوش — وار ہیدے ایں ضمیر و چشم و گوش
(تاکہ بیداری اور ہوش کے اِس طوفان سے — چھوٹ جاتے، یہ دل اور آنکھ اور کان)

اے بسا اَصحابِ کہف اندر جہاںؔ[4] — پہلوئے تو پیشِ تو ہست ایں زماں
(اے (مخاطب) بہت سے اصحاب کہف دنیا کے اندر — تیرے پہلو میں، تیرے سامنے اب بھی موجود ہیں)

[1] اِکبَاب۔ کسی چیز پر اوندھا گرنا۔ حَصَص۔ بفتحتین، ددڑنا، سَر کے بالوں کا کم ہونا جو فکر اور پریشانی سے ہوتا ہے۔ تُرک۔ ترکستان کا رہنے والا سپاہی۔ ہندو۔ چور، غلام، ہندوستان کا رہنے والا۔ آبستن۔ حاملہ ہونا، بوجھل ہونا۔ صَفِیر۔ شکاری کی سیٹی جس سے شکار مائل ہو جاتا ہے۔ دامِ دَرد آور۔ بیداری میں طرح طرح کے دردوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ سر بر زدن۔ ظاہر ہونا۔ کرگس۔ گدھ۔ پر زدن۔ اڑنا۔

[2] فالقُ الْاِصْبَاح۔ صبح کو رات کی تاریکی سے نکالنے والا اِسرافیل۔ اُس فرشتہ کا نام ہے جو قیامت کے قریب صور پھونکے گا۔ مُنبسِط۔ آزاد۔ عارِی۔ خالی، برہنہ زین۔ کاٹھی۔ سِرّ۔ بھید نوم۔ نیند۔ اخ۔ بھائی۔ بر نہد۔ بر زیادہ۔ واکشیدن۔ زور، یا حیلہ کے ذریعہ کھینچنا۔

[3] مرغزار۔ چراگاہ۔ وز۔ واز۔ زیرِ بار۔ جانوروں کو چراگاہ سے واپس لانیکے بعد لادا جاتا ہے۔ کشتی۔ حضرت نوحؑ کی کشتی نے چند روز حفاظت کی۔ طوفان بیداری میں انسان طرح طرح کے مصائب اور افکار سے دوچار ہوتا ہے۔ بسا۔ اَصحابِ کہف کی طرح سے

[4] بہت سے اولیاء اِس وقت بھی گردو پیش میں موجود ہیں لیکن ہمیں بصیرت حاصل نہیں کہ اُن کو پہچان سکیں۔

یار با او، غار با او ہم سرود
یار اور غار (دونوں) حق کے ہمساز ہیں

مُہر بر چشم ست و بر گوشت چہ سود
لیکن تیری آنکھ اور کان پر تو مُہر ہے، کیا فائدہ

بازداں[1] کز چیست ایں روپوشہا
اب سمجھ لے کہ یہ حجابات کس لئے ہوئے ہیں؟

ختم حق بر چشم ہا و گوش ہا
آنکھوں اور کانوں پر خدا کی مُہر کس وجہ سے ہے؟

سوال کردنِ خلیفہ از لیلیٰ و جوابِ او
خلیفہ کا لیلیٰ سے سوال کرنا اور اُس کا جواب

گفت لیلیٰ را خلیفہ کاں توئی
خلیفہ نے لیلیٰ سے کہا کیا تو وہی ہے

کز تو مجنوں شد پریشان و غوی
کہ تیری وجہ سے مجنوں پریشان اور دیوانہ ہوا ہے

از دگر خوباں تو افزوں نیستی
تو دوسرے حسینوں سے بڑھ کر تو نہیں ہے

گفت خامُش چوں تو مجنوں نیستی
اُس نے کہا خاموش رہ چونکہ تو مجنوں نہیں ہے

دیدۂ مجنوں اگر بودے ترا
اگر تیرے پاس مجنوں کی آنکھ ہوتی

ہر دو عالم بے خطر بودے ترا
(تو) تیرے لئے دونوں جہاں بے قدر ہوتے

باخودی تو لیک مجنوں بیخودست
تو ہوش میں ہے لیکن مجنوں بے ہوش ہے

در طریقِ عشق بیداری بدست
عشق کی راہ میں بیداری بُری ہے

ہر کہ[2] بیدارست او در خواب تر
جو بیدار ہے، وہ زیادہ نیند (غفلت) میں ہے

ہست بیداریش از خوابش بتر
اُس کی بیداری، نیند سے بدتر ہے

ہر کہ در خواب ست بیداریش بہ
جو خواب (غفلت) میں ہے اُس کا بیدار ہونا بہتر ہے

مستِ غفلت عینِ ہشیاریش بہ
غفلت کے مدہوش کا عین ہوشیار ہونا بہتر ہے

چوں بحق بیدار نبود جانِ ما
جب ہماری جان خدا کے معاملہ میں بیدار نہ ہو

ہست بیداری چو در بندانِ ما
تو ہماری بیداری قید خانہ کی بیداری کی طرح ہے

جاں[3] ہمہ روز از لگد کوبِ خیال
پورے دن جان، خیالات کی پائمال

وز زیان و سود و از خوفِ زوال
اور نقصان و نفع اور زوال کے خوف سے

نے صفا میماندش نے لطف و فر
نہ اُس میں صفائی رہتی ہے نہ پاکیزگی اور قوت

نے بسوئے آسماں راہِ سفر
نہ آسمان کی طرف سفر کا راستہ

خُفتہ آں باشد کہ اُو از ہر خیال
سویا ہوا وہ ہے جو ہر خیال سے

دارد امید و کُند با اُو مقال
امید وابستہ کرے اور اُس کے متعلق گفتگو کرے

---

[1] بازداں۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ بے بصیرتی ہماری معصیت کاری کی وجہ سے ہے۔ کاں۔ کہ آں۔ غوی۔ دیوانہ، گمراہ مجنوں نیستی۔ سعدیؒ نے فرمایا ہے لیلیٰ را از دریچۂ چشمِ مجنوں بایستے نگریستے خطر۔ قدر و منزلت۔ باخود ہوشیار۔ بے خود بیہوش، مجذوب۔

[2] ہر کہ۔ جو شخص دنیاوی کاروبار میں پھنسا ہے اور جاگ رہا ہے اُس کی بیداری نیند سے بدتر ہے۔ بتر۔ بدتر خواب۔ خوابِ غفلت میں مبتلا لوگوں کا بیدار ہو جانا بہتر ہے۔ بحق۔ اللہ کے معاملہ میں بیدار رہنا چاہیے۔

[3] جاں۔ دنیاوی دھندوں میں روح مکدر ہو جاتی ہے اور اُس کو عالمِ بالا کی سیر کا راستہ نہیں ملتا۔ ہر خیال خیالوں کی دنیا میں آباد بیدار غفلت کی نیند میں ہے مقال۔ گفتگو۔

نے چنانکہ از خیال آید بحال[1] — آں خیالش گردد اُو را صد وبال

وہ ایسا نہیں ہے کہ خیال سے وجد میں آئے — (بلکہ) اُس کا وہ خیال اُس کے لیے سو وبال ہے

دیو را چوں حور بیند اُو بخواب — پس ز شہوت ریزد اُو با دیو آب

وہ خواب میں شیطان کو حور دیکھتا ہے — پھر شہوت سے اُس سے ہم بستری کرتا ہے

چونکہ تخمِ نسل در شورہ بریخت — اُو بخویش آمد خیال از وے گریخت

جیسے ہی نسل کا بیج اُس نے شور زمین میں ڈالا — وہ بیدار ہوا اور خیال اُس سے روانہ ہوا

ضُعفِ سَر بیند ازاں و تن پلید — آہ ازاں نقشِ پدیدِ ناپدید

اُس کی وجہ سے سر کی کمزوری محسوس کرتا ہے اور جسم پلید — اُس ظاہری اور معدوم نقش پر افسوس ہے

مرغ[2] بر بالا پَراں و سایہ اش — مید وَد بر خاک پَرّاں مرغ وش

پرندہ اوپر اُڑ رہا ہے اور اُس کا سایہ — پرندہ کی طرح زمین پر اُڑان کر رہا ہے

اَبلہے صیّادِ آں سایہ شود — مید وَد چندانکہ بے مایہ شود

بیوقوف اُس سایہ کا شکاری بنتا ہے — اتنا دوڑتا ہے کہ بے طاقت ہو جاتا ہے

بے خبر کاں عکسِ آں مُرغِ ہواست — بے خبر کہ اصلِ آں سایہ کجاست

اِس سے غافل ہے کہ وہ ہوا کے پرندہ کا عکس ہے — اور اس سے بے خبر ہے کہ اُس سایہ کی اصل کہاں ہے

تیر اندازد بسوئے سایہ اُو — ترکشش خالی شود در جستجو

وہ سایہ کی طرف تیر اندازی کرتا ہے — اور جستجو ہی میں اُس کا ترکش خالی ہو جاتا ہے

ترکشِ عُمرش تہی شد عُمر رفت — از دویدن در شکارِ سایہ تفت

اُس کی عمر کا ترکش خالی ہوا، عمر (برباد) گئی — سایہ کے شکار میں دوڑنے سے جل بھن گیا

سایۂ[3] یزداں چو باشد دایہ اش — وارہاند از خیالِ سایہ اش

جب اللہ کا سایہ اُس کی دایہ ہو — تو اُس کو سایہ کے خیال سے نجات دیدے گا

در تحریضِ متابعتِ ولیِّ مُرشد

رہنما ولی کی تابعداری کی ترغیب

سایۂ یزداں بُود بندہ خدا — مُردۂ ایں عالَم و زندہ خدا

خدا کا بندہ اللہ کا سایہ ہوتا ہے — وہ اِس دنیا کا مُردہ اور خدا کا زندہ ہوتا ہے

دامنِ اُو گیر زُوتر بے گماں — تارہی از آفتِ آخر زماں

اُس کا دامن شک وشبہ کے بغیر جلد تھام لے — تاکہ آخرت کی مصیبت سے تو چھوٹ جائے

---

[1] حال۔ وجد کی وہ کیفیت جو سالکوں پر طاری ہوتی ہے۔ دیو۔ شیطان۔ آب یعنی نُطفہ، منی تخمِ نسل۔ نطفہ، منی۔ ضعفِ سَر۔ بدخوابی سے دماغ کمزور ہو جاتا ہے۔ پدید ناپدید خواب میں جو ظاہر ہوا حقیقت میں وہ کچھ نہیں ہے۔

[2] مُرغ۔ واہی خیالات کے پیچھے بھاگنے والوں کی دوسری مثال ہے۔ اصل۔ یعنی پرندہ۔ ترکش۔ تیروں کا تھیلا۔ تفت۔ فعلِ ماضی، تفتن بمعنیٰ سوختن۔

[3] سایۂ یزداں۔ یعنی اولیاء اللہ۔ دایہ۔ آنا، مراد مُرشدِ کامل ہے۔ سایہ۔ یعنی خیالاتی دنیا۔ تحریض۔ برانگیختہ کرنا۔ بندہ خدا۔ یعنی خدا کا خاص بندہ زوتر۔ زود تر کا مخفف ہے، بہت جلد۔

کیفَ[۱] مَدَّ الظِّل نقشِ اولیاست
"کیفَ مَدَّ الظِّل" اولیاء کا وجود ہے

کو دلیلِ نورِ خورشیدِ خداست
جو اللہ کے آفتاب کے نور کے رہنما ہیں

اندریں وادی مرو بے ایں دلیل
اِس وادی میں بغیر رہنما کے نہ چل

لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن گو چوں خلیلؑ
خلیل اللہ کی طرح کہہ دے میں ڈوب جانیوالوں کو پسند نہیں کرتا ہوں

رَو زِ سایہ آفتابے را بیاب
جا، سایہ کے ذریعہ آفتاب کو حاصل کرلے

دامنِ شہ شمسِ تبریزی بتاب
اور شاہ شمسِ تبریزی کا دامن تھام لے

رہ ندانی جانبِ ایں سور و عرس
اِس جشن اور شادی کا اگر تجھے راستہ معلوم نہیں ہے

از ضیاء الحق حسام الدیں بپرس
تو ضیاء الحق حسام الدین سے پوچھ لے

ور[۲] حسد گیرد ترا در رہ گلو
اگر راستہ میں حسد تیرا گلا دبائے

در حسد ابلیس را باشد غلو
حسد میں شیطان کو غلو ہے

کو ز آدم ننگ دارد از حسد
اِس لئے کہ وہ حسد کی وجہ سے آدم سے ذلت محسوس کرتا ہے

با سعادت جنگ دارد از حسد
اور حسد کی وجہ سے نیک بختی سے جنگ کرتا ہے

عقبہ زیں صعب تر در راہ نیست
راستہ میں اِس سے سخت گھاٹی نہیں ہے

اے خُنک آں کش حسد ہمراہ نیست
وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جسکے ساتھ حسد نہیں ہے

ایں جسد خانہ حسد آمد بداں
یہ جسم حسد کا گھر ہے، سمجھ لے

کز حسد آلودہ گردد خانداں
حسد میں پورا خاندان مبتلا ہوجاتا ہے

خانماں[۳] از حسد گردد خراب
حسد سے گھرانے تباہ ہوجاتے ہیں

بازِ شاہی از حسد گردد غراب
حسد کی وجہ سے شاہی باز (دل) کوا بنجاتا ہے

گر جسد خانہ حسد باشد ولیک
اگرچہ جسم حسد کا گھر ہوسکتا ہے، لیکن

آں جسد را پاک کرد اللہ نیک
جسم کو اللہ نے خوب پاک کر دیا ہے

یافت پاکی از جنابِ کبریا
اللہ تعالیٰ کی جناب سے پاکی پائی ہے

جسمِ پُر از کبر و پُر حقد و ریا
اُس جسم نے جو کبر اور کینہ اور ریاکاری سے بھرا ہے

"طَہِّرَا بَیْتِیْ" بیانِ پاکی ست
"تم دونوں میرے گھر کو پاک کرو" پاکی کا بیان ہے

گنجِ نورست ار طلسمش خاکی ست
نور کا خزانہ ہے اگرچہ اُس کا نقش مٹی کا ہے

چوں کنی بالے حسد مکر و حسد
جب تو کسی صاف دل کے ساتھ مکر اور حسد کریگا

زاں حسد دل را سیاہیہا رسد
تو اس حسد سے دل میں سیاہیاں پیدا ہوں گی

---

۱ کیفَ مَدَّ الظِّل۔ یہ قرآنی آیت کا ٹکڑا ہے اسمیں فرمایا گیا ہے اے نبی کیا تم اپنے رب کی طرف نہیں دیکھتے کہ اُس نے کس طرح سایہ کو دراز کیا ہے، مولانا فرماتے ہیں کہ اِس سایہ سے اولیاء اللہ کے وجود کی طرف اِشارہ ہے۔ دلیل۔ یعنی مُرشدِ کامل۔ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن۔ حضرتِ ابراہیمؑ نے ستارے کی اُلوہیت سے اِنکار کرتے ہوئے فرمایا تھا میں چھپ جانیوالوں کو پسند نہیں کرتا مراد دنیائے ناپائیدار کے تعلقات ہیں۔ شمسِ تبریزی۔ مولانا رومی کے شیخ ہیں تفصیلی حالات مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔ سُور۔ سین کے ضمہ سے، مجلسِ شادی جشن۔ ضیاء الحق حُسام الدین۔ شمسِ تبریزی سے بیعت تھے پھر مولانا سے مستفیض ہوئے۔ تفصیلی حالات مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔

۲ ور حسد۔ تو اس حسد کو شیطانی وسوسہ سمجھ اس لئے کہ شیطان کو حسد پیدا کرنے میں غلو ہے۔ کو یعنی کہ او، شیطان نے حضرتِ آدمؑ کی قدر و منزلت دیکھ کر حسد کیا اور یہ کہکر کہ وہ مٹی سے بنا ہے اور میں آگ سے اِس [illegible]ہار کیا تو ہمیشہ کیلئے سعادت سے محروم ہوگیا۔ عقبہ۔ عین اور قاف کے زبر کے ساتھ پہاڑ کی دشوار گذار گھاٹی۔ صعب۔ دشوار، سخت۔ جسد۔ جسم۔ خانداں

م یعنی تمام اعضاءِ انسانی ۳ خانماں۔ مخفف ہے خان و مان کا، گھر بار۔ غراب۔ کوا۔ باز۔ پرندوں میں اشرف ہے کوا نجاست خور ذلیل پرندہ ہے۔ یافت۔ جب انسان ریاضت اور مجاہدہ کرتا ہے یہ نفسانی عیوب زائل ہوجاتے ہیں۔

۴ طلسم۔ جادو، وہ پتلا جو خزانہ پر بٹھادیا جاتا تھا۔ طہرا۔ حضرتِ ابراہیمؑ اور حضرتِ اسماعیلؑ کو حکم ہوا تھا کہ خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کرو، اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ کبر اور حسد کی گندگیوں کو دل سے نکال ڈالو۔

خاک شو مردانِ[1] حق را زیرِ پا — خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما
خاصانِ خدا کے پیر کے نیچے خاک بن جا — ہماری طرح حسد پر مٹی ڈال

در بیانِ حسد کردنِ وزیرِ جہود
یہودی وزیر کے حسد کے بیان میں

آں وزیرک از حسد بودش نژاد — تا بباطل گوش و بینی باد داد
وہ کمینہ وزیر، حسد سے بنا تھا — اسی لئے اس نے ناحق کان اور ناک برباد کئے

بر امید آنکہ از نیشِ حسد — زہرِ اُو در جانِ مسکیناں[2] رسد
اس امید پر کہ حسد کے ڈنک کے ذریعہ — اس کا زہر مسکینوں کی جان پر پہونچ جائیگا

ہر کسے کو از حسد بینی کند — خویش را بے گوش و بے بینی کند
جو شخص حسد کی وجہ سے اپنی ناک کاٹتا ہے — وہ اپنے آپ کو بہی کان اور بے ناک کا کرلیتا ہے

بینی آں باشد کہ اُو بوئے بَرد — بوئے اُو را جانبِ کوئے بَرد
ناک تو وہ ہے جو بُو سونگھے — بو اس کو کوچہ کی طرف لے جائے

ہر کہ بویش نیست بے بینی بود — بوئے آں بو نیست کاں دینی بود
جس میں بُو کی صلاحیت نہیں وہ بے ناک کا ہوتا ہے — اور بُو وہ بُو ہے جو دین کی ہو

چونکہ بوئے برد و شکرِ آں نہ کرد — کفرِ نعمت آمد و بینیش خورد
اور جب بُو سونگھی اور اس کا شکر نہ کیا — تو یہ کفرانِ نعمت ہوا اور (گویا) وہ اسکی ناک کو کھا گیا

شکر کُن مر شاکراں را بندہ باش — پیشِ ایشاں مُردہ[3] شو پایندہ باش
شکر کر اور شکر گزاروں کا غلام بن — اُن کے سامنے مُردہ بن اور عمرِ دوام حاصل کر

چوں وزیر از رہزنی جامہ مساز — خلق را تو بر میاور از نماز
وزیر کی طرح رہزنی کا سامان نہ کر — لوگوں کو نماز سے نہ روک

فہم کردنِ حاذقانِ نصاریٰ مکرِ وزیر را
ماہر عیسائیوں کا وزیر کے مکر کو سمجھ جانا

ناصحِ دیں گشتہ آں کافر وزیر — کردہ اُو از مکر در لوزینہ سیر
وہ کافر وزیر، دین کا واعظ بن گیا — اُس نے مکر سے بادام کے حلوہ میں لہسن ملا دیا

ہر کہ صاحب ذوق بود از گفتِ اُو — لذتے مے دید و تلخی جفتِ اُو
جو صاحبِ ذوق تھا وہ اُس کی گفتگو سے — لذت محسوس کرتا اور اُس کے ساتھ کڑواہٹ بھی

[1] مردانِ حق۔ اولیاء اللہ
خاک شو۔ فرمانبردار بنجا
خاک بر سر کن۔ دفع کر۔
وزیرک۔ کاف تصغیر کا ہے
نژاد۔ اصل، باطل۔ ناحق
باد داد۔ برباد دار۔

[2] مسکیناں۔ یعنی عیسائی۔
بینی کندن۔ انکار کرنا۔
بے گوش۔ یعنی اپنے آپ کو بہرا بناتا ہے۔ کوئے یعنی راہِ خدا۔ بوئے بُردن۔ پہچاننا، سراغ لگا لینا۔
کفرِ نعمت۔ احسان فراموشی یعنی ولیِ کامل کو پہچان کر فائدہ نہ اٹھانا کفرانِ نعمت ہے

[3] مُردہ شو۔ مرید کو شیخ کے سامنے ایسا بنجانا چاہئے جیسا کہ مُردہ غسل دینے والے کے لئے۔ از نماز۔ یعنی خدا کی یاد۔ صاحبِ ذوق۔ یعنی صاحبِ ذوق لوگ بیان کی لذت بھی محسوس کرتے تھے اور مکاری کی تلخی بھی محسوس کرتے تھے۔

نکتہ ہا میگفت اُو آمیختہ — در جُلاب و قند زہرے ریختہ
دو ملے جُلے نکتے بیان کرتا تھا — گلاب اور شکر میں زہر ملاتا تھا

ہاں[1] مشو مغرور زاں گفتِ نکو — زانکہ باشد صد بدی در زیرِ اُو
خبردار! اُس بھلی بات سے دھوکے میں نہ پڑنا — اِس لئے کہ اُس کی تہ میں سَو بُرائیاں ہوتی ہیں

ہر کہ باشد زشت گفتش زِشت داں — ہر چہ گوید مُردہ آں نیست جاں
جو شخص بُرا ہو، اُس کی گفتگو بُری سمجھ — جو بات مردہ کہے، اُس میں جان نہیں ہے

گفتِ انساں پارۂ انساں بُوَد — پارۂ از ناں یقیں ہم ناں بُوَد
انسان کی گفتگو انسان کا ٹکڑا ہوتی ہے — روٹی کا ٹکڑا یقیناً روٹی ہوتا ہے

زاں علیؓ فرمود نقلِ جاہلاں — بر مزابل ہمچو سبزہ است اے فلاں
اسی لئے حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ جاہلوں کی بات — اے فلاں! کوڑیوں پر سبزہ کی طرح ہے

بر چُناں سبزہ ہر آنکو بر نشست — بر نجاست بیشکے بنشستہ است
ایسے سبزہ پر جو شخص بیٹھا — وہ بے شک نجاست پر بیٹھا ہے

بایدش خود را بشُستن از حَدَث[2] — تا نمازِ فرضِ اُو نبُوَد عبَث
اُس کو اپنے آپ کو ناپاکی سے پاک کرنا چاہئے — تاکہ اُس کی فرض نماز بیکار نہ ہو جائے

ظاہرش میگفت در رہ چُست شو — واز اثر میگفت جاں را سُست شو
اُس کا ظاہر کہتا تھا معرفت کی راہ میں چُست ہو جا — اور اثر کے اعتبار سے جان کو کہتا تھا سُست ہو جا

ظاہرِ نقرہ سپید ست و مُنیر — دست و جامہ زاں سیہ گردد چو قیر[3]
چاندی کا ظاہر اگرچہ سفید اور روشن ہے — ہاتھ اور کپڑے اُس سے سیاہ ہو جاتے ہیں تارکول کی طرح

آتش ارچہ سُرخ رو است از شرر — تو ز فعلِ اُو سیہ کاری نگر
آگ اگرچہ چنگاریوں کی وجہ سے سُرخ رُو ہے — لیکن تو اُس کے کام کی سیاہ کاری کو دیکھ

برق اگرچہ نور آید در نظر — لیک ہست از خاصیت دُزدِ بصر
بجلی اگرچہ نگاہ کو نور دکھائی دیتی ہے — لیکن خاصیت میں بینائی کو چرانے والی ہے

ہر کہ جز آگاہ و صاحب ذوق بُود — گفتِ اُو در گردنِ اُو طوق بُود
صاحبِ ذوق اور باخبر آدمی کے علاوہ جو بھی تھا — اُس کو وزیر کی گفتگو اُس کی گردن کا طوق تھی

مدتِ شش سال در ہجرانِ شاہ — شد وزیر اتباعِ عیسیٰ را پناہ
بادشاہ سے چھ سال دوری میں — وزیر، عیسائیوں کی پناہ ہو گیا

1. ہاں۔ حرفِ تنبیہ ہے۔ مغرور۔ دھوکے میں مبتلا۔ زِشت۔ یعنی بُرے کی بات بھی بُری ہوتی ہے۔ نقل۔ قول، بات۔ مزابل۔ مزبلہ کی جمع، کوڑی۔ کوڑا ڈالنے کی جگہ۔
2. حَدَث۔ ناپاکی۔ عبث۔ باطل۔ ظاہرش۔ بظاہر اگرچہ نصیحت کرتا تھا لیکن تاثیر اُلٹی تھی۔ ظاہرِ نقرہ۔ یہ تینوں شعر اِس مضمون کو واضح کرنے کے لئے ہیں کہ ظاہر کی خوبی باطن کی خوبی کی دلیل نہیں ہے۔
3. قیر۔ ایک قسم کا سیاہ روغن، تارکول۔ طوق لوہے کا حلقہ جو قیدیوں کے گلے میں ڈالا جاتا تھا۔ گلے کا زیور۔ ہجراں۔ جدائی۔ اتباع۔ تابع کی جمع۔ پیروی کرنے والے۔ تابعدار۔

دین و دل را کُل بدو بسپرد خَلق ‏ ‏ پیشِ اَمر و نہیِ اُو می مُرد خَلق[1]
لوگوں نے دین اور دل بالکل اُس کے سپرد کر دیا ‏ ‏ اُس کے حکم اور ممانعت پر لوگ جان دیتے تھے

پیغامِ شاہ پنہانی بسوئے وزیرِ پُر تزویر
بادشاہ کا خفیہ پیغام مکّار وزیر کے نام

درمیانِ شاہ و اُو پیغام ہا ‏ ‏ شاہ را پنہاں بدو آرام ہا
اُس کے اور بادشاہ کے درمیان پیغامات جاری تھے ‏ ‏ بادشاہ کو خفیہ طور پر اُس سے آرام واطمینان حاصل تھا

آخِرُ الاَمر[2] از برائے آں مُراد ‏ ‏ ق ‏ ‏ تا دِہد چوں خاکِ ایشاں را بباد
بالآخر اُس مقصد کے لئے ‏ ‏ کہ اُن کو خاک کی طرح برباد کر دے

پیشِ اُو بنوشت شہ کائے مُقبِلَم ‏ ‏ وقت آمد زود فارغ کن دِلَم
اُس کو بادشاہ نے لکھا کہ اے میرے اقبال مند ‏ ‏ وقت آگیا، جلد میرے دل کو فارغ کر

زانتظارم دیدہ و دل بر رہ ست ‏ ‏ زیں غمم آزاد کُن گر وقت ہست
انتظار میں میرے دیدہ و دل راستہ پر لگے ہیں ‏ ‏ اِس غم سے مجھے نجات دے، اگر موقع ہے

گفت اینک اندراں کارم شہا ‏ ‏ کافگنم در دینِ عیسیٰؑ فتنہا
اُس نے کہا کہ اے بادشاہ میں ابھی اُسی کام میں لگا ہوں ‏ ‏ کہ حضرت عیسیٰؑ کے دین میں فتنے ڈالدوں

قومِ عیسیٰؑ را بُد اندر دار و گیر ‏ ‏ حاکمِ شاں دَہ امیر و دو امیر
عیسائیوں کے انتظام میں ‏ ‏ اُن کے بارہ امیر لگے ہوئے تھے

ہر فریقے مر امیرے را تبع ‏ ‏ بندہ گشتہ میرِ خود را از طمع
ہر فریق ایک امیر کے ماتحت تھا ‏ ‏ جو لالچ سے اپنے امیر کا غلام بنا ہوا تھا

ایں دَہ و ایں دو امیر و قومِ شاں ‏ ‏ گشتہ بندہ آں وزیرِ بدنشاں
یہ بارہ حاکم اور ان کی قوم ‏ ‏ اُس بدنشان وزیر کے غلام بن گئے

اِعتمادِ[3] جملہ بر گفتارِ اُو ‏ ‏ اِقتدائے جملہ بر رفتارِ اُو
سب کو اِس کی بات پر بھروسہ تھا ‏ ‏ سب اُس کی چال کے مُقتدی تھے

پیشِ اُو در وقت و ساعت ہر امیر ‏ ‏ جاں بدادے گر بدو گفتے کہ میر
فوراً ہر امیر اُس کے آگے ‏ ‏ جان دیدیتا اگر وہ اُس سے کہتا کہ مرجا

چوں زبوں کرد آں جہودک[4] جملہ را ‏ ‏ فتنہ انگیخت از مکر و دَہا
جب اُس کینہ یہودی نے سب کو قابو میں کر لیا ‏ ‏ مکر اور چالاکی سے فتنہ برپا کر دیا

---

[1] می مُرد خلق۔ یعنی اُس کے احکام پر جان دینے لگے۔
[2] آخرالامر۔ بالآخر۔ مُقبل۔ اقبال مند۔ بُد۔ بود۔ دار و گیر۔ انتظام۔ تبع۔ تابع۔ دَہ امیر و دو امیر۔ یعنی دوازدہ سبطِ نصاریٰ
[3] اعتماد۔ بھروسہ۔ اقتدا۔ پیروی۔ در وقت و ساعت فوراً۔ میر۔ مُردن کا امر ہے۔ زبوں۔ عاجز، بے چارہ۔
[4] جہودک۔ کینہ یہودی دَہا۔ چالاکی۔

بیان دوازدہ امیر*

تخلیطِ وزیر در اَحکامِ انجیل و مکرِ آں

انجیل کے حکموں میں وزیر کا گڑبڑ کرنا اور اُس کی چالاکی

ساخت طوماری[1] بنامِ ہر یکے | نقشِ ہر طومار دیگر مسلکے

اُس نے ہر ایک کے نام پر ایک تحریر تیار کی | اور ہر تحریر کی عبارت دوسرے مسلک کی تھی

حکمہائے ہر یکے نوعِ دگر | ایں خلافِ آں ز پایاں تا بسر

ہر ایک کے اَحکام دوسری قسم کے | یہ اوّل سے آخر تک اُس کے بالکل خلاف

در یکے راہِ ریاضت را و جوع | رُکنِ توبہ کردہ و شرطِ رجوع

ایک میں ریاضت اور بھوکا رہنے کو | توبہ کا رکن بنایا اور اللہ کی طرف رجوع کی شرط

در یکے گفتہ ریاضت سود نیست | اندریں رہ مخلصی جز جود نیست

ایک میں کہا کہ ریاضت کا کوئی فائدہ نہیں | اور اس راستہ میں سخاوت کے علاوہ چارہ نہیں

در یکے گفتا کہ جوع و جودِ تو | شرک باشد از تو با معبودِ تو

ایک میں کہا کہ تیری فاقہ کشی اور سخاوت | تیرے اور تیرے معبود کے درمیان شرک ہے

جز توکل جز کہ تسلیمِ[2] تمام | در غم و راحت ہمہ مکرست و دام

توکل اور رضا کے علاوہ | غم اور راحت میں سب چالاکی اور جال ہے

در یکے گفتہ کہ واجب خدمت ست | ور نہ اندیشہ توکل تہمت ست

ایک میں کہا کہ اطاعت ضروری ہے | ورنہ توکل کا خیال تہمت ہے

در یکے گفتہ کہ امر[3] و نہی ہاست | بہرِ کردن نیست شرحِ عجزِ ماست

ایک میں کہا کہ کرنے نہ کرنے کے جو حکم ہیں | کرنیکے لئے نہیں ہیں، ہمارے عجز کی تفصیل ہیں

تا کہ عجزِ خود بہ بینیم اندراں | قدرتِ حق را بدانیم آں زماں

تاکہ ہم اُن میں عجز دیکھ لیں | اُس وقت خدا کی قدرت کو پہچانیں

در یکے گفتا کہ عجزِ خود مبیں | کفرِ نعمت کردن ست آں عجز ہیں

ایک میں کہا کہ اپنے عجز کو نہ دیکھ | خبردار! وہ عجز احسان فراموشی ہے

قدرتِ خود بیں کہ ایں قدرت ازوست | قدرتِ خود نعمتِ اُو داں کہ ہوست

اپنی قدرت کو دیکھ یہ قدرت اسی کی دی ہوئی ہے | اپنی قدرت کو اُس کا انعام سمجھ، کہ وہی وہ ہے

در یکے گفتہ کزیں دو[4] در گذر | بُت بود ہر چہ بگنجد در نظر

ایک میں کہا اِن دونوں سے گزر جا | بُت ہوگا جو نظر میں سمائیگا (اِن دونوں میں سے)

---

[1] طومار۔ لمبی چوڑی تحریر۔ نقش۔ تحریر۔ ریاضت۔ یعنی عبادت میں محنت کرنا۔ جوع۔ بھوکا رہنا، فاقہ کشی۔ رُجوع۔ لوٹنا۔ در یکے۔ یعنی ریاضت سے کوئی فائدہ نہیں، سخاوت کرنا کافی ہے۔ شرک باشد۔ یعنی نجات دہندہ خدا ہے، فاقہ کشی اور سخاوت کو ذریعۂ نجات بنانا شرک ہے۔

[2] تسلیم۔ یعنی۔ عبادت و ریاضت ضروری ہے۔ توکل۔ یعنی خدا پر اعتماد کی ضرورت ہے اور اپنے آپکو خدا کے سپرد کر دینا ذریعۂ نجات ہے۔ خدمت۔ یعنی عبادت و اطاعت۔ تہمت است۔ یعنی محض توکل کو ذریعۂ نجات سمجھنا نبی پر تہمت کے مترادف ہے کیونکہ نبی نے عبادت کو ضروری قرار دیا ہے۔

[3] امر و نہی۔ یعنی جسقدر خدا کے اَحکام ہیں وہ کرنیکے لئے نہیں بلکہ بندہ کو اُس کا عجز تسلیم کرانے کے لئے ہیں۔ اِن پر عمل ناممکن ہے لہٰذا بندہ اپنے آپ کو عاجز تسلیم کرلیگا، یہ جبر کی تعلیم ہے۔ عجزِ خود مبیں۔ اپنے آپ کو مجبورِ محض نہ سمجھو ورنہ خدا کی عطا کردہ نعمت قدرت کا کفر ہوگا، انسان کی قدرت خدا کا عطیہ ہے، لہٰذا انسان قادر ہے اور اپنے افعال کا خود خالق ہے۔ دو۔ یعنی جبر اور اختیار کی بحث میں پڑنا انسہم

سے تجوف ہوتا ہے

لہٰذا یہ بحثیں بمنزلہ بت کے ہیں۔

در یکے گفتہ کہ عجز و قدرتت — بگذردلہ زو ہر چہ اندر فکرتت
ایک میں کہا کہ تیرا عجز اور قدرت — اور جو کچھ تیرے فکر میں ہے (خود بخود) گذر جائیگا

از ہوائے خویش در ہر ملتے — گشتہ ہر قومے اسیر ذلتے
ہر مذہب میں اپنی خواہشِ نفسانی سے — ہر قوم ذلت میں گرفتار ہوئی ہے

در یکے گفتہ مکش ایں شمع را — کایں نظر چوں شمع آمد جمع را
ایک میں کہا (عقل کی) اس شمع کو نہ بجھا — اس لئے کہ یہ غور و فکر شمع محفل ہے

از نظر چوں بگذری و از خیال — کشتہ باشی نیم شب شمعِ وصال
خیال اور غور و فکر جب تو چھوڑ دے گا — گویا تونے وصال کی شمع کو آدھی رات میں بجھا دیا

در یکے گفتہ بکش باکے مدار — تا عوض بینی یکے با صد ہزار
ایک میں کہا، بجھا دے، پرواہ نہ کر — تاکہ ایک کے بدلے میں لاکھ پائے

کز کشتن شمع جاں افزوں شود — لیلیت از صبرِ تو مجنوں شود
اس لئے کہ شمع کے بجھانے سے روح بڑھیگی — تیرے صبر کی وجہ سے تیری لیلیٰ مجنوں کی طرح ہو جائیگی

ترکِ دنیا ہر کہ کرد از زہدِ خویش — بیش آمد پیشِ او دنیا ز پیش
جس نے اپنے زہد کی وجہ سے دنیا کو چھوڑ دیا — اُس کے سامنے دنیا پہلے سے زیادہ آتی ہے

در یکے گفتہ کہ آنچت دادِ حق — بر تو شیریں کرد در ایجاد حق
ایک میں کہا، جو کچھ اللہ نے تجھے دیا ہے — وہ آفرینش کے وقت اللہ نے تیرے لئے شیریں کر دیا

بر تو آساں کرد و خوش آں را بگیر — خویشتن را در میفگن در زحیر
تیرے لئے آسان اور خوشگوار کر دیا ہے اسکو لیلے — اپنے آپ کو پیچش میں مبتلا نہ کر

در یکے گفتہ کہ بگذر زانِ خود — کاں قبولِ طبعِ تو ردّ ست و بد
ایک میں کہا، اپنی ملکیت سے دستکش ہو جا — اسلئے کہ تیری مرغوبِ طبع چیز مردود اور بُری ہے

راہہائے مختلف آساں شدست — ہر یکے را ملتے چوں جاں شدست
مختلف راستے آسان ہو گئے ہیں — ہر ایک کیلئے ایک مذہب جان کی طرح بن گیا ہے

گر میسّر کردنِ حق رہ بدے — ہر جہود و گبر ازو آگہ بدے
اگر اللہ کا آسان کر دینا ہی کوئی راستہ ہوتا — ہر یہودی اور آتش پرست اُس سے واقف ہوتا

در یکے گفتہ میسّر آں بود — کہ حیاتِ دل غذائے جاں بود
ایک میں کہا، کہ آسان چیز وہ ہوتی ہے — جو دل کی زندگی اور جان کی غذا ہوتی ہے

لہ بگذرد۔ یعنی جبر و قدر کی بحثیں اور جو کچھ انسانی افکار ہیں خود بخود ختم ہو جائیں گے لہٰذا اُن کو ترک کر دینے کے اہتمام کی ضرورت نہیں۔ ہوا۔ نفسانی خواہش یعنی ان بحثوں کا ترک بھی نفسانی خواہش ہے جو گمراہی کا سبب ہے۔ ایں شمع۔ شمع سے مراد عقل اور غور و فکر ہے، یعنی مذہبی احکام اور عقائد، عقلی ہیں انسان کو اپنی عقل سے کام لینا چاہئے۔ بکش۔ یعنی دینی معاملہ میں عقل کو دخل نہ دے اور دیوانگی اختیار کر۔ ے کز کشتن شمع۔ یعنی دیوانگی اختیار کرنے سے تو خدا کا محبوب بن جائیگا۔ ترکِ دنیا۔ عقل کو بالائے طاق رکھ کر جو دنیا کو چھوڑیگا دنیا اور زیادہ اُسکو ملیگی۔ دادِ حق۔ خدا نے ازل میں جو کچھ تیرے لئے مقدر کر دیا ہے وہ ملکر رہیگا اس کے لئے کیوں سعی کرتا ہے اور کیوں حلال و حرام کی بحثیں پیدا کرتا ہے۔ آنچت۔ مخفف ہے آنچہ ترا کا۔ ایجاد۔ کسی چیز کو پیدا کرنا۔ خوش۔ پسندیدہ۔ زحیر۔ پیچش، پیچ و تاب۔ آن۔ ملکیت۔ تہ قبول۔ مقبول۔ رد۔ نامنظور، مردود۔ بد۔ یعنی جس چیز کی طرف دل راغب ہو وہ بری اور مردود ہے، اُس کو اختیار نہ کر۔ راہہا۔ اپنی پسند کی چیز اختیار کرنیسے ہی یہ اختلافِ مذاہب پیدا ہوا ہے جو فساد کا سبب مگر راہہا ہے۔ لہٰذا پسندیدگی حقانیت کی دلیل نہیں ہے۔ میسّر۔ آسان یعنی آسان چیز بھی درست ہے جس سے دل زندہ ہوتا ہے اور روح کے لئے وہ غذا ہے۔

ہر چہ ذوقِ طبع[1] باشد چوں گذشت
جو چیز طبیعت کے ذوق کے مطابق ہوتی ہے جب گذر جاتی ہے

بر نیارد ہمچو شورہ ریع و کِشت
تو شور زمین کی طرح پیداوار اور فصل نہیں دیتی ہے

جُز پشیمانی نباشد ریعِ اُو
اُس کی پیداوار شرمندگی کے سوا نہیں ہوتی

جُز خسارت بیش نارد بیعِ اُو
اور اُس کی بیع کا حاصل نقصان کے سوا کچھ نہیں ہوتا

آں مُیَسَّر نبُود اندر عاقبت
انجام کار وہ آسان نہیں ہوتی

نامِ اُو باشد مُعَسَّر عاقبت
اور آخر میں اُس کا نام دشوار ہوتا ہے

تو مُعَسَّر از مُیَسَّر باز داں
تو دشوار اور آسان کے فرق کو سمجھ

عاقبت بنگر جمالِ این و آں
اِس اور اُس کے حُسن کے نتیجہ پر نظر رکھ

در یکے گفتہ کہ اُستادِ[2] طلب
ایک میں کہا، کسی اُستاد کی طلب کر

عاقبت بینی نیابی در حَسَب
دھن، ذاتی شرافت سے تجھے عاقبت اندیشی حاصل نہیں ہو سکتی

عاقبت دیدند ہر گوں مِلّتے
(بغیر اُستاد) جس قوم نے انجام کو معلوم کیا

لاجرم گشتند اسیرِ زَلّتے
لا محالہ لغزش میں گرفتار ہوئی

عاقبت دیدن نباشد دست باف
آخرت کو سمجھنا (اپنے) ہاتھ کا کام نہیں ہے

ورنہ کے بودے ز دِینہا اِختلاف
ورنہ مذہبوں میں اختلاف نہ ہوتا

در یکے گفتہ کہ اُستا ہم توئی
ایک میں کہا، اُستاد بھی تو ہی ہے

زانکہ اُستا را شناسا ہم توئی
اِس لئے کہ اُستاد کو پہچاننے والا تو ہی ہے

مرد باش و سُخرۂ[3] مرداں مشو
مرد بن اور لوگوں کا بیگاری نہ بن

رَو سَرِ خود گیر و سرگرداں مشو
جا، خود اپنی فکر کر اور پریشان نہ ہو

چشم بر سِرّت بدار و از خلاف
اپنی ذاتی رائے قائم کر اور خلاف سے

دُور شو تا یابی از حق ایتلاف
بھاگ، تاکہ تو اللہ کا وصال پالے

در یکے گفتہ کہ ایں جملہ یکے ست
ایک میں کہا یہ سب (کائنات) ایک (ذات) ہے

ہر کہ او دو بیند اَحول مردکے ست
جو دو سمجھے وہ کمینہ، بھینگا ہے

در یکے گفتہ کہ صد یک چوں بود
ایک میں کہا کہ سَو ایک کیسے ہو سکتے ہیں

اینکہ اندیشد مگر مجنوں بُود
جو یہ سوچے وہ شاید پاگل ہو

ہر یکے قولے ست ضدِّ یکدگر
ہر ایک قول دوسرے کی ضد ہے

چوں یکے باشد بگو زہر و شکر
بتا، زہر اور شکر ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟

[1] ذوقِ طبع۔ آسان اور مزاج کے موافق چیزیں اختیار کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے عاقبت۔ انجام کار۔ مُیَسَّر۔ آسان۔ مُعَسَّر۔ دشوار گذار عاقبت۔ یعنی آسان کام شروع میں آسان ہے لیکن انجام کے اعتبار سے دشوار ہے۔ رَیع۔ کھیتی کا محصول، پیداوار۔ تو مُعَسَّر۔ روح اور عقل جس کام کو آسان سمجھے وہ عینِ دین ہے۔ عاقبت۔ انجام بینی۔ حَسَب حا اور سین کے فتح سے، ذاتی خوبیاں، شخصی کمالات

[2] اُستاد۔ یعنی شیخِ طریقت ہرگوں۔ ہر نوع۔ لاجرم۔ ضرور۔ زَلّت۔ لغزش، خطا۔ دست باف۔ ہاتھ کا کام، آسان کام۔ اُستا۔ اُستاد کا مخفف ہے۔ یعنی تو خود اُستاد ہے کسی شیخ کی کیا ضرورت ہے اِسلئے کہ جو شیخ کو شناخت کر سکتا ہے وہ خود آخرت کو بھی سمجھ سکتا ہے۔

[3] سُخرہ۔ بیگاری۔ سرِ خود گیر اپنی فکر کر۔ سَرگرداں۔ حیران سِرّ۔ باطن، ذاتی رائے۔ اِیتلاف۔ اِتحاد، وصال ایں جملہ۔ وجود صرف واحد ہے جو تمام کائنات میں جاری اور ساری ہے۔ صد۔ یعنی کروڑوں کائنات ایک وجود کب بن سکتی ہیں۔ زہر و شکر۔ یعنی اِن باتوں میں ایسا ہی اختلاف تھا جیسے زہر اور شکر میں۔

درمعانی اِختلاف و در صُوَر | روز و شب بین خار و گُل سنگ و گُہر
معنوں اور صورتوں میں اختلاف | دن اور رات، کانٹے اور پھول، پتھر اور موتی کا سا اختلاف ہے

تا ز زہر و از شکر در نگذری | کے تو از گلزارِ وحدت بُو بَری
جب تک تو زہر اور شکر سے نہ گذرے گا | وحدت کے چمن کی خوشبو کب سونگھے گا؟

وحدت اندر وحدت ست ایں مثنوی | از سمک رَو تا سماک اے معنوی
یہ مثنوی وحدت در وحدت ہے | اے معنی کے طالب مچھلی سے سماک تک چلا جا

در بیان آنکہ اختلاف درصورتِ روش ست نہ در حقیقتِ راہ

اِس بیان میں کہ رفتار کی صورت میں اختلاف ہے نہ کہ راستہ کی حقیقت میں

زیں نمط زیں نوع دہ طومار و دو | بر نوشت آں دینِ عیسیٰؑ را عدو
اِس انداز اور اِس قسم کے بارہ لمبے خطوط | اُس حضرت عیسیٰؑ کے دین کے دشمن نے لکھے

اُو ز یک رنگی عیسیٰؑ بُو نداشت | وز مزاجِ خُمِّ عیسیٰؑ خُو نداشت
اُس کو حضرت عیسیٰؑ کی یکرنگی کی خوشبو نہ پہونچی تھی | اور نہ حضرت عیسیٰؑ کے خُم کے مزاج کی عادت رکھتا تھا

جامۂ صد رنگ ازاں خُمِّ صفا | سادہ و یک رنگ گشتے چوں ضیا
اُس صفائی کے خُم سے قسد رنگے کپڑے | نور کی طرح سادہ اور یکرنگ ہو جاتے تھے

نیست یکرنگی کزو خیزد ملال | بل مثالِ ماہی و آبِ زلال
ایسی یکرنگی نہیں جس سے طبیعت اُکتا جائے | بلکہ اِس کی مثال، مچھلی اور صاف پانی کی ہے

گرچہ در خشکی ہزاراں رنگہاست | ماہیاں را با یُبوست جنگہاست
اگرچہ خشکی میں ہزاروں رنگ ہیں | لیکن مچھلیوں کو خشکی سے بڑی مخالفت ہے

کیست ماہی چیست دریا در مَثَل | تا بداں ماند خدا عزّ و جلّ
کون ہے مچھلی کیا ہے دریا مثال دیتے ہیں | کہ اُس سے خدائے عزّ و جلّ مُشابہ ہو

صد ہزاراں بحر و ماہی در وجود | سجدہ آرد پیش آں دریائے جُود
موجودات میں سے لاکھوں دریا اور مچھلیاں | اُس بحرِ سخاوت کے سامنے سربسجود ہیں

چند بارانِ عطا باراں شدہ | تا بداں آں بحر دُر افشاں شدہ
بخشش کی بہت سی بارشیں برسیں | یہاں تک کہ اُن سے وہ سمندر موتی برسانے والا بنا

چند خورشیدِ کرم افروختہ | تا کہ ابر و بحر جُود آموختہ
کرم کے بہت سے سورج طلوع ہوئے | تب بادل اور سمندر نے سخاوت سیکھی

ل۱ درمعانی - یعنی ان خطوط کے الفاظ و معانی میں سب سے زیادہ اختلاف تھا - تا ز زہر - یعنی جب تک مختلف مظاہر سے گذر کر ذات واحد تک نہ پہونچیگا تکمیل نہ ہوگی - سمک - مچھلی - ایک فرضی عقیدہ ہے کہ ایک مچھلی ہے اُس مچھلی کی پشت پر ایک بیل ہے اُس بیل کے سینگوں پر زمین ٹکی ہوئی ہے - سماک دو ستارے ہیں جو انتہائی بلندی پر ہیں ایک کو سماکِ اعزل دوسرے کو سماکِ رامح کہتے ہیں - وحدت - یعنی اس مثنوی میں وحدت الوجود ہی کا بیان ہے جس کے ذریعہ زمین سے آسمانوں تک کی سیر کیجا سکتی ہے - نمط - روش، طرز -
ل۲ نوع - قسم - عدو - یعنی مکار وزیر - یکرنگی - ایک رنگ کا ہونا - بُو - سراغ، علامت - خُمِّ عیسیٰ - حضرت عیسیٰؑ کا مٹکا مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰؑ رنگریزی کا کام کرتے تھے رنگ کا ایک مٹکا تھا جس میں سے ہر رنگ کا کپڑا رنگ کر نکال دیتے تھے - جامۂ صد رنگ - یعنی مذہبی اختلاف، خُمِّ صفا - یعنی حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات - ضیا - نور - خیزد - پیدا شود - ملال - اُکتا جانا - آبِ زلال - صاف پانی - یعنی وہ یکرنگی ایسی نہ تھی جس سے انسان اُکتا جائے بلکہ اُس کی مثال دریا کی یکرنگی کی سی ہے جس سے مچھلی کبھی نہیں
ص۱ اُکتاتی - خشکی - کوئی زمین کالی ہے کوئی لال کہیں ریتا ہے کہیں مٹی - کیست - کون ہے - چیست - کیا ہے - ل۳ مَثَل - میم اور ثاء کے فتحہ کیساتھ مثال، مانند، مشابہ - عزّ - وہ غالب ہوا - جلّ - وہ بزرگ ہوا - باراں - بارش -

ل۴ یعنی سمندر کی دُرافشانی اُس کی عطا ہے - اَبر و بحر - ابر اور سمندر کی سخاوت اُس کی مہربانی سے ہے -

چند خورشیدِ کرم تاباں شدہ — تابداں آں ذرّہ سرگرداں شدہ
کرم کے بہت سے سورج روشن ہوئے — تب اُن سے وہ ذرّہ چکّر کاٹنے والا بنا

پرتوِ ذاتش زدہ بر ماء و طین — تا شدہ دانہ پذیرندہ زمیں[۱]
مٹّی اور پانی پر اُس کی ذات کی روشنی پڑی — تب زمین دانے کو قبول کرنیوالی بنی

خاک امین و ہرچہ در وے کاشتی — بے خیانت جنس آں برداشتی
زمین امانتدار (بنی) اور جو کچھ تو نے اُس میں بویا — بغیر کسی خیانت کے اُس کی جنس کو اُٹھایا

ایں امانت زاں عنایت یافتست — کافتابِ عدل بر وے تافتست
(زمین نے) یہ امانتداری اُسکی مہربانی سے پائی ہے — کیونکہ اُس پر انصاف کا سورج چمکا ہے

تا نشانِ حق نیاید نو بہار — خاک سبزہ را نسازد آشکار
جب تک موسمِ بہار اللہ کا حکم بن کر نہیں آتا — مٹّی سبزے کو ظاہر نہیں کرتی

آں جوادے کو جمادے را بداد — ایں خبرہا، ویں امانت ویں سداد
وہ سخی جس نے جمادات کو دئے — یہ پیغامات اور یہ امانت اور یہ راہ روی

آں جماد از لطف چوں جاں میشود[۲] — زمہریر از قہر پنہاں میشود
وہ جماد، مہربانی سے جان کی طرح ہو جاتا ہے — سخت جاڑا خوف سے چھپ جاتا ہے

آں جمادے گشت از فضلش لطیف — کُلُّ شَیْءٍ مِنْ ظَرِیفٍ هُوَ ظَرِیفٌ
وہ جمادات اُس کی مہربانی سے لطیف ہوگئی — جو چیز خوب کی طرف سے ہوتی ہے خوب ہوتی ہے

ہر جمادے را کند فضلش خبیر — عاقلاں را کردہ قہرِ او ضریر
اُس کا کرم ہر جماد کو باخبر بنا دیتا ہے — اور اُس کا قہر عقلمندوں کو اندھا کر دیتا ہے

جان و دل را طاقتِ ایں جوش نیست[۳] — باکہ گویم در جہاں یک گوش نیست
جان اور دل میں اِس جوش کی طاقت نہیں ہے — کس سے کہوں؟ دُنیا میں کوئی کان نہیں ہے

ہر کجا گوشے بُد از وے چشم گشت[۴] — ہر کجا سنگے بُد از وے یشم گشت
جہاں کہیں کان تھا اُس جوش کی وجہ سے آنکھ بنگیا — اور جہاں کہیں پتھر تھا وہ یشب بن گیا

کیمیا سازے ست چہ بُود کیمیا — معجزہ بخشے ست چہ بُود سیمیا
وہ کیمیا ساز ہے، کیمیا کیا ہوتی ہے؟ — معجزہ عنایت کرنے والا ہے، سیمیا کیا ہوتی ہے

ایں ثنا گفتن زمن ترکِ ثناست — کایں دلیلِ ہستی و ہستی خطاست
میرا یہ تعریف کرنا، تعریف نہ کرنا ہے — اسلئے کہ یہ (اپنے) وجود کی دلیل ہے اور وجود کا (احساس) غلطی ہے۔

---

[۱] دانہ پذیرندہ - پانی اور مٹّی پر اُس کا کرم ہی زمین کی صلاحیت کا سبب ہے
پرتو - روشنی - ماء - پانی
طین - مٹّی - عدل - انصاف
نشان - فرمان، حکم - سِتر
بھید، چھپی ہوئی چیز -
جواد - سخی - جماد - پتھر وغیرہ
سداد - سین کے کسرہ سے
درستی، سچائی، راستی -
[۲] آں جماد - جمادات اگرچہ بے جان ہیں لیکن عنایتِ خداوندی سے جان داروں کا سا کام کرنے لگتے ہیں - زمہریر
سخت جاڑا - ظریف
خوش طبع - فضل - کرم
مہربانی - خبیر - باخبر، آگاہ
قہر - غضب، جلال - ضریر
نابینا - [۳] ایں جوش - قدرت کے کمالات بیان کرتے ہوئے دل میں جو جوش پیدا ہوتا ہے اُس کی تاب نہیں ہے -
[۴] ہر کجا - اِس جوش سے شنیدہ، دیدہ ہو گیا -
سنگ دل بھی نور سے معمور ہو کر سنگِ یشب بنگیا - یشم - ایک قسم کا قیمتی نورانی پتھر ہے اِسی کو سنگِ یشب کہتے ہیں - کیمیا - وہ فن جس سے قلعی، تانبے وغیرہ کو چاندی، سونا بنا دیا جاتا ہے - سیمیا - وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے -

پیشِ ہستِ اُو بباید نیست بود [۱] — چیست ہستی پیشِ اُو کور و کبود
اُس کے وجود کے سامنے نیست ہو جانا چاہیئے — ہستی کیا ہوتی ہے؟ اُس کے سامنے اندھی اور سیاہ پوش ہے

گر نبودے کور ازو بگداختے — گرمیِ خورشید را بشناختے
اگر اندھی نہ ہوتی اُس سے پگھل جاتی — آفتاب کی گرمی کو پہچانتی

ور نبودے اُو کبود از تعزیت — کے فسُردے ہمچو یخ این ناحیت
اگر وہ (ہستی) تعزیت کی وجہ سے سیاہ پوش نہ ہوتی — تو اس جانب (دنیا) برف کی طرح کیوں ٹھٹھرتی

بیانِ خسارتِ وزیر دریں خدعہ و مکر
اِس مکر و فریب میں وزیر کے خسارہ اٹھانے کا بیان

ہمچو شہ نادان و غافل بُد وزیر — پنجہ میزد با قدیم و ناگزیر [۲]
وزیر، بادشاہ کی طرح نادان اور غافل تھا — جو واجب الوجود اور قدیم سے پنجہ لڑاتا تھا

ناگزیرِ جملگاں حیِّ قدیر — لایزال و لم یزل فرد و بصیر
جو سب کے لیئے ضروری ہے زندہ، قادر ہے — ہمیشہ رہیگا، اور ہمیشہ رہا، اکیلا اور تنہا ہے

باچناں قادر خدائے کز عدم — صد چو عالم ہست گرداند بدم
ایسے قادر خدا سے کہ جو عدم سے — اس عالم جیسے سو عالم ایک دم میں پیدا کر دیتا ہے

صد چو عالم در نظر پیدا کند — چونکہ چشمت را بخود بینا کند
اِس عالم جیسے سو عالم ایک نظر میں پیدا کر دے — جب تیری آنکھوں کو اپنے معاملہ میں بینا کر دے

گر جہاں پیشت بزرگ و بے تنے ست [۳] — پیشِ قدرت ذرّہ میداں کہ نیست
اگرچہ عالم تیرے نزدیک بڑا اور وسیع ہے — سمجھ لے، قدرت کے آگے ایک ذرہ بھی نہیں ہے

ایں جہاں خود حبسِ جانہائے شماست — ہیں دوید آنسو کہ صحرائے خداست
یہ عالم تمہاری جانوں کا قید خانہ ہے — خبردار! اُس جانب دوڑو جو خدا کا میدان ہے

ایں جہاں محدود و آں خود بیحد ست — نقش و صورت پیشِ آں معنیٰ سدست
یہ عالم محدود اور وہ غیر محدود ہے — نقش اور صورت اُس معنیٰ کے سامنے آڑ ہیں

صد ہزاراں نیزۂ فرعون را — در شکست آں موسیٰؑ با یک عصا
فرعون کے لاکھوں نیزے — موسیٰؑ نے ایک لاٹھی سے توڑ دیے

صد ہزاراں طبِّ جالینوس بود — پیشِ عیسیٰؑ و دمش افسوس بود
جالینوس کی لاکھوں طبیں تھیں — حضرت عیسیٰؑ اور اُن کی پھونک کے سامنے بیکار تھیں

[۱] ہستِ اُو۔ حضرتِ حق کی ذات کے سامنے ممکن ہونے کے باوجود عدم ہے، اپنے وجود کا احساس مشاہدہ کو حجاب ہے جس نے آنکھوں کو اندھا اور محرومی کی وجہ سے سیاہ پوش بنا رکھا ہے۔ خورشید۔ آفتابِ حق کا مشاہدہ فنا کر ڈالتا ہے۔ تعزیت۔ ماتم پُرسی۔ فسردن۔ ٹھٹھرنا۔ یخ۔ برف۔ ناحیت۔ طرف، کنارہ۔

[۲] ناگزیر۔ ضروری، واجب الوجود۔ جملگاں۔ جملہ کی جمع۔ حیّ۔ زندہ۔ لایزال۔ جو ہمیشہ رہیگا۔ لم یزل۔ جو ہمیشہ سے ہے۔ بصیر۔ بینا، اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ باچناں۔ وہ وزیر اُس خدا سے پنجہ کشی کر رہا تھا جو قادرِ مطلق ہے۔ ہست۔ موجود۔ بخود بینا کند۔ یعنی اللہ تعالےٰ اپنی معرفت عطا فرما دے۔

[۳] بے تن۔ وسیع و کشادہ۔ حبس۔ قید خانہ۔ ہیں۔ کلمۂ تنبیہ ہے۔ صحرا۔ جنگل مراد عالمِ بالا ہے۔ سد۔ دیوار۔ آنسو۔ یعنی عالمِ بالا۔ نقش و صورت۔ یعنی عالمِ سفلی عالمِ علوی کے لیے سدِ راہ ہے۔ جالینوس۔ یونان کا مشہور حکیم ہے جو حضرت عیسیٰؑ کا ہمعصر تھا۔ افسوس۔ بگھیل، مذاق۔

صد ہزاراں دفترِ اشعار بُود — پیشِ حرفِ اُمّیش آں عار بُود
اشعار کے لاکھوں دیوان تھے — جو اس کے اُمّی (محمدؐ) کے کلام کے سامنے موجبِ ننگ تھے

با چناں غالب خداوندے کسے — چوں نمیرد گر نباشد اُو خسے
ایسے غالب خدائے آگے کوئی — کیسے نہ مرے، اگر وہ کمینہ نہیں ہے!

بس دلِ چوں کوہ را انگیخت اُو — مُرغِ زیرک با دو پا آویخت اُو
پہاڑ جیسے بہت سے دلوں کو اس نے اکھاڑ دیا — چالاک پرندے کو دو پیروں سے ہوتے ہوئے لٹکا دیا

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ — جُز شکستہ می نگیرد فضلِ شاہ
عقل اور طبیعت کو تیز کرلینا راہ نہیں ہے — شاہ کا فضل، عاجز کے سوا کسی کی دستگیری نہیں کرتا

اے بسا گنجِ آگناں کُنجِ گاو — کاں خیالِ اندیش را شد رِیشِ گاو
اے (مخاطب) بہت سے گنج گاؤ جیسے خزانے جمع کرنے والے — عقلمندوں کے لئے سامان تمسخر بن گئے

گاو کہ بُود تا تو رِیشِ اُو شوی — خاک کہ بُود تا حشیشِ اُو شوی
بیل کیا چیز ہے؟ کہ تو اس کی ڈاڑھی بنے — خاک کیا ہے؟ کہ تو اس کی گھاس بنے

زرّ و نقرہ چیست تا مفتوں شوی — چیست صورت تا چنیں مجنوں شوی
سونا اور چاندی کیا ہے؟ کہ تو اس کا عاشق بنے — صورت کیا ہے؟ کہ تو ایسا پاگل بنے

ایں سرا و باغِ تو زندانِ تست — مُلک و مالِ تو بلائے جانِ تست
یہ محل اور باغ، تیرا قید خانہ ہے — تیرا ملک اور مال تیری جان کیلئے مصیبت ہے

آں جماعت را کہ ایزد مسخ کرد — آیتِ تصویرِ شاں را نسخ کرد
جس گروہ کو اللہ نے مسخ کیا — ان کی صورت کی پہچان کو مٹا دیا

چوں زنے از کارِ بد شُد روئے زرد — مسخ کرد اُو را خدا و زہرہ کرد
جب عورت بدکاری کی وجہ سے زرد رُو ہوئی — اس کو خدا نے مسخ کر دیا اور زہرہ بنا دیا

عورتے را زہرہ کردن مسخ بُود — آب و گِل گشتن نہ مسخ ست اے عنود
عورت کو زہرہ بنا دینا تو مسخ تھا — کیا پانی اور مٹی ہو جانا مسخ نہیں ہے، اے سرکش!

رُوح می بُردت سوئے عرشِ بریں — سوئے آب و گِل شدی در اسفلیں
روح تو تجھے عرش بریں کی طرف لیجاتی (لیکن)، — تو پانی اور مٹی کی طرف نچلے درجوں میں آ گیا

خویش را تو مسخ کردی زیں سفول — با وجودے کہ بُد آں رشکِ عقول
تو نے اپنے آپ کو اس پستی کی وجہ سے مسخ کر لیا — حالانکہ وہ جو عقول عشرہ کیلئے باعث رشک تھا

ئہ حرف یعنی کلام اللہ۔ اُمّی۔ اُم یعنی ماں کی طرف منسوب ہے، وہ بچہ جو سایۂ پدری سے محروم ہو کر صرف ماں کے زیر سایہ پلا ہو اور علومِ مُروجہ نہ حاصل کر سکا ہو، آنحضورؐ کو بھی اُمّی کہا جاتا ہے۔ چوں نمیرد۔ اپنے آپ کو فانی نہ سمجھے۔ مرغِ زیرک۔ چالاک پرندہ، مراد فلسفی ہے۔ فہم و خاطر۔ یعنی فلاسفہ اور حکماء محض عقل کے زور پر معرفت حاصل کرلیں یہ ممکن نہیں ہے، اللہ عجز و نیاز سے ہی دستگیری فرماتا ہے۔ گنج آگناں۔ خزانہ بھرنیوالے۔ گنجِ گاو۔ مشہور خزانہ جو جمشید کے زمانہ کا تھا، بہرام کے زمانہ میں ایک کاشتکار کے ہاتھ آیا تھا، اس میں گائے بیل کے طلائی بُت بھی تھے اس لئے اس کا نام گنجِ گاو پڑ گیا تھا۔ خیال اندیش۔ فلسفی۔

ئہ ریشِ گاو۔ بیل کی ڈاڑھی، اس سے احمق، بیوقوف مراد ہوتا ہے۔ حشیش۔ گھاس۔ مفتون۔ فریفتہ۔ مجنون۔ دیوانہ، عاشق۔ سرا و باغ۔ دنیاوی چیزیں، راہِ طریقت کی رکاوٹیں ہیں۔ کارِ بد۔ بُرا کام، زنا۔ زہرہ۔ ایک تارے کا نام ہے، عوام میں مشہور ہے کہ زہرہ ایک عورت تھی ہاروت و ماروت دو فرشتوں نے اس سے زنا کر لیا، اس سزا میں وہ دونوں فرشتے چاہِ بابل میں اُلٹے لٹکے ہیں

زہرہ کے لئے اور ہر دو عورت سے کہ ان دونوں سے جو اسم اعظم سیکھا تھا اس کے ذریعہ آسمان پر چلی گئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو مسخ کر کے زہرہ ستارہ بنا دیا اس سارے قصے کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے بعض افسانہ ہے

× شکستن۔ عاجز۔ عنود۔ سرکش۔ اسفلین۔ اسفل کی جمع ہے بمعنی نچلا۔ عقول عشرہ۔

پس بتر[1] زیں مسخ کردن چوں بُود
اِس سے بدتر مسخ کرنا کیا ہوگا؟

پیشِ آں مسخ ایں بغایت دُوں بُود
بلکہ اُس مسخ کے بالمقابل یہ مسخ گرا ہوا ہے

اسپِ ہمّت سوئے اختر تاختی
تو نے ہمّت کا گھوڑا ستاروں کی طرف دوڑایا

آدمِ مسجود را نشناختی
لیکن مسجود، آدمؑ کو تو نہ پہچانا

آخر آدمؑ زادۂ اے ناخلف
اے ناخلف! آخر تو آدمؑ کی اولاد ہے

چند پنداری تو پستی را شرف
ذِلّت کو شرافت کب تک سمجھیگا؟

چند گوئی مَن بگیرم عالمے
کب تک کہیگا؟ میں تمام دنیا کو فتح کردوں گا

ایں جہاں را پُر کُنم از خود ہمے
اور اُس دنیا کو اپنے سے بھر دوں گا

گر جہاں پُر برف گردد سر بسر
اگر پوری دنیا بالکل برف سے بھر جائے

تابِ خور بگدازدش از یک نظر
سورج کی گرمی ایک نظر میں اسکو پگھلا دے

وزرِ[2] اُو و زرِ چوں اُو صد ہزار
اُس (وزیر) کے بوجھ اور اُس جیسے لاکھوں کے بوجھ کو

نیست گرداند خدا از یک شرار
خدا ایک چنگاری سے نیست و نابود کردے

عینِ آں تخییل را حکمت کُند
یعنی اُن خیالات کو دانائی بنا دے

عینِ آں زہراب را شربت کُند
اور اُس زہریلے پانی کو شربت بنادے

در خرابی گنجہا پنہاں کند
ویرانہ میں خزانوں کو محفوظ رکھتا ہے

خار را گل جسمہا را جاں کند
کانٹے کو پھول اور جسموں کو جان بنادیتا ہے

آں گماں انگیز را سازد یقیں
وہ گمان پیدا کرنیوالی بات کو یقین بنادیتا ہے

مہر ہا رویاند از اسبابِ کیں
اور کینہ کے اسباب سے، محبتیں اگادیتا ہے

پرورد در آتش ابراہیمؑ را
حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں پالدیتا ہے

ایمنیِ روح سازد بیم را
اور خوف کو روح کے اطمینان کا ذریعہ بنادیتا ہے

از سبب[3] سازیش من سودائیم
اُس کی علت آفرینی سے میں دیوانہ ہوں

در سبب سوزیش سوفسطائیم
اور اُس کی سبب سوزی سے میں سوفسطائی ہوں

در سبب سازیش سرگرداں شدم
اُس کی سبب سازی سے میں سرگرداں ہوں

در سبب سوزیش ہم حیراں شدم
اُس کی سبب سوزی سے بھی میں حیران ہوں

مکر کردنِ وزیر و در خلوت نشستن و شور افگندن در قوم

وزیر کا مکر کرنا اور تنہائی میں بیٹھنا اور قوم میں شورش پیدا کر دینا

[1] بتر۔ بدتر۔ آں مسخ۔ صورتی مسخ۔ ایں مسخ۔ معنوی مسخ۔ دُوں۔ کم رتبہ، خراب۔ اختر۔ ستارہ۔ مسجود جس کو سجدہ کیا جائے۔ آدم زادہ۔ زادۂ آدم۔ خلف۔ نیک فرزند۔ ناخلف۔ بد فرزند۔ شرف۔ بزرگی، بلندی تاب۔ تپش۔ خور۔ سورج

[2] وِزر۔ بوجھ، گناہ۔ نیست۔ معدوم یعنی خدا کی بخشش سے ناامید نہ ہونا چاہئے۔ تخییل۔ خیالی بات، وہمی علوم حکمت۔ دانائی کی بات۔ زہرآب۔ زہریلا پانی۔ خراب۔ ویرانہ۔ در آتش حضرت ابراہیمؑ کو نمرود نے آگ میں ڈلوایا لیکن وہ آگ باغ بنگئی۔

[3] سبب سازی۔ سبب بنانا، علّت و معلول کا سلسلہ قائم کرنا یعنی ایک وجود کو کسی دوسرے وجود پر موقوف رکھنا۔ سبب سوزی۔ بلا علت کوئی کام کرنا۔ سوفسطائی۔ حکمار کا ایک گروہ ہے جو کسی حقیقت کو موجود نہیں مانتا، ہر شے کے وجود کو وہمی اور خیالی مانتا ہے۔

چوں وزیرِ ماکرِ[1] بد اِعتقاد
جب مکّار، بد اِعتقاد وزیر نے

دینِ عیسیٰؑ را بدل کرد از فساد
حضرتِ عیسیٰؑ کے دین کو فساد ڈالنے کے لئے بدل ڈالا

مکرِ دیگر آں وزیر از خود بہ بست
دوسرا مکر اُس وزیر نے اختیار کیا

وعظ را بگذاشت در خلوت نشست
وعظ کہنا چھوڑا، تنہائی میں بیٹھ گیا

در مُریداں درفگند از شوق سوز
مُریدوں میں شوق کی سوزش ڈالدی

بود در خُلوت چہل پنجاہ روز
چالیس، پچاس روز تک تنہائی میں رہا

خلق دیوانہ شدند از شوقِ اُو
اُس کے شوق سے لوگ دیوانے ہو گئے

از فراقِ حال و قال و ذوقِ اُو
حال اور گفتگو اور اُس کے ذوق کی جدائی سے

لابہ وزاری ہمی کردند و اُو
لوگ خوشامد اور عاجزی کرتے تھے اور وہ

از ریاضت گشتہ در خلوت دو تو
مجاہدہ کی وجہ سے تنہائی میں کبڑا ہو گیا تھا

گفتہ ایشاں بے تو مارا نیست نور
انہوں نے کہا تیرے بغیر ہمارے لئے روشنی نہیں ہے

بے عصاکش چوں بود احوالِ کور[2]
لاٹھی پکڑنیوالے کے بغیر نابینا کا حال کیا ہوگا؟

از سرِ اِکرام و از بہرِ خدا
ازراہِ مہربانی اور خدا کے لئے

بیش ازیں از خود مکُن مارا جدا
اِس سے زیادہ ہم کو اپنے سے جدا نہ کر

ما چو طفلانیم و مارا دایہ تو
ہم بچوں کی طرح ہیں اور تو ہماری دایہ ہے

بر سرِ ما گستراں آں سایہ تو
وہی سایہ تو ہمارے اوپر ڈالدے

گفت جانم از محبّاں دور نیست
اُس نے کہا میری جان دوستوں سے دور نہیں ہے

لیک بیروں آمدن دستور[3] نیست
لیکن باہر آنے کا میرے لئے حکم نہیں ہے

آں امیراں در شفاعت آمدند
وہ امیر سفارش کے لئے آئے

واں مُریداں در ضراعت آمدند
اور وہ مُرید عاجزی کرنے لگے

کاینچہ بدبختی ست مارا اے کریم
کہ اے بزرگ! یہ ہماری کیسی بدبختی ہے

از دل و دیں ماندہ ما بے تو یتیم
ہم دل اور دین سے تیرے بغیر محروم رہ گئے

تو بہانہ می کنی و ما زِ درد
تو تو بہانہ کر رہا ہے اور ہم درد سے

میزنیم از سوزِ دل دمہائے سرد
دل کی جلن سے ٹھنڈی آہیں بھر رہے ہیں

ما بگفتارِ خوشت خو کردہ ایم
ہمیں تیری میٹھی باتوں کی عادت ہو گئی ہے

ما ز شیرِ حکمتِ تو خوردہ ایم
ہم نے تیری دانائی کا دودھ پیا ہے

---

[1] ماکِر۔ مکر کرنیوالا۔ حال حالتِ مستی۔ قال۔ گفتگو ذوق۔ وِجدان، روحانی احساس۔ لابہ۔ خوشامد زاری۔ عاجزی۔ دُوتو۔ کُبڑا، ممنحنی، دوہرا۔ عصاکش۔ یعنی اندھے کی لاٹھی پکڑ کر چلنے والا۔

[2] کور۔ نابینا۔ دایہ۔ دودھ پلانیوالی عورت، انّا۔

[3] دستور۔ حکم، اجازت، طریقہ۔ امیراں۔ بارہ سردار۔ ضراعت۔ عاجزی، خوشامد کریم۔ بزرگ۔ یتیم۔ بے باپ کا بچہ۔ محروم۔ دمہائے سرد۔ ٹھنڈے سانس۔ خو۔ عادت۔ شیر۔ دودھ حکمت۔ دانائی۔ خوردہ نوشیدہ۔

اللہ اللہ ایں جفا با ما مکن
خدا کے لئے یہ ظلم ہم پر نہ کر
لُطف کُن امروز را فردا مکن
مہربانی کر، اور آج کو کل پر نہ ٹال

می دہد دل مر ترا کیں[1] بیدلاں
کیا تیرا دل اسکی اجازت دیتا ہے کہ یہ بیدل
بے تو گردند آخر از بے حاصلاں
تیرے بغیر محروموں میں شامل ہو جائیں؟

جُملہ در خشکی چو ماہی می طپند
سب ایسے تڑپ رہے ہیں جیسے مچھلی خشکی میں
آب را بکشا ز جُو بردار بند
پانی کھول دے اور نہر سے بند اٹھا دے

ایکہ چون تو در زمانہ نیست کس
اے وہ کہ دنیا میں تجھ جیسا کوئی نہیں ہے!
اللہ اللہ خلق را فریاد رس
خدا کے لئے لوگوں کی فریاد سن لے

دفع کردن وزیر مُریدان و اتباع خود را
وزیر کا اپنے مُریدوں اور متبعین کو دفع کرنا

گفت ہاں اے سُخرگان گفتگو
اُس نے کہا، خبردار! اے گفتگو کے پابندو!
وعظ و گفتار و زبان و گوش جُو
وعظ اور کان، گفتار اور زبان کے تلاش کرنیوالو

پنبہ اندر گوشِ حسِ دوں کنید
حسی کان کے اندر روئی ٹھونس لو
بندِ حس از چشم خود بیروں کنید
اپنی آنکھ سے ظاہری رکاوٹ دور کرو

پنبہ آں گوشِ سر گوشِ سر ست
باطنی کان کی روئی، سر کا کان ہے
تا نگردد ایں کر آں باطن کر ست
جب تک یہ بہرا نہ ہو باطن بہرا ہے

بے حس و بے گوش و بے فکرت شوید
بے حس اور بغیر کان کے اور بے فکر ہو جاؤ
تا خطابِ اِرجِعی[2] را بشنوید
تا کہ اِرجِعی کے خطاب کو سُنو

تا بگفت و گوئے بیداری دری
جب تک تو بیداری کی گفتگو میں ہے
تو ز گفتِ خواب کے بوئے بری
تو خواب کی گفتگو سے کب خوشبو حاصل کر سکتا ہے؛

سیرِ بیرونی ست فعل و قول ما
ہمارا فعل اور قول بیرونی سیر ہے
سیرِ باطن ہست بالائے سما
باطنی سیر آسمانوں پر ہے

حِس خُشکی دید کز خُشکی بزاد
حس نے خشکی دیکھی ہے چونکہ وہ خشکی سے پیدا ہوئی
مُوسیِ جان پائے بر دریا نہاد
جان کے موسیٰ نے دریا پر قدم دھر دیا

سیرِ جسمِ خُشک بر خُشکی فتاد
خُشک جسم کی سیر خشکی پر ہوتی ہے
سیرِ جان پا در دلِ دریا نہاد
جان کی سیر نے دریا کے دل پر پیر دھر دیا ہے

---

[1] وا دادن - آمادہ کرنا۔ بیدل - عاشق - بے حاصل محروم - طپیدن - تپیدن، تڑپنا، جلنا - ہاں - کلمہ تنبیہ ہے - سُخرگان - سُخرہ کی جمع ہے، تابع - پنبہ - روئی - گوشِ حس - ظاہری کان - دون - کمینہ، چشم - یعنی قلبی بینائی - گوشِ سر باطنی کان - گوشِ سر - ظاہری کان، یعنی جب تک ظاہری کان کھلے ہوئے ہیں، باطنی کان کام نہیں کرتے ہیں۔

[2] اِرجِعی - تو لوٹ آ، قرآنِ پاک میں فرمایا گیا ہے، یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً یعنی اے مطمئن جان اپنے پروردگار کی طرف خود خوش ہوتی اور اُسکو خوش کرتی لوٹ جا۔ حس یعنی حسِ ظاہری، چونکہ مٹی سے بنا ہے لہٰذا اُس کی سیرگاہ یہی عالمِ آب و گل ہے۔ روح - ملاءِ اعلیٰ کی چیز ہے، اُسکی سیر بھی ملاءِ اعلیٰ میں ہوتی ہے، حضرت موسیٰ پیدائش کے بعد دریائے نیل میں بہا دیئے گئے تھے۔ دریا - یعنی عالمِ آخرت۔

چونکہ عمر اندر رہِ خشکی گذشت
چونکہ عمر خشکی کے راستہ میں کٹتی ہے
گاہ کوہ و گاہ صحرا، گاہ دشت
کبھی پہاڑ، کبھی جنگل، اور کبھی میدان میں

آبِ حیواں را کجا خواہی تو یافت
تو آبِ حیات کو کب پا سکیگا؟
موجِ دریا را کجا خواہی شگافت
دریا کی موج کو کب چیر سکیگا؟

موجِ خاکی فہم و وہم و فکرِ ماست
خاکی موج، ہماری سمجھ، ہمارا وہم اور ہماری سوچ ہے
موجِ آبی محو[۱] و سکرست[۲] و فناست
آبی موج محویت اور سُکر اور فنا ہے

تا دریں سکری ازاں سکری تو دور
جب تک تو اس سُکر میں ہے اُس سُکر سے دور ہے
تا ازیں مستی ازاں جامے نفور
جب تک تو اس سے مست ہے اُس جام سے نفرت کرنے والا ہے

گفتگوئے ظاہر آمد چوں غبار
ظاہری گفتگو، غبار کی مانند ہے
مدّتے خاموش خو کن ہوشدار
کچھ مدت چپ رہنے کی عادت ڈال ہوش میں آ

مکرّر عرض کردن مُریداں کہ خلوت را بشکن
مُریدوں کا مکرّر عرض کرنا کہ خلوت کو چھوڑیئے

جملہ گفتند اے حکیمِ رخنہ جو
سب نے کہا، اے حکیم، خلل انداز
ایں فریب و ایں جفا با ما مگو
یہ فریب اور یہ ظلم، ہمیں نہ سنا

ما اسیرانیم تا کے ایں فریب
ہم قیدی ہیں، یہ فریب کب تک؟
بیدل و جانیم تا کے ایں عتیب[۳]
ہم بے دل اور بے جان ہیں، یہ غصہ کب تک؟

چوں پذیرفتی تو ما را ز ابتدا
تو نے جب ہمیں ابتداء سے قبول کرلیا ہے
مرحمت کن ہمچنیں تا انتہا
اِسی طرح آخر تک ہم پر رحم کر

ضعف و عجز و فقرِ ما دانستہ
تو نے ہماری کمزوری، عاجزی اور احتیاج جان لی ہے
دردِ ما را ہم دوا دانستہ
ہمارے درد کی دوا بھی تو نے جان لی ہے

چار پا را قدرِ طاقت بار نہ
چوپائے پر، طاقت کے مطابق بوجھ لاد
بر ضعیفاں قدرِ قوّت کار نہ
کمزوروں پر بقدرِ قوّت کام ڈال

دانۂ ہر مُرغ اندازہ ویست
ہر پرندہ کا دانہ اُس کے اندازے کے مطابق ہے
طُعمۂ ہر مُرغ انجیرے کےست
ہر پرندہ کی خوراک انجیر کب ہے؟

طفل را گر ناں دہی بر جائے شیر
تو اگر بچے کو دودھ کی بجائے روٹی دے
طفلِ مسکیں را ازاں ناں مردہ گیر
مسکین بچہ کو اُس روٹی سے مردہ سمجھ

---

۱ محو۔ مٹا دینا، تصوّف کی اصطلاح میں فنافی الذات کو کہتے ہیں جس کے مقابل اثبات ہے۔ سُکر۔ مستی؛ تصوّف میں وہ کیفیت مراد ہے، جس میں انوارِ غیبی کے غلبہ سے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیاز ختم ہو جاتا ہے اس کے بالمقابل کیفیتِ صحو ہے۔

۲ سُکر۔ یعنی انوارِ غیبی کے غلبہ کی کیفیت۔ جام۔ یعنی جامِ معرفت۔ نفور۔ متنفّر۔ غبار۔ یعنی حجابِ قلب، حدیث شریف میں ہے، کثرتِ کلام دل میں قساوت پیدا کرتا ہے۔ رخنہ جو۔ جونکہ ہماری تباہی کو پسند کر رہا ہے۔ اسیر۔ محبت کا قیدی۔

۳ عتیب۔ عتاب کا اِمالہ ہے۔ غصہ، ناراضی۔ چوں۔ وضعداری یہی ہے کہ جب ہمیں خادم بنایا ہے تو خادم بنائے رکھ۔ دانستہ۔ یعنی تجھے معلوم ہے کہ ہماری دوا تیرا قرب ہے۔ چار پا۔ یعنی ہمارے ساتھ اب وہ برتاؤ نہ کر جو ہمارے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔ دانہ۔ ہر پرندہ کا دانہ اُسکی حیثیت کے مطابق ہے۔

چونکہ دندانہا برآرد بعد ازاں
جب وہ دانت نکال لے گا
خود بخود گردد دلش جویائے ناں
تو اُس کا دل خود بخود روٹی تلاش کریگا

مُرغِ پَرنارُستہ چوں پرّاں شود
جس پرندے کے پُر نہ نکلے ہوں جب وہ اڑے گا
لُقمۂ ہر گربۂ درّاں شود
ہر درندہ بلّی کا لقمہ بنجائے گا

چوں برآرد پر بپرد اُو بخود
جب پر نکال لیگا وہ خود بخود اُڑ لیگا
بے تکلّف بے صفیرِ نیک و بد
اچھی، بُری سیٹی کے بغیر، بلا تکلّف

دیو را نُطقِ تو خامُش می کند
تیری گفتگو، شیطان کو چپ کر دیتی ہے
گوشِ مارا گفتِ تو ہُش می کند
تیری گفتگو ہمارے کان کو ہوشمند کر دیتی ہے

گوشِ ما ہوش ست چوں گویا توئی
جب تو گویا ہوتا ہے ہمارے کان (ہمہ تن) ہوش ہوتے ہیں
خشکِ ما بحرست چوں دریا توئی
چونکہ تو دریا ہے، ہمارا خُشک بھی سمندر ہے

با تو مارا خاک بہتر از فلک
تیرے ساتھ، ہمارے لئے زمین آسمان سے بہتر ہے
اے سماکؔ از تو منوّر تا سمک
اے وہ ذات کہ تجھ جیسے سماک سے سمک تک روشن ہے

بے تو مارا بر فلک تاریکی ست
تیرے بغیر ہمارے لئے آسمان پر اندھیرا ہے
با تو اے ماہ ایں زمیں تاری کے ست
اے چاند! تیرے ہوتے ہوتے، یہ زمین کب اندھیری ہے؟

با مہِ روئے تو شب تاری کے ست
تیرے چہرہ کے چاند کے ہوتے ہوئے رات کب تاریک ہے؟
روز را بے نورِ تو تاریکی ست
دن، تیرے نور کے بغیر تاریک ہے

با تو بر خاک از فلک بُردیم دست
تیرے ذریعہ زمین پر رہتے ہوئے ہم آسمان پر سبقت لیگئے
بر سما ما بے تو چوں خاکیم پست
تیرے بغیر ہم آسمان پر بھی، زمین کی طرح پست ہیں

صورتِ رفعت بود افلاک را
آسمانوں کو ظاہری بلندی حاصل ہے
معنیِ رفعت روانِ پاک را
پاک روح کو معنوی بلندی حاصل ہے

صورتِ رفعت برائے جسمہا ست
جسموں کی، ظاہری بلندی ہے
جسمہا در پیشِ معنی اسمہا ست
جسم، معنیٰ کے سامنے (محض) نام ہیں

اللہ اللہ یک نظر بر ما فگن
اللہ، ہم پر ایک نظر ڈالدے
لَا تُقَنِّطْنَا فَقَدْ طَالَ الْحَزَنْ
ہمیں مایوس نہ کر، غم دراز ہوگیا ہے

جواب گفتنِ وزیر کہ خلوت را نمی شکنم

وزیر کا جواب دینا کہ میں تنہائی نہ چھوڑوں گا

سلہ مرغ - تو ہمارے لئے بمنزلہ پروں کے ہے، تیرے بغیر ہماری ہلاکت ہے - دیو - شیطان - نطق - گویائی - ہُش - ہوش کا مخفف ہے یعنی ہمارا شیطان سے بچاؤ اور ہمارا ہوش تیری صحبت اور گفتگو پر موقوف ہے۔
سلہ سماک - ستارہ کا نام ہے - سمک - مچھلی - تاریکی - اندھیرا - تاری - اندھیرا - بُردیم دست - دست بُردن - غالب آنا، سبقت لیجانا - سما - آسمان - صورتِ رفعت ظاہری بلندی - معنیِ رفعت حقیقی بلندی -

گفت حُجّتہائے خود کوتہ کُنید ‌ ‌ ‌ ‌ پندؔ[1] را در جان و در دل رہ کُنید
اس نے کہا اپنی حُجّتوں کو مختصر کرو ‌ ‌ ‌ ‌ جان اور دل میں نصیحت کو راستہ دو

گر امینم مُتّہم نبوُد امیں ‌ ‌ ‌ ‌ گر بگویم آسماں را من زمیں
اگر میں امانتدار ہوں، تو امین متّہم نہیں ہوتا ہے ‌ ‌ ‌ ‌ خواہ میں آسمان کو زمین کہوں

گر کمالم با کمال انکار چیست ‌ ‌ ‌ ‌ ور نیم ایں زحمت و آزار چیست
اگر میں کامل ہوں، تو کمال کے ہوتے ہوئے انکار کیا ہے؟ ‌ ‌ ‌ ‌ اور اگر نہیں ہوں تو یہ زحمت اور تکلیف کیوں ہے؟

من نخواہم شد ازیں خلوت بروں ‌ ‌ ‌ ‌ زانکہ مشغولم باحوالِ دروں
میں خلوت سے باہر نہ نکلوں گا ‌ ‌ ‌ ‌ اِس لئے کہ میں باطنی احوال میں مشغول ہوں

لابہ کردنِ مُریداں در خلوتِ وزیر بارِ دگر

وزیر کی خلوت کے متعلق مریدوں کا دوبارہ خوشامد کرنا

جُملہ گفتند اے وزیر انکار نیست ‌ ‌ ‌ ‌ گفتِ ما چوں گفتۂ اَغیار نیست
سب نے کہا اے وزیر! انکار نہیں ہے ‌ ‌ ‌ ‌ ہماری بات غیروں کی سی بات نہیں ہے

اشکِ دیدہ است از فراقِ تو دواں ‌ ‌ ‌ ‌ آہ آہ ست از میانِ جاں رواں
تیری جدائی سے آنکھوں کے آنسو بہ رہے ہیں ‌ ‌ ‌ ‌ جان سے آہ آہ نکل رہی ہے

طفلؔ[2] با دایہ نہ استیزد و لیک ‌ ‌ ‌ ‌ گِرِیَد او گرچہ نہ بد داند نہ نیک
بچہ دایہ سے نہیں لڑتا لیکن ‌ ‌ ‌ ‌ وہ روتا ہے اگرچہ اچھا بُرا نہیں جانتا ہے

ما چو چنگیم و تو زخمہ میزنی ‌ ‌ ‌ ‌ زاری از ما نے تو زاری میکنی
ہم سارنگی کی طرح ہیں اور تو مضراب مارتا ہے ‌ ‌ ‌ ‌ رونا ہمارا نہیں ہے تو روتا ہے

ما چو نائیم و نوا در ما ز تُست ‌ ‌ ‌ ‌ ما چو کوہیم و صدا در ما ز تُست
ہم بانسری کی طرح ہیں اور ہم میں آواز تجھ سے ہے ‌ ‌ ‌ ‌ ہم پہاڑ کی طرح ہیں اور ہم میں گونج تجھ سے ہے

ما چو شطرنجیم اندر بُرد و مات ‌ ‌ ‌ ‌ بُرد و مات ما ز تُست اے خوش صِفات
ہار جیت میں ہم شطرنج کی طرح ہیں ‌ ‌ ‌ ‌ اے خوش صفات! ہماری ہار جیت تیری طرف سے ہے

ما کہ باشیم اے تو ما را جانِ جاں ‌ ‌ ‌ ‌ تاکہ ما باشیم با تو در میاں
اے وہ کہ تو ہماری جان کی جان ہے ہم کیا ہوتے ہیں؟ ‌ ‌ ‌ ‌ تیرے ہوتے ہوئے، درمیان میں ہم کون ہوتے ہیں؟

ما عدمہائیم و ہستی ہائے ما ‌ ‌ ‌ ‌ تو وجودِ مُطلقِ فانی نما
ہم اور ہماری ہستیاں معدوم ہیں ‌ ‌ ‌ ‌ تو فانی نما، وجودِ مُطلق ہے

[1] پندرا۔ یعنی نصیحت کو دل و جان سے قبول کرلو۔ متّہم۔ تہمت زدہ۔ گفت گفتگو گفتہ۔ کہا ہوا۔ اغیار غیر کی جمع یعنی ہماری یہ باتیں اپنوں کی باتیں ہیں جو آپ کے کمال کے انکار کی وجہ سے نہیں ہیں۔ اشک۔ اگر کمال کا انکار ہوتا تو ہماری یہ حالت کیوں ہوتی۔

[2] طفل۔ یعنی بچہ اپنی اندرونی تکلیف سے روتا ہے ماں کو ستانا مقصود نہیں ہوتا اس لئے ہم جو کچھ کر رہے ہیں اس سے مقصد آپ کو ستانا نہیں ہے۔ ما چو چنگیم۔ یہاں سے مولانا کا اپنا بیان شروع ہوگیا ہے، اس کا تعلق وزیر کے مریدوں سے نہیں ہے۔ نائے۔ بانسری۔ نوا۔ آواز۔ صدا۔ گونج، آوازِ بازگشت۔

[3] شطرنج۔ مشہور کھیل ہے۔ بُرد و مات۔ ہار جیت۔ ماکہ باشیم۔ تیرے وجود کے بالمقابل ہمارا وجود معدوم ہے۔ فانی نما۔ یعنی ممکن کا وجود حقیقت میں کچھ نہیں، صرف نظر آتا ہے لہٰذا وہ ہستی نما عدم ہے اور واجب کا وجود حقیقی ہے جو نظر نہیں آتا لہٰذا وہ وجودِ مطلق فانی نما ہے۔

ما ہمہ شیراں ولے شیرِ علَم
ہم سب شیر ہیں لیکن جھنڈے کے شیر
حملہ شاں از باد باشد دمبدم
جس کا مسلسل حملہ ہوا کی وجہ سے ہوتا ہے

حملہ شاں پیدا و ناپیداست باد
اُن کا حملہ نظروں میں ظاہر ہے اور ہوا نظر سے غائب ہے
آنکہ ناپیداست ہرگز گم مباد
وہ ذات جو کہ نظروں سے غائب ہے کبھی زوال سے گم نہ ہو

بادِ ما و بودِ ما از دادِ تُست
ہماری ہوا اور ہمارا وجود تیری عطا ہے
ہستیِ ما جملہ از ایجادِ تُست
ہم سب کی ہستی تیری ایجاد سے ہے

لذّتِ ہستی نمودی نیست را
تو نے معدوم کو وجود کی لذت چکھائی
عاشقِ خود کردہ بودی نیست را
تو نے معدوم کو اپنا عاشق بنا لیا تھا

لذّتِ انعامِ خود را وامگیر
اپنے انعام کی لذت کو واپس نہ لے
نقل و خمر و جامِ خود را وامگیر
شراب کے نقل اور اپنے جام کو واپس نہ لے

ور بگیری کیست جُست و جُو کُند
اور اگر تو لے کون ہے جو جستجو کر سکے؟
نقش با نقّاش چوں نیرو کُند
نقش، نقاش کے ساتھ کیا زور آزمائی کرے؟

منگر اندر ما مکن در ما نظر
ہمیں نہ دیکھ، ہم پر نظر نہ کر
اندر اکرام و سخائے خود نگر
اپنے اکرام اور سخاوت کو دیکھ

ما نبودیم و تقاضا ماں نبود
نہ ہم تھے نہ ہمارا تقاضا تھا
لُطفِ تو ناگفتۂ ما می شُنود
تیری مہربانی ہماری اَن کہی سنتی تھی

نقش باشد پیشِ نقّاش و قلم
نقش، نقاش اور قلم کے سامنے ہوتا ہے
عاجز و بستہ چو کودک در شکم
عاجز اور مجبور جس طرح بچہ پیٹ میں

پیشِ قدرت خُلق جملہ بارگہ
قدرت کے سامنے، عالَم کی تمام مخلوقات
عاجزاں چوں پیشِ سوزن کارگہ
عاجز ہیں، جس طرح سوئی کے سامنے کڑھائی کا کپڑا

گاہ نقشِ دیو و گہ آدم کُند
کبھی شیطان کا، کبھی آدم کا نقش بناتا ہے
گاہ نقشِ شادی و گہ غم کُند
کبھی خوشی کا اور کبھی غم کا نقش کھینچتا ہے

دست نے تا دست جنباند بدفع
کوئی ہاتھ نہیں، جو روکنے کو ہاتھ ہلائے
نُطق نے تا دم زند از ضر و نفع
گویائی نہیں، جو نفع اور نقصان پر دم مارے

تو ز قرآں باز خواں تفسیرِ بیت
تو قرآن سے (راز)، شعر کی تفسیر پڑھ لے
گفت ایزد ما رمیتَ اِذ رمیت
اللہ نے فرمایا تو نے نہیں پھینکا جب تو نے پھینکا

لہ حملہ شاں۔ جھنڈا ہوا سے ہلتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیر حملہ آور ہے۔ لذتِ ہستی۔ ہم معدوم تھے تو نے وجود کا مزا چکھایا ازل میں ہم سے عہدِ الست لے کر ہم کو شیدا بنا دیا۔ وا۔ باز، واپس۔ نقل۔ وہ میوہ یا نمکین وغیرہ جو شراب کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ نقش۔ ممکنات واجب کا نقش و نگار ہیں۔ ما نبودیم۔ ہمارا وجود بھی نعمت ہے جو بلا مانگے ملی اور ہمیں اشرف المخلوقات بنایا۔ عاجز و بستہ۔ اگر خدا اپنی نعمتیں ہم سے چھین لے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ بارگہ۔ عالَم، دنیا۔ سوزن۔ سوئی۔ کارگہ۔ وہ کپڑا جس پر نقاش بیل بوٹے کاڑھتا ہے۔ دست۔ ہاتھ، طاقت۔ دفع۔ روکنا، دھکیلنا۔ نطق۔ قوتِ گویائی۔ ضر۔ نقصان۔ بیت۔ یعنی ان اشعار کی تفسیر۔ ما رمیت۔ غزوۂ بدر میں آنحضورؐ نے ایک مٹھی کنکریاں کفار کی طرف پھینکیں جس سے وہ بدحواس ہو کر شکست کھا گئے۔

گر بپرانیم تیر آں کے زماست
اگر ہم تیر چلائیں تو وہ ہماری وجہ سے کب ہے؟

ما کمان و تیر اندازش خداست
ہم تو کمان ہیں مگر تیر چلانیوالا خدا ہے

ایں نہ جبر ایں معنیِ جبّاری ست
یہ جبر نہیں ہے، یہ جبّاری کے معنیٰ ہیں

ذکرِ جبّاری برائے زاری ست
جبّاری کا ذکر (انسان کا) عجز ظاہر کرنے کیلئے ہے

زاریِ ما شد دلیلِ اضطرار
ہمارا عجز، اضطرار کی دلیل ہے

خجلتِ ما شد دلیلِ اختیار
ہماری شرمندگی، اختیار کی دلیل ہے

گر نبودے اختیار ایں شرم چیست؟
اگر اختیار نہ ہوتا تو یہ شرم کیا ہے؟

ویں دریغ و خجلت و آزرم چیست؟
اور یہ افسوس اور شرمندگی اور صلح جوئی کیا ہے؟

زجرِ استاداں بشاگرداں چراست؟
استادوں کی جھڑکی، شاگردوں کو کیوں ہے؟

خاطر از تدبیرہا گرداں چراست؟
تدبیروں میں طبیعتیں سرگرداں کیوں ہیں؟

ور تو گوئی غافل ست از جبرِ اُو
اگر تو کہے، وہ جبر سے غافل ہے

ماہِ حق پنہاں کند در ابرِ اُو
اللہ کا چاند اُس کو اپنے ابر میں چھپا دیتا ہے

ہست ایں را خوش جواب ار بشنوی
اگر تو سُنے تو اس کا (بھی) اچھا جواب ہے

بگذری از کفر و بر دیں بگروی
تو کفر سے بچ جائیگا اور دین پر مائل ہو جائیگا

حسرت و زاری کہ در بیماری ست
حسرت اور عاجزی جو بیماری میں ہے

وقتِ بیماری ہمہ بیداری ست
بیماری کا وقت پوری بیداری ہے

آں زماں کہ میشوی بیمار تو
جس وقت تو بیمار ہوتا ہے

میکُنی از جُرم استغفار تو
تو گناہ سے توبہ کرتا ہے

می نماید بر تو زشتیِ گنہ
تیرے اوپر گناہ کی برائی کھل جاتی ہے

میکُنی نیت کہ باز آیم برہ
تو ارادہ کرتا ہے کہ راہِ راست پر لوٹ آؤں گا

عہد و پیماں میکُنی کہ بعد ازیں
تو عہد اور پیماں کرتا ہے کہ اس کے بعد

جُز کہ طاعت نبودم کارِ گُزیں
عبادت کے علاوہ کوئی کام نہ کروں گا

پس یقیں گشت آنکہ بیماری ترا
لہٰذا یقین ہو گیا کہ تیری بیماری

می بہ بخشد ہوش و بیداری ترا
تجھے ہوش اور بیداری بخشتی ہے

پس بداں ایں اصل را اے اصل جو
اے راز کے طالب! اس حقیقت کو سمجھ لے

ہر کرا درد است اُو بُردست بُو
جس میں درد ہے اُس کو پتہ مل گیا ہے

۱؎ ما کمان۔ ہم محض ایک آلہ ہیں اصل فاعل خدا کی ذات ہے۔ جبر۔ زبردستی، فرقہ جبریہ کا عقیدہ ہے کہ انسان اپنے افعال میں مجبورِ محض ہے، اُسے بالکل اختیار نہیں ہے، اہلِ سنت کے نزدیک انسان کو اختیار ہے لیکن یہ اختیار خدا کے اختیار کے تابع ہے۔ جبّاری۔ زبردستی دباؤ۔ زاری۔ ضعف، ناتوانی۔ برائے۔ یعنی اللہ کی جبّاری سے انسان کا مجبورِ محض ہونا لازم نہیں آتا۔

۲؎ اضطرار۔ مجبوری۔ خجلت۔ شرمندگی۔ یعنی انسان میں جبر اور اختیار ملا جلا ہے، لہٰذا وہ مضطر بھی ہے اور مختار بھی۔ دریغ۔ افسوس۔ آزرم۔ صلح جوئی۔ شرم چیست اگر انسان مجبورِ محض ہوتا تو اپنے گناہوں پر کیوں شرماتا۔ زجر۔ جھڑکی خاطر۔ طبیعت، دل۔ گرداں۔ پریشان۔ چراست۔ یعنی اگر شاگرد مجبورِ محض ہوتا تو اُستاد اس کو کیوں جھڑکتا۔ گرداں۔ مدبّروں کا تدبیریں کرنا بھی جبر کے منافی ہے۔ ور۔ یعنی اگر یہ اعتراض ہو کہ مدبّروں کی سرگردانی اور اُستاد کا جھڑکنا اس بنیاد پر ہے کہ ان کو جبر کا احساس نہیں۔

۳؎ خوش جواب۔ اسکا بہت

ہر کہ او بیدار تر پُر درد تر
جو زیادہ ہوشمند ہے وہی زیادہ پُر درد ہے

ہر کہ اُو آگاہ تر رُخ زرد تر [1]
جو زیادہ باخبر ہے اُس کا چہرہ زیادہ زرد ہے

گر ز جبرش آگہی زاریت کو
اگر تو اُسکے جبر کا معتقد ہے تو تیری عاجزی کہاں ہے؟

جنبشِ زنجیرِ جبّاریت کو
تیری مجبوری کی زنجیر کی جھنکار کہاں ہے؟

بستہ در زنجیر رادی چوں کند
زنجیر سے جکڑا ہوا، سخاوت کیسے کر سکتا ہے؟

چوبِ اشکستہ عمادی چوں کند
ٹوٹی ہوئی لکڑی ستون کب بن سکتی ہے؟

کے اسیرِ حبس [2] **آزادی کند**
قید خانہ کا قیدی، آزادی کب منا سکتا ہے؟

کے گرفتارِ بلا شادی کند
مصیبت میں گرفتار، خوشی کب منا سکتا ہے؟

ور تو می بینی کہ پایت بستہ اند
اگر تو دیکھتا ہے کہ تیرے پیر باندھ دئے ہیں

بر تو سرہنگانِ شہ بنشستہ اند
تجھ پر بادشاہ کے سپاہی مسلط ہیں

پس تو سرہنگی مکن با عاجزاں
لہٰذا تو کمزوروں پر سپاہی نہ بن

زانکہ نبود طبع و خوئ عاجزاں
اسلئے کہ یہ عاجزوں کی طبیعت اور عادت نہیں ہوتی ہے

چوں تو جبرِ او نمی بینی مگو
جب تو اُسکا جبر نہیں دیکھتا ہے، تو قائل نہ ہو

ور ہمی بینی نشانِ دید کو
اور اگر تو دیکھتا ہے، تو دیکھنے کی دلیل کہاں ہے؟

اندراں کاری کہ میلستت بداں
جس کام میں تیرا میلان ہوتا ہے اُس میں

قدرتِ خود را ہمی بینی عیاں
تو اپنی قدرت کو کھلا دیکھتا ہے

اندراں کاری کہ میلت نیست و خواست
جس کام میں تیری خواہش اور میلان نہیں ہے

اندراں جبری شوی کیں از خداست
اُس میں تو جبری بنتا ہے کہ یہ خدا کی جانب سے ہے

انبیا [3] **در کارِ دنیا جبری اند**
انبیاء دنیا کے کام میں جبری ہیں

کافراں در کارِ عقبیٰ جبری اند
کافر، آخرت کے کام میں جبری ہیں

انبیا را کارِ عقبیٰ اختیار
انبیاء کے لئے آخرت کے کام اختیاری ہیں

کافراں را کارِ دنیا اختیار
کافروں کے لئے دنیا کے کام اختیاری ہیں

زانکہ ہر مرغے بسوئے جنسِ خویش
کیونکہ ہر پرندہ اپنی جنس کی طرف

میرود او در پس و جاں پیش پیش
پیچھے پیچھے جاتا ہے اور جان آگے آگے

کافراں چوں جنسِ سجین آمدند
کافر، چونکہ سجین کی جنس کے ہیں

سجنِ دنیا را خوش آئین آمدند
دنیا کے قید خانہ کے قوانین خوب سمجھتے ہیں

---

[1] رُخ زرد۔ چہرے کی زردی خوف کی علامت ہے۔ گر۔ اگر اللہ کی طرف سے جبر ہو تو انسان کو ہر کام سے عاجز ہونا چاہئے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے اور کہیں تو جبر کی آواز ہونی چاہئے۔ رادی۔ سخاوت، راد۔ سخی۔ اسیر۔ قیدی۔
[2] حبس۔ قید خانہ۔ سرہنگ۔ سپاہی۔ سرہنگی سپاہیانہ جبر و تشدد۔ زانکہ۔ مجبور دوسروں پر جبر نہیں کر سکتا اور انسان دوسروں پر جبر و ظلم کرتا ہے۔ خواست۔ خواہش جبری۔ مجبور۔ کیں۔ کہ ایں از خداست۔ یہ انسان کی عادت ہے کہ حسبِ منشا کاموں میں اپنا اختیار سمجھتا ہے اور جو کام نہ کرنا چاہئے اُس میں اپنے آپ کو مجبور ظاہر کرتا ہے۔
[3] انبیاء۔ دنیاوی کاموں میں ترکِ اسباب کرتے ہیں اور کافر آخرت کے کاموں میں۔ اختیار۔ انبیاء آخرت کے کاموں کو اختیاری سمجھتے ہیں اور کافر دنیا کے کاموں کو۔ ہر مرغے۔ پرندہ اسقدر خوشی سے جاتا ہے کہ خود تو پیچھے ہو جاتا ہے اور اُس کی جان اُس سے بھی آگے ہوتی ہے۔ سجین۔ وہ جگہ جہاں کفار کے نام محفوظ ہیں، جہنم کی ایک وادی کا بھی نام ہے۔

انبیاء چوں جنسِ علّیّیں[1] بدند
انبیاء، چونکہ علّیین کی جنس کے تھے
سوئے علّیّیں بجان و دل شدند
اس لئے وہ دل و جان سے علّیین کی طرف متوجہ ہوئے

ایخدا بنما تو جاں را آں مقام
اے خدا! تو جان کو وہ مقام دکھا دے!
کاندرو بے حرف میروید کلام
جہاں بلا حرفوں کے کلام بنتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد لیک ما
اس بات کی تو کوئی انتہا نہیں ہے لیکن ہم
باز گوئیم آں تمامی قصہ را
پھر اُس باقی قصہ کو سناتے ہیں

نومید کردنِ وزیر مُریداں را در نقضِ خلوت

وزیر کا مریدوں کو تنہائی چھوڑنے سے نا امید کرنا

آں وزیر از اندروں آواز داد
اُس وزیر نے اندر سے آواز دی
کاے مریداں از من ایں معلوم باد
اے مریدو! میری جانب سے یہ معلوم رہے

کہ مرا عیسیٰؑ چنیں پیغام کرد
کہ مجھے حضرت عیسیٰؑ نے ایسا پیغام دیا ہے
کز ہمہ یاران و خویشاں باش فرد
کہ تمام دوستوں اور اپنوں سے اکیلے رہو

روئے در دیوار کُن تنہا نشیں
گوشہ نشین بن، اکیلا بیٹھ
وز وجودِ خویش ہم خلوت گزیں
اپنے وجود سے بھی تنہائی اختیار کر

بعد ازیں دستوریِ گفتار نیست
اس کے بعد بات چیت کا حکم نہیں ہے
بعد ازیں با گفتگویم کار نیست
اس کے بعد بات چیت سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے

الوداع اے دوستاں من مُردہ ام
اے دوستو! رخصت، میں مُردہ ہوں
رخت بر چارم فلک بَر بُردہ ام
سامان چوتھے آسمان پر لے جا چکا ہوں

تا بزیرِ چرخِ ناری[2] چوں حطب
تاکہ میں آگ کے کرہ کے نیچے، ایندھن کی طرح
می نسوزم در عنا و در عطب
مشقت اور محنت میں نہ جلوں

پہلوئے عیسیٰ نشینم بعد ازیں
اس کے بعد حضرت عیسیٰؑ کے پہلو میں بیٹھوں گا
بر فرازِ آسمانِ چارمیں
چوتھے آسمان کی بلندی پر

ولی عہد ساختنِ وزیر ہر یک امیر را جُدا جُدا

ولی عہد بنانا وزیر کا ہر سردار کو علیحدہ علیحدہ

وانگہانے آں امیراں را بخواند
تب اُن امیروں کو بلایا
یک بیک تنہا بہر یک حرف راند
اور ایک ایک کرکے تنہائی میں ہر ایک سے بات کی

---

[1] علّیین۔ نیکیوں کا رجسٹر، جنّت کا ایک مقام۔ جاں را یعنی روح کو وہ مقام عنایت فرما دے جہاں بلا قال و قیل مکاشفہ سے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ چارم چہارم، حضرت عیسیٰؑ چوتھے آسمان پر زندہ و سلامت ہیں۔

[2] چرخِ ناری۔ آگ کا کرہ جو ہوا کے کرہ سے اوپر ہے۔ حطب۔ ایندھن عنا۔ مشقت۔ عطب ہلاکت۔ عیسیٰ حضرت عیسیٰ چرخ چہارم پر ہیں فراز۔ وسعت۔ حرف راندن بات کرنا۔

گفت ہر یک را بدین عیسوی ——— نائبِ حق[۱] و خلیفہ من توئی
ہر ایک سے کہا کہ عیسوی دین میں ——— اللہ کا نائب اور میرا خلیفہ تو ہی ہے

واں امیرانِ دگر اتباعِ تو ——— کرد عیسیٰؑ جملہ را اشیاعِ تو
اور دوسرے امیر، تیرے تابع ہیں ——— حضرتِ عیسیٰؑ نے سب کو تیرا پیرو بنادیا ہے

ہر امیرے کو کشد گردن بگیر ——— یا بکش یا خود ہمیدارش اسیر
جو امیر سرکشی کرے اُس کو گرفتار کرلے ——— یا مار ڈال یا اُس کو اپنا قیدی بنالے

لیک تا من زندہ ام ایں را مگو ——— تا نمیرم ایں ریاست را مجو
لیکن جب تک میں زندہ ہوں یہ بات نہ کہنا ——— جب تک میں مر نہ جاؤں اِس سرداری کی کوشش نہ کرنا

تا نمیرم من تو ایں پیدا مکن ——— دعوئ شاہی و استیلا مکن
جب تک میں نہ مروں یہ ظاہر نہ کرنا ——— بادشاہی اور غلبہ کا دعویٰ نہ کرنا

اینک ایں طومار و احکام مسیحؑ ——— یک بیک بر خواں تو بر امت فصیح
اب یہ دفتر اور حضرتِ مسیحؑ کے احکام ——— ایک ایک کرکے صاف طور پر قوم کے سامنے پڑھ دے

ہر امیرے را چنیں گفت او جدا ——— نیست نائب جز تو در دین خدا
ہر امیر سے علیحدہ علیحدہ ایسا ہی کہا ——— کہ خدا کے دین میں تیرے سوا کوئی نائب نہیں ہے

ہر یکے را کرد او یک یک عزیز[۲] ——— ہر چہ او را گفت ایں را گفت نیز
ہر ایک کو اُس نے ایک ایک کرکے معزز بنایا ——— جو اُس سے کہا اِس سے بھی کہا

ہر یکے را او یکے طومار داد ——— ہر یکے ضدِ دگر بدُ المراد
ہر ایک کو اُس نے ایک دفتر دیدیا ——— اور ہر ایک کا مقصد دوسرے کے خلاف تھا

متنِ آں طومار ہا بد مختلف ——— ہمچو شکلِ حرفہا یا تا الف
اُن دفتروں کی عبارتیں باہم مختلف تھیں ——— جیسا کہ الف، با، تا کے حروف

حکمِ ایں طومار ضدِ حکمِ آں ——— پیش ازیں کردیم ایں ضد را بیاں
اِس دفتر کا حکم اُس دفتر کے خلاف تھا ——— اور اِس اختلاف کو ہم پہلے بھی بیان کرچکے ہیں

ضدِ ہم دیگر ز پایاں تا بسر ——— شرح دادستیم ایں را اے پسر
سر سے پیر تک ایک دوسرے کی ضد ——— اے صاحبزادے! ہم اِس کی تفصیل بتاچکے ہیں

کشتنِ وزیر خود را در خلوت از مریداں

مُریدوں سے تنہائی میں وزیر کا اپنے آپ کو مار ڈالنا

[۱] نائب۔ قائم مقام۔ خلیفہ۔ جانشین۔ اَتباع تابع کی جمع، پیرو۔ اَشیاع شیعہ کی جمع، طرفدار۔ کشد گردن۔ سرکشی کرے۔ اَسیر۔ قیدی۔ ریاست۔ حکومت۔ پیدا۔ ظاہر۔ استیلا۔ غلبہ۔
[۲] عزیز۔ مُعزز، باعزت۔ الف۔ حروفِ تہجی میں سے ہر ایک کی شکل جدا ہے۔ اے پسر گزشتہ مضامین میں اِس کی تشریح کردی گئی ہے۔

بعد ازاں چل روز دیگر در ببست
اس کے بعد پھر چالیس روز دروازہ بند رکھا

خویش را کُشت از وجودِ خود برست
اور اپنے آپ کو قتل کر کے اپنے وجود سے چھٹکارا پایا

چونکہ خلق از مرگِ اُو آگاہ شد
جب لوگ اُس کی موت سے آگاہ ہوئے

بر سرِ گورش قیامت گاہ[1] شد
تو اُس کی قبر پر قیامت کا میدان بن گیا

خلق چنداں جمع شد بر گورِ اُو
اُس کی قبر پر بے شمار لوگ جمع ہو گئے

مُو کَناں جامہ دَراں در شورِ اُو
بال نوچتے ہوئے، کپڑے پھاڑتے ہوئے اسکے غم میں

ق

کاں عدد را ہم خدا داند شُمرد
اُن کی تعداد کو خدا ہی گننا جانتا ہے

از عرب و ز تُرک و ز رومی و کُرد
عرب اور تُرک اور رومی اور کُرد سب ہی اُنمیں شامل تھے

خاکِ اُو کردند بر سرہائے خویش
اُس کی مٹی اپنے سروں پر ڈالی

دردِ اُو دیدند درمانہائے خویش
اور اپنا علاج اُس کے درد کو سمجھا

آں خلائق بر سرِ گورش مہے
اُن لوگوں نے ایک مہینہ تک اُسکی قبر پر

کردہ خوں را از دو چشمِ خود رہے[2]
اپنی دونوں آنکھوں سے خون بہایا

جُملہ از دردِ فراقش در فغاں
اُس کی جدائی کے درد سے سب آہ وزاری میں تھے

ہم شہاں و ہم کہاں و ہم مِہاں
بادشاہ بھی، چھوٹے بھی اور بڑے بھی

طلب کردن امت عیسیٰؑ کہ ولیعہد از شما کدام ست

حضرت عیسیٰؑ کی امت کا معلوم کرنا کہ تم میں سے ولی عہد کون ہے؟

بعد ماہے خلق گفتند اے مِہاں
ایک مہینہ کے بعد لوگوں نے کہا اے بزرگو!

از امیراں کیست بر جایش نشاں
سرداروں میں سے اس کا قائم مقام کون ہے

تا بجائے اُو شناسیمش امام
تاکہ اُس کی جگہ ہم اُسکو امام سمجھیں

تاکہ کارِ ما از و گردد تمام
تاکہ ہمارا کام اُس کے ذریعہ مکمل ہو

سر ہمہ بر اختیارِ اُو نہیم
ہم سب اُس کے حکم کی اطاعت کریں

دست بر دامان[3] و دستِ اُو زنیم
اور اُس کے دامن اور ہاتھ کو پکڑ لیں

چونکہ شد خورشید و ما را کرد داغ
جبکہ سورج غروب ہو گیا اور ہمیں داغ دے گیا

چارہ نبود بر مقامش از چراغ
تو اُس کی جگہ چراغ ضروری ہو گیا ہے

چونکہ شد از پیشِ دیدہ روئے یار
جب دوست کا چہرہ آنکھوں سے غائب ہو گیا

نائبے باید از وماں یادگار
(تو) ہمیں اُس کا قائم مقام اُسکی یادگار چاہیے

[1] قیامت گاہ۔ میدانِ حشر۔ مُو۔ بال۔ کَناں۔ کَندن، کھودنا، اکھاڑنا دَراں۔ دریدن، پھاڑنا کُرد۔ کاف کے ضمہ کے ساتھ، ایک قوم ہے۔ درد۔ تکلیف۔ درماں علاج۔ مہے۔ ایک مہینہ

[2] رہ کردن۔ جاری کرنا کِہاں۔ کِہ کی جمع، کم رتبہ، چھوٹا۔ مِہاں۔ مِہ کی جمع، بزرگ، بڑا۔ ولی عہد۔ کسی حاکم کے بعد حاکم ہونے والا۔

[3] دست بر داماں زدن۔ سہارا پکڑنا۔ دست بر دست زدن۔ بیعت کرنا۔ خورشید یعنی وزیر۔ چارہ۔ علاج، تدبیر۔ چراغ۔ سورج کے ڈوبنے پر چراغ جلانا پڑتا ہے ماں۔ مارا۔

چونکہ گُل بگذشت و گلشن شد خراب — بوئے گُل را از کہ جوئیم از گُلاب

جب فصلِ گُل ختم ہوگئی اور چمن تباہ ہوگیا — تو پھول کی خوشبو کس سے طلب کریں؟ گلاب سے

حق تعالےٰ چوں نیاید در عیاں — نائب حق اند ایں پیغمبراں

چونکہ خدا مشاہدہ میں نہیں آتا ہے — یہ پیغمبر اللہ کے قائم مقام ہیں

نے[1] غلط گفتم کہ نائب یا منوب — گر دو پنداری قبیح آید نہ خوب

نہیں میں نے نائب غلط کہا بلکہ وہ اصل ہیں — اور اگر اُن کو دو سمجھو گے تو بُرا ہوگا، اچھا نہ ہوگا

نے دو باشد تا توئی صورت پرست — پیش او یک گشت کز صورت برست

نہیں، وہ دو ہیں جب تک تو ظاہر پرست ہے — جو ظاہر بینی سے گذرا اُس کے لئے ایک ہیں

چوں بصورت بنگری چشمت دو است — تو بنورش در نگر کاں یک تو است

جب تو بظاہر دیکھے گا تو تیری دو آنکھیں ہیں — تو اُن کے اُس نور کو دیکھ کہ وہ ایک ہی ہے

لاجرم چوں بر یکے افتد بصر — آں یکے بینی دو ناید در نظر

لا محالہ جب ایک چیز پر نظر پڑتی ہے — تو اُسکو تو ایک ہی دیکھے گا، دو نظر نہ آئیں گی

نورِ ہر دو چشم نتواں فرق کرد — چونکہ بر نورش نظر انداخت مرد

دونوں آنکھوں کی روشنی میں فرق نہیں کیا جاسکتا — جب انسان اُن کے نور پر نظر ڈالے

در بیانِ آنکہ جملہ پیغمبراں حق اند کہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ

(اِس کا بیان کہ تمام پیغمبر برحق ہیں اِس لئے کہ "ہم اُس کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے" (فرمایا گیا))

دہ[2] چراغ ار حاضر آری در مکاں — ہر یکے باشد بصورت غیر آں

اگر تو دس چراغ ایک جگہ لے آئے — تو ہر ایک چراغ صورت میں دوسرے سے جدا ہوگا

فرق نتواں کرد نورِ ہر یکے — چوں بنورش روئے آری بیشکے

ہر ایک کے نور میں فرق نہیں کیا جاسکے گا — بیشک جب تو اُس کے نور کی طرف رُخ کرے گا

اُطْلُبِ الْمَعْنٰی مِنَ الْفُرْقَانِ وَ قُلْ — لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اٰحَادِ الرُّسُلْ

اِس کا مطلب قرآن میں تلاش کر اور کہہ — کہ ہم رسولوں کی شخصیتوں میں فرق نہیں کرتے ہیں

گر تو صد سیب و صد آبی بشمری — صد نماید یک شود چوں بفشری

اگر تو سَو سیب اور سَو بہی گنے — تو سَو نظر آئیں گے لیکن جب انکو نچوڑے گا تو ایک ہو جائیں گے

در معانی قسمت و اعداد نیست — در معانی تجزیہ و افراد نیست

معانی میں تقسیم اور عدد نہیں ہے — تجزیہ اور اکا نیاں بھی معانی میں نہیں ہیں

---

[1] نے۔ پہلی بات صحیح نہیں ہے کہ میں نے پیغمبر کو نائب کہدیا ہے۔ نے۔ نہیں یعنی دونوں جداگانہ بھی ہیں۔ صورت پرست۔ ظاہر پرست۔ صورت برست۔ جو ظاہر بینی سے نکلا۔ چشمت۔ یعنی آنکھیں دو ہیں لیکن اُنکی روشنی میں وحدت ہے۔ لاجرم۔ یقیناً، دونوں آنکھیں جب کسی چیز کو دیکھتی ہیں تو وہ ایک نظر آتی ہے۔

[2] دہ چراغ۔ دس چراغ بظاہر دس ہیں لیکن سب کی روشنی میں وحدت ہے۔ وَ قُل۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا۔ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ "ہم اُس کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے ہیں" در معانی۔ تعداد الفاظ میں ہے اور معنی میں وحدت ہے اور اصل چیز معنیٰ ہیں۔

اِتّحادِ یار بایاراں خوش ست — پائے معنیٰ گیر صورت سرکش ست
یار کا یاروں سے اتّحاد بہتر ہے — معنیٰ کا اِتّباع کر، ظاہر تو سرکش ہے

صورتِ[1] سرکش گدازاں کُن برنج — تا بہ بینی زیرآں وحدت چو گنج
سرکش ظاہر کو ریاضت سے پگھلا دے — تاکہ تو اُس کے نیچے خزانہ کی طرح وحدت کو دیکھ لے

ور تو نگدازی عنایت ہائے او — ہم گدازد اے دِلم مولائے او
اور اگر تو نہ پگھلا سکے تو اُس کی مہربانیاں — بھی پگھلا دینگی اے (مخاطب) میرا دل اُسکا غلام ہے

اُو نماید ہم بدلہا خویش را — اُو بدوزد خرقۂ درویش را
وہ اپنے آپ کو دلوں میں بھی ظاہر کردیتا ہے — اور وہ درویش کی گدڑی سی دیتا ہے

مُنبسِط بودیم و یک گوہر ہمہ — بے سر و بے پا بُدیم آں[2] سرہمہ
ہم بسیط اور بالکل ایک جوہر تھے — ہم بے سر و پا تھے اور وہ ہم سب کا سردار و مربی تھا

یک گہر بودیم ہمچوں آفتاب — بے گِرِہ بودیم و صافی ہمچو آب
ہم سورج کی طرح ایک جوہر تھے — ہم میں گدلا پن نہ تھا اور پانی کی طرح شفاف تھے

چوں بصورت آمد آں نورِ سرہ — شد عدد چوں سایہ ہائے کنگرہ
جب اُس خالص نور نے صورت اختیار کی — تو وہ کنگرہ کے سایوں کی طرح متعدد بن گیا

کنگرہ[3] ویراں کنید از منجنیق — تا رود فرق از میانِ ایں فریق
گو پھن کے ذریعہ کنگرہ کو ڈھا دو — تاکہ اِس فریق سے فرق مٹ جائے

دربیانِ آنکہ انبیاء علیہم السلام گفتند کلِّمُوا النَّاسَ علیٰ قدرِ

اِس بیان میں کہ انبیاء علیہم السلام نے کہا ہے "لوگوں سے انکی عقلوں کے مطابق بات کرو"

عُقُولِہِمْ زیراکہ آنچہ ندانند انکار کنند و ایشاں را زیاں دارد

اِس لئے کہ جس کو نہ سمجھیں گے، انکار کریں گے اور اُن کا نقصان ہوگا

قالَ علیہ السلام "اُمِرْنَا اَنْ نُنْزِلَ النَّاسَ مَنَازِلَہُمْ"

آنحضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کو ان کے مرتبوں پر رکھیں

شرحِ ایں را گفتمے من از مِرے — لیک ترسم تا نہ لغزد خاطرے
اِس راز کی تفصیل میں زور شور سے بیان کرتا — لیکن میں ڈرتا ہوں کہ کہیں کوئی دل لغزش نہ کھا جائے

نکتہا چوں تیغِ الماس ست تیز — گر نداری تو سپر واپس گریز
نکتے تیز ہیرے کی طرح تیز ہیں — اگر تیرے پاس ڈھال نہیں ہے واپس بھاگ جا

[1] صورتِ سرکش۔ یعنی ظاہر پرستی، محنت اور ریاضت کے ذریعہ ختم کرنے پر وحدت نظر آنے لگیگی۔ ورنہ۔ اگر تیری ریاضت بھی کام نہ کریگی تو اللہ کی مہربانیاں اِس منزل پر پہونچا دینگی۔ اگر۔ قلب مومن، مظہرِ ذات خداوندی ہے، اپنے جمال سے درویش کے ٹوٹے دل کو جوڑ دیتا ہے۔

[2] آں سر۔ عالم ارواح میں سب ایک بسیط جوہر تھے اعضاء بھی نہ تھے۔ چوں بصورت۔ جب اِس خالص نور کا مظہر کائنات بنی تو اُس میں تعدد پیدا ہوگیا۔ جیسے کہ سورج کی بسیط روشنی مختلف کنگروں پر پڑکر تعدد کو قبول کرلیتی ہے۔

[3] کنگرہ۔ ریاضت کے ذریعہ مختلف مظاہر سے قطع نظر کرلینے کی طاقت پیدا کرو تاکہ یہ تعدد اور فرق مٹ جائے۔ مِرے۔ مِرا کا امالہ ہے۔ لڑنا جھگڑنا۔ تیغ الماس۔ تیز تلوار۔

پیشِ ایں الماس بے اسپر[1] میا — کز بُریدن تیغ را نبود حیا
اِس تیز تلوار کے سامنے سپر کے بغیر مت آ — اِس لئے کہ تلوار کاٹنے سے نہیں شرماتی

زیں سبب من تیغ کردم در غلاف — تاکہ کژ خوانے نخواند بر خلاف
اسی وجہ سے میں نے تلوار، غلاف میں کرلی ہے — تاکہ کوئی الٹا پڑھنے والا، الٹا نہ پڑھے

آمدیم اندر تمامی داستاں — از وفاداریِ جمع دوستاں
ہم قصّہ کے اِختتام پر آگئے — دوستوں کے مجمع کی وفاداری کی وجہ سے

کز پسِ[2] ایں پیشوا برخاستند — بر مُقامش نائبے میخواستند
کہ وہ جو اِس پیشوا کے بعد اُٹھے — اُس کی جگہ کوئی قائم مقام چاہتے تھے

مُنازعت کردنِ اُمرا با یک دیگر
سرداروں کا، ایک دوسرے سے جھگڑا کرنا

یک امیرے زاں امیراں پیش رفت — پیشِ آں قومِ وفا اندیش رفت
اُن سرداروں میں سے ایک سردار آگے بڑھا — اور اُس وفااندیش قوم کے سامنے گیا

گفت اینک نائبِ آں مرد من — نائبِ عیسیٰؑ منم اندر زمن
بولا، اب اِس مرد کا میں قائم مقام ہوں — اور اِس زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ کا نائب میں ہوں

اینک ایں طومار بُرہانِ من ست — کایں نیابت بعد ازو آنِ من ست
اب یہ دفتر میری دلیل ہے — کہ یہ قائم مقامی اُس کے بعد میری ملکیت ہے

آں امیرِ دیگر آمد از کمیں — دعویِ اُو در خلافت بُد ہمیں
دوسرا سردار اپنی جگہ سے آیا — اور قائم مقامی میں اُس کا بھی یہی دعویٰ تھا

از بغل اُو نیز طومارے نمود — تا برآمد ہر دُو را خشم و جُحود
اُس نے بھی بغل میں سے دفتر دکھایا — یہاں تک کہ دونوں کو غصہ اور ضد آگئی

آں امیرانِ دگر یک یک قطار — برکشیدہ تیغہائے آبدار
دوسرے سرداروں نے بھی صف بستہ ہوکر — تیز تلواریں سونت لیں

ہر یکے را تیغ و طومارے بدست — در ہم افتادند چوں پیلانِ مست
ہر ایک کے ہاتھ میں تلوار اور دفتر تھا — اور یہ سب مست ہاتھیوں کی طرح باہم گتھ گئے

ہر امیرے داشت خیلِ بیکراں — تیغہا را برکشیدند از میاں
ہر امیر کے پاس اَن گنت لشکر تھا — اور اُنہوں نے تلواریں نیام سے نکال لیں

[1] اسپر۔ ڈھال۔ کژ خواں۔ کج خواں، جو غلط مطلب سمجھے۔
[2] پسِ ایں پیشوا۔ وزیر کے مرنے کے بعد۔ وفااندیش۔ وفادار۔ بُرہان۔ دلیل۔ آنِ من۔ میری ملکیت۔ جُحود۔ یعنی ایک دوسرے کی بات کا اِنکار۔ بیکراں۔ لاتعداد۔

صد ہزاراں مردِ ترسا[1] کُشتہ شد لاکھوں عیسائی مارے گئے	تا ز سرہائے بُریدہ پُشتہ شد یہاں تک کہ اُن کے کٹے ہوئے سروں سے پشتہ بن گیا
خوں رواں شد ہمچو سیل از چپ و راست دائیں، بائیں سے سیلاب کی طرح خون بہ نکلا	کوہ کوہ اندر ہوا زیں گرد خاست پہاڑ در پہاڑ ہوا میں غبار اڑا
تخمہائے فتنہا کو کشتہ بود فتنوں کے بیج جو اُس نے بوئے تھے	آفتِ سرہائے ایشاں گشتہ بود وہ اُن کے لئے آفتِ سر بنے
جوزہا بشکست و آنکو مغز داشت وہ اخروٹ ٹوٹے، اور جس میں گری تھی	بعدِ کُشتن روحِ پاکِ نغز داشت مرنے کے بعد وہ ایک پاکیزہ اور عمدہ روح رکھتا تھا
کشتن و مُردن کہ بر نقشِ تن ست مارنا اور مرنا جو جسم سے متعلق ہے	چوں انار و جوز را بشکستن ست انار اور اخروٹ توڑنے کی طرح ہے
آنچہ شیریں ست آں شد یار دانگ جو میٹھا ہے وہ قیمتی بنا	وانچہ پوسیدہ ست نبود غیر بانگ اور جو گلا، سڑا ہے وہ آواز کے علاوہ کچھ نہیں ہے
آنچہ پُر مغز ست چوں مشک ست پاک جو گری سے بھرا ہے، مُشک کی طرح پاک ہے	وانچہ پوسیدہ ست نبود غیر خاک جو گلا، سڑا ہے وہ سوائے خاک کے کچھ نہیں ہے
آنچہ با معنیٰ[2] ست خوش پیدا شود جو پُر حقیقت ہے وہ اچھا ہو جاتا ہے	وانچہ بے معنیٰ ست خود رسوا شود اور جو بے حقیقت ہے وہ خود رسوا ہو جاتا ہے
رَو بمعنیٰ کوش اے صورت پرست اے صورت کے پجاری! جا معنیٰ کی کوشش کر	زانکہ معنیٰ بر تنِ صورت پرست اس لئے کہ معنیٰ ظاہر کے جسم کے لئے پَر ہیں
ہمنشینِ اہلِ معنیٰ باش تا اہلِ باطن کا ہمنشیں بن تاکہ	ہم عطا یابی و ہم باشی فتی انعام بھی پائے اور مرد بھی بنے
جانِ بے معنیٰ دریں تن بے خلاف اس بدن میں بے معنیٰ جان، یقیناً	ہست ہمچوں تیغِ چوبیں در غلاف غلاف میں لکڑی کی تلوار کی طرح ہے
تا غلاف[3] اندر بود با قیمت ست جب تک وہ غلاف میں ہو قیمتی ہے	چوں بروں شد سوختن را آلت ست جب باہر نکلی، جلانے کی چیز ہے
تیغِ چوبیں را مبر در کارزار میدانِ جنگ میں لکڑی کی تلوار نہ لے جا	بنگر اوّل تا نگردد کار زار پہلے دیکھ لے تاکہ کام خراب نہ ہو

[1] ترسا۔ عیسائی۔ کوہ کوہ۔ یعنی غبار کے پہاڑ ہوا میں اڑنے لگے۔ جوز۔ اخروٹ۔ نغز۔ نادر، عمدہ، عجیب۔ بانگ۔ آواز یعنی خراب اخروٹ میں ٹوٹنے کی آواز کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

[2] معنیٰ۔ حقیقت، باطنی خوبیاں۔ پَر۔ جسم کی پرواز باطنی خوبیوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اہلِ معنیٰ۔ یعنی اولیاء اللہ۔ فتی۔ نوجوان، عارف باللہ۔ جانِ بے معنیٰ۔ وہ روح جس میں کوئی بزرگی نہ ہو۔

[3] تا غلاف۔ زندگی میں کچھ قدر و قیمت ہو سکتی ہے۔ مرنے کے بعد جہنم کا ایندھن ہے۔ کارزار۔ میدانِ جنگ، خراب کام یعنی میدانِ حشر میں وہی روح کام کی ثابت ہوگی جو فضائل سے پُر ہوگی۔

گر بود چوبیں برو دیگر طلب
اگر وہ لکڑی کی ہے، جا دوسری لے
ور بود الماس پیش آبا طرب
اور اگر تیز تلوار ہے تو خوشی سے سامنے آ

تیغ در زرّاد خانہ اولیاست
تلوار، اولیاء کے اسلحہ خانہ میں ہے
دیدنِ ایشاں شمارا کیمیاست
اُن کا دیدار تمہارے لئے کیمیا ہے

جملہ دانایاں ہمیں گفتہ ہمیں
تمام سمجھداروں نے یہی کہا ہے
ہست دانا رحمۃٌ للعالمیں
کہ عقلمند دونوں جہاں کے لئے رحمت ہے

ق

گر انارے میخری خنداں بخر
اگر تو انار خریدے، کھلا ہوا خرید
تا دہد خندہ ز دانہ او خبر
تاکہ کھلا ہونا اُس کے دانہ کی بابت بتا دے

اے مبارک خندہ اش کو از دہاں
اُس شخص کی مسکراہٹ بڑی مبارک ہے
مینماید دل چو در از درجِ جاں
جو موتی جیسا صاف اور آبدار دل جان کی ڈبیہ سے رکھتا ہے

نامبارک خندۂ آں لالہ بود
منحوس ہنسی اُس گلِ لالہ کی تھی
کز دہانِ او سوادِ دل نمود
جس کے مُنہ سے اُسکے دل کی سیاہی ظاہر ہو گئی

نارِ خنداں باغ را خنداں کند
مسکراتا انار، باغ کو مسکراتا بنا دیتا ہے
صحبتِ مرداں ازمرداں کند
مردوں کی صحبت تجھے مردوں میں سے بنا دیگی

یک زمانے صحبتے با اولیاء
تھوڑی سی دیر، اولیاء کی ہمنشینی
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
سو سالہ، بے ریا عبادت سے بہتر ہے

گر تو سنگِ خارہ و مرمر شوی
اگر تو سنگِ خارہ اور سنگِ مرمر ہو
چوں بصاحبِ دل رسی گوہر شوی
جب صاحبِ دل کے پاس پہنچے گا تو موتی بن جائے گا

مہرِ پاکاں درمیانِ جاں نشاں
پاک لوگوں کی محبت جان میں بٹھالے
دل مدہ الّا بمہرِ دل خوشاں
خوش دل لوگوں کی محبت کے علاوہ دل نہ دے

کوئے نومیدی مرو کامیدہاست
مایوسی کے کوچہ میں نہ جا، کیونکہ امیدیں ہیں
سوئے تاریکی مرو خورشیدہاست
اندھیرے کی طرف نہ جا، سورج ہیں

دل ترا در کوئے اہلِ دل کشد
دل تجھے اہلِ دل کے کوچہ کی طرف کھینچتا ہے
تن ترا در حبسِ آب و گل کشد
اور جسم تجھے پانی، مٹی کے قید خانہ کی طرف کھینچتا ہے

ہیں غذائے دل بدہ از ہمدلے
ہاں! کسی دل والے سے اسکے دل کو خوراک دے
رَو بجو اقبال را از مقبلے
جا! کسی نصیبہ والے سے نصیبہ تلاش کر

لہ تیغ۔ اگر اپنی روح کو آبدار تلوار کی طرح قیمتی بنانا ہے تو اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرو وہ اکسیر ہے۔ زرّاد خانہ۔ اسلحہ خانہ۔ انارے۔ یعنی شیخِ طریقت اسکو بناؤ جس میں آثارِ نبوت نمایاں ہوں اور اُس کا دل موتی کی طرح مُصفّٰی ہو۔

سہ نار۔ انار کا مخفف ہے۔ مرداں یعنی اولیاء اللہ۔ یک زمانے۔ بعض نسخوں میں دوسرا مصرعہ "بہتر از صد سال بودن در تقا" ہے جس کا ترجمہ ہے "سو سال تقوے میں گذارنے سے بہتر ہے۔" سنگِ خارہ۔ ایک قسم کا سخت پتھر ہے۔ مرمر۔ ایک قسم کا سفید پتھر ہے۔ دل مدہ۔ انسان کو اولیاء اللہ کی محبت کا شیدائی ہونا چاہئے۔

سہ کوئے نا امیدی۔ یعنی شیخِ کامل کے وجود سے انسان کو مایوس نہ ہونا چاہئے۔ خورشید ہا۔ یعنی اولیاء اللہ۔ اہلِ دل۔ اہلِ باطن، اولیاء اللہ۔ آب و گل۔ یعنی مادی لذتیں۔ کشد۔ یعنی انسان کی طبیعت کے مختلف تقاضے ہیں۔ ہیں۔ کلمہ تنبیہ ہے۔ ہمدل۔ وہ شخص جس سے دل لگے۔ مقبل۔ اقبال مند۔

دست[۱] زن در ذیلِ صاحب دولتے
کسی دولت والے کا دامن تھام لے

تا ز افضالش بیابی رفعتے
تاکہ اُس کی بزرگی سے تو بلندی پالے

صحبتِ صالح تُرا صالح کند
نیک کی صحبت تجھے نیک بنائے گی

صحبتِ طالح ترا طالح کند
بدبخت کی صحبت تجھے بدبخت بنائیگی

نعت تعظیمِ مُصطفیٰؐ کہ در انجیل بود
آنحضورؐ کی تعظیمؐ کی تعریف جو انجیل میں تھی

بود در انجیل نامِ مُصطفیٰؐ
مُصطفیٰؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام انجیل میں تھا

آن سرِ پیغمبراں بحرِ صفا
جو پیغمبروں کے سردار اور صفا کے سمندر ہیں

بود ذکرِ حُلیہ[۲] ہا و شکلِ اُو
اُن کے حلیہ اور شکل کا ذکر تھا

بود ذکرِ غزو و صوم و اکلِ اُو
اُن کے جہاد اور روزے اور کھانیکا ذکر تھا

طائفہ نصرانیاں بہرِ ثواب
عیسائیوں کی ایک جماعت ثواب کے لئے

چوں رسیدندے بداں نام و خطاب
جب اُس نام اور خطاب پر پہنچتے

بوسہ دادندے برآں نامِ شریف
اُس متبرک نام کو بوسہ دیتے

رُو نہادندے بداں وصفِ لطیف
اُس پاک تعریف پر منہ رکھدیتے

اندریں قصہ کہ گفتم آں گروہ
اُس قصہ میں جس گروہ کا میں نے ذکر کیا ہے

ایمن از فتنہ بُدند و از شکوہ
وہ خوف وخطرے سے بے خوف تھا

ایمن از شرِ امیران و وزیر
سرداروں اور وزیر کے شر سے مطمئن

در پناہِ نامِ احمدؐ مُستجیر[۳]
اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کی پناہ میں پناہ گزیں تھا

نسلِ ایشاں نیز ہم بسیار شد
اُن کی نسل بھی زیادہ ہو گئی

نورِ احمدؐ ناصر آمد یار شد
اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نور ساتھی اور مددگار بن گیا

واں گروہِ دیگر از نصرانیاں
لیکن عیسائیوں کا دوسرا گروہ

نامِ احمدؐ داشتندے مُستہاں
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام کی بے حرمتی کرتا تھا

مُستہان و خوار گشتند از فتن
وہ فتنوں کی وجہ سے ذلیل و خوار ہو گئے

از وزیرِ شوم رائے شوم فن
بد رائے اور بدکار وزیر کے

مُستہان و خوار گشتند آں فریق
وہ فریق ذلیل اور خوار ہو گیا

گشتہ محروم از خود و شرطِ طریق
اپنے سے بھی محروم ہوا اور مذہب کے آداب سے بھی

۱؎ دست زدن - پکڑ لینا ذیل - دامن - اِفضال - ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ ؛ بزرگی، فضل وکرم - رِفعت - را کے کسرہ کے ساتھ بلندی - صالح - نیک - طالح - بدبخت -
۲؎ حُلیہ - حا کے ضمہ سے، صورت، خلقت - غزو، جنگ، وہ جنگ جس میں آنحضورؐ نے شرکت کی - صوم - روزہ - اکل - کھانا طائفہ - جماعت، گروہ - نامِ شریف - آنحضورؐ کا نامِ نامی - ایمن - مامون، مطمئن - شکوہ - خوف، دبدبہ -
۳؎ مُستجیر - پناہ پکڑنے والا - ناصر - مددگار - مُستہان - ذلیل، بے قدر - فِتن - فتنہ کی جمع - شوم - منحوس - فن - ہنر، پیشہ - از خود - یعنی فتنوں میں مارے گئے - شرطِ طریق - یعنی دین اور مذہب کے آداب -

ہم مُخبَّط دین شاں و حُکم شاں — از پئے طومار ہائے کژ بیاں
اُن کا مذہب اور اُن کا قانون بھی تہ و بالا ہو گیا — کج بیان دفتروں کی وجہ سے

نامِ احمدؐ چوں چنیں یاری کند — تا کہ نورش چوں مددگاری کند
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام جب اس طرح مدد کرتا ہے — تو اُن کا نور کس قدر مدد کر سکتا ہے؟

نامِ احمدؐ چوں حصارے شد حصیں — تا چہ باشد ذاتِ آں روح الامیں
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام جب مضبوط قلعہ بنا — تو اُس روح الامین کی ذات کس درجہ کی ہو گی؟

حکایتِ بادشاہِ جہودِ دیگر کہ در ہلاکِ دینِ عیسیٰؑ جہد می کرد

ایک دوسرے یہودی بادشاہ کی حکایت جو حضرت عیسیٰؑ کے دین کی تباہی کی کوشش کرتا تھا

بعد ازیں خونریز درماں ناپذیر — کاندر افتاد از بلائے آں وزیر
اِس ناقابلِ علاج خونریزی کے بعد — جو اُس وزیر کی مصیبت کی وجہ سے واقع ہوئی تھی

یک شہِ دیگر ز نسلِ آں جہود — در ہلاکِ قومِ عیسیٰؑ رُو نمود
اُس یہودی کی نسل سے ایک دوسرا بادشاہ — حضرت عیسیٰؑ کی قوم کی ہلاکت کی طرف متوجہ ہوا

گر خبر خواہی ازیں دیگر خروج — سورہ بر خواں والسّماءِ ذات البروج
اگر تو اس دوسری بغاوت کی خبر چاہتا ہے — تو سورۂ والسّماءِ ذاتِ البروج کو پڑھ لے

سُنّتِ بد کز شہِ اوّل بزاد — ایں شہِ دیگر قدم بر وے نہاد
بُرا طریقہ جو پہلے بادشاہ سے پیدا ہوا — اس دوسرے بادشاہ نے اُس پر قدم رکھا

ہر کہ اُو بنہاد ناخوش سُنّتے — سوئے اُو نفریں رَوَد ہر ساعتے
جس کسی نے کوئی بُرا طریقہ ایجاد کیا — اُس کی جانب ہر وقت لعنت جاتی ہے

زانکہ ہر چہ ایں کند زانگوں ستم — زاں ولیں جوید خدا بے بیش و کم
اس لئے کہ جو کچھ یہ اس طرح کا ظلم کریگا — بغیر کمی بیشی کے خدا پہلوں سے باز پرس کریگا

نیکواں رفتند و سُنّتہا بماند — وز لئیماں ظلم و لعنتہا بماند
نیک لوگ گذر گئے اور اُنکے طریقے رہ گئے — اور کمینوں سے ظلم اور لعنتیں باقی رہ گئیں

تا قیامت ہر کہ جنسِ آں بداں — در وجود آید بُوَد رُویش بداں
قیامت تک اُن بُروں کی جنس سے جو — وجود میں آتا ہے اُس کا رُخ اُنہی کی طرف ہوتا ہے

رگ رگ است ایں آبِ شیرین و آبِ شور — در خلائق میرود تا نفخِ صور
یہ میٹھا پانی اور کھاری پانی رگ رگ میں ہے — جو لوگوں میں صور پھونکے جانے تک جاری رہیگا

---

[1] مُخبَّط۔ اُلٹ پلٹ۔ تہ و بالا۔ کژ۔ کج۔ حصار۔ قلعہ۔ حصین۔ مضبوط۔ روح الامین۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آپ اُمت کے مددگار اور امانتدار ہیں یا حضرتِ عیسیٰؑ، حضرتِ جبرئیلؑ۔ جہد۔ کوشش۔ خروج۔ بغاوت۔ فتنہ و فساد۔

[2] البروج۔ سورۂ بروج کی آیت قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس کی تفصیل مقدمہ میں ملاحظہ کریں۔

[3] سُنّتِ بد۔ جو کوئی بُری رسم جاری کرتا ہے تو قیامت تک جو لوگ اُس پر عمل کریں گے سبھی اُن کی بُرائی میں شریک سمجھا جائیگا اور نیک طریقہ ایجاد کرنیوالے کو قیامت تک عمل کرنیوالوں کی نیکیوں میں شریک سمجھا جائیگا۔

آبِ شیریں۔ یعنی خوبیاں۔ آبِ شور۔ یعنی بُرائیاں۔ نفخِ صور۔ یعنی اسرافیل فرشتہ کا بوق بجانا جو قیامت کے قریب ہوگا۔

نیکواں[۱] را ہست میراث از خوشاب
نیکوں کا ورثہ میٹھا پانی ہے

آنچہ میراث ست اَوْرَثْنَا الْکِتَاب
جو "اَوْرَثْنَا الْکِتَاب" کی میراث ہے

شد نیازِ طالباں ار بنگری
اگر تو غور کرے تو طالبوں کی نیاز مندی

شعلہا از گوہرِ پیغمبری
پیغمبری جوہر کے شعلے ہیں

شعلہ ہا باگوہراں گرداں بود
شعلے، جواہر کے ساتھ گردش کرتے ہیں

شعلہ آں جانب رود ہم کاں بود
انوار اُس جانب جاتے ہیں جہاں وہ ہوتے ہیں

نورِ روزن گردِ خانہ می دود
روشندان کی روشنی گھر کے چاروں طرف دوڑتی ہے

زانکہ خور برجے بہ برجے می رود
اسلئے کہ سورج ایک برج سے دوسرے برج میں جاتا ہے

ہر کرا با اخترے پیوستگیست
جس کو کسی ستارے سے وابستگی ہے

مرورا با اخترِ خود ہم تگی ست
اُس کی اپنے ستارے کے ساتھ دوڑ ہے

طالعش گر زہرہ[۲] باشد در طرب
اگر اُس کا نچھتر زہرہ ہوگا تو عیش و طرب

میلِ کُلّی دارد و عشق و طلب
اور عشق و طلب میں پورا میلان رکھے گا۔

ور بود مریخی[۳] خوں ریز خو
اور اگر وہ مریخ جیسی خونریز عادت والا ہے

جنگ و بہتان و خصومت جوید او
تو وہ لڑائی، بہتان اور جھگڑے کی جستجو کریگا

اختراند[۴] از ورائے اختراں
ستاروں کے پیچھے اور ستارے ہیں

کاحتراق و نحس نبود اندراں
اُن میں جلانے کا میلان اور نحوست نہیں ہے

سائراں[۵] در آسمانہائے دگر
جو دوسرے آسمانوں میں گردش کر رہے ہیں

غیر ایں ہفت آسمانِ مشتہر
ان مشہور سات آسمانوں کے علاوہ

راسخاں در تابِ انوارِ خدا
(وہ ستارے) خدا کے انوار کی گرمی میں ثابت قدم ہیں

نے[۶] بہم پیوستہ نے از ہم جدا
نہ باہمی جڑے ہوئے ہیں نہ ایک دوسرے سے جدا ہیں

ہر کہ باشد طالعِ او زاں نجوم
جس شخص کا نچھتر اِن ستاروں سے ہوگا

نفسِ او کفار سوزد در رجوم[۷]
اُس کا نفس کفار کو رجوم کے وقت جلا دیگا

خشمِ مریخی نباشد خشمِ او
اُس کا غصہ مریخی غصہ نہیں ہوگا

منقلب رو غالب و مغلوب خو
وہ سر جھکا کر چلنے والا، غالب اور مغلوب عادت والا ہے

نورِ غالب ایمن از کسف و غسق
وہ غالب آنیوالا نور ہے، گہن اور اندھیرے سے محفوظ

در میانِ اصبعین نورِ حق
اللہ کے نور کی دو انگلیوں کے درمیان

---

[۱] نیکواں۔ نیکو کی جمع۔ خوشاب میٹھا پانی۔ الکتاب۔ قرآن پاک میں مذکور ہے "ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا" "پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے اُن لوگوں کو اِس کتاب کا وارث ٹھہرایا جنکو ہم نے انتخاب کیا۔" تو اِس آیت میں جس میں میراث کا ذکر ہے یہی اخلاقِ حسنہ اور عبادات صالحہ مراد ہیں۔ شعلہا۔ یعنی انوارِ نبوّت۔ گوہراں۔ یعنی اولیاء اللہ۔ کاں بود۔ جہاں اولیاء اللہ ہوں گے وہاں ہی انوارِ نبوّت ہونگے۔ نورِ روزن۔ ازل سے آفتابِ نبوّت مختلف انبیاء پر ضو فگن ہوتا رہا تو انبیاء کو روشنی ایک ہی جگہ سے حاصل ہوئی اِسی لئے اصولِ دین میں سب متحد ہیں۔ پیوستگی وابستگی۔ ہم تگی۔ مل کر دوڑنا۔
[۲] زہرہ۔ ستارہ کا نام ہے اُس سے جس کو مناسبت ہوتی ہے، اُس آدمی کا عشق و محبت کی طرف میلان ہوتا ہے۔ [۳] مریخ۔ ستارہ کا نام ہے جس کے اثرات جنگ جوئی اور خونریزی مانے گئے ہیں، ستاروں کے لامحالہ اثرات پڑتے ہیں، اگر ستاروں کی تاثیرات بقضاء اللہ مانی جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں، ہاں اُن کو مؤثرِ حقیقی ماننا کفر ہے۔ [۴] اختراند۔ یعنی اولیاء اللہ ایسے ستارے ہیں۔ جنکی تاثیر میں خیر ہی خیر ہے۔ [۵] سائراں۔ اولیاء اللہ کی سیران ساتوں آسمانوں سے بالاتر ہے۔

[۵] راسخاں۔ اولیاء اللہ کی صفات بیان فرمائی ہیں۔ [۶] نے۔ فلکی ستاروں میں باہمی اتصال اور جدائی سے جو نقائص پیدا ہوتے ہیں اولیاء اللہ اُن سے بری ہیں۔ [۷] رجوم۔ رجم کی جمع وہ چیز جو پھینک کر ماری جائے فلکی ستاروں سے قدرت یہ کام

(بقیہ صفحہ ۱۰۵ پر)

حق فشاند آں نور را بر جانہا | مُقبلاں بر داشتہ داما نہا
اللہ تعالیٰ نے اُس نور کو روحوں پر نچھاور فرمایا | جس سے نصیبہ ور اپنے دامن بھرے ہوئے ہیں

واں نثارِ نور ہر کو یافتہ | روئے از غیرِ خدا بر تافتہ
جس نے اُس نور کا نچھاور پالیا | اُس نے منہ خدا کے غیر سے موڑ لیا

ہر کرا دامانِ عشقے نابُدہ | زاں نثارِ نور بے بہرہ شدہ
جس کے پاس عشق کا دامن نہ تھا | وہ اُس نور کے نچھاور سے بے حصہ رہا

جزوہا را رُو بہا سوئے کُل ست | بُلبلاں را عشق با روئے گُل ست
اجزاء کے رُخ، کُل کی طرف ہیں | بُلبلوں کو پھول کے چہرہ سے عشق ہے

گاؤ را رنگ از بروں و مرد را | از دروں جو رنگِ سُرخ و زرد را
بیل کا رنگ باہر ہے اور انسان کا | اندر سے ڈھونڈ، سُرخ اور زرد رنگ

رنگہائے نیک از خُمِ صفا ست | رنگِ زشتاں از سیاہ آبہ جفا ست
نیک لوگوں کے رنگ صفا کے مٹکے سے ہیں | اور بُروں کے رنگ، میل کچیل کے سیاہ پانی سے ہیں

صبغۃ اللہ نام آں رنگ لطیف | لعنۃ اللہ بوئے ایں رنگِ کثیف
صبغۃ اللہ اُس پاک رنگ کا نام ہے | لعنۃ اللہ اس گندے رنگ کی بدبو ہے

آنچہ از دریا بدریا می رود | از ہماں جا کاید آنجا می رود
جو پانی دریا سے آتا ہے، دریا میں جاتا ہے | جس جگہ سے آتا ہے اُسی جگہ جاتا ہے

از سرِ کہ سیلہائے تیز رو | وز تنِ ما جانِ عشق آمیز رو
پہاڑ کی چوٹی سے تیز رو سیلاب | اور ہمارے جسم سے عشق میں ڈوبی ہوئی جان رواں (ہوتی ہے)

آتش افروختن بادشاہ و بُت نہادن پہلوئے آتش کہ
بادشاہ کا، آگ جلانا اور آگ کے پاس بُت رکھنا کہ

ہر کہ ایں بُت را سجود کند از آتش رہائی یابد
جو بُت کو سجدہ کرے گا وہ آگ سے نجات پائے گا

آں جہودِ سگ ببیں چہ رائے کرد | پہلوئے آتش بُتے بر پائے کرد
دیکھو! اُس یہودی کتے نے کیا تدبیر کی؟ | آگ کے پاس ایک بُت کھڑا کر دیا

کانکہ ایں بُت را سجود آرد برست | ور نیارد در دلِ آتش نشست
کہ جو اُس بُت کو سجدہ کریگا چھوٹ جائیگا | اور اگر نہیں کریگا، آگ میں بھسم ہو جائیگا

بقیہ صفحہ ... سے آگے: یہ ہے کہ جب شیاطین غیبی باتیں سننے کے لئے آسمان پر جاتے ہیں تو ستارے ان پر پھینک کر مارے جاتے ہیں جس سے وہ جل جاتے ہیں وہ جو جل جاتا ہے اولیاء اللہ بھی نفسِ امارہ اور کافروں کیلئے رجوم ہیں ... یعنی اللہ کی مدد سے وہ غالب ہیں لیکن منکسر المزاجی کی وجہ سے مغلوب نظر آتے ہیں۔ کسف۔ ستارہ کا بے نور ہو جاتا، گہن۔ غسق۔ رات کی تاریکی۔ اِصبعین۔ اِصبع کا تثنیہ ہے، انگلی۔

نُثار۔ روپیہ پیسہ جو کسی پر صدقہ کرکے نچھاور کر دیا جائے۔ زرد و سرخ۔ جب نوروں کا رنگ کہاں سے دیکھا جاتا ہے؟ انسانی رنگ سے مراد باطنی اوصاف ہیں۔ خُم۔ مٹکا۔ سیاہ آبہ۔ کالا پانی۔ جُفا۔ جیم کے ضمہ سے، میل کچیل، جیم کے فتحہ سے، ظلم و زیادتی۔ صبغۃ اللہ۔ اللہ کا رنگ قرآن پاک کی آیت ہے صِبۡغَةَ اللّٰهِ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً "اللہ کا رنگ، اور کون ہے اللہ سے زیادہ اچھا اپنے رنگ کے"۔ از دریا۔ سمندر کا پانی بخارات بنکر بادل میں تبدیل ہوتا ہے اور پھر برس کر اسی سمندر میں واپس ہو جاتا ہے۔ بر پا کرد۔ کھڑا کر دیا۔

چوں سزائے آں بتِ نفس او نداد
چونکہ اس نے اپنے نفس کے بت کو سزا نہ دی تھی

از بتِ نفسش بتے دیگر بزاد
اس کے نفس کے بت سے ایک دوسرا بت پیدا ہو گیا

مادرِ بتہا بتِ نفسِ شماست[1]
تمہارا نفس تمام بتوں کی ماں ہے

زانکہ آں بت مار و ایں بت اژدہا ست
کیونکہ وہ بت سانپ اور یہ بت اژدہا ہے

آہن و سنگ ست نفس و بت شرار
نفس لوہا اور پتھر ہے اور بت چنگاری

آں شرار از آب می گیرد قرار
ق چنگاری پانی سے بجھ جاتی ہے

سنگ و آہن ز آب کے ساکن شود
(لیکن) پتھر اور لوہا پانی سے کب ساکن ہو سکتے ہیں؟

آدمی با ایں دو کے ایمن شود
آدمی ان دونوں کے ہوتے ہوئے کب مطمئن ہو سکتا ہے؟

سنگ و آہن در دروں دارند نار
پتھر اور لوہا (اپنے) اندر آگ رکھتے ہیں

آب را بر نارِ شاں نبود گذار
پانی کا ان کی آگ پر گذر نہیں ہے

ز آب چوں نارِ بروں کشتہ شود
پانی سے باہر کی آگ بجھ جاتی ہے

در درونِ سنگ و آہن کے رود
(وہ پانی) پتھر اور لوہے کے اندر کب جا سکے گا؟

سنگ و آہن چشمۂ نار و دود
لوہا اور پتھر آگ اور دھوئیں کے چشمے ہیں

قطرہ ہاشاں کفر و ترسا و جہود
کفر اور عیسائیت اور یہودیت اسکے قطرے ہیں

بت سیہ آب ست در کوزہ نہاں
بت، کوزہ میں چھپا، کالا پانی ہے

نفس مر آبِ سیہ را چشمہ داں
نفس کو اس سیاہ پانی کا چشمہ سمجھو

آں بتِ منحوت چوں سیلِ سیاہ[2]
وہ تراشا ہوا بت، کالا سیلاب ہے

نفسِ بت گر چشمہ بر شاہراہ
بت ساز، نفس شارعِ عام پر چشمہ ہے

بت درونِ کوزہ چوں آبِ کدر
بت، کوزہ میں، گدلا پانی ہے

نفسِ شومت چشمۂ آں اے مُصر
تیرا بد بخت نفس اسکا چشمہ ہے، اے کج بحث!

صد سبو را بشکند یک پارہ سنگ
پتھر کا ایک ٹکڑا سو گھڑے توڑ دیتا ہے

واب چشمہ میز ہاند بے درنگ
اور چشمہ کا پانی فوراً اسکو اچھال دیتا ہے

آبِ خم و کوزہ گر فانی شود
مٹکے اور پیالے کا پانی اگر ختم ہو جائے

آب چشمہ تازہ و باقی بود
چشمہ کا پانی تازہ اور باقی رہے گا

بت شکستن سہل باشد نیک سہل
بت توڑنا، آسان، اور بہت آسان ہوتا ہے

سہل دیدن نفس را جہل ست جہل
نفس کے معاملہ کو آسان سمجھنا نادانی ہی نادانی ہے

[1] نفس۔ اصل بت انسان کا نفس ہے جو سینکڑوں بتوں کو جنم دیتا ہے۔ آہن۔ لوہے سے لوہا، پتھر سے پتھر ٹکراتا ہے تو چنگاری نکلتی ہے، چنگاری کو بجھا دینا ممکن ہے لیکن پتھر کے اندر جو چنگاری پیدا کرنیکا مادہ ہے اس کو نہیں بجھایا جا سکتا اسی طرح نفس کے پیدا کردہ بت فنا کئے جا سکتے ہیں لیکن نفس کی وہ قوت جو بت پیدا کرتی ہے اس کا ازالہ بہت دشوار ہے اس سے مطمئن نہ ہونا چاہئے۔

[2] بت کی مثال اس سیاہ پانی کی ہے جس کا سر چشمہ نفسِ انسانی ہے۔ صد سبو۔ گندے پانی کے سو گھڑے ایک پتھر سے توڑے جا سکتے ہیں لیکن چشمہ بند نہیں کیا جا سکتا۔

صورتِ نفس ار بجوئی اے پسر — قصۂ دوزخ[1] بخواں با ہفت در
اے بیٹا! اگر تجھے نفس کی تصویر کی طلب ہو ہے — تو سات دروازے والی دوزخ کا قصہ پڑھ لے

ہر نفس مکرے و در ہر مکر زاں — غرق صد فرعون با فرعونیاں
(اس نفس کے) ہر سانس میں ایک مکر ہے اور اس کے ہر مکر میں — سَو فرعون، فرعونیوں کے ساتھ غرق ہیں

در خدائے موسیٰؑ و موسیٰؑ[2] گریز — آبِ ایمان را ز فرعونی مریز
موسیٰؑ کے خدا، اور موسیٰؑ کی طرف بھاگ — فرعونیت سے ایمان کی آبرو ریزی نہ کر

دست را اندر احَد و احمدؐ بزن — اے برادر وارہ از بوجہل تن
احَد اور احمدؐ سے تعلق پیدا کر — اے بھائی! جسم کے ابوجہل سے چھٹکارا حاصل کر

آوردنِ بادشاہِ جہود زنے را با طفل و انداختنِ او طفل را در آتش و بسخن آمدنِ طفل درمیانِ آتش

یہودی بادشاہ کا ایک عورت کو مع بچے کے لانا اور اس کا بچہ کو آگ میں ڈالنا اور آگ میں سے بچہ کا بولنا

یک زنے با طفل آورد آں جہود — پیشِ آں بُت و آتش اندر شعلہ بود
وہ یہودی ایک عورت کو مع بچے کے لایا — بُت کے سامنے، اور آگ شعلہ زن تھی

گفت اے زن پیشِ ایں بُت سجدہ کن — ورنہ در آتش بسوزی بے سخن
بولا، اے عورت! اس بُت کے سامنے سجدہ کر — ورنہ لاکلام تو آگ میں جلے گی

بود آں زن پاک دین و مومنہ — سجدۂ آں بُت نہ کرد آں موقنہ[3]
وہ عورت پاک دین والی، اور مومنہ تھی — اُس یقین والی نے بُت کو سجدہ نہ کیا

طفل از و بستید در آتش فگند — زن بترسید و دل از ایماں بکند
اُس نے اُس سے بچے کو چھینا اور آگ میں ڈال دیا — عورت ڈری اور دل کو ایمان سے ہٹایا

خواست تا او سجدہ آرد پیشِ بُت — بانگ زد آں طفل کہ اِنّی لَم اَمُت
اُس نے چاہا کہ وہ بُت کے سامنے سجدہ کرے — بچہ چیخا کہ میں مرا نہیں

اندر آ مادر کہ من اینجا خوشم — گرچہ در صورت میانِ آتشم
اماں! اندر آجا میں اس جگہ اچھا ہوں — اگرچہ بظاہر آگ میں ہوں

چشم بندست آتش از بہرِ حجیب — رحمتست ایں سر بر آورده ز جیب
آگ نظر بندی کے لئے ایک پردہ ہے — (درنہ) یہ ایک رحمت ہے جو رونما ہے

---

[1] قصۂ دوزخ۔ دوزخ کے جس قدر عذاب ہیں وہ دراصل نفسِ خبیث ہی کے اعمال ہیں تو گویا نفس کی مکمل تصویر دوزخ ہے۔ ہر نفس۔ نفس ہر سانس میں ایک مکر کرتا ہے جس میں سینکڑوں فرعونی شخصیتیں غرق رہتی ہیں۔
[2] موسیٰ۔ فرعون کی مناسبت سے حضرت موسیٰؑ کا ذکر ہے۔ احَد۔ خدا اور رسول کا اتباع ہی ذریعۂ نجات ہے۔ ابوجہل کا راستہ ہلاکت کا ہے۔ شعلہ زن۔ لپٹیں مارنے والی۔ بے سخن۔ لامحالہ، لاکلام۔
[3] موقنہ۔ مومنہ۔ ستید ماضی ہے ستیدن کا۔ لینا۔ فگند۔ آگ میں ڈال دیا۔ دل از چیزے بر کندن۔ کسی چیز کو چھوڑ دینا۔ چشم بند۔ نظر بندی، نظر فریبی۔ حجیب۔ حجاب کا امالہ ہے، پردہ۔ ز حجیب سر بر آوردن۔ ظاہر ہونا۔

اندر آ مادر ببیں برہانِ حق | تا ببینی عشرتِ خاصانِ حق

ماں! اندر آ سچائی کی دلیل دیکھ | تاکہ تو خاصانِ خدا کے عیش کو دیکھے

اندر آ و آب بیں آتش مثال[1] | از جہانے کاتش ست آبش مثال

اندر آ اور آگ کی صورت کا پانی دیکھ | اُس دنیا سے جسکا پانی (بھی) آگ جیسا ہے

اندر آ اسرارِ ابراہیمؑ بیں | کو در آتش یافت ورد و یاسمیں

اندر آ حضرتِ ابراہیمؑ کے راز دیکھ | جس نے آگ میں گلاب اور چنبیلی کے پھول پائے

مرگ می دیدم گہے زادن ز تو | سخت خوفم بود افتادن ز تو

تجھ سے پیدا ہونے کے وقت مجھے موت نظر آرہی تھی | تجھ میں سے نکل پڑنے کا مجھے بہت ڈر تھا

چوں[2] بزادم رستم از زندانِ تنگ | در جہانے خوش ہوائے خوب رنگ

جب میں پیدا ہوا تنگ قید خانہ سے چھوٹا | اچھے مقام اور اچھے رنگ کی دنیا میں آگیا

ایں جہاں را چوں رحم دیدم کنوں | چوں دریں آتش بدیدم ایں سکوں

اب میں اِس دنیا کو رحم کی طرح سمجھتا ہوں | جب میں نے اس آگ میں یہ سکون دیکھا

اندریں آتش بدیدم عالمے | ذرہ ذرہ اندرو عیسیٰؑ دمے

میں نے اِس آگ میں وہ دنیا دیکھی | جس میں ایک ایک ذرہ عیسیٰؑ کے دم کی طرح ہے

نک جہانے نیست[3] شکلے ہست ذات | واں جہانے ہست شکلے بے ثبات

اب ایک دنیا ہے بظاہر معدوم، دراصل موجود | اور وہ دنیا کی موجودہ شکل ناپائیدار ہے

اندر آ مادر بحقِ مادری | بیں کہ ایں آذر ندارد آذری

ماں! اندر آ مادری حقوق کا واسطہ | دیکھ یہ آگ۔ آگ کی تاثیر نہیں رکھتی ہے

اندر آ مادر کہ اقبال آمدست | اندر آ مادر مدہ دولت ز دست

ماں! اندر آ کہ خوش قسمتی آگئی ہے | ماں! اندر آ دولت کو ہاتھ سے نہ دے

قدرتِ آں سگ بدیدی اندر آ | تا ببینی قدرت و لطفِ خدا

تو نے اُس کتے کی طاقت دیکھ لی، اندر آ | تاکہ تو اللہ کی قدرت اور مہربانی دیکھ لے

من ز رحمت میکشایم پائے تو | کز طرب خود نیستم پروائے تو

میں محبت کی وجہ سے تیرا پیر کھول رہا ہوں | ورنہ خوشی کی وجہ سے مجھے تیری پرواہ نہیں ہے

اندر آ و دیگراں را ہم بخواں | کاندر آتش شاہ بنہاد ست خواں

اندر آجا، اور دوسروں کو بھی بلالے | کیونکہ آگ میں شاہ نے دسترخوان بچھادیا ہے

[1] آتش مثال۔ طاعات، بظاہر ناگوار ہیں لیکن جن کا نتیجہ بہت اچھا ہے، گناہ بظاہر میٹھا ہے درحقیقت بہت تلخ ہے۔ ورد۔ گلاب کا پھول۔ یاسمین۔ چنبیلی کا پھول۔ زادن ز تو۔ رحمِ مادر کی زندگی پسند تھی پیدا ہونے سے خوف لگتا تھا۔

[2] چوں بزادم۔ پیدا ہونے کے بعد دنیا اچھی لگنے لگی۔ ایں جہاں۔ جیسا کہ پہلے رحمِ مادر کو اچھا سمجھتا تھا اور دنیا کو بُرا لیکن پھر دنیا اچھی لگنے لگی اسی طرح دنیا کو چھوڑ کر آگ میں آنے کو بُرا سمجھا لیکن آگ میں آنے کے بعد دنیا بُری لگنے لگی۔ ذرے۔ آگ کو مُہلک سمجھا تھا لیکن معلوم ہوا کہ اس کے ذرہ ذرہ میں دمِ مسیحائی ہے نک۔ اینک، اب۔

[3] نیست شکل۔ صورتاً معدوم۔ ہست ذات۔ حقیقتہً موجود۔ بے ثبات۔ بے قیام۔ آذر۔ آگ آذری۔ آگ کی تاثیر۔ اقبال۔ سعادت۔ پائے تو۔ دنیا کے پنجے سے باہر نکال رہا ہوں۔ طرب۔ خوشی مستی۔ شاہ۔ یعنی نعمت خانے۔

اندر آئید اے ہمہ پروانہ وار
اے لوگو! سب کے سب پروانوں کی طرح اندر آجاؤ

اندر ایں آتش کہ دارد صد بہار
اِس آگ میں جس میں سینکڑوں بہاریں ہیں

اندر آئید اے مسلماناں ہمہ
اے مسلمانو! سب اندر چلے آؤ

غیر عذبِ[1] دیں عذاب ست آں ہمہ
دین کے میٹھے پانی کے علاوہ سب عذاب ہے

اندر آئید و بہ بینید ایں چنیں
اندر آجاؤ اور دیکھو کس طرح

سر دگشتہ آتشِ گرم مہیں
یہ دہکتی ہوئی آگ ٹھنڈی ہو گئی ہے؟

اندر آئید اے ہمہ مست و خراب
اے مست اور تباہ لوگو! اندر آجاؤ

اندر آئید اے ہمہ عینِ عتاب
اے مجسم عتاب، اندر آجاؤ

اندر آئید اندریں بحرِ عمیق[2]
اِس گہرے سمندر میں، اندر آجاؤ

تا کہ گردد روح صافی و رقیق
تاکہ روح، صاف اور لطیف بن جائے

مادرش انداخت خود را نزدِ اُو
اُس کی ماں نے اپنے آپ کو اُس کے پاس پھینکدیا

دستِ اُو بگرفت طفلِ مہر جُو
محبت کے جویاں بچے نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا

اندر آمد مادرِ آں طفلِ خورد
اُس چھوٹے بچے کی ماں، اندر آگئی

اندر آتش گوئے دولت را بُرد
آگ میں اُس نے دولت کی بازی جیت لی

مادرش ہم زاں نسق گفتن گرفت
اُس کی ماں نے بھی اسی طرح کہنا شروع کر دیا

دُرِّ[3] وصفِ لُطفِ حق سُفتن گرفت
اللہ کی مہربانی کے موتیوں کو پرونا شروع کر دیا

بانگ میزد درمیانِ آں گروہ
اُس جماعت میں وہ پکار رہی تھی

پُر ہمی شد جانِ خلقاں از شکوہ
لوگوں کی جان عظمت سے پُر ہو رہی تھی

نعرہ میزد خلق را کاے مردماں
اُس نے لوگوں کو پکارا، اے لوگو!

اندر آتش بنگرید ایں بوستاں
آگ کے اندر اِس باغ کو دیکھو

انداختن مردماں خود را در آتش از سرِ ذوق

ذوق کی وجہ سے لوگوں کا اپنے آپ کو آگ میں ڈالنا

خَلق خود را بعد زاں بیخویشتن
اِس کے بعد بے خود ہو کر لوگ اپنے آپکو

میفگندند اندر آتش مَرد و زن
مرد و عورت، آگ میں ڈال رہے تھے

ق

بے مُوکَّل بے کشش از عشقِ دوست
دوست کے عشق کی وجہ سے کسی کے بلانے اور کشش کے بغیر

زانکہ شیریں کردنِ ہر تلخ از وست
اِس لئے کہ ہر تلخ کا شیریں کر دینا اُسکی ہی جانب سے ہے

---

[1] عذب۔ شیریں پانی۔ مِہین۔ میم اور ہا کے کسرہ کے ساتھ، بزرگ تر۔ مست و خراب۔ جو دُنیا کی لذتوں میں مست اور برباد ہیں۔ عینِ عتاب۔ سخت معتوب۔ بحر۔ سمندر۔

[2] عمیق۔ گہرا۔ رقیق۔ باریک، لطیف۔ گوئے بُردن۔ گیند لیجانا، بازی جیت لینا۔ نسق۔ طرز، ترتیب۔

[3] دُرّ۔ موتی۔ سُفتن۔ پرونا۔ جان پُر شدن۔ جوش میں آنا، بہادری پیدا ہو جانا۔ خلقاں۔ خلق کی جمع، مخلوق۔ شکوہ۔ عظمت، دبدبہ۔ بوستاں۔ باغ۔ بیخویشتن۔ از خود رفتہ۔ مُوکّل۔ وہ شخص جس کو کوئی کام سپرد کیا گیا ہو۔

تا چناں شد کاں عَوانانِ[۱] خلق را — منع میکردند کاتش درمیا
یہاں تک ہوا کہ تند سپاہی، لوگوں کو — منع کرتے تھے کہ آگ میں نہ آئو

آں یہودی شد سیہ رُوی و خجل — شد پشیماں زیں سبب بیمارِ دل
وہ یہودی سیہ رُو اور شرمندہ ہوگیا — دل کا بیمار، اِس وجہ سے پشیمان ہوگیا

کاندر آتش خلق عاشق تر شدند — در فنائے جسم صادق تر شدند
کہ لوگ آگ میں گرنے کے اور زیادہ عاشق ہوگئے — جسم کو فنا کرنے میں اور سچے ہو گئے

مکرِ شیطاں ہم درو پیچید شُکر — دیو خود را ہم سیہ رُو دید شُکر
شُکر ہے، شیطان کا مکر اُسی کو چمٹ گیا — شُکر ہے، شیطان نے اپنے آپ کو بھی کالا منہ دیکھا

آنچہ میمالید بر روئے کساں — جمع شد در چہرۂ آں ناکساں[۲]
(وہ سیاہی) جو وہ لوگوں کے منہ پر ملتا تھا — اُن کمینوں کے چہروں پر اکٹھی ہوگئی

آنکہ می درّید جامۂ خلق چُست — شد دریدہ آنِ او زیشاں درست
جو تیزی سے لوگوں کی جامہ دری کرتا تھا — اُس کا جامہ چاک ہوگیا، اُن کا درست ہوگیا

کژ ماندنِ دہانِ آں شخص کہ نامِ پیغمبر را بہ تسخر بُرد

اُس شخص کا مُنہ ٹیڑھا رہ جانا جس نے آنحضورؐ کا نام تمسخر کے ساتھ لیا تھا

آں دہن کژ کرد و از تسخر بخواند — نامِ احمدؐ را دہانش کژ بماند
جس نے مُنہ ٹیڑھا کیا اور تمسخر سے لیا — احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام، اُسکا مُنہ ٹیڑھا رہ گیا

باز آمد کاے محمدؐ عفو کن — اے ترا الطاف و علمِ من لَدُن
واپس آیا کہ اے محمدؐ معاف کر دیجئے — اے (حضرت) آپکو مہربانیاں اور علمِ لدنی حاصل ہے

من ترا افسوس[۳] می کردم ز جہل — من بُدم افسوس را منسوب و اہل
میں نے جہالت کی وجہ سے آپ کا مذاق اُڑایا — حالانکہ تمسخر کے قابل اور مستحق تو میں تھا

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس دَرَد — مَیلش اندر طعنۂ پاکاں بَرَد
جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کی پردہ دری کرے — اُس کا میلان پاک لوگوں پر طعنہ زنی میں کر دیتا ہے

ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس — کم زند در عیبِ معیوباں نفس
اور اگر خدا چاہتا ہے کہ کسی کی عیب پوشی کرے — تو عیب داروں کے عیب بھی نہیں بیان کرتا

چوں خدا خواہد کہ ماں یاری کند — میل مارا جانبِ زاری کند
جب خدا ہماری مدد کرنا چاہتا ہے — تو ہمیں انکساری کی طرف مائل کر دیتا ہے

---

[۱] عَوان — عین کا فتحہ، واؤ کی تشدید، سخت گیر۔
مکرِ شیطان — مولانا فرماتے ہیں خدا کا شکر ہے شیطان خود اپنے جال میں پھنس گیا۔
[۲] ناکس — بے وجود، کمینہ
کژ ماندن — ٹیڑھا ہو جانا۔ جس طرح یہ یہودی بادشاہ اپنے کام سے خود ذلیل ہوا اُسی طرح آنحضور کا مذاق اڑانیوالا ذلیل ہوا۔ تسخر — تمسخر۔ علمِ لَدُنّی — وہ علم جو براہِ راست خدا سے بدون کسی بات کے واسطہ کے حاصل ہوا ہو۔
[۳] افسوس — اِستہزاء، تمسخر۔ اہل — قابل، صاحب۔ نفس زدن — سانس لینا، بات کرنا۔ یاری — مدد۔

اے خنک چشمیکہ اُو گریانِ[1] اُوست
بڑی مبارک ہے وہ آنکھ جو اُس کے لئے روتی ہے
وے ہمایوں دل کہ اُو بریانِ اُوست
اور وہ دل بہت مبارک ہے جو اُسکے لئے جل بھن رہا ہے

از پئے ہر گریہ آخر خندہ ایست
ہر رونے کے بعد بالآخر ہنسی ہے
مردِ آخر بیں مبارک بندہ ایست
انجام پر نظر رکھنے والا مبارک انسان ہے

ہر کجا آبِ رواں سبزہ بُوَد
جہاں کہیں آبِ رواں ہو، سبزہ ہوتا ہے
ہر کجا اشکِ رواں رحمت[2] شَوَد
جہاں کہیں اشکِ رواں ہو، رحمت ہوتی ہے

باش چوں دولاب نالاں چشم تر
رہٹ کی طرح نالاں اور گریاں رہ
تا ز صحنِ جانت بر روید خضر
تاکہ تیری روح کے صحن سے سبزہ اُگے

مرحمت فرمود سیّد عفو کرد
سیّد الکونین صلعم نے رحم فرمایا، معاف کر دیا
چوں ز جرأت توبہ کرد آں روئے زرد
جب اُس شرمندہ نے ہمت کر کے توبہ کی

رحم خواہی رحم کن بر اشکبار
تو رحم چاہتا ہے تو آنسو بہانے والے پر رحم کر
رحم خواہی بر ضعیفاں رحم آر
تو رحم چاہتا ہے تو کمزوروں پر رحم کر

عتاب کردن جہود آتش را کہ چرا نمی سوزد و جواب او

یہودی بادشاہ کا آگ پر غصہ کرنا کہ کیوں نہیں جلاتی اور اُسکا جواب

رُو بآتش کرد شہ کاے تند خُو
بادشاہ آگ کی طرف متوجہ ہوا کہ اے بدمزاج!
آں جہاں سوزِ طبیعی خوت کو
تیری دنیا کو جلانیوالی فطری عادت کہاں ہے؟

چوں نمیسوزی چہ شد خاصیّتت
تو جلاتی کیوں نہیں، تیری خاصیت کہاں گئی؟
یا ز بختِ ما دگر شد نیّتت
یا ہمارے نصیب سے تیری نیت بدل گئی

می نہ بخشائی تو بر آتش پرست
تو آگ کے پوجنے والے کو بھی نہیں بخشتی ہے
آنکہ نپرستد ترا چوں اُو برست
جو تجھے نہیں پوجتا وہ کیوں بچ گیا

ہر گز اے آتش تو صابر نیستی
اے آگ! تو صبر کرنیوالی ہرگز نہیں ہے
چوں نسوزی چیست قادر نیستی
کیوں نہیں جلاتی ہے؟ کیا ہے جو تو قادر نہیں ہے؟

چشم بند ست اے عجب یا ہوش[3] بند
ہائے تعجب! یہ نظر بندی ہے یا حواس بندی
چوں نسوزاند چنیں شُعلہ بلند
ایسا بلند شعلہ جلاتا کیوں نہیں ہے؟

جادوئے کردت کسے یا سیمیات
کسی نے تجھ پر جادو کیا ہے یا طلسم
یا خلافِ طبعِ تو از بختِ ماست
یا تیرا طبیعت کے خلاف (کام) ہمارے نصیبہ کی وجہ ہے؟

[1] گریاں۔ یعنی اللہ کے خوف سے۔ بریاں۔ یعنی اللہ کی محبت میں۔ آخر خندہ۔ ہر سختی کے بعد راحت ہوتی ہے۔ آخر بیں۔ جو شخص انجام پر نظر رکھتا ہے وہ قابلِ مبارکباد ہے۔

[2] رحمت۔ اللہ کے خوف سے تنہائی میں رو پڑنا اللہ کو بہت زیادہ محبوب ہے۔ خضر۔ سبزہ۔ سیّد۔ یعنی آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلم روئے زرد۔ شرمندہ، نادم خوت۔ خوئے تو۔ کو۔ کجا می نہ بخشائی۔ تو اپنے پجاریوں کو بھی نہیں بخشتی تو تے اُن کو جو کہ تجھے پوجتے نہیں کیوں نہیں جلایا۔ چشم بند۔ نظر بندی۔

[3] ہوش بند۔ جس سے انسان کے حواس گم ہو جائیں سیمیا۔ وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان اپنی شکل بدل لیتا ہے، موہوم چیزوں کو موجود کر کے دکھا دیتا ہے۔

جوابِ دادنِ آتش

گفت آتش من ہمانم آتشم
آگ نے کہا میں وہی آگ ہوں

اندر آتا تو ببینی تابشم[1]
اندر آجا، تاکہ تو میری گرمی دیکھے

طبعِ من دیگر نگشت و عنصرم
میری طبیعت اور اصل نہیں بدلی ہے

تیغِ حقم ہم بدستوری بُرم
میں خدا کی تلوار ہوں، اجازت ہی سے کاٹتی ہوں

بر درِ خرگہ سگانِ ترکماں
ترکمانوں کے کتے، خیمہ کے دروازہ پر

چاپلوسی کردہ پیشِ میہماں
مہمان کے آگے خوشامد کرتے ہیں

ور بجز گہ بگذرد بیگانہ رُو
اگر خیمہ کے پاس سے اجنبی گزرتا ہے

حملہ بیند از سگاں شیرانہ اُو
تو وہ کتوں سے شیروں جیسا حملہ دیکھتا ہے

من ز سگ کم نیستم در بندگی
میں غلامی میں، کتے سے کم نہیں ہوں

کم ز ترکے نیست حق در زندگی
اللہ تعالیٰ زندہ ہونے میں کسی ترک سے کم نہیں ہے

آتشِ طبعت اگر غمگیں کند
اگر تیرے مزاج کی آگ تجھے غمگین کرتی ہے

سوزش از امرِ ملیکِ دیں کند
دین کے مالک کے حکم سے سوزش کرتی ہے

آتشِ طبعت اگر شادی دہد
اگر تیرے مزاج کی گرمی، خوشی دیتی ہے

اندرو شادی ملیکِ دیں نہد
دین کا مالک، اس میں خوشی رکھدیتا ہے

چونکہ غم بینی تو استغفار[2] کن
جب تو غم دیکھے، تو توبہ کر

غم بامرِ خالق آمد کارکن
غم، خدا کے حکم سے کام کرتا ہے

چوں بخواہد عینِ غم شادی شود
جب وہ چاہتا ہے عینِ غم، خوشی بنجاتا ہے

عینِ بندِ پائے آزادی شود
خود بیڑی، آزادی بنجاتی ہے

باد و خاک و آب و آتش بندہ اند
ہوا، مٹی، پانی اور آگ غلام ہیں

بامن و تو مُردہ باحق زندہ اند
میرے اور تیرے اعتبار مُردہ ہیں لیکن اللہ کے نزدیک زندہ ہیں

پیشِ حق آتش ہمیشہ در قیام
آگ، اللہ کے سامنے ہمیشہ کھڑی ہے

ہمچو عاشق روز و شب بیجاں مدام
عاشق کی طرح، بے جان، دن اور رات مسلسل

سنگ بر آہن زنی آتش جہد
تو لوہے پر پتھر مارے گا آگ نکلے گی

ہم بامرِ حق قدم بیروں نہد
وہ بھی خدا کے حکم سے باہر نکلتی ہے

آہن و سنگ از ستم برہم مزن
ظلم کے لوہے اور پتھر کو باہم نہ ٹکرا

کایں دو میزایند ہمچو مرد و زن
اسلئے کہ دونوں مرد اور عورت کی طرح بچے دیتے ہیں

---

[1] تابش۔ تپش۔ عنصر۔ اصل مادہ۔ دستوری۔ حکم، اجازت۔ بُرم۔ بالکا ضم بُریدن کا فعل مضارع متکلم ہے۔ خرگہ۔ خیمہ۔ ترکماں۔ ترکوں کی ایک قوم ہے، ڈاکو۔ آتشِ طبعت جس طرح ظاہری آگ خدا کے حکم کی پابند ہے، اسی طرح باطنی آگ بھی خدا کے حکم کی پابند ہے۔ ملیک۔ مالک۔ دین۔ بدلہ، جزاء۔

[2] استغفار۔ توبہ، غم کا سبب گناہ ہے۔ عینِ غم۔ خدا اسباب کی تاثیرات بدل دیتا ہے۔ باد جسقدر عناصر ہیں خدا کے حکم کے پابند ہیں اور اُس کے احکام کو سمجھتے ہیں صرف آگ ہی خدا کے حکم کی پابند نہیں ہے آتش۔ آگ اللہ کے احکام کی منتظر رہتی ہے۔ قدم بیروں نہادن۔ پیدا ہونا۔

سنگ و آہن خود سبب آمد ولیک
پتھر اور لوہا خود سبب ہیں لیکن

تو ببالاتر نگر[1] اے مردِ نیک
اے نیک مرد! تو زیادہ اونچا دیکھ

کیں سبب را آں سبب آورد پیش
اِس لئے کہ اِس سبب کو اُس سبب نے پیدا کیا ہے

بے سبب کے شد سبب ہرگز ز خویش
کوئی سبب، بلا کسی سبب کے خود بخود کب ہوا ہے؟

ایں سبب را آں سبب عامل کند
اِس سبب کو وہ سبب، عمل کرنے والا بناتا ہے

باز گاہے بے بر و عاطل کند
پھر کبھی بے پر، اور معطل بنا دیتا ہے

واں سببہا کانبیا را رہبر ست
وہ اسباب جو انبیاء کے رہنما ہیں

آں سببہا زیں سببہا برتر ست
وہ اسباب، اِن اسباب سے بالا تر ہیں

ایں سبب را محرم آمد عقلِ ما
اِس سبب سے ہماری عقل واقف ہے

واں سببہا راست محرم انبیا
اور اُن اسباب کو انبیاء جانتے ہیں

ایں سبب چہ بود بتازی گو رسن
یہ سبب کیا ہوتا ہے؟ عربی میں کہدے رسّی

اندریں چہ[2] ایں رسن آمد بفن
اس کنوئیں میں یہ رسّی تدبیر سے آئی ہے

گردشِ چرخ[3] ایں رسن را علت ست
گھِرّی کی گردش، اِس رسّی کی علت ہے

چرخ گرداں را ندیدن زلت ست
گھِرّی گھمانے والے کو نہ دیکھنا غلطی ہے

ایں رسنہائے سببہا در جہاں
دنیا میں اِن اسباب کی رسیوں کو

ہاں و ہاں زیں چرخِ سرگرداں مداں
ہرگز، ہرگز اِس گھومنے والے چرخ (آسمان) کی وجہ سے نہ جان

تا نمانی صفر[4] و سرگرداں چو چرخ
تاکہ تو خالی، اور آسمان کی طرح سرگرداں نہ رہے

تا نہ سوزی تو ز بے مغزی چو مرخ[5]
اور بے عقلی کی وجہ سے مرخ کی طرح نہ جلے

باد و آتش میشوند از امرِ حق
ہوا، اور آگ اللہ کے حکم سے وجود میں آتے ہیں

ہر دو سرمست آمدند از خمرِ حق
اللہ کی شراب سے دونوں مست ہیں

آبِ حلم و آتشِ خشم اے پسر
اے بیٹا! بُردباری کا پانی اور غصہ کی آگ

ہم ز حق بینی چو بکشائی نظر
بھی تو اللہ کی جانب سے دیکھیگا اگر آنکھ کھولیگا

گر نبودے واقف از حق جانِ باد
ہوا کی جان، اگر اللہ سے واقف نہ ہوتی

فرق کے کردے میانِ قومِ عاد
قوم عاد (کے نیک و بد) میں کب فرق کرتی؟

قصۂ ہلاک کردنِ باد قومِ ہود علیہ السلام را

ہوا کا ہود علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کرنے کا قصہ

---

۱ ببالاتر نگر- حقیقتہً اللہ تعالیٰ مُسبّبُ الاسباب ہے یعنی اسباب میں تاثیرات وہی پیدا کرتا ہے- آں سبب- اللہ تعالیٰ- عقلِ ما- عوام کی نگاہ اسبابِ ظاہری پر رہتی ہے، انبیاء کی نظر مسببُ الاسباب پر رہتی ہے- رسن- ڈول کے کھینچنے کا سبب بظاہر رسّی ہے لیکن حقیقی سبب رسّی کو کھینچنے والا ہے-

۲ چہ- چاہ، کنواں-

۳ گردشِ چرخ- فلاسفہ آسمان کو مسبب الاسباب مانتے ہیں- مولانا نے فرمایا کہ اسباب بمنزلہ رسّی کے ہیں اور آسمان بمنزلہ گھِرّی ہے اور اصل سبب گھِرّی کو گھمانے والا اللہ تعالیٰ ہے- چرخ- فلاسفہ فلکُ الافلاک کی گردش کو سبب حقیقی قرار دیتے ہیں-

۴ صفر- خالی-

۵ مرخ- ایک درخت ہے جس سے آگ نکالتے ہیں- میشوند- وجود میں آتے ہیں- خمر- یعنی شرابِ محبت- عاد- ایک قوم کا نام ہے جس میں حضرت ہودؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا، اُن کی سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے اُن پر ہوا کو مسلط کیا گیا جس نے اُن میں سے کافروں کو ہلاک کر دیا-

هُود گردِ مومناں خطّے کشید — نرم میشد باد کانجا میرسید
مومنوں کے چاروں طرف حضرت ہودؑ نے خط کھینچ دیا — جب ہوا اُس جگہ پہونچتی، نرم پڑ جاتی

ہر کہ بیروں بُود زاں خط جملہ را — پارہ پارہ می شکست اندر ہوا
جو اُس خط کے باہر تھا، سب کو — ہوا اندر سے ٹکڑے ٹکڑے کر رہی تھی

ہمچنیں شیبانِ راعی می کشید — گِرد بر گِرد رمہ خطّے پدید
اسی طرح (حضرت) شیبان چرواہے کھینچ دیتے تھے — ریوڑ کے چاروں طرف نمایاں خط

ق

چوں بجمعہ میشد اُو وقتِ نماز — تا نیارد گرگ آں جا تُرک تاز
جب نماز کے وقت جمعہ کو جاتے — تاکہ اُس جگہ بھیڑیا غارتگری نہ کرے

ہیچ گرگے در نرفتے اندراں — گوسپندے ہم نگشتے زاں نشاں
اُس میں کوئی بھیڑیا نہ گھستا — کوئی بکری بھی اُس علامت سے باہر نہ نکلتی

بادِ حرصِ گرگ و حرصِ گوسپند — دائرہ مردِ خدا را بُود بند
بھیڑیئے کی حرص اور بکری کی حرص کی ہوا — (اُس) مردِ خدا کے دائرہ میں بند تھی

ہمچنیں بادِ اجل با عارفاں — نرم و خوش ہمچو نسیمِ بوستاں
اسی طرح، اولیاء اللہ پر موت کی ہوا — باغ کی نسیم کی طرح نرم اور خوشگوار ہے

آتشِ ابراہیمؑ را دنداں نزد — چوں گزیدہ حق بُود چونش گزد
آگ نے (حضرت) ابراہیمؑ کو تکلیف نہیں پہونچائی — جبکہ اللہ کا برگزیدہ ہو وہ کس طرح گزند پہونچائے؟

آتشِ شہوت نسوزد اہلِ دیں — باغیاں را بُردہ تا قعرِ زمیں
دینداروں کو شہوت کی آگ نہیں جلاتی ہے — سرکشوں کو زمین کی تہ میں لیجاتی ہے

موجِ دریا چوں بامرِ حق بتاخت — اہلِ موسیٰ را ز قبطی وا شناخت
دریا کی موج جونکہ خدا کے حکم سے اٹھی — موسیٰ والوں کو قبطی سے پہچان لیا

خاکِ قاروں را چو فرماں در رسید — با زر و تختش بقعرِ خود کشید
قاروں کی زمین کو جب حکم پہونچا — اس کو دولت اور تخت کے ساتھ اپنی گہرائی میں کھینچ لیا

آب و گل چوں از دمِ عیسیٰ چرید — بال و پر بکشاد و مرغے شد پدید
مٹی اور پانی نے جب حضرت عیسیٰ کی پھونک کو چکھا — بال اور پر کھولے اور پرندہ ہو گیا

از دہانت چوں بر آید حمدِ حق — مرغِ جنت سازدش ربّ الفلق
جب تیرے منہ سے اللہ کی تعریف نکلتی ہے — صبح کا رب اُس کو جنت کا پرندہ بنا دیتا ہے

لہ شیبان - ایک ولی کا نام ہے - راعی - چرواہا - رمہ - ریوڑ - پدید - ظاہر، نمایاں نشان - یعنی وہ خط جو شیبان نے کھینچا تھا - باد - چونکہ گزشتہ اشعار میں ہوا کے تابع فرمان ہونے کا ذکر تھا اس جگہ پر لفظ باد ہی استعمال کیا ہے یعنی بھیڑیئے کو دائرہ میں داخل ہونے اور بکریوں کو دائرے سے نکلنے کی حرص تھی - اجل - اولیاء اللہ پر موت کے بہتر آثار طاری ہوتے ہیں۔

سہ قعر - گہرائی، یہاں دوزخ مراد ہے - دریا - فرعون نے حضرت موسیٰؑ کا تعاقب کیا تو دریائے نیل کی موجوں نے اُس کو اور اُس کی قوم قبطیوں کو غرق کر دیا - قارون - حضرت موسیٰ کا چچیرا بھائی، بہت مالدار تھا - حضرت موسیٰ کو اُس نے بہت ستایا تو مع خزانوں کے زمین میں دھنسا دیا گیا - دمِ عیسیٰ - حضرت عیسیٰ نے چمگادڑ جیسی شکل کا ایک پرندہ گارے سے بنایا اور اس پر دم کیا تو وہ اڑنے لگا۔

ہست تسبیحت[1] بجائے آب و گِل
تیرا سبحان اللہ کہنا جو بجائے پانی و مٹی کے ہے
مُرغِ جنت شد زِ نفخِ صدقِ دل
دل کی سچائی کی پھونک سے جنت کا پرندہ بنا

کوہِ طور از نورِ موسیٰؑ شد برقص
کوہِ طور حضرتِ موسیٰؑ کے نور سے رقص میں آگیا
صوفیِ کامل شد و رست از نقص
باکمال صوفی بن گیا اور نقص سے بری ہوگیا

چہ عجب[2] گر کوہ صوفی شد عزیز
اے عزیز! اگر پہاڑ صوفی ہوگیا تو کیا تعجب ہے
جسمِ موسیٰؑ از کلوخے بود نیز
حضرتِ موسیٰؑ کا جسم بھی تو مٹی کا ہی تھا

طنز و انکار کردن بادشاہِ جہود نصیحتِ ناصحاں را

یہودی بادشاہ کا نصیحت کرنے والوں کی نصیحت پر طنز اور انکار

ایں عجائب دید آں شاہِ جہود
(جب) یہودی بادشاہ نے یہ عجائب دیکھے
جز کہ طنز و جز کہ انکارش نبود
سوائے طنز اور سوائے انکار کے اُسے کچھ نہ ہوا

ناصحاں گفتند از حد مگذراں
نصیحت کرنیوالوں نے کہا، حد سے نہ گذر
مرکبِ استیزہ را چنداں مراں
جھگڑے کی سواری کو اس قدر تیز نہ دوڑا

بگذر از کشتن مکن ایں فعلِ بد
قتل کرنا چھوڑ دے، یہ بُرا کام نہ کر
بعد ازیں آتش مزن در جانِ خود
اس کے بعد اپنی جان میں آگ نہ لگا

ناصحاں را دست بست و بند کرد
اس نے نصیحت کرنیوالوں کے ہاتھ باندھے اور قید کردیا
ظُلم را پیوند در پیوند کرد
ظُلم کو پیوند در پیوند کر دیا

بانگ آمد کار چوں اینجا رسید
جب کام یہاں تک پہنچا، آواز آئی
پائے دار اے سگ کہ قہرِ ما رسید
اے کتے! ٹھہر ہمارا قہر آپہونچا ہے

بعد ازاں آتش چہل گز بر فروخت
اس کے بعد آگ چالیس گز ابھری
حلقہ گشت و آں جہوداں را بسوخت
گھیر ڈالا اور اُن یہودیوں کو جلا دیا

اصلِ ایشاں بود ز آتش[3] ز ابتدا
اُن کی اصل شروع ہی سے آگ تھی
سوئے اصلِ خویش رفتند انتہا
بالآخر اپنی اصل کی طرف چلے گئے

ہم ز آتش زادہ بودند آں فریق
وہ لوگ آگ ہی سے پیدا ہوئے تھے
جزوہا را سوئے کُل باشد طریق
اور اجزاء کا کُل کی طرف راستہ ہوتا ہے

ہم ز آتش زادہ بودند آں خساں
وہ کمینے آگ سے پیدا ہوئے تھے
حرف میراندند از نار و دُخاں
آگ اور دھوئیں کی بات کرتے تھے

[1] تسبیحت۔ تمہارا سبحان اللہ کہنا بمنزلہ گارے کے پرندہ کے ہے اسے صدقِ دل سے کہنا بمنزلہ دمِ عیسیٰ کے ہے۔ کوہ رقص۔ حضرت موسیٰؑ طور پر گئے اور اُن کے لئے تجلی رب نما ہوئی تو طور پہاڑ کو وجد آگیا اور اُس میں صفتِ انسانی یعنی حرکتِ وجدی پیدا ہوگئی اور اُس کا نقصِ جمادیت ختم ہوگیا۔

[2] چہ عجب۔ حضرت موسیٰؑ سرخیلِ صوفیاء بھی مٹی کے بنے ہوئے تھے اگر مٹی کا پہاڑ صوفی بن گیا تو کیا تعجب ہے۔ ناصحاں۔ ناصح کی جمع۔ نصیحت کرنیوالے۔ استیزہ۔ لڑائی۔ جھگڑا۔ در جانِ خود۔ چونکہ یہ ظلم جہنم میں جلنے کا سبب بنیگا۔

[3] ز آتش۔ یہ بھی شیاطین تھے اور شیطان آگ سے بنا ہے۔ اس بنا پر جبکہ آگ سے بنے تھے آگ میں جلے۔ خس۔ کمینہ۔ حرف راندن۔ بات کرنا۔ دُخان۔ دال کے ضمہ کے ساتھ۔ دھواں۔

برجستن آتش *

آتشے بودند مومن سوز و بس — سوخت خود آتش مراُیشاں را چو خس
زہ محض مومن سوز، آگ تھے — آگ نے خود اُن کو تنکے کی طرح جلا دیا

آنکہ اُو بودست اُمّ الہاوِیہ — ہاویہ آمد مراُورا زاویہ
جو شخص ہاویہ (دوزخ) کی جڑ ہے — ہاویہ ہی اُس کا گوشہ بنی

مادرِ فرزند جویائے وےست — اَصلہا مرفرعہا را دَرپے است
بچے کی ماں اپنے بچے کی جویا ہے — جڑیں. شاخوں کے درپے ہیں

آب اندر حوض گر زندانی ست — باد نشفش میکند کارکانی ست
پانی اگرچہ حوض میں بند ہے — ہوا اُسکو جذب کرتی ہے کیونکہ وہ عنصری ہے

مے رہاند می بُرد تا معدنش — اندک اندک تا نہ بینی بُردنش
(ہوا) اُس کو رہائی دیتی ہے اور سے معدن تک پہنچاتی — تھوڑا تھوڑا تاکہ تم اُس کے لیجانے کو نہ دیکھو

ویں نفس جانہائے ما را ہمچناں — اندک اندک دُزد داز حبسِ جہاں
اسی طرح یہ سانس ہماری جانوں کو — دنیا کے قیدخانہ سے تھوڑا تھوڑا چُراتا ہے

تا الیہ یصعد اطیابُ الکلم — صاعداً منّا الیٰ حیثُ علم
یہانتک کہ پاک کلمات اُس اللہ کی طرف چڑھتے ہیں — ہماری طرف سے اُس جگہ تک چڑھتے ہیں جسکو وہ جانتا ہے

ترتقی انفاسنا بالاتقاء — متحفاً منّا الیٰ دار البقاء
پرہیزگاری کی وجہ سے ہمارے سانس چڑھتے ہیں — ہماری جانب سے بطور تحفہ کے دارالبقاء تک

ثمّ یاتینا مکافاتُ المقال — ضعف ذاک رحمۃ من ذی الجلال
پھر کلمات کا بدلہ ہمیں ملتا ہے — اُس کا دوگنا ذوالجلال کی رحمت سے

ثمّ یُلجینا الیٰ امثالہا — کی ینال العبد مِمّا نالہا
پھر وہ ہمیں مجبور کرتا ہے اُن جیسوں پر — تاکہ بندہ حاصل کرے وہی جو اُسنے حاصل کر چکا ہے

ھٰکذا تعرج وتنزل دائماً — ذا فلا زالت علیہ قائماً
اسی طرح وہ چڑھتے اور اُترتے ہیں ہمیشہ — یہ، تو وہ اُس پر ہمیشہ قائم ہیں

پارسی گوئیم یعنی ایں کشش — زاں طرف آمد کہ آمد ایں چشش
ہم فارسی میں کہتے ہیں یعنی یہ کشش — اُس طرف سے آئی ہے کہ جس طرف سے یہ ذوق آیا ہے

چشم ہر قومے بسوئے ماندہ است — کاں طرف یک روز ذوقے راندہ است
ہر قوم کی نظر اُس طرف رہتی ہے — کہ جس طرف ایک دن کوئی مزا حاصل کیا ہے

نرخس۔ تنکا۔ ہاویہ۔ دوزخ کے طبقے کا نام ہے۔ یہ قرآن پاک کی آیت اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُمُّہٗ ہَاوِیَۃٌ کا اقتباس ہے یعنی جس کے نیک اعمال ہلکے ٹھہرے اُسکے ٹھکانا ہاویہ ہے۔ زاویہ۔ کونہ، گوشہ۔ مادر۔ کفار کی ماں جہنم ہے لہذا اُنکو طلب کریگی۔ زندانی۔ قیدی۔ نشف۔ چوسنا، خشک کر دینا۔ یہ کھینچ سکتی ہے۔ ارکانی است، ارکان چاروں عنصروں کو کہا جاتا ہے یعنی پانی بھی عنصر ہے اور ہوا بھی لہذا ہوا پانی کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ معدن۔ کان۔ یہاں پانی کا کرہ مراد ہے۔ جانہا۔ چونکہ روح عالم بالا کی چیز ہے تو سانس کی ہوا اُسکو رفتہ رفتہ اُس کے اصل مقام پر پہنچا دیتی ہے۔

اطیاب۔ طیب کی جمع ہے، پاکیزہ۔ الکلم۔ کاف کا فتحہ اور لام کے کسرہ کے ساتھ کلمہ کی جمع یعنی کلماتِ طیبات کا بھی اصل مقام ملاءِ اعلیٰ ہے لہذا وہ اپنے مقام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ انفاس۔ نفس نون اور فاء کے فتحہ کے ساتھ کی جمع ہے، سانس۔ متحف۔ وہ چیز جو تحفہ میں پیش کیجائے۔ دار البقاء۔ آخرت۔ مکافات۔ بدلہ، معاوضہ۔ مقال۔ گفتگو، کلمات طیبات مراد ہیں۔ ضعف ضاد کے کسرہ کے ساتھ، دوگنا۔ ذی الجلال۔ مقرب حق۔

یلجینا۔ الجاء سے بنا ہے۔ مجبور کرنا۔ مراتب تک یعنی مکافات کی طرف لوٹتی ہیں۔ تعرج۔ کلمات طیبات پر چڑھتی ہیں۔ تنزل۔ خدا کی رحمت اترتی ہے۔ علیہ یعنی عروج و نزول۔ چشش۔ چشیدن کا ماحصل مصدر ہے۔ حاصل یعنی انسان کو جس چیز کا ذوق ہوتا ہے اسی کی طرف کھنچتا ہے۔

ذوقِ جنس از جنسِ خود باشد یقیں — ذوقِ جزو از کُلِ خود باشد ببیں

یقیناً جنس کو اپنی جنس سے ذوق ہوتا ہے — دیکھو جزو کا ذوق اپنے کُل سے ہوتا ہے

یا مگر آں قابلِ جنسے بُوَد — چوں بدو پیوست جنسِ اُو شُود

یا شاید وہ چیز جنس کو قبول کرنیوالی ہے — جب اُس جنس سے ملے اسی جنس کی ہوجائے

ہمچو آب و ناں کہ جنسِ ما نبُود — گشت جنسِ ما و اندر ما فزُود

جیسے پانی اور روٹی ہماری جنس کا نہ تھا — ہماری جنس بنگیا اور ہم میں اضافہ کردیا

نقشِ جنسیت ندارد آب و ناں — ز اعتبارِ آخر آنرا جنس داں

پانی اور روٹی جنسیت کی صورت نہیں رکھتے — لیکن انجام کے اعتبار سے انکو جنس سمجھو

ور بغیرِ جنس باشد ذوقِ ما — آں مگر مانند باشد جنس را

اور اگر غیر جنس سے ہمارا ذوق ہوگا — وہ شاید ہماری جنس سے مناسبت رکھتا ہو

آنکہ مانند ست باشد عاریت — عاریت باقی نماند عاقبت

جو مشابہ ہے وہ عارضی ہوتا ہے — انجام کار عارضی چیز باقی نہیں رہتی

مُرغ را گر ذوق آید از صفیر — چونکہ جنسِ خود نیابد شد نفیر

پرندہ کو اگر سیٹی سے لُطف آتا ہے — جب وہ اپنی جنس کو نہیں پاتا، بھاگ جاتا ہے

تشنہ را گر ذوق آید از سراب — چوں رسد در وے گریزد جوید آب

پیاسے کو، اگر سراب سے ذوق آتا ہے — جب اُسمیں پہونچتا ہے، بھاگتا ہے، پانی کی جستجو کرتا ہے

مُفلساں گر خوش شوند از زرِ قلب — لیک آں رُسوا شود در دارِ ضرب

مُفلس، اگر کھوٹے سونے سے خوش ہوتے ہیں — لیکن وہ ٹکسال میں جاکر بے قدر ہو جاتا ہے

تا زراندودیت از رہ نفگند — تا خیالِ کژ ترا چہ نفگند

خبردار! کوئی ملمع ساز تجھے، راستہ سے نہ بھٹکادے — خبردار کج خیالی تجھے کنوئیں میں نہ گرادے

از کلیلہ باز جو آں قصہ را — و اندر آں قصہ طلب کُن حصہ را

اُس قصہ کو کلیلہ دمنہ میں تلاش کر — اور اُس قصہ میں اپنا حصہ طلب کر

در کلیلہ خواندہ باشی لیک آں — قشر و افسانہ بُوَد نے مغزِ جاں

تو نے کلیلہ میں پڑھا ہوگا لیکن وہ — چھلکا اور افسانہ تھا نہ کہ جان کا مغز

قصہ نخچیراں و بیانِ توکّل و ترکِ جہد کردن

شکار کے جانوروں کا قصہ اور توکّل اور کوشش ترک کردینے کا بیان

لہ یا مگر۔ در اصل تو ہر ایک کو اپنی جنس سے ذوق ہوتا ہے اور کبھی اُس چیز سے بھی ذوق ہوتا ہے جو فی الحال تو ہم جنس نہیں ہے لیکن بعد میں ہم جنس بنجاتی ہے جیسے روٹی پانی کہ وہ انسان کی جنس میں سے نہیں ہے لیکن انسانی بدن میں جاکر انسان کا جزو بنجاتی ہے۔

ٹہ آں مگر۔ کبھی ذوق اِس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ چیز حقیقتاً ہم جنس تو نہیں ہے لیکن ہم جنس سے مشابہت رکھتی ہے لیکن یہ ذوق بہت عارضی ہے۔ مُرغ۔ پرندہ، شکاری کی سیٹی کی طرف اِسوجہ سے کھنچتا ہے کہ وہ اُس کے ہم جنس پرندہ کی آواز سے مُشابہت رکھتی ہے لیکن فوراً ہی حقیقت کھُلنے پر بھاگتا ہے۔ سَراب۔ چمکتا ہوا ریتہ جو دور سے پانی نظر آتا ہے۔ زرِ قلب۔ کھوٹا سونا۔ دارِ ضرب۔ ٹکسال۔ تا۔ یہاں سے مولانا کا قول شروع ہوتا ہے۔ کژ۔ کج۔

ٹہ کلیلہ دمنہ۔ مشہور کتاب ہے۔ کلیلہ اور دمنہ دو فرضی گیدڑوں کے نام ہیں جنکی زبانی بہت نصیحت آمیز قصے کہانیاں نقل کی گئی ہیں یہ اصل کتاب سنسکرت میں تھی پھر اُس کا فارسی ترجمہ ہوا اور پھر خلیفہ ہارون الرشید نے فارسی سے عربی میں منتقل کرائی اب اُس کے سنسکرت اور فارسی کے نسخے مفقود ہیں عربی نسخے سے یہ کتاب دنیا کی مشہور زبانوں میں منتقل ہوئی ہے۔ قشر۔ چھلکا۔ افسانہ۔ کہانی۔ جہد۔ جیم کا فتحہ اور ضمہ دونوں صحیح ہیں۔ ۱۲ م

جہد۔ کوشش۔ محنت۔

طائفہ[1] نخچیر در وادیِ خوش — بود شاں با شیر دائم کشمکش
شکار کے جانوروں کی ایک ٹکڑی، عمدہ وادی میں — اُن کی شیر کے ساتھ مستقل کشمکش رہتی تھی

بسکہ آں شیر از کمیں در می ربود — آں چرا بر جملہ ناخوش گشتہ بود
چونکہ وہ شیر گھات سے اٹھا لیجاتا تھا — وہ چراگاہ سب کے لئے ناگوار ہوگئی تھی

حیلہ کردند آمدند ایشاں بہ شیر — کز وظیفہ ما ترا دادیم سیر
انہوں نے تدبیر کی، وہ شیر کے پاس آئے — کہ تجھے ہم نے پیٹ بھر کر خوراک دینا منظور کیا

جز وظیفہ در پئے صیدے میا — تا نگردد تلخ بر ما ایں گیا
راتب کے علاوہ کسی شکار کے پیچھے نہ آ — تاکہ یہ گھاس ہمارے لئے کڑوی نہ بنے

جوابِ شیر نخچیراں را و بیان خاصیت جہد
شیر کا شکار کو جواب دینا اور کوشش کی خاصیت کا بیان

گفت آرے گر وفا بینم نہ مکر — مکرہا دیدم بسے از زید و بکر
اس نے کہا، ہاں اگر میں وفاداری دیکھوں نہ مکاری — زید و بکر سے میں نے بہت مکر دیکھے ہیں

من ہلاک[2] قول و فعلِ مردُمم — من گزیدہ زخمِ مار و کژدُمم
میں لوگوں کے قول اور فعل سے تباہ ہوں — میں سانپ اور بچھو کا زخم خوردہ ہوں

نفسِ ہر دم از درونم در کمیں — از ہمہ مردم بتر در مکر و کیں
میرے اندر سے نفس ہر وقت گھات میں ہے — مکر اور کینہ میں سب انسانوں سے بدتر ہے

گوشِ من لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِن شنید — قولِ پیغمبر بجان و دل گزید
میرے کان نے لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِن سنا ہے — پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قول کو جان و دل سے اختیار کر لیا ہے

باز ترجیح نہادنِ نخچیراں توکل را بر جہد و اکتساب[3]
شکاریوں کا کوشش اور کمانے پر توکل کو پھر ترجیح دینا

جملہ گفتند اے امیرِ با خبر — الحذر دع لیس یغنی عن قدر
سب نے کہا اے باخبر سردار! — احتیاط کو چھوڑ، وہ تقدیر سے بے نیاز نہیں کرتی ہے

در حذر شوریدنِ شور و شر ست — رو توکل کن توکل بہتر ست
بچاؤ میں، شور و شر کا برانگیختہ ہونا ہے — جا، توکل کر، توکل بہتر ہے

با قضا پنجہ مزن اے تند و تیز — تا نگیرد ہم قضا با تو ستیز
اے تند و تیز! خدائی فیصلہ کا مقابلہ نہ کر — تاکہ خدائی فیصلہ تجھ سے برسرِ پیکار نہ ہو

---

[1] طائفہ - جماعت، گروہ۔ وادیِ خوش - سرسبز میدان۔ نخچیر - شکار کرنا، شکارگاہ، شکار کیا ہوا جانور، وہ جانور جس کا شکار کھیلا جاتا ہے۔ کش مکش صیغۂ امر و نہی کا مجموعہ ہے جیسے گو مگو، کھینچا تانی۔ بسکہ - چونکہ۔ کمیں - گھات کی جگہ۔ چَرا - جیم فارسی کے فتحہ کے ساتھ چریدن سے، چراگاہ۔ حیلہ - تدبیر، مکر۔ وظیفہ - روزینہ، راتب۔ سیر - پیٹ بھر کھانا۔ گیا - گھاس۔ آرے - مجھے منظور ہے، ہاں۔ زید و بکر - یعنی عام انسان۔

[2] ہلاک - برباد۔ مردُم - لوگ۔ گزیدہ - ڈسا ہوا۔ مار - سانپ۔ کژدم - ٹیڑھی دم والا، بچھو۔ نفس - یہاں سے مولانا نے نفسِ امّارہ کے مکر کا ذکر شروع کیا ہے۔ لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِن - حدیث ہے لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَیْنِ مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جا سکتا۔

[3] اکتساب - کمانا۔ الحذر - پرہیز، بچاؤ، چوکنا رہنا۔ احتیاط۔ دَع - امر کا صیغہ، وَدَعَ یَدَعُ سے، چھوڑ دے۔ قدر - تقدیر، فیصلۂ الٰہی۔ شوریدن - برانگیختہ ہونا۔ فتنہ بپا ہونا۔ شر - برائی۔ تدبیر اور دیگر اسباب کو جو غیر حقیقی سمجھتے ہیں، زندیق سمجھے جاتے ہیں۔ پنجہ زدن - مقابلہ کرنا۔ ستیز - جنگ و جدل۔

مُردہ[1] باید بود پیشِ حکمِ حق — تا نیاید زحمت از رَبُّ الفَلَق
اللہ کے حکم کے سامنے مُردہ ہو جانا چاہیے — تاکہ ربُّ الفلق کی جانب سے عذاب نہ آئے

باز ترجیح نہادنِ شیر جہد را بر توکّل و تسلیم
شیر کا پھر کوشش کو توکّل اور تسلیم پر ترجیح دینا

گفت آرے گر توکّل رہبر ست — ایں سبب ہم سُنّتِ پیغمبر ست
اُس نے کہا بیشک اگرچہ توکّل راہ نما ہے — یہ سبب (اختیار کرنا) بھی پیغمبر کی سنّت ہے

گفت پیغمبر بآوازِ بلند — بر توکّل زانوئے اُشتر بہ بند
پیغمبرؐ نے بلند آواز سے کہا ہے — توکّل کے ساتھ اونٹ کے گھٹنے باندھ دو

رمزِ اَلکاسِبُ حَبِیبُ اللّٰہ[2] شنو — از توکّل در سبب کاہل مشو
اَلکاسِبُ حَبِیبُ اللّٰہ کا نکتہ سُنو — توکّل کی وجہ سے سبب کے معاملہ میں سُست نہ ہو

در توکّل کسب و جہد اولیٰ تر ست — تا حبیبِ حق شوی ایں بہتر ست
توکّل میں کمائی اور کوشش زیادہ بہتر ہے — تاکہ تو اللہ کا محبوب بن جائے، یہ بہتر ہے

رَو توکّل کُن تو با کسب اے عَمُو — جہد می کُن کسب می کُن مُو بمُو
اے چچا! جا، مع کوشش کے توکّل کر — کوشش کر، کمائی کر، سر بسر

جہد کن جِدّے نما تا وا رہی[3] — گر تو از جہدش بمانی اَبلہی
کوشش کر، تن دہی کر تاکہ نجات پائے — اگر تو اس کی کوشش سے باز رہا تو بیوقوف ہے

باز ترجیح نخچیراں توکّل را از جہد و کسب
پھر شکاروں کا توکّل کو کوشش اور کمائی پر ترجیح دینا

قوم گفتندش کہ کسب از ضعفِ خَلق — لقمۂ تزویر داں بر قدرِ حلق
قوم نے اُس سے کہا کہ کوشش لوگوں کی کمزوری کی وجہ سے ہے — اور اُس کو بقدرِ حلق فریب کا لقمہ سمجھ

پس بداں کہ کسبہا از ضعف خاست — در توکّل تکیہ بر غیرے خطا ست
پس جان لے کہ کوششیں ضعف کی وجہ سے پیدا ہوئیں — توکّل میں، غیر پر بھروسہ غلط ہے

نیست کسبے از توکّل خوب تر — چیست از تسلیم خود محبوب تر
کوئی کوشش، توکّل سے بہتر نہیں ہے — رضا و تسلیم سے زیادہ محبوب کیا چیز ہے؟

بس گریزند از بلا سوئے بلا — بس جہند از مار سوئے اژدہا
بہت لوگ ایک مصیبت سے دوسری مصیبت کی طرف بھاگتے ہیں — بہت لوگ سانپ سے اژدہے کی طرف کودتے ہیں

---

[1] مُردہ بُودن - یعنی سرِ تسلیم خم کرنا - زحمت - صدمہ، مار پیٹ، عذاب - رَبُّ الفَلَق صبح کی سفیدی پیدا کرنیوالا، اللہ تعالےٰ - سبب - اسباب کو اختیار کرنا "آنحضورؐ کی" سنّت ہے - بآوازِ بلند - علی الاعلان - زانوئے اُشتر - آنحضورؐ نے فرمایا ہے اِعقِل وَ تَوَکَّل - اونٹ کے رسّی باندھ اور خدا پر بھروسہ کر، یعنی حفاظت کے جو اسباب ہیں وہ بھی اختیار کر۔

[2] الکَاسِبُ حَبِیبُ اللّٰہِ - کسب کرنیوالا اللہ کا محبوب ہے - یہ مشہور مقولہ ہے کاہل - سُست، یعنی انسان کو اسباب اختیار کرنے میں سُستی نہ کرنی چاہیے - در توکّل - انسان کا محنت کرنا اور اسبابِ دنیوی اختیار کرنا توکّل کے خلاف نہیں ہے - عَمُو - چچا، بزرگ - مُو بمُو - سر بسر، پوری طرح - جِدّ - جیم کے کسرہ سے، کوشش -

[3] وا رَہی - جدا - رَہی رہیدن کا فعلِ مضارع، چھوٹنا - اَبلہ - بیوقوف - خَلق - مخلوق - تزویر - مکر و فریب - ضعف - یعنی انسان کو کسب اس لئے کرنا پڑتا ہے کہ اُس کے عقیدے میں کمزوری آگئی ہے، خدا پر پورا بھروسہ نہیں کرتا ہے - تکیہ - بھروسہ - تسلیم - خدا کے حکم پر سر جھکا دینا -

حیلہ کرد انسان و حیلش دام بود — آنکہ جاں پنداشت خوں آشام بود
انسان نے تدبیر کی اور اُس کی تدبیر جال تھی — جس کو جان سمجھا وہ خون پینے والی تھی

در ببست و دشمن اندر خانہ بود — حیلۂ فرعون زیں افسانہ بود
(اُس نے) دروازہ بند کر لیا اور دشمن گھر ہی میں تھا — فرعون کی تدبیر اسی قسم کی تھی

صد ہزاراں طفل کُشت آں کینہ کش — وانکہ اُو می جُست اندر خانہ اش
اُس کینہ والے نے لاکھوں بچے مار ڈالے — اور جس کو وہ تلاش کرتا تھا اُسکے گھر میں تھا

دیدۂ ما چوں بسے علت در وست — رَو فنا کُن دید خود در دید دوست
جبکہ ہماری نگاہ میں بڑی خرابیاں ہیں — جا، اپنی صوابدید کو دوست کی صوابدید میں فنا کردے

دیدِ ما را دیدِ اُو نعم العوض — ہست اندر دیدِ او کلی غرض
اُس کی صوابدید ہماری صوابدید کا بہترین بدلہ ہے — اُس کی صوابدید میں تمام مقاصد موجود ہیں

طفل تا گیرا و تا پویا نہ بُود — مرکبش جز گردنِ بابا نہ بُود
بچہ جب تک پکڑنے والا اور چلنے والا نہ تھا — بابا کی گردن کے علاوہ اُس کی سواری نہ تھی

چوں فضولی کرد و دست و پا نمود — در عنا افتاد و در کور و کبود
جب اُس نے بیکار بات کی اور ہاتھ پیر نکالے — (تو) مشقت و مصیبت اور اندھیرے میں پھنس گیا

جانہائے خلق پیش از دست و پا — می پریدند از وفا اندر صفا
لوگوں کی روحیں، ہاتھ، پیر سے پہلے — کمال کی وجہ سے عالمِ غیب میں پرواز کرتی تھیں

چوں بامرِ اِہبطوا بندی شدند — حبسِ خشم و حرص و خورسندی شدند
جب اِہبطوا کے حکم سے قیدی بن گئیں — غصہ اور حرص اور خوشی میں گرفتار ہو گئیں

ما عیالِ حضرتیم و شیر خواہ — گفت الخلق عیال للإلہ
ہم اللہ کے عیال، اور شیر خوار ہیں — (خدا نے) فرمایا ہے مخلوق اللہ کی عیال ہے

آنکہ اُو از آسماں باراں دہد — ہم تواند کُو ز رحمت ناں دہد
جو آسمان سے بارش عطا فرماتا ہے — یہ بھی کر سکتا ہے کہ وہ کرم سے روٹی دیدے

دیگر بار بیان کردنِ شیر ترجیح جہد بر توکل

شیر کا توکل پر کوشش کو دوسری بار ترجیح دینا

گفت شیر آرے ولے ربُّ العباد — نردبانے پیشِ پائے ما نہاد
شیر نے کہا، ہاں لیکن بندوں کے پروردگار نے — ہمارے پیروں کے پاس سیڑھی رکھدی ہے

لہ حیلہ۔ تدبیر۔ دام۔ جال
خون آشام۔ خونخوار، فرعون
یہ لقب ہے نام ولید بن
مصعب ہے یہ مصر کا ظالم
بادشاہ گذرا ہے، کاہنوں
نے اُس کو بتایا تھا کہ بنی اسرائیل
کا لڑکا تمہاری سلطنت کے
زوال کا باعث ہوگا اس
بنا پر اُس نے بنی اسرائیل
میں پیدا ہونے والے بچوں
کو قتل کرانا شروع کر دیا۔
حضرتِ موسیٰؑ کو اُن کی
والدہ نے پیدائش کے بعد
دریائے نیل میں ڈالدیا
جو بالآخر فرعون کے گھر
پہنچ گئے اور وہیں اُن کی
پرورش ہوئی اور وہی
اُس کی سلطنت کے زوال
کا سبب بنے۔
ٹہ دید۔ نظر، صوابدید
علت۔ بیماری، نقص۔
نعم العوض۔ اچھا بدلہ۔
گیرا۔ گیرندہ۔ پکڑنیوالا۔
پویا۔ دوڑنے والا۔ مرکب
سواری۔ بابا۔ باپ۔
فضولی۔ غیر ضروری بات،
بیہودگی۔ عنا۔ مشقت۔
کور۔ یعنی اندھاپن کبود۔
کالا، تاریک۔ جانہائے
روحیں عالمِ ازل میں بغیر ہاتھ
پیر کے اڑتی پھرتی تھیں۔
صفا۔ عالمِ بالا چونکہ وہ
مادہ سے صاف ہے۔
ٹہ اِہبطوا۔ نیچے اترو، حضرت
آدم و حوا۔ اور شیطان کو
گندم خوری کے بعد حکم ہوا
تھا کہ سرزمین پر اتر و۔ ھ

ھ عیال۔ بال بچے، کنبہ جو لوگ کسی کی سرپرستی میں ہوں۔ آرے۔ ہاں۔ ولے۔ لیکن ربُّ العباد۔ بندوں کا پروردگار۔ نردبان۔ سیڑھی، زینہ۔

پایہ پایہ رفت باید سوئے بام[1]
کوٹھے پر رفتہ رفتہ چڑھنا چاہئے
ہست جبری بودن اینجا طمعِ خام
اس مقام پر جبری ہونا خام خیالی ہے

پا داری چوں کُنی خود را تو لنگ
تو پیر رکھتا ہے، کیوں اپنے کو لنگڑا بناتا ہے؟
دست داری چوں کُنی پنہاں تو چنگ
تو ہاتھ رکھتا ہے، پنجہ کو کیوں چھپاتا ہے؟

خواجہ چوں بیلے بدستِ بندہ داد
آقا نے، جب غلام کو بیلچہ تھما دیا
بے زباں معلوم شد او را مُراد
بغیر کچھ کہے اس کا مقصد معلوم ہوگیا

دست ہمچوں بیل اشارتہائے اوست
بیلچہ کی طرح، ہاتھ، اُس کے اشارے ہیں
آخر اندیشی عبارتہائے اوست
جس کا مطلب انجام بینی ہے

چوں اشارتہاش را بر جاں نہی[2]
جب تو اُس کے اشاروں کو دل پر جمالے گا
در وفائے آں اشارت جاں دہی
اور اُن اشاروں کو پورا کرنے میں جان دیدے گا

ق

پس اشارتہاش اسرارت دہد
تب اُس کے اشارے تجھے راز عطا کریں گے
بار بردارد ز تو، کارت دہد
تیرا بوجھ ہلکا کر دیں گے، تجھے کام دیں گے

حاملی محمول گرداند ترا
تو بار بردار ہے تو تجھے سوار کردے گا
قابلی مقبول گرداند ترا
تو (حکم کو) ماننے والا ہے تو تجھے مقبول بنادیگا

قابلِ امرِ وَیی قابل شوی[3]
تو اُس کے حکم کو قبول کرنیوالا ہے (دربار کے) قابل ہو جائیگا
وصل جوئی بعد ازاں واصل شوی
تو وصل کا طالب ہے، اُس کے بعد وصال والا بنجائیگا

سعیِ شکرِ نعمتِ قدرت بود
کوشش، قدرت کی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے
جبرِ تو انکارِ آں نعمت بود
اور تیرا جبری ہونا اُس نعمت کا انکار ہے

شکرِ نعمت نعمتت افزوں کند
نعمت پر شکر ادا کرنا تیری نعمت کو بڑھائیگا
کفرِ نعمت از کفت بیروں کند
اور نعمت کا کفر، (اسکو) تیرے قبضہ سے نکالدیگا

جبرِ تو خفتن بود در رہ مخسپ
اپنے آپ کو مجبور سمجھنا، سو جانا ہے، راستہ میں نہ سو
تا نہ بینی آں در و درگہ مخسپ
جب تک اُس در اور درگاہ کو نہ دیکھ لے، نہ سو

ہاں مخسپ اے جبریِ بے اعتبار
اے بے بھروسہ جبری! ہرگز نہ سونا
جز بزیرِ آں درختِ میوہ دار
اُس میوہ دار درخت کے نیچے کے سوا

تا کہ شاخ افشاں کند ہر لحظہ باد
تاکہ ہوا ہر لحظہ شاخ کو ہلائے
بر سرت دائم بریزد نقل و زاد
اور ہمیشہ تیرے لئے نقل و توشہ مہیا کرتی ہے

[1] پایہ پایہ - درجہ بدرجہ - بام - کوٹھا، بالاخانہ - جبری - مجبور - لنگ - لنگڑا - چنگ - چنگل، پنجہ - خواجہ - مالک، آقا - بندہ - غلام، نوکر - بیل - بیلچہ - بے زبان - بغیر کہے ہوئے - مُراد - آقا کا مطلب یہ ہے کہ زمین کھود، جب خدا نے یہ اعضاء دئے ہیں تو اشارہ ہے کہ ہاتھ پیر کو کام میں لا -
[2] بر جاں نہی - تو دل پر نقش کرلیگا - وفا - پورا کرنا - اسرارت - یعنی جب تم محنت اور ریاضت کروگے تو مجاہدہ سے کشفِ شہود ہوگا - حامل - بوجھ اٹھانیوالا - محمول - لدا ہوا، یعنی اب تو تم پر اعمال کا بار ہوگا کل کو یہی اعمال باعثِ راحت ہوں گے -
[3] قابل - قبول کرنیوالا - مقبول - یعنی مقبولِ بارگاہ - امرِ وَیی - یعنی امرِ وے ہستی - قدرت - اختیار - جبر - مجبور ہونا بے بسی، بے اختیاری - در و درگہ - یعنی جب تو جنابِ باری میں پہونچ جائے اور تجھے مشاہدۂ حق میسر ہوجائے - ہاں - کلمۂ تنبیہ ہے - جبری - وہ شخص جو عقیدۂ جبر کا قائل ہو، انسان کو مجبورِ محض سمجھتا ہو - بے اعتبار - اپنے منافع کے لئے تو بھاگا پھرتا ہے اور عبادات و طاعات میں اپنے آپ کو مجبور سمجھتا ہے - درخت - یعنی وصول الی اللہ کا درخت - افشاندن - جھاڑنا - نُقل - وہ چیزیں جو شراب کے ساتھ کھائی جاتی ہیں - زاد - توشہ -

جبر، خفتن در میانِ رہزناں — مُرغِ بے ہنگام کے یابد اماں
خود کو مجبور سمجھنا، ڈاکوؤں کے درمیان سو جانا ہے — بے وقت اذان دینے والا مُرغ کب بچتا ہے؟

ور اشارتہاش را بینی زنی — مردِ پنداری و چوں بینی زنی
اگر اُس کے اشاروں پر تو ناک چڑھائے گا — تو اپنے آپ کو مرد سمجھتا ہے، اور جب غور کریگا تو عورت ہے

آں قدر عقلے کہ داری گم شود — سر کہ عقل از وے بپرد دُم شود
تو جس قدر عقل رکھتا ہے، وہ گم ہو جائیگی — جس سر سے عقل اڑ جائے وہ دُم بنجاتا ہے

زانکہ بے شکری بُوَد شوم و شنار — می برد ناشکر را در قعرِ نار
چونکہ ناشکری، منحوس اور نامبارک ہوتی ہے — ناشکرے کو جہنم کے گڑھے میں لیجاتی ہے

گر توکّل میکنی در کار کُن — کسب کن پس تکیہ بر جبار کُن
اگر تو توکّل کرتا ہے، کاروبار میں کر — کما، اور پھر اللہ پر بھروسہ کر

تکیہ بر جبار کن تا وارہی — ورنہ اُفتی در بلا و گمرہی
خدا پر بھروسہ کر تاکہ نجات پا جائے — ورنہ مصیبت اور گمراہی میں مبتلا ہو جائیگا

باز ترجیح نہادن نخچیراں توکّل را بر جہد
شکاریوں کا توکّل کو کوشش پر ترجیح دینا

جملہ با وے بانگ ہا بر داشتند — کاں حریصاں کیں سبب ہا کاشتند
سب اُس پر چیخ پڑے — کہ جن حریصوں نے یہ اسباب بوئے ہیں

صد ہزار اندر ہزاراں مرد و زن — ق پس چرا محروم ماندند اندر زمن
لاکھوں، لاکھ مرد اور عورت — زمانہ میں کیوں محروم رہے؟

صد ہزاراں قرن ز آغازِ جہاں — ہمچو اژدرہا کشادہ صد دہاں
ابتداءِ آفرینش سے لاکھوں صدیاں — اژدہوں کی طرح سینکڑوں مُنہ کھولے ہوئے

مکر ہا کردند آں دانا گروہ — کہ زبن برکندہ شد زاں مکر کوہ
اُن عقلمندوں نے ایسی چالاکیاں کیں — کہ اُن کی چالاکیوں سے پہاڑ جڑ سے اُکھڑ گیا

کردہ مکر و حیلہ آں قوم خبیث — گر زما باور نداری ایں حدیث
اُس خبیث قوم نے چالاکی اور تدبیر کی — اگر ہماری اس بات پر تجھے یقین نہیں آتا

کرد وصفِ مکرشاں ذوالجلال — ق لتزول منہ اقلال الجبال
اللہ نے اُن کے مکر کا بیان فرمایا ہے — اُس سے پہاڑ کی چوٹیاں ہٹ جاتی ہیں

---

۱ رہزناں۔ یعنی شیاطین
۲ مُرغ۔ جو مُرغ بے وقت اذان دیتا تھا اُس کو ذبح کر لیا جاتا تھا۔ بینی زدن۔ ناک چڑھانا۔ زنی۔ تو عورت ہے۔
عقلے۔ قوتِ عقلیہ کو اگر کام میں نہ لایا جائے گا وہ بیکار ہو جائے گی۔ دُم۔ یعنی بدترین عضو۔ شُوم منحوس۔ شَنار۔ شین کے ضمہ کے ساتھ، نامبارک قعر۔ گہرائی۔ نار۔ آگ
یعنی نعمت کا کفران عذاب کا سبب ہے۔
۳ کار۔ یعنی کام میں لگ کر توکل کرنا چاہیے۔ جبّار اللہ تعالےٰ۔ تکیہ۔ خدا پر بھروسہ ضروری ہے ورنہ اِنسان مصائب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حریصاں یعنی حریص انسان اسباب اِختیار کرتے ہیں۔ زمن۔ زمانہ، یعنی اگر اسباب اختیار کرنا مفید ہوتا تو لاکھوں انسان جنہوں نے اسباب اختیار کئے محروم کیوں ہوتے۔
۴ قرن۔ صدی۔ صد ہزاراں لاکھوں۔ اژدرہا۔ اژدہے، پیٹ بھرنے پر اژدہا سو جاتا ہے، ورنہ زبان نکالے پھرتا ہے۔ زبن۔ اس مصرع میں قومِ عاد کی سنگتراشی کا بیان نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب وہی ہے جو آئندہ اشعار میں بیان کیا گیا ہے مکر و حیلہ۔ فریب، مکاری خبیث۔ ناپاک، بد عقاد۔

۵ مراد وہی لوگ ہیں جو اسباب کو حقیقی مؤثر مانتے ہیں۔ وصف۔ بیان، تعریف۔ اقلال۔ قلّۃ کی جمع، پہاڑ کی چوٹی۔ جبال۔ جبل کی جمع، پہاڑ۔

جُز کہ آں قسمت کہ رفت اندر ازل — روئے ننمود از سگال و از عمل

سوائے اُس حصّے کے جو ازل میں مقرر ہوا ہے — غور و فکر اور عمل سے (کچھ) نہ ملا

جُملہ افتادند از تدبیر و کار — ماند کار و حکمہائے کردگار

سب، تدبیر اور کام سے عاجز آگئے — اللہ کا کام اور اُس کے اَحکام باقی رہے

کسب جُز نامے مداں اے نامدار — جُہد جز وہمے مپندار اے عیار

اے نامدار! کوشش کو برائے نام سمجھ — اے ہوشیار! کوشش کو وہم کے سوا کچھ نہ سمجھ

نگریستنِ عزرائیل علیہ السّلام بر مردے و گریختنِ اُو در سرائے سلیمان علیہ السّلام و تقریرِ ترجیحِ توکّل بر جہد و کوشش

عزرائیل علیہ السّلام کا ایک شخص کو گھورنا اور اُس کا سلیمان علیہ السّلام کے گھر کی طرف بھاگنا اور توکل کی مشقت اور کوشش پر ترجیح کی تقریر

سادہ مردے چاشتگاہے دررسید — در سرا عدلِ سلیمانی دوید

ایک بھولا آدمی دن چڑھے آیا — اور حضرتِ سلیمانؑ کی عدالت میں دوڑا

رُویش از غم زرد و ہر دو لب کبود — پس سلیمانؑ گفت اے خواجہ چہ بُود

غم سے اُس کا چہرہ زرد اور دونوں ہونٹ نیلے تھے — (حضرتِ) سلیمانؑ نے پوچھا اے صاحب کیا ہوا؟

گفت عزرائیل در من ایں چنیں — یک نظر انداخت پُر از خشم و کیں

اُس نے کہا، عزرائیل (علیہ السّلام) نے مجھ پر ایسی — ایک نظر ڈالی جو غصہ اور کینہ سے بھری ہوئی تھی

گفت ہیں اکنوں چہ میخواہی بخواہ — گفت فرما باد را اے جاں پناہ

انہوں نے کہا اب جو کچھ چاہتا ہے بیان کر — اُس نے کہا، اے جاں پناہ! ہوا کو حکم دیجئے

ق

تا مرا زینجا بہندستاں بَرَد — بُو کہ بندہ کاں طرف شد جاں بَرَد

تاکہ مجھے اُس جگہ سے ہندوستان لیجائے — ہو سکتا ہے بندہ اُس طرف چلا جائے تو جان بچالے

پس سلیمانؑ کرد بر باد ایں برات — بُرد باد اُو را بسوئے سومنات

تو حضرتِ سلیمانؑ نے ہوا کو یہ حکم دیا — ہوا، اُس کو سومنات کی طرف لے گئی

باد را فرمود تا اُو را شتاب — بُرد سوئے خاکِ ہندوستان بر آب

ہوا کو حکم دیا اور وہ فوراً اُس کو — پانی پر سوار کرکے ہندوستان کی سرزمین کی طرف لے چلی

نک ز درویشی گریزانند خلق — لُقمۂ حرص و امل زانند خلق

اب! افلاس سے لوگ بھاگتے ہیں — اس لئے لوگ حرص اور خواہش کا لقمہ ہیں

سگال۔ غور و فکر، سوچ۔ عمل۔ کسب، کاروبار۔ افتادند۔ رہ گئے، عاجز آگئے۔ کردگار۔ کام کا مالک، اللہ تعالےٰ۔ سادہ۔ بھولا بھالا۔ چاشتگاہ۔ ایک پہر دن چڑھے کا وقت۔ سرائے عدل۔ عدالت، محکمہ۔ سلیمانؑ۔ نبی جو حضرت داؤد علیہ السّلام کے صاحبزادے ہیں جنکو نبوّت کے ساتھ دنیا کی عظیم الشان سلطنت بھی ملی تھی، انسانوں کے علاوہ جنوں پر بھی حکمراں تھے۔

کبود۔ نیلا۔ خواجہ۔ مالک، آقا، بزرگ۔ عزرائیل۔ مَلَکُ الموت۔ کیں۔ کینہ۔ ہیں۔ کلمۂ تنبیہ ہے۔ باد۔ ہوا بھی حضرت سلیمانؑ کے تابع تھی۔ بُو۔ بود، ہوسکتا ہے، ممکن ہے۔ جاں بَرَد۔ بچ جائے، زندہ رہے۔ برات۔ تحریری حکم، شاہی حکم۔ سومنات۔ علاقہ گجرات کا ایک شہر ہے جس کا مندر دنیا میں مشہور ہے جس کو سلطان محمود نے منہدم کردیا تھا اور اب حکومت ہند نے اُس کی دوبارہ تعمیر کرائی ہے۔ نک۔ اینک کا مخفف ہے، اب۔ گریزیدن۔ بھاگنا، بچنا۔ امل۔ آرزو۔ زانند۔ ازاں اند۔

ترسِ درویشی مثالِ آں ہراس ¹ — حرص و کوشش را تو ہندوستاں شناس

افلاس کا ڈر، اُس خوف کی مثال ہے — حرص اور کوشش کو تو ہندوستان سمجھ

روزِ دیگر وقتِ دیوان و لقا ² — شہ سلیمانؑ گفت عزرائیل را

دوسرے دن دربار اور ملاقات کے وقت — حضرتِ سلیمانؑ نے عزرائیل (علیہ السلام) سے کہا

ق

کاں مسلماں را بخشم از چہ سبب — بنگریدی باز گو اے پیکِ رب

اُس مسلمان کو غصہ سے کس وجہ سے — تو نے دیکھا؟ اے اللہ کے قاصد! بتا

اے عجب ایں کردہ باشی بہرِ آں — تا شود آوارہ او از خانماں

تعجب ہے! یہ تو نے اس لئے کیا تھا — تاکہ وہ گھر بار سے آوارہ ہو جائے

گفتش اے شاہِ جہانِ ³ بے زوال — فہم کژ کرد و نمود او را خیال

حضرتِ عزرائیل نے اُن سے کہا کہ اے لازوال جہاں کے بادشاہ — اُس نے غلط سمجھا اور اُسکو خیال نے غصہ دکھایا

کہ مرا فرمود حق کامروز ہاں — جانِ او را تو بہ ہندوستاں ستاں

اِس لئے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ آج ہی — اُس کی جان ہندوستان میں نکال لے

دیدمش اینجا و بس حیراں شدم — در تفکر رفتہ سرگرداں شدم

میں نے اُس کو یہاں دیکھا تو بہت حیران ہوا — میں فکر میں ڈوب کر پریشان ہوا

از عجب گفتم گر او را صد پرست — او بہ ہندوستاں شدن دور اندر است

تعجب سے میں نے کہا کہ اگر اُس کے سو پر ہوں — اُس کا ہندوستان پہونچنا دور از قیاس ہے

چوں بامرِ حق بہ ہندوستاں شدم — دیدمش آنجا و جانش بستدم

میں جب اللہ کے حکم سے ہندوستان پہونچا — میں نے اُسکو وہاں دیکھا اور اُسکی جان نکال لی

تو ہمہ کارِ جہاں را ہم چنیں — کن قیاس و چشم بکشا و ببیں

(اے مخاطب) تو دنیا کے تمام کاموں کو اس پر — قیاس کر لے، اور آنکھ کھول اور دیکھ

از کہ بگریزیم از خود ⁴ ایں محال — از کہ بر تابیم از حق ایں وبال

ہم کس سے بھاگیں؟ اپنے آپ سے؟ یہ ناممکن ہے — ہم کس سے سرتابی کریں؟ خدا سے! یہ تو تباہی ہے

باز ترجیح نہادنِ شیر جہد را بر توکل و فوائدِ جہد بیان کردن

شیر کا پھر توکل پر کوشش کو ترجیح دینا اور کوشش کے فائدے بیان کرنا

شیر گفت آرے ولیکن ہم ببیں — جہد ہائے انبیا و مرسلیں ⁵

شیر نے کہا درست ہے، لیکن یہ بھی تو دیکھ — انبیاء اور رسولوں کی کوششیں

---

¹ ترس۔ یعنی افلاس کے ڈر سے لوگ توکل کو ترک کرتے ہیں پھر بھی محروم رہتے ہیں جیسا کہ وہ شخص وہاں سے ہندوستان کی طرف بھاگا لیکن وہاں بھی نہ بچا۔ ² دیوان و لقا یعنی دربارِ عام جس میں لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے۔ ³ جہانِ بے زوال۔ عالمِ آخرت، حضرتِ سلیمانؑ نبی بھی تھے، لہٰذا اُن کو شاہِ آخرت کہا ہے۔ کژ کج۔ تیڑھا ہاں۔ کلمۂ تنبیہ ہے۔ بستاں۔ ستاندن کا امر ہے، لینا۔ صد پر یعنی اگر اُس شخص کے سو پر بھی لگ جائیں گے۔ ⁴ از کہ۔ تقدیر سے بھاگنا ایسا ہے جیسا کہ خود انسان اپنے آپ سے بھاگے جو ناممکن ہے۔ ⁵ انبیا و مرسلین۔ رسولوں نے بھی اسباب دنیوی اختیار کئے ہیں اور جدوجہد کی ہے۔

سعیِ ابرارؑ و جہادِ مومناں — تا بدیں ساعت ز آغازِ جہاں
نیکوں کی کوشش، مومنوں کا جہاد — ابتداءِ آفرینش سے اب تک

حق تعالیٰ جہدِ شاں را راست کرد — آنچہ دیدند از جفا و گرم و سرد
اللہ نے اُن کی کوشش درست کر دی — جو کچھ اُنہوں نے ظلم اور گرم و سرد دیکھا

حیلہ ہاشاں جملہ حال آمد لطیف — کُلُّ شَیٍٔ مِّنْ ظَرِیفٍ ہُوَ ظَرِیفٌ
بہرحال اُنکی تدبیریں، پاکیزہ ثابت ہوئیں — بھلے کی ہر شے بھلی ہوتی ہے

دامہاشاں مرغِ گردونی گرفت — نقصہاشاںؑ جملہ افزونی گرفت
اُن کے جالوں نے آسمانی پرندے پکڑے — اُنکی تمام کمیوں نے، ترقیاں حاصل کریں

جہد میکن تا توانی اے کیا — در طریقِ انبیاءؑ و اولیاء
اے عقلمند! جس قدر بھی ہوسکے کوشش کر — انبیاء اور اولیاء کے طریقہ پر

با قضا پنجہ زدن نبود جہاد — زانکہ ایں راہم قضا بر ما نہاد
جہاد، تقدیرِ الٰہی کا مقابلہ نہیں ہے — اس لئے کہ یہ بھی تقدیرِ الٰہی نے ہم پر رکھا ہے

کافرم من گر زیاں کرد ست کس — در رہِ ایمان و طاعت یک نفس
میں کافر ہوں، اگر کسی نے نقصان اٹھایا ہو — ایمان اور طاعت کے راستہ میں، تھوڑی دیر کیلئے بھی

سر شکستہ نیست ہیں سر را مبند — یک دو روزے جہد کن باقی بخند
(تیرا) سر پھٹا ہوا نہیں ہے، خبردار سر کو نہ باندھ — ایک دو روز کوشش کرلے پھر آرام اُٹھا

بد محالےؑ جُست کو دنیا بجُست — نیک حالے جُست کو عقبیٰ بجُست
جس نے دُنیا کی جستجو کی اُس نے باطل کی جستجو کی — جس نے آخرت کی جستجو کی اس نے اچھی حالت کی جستجو کی

مکرہا در کارِ دنیا بارد ست — مکرہا در ترکِ دنیا وارِد ست
دنیاوی کام میں تدبیر کرنا بیکار ہے — دنیا چھوڑنے میں، تدبیر کرنا منقول ہے

مکر آں باشد کہ زنداں حفرہ کرد — آنکہ حفرہ بست ایں مکریست سرد
تدبیر یہ ہے کہ قیدخانہ میں سُرنگ لگادی — جس نے سُرنگ بند کر دی یہ غلط تدبیر ہے

ایں جہاں زندان و ما زندانیاں — حفرہ کن زندان و خود را وا رہاں
یہ دنیا قیدخانہ ہے، اور ہم قیدی ہیں — قیدخانہ میں سُرنگ لگادے اور اپنے آپ کو چھڑالے

چیست دنیا از خدا غافل بدن — نے قماش و نقرہ و فرزندان و زن
دُنیا کیا ہے؟ اللہ سے غافل ہونا — نہ کہ ساز و سامان اور چاندی اور بچے، بیوی

لہ ابرار۔ برّ کی جمع ہے، نیک آدمی۔ راست کرد۔ اُن کو غلبہ دیا اور طرح طرح سے اُن کی مدد کی۔ حیلہ۔ تدبیر۔ جملہ حال۔ بہرحال لطیف۔ پاکیزہ، ظریف۔ نیک، بھلا۔ خوش طبع۔ دام۔ جال۔ گردونی۔ آسمانی۔

ے نقص۔ کمی۔ افزونی۔ زیادتی، بڑھوتی۔ کیا۔ دانا، پہلوان، بادشاہ قضا۔ انسان کی کوشش بھی تقدیرِ الٰہی کے ماتحت ہے۔ یک نفس۔ تھوڑی دیر۔ سر شکستہ۔ معذور، تو معذور ہے لیکن تندرست معذور نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔

سے محال۔ باطل، ناممکن بارد۔ ٹھنڈا، بے اثر۔ وارد۔ قرآن و حدیث میں منقول ہے۔ مکر۔ قیدی کی رہائی کی یہ تدبیر ہے کہ وہ قیدخانہ میں سرنگ لگا کر نکل بھاگے، دنیا مومن کا قیدخانہ ہے۔ بدن۔ بودن۔ قماش۔ ساز و سامان۔ نقرہ۔ چاندی۔

مال را کز بہرِ دیں باشی حمولؐ — نعم مالٌ صالحٌ خواندش رسول

وہ مال دین کے لئے تو جس کا بار بردار ہو — اسکو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین اچھا مال فرمایا ہے

آب در کشتی ہلاکِ کشتی ست — آب اندر زیرِ کشتی پشتی ست

کشتی میں پانی بھرنا کشتی کی تباہی ہے — کشتی کے نیچے پانی کا ہونا کشتی کے لئے مددگار ہے

چونکہ مال و ملک را از دل براند — زاں سلیمانؑ خویش جز مسکیں نخواند

چونکہ مال اور ملک کو دل سے نکال دیا تھا — اسلئے (حضرت) سلیمان (علیہ السلام) نے اپنے آپکو مسکین کے علاوہ کچھ نہ کہا

کوزۂ سر بستہ اندر آبِ زفت — از دلِ پُر باد فوقِ آب رفت

سر بندھا پیالہ، گہرے پانی میں گیا — اور ہوا سے پیٹ بھرا ہونے کی وجہ سے، پانی پر تیرا

بادِ درویشی چو در باطن بود — بر سرِ آبِ جہاں ساکن بود

جب دل میں فقیری کی ہوا بھری ہوگی — دنیا کے پانی کے اوپر، پُرسکون ہوگا

آب نتواند مرو را غوطہ داد — کش دل از نفخِ الٰہی گشت شاد

پانی اُس کو غوطہ نہیں دے سکتا ہے — کیونکہ اس کا دل خدائی پھونک سے مسرور ہوگیا ہے

گرچہ جملہ ایں جہاں ملکِ وے ست — ملک در چشمِ دلِ او لاشئی ست

خواہ یہ تمام دنیا اُس کی ملک ہو — سلطنت اُس کے دل کی نگاہ میں ہیچ ہے

پس دہانِ دل ببند و مہر کن — پُر کنش از بادگیرِ من لدن

پس دل کا دہانہ بند کر، اور مہر لگا — مِن لدن کے دریچے سے اُس کو بھرلے

جہد حق ست و دوا حق ست و درد — منکر اندر نفیِ جہدش جہد کرد

کوشش حق ہے، اور دوا کرنا حق ہے، اور درد حق ہے — منکر اپنی کوشش کی نفی میں کوشاں ہے

کسب کن سعی نما و جہد کن — تا بدانی سرِّ علمِ من لدن

کما، کوشش کر، اور جد و جہد کر — تاکہ تو علمِ من لدن کا راز سمجھ لے

گرچہ ایں جملہ جہاں پُر جہد شد — جہد کے در کامِ جاہل شہد شد

اگرچہ یہ تمام دنیا جد و جہد سے پُر ہوئی ہے — جاہل کے منہ میں جد و جہد کب شیریں ہوتی ہے؟

مقرر شدن ترجیح جہد بر توکل

کوشش کی توکل پر ترجیح ثابت ہوجانا

زیں نمط بسیار برہان گفت شیر — کز جوابِ آں جبریاں گشتند سیر

شیر نے اس طریقہ پر بہت سے دلائل بیان کئے — جنکے جواب سے وہ جبر کے قائل خاموش ہوگئے

---

۱ حمول - باربردار، بوجھ اٹھانے والا - آب اندر - اندر زیادہ ہے - پشتی - مددگار، سہارا - براند - دور کردیا - مسکین - غریب، خاکسار - زفت - موٹا، سخت - فوق - اوپر - باطن - اندر، قلب - ساکن - ٹھہرا ہوا - کش - کہ اس - ۵ نفخ - پھونک - وے - یعنی وہ شخص جس کے قلب میں درویشی ہے - لاشئی - ناچیز - بادگیر - روشندان، دریچہ - من لدن - پاس سے یعنی وہ علم جو خدا کی جانب سے براہ راست حاصل ہو جس کو علم لدنی کہا جاتا ہے - منکر - جدوجہد کا منکر اس انکار میں خود جدوجہد کرتا ہے - لدن - علم لدنی وہ علم ہے جو براہ راست جناب باری سے حاصل ہو جیسا کہ آیت وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا علما میں فرمایا گیا ہے "اور اسکو ہم نے اپنے پاس سے علم دیا"۔ ۱۱ گرچہ - یعنی تمام دنیا عالمِ اسباب ہے لیکن جاہل یعنی اس عقیدہ پر یقین نہ رکھنے والا اُس کو نہیں سمجھتا ہے - نمط - طرز، طریقہ - برہان - دلیل - جبریاں - یعنی وہ جانور جو جبر کے قائل تھے - سیر - پیٹ بھرا، خاموش۔

روبہ و خرگوش و آہو و شغال ۱ — جبر را بگذاشتند و قیل و قال
لومڑی، خرگوش، ہرن اور گیدڑ نے — جبر (کے عقیدے) کو اور بحثا بحثی کو چھوڑ دیا

عہدہا کردند با شیرِ ژیاں — کاں دریں بیعت نیفتد در زیاں
غضبناک شیر سے انہوں نے عہد کئے — کہ اُس قول و قرار میں وہ نقصان میں نہ رہیگا

قسمِ ہر روزش بیاید بے ضرر — حاجتش نبود تقاضائے دگر
ہر روز اُس کو حصہ بے ضرر پہونچیگا — اُس کو دوبارہ تقاضا کرنیکی حاجت نہوگی

عہد چوں بستند و رفتند آں رماں — سوئے مرعیٰ ایمن از شیرِ ژیاں
جب اُنہوں نے عہد کرلیا اُسوقت وہ روانہ ہوئے — چراگاہ کی طرف غضبناک شیر سے مطمئن ہوکر

جملہ بنشستند یکجا آں وحوش ۲ — اوفتادہ در میانِ جملہ جوش
وہ وحشی جانور اکٹھے ہوکر بیٹھے — سب میں جوش پھیلا ہوا تھا

ہر کسے تدبیر و رائے می زدند — ہر کسے در خونِ ہر یک می شدند
ہر ایک اپنی تدبیر اور رائے لڑاتا تھا — ہر ایک دوسرے کے خون کے درپے ہوتا تھا

عاقبت شد اتفاقِ جملہ شاں — تا بیاید قرعۂ اندر میاں
بالآخر اُن سب کا اتفاق ہوگیا — تاکہ درمیان میں قرعہ اندازی ہو

قرعہ بر ہر کو زند او طعمہ است — بے سخن شیرِ ژیاں را لقمہ است
جس پر قرعہ نکلے وہ خوراک ہے — بلا عذر وہ تند شیر کا لقمہ ہے

ہم بریں کردند آں جملہ قرار — قرعہ آمد سر بسر را اختیار
سب نے اس پر اتفاق کرلیا — قرعہ، سب کو پسند آگیا

قرعہ بر ہر کو فتادے روز روز — سوئے آں شیر او دویدے ہمچو یوز
ہر روز جس پر قرعہ نکلتا — وہ چیتے کی طرح اُس شیر کی طرف دوڑ جاتا

انکار کردن نخچیراں بر خرگوش در تاخیر رفتن بر شیر

خرگوش کے شیر کے پاس جانے میں تاخیر پر شکاروں کی ناپسندیدگی

چوں بخرگوش آمد ایں ساغر بدور — بانگ زد خرگوش کاخر چند جور
جب یہ ساغر دور میں خرگوش کے پاس آیا — تو خرگوش چیخا آخر ظلم کب تک؟

قوم گفتندش کہ چندیں گاہ ما — جاں فدا کردیم در عہد و وفا
قوم نے اُس سے کہا اتنی مرتبہ ہم نے — عہد اور وفا کی خاطر جان قربان کی ہے

۱ روبہ - لومڑی - آہو - ہرن - شغال - گیدڑ - قیل وقال - گفتگو، بحث مباحثہ - ژیاں - غضبناک - بیعت - عہد، قرار، معاہدہ - زیاں - نقصان - قسم - حصہ - بے ضرر - بلا تکلیف - مرعیٰ - چراگاہ -

۲ وحوش - وحشی کی جمع الجمع، جنگلی جانور - عاقبت - انجام کار - قرعہ - پانسہ - طعمہ - خوراک - روز روز - روز بروز - یوز - چیتا - ساغر - جام شراب - دور - چکر - بانگ - آواز -

تو مجو بدنامیِ ما اے عَنود[1] | تا نرنجد شیر رَو تو زود زود
اے جھگڑالو! تو ہماری بدنامی نہ چاہ | تاکہ شیر خفا نہ ہو، جلد جلد جا

جوابِ گفتنِ خرگوش نخچیراں را و مُہلت خواستن
خرگوش کا شکاروں کو جواب دینا اور مُہلت چاہنا

گفت اے یاراں مرا مُہلت دہید | تا بمکرم از بلا ایمن شوید
اُس نے کہا اے یارو! مجھے مُہلت دو | تاکہ تم میری تدبیر کی وجہ سے مصیبت سے بے خوف ہو جاؤ
تا اماں یابد بمکرم جانِ تاں | ماند ایں میراث فرزندانِ تاں
میری تدبیر سے تمہاری جان امان پالے | یہ (جنگل) تمہاری اولاد کی میراث بنا رہے
ہر پیمبر اُمتاں را در جہاں | ہمچنیں تا مخلصی میخواندشاں
ہر پیغمبر، اُمتوں کو دُنیا میں | اسی طرح اُنکو نجات کی طرف بلاتا رہا ہے
کز فلک راہِ بروں شو دیدہ بُود[2] | در نظر چوں مردمک پیچیدہ بُود
اسلئے کہ وہ آسمان سے باہر نکلنے کا راستہ دیکھ چکے تھے | وہ نگاہ میں پتلی کی طرح پوشیدہ تھے
مردمش چوں مردمک دیدند خُرد | در بزرگی مردمک کس رہ نبُرد
انسانوں نے پتلی کی طرح ان کو چھوٹا سمجھا | پتلی کی بڑائی کا کسی کو پتہ نہ چلا

اعتراضِ نخچیراں بر سخنِ خرگوش
شکاروں کا خرگوش کی بات پر اعتراض

قوم گفتندش کہ اے خر، گوش دار[3] | خویش را اندازۂ خرگوش دار
قوم نے اُس سے کہا، اے گدھے سُن | اپنے آپ کو خرگوش کے رُتبے میں رکھ
ہیں چہ لاف است ایں کہ از تو مہتراں | در نیاوردند اندر خاطر آں
خبردار! یہ کیا بکواس ہے کہ تجھ سے بڑے | دل میں بھی یہ نہیں لائے
معجبی یا خود قضامان در پے است | ورنہ ایں دم لائقِ چون تو کے است
تو خود پسند ہے، یا ہماری قضا ہمارے درپے ہے | ورنہ یہ دعویٰ تجھ جیسے کے کب مناسب ہے؟
*گفت اے یاراں حقم الہام داد | مر ضعیفے را قوی رائے فتاد
اُس نے کہا اے عزیزو! مجھے خدا نے الہام کیا ہے | ایک کمزور کی سمجھ میں مضبوط رائے آگئی ہے
آنچہ حق آموخت مر زنبور را | آں نباشد شیر را و گور را
اللہ نے جو کچھ شہد کی مکھی کو سکھا دیا ہے | وہ شیر اور گور خر کو میسر نہیں ہے

---

[1] عَنود۔ جھگڑالو۔ عندی۔ مَکر۔ حیلہ۔ تدبیر۔ ایمن۔ بے خوف۔ میراث۔ ورثہ، ترکہ۔ ہر پیمبر۔ یعنی میں جس طرح نجات کی کوشش کر رہا ہوں ہر نبی نے اپنی اُمت کی نجات کی کوشش کی ہے۔

[2] بروں شو۔ باہر نکلنے والا۔ مردمک۔ آنکھ کی پتلی۔ پیچیدہ۔ ملا جلا، مخلوط، چھپا ہوا۔ خُرد۔ چھوٹا، پتلی ایک چھوٹی سی چیز ہے۔ لیکن اُس میں اتنی طاقت ہے کہ بجز و بر کو اپنے اندر سمیٹے ہے۔ یہی حال انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ خر۔ گدھا۔ بیوقوف۔

[3] گوش دار۔ سُن۔ لاف۔ گپ۔ شیخی۔ مہتراں۔ بزرگ۔ خاطر۔ دل۔ معجب۔ خود پسند۔ متکبر۔ قضا۔ موت۔ دم۔ دعویٰ۔ الہام۔ غیبی اشارہ۔ فتاد۔ یعنی بنسہ۔ زنبور۔ شہد کی مکھی۔ گور خر۔ جنگلی گدھا۔

*بازجواب دادن خرگوش

خانہا سازد پُر از حلوائے تَر
وہ تر حلوے سے بھرے ہوئے خانے بناتی ہے

حق بروآں علم را بکشود در
اللہ نے اس علم کا دروازہ اُس پر کھولدیا ہے

آنچہ حق آموخت کرمِ پیلہ را
جو کچھ اللہ نے ریشم کے کیڑے کو سکھادیا ہے

ہیچ پیلے داند آنگوں حیلہ را؟
اُس طرح کی تدبیر کوئی ہاتھی جانتا ہے؟

آدمِ خاکی زحق آموخت علم
مٹی کے آدمؑ نے اللہ سے علم سیکھا

تا بہفتم آسماں افروخت علم
علم نے ساتواں آسمان تک روشن کردیا

نام وناموسِ مَلَک را درشکست
فرشتوں کی عزت و آبرو کو شکست دیدی

کوری آنکس کہ باحق در شک ست
اُس شخص کے اندھے پن نے جو اللہ کے معاملہ میں شک کرتا ہے

زاہدِ ششصد ہزاراں سالہ را
چھ لاکھ برس کے زاہد کے

پوز بندے ساخت آں گوسالہ را
مچکا چڑھادیا، اُس بچھڑے کے

تا نتاند شیرِ علمِ دیں کشید
تاکہ علمِ دین کا دودھ نہ پی سکے

تا نگردد گرد آں قصرِ مَشید
تاکہ اُس مضبوط قلعہ کے چکر نہ کاٹے

علمہائے اہلِ حِس شد پوز بند
اہلِ حِس کے علوم، مچکا بن گئے

تا نگیرد شیر ازاں علمِ بلند
تاکہ وہ اعلیٰ علم کے دودھ کو نہ پی سکیں

قطرۂ دل را یکے گوہر فتاد
قطرۂ دل کو ایسا گوہر عطا ہوا

کاں بدریاہا و گردوں ہا نداد
جو دریاؤں اور آسمانوں کو نہ دیا

چند صورت آخر اے صورت پرست
اے صورت کے پجاری! آخر صورت پرستی کب تک؟

جانِ بےمعنیت از صورت نَرَست
تیری بے معنیٰ جان نے صورت سے رہائی نہ پائی

احمدؐ و بوجہل در بتخانہ رفت
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابوجہل بت خانے میں گئے

زیں شدن تا آں شدن فرقیست زفت
اُن کے جانے اور اُس کے جانے میں گہرا فرق ہے

ایں در آید سر نہند آں را بتاں
یہ اندر آتے ہیں تو بت اُنکے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں

واں در آید سر نہد چوں اُمّتاں
وہ اندر آتا ہے تو پجاریوں کی طرح ماتھا ٹیکتا ہے

نقش بر دیوار مثلِ آدم ست
دیوار کی تصویر آدمی جیسی ہے

بنگر از صورت اُو چہ کم ست
غور کر اُس کی صورت میں کیا چیز کم ہے؟

جاں کم ست آں صورتِ بیتاب را
اُس بے طاقت تصویر میں جان کم ہے

رَو بجو آں گوہرِ نایاب را
جا، اُس نایاب گوہر کو تلاش کر

۱؎ حلوۂ تر۔ نرم و لذیذ حلوہ، یہاں شہد مراد ہے۔ کرمِ پیلہ۔ ریشم کا کیڑا۔ پیل۔ ہاتھی۔ آنگوں۔ اُس قسم کا۔ حیلہ۔ تدبیر۔ نام و ناموس۔ فرشتوں نے حضرت آدمؑ کی خلافت پر اعتراض کیا، حضرتِ آدمؑ کے علم کی وجہ سے پھر اُن کو آدمؑ کی خلافت تسلیم کرنی پڑی۔ ۲؎ ششصد ہزاراں۔ چھ لاکھ، مشہور ہے کہ شیطان نے ملعون ہونے سے قبل چھ لاکھ سال عبادت کی تھی۔ پوز بند۔ وہ جالی جو گائے کے بچے کے منہ پر چڑھادی جاتی ہے تاکہ وہ بے وقت گائے کا دودھ نہ پی سکے۔ گوسالہ بچھڑا۔ یہاں شیطان مراد ہے۔ نتاند۔ نتواند کا مخفف ہے۔ قصر۔ محل۔ مَشید۔ چونہ گچ لگا ہوا، مضبوط۔ اہلِ حِس۔ وہ عقلاء جو مشاہدہ ہی کو دلیلِ وجود مانتے ہیں۔ اور باطنی و شرعی علوم کے مخالف ہیں۔ قطرۂ دل۔ امانتِ الٰہی کا بار آسمانوں، زمینوں، اور پہاڑوں نے برداشت کرنے سے انکار کردیا صرف انسان کا قلب اس کا متحمل ہوا۔ ۳؎ احمدؐ۔ یعنی آنحضورؐ اور ابوجہل کی صورت تو یکساں ہی تھی لیکن باطنی اوصاف اور معنویت کا کتنا بڑا فرق تھا، آنحضورؐ فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ میں داخل ہوتے تھے تو بت م اوندھے منہ گرے۔ نقش۔ یہ دوسری مثال ہے جس کے ذریعہ باطنی اوصاف کے فرق کو سمجھایا ہے۔ بیتاب۔ بےطاقت۔ صورت۔ تصویر۔ نایاب۔ جو ہاتھ نہ لگے۔

شد بسر شیرانِ عالم جملہ پست
دنیا کے تمام شیروں کا سر جھک گیا

چوں سگِ اصحابؑ را دادند دست
جب (قضا و قدر) نے اصحابِ کہف کے کتے کو غلبہ دیا

چہ زیانستش ازاں نقشِ نفور
اس قابلِ نفرت صورت سے اسکو کیا نقصان ہے

چونکہ جانش غرق شد در بحرِ نور
جبکہ اسکی روح نور کے سمندر میں ڈوبی ہوئی ہے

وصفِ صورت نیست اندر خامہا
قلموں میں صورت کی تعریف (لکھنے کا رواج) نہیں ہے

عالم و عادل بود در نامہا
خطوں میں، عالم عادل (لکھا) ہوتا ہے

عالم و عادل ہمہ معنیست و بس
عالم اور عادل سب معنیٰ ہیں فقط

کش نیابی در مکان پیش و پس
جن کو تو آگے اور پیچھے کسی جگہ نہیں پائے گا

میزند بر تن ز سوئے لامکاں
یہ لامکاں سے جسم پر وارد ہوتے ہیں

می نگنجد در فلک خورشیدِ جاں
جان کا سورج، آسمان میں نہیں سما سکتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد ہوش دار
واضح ہو، یہ بات انتہاء نہیں رکھتی ہے

گوش سوئے قصہ خرگوش دار
خرگوش کے قصہ کی طرف کان لگائے رکھو

گوشِ خر بفروش و دیگر گوش خر
گدھے کے کان فروخت کر دے، دوسرے کان خرید لے

کیں سخن را در نیابد گوشِ خر
اسلئے کہ اس بات کو گدھے کے کان نہیں سن سکتے

ذکرِ دانشِ خرگوش وبیانِ فضیلت ومنافعِ دانش
خرگوش کی عقلمندی کا ذکر اور عقلمندی کی فضیلت اور نفعوں کا بیان

رَو تو روبہ بازیِ خرگوش بیں
چل بیٹا خرگوش کی چالاکی دیکھ

مکر و شیر اندازیِ خرگوش بیں
خرگوش کا مکر اور شیر کو پچھاڑنا، دیکھ

خاتمِ ملکِ سلیمانؑ ست علم
علم حضرت سلیمانؑ کے ملک کی انگوٹھی ہے

جملہ عالم صورت و جان ست علم
تمام دنیا صورت، اور علم جان ہے

آدمی را زیں ہنر بیچارہ گشت
اس ہنر کی وجہ سے آدمی کے لئے زمانہ بیچارہ ہو گیا ہے

خلقِ دریاہا و خلقِ کوہ و دشت
پہاڑ، جنگل اور دریا کی مخلوق

زو پلنگ و شیر ترساں ہمچو موش
اس سے تیندوا اور شیر بھی، چوہے کی طرح خوفزدہ ہیں

زو شدہ پنہاں بدشت و کہ وحوش
اس سے وحشی جانور، جنگل اور پہاڑ میں چھپ گئے

زو پری و دیو ساحلہا گرفت
اس سے پری اور دیو نے سمندر کا کنارہ پکڑا

ہر یکے در جائے پنہاں جا گرفت
ہر ایک نے پوشیدہ مقام میں جگہ بنالی

۱؎ اصحاب۔ یعنی اصحابِ کہف۔ اس شعر میں بھی معنوی اوصاف کی بنیاد پر فوقیت کو سمجھایا ہے۔ زیاں۔ نقصان۔ نقش۔ ظاہری صورت۔ نفور۔ قابلِ نفرت۔ وصفِ صورت۔ یعنی ظاہری حسن قابلِ تحریر نہیں ہے۔ انسان کی باطنی خوبیوں کو تحریر میں لایا جاتا ہے۔ کش۔ کہ اش یعنی یہ معنوی خوبیاں مکان و زمان کے ساتھ مُقید نہیں ہوتی ہیں۔ ۲؎ لامکاں۔ عالمِ قدس، یعنی ان باطنی خوبیوں کا نزول عالمِ قدس سے ہوتا ہے۔ خورشیدِ جان روح کی وسعتیں لامحدود ہیں۔ پایاں۔ خاتمہ انتہاء گوش دار۔ کان لگا۔ ہوشدار ہوش رکھ، خوب سمجھ۔ خر۔ گدھا، بیوقوف۔ بخر۔ خریدن کا امر ہے۔ روبہ بازی۔ مکر و فریب۔ بیں۔ دیدن سے امر کا صیغہ ہے۔ شیر اندازی۔ شیر کو مغلوب کرنا۔ ۳؎۔ خاتم۔ انگوٹھی، مُہر، مشہور ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس انگوٹھی تھی جس کی وجہ سے تمام عالم اُن کے لئے مسخر ہو گیا تھا۔ آدمی۔ انسان علم ہی کی بدولت بحر و بر پر حکمراں ہے۔ پلنگ تیندوا چیتے کو فارسی میں یوز کہتے ہیں۔ کہ۔ کوہ کا مخفف ہے۔ زو۔ از او۔ ساحل۔ سمندر کا کنارہ۔

آدمی را دشمنِ پنہاں بسے ست — آدمیِ باحذر[1] عاقل کسے ست
آدمی کے چھپے ہوئے دشمن بہت ہیں — محتاط آدمی، سمجھدار انسان ہے

خَلقِ خوب و زشت ہست از ما نہاں — میزند بر دل بہر دم کوبِ شاں
اچھی اور بُری مخلوق ہم سے چھپی ہوئی موجود ہے — اُن کی چوٹ ہر وقت دل پر لگتی ہے

بہرِ غُسل ار در روی در جوئبار — بر تو آسیبے زند در آب خار
تو اگر نہر میں غُسل کے لئے جائے گا — تو کانٹا، پانی میں تجھے تکلیف پہونچائے گا

گرچہ پنہاں خار در آب ست پست — چونکہ در تو میخلد دانی کہ ہست
اگرچہ کانٹا پانی کے نیچے چھپا ہوا ہے — چونکہ تیرے چبھتا ہے تو جانتا ہے کہ موجود ہے

خار خارِ حس ہا و وسوسہ — از ہزاراں کس بُود نے یک کسہ
حواس اور وسوسہ کے کانٹے — ہزاروں اشخاص کی جانب سے ہیں نہ کہ ایک شخص کی (جانب سے)

باش[2] تا حِسہائے تو مُبدل شود — تا بہ بینی شاں و مشکل حل شود
ٹھہر، تاکہ تیرے حواس تبدیل ہو جائیں — تاکہ تو ان کو دیکھ لے اور مشکل حل ہو جائے

تا سخنہائے کیاں رد کردۂ — تا کیاں را سَرورِ خود کردۂ
تاکہ معلوم ہو جائے کن ہستیوں کی باتوں کو تونے رد کیا ہے! — اور کن کو تونے اپنا سردار بنایا ہے؟

بازجستنِ نخچیراں سِرّ و اندیشۂ خرگوش را
پھر شکاریوں کا خرگوش کی تدبیر اور راز کو معلوم کرنا

بعد ازاں گفتند کاے خرگوشِ چُست — در میاں نِہ آنچہ در ادراکِ تست
پھر اُنہوں نے کہا اے چالاک خرگوش! — سامنے رکھدے جو تیری سمجھ میں آیا ہے

اے کہ با شیرے تو در پیچیدۂ — باز گو رائے کہ اندیشیدۂ
اے وہ! کہ شیر سے تو بھڑا ہے — بتا، تو نے کیا تدبیر سوچی ہے؟

مشورت ادراک و ہشیاری دِہد — عقلہا[3] مر عقل را یاری دہد
مشورہ، عقل اور سمجھ عطا کرتا ہے — عقلیں، عقل کی مدد کرتی ہیں

گفت پیغمبر بکن اے رائے زن — مشورت کالمُستشارُ مؤتمن
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے اے رائے زنی کرنے والے! — مشورہ کرلے اسلئے کہ مشورہ دینے والا، امین ہوتا ہے

قولِ پیغمبر بجاں باید شنود — باز گو تا چیست مقصودِ تو زود
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قول کو دل و جان سے سننا چاہئے — تو جلدی بتا، تیرا مقصد کیا ہے؟

---

[1] حذر - بچنا، پرہیز کرنا، احتیاط - خلق خوب - اچھی مخلوق، فرشتے - زشت - بُرا، یعنی شیاطین - کوب - چوٹ، صدمہ، اوپر کے اشعار میں انسان کے غلبہ کو بتایا گیا تھا، اب یہ سمجھایا ہے کہ انسان کو باوجود غلبہ کے پُرخطر اور شیاطین کے مکر سے ہوشیار رہنا چاہئے - جوئبار - نہر - آسیب - صدمہ - پست - نیچے - دانی - بعض چیزیں نظروں سے غائب ہیں لیکن اُن کے اثرات سے اُنکا وجود معلوم ہو جاتا ہے - خار خار لفظوں کی تکرار کثرت کے معنیٰ دیتی ہے -

[2] باش - یعنی ریاضت اور مجاہدہ سے حواس باطنی پیدا ہوتے ہیں تو نظروں سے غائب چیزیں مشاہدہ میں آجاتی ہیں - کیاں - کیا کی جمع، بزرگ، دانا - کیاں - استفہام جمع کے لئے مستعمل ہوتا ہے - سرور - سردار کاتے - کہ اے - چُست - چالاک - نِہ - نہادن سے امر کا صیغہ ہے - ادراک - عقل - سمجھ -

[3] عقلہا - یعنی مشورہ دینے والوں کی عقلیں - عقل - یعنی مشورہ لینے والے کی عقل - یاری - مدد بکن - مفعول دوسرے مصرع میں مشورت ہے - المستشار - جس سے مشورہ لیا جائے - مؤتمن - جس کے پاس امانت رکھی جائے -

پوشیدہ داشتن خرگوش راز را از نخچیران

خرگوش کا شکاروں سے راز کو پوشیدہ رکھنا

گفت ہر رازے نشاید باز گفت ۔۔۔ جُفت[1] طاق آید گہے گہ طاق جُفت

اس نے کہا، ہر راز کہنے کے لائق نہیں ہوتا ۔۔۔ کبھی جُفت، طاق آتا ہے، کبھی طاق، جُفت آتا ہے

از صفا گر دم زنی با آئینہ ۔۔۔ تیرہ گردد زود با ما آئینہ

اگر تو آئینہ پر پھونک مارے تو صفائی کی وجہ سے ۔۔۔ وہ بہت جلد ہمارے لئے اندھا ہو جائیگا

در بیانِ ایں سہ کم جُنباں لبت ۔۔۔ از ذِہاب[2] و از ذہب و ز مذہبت

ان تین چیزوں کے بیان میں لب کشائی نہ کر ۔۔۔ سفر اور سونا اور اپنی منزلِ مقصود کے بارے میں

کیں سہ را خصم ست بسیار و عدو ۔۔۔ در کمینت ایستد چوں داند او

اسلئے کہ ان تینوں کے مخالف اور دشمن بہت ہیں ۔۔۔ تیری گھات میں رہیگا جب وہ جان جائیگا

ور براند با یکے گوئی اَلوَداع ۔۔۔ کُلُّ سِرٍّ جَاوَزَ الاِثنَین شَاع

اگر تم نے ایک سے کہدیا تو الوداع کہدو ۔۔۔ ہر راز جو دو (لب) سے گذرا، مشہور ہوا

گر دو سہ پرندہ را بندی بہم ۔۔۔ بر زمیں مانند محبوس از الم

اگر تو دو تین پرندوں کو اس میں باندھدے ۔۔۔ تکلیف کی وجہ سے زمین پر مقید رہیں گے

مشورت[3] دارند سرّ پوشیدہ خوب ۔۔۔ در کنایت با غلط افکن مشوب

چھپے ہوئے راز کا مشورہ بہتر سمجھتے ہیں ۔۔۔ کنایۃً جو غلطی میں مبتلا کرنے والی بات سے مخلوط ہو

مشورت کردے پیمبر بستہ سر ۔۔۔ گفت ایشانش جواب و بے خبر

پیمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) سربستہ مشورہ کرتے ۔۔۔ اور وہ انکو بے خبری میں جواب دیدیتے

در مثالے[4] بستہ گفتے رائے را ۔۔۔ تا نداند خصم از سر پائے را

رائے کو کسی مثال سے وابستہ کر کے فرمادیتے ۔۔۔ تاکہ مخالف سر، پیر نہ سمجھ سکے

او جواب خویش بگرفتے ازو ۔۔۔ وز سوالش می نبردے غیر بو

وہ اس سے اپنا جواب نکال لیتے ۔۔۔ ان کے سوال کی غیر کو بو بھی نہ لگتی

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد ۔۔۔ سوئے خرگوش دلاور تا چہ کرد

اس بات کا خاتمہ نہیں، لوٹ ۔۔۔ بہادر خرگوش کی جانب کہ اس نے کیا کیا؟

قصۂ مکر کردن خرگوش با شیر و بسر بردن

خرگوش کا شیر کے ساتھ چالاکی کرنے اور انجام کو پہونچنے کا قصہ

---

[1] جُفت۔ جوڑ۔ طاق۔ اکیلا، بعض کھیلوں میں ہار جیت اس بات پر ہوتی ہے کہ جس چیز کے ذریعہ کھیلا جاتا ہے وہ جوڑ نکلتی ہے یا بے جوڑ، یعنی انسان جیتنے کی آرزو کرتا ہے اور بازی کا پانسا آجاتا ہے۔ از صفا۔ آئینہ صاف چیز ہے لیکن اس پر اگر پھونک ماردیجائے تو دھندلا ہوجاتا ہے، اسی طرح دوست کا سینہ صاف ہوتا ہے، اگر اس سے راز کہدیا جاتا ہے تو اس کے دل میں طرح طرح کے خیالات گھومنے لگتے ہیں۔ جو اکثر مفید نہیں ہوتے۔

[2] ذِہاب۔ سفر۔ ذہب سونا، یعنی مال و دولت مذہب۔ اس سے منزل مراد ہے، جہاں انسان جارہا ہے، دین مراد لینا مناسب نہیں ہے۔ الوداع رخصت کرنا، یعنی اگر تم نے اپنا راز کسی ایک سے بھی کہدیا تو اس کو الوداع کہدو اب وہ راز، راز نہیں رہیگا۔ الاثنین۔ دونوں ہونٹ مراد ہیں۔ پرندہ۔ راز کی مثال پرندہ کی سی ہے، اگر بندھے پڑے رہینگے تو ٹھہرینگے۔

[3] مشورت۔ مشورہ ایسے طور پر کر جس میں دوسرے پر بات نہ کھلے وہ مغالطہ میں پڑا رہے اور تمہیں مشورہ بھی ملجائے۔ مشوب ملا ہوا۔ بے خبر۔ صحابہ کو صحیح بات کا پتہ نہ لگتا تھا اور مشورہ بھی ہوجاتا تھا۔

[4] در مثالے۔ کوئی مثال دیکر مشورہ کرلیتے تھے۔ بازگرد۔ واپس چل۔ دلاور۔ بہادر۔

حاصل آں خرگوش رائے خود نگفت
الحاصل، اُس خرگوش نے اپنی رائے نہ بتائی
مکر اندیشید با خود طاق و جُفت
جوڑ توڑ کر کے خود تدبیر سوچ لی

باوحوش از نیک و بد نکشاد راز
وحشی جانوروں پر اچھے بُرے کا راز نہ کھولا
سِرّ خود با جانِ خود میراند باز
اپنا راز اپنے آپ سے کہتا رہا

ساعتے[1] تاخیر کرد اندر شدن
جانے میں ایک گھنٹہ تاخیر کی
بعد ازاں شد پیشِ شیرِ پنجہ زن
اُس کے بعد پنجہ زن شیر کے سامنے گیا

زاں سبب کاندر شدن او ماند دیر
اِس سبب سے کہ جانے میں دیر تک توقف کیا
خاک را میکند و میغرّید شیر
شیر زمین کو کھود رہا تھا اور غرّا رہا تھا

گفت من گفتم کہ عہدِ آں خساں
اُس نے کہا میں نے کہا تھا کہ اُن کمینوں کا عہد
خام باشد خام و زشت و نارساں
کچا ہوگا اور بُرا، اور نا مکمل ہوگا

دمدمہ ایشاں مرا از خر[2] فگند
اُن کے مکر نے مجھے مار ڈالا
چند بفریبد مرا ایں دہر چند
یہ زمانہ مجھے آخر کتنا فریب دے گا؟

سخت درماند امیرِ سست ریش
بیوقوف حاکم بہت عاجز رہتا ہے
چوں نہ پس بیند نہ پیش از احمقیش
جب اپنی بیوقوفی سے نہ آگا دیکھے نہ پیچھا

راہ ہموار ست و زیرش دامہا
راستہ صاف ہے، اور اُس کے نیچے جال ہیں
قحطِ معنیٰ در میانِ نامہا
لفظوں میں معنیٰ کا قحط ہے

لفظہا[3] و نامہا چوں دامہاست
لفظ اور نام جالوں کی طرح ہیں
لفظِ شیریں ریگِ آبِ عمرِ ماست
میٹھا لفظ ہماری عمر کے پانی کا ریت ہے

عمر چوں آبست وقت او را چو جُو
عمر پانی کی طرح ہے، اُس کے لئے وقت بمنزلہ نہر کے ہے
خلقِ باطن ریگِ جوئے عمرِ تو
باطنی اخلاق، تیری عمر کی نہر کا ریت ہیں

آں یکے ریگے کہ جوشد آب ازو
وہ ریت جس سے پانی اُبلے
سخت کمیاب ست رَو آنرا بجو
بہت کمیاب ہے، جا، اُسکو تلاش کر

ہست آں ریگ اے پسر مردِ خدا
اے بیٹا! وہ ریت مردِ خدا ہے
کو بحق پیوست واز خود شد جدا
جو اللہ سے جُڑا اور اپنے سے جدا ہوا

آبِ عذبِ دیں ہمی جوشد ازو
دین کا میٹھا پانی اُس سے اُبلتا ہے
طالباں را زاں حیات ست و نمو
طلبگاروں کی اُس سے زندگی اور نشوونما ہے

[1] ساعت۔ گھنٹہ، تھوڑی دیر۔ شدن۔ جانا۔ پنجہ زن پنجہ مارنیوالا۔ وا۔ جُدا، اکثر کسی فعل کے ساتھ ملاکر مستعمل ہوتا ہے۔ میکند کندن، کھودنا۔ غرّیدن غرّانا، دہاڑنا۔ خساں۔ یعنی شکاری جانور۔ خام۔ کچا۔ زشت۔ بُرا نارساں۔ ناتمام۔ دمدمہ مکروفریب۔

[2] از خر افگندن۔ دور کر دینا، ہلاک کر دینا۔ چند۔ تا چند، کب تک دہر۔ زمانہ۔ مراد اہلِ زمانہ ہیں۔ درماندن۔ عاجز رہنا۔ سست ریش۔ بیوقوف۔ احمقی۔ حماقت ہموار۔ صاف، برابر۔ دام۔ جال۔ قحط۔ کال۔

[3] لفظہا۔ یعنی جھوٹے پیروں کے بڑے بڑے القاب بہت میٹھے ہیں لیکن یہ مرید کی زندگی کو برباد کرتے ہیں۔ جو۔ نہر خلقِ باطن۔ یعنی شیخ کے باطنی احوال۔ ریگے۔ شیخِ کامل کی تلاش کر۔ مردِ خدا۔ خدا رسیدہ۔ عذب۔ شیریں۔ حیات۔ زندگی۔ نمو۔ بڑھنا۔

غیرِ مردِ حق چو ریگِ خشک دا[1]ں
جو مردِ خدا نہیں اُس کو خشک ریت سمجھ

کاب عمرت را خورد اُو ہر زماں
جو ہر وقت تیری زندگی کا پانی چوس رہا ہے

طالبِ حکمت شو از مردِ حکیم
مردِ دانا سے ، دانائی کا طالب بن

تا ازو گردی تو بینا و علیم
تاکہ تو اُس سے صاحبِ بصیرت اور عالم بنے

منبعِ حکمت شود حکمت طلب
دانائی کا طالب، دانائی کا چشمہ بنجاتا ہے

فارغ آید اُو ز تحصیل و سبب
وہ تحصیلِ علم اور سببِ (ظاہری) سے بے نیاز ہو جاتا ہے

لوحِ حافظ لوحِ محفوظے شود
حافظ کی لوح ، لوحِ محفوظ بنجاتی ہے

عقلِ اُو از روح محظو[2]ظے شود
اُس کی عقل روح سے بہرہ یاب ہو جاتی ہے

چوں معلّم بود عقلش ز ابتدا
عقل، شروع میں جو اُس کی اُستاد تھی

بعد ازاں شد عقل شاگردے ورا
اُس کے بعد عقل اُس کی شاگرد بن گئی

عقل چوں جبریلؑ گوید احمدا
جبرئیل (علیہ السلام) کی طرح عقل کہتی ہے اے احمد!

گر یکے گامے نہم سوزد مرا
اگر ایک قدم بڑھاؤں (تجلی) مجھے جلا دے گی

تو مرا بگذار زیں پس پیش راں
مجھے پیچھے چھوڑ دیجئے اور آپ آگے جائیے

حدِّ من ایں بود اے سلطانِ جہاں
اے جہاں کے بادشاہ! میری یہ سرحد تھی

ہر کہ ماند از کاہلی بے شکر و صبر
جو شخص سستی کی وجہ سے بے شکر اور بے صبر رہا

اُو ہمی داند کہ گیرد پائے جبر
وہ سمجھتا ہے کہ اُس نے جبر کا پایہ تھاما ہے

ہر کہ جبر آورد خود رنجور کرد
جس نے جبر اختیار کیا اُس نے خود کو بیمار بنا لیا

تا ہماں رنجوریش در گور کرد
یہانتک کہ اُسکو اسی بیماری نے قبر میں پہنچا دیا

گفت پیغمبر کہ رنجوری بہ لاغ
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ مذاق کی بیماری

رنج آرد تا بمیرد چوں چراغ
مرض پیدا کر دیتی ہے یہانتک کہ (مریض) چراغ کی طرح بجھ جاتا ہے

جبر چہ بود بستنِ اشکستہ را
جبر کیا ہے؟ ٹوٹے ہوئے کو باندھنا

یا بہ پیوستن رگِ بگسستہ را
یا ٹوٹی رگ کو جوڑنا

چوں دریں رہ پائے خود نشکستۂ
جب تو نے اِس راہ میں اپنے پیر کو نہیں توڑا ہے

بر کہ میخندی چہ پا را بستۂ
کس پر ہنستا ہے، پاؤں کو کیوں باندھا ہے؟

وانکہ پایش در رہِ کوشش شکست
جس نے کوشش کی راہ میں اپنے پیر کو توڑا

در رسید اُو را براق و بر نشست
اُس کے لئے براق پہونچا اور وہ سوار ہوا

[1] غیرِ مردِ حق - یعنی مکار پیر وہ ریت ہے جو تیری عمر برباد کر رہا ہے۔ مردِ حکیم - شیخِ کامل - منبع - شیخِ کامل کی تربیت سے مرید، علوم اور حکمتوں کا سرچشمہ بنجاتا ہے اُسکو مدرسہ میں جانے اور اسبابِ تحصیلِ علم اختیار کرنیکی ضرورت نہیں رہتی اُسکو علم لدنی حاصل ہو جاتا ہے۔ لوح - تختی - حافظ - حفظ کرنیوالا - لوحِ محفوظ - وہ غیبی دفتر جس میں اللہ کی قدرت کے تمام احوال جو گذر گئے یا آنیوالے ہیں درج ہیں - روح - جان - روحِ الہام -

[2] محظوظ - حصہ پانے والا - شاگرد - یعنی جب اسرارِ الٰہی حاصل ہو جاتے ہیں تو عقل اُن سے روشنی حاصل کرتی ہے - گام قدم - معراج میں حضرتِ جبرئیلؑ نے آنحضورؐ سے کہا تھا - اگر یکسر موئے برتر پرم فروغِ تجلی بسوزد پرم کاہلی - یعنی اپنی کوتاہی اور بے عملی کو جبر سمجھتا ہے - رنجور - بیمار، یعنی کاہلی کو جبر سمجھنا ایسی بیماری ہے جو اُسکو در گور کردیگی - لاغ ہنسی مذاق - رنج - مرض - جبر - لغت میں ٹوٹے کو جوڑنے کے معنیٰ میں ہے اسی لئے جبیرہ وہ پٹی کہلاتی ہے جو ٹوٹی ہڈی پر جوڑنے کیلئے باندھی جاتی ہے - لہٰذا م پیشے طلب میں پیر توڑ دو۔ اس کے بعد جبر کا عقیدہ اختیار کرو۔ اصطلاحات الف، یارہ ہے۔ براق۔ وہ سواری جو آنحضور کو معراج میں ملی تھی یعنی مجاہدہ کے بعد جذبِ الٰہی کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

حاملِ دیں بود اُو محمول شد — قابلِ فرماں بُد اُو مقبول شد
وہ دین کا بوجھ اٹھانیوالا تھا (اب) سوار بن گیا — اللہ کے فرمان کو قبول کرنیوالا تھا، مقبول (بارگاہ) ہو گیا

تاکنوں فرماں پذیرفتے ز شاہ — بعد ازیں فرماں رساند بر سپاہ
اب تک بادشاہ کا فرمان مانتا تھا — اس کے بعد سپاہیوں کا فرماں روا ہو گیا

تاکنوں اختر اثر کردے درو — بعد ازاں باشد امیرِ اختر اُو
اب تک ستارہ اُس میں اثر کرتا تھا — اس کے بعد وہ ستارے کا حاکم ہو گا

گر ترا اشکال آید در نظر — پس تو شک داری در اِنشق القمر
اگر تجھ کو اس میں اِشکال نظر آتا ہے — تو تو اِنشق القمر میں شک رکھتا ہے

تازہ کن ایمان نے از گفتِ زباں — اے ہوا را تازہ کردہ در نہاں
ایمان کو تازہ کرلے، نہ صرف زبانی — اے وہ شخص جس نے اپنے اندر خواہش کو تازہ کیا ہے

تا ہوا تازہ است ایماں تازہ نیست — چوں ہوا جز قفلِ آں دروازہ نیست
جب تک خواہش تازہ ہے، ایمان تازہ نہیں ہے — خواہش کے علاوہ اُس دروازہ کا کوئی قفل نہیں ہے

کردۂ تاویلِ حرفِ بکر را — خویش را تاویل کن نے ذِکر را
تو نے اچھوتے حرف میں تاویل کی ہے — اپنے آپ کو بدل، قرآن میں تاویل نہ کر

فکرِ تو تاویل کردہ ذِکر را — ذِکر را ماں و بگرداں فکر را
تیرے فکر نے قرآن میں تاویل کی ہے — قرآن کو اپنی حالت پر رہنے دے، فکر میں تبدیلی کر

بر ہوا تاویلِ قرآں میکنی — پست و کژ شد از تو معنیِ سَنی
خواہش کے مطابق تو قرآن کی تاویل کرتا ہے — تیری وجہ سے روشن معنی پست اور کج ہو گئے ہیں

زیافتِ تاویلِ رکیکِ مگس
مکھی کی رکیک تاویل کا بودا پن

ماند احوالت بداں طرفہ مگس — کو ہمی پنداشت خود را ہست کس
تیرے احوال اُس عجیب مکھی کی طرح ہیں — جو اپنے آپ کو کچھ سمجھتی تھی

از خودی سرمست گشتہ بے شراب — ذرّہ خود را شمردہ آفتاب
جو بغیر پئے، تکبر کی وجہ سے مست ہو گئی تھی — جس نے اپنے ذرّہ کو آفتاب سمجھ لیا تھا

وصفِ بازاں را شنیدہ در زماں — گفتہ من عنقائے وقتم بیگماں
اُس نے زمانہ میں بازوں کی تعریف سنی تھی — بولی بے شک میں اپنے وقت کا عنقا ہوں

سحامل - مجاہدہ میں دین کے احکام کا حامل تھا، اب جذبِ الٰہی، وصول الی اللہ کا سبب ہو گیا ہے۔ تاکنوں - یعنی فرمانبرداری کے بعد فرماں روائی کا مقام ملتا ہے۔ امیرِ اختر - بطور کرامت ستاروں پر حکمرانی کرتا ہے۔ اِنشق القمر - شقِ قمر کا معجزہ اس کی دلیل ہے۔ گفت - گفتگو۔ نہاں - باطن۔ ہوا - خواہشِ نفسانی۔ قفل - تالا - یعنی جب تک انسان پر خواہش نفسانی کا غلبہ ہے اُس پر علومِ ربانی کا دروازہ نہیں کھلے گا۔ تاویل - پھیرنا، بدلنا، عبارت کی ظاہری مراد کو چھوڑ کر کوئی محتمل معنیٰ مراد لینا - بکر - با کے کسرہ سے، کنوارا، کنواری، محفوظ، قرآن کو بکر اسلئے کہا ہے کہ وہ شیطانوں کے تصرف سے محفوظ ہے۔ ذِکر - قرآن مجید - ماں - صیغۂ امر ہے، ماندن، بمعنی گذاشتن کا - گرداں - پھیر دے - کژ - ٹیڑھا - سَنی - روشن - ماند - ماندن کا مضارع ہے، مشابہ ہونا - طرفہ - عجیب، نادر - خودی - خود پسندی، تکبر - بازاں - باز کی جمع - عنقاء - عین کے فتحہ کے ساتھ کوئی خوبصورت پرندہ تھا جو اب معدوم ہو گیا ہے۔ معدوم کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔

*آں مگس بر برگِ کاہ و بولِ خر — ہمچو کشتی باں ہمی افراشت سر
وہ مکھی گھاس کے تنکے اور گدھے کے پیشاب پر — ملاح کی طرح شیخی بگھارتی تھی

گفت من کشتی و دریا خواندہ ام — مدّتے در فکرِ آں می ماندہ ام ق
بولی میں نے دریا کی کشتی کے بارے میں پڑھا ہے — ایک مدت تک میں اُسکی فکر میں رہی ہوں

اینک ایں دریا و ایں کشتی و من — مردِ کشتیبان و اہلِ رائے و فن
یہ دریا اور یہ کشتی ہے اور میں ہوں — کشتی بان اور صاحبِ تدبیر و فن ہوں

بر سرِ دریا ہمی راند اُو عمد — مینمودش اینقدر بیروں زحد
دریا پر وہ چپّو چلا رہی تھی — اور وہ اُس کو لا محدود نظر آتا تھا

بود بے حد آں چمیں نسبت بدو — آں نظر کو بیند آں را راست کو
اُس کے اعتبار سے وہ پیشاب لا محدود تھا — اُس کی وہ نگاہ کہاں تھی کہ اُسکو صحیح طور پر دیکھتی

عالمش چنداں بود کش بنیش ست — چشم چندیں بحر ہم چندینش ست
اُس کا عالم بھی اتنا ہی ہے جسقدر اُسکی نگاہ ہے — جتنی اُس کی آنکھ ہے، اتنا ہی اُس کا دریا ہے

صاحبِ تاویلِ باطل چوں مگس — وہمِ اُو بولِ خر و تصویرِ خس
باطل تاویل کرنیوالا، مکھی کی طرح ہے — اُس کا خیال، گدھے کا پیشاب اور تنکے کی صورت ہے

گر مگس تاویل بگذارد برائے — آں مگس را بخت گرداند ہُما ئے
اگر مکھی رائے کی وجہ سے تاویل کرنا چھوڑ دے — تو نصیبہ اُس مکھی کو ہُما بنا دے

آں مگس نبود کش ایں غیرت بود — روحِ اُو نے در خورِ صورت بود
وہ مکھی نہیں ہے جسمیں یہ غیرت ہو کہ باطل تاویل کرے — اُس کی روح اُس کی صورت کے موافق نہیں ہوتی ہے

ہمچو آں خرگوش کو بر شیر زد — رُوحِ اُو کے بُود اندر خورِ قد
اُس خرگوش کی طرح جس نے شیر پر حملہ کیا — اُس کی روح، قد کے مطابق کب تھی؟

رنجیدنِ شیر از دیر آمدنِ خرگوش
خرگوش کے دیر میں آنے سے شیر کا رنجیدہ ہونا

شیر میگفت از سرِ تیزی و خشم — کز رہِ گوشم عدو بربست چشم
شیر، تندی اور غصہ سے کہہ رہا تھا — دشمن نے میرے کان کے راستہ سے آنکھیں بند کر دیں

مکرہائے جبریانم بستہ کرد — تیغِ چوبین شاں تنم را خستہ کرد
جبر کا عقیدہ رکھنے والوں کے مکر نے مجھے مجبور کر دیا — اُن کی لکڑی کی تلوار نے میرے جسم کو زخمی کر دیا

قصۂ مگس و اندیشہ کردن*
سر بر افراشتن۔ شیخی بگھارنا۔ خواندہ ام۔ یعنی کتابوں میں ذکر پڑھا ہے۔ عمد۔ چپّو، یعنی وہ لکڑی جس کے ذریعہ کشتی چلائی جاتی ہے۔ چمیں۔ پیشاب، پاخانہ یہاں پیشاب مراد ہے۔ سرِ راست۔ ٹھیک بنیش۔ نگاہ۔ چندیں۔ اتنی سی۔ تاویلِ باطل۔ غلط معنی، یعنی زیغ میں مبتلا لوگ جو قرآن کی غلط تاویل کرتے ہیں اُن کے خیالات گدھے کے پیشاب اور تنکے کی طرح ہیں اور وہ خود مکھی جیسے ہیں۔ ہُما۔ ایک پرندہ ہے جو بہت مبارک سمجھا جاتا ہے، مشہور ہے کہ جس کے سر پر سے وہ گذر جائے بادشاہ ہو جاتا ہے۔ سرِ غیرت۔ یعنی دین کی ایسی غیرت ہو کہ تاویلِ باطل نہ کرے۔ روحِ او۔ یعنی اُس کی روح بلند ہوتی ہے، خواہ صورت اور علمِ ظاہری اتنا بلند نہ ہو۔ ہمچو۔ خرگوش کا قد تو چھوٹا تھا، لیکن اُس کی روح بلند تھی۔ کز رہِ گوشم۔ یعنی دشمن نے ایسی باتیں سنائیں کہ میں عقل کا اندھا ہو گیا۔ جبریاں۔ جبر کا قائل، مراد شکاری جانور ہیں۔ چوبیں۔ لکڑی کی، جانوروں کے دلائل کو لکڑی کی تلوار قرار دیا ہے۔

زیں سپس[1] من نشنوم آں دمدمہ
اس کے بعد میں اُس مکر کو نہ سنوں گا

بانگِ دیوان ست و غولاں آں ہمہ
وہ سب شیطانوں اور بھوت کی آواز ہے

بردراں اے دل تو ایشاں را ایست
اے دل! تو اُن کو پھاڑ ڈال، نہ رُک

پوستِ شاں برکن کہ غیرِ پوست نیست
اُن کی چمڑی اُدھیڑ دے وہ چھلکے کے سوا کچھ نہیں ہیں

پوست چہ بود گفتہائے رنگ رنگ
چھلکا کیا ہوتا ہے؟ رنگا رنگ باتیں

چوں زرہ بر آب کش نبود درنگ
جیسے پانی کی زرہ کہ وہ تھوڑی دیر بھی باقی نہیں رہتی

ایں سخن چوں پوست معنی مغز داں
یہ بات چھلکے کی طرح ہے، معنیٰ کو مغز سمجھ

ایں سخن چوں نقش معنی ہمچو جاں
یہ بات صورت کی طرح ہے اور معنیٰ جان کی طرح ہیں

پوست باشد مغزِ بدرا عیب پوش
چھلکا، خراب گری کا عیب پوش ہوتا ہے

مغزِ نیکو را ز غیرت غیب پوش
اچھی گری کے لئے غیرت کی وجہ سے غائب رکھکر پوشیدہ رکھنے والا ہوتا ہے

چوں ز باد ستت قلم دفتر ز آب
جب تیرا قلم ہوا کا ہے اور دفتر پانی کا

ہرچہ بنویسی فنا گردد شتاب[2]
تو جو کچھ لکھیگا وہ جلد فنا ہو جائیگا

نقشِ آب ست ار وفا خواہی ازاں
وہ نقش بر آب ہے اگر تو اُس سے وفا چاہیگا

باز گردی دستہائے خود گزاں
اپنے ہاتھ کو کاٹتا ہوا (پشیمان) واپس لوٹیگا

باد در مردم ہوا و آرزو ست
انسانوں میں ہوا، خواہش اور آرزو ہے

چوں ہوا بگذاشتی پیغامِ ہو ست
جب تو نے خواہش کو ترک کیا (بس یہی) اللہ کا پیغام ہے

خوش بود پیغامہائے کردگار
خدا کے پیغام اچھے ہوتے ہیں

کو ز سر تا پائے باشد پائدار
جو سر سے پیر تک پائیدار ہوتے ہیں

خطبۂ شاہاں بگردد واں کیا[3]
بادشاہوں کے خطبے اور اُن کی سرداری بدلجاتی

جز کیا و خطبہ ہائے انبیا
بخلاف نبیوں کے قصّوں اور سرداری کے

زانکہ بوشِ بادشاہاں از ہوا ست
اسلئے کہ بادشاہوں کی کرّوفر خواہشِ نفسانی ہے

بارنامہ انبیا از کبریا ست
انبیاء کی عزّت خدا کی جانب سے ہے

از درمہا نامِ شاہاں برکنند
بادشاہوں کے نام، سکّوں سے مٹا دیتے ہیں

نامِ احمدؐ تا قیامت میزنند
احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام قیامت تک منقش کرتے

نامِ احمدؐ نامِ جملہ انبیا ست
احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام، تمام انبیاء کا نام ہے

چونکہ صد آمد نود ہم پیشِ ما ست
جب سو آئے تو نوّے بھی ہمارے سامنے ہے

---

[1] سپس - بعد، پیچھے۔ دیواں - دیو کی جمع ہے۔ غول - چھلاوا۔ بردراں - بر زیادہ ہے دراں، درانیدن بمعنی پھاڑنا سے بنا ہے۔ پوست - کھال، چھلکا۔ زرہ - یعنی وہ لہریں جو بشکلِ زرہ پانی پر پیدا ہوتی ہیں اُن کا بقا چند منٹ کا ہوتا ہے۔ پوست - چھلکا عیب کو چھپاتا ہے اور عمدہ مغز کو نظروں سے پوشیدہ رکھنے کا بھی کام کرتا ہے۔

[2] شتاب - جلدی، یعنی نقش بر آب جلد فنا ہو جاتا ہے۔ نقش بر آب - ناپائیدار چیز۔ گزاں - گزیدن بمعنی کاٹنا سے بنا ہے۔ ہوا - خواہشِ نفسانی۔ ہُو - باری تعالےٰ کی ذات کا اسم ہے۔ خوش - اچھا۔ کردگار - کرنیوالا، کام کا مالک۔

[3] کیا - پہلوان اس شعر میں بمعنی ملکیت اور سرداری بولا گیا ہے۔ بوش - با کے فتحہ کے ساتھ، کرّوفر، شان و شوکت۔ بارنامہ - تجمّل، تفاخر۔ کبریا - اللہ تعالےٰ۔ برکنند - نکال ڈالتے ہیں۔ میزنند - منقش کرتے ہیں۔ صد - سو۔ نود - نون اور واؤ کے فتحہ کے ساتھ ننانویں ۹۹، یعنی آنحضورؐ انبیاء کا مجموعہ ہیں لہٰذا جیسا کہ سو کے ضمن میں ننانوے کا عدد موجود ہے اسی طرح ص

ص ۳ آنحضورؐ کے نام میں تمام انبیاء کا نام آجاتا ہے۔

ایں سخن پایاں ندارد اے پسر
اے بیٹا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
قصۂ خرگوش گو و شیرِ نر
خرگوش اور نر شیر کا قصہ سنا

ہم در بیانِ مکرِ خرگوش و تاخیر اُو در رفتن پیشِ شیر
یہ بیان بھی خرگوش کی چالاکی اور اُس کا شیر کے سامنے دیر سے جانیکا ہے

در شدن خرگوش بس تاخیر کرد
خرگوش نے جانے میں بہت دیر کی
مکر را با خویشتن تقریر کرد
اور اپنی حیلہ سازی کو ثابت کیا

در رہِ آمد بعدِ تاخیرِ دراز
بہت دیر کے بعد راستہ پر پڑا
تا بگوشِ شیر گوید یک دو راز
تاکہ شیر کے کان میں ایک دو راز کہے

تا چہ عالمہاست در سودائے عقل
دیکھو! عقل کے فکر میں کیا عالم ہیں
تا چہ با پہناست ایں دریائے عقل
دیکھ! یہ عقل کا دریا کسقدر وسیع ہے

بحرِ بے پایاں بُوَد عقلِ بشر
انسان کی عقل لامحدود سمندر ہے
بحر را غوّاص باید اے پسر
اے بیٹا! سمندر کے لئے غوطہ خور چاہیئے

صورتِ ما اندریں بحرِ عذاب
ہماری صورتیں اِس شیریں سمندر میں
میرود چوں کاسہا بر روئے آب
اس طرح دوڑ رہی ہیں جس طرح پانی کی سطح پر پیالے

تا نشد پُر بر سرِ دریاست طشت
جب تک بھرا نہیں، طشت دریا کے اوپر ہے
چونکہ پُر شد طشت در وے غرق گشت
جب طشت بھرا اس میں غرق ہوا

عقل پنہان ست و ظاہر عالمے
عقل مستور ہے اور عالم ظاہر ہے
صورتِ ما موج یا از وے نمے
ہماری صورت موج یا اُس کی نمی ہے

ہر چہ صورت می وسیلت سازدش
جو موجود (متعین) ہے صورت اُسکو وسیلہ بناتی ہے
زاں وسیلت بحر دور اندازدش
اُس وسیلہ کی وجہ سے سمندر اُسکو دور پھینکدیتا ہے

تا نہ بیند دل، دہندہ راز را
جب تک دل، راز عطا کرنیوالے کو نہ دیکھ لے
تا نہ بیند تیر، دور انداز را
جب تک کہ تیر، دور سے پھینکنے والے کو نہ دیکھ لے

ق

اسپ خود را یاوہ داند وز ستیز
اپنے گھوڑے کو گم شدہ سمجھتا ہے اور جھگڑے کی وجہ سے
میدواند اسپ خود در راہ تیز
اپنے گھوڑے کو تیز دوڑاتا ہے

اسپِ خود را یاوہ داند آں جواد
وہ جوانمرد، اپنے گھوڑے کو گم شدہ سمجھتا ہے
و اسپِ خود اُو را کشاں کردہ چو باد
اور گھوڑا اُس کو ہوا کی طرح اڑائے لئے جارہا ہے

سلک شدن۔ ہونا، جانا۔ تاخیر۔ دیر لگانا۔ تقریر۔ بیان کرنا، ثابت کرنا۔ تا۔ کلمۂ تنبیہ ہے۔ چہ۔ تفخیم کے لئے ہے۔ عقل۔ یعنی وہ قوتِ شعور جو حیوانات میں بھی ہے۔ بحر۔ سمندر۔ بے پایاں۔ لامحدود۔ غوّاص۔ غوطہ خور۔ صورت۔ یعنی جسمِ انسانی۔ عذاب۔ شیریں، بحرِ عذاب سے مراد دریائے عقل و روح ہے۔ تا نشد پُر۔ جب تک اَجسام روحانیت سے پُر نہیں ہوتے ہیں اُن پر مادّیت کا غلبہ رہتا ہے۔ عقل۔ دریائے عقل اگرچہ نظروں سے غائب ہے، لیکن جسم اسی کی ایک موج ہے۔ ہر چہ۔ مظاہر پرست جو تعینات کو وسیلہ بناتے ہیں دریائے وحدت سے دور جا پڑتے ہیں۔ دہندۂ راز۔ رہنمائے کامل۔ دور انداز۔ دور پھینکنے والا۔ یاوہ۔ بیہودہ، آوارہ، گم۔ ستیز۔ جنگ، جھگڑا۔ اسپِ خود را۔ یعنی جب تک انسان کو روح کا مشاہدہ اور اُس سے توسّل حاصل نہیں ہوتا تو وہ سمجھتا ہے کہ روح غیر موجود ہے تو اُس کی مثال اُس شہسوار کی ہے جو گھوڑے پر سوار ہو اور اپنے گھوڑے کو گم شدہ سمجھ رہا ہو۔ جواد۔ سخی،

در فغان و جستجو آں خیره سر
وہ حیران فریاد اور جستجو میں ہے

ہر طرف پرسان و جویاں دربدر
ہر جانب پوچھنے والا اور دربدر تلاش کرنیوالا ہے

کانکہ دزد اسپِ ما را کو و کیست
جس شخص نے ہمارا گھوڑا چرایا ہے کہاں ہے کون ہے؟

ایں کہ زیرِ ران تست ای خواجہ چیست
اے صاحب! یہ جو آپ کی ران تلے ہے یہ کیا ہے

آرے ایں اسپ ست لیک آں اسپ کو
ہاں، یہ گھوڑا ہے، لیکن وہ گھوڑا کہاں ہے؟

با خود آ اے شہسوارِ اسپ جو
اے گھوڑے کی جستجو کرنیوالے شہسوار! ہوش میں آ

وصفہا را مستمع گوید براز
سننے والا، اُس کی نشانیاں چپکے سے بتاتا ہے

تا شناسد مرد اسپِ خویش باز
تاکہ وہ اپنے گھوڑے کو پھر پہچان لے

جاں ز پیدائی و نزدیکی ست گم
جان، نمایاں اور قریب ہونیکی وجہ سے گم ہے

چوں شود پُر آب و لب خشکے چو خم
جس طرح مٹکا پانی سے بھرا ہو اور کنارے خشک ہوں

در درونِ خود بیفزا درد را
اپنے اندر درد کو بڑھا

تا بہ بینی سبز و سرخ و زرد را
تاکہ سبز، سرخ اور زرد کو دیکھے

کے بہ بینی سرخ و سبز و بور را
تو سرخ اور سبز اور گلابی کو کب دیکھ سکیگا؟

تا نہ بینی پیش ازیں سہ نور را
جب تک ان تینوں سے پہلے، نور کو نہ دیکھ لیگا

لیک چوں در رنگ گم شد ہوش تو
لیکن چونکہ تیرے ہوش رنگ میں گم ہو گئے ہیں

شد ز نور آں رنگہا روپوش تو
تو وہ رنگ، نور کی وجہ سے تیرے روپوش بنگئے ہیں

چونکہ شب آں رنگہا مستور بود
چونکہ وہ رنگ رات کو چھپے ہوئے تھے

پس بدیدی دیدِ رنگ از نور بود
لہٰذا تونے دیکھ لیا رنگ کا دیکھنا نور کی وجہ سے تھا

نیست دیدِ رنگ بے نورِ بروں
رنگ کا دیکھنا۔ بیرونی روشنی کے بغیر نہیں ہوتا

ہم چنیں رنگِ خیالِ اندروں
یہی حال اندرونی خیال کے رنگ کا ہے

ایں بروں از آفتاب و از سہاست
یہ باہر کی روشنی آفتاب اور سُہا کی وجہ سے ہے

واں دروں از عکسِ انوارِ علاست
وہ باطنی روشنی عالمِ بالا کے انوار کے عکس سے ہے

نورِ نورِ چشم خود نورِ دل ست
خود بینائی کا نور، دل کا نور ہے

نورِ چشم از نورِ دلہا حاصل ست
بینائی کا نور دلوں کے نور سے حاصل ہوتا ہے

باز نورِ نورِ دل نورِ خدا ست
پھر دل کی بصیرت کا نور خدا کا نور ہے

کو ز نورِ عقل و حس پاک و جدا ست
جو عقل اور حس کے نور سے پاک اور جدا ہے

لہ خیره سر۔ بدمزاج، حیران
کو۔ کجا۔ کیست۔ کہ است آرے
ہاں۔ وہ شہسوار اپنے گھوڑے
سے اسقدر غافل ہے کہ اُسکی
علامتیں بیان کر دینے کے
بعد بھی اُس کو نہیں پہچانتا
مستمع۔ سننے والا۔ پیدائی
ظاہر ہونا۔
؎ خُم۔ مٹکا۔ یعنی روح،
انتہائی نزدیکی اور ظہور
کی وجہ سے مخفی ہوگئی
ہے، کسی چیز کا انتہائی
بدیہی ہونا اُس کے مخفی
ہونے کا سبب بنجاتا ہے
اِس لئے کہ ہر چیز اپنی انتہاء
کو پہونچکر اپنی ضد کی طرف
منتقل ہو جاتی ہے جیساکہ
خوشی کی زیادتی رونے کا
سبب بنجاتی ہے۔ سبز
و سرخ۔ صوفیاء کے نزدیک
لطائفِ غیب مختلف
رنگوں کے ہیں۔ بور۔ گلابی،
سُرخ مائل بسیاہی۔ نور۔
نورِ باطن جب تک پیدا
نہوگا، لطائفِ غیبیہ کے
رنگ نظر نہ آئیں گے۔
ہوش۔ عقل۔ روپوش۔
نقاب، حجاب۔
؎ مستور۔ پوشیدہ۔
نیست۔ ظاہری رنگ
دن کی روشنی کے بغیر نظر
نہیں آتے، اِسی طرح
باطنی رنگ بغیر باطنی نور
کے نظر نہیں آتے۔ بروں۔
ظاہری روشنی آفتاب
اور سُہا ستارے کی وجہ
سے اور نور باطنی عالمِ بالا
کے انوار کا عکس ہے۔ م

ھ نور۔ یعنی بصارتِ چشم، بصیرتِ قلبی کا فیض ہے۔ باز یعنی بصیرتِ قلبی خدا کے نور کا فیض ہے جو عقل و حس سے ایک جدا چیز ہے۔

شب نہ بُد[۱] نور و ندیدی رنگ را
رات کو نور نہ تھا اور تو نے رنگ نہ دیکھا

پس بضدّ نور پیدا شد ترا
پس ضد (شب کی تاریکی) کی وجہ سے وہ نور نمایاں ہو گیا

شب ندیدی رنگ کاں بے نور بُود
رات کو تو نے رنگ نہ دیکھا کیونکہ وہ بے نور تھی

رنگ چہ بُود مُہرۂ کور و کبود
رنگ کیا ہوتا ہے، ایک اندھا، نیلا منکا

کہ نظر بر نور بُود آنگہ بر رنگ
کیونکہ نور پر نظر تھی پھر رنگ پر

ضدّ بضدّ پیدا بُود چوں رُوم و زنگ
ایک مقابل دوسرے مقابل سے واضح ہوتا ہے جیسے رومی اور حبشی

دیدنِ نور ست آنگہ دید رنگ
پہلے نور کا نظر آنا ہے پھر رنگ کا دیکھنا

ویں بضدّ نور دانی بے درنگ
اور اس کو تو نور کی ضد سے بغیر تاخیر سمجھتا ہے

پس بضدّ[۲] نور دانستی تو نور
پس نور کی ضد سے تو نور کو پہچانا

ضدّ ضدّ را می نماید در صُدور
ضد، ضد کو سینوں میں واضح کر دیتی ہے

رنج و غم را حق پَے آں آفرید
اللہ تعالیٰ نے رنج کو اس لئے پیدا فرمایا ہے

تا بدیں ضدّ خوشدلی آید پدید
تاکہ اس ضد سے خوشدلی واضح ہو جائے

پس نہانیہا بضدّ پیدا شود
پس پوشیدہ چیزیں ضد سے واضح ہوتی ہیں

چونکہ حق را نیست ضدّ پنہاں بود
اللہ تعالیٰ کی چونکہ کوئی ضد نہیں ہے وہ پوشیدہ ہے

نورِ حق را نیست ضدّے در وجود
اللہ کے نور کی بھی ضد وجود میں نہیں ہے

تا بضدّ او را تواں پیدا نمود
تاکہ ضد سے اسکو پہچانا جا سکے

لَاجَرَمْ اَبْصَارُنَا لَا تُدْرِکُہٗ
یقیناً ہماری نگاہیں اُس کا ادراک نہیں کر سکتیں

وَ ہُوَ یُدْرِکُ بیں از موسیٰ و کُہ
اور وہ ادراک کر لیتا ہے، حضرت موسیٰ اور پہاڑ کے قصہ کو دیکھ

صورت[۳] از معنیٰ چو شیر از بیشہ داں
صورت کی نسبت معنیٰ سے ایسی ہے، جیسے شیر کی نسبت کچھار سے

یا چو آواز و سخن ز اندیشہ داں
یا جیسے بات اور آواز کی نسبت خیال سے ہے

ایں سخن و آواز از اندیشہ خاست
یہ بات اور آواز خیال سے پیدا ہوئی

تو ندانی بحرِ اندیشہ کجاست
تجھے یہ معلوم بھی نہیں کہ خیال کا سمندر کہاں ہے؟

لیک چوں موجِ سخن دیدی لطیف
لیکن جب تو نے بات کی موج کو پاکیزہ پایا

بحر آں دانی کہ ہم باشد شریف
اُس کے سمندر کے متعلق بھی تو نے سمجھ لیا کہ وہ بھی شاندار ہو گا

چوں ز دانش موجِ اندیشہ بتافت
جب عقل سے خیال کی موج اٹھی

از سخن و آواز او صورت بساخت
اُس نے بات اور آواز کی صورت اختیار کر لی

---

[۱] نہ بُد - نہ بُود - ضد - مخالف، مقابل - پیدا ظاہر، نمایاں یعنی نور کا احساس ہمیں اُس کی ضد رات کی وجہ سے ہوا - مُہرہ منکا، ہار کا دانہ کور - اندھا کبود - نیلا، سیاہ رنگ، یعنی نور کے بدون کوئی رنگ نظر نہیں آتا -

[۲] ضِد - مشہور مقولہ ہے، چیزیں اپنی نقیضوں سے پہچانی جاتی ہیں - رنج - خوشی کی وضاحت رنج و غم کے ذریعہ ہوتی ہے - چونکہ - اللہ تعالیٰ کا کوئی نِدّ اور ضد نہیں ہے لہٰذا وہ نگاہوں سے مخفی ہے - لاجرم - لامحالہ یقیناً - ابصار - بَصَر کی جمع، بینائی - اِدراک - کسی چیز کی حقیقت معلوم کر لینا، کسی چیز کا احاطہ کر لینا - موسیٰ - حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھنے کی خواہش کی تو فرما دیا گیا کہ تم دیکھ نہیں سکتے ذرا سی تجلی دکھائی تو پہاڑ پاش پاش ہو گیا اور حضرت موسیٰ بیہوش ہو گئے -

[۳] صورت - صورت اور معنیٰ کی نسبت ایسی ہے جیسا کہ شیر اور اُس کی کچھار یا آواز اور خیالات کی، ظاہر ہے کہ کچھار اور خیال ایک پائیدار چیز ہے اُس کی نسبت سے شیر اور آواز جلد فنا ہو جانے والی

[۵] چیزیں - لطیف - پاکیزہ، نازک - شریف - بزرگ، شاندار

از سخن[1] صورت بزاد و باز مُرد — موج خود را باز اندر بحر بُرد
بات سے صورت پیدا ہوئی اور پھر مر گئی — موج اپنے آپ کو پھر سمندر میں لیگئی

صورت از بے صورتے آمد برُون — باز شد کہ اِنّا الیہِ راجعُون
صورت ایک بے صورت سے پیدا ہوئی — پھر لوٹ گئی کہ ہم اُسی طرف لوٹنے والے ہیں

پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتے ست — مُصطفٰیؐ فرمودہ دُنیا ساعتے ست
پس تیرے لئے ہر لحظہ موت اور واپسی ہے — آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا دنیا ایک گھڑی (وقت) ہے

فکرِ ما تیرے ست از ہُو در ہوا — در ہوا کے پاید آید تا خدا
ہمارا خیال ایک تیر ہے جو اللہ کی جانب سے ہوا میں ہے — ہوا میں کب تک ٹھہرے؟ خدا کی طرف لوٹتا ہے

ہر نفس[2] نو می شود دنیا و ما — بے خبر از نو شدن اندر بقا
ہر دم دنیا نئی ہو جاتی ہے، اور ہم — زندگی میں اُس کے نئے ہونے سے بے خبر ہیں

عمر ہمچوں جوئے نو نو میرسد — مُستمرّے می نماید در جسد
نہر کی طرح تیری عمر نئی نئی آتی رہتی ہے — جو جسم میں لگاتار ... آتی ہے

آں ز تیزی مستمر شکل آمدست — چوں شرر کش تیز جُنبانی بدست
تیزی کی وجہ سے وہ لگاتار شکل بنی ہے — اُس انگارے کی طرح جس کو تو ہاتھ سے تیز گھمائے

شاخِ آتش[3] از بجنبانی بساز — در نظر آتش نماید بس دراز
اگر تو جلتی لکڑی کو کوشش سے گھمائے — تو وہ بہت لمبی آگ نظر آئے گی

ایں درازی مدّت از تیزیِ صُنع — مینماید سُرعت انگیزیِ صُنع
ایجاد کی تیزی سے یہ بقاء کا طول — اللہ تعالیٰ کی ایجاد کی تیزی کو ظاہر کرتا ہے

طالبِ ایں سرّ اگر علّامہ ایست — نک حُسام الدیں کہ سامی نامہ ایست
اِس راز کا طالب اگر کوئی علامہ ہے — اب حسام الدین ہے، جو متبرک کتاب ہے

وصفِ او از شرح مُستغنی بُوَد — رَو حکایت گو کہ بے گہ میشود
اُسکی تعریف شرح سے بے نیاز ہے — چل، قصہ بیان کر کہ بے وقت ہوا جاتا ہے

رسیدنِ خرگوش بہ شیر و خشمِ شیر بر وے
خرگوش کا شیر کے پاس پہونچنا اور شیر کا اُس پر غصہ کرنا

شیر اندر آتش و در خشم و شور — دید کاں خرگوش می آید ز دور
شیر نے آگ اور غصہ اور شور میں — دیکھا کہ وہ خرگوش دور سے چلا آرہا ہے

---

[1] از سخن۔ آواز نکلتی ہے اور فنا ہو جاتی ہے جس طرح دریا کی موج اٹھتی ہے اور پھر دریا میں فنا ہو جاتی ہے۔ صورت۔ یعنی کلام اور آواز۔ بے صورت۔ یعنی خیال اور عقل۔ اِنّا الیہ۔ یعنی ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ رجعت۔ واپسی، دوبارہ زندہ ہونا۔ ساعت۔ گھڑی۔ وقت کا تھوڑا سا حصہ۔ ساعتے یعنی اِس دنیا میں تجددِ امثال ہوتا ہے ہر آن ایک چیز فنا ہوتی ہے اور اُس جیسی ہی اُس کے قائم مقام بنجاتی ہے۔ ھُو۔ اِسمِ ذاتِ باری ہے اِس کو بعض صاحبان نے اِسمِ اعظم بھی قرار دیا ہے۔

[2] ہر نفس صرف آواز اور کلام میں ہی نہیں دنیا کی ہر چیز میں تجددِ امثال ہو رہا ہے۔ جُو۔ نہر۔ مستمر۔ لگاتار، مسلسل، دائم۔ ہمیشہ رہنے والا۔ جسد۔ جسم، بدن۔ نو۔ نیا۔ یعنی نہر کا پانی ہر آن بدل رہا ہے لیکن نظر میں ایک ہی پانی ہے اِسی طرح عمر کی حالت ہے۔ شرر۔ چنگاری، شعلہ۔ کش۔ کہ اش۔ جنبانی۔ جنبانیدن، ہلانا کا مضارع مخاطب ہے۔

[3] شاخِ آتش۔ جلتی لکڑی۔ ساز۔ بناوٹ۔ کوشش۔ ایک انگارے کو تیزی سے گھماؤ گے تو وہ شعلہ جوالہ نظر آئیگا۔

میدود بے دہشت و گستاخ او — خشمگین و تند و تیز و ترش رُو
بے خوف، دلیرانہ وہ دوڑ رہا ہے — غضبناک، تند اور تیز اور منہ بگاڑے

کز شکستہ[1] آمدن تہمت بود — وز دلیری دفعِ ہر ریبت بود
اسلئے کہ انکسار سے آنا وجہ تہمت ہوتا — اور دلیری سے ہر تہمت کا دفعیہ ہوتا ہے

چوں رسید او پیشتر نزدیکِ صف — بانگ برزد شیر ہاں اے ناخلف
جب وہ صف کے نزدیک آگے پہنچا — شیر چیخا کہ ہاں اے ناخلف!

من کہ گاواں را ز ہم بدریدہ ام — من کہ گوشِ شیرِ نر مالیدہ ام
میں جس نے گایوں کو چیرا ہے — میں جس نے نر شیروں کی گوشمالی کی ہے

نیم[2] خرگوشے چہ باشد کو چنیں — امرِ ما را افگند او بر زمیں
ناقص خرگوش کیا ہوتا ہے کہ اس طرح — وہ ہمارے حکم کو نیچے ڈال دے

ترکِ خوابِ غفلتِ خرگوش کُن — غرّہ ایں شیر اے خر گوش کُن
غفلت اور خوابِ خرگوش چھوڑ دے — اے گدھے! اِس شیر کی گرج سُن

عذر گفتنِ خرگوش بہ شیر از تاخیر و لابہ کردن

تاخیر کی وجہ سے خرگوش کا شیر سے معذرت اور خوشامد کرنا

گفت خرگوش الاماں عذریم ہست — گر دہد عفوِ خداوندیت دست
خرگوش نے کہا جان کی بخشش، میرا ایک عذر ہے — اگر تیری مالکانہ خطا بخشی دستگیری کرے

باز گویم چوں تو دستوری دہی — تو خداوندی و شاہ و من رہی
اگر تو اجازت دے تو میں کہوں — تو مالک اور بادشاہ ہے اور میں غلام ہوں

گفت چہ عذر اے قصورِ[3] ابلہاں — ایں زماں آیند در پیشِ شہاں
اُس نے کہا اے بیوقوفوں میں سے کمتر! کیا عذر ہے؟ — بادشاہوں کے سامنے اِس وقت آتے ہیں؟

مرغِ بے وقتی سرت باید برید — عذرِ احمق را نمی باید شنید
تو بے وقت کا مرغ ہے تیرا سر قلم کرنا چاہیے — احمق کے عذر کو نہ سننا چاہیے

عذرِ احمق بدتر از جرمش بود — عذرِ ناداں زہرِ ہر دانش بود
احمق کا عذر، اس کے جرم سے بھی بدتر ہوتا ہے — ناسمجھ کا عذر، ہر عقل کا زہر ہوتا ہے

عذرت اے خر گوشِ از دانش تہی — من نہ خر گوشم کہ در گوشم نہی
اے بے عقل خر گوش تیرا عذر — میں گدھے کا کان نہیں ہوں کہ تو (عذر) سنا تا ہے

[1] شکستہ۔ بدحال، اِنکسار تہمت۔ الزام۔ رِیبت۔ شک و شبہ، یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے۔ ہاں۔ حرفِ تنبیہ ہے۔ ناخلف۔ وہ شخص جو بزرگوں کا صحیح جانشین نہو۔

[2] نیم۔ آدھا، ناچیز، ناقص، خوابِ خرگوش۔ کچھوے اور خرگوش کی مشہور کہانی کی طرف اشارہ ہے۔ غرّہ۔ گرج۔ خر۔ گدھا۔ لابہ۔ خوشامد، چاپلوسی۔ الاماں۔ جان بخشی۔ عذریم۔ میرا عذر۔ دست دادن۔ دستگیری کرنا۔ دستوری۔ اجازت۔ رہی۔ غلام، خادم۔

[3] قصورِ ابلہاں۔ بیوقوفوں میں سے سب سے کم، حقیر مرغِ بے وقت۔ مرغِ بے ہنگام، وہ مرغ جو بے وقت اذان دے ایسے مرغ کو ذبح کر دیا جاتا ہے تاکہ غیر وقت میں صبح صادق کا دھوکہ نہ لگے۔ خرگوش۔ گوشِ خر۔ از دانش تہی۔ عقل سے خالی، بے عقل۔

گفت اے شہ ناکسے[1] را کس شمار
اُس نے کہا، اے شاہ! نالائق کو لائق سمجھ کر

عذرِ استم دیدگاں را گوش دار
مظلوموں کا عذر سُن لے

خاص از بہرِ زکوٰۃِ جاہِ خود
خاص طور پر، اپنے مرتبہ کے صدقہ میں

گمرہے را تو مراں از راہِ خود
ایک گمراہ کو اپنے راستہ سے نہ ہٹا

بحر کو آبے بہرِ جُو می دہد
وہ دریا جو ہر نہر کو پانی دیتا ہے

ہر خسے را بر سر و[2] رُو می نہد
اور ہر تنکے کو سر اور مُنہ پر رکھتا ہے

کم نخواہد گشت دریا زیں کرم
اُس کرم کی وجہ سے دریا کم نہ ہوگا

از کرم دریا نگردد بیش و کم
کرم کی وجہ سے، دریا کا کچھ گھٹتا بڑھتا نہیں ہے

گفت دارم من کرم بر جائے اُو
اُس نے کہا میں اُسکے موقع پر کرم کرتا ہوں

جامۂ ہر کس بُرم بالائے اُو
ہر شخص کا کپڑا اُس کے قد کے مطابق تراشتا ہوں

گفت بشنو گر نباشد جائے لُطف
اُس نے کہا سن لے، اگر مہربانی کا موقع نہ ہوگا

سر نہادم پیشِ اژدرہائے عُنف
میں سختی کے اژدھے کے سامنے سر دھرتا ہوں

من بوقتِ چاشت در راہ آمدم
میں چاشت کے وقت راستہ پر پڑا

با رفیقِ خود سوئے شاہ آمدم
اپنے ساتھی کے ساتھ شاہ کی جانب آنے لگا

با من از بہرِ تو خرگوشے دگر
تیرے لیے، میرے ساتھ ایک دوسرا خرگوش

جُفت و ہمرہ کردہ بودند آں نفر
اُس جماعت نے ساتھ کر دیا تھا

شیرے اندر راہ قصدِ بندہ کرد
راستہ میں ایک شیر نے بندے کا قصد کیا

قصدِ ہر دو ہمرہِ آئندہ کرد
(بلکہ) ہم دونوں ساتھ آنے والوں کی طرف

گفتمش ما بندۂ شاہنشہیم
میں نے اُس سے کہا ہم بادشاہ کے غلام ہیں

خواجہ[3] تاشانِ کہ آں درگہیم
ہم دونوں اُس درگاہ کے ادنیٰ حاضر باش ہیں

گفت شاہنشہ کہ باشد شرم دار
اُس نے کہا، شہنشاہ کون ہوتا ہے، شرم کر

پیشِ من تو نامِ ہر ناکس میار
میرے سامنے تو کسی نالائق کا نام نہ لے

ہم ترا و ہم شہت را بر درم
تجھے اور تیرے بادشاہ کو بھی پھاڑ ڈالوں گا

گر تو با یارت بگردی از برم
اگر تو اپنے ساتھی کے ساتھ میرے سامنے سے گیا

گفتمش بگذار تا بارِ دگر
میں نے اُس سے کہا، چھوڑ دے تاکہ ایک بار

روئے شہ بینم، برم از تو خبر
بادشاہ کا چہرہ دیکھ لوں اور تیری اطلاع کر دوں

---

[1] ناکس۔ نالائق۔ اِستم۔ ستم، ظلم، الف زیادہ ہے۔ اِستم دیدگاں۔ مظلوم لوگ۔ جاہ۔ رُتبہ۔ گمراہ۔ یعنی خرگوش۔ بحر۔ دریا، سمندر۔ جُو۔ نہر۔ خس۔ تنکا، کمینہ

[2] بر سر و رُو نہادن۔ عزّت کرنا۔ کرم۔ احسان بر جا۔ موقع پر۔ بُرم۔ بُریدن بمعنیٰ قطع کرنا سے ہے۔ اژدرہا۔ جمع اژدہا۔ عُنف۔ عین کے ضمّہ کے ساتھ، سختی، درشتی چاشت۔ ایک پہر دن چڑھے۔ رفیق۔ سفر کا ساتھی۔ شاہ۔ یعنی شیر جُفت۔ جوڑا، جوڑی دار نفر۔ جماعت، مراد شکاری جانور ہیں۔ بندہ۔ غلام، یعنی خرگوش۔

[3] خواجہ تاش۔ ایک آقا کے اگر چند نوکر ہوں تو ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلائیگا۔ ناکس۔ نالائق۔ بَرَدرَم۔ بر زیادہ ہے، دَرَم دریدن کا واحد متکلم ہے۔ گردی۔ گردیدن سے منی طب کا صیغہ ہے۔

گفت ہمرہ را گرو نہ پیشِ من — ورنہ قربانی تو اندر کیشِ من
اُس نے کہا، ساتھی کو میرے پاس گروی رکھ دے — ورنہ تو میرے مذہب میں قربان ہے

لابہ کردمش بسے سودے نہ کرد — یارِ من بستد مرا بگذاشت فرد
میں نے اُس کی بہت خوشامد کی، فائدہ نہ دیا — میرے یار کو پکڑ لیا، مجھے اکیلا چھوڑ دیا

ماند آں ہمرہ گرو در پیشِ او — خوں رواں شد از دلِ بیہوشِ او
وہ ساتھی اُس کے پاس گروی رہ گیا — اُس کے مدہوش دل سے خون بہنے لگا

یارم از زفتی سہ چنداں بُد کہ من — ہم بلطف و ہم بخوبی ہم بہ تن
میرا یار میرے اعتبار سے تگنا تھا — پاکیزگی میں بھی اور خوبی میں بھی اور بدن میں بھی

بعد ازیں زاں شیر آں رہ بستہ شد — حالِ ما ایں بود با تو گفتہ شد
اِس کے بعد اُس شیر کی وجہ سے راستہ بند ہو گیا — ہمارا حال یہ تھا تجھ سے کہہ دیا گیا

از وظیفہ بعد ازیں امید بُر — حق ہمی گویم ترا الحق مُر
اِس کے بعد روزینے سے امید منقطع کر لے — تجھ سے سچ کہتا ہوں، سچی بات کڑوی ہوتی ہے

گر وظیفہ بایدت رہ پاک کُن — ہیں بیا و دفع آں بیباک کُن
اگر تجھے روزینہ چاہیے تو راستہ صاف کر دے — ہاں آ اور اُس بے شرم کو دفع کر دے

جواب گفتنِ شیر خرگوش را و رواں شدن با او
شیر کا خرگوش کو جواب دینا اور اس کے ساتھ روانہ ہونا

گفت بسم اللہ بیا تا او کجاست — پیش رو شو گر ہمی گوئی تو راست
اِس نے کہا بسم اللہ، آ، میں دیکھوں وہ کہاں ہے؟ — اگر تو سچ کہتا ہے تو آگے آگے چل

تا سزائے او و صد چوں او دہم — ور دروغ ست ایں سزائے تو دہم
تاکہ اس کو (بلکہ) اس جیسے سو کو سزا دوں — اور اگر یہ جھوٹ ہے، تجھے سزا دوں

اندر آمد چوں قلاوز بہ پیش — تا برد او را بسوئے دامِ خویش
وہ رہبر کی طرح آگے آیا — تاکہ اُس کو اپنے جال کی جانب لے جائے

سوئے چاہے کو نشانش کردہ بود — چاہِ مغ را دامِ جانش کردہ بود
ایک کنوئیں کی جانب جس کا اُس نے پہلے پتہ لگا لیا تھا — گہرے کنوئیں کو اُس کی جان کا جال بنا رکھا تھا

میشدند ایں ہر دو تا نزدیکِ چاہ — اینت خرگوشے چو آبِ زیرِ کاہ
دونوں کنوئیں کے نزدیک تک جا پہنچے — واہ واہ خرگوش، گویا گھاس کے نیچے کا پانی ہے

لہ گرو- گروی۔ کیش- مذہب، دین۔ لابہ- خوشامد، چاپلوسی۔ فرد- اکیلا۔ ہمرہ- یعنی دوسرا خرگوش۔ زفتی- فربہی، موٹاپا۔
سہ سہ چنداں- تگنا۔ بُد- بود کا مخفف ہے۔ کت- کو ترا۔ وظیفہ- روزینہ۔ الحق مُر- سچی بات کڑوی ہے۔ بیباک- بے پروا۔
سہ صد- سَو۔ دروغ- جھوٹ۔ قلاوز- بدرقہ، رہبر، پیشرو۔ تا- سبب ہے۔ دام- جال۔ مغ- میم کے فتحہ کے ساتھ، گہرا۔ اینت- الف کے کسرہ اور نون غنہ کے ساتھ، واہ واہ۔ آب زیر کاہ- مکر اور دھوکے میں ضرب المثل ہے، ناواقف آدمی اُس کو گھاس سمجھ کر قدم رکھتا ہے اور ڈوب جاتا ہے۔

آب کاہے را زہاموں[1] می برد
پانی ایک تنکے کو جنگل سے بہالیجاتا ہے

آب کوہے را عجب چوں میبرد
تعجب ہے، پانی ایک پہاڑ کو کس طرح بہائے لیجا رہا ہے

دام مکرِ اُو کمندِ شیر بود
اُس کے مکر کا جال شیر کا پھندا تھا

طُرفہ خرگوشے کہ شیرے را ربود
عجیب خرگوش تھا کہ شیر کو اُچک لے گیا

موسیِ فرعون را تا رُودِ نیل
ایک موسیٰؑ فرعون کو دریائے نیل تک

میکشد با لشکر و جمعِ ثقیل
لشکر اور بھاری مجمع کے ساتھ لیجا رہے ہیں

پشّۂ نمرود[2] را با نیم پر
مچھر، آدھے پَر کے ساتھ نمرود کو

میشگافد میرود تا مغزِ سر
شگاف دیتا ہے اور سَر کے بھیجے تک جاتا ہے

حالِ آں کو قولِ دشمن را شنود
(یہ ہے) اُس کی حالت جس نے دشمن کی بات سُنی

بیں جزائے آنکہ شد یارِ حسود
دیکھ، اُس کی سزا جو دشمن کا دوست بنا

حالِ فرعونے کہ ہاماں را شنود
یہی حال اُس فرعون کا ہے جس نے ہامان کی شنوائی کی

حالِ نمرودیکہ شیطاں را ستود
اور یہی حال اُس نمرود کا ہے جس نے شیطان کی تعریف کی

دشمن ارچہ دوستانہ گویدت
دشمن اگرچہ تجھ سے دوستانہ بات کرے

دام داں گرچہ ز دانہ گویدت
جال سمجھ اگرچہ وہ تجھ سے دانہ کہے

گر ترا قندے دہد آں زہر داں
اگر تجھے شکر دے، اُس کو زہر سمجھ

گر بتو لُطفے کند آں قہر داں
اگر تجھ پر مہربانی کرے، اُس کو قہر سمجھ

چوں قضا آید نہ بینی غیرِ پوست[3]
جب قضا آتی ہے چھلکے کے علاوہ تو کچھ نہ دیکھے گا

دشمناں را باز نشناسی ز دوست
دشمنوں اور دوستوں میں امتیاز نہ کرسکے گا

چوں چنیں شد ابتہال آغاز کن
جب ایسا ہو گڑگڑانا شروع کردے

نالہ و تسبیح و روزہ ساز کن
زاری اور تسبیح اور روزے کا سامان کر

نالہ میکن کاے تو علّامُ الغیوب
رُو کہ اے (خدا) تو جو غیب کا جاننے والا ہے

زیرِ سنگِ مکرِ بد مارا مکوب
ہمیں بُرے مکر کے پتھر کے نیچے نہ کچل

یا کریمَ العفوِ ستّارَ العیوب
اے معافی کے داتا، عیبوں کی پردہ پوشی کرنیوالے

انتقام از ما مکش اندر ذنوب
گناہوں کا ہم سے بدلہ نہ لے

آنچہ در کون است ز اشیا ہر چہ ہست
موجودات میں سے جو چیزیں بھی دنیا میں ہیں

وانما جانرا بہر حالت کہ ہست
دل پر اُس حالت میں ظاہر کردے جس پر وہ ہیں

[1] ہاموں۔ جنگل۔ کوہ۔ یعنی شیر۔ موسیٰ۔ یعنی خرگوش۔ فرعون۔ یعنی شیر، ولید بن مصعب جو فرعون کے لقب سے مشہور ہے، حضرت موسیٰ کے تعاقب میں نیل میں غرق ہوگیا تھا۔ جمع۔ مجمع۔ ثقیل۔ بھاری۔

[2] نمرود۔ ایک بادشاہ کا لقب ہے۔ جو بابل عراق کے علاقہ کا حاکم تھا اور خدائی کا مدعی تھا اُس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تھا۔ خدا نے اُس کو ایک مچھر کے ذریعہ ہلاک کیا، مچھر اُس کے دماغ میں گھس گیا جو اُس کی موت کا سبب بنا۔ حسود۔ حسد کرنیوالا۔ ہامان۔ فرعونِ مصر کے وزیر کا نام جس نے گمراہ کیا تھا۔ ستود۔ نمرود شیطان کا مدّاح اور اُسکا پجاری تھا۔ دام داں۔ یعنی اُس کی بات کو اُلٹا سمجھ قند۔ شکر۔ لطف۔ مہربانی۔

[3] غیر پوست یعنی انسان اصل معاملہ تک نہیں پہونچ سکتا۔ ابتہال۔ گڑگڑانا۔ سازکن۔ سامان کر۔ علّام الغیوب۔ غیب کی باتوں کا جاننے والا۔ مکوب۔ کوٹنا سے نہی کا صیغہ ہے۔ کریم۔ جوانمرد، سخی، گناہ بخشنے والا۔ ذنوب۔ ذنب کی جمع ہے، گناہ۔ کون۔ دنیا۔

گر سگی[1] کردیم اے شیر آفریں — شیر را مگمار بر ما زیں کمیں

اے شیر کو پیدا کرنیوالے! اگرچہ ہم نے کتاپن کیا ہے — اِس گھات کی جگہ سے شیر کو ہم پر مسلّط نہ کر

آبِ خوش را صورتِ آتش مدہ — اندر آتش صورتِ آبی منہ

اچھے پانی کو، آگ کی صورت میں نمایاں نہ کر — آگ میں پانی کی صورت نہ رکھ

از شرابِ قہر چوں مستی دہی — نیستہا را صورتِ ہستی دہی

قہر کی شراب سے جب تو مست کر دیتا ہے — معدوم چیزوں کو موجود کی صورت دیدیتا ہے

چیست مستی بندِ[2] چشم از دیدِ چشم — تا نماید سنگ گوہر پشم یشم

مستی کیا ہے؟ آنکھ کا آنکھ کے دیکھنے سے بند ہونا — یہانتک کہ پتھر، موتی اور اون، یشب نظر آئے

چیست مستی حسّہا مبدل شدن — چوبِ گز اندر نظر صندل شدن

مستی کیا ہے؟ حسوں کا بدل جانا — جھاؤ کی لکڑی کا نگاہ میں صندل ہوجانا

قصّہ سلیمان علیہ السّلام و ہُدہُد و بیان آنکہ چوں قضا آید چشمہا بستہ شود

حضرتِ سلیمان علیہ السّلام اور ہُدہُد کا قصّہ اور اس کا بیان کہ جب قضا آتی ہے آنکھیں بند ہوجاتی ہیں

چوں سلیمانؑ را سراپردہ زدند — جملہ مرغانش بخدمت آمدند

جب حضرتِ سلیمانؑ کا خیمہ لگایا گیا — تمام پرندے خدمت میں حاضر ہوئے

ہمزبان و محرمِ خود یافتند — پیشِ اُو یک یک بجاں بشتافتند

اُن کو اپنا ہم زبان اور محرم پایا — ایک ایک کر کے دل و جان سے انکے سامنے دوڑ آئے

جملہ مُرغاں ترک کردہ چیک چیک[3] — با سلیمانؑ گشتہ اَفصح مِن اَخیک

تمام پرندوں نے چیں چیں چھوڑ کر — حضرتِ سلیمانؑ کے ساتھ تیرے بھائی سے بھی زیادہ فصیح ہوگئے

ہمزبانی خویشی و پیوندی ست — مَرد با نامحرماں چوں بندی ست

ہمزبانی، قرابت اور رشتہ داری ہے — انسان، نامحرموں کے ساتھ قیدی جیسا ہے

اے بسا ہندو و تُرک ہمزباں — اے بسا دو تُرک چوں بیگانگاں

اے (مخاطب) بہت سے ہندو اور تُرک ہمزبان (محرم ہیں) — اے (مخاطب) دو تُرک بیگانوں کی طرح ہیں

پس زبانِ مَحرمی خود دیگر ست — ہمدلی از ہمزبانی بہتر ست

محرمی کی زبان دوسری ہے — ہمدلی، ہمزبانی سے بہتر ہے

غیرِ نُطق و غیرِ ایماء و سِجِل — صد ہزاراں ترجماں خیزد زدل

بغیر بولے اور بغیر اشارے اور لکھنے کے — دل سے لاکھوں ترجمان پیدا ہوجاتے ہیں

---

[1] سگی - کتاپن - مگمار - گماشتن بمعنی مقرر کرنا سے نہی کا صیغہ ہے - کمین - گھات کی جگہ - آبِ خوش یعنی جو حقیقت ہے وہ ہم پر واضح کر دے - نفس کی خواہش کی وجہ سے ہم مُضر چیز کو مفید نہ سمجھیں - مستی - دیوانگی نیستہا - غیر موجود چیزیں ہستی - وجود، موجودگی -

[2] بندِ چشم - بستگی چشم - پشم - اون - یشم - سبز رنگ کا قیمتی پتھر ہے - جس کو عربی میں یشب کہتے ہیں - گز - جھاؤ، کپڑا وغیرہ ناپنے کا آلہ - سلیمانؑ مشہور نبی ہیں - جن کی حکومت جن و انس پر تھی اور وہ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے - سراپردہ خیمہ - محرم - میم اور را کا فتحہ ہے، واقف کار، رازدار -

[3] چیک چیک - پرندوں کا چہچہانا - اَفصح - زیادہ خوش گفتار - مِن اَخیک - تیرے بھائی سے خویشی - قرابت - پیوندی رشتہ داری - بندی - قیدی، گرفتار - ہندو - ہندوستانی - تُرک - ترکستان کا رہنے والا جو خوش رنگ ہوتا ہے - محرمی - ہمراز ہونا - ہمدلی - قلبی یگانگت - نطق - گویائی - ایماء - اشارہ - سِجِل - سین اور جیم کے کسرہ اور لام کی تشدید کے ساتھ، تحریر، کتاب، صحیفہ -

جملہ مُرغاں ہر یکے اَسرارِ خود ؎۱ — از ہُنر واز دانش واز کارِ خود

تمام پرندوں میں سے ہر ایک، اپنے راز — ق — ہنر اور عقل اور اپنے کام

باسلیماں یک بیک وا می نمود — از برائے عَرضہ خود را می ستود

حضرت سلیمان علیہ السلام سے ایک ایک کرکے ظاہر کر رہا تھا — پیش کرنے کے لئے اپنی تعریف کرتا تھا

از تکبّر نے واز ہستیِ خویش — بہرِ آں تارہ دہد اُو را بہ پیش

نہ تکبر سے، اور نہ اپنی خودی سے — اِس لئے کہ وہ اپنی پیشی کا راستہ دیدیں

چوں بیاید بَردہ را خواجۂ — عَرضہ دارد از ہُنر دیباچۂ

جب کسی غلام کے پاس کوئی آقا آتا ہے — وہ ہنر کا رُخسار پیش کرتا ہے

چونکہ دارد از خریدارِش ننگ ؎۲ — خود کند بیمار و کرّ و شَلّ ولنگ

جب وہ اس کی خریداری کو ذلت سمجھتا ہے — اپنے آپ کو بیمار اور بہرا اور لولا اور لنگڑا بنا لیتا ہے

نوبتِ ہُد ہُد رسید و پیشہ اش — واں بیانِ صنعت و اندیشہ اش

ہُد ہُد اور اُس کے پیشے کی باری آئی — تو اُس کی کاریگری اور تدبیر کا بیان ہوا

گفت اے شہ یک ہُنر کاں کہتر ست — باز گویم گفتِ کوتہ بہتر ست

اُس نے کہا اے شاہ! ایک ہُنر جو چھوٹا ہے — کہتا ہوں، مختصر بات بہتر ہے

گفت بر گو تا کدام ست آں ہُنر — گفت من آنگہ کہ باشم اَوج بر ؎۳

اُنہوں نے کہا، کہہ وہ ہُنر کونسا ہے؟ — اُس نے کہا جس وقت میں بلندی پر ہوتا ہوں

بنگرم از اَوج با چشمِ یقیں — می بہ بینم آب در قعرِ زمیں

بلندی سے، یقین کی آنکھ سے دیکھتا ہوں — زمین کی گہرائی میں پانی کو دیکھ لیتا ہوں

تا کجا ایست و چہ عُمقستش چہ رنگ — از چہ میجوشد ز خاکے یا ز سنگ

کہ کہاں ہے اُس کی کتنی گہرائی ہے، کیا رنگ ہے؟ — کس چیز میں سے اُبل رہا ہے مٹی سے یا پتھر سے؟

اے سلیماںؑ بہرِ لشکر گاہ را — در سفر میدار ایں آگاہ را

اے سلیمانؑ! فوجی کیمپ کے لئے — سفر میں اِس باخبر کو ساتھ رکھ

پس سلیماںؑ گفت ما را شو رفیق — در بیاباں ہائے بے آب اے شفیق

پس حضرت سلیمانؑ نے کہا: ہمارا سفر کا ساتھی بنجا — اے مہربان! بے آب جنگلوں میں

تا بیابی بہرِ لشکر آب را — در سفر سقّا شوی اَصحاب را

تاکہ تو لشکر کے لئے پانی دریافت کرے — ساتھیوں کے لئے، سفر میں سقّا بنجائے

؎۱ اَسرار۔ سِر کی جمع، راز۔ کارِ خود۔ پیشہ۔ عَرضہ۔ عین کے فتحہ کے ساتھ، پیش کرنا۔ ہستی۔ خودی، غرور۔ بَردہ۔ غلام۔ خواجہ۔ مالک، آقا۔ دیباچہ۔ چہرہ، رُخسار، کتاب کا شروع۔

؎۲ ننگ۔ شرم، ذلت۔ کَر۔ بہرا۔ شَل۔ لنجا، جس کے ہاتھ پیر بیکار ہوگئے ہوں۔ لنگ۔ لنگڑا۔ ہُد ہُد۔ کھٹ کھٹ بڑھیا۔ صنعت۔ ہنر، کاریگری۔ اندیشہ۔ خیالات۔ کوتہ۔ کوتاہ، مختصر۔

؎۳ اَوج۔ بلندی۔ قعر۔ گہرائی۔ عمیق۔ گہرا۔ لشکر گاہ۔ فوجی کیمپ۔ آگاہ۔ واقف، تجربہ کار۔ رفیق۔ سفر کا ساتھی، ساتھی۔ شفیق۔ مہربان۔ سقا۔ پانی پلانیوالا۔ اصحاب۔ یعنی لشکر والے۔

ہمرہِ ما باشی و ہم پیشوا | تا کُنی تو آب پیدا بہرِ ما
ہمارا ساتھی اور نیز پیشرو بن | تاکہ تو ہمارے لئے پانی مہیا کردے

باش ہمراہِ من اندر روز و شب | تا نہ بیند از عَطش لشکر تعب
دن رات ہمارے ساتھ رہ | تاکہ لشکر، پیاس سے تکلیف نہ اٹھائے

بعد ازاں ہُدہُد بد و ہمراہ بود | زانکہ از آبِ نہاں آگاہ بود
اُس کے بعد ہُدہُد ان کے ساتھ تھا | اِس لئے کہ وہ چھپے پانی سے باخبر تھا

طعنہ زدنِ زاغ در دعویٔ ہُدہُد
کوّے کا ہُدہُد کے دعوے میں طعنہ زنی کرنا

زاغ چوں بشنود آمد از حسد | با سلیمانؑ گفت کو گفت و بد
جب کوّے نے سنا، حسد کی وجہ سے آیا | حضرت سلیمانؑ سے کہا کہ اس نے غلط اور غیر مناسب کہا ہے

از ادب نبود بہ پیشِ شہ مقال | خاصہ خود لافِ دروغین و محال
بادشاہ کے سامنے بات کرنا خلافِ ادب ہے | خصوصاً جھوٹی شیخی اور ناممکن (بات)

گر مر اُورا ایں نظر بودے مُدام | چوں ندیدے زیرِ مشتِ خاک دام
اگر اُس کی ہمیشہ یہ نظر ہوتی | ایک مٹھی مٹی کے نیچے جال کیوں نہ دیکھ لیتا

چوں گرفتار آمدے در دامِ اُو | چوں قفس اندر شدے ناکامِ اُو
جال میں وہ کیوں پھنستا | ناکام ہو کر وہ کیوں پنجرے میں ہوتا

پس سلیمانؑ گفت کاے ہُدہُد رواست | کز تو در اوّل قدح ایں دُرد خاست
پھر حضرت سلیمان نے کہا اے ہدہد کیا مناسب ہے؟ | تیرے پہلے ہی پیالے میں یہ تلچھٹ نکلے

چوں نمائی مست خود را اے خوردہ دوغ | پیشِ من لافی زنی آنگہ دروغ
اے چھاچھ پئے ہوئے! اپنے آپکو مست کیوں دکھاتا ہے | میرے سامنے شیخی مارتا ہے وہ بھی جھوٹ

جواب گفتنِ ہُدہُد مر سلیمانؑ را در ایں طعنہ
اِس طعنہ کے بارے میں ہُدہُد کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو جواب دینا

گفت اے شہ بر منِ عور و گدا | قولِ دشمن مشنو از بہرِ خدا
اُس نے کہا، اے شاہ! مجھ ننگے اور فقیر کے خلاف | خدا کے لئے دشمن کی بات نہ سُن

گر بہ بطلان ست دعویٰ کردنم | من نہادم سر ببر از گردنم
اگر میرا دعویٰ کرنا غلطی سے ہے | میں نے سر رکھ دیا اس کو گردن سے قطع کردے

۱؎ عطش - پیاس۔ تعب۔ رنج، تھکن۔ بدو - اصل میں باو تھا۔ الف کو دال سے بدل لیا جاتا ہے۔ زاغ: کوّا۔ کو۔ کراو۔ کژ۔ کج، غلط۔ مقال۔ گفتگو۔ خود۔ زیادہ ہے۔ لاف۔ گپ، شیخی کی بات۔
۲؎ دروغین۔ دروغ، جھوٹ۔ یا اور نون نسبت کا ہے جیسے زریں، بلوریں میں ہے۔ محال۔ ناممکن، باطل۔ مُدام۔ ہمیشہ۔ دام۔ جال۔ قفس۔ پنجرا۔ قدح۔ قاف اور دال کے فتحہ کے ساتھ، پیالہ۔ دُرد۔ دال کے ضمہ کے ساتھ، تلچھٹ، گاد۔ دوغ۔ مکھن نکالا ہوا دودھ، چھاچھ۔ لاف۔ گپ۔ دروغ۔ جھوٹ۔ عور۔ عین کے ضمہ کے ساتھ، برہنہ، ننگا۔ سر نہادن۔ سر رکھنا، اطاعت کرنا۔

زاغ کو حکمِ[1] خدا را منکرست — گر ہزاراں عقل دارد کافرست
کوا جو کہ خدا کی قضا کا منکر ہے — اگر لاکھ عقل رکھتا ہو، کافر ہے

در تو تا کافے بود از کافراں — جائے گند و شہوتی چوں کافراں
اگر تجھ میں کافروں کا ایک کاف ہو — تو گندگی اور شہوت کا مقام ہے شرمگاہ کی طرح

من ببینم دام را اندر ہوا — گر نپوشد چشمِ عقلم را قضا
میں ہوا میں سے جال کو دیکھتا ہوں — اگر میری عقل کی آنکھ کو قضا بند نہ کر دے

چوں قضا آید شود دانش بخواب — مہ سیہ گردد بگیرد آفتاب
جب قضا آتی ہے، عقل سو جاتی ہے — چاند کالا ہو جاتا ہے، سورج گرہن ہو جاتا ہے

از قضا ایں تعبیہ[2] کے نادرست — از قضا داں کو قضا را منکرست
قضا سے یہ چھپانا کب نئی بات ہے؟ — یہ بھی قضا سے سمجھ کہ وہ قضا کا منکر ہے

قصۂ آدم علیہ السّلام و بستن قضا نظرِ او را از مراعاتِ صریح نہی و ترکِ نہی و تاویل

حضرتِ آدم علیہ السّلام کا قصہ اور قضا کا اُن کی آنکھ کو بند کر دینا صاف ممانعت کی نگہداشت سے اور ممانعت کو ترک کرنا اور تاویل کرنا

بو البشر کو علّم الاسما بگ ست — صد ہزاراں علمش اندر ہر رگ ست
انسانوں کا باپ جو علّم الاسماء کا سردار ہے — جس کی ہر رگ میں لاکھوں علم ہیں

اسمِ ہر چیزے چناں کاں چیز ہست — تا بپایاں جانِ او را داد دست
ہر چیز کا نام جس طرح وہ چیز ہے — آخر تک ان کی جان کو حاصل ہو گیا

ہر لقب کو داد آں مبدل نشد — آنکہ چُستش خواند او کاہل نشد
جو لقب اس نے دیا وہ نہ بدلا — جس کو اس نے چُست کہا وہ سست نہ ہوا

ہر کرا او مقبل[3] و آزاد خواند — او عزیز و خرّم و دلشاد ماند
جس کو اُس نے با اقبال اور آزاد کہا — وہ با عزت اور خوش اور مسرور رہا

ہر کہ آخر مومن ست اوّل بدید — ہر کہ آخر کافر او را شد پدید
جو آخر میں مومن ہے، شروع میں دیکھ لیا — جو آخر میں کافر ہے وہ اس پر ظاہر ہو گیا

ہر کہ آخر بیں بود او مومن ست — ہر کہ آخر بیں بود او بیدن ست
جو آخرت کو دیکھے وہ مومن ہے — جو چراگاہ پر نظر رکھے، بے دین ہے

[1] حکم۔ یعنی کوا تقدیر اور قضاءِ الٰہی کا انکار کنندہ ہے۔ کافر۔ اللہ کی قضا و قدر کا منکر کافر ہے۔ کافے۔ یعنی کفریہ عقیدوں میں سے ایک کا ماننے والا بھی کافر ہے۔ کاف۔ ران۔ شرمگاہ۔ بخواب شدن۔ سو جانا۔ گرفتنِ آفتاب۔ سورج کا گرہن میں آجانا۔ [2] تعبیہ۔ آراستہ کرنا، چھپا دینا۔ نادر۔ عجیب، انوکھا۔ ابوالبشر۔ انسانوں کے باپ، آدم علیہ السلام۔ بگ۔ بیگ کا مخفف ہے۔ سردار، بہادر۔ پایاں۔ انجام، خاتمہ۔ دست دادن۔ حاصل ہونا۔ ہر لقب۔ حضرتِ آدم کو صرف ناموں کی تعلیم نہیں دی گئی تھی بلکہ ان کو اشیاء کی حقیقتیں بتا دی گئیں تھیں تو جس چیز کو جو لقب آدم علیہ السلام نے دیا اس میں تبدیلی نہ آئی۔ مُقبل[3]۔ با اقبال، خوش نصیب۔ عزیز۔ با عزت۔ ہر کہ۔ ایمان اور کفر کا مدار انسان کے آخری احوال پر ہے۔ آخر بین۔ آخرت کی طرف نظر رکھنے والا۔ آخر۔ چوپایوں کے چارہ کھانے کی جگہ۔ بیدن بے دین کا مخفف ہے۔

اسمِ ہر چیزے تو از دانا شنو
تو ہر چیز کا نام عقلمند سے سُن

رمز و سِرِّ علّم الاسماء شنو
عَلَّمَ الاسماء، کا اشارہ اور راز سُن

اسمِ ہر چیزے برِ ما ظاہرش
ہمارے نزدیک ہر چیز کا نام اس کے ظاہر پر ہے

اسمِ ہر چیزے برِ خالق سِرش
اللہ کے نزدیک ہر چیز کا نام اسکے باطن پر ہے

نزدِ موسیٰ نامِ چوبش بُد عصا
موسیٰ (علیہ السلام) کے نزدیک انکی لکڑی کا نام عصا تھا

نزدِ خالق بود نامش اژدہا
اللہ کے نزدیک اس کا نام اژدہا تھا

بُد عُمرؓ را نام اینجا بُت پرست
اس جگہ عُمرؓ کا نام بُت پرست تھا

لیک مومن بود نامش در الستؔ
لیکن ازل میں اس کا نام مومن تھا

آنکہ بُد نزدیکِ ما نامش منی
وہ جس کا نام ہمارے نزدیک منی تھا

پیشِ حق ایں نقش بُد کہ با منی
اللہ کے سامنے وہ صورت تھی جیسا کہ تیرے سامنے ہے

صورتے بُد ایں منی اندر عدم
عدم میں یہ منی ایک صورت تھی

پیشِ حق موجود نے بیش و نہ کم
جو خدا کے سامنے بغیر کمی بیشی کے موجود تھی

حاصل آں آمد حقیقت نامِ ما
الحاصل ہمارا نام وہی حقیقت بنا

پیشِ حضرت کاں بود انجامؔ ما
جو اللہ کے سامنے ہمارا انجام تھا

مرد را بر عاقبت نامے نہند
انسان کا انجام کے اعتبار سے نام رکھتے ہیں

نے براں کو عاریت نامے نہند
نہ اُس پر جو چند روز کے لئے رکھتے ہیں

چشمِ آدمؑ کو بنورِ پاک دید
حضرت آدمؑ کی آنکھ نے پاک نور کے ذریعہ دیکھا

جان و سِرِّ نامہا گشتش پدید
ناموں کی حقیقت اور راز اُن پر ظاہر ہو گیا

چوں ملکؔ انوارِ حق بر وے بیافت
جب فرشتوں نے اللہ کے انوار اُن پر پائے

در سجود افتاد و در خدمت شتافت
سربسجود ہوئے اور خدمت کے لئے دوڑے

چوں ملائک نورِ حق دیدند ازو
جب فرشتوں نے اُن سے اللہ کے نور کا مشاہدہ کیا

جملہ افتادند در سجدہ برو
سب ان کے سامنے سجدے میں گر گئے

مدحِ ایں آدمؑ کہ نامش می برم
جس آدم کا میں نام لے رہا ہوں انکی تعریف سے

گر ستایم تا قیامت قاصرم
اگر میں قیامت تک مدح کروں تو قاصر ہوں

ایں ہمہ دانست و چوں آمد قضا
وہ یہ سب جان گئے اور جب قضا آئی

دانش یک نہی شد بر وے خطا
ایک ممانعت کی سمجھ میں ان سے غلطی ہوئی

۱؎ رمز۔ اشارہ۔ سِرّ۔ راز
برِ ما۔ انسان کسی چیز کے ظاہر کو دیکھ کر اُس کا نام لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت کے اعتبار سے اس کا نام لیتا ہے۔
چوبش۔ حضرتِ موسیٰؑ کا عصا بظاہر لکڑی تھا۔ لیکن حقیقت میں سانپ تھا۔ یومِ الست۔ یومِ میثاق، وہ دن جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کا سب سے اقرار کرایا تھا۔ منی۔ انسان کا نطفہ انجام کے اعتبار سے انسانی صورت اختیار کرتا ہے۔ اللہ کے یہاں منی یہی صورت اختیار کئے ہوئے موجود ہے۔
۲؎ انجام۔ یعنی جو جس چیز کا انجام ہے اس اعتبار سے اللہ کے یہاں اس کا نام ہے۔ عاقبت۔ انجام۔ خاتمہ۔ عاریت۔ مانگی ہوئی چیز۔ چوں آں ملک۔ ملک کا تعلق دوسرے مصرع سے ہے یعنی ملک در سجود افتاد۔
۳؎ آدم۔ یعنی اُن کی تعریف قیامت تک ممکن نہیں ہے۔ دانش۔ عقل۔ قضا۔ حکمِ الٰہی، فیصلۂ خداوندی نہی۔ ممانعت، حکمِ امتناعی۔

کاے عجب نہی از پئے تحریم[1] بود
تعجب ہے! ممانعت حرام ہونیکی وجہ سے تھی

یا بتاویلے بُدو توہیم بود
یا کسی تاویل کی وجہ سے تھی اور وہم میں ڈالنا تھا

در دلش تاویل چوں ترجیح یافت
ان کے دل میں جب تاویل نے ترجیح حاصل کرلی

طبع در حیرت سوئے گندم شتافت
طبیعت حیرانی میں گیہوں کی طرف دوڑ پڑی

باغباں را خار چوں در پائے رفت
جب باغباں کے پیر میں کانٹا چبھ گیا

دُزد فرصت یافت کالا بُرد تفت
چور نے موقع پالیا، تیزی سے سامان لے بھاگا

چوں ز حیرت رُست باز آمد براہ
جب حیرت سے انہیں چھٹکارا ملا، راستہ پر آئے

دیدہ بُردہ دُزد رخت از کارگاہ
دیکھا، کارخانے سے چور سامان لے بھاگا

رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمۡنَا گفت واہ
"ہمارے رب ہم نے ظلم کیا" کہا اور آہ کی

یعنی ظلمت آمد و گم گشت راہ
یعنی اندھیرا چھا گیا اور راستہ گم ہو گیا

ایں قضا ابرے بُود خورشید پوش
یہ قضا سورج کو چھپا لینے والا ابر ہے

شیر و اژدرہا بود زو ہمچو موش
اس سے شیر اور اژدہا، چوہے کی طرح ہوجاتا ہے

من اگر دامے نہ بینم گاہِ حکم[2]
اگر میں قضا کے وقت جال نہیں دیکھتا ہوں

من نہ تنہا جاہلم در راہِ حکم
میں ہی تنہا قضا کے راستہ میں بے خبر نہیں ہوں

اے خنک آں کو نکوکاری کند
اے (مخاطب) قابلِ مبارکباد ہے وہ شخص جو نیکی کرے

زور را بگذارد و زاری کند
زور کو چھوڑ دے اور عاجزی کرے

گر قضا پوشد سیہ ہمچوں شبت
اگر قضا سیاہ بنکر تجھے رات کی طرح ڈھانپ لے

ہم قضا دستت بگیرد عاقبت
بالآخر قضا ہی تیری دستگیری کرے گی

گر قضا صد بار قصدِ جاں کند
اگر قضا سو بار تیری جان لینا چاہے

ہم قضا جانت دہد درماں کند
قضا ہی تیری جاں بخشی کرے گی، علاج کرے گی

ایں قضا صد بار اگر راہت زند
یہ قضا اگر سو بار تجھے لوٹتی ہے

بر فرازِ چرخ خرگاہت[3] زند
آسمان کی وسعت پر تیرا خیمہ گاڑتی ہے

از کرم داں اینکہ می ترساندت
کرم سمجھ یہ کہ قضا تجھے ڈراتی ہے

تا بملکِ ایمنی بنشاندت
تاکہ امن کی سرزمین میں تجھے بٹھا دے

چوں بترساند ترا آگہ شوی
جب تجھے ڈراتی ہے تو باخبر ہوجاتا ہے

ورنہ ترساند ترا گمرہ شوی
اگر تجھے نہ ڈرائے تو گمراہ ہوجائے

[1] تحریم۔ حرام قرار دینا۔ تاویل۔ کلام کو ظاہری مفہوم سے پھیر کر کسی معنیٰ پر محمول کرنا جس کا احتمالِ صحیح ہو۔ توہیم۔ وہم دلانا۔ ترجیح یافت۔ حضرت آدمؑ سمجھے کہ ممانعت صرف وقتی تھی۔ کالا۔ سامان۔ تفت۔ گرم۔ فرصت۔ موقع پانا۔ یعنی جس طرح پیر میں کانٹا چبھنے پر چور کو موقع ملجاتا ہے اسی طرح حضرتِ آدمؑ کی حیرانی نے شیطان کو موقع دیدیا۔ براہ۔ یعنی حضرتِ آدمؑ سمجھے کہ ممانعت تحریم کی وجہ سے تھی۔ دُزد۔ چور۔ کارگاہ۔ کارخانہ۔ رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمۡنَا۔ اے ہمارے رب بیشک ہم نے ظلم کیا، یہ دعا آخر تک حضرتِ آدمؑ نے پڑھی تھی۔ قضا۔ خداوندی قضا و قدر۔ چمکدار کو بے نور اور بہادروں کو بزدل بنادیتی ہے۔

[2] حکم۔ یعنی قضا خداوندی۔ اے خنک۔ اوپر ہُدہُد کی تقریر تھی اب مولانا کا مقولہ شروع ہوا۔ گر قضا۔ اگر تقدیر سے مصائب آئیں تو اسکی تدبیر دعا، و استغفار ہے۔ درماں۔ علاج۔

[3] خرگاہ۔ خیمہ۔ کرم داں۔ اللہ کی جانب سے مصائب، تنبیہات ہیں، تاکہ انسان غفلت سے بیدار ہوجائے۔ ورنہ امن و اطمینان کی زندگی بسا اوقات غفلت کا سبب بنجاتی ہے۔

این سخن پایاںؔ ندارد گشت دیر — گوش کن تو قصّۂ خرگوش و شیر
اس بات کی انتہا نہیں ہے، دیر ہوگئی — شیر اور خرگوش کا قصّہ سُن

پائے واپس کشیدن خرگوش از شیر چوں نزدیکِ چاہ آمد
کنوئیں کے پاس آکر خرگوش کا شیر سے پیچھے ہٹنا

شیر با خرگوش چوں ہمراہ شد — پُرؔ غضب پُر کینہ و بد خواہ شد
شیر جب خرگوش کے ساتھ ہوگیا — غضبناک، کینہ سے پُر اور دشمن ہورہا تھا

بود پیشا پیش خرگوشِ دلیر — ناگہاں پا را کشید از پیشِ شیر
بہادر خرگوش اس کے آگے تھا — اچانک، شیر کے آگے سے پیچھے کو ہٹا

چونکہ نزدِ چاہ آمد شیر دید — کز رہ آں خرگوش ماند و پا کشید
جب شیر کنوئیں کے پاس پہونچا، دیکھا — کہ خرگوش پیچھے رہ گیا اور ہٹ گیا

گفت پا واپس کشیدی تو چرا — پائے را واپس مکش پیش اندر آ
اُس (شیر) نے کہا تو پیچھے کیوں ہٹتا ہے؟ — پیچھے کو نہ ہٹ، آگے آ

گفت کو پایم کہ دست و پائے رفت — جانِ من لرزید و دل از جا رفت
اُس نے کہا (خرگوش) پیر کہاں ہیں، میرے ہاتھ پیر ختم ہوگئے — روح کانپ رہی ہے دل دھڑک رہا ہے

رنگِ رویم را نمی بینی چو زر — ز اندروں خود مید ہد رنگم خبر
میرے چہرے کا رنگ نہیں دیکھ رہا ہے، سونے کا سا — میرا رنگ اندرونی حالت کی خبر دے رہا ہے

حق چو سیما را مُعرّف خواندہ است — چشمِ عارف سوئے سیما ماندہ است
جب اللہ نے پیشانی کو حال بتانیوالا فرمایا ہے — پہچاننے والے کی نگاہ، پیشانی پر پڑتی ہے

رنگ و بُو غمّاز آمد چوں جرس — از فرس آگہ کند بانگِ فرس
رنگ اور بو، گھڑیال کی طرح چغلخور ہے — گھوڑے کی آواز گھوڑے کی خبر دیدیتی ہے

بانگِ ہر چیزے رساند زو خبر — تا بدانی بانگِ خر از بانگِ در
ہر چیز کی آواز اُس کی خبر دیدیتی ہے — گدھے کی آواز کو دروازے کی آواز سے جدا سمجھ

گفت پیغمبر بہ تمییزِ کساں — مرءُ مخفیٌ لدیٰ طیّ اللِّساں
انسانوں کے پہچاننے کے سلسلہ میں پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا — انسان زبان بند رکھنے کے وقت پوشیدہ ہے

رنگِ رُو از حالِ دل دارد نشاں — رحم کن مہرِ من در دل نشاں
چہرہ کا رنگ، دل کی حالت کی علامت ہے — مجھ پر رحم کر، دل میں میری محبت بٹھا

لے پایاں۔ خاتمہ، انجام۔ پُر غضب۔ یعنی خرگوش کے بتاتے ہوئے دوسرے شیر پر غضبناک ہورہا تھا۔ پا کشیدن۔ پیچھے ہٹنا، ٹھہرنا۔ پیشا پیش، الف زیادہ ہے۔ کو۔ کجا، کہاں۔ دست و پا رفتن۔ بدحواس ہوجانا۔ از جائے رفتن۔ گھبرا جانا۔ سیما۔ نشان، علامت، پیشانی۔

ﷲ معرّف۔ بتانیوالا۔ عارف پہچاننے والا، قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔ "تعرفہم بسیماہم" تو ان کو پیشانی سے پہچانتا ہے۔ غمّاز۔ اشارہ کرنیوالا، چغلخور۔ جرس۔ گھڑیال۔ دَر۔ دروازہ۔ بعض نسخوں میں ذر ہے جو ذرّہ بمعنی چیونٹی کی جمع ہے۔

ﷳ گفت۔ حدیث ہے۔ "المرءُ مخبوءٌ فی لسانہٖ لا فی طیلسانہٖ" انسان اپنی زبان میں چھپا ہوا ہے چادر میں نہیں۔ در دل۔ یعنی در دلِ خود۔ نشاں۔ علامت، نشاندن بمعنی بٹھانا سے امر کا صیغہ ہے۔

رنگِ روئے سُرخ دارد بانگِ شُکر
سُرخ چہرے کی رنگت، شکر کی صدا رکھتی ہے

رنگِ روئے زرد دارد صبر و نُکر
زرد چہرے کی رنگت، صبر اور تکلیف کی علامت رکھتی ہے

در من آمد آنچہ در وے گشت مات
مجھ میں وہ چیز آگئی جس میں مات کھا گئے

آدمی و جانور جامد نبات
انسان اور جانور، جمادات اور نباتات

در من آمد آنکہ دست و پا بُرد
مجھ میں وہ چیز آگئی جو حواس باختہ کر دیتی ہے

رنگِ رُو و قوّت و سیما بُرد
چہرے کا رنگ اور طاقت اور نشانی ختم کر دیتی ہے

آنکہ در ہر چہ در آید بشکند
مجھ میں وہ چیز آگئی جو جس چیز میں آجائے اس کو شکستہ کر دے

ہر درخت از بیخ و بُن اُو بر کند
درخت کو جڑ اور بنیاد سے اکھاڑ دے

ایں خود اجزا اند کلیات از و
یہ چھوٹی چیزیں ہیں لیکن بڑی چیزیں انکی وجہ سے

زرد کردہ رنگ و فاسد کردہ بُو
رنگت زرد کئے ہوئے ہیں اور بُو بگاڑے ہوئے ہیں

تا جہاں گہ صابرست و گہ شکور
یہانتک کہ دنیا کبھی صابر ہے اور کبھی شکر گذار

بُوستاں گہ حُلّہ پوشد گاہ عُور
باغ کبھی جوڑا پہنتا ہے، کبھی ننگا ہے

آفتابے کو بر آید نار گوں
سورج جو آگ کی طرح برآمد ہوتا ہے

ساعتے دیگر شود اُو سرنگوں
دوسرے وقت وہ اوندھا ہو جاتا ہے

اختران تافتہ بر چار طاق
چارگوشہ خیمہ (آسمان) پر چمکنے والے یہ ستارے

لحظہ لحظہ مُبتلائے احتراق
دم بدم جلنے میں مبتلا ہیں

ماہ کو افزود ز اختر در جمال
چاند جو حسن میں ستاروں سے بڑھا ہوا ہے

شد ز رنجِ دِق اُو ہمچوں ہلال
دِق کے مرض کی وجہ سے ہلال کی طرح ہے

ایں زمینِ باسکون و باادب
یہ پُرسکون اور باادب زمین

اندر آرد زلزلہ اش در لرز و تب
زلزلہ اس کو جاڑے بخار میں مبتلا کر دیتا ہے

اے بسا کہ زیں بلائے مُردہ ریگ
اے (مخاطب) بہت سے پہاڑ اس ذلیل مصیبت سے

گشتہ اندر جہاں اُو خوردہ ریگ
دنیا میں وہ باریک ریتہ بنگئے ہیں

ایں ہوا با روح آمد مُقترن
یہ ہوا جو روح سے وابستہ ہے

چوں قضا آید وبا گشت و عفن
جب قضا آتی ہے تو وبا اور گندی بنجاتی ہے

آبِ خوش گو روح را ہمشیرہ شد
خوشگوار پانی اگرچہ روح کا بھائی بن گیا ہے

در غدیرے زرد و تلخ و تیرہ شد
لیکن گڑھے میں زرد اور کڑوا اور گدلا ہو گیا

لہ رنگ۔ چہرے کی سرخی سے دل کی شکر گذاری کا پتہ چلتا ہے اور چہرے کی زردی دل کی تکلیف کی علامت ہے۔ بانگ۔ آواز۔ نُکر۔ عذاب، تکلیف۔ مات۔ شکست خوردہ۔ جامد۔ جمادات یعنی اینٹ پتھر وغیرہ۔ نبات۔ یعنی نباتات اُگنے والی چیزیں درخت گھاس وغیرہ۔ سیما۔ علامت آنکہ۔ یعنی موت کا تصوّر اجزاء۔ یعنی چھوٹی مخلوق کلیات۔ یعنی بڑی مخلوقات جیسے آسمان، زمین۔ صابر صبر کرنیوالا۔ شکور۔ شکر کرنیوالا۔ حلّہ۔ پوشاک، شاہانہ لباس۔ عُور۔ برہنہ نار۔ آگ۔ سرنگوں۔ اوندھا یعنی غروب کے وقت۔

سلہ چار طاق۔ ایک قسم کا چارگوشہ خیمہ۔ احتراق۔ جل جانا، اہلِ نجوم کی اصطلاح میں کسی ستارے کا سورج کے برج میں آکر اپنی شعاعوں کو کھو دینا۔ ماہ۔ چاند چودھویں رات میں مکمل ہوتا ہے پھر بشکلِ ہلال ایسا ہو جاتا ہے، جیسا کہ دق زدہ مریض ایں زمین۔ زمین ساکن اور باادب ہے زلزلہ میں ایسی ہو جاتی ہے جیسے جاڑے بخار میں مبتلا مریض کہ۔ کوہ کا مخفف ہے۔ پہاڑ۔

سلہ مُردہ ریگ۔ مُردے کا مال، ناچیز، خوردہ۔ باریک۔ ہوا۔ ہوا پر مدارِ زندگی ہے، قضا آتی ہے ص

ص تو یہی موت اور وبائے عام کا سبب بنجاتی ہے۔ مُقترن۔ ملنے والا، نزدیک۔ وبا۔ پھیلنے والا عام مرض۔ عفن۔ متعفن، سڑا ہوا بدبودار۔ ہمشیرہ۔ بھائی بہن، دو بچے جنہوں نے ایک ماں کا دودھ پیا ہے۔ غدیر۔ حم

حم۔ حوض، تالاب۔ تیرہ۔ گدلا، مکدر۔

آتشے کو باد دارد در بُروت[۱]
آگ جو نہایت سرکش اور مغرور ہے

ہم یکے بادے برو خوانَد تموت
یکایک اس پر ہوا "تو مرے" پڑھ دیتی ہے

خاک کو شد مایۂ گل در بہار
مٹی جو موسمِ بہار میں پھولوں کا سرمایہ ہے

ناگہاں بادے برآرد زو دمار
اچانک ہوا اُس کو. تباہ کردیتی ہے

حالِ دریا ز اضطراب و جوشِ اُو
دریا کا حال اس کے اضطراب و جوش سے

فہم کن تبدیلہائے ہوشِ او
سمجھ لے۔ یہی اس کے ہوش کی تبدیلی ہے

چرخ سرگرداں کہ اندر جستجوست
سرگرداں آسمان جو جستجو میں ہے

حالِ اُو چوں حالِ فرزندانِ اوست
اس کی حالت اُس کے فرزندوں جیسی ہے

گہ حضیض و گہ میانہ گاہ اَوج
کبھی حضیض اور کبھی اوسط، کبھی اوج

اندر واز سعد و نحسے فوج فوج
اس میں فوج در فوج سعد اور نحس ہیں

گہ شرف[۲] گاہے صعود و گہ فرح
کبھی شرف کبھی صعود اور کبھی فرح

گہ وبال و گہ ہبوط و گہ ترح
کبھی وبال اور کبھی ہبوط اور کبھی ترح

از خودت اے جزو ز کُلہا مختلط
اپنے سے، اے جزو جو کُل سے ملا جلا ہے

فہم می کن حالتِ ہر منبسط
ہر مفرد کی حالت کو سمجھ لے

چوں نصیبِ مہتراں درد است و رنج
جب بڑوں کا حصہ درد اور رنج ہے

کہتراں را کے تواند بود گنج
تو چھوٹوں کو کب خزانہ مل سکتا ہے

چونکہ کُلّیات را رنج ست و درد
جب کُلّیات کو رنج اور درد ہے

جزوِ ایشاں چوں نباشد روئے زرد
تو ان کا جزو کیوں زرد چہرہ نہ ہوگا

خاصہ جزوے کو ز اَضداد است جمع
خصوصًا وہ جزو جو اَضداد کا مجموعہ ہے

ز آب و خاک و آتش و باد ست جمع
پانی اور مٹی اور آگ اور ہوا کا مجموعہ ہے

ایں عجب نبود کہ میش از گرگ جست
یہ تعجب کی بات نہ ہوگی کہ بھیڑ، بھیڑیئے سے چھوٹ بھاگی

ایں عجب کیں میش دل در گرگ بست
یہ تعجب ہے کہ بھیڑ نے بھیڑیئے سے دل لگا لیا

زندگانی آشتیِ ضدّ ہاست
زندگی، مخالف چیزوں کا باہمی تعلق ہے

مرگ آں کاندر میانشاں جنگ خاست
موت یہ ہے کہ ان کے درمیان جنگ شروع ہوگئی

صُلحِ اَضداد است ایں عمرِ جہاں
اِس دنیا کی زندگی، مخالف چیزوں کی صلح ہے

جنگِ اَضداد ست عمرِ جاوداں
مخالف چیزوں کی لڑائی، ابدی زندگی ہے

سلہ بُروت۔ مونچھ، باد۔ در بروت داشتن، مغرور۔ ہونا، اس سرکش آگ کو ہوا کا ایک جھونکا بجھا دیتا ہے۔ دمار۔ ہلاکت، تباہی۔ اِضطرابِ دریا۔ دریا کا موجیں مارنا۔ تبدیلِ ہوش۔ حواس باختگی۔ فرزنداں۔ یعنی عناصرِ اربعہ۔ آگ، پانی، ہوا، مٹی اور موالیدِ ثلاثہ یعنی حیوانات اور نباتات اور جمادات، جنکے تغیرات کا بیان ہوچکا ہے۔ حضیض۔ ساتوں سیارے ایک دائرہ پر حرکت کرتے ہیں، اس دائرہ کا مرکز فلک الافلاک کے مرکز سے اوپر ہے، اس دائرہ پر ایک نقطہ فلک الافلاک کے مرکز سے بہت قریب ہے اسکو حضیض کہتے ہیں اور ایک نقطہ بہت زیادہ بعید ہے اُس کو اَوج کہتے ہیں اور اس دائرہ کے محیط پر دو نقطے ہیں جنکا فاصلہ فلک الافلاک کے مرکز سے یکساں ہے جنکو اوسط کہتے ہیں، مولانا نے انہی کو میانہ کہا ہے۔ سعد۔ سعادت، نیک بختی، نحس نحوست، بدبختی۔
سلہ شرف۔ شرافت، ہر ستارے کا ایک اصل برج ہے، یہ ستارہ حرکت کرتا ہوا جب اس برج میں داخل ہوتا ہے تو وہ برج اس کا خانۂ شرف کہلاتا ہے آفتاب کے لئے برجِ حمل خانۂ شرف ہے۔ اس کے مقابل وبال ہے۔[۴۲] یعنی ستارے کا خانۂ شرف چھوڑ کر انتہائی دوری یعنی ساتویں برج میں داخل ہوجانا آفتاب کا برجِ دلو میں پہونچنا وبال کہلاتا ہے۔ صعود۔ اوپر چڑھنا اسکی ضد ہبوط ہے نیچے اترنا، کسی ستارے کا برجِ شرف سے نکلکر بالمقابل برج میں آجانا۔ مثلاً آفتاب کا برجِ میزان میں آجانا فرح خوشی، ہر ستارے کا ایک خاص خانہ، خانۂ فرح کہلاتا ہے۔ مثلاً عطارد کیلئے حمل کو خانۂ فرح قرار دیا گیا ہے۔
۴۳ ترح۔ رنج، کسی ستارے کا خانۂ فرح کو چھوڑ کر ساتویں خانہ میں پہونچ جانا جیسا کہ عطارد کا میزان میں پہونچنا۔ مختلط۔ ملا جلا، مرکب۔ منبسط بسیط، مفرد۔ جزو۔ یعنی انسان ۔ ۱۵۵

زندگانی آشتیِ دشمناں
زندگی، دشمنوں کی صلح ہے
مرگ وا رفتن بہ اصلِ خویش داں
موت کو اپنی اصل کی طرف لوٹنا سمجھو

صلحِ دشمن وار باشد عاریت
دشمنوں کی صلح عارضی ہوتی ہے
دل بسوئے جنگ تا زد عاقبت
بالآخر لڑائی کی طرف ان کے دل دوڑتے ہیں

روز کے چند از برائے مصلحت
چند دن کے لئے از راہِ مصلحت
باہمند اندر وفا و مرحمت
وفا اور محبّت میں ملے جلے ہیں

عاقبت ہر یک بجوہر باز گشت
بالآخر ہر ایک اپنی اصل کی طرف پلٹ گیا
ہر یکے با جنسِ خود انباز گشت
ہر ایک اپنی جنس کا ساتھی بن گیا

لُطفِ باری ایں پلنگ و رنگ را
خدا کی مہربانی ہے کہ اس تیندوے اور پہاڑی بکرے کو
اِلف داد و بُرد زیشاں جنگ را
محبّت عطا فرمادی، اور ان کی مخالفت ختم کردی

لُطفِ حق ایں شیر را و گور را
اللہ کا کرم ہے کہ شیر اور گورخر
اِلف دادست ایں دو ضد را در وفا
دو مخالفوں کو وفاداری میں الفت عطا کردی

چوں جہاں رنجور و زندانی بُوَد
جب دنیا بیمار اور قیدی ہو
چہ عجب رنجور گر فانی بُوَد
تو کیا تعجّب ہے اگر بیمار فانی ہو

پُرسیدنِ شیر سببِ پائے واپس کشیدنِ خرگوش را و جوابِ اُو
شیر کا خرگوش سے رکنے کا سبب پوچھنا اور اس کا جواب

خواند بر شیر اُو ازیں رُو پند ہا
اس نے شیر کو اس قسم کی نصیحتیں سنائیں
گفت من پس ماندہ ام زیں بندہا
بولا میں ان رکاوٹوں کی وجہ سے پیچھے رہا ہوں

شیر گفتش تو ز اسبابِ مرض
شیر نے اس سے کہا مرض کے اسباب میں سے
ایں سبب گو خاص کایںستم غرض
خاص سبب بتا کہ میرا مقصد یہ ہے

پائے وا پس کشیدی تو چرا
تو پیچھے کیوں ہٹا
میدہی بازیچہ و واہی مرا
(کیا) تو مجھے سست اور بیہودہ دھوکا دے رہا ہے

گفت آں شیر اندریں چہ ساکن ست
خرگوش نے کہا وہ شیر اس کنوئیں میں مقیم ہے
اندریں قلعہ ز آفات ایمن ست
وہ اس قلعہ میں آفتوں سے محفوظ ہے

یارِ من بستاندہ از من چاہ بُرد
میرے دوست (خرگوش) کو مجھ سے الگ کر کے کنوئیں میں لے گیا
بر گرفتش از رہ و بے راہ بُرد
راستہ چلتے اس کو پکڑ لیا اور غلط راستہ پر لے گیا

(بقیہ صفحہ سے آگے)
عناصرِ اربعہ کا جزو ہے اور عناصر اربعہ جو کلّیات ہیں یہ اُن سے ملکر بنا ہے۔
۲ مہتراں۔ یعنی عناصرِ اربعہ جنکے تغیّرات کا ذکر آچکا ہے۔ کہتراں یعنی وہ چیزیں جو ان سے بنی ہیں۔ گنج۔ خزانہ، خوشی۔ روئے زرد۔ یعنی تغیّر کی وجہ سے۔ تیش۔ بھیڑ۔ گرگ۔ بھیڑیا۔

ا زندگانی۔ شعر ؎
زندگی کیا ہے عناصر میں ظہورِ ترتیب
موت کیا ہے انہی اجزا کا پریشاں ہونا
آشتی۔ صلح، دوستی عمرِ جاوداں۔ ابدی زندگی، آخرت کی زندگی۔ صلح۔ حقیقی دشمنوں کی صلح بالکل عارضی ہوگی وہ پھر دشمنی پر اتر آئیں گے۔ روز کے۔ کاف تصغیر کا ہے۔ باہمند۔ باہم اند عاقبت۔ بالآخر۔ جوہر اصل۔ انباز۔ شریک پلنگ۔ تیندوا۔ رنگ پہاڑی بکرا۔ الف۔ ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ، الفت، محبت گور۔ گورخر۔ فانی فنا ہونیوالا۔ بند۔ قید، خیال، حیلہ۔ بازیچہ۔ دھوکا چکمہ۔ واہی۔ سست، فضول۔ چہ۔ چاہ کا مخفف ہے، کنواں۔ ایمن۔ مطمئن۔ بے راہ۔ غلط، جو راستہ صحیح نہو۔

قعرِ[1] چہ بگزید ہر کو عاقل ست
جو سمجھدار ہے اُس نے کنویں (جیسی) گہرائی اختیار کر لی
زانکہ در خلوت صفاہائے دل ست
اسلئے کہ تنہائی میں دل کی صفائیاں ہیں

ظُلمتِ چہ بہ کہ ظلمت ہائے خلق
مخلوق کی سیہ کاریوں سے کنویں کا اندھیرا بہتر ہے
سَر نہ بُرد آں کس کہ گیرد پائے خلق
جو شخص لوگوں کے پاؤں پکڑے، سَر نہیں بچا سکتا ہے

گفت پیش آ زخمِ او قاہر ست
اُس نے کہا، آگے آ میرا اس پر زخم لگانا قہر ڈھانیوالا ہے
تو ببیں کاں شیر در چہ حاضر ست
تو دیکھ لے کہ وہ شیر کنویں میں موجود ہے

گفت من سوزیدہ ام زاں آتشی
اُس نے کہا، میں اس آتش مزاج سے جلا ہوا ہوں
تو مگر اندر برِ خویشم کشی
ہاں، اگر تو مجھے اپنی بغل میں لے لے

تا بہ پُشتِ تو من اے کانِ کرم[2]
تاکہ اے کرم کی کان! تیری مدد سے
چشم بکشایم بچہ در بنگرم
میں آنکھ کھولوں، کنویں میں دیکھوں

من بہ پشتِ تو توانم آمدن
میں تیری مدد سے (آگے) آ سکتا ہوں
کہ نگہ دارم دراں چہ بے رسن
تاکہ بلا رسی کے اس کنویں میں نگاہ ڈالوں

نظر کردنِ شیر در چاہ و دیدنِ عکسِ خود را و عکسِ آں خرگوش
شیر کا کنویں میں جھانکنا اور اپنے اور اس خرگوش کے عکس کو دیکھنا

چونکہ شیر اندر برِ خویشش کشید
جب شیر نے اُس کو اپنی بغل میں لے لیا
در پناہِ شیر تا چہ می دوید
شیر کی حفاظت میں وہ کنویں تک دوڑا

چونکہ در چہ بنگریدند اندر آب
جب اُنہوں نے کنویں کے پانی میں دیکھا
اندر آب از شیر و اُو در تافت تاب
پانی میں، شیر اور اُس کی جھلک دکھائی دی

شیر عکسِ خویش دید از آب تفت
شیر نے گرم مزاجی میں پانی میں اپنا عکس دیکھا
شکلِ شیر و در برش خرگوشِ زفت
شیر کی شکل اور اُس کی بغل میں موٹا خرگوش

چونکہ خصمِ خویش را در آب دید
جب اس نے پانی میں اپنے دشمن کو دیکھا
مر ورا بگذاشت اندر چہ دوید
اس کو چھوڑ دیا، اور کنویں میں دوڑ گیا

در فتاد اندر چہے کو کندہ[3] بود
اُس کنویں میں جا گرا جو اُس نے کھودا تھا
زانکہ ظلمے بر سرش آئندہ بود
کیونکہ ظلم اُس کے سر پڑنیوالا تھا

چاہِ مُظلم گشت ظلمِ ظالماں
ظالموں کا ظلم اندھیرا کنواں تھا
ایں چنیں گفتند جملہ عالماں
تمام عالموں نے یہی کہا ہے

---

[1] قعر۔ گہرائی یعنی گوشۂ تنہائی میں دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے، لہذا یہ عقلمندی کا کام ہے، انسانوں سے زیادہ اختلاط کرنے سے دل میں تاریکی پیدا ہوتی ہے جو کہ غفلت کا سبب ہے اور غافل ہلاک ہو جاتا ہے۔ زخم۔ چوٹ، حملہ۔ قاہر۔ غالب، زبردست۔ کاں۔ کہ آن سوزیدہ۔ سوختہ۔ آتشی آتش مزاج۔ بر۔ بغل، گود۔ پُشت۔ مدد، اعانت

[2] کانِ کرم۔ بخشش کی کان۔ بچہ۔ در چاہ۔ توانم۔ توانم۔ در تافت۔ چمکا۔ تاب۔ چمک، عکس۔ او۔ یعنی خرگوش۔ دید۔ دیکھا، سمجھا۔ تفت۔ گرم۔ زفت۔ فربہ، موٹا

[3] کندہ بود۔ کھودا تھا، شیر نے کنواں تو نہ کھودا تھا لیکن چونکہ وہ اپنے مظالم کی وجہ سے گرا تو "چاہ کن را چاہ در پیش" کے اعتبار سے گویا اس نے ہی کھودا تھا۔ مُظلم۔ تاریک۔ ظلمِ ظالماں۔ ظالموں کے ظلم کا نتیجہ ان کے لئے اندھا کنواں ہوتا ہے۔

ہر کہ ظالم تر چہش[۱] باہول تر — عدل فرمودست بدتر را بتر
جو زیادہ ظالم ہے اسکا کنواں زیادہ خوفناک ہے — انصاف نے فرمایا ہے بدتر کو بدتر

ایکہ تو از ظلم چاہے میکنی — از برائے خویش دامے می تنی
اے وہ کہ تو ظلم کر کے کنواں کھودتا ہے — خود اپنے لئے جال تنتا ہے

بر ضعیفاں گر تو ظلمے میکنی — داں کہ اندر قعر چاہ بے بنی
اگر تو کمزوروں پر ظلم کرتا ہے — سمجھ لے کہ تو اتھاہ کنوئیں کی گہرائی میں ہے

گردِ خود چوں کرمِ پیلہ بر متن — بہرِ خود چہ میکنی اندازہ کن
ریشم کے کیڑے کی طرح اپنے چاروں طرف نہ تن — تو اپنے لئے کنواں کھود رہا ہے، اندازے سے کھود

مر ضعیفاں را تو بے خصمے مداں — از نبی[۲] اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ بخواں
تو کمزوروں کو بے حمایتی نہ سمجھ — قرآن سے اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ کو پڑھ لے

گر تو پیلی خصمِ تو از تو رمید — نک جزا طیراً ابابیلت رسید[۳]
اگر تو ہاتھی ہے، تیرا مدمقابل تجھ سے بھاگ گیا — دیکھ! طیراً ابابیل کی سزا تیرے پاس پہنچ گئی ہے

گر ضعیفے در زمیں خواہد اماں — غلغل افتد در سپاہِ آسماں
اگر کوئی کمزور زمین میں امان کا خواہاں ہوتا ہے — آسمان کے سپاہیوں میں شور مچ جاتا ہے

گر بدندانش گزی پُر خوں کنی — دردِ دندانت بگیرد[۴] چوں کنی
اگر تو اُسے دانتوں سے کاٹ کر لہولہان کر دیگا — تجھے دانتوں کا درد آ پکڑیگا تو تو کیا کریگا

شیر خود را دید در چہ[۵] وز غلو — خویش را نشناخت آں دم از عدو
شیر نے اپنے آپ کو کنوئیں میں دیکھا اور غلو کی وجہ سے — اپنی ذات اور دشمن میں اسوقت امتیاز نہ کر سکا

عکس خود را او عدوِ خویش دید — لاجرم بر خویش شمشیرے کشید
اُس نے اپنے عکس کو اپنا دشمن سمجھا — لامحالہ اپنے اوپر تلوار سونت لی

اے بسا ظلمے کہ بینی در کساں — خوئے تو باشد در ایشاں اے فلاں
اے ظالم! ظلم کی صفت جو تو لوگوں میں دیکھتا ہے — اے فلاں! وہ اکثر تیری ہی خصلت ان میں ہوتی ہے

اندر ایشاں تافتہ ہستی تو — از نفاق و ظلم و بد مستی تو
ان میں تیری ہستی نمایاں ہو رہی ہے — تیرے نفاق اور تیرے ظلم اور تیری بدمستی ہے

آں توئی واں زخم بر خود میزنی — بر خود آں دم تارِ لعنت می تنی
وہ تو ہی ہے اور وہ زخم تو اپنے آپ پر لگا رہا ہے — اور تو اُس وقت اپنے اوپر لعنت کے تار تن رہا ہے

---

۱ چہش- چاہِ او- بتر- بدتر- می تنی- تو تنتا ہے- قعر- گہرائی- بے بن- بے تھاہ- کرمِ پیلہ- ریشم کا کیڑا- اندازہ کن- اندازے سے کھود- خصم- دشمن، یہاں حمایتی مراد ہے۔

۲ نبی- نون کے ضمہ با کے کسرہ اور یائے مجہول کے ساتھ، قرآن مجید مراد ہے اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ- جب اللہ کی مدد آئی، یہ سورۂ نصر کی آیت ہے، اس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمان مظلوموں کے لئے ایک وقت وہ آئیگا جب فوج در فوج ہوں گے اور ظالموں کو ظلم کا بدلا چکھا دیں گے- پیلی- پیل، ہاتھی یا خطاب کی ہے- رمید- بھاگ گیا- نک- اینک، دیکھ-

۳ طیراً ابابیل- سورۂ فیل میں مذکور ہے کہ ابرہہ نامی بادشاہ بیت اللہ کو ڈھانے کے لئے ایک بہت بڑے ہاتھی پر سوار ہو کر مع لشکر کے مکہ پر حملہ آور ہوا جب کا اہل مکہ تو مقابلہ نہ کر سکے خدا نے پرندوں کی ایک جماعت بھیجی جنکے پنجوں اور چونچوں میں کنکریاں تھیں ان کنکریوں کے ذریعہ یہ لشکر تباہ کر دیا گیا- سپاہِ آسماں- آسمانی فرشتے مظلوم کی مدد کے لئے دوڑ پڑتے ہیں- گزی گزیدن کاٹنا کا صیغہ مخاطب ہے۔

۴ بگیرد- عارض گردد، پکڑ لیگا۔ ۵ چہ- چاہ کا مخفف ہے، کنواں- وز- از غلو- زیادتی، حد سے تجاوز کرنا- خویش آں اپنے عکس پر حملہ کرنا، خود اپنے اوپر حملہ کرنا ہے- اے بسا- یعنی اکثر اوقات انسان دوسرے کو ظالم سمجھتا ہے، حالانکہ وہ خود اسکا عکس ہے جو دوسرے میں دیکھ رہا ہے- اندر- دوسروں میں نفاق، ظلم اور تکبر جو نظر آتا ہے دراصل وہ خود اس کی صفات ہیں، جو دوسرے میں منعکس ہو رہی ہیں۔

در خود[1] ایں بد را نمی بینی عیاں
تو اس بدی کو اپنے اندر نمایاں نہیں پاتا ہے
ورنہ دشمن بودۂ خود را بجاں
ورنہ تو خود اپنی جان کا دشمن بنا ہوا ہے

حملہ بر خود میکنی اے سادہ مرد
اے بیوقوف! تو اپنے اوپر حملہ کرتا ہے
ہمچو آں شیرے کہ بر خود حملہ کرد
اُس شیر کی طرح جس نے اپنے اوپر حملہ کیا

چوں بقعرِ خوئے خود اندر رسی
جب تو اپنی عادت کی گہرائی پر پہونچیگا
پس بدانی کز تو بود آں ناکسی
پھر تو جانے گا کہ وہ نالائقی تیری ہی تھی

شیر را در قعر پیدا شد کہ بود
شیر کو گہرائی میں جاکر معلوم ہوا کہ
نقشِ اُو آں کش دگر کس می نمود
وہ اُس کا اپنا ہی عکس تھا جو دوسرے کا نظر آیا تھا

ہر کہ دندانِ ضعیفے میکند
جو کسی کمزور پر ظلم کرتا ہے
کارِ آں شیرِ غلط بیں میکند
وہ اس غلط بیں شیر کا کام کرتا ہے

اے بدیدہ خالِ بد بر روئے عم
اے چچا کے چہرے پر بد نما تل دیکھنے والے!
عکسِ خالِ تست آں از عم مرم
وہ تیرے تل کا عکس ہے، چچا سے نفرت نہ کر

مومناں آئینہ یکدیگر اند
مومن، ایک دوسرے کا آئینہ ہے
ایں خبر[2] را از پیمبر آورند
یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی ہے

پیشِ چشمت داشتی شیشہ کبود
تو نے اپنی آنکھوں پر اندھا چشمہ لگایا ہے
زاں سبب عالم کبودت می نمود
اس وجہ سے تجھے دنیا تاریک نظر آ رہی ہے

گر نہ کوری ایں کبودی داں ز خویش
اگر تو اندھا نہیں ہے، تو یہ تاریکی اپنی طرف سے سمجھ
خویش را بد گو مگو کس را تو بیش
اپنے آپ کو بُرا کہہ، آئندہ کسی کو بُرا نہ کہہ

مومن ار ینظر[3] بنورِ اللہ نبود
اگر مومن "ینظر بنور اللہ" نہیں تھا
عیبِ مومن را برہنہ چوں نمود
تو اس نے مومن کا عیب صاف کیسے بتا دیا

چونکہ تو ینظر بنارِ اللہ بُدی
چونکہ تو ینظر بنار اللہ تھا
نیکوئی را اندیدی از بدی
(اس لئے) نیکی کو بدی سے نہ پہچان سکا

اندک اندک آب بر آتش بزن
آگ پر تھوڑا تھوڑا پانی چھڑک
تا شود نارِ تو نور اے بوالحزن
اے غمگین! تاکہ تیری آگ نور بن جائے

تو بزن یا ربنا آب طہور
اے ہمارے رب تو پاک پانی چھڑک
تا شود ایں نارِ عالم جملہ نور
تاکہ یہ دنیا کی آگ سب نور بن جائے

[1] در خود - اپنے عیب تمہیں نظر نہیں آرہے ہیں، ورنہ خود اپنے جانی دشمن ہوتے۔ سادہ مرد بیوقوف۔ قعر۔ گہرائی۔ ناکسی۔ نالائقی، کوتاہی، گناہ۔ پیدا۔ ظاہر۔ دنداں کندن۔ دانت اکھاڑنا، تکلیف پہونچانا۔ خال۔ تل۔ عم۔ چچا۔ مرم۔ رمیدن، بھاگنا سے نہی کا صیغہ ہے۔

[2] خبر۔ حدیث، حدیث شریف ہے "المؤمن مرآۃ المؤمن" ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے یعنی جس طرح ایک شخص آئینہ میں دیکھکر اپنی اصلاح کرتا ہے اسی طرح ایک مومن دوسرے مومن کو دیکھکر اپنی اصلاح کرسکتا ہے، یہ ان لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے جو صحیح معنی میں مُسلم ہیں لوگوں کو چاہئے کہ اُن کے حالات دیکھکر اپنی اصلاح کریں۔ پہلے اشعار میں غلط نکتہ چینیوں کا بیان تھا کہ ان کو اپنے عیوب دوسروں میں نظر آتے ہیں۔ کبود۔ کالا، تاریک یعنی اگر تمہاری آنکھوں پر غفلت کی پٹی بندھی ہوئی ہے تو تم المؤمن مرآۃ المؤمن سے فائدہ نہ اٹھا سکو گے۔

[3] ینظر بنور اللہ۔ وہ دیکھتا ہے خدا کے نور کے ذریعہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اِتَّقُوا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ

کوه و دریا جمله در فرمان تست — آب و آتش اے خداوند آن تست
پہاڑ اور دریا سب تیرے حکم کے ماتحت ہیں — اے خدا! پانی اور آگ تیری ملکیت ہے

گر تو خواہی آتش آبِ خوش شود — ور نخواہی آب ہم آتش شود
اگر تو چاہے، آگ عمدہ پانی بن جائے — اگر نہ چاہے تو پانی بھی آگ بن جائے

بے طلب تو ایں طلب ماں دادۂ — بیشمار و عد عطا بنہادۂ
بغیر مانگے تونے ہمیں مرادیں دی ہیں — ان گنت اور بے شمار تونے انعام فرمائے ہیں

با طلب چوں ندہی اے حیّ ودود — کز تو آمد جملگی جود و وجود
اے حیّ ودود! تو مانگنے پر کیوں نہ دیگا؟ — جبکہ تمام بخشش اور ہستی تیری ہی طرف سے ہے

در عدم کے بود مارا خود طلب — بے سبب کردی عطاہا عجب
عدم میں کب ہمارا مطالبہ تھا — تونے بغیر مانگے عجیب نعمتیں عطا فرمائیں

جان و ناں دادی و عمر جاوداں — سائر نعمت کہ ناید در بیاں
جان، رزق اور ابدی زندگی عطا فرمائی — اور باقی نعمتیں جنکا بیان ناممکن ہے

بے شمار و حد عطاہا دادۂ — بابِ رحمت بر ہمہ بکشادۂ
تونے ان گنت اور بے حد نعمتیں عطا فرمائیں — تونے سب پر رحمت کا دروازہ کھولا ہے

ایں طلب در ما ہم از ایجاد تست — رستن از بیداد یارب داد تست
یہ ہمارا مانگنا بھی تیری ہی ایجاد ہے — اے خدا! ظلم سے نجات پانا، تیری عطا ہے

بے طلب ہم میدہی گنج نہاں — رائیگاں بخشیدۂ جانِ جہاں
تو بغیر مانگے پوشیدہ خزانے دیدیتا ہے — تونے دنیا کو جان مفت بخشی ہے

ہٰکذا انعم الیٰ دار السلام — بالنبیّ المصطفیٰ خیر الانام
جنت میں جانے تک اسی طرح انعام فرماتا رہ — سرور کائنات نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں

مژدہ بُردن خرگوش سوئے نخچیراں کہ شیر در چاہ افتاد

خرگوش کا شکاریوں کے پاس خوشخبری لے جانا کہ شیر کنوئیں میں گر گیا ہے

چونکہ خرگوش از رہائی شاد گشت — سوئے نخچیراں رواں شد تا بدشت
خرگوش جب رہائی سے خوش ہوا — جنگل میں شکاریوں کی طرف روانہ ہوا

شیر را چوں دید محوِ ظلم خویش — سوئے قوم خود دوید او پیش پیش
اس نے جب شیر کو اپنے ظلم میں مبتلا دیکھا — بہت تیز اپنی قوم کی طرف بھاگا

۱؎ آن - ملکیت - آتش یعنی تکلیف کے اسباب آب - یعنی راحت کے اسباب -
۲؎ طلب - درخواست ماں - مارا - عد - شمار - حیّ - زندہ - ودود - دوست رکھنے والا - یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے نام ہیں - جاوداں - ابدی - سائر - بقیہ - ناید - نیاید
۳؎ ایجاد - وجود میں لانا - داد - انصاف، بخشش - بیداد - ظلم، رائیگاں - مفت، بلاعوض - دار السلام - جنت - انام - مخلوق، کائنات -

شیر را چوں دید کشتۂ ظلم خود — میدوید او شادمان و بار شد
جب اس نے شیر کو اپنے ظلم سے ہلاک ہوتا دیکھ لیا — وہ خوش خوش، سیدھے راستہ دوڑ رہا تھا

شیر را چوں دید در چہ کشتہ زار — چرخ میزد شادماں تا مرغزار
جب اس نے شیر کو بُری حالت میں کنوئیں کے اندر دیکھ لیا — تو چراگاہ میں خوشی سے قلابازیاں کھا رہا تھا

دست میزد چوں رہید از دست مرگ — سبز و رقصاں در ہوا چوں شاخ و برگ
جب موت کے پنجے سے چھوٹا، تالیاں بجاتا تھا — جس طرح شاخ اور پتے ہوا میں سبز اور رقصاں ہوتے ہیں

شاخ و برگ از حبس خاک آزاد شد — سر بر آورد و حریف باد شد
شاخ اور پتے مٹی کی قید سے آزاد ہوئے — تو سر ابھارا اور ہوا کے دوست ہو گئے

برگہا چوں شاخ را بشگافتند — تا بہ بالائے درخت اشتافتند
پتوں نے جب شاخ کو چیرا — یہاں تک کہ درخت کے اوپر تک چڑھ گئے

با زبانِ شطأہ شکرِ خدا — می سراید ہر بر و برگے جدا
"شطأہ" کی زبان سے خدا کا شکر — ہر برگ و بار الگ الگ ادا کر رہا ہے

بے زباں ہر بار و برگ و شاخہا — می ستاید شکر و تسبیح خدا
ہر پھل اور پتا اور شاخیں بغیر زبان کے — شکر و خدا کی تسبیح کا راگ گاتے ہیں

کہ بپرورد اصلِ ما را ذو العطا — تا درخت استغلظ آمد فاستوی
عطا کرنے والے نے ہماری جڑ کی پرورش کی — یہانتک کہ درخت موٹا ہو گیا، پھر سیدھا ہو گیا

جانہائے بستہ اندر آب و گل — چوں رہند از آب و گلہا شاد دل
پانی اور مٹی میں مقید، جانیں — جب پانی اور مٹی سے خوشی کے ساتھ رہا کیجاتی ہیں

ق

در ہوائے عشقِ حق رقصاں شوند — ہمچو قرصِ بدر بے نقصاں شوند
اللہ کے عشق کی ہوا میں ناچتی ہیں — چودھویں رات کے چاند کی طرح بے نقصان ہو جاتی ہیں

جسمِ شاں در رقص و جانہا خود مپرس — وانکہ گردد جاں ازانہا خود مپرس
انکے جسم رقص کرتے ہیں جانوں کے متعلق تو نہ پوچھ — اور جو مجسم جان بنجاتے ہیں ان کے بارے میں بھی نہ پوچھو

شیر را خرگوش در زنداں نشاند — ننگ شیرے کو ز خرگوشے بماند
شیر کو خرگوش نے قیدخانہ میں ڈال دیا — شیر کیلئے شرمناک بات ہے کہ وہ ایک خرگوش سے عاجز ہو گیا

در چنیں ننگی و آنگہ اے عجب — فخرِ دیں خواہی کہ گویندت لقب
تو ایسے ہی ننگ میں (مبتلا) ہے اور پھر تعجب ہے — تو چاہتا ہے کہ تجھے فخرِ دیں کا لقب دیں

شادماں۔ خوش۔ رُشد را رے کے ضمہ اور شین کے سکون اور را رے کے فتحہ کے ساتھ دونوں طریقہ پر صحیح ہے، راستی، سچائی، ہدایت۔ زار خراب۔ چرخ زدن۔ قلابازیاں کھانا۔ دست زدن۔ تالیاں بجانا۔ در ہوا۔ اس کا تعلق شاخ و برگ سے ہے۔ حبس۔ قید۔ حریف۔ مقابل، ساتھی۔ بر سر آوردن۔ ظاہر ہونا۔ پھوٹ نکلنا۔ اشتافتند۔ الف زیادہ ہے۔ شطأہ۔ سبز شاخ جو سب سے پہلے زمین سے نکلتی ہے۔ بر۔ پھل۔ تسبیح۔ کائنات کی ہر چیز خدا کی تسبیح کرتی ہے۔ ذو العطاء: عطا والا یہ اللہ کی صفت ہے۔ استغلظ موٹا ہوا۔ استوی۔ سیدھا ہوا۔ یہ قرآن پاک کی آیت فاستغلظ فاستوی کی طرف اشارہ ہے، یعنی خدا کی قدرت سے ایک چھوٹے بیج سے پودا نکلتا ہے پھر وہ موٹا ہوتا ہے اور سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔ بستہ۔ مقید۔ آب و گل۔ جسم عنصری۔ قرص۔ ٹکیا۔ بدر۔ چودھویں رات کا مکمل چاند یعنی جس طرح نباتات زمین کی قید سے نکل کر لہلہاتی ہیں اسی طرح نیک لوگوں کی روحیں جسد عنصری کی قید سے آزاد ہو کر خوشی میں رقص کرتی ہیں۔ جسمِ شاں۔ نیک لوگوں کے جسم بھی بُرے اخلاق سے صفائی کے بعد رقص کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کی جان کا تو پوچھنا کیا کہ کس قدر رقص کرتی ہے۔ وانگہ۔ وہ لوگ جو مجسم روح بنجاتے ہیں اور زندگی میں علائق جسمانی سے آزاد ہو جاتے ہیں ان کا معلوم کیا ہی پوچھنا ہے۔ ننگ۔ جو شیر خرگوش سے مات کھا جائے اس کیلئے ڈوب مرنیکا مقام ہے، ننگی۔ تو شیر ہے اور تیرا نفس خرگوش اگر تو اس سے مار کھا گیا تو یہی ننگ اور ذلت تیرے لئے ہے۔

فخر دیں۔ ممکن ہے اس سے امام فخر الدین رازی مراد ہوں۔

اے تو شیری در تگ[1] ایں چاہ دہر
اے (غافل) تو زمانہ کے اس کنویں کی گہرائی میں شیر کی (طرح ہے)

نفس چوں خرگوش خونت ریزد بقہر
تیرا نفس خرگوش کی طرح ہے جو قہر سے تیرا خون بہاتا ہے

نفس خرگوشت بصحرا در چرا
تیرا خرگوش (صفت) نفس جنگل کے اندر چرنے میں مشغول ہے

تو بقعر ایں چہ چون و چرا
اور تو چون و چرا کے اس کنویں کی گہرائی میں ہے

سوئے نخچیراں دوید آں شیر گیر
وہ شیر کو پھانسنے والا، شکاروں کی طرف دوڑا

کابشروا یا قوم اذ جاء البشیر
کہ اے قوم خوشخبری حاصل کرلو جبکہ خوشخبری دینے والا آگیا

مژدہ مژدہ اے گروہ عیش ساز
مبارک، مبارک اے عیش منانے والے گروہ

کاں سگ دوزخ بدوزخ رفت باز
وہ دوزخ کا کتا پھر دوزخ میں چلا گیا

مژدہ مژدہ کاں عدوئے جانہا
مبارک، مبارک کہ وہ جانوں کا دشمن

کند قہر خالقش دندانہا
اللہ کے قہر نے اس کے دانت توڑ دئے

مژدہ مژدہ کز قضا ظالم بچاہ
مبارک مبارک کہ تقدیر سے ظالم، کنویں میں

او فتاد از عدل و لطف بادشاہ
گر گیا، خدا کے انصاف اور مہربانی سے

آنکہ از پنجہ بسے سرہا بکوفت
وہ جس نے پنجے سے بہت سے سر توڑ ڈالے

ہمچو خس جاروب مرگش ہم بروفت
موت کی جھاڑو نے اسکو بھی کوڑے کی طرح جھاڑ دیا

آنکہ جز[2] ظلمش دگر کارے نبود
جس کو ظلم کے سوا دوسرا کام نہ تھا

آہ مظلومش گرفت و کوفت زود
مظلوم کی آہ نے اسکو پکڑ لیا اور فوراً تباہ کر دیا

گردنش بشکست و مغزش بر درید
اس کی گردن توڑ دی اور اس کا مغز پھاڑ دیا

جان ما از قید محنت وا رہید
ہماری جان مشقت کی قید سے رہائی پا گئی

گم شد و نابود شد از فضل حق
اللہ کی مہربانی سے وہ گم اور نابود ہو گیا

بر مہم دشمن شمارا شد سبق
اور عظیم دشمن سے تمہیں سبق مل گیا

جمع شدن نخچیراں نزد خرگوش و ثنا و مدح گفتن او را
شکاروں کا خرگوش کے پاس جمع ہونا اور اس کی مدح و ثنا کرنا

جمع گشتند آں زماں جملہ وحوش
اس وقت سب وحشی جمع ہو گئے

شاد و خنداں از طرب در ذوق و جوش
ذوق و جوش اور مسرت کے عالم میں ہنسی خوشی

حلقہ کردند او چو شمع در میاں
انہوں نے حلقہ کر لیا، وہ شمع کی طرح درمیان میں تھا

سجدہ کردندش ہمہ صحرائیاں
اور تمام صحرائی جانوروں نے اسکی تعظیم کی

[1] تگ۔ کنویں کی تلی۔ چرا۔ چرنا۔ چون و چرا۔ سوال جواب، شک و شبہ۔ دنداں کندن۔ تکلیف پہونچانا۔ بادشاہ اللہ تعالٰے۔

[2] جز۔ سوا۔ زود۔ جلد جز۔ زیادہ ہے۔ قید محنت۔ شیر کی وجہ سے جن مشقتوں میں ہم جکڑے ہوئے تھے۔ وحوش۔ یعنی جنگلی جانور۔ طرب۔ مستی۔ صحرائیاں۔ جنگلی جانور۔

تو فرشتہ آسمانی یا پری
تو آسمانی فرشتہ ہے یا پری ہے

یا تو عزرائیل[۱] شیران نری
یا تو نر شیروں کا مَلَکُ الموت ہے

ہر چہ ہستی جانِ ما قربانِ تُست
تو جو کچھ بھی ہے ہماری جان تجھ پر قربان ہے،

دستبُرد دست و بازویت درست
تیرے دست و بازو کا غلبہ درست ہے

راند حق ایں آب را در جوئے تو
اللہ نے یہ پانی تیری نہر میں بہایا

آفریں بر دست و بر بازوئے تو
تیرے دست و بازو کو شاباش ہے

باز گو تا قصہ درمانہا شود
پھر کہو تاکہ یہ قصہ (ہمارے درد کا) علاج بنجائے

باز گو تا مرہمِ جانہا شود
پھر کہو تاکہ جانوں کا مرہم بن جائے

باز گو تا چوں سگالیدی بمکر
یہ تو کہو کہ تو نے یہ تدبیر کس طرح سوچی

آں عواں را چوں بمالیدی بمکر
اُس ظالم کو چالاکی سے تو نے کیسے پامال کیا

باز گو کز ظلمِ آں استم[۲] نما
پھر کہو، کیونکہ اُس ظالم کے ظلم سے

صد ہزاراں زخم دارد جانِ ما
ہماری جان میں ہزاروں زخم ہیں

باز گو آں قصہ کاں شادی فزاست
پھر سنا، کیونکہ وہ قصہ خوشی بڑھانیوالا ہے

رُوحِ ما را قوت و دل را جانفزاست
ہماری رُوح کیلئے غذا اور دل کیلئے جان کو بڑھانے والا ہے

گفت تائیدِ خدا بود اے مہاں
اُس نے کہا اے بزرگو! خدا کی تائید تھی

ورنہ خرگوشے چہ باشد در جہاں
ورنہ خرگوش دنیا میں کیا چیز ہے

قوتم بخشید و دل را نور داد
اُسنے مجھے قوت عطا فرمائی اور دل کو نور دیا

نورِ دل مر دست و پا را زور داد
دل کے نور نے ہاتھ اور پیر کو طاقت دیدی

پند دادن خرگوش نخچیران را کہ از مُردنِ خصم شاد مشوید
خرگوش کا شکاریوں کو نصیحت کرنا کہ دشمن کے مرنے پر خوش نہو

از برِ حق میرسد تفضیل ہا
فضیلتیں اللہ کی جانب سے ملتی ہیں

باز ہم از حق رسد تبدیل ہا
پھر خدا کی جانب سے ہی تبدیلیاں ہوجاتی ہیں

جملہ فضلِ اوست دانید ایں چنیں
یہ سمجھو کہ سب اُس کا فضل ہے

سجدہ اش از جان و دل آرید ہیں
ہاں، جان اور دل سے اُسکا سجدہ بجالاؤ

حق بدور[۳] و نوبت ایں تائید را
باری باری سے اللہ تعالےٰ یہ تائید

مینماید اہل ظن و دید را
دکھا دیتا ہے اہلِ گمان اور اہلِ مشاہدہ کو

---

[۱] عزرائیل۔ مَلَکُ الموت دستبُرد۔ غلبہ۔ آب در جو۔ دولت، حکومت، کامیابی سے کنایہ ہے۔ سگالیدن سوچنا۔ مکر۔ حیلہ، تدبیر۔ عوان۔ ظالم۔ مالیدن۔ پامال کرنا، ملیامیٹ کرنا۔

[۲] اِستم۔ الف زیادہ ہے قوت۔ روزی۔ غذا۔ تائید۔ مدد۔ مہاں۔ مِہ کی جمع، سردار۔ خرگوشے یا تحقیر کی ہے۔ از برِ حق۔ عزت، ذلت سب من جانب اللہ ہے اور دنیا کی کسی حالت کو قرار نہیں ہے۔

[۳] دَور۔ چکر، باری۔ نوبت۔ باری۔ اہل ظن۔ ناقص لوگ جو مشاہدہ کے درجہ کو نہیں پہونچے اہلِ دید۔ وہ کاملین جو مقام مشاہدہ تک پہونچ چکے ہیں۔

ہیں بمُلکِ نوبتی[1] شادی مکُن
خبردار! باری والی سلطنت پر خوش نہ ہو

اے تو بستہ نوبت آزادی مکُن
اے مخاطب تو باری سے وابستہ ہے (اظہار) آزادی کر

آنکہ مُلکش برتر از نوبت تنند
جس کی سلطنت باری سے بالاتر قائم کرتے ہیں

برتر از ہفت انجمش نوبت زنند
اُس کا نقارہ سات ستاروں کے اوپر بجاتے ہیں

برتر از نوبت مُلوکِ باقیند
باری سے بلند، وہ باقی رہنے والے بادشاہ ہیں

دورِ دائم روحہا را ساقیند
جو دائمی دور کے ساتھ روح کے ساقی ہیں

چوں بنوبت می دہندت ایں دولت
جب تجھے یہ سلطنت باری سے دیتے ہیں

از چہ شد پُر باد آخر سبلتت
تو کس وجہ سے تیری مونچھوں میں ہوا بھری؟

ترکِ ایں شُرب ار بگوئی یکدو روز
ایک دو روز اگر تو اِس شراب کو چھوڑ دے

تر کُنی اندر شرابِ خُلد پوز
جنت کی شراب سے منہ تر کرے

یکدو روزے چہ کہ دُنیا ساعتے ست
ایک دو روز کیا بلکہ دنیا ایک ساعت ہے

ہر کہ ترکش کرد اندر راحتے ست
جس نے اُس کو چھوڑ دیا وہ راحت میں ہے

معنئ التَّرک رَاحَتٌ[2] گوش کُن
"چھوڑنا راحت ہے" کا مطلب سمجھ لے

بعد ازاں جامِ بقا را نوش کُن
اِس کے بعد بقا کا پیالہ پی

باسگاں بگذار ایں مُردار را
اِس مُردار کو کتوں کے لئے چھوڑ دے

خُرد بشکن شیشۂ پندار را
غرور کے شیشے کو چورا چورا کر دے

تفسیر "رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ"

"ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹتے ہیں" کی تفسیر

اے شہاں کُشتیم ما خصمِ بروں[3]
اے بزرگو! ہم نے باہر کے دشمن کو مار ڈالا

ماند خصمے زاں بتر در اندروں
لیکن اُس سے زیادہ بدتر دشمن باطن میں بچا رہ گیا

کُشتنِ ایں کارِ عقل و ہوش نیست
اِس دشمن کو مارنا عقل و ہوش کا کام نہیں ہے

شیرِ باطن سخرۂ خرگوش نیست
باطن کا شیر خرگوش کے قابو کا نہیں ہے

دوزخ ست ایں نفس و دوزخ اژدہا ست
یہ نفس دوزخ ہے اور دوزخ اژدہا ہے

کو بدریاہا نگردد کم و کاست
کہ وہ دریاؤں سے بھی کم نہیں ہوتا

ہفت دریا را در آشامد ہنوز
ساتوں سمندروں کو پی لے، پھر بھی

کم نگردد سوزشِ آں خلق سوز
اُس مخلوق سوز کی جلن کم نہ ہو

---

[1] مُلکِ نوبت - وہ سلطنت جو باری باری خاندانوں اور افراد میں منتقل ہوتی رہتی ہے - نوبت زنند - نقارہ بجاتے ہیں - انجم - نجم کی جمع ہے ستارہ ساقی اند - یعنی اپنی رُوح کو محبتِ الٰہی کی شراب سے سیراب کرتے رہتے ہیں - سَبَلَت - پہلے تینوں حرفوں پر فتحہ ہے فارسی والے بار کو ساکن کردیتے ہیں - سَبَلَت پُر باد شدن - مونچھوں میں ہوا بھرنا کبر و غرور سے کنایہ ہے - شُرب - یعنی شراب پینا - پوز - مونہہ - یکدو روز - یعنی دنیاوی زندگی میں - ساعت - گھڑی -

[2] راحت - مشہور مقولہ ہے "اَلدُّنْیَا سَاعَةٌ وَتَرْکُهَا رَاحَةٌ" دنیا ایک گھڑی ہے اُسکا چھوڑنا راحت ہے - باسگاں - وہ مشہور مقولہ ہے "اَلدُّنْیَا جِیْفَةٌ وَطَالِبُهَا کِلَابٌ" دنیا ایک مردار جانور ہے اور اُس کے طلبگار کتے ہیں - جہادِ اصغر - یعنی کافر سے جہاد کرنا - الجہاد الاکبر - یعنی نفسِ امارہ سے جہاد کرنا -

[3] بروں - یعنی ظاہری دشمن - خصمِ اندروں - نفسِ امارہ جو باطن میں ہے - سخرہ - بیگار - بدریا - یعنی اِس اژدھے کی پیاس سات سمندر پیجانے سے بھی نہ بجھے گی - ہفت دریا - یعنی کل مخلوق - آشامیدن - پینا -

سنگہا[1] و کافرانِ سنگدل
پتھر اور سنگدل کافر

اندر آیند اندرو خوار و خجل
اُس میں ذلیل اور شرمندہ ہو کر داخل ہونگے

ہم نگردد ساکن از چندیں غذا
اِسقدر خوراک سے بھی اُسکو سکون نہ ہوگا

تا ز حق آید مر اُورا ایں ندا
یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُسکو یہ ندا آئیگی

ق

سیر گشتی سیر گوید نے ہنوز
تیرا خوب پیٹ بھر گیا وہ کہیگی ابھی نہیں

اینت آتش اینت تابش اینت سوز
زہے آگ، زہے تابش، زہے جلن

عالمے را لقمہ کرد و درکشید
اُس نے دنیا بھر کو لقمہ بنایا اور نگل گئی

معدہ اش نعرہ زناں ہَلْ مِنْ مَزِیْد
اُس کا معدہ نعرہ لگا رہا ہے "کیا کچھ اور ہے"

حق قدم بر وے نہد از لامکاں
اللہ تعالیٰ اُس پر لامکاں سے قدم رکھدیگا

آنگہ اُو ساکن شود از کُن فکاں
اُس وقت وہ "کُن فکان" سے ساکن ہو جائیگی

چونکہ جزوِ دوزخ ست ایں نفسِ ما
چونکہ ہمارا یہ نفس دوزخ کا حصہ ہے

طبعِ کُل دارد ہمیشہ جزوہا[2]
اور اجزاء ہمیشہ کُل کی طبیعت رکھتے ہیں

ایں قدم حق را بُود کورا کُشد
یہ اللہ تعالیٰ ہی کا قدم ہوگا جو اُسکی پیاس بجھائے گا

غیرِ حق کو کہ کمانِ او کَشد
سوائے اللہ تعالیٰ کے کون ہے جو اُسکی کمان کو کھینچے

در کماں ننہند اِلاّ تیرِ راست
کمان میں سیدھا تیر ہی رکھتے ہیں

ایں کماں را باژگوں کژ تیرہاست
اِس کمان کے اُلٹے ٹیڑھے تیر ہیں

راست شو چوں تیر وارِہ از کماں
تیر کی طرح سیدھا ہو جا، کمان سے چھوٹ جا

کز کماں ہر راست بجہد بیگماں
اِسلئے کہ کمان سے یقیناً ہر سیدھا تیر چھوٹ جاتا ہے

چونکہ واگشتم ز پیکارِ بروں
چونکہ میں ظاہری جنگ سے فارغ ہو گیا ہوں

روئے آوردم بہ پیکارِ دروں
باطنی جنگ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں

قَدْ رَجَعْنَا مِنْ جِہَادِ الْاَصْغَرِیْم
ہم "واپس ہوئے چھوٹے جہاد سے" کے مصداق ہیں

بانبی اندر جہادِ اکبریم
نبی کے سہارے جہادِ اکبر میں (لگے) ہیں

قوتے خواہم ز حق دریا شگاف[3]
اللہ تعالیٰ سے میں سمندر کو چاک کر دینے والی قوت چاہتا ہوں

تا بسوزن برکنم ایں کوہِ قاف
تاکہ اِس کوہِ قاف کو سوئی سے اکھاڑ دوں

سہل شیرے داں کہ صفہا بشکند
وہ شیر (بننا) آسان سمجھو کہ صفیں پھاڑ دے

شیر آنست آں کہ خود را بشکند
شیر وہی ہے جو خود کو شکست دیدے

[1] سنگہا - قرآن پاک میں ہے "وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ" جہنم کی خوراک انسان اور پتھر ہوں گے۔ سیر گشتی - قرآن پاک میں ہے اللہ تعالیٰ جہنم سے دریافت فرمائیں گے "هَلِ امْتَلَأْتِ" کیا تیرا پیٹ بھر گیا وہ کہیگی "هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ" کیا کچھ اور ہے۔ حق قدم - حدیث میں آیا ہے کہ جہنم کا پیٹ نہ بھریگا تب اللہ تعالیٰ اُس پر اپنا قدم رکھدیں گے، اِس پر وہ کہیگی کافی ہے کافی ہے۔ کُن فکان - ہو جا وہ ہو گیا۔ قرآن پاک میں ہے "اِنَّمَا اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ" اُس کی شان تو یہ ہے کہ وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اُسکو کہتا ہے ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔

[2] جزوہا - لہٰذا نفس کی پیاس بھی محض رب کی تجلی سے بجھ سکتی ہے۔ راست - سیدھا۔ باژگوں، واژگوں - اُلٹا۔ کژ - ٹیڑھا۔ کز کماں - کمان سے ٹیڑھا تیر نہیں چلتا سیدھا تیر خوب چلتا ہے۔ بانبی - نبی کے سہارے یعنی آپ کی سنت کی پیروی کر کے۔ بعض نسخوں میں باختے ہے یعنی نفس کے بُت کے ساتھ جہادِ اکبر کر رہے ہیں۔

[3] شگافتن - پھٹنا۔

[5] برکنم - میں کھود دلوں - کوہِ قاف - بلندی اور عظمت میں مشہور تھا - تا بسوزن - انسان کی اپنی قوت سوئی جیسی ہے اور نفس بمنزلہ کوہِ قاف کے ہے تو سوئی سے کوہِ قاف اللہ تعالیٰ [illegible] عنایت اور قوت سے اکھاڑا جا سکتا ہے۔

تا شود شیرِ خدا از عونِ اُو — وا رہد از نفس و از فرعونِ اُو [1]

تاکہ اللہ کی مدد سے اللہ کا شیر بن جائے — نفس اور اُس کے فرعون سے نجات پائے

آمدنِ رسولِ قیصرِ روم بنزدِ عمر رضی اللہ عنہ برسالت

قیصرِ روم کے ایلچی کا پیغام لے کر حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا

در بیانِ ایں شنو یک قصّہ — تا بری از سرّ گفتم حصّہ

اِس سلسلہ میں ایک قصّہ سُن لے — تاکہ تو میری بات کے راز کا ایک حصہ پالے

بر عمرؓ آمد ز قیصر یک رسول — در مدینہ از بیابانِ نغول

قیصر کا ایک ایلچی (حضرت) عمرؓ کے پاس آیا — دور و دراز جنگل سے، مدینہ میں

گفت کو قصرِ خلیفہ اے حشم — تا من اسپ و رخت را آنجا کشم

بولا! اے متعلقین خلیفہ کا محل کہاں ہے؟ — تاکہ میں گھوڑا اور سامان وہاں لے جاؤں

قوم گفتندش کہ اُو را قصر نیست — مر عمرؓ را قصرِ جانِ روشنے ست

لوگوں نے کہا، اُن کا کوئی محل نہیں ہے — عمرؓ کا محل تو اُن کی روشن جان ہے

گرچہ از میری ورا آوازہ ایست — ہمچو درویشاں مرا او را کازہ ایست

گرچہ اُن کی سرداری کی شہرت ہے — لیکن فقیروں جیسی اُن کی جھونپڑی ہے

اے برادر چوں بہ بینی قصرِ اُو — چونکہ در چشمِ دلت رُستست مُو

اے بھائی! تو اُس کا محل کیسے دیکھ سکتا ہے؟ — جبکہ تیرے دل کی آنکھ میں بال اُگا ہے

چشمِ دل از مُوئے علّت [2] پاک آر — وانگہاں دیدارِ قصرش چشم دار

دل کی آنکھ کو بال سے صاف کرلے — پھر اُس کے محل کے دیکھنے کی امید کر

ہر کرا ہست از ہوسہا جان پاک — زود بیند حضرت و ایوانِ پاک

جس کی جان ہوسوں سے پاک ہے — وہ دربار اور پاک محل جلد دیکھ لیگا

چوں محمدؐ پاک شد از نار و دود — ہر کجا رُو کرد وجہ اللہ بود

جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آگ اور دھوئیں سے پاک ہوگئے — جس طرف بھی رُخ کیا خدا کی ذات تھی

چوں رفیقی وسوسہ بدخواہ را — کے بہ بینی ثمّ وجہ اللہ را

جبکہ تو دشمن وسوسہ کا دوست ہے — اللہ کی ذات کو کب دیکھ سکتا ہے؟

ہر کرا باشد ز سینہ فتحِ باب [3] — اُو ز ہر ذرّہ بہ بیند آفتاب

جس کسی کے سینہ کا دروازہ کھل جائے — وہ ہر ذرّہ میں آفتاب دیکھے گا

---

[1] فرعون۔ انسان کا نفس پر غلبہ ایسا ہی ہے جیسا کہ موسیٰؑ کا فرعون پر غلبہ، اِسی مناسبت سے دریا شگاف قوت کی دعا کی ہے۔ ایں۔ یعنی نفس پر غلبہ۔ قیصر۔ شاہانِ روم کا لقب ہے۔ نغول۔ عمیق، دراز۔ قصر۔ محل، ایوان۔ حشم۔ نوکر چاکر، عوام۔ رخت۔ سامان۔ کشم۔ بَرَم۔ میری۔ سرداری۔ ورا۔ اُورا۔ آوازہ۔ شہرہ۔ کازہ۔ جھونپڑیا۔

[2] موئے علت۔ بیماری کا بال، یعنی آنکھ میں جو پڑبال پیدا ہوجاتا ہے۔ حضرت۔ دربار، کچہری۔ ایوان۔ محل، قلعہ۔ نار، آگ یعنی خواہشاتِ نفسانی۔ دود۔ دھواں یعنی خواہشاتِ نفسانی کے اثرات۔ وجہ اللہ۔ اللہ کا چہرہ، اللہ کی ذات، یہ قرآن پاک کی آیت "اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہ" "تم جدھر کو رخ کرو وہاں اللہ کی ذات موجود ہے" کی طرف اشارہ ہے۔

[3] فتح۔ کشایش۔ باب۔ دروازہ۔ حق۔ اللہ تعالےٰ کا مشاہدہ دوسری چیزوں کی عظمت ختم کردیتا ہے جیسے ستارے چاند کے مشاہدہ کے وقت بے وقعت ہوجاتے ہیں۔

حق پدیدست از میانِ دیگراں — ہمچو ماہ اندر میانِ اختراں
دوسروں کے درمیان اللہ اس طرح روشن ہے — جیسا کہ ستاروں میں چاند

دو سرِ انگشت[1] بر دو چشم نہ — ہیچ بینی از جہاں انصاف دہ
دو انگلیوں کے سرے دونوں آنکھوں پر رکھ — انصاف کر، دنیا کا کچھ تجھے نظر آتا ہے

ور نہ بینی ایں جہاں معدوم نیست — عیب جز انگشتِ نفسِ شوم نیست
اگر تو نہیں دیکھتا ہے یہ دنیا تو معدوم نہیں ہے — منحوس نفس کی انگلی کے علاوہ کوئی عیب نہیں ہے

تو ز چشم انگشت را بردار ہیں — وانگہانے ہر چہ میخواہی ببیں
خبردار! آنکھ سے انگلی ہٹالے — پھر تو جو کچھ چاہتا ہے، دیکھ

نوح را گفتند امت کو ثواب — گفت او زانسوئے واستغشوا ثیاب
"امت نے نوح (علیہ السلام) سے کہا ثواب کہاں" — اس نے کہا وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ کے اس طرف ہے

رو[2] و سر در جامہا پیچیدہ اید — لاجرم با دیدہ و نادیدہ اید
تم نے منہ اور سر کپڑوں میں لپیٹ رکھا ہے — لامحالہ آنکھ والے ہو کر بھی نابینا بنے ہو

آدمی دیدست باقی پوست ست — دید آنست آنکہ دیدِ دوست ست
آدمی تو بینائی ہے، باقی کھال ہے — دید تو دراصل محبوب کی دید ہے

چونکہ دیدِ دوست نبود کور بہ — دوست کو باقی نباشد دور بہ
جبکہ دوست کا دیدار نہ ہو اندھا ہونا اچھا ہے — جو دوست باقی رہنے والا نہ ہو اسکا دور رہنا اچھا ہے

چوں رسولِ روم ایں الفاظِ تر — در سماع آورد، شد مشتاق تر
جب روم کے ایلچی نے یہ تر و تازہ لفظ — سنے، تو وہ زیادہ مشتاق ہو گیا

دیدہ را بر جستنِ عمرؓ[3] گذاشت — رخت را و اسپ را ضائع گذاشت
آنکھیں حضرتِ عمرؓ کے ڈھونڈنے پر لگا دیں — سامان اور گھوڑے کو بغیر حفاظت کے چھوڑ دیا

ہر طرف اندر پئے آں مردِ کار — میشدے پرسان او دیوانہ وار
اس مردِ کار کی تلاش میں ہر طرف — دیوانوں کی طرح پوچھتا پھرتا

کایں چنیں مردے بود اندر جہاں[1] — وز جہاں مانندِ جاں باشد نہاں
کہ ایسا آدمی بھی دنیا میں ہوگا — جو جان کی طرح دنیا سے پوشیدہ ہو

جست او را تاش چوں بندہ بود — لاجرم جوئندہ یابندہ بود
انکو ڈھونڈا تاکہ انکا غلام جیسا ہو جائے — لامحالہ تلاش کرنیوالا، پالینے والا ہوتا ہے

[1] دو سرِ انگشت - اگر کوئی شخص آنکھیں بند کرے تو دنیا کی کوئی چیز اسکو نظر نہ آئے گی لیکن چیزیں معدوم نہیں ہیں اسی طرح دل کی آنکھیں اگر بند ہوں تو مشاہدۂ حق نہ ہوگا لیکن وہ موجود ہے۔ اِسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ - انہوں نے اپنے کپڑے اپنے اوپر ڈھانپ لئے۔ قرآن پاک میں یہ حضرتِ نوح علیہ السلام کی قوم کا حال بیان کیا گیا ہے کہ اُن کی دعوت پر انہوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے اوپر کپڑے اوڑھ لئے تاکہ نہ انکی بات سُن سکیں نہ انکو دیکھ سکیں۔ حضرتِ نوحؑ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تک تمہارا کفر ہے ثواب کہاں نظر آئیگا۔

[2] رُو - منہ۔ جامہ - کپڑا۔ لاجرم - لامحالہ۔ دیدہ - آنکھ۔ آدمی - یعنی اگر آدمی حقیقت کا ادراک نہ کرے وہ آدمی کہلانے کا مستحق نہیں ہے اور ادراک بھی محبوبِ حقیقی سے متعلق ہو۔ کور بہ - یعنی ایسے آدمی کا اندھا ہونا اچھا ہے جو محبوب کا دیدار نہ کرے اور قابلِ محبت فانی کائنات نہیں ہے۔ تر - پُر مغز و تازہ

[3] عمر - صحیح تلفظ عین کے ضمہ اور میم کے فتحہ کے ساتھ ہے۔ لیکن ضرورتِ شعری کی وجہ سے میم مشدد کر دیا گیا ہے۔ ضائع گذاشت - بے حفاظت۔ جان - روح کے فضائل معنوی میں گُم وہ ادراک سے بالاتر ہیں۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے فضائل۔ تاش - تلاش اور۔

یافتنِ رسولِ قیصرِ روم عمرؓ را خفتہ در زیرِ درختِ خُرما

قیصرِ روم کے ایلچی کا حضرت عمرؓ کو کھجور کے درخت کے نیچے سوتا ہوا پانا

دید اعرابی[۱] زنے اُو را دخیل — گفت عمرؓ نک بزیرِ آں نخیل
ایک بدو عورت نے اُس کو اجنبی دیکھ کر — کہا یہہ عمرؓ اُس کھجور کے نیچے ہیں

زیرِ خُرما بُن ز خلقاں اُو جدا — زیرِ سایہ خفتہ بیں سایۂ خدا
کھجور کے درخت کے نیچے مخلوق سے جدا — خدا کے سایہ کو سایہ میں سوتا دیکھ

آمد اُو آنجا و از دور ایستاد — مر عمرؓ را دید و در لرزہ فتاد
وہ اُس جگہ آیا اور دور کھڑا ہو گیا — (حضرت) عمرؓ کو دیکھا اور کپکپی میں مبتلا ہو گیا

ہیبتے زاں خُفتہ آمد بر رسول — حالتے خوش کرد بر جانش نزول
ایلچی پر اُس سوتے ہوئے کی ہیبت طاری ہو گئی — ایک اچھی حالت اُس کی جان پر نازل ہو گئی

مہر و ہیبت ہست ضدِّ یک دگر — ایں دو ضد را جمع دید اندر جگر
محبت اور ہیبت ایک دوسرے کی ضد ہیں — اِن دو ضدوں کو اُس نے اپنے جگر میں جمع دیکھا

گفت با خود من شہاں را دیدہ ام — پیشِ سلطاناں خوش و بگزیدہ[۲] ام
اپنے سے بولا میں نے بادشاہوں کو دیکھا ہے — میں بادشاہوں کے سامنے مطمئن و برگزیدہ رہتا ہوں

از شہانم ہیبت و ترسے نبُود — ہیبتِ ایں مرد ہوشم در رُبُود
بادشاہوں کی مجھ پر کوئی ہیبت اور خوف نہ تھا — اِس شخص کی ہیبت نے میرے حواس گم کر دئے

رفتہ ام در بیشۂ شیر و پلنگ — روئے من ز ایشاں نگردانید رنگ
میں شیر اور تیندوے کی جھاڑی میں گیا ہوں — میرے چہرے کا اُن سے رنگ نہیں بدلا

بس شدم من در مصاف و کارزار — ہمچو شیر آندم کہ باشد کارزار
میں بہت سے معرکوں اور جنگوں میں گیا ہوں — شیر کی طرح، جبکہ کام سخت ہو

بس کہ خوردم بس زدم زخمِ گراں — دل قوی تر بودہ ام از دیگراں
بہت سے بھاری زخم کھائے اور بہت سے لگائے — اور دوسروں سے قوی دل رہا ہوں

بے سلاح ایں مردِ خفتہ بر زمیں — من بہفت[۳] اندام لرزاں چیست ایں
یہ شخص بغیر ہتھیاروں کے زمین پر سویا پڑا ہے — میں ساتوں اعضا سے لرز رہا ہوں یہ کیا ہے؟

ہیبتِ حق ست ایں از خلق نیست — ہیبتِ ایں مردِ صاحب دلق نیست
یہ خدا کی ہیبت ہے، مخلوق کی نہیں ہے — اِس گدڑی پوش انسان کی ہیبت نہیں ہے

---

۱ اَعرابی۔ بدو۔ دخیل۔ اجنبی۔ خُرما بُن۔ کھجور کا درخت۔ خلقاں۔ خلق کی جمع۔ مخلوق۔ سایۂ خدا۔ منصف حاکم خدا کا سایہ ہے۔ نزول یعنی ایلچی کے دل میں ایک عجیب خوشگن کیفیت پیدا ہو گئی۔ مہر یعنی ایلچی کے دل میں حضرتِ عمرؓ کی محبت بھی پیدا ہوئی اور خوف بھی۔ باخود۔ اپنے دل میں۔

۲ بگزیدہ۔ برگزیدہ۔ بیشہ۔ درندے کے رہنے کی جھاڑی۔ پلنگ۔ تیندوا۔ مَصاف۔ صف بندی کی جگہ۔ کارزار۔ کام کی جگہ۔ زار۔ خراب۔ سلاح۔ ہتھیار۔

۳ ہفت اندام۔ سات اعضاء سر، سینہ، پشت، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں۔ دلق۔ گدڑی۔ صاحب دلق۔ کملی والا فقیر۔

ہر کہ[1] ترسید از حق و تقویٰ گزید — ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید

جو اللہ (تعالیٰ) سے ڈرا اور اس نے تقویٰ اختیار کیا — اس سے جن اور انسان اور جو بھی اسکو دیکھے ڈرتا ہے

***اندریں فکرت بحرمت دست بست — بعد یک ساعت عمرؓ از جا جست**

اسی فکر میں وہ ادب سے دست بستہ ہوا — ایک گھنٹہ بعد (حضرت) عمرؓ جگہ سے اٹھے

کرد خدمت مر عمرؓ را و سلام — گفت پیغمبرؐ سلام آنگہ کلام

اس نے (حضرت) عمرؓ کی تعظیم کی اور سلام کیا — پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے پہلے سلام پھر کلام

پس علیکش گفت و اُو را پیش خواند — ایمنش کرد و بنزدِ خود نشاند

پھر (حضرت عمرؓ نے) اسکو علیک کہا اور آگے بلایا — اس کو مطمئن کیا اور اپنے پاس بٹھایا

ہر کہ ترسد مر ورا ایمن کنند — مرد دل ترسندہ را ساکن کنند

جو ڈرتا ہے اسکو مطمئن کرتے ہیں — جس کا دل ڈرے اس کو تسکین دیتے ہیں

لاتخافوا ہست نزلِ خائفاں — ہست درخور از برائے خائف آں

ڈرنیوالوں کی مہمانی کا کھانا "نہ ڈرو" ہے — اور اس سے ڈرنے والوں کے لائق (خوشخبری) ہے

آنکہ خوفش نیست چوں گوئی مترس — درس چہ دہی نیست و محتاج درس

جس کو ڈر نہو، اسکو "نہ ڈر" تو کیسے کہے گا؟ — سبق کیا سکھاتا ہے وہ سبق کا ضرورتمند نہیں ہے

خاطرِ[2] ویرانش را آباد کرد — آں دل از جا رفتہ را دلشاد کرد

اس کی برباد طبیعت کو آباد کر دیا — اس گھبرائے ہوئے کو خوش کر دیا

سخن گفتن عمرؓ با رسولِ قیصرِ روم و سوالِ رسولِ قیصرِ روم با عمرؓ

حضرت عمرؓ کا قیصرِ روم کے ایلچی سے بات کرنا اور روم کے ایلچی کا حضرت عمرؓ سے سوال کرنا

بعد ازاں گفتش سخنہائے دقیق — در صفاتِ پاکِ حق نعم الرفیق

اسکے بعد انہوں نے اس سے باریک باتیں کیں — اللہ پاک کی صفات کے بارے میں جو بہترین رفیق ہے

وز نوازشہائے حق ابدال را — تا بداند او مقام و حال را

اور اولیاء پر اللہ تعالیٰ کی نوازشوں کے بارے میں — تاکہ وہ مقام اور حال کو سمجھ جائے

حال چوں جلوہ[3] ست زاں زیبا عروس — ویں مقام آں خلوت آمد با عروس

حال، گویا اس حسین دلہن کا جلوہ ہے — اور مقام، دلہن کے ساتھ خلوت ہے

جلوہ بیند شاہ و غیرِ شاہ نیز — وقتِ خلوت نیست جز شاہِ عزیز

جلوہ تو شاہ اور شاہ کے غلام (بھی) دیکھتے ہیں — لیکن خلوت کے وقت باعزت بادشاہ کے سوا کوئی نہیں ہوتا ہے

[1] ہر کہ۔ شعر
تو ہم گردن از حکمِ داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکمِ تو ہیچ
جست۔ یعنی سو کر اٹھے۔
خدمت۔ ادب تعظیم۔
پیغمبر۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ سلام، بات چیت سے پہلے ہے علیک۔ یعنی وعلیکم السلام۔ ہر کہ۔ یعنی جو شخص خدا سے ڈرتا ہے۔ اسکو طمانیت حاصل ہو جاتی ہے پھر کسی چیز کا اسکو خوف نہیں رہتا ہے۔ نزل۔ مہمانی کا کھانا۔ درخور۔ لائق۔ خائف۔ خوفزدہ۔

[2] خاطرِ ویران۔ شکستہ دل۔ دل از جا رفتہ۔ گھبرایا ہوا۔ دقیق۔ باریک۔ نعم الرفیق۔ اچھا ساتھی۔ ابدال۔ اولیاء اللہ کی ایک مخصوص جماعت ہے یہاں مطلقاً اولیاء اللہ مراد ہیں۔ مقام۔ وہ باطنی کیفیت ہے جو شریعت پر عمل کرنے اور کسب و ریاضت سے حاصل ہوتی ہے حال۔ وہ قلبی کیفیت ہے جو بلا کسب کے پیدا ہوتی ہے جیسے شوق، استغراق چنانچہ مشہور مقولہ ہے۔ اَلْمَقَامَاتُ مَکَاسِبُ وَالْاَحْوَالُ مَوَاہِبُ یعنی مقامات، کسب سے حاصل کئے جاتے ہیں اور احوال خدا کی دین ہیں۔

[3] جلوہ۔ نمائش حسن، ناز و کرشمہ دکھانا۔ زیبا۔ خوبصورت۔ عروس۔ دلہن۔ [4]

[4] دروطا۔ مقام ایک مستقل کیفیت ہے لہٰذا اس کو دلہن کے ساتھ خلوت سے تعبیر کیا ہے اور حال ایک زوال پذیر کیفیت ہوتی ہے لہٰذا اسکو جلوہ قرار دیا ہے۔

* بیدار شدن امیر المؤمنینؓ —

سوال کردن رسول از امیر المومنین

جلوہ[1] کرد اعوام و خاصاں را عروس | خلوت اندر شاہ باشد با عروس
دُلہن عوام اور خواص کو جلوہ دکھاتی ہے | دلہن کے ساتھ خلوت میں (صرف) بادشاہ ہوتا ہے

ہست بسیار اہلِ حال از صوفیاں | نادر است اہلِ مقام اندر میاں
صوفیوں میں اہلِ حال بہت ہیں | اُن میں صاحبِ مقام کم ہیں

از منازلہائے جانش یاد داد | وز سفرہائے روانش یاد داد
اُس کو جان کی منزلیں بتلائیں | اور اُس کو روح کے سفر یاد دلائے

وز زمانے کز زماں خالی بُدست | وز مقامِ قُدس کاجلالی شدست
اُس زمانہ کی یاد دلائی جو (قیدِ) زماں سے خالی تھا | اور اُس مقامِ قُدس کی جو جلالی ہے

وز ہوائے کاندر و سیمرغِ رُوح | پیش ازیں دیدست پروازِ فتوح
اور اُس ہوا کی جس میں روح کے سیمرغ نے | اِس سے پہلے خوشی کی پرواز دیکھی ہے

ہر یکے پروازش از آفاق بیش | وز امید و نہمتِ مشتاق بیش
اُس کی ہر ایک پرواز عالَم سے بڑھی ہوئی تھی | مشتاق کی امید اور قصد سے بڑھی ہوئی تھی

چوں[2] عمرؓ اغیار رُو را یار یافت | جانِ اُو را طالبِ اسرار یافت
جب (حضرتِ) عمرؓ نے بیگانہ صورت کو یار پایا | اور اُس کی طبیعت کو اسرار کا طالب پایا

شیخ کامل بود و طالب مشتہی | مردِ چابک بود و مرکب درگہی
شیخ کامل تھا، اور طالب پُرشوق | سوار ہوشیار تھا، اور سواری تیار

دید آں مرشد کہ او ارشاد داشت | تخمِ پاک اندر زمینِ پاک کاشت
مُرشد نے دیکھا کہ وہ استعداد رکھتا ہے | پاک بیج پاک زمین میں بو دیا

مرد گفتش کاے امیرالمومنین | جاں ز بالا چوں در آمد بر زمیں
(اُس) شخص نے اُن سے کہا، اے امیر المومنین | روح (عالَمِ) بالا سے زمین پر کیونکر آ گئی؟

مرغِ بے اندازہ چوں شد در قفس | گفت حق بر جاں فسوں خواند و قصص[3]
لاتعداد پرندے پنجرے میں کیسے آ گئے | اُنہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے روح پر افسوں اور افسانے پڑھ دیے

بر عدمہا کاں ندارد چشم و گوش | چوں فسوں خواند ہمی آید بجوش
وہ معدوم جو آنکھ اور کان نہیں رکھتے | جب وہ اُن پر افسوں پڑھتا ہے وہ جوش میں آ جاتے ہیں

از فسونِ اُو عدمہا زود زود | خوش معلق میزنند سوئے وجود
اُس کے افسوں سے معدوم چیزیں جلد جلد | وجود کی جانب قلابازیاں کھاتی ہیں

---

[1] جلوہ۔ یعنی اہلِ حال کے آثار ہر کس و ناکس پر ظاہر ہو جاتے ہیں، صاحبِ مقام کی کیفیت عوام سے پوشیدہ رہتی ہے۔ منازلہائے۔ روح کی منزلیں یہی ہیں کہ وہ پہلے مجرد تھی پھر عالمِ مثال میں آئی پھر عالمِ خلق یعنی ناسوت میں آئی اُس کے بعد جسم سے جدا ہو کر عالمِ برزخ میں جائیگی پھر حشر میں اُس جسم سے متعلق ہو جائے گی۔ وز زماں۔ زمانہ مخلوق اور حادث ہے اِس سے پہلے ایک ایسی حالت تھی جو زمانہ سے خالی تھی۔ مقامِ قدس۔ عالمِ جبروت، یعنی مرتبہ صفاتِ الٰہیہ۔ فتوح کشائش۔ امنگ، شوق آفاق۔ اطرافِ عالَم نہمت۔ خواہش، حرص۔

[2] چوں عمر۔ یہ شرط ہے، جزا، تیسرے شعر کا دوسرا مصرع ہے مشتہی۔ شائق چابک۔ چالاک۔ درگہی۔ درگاہ میں حاضر۔ ارشاد کامگاری، صلاحیت۔ مرد۔ یعنی ایلچی۔ امیرالمومنین ایمان والوں کے سردار یعنی حضرتِ عمرؓ۔ بالا۔ یعنی عالمِ امر۔ زمین۔ یعنی عالمِ خلق۔ بے اندازہ۔ روح مادہ سے پاک ہے لہٰذا اُسکو بیمقدار کہا ہے۔ قفس۔ پنجرا، یعنی جسم انسانی فسون افسوں۔

[3] قصص۔ قصہ کی جمع ہے

بازبر موجود افسونے چو خواند
پھر جب موجود پر اُس نے افسوں پڑھا

زود اُو را در عدم دو اسپہ[1] راند
جلد اُس کو عدم میں تیز دوڑا دیا

گفت با جسم آیتے تا جاں شد اُو
جسم کو کوئی آیت سنا دی، تو وہ جان بن گیا

گفت با خورشید تا رخشاں شد اُو
سورج سے کہا، تو وہ چمکدار ہوگیا

باز در گوشش دمد نکتہ مخوف
پھر اُس کے کان میں کوئی خوفناک نکتہ پھونک دیا

در رُخِ خورشید اُفتد صد کسوف
تو سورج کے رخ میں سو گرہن آ گئے

گفت در گوشِ گُل و خندانش کرد
پھول کے کان میں کچھ کہا، اُس کو شگفتہ کر دیا

گفت با لعلِ خوش و تابانش کرد
خوبصورت لعل سے کچھ کہا اور اسکو چمکدار بنا دیا

تا بگوشِ خاک حق چہ خواندہ است
(معلوم نہیں) زمین کے کان میں کیا پھونک دیا ہے؟

کو مُراقب گشت و خامش ماندہ است
کہ وہ منتظِر اور خاموش ہوگئی ہے

تا بگوشِ ابر آں گویا چہ خواند
(نہ معلوم) اُس بولنے والے نے ابر کے کان میں کیا کہا ہے؟

کو چو مشک از دیدۂ خود آب راند
کہ اُس نے مشک کی طرح اپنی آنکھ سے پانی بہا دیا

در تردّد ہر کہ اُو آشفتہ است
جو شخص تردّد میں پریشان ہے

حق بگوشِ اُو معما گفتہ است
اللہ تعالےٰ نے اس کے کان میں کوئی معما کہا ہے

تا کند محبوسش اندر دو گماں
تاکہ اُس کو دو گمانوں میں مبتلا کر دے

آں کنم کو گفت یا خود ضدِ آں
وہ کروں جو (فلاں نے) کہا یا اُس کی ضد

ہم ز حق ترجیح[2] یابد یک طرف
پھر اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک جانب کا رجحان پاتا ہے

زاں دو یک را برگزیند زاں کنف
اُس طرف سے دونوں میں سے ایک کو اختیار کرتا ہے

گر نخواہی در تردّد ہوشِ جاں
اگر تو جان کے ہوش کو تردّد میں مبتلا کرنا نہیں چاہتا ہے،

کم فشار ایں پنبہ اندر گوشِ جاں
اس روئی کو جان کے کان میں نہ ٹھونس

پنبۂ وسواس بیروں کن ز گوش
وسوسہ کی روئی کو کان سے نکال دے

تا بگوشت[3] آید از گردوں خروش
تاکہ آسمان سے آواز تیرے کان میں آئے

تا کنی فہم آں معماہاش را
تاکہ تو اُس کے ان معموں کو سمجھ لے

تا کنی ادراکِ رمز و فاش را؟
تاکہ تو واضح بات اور اشاروں کا ادراک کر سکے

پس محلِ وحی[4] گردد گوشِ جاں
پھر جان کا کان وحی کی جگہ بنجاتا ہے

وحی چہ بود گفتن از حسِّ نہاں
وحی کیا ہوتی ہے؟ پوشیدہ حس کی گفتگو ہے

---

[1] دو اسپہ۔ تیز رفتار، جو باری باری دو گھوڑوں سے سفر کریگا جلد منزلِ مقصود پر پہونچ جائیگا جسم۔ جسم کا زندہ ہونا اور سورج کا چمکنا اُس کے حکم سے ہے کسوف۔ گرہن، حدیث میں ہے کہ چاند اور سورج کا گرہن کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی آیتیں یعنی علامتیں ہیں جن سے اللہ اپنے بندوں کو تنبیہ کرتا ہے۔ مُراقب مراقبہ کرنیوالا، منتظر، گردن جھکانے والا۔ گویا۔ گفتن سے اسمِ فاعل کا صیغہ ہے۔ تردّد۔ کسی کام کے کرنے نہ کرنے کا فیصلہ نہ کرسکنا معمّہ۔ اندھا بنایا ہوا، چھپایا ہوا، وہ کلام جس کا مطلب پوشیدہ کر دیا گیا ہو۔ محبوس۔ پابند، قیدی۔ کو۔ کہ او۔

[2] ترجیح۔ دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کرنا۔ طرف۔ شق، فریق، جانب۔ کنف۔ کنارہ، طرف۔ ہوشِ جاں۔ روحانی زندگی۔ وسواس۔ یعنی مشاغلِ دنیوی۔

[3] تا بگوشت۔ یعنی انسان جب دنیاوی مشاغل چھوڑ دیتا ہے اُس کو ملاءِ اعلیٰ سے مناسبت ہوجاتی ہے۔

[4] وحی۔ اس سے مراد الہام ہے جو غیر نبی کو بھی ہوتا ہے۔

گوشِ جانؔ وچشمِ جاں جز ایں حس ست
جان کے کان اور آنکھ اس حس کے علاوہ ہیں

گوشِ عقل وچشمِ ظن زاں مفلس ست
عقل کا کان اور گمان کی آنکھ اس سے خالی ہے

لفظِ جبرم عشق را بے صبر کرد
جبر کے لفظ نے میرے عشق کو بے قرار کردیا

وانکہ عاشق نیست حبسِ جبر کرد
جو عاشق نہیں ہے اُسکو جبر کا قیدی بنادیا

ایں معیّت با حق ست و جبر نیست
یہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ معیت ہے، اور جبر نہیں ہے

ایں تجلّیِ مہ ست ایں ابر نیست
یہ چاند کی تجلّی ہے، ابر نہیں ہے

ور بُود ایں جبر جبرِ عامہ نیست
اگر یہ جبر ہے تو عوام کا جبر نہیں ہے

جبرِ آں امّارۂ خود کامہ نیست
خود غرض (نفس) امارہ کا جبر نہیں ہے

جبر را ایشاں شناسند اے پسر
اے بیٹا! جبر کو وہی پہچانتے ہیں

کہ خدا بکشاد شاں در دل بصر
جن کے دل کی آنکھ خدا نے کھول دی ہے

غیب و آئندہ بر ایشاں گشت فاش
غیب اور آنیوالی چیزیں اُن پر منکشف ہوگئی ہیں

ذکرِ ماضی پیشِ ایشاں گشت لاش
گذشتہ کی یاد تو اُن کے لئے کچھ بھی نہیں

اختیار و جبرِ ایشاں دیگر ست
اُن کا اختیار اور جبر دوسرا ہی ہے

قطرہا اندر صدفہا گوہر ست
صدفوں میں قطرے گوہر ہیں

ہست بیروں قطرۂ خورد و بزرگ
باہر وہ چھوٹے اور بڑے قطرے ہیں

در صدف آں دُرہا خورد ست و سترگ
لیکن صدف میں وہ چھوٹے اور بڑے موتی ہیں

طبعِ نافِ آہو ست آں قوم را
اس قوم کی طبیعت ہرن کا نافہ ہے

از بروں خوں و دروں شاں مشکہا
باہر خون ہے اور ان کے اندر مشک ہے

تو مگو کیں نافہ بیروں خوں بُود
تو نہ کہہ کہ یہ نافہ باہر خون ہوتا ہے

چوں بُود در ناف مشکے چوں شود
جب ناف میں جاتا ہے مشک کیوں بنجاتا ہے

تو مگو کایں مس بروں بُد محتقر
تو نہ کہہ کہ یہ تانبا باہر ناچیز تھا

در دلِ اکسیر چوں گشت ست زر
اکسیر کے دل میں پہنچکر سونا کیسے بنگیا؟

اختیار و جبر در تو بُد خیال
اختیار اور جبر تجھ میں ایک خیال تھا

چوں در ایشاں رفت شد نورِ جلال
جب اُن میں پہنچا تو نورِ جلال بن گیا

نان چوں در سُفرہ است او باشد جماد
روٹی جب تک دسترخوان میں ہے وہ بے روح ہے

در تنِ مردم شود او روحِ شاد
انسان کے جسم میں پہونچکر وہ بشاش روح بنجاتی ہے

ؔ گوشِ جاں۔ روح کے کان اور آنکھ جسم کے کان اور آنکھ کے علاوہ ہیں نیز وہ عقل کے کان اور گمان کی آنکھ سے بھی جداگانہ ہیں۔ جبر۔ یعنی جب یہ بات سمجھ میں آگئی کہ مطلق اختیار صرف ذاتِ باری کو حاصل ہے تو میرے عشق میں اور اضافہ ہوگیا جو عبادت اور ریاضت کے اضافہ کا متقاضی ہے۔ جو لوگ عشق سے خالی ہیں وہ جبر کے معنیٰ مجبورِ محض کے لیکر عبادات کو ترک کر بیٹھتے ہیں۔ معیّت با حق۔ جب ذاتِ باری سے تعلق قائم ہو جاتا ہے تو وہ اُس کو ہی متصرفِ حقیقی سمجھتا ہے لیکن اسکو جبر کہنا غلطی ہے۔ عامہ۔ عام لوگ۔ امّارہ۔ یعنی وہ نفس جو بُرائی پر آمادہ کرتا رہتا ہے۔ خود کامہ۔ خود غرض۔ نیست۔ یعنی اگر کوئی اللہ کے کامل اختیار کے مقابلہ میں اپنے ناقص اختیار کو جبر کے ساتھ تعبیر کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ آئندہ۔ مستقبل۔ فاش۔ ظاہر۔ لاش۔ لاشئ۔ غیر موجود۔

ؔ دیگر ست۔ عارفین کا جبر مزید عشق و اطاعت کا سبب ہے عوام جو جبر کے معنیٰ لیتے ہیں وہ شرعی احکام کے مُعطّل ہو جانیکا باعث ہے۔ قطرہا۔ جبرِ محمود اور جبرِ مذموم کو چند مثالوں سے سمجھایا ہے۔ پہلی مثال پانی کے قطروں کی ہے کہ وہ صدف سے باہر وہ معمولی قطرات ہیں صدف میں پہونچکر قیمتی موتی بنجاتے ہیں۔ اسی طرح عارفین میں جبر کی کیفیت موجب خیر ہے سترگ موٹا۔ سطبر گو۔ دوسری مثال نافہ کی ہے کہ وہ باہر خون ہے ہرن کی ناف میں پہونچ مشک بنجاتا ہے۔ مس وہ م مو تیسری مثال تانبے کی ہے جو اکسیر میں داخل ہوکر خالص سونا بنجاتا ہے۔ بُد خیال۔ عوام میں جبر کے معنیٰ محض ایک خیال ہیں عارفین میں وہ نور بنجاتا ہے۔ نان۔ چوتھی مثال روٹی کی ہے جب

× دسترخوان میں وہ ایک بے جان چیز ہے انسانی بدن میں پہونچکر زندہ روح بنجاتی ہے۔

در دلِ سُفرہ[۱] نگشتہ مستحیل — مستحیلش جاں کند از سلسبیل
دسترخوان میں وہ متغیر نہیں ہوتی ہے — روح اس کو سلسبیل کے ذریعہ متغیر کرتی ہے

قوتِ جاں است ایں اے راست خواں — تا چہ باشد قوتِ آں جانِ جاں
اے سچی بات پڑھنے والے! یہ روح کی طاقت ہے — تو روح کی روح کی کیا طاقت ہوگی؟

نان ست قوتِ تن ولیکن در نگر — تا چہ قوتِ جانش باشد اے پسر
اے بیٹا! روٹی بدن کی غذا ہے، لیکن غور کر — اس کی روح کی غذا کیا ہوگی؟

گوشت پارہ آدمی از زورِ جاں — می شگافد کوہ را با بحر و کاں
آدمی جو گوشت کا ٹکڑا ہے، جان کے زور سے — پہاڑ کو مع سمندر اور کان کے پھاڑ دیتا ہے

زورِ جانِ کوہکن شقِ الحجر — زورِ جانِ جانِ در انشق القمر
کوہکن کی جان کے زور نے پتھر پھاڑا — جان کی جان کا زور انشق القمر میں ہے

گر گشاید دل سرِ انبانِ راز — جاں بسوئے عرش سازد ترکتاز
اگر دل راز کے تھیلے کا منہ کھولدے — جان عرش کی جانب دوڑ جائے

گر زباں گوید ز اسرارِ نہاں — آتش[۲] افروزد بسوزد ایں جہاں
اگر زبان چھپے راز کہدے — آگ لگادے (اور) اس جہان کو جلادے

اضافت کردنِ آدم علیہ السلام زلّتِ خود را بخویش کہ ربنا ظلمنا
حضرت آدم علیہ السلام کا اپنی لغزش کو اپنی طرف منسوب کرنا کہ اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا
و اضافت کردنِ ابلیس بحق تعالیٰ کہ ربِّ بما اغویتنی
اور شیطان کا اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا کہ اے میرے رب تونے مجھے کیوں گمراہ کیا

فعلِ حق و فعلِ ما ہر دو ببیں — فعلِ ما را ہست داں پیدا ست ایں
اللہ کے فعل اور ہمارے فعل، دونوں کو دیکھ — ہمارے فعل کو تو موجود سمجھ، یہ ظاہر ہے

گر نباشد فعلِ خلق اندر میاں — پس مگو کس را چرا کردی چناں
اگر مخلوق کا فعل موجود نہ ہو — تو کسی کو نہ کہہ کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟

خلقِ حق افعالِ ما را موجد ست — فعلِ ما آثارِ خلقِ ایزد ست
اللہ کی آفرینش ہمارے افعال کی موجد ہے — ہمارے فعل، اللہ کی آفرینش کے نتیجے ہیں

لیک ہست ایں فعلِ ما مختارِ ما — زو جزا گہ مارِ ما گہ یارِ ما
لیکن ہمارا یہ فعل ہمارے اختیار میں ہے — اُسکی جزا کبھی ہمارے لئے سانپ ہے اور کبھی ہماری دوست ہے

۱ سُفرہ۔ دسترخوان۔ مستحیل متغیر ہوجانیوالا۔ جاں۔ روحِ حیوانی۔ سلسبیل۔ جنت کا چشمہ ہے یہاں بدن کی قوتِ محللہ مراد ہے جانِ جاں۔ روحِ انسانی، کیونکہ وہ روحِ حیوانی سے متعلق ہے اور روحِ حیوانی جسم سے متعلق ہے۔ نان۔ روٹی روحِ حیوانی کی غذا ہے روحِ انسانی کی غذا علوم و معارف ہیں کوہکن۔ پہاڑ کھودنے والا، فرہاد جو شیریں کا عاشق تھا جس نے شیریں سے وصال کے شوق میں پہاڑ کھود ڈالا تھا لیکن نامراد مرا۔ انشق القمر۔ چاند پھٹ گیا، آنحضورؐ کے معجزہ شق القمر کی طرف اشارہ ہے کہ روحِ انسانی کی طاقت یہ کام کرتی ہے۔ انبان۔ تھیلا۔ ترکتاز لوٹ مار۔
۲ آتش افروزد۔ پوشیدہ اسرار کے بیان کو عوام نہ سمجھیں گے تو عالم کے فساد کا سبب بنجائے گا۔ ربنا ظلمنا۔ اے ہمارے رب ہم نے ظلم کیا قرآن پاک میں یہ حضرت آدمؑ کا قول نقل کیا گیا ہے اسمیں انہوں نے اپنی خطا کو اپنی طرف منسوب کیا۔ ربِّ بما اغویتنی اے رب تو نے مجھے کس سبب سے گمراہ کیا یہ قرآن نے شیطان کا قول نقل کیا ہے اسمیں شیطان نے گمراہ کرنے کی نسبت

۳ اللہ تعالیٰ کی طرف کی ہے۔ ۴ مختار۔ پسند کرنیوالا، پسندیدہ۔ مار۔ سانپ یعنی جزا بصورتِ عذاب ہوگی۔ یار۔ دوست۔ یعنی جزا ہمارے لئے پسندیدہ ہوگی۔

زانکہ ناطق حرف بیند یا غرض
اسلئے کہ بولنے والا یا حرفوں کو دیکھیگا یا مطلب کو

کے شود یکدم محیطِ دو عَرَض
ایکدم دو حالتوں پر کیسے حاوی ہو سکتا ہے؟

گر بمعنیٰ رفت شد غافل زحرف
اگر معنیٰ کی طرف گیا، حروف سے غافل ہوا

پیش و پس یکدم نہ بیند ہیچ طرف
کوئی آنکھ ایکدم آگے اور پیچھے نہیں دیکھ سکتی

آں زماں کہ پیش بینی آں زماں
جس وقت تو آگے دیکھتا ہے، اُس وقت

تو پسِ خود کے بہ بینی ایں بداں
تو اپنے پیچھے کب دیکھ سکتا ہے، یہ سمجھ لے

چوں محیطِ حرف و معنیٰ نیست جاں
جب ایک جان حروف اور معنیٰ پر حاوی نہیں ہو سکتی ہے

چوں بود جاں خالقِ ایں ہر دو آں
تو جان دونوں کی خالق کیسے ہو سکتی ہے؟

حق محیطِ جملہ آمد اے پسر
اے بیٹا! اللہ سب پر حاوی ہے

وا ندارد کارش از کارِ دگر
اُسکو ایک کام دوسرے کام سے نہیں روکتا ہے

گفتِ ایزد جانِ ما را مست کرد
اللہ کے قول نے ہماری جان کو مست کر دیا

چوں نداند آنکہ را خود ہست کرد
جس کو اُس نے پیدا کیا ہے وہ اُسکو کیوں نہ جانیگا؟

گفت شیطاں کہ بما اغویتنی
شیطان نے کہا کہ مجھے کیوں گمراہ کیا؟

کرد فعلِ خود نہاں دیوِ دنی
کمینے شیطان نے اپنے فعل کو چھپا لیا

گفت آدمؑ کہ ظلمنا نفسنا
آدم (علیہ السلام) نے کہا ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا

او ز فعلِ خود نبد غافل چو ما
وہ اپنے فعل سے ہماری طرح غافل نہ تھے

در گنہ او از ادب پنہانش کرد
اُنہوں نے گناہ (کے معاملہ) پر ادب کی وجہ سے اس (اللہ کے فعل) کو چھپا لیا

زاں گنہ بر خود زدن او بر بخورد
اپنے اوپر گناہ لے لینے سے اُنہوں نے پھل کھایا

بعدِ توبہ گفتش اے آدمؑ نہ من
توبہ کے بعد اُسنے کہا اے آدم! کیا میں نے نہیں

آفریدم در تو آں جرم و محن
پیدا کیا تھا تجھ میں وہ جرم اور مصیبتیں

نے کہ تقدیر و قضائے من بداں
کیا وہ میری تقدیر اور قضا نہ تھی؟

چوں بوقتِ عذر کردی آں نہاں
تو نے عذر کے وقت اس کو کیوں چھپایا؟

گفت ترسیدم ادب نگذاشتم
حضرت آدمؑ نے کہا میں ڈرا، ادب کو نہ چھوڑا

گفت من ہم پاس آنت داشتم
(اللہ تعالیٰ) نے فرمایا میں نے بھی تیرے لئے اس کا لحاظ رکھا

ہر کہ آرد حرمت او حرمت برد
جو شخص تعظیم کرتا ہے عزت پاتا ہے

ہر کہ آرد قند لوزینہ خورد
جو شخص شکر لاتا ہے وہ بادامی حلوہ کھاتا ہے

۱ؔ زانکہ۔ مولانا یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ انسان اپنے احوال کا خود خالق نہیں ہے بلکہ انسان کے افعال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے اِسلئے کہ خالق کا اپنی مخلوق پر علمی احاطہ ضروری ہے ورنہ وہ اس کو کیسے پیدا کر سکیگا اور انسان کو اپنے افعال کا ہر طرح سے علم ہو ایسا نہیں ہے۔ لہٰذا انسان کو اپنے افعال کا خالق قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ ناطق۔ بولنے والا۔ غرض۔ مطلب، مفہوم۔ یکدم۔ ایک آن میں۔ محیط۔ احاطہ کرنیوالا، گھیر لینے والا۔ عَرَض۔ حالت۔ طرف۔ آنکھ۔ ہر دو آں۔ یعنی حروف اور مطلب۔ وا ندارد "لَا یَشْغَلُہٗ شَانٌ عَنْ شَانٍ" اللہ تعالیٰ کو ایک حالت دوسری حالت سے غافل نہیں بناتی ہے۔ گفت۔ قول، یعنی کلمۂ کُن۔ دیو۔ شیطان۔ دنی۔ کمینہ۔ فعلِ خود۔ یعنی اپنے کسب کو۔

۲ؔ آدم۔ حضرت آدمؑ نے ظلم کی اپنی طرف نسبت کسب کے اعتبار سے کی ورنہ اس کا خلق اللہ کی طرف منسوب تھا جس کو ادباً ذکر نہیں کیا۔ شعر
گناہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ
تو در طریقِ ادب کوش و گو گناہِ من است
بر خود زدن۔ اپنے اوپر لگا لینا، اپنے ذمہ لازم کر لینا۔ بر خوردن۔ پھل پانا، نتیجہ حاصل کرنا۔ آفریدم۔ میں نے پیدا کیا۔ محن۔ محنت کی جمع ہے یعنی احکام کی پابندی میں جو مشقتیں ہیں۔ ۴ؔ بداں۔ بود آں۔ یعنی آدمؑ کا گندم کھا لینا۔ نہاں۔ یعنی تونے عذر کے وقت یہ کیوں نہیں کہا کہ تقدیر کے مطابق میں نے گندم کھایا ہے۔ ترسیدم یعنی بے ادبی سے۔ گفت میم

یعنی خدا نے فرمایا ہے۔ ت برائے تو کے معنیٰ میں ہے۔ حُرمت۔ عزت، احترام۔ لوزینہ۔ بادام کا حلوہ۔

طیّباتؑ از بہر کہ لِلطَّیِّبیں — یار را خوش کن مرنجاں و ببیں
پاک چیزیں کس کے لئے ہیں؟ پاک لوگوں کے لئے — دوست کو خوش رکھ، رنجیدہ نہ کر اور دیکھ

تمثیل

یک مثال اے دل پئے فرقےؑ بیار — تا بدانی جبر را از اختیار
اے دل! ایک مثال فرق کرنے کے لئے لا — تاکہ تو جبر کو اختیار سے جدا سمجھ سکے

دست کو لرزاں بود از ارتعاشؑ — وانکہ دستے را تو لرزانی زجاشؑ
وہ ہاتھ جو رعشہ سے ہل رہا ہے — اور وہ ہاتھ جسکو تو جگہ سے ہلا رہا ہے

ہر دوؑ جنبش آفریدہ حق شناس — لیک نتواں کرد ایں با آں قیاس
دونوں حرکتوں کو اللہ کی پیدا کردہ سمجھ — لیکن اسکو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے

زاں پشیمانی کہ لرزانیدیش — چوں پشیماں نیست مرد مرتعش
اس سے تو شرمندہ ہے جس کو تونے ہلایا ہے — رعشہ والا انسان کیوں شرمندہ نہیں ہے؟

مرتعشؑ را کے پشیماں دیدہ — بر چنیں جبرے چہ بر چسپیدہ
رعشہ والے کو تونے کب شرمندہ دیکھا ہے؟ — اس قسم کے جبر کو تو کیوں چپٹا ہوا ہے؟

بحثِؑ عقل ست ایں چہ عقل آں حیلہ گر — تا ضعیفےؑ رہ برد آنجا مگر
یہ عقلی بحث ہے، عقل کیا ہے، حیلہ گر ہے — شاید کوئی کمزور راستہ کے ذریعہ اس مقام تک پہونچ جائے

بحثِ عقلی گر دُرؑ و مرجاں بود — آں دگر باشد کہ بحثِ جاں بود
عقلی بحث، خواہ موتی اور مونگا ہو — روحانی بحث دوسری ہی چیز ہے

بحث جاں اندر مقامےؑ دیگر ست — بادۂؑ جاں را قوامےؑ دیگر ست
روحانی بحث کا مقام دوسرا ہے — روحانی شراب کا قوام ہی دوسرا ہے

آں زماں کہ بحثِ عقلی سازؑ بود — ایں عمرؓ با بوالحکمؑ ہمراز بود
جس زمانہ میں عقلی بحث مہیّا تھی — یہ (حضرت) عمرؓ ابوجہل کے ساتھ ہمراز تھے

چوں عمرؓ از عقل آمد سوئے جاں — بوالحکم بوجہل شد در بحثِ آں
عمرؓ جب عقل سے روح کی طرف آئے — انکی بحث میں ابو الحکم ابوجہل بن گیا

سوئے عقل و سوئے حس اوؑ کامل ست — گرچہ خود نسبت بجاں او جاہل ست
عقل اور حواس کے اعتبار سے وہ پورا ہے — اگرچہ روح کے اعتبار سے وہ جاہل ہے

طیّبات۔ پاک چیزیں، پاک عورتیں طیّبین۔ پاک لوگ۔ یار۔ یعنی خدائے تعالیٰ۔ فرقے۔ یعنی جبر اور اختیار میں امتیاز کرنے کے لئے۔ ارتعاش۔ لرزہ، رعشہ کا مرض۔ از جاش۔ از جائے او۔ ہر دو۔ ہاتھ کی دونوں قسم کی حرکت، اللہ کی پیدا کردہ ہے۔ لیکن دونوں میں فرق ہے۔ ایک جبری ہے ایک اختیاری ہے۔ مرتعش۔ حرکتِ اضطراری کی وجہ سے انسان کبھی شرمندگی محسوس نہیں کرتا، اختیاری ناشائستہ حرکت سے شرمندہ ہوتا ہے۔ بحث۔ یعنی جبر و اختیار کا فرق سمجھانے کے لئے جو ہم نے پہلے تقریر کی یہ عقلی بحث ہے، لیکن عقل بیچاری خود کیا چیز ہے جو اُس کی بحث قابلِ قدر ہو۔ یہ تو محض عوام، روحانیت سے خالی لوگوں کے لئے ایک راہ نمائی کی تدبیر ہے۔ ضعیف۔ یعنی وہ لوگ جنکو وہبی علوم حاصل نہیں ہیں۔ دُر۔ موتی۔ مرجان۔ مونگا۔ یعنی عقلی بحث خواہ کیسی حسین ہو روحانی بحث کا مقام حاصل نہیں کرسکتی۔ مقام۔ روحانی بحث کا مرتبہ وحی والہام کا مرتبہ ہے۔ بادہ۔ شراب۔ قوام۔ کسی چیز کے حقیقی اجزاء۔ ساز بودن۔ سامان ہونا۔ بوالحکم۔ عمر بن ہشام کی پہلی کنیت ہے اس کے بعد اسکی کنیت ابوجہل مشہور ہوگئی رشتہ میں آنحضورؐ کا چچا تھا لیکن دشمنی میں سب سے آگے تھا جنگ بدر میں مارا گیا۔ سوئے عقل۔ ابوجہل کے عقل وحواس میں کوئی کمی نہ تھی لیکن روحانیت سے بالکل خالی تھا۔

بحثِ عقل و حس اثر دان یا سبب — بحثِ جانی یا عجب یا بوالعجب

عقلی اور حسی بحث کو اثر یا سبب سمجھ — روحانی بحث یا عجیب ہے، یا اس سے بھی بڑھ کر ہے

ضوءِ جان آمد نماند اے مستضی — لازم و ملزوم و نافی مقتضی

اے روشنی کے طالب! روح کا نور جب آیا — لازم اور ملزوم اور نافی مقتضی نہ رہے

زانکہ بینا را کہ نورش بازغ ست — از عصا و از عصا کش فارغ ست

اسلئے کہ وہ بینا جسکی روشنی چمک رہی ہے — لاٹھی اور لاٹھی پکڑنے والے سے بے نیاز ہے

تفسیر آیۃ وھو معکم اینما کنتم و بیانِ آں

"وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو" آیت کی تفسیر اور اُس کا بیان

بارِ دیگر ما بقصہ آمدیم — ما ازیں قصہ بروں خود کے شدیم

ہم پھر قصہ کی طرف لوٹتے ہیں — ہم اس قصہ سے باہر ہی کب نکلے ہیں؟

گر بجہل آئیم آں زندانِ اوست — ور بعلم آئیم آں ایوانِ اوست

اگر ہم جہل میں مبتلا ہیں تو وہ اُسکا قید خانہ ہے — اگر علم سے بہرہ ور ہوں، تو وہ اس کا محل ہے

گر بخواب آئیم مستانِ ویئیم — ور بہ بیداری بدستانِ ویئیم

اگر ہم سو جائیں تو ہم اُس کے مست ہیں — اگر بیدار ہیں، تو اُس کے داستاں گو ہیں

ور بگرییم ابرِ پُر زرقِ ویئیم — ور بخندیم آں زماں برقِ ویئیم

اگر ہم روئیں تو اُس کا صاف پانی بھرا ابر ہیں — اگر ہم ہنسیں تو اُس وقت ہم اُس کی بجلی ہیں

ور بخشم و جنگ عکسِ قہرِ اوست — ور بصلح و عذر عکسِ مہرِ اوست

اگر غصہ اور لڑائی میں ہیں تو اُس کے قہر کے پرتو ہیں — اگر صلح اور معذرت میں ہیں تو اُس کی مہر کا پرتو ہیں

ما کہ ایم اندر جہانِ پیچ پیچ — چوں الف او خود چہ دارد ہیچ ہیچ

اِس پیچ در پیچ دنیا میں ہم کیا ہیں؟ — اَلِف کی طرح ہیں جس کے پاس کچھ نہیں ہے

چوں الف گر تو مجرد می شوی — اندریں رہ مردِ مفرد می شوی

اگر الف کی طرح تو خالی ہو جائے — تو اس راستہ میں تو یگانہ انسان بن جائے

جہد کن تا ترکِ غیرِ حق کنی — دل ازیں دنیائے فانی بر کنی

کوشش کر تاکہ تو ماسوی اللہ کو ترک کرے — اس فانی دنیا سے دل کو ہٹا لے

ایں سخن را نیست پایاں اے پسر — از رسولِ روم برگو وز عمرؓ

اے بیٹا! اس بات کی انتہا نہیں ہے — روم کے ایلچی اور حضرت عمرؓ کی بات کر

۱؎ اثر۔ یعنی اثر سے مؤثر پر استدلال جیسے دھویں سے آگ کے وجود پر استدلال جس کو دلیلِ اِنّی کہتے ہیں۔ سبب۔ یعنی علت سے معلول کے وجود پر استدلال جس کو دلیلِ لِمّی کہتے ہیں۔ جیسے سورج کے نکلنے سے دن کے وجود پر استدلال عجب۔ عجیب۔ بوالعجب۔ عجیب کا باپ یعنی بہت زیادہ تعجب خیز۔ مستضیٔ روشنی حاصل کرنے والا۔

۲؎ لازم و ملزوم۔ یعنی لازم کے وجود سے ملزوم کے وجود پر یا ملزوم کے وجود سے لازم کے وجود پر استدلال۔ نافی مقتضی یعنی نافی کے وجود سے منفی کے وجود پر یا مقتضی کے وجود سے مقتضا کے وجود پر استدلال بازغ۔ چمکنے والا۔ فارغ۔ یعنی عقلی بحث اندھے کی لاٹھی ہے جو اُس کی رہنمائی کرتی ہے بینا کے کو اُس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۳؎ جہل۔ نادانی، یہ خدا کا قید خانہ ہے۔ علم۔ یعنی قربِ الٰہی یہ اُس کے دربار میں باریابی کا سبب ہے۔ دستان۔ داستان ابر۔ بادل۔ زرق۔ صاف پانی۔ برق۔ بجلی۔ ور بخشم غرضیکہ جملہ صفاتِ انسانی اللہ کی شانوں کا مظہر ہیں۔ الف۔ یعنی جو ہر چیز سے خالی ہے نہ اُس پر نقطہ ہے نہ حرکت۔ مجرد۔ خالی۔ مردِ مفرد۔ یگانہ انسان، بے مثال

سوال کردنِ رسولِ روم از عمرؓ سببِ ابتلائے ارواح با ایں آب و گلِ جسم

روم کے ایلچی کا حضرتِ عمرؓ سے روحوں کے اس آب و گِل کے جسم میں مبتلا ہونیکا سبب پوچھنا

از عمرؓ چوں آں رسول ایں را شنید
اُس ایلچی نے (حضرتِ عمرؓ سے) جب یہ سُنا

روشنئ در دلش آمد پدید
اس کے دل میں ایک روشنی پیدا ہوگئی

محو شد پیشش سوال و ہم جواب
سوال اور جواب بھی اُس کے سامنے مٹ گیا

گشت فارغ از خطا و از صواب
صحیح اور غلط سے بے نیاز ہوگیا

اصل را دریافت بگذشت از فروع
اُس نے اصل معلوم کرلی فروع کو چھوڑ دیا

بہرِ حکمت کرد در پرسش شروع
حکمت کی بات پوچھنی شروع کردی

با عمر گفت او چہ حکمت بود و سرّ
(حضرتِ عمرؓ) سے بولا کیا حکمت اور کیا راز تھا

حبسِ ایں صافی دریں خاکِ کدر
اِس مُصفّیٰ چیز کو اس مکدر مٹی میں قید کرنیکا

آبِ صافی در گلے پنہاں شدہ
صاف پانی، مٹی میں چھپا ہوا ہے

جانِ صافی بستۂ ابداں شدہ
مُصفّیٰ روح جسموں سے وابستہ ہوگئی

فائدہ فرما کہ ایں حکمت چہ بود
فرمائیے یہ کیا حکمت تھی؟

مرغ را اندر قفس کردن چہ سود
پرندہ کو پنجرے میں بند کرنیکا کیا فائدہ ہے؟

گفت تو بحثے شگرفے می کنی
(حضرت عمرؓ نے) کہا تو عجیب بحث کررہا ہے

معنئ را بندِ حرفے می کنی
معنیٰ کو لفظوں میں قید کررہا ہے

حبس کردی معنئ آزاد را
آزاد معنیٰ کو تونے قید کردیا

بندِ حرفے کردۂ تو باد را
آواز کو بھی تونے لفظوں کا پابند کردیا

از برائے فائدہ ایں کردۂ
تونے فائدہ کے لئے یہ کیا ہے

تو کہ خود از فائدہ در پردۂ
حالانکہ تو خود فائدہ سے حجاب میں ہے

آنکہ از وے فائدہ زائیدہ شد
جس ذات سے وہ فائدہ پیدا ہوا ہے

چوں نہ بیند آنچہ ما را دیدہ شد
وہ اُس کو کیوں نہ دیکھے گا جس کو ہم نے دیکھا ہے

صد ہزاراں فائدہ است و ہر یکے
لاکھوں فائدے ہیں

صد ہزاراں پیش آں یک اندکے
اور اُن میں سے ایک فتنے سامنے لاکھوں فائدے کم ہیں

آں دمِ نطقش کہ جانِ جانہاست
مسکی گویائی کا افسوں جو جانوں کی جان ہے

چوں بود خالی ز معنیٰ گوئے راست
معنیٰ سے کب خالی ہوگا؟ سچ کہنا

سلہ ایں را شنید۔ یعنی حضرتِ عمرؓ نے روح کے بارے میں جو تقریر کی تھی۔ محو شد یعنی سوال و جواب ختم ہوگئے اور اُس کو شرحِ صدر ہوگیا۔ اصل۔ یعنی اُس کو معلوم ہوگیا کہ اشیاء کے وجود کا اصل سبب کلمۂ کُن ہے۔ فروع۔ یعنی اشیاء کے وجود کے جزوی اسباب۔ حکمت۔ یعنی اللہ کے افعال کی حکمتیں۔ گفت اُس نے دریافت کیا کہ روح کو جسم میں مقید کرنیکی کیا حکمت ہے۔ آبِ صافی۔ یعنی روح۔ گِل۔ یعنی انسانی جسم۔ مرغ۔ یعنی روح۔ قفس یعنی انسانی بدن۔ شِگَرف۔ شین کے کسرہ اور گاف کے فتحہ کے ساتھ، عجیب، عظیم۔

سلہ حبس۔ قید کرنا۔ باد۔ ہوا۔ یعنی آواز، انسان معنیٰ اور آواز جیسی آزاد چیز کو لفظوں میں مقید کرتا ہے تو اُس میں لامحالہ کوئی نہ کوئی حکمت اور فائدہ پیشِ نظر ہوتا ہے۔ آنکہ۔ جو ذات فائدوں کی خالق ہے اُس کے افعال میں کوئی نہ کوئی فائدہ کیوں مضمر نہ ہوگا صد ہزاراں۔ روح کو مقید کرنے میں لاکھوں فائدے ہیں اور اُس میں سے ہر ایک ہمارے لاکھ فائدوں سے بڑھا ہوا ہے۔ دمِ نطقش۔ یعنی کلمۂ کُن۔ جانِ جانہا۔ تمام جانداروں کی جان کا اصلی سبب ہے۔ معنیٰ۔ یعنی افادیت۔

آں دمِ نطقت کہ جزوِ جزوہاست — فائدہ شد کُل کُل خالی چراست
تیری گویائی جو جزوؤں کا جزو ہے — مفید ہوئی، تو کُل کا کُل خالی کیوں ہے؟

تو کہ جُزوی کارِ تو با فائدہ است — پس چرا در طعنِ کُل آری تو دست
تو جو کہ ایک جزو ہے، تیرا کام بافائدہ ہے — پھر تو کُل پر طعنہ زنی کیلئے کیوں آمادہ ہوتا ہے؟

گفت را گر فائدہ نبود مگو — ور بُوَد ہل اعتراض و شکر جو
بولنے میں اگر فائدہ نہ ہو تو نہ بول — اگر ہو تو اعتراض چھوڑ دے اور شکر ادا کر

شکرِ حق چوں طوق ہر گردن بُوَد — نے جدال و رُو تُرش کردن بُوَد
اللہ کا شکر ہر گردن میں طوق کی طرح ہونا چاہئے — نہ کہ جھگڑا اور منہ بگاڑنا

گر ترش رو بودن آمد شکر و بس — ہمچو سرکہ شکر گوئے نیست کس
اگر ترش رو ہونا ہی صرف شکر ہے — تو سرکہ کا سا شکر گذار کوئی نہیں ہے

سرکہ را گر راہ باید در جگر — گو بشو سرکنگبیں اُو از شکر
اگر سرکہ کو جگر میں جانے کا راستہ چاہئے — کہدو، شکر سے سکنجبین بنے

معنی اندر شعر جز با خبط نیست[۲] — چوں فلاسنگ ست آں از ضبط نیست
شعر میں معنی بیان کرنا بغیر گڑبڑ کے ممکن نہیں ہے — جنگل کے پتھروں کی طرح ہے اُن کا ضبط کرنا ممکن نہیں ہے

در بیانِ حدیثِ مَن اَرادَ اَن یَجلِسَ مَعَ اللہِ فَلیَجلِس مَعَ اَہلِ التصوف

حدیث، جو اللہ کے ساتھ بیٹھنے کا قصد کرے وہ اہلِ تصوف کے ساتھ بیٹھے، کا بیان

آں رسول اینجا رسید و شاہ شد — والہ اندر قدرتُ اللہ شد
وہ ایلچی اس جگہ پہونچکر شاہ بنگیا — اللہ کی قدرت کا فریفتہ ہوگیا

آں رسول از خود بشد زیں یک دو جام — نے رسالت یاد ماندش نے پیام
وہ ایلچی ان ایک دو جام سے بیخود ہوگیا — نہ اُس کو سفارت یاد رہی نہ پیغام

سیل چوں آمد بدریا بحر گشت — دانہ چوں آمد بمزرع کشت گشت
سیلاب دریا میں پہنچا، دریا بن گیا — دانہ جب کھیت میں پہونچا، کھیتی بنگیا

سیل چوں آمد بدریا محو گشت — میغ پیشِ تیغِ شمسی صحو گشت
سیلاب جب دریا میں پہنچی فنا ہوگیا — ابر، سورج کی تلوار کے آگے دھوپ بنگیا

چوں تعلق یافت ناں با بو البشر — ناں مردہ زندہ گشت و با خبر
روٹی کا تعلق جب حضرت آدمؑ سے ہوا — مُردہ روٹی، زندہ اور باخبر ہوگئی

---

[۱] دمِ نطقت۔ یعنی انسان کا کلام جو حادث ہے۔ جب وہ فائدے سے خالی نہیں ہے تو کُل کُل۔ یعنی کلام قدیم کلمہ کُن فائدے سے کیسے خالی ہو سکتا ہے۔ تو کہ۔ جب انسان کا کام فائدہ سے خالی نہیں ہوتا ہے تو کُل یعنی ذاتِ باری کے کام پر بے فائدہ ہونیکے طعنہ کا کیا موقع ہے۔ گفت۔ تیرا کلام جو تو نے سوال میں کیا ہے اگر مفید ہے تو مدعیٰ ثابت ہوگیا یعنی کلامِ باری بھی مفید ہوگا جیسا کہ اوپر کے اشعار میں بتایا گیا اور اگر یہ تیرا کلام غیر مفید ہے تو ایسا کلام ہی نہ کرنا چاہئے لہٰذا تجھے یہ سوال ترک کر دینا چاہئے نیز یہ مطلب بھی ہے کہ غیر مفید سوال کرنا درست نہیں ہے، مفید سوال بھی بشکلِ اعتراض نہ ہونا چاہئے بلکہ شکر گوئی کے طریقہ پر ہونا چاہئے۔ شکرِ حق۔ انسان کا شکر گذار ہونا اللہ کا شکر گذار ہونا ہے۔ نے جدال۔ لڑائی اور جھگڑے کے طریقہ پر سوالات کرنا شکر گذاری کا طریقہ نہیں ہے۔ سرکہ۔ اگر ترشروئی، شکریہ ادا کرنیکا طریقہ ہو تو پھر سرکہ سے زیادہ شکر گذار کون ہوگا۔ از شکر۔ اگر جگر تک منفذ کی خواہش ہے تو سرکہ کو شکر میں ملا کر سکنجبین بنالو

[۲] معنی۔ اس موضوع کی وضاحت شعر کے ذریعہ نہیں ہو سکتی شعر میں معنی توڑ پھوڑ کر سموئے جاتے ہیں معنی ایک وسیع چیز ہے۔ حدیث۔ یعنی اولیاء اللہ کا قول ہے۔ اینجا۔ قدرتِ الٰہی کی معرفت۔ شاہ۔ یعنی عارف باللہ، دنیا سے مستغنی۔ والہ۔ حیران، دیوانہ۔ سیل۔ فیضِ صحبت کی ایک مثال ہے یعنی سیلاب کا ملا ہوا پانی دریا میں ملکر دریا بنجاتا ہے، اسی طرح وہ ایلچی حضرت عمرؓ جیسے عارف باللہ کی صحبت میں عارف باللہ بنگیا۔ دانہ۔ یہ فیضِ صحبت کی دوسری مثال ہے۔ سیل۔ یہ فیضِ صحبت کی * تیسری مثال ہے۔ ۔ جو جزِ زندہ کا جزو زندہ، زندہ باخبر کا جزو باخبر ہوگا۔ یہ چوتھی مثال ہے۔

مُومؔ و ہیزم چوں فدائے نار شد
مُوم اور سوختہ لکڑی جب آگ پر قربان ہوئی

ذاتِ ظلمانی اُو انوار شد
اُس کی تاریک ذات انوار بنگئی

سنگِ سُرمہ چونکہ شد در دیدگاں
سُرمہ کا پتھر جب آنکھوں میں پہونچا

سنگِ بینائی شد اینجا دیدہ باں
بینائی کا پتھر اور آنکھ کا نگہبان بنگیا

اےؔ خنک آں مرد کز خود رُستہ شُد
بہت ہی قابلِ مبارکباد ہے وہ شخص جو خودی سے نکل گیا

در وجودِ زندۂ پیوستہ شُد
اور کسی زندہ کے وجود سے وابستہ ہوگیا

وائے آں زندہ کہ با مُردہ نشست
افسوس ہے اُس زندہ پر جو مُردے کا ہم نشین ہوا

مُردہ گشت و زندگی از وے بجست
مردہ ہوگیا اور زندگی اس سے نکل بھاگی

چوں تو در قرآنِ حق بگریختی
جب تو بچے قرآن کی پناہ میں آگیا

با رَوانِ انبیاء آمیختی
انبیاء کی روح سے گھل مل گیا

ہست قرآں حالہائے انبیاء
قرآن میں انبیاء کے احوال ہیں

ماہیانِ بحرِ پاکِ کبریا
جو اللہ کے پاک دریا کی مچھلیاں ہیں

ورؔ بخوانی و نہ قرآن پذیر
اگر تو پڑھتا ہے اور تو قرآن پر عمل کرنیوالا نہیں ہے

انبیاءؔ و اولیاء را دیدہ گیر
انبیاء اور اولیاء کا دیدار سمجھ

ور پذیرائی چو بر خوانی قصص
اگر تو عمل پیرا ہے، جب قصے پڑھے

مُرغِ جانت تنگ آید در قفص
تو تیری جان کا پرندہ پنجرے میں تنگ ہوجائے

مُرغ کو اندر قفص زندانی ست
جو پرندہ پنجرے میں قیدی ہے

می نجوید رستن از نادانی ست
چھٹکارا نہ چاہے۔ تو نادانی ہے

روحہائے کز قفسہا رستہ اند
جو روحیں پنجروں سے آزاد ہوگئی ہیں

انبیاءؔ و رہبرِ شائستہ اند
انبیاء اور شائستہ مُرشد ہیں

از بروں آواز شاں آید بریں
باہر سے انکی آواز اس طرح آتی ہے

کہ رہِ رستن ترا اینست ایں
کہ تیرے چھٹکارے کا راستہ یہی ہے یہی ہے

ما بدیں رستیم زیں تنگیں قفص
ہم اس تنگ پنجرے سے اسی راستہ سے چھوٹے ہیں

غیرِ ایں رہ نیست چارہ ایں قفص
اس راستے کے علاوہ اس پنجرے سے چھٹنے کی کوئی تدبیر نہیں ہے

خویش را رنجور سازو زار زار
اپنے آپ کو رنجور زار و نزار بنا لے

تا ترا بیروں کنند از اشتہار
تاکہ تجھے شہرت سے نکال لائیں

لہ مُوم۔ یہ بھی فیضِ صحبت سے تبدیلی کی ایک مثال ہے۔ سنگِ سرمہ۔ یعنی ناقص، کامل کی صحبت سے کمال حاصل کرلیتا ہے۔ زندہ۔ یعنی مردِ خدا ولی اللہ جو زندہ دل ہے۔ زندہ۔ یعنی وہ شخص جس میں صلاحیت تھی۔ مُردہ۔ یعنی مردہ دل، ناقص پیر۔ گریختن۔ بھاگنا۔ در گریختن۔ پناہ پکڑنا۔ قرآن۔ یعنی اگر ولیِ کامل میسر نہ آئے تو قرآن سے فیض حاصل کرنا چاہیئے۔ قرآن پذیر۔ یعنی قرآنی احکام کا عامل۔

ے انبیاء و اولیا۔ یعنی انبیاء اور اولیاء کی تعلیمات پر عمل کرنا جس طرح مفید ہے اسی طرح انکی زیارت بھی مفید ہے اسی طرح قرآنی تعلیمات پر عمل کرنا بھی مفید ہے اور محض اس کی تلاوت بھی مفید ہے۔ قفص۔ یعنی دنیا، قرآنی تعلیمات پر عمل آخرت کی طرف متوجہ کریگا۔ دنیا سے دل گھبرانے لگیگا۔ مرغ۔ روح کو آزاد کرنیکی ترکیب قرآن خوانی ہے۔ اگر اس پر کوئی عمل نہ کرے تو نادانی ہے۔

ٹ انبیاء یعنی اور کامل مُرشد کی روحیں نفس سے آزاد ہیں۔ بروں۔ یعنی عالمِ بالا، ان بزرگوں کی روحیں عام انسانوں کو درسِ عبرت د
ے رہی ہیں اور روح کی آزادی کا طریقہ بتا رہی ہیں۔ قفص۔ سین اور صاد دونوں سے صحیح ہیں۔ رنجور۔ بیمار، منکسر المزاج انسان کا کبر و غرور اس راہ پر چلنے میں رکاوٹ ہے۔

کاشتہارِ[1] خلق بندِ محکم ست | در رہِ ایں از بندِ آہن کے کم ست
مخلوق میں شہرت ۔ مضبوط بیڑی ہے | راہ میں یہ لوہے کی بیڑی سے کب کم ہے

یک حکایت بشنو اے زیبا رفیق | تا بدانی شرطِ ایں بحرِ عمیق
اے اچھے ساتھی! ایک قصہ سن لے | تاکہ اس گہرے سمندر کی مواقف ہوا کو تو سمجھ لے

بشنو اکنوں داستانے در مثال | تا شوی واقف بر اسرارِ مقال
اب ایک قصہ بطور مثال کے سن لے | تاکہ بات کے رازوں سے تو باخبر ہو جائے

قصۂ بازرگاں کہ بہندوستان بتجارت میرفت و پیغام
ایک سوداگر کا قصہ جو ہندوستان کو تجارت کے لئے جا رہا تھا اور ایک قید کی

دادنِ طوطیِ محبوس بطوطیانِ ہندوستان
طوطی کا ہندوستان کی طوطیوں کو پیغام دینا

بود بازرگانے اورا طوطئے | در قفس محبوس زیبا طوطئے
ایک سوداگر کے پاس ایک طوطی تھی | ایک خوبصورت طوطی جو پنجرے میں قیدی تھی

چونکہ بازرگاں سفر را ساز کرد | سوئے ہندوستاں شدن آغاز کرد
جب سوداگر نے سفر کا سامان کیا | اور ہندوستان کی طرف روانگی کا آغاز کیا

ہر غلام و ہر کنیزک[2] را ز جود | گفت بہرِ تو چہ آرم گوئے زود
ہر غلام اور لونڈی کو بطورِ بخشش کے | کہا، جلد بتا، تیرے لئے کیا لاؤں؟

ہر یکے از وے مرادے خواست کرد | جملہ را وعدہ بداد آں نیک مرد
ہر ایک نے اُس سے اپنی ایک خواہش ظاہر کی | اس نیک مرد نے سب سے وعدہ کیا

گفت طوطی را چہ خواہی ارمغاں | کآرمت از خطۂ ہندوستاں
اُس نے طوطی سے کہا تو کیا سوغات چاہتی ہے | جو تیرے لئے ہندوستان سے لاؤں؟

گفتش آں طوطی کہ آنجا طوطیاں | چوں بہ بینی کن ز حالِ من بیاں
اُس طوطی نے اُس سے کہا وہاں طوطیاں ہیں | جب تو دیکھے، میرا حال بیان کر دینا

کہ فلاں طوطی کہ مشتاقِ شماست | از قضائے آسماں در حبسِ ماست
کہ فلاں طوطی جو تمہاری مشتاق ہے | ق آسمانی فیصلہ کے مطابق وہ ہماری قید میں ہے

بر شما کرد او سلام و داد خواست | وز شما چارہ رہ ارشاد خواست
اُس نے تمہیں سلام کہا ہے اور انصاف کی درخواست کی ہے | اور تم سے راستہ کی تدبیر اور رہنمائی چاہی ہے

[1] اشتہار ۔ مال و دولت کے ذریعہ شہرت طلبی۔ شرط ۔ سمندر کی ہوا جو جہاز کے موافق ہو ۔ بحرِ عمیق ۔ گہرا سمندر ۔ اسرار ۔ سِتر کی جمع ۔ راز ۔ مقال ۔ قول ، بات ۔ قصہ ۔ پہلے سمجھایا گیا ہے کہ واصل بحق ہونے کے طریقہ فنا ہے، شہرت مانع بنتی ہے ۔ اس قصہ اور حکایت کا خلاصہ یہی ہے کہ ایک طوطی نے مردہ بنکر دوسری طوطی کو تعلیم اور قفس سے رہائی کا راستہ بتایا، مُوتُو قبلَ اَن تَمُوتُو کی یہی تفسیر ہے۔ بازرگان ۔ تاجر، سوداگر ۔ زیبا ۔ خوبصورت ۔
[2] کنیزک ۔ لونڈی ۔ جود ۔ سخاوت ۔ نیک مرد یعنی سوداگر ۔ ارمغاں ۔ تحفہ، سوغات ۔ خطہ ۔ مُلک، علاقہ ۔ حبس ۔ قید ۔ داد ۔ انصاف ۔ چارۂ رہ ۔ یعنی راہِ نجات کی تدبیر ۔ ارشاد ۔ رہنمائی۔

گفت میشاید که من در اشتیاق — جان دہم اینجا بمیرم در فراق
اس نے کہا ہے کیا یہ مناسب ہے کہ میں شوق میں — اس جگہ جان دیدوں اور فراق میں مرجاؤں

این روا باشد که من در بندِ سخت — گہ شما بر سبزه گاہے بر درخت
کیا یہ جائز ہوگا کہ میں سخت قید میں ہوں — اور تم کبھی سبزہ پر اور کبھی درخت پر؟

این چنیں باشد وفائے دوستاں — من دریں حبس و شما در بوستاں[1]
اے دوستو! وفا ایسی ہی ہوتی ہے — میں اس قید میں رہوں اور تم باغ میں؟

یاد آرید اے مِہاں زیں مرغِ زار — یک صبوحے درمیانِ مرغزار
اے صاحبان! اِس تباہ حال پرند کو یاد کرلو — کسی صبح کو سبزہ زار میں

یاد آرید از محبتہائے ما — حقِ مجلسہا و صحبتہائے ما
ہماری محبتوں کو یاد کرو — ہماری ہمنشینیوں اور صحبتوں کے حق کو (یاد کرو)

یادِ یاراں یار را میموں[2] بُوَد — خاصہ کاں لیلیٰ و ایں مجنوں بُوَد
دوستوں کی یاد دوست کے لئے مبارک ہوتی ہے — خصوصاً جبکہ وہ لیلیٰ اور یہ مجنوں ہو

اے حریفاں با بُتِ موزونِ خود — من قدحہا می خورم از خونِ خود
اے دوستو! (تم) اپنے حسین محبوب کے ساتھ (جام) نوش — میں اپنے خون کے پیالے پی رہی ہوں

یک قدح مے نوش کُن بر یادِ من — گر ہمی خواہی کہ بدہی دادِ من
کرتے ہو — میری یاد میں ایک پیالہ شراب کا پی — اگر میرے حق میں انصاف کرنا چاہتا ہے

یا بیادِ ایں فتادہ خاک بیز — چونکہ خوردی جُرعہ بر خاک ریز
یا، اس افتادہ خاک چھاننے والے کی یاد میں — جب تو پیئے، ایک گھونٹ زمین پر بہا دے

اے عجب آں عہد و آں سوگند کو — وعدہ ہائے آں لب چوں قند کو
ہائے تعجب! وہ عہد اور قسمیں کہاں گئیں؟ — اُس شکر جیسے ہونٹ کے وعدے کہاں گئے؟

گر فراقِ بندہ از بد بندگی ست — چوں تو با بد بد کُنی پس فرق چیست
اگر بندے سے جدائی بندگی کی کوتاہی کی وجہ سے ہے — جب تو برے کیساتھ برا کرے تو فرق کیا ہے؟

اے بدی کہ تو کُنی در خشم و جنگ — با طرب[3] تر از سماعِ بانگِ چنگ
اے (خدا) تو جو برائی غصہ اور لڑائی میں کرتا ہے — سارنگی کی آواز کے سننے سے بھی زیادہ خوشگوار ہے

اے جفائے تو ز دولت خوب تر — وانتقامِ تو ز جاں محبوب تر
اے خدا! تیرا ظلم (دنیا کی) دولت سے بہتر ہے — اور تیرا انتقام جان سے زیادہ پیارا ہے

---

[1] بوستاں - باغ - مِہاں - مِہ کی جمع، سردار - صبوح - صبح کی شراب - مرغزار - چمن -

[2] میموں - مبارک - خاصہ - یعنی خصوصاً جب عشق و محبت ایسا ہو جیسا لیلیٰ اور مجنوں میں تھا - قدح - پیالہ، جام - سوگند - قسم - جرعہ - گھونٹ - فرق چیست - عمر خیام نے کہا ہے - (شعر)

ناکردہ گناہ در جہاں کیست بگو
آنکس کہ گنہ نکرد چوں زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دہی
پس فرق میانِ من و تو چیست بگو

[3] طرب - مستی - سماع - سننا - چنگ - سارنگی - انتقام - بدلہ لینا۔

نارِ تو این ست نورت چوں بُوَد
تیری آگ یہ ہے تو تیرا نور کیسا ہوگا؟

ماتم این تا خود کہ سُورت چوں بُوَد
تیرا غم ایسا ہے تو تیری شادی کیسی ہوگی؟

از حلاوتہا کہ دارد جورِ تو
تیرا ظلم جو شیرینیاں رکھتا ہے

وز لطافت کس نیابد غورِ تو
اور لطافت، کوئی شخص تیری گہرائی کو نہیں پا سکتا ہے

فی المثل جورت اگر عُریاں شود
بالفرض اگر تیرا ظلم منکشف ہو جائے

گر جہاں گریان بُوَد خنداں شود
عالم اگر رو رہا ہو تو ہنسنے لگے

نالم و ترسم کہ اُو باور کند
میں روتا ہوں اور ڈرتا ہوں کہ وہ یقین کرلے

وز ترحّم جور را کمتر کند
اور رحم کھا کر ظلم کو گھٹا دے

عاشقم بر قہر و بر لُطفش بجِدّ
میں اس کے قہر اور مہربانی پر واقعۃً عاشق ہوں

اے عجب من عاشقِ این ہر دو ضد
تعجب ہے میں ان دو مخالف چیزوں کا عاشق ہوں

عشقِ من بر مصدرِ این ہر دو شُد
میرا عشق ان دونوں کے منبع سے ہے

چوں نباشد عشق کز و نیست بد
عشق کیوں نہ ہو اس سے چارہ نہیں ہے

واللہ از زیں خار در بُستاں شوم
واللہ اگر اس خار سے (ہٹ کر) باغ میں چلا جاؤں

ہمچو بلبل زیں سبب نالاں شوم
اس وجہ سے بلبل کی طرح نالہ کروں

ایں عجب بُلبل کہ بکشاید دہاں
یہ عجیب بلبل ہے کہ منہ پھیلاتی ہے

تا خورد اُو خار را با گلستاں
تاکہ گلستاں کو مع کانٹے کے نگل لے

ایں نہ بُلبل ایں نہنگِ آتش ست
یہ بلبل نہیں ہے (بلکہ) یہ آگ کا نگر مچھ ہے

جُملہ ناخوش ہا ز عشق اُو را خوش ست
عشق کی وجہ سے تمام ناگواریاں اسکو گوارہ ہیں

عاشقِ کُل ست و خود کُل ست اُو
وہ کُل کا عاشق ہے اور وہ خود کُل ہے

عاشقِ خویش ست و عشقِ خویش جُو
اپنے آپ کا عاشق ہے اور اپنے عشق کا جویاں ہے

صفتِ اُولی اجنحہ طیورِ عقلِ الٰہی

عقولِ الٰہی کے پرندوں کے پر کا ذکر

قصہ طوطیِ جانْ ہمساں بُوَد
جان کی طوطی کا حال اس طرح کا ہے

کو کسے کو محرمِ مُرغاں بُوَد
وہ کہاں ہے جو اُن پرندوں کا محرم ہو

کو یکے مُرغے ضعیفے بے گناہ
جو کہ ایک پرندہ کمزور بے گناہ ہے

واندرونِ اُو سلیمانؑ با سپاہ
جس کے اندر حضرت سلیمانؑ سپاہ کے ساتھ ہیں

نار۔ یعنی سزا۔ نور۔ یعنی ثواب۔ ماتم۔ رنج کی مجلس سُور۔ شادی کی محفل۔ لطافت۔ باریکی، نزاکت۔ غور۔ گہرائی۔ عُریاں۔ منکشف، ننگا۔ ایک مومن کی تکالیف اس کیلئے کفارۂ سیئات ہوتی ہیں تو انجام کے اعتبار سے یہ مصائب خوشی کا سبب ہیں۔ باور کند۔ یقین کرلے کہ میرا رونا مصیبت کے ازالہ کیلئے ہے اور رحم کھاکر ستانا چھوڑ دے۔ جِدّ۔ جیم کے کسرہ کے ساتھ کوشش، واقعۃً۔

۲ ضد۔ مخالف، متبائن۔ مَصدر۔ نکلنے کی جگہ۔ یعنی ذاتِ باری تعالیٰ جس سے قہر اور مہر کا صدور ہوتا ہے۔ خار۔ یعنی قہر۔ زیں سبب یعنی قہر کے مہر میں تبدیل ہونے کی وجہ سے۔ عجب بلبل۔ یعنی عاشقِ صادق کے لئے دوست کی جانب سے قہر اور مہر میں یکساں لذت ہے۔ کُل۔ یعنی ذاتِ باری جو جامع الصفات ہے۔ عاشقِ خویش است۔ ہم اسی کُل کے جزو ہیں لہٰذا کُل سے عشق گویا اپنے سے عشق ہے۔ عراقی نے لکھا ہے۔ شعر
ظاہر و باطن توئی طالب و مطلوب تو
وان دگر نیست اندر میان ہر دو

۳ اجنحہ۔ جناح کی جمع، بازو۔ طیور۔ طائر کی جمع، پرندہ۔ عقول۔ یعنی مجرد روحیں۔ کو۔ کجا، کہاں۔ محرم۔ رازدار ہم

چوں بنالد[1] زار بے شکر و گلہ | افتد اندر ہفت گردوں غلغلہ
جب بغیر شکر اور شکوے کے خوب روتا ہے | تو ساتوں آسمانوں میں شور مچ جاتا ہے

ہر دمش صد نامہ صد پیک از خدا | یاربے زو شصت لبیک از خدا
اُس کے پاس ہر وقت سو پیام اور سو قاصد خدا کی طرف سے | اُسکی طرف سے ایکبار یارب ہوتا ہے اور خدا سا ٹھ مرتبہ لبیک کہتا ہے

زلّت اُو بہ ز طاعت پیشِ حق | پیشِ کفرش[2] جملہ ایماں ہا خلق
اُسکی لغزش خدا کے نزدیک اطاعت سے بہتر ہے | اُسکے کفر کے بالمقابل تمام ایمان پُرانے ہیں

ہر دمے اُو را یکے معراجِ خاص | بر سرِ تاجش نہد حق تاجِ خاص
اُس کو ہر لحظہ ایک خاص معراج ہوتی ہے | اُسکے تاج پر اللہ تعالےٰ ایک خاص تاج رکھ دیتا ہے

صورتش بر خاک و جاں در لامکاں | لامکانے فوقِ وہمِ سالکاں
اُس کا جسم زمین پر ہے اور روح لامکان میں ہے | وہ لامکاں جو سالکوں کے تصور سے بالا ہے

لامکانے نے کہ در وہم آیدت | ہر دمے در وے خیالے زایدت
وہ ایسا لامکان نہیں ہے جو تیرے تصور میں آئے | ہر لحظہ اُس کے بارے میں تیرا ایک خیال پیدا ہو

بل مکان و لامکاں در حکمِ اُو | ہمچو در حکمِ بہشتی چار جُو
بلکہ مکان اور لامکان اُس کے حکم میں ہیں | جیسے بہشتی کے حکم میں چار نہریں

شرحِ ایں کوتہ کن و رُخ زیں بتاب | دم مزن و اللہ اعلم بالصواب
اِس بات کی شرح مختصر کردے اور اس سے رخ موڑ لے | دم نہ مار، اللہ ہی بہتر جانتا ہے

باز میگردیم ازیں اے دوستاں | سوئے مُرغ و تاجرِ ہندوستاں
اے دوستو! ہم یہاں سے پلٹتے ہیں | پرندے اور ہندوستان کے تاجر کے قصے کی طرف

دیدنِ خواجہ در دشت طوطیاں را و پیغام رسانیدن

سوداگر کا جنگل میں طوطیوں کو دیکھنا اور پیغام پہنچانا

مردِ بازرگاں پذیرفت ایں پیام | کو رساند سوئے جنس[3] از وے سلام
سوداگر نے یہ پیغام قبول کر لیا | کہ وہ اُسکے ہم جنس کو اُسکا سلام پہنچا دیگا

چونکہ تا اقصائے ہندستاں رسید | در بیاباں طوطی چندے بدید
جب وہ ہندوستان کے حدود میں پہونچا | اُس نے جنگل میں چند طوطیاں دیکھیں

مرکب استانید و پس آواز داد | آں سلام و آں امانت باز داد
سواری روکی اور پھر آواز دی | وہ سلام اور وہ امانت پہونچا دی

[1] نالد۔ یعنی جب ایسی روح دردِ فراق سے نالاں ہوتی ہے تو ملائکہ متاثر ہوتے ہیں۔ ہر دمش ایسی روح سے اللہ تعالےٰ کے نامہ و پیام جاری رہتے ہیں وہ ایک بار یارب کہتی ہے تو جنابِ باری کی طرف سے متعدد بار لبیک کی آواز آتی ہے پیک۔ قاصد۔ شصت۔ ساٹھ۔ لبیک۔ میں حاضر ہوں، خدا کی طرف جب اُس کی نسبت ہو تو دعا قبول کرنیکے معنی میں ہوگا زلّت۔ لغزش، چونکہ اسکی لغزش توبہ اور استغفار کا سبب بنتی ہے تو مراتب اور بڑھ جاتے ہیں۔ خَلَق۔ خا اور لام کے فتحہ کے ساتھ، پُرانا۔

[2] کفر۔ یعنی خلافِ شریعت بات جیسے بعض اولیاء اللہ کا کلمہ سُبحانی ما اعظم شانی میری ذات پاک ہے، میری شان کسقدر بڑی ہے۔ معراج۔ یعنی درجات کی ترقی۔ صورت۔ جسم۔ لامکاں۔ وہ جگہ جو مکان و زمان سے منزہ ہے۔ سالکاں۔ علماء ظاہر۔ چار جو۔ چار نہریں جو بہشت میں جنتیوں کے حکم کے تابع ہوں گی۔ پانی کی نہر، شہد کی نہر، دودھ کی نہر، شراب کی نہر

[3] سوئے جنس۔ یعنی دوسری طوطیاں۔ اقصائے ہند۔ ہندوستان کی سرحد۔ مرکب۔ سواری۔ امانت یعنی طوطی کا پیغام۔

طوطیے از طوطیاں لرزید و پس — اُوفتاد و زود بگسستش نفس
طوطیوں میں سے ایک طوطی ہانپنے لگی اور پھر — گر پڑی اور بہت جلد اس کا دم ٹوٹ گیا

شد پشیماں خواجہ[1] از گفتِ خبر — گفت رفتم در ہلاکِ جانور
خبر پہونچانے سے خواجہ پریشان ہوا — اور کہا میں ایک جاندار کی ہلاکت کے درپے ہوا

ایں مگر خویش ست با آں طوطیک — ایں مگر دو جسم بُود و روح یک
شاید یہ طوطی اُس طوطی کی رشتہ دار ہے — شاید یہ دو جسم اور ایک جان تھے

ایں چرا کردم چرا دادم پیام — سوختم بیچارہ را زیں گفتِ خام
میں نے یہ کیوں کیا؟ کیوں پیغام پہونچایا؟ — اس فضول بات سے میں نے بیچاری کو جلا ڈالا

ایں زباں چوں سنگ و فم آہن وش ست — آنچہ بجہد از زباں چوں آتش ست
یہ زبان پتھر کی طرح ہے اور منہ لوہا جیسا ہے — جو زبان سے نکلتا ہے آگ کی طرح ہے

سنگ و آہن را مزن برہم گزاف — گہ ز روئے نقل و گہ از روئے لاف
خواہ مخواہ پتھر اور لوہے کو نہ ٹکرا — کبھی نقل کے طور پر اور کبھی شیخی سے

زانکہ تاریکی ست ہر سو پنبہ زار — در میانِ پُنبہ چوں باشد شرار
کیونکہ اندھیرا ہے ہر جانب روئی ہے — شعلہ روئی میں کیسے رُک سکتا ہے؟

ظالم آں قومیکہ چشماں دوختند — وز سخنہا عالمے را سوختند
وہ لوگ ظالم ہیں جنہوں نے آنکھیں سی لی ہیں — اور باتوں سے جہاں کو جلا ڈالا

عالمے را یک سخن ویراں کُند — روبہانِ مردہ را شیراں کُند
ایک بات، جہان کو ویران کر دیتی ہے — مُردہ لومڑیوں کو شیر بنا دیتی ہے

جانہا در اصلِ[2] خود عیسیٰ دم اند — یکزماں زخم اند و دیگر مرہم اند
روحیں اپنی اصل میں حضرت عیسیٰؑ کا سا دم رکھتی ہیں — ایک وقت زخم ہیں اور دوسرے وقت مرہم ہیں

گر حجاب از جانہا برخاستے — گفتِ ہر جانے مسیح آساستے
اگر روحوں سے پردہ اُٹھ جائے — تو ہر روح کی بات مسیح جیسی ہے

گر سخن خواہی کہ گوئی چوں شکر — صبر کُن زیں حرص و ایں حلوا مخور
اگر تو شکر جیسی بات کہنا چاہتا ہے — (تب بھی) اس حرص سے صبر کر اور حلوا نہ کھا

صبر[3] باشد مُشتہائے زیرکاں — ہست حلوا آرزوئے کودکاں
عقلمندوں کو صبر مرغوب ہوتا ہے — حلوا کھانے کی آرزو تو بچوں کو ہوتی ہے

[1] خواجہ۔ یعنی سوداگر۔ سنگ۔ پتھر۔ فم۔ منہ۔ گزاف۔ بیہودہ بات۔ لاف۔ شیخی۔ تاریکی، یعنی دلوں کی تاریکی۔ پنبہ۔ روئی۔ شرار۔ یعنی اسرارِ توحید تاریک دل عوام کے سامنے بیان کرنا تباہی اور بربادی کا سبب ہے۔ چشماں۔ یعنی وہ لوگ جو دل کے اندھے ہیں اور مدعی ہیں غلط اندازسے اسرار کی باتیں کر کے عالم میں فساد برپا کرتے ہیں۔ روبہانِ مردہ۔ مردہ لومڑیاں یعنی وہ لوگ جو دین کی باتوں پر اعتراض کرنیکے عادی ہیں۔

[2] اصل۔ فطرت۔ عیسیٰ دم۔ وہ لوگ جنکی پھونک میں وہ اثر ہو جو حضرت عیسیٰؑ کے دم کر دینے میں تھا کہ بیمار اچھے ہو جاتے تھے۔ گفت۔ گفتار۔ بات۔ آسا۔ مانند۔ گر۔ روح سے جسمانی حجاب رفع کرنیکی ترکیب ہے۔ حلوا۔ یعنی جسمانی لذت کی باتیں۔

[3] صبر۔ صاد کے فتحہ سے، ضبطِ نفس، کسرِ خواہش اور صاد کے کسرہ سے معنی ایلوا جو ایک کڑوی دوا ہے۔ مشتہے۔ وہ چیز جسکو دل چاہے۔

ہر کہ صبر آورد گردوں بر رود | ہر کہ حلوا خورد واپس تر رود

جو صبر اختیار کر لیتا ہے، آسمان سے بلند ہو جاتا ہے | جس نے حلوا کھایا وہ لوٹ جاتا ہے

تفسیرِ قولِ شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ

شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ کے قول کی تفسیر

تو صاحب نفسی اے غافل میانِ خاک خوں میخور | کہ صاحب دل اگر زہرے خورد آں انگبیں باشد

اے عقلمند! تو صاحبِ نفس ہے مٹی میں خون پیتا جا | اس لئے کہ صاحبِ دل اگر زہر کھاتا ہے وہ شہد بن جاتا ہے

صاحبِ دل را ندارد آں زیاں | گر خورد اُو زہرِ قاتل را عیاں

صاحبِ دل کو نقصان نہیں پہونچتا ہے | اگرچہ وہ صاف طور پر قاتل زہر کھائے

زانکہ صحت یافت و ز پرہیز رست | طالبِ مسکیں میانِ تپ در ست

اسلئے کہ وہ صحتیاب ہو گیا ہے اور پرہیز سے نجات پا گیا ہے | اور مسکین طالب بخار میں مبتلا ہے

گفت پیغمبر کہ اے طالبِ جری | ہاں مکُن با ہیچ مطلوبے مری

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ اے دلیر | کسی مُرشد کی کبھی برابری نہ کر

گفت احمد گر نمی خواہی زلل | ہیں مکُن با ہیچ مطلوبے جدل

احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے اگر تو نقصان کا خواہشمند نہیں ہے | ہرگز کسی مُرشد سے جھگڑا نہ کر

ور تو نمرودی ست آتش در مرو | رفت خواہی اول ابراہیم شو

اگر تو نمرود ہے تو آگ میں نہ جا | اگر جانا چاہتا ہے تو پہلے ابراہیم بن

چوں نئی سباح نے دریائیے | در میفگن خویش از خود رائیے

جبکہ تو نہ تیراک ہے نہ دریائی | خود سری سے اپنے آپ کو دریا میں ڈال

اُو ز قعرِ بحر گوہر آورد | از زیانہا سُود بر سر آورد

وہ دریا کی گہرائی سے موتی لاتا ہے | نقصانوں سے فائدہ اٹھاتا ہے

کاملے گر خاک گیرد زر شود | ناقص ار زر بُرد خاکستر شود

کامل انسان اگر خاک لے لے سونا ہو جائے | ناقص اگر سونا لے لے خاک ہو جائے

دستِ ناقص دستِ شیطان ست و دیو | زانکہ اندر دامِ تلبیس ست و ریو

ناقص کا ہاتھ، شیطان اور بھوت کا ہاتھ ہے | کیونکہ وہ دھوکے اور مکر کے جال میں ہے

چوں قبولِ حق بُود آں مردِ راست | دستِ اُو در کارہا دستِ خداست

سچا انسان چونکہ اللہ کا مقبول ہوتا ہے اسلئے | کاموں میں اُسکا ہاتھ، خدا کا ہاتھ ہے

۱؎ ہر کہ - صبر کرنے والوں کے مراتب بلند ہوتے ہیں اور لذائذِ جسمانی سے انسان کے مراتب کا تنزل ہوتا ہے۔ تو صاحب نفسی - یعنی ناقص لوگوں کے لئے جو باتیں مضر ہیں درجۂ کمال پر پہونچکر مضر نہیں رہتی ہیں۔ آں - یعنی زہر۔ عیاں - برملا، کھلم کھلا۔ زانکہ - بہت سی چیزیں مریض کے لئے مضر ہوتی ہیں، صحتیاب ہونے پر وہ مضر نہیں رہتیں بلکہ مفید ہوتی ہیں۔ طالب جو علمِ معرفت کے ابتدائی مراحل طے کر رہا ہے۔ مری - لڑائی جھگڑا۔ مطلوب - یعنی مُرشدِ کامل۔ احمد - آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، یہ کوئی حدیث نہیں ہے مفہوم ایک درجہ میں صحیح ہے۔ زلل - لغزش۔ جدل جھگڑا، بحث۔

۲؎ مطلوب - یعنی مُرشد، راہنما۔ نمرود - وہی ظالم بادشاہ ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دہکتی آگ میں ڈلوایا تھا اور اللہ کے فضل و کرم سے وہ آگ ان کے لئے گلزار بنگئی تھی یعنی نمرودی صفات ہیں تو آگ، آگ ہے اور اگر تم اپنے اندر ابراہیمی صفات پیدا کر لو تو تمہارے لئے آگ گلزار ہے۔

۳؎ سباح - تیراک، یعنی کسی کمالات - دریائی - دریا کا رہنے والا، یعنی جیسے ذہبی کمالات بھول - از زیانہا - یعنی ناقص جو چیزیں، اور باتیں مضر ہیں، کامل ان سے نفع اندوز ہوتا ہے - ناقص - وہ پیر جو معرفت سے خالی ہیں - تلبیس - دھوکا دینا - دام - مکر و فریب - قبول - مقبول - مردِ راست - راست باز شیخ -

جہل آید پیشِ اُو دانش شود | جہل شد علمیکہ در ناقص رود
اُس کے سامنے جہل بھی آتا ہے، تو عقل بنجاتا ہے | جو علم ناقص میں چلا جائے وہ جہل بنجاتا ہے

ہر چہ گیرد عِلّتی[۱] عِلّت شود | کفر گیرد کاملے مِلّت شود
بیمار جو لیتا ہے۔ بیماری بنجاتی ہے | کامل انسان کفر اختیار کرتا ہے دین بنجاتا ہے

اے مرے کردہ پیادہ با سوار | سَر نخواہی بُرد اکنوں پائے دار
اے پیدل! تو سوار سے لڑتا ہے | سنبھل کہ تو اب سر سالم نہ لیجائے گا

تعظیم کردنِ ساحراں موسیٰؑ راکہ اوّل تو عصا بینداز
جادوگروں کا موسیٰ (علیہ السلام) کی تعظیم کرنا کہ پہلے آپ لاٹھی ڈالئے

ساحراں در عہدِ فرعونِ لعیں | چوں مرے کردند با موسیٰؑ زکیں
ملعون فرعون کے زمانہ میں جادوگروں نے | کینہ وری کی وجہ سے جب حضرت موسیٰ سے جھگڑا کیا

لیک موسیٰؑ را مُقدّم داشتند | ساحراں اُو را مکرّم[۲] داشتند
لیکن (حضرتِ) موسیٰؑ کو آگے کیا | جادوگروں نے ان کو معززمانا

زانکہ گفتندش کہ فرماں آنِ تست | گر تو میخواہی عَصا بفگن نخُست
اسلئے کہ انہوں نے اُنسے کہاکہ آپ صاحب فرمان ہیں | اگر آپ چاہیں تو پہلے عصا ڈالیں

گفت نے اوّل شما اے ساحراں | افگنید آں مکر را اندر میاں
انہوں نے فرمایا اے جادوگرو! نہیں پہلے تم | وہ شعبدہ دکھاؤ

ایں قدر تعظیم دیں شاں را خرید | وز مرے آں دست و پا ہا شاں بُرید
دین کی اسقدر تعظیم نے ہی انہیں خرید لیا | اور مقابلہ بازی میں انکے ہاتھ اور پیر کاٹ دئے

ساحراں چوں قدرِ اُو بشناختند | دست و پا در جُرمِ آں در باختند
جادوگروں نے جب انکا مرتبہ پہچان لیا | اس جرم میں ہاتھ اور پیر ہار بیٹھے

لُقمہ و نکتہ ست کامل[۳] را حلال | تو نہ کامل مخور، می باش لال
نوالہ اور نکتہ کامل کے لیے حلال ہے | تو کامل نہیں ہے، نہ کھا، گونگا بنجا

تو چو گوشی اُو زباں نے جنسِ تو | گوشہا را حق بفرمود اَنصِتُوا
تو کان کی طرح ہے اور وہ زبان، جو تیری جنس نہیں ہے | کانوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ خاموشی سے سنو

کودک اوّل چوں بزاید شیر نوش | مدّتے خامش بُود اُو جملہ گوش
بچہ جب دودھ پیتا پیدا ہوتا ہے | ہمہ تن کان بنکر ایک مدت تک چپ رہتا ہے

---

[۱] علّتی۔ بیمار۔ عِلّت۔ بیماری۔ مِلّت۔ دین، شریعت۔ پیادہ۔ پیدل، یعنی مردِ ناقص۔ سوار۔ یعنی مردِ کامل۔ پائے داشتن۔ ثابت قدم رہنا
ساحر۔ جادوگر، شعبدہ باز۔ مرے۔ امالہ ہے مِراء کا۔ جھگڑا، مقابلہ، اختلاف
مقدّم۔ آگے۔

[۲] مکرّم۔ باعزت، معزز۔ آں۔ ملکیت۔ عصا۔ لاٹھی۔ مکر۔ یعنی جادوگری، شعبدہ بازی
ایں قدر۔ ساحروں نے حضرتِ موسیٰؑ کی تعظیم بھی کی اور اُنسے مقابلہ بھی کیا، تعظیم کے نتیجہ میں تو وہ خود مومن ہوگئے اور مقابلہ کی گستاخی کی وجہ سے انجام کار ان کے ہاتھ پیر کٹے۔
ساحراں۔ ساحر جب حضرتِ موسیٰؑ کے معتقد ہوگئے تو اپنی گستاخی کی بخوشی سزا بھگتنے پر آمادہ ہوگئے ورنہ کسی حیلے سے فرعون سے نجات پا سکتے تھے۔

[۳] کامل یعنی تکمیلِ مراتب کے بعد لذائذ کا استعمال اور تصوف کے باریک مسائل کا بیان جائز ہے، سالک کے لئے ترکِ لذائذ ضروری ہے اور اس کو مسائلِ تصوف پر کلام کرنیکی اجازت نہیں ہے۔ لال۔ گونگا۔ تو۔ ناقص کا کام سننا ہے لہذا وہ بمنزلہ کان کے ہے کامل کا کام تعلیم دینا ہے لہذا وہ بمنزلہ زبان کے ہے

مدتے می بایدش لب دوختن | از سخن گویاں سخن آموختن
اُس کو ایک مدت تک ہونٹ سینے چاہئیں | بات کرنیوالوں سے بات سیکھنی چاہیئے

تا نیاموزد[1] نگوید صد یکے | ور بگوید حشو گوید بے شکے
جب تک سیکھ نہیں لیتا سو میں سے ایک بھی نہیں کہتا ہے | اگر بولتا ہے تو بلاشبہ بیکار بولتا ہے

ور نباشد گوش تی تی می کند | خویشتن را گنگ گیتی می کند
اگر کان نہوں تو تی تی کرتا ہے | اپنے کو تمام عمر کے لئے گونگا بنالیتا ہے

کرِ اصلی کش نبود آغاز گوش | لال باشد کے کند در نطق جوش
مادر زاد بہرا جس کے شروع سے کان نہوں | گونگا ہوتا ہے بولنے کی ہمت کب کرتا ہے

زانکہ اول سمع[2] باید نطق را | سوئے منطق از رہِ سمع اندرا
اس لئے کہ بولنے کے لئے پہلے سننا چاہیئے | بولنے کی جانب سننے کے راستہ سے اندر آ

ادخلوا الابیات من ابوابها | واطلبوا الارزاق من اسبابها
گھروں میں اُن کے دروازوں سے داخل ہو | رزقوں کو اُن کے ذرائع سے تلاش کرو

نطق کاں موقوف راہِ سمع نیست | جز کہ نطق خالق بے طمع نیست
وہ گویائی جو سننے کی راہ پر موقوف نہیں ہے | بے نیاز، اللہ تعالیٰ کی گویائی کے علاوہ نہیں

مبدع[3] ست و تابع اُستاد نہ | مُسندِ جملہ ورا اِسناد نہ
وہ موجد ہے اور کسی اُستاد کے تابع نہیں ہے | سب کو سہارا دینے والا ہے اسکو سہارے کی ضرورت نہیں ہے

باقیاں ہم در حرف ہم در مقال | تابع اُستاد و محتاج مثال
باقی سب ہی دستکاریوں اور گفتگو میں | اُستاد کے تابع اور مثال کے محتاج ہیں

زیں سخن گر نیستی بیگانہ | دلق و اشکے گیر در ویرانہ
اگر تو اس بات سے نا آشنا نہیں ہے | کسی ویرانے میں گدڑی اور اشکباری اختیار کر

زانکہ آدم زاں عتاب از اشک رست | اشک تر باشد دمِ توبہ پرست
اسلئے کہ آدم (علیہ السلام) اُس عتاب سے آنسوؤں سے بچے | اشک تر توبہ کرنے والے کیلئے ایک موثر تدبیر ہے

بہر گریہ آدم آمد بر زمیں | تا بود گریاں و نالاں و حزیں
آدم (علیہ السلام) رونے کے لئے زمین پر آئے | تاکہ روئیں اور چلائیں اور غمگین ہوں

آدم از فردوس و از بالائے ہفت | پائے ماچاں از برائے عذر رفت
آدم (علیہ السلام) جنت اور سات آسمانوں پر سے | ایک پیر سے کان پکڑی کرتے ہوئے عذر کیلئے چلے

[1] تا نیاموزد۔ بچہ جب تک تعلیم مکمل نہیں کرلیتا ہے اُس وقت تک خاموشی سے سنتا ہے۔ اور اگر بولتا بھی ہے تو غلط سلط بول جاتا ہے۔ ور نباشد جو مادر زاد بہرا ہوتا ہے وہ گونگا بھی ہوتا ہے اُس کو بولنا نہیں آتا۔ تی تی۔ یعنی گونگے کی تتلاہٹ۔ گنگ۔ گونگا۔ گیتی۔ زمانہ مدت العمر۔ کرِ اصلی۔ مادرزاد بہرا۔ لال۔ گونگا۔

[2] سمع۔ سننا۔ نطق۔ گویائی۔ منطق۔ بولی۔ گفتگو۔ اندر آ۔ یعنی تقاضائے فطرت یہی ہے کہ پہلے سنو اور جب خوب سیکھ جاؤ تب بولو۔ ادخلوا۔ یعنی ہر کام کو اس کے طریقہ کے مطابق کرنا چاہیئے۔ نطق۔ خدا کی گویائی سننے کی محتاج نہیں ہے، انسان کی گویائی لامحالہ سننے کے بعد ہے۔

[3] مُبدِع۔ ایجاد کرنیوالا۔ تابع۔ پیروی کرنیوالا۔ مُسنِد۔ سہارا دینے والا۔ اِسناد۔ ٹیک، سہارا۔ حِرَف۔ حا کے کسرہ اور را کے فتحہ کے ساتھ حرفہ کی جمع ہے، پیشہ، دستکاری۔ دلق۔ باطن کی تکمیل کا یہ طریقہ ہے کہ گدڑی پہنکر ویرانے میں آہ وزاری کرو۔ عتاب۔ غصہ۔ حضرت آدم کو انکی آہ وزاری اور اشکباری نے نجات دلائی تھی اور انکی توبہ قبول ہوئی تھی۔

پائے ماچان۔ فقرا میں ایک سزا کا دستور ہے جب کسی سے کوئی قصور ہو جاتا ہے تو اسکو ایک پیر پر جوتیوں میں کھڑا کر دیا جاتا ہے اور کان پکڑوا دئے جاتے ہیں۔

گر ز پشتِ آدمی وز صلبِ او — در طلب می باش ہم در طلبِ او
اگر تو آدم علیہ السلام کی پشت اور انکی نسل سے ہے — جستجو میں رہ نیز انکی جماعت میں

ز آتشِ دل و آبِ دیدہ نقل ساز — بوستاں از ابر و خورشید ست تاز
دل کی آگ اور آنکھ کے پانی سے چبینا تیار کر — باغ ابر اور آفتاب سے تازہ ہے

تو چہ دانی ذوقِ آب اے شیشہ دل — زانکہ ہمچوں خر شدی تو پایہ گل
اے نازک دل! تو آنسوؤں کا ذوق کیا جانے — اس لئے کہ تو گدھے کی طرح دلدل میں پھنسا ہوا ہے

تو چہ دانی ذوقِ آبِ دیدگاں — عاشقِ نانی تو چوں نادیدگاں
تو آنکھوں کے آنسوؤں کا ذوق کیا جانے — تو ندیدوں کی طرح روٹی کا عاشق ہے

گر تو ایں انباں ز ناں خالی کنی — پُر ز گوہرہائے اجلالی کنی
اگر تو اس تھیلے کو روٹی سے خالی کرلے — انوار کے موتیوں سے بھر لے

طفلِ جاں از شیرِ شیطاں باز کن — بعد از انش با ملک انباز کن
جان کے بچے کو شیطان کے دودھ سے روک — اس کے بعد اس کو فرشتوں کا ساتھی بنالے

تا تو تاریک و ملول و تیرۂ — داں کہ با دیوِ لعیں ہمشیرۂ
جب تک تو تاریک، رنجیدہ اور سیاہ ہے — سمجھ لے کہ ملعون شیطان کا دودھ شریک بھائی ہے

لقمۂ کاں نور افزود و کمال — آں بود آوردہ از کسبِ حلال
جس لقمہ نے نور اور کمال بڑھایا ہے — وہ حلال کمائی سے حاصل کیا ہوا ہوتا ہے

روغنے کاید چراغِ ما کشد — آب خوانش چوں چراغے را کشد
وہ تیل جو آتے ہی ہمارا چراغ بجھا دے — چونکہ وہ چراغ کو گل کرتا ہے اس کو پانی کہہ

علم و حکمت زاید از لقمۂ حلال — عشق و رقت زاید از لقمۂ حلال
حلال لقمہ سے علم اور دانائی پیدا ہوتی ہے — عشق اور دل کی نرمی حلال لقمہ سے پیدا ہوتی ہے

چوں ز لقمہ تو حسد بینی و دام — جہل و غفلت زاید آں را داں حرام
جب تو دیکھے کہ لقمہ سے ہمیشہ حسد اور مکر — جہل اور غفلت پیدا ہوتی ہے تو اسکو حرام سمجھ

ہیچ گندم کاری و جو بر دہد — دیدۂ اسپے کہ کرہ خر دہد
کبھی ایسا ہوا ہے کہ تو نے گیہوں بویا اور جو پیدا — تو نے دیکھا ہے کہ گھوڑی نے گدھے کا بچہ دیا ہو

لقمہ تخم ست و برش اندیشہا — لقمہ بحر و گوہرش اندیشہا
لقمہ بیج ہے اور اس کا پھل خیالات ہیں — لقمہ سمندر ہے اور اسکے موتی خیالات ہیں

لہ طلب۔ جماعت۔ تا کے ساتھ بھی مستعمل ہے صلب۔ پشت۔ نقل۔ چبینا۔ ابر۔ یعنی جس طرح باغ کا نشو و نما اور تازگی ابر کے پانی اور آفتاب کی گرمی سے ہے اسی طرح انسان کی تر و تازگی آبِ دیدہ اور عشق کی گرمی سے ہے۔ گِل۔ مٹی۔
ٹہ انبان۔ تھیلا یعنی پیٹ۔ گوہرِ اجلالی۔ انوارِ معرفت۔ ملک۔ فرشتہ انباز۔ شریک۔ کسبِ حلال۔ جائز کمائی۔ روغنے۔ یعنی جو تیل چراغ بجھائے وہ تیل نہیں بلکہ پانی ہے
ٹہ رقت۔ یعنی قلب کی نرمی۔ کاری۔ کاشتن بمعنی بونا کا صیغہ زاہد بمعنی طلب ہے۔ بر۔ پھل۔ کرہ۔ کاف کے ضمہ سے۔ گھوڑے یا گدھے کا بچہ۔

زاید از لقمہ حلال اندر دہاں — میلِ خدمت عزمِ رفتن آں جہاں

منہ میں حلال لقمہ سے پیدا ہوتا ہے — عبادت کا رجحان اور اس جہاں (آخرت) میں جانے کا ارادہ

زاید از لقمہ حلال اے مہ حضور — در دلِ پاکِ تو و در دیدہ نور

اے سردار! حلال لقمہ سے حضوری پیدا ہوتی ہے — تیرے پاک دل اور آنکھوں میں نور پیدا ہوتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد اے کیا — بحثِ بازرگان و طوطی کن بیا

اے بزرگ! اس بات کی کوئی انتہا نہیں ہے — سوداگر اور طوطی کی بحث شروع کر

باز گفتنِ بازرگاں با طوطی آنچہ در ہندوستاں دیدہ بود

سوداگر کا پھر طوطی سے کہنا جو کچھ اس نے ہندوستان میں دیکھا تھا

کرد بازرگاں تجارت را تمام — باز آمد سوئے منزل شادکام

سوداگر نے تجارت مکمل کر لی — اور وطن کی طرف خوشی سے لوٹا

ہر غلامے را بیاورد ارمغاں — ہر کنیزک را بہ بخشید او نشاں

ہر غلام کے لئے سوغات لایا — اس نے ہر کنیز کو ایک نشانی دی

گفت طوطی ارمغانِ بندہ کو — آنچہ دیدی آنچہ گفتی باز گو

طوطی بولی بندی کا تحفہ کہاں ہے؟ — جو تو نے دیکھا اور جو کہا وہ بھی بیان کر

گفت نے من خود پشیمانم ازاں — دستِ خود خایاں و انگشتاں گزاں

وہ بولا نہیں نہیں اس سے خود شرمندہ ہوں — اپنے ہاتھ کو چبا رہا ہوں اور انگلیوں کو کاٹ رہا ہوں

کہ چرا پیغام خامے از گزاف — بردم از بے دانشی و از نشاف

کہ کیوں لغویت سے بیکار پیغام — میں لے گیا، بے عقلی اور غلطی سے؟

گفت اے خواجہ پشیمانی ز چیست — چیست ایں کیں خشم و غم را مقتضی است

اس نے کہا اے خواجہ! اس بات سے شرمندگی ہے — کونسی بات ہے جو غصہ اور غم کی متقاضی ہے

گفت گفتم آں شکایتہائے تو — با گروہِ طوطیاں ہمتائے تو

اس نے کہا میں نے تیری شکایتیں کہی تھیں — تیری ہم جنس طوطیوں کو

آں یکے طوطی ز دردت بوئے برد — زہرہ اش بدرید و لرزید و بمرد

ایک طوطی کو تیرے درد کا احساس ہوا — اس کا پتہ پھٹا، کانپی اور مر گئی

من پشیماں گشتم ایں گفتن چہ بود — لیک چوں گفتم پشیمانی چہ سود

میں شرمندہ ہوا کہ یہ کیا کہنے کی بات تھی — لیکن جب کہہ چکا تو شرمندگی سے کیا فائدہ؟

لہ لقمہ۔ یعنی انسان جس طرح کی غذا کھائیگا ویسے ہی خیالات پیدا ہوں گے۔ خدمت۔ اطاعت۔ بندگی۔ مہ۔ سردار۔ حضور: دل کی توجہ، محویت۔ کیا۔ بزرگ، بڑا۔
سہ۔ منزل۔ وطن۔ شادکام۔ بامقصد۔ خوش۔ ارمغاں۔ تحفہ۔ نشان۔ علامت، نشانی۔
سہ پشیماں۔ شرمندہ۔ خایاں۔ چباتا ہوا۔ گزاں کاٹتا ہوا۔ نشاف۔ بے عقلی غلطی۔ کیں۔ کہ ایں۔ مقتضی باعث، موجب۔ ہمتا۔ برابر، ہم جنس۔ بوئے بردن۔ معلوم کر لینا۔ محسوس کرنا۔ زہرہ۔ زاء کے فتحہ کے ساتھ، پتہ، جگر۔

نکتہ[1] کاں جست ناگہ از زباں
جو بات اچانک زبان سے نکل گئی

ہمچو تیرے داں کہ جست آں از کماں
اُس کو تم اس تیر جیسا سمجھ جو کمان سے نکل جائے

وانگرددازرہ آں تیر اے پسر
اے بیٹا! وہ تیر راستے سے واپس نہیں آسکتا

بند باید کرد سیلے را ز سر
سیلاب کو ابتدا ہی سے بند کرنا چاہیے

چوں گذشت از سر جہانے را گرفت
جب پانی سر سے گذر گیا اُس نے دنیا کو گھیر لیا

گر جہاں ویراں کند نبود شگفت
اگر دنیا کو ویران کردے تو کوئی تعجب نہ ہوگا

فعل را در غیب اثرہا زادنی ست
غیب میں فعل کے آثار پیدا ہونیوالے ہیں

واں موالیدش بحکم خلق نیست
اور اُس کے وہ نتیجے مخلوق کے حکم سے نہیں ہیں

بے شریکے جملہ مخلوقِ خداست
بغیر شرکت یہ سب خدا کے پیدا کردہ ہیں

آں موالید ار چہ نسبت شاں بماست
تمام نتیجے اگرچہ اُنکی نسبت ہماری طرف ہے

زید پرّانید تیرے سوئے عمر
زید نے عمرو کی طرف تیر چلایا

عمر را بگرفت تیرش ہمچو نمر
اور اُس کے تیر نے عمرو کو تیندوے کی طرح دبوچ لیا

مدتِ سالے ہمی زائید درد
سال بھر درد ہوتا رہا

دردہا را آفریند حق نہ مرد
دردوں کو خدا پیدا کرتا ہے، نہ کہ انسان

زید را می اندم ار مُرد از وجل
اگر تیر چلانیوالا زید خوف سے اُسی وقت مرگیا

دردہا می زاید آنجا تا اجل[2]
اُس جگہ مرنے تک درد پیدا ہوتے رہینگے

زاں موالیدِ وجع چوں مُرد او
جب وہ درد کے اُن نتیجوں سے مرگیا

زید را ز اوّل سبب قتال گو
زید کو ابتدائی سبب کی وجہ سے قاتل کہو

آں وجعہا را بدو منسوب دار
اُن دردوں کو اُس کی طرف منسوب کر

گرچہ ہست آں جملہ صُنع کردگار
اگرچہ وہ سب اللہ کی کارفرمائی ہے

ہمچنیں کسب و دم و دام و جماع
اسی طرح کمائی اور تدبیر اور جال اور ہمبستری

آں موالید ست حق را مستطاع
وہ سب کام اللہ کے پیدا کردہ اور مقدور ہیں

بستہ در ہائے موالید از سبب
سبب سے نتیجوں کے دروازے بند ہو جاتے

چوں پشیماں شد ولی از دست رب
خدا کے ہاتھ سے، جب ولی شرمندہ ہوتا ہے

اولیاء[3] راہست قدرت از الٰہ
اللہ کی جانب سے اولیاء کو قدرت حاصل ہے

تیر جستہ باز آرندش ز راہ
کہ وہ چھوٹے ہوئے تیر کو راستے سے واپس لے آئیں

---

[1] نکتہ۔ بات۔ سیل بہاؤ۔ شگفت۔ عجب۔ فعل۔ یعنی ہر انسان کے عمل کا عالمِ غیب میں اثر و نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔ زادنی۔ پیدا ہونے کے لائق۔ موالید۔ مولود کی جمع ہے: نتیجہ۔ اثر۔ بے شریک خدا کی صفت ہے۔ نمر۔ تیندوا، فہد۔ اِن دونوں شعروں میں خدا کے افعال کی بندوں کی طرف مجازاً منسوب کیے جانیکی مثال ذکر کی ہے۔ رامی۔ تیر انداز۔ وجل۔ خوف۔

[2] تا اجل۔ یعنی عمرو کے مرنے تک، تو معلوم ہوا کہ درد کا خالق اللہ ہے۔ نہ کہ زید ورنہ زید کے مرنے پر درد ختم ہو جاتا۔ دم۔ مکر، تدبیر۔ مستطاع۔ مقدور۔ ولی۔ یعنی اللہ کا دوست جب کبھی اپنے کسی فعل پر شرمندہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سبب سے پیدا ہونیوالے نتائج کے دروازے بند کر دیتے ہیں اور اُس سبب پر نتائج مرتب نہیں ہوتے ہیں۔

[3] اولیاء ولی کی جمع ہے۔ ولی وہ شخص ہے جس میں یہ تین باتیں ہوں اللہ کی ذات و صفات کی معرفت، طاعات کی بجا آوری محرمات سے اجتناب۔ تیر جستہ۔ کمان سے چلے ہوئے تیر کو واپس کر سکتے ہیں، اولیاء کی کرامت حق ہے۔

گفتہ ناگفتہ کُند از فتحِ باب¹ ‏ تا ازاں نے سیخ سوزد نے کباب

دروازہ کھلا ہوا ہونے کی وجہ سے کہے ہوئے کو نہ کہا ہوا کر دیتے ‏ تاکہ اُس سے سیخ جلے نہ کباب

از ہمہ دلہا کہ آں نکتہ شنید ‏ آں سخن را کرد محو و ناپدید

اُن تمام دلوں سے جنہوں نے وہ بات سنی ہے ‏ اُس بات کو محو اور نابود کر دے

گرت برہاں باید و حجت مہا ‏ از نُبی خواں آیۃ اَو نُنسِہا

اے بزرگ! اگر تجھے حجت اور دلیل چاہیئے ‏ قرآن میں سے آیت اَو نُنسِہا پڑھ لے

آیۃ اَنسَوکُم ذِکرِی بخواں ‏ قوّتِ نسیاں نہادن شاں بداں

اَنسَوکُم ذِکرِی آیت پڑھ لے ‏ اور اُن میں بھلا دینے کی قوت پیدا کر دینا کو سمجھ لے

چوں بہ تذکیر و بہ نسیاں قادرند ‏ بر ہمہ دلہائے خلقاں قاہرند

چونکہ وہ یاد دلانے اور بھلانے پر قادر ہیں ‏ تمام مخلوق کے دلوں پر حاکم ہیں

چوں بہ نسیاں بست اُو راہِ نظر ‏ کار نتواں کرد ور باشد ہنر

جب اُس نے بھلا دینے کے ذریعہ غور و فکر کی راہ بند کر دی ‏ کام نہیں کر سکتا ہے خواہ ہنر موجود ہو

خذ تمو سخریۃ اَہلَ السُّمو ‏ از نُبی خوانید تا اَنسَوکُم

مرتبہ والوں کو تم نے مذاق بنایا ‏ اَنسَوکُم تک قرآن میں پڑھو

صاحبِ دِہ² پادشاہِ جسمہاست ‏ صاحبِ دل شاہِ دلہائے شماست

شہر کا حاکم جسموں کا بادشاہ ہے ‏ تمہارے دلوں کا بادشاہ اہلِ دل ہے

فرعِ دید آمد عمل بے ہیچ شک ‏ پس نباشد مردم اِلّا مردمک

بلاشک عمل دیکھنے کی شاخ ہے ‏ تو انسان پُتلی کے سوا کچھ نہ ہو گا

مردمش چوں مردمک دیدند خُرد ‏ در بزرگی مردمک کس پے نبرد

لوگوں نے اُس کو پتلی کی طرح حقیر سمجھا ‏ پتلی کی بڑائی کا کسی نے پتہ نہ لگایا

من تمام ایں را نیارم گفت زاں ‏ منع می آید ز صاحب مرکزاں

میں اُس کو پورا نہیں کہہ سکتا کیونکہ ‏ مرکز والوں کی طرف سے اُس کی ممانعت ہوتی ہے

چوں فراموشیِ خلق و یادِ شاں ‏ با وے است و میرسد فریادِ شاں

چونکہ لوگوں کی بھول اور اُن کی یاد ‏ اُس سے متعلق ہے اور وہ اُن کی فریاد کو پہنچتا ہے

صد ہزاراں نیک و بد را آں بہی³ ‏ می کند ہر دم ز دلہا شاں تہی

وہ باکمال لاکھوں اچھے اور برے خیالات کو ‏ اُن کے دلوں سے ہر دم نکالتا ہے

¹ فتحِ باب - اولیاء پر اللہ کے قرب کا دروازہ کھلا ہوا ہوتا ہے۔ گرت - اگر ترا۔ مہا - اے سردار۔ نُبی - قرآن مجید۔ اَو نُنسِہا - قرآن پاک میں ہے مَا نَنسَخ مِن آیَۃٍ اَو نُنسِہَا نَاتِ بِخَیرٍ مِنہَا۔ نہیں منسوخ کرتے ہیں ہم کسی آیت کو یا بھلاتے ہیں اُس کو مگر یہ کہ دیتے ہیں بہتر اُس سے۔ خذ تمو - قرآن پاک میں ہے فَاتَّخَذتُمُوھُم سِخرِیًّا حَتّٰی اَنسَوکُم ذِکرِی یعنی تم نے اُن نیک لوگوں کا مذاق اڑایا تو انہوں نے تمہارے دلوں سے میری یاد بھلا دی۔ صاحبِ دِہ - دنیاوی بادشاہ جسموں پر حکمرانی کرتے ہیں اور اولیاء اللہ دلوں پر فرماں روائی کرتے ہیں۔

² فرع - شاخ۔ یعنی علم کے بعد عمل ہے اور علم کا ذریعہ آنکھ ہے تو انسان دراصل پتلی کا نام ہے لیکن لوگ اُس کو ایک چھوٹی چیز سمجھتے ہیں یہی حال اولیاء اللہ کا ہے کہ بظاہر وہ معمولی انسان ہیں لیکن اُن کے کارنامے عظیم الشان ہیں۔ صاحب مرکز - یعنی بڑے اولیاء اللہ۔

³ بہی - بارکنندہ، باکمال یعنی بزرگ رات کے اوقات میں متعلقین کے خیالات پریشاں [illegible] کرتے ہیں۔

روز دلہا را ازاں پُر میکند — آں صدفہا را پُر از دُر میکند
دن میں دلوں کو اُن (خیالات) سے پُر کرتا ہے — اُن سیپیوں کو موتیوں سے پُر کرتا ہے

آں ہمہ اندیشۂ پیشانہا — می شناسند از ہدایت جانہا
تمام گذشتہ خیالات کو — (اولیاء کی) روحیں پہچان لیتی ہیں اللہ کی رہنمائی کی وجہ سے

پیشہ و فرہنگِ تو آید بتو — تا درِ اَسباب بکشاید بتو
تیرا پیشہ اور عقل تیرے پاس آجاتے ہیں — تاکہ تجھ پر اَسباب کا دروازہ کھول دیں

پیشۂ زرگر بآہنگر نشُد — خوئے ایں خوشخوبداں مُنکر نشُد
سُنار کا پیشہ، لوہار کے لئے نہیں ہوتا ہے — اُس خوش اَخلاق کی عادت اُس مُنکر کی طرف نہیں جاتی ہے

پیشہا و خُلقہا ہمچوں جہیز — سوئے خصم آیند روزِ رستخیز
پیشے اور اخلاق سامانِ سفر کی طرح — قیامت کے دن مالک کی طرف آئیں گے

صورتے کاں بر نہادت غالب ست — ہم براں تصویر حشرت واجب ست
وہ صورت جو تیرے وجود پر غالب ہے — اُسی صورت پر تیرا حشر ضروری ہے

پیشہا و خُلقہا از بعدِ خواب — واپس آید ہم بخصمِ خود شتاب
پیشے اور اخلاق سونے کے بعد — اپنے مالک کی طرف فوراً لوٹ آتے ہیں

پیشہا و اندیشہا در وقتِ صبح — ہم بدانجا شد کہ بُود آں حُسن و قبح
پیشے اور خیالات صبح کے وقت — اُسی جگہ پہونچ جاتے ہیں جہاں وہ حُسن و قبح کا سبب تھے

چوں کبوترہائے پیک از شہرہا — سوئے شہرِ خویش آرد بہرہا
نامہ بری کے کبوتروں کی طرح، شہروں سے — اپنے شہر کی جانب (نامہ و پیام کے) حصّے لاتے ہیں

ہر چہ بینی سوئے اصلِ خود رود — جزو سوئے کُلِّ خود راجع شود
تو جس چیز کو دیکھیگا، اپنی اصل کی طرف جاتی ہے — جزو اپنے کُل کی طرف لوٹتا ہے

شنیدنِ آں طوطی حرکتِ آں طوطی را و مُردنِ او و نوحۂ خواجہ براو

طوطی کا اُس طوطی کی حرکت کو سننا اور اس کا مر جانا اور مالک کا اُس پر رونا

چوں شنید آں مُرغ کاں طوطی چہ کرد — ہم بلرزید و فتاد و گشت سرد
جب اُس پرندہ نے سنا کہ اُس طوطی نے کیا کیا — وہ بھی کپکپایا اور گرا اور ٹھنڈا ہو گیا

خواجہ چوں دیدش فتادہ ایں چنیں — بر جہید و زد کُلہ را بر زمیں
مالک نے جب اُس کو اس طرح پڑا ہوا دیکھا — تڑپ گیا اور ٹوپی زمین پر پٹخ دی

ل؎ روز۔ دن میں اپنی توجہ کے ذریعہ دلوں میں بہترین خیالات پیدا کر کے دلوں کے سیپوں کو موتیوں سے پُر کرتے ہیں۔ آں ہمہ۔ شیخ اپنی قوتِ باطنی سے مُرید کے پہلے خیالات اور وساوس کو جان جاتا ہے۔ درِ اسباب۔ پیشہ اور ہنر کمائی کا ذریعہ اور سبب ہے۔

۲؎ خُلق۔ اَخلاق۔ جہیز۔ سامانِ سفر۔ خصم۔ یعنی وہ شخص جس کے وہ اخلاق ہیں۔ روزِ رستخیز۔ روزِ قیامت۔ نہاد۔ طبیعت۔

۳؎ پیشہا۔ صبح ہوتے ہی وہ پیشے اور خیالات اُن اشخاص تک پہونچ جاتے ہیں جنکے لئے وہ اچھائی یا بُرائی کا سبب ہوتے ہیں۔ بہرہ۔ حصّہ یعنی وہ نامہ بر کبوتر اپنے حصّہ کی خبریں لے کر اپنے شہر کو لوٹتے ہیں۔ گشت سرد۔ مر کر ٹھنڈا ہو گیا۔

چون بدین رنگ و بدین حالش بدید
جب اُس کو اس حالت اور اس رنگ میں دیکھا
خواجہ برجست و گریبان را درید
مالک تڑپا اور گریبان چاک کر لیا

گفت اے طوطیِ خوبِ خوش حنین
بولا کہ اے حسین، ذرا حسین پیشانی والی طوطی!
ہے چہ بودت ایں چرا گشتی چنیں
ہائے! تجھے یہ کیا ہوا، تو ایسی کیوں ہوگئی؟

اے دریغا مُرغِ خوش آوازِ من
ہائے افسوس! میرے خوش الحان پرندے
اے دریغا ہمدم و ہمرازِ من
ہائے افسوس! میرے ساتھی اور میرے ہمراز

اے دریغا مُرغِ خوش الحانِ من
ہائے افسوس! میرے خوش آواز پرند
راحِ روح و روضہ و رضوانِ من
میری روح کی راحت اور میری جنت

گر سلیمانؑ را چنیں مرغے بُدے
اگر (حضرتِ) سلیمانؑ کے پاس ایسا پرند ہوتا
کے دِگر مشغول آں مُرغاں شُدے
وہ پھر کب اُن پرندوں میں مصروف ہوتے؟

اے دریغا مُرغ کارزاں یافتم
ہائے افسوس! پرند جس کو میں نے سستا خریدا
زود روُ از روئے اُو برتافتم
بہت جلد میں نے اُس کے دیدار سے منہ موڑ لیا

اے زُباں تو بس زیانی مر مرا
اے زبان! تو میرے لیے سراسر نقصان ہے
چوں توئی گویا چہ گویم مر ترا
تو ہی چونکہ بات کرنیوالی ہے، تجھے کیا کہوں

اے زُباں ہم آتش و ہم خرمنی
اے زبان! تو آگ بھی ہے اور خرمن بھی
چند ایں آتش دریں خرمن زنی
کب تک اِس خرمن میں تو آگ لگاتی رہے گی؟

در نہاں جاں از تو افغاں میکند
پوشیدہ طور پر جان تجھ سے فریاد کرتی ہے
گر چہ ہر چہ گوئیش آں میکند
اگرچہ تو اُس سے جو کہتی ہے وہ وہی کرتی ہے

اے زُباں ہم گنجِ بے پایاں توئی
اے زبان! بے شمار خزانہ تو ہے
اے زُباں ہم رنجِ بے درماں توئی
اے زبان! لاعلاج مرض بھی تو ہے

ہم صفیر و خُدعۂ مُرغاں توئی
سیٹی بجانیوالی اور پرندوں کے لئے دھوکے کا سبب تو ہے
ہم انیسِ وحشتِ ہجراں توئی
ہجر کی وحشت میں محبت بھری بھی تو ہے

ہم خفیر و رہبرِ یاراں توئی
دوستوں کی نگہبان و رہنما بھی تو ہے
ہم بلیس و ظلمتِ کفراں توئی
شیطان اور کفر کی تاریکی بھی تو ہے

چند اماں میدہی اے بے اماں
اے بے اماں، تو مجھے کب امن دیگی؟
اے تو زہ کردہ بکینِ من کماں
اے کہ تو نے میری دشمنی میں کمان پر چلہ چڑھا رکھا ہے

لہ رِضواں - داروغۂ جنت کا نام ہے۔ سلیمانؑ حضرتِ سلیمانؑ پرندوں کی بولی سمجھتے تھے اسی لئے پرندوں سے دلچسپی رکھتے تھے۔ دریغا حسرت، افسوس، اس میں الف ندبہ کا ہے۔ اے زباں یعنی میری زبان سے مجھے یہ نقصان پہونچا، نہ مرنے والی طوطی کا قصہ سناتی نہ میری طوطی مرتی لیکن میں زبان کا شکوہ کیا کروں، جبکہ یہ شکوہ بھی زبان ہی ادا کر رہی ہے۔

ٰلہ ہم آتش زبان ہی ذخیرہ کرتی ہے اور زبان ہی اُس کو تباہ کرتی ہے۔ در نہاں۔ انسان کی تباہی زبان کی بدولت ہوتی ہے۔ زبان دیگر انسان کو با اوقات خلافِ مزاج کام کرنا پڑتا ہے۔ گنج۔ زبان خزانے بھی جمع کرتی ہے اور لاعلاج مصائب میں بھی مبتلا کرتی ہے۔

ٰسہ صفیر۔ سیٹی۔ خدعہ دھوکے کی چیز۔ خفیر رہبر انیس محبت کرنیوالا۔ یعنی زبان ہی سیٹی بجا کر پرندوں کے دھوکے کا سبب بنتی ہے اور وہ اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ کر آ کر جال میں پھنس جاتے ہیں اور یہی زبان تنہائی میں مونس اور غمخوار بنتی ہے۔ خفیر۔

مرزنجا، نگہبان، تا صد۔ بلیس۔ ابلیس کا مخفف ہے شیطان

نک بپرانیدہ مُرغِ[1] مرا
اب تو نے میرے پرندے کو اڑا دیا ہے

در چراگاہِ ستم کم کُن چرا
ظلم کی چراگاہ میں چرنا کم کر دے

یا جوابِ من بگو یا داد دہ
یا میرا جواب دے یا انصاف کر

یا مرا اسبابِ شادی یاد دہ
یا مجھے خوشی کے اسباب یاد دلا

اے دریغا نورِ ظلمت سوزِ من
ہائے افسوس! میرے اندھیرے کو ختم کرنیوالے نور

اے دریغا صبحِ روز افروزِ من
ہائے افسوس! میرے دن کو روشن کرنیوالی صبح

اے دریغا مُرغِ خوش پروازِ من
ہائے افسوس! میرے خوش پرواز پرند

زانتہا پرّید تا آغازِ من
انتہا سے میری ابتدا تک تلف ہوگیا

عاشقِ رنج ست نادان[2] تا ابد
نادان (انسان) ہمیشہ رنج کا خوگر ہے

خیز و لا اُقسم بخواں تا فی کبد
اُٹھ، اور لا اُقسم کو فی کبد تک پڑھنے

از کبد فارغ شدم با روئے تو
تیرے چہرہ کی وجہ سے میں رنج سے خالی ہوا

وز زبد صافی بُدم در جوئے تو
میں تیری نہر میں میل سے صاف تھا

اے دریغا خیالِ دیدن ست
ہائے افسوس! دیدار کا خیال ہے

وز وجود[3] نقدِ خود بریدن ست
اپنے موجودہ وجود سے جُدا ہونا ہے

غیرتِ حق بُود باحق چارہ نیست
اللہ کی غیرت تھی اور اللہ کے سامنے چارہ نہیں ہے

کو دلے کز حُکمِ حق صد پارہ نیست
کونسا دل ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ٹوٹا ہوا نہیں ہے؟

غیرت آں باشد کہ اُو غیرِ ہمہ است
غیرت یہ ہے کہ وہ سب سے غیر ہے

آنکہ افزوں از بیان و دمدمہ است
جو کہ بیان اور مکر و حیلہ سے بالاتر ہے

اے دریغا اشکِ من دریا بُدے
ہائے افسوس! میرے آنسو دریا ہوتے

تا نثارِ دلبرِ زیبا شُدے
تاکہ حسین معشوق پر نثار ہوتے

طوطیِ من مُرغِ زیرک سارِ من
میری طوطی میرے عقلمند پرند

ترجمانِ فکرت و اسرارِ من
میرے فکر اور رازوں کے ترجمان

ہر چہ روزی داد و ناداد آمدم
اس نے مجھے عطا کیا میں ناشکرا ثابت ہوا

اُو ز اوّل گفت تا یاد آمدم
پہلے وہ بولی یہاں تک کہ مجھے (خدا) یاد آیا

طوطئے کاید ز وحی آوازِ اُو
وہ طوطی (روح) جس کی آواز وحی سے ہے

پیش ز آغازِ وجود آغازِ اُو
وجود کی ابتداء سے پہلے اُسکی ابتداء ہے

[1] مُرغِ مرا۔ یعنی سوداگر کی طوطی۔ شادی۔ خوشی پرّید۔ تلف ہوگیا، زائل ہوگیا، اس کا فاعل لطف و عیش مقدر ہے۔

[2] ناداں۔ یعنی انسان فی کبد۔ سورۃ لا اُقسم میں فرمایا گیا ہے۔ "لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ" ہم نے انسان کو رنج اور سختی میں پیدا کیا ہے۔ از کبد۔ یعنی اے طوطی تجھے دیکھ کر میرا رنج و غم مٹ جاتا تھا یا اس شعر سے عالمِ ارواح اور اس سے جدائی کا تذکرہ شروع کیا ہے اس صورت میں روئے تو سے مراد دیدارِ خداوندی ہے۔

[3] وز وجود۔ اب دیدار جب ہی ہوگا جب روح جسدِ عنصری سے جدا ہوجائیگی۔ غیرتِ۔ اللہ نے یہ چاہا کہ اسکو پہچانا جائے لہذا ہمیں عالمِ عنصری میں پیدا فرمادیا۔ آنکہ۔ یعنی اُسکی غیرت کا بیان ناممکن ہے۔ دلبر۔ یعنی مُردہ طوطی اس شعر سے پھر طوطی کا نوحہ شروع کیا ہے۔ زیرک۔ ذہین، سمجھدار۔ سار بمعنی مانند، مینا۔ ہر چہ۔ یہ طوطی اللہ کا ایک عطیہ تھی جسکا میں شکر نہ ادا کر سکا وہ صبح اٹھ کر اللہ کی یاد میں لگ جاتی تھی اس کی وجہ سے مجھے بھی خدا کی یاد آجاتی تھی۔ طوطئے۔ یہاں سے طوطی کے قصے سے روح کا بیان شروع کیا ہے۔ روح کا ملہم اور جسم سے پہلے مخلوق ہونا مشہور ہے۔

اندرونِ تُست آں طوطی نہاں — عکسِ[1] اُو را دیدہ تو برایں و آں
وہ طوطی تیرے اندر پوشیدہ ہے — تو اس پر اور اُس پر اُس کا عکس دیکھتا ہے

می بَرَد شادیت را تو شاد ازو — می پذیری ظلم را چوں داد ازو
وہ (عکس) تیری خوشی برباد کر رہا ہے تو اس سے خوش ہے — تو اُس کے ظلم کو اِنصاف کی طرح قبول کر رہا ہے

ایکہ جاں از بہرِ تن می سوختی — سوختی جاں را و تن افروختی
اے وہ کہ تو نے جان کو جسم کے لئے جلا دیا ہے — تو نے جان کو جلا دیا اور جسم کو روشن کیا

سوختم من سوختہ خواہد کسے — تا زمن آتش زند اندر خسے
میں جل چکا ہوں، کوئی جلنا چاہے — تو مجھ سے پھونس میں آگ لگالے

سوختہ چوں قابلِ آتش بُوَد — سوختہ بستاں کہ آتش کش بُوَد
جلا ہوا آگ کے قابل کب ہو سکتا ہے؟ — ایسا جلا ہوا لے جو آگ کو قبول کرنے والا ہو

اے دریغا اے دریغا اے دریغ — کانچناں ماہے[2] نہاں شد زیرِ میغ
ہائے افسوس، ہائے افسوس، ہائے افسوس — ایسا چاند اَبر کے نیچے چھپ گیا

چوں زنم دَم کاتشِ دل تیز شد — شیرِ ہجر آشفتہ و خونریز شد
کیسے دم ماروں کیونکہ دل کی آگ تیز ہوگئی ہے — ہجر کا شیر غضبناک اور خونریز ہوگیا ہے

آنکہ اُو ہشیار خود تند ست و مست — چوں بُوَد چوں اُو قدح گیرد بدست
وہ جو کہ ہوش کی حالت میں تند اور مست ہے — اُس کا کیا حال ہوگا جب وہ ہاتھ میں پیالہ تھامے

شیرِ مستے[3] کز صفت بیروں بُوَد — از بسیطِ مرغزار افزوں بُوَد
وہ مست شیر جو اپنے آپ سے باہر ہو — وہ جنگل کے میدان سے بڑھ جاتا ہے

قافیہ اندیشم و دلدارِ من — گویدم مندیش جز دیدارِ من
میں قافیہ کی فکر میں ہوں اور میرا محبوب — مجھ سے کہتا ہے، سوائے میرے دیدار کے کچھ

خوش نشیں اے قافیہ اندیشِ من — قافیہ دولت توئی در پیشِ من
اے میرے قافیہ سوچنے والے! آرام سے بیٹھ — تو میرے روبرو خوش نصیبی کے ہم معنی ہے

حرف چہ بُوَد تا تو اندیشی ازاں — صوت چہ بُوَد خارِ دیوارِ رزاں
حرف کیا ہوتا ہے جو تو اُس کی فکر میں ہے — آواز کیا ہوتی ہے، انگور کی ٹٹی کا کانٹا

حرف و صوت و گفت را برہم زنم — تا کہ بے ایں ہر سہ با تو دم زنم
حرف اور آواز اور بولی کو میں مٹا دیتا ہوں — تاکہ اِن تینوں کے بغیر تجھ سے بات کروں

---

[1] عکس۔ یعنی تم روح کو نہیں دیکھ سکتے ہو اُس کے آثار جو جسم پر طاری ہیں انکو دیکھتے ہو۔ می بَرَد۔ یعنی روح کے عکس میں مشغولیت باعثِ رنج ہے، روح میں مشغول ہونا چاہئے۔ ایکہ۔ انسان تن پروری میں لگتا ہے اور روح کو فنا کرتا ہے۔ سوختم۔ میں عشقِ الٰہی میں اپنے جسم کو جلا چکا ہوں اگر کوئی عشق کی آگ میں جلنا چاہے مجھ سے آگ لے لے۔ سوختہ۔ جو شخص روح کو بالکل فنا کر چکا ہو اُسمیں آتشِ عشق نہیں لگتی ایسا شخص تلاش کرو جو اُس آگ کو قبول کر سکے۔

[2] ماہے۔ یعنی روح۔ میغ۔ یعنی جسم۔ چوں زنم۔ عشقِ الٰہی کا بیان ممکن نہیں رہا۔ آنکہ۔ یعنی میں صحو کی حالت میں بھی عشق کے بیان پر قادر نہیں مستی کی حالت میں کیا بیان کر سکوں گا۔

[3] شیرِ مستے۔ یہ خود مولانا نے اپنی حالت بیان کی ہے۔ قافیہ۔ میں جب شعر کا قافیہ تلاش کرتا ہوں تو محبوب کا تقاضہ ہوتا ہے کہ میرے دیدار کے علاوہ کچھ تلاش نہ کر۔ قافیہ۔ پیچھے آنیوالا، مترادف یعنی قافیہ کی تلاش میں مشاہدہ کی دولت حاصل ہ

[4] نہ رہیگی۔ رزاں۔ رز کی جمع انگور۔ دیوار۔ یعنی ٹٹی جس پر انگور کی بیل چڑھتی ہے، حرف اور آواز چونکہ معانی کے حامل ہوتے ہیں تو انکو انگور کی ٹٹی قرار دیا ہے، جو انگوروں کو قائم رکھتی ہے

[5] حرف۔ یعنی کلام لفظی کو چھوڑ کر کلام نفسی کے ذریعہ ہم کلام ہوتا ہوں جو حروف وغیرہ سے منزہ ہوتا ہے۔

آں دمے[1] کز آدمش کردم نہاں
وہ بات جو آدمؑ سے میں نے پوشیدہ رکھی

با تو گویم اے تو اسرارِ جہاں
اے اسرارِ جہاں! تجھ سے میں کہونگا

آں دمے را کہ نگفتم با خلیل[2]
وہ بات جو میں نے خلیلؑ سے نہ کہی

واں دمے را کہ نداند جبرئیلؑ
اور وہ بات جو جبرئیلؑ (بھی) نہیں جانتا

آں دمے کز وے مسیحاؑ دم نزد
وہ بات جو مسیحاؑ نے نہ کہی

حق ز غیرت نیز بے ما ہم نزد
(اور) اللہ نے غیرت کی وجہ سے (بغیر فنا حاصل کئے ہوئے ہمارے) بھی نہیں کہی

ما چہ باشد در لغت اثبات و نفی
(لفظِ) ماکیا ہے لغت میں اثبات اور نفی (کے معنیٰ) ہیں

من نہ اثباتم منم بے ذات و نفی
میں اثبات نہیں ہوں، میں بے ذات ہوں اور نفی

من کسی[5] در ناکسی دریافتم
میں نے ہستی فنا میں پائی ہے

پس کسی در ناکسی دریافتم
اس لئے ہستی کو فنا میں لپیٹ دیا

بند کن چوں سیل سیلانی کند
بند باندھ لے جب سیلاب طغیانی پر آئے

ورنہ رسوائی و ویرانی کند
ورنہ خرابی اور بربادی کر دے گا

من چہ غم دارم کہ ویرانی بود
میں کیا غم کروں کہ ویرانی ہوگی

زیرِ ویراں گنجِ سلطانی بود
شاہی خزانہ ویرانہ میں ہی ہوتا ہے

غرقِ[6] حق خواہد کہ باشد غرق تر
اللہ میں ڈوبا ہوا چاہتا ہے کہ زیادہ ڈوب جائے

ہمچوں موجِ بحر جاں زیر و زبر
سمندر کی موج کی طرح جان زیر و زبر ہو جائے

زیرِ دریا خوشتر آید یا زبر
دریا کے نیچے بہتر ہوگا یا دریا کے اوپر

تیرِ او دلکش تر آید یا سپر
اس کا تیر زیادہ پسندیدہ ہوگا یا ڈھال

پس زبونِ وسوسہ باشی دلا
اے دل تو وسوسہ کا مارا ہوا ہوگا

گر طرب را باز دانی از بلا
اگر تو نے خوشی اور مصیبت میں فرق کیا

گر مرادت را مذاقِ شکر ست
اگر تیری مراد میں شکر کا مزہ ہے

بیمرادی نے مرادِ دلبر ست
کیا بے مرادی محبوب کی مراد نہیں ہے؟

ہر ستارہ اش خونبہائے صد ہلال
اس کا ہر ستارہ سو چاندوں کا خون بہا ہے

خونِ عالم ریختن او را حلال
عالم کا خون بہانا اس کے لئے درست ہے

ما بہا و خونبہا را یافتیم
ہم نے قیمت اور خون بہا پالیا ہے

جانبِ جاں باختن بشتافتیم
ہم جان کی بازی ہارنے کی طرف دوڑے ہیں

---

[1] آں دمے۔ قرآنِ پاک میں ہے۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی پھر اللہ نے آنحضورؐ کو وحی کی جو بھی کی" اس آیت میں اُن اسرار کی طرف اشارہ ہے جو بغیر حضرتِ جبرئیلؑ کی وساطت کے حضورؐ کو بتائے گئے اور چونکہ وہ اسرار طریقۂ محمدیہ سے متعلق تھے دوسرے انبیاء سے اُن کا کوئی تعلق نہ تھا لہذا وہ اسرار ان کو نہیں بتائے گئے۔ ما۔ لفظِ ما عربی میں دو معنیٰ میں مستعمل ہوتا ہے ایک نفی جس کو مانافیہ کہتے ہیں دوسرے ما موصولہ جو اثبات کے معنیٰ دیتا ہے لیکن جب میں اپنے لئے لفظِ ما بولوں تو نفی کے معنیٰ ہوں گے۔ اسلئے کہ میں اپنی ذات کو فنا کر چکا ہوں اور نفیِ محض ہوں۔

[5] کسی۔ ہستی۔ ناکسی۔ نیستی، فنا۔ تافتن۔ بٹنا۔ موڑنا۔ سیلانی۔ طغیانی۔ ویرانی۔ بربادی، ورنہ، مولانا اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ تجلّی بے حجاب کے سوال سے باز آ وہ اِس عالم میں بربادی کا سبب ہوگی جیسا کہ کوہِ طور کے ساتھ ہوا۔ من چہ غم۔ مولانا فرماتے ہیں مجھے ویرانی کا غم نہیں ہے۔ ویرانہ میں خزانہ ملتا ہے۔

[6] غرق۔ جو شخص مقامِ شہود تک پہونچ گیا وہ تو اور بھی قرب کا متمنی ہوگا اور چاہیگا کہ جسدِ عنصری کا حجاب جلد رفع ہو جائے۔ زیر۔ عشق میں فانی مزید فنا چاہیگا کسی طرح اپنی بقا پسند نہ کریگا۔ گر طرب فانی کو عتاب اور لطف میں یکساں لطف آتا ہے۔ گر مرادت۔ عاشقِ صادق مراد اور بے مرادی کو منشاءِ باری سمجھ کر دونوں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ ہلال۔ یعنی عاشق خمیدہ کمر۔ بہا۔ قیمت خون بہا۔ خون کی قیمت۔ ہر ستارہ۔ یعنی تجلیاتِ باری۔

جملہ شاہاں پستِ[1] پستِ خویش را | جملہ مستاں مستِ مستِ خویش را

تمام بادشاہ اپنے آگے جھکنے والے کے سامنے جھکتے ہیں | اپنے عاشق کے تمام عاشق، عاشق ہوتے ہیں

جملہ شاہاں بردۂ بردہ خود اند | جملہ خلقاں مُردۂ مُردہ خود اند

تمام بادشاہ اپنے غلام کے غلام ہیں | تمام لوگ اپنے مُردہ کے لئے مُردہ ہیں

می شود صیّاد مُرغاں را شکار | تا کُند ناگاہ ایشاں را شکار

شکاری، پرندوں کا شکار بنتا ہے | تاکہ اچانک اُن کا شکار کرے

دلبراں[2] بر بیدلاں فتنہ بجاں | جملہ معشوقاں شکارِ عاشقاں

معشوق، عاشقوں پر دل سے عاشق ہوتے ہیں | تمام معشوق، عاشقوں کا شکار ہوتے ہیں

ہر کہ عاشق دیدیش معشوق دا ں | کو بہ نسبت ہست ہم این و ہم آں

جس کو تو عاشق دیکھے، اُس کو معشوق سمجھ | کیونکہ نسبت کی وجہ سے وہ یہ بھی ہے اور وہ بھی ہے

تشنگاں گر آب جویند از جہاں | آب ہم جوید بعالم تشنگاں

اگرچہ دنیا میں پیاسے پانی تلاش کرتے ہیں | پانی بھی دنیا میں پیاسوں کو تلاش کرتا ہے

چونکہ عاشق اُوست تو خاموش باش | اُو چو گوشت میدہد تو گوش باش

جبکہ وہ عاشق ہے، تو چپ رہ | جب اُس نے تجھے کان دئے ہیں تو ہمہ تن کان بنجا

اے حیاتِ عاشقاں در مُردگی | دل نیابی جز کہ در دلبردگی

اے (طالب!) عاشقوں کی زندگی مرنے میں ہے | دل گم کئے بغیر، تو دل نہ پائے گا

من دلش جُستہ بصد ناز و دلال | اُو بہانہ کردہ با من از ملال

میں نے سو ناز و انداز سے اُسکی دلجوئی کی | اُس نے ناراضی کی وجہ سے مجھ سے بہانہ کر دیا

مَنَش جُستہ بانیاز و بے ملال | اُو بہانہ کردہ از ناز و دلال

میں نے عاجزی سے کسی ملال کے بغیر اُسکی جستجو کی | اُس نے ناز و انداز کی وجہ سے ٹال دیا

گفتم آخر غرق تست ایں عقل و جاں | گفت رَو رَو بر من ایں افسوں مخواں

میں نے کہا یہ عقل اور جان آخر تجھ میں غرق ہے | بولا۔ جا جا مجھ پر جادو نہ چلا

من ندانم آنچہ اندیشیدۂ | اے دو دیدہ دوست را چوں دیدۂ

مجھے معلوم نہیں تو نے کیا سوچ رکھا ہے؟ | اے دوئی والے تو نے دوست کو کیا سمجھ رکھا ہے

اے گرانجاں خوار دیدستی مرا | زانکہ بس ارزاں خریدستی مرا

اے پست ہمت! تو نے مجھے بے قدر سمجھا | اِس لئے کہ تو نے مجھے سستا خریدا ہے

[1] پست۔ جھکنے والا۔ مست۔ عاشق یعنی جب اطاعت کمال کو پہونچ جاتی ہے تو آقا اُس کی بات پر سرِ تسلیم خم کرنے لگتا ہے اور عاشق اپنے عاشقوں سے عشق کرنے لگتا ہے۔ بردہ۔ غلام، مسخر، تابع۔ مُردہ۔ بے جان۔ جملہ۔ یعنی بادشاہ اپنے فرمانبرداروں کے فرمانبردار بنجاتے ہیں اور جس غلام نے مولیٰ کی مرضی میں اپنے آپ کو فنا کر دیا ہو مولیٰ اُسکے لئے فنا ہوتا ہے۔ میشود۔ شکاری شوق میں خود شکار بنتا ہے پھر کہیں شکار اسکے ہاتھ لگتا ہے۔

[2] دلبر۔ معشوق۔ فتنہ بجاں۔ کسی پر مرنے والا۔ ہر کہ۔ عاشقِ صادق، معشوق کے دل میں گھر کر لیتا ہے اِس اعتبار سے وہ معشوق بنجاتا ہے۔ آب جوید۔ نہروں اور دریاؤں میں پانی بہکر پیاسوں کی تلاش کرتا ہے چونکہ عاشق اوست۔ جب حضرتِ حق خود مہربان ہو گئے ہیں اور رؤف و رحیم ہیں تو اب تو ہمہ تن گوش بنجا اور آہ و فریاد چھوڑ دے۔ اے۔ عاشق کی زندگی موت میں مضمر ہے جب تک تو دل کو محبت میں فنا نہ کر دیگا تو وہ حقیقی دل نہ ہوگا۔ دل جستن۔ دل جوئی کرنا۔

[3] ناز و دلال۔ ناز و انداز۔ بہانہ کردن۔ ٹال دینا۔ ملال۔ ناراضی۔ یعنی میں دیدار کا طالب ہوا اُس نے فردائے قیامت پر ٹال دیا۔ ایں افسوں۔ یعنی جان و دل کی زاری دکھا کر دیدار کا طالب نہ بن جب تک تجھے جان و دل کا خیال ہے دیدار کا مستحق نہیں ہے۔ دو دیدہ مم

مم دو دیکھنے والے، چونکہ اُس نے اپنے جان اور دل کی طرف بھی نظر کی اور محبوب کی طرف بھی۔ گرانجاں۔ کاہل، پست ہمت۔ خوار۔ بے قدر۔

ہر کہ او ارزاں[1] خرد ارزاں دہد
جو سستا خریدتا ہے، سستا دے ڈالتا ہے
گوہرے طفلے[1] بقرصِ ناں دہد
ایک بچہ موتی ایک روٹی کی ٹکیا میں دیدیتا ہے

غرقِ عشقے شو کہ غرق ست اندریں
عشق میں ڈوب جا کہ اس میں غرق ہیں
عشقہائے اوّلین و آخریں
اگلے پچھلوں کے عشق

مجملش گفتم نکردم من بیاں
میں نے اُس کو مجملاً بتایا، میں نے تفصیل نہیں کی
ورنہ ہم اَفہام سوزد ہم زباں
ورنہ عقلیں جل جائیں اور زبان بھی

من چو لب گویم لبِ دریا بُوَد
میں جب لب کہتا ہوں (مطلب) لبِ دریا ہوتا ہے
من چو لا گویم مُرادِ اِلّا بُوَد
میں جب لا کہتا ہوں تو الّا مراد ہوتا ہے

من ز شیرینی[2] نشینم رُو ترش
میں مٹھاس سے ترش رُو ہو کر بیٹھ جاتا ہوں
من ز بسیاریِ گفتارم خمش
میں اپنی باتوں کی کثرت کی وجہ سے چپ ہو جاتا ہوں

تاکہ شیرینیِ ما از دو جہاں
تاکہ ہماری مٹھاس دونوں جہان میں
در حجابِ رُو ترش باشد نہاں
تُرش روئی کے پردہ میں پوشیدہ رہے

تاکہ در ہر گوش نایَد ایں سخن
تاکہ ہر کان میں یہ بات نہ آئے
یک ہمی گویم ز صد سِرّ لَدُن
علمِ لدنی کے سَو رازوں میں سے ایک کہہ رہا ہوں

تفسیرِ قولِ حکیم سنائی[3] روّح اللّٰہ روحہٗ

حکیم سنائی کے قول کی تفسیر خدا اُنکی روح کو راحت دے

بہر چہ از راہ وامانی چہ کفر آں حرف و چہ ایماں
جس چیز کی وجہ سے تو راستہ سے بھٹک جائے وہ کلمہ کفر ہوا تو کیا اور ایمان ہوا تو کیا

بہر چہ از دوست دور افتی چہ زشت آں نقش و چہ زیبا
جس سے تم دوست سے دور ہو جاؤ وہ نقش بُرا ہو تو کیا اچھا ہو تو کیا

وفی معنی قولِ النبیّ علیہ السّلام اِنّ سعدًا[4] الغیورٌ وّ انا اغیر منہٗ

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے معنی کہ سعدؓ بیشک غیرتمند ہے اور میں اس سے بھی زیادہ غیرتمند ہوں

واللّٰہ اغیر منّی و من غیرتہٖ حرّم الفواحش ما ظہر منہا وما بطن

اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ غیرتمند ہے اور اللہ نے اپنی غیرت کی وجہ سے تمام کھلی اور ڈھکی بدکاریوں کو حرام قرار دیا ہے

جملہ عالم[5] زاں غیور آمد کہ حق
تمام دنیا اس لئے غیرتمند بنی کہ اللہ تعالیٰ
بُرد در غیرت بریں عالم سبق
غیرت میں اس دنیا پر سبقت لے گیا ہے

[1] ارزاں۔ چونکہ اُس کے دریائے کرم سے دوست اور دشمن سیراب ہو رہے ہیں۔ طفلے۔ بچے کو جب مُفت موتی ملجاتا ہے وہ ایک روٹی کے ٹکڑے میں فروخت کر ڈالتا ہے۔ غرقِ عشقے۔ یہاں سے مولانا کا مقولہ ہے۔

[2] شیرینی۔ یعنی اسرارِ معرفت کی مٹھاس۔ رُو ترش یعنی خاموش، یعنی اسرارِ معرفت سے واقفیت کے باوجود اپنے آپ کو لاعلم ظاہر کرتا ہوں کیونکہ ہر آدمی کے سامنے وہ مضامین بیان نہیں کئے جا سکتے ہیں۔

[3] حکیم سنائی۔ غزنین کے رہنے والے تھے ابتداءً شاعری کی پھر فقر اور تجرید اختیار کر لی آپکا شمار مشہور اولیاء اللہ میں ہے ۵۴۶ھ میں وفات پائی۔ تصوف میں آپکی حدیقۃ الحقیقۃ کتاب بہت مشہور ہے۔ مولانا روم نے اپنی مثنوی میں کئی جگہ اِس کتاب سے اقتباس کیا ہے۔ حکیم سنائی کے مقولہ کا خلاصہ یہ ہے کہ طاعت بھی جنابِ قدس سے دوری کا سبب بنے تو وہ معصیت ہی ہے مثلاً کوئی فرضِ عین جہاد چھوڑ کر نفلی حج کیلئے جائے۔

[4] سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں حدِّ قذف کے سلسلہ میں اُنہوں نے عرض کیا تھا کہ اگر بیوی کو زنا کرتے ہوئے دیکھوں گا تو فوراً قتل کر دونگا چار گواہ لانے کی مجھ میں تاب نہ رہیگی اِس پر آنحضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ مولانا نے اسرار کے بیان کا ترک غیرتِ خداوندی کی وجہ سے کیا ہے۔ لہذا اب غیرتِ خداوندی کا بیان شروع کر دیا ہے۔

[5] جملہ عالم۔ عالم صفاتِ باری کا مظہر ہے تو مخلوق کی غیرت، غیرتِ حق کا پرتو ہے۔

او چو جان و جہاں چوں کالبد [۱]
وہ جان کی طرح ہے اور دنیا جسم کی طرح

کالبد از جان پذیرد نیک و بد
جسم، جان سے نیکی اور بدی قبول کرتا ہے

ہر کہ محرابِ نمازش گشت عین
جس کی نماز کی محراب ذات ہو

سوئے ایماں رفتنش می داں تو شین
اُس کا ایمان کی طرف جانا تو عیب سمجھ

ہر کہ شد مر شاہ را او جامہ دار
جو بادشاہ کا مہتممِ توشہ خانہ ہو

ہست خسراں بہر شاہش اتجار
اُس کا بادشاہ کے لئے تجارت کرنا ٹوٹے کی بات ہے

ہر کہ با سلطاں شود او ہمنشیں
جو بادشاہ کا ہمنشیں ہو

بر درش شستن بود حیف و غبیں
اُس کا دروازہ پر بیٹھنا قابلِ افسوس اور نقصان کی بات ہے

دستِ بوسش چوں رسید از بادشاہ [۲]
جب اُسکو بادشاہ کی دست بوسی حاصل ہو گئی

گر گزیند بوسِ پا باشد گناہ
اگر پابوسی اختیار کرے تو گناہ ہو گا

چوں بیابی دست گردِ پا مگرد
جب تو ہاتھ پالے، پیر کے چکر نہ کاٹ

ہست سر بازی نشانِ مردِ مرد
سر دینا بڑے بہادر کی علامت ہے

گرچہ سر بر پا نہادن خدمت ست
اگرچہ پیروں پر سر رکھ دینا خدمت ہے

پیشِ آں خدمت خطا و زلت ست
(لیکن) اُس خدمت کے مقابلہ میں غلطی اور لغزش ہے

شاہ را غیرت بود بر ہر کہ او
بادشاہ کو اُس پر غیرت آئے گی جو

بو گزیند بعد ازاں کہ دید رو
خوشبو اختیار کرے جبکہ چہرہ دیکھ لیا ہے

غیرتِ حق بر مثل گندم بود
اللہ کی غیرت، گیہوں جیسی ہے

کاہِ خرمن غیرتِ مردم بود
انسانوں کی غیرت بھوسے کی طرح ہے

اصلِ غیرتہا بدانید از الٰہ
غیرتوں کی جڑ خدا سے سمجھو

آں خلقاں فرعِ حق بے اشتباہ
بلاشبہ مخلوق کی غیرت خدا کی غیرت کی شاخ ہے

شرحِ ایں بگذارم و گیرم گلہ [۳]
اِس کی شرح چھوڑتا ہوں شکوہ شروع کرتا ہوں

از جفائے آں نگارے دہ دلہ
اُس دس دل والے محبوب کی جفا کا

نالم ایرا نالہا خوش آیدش
اسلئے روتا ہوں کہ اُسکو رونا اچھا لگتا ہے

از دو عالم نالہ و غم بایدش
دونوں جہاں کی جانب سے اُسکو رونا پسند آتا ہے

چوں ننالم تلخ از دستانِ او
اُسکے ناز و انداز کی وجہ سے کڑوے آنسو کیوں نہ بہاؤں

چوں نیم در حلقۂ مستانِ او
اُس کے عاشقوں کے حلقے میں کیوں داخل ہوں؟

۱ے اگر۔ جسم حرکات و سکنات میں روح کے تابع ہے، اِسی طرح کائنات کے احوال مشیتِ باری کے تابع ہیں۔ محرابِ نماز۔ مرکزِ توجہ۔ عین۔ یعنی ذاتِ باری۔ ایمان۔ یعنی مشاہدہ سے تنزل اختیار کر کے دلائل سے یقین حاصل کرنا غیرتِ رب کا سبب ہے۔ شین۔ عیب۔ جامہ دار۔ بخشی، مہتممِ توشہ خانہ ہو کر کپڑے کا تاجر بنے۔ شستن۔ نشستن، بیٹھنا کا مخفف ہے۔ حیف۔ ظلم، افسوس۔ غبین۔ زیاں کار، یہ غیرت کی تیسری مثال ہے۔

۲ے دستِ بوسش۔ یعنی اعلیٰ مرتبہ چھوڑ کر ادنیٰ مرتبہ اختیار کرنا بھی غیرت کا سبب ہے۔ پیشِ آں۔ یعنی دست بوسی کے مقابلہ میں یہ خدمت کا ادنیٰ درجہ ہے۔ شاہ را غیرت۔ یہ بھی غیرت کی بات ہے کہ دیدار کا موقع ہو تو اُس کو چھوڑ کر خوشبو سونگھنے پر اکتفا کر لے۔ غیرتِ حق۔ یعنی اصل غیرتِ حق ہے اور انسانوں کی غیرت بھوسے کی طرح بے قدر ہے۔

۳ے شرحِ ایں۔ یعنی غیرتِ حق کی تفصیل۔ گلہ۔ شکوہ۔ نگار۔ معشوق۔ دہ دلہ۔ چونکہ حضرتِ حق کی شئون مختلف ہیں لہذا اُسکو دہ دلہ کہا ہے۔ ایرا۔ زیرا، حدیث شریف میں آیا ہے اللہ کو دو قطرے بہت محبوب ہیں ایک وہ قطرہ جو اللہ کے

خوف سے آنکھ سے بہ پڑے ایک وہ خون کا قطرہ جو جہاد میں ٹپک جائے۔ تلخ نالیدن۔ نہایت درد سے رونا۔ دستاں۔ مکر و فریب، ناز و انداز۔ مستاں۔ عشاق۔

چوں نباشم ہمچو شب[1] بے روزِ او | بے وصالِ روئے روز افروزِ او
اُس کے دن کے بغیر میں رات کی طرح کیوں ہو جاؤں | اُس کے، دن کو روشن کرنیوالے چہرہ کے وصال کے بغیر

ناخوشِ او خوش بُوَد در جانِ من | جاں فدائے یارِ دل رنجانِ من
اُسکی جانب سے ناگوار، میری جان کو گوارا ہے | دل دُکھانے والے یار پر میری جان قربان ہے

عاشقم بر رنجِ خویش و دردِ خویش | بہرِ خوشنودی شاہِ فردِ خویش
میں اپنے رنج اور اپنے درد کا عاشق ہوں | اپنے بے مثال شاہ کی خوشنودی کے لئے

خاکِ غم را سُرمہ سازم بہرِ چشم | تا ز گوہر پُر شود دو بحرِ چشم
میں غم کی خاک کا آنکھوں کے لئے سُرمہ بناتا ہوں | تاکہ آنکھوں کے دونوں سمندر موتیوں سے بھر جائیں

اشک کاں از بہرِ او بارند خلق | گوہرست و اشک پندارند خلق
لوگ جو آنسو اس کے لئے بہاتے ہیں | موتی ہیں، لوگ اُنکو آنسو سمجھتے ہیں

من ز جانِ جاں شکایت میکنم | من نیم شاکی روایت[2] میکنم
میں جانِ جاناں کی شکایت کرتا ہوں | میں شاکی نہیں ہوں، بیان کر رہا ہوں

دل ہمی گوید ازو رنجیدہ ام | وز نفاقِ سُست میخندیدہ ام
دل کہتا ہے میں اُس سے رنجیدہ ہوں | کمزور نفاق سے، میں ہنستا ہوں

راستی کُن[3] اے تو فخرِ راستاں | اے تو صدر و من درت را آستاں
اے وہ ذات کہ تو سچوں کا فخر ہے! سیدھا چل | اے وہ کہ تو صدر ہے اور میں تیرے در کی دہلیز ہوں

آستان و صدر در معنیٰ کجاست | ما و من کو آں طرف کو یارِ ماست
حقیقتاً آستاں اور صدر کہاں ہے؟ | جہاں ہمارا یار ہے وہاں "ما و من" کہاں ہے؟

اے رہیدہ جانِ تو از ما و من | اے لطیفہ روح اندر مرد و زن
اے وہ کہ تیری ذات "ما و من" سے آزاد ہے | اے! مرد اور عورت میں لطیفۂ روح

مرد و زن چوں یک شود آں یک توئی | چونکہ یکہا محو شد آنک توئی
مرد و زن جب ایک ہو جائیں وہ ایک تو ہی ہے | جب سب مٹ جائیں اب تو ہی ہے

ایں من و ما بہرِ آں بر ساختی | تا تو با خود نردِ خدمت باختی
اِس "من و ما" کو تو نے اِس لئے بنایا ہے | تاکہ تو خدمت کی بازی کھیلے

تا تو ما و تو زیک جوہر شوی | عاقبت محض چناں دلبر شوی
جب "تو، ما و تو" ایک جوہر بنجائے گا | بالآخر اسی طرح خالص دلبر ہو جائے گا

[1] شب۔ رات۔ یعنی سیاہ بختی۔ روز۔ یعنی دن کی طرح روشن ہے۔ ناخوش معشوق، عاشق کے درد سے اس لئے خوش ہے کہ وہ درد تقاضائے عشق ہے۔ لہٰذا اُسکی خوشی کی خاطر ہم اپنے درد اور رنج سے خوش ہیں۔ اشک یعنی جو آنسو محبوب کی یاد میں بہے وہ موتی ہے۔

[2] روایت۔ یعنی میں اپنے درد کا جو بیان کرتا ہوں وہ بصورت شکایت ضرور ہے لیکن دراصل وہ شکایت نہیں بلکہ ایک واقعہ کو نقل کرتا ہے۔ دل۔ یعنی دل، محبوب سے رنجیدہ ہونیکا اظہار کرتا ہے میں اُس کے اِس نفاق پر ہنستا ہوں اسلئے کہ وہ دل دراصل خوشی محسوس کر رہا ہے۔

[3] راستی کُن۔ یعنی مجھے ناز و کرشمہ نہ دکھا تو صدرِ مجلس ہے میں آستاں جیسا پامال ہوں لہٰذا مجھ پر ظلم کرنا تیری شایانِ شان نہیں ہے۔ آستاں۔ چونکہ پہلے شعر میں محبوب کو صدر اور اپنے آپ کو آستاں کہا تو اِس سے دوئی کی بو آتی جو فنا کے خلاف ہے لہٰذا اب اِسکا تدارک کیا ہے۔ اَے۔ ذاتِ حق واحد ہے یہ ممکنات اسکے عارضی تعینات ہیں وہی ذاتِ واحد لطیفۂ روح ہے جو مردوزن کے عارضی جسم کو قائم کئے ہوئے ہے۔ نک۔ اینک کا مخفف ہے، اب یہ ہے۔ خدمت۔ دنیاوی کاروبار۔ من و ما۔ یعنی جملہ مخلوقات۔

تامن وتو باہمہ یک جاں شوند — عاقبت[١] مستغرق جاناں شوند

جب "من وتو" سب ایک جان ہو جائینگے — انجام کار جاناں میں فنا ہو جائینگے

ایں ہمہ ہست و بیا اے امرِ کُن — اے منزّہ از بیان و از سخن

یہ سب کچھ ہے، اور آجا اے حاکم — اے وہ (ذات) جو بیان اور کلام سے پاک ہے

چشمِ[٢] جسمانی تواند دیدنت — در خیال آرد غم و خندیدنت

جسمانی آنکھ تجھے نہیں دیکھ سکتی ہے — تجھے خیال میں لا سکتا ہے غم اور ہنسنا؟

دل کہ اُو بستہ غم و خندیدن ست — تو بگو کے لائق آں دیدن ست

وہ دل جو غم اور ہنسی سے وابستہ ہے — تو بتا وہ دیدار کے قابل ہے؟

آنکہ اُو بستہ غم و خندہ بُوَد — اُو بدیں دو عاریت زندہ بُوَد

جو غم اور ہنسی سے مقیّد ہو — وہ ان دونوں عارضی چیزوں سے زندہ رہتا ہے

باغِ سبزِ عشق کو بے منتہاست — جز غم و شادی درو بس میوہاست

عشق کا سبز باغ جو دائمی ہے — اُسمیں غم اور خوشی کے علاوہ بہت سے میوے ہیں

عاشقی زیں ہر دو[٣] حالت برترست — بے بہار و بے خزاں سبز و ترست

عاشقی ان دونوں حالتوں سے بلند و بالا ہے — (وہ) بے بہار اور بے خزاں سبز اور تر ہے

دہ زکوٰۃ روئے خود اے خوبرو — شرحِ جان شرحہ شرحہ باز گو

اے (محبوب) خوبرو اپنے مکھڑے کی زکوٰۃ عطا کر — پارہ پارہ جان کی شرح پھر کردے

کز کرشمہ غمزۂ غمّازۂ — بر دلم بنہاد داغِ تازۂ

چغلخور ناز کے انداز سے — اُس نے میرے دل پر تازہ داغ لگا دیا ہے

من حلالش کردم از خونم بریخت — من ہمی گفتم حلال اُو میگریخت

میں نے اس کے لئے حلال کر دیا اگر وہ میرا خون بہائے — میں حلال حلال کہتا رہا وہ گریز کرتا رہا

چوں گریزانی ز نالۂ خاکیاں — غم چہ ریزی بر دلِ غمناکیاں

خاکساروں کے نالہ سے تو کیوں گریزاں ہے؟ — غمگینوں کے دل پر کیوں غم پاشی کرتا ہے!

ایکہ ہر صبحیکہ از مشرق بتافت — ہمچو چشمۂ مشرقت در جوش یافت

اے محبوب! ہر صبح جو مشرق سے نمودار ہوئی — اُس نے مشرق کے سورج کی طرح تجھے تاباں پایا

چہ بہانہ میدہی شیدات را — اے بہانہ شکرِ لبہات را

اپنے عاشق سے تو کیوں بہانے کرتا ہے — اے وہ (محبوب) جسکے ہونٹوں کی شکر کی کوئی قیمت نہیں ہے

[١] عاقبت۔ یعنی یہ ممکنات کے عارضی تعینات ختم ہو جائیں گے تو وہی ذاتِ واحد قیوم باقی رہجائیگی۔ اَمرِ کُن۔ امر کنندہ، حاکم۔ یعنی بیشک ذاتِ واجبُ الوجود ممکنات کے حجاب میں محجوب ہے لیکن میری تمنا یہی ہے کہ بیان و سخن سے گذر کر اُس کی ذات کا مشاہدہ کرلوں۔ [٢] چشمِ جسمانی۔ اب مضمونِ سابق سے گریز کرتے ہیں کہ یہ تمنا غلط ہے یہ ہماری جسمانی آنکھ کب مشاہدہ کر سکتی ہے اور جب تک ہم غم وشادی کے پابند ہیں ہم پر مادی عوارض طاری ہیں کیسے مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ دل۔ یعنی وہ دل جو طبعی کیفیتوں کا مقید ہے وہ دیدار ہی نہیں کر سکتا ہے۔ عاریت۔ مانگی ہوئی چیز جو چندروز اپنے پاس رہتی ہے، یعنی غم وخندہ بے منتہا۔ لافانی، یعنی جب انسان میں لافانی صفات پیدا ہو جائیں گی تب وہ دیدارِ الٰہی کے قابل ہوگا۔ [٣] دو حالت یعنی خزاں اور بہار، باغِ عشق کی تروتازگی لافانی ہے۔ شرحِ جاں۔ یعنی یہ بتا کہ ہماری روح کو کب دیدار میسر آئیگا۔ شرحہ شرحہ ٹکڑے ٹکڑے۔ غمزہ۔ آنکھ کا اشارہ۔ غمّاز۔ چغلخور۔ غمزہ کو غمّاز بھی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ دل کی بات ظاہر کر دیتا ہے۔ داغِ تازہ۔ یعنی نئی تجلّی۔ حلال۔ یعنی میں یہی کہتا رہا کہ میرا خون بہانا حلال ہے مگر وہ خونریزی پر آمادہ نہ ہوا بلکہ گریز کر گیا۔ چشمۂ مشرق۔ آفتاب۔ بہانہ۔ قیمت

ای جہانِ کہنہ را تو جانِ نو
اے (محبوب) پرانی دنیا کی تو تازہ جان ہے

از تنِ بیجان و دل افغان شنو
بے جان اور بے دل جسم کی فریاد سُن لے

شرحِ گل بگذار از بہر خدا
(اے دل) خدا کے لئے پھول کی تشریح چھوڑ

شرحِ بلبل گو کہ شد از گل جدا
اُس بلبل کی تفصیل بتا جو پھول سے جدا ہو گئی ہے

از غم و شادی نباشد جوشِ ما
غم اور خوشی سے ہمارا جوش (وابستہ) نہیں ہے

با خیال و وہم نبود ہوشِ ما
ہمارا ہوش خیال اور وہم سے (وابستہ) نہیں ہے

حالتِ دیگر بود کان نادر است
ایک دوسری ہی حالت ہے جو کمیاب ہے

تو مشو منکر کہ حق بس قادر است
تو منکر نہ بن اللہ بہت قدرت والا ہے

تو قیاس از حالتِ انسان مکن
تو انسان کی حالت پر قیاس نہ کر

منزل اندر جور و در احسان مکن
ظلم و احسان میں ٹھکانہ نہ کر

جور و احسان رنج و شادی حادث است
ظلم اور احسان، رنج اور خوشی سب نوپیدا ہیں

حادثان میرند و حق شان وارث است
نوپیدا چیزیں فنا ہو جاتی ہیں اور اللہ انکا وارث ہے

صبح شد ای صبح را پشت و پناہ
اے صبح کے پشت و پناہ! صبح ہو گئی

عذرِ مخدومی حسام الدین بخواہ
میرے مخدوم حسام الدین سے معذرت کر

عذر خواہِ عقلِ کل و جان توئی
عقلِ کل اور جان سے معذرت چاہنے والا توہی ہے

جانِ جان و تابشِ مرجان توئی
جان کی جان اور مونگے کی چمک تو ہی ہے

تافت نورِ صبح ما از نورِ تو
ہماری صبح کا نور تیرے نور سے چمک اُٹھا

در صبوحی با مئے منصورِ تو
صبح کی شراب نوشی کے وقت، تیری منصور شراب کے ذریعہ

دادۂ حق چون چنین دارد مرا
اللہ کی عطا جب مجھے ایسا بنائے رکھتی ہے

بادہ کہ بود تا طرب آرد مرا
شراب کیا ہوتی ہے جو مجھے مست کرے؟

بادہ در جوشش گدائے جوشِ ماست
شراب، جوش میں ہمارے جوش کی بھکاری ہے

چرخ در گردش فدائے ہوشِ ماست
آسمان، گردش میں ہمارے ہوش پر قربان ہے

بادہ از ما مست شد نے ما ازو
شراب ہم سے مست ہوئی ہے، نہ کہ ہم اُس سے

قالب از ما ہست شد نے ما ازو
جسم ہماری وجہ سے پیدا ہوا ہے نہ کہ ہم اسکی وجہ سے

ما چو زنبوریم و قالب ہا چو موم
ہم شہد کی مکھی کی طرح ہیں اور جسم موم کی طرح

خانہ خانہ کردہ قالب را چو موم
اُس نے جسم کو موم کی طرح خانہ خانہ بنا رکھا ہے

؎ جہانِ کہنہ۔ دنیا میں چونکہ تغیرات ہیں اسلئے اُسکو کہنہ کہا ہے۔ جانِ نو۔ حضرتِ حق، قیّوم ہے لہٰذا وہ عالم کیلئے بمنزلہ جان ہے اور ہر روز اُس کی ایک شان کا ظہور ہوتا ہے۔ شرحِ گل۔ یعنی محبوب کے دیدار کی باتیں ختم کر کے اب عاشق کی مہجوری کا حال سُنا۔ ؎ حالتِ انسان۔ یعنی عشقِ مجازی کی لذت اور تکلیف محبوب کے قہر اور مہر پر موقوف ہے۔ عشقِ حقیقی کو عشقِ مجازی پر قیاس نہ کرنا چاہئے۔ اِس لئے کہ اُس کی کیفیات عوارض سے وابستہ ہیں جو فانی ہیں اور عشقِ حقیقی کا تعلق ذاتِ باری سے ہے جو حیّ و قیّوم ہے۔ صبح شد۔ یعنی تجلیات کی محویت میں سحر ہو گئی اور مثنوی لکھنے میں تاخیر ہوئی لہٰذا اے عشق تجھے حسام الدین سے عذر خواہی کرنی چاہئے۔ جنکی فرمائش اور اصرار پر مثنوی لکھنی شروع کی گئی ہے۔ حسام الدین مولانا کے خاص مرید ہیں جن کا ذکر مولانا بڑی تعظیم سے کرتے ہیں۔ توئی۔ یعنی عشق۔ عقل، جان، مرجان۔ یعنی مونگا۔ مراد مولانا حسام الدین۔ نورِ تو۔ نورِ عشق۔ صبوحی۔ صبح کی شراب۔ ؎ منصور۔ یعنی خدائی مدد سے بہرہ یاب۔ دادۂ حق یعنی عشقِ الٰہی۔ بادہ۔ انگوری شراب یعنی انگوری شراب کا جوش ہماری مستی کے جوش کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ نیز ہمارے وجد اور حال کی گردش آسمان کی گردش سے بڑھی ہوئی ہے۔ ماچو زنبوریم۔ اِس شعر میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ ما سے مراد انسان اور قالبہا سے دیگر مخلوقات مراد ہوں۔ خانہ خانہ کردہ۔ یعنی اپنے تصرف میں لایا۔

بس دراز ست ایں حدیث اے خواجہ گو — تا چہ شد احوالِ آں مردِ[1] نکو
یہ قصہ دراز ہے اے صاحب! بتائیے — اس نیک مرد کے کیا احوال ہوئے؟

رجوع بحکایتِ خواجہ تاجر
خواجہ سوداگر کی حکایت کی طرف رجوع

خواجہ اندر آتش و درد و حنیں — صد پراگندہ ہمی گفت ایں چنیں
خواجہ، آگ اور درد اور رونے کی حالت میں — اسی طرح کی سینکڑوں بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا

گہ تناقض گاہ ناز و گہ نیاز — گاہ سودائے حقیقت گہ مجاز
کبھی متضاد باتیں، کبھی ناز اور کبھی نیاز — کبھی حقیقی پاگل پن اور کبھی بناوٹی

مردِ غرقہ گشتہ جانے میکند — دست را در ہر گیاہے میزند
ڈوبنے والا، جان توڑتا ہے — ہر تنکے پر ہاتھ مارتا ہے

تا کدامیں دست گیرد در خطر — دست و پائے میزند از بیم سر
تاکہ خطرے میں اس کی کوئی دستگیری کرے — سر کے ڈر سے ہاتھ پیر مارتا ہے

دوست دارد دوست ایں آشفتگی — کوشش بیہودہ بہ از خفتگی
اس پریشان حالی کو دوست پسند کرتا ہے — سونے سے لاحاصل کوشش بہتر ہے

آنکہ او شاہ ست او بیکار نیست — نالہ از وے طرفہ کو بیمار نیست
جو شاہ ہے وہ (کبھی) بیکار نہیں ہے — جو بیمار نہیں ہے اس کی آہ وزاری عجیب بات ہے

بہرِ ایں فرمودہ رحمٰن اے پسر — کُلَّ یَوْمٍ ہُوَ فِی شَان اے پسر
اے بیٹا! رحمٰن نے اس لئے فرمایا ہے — اے بیٹا! وہ ہر روز کسی کام میں ہے

اندریں رہ می تراش و می خراش — تا دمِ آخر دمے فارغ مباش
اس راستہ میں کانٹ چھانٹ کرتے رہو — آخری سانس تک کسی وقت خالی نہ رہو

تا دمِ آخر دمے آخر بود — کہ عنایت با تو صاحب سِر بود
مرتے دم تک کوئی وقت ضرور ہو گا — کہ عنایت (خداوندی) تیری ہمراز ہوگی

ہر کہ میکوشد گر مرد و زن ست — گوش و چشمِ شاہِ جاں بر روزن ست
جو بھی کوشش کرتا ہے، خواہ مرد ہو یا عورت — جان کے مالک کے کان اور آنکھیں جھروکے پر لگی ہیں

ایں سخن پایاں ندارد اے عمو — قصۂ طوطی و خواجہ باز گو
اے چچا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے — طوطی اور خواجہ کا قصہ سنا

[1] مردِ نکو- یعنی سوداگر حنین- رونے کی آواز۔ گیاہے۔ مشہور ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ بیم سر- موت کا ڈر۔ دوست- یعنی اللہ تعالےٰ کو کوشش اور سعی پسند ہے اگرچہ نتیجہ اس نے اپنے قبضۂ قدرت میں رکھا ہے۔ شاہ ست- یعنی اللہ تعالیٰ باوجود تمام بے نیازیوں اور صمدیت کے مصروفِ کار ہے۔

[2] نالہ- بدون بیماری کے آہ وزاری جس طرح باعثِ تعجب ہے اسی طرح حضرتِ حق کی بے نیازی کے باوجود مشغولیت باعثِ تعجب ہے۔ رحمٰن- اللہ کا اسم ہے نیز سورۂ رحمٰن بھی مراد ہو سکتی ہے چونکہ یہ آیت اسی سورہ کی ہے۔ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِی شَان یعنی صفاتِ ذات جن کا وہ اظہار کرتا رہتا ہے کسی کو مارتا ہے کسی کو رزق دیتا ہے کسی کو حیات بخشتا ہے۔

[3] تراش و خراش- تراشیدن- بمعنیٰ کاٹنا۔ اور خراشیدن بمعنیٰ چھیلنا سے امر کے صیغے ہیں یہاں کوشش اور سعی مراد ہے۔ آخر- دو جگہ ہے پہلے کے معنیٰ پچھلا اور دوسرے کے معنیٰ یقیناً ہیں۔ ہر کہ- قرآن میں ہے "لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی" میں تم میں سے کسی عمل کرنیوالے کا عمل ضائع نہ کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ گوش- یعنی اللہ تعالیٰ ہر شخص کے اعمال کا سننے اور دیکھنے والا ہے۔

بیروں انداختنِ خواجه طوطیِ مُرده را از قفس و پریدنِ آں

خواجہ کا مُردہ طوطی کو پنجرے سے باہر پھینکنا اور اُس کا اُڑ جانا

بعد از انش از قفس بیروں فگند
اُس کے بعد اُس کو پنجرے سے باہر پھینکا
طوطیک پرّید تا شاخِ بلند
طوطی بلند شاخ پر اُڑ گئی

طوطیِ مُرده چناں پرواز کرد
مُردہ طوطی نے اس طرح اُڑان بھری
کافتاب از شرق ترکی تاز[1] کرد
جیسے سُورج مشرق سے دوڑ دھوپ کرتا ہے

خواجه حیراں گشت اندر کارِ مرغ
پرندے کے کام سے خواجہ حیران ہو گیا
بے خبر ناگه بدید اسرارِ مُرغ
اچانک، بے خبر اس نے پرندے کے راز دیکھے

روئے بالا کرد و گفت اے عندلیب
اوپر منہ اٹھایا اور بولا اے بُلبل!
از بیانِ حالِ خود مارا دِه نصیب
اپنے حال کے بیان سے ہمیں حصّہ دے

اُو چه کرد آنجا که تو آموختی
اُس نے وہاں کیا کیا جو تو نے سیکھ لیا
چشمِ ما از مکرِ خود بر دوختی
اپنی تدابیر سے تو نے ہماری آنکھیں بند کر دیں

ساختی مکرے و مارا سوختی
تو نے مکر کیا اور ہمیں جلا ڈالا
سوختی مارا و خود افروختی
ہمیں جلا دیا اور خود کو روشن کر لیا

گفت طوطی کو بفعلم پند داد
طوطی نے کہا کہ اُس نے عمل سے مجھے نصیحت کی
که رها کُن نطق و آواز و گشاد
کہ بول چال اور خوشی کو ترک کر دے

زانکه آوازت[2] ترا در بند کرد
کیونکہ تیری آواز نے تجھے قید کرا دیا
خویش اُو مُرده پئے ایں پند کرد
اُس نے اس نصیحت کیلئے اپنے آپکو مُردہ بنا لیا

یعنی اے مطرب شده با عام و خاص
یعنی اے خاص و عام کو مست کرنیوالے
مُرده شو[3] چوں من که تا یابی خلاص
میری طرح مردہ بنجا تاکہ نجات پائے

دانه باشی مرغکانت بر چنند
دانہ بنے گا تو پرندے تجھے چُگ لیں گے
غنچه باشی کودکانت بر کَنند
کلی بنے گا تو بچّے تجھے نوچ لیں گے

دانه پنہاں کُن بکلّی دام شو
دانے کو چھپا، بالکل جال بنجا
غنچه پنہاں کُن گیاهِ بام شو
کلی کو چھپا لے محل کا سبزہ بنجا

هر که داد اُو حُسنِ خود را در مزاد
جس نے اپنے حُسن کو بڑھایا
صد قضائے بد سوئے اُو رُو نهاد
سینکڑوں آفتوں نے اُس کا رخ کیا

---

[1] ترکی تاز۔ ترکتاز یعنی ترکوں کی طرح دوڑ دھوپ کرنا۔ عندلیب۔ بُلبل۔ نصیب۔ حصّہ۔ بفعل پند دادن۔ عملی طور پر نصیحت کرنا۔ رہا کردن۔ چھوڑنا۔ گشاد۔ انبساط، خوشی۔

[2] آوازت۔ طوطی کی خوش الحانی گرفتاری کا سبب بنتی ہے۔ ایں پند پہلے گذرا ہے کہ تاجر کی طوطی نے جنگل کی طوطی سے اپنی نجات کی راہنمائی چاہی تھی تو جنگل کی طوطی نے مر کر اس کو تعلیم دی کہ خاموشی نجات کا سبب ہے۔

[3] یعنی۔ مر کر اُس نے یہ سمجھایا تھا کہ مر کر تیری خوش بیانی ختم ہوگی تو تجھے نجات ملیگی۔ دانہ باشی۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنی انسان کی نمود اسکی تباہی ہے۔ مزاد۔ زیادتی۔ قضا۔ آفت۔ رُو نہادن۔ متوجہ ہونا۔

چشمہا و خشمہا و رشکہا ۔۔۔ بر سرش بارد چو آب از مشکہا

آنکھیں اور غصے اور رشک ۔۔۔ اُس پر اِس طرح برس پڑیں گے جیسے مشک سے پانی

دشمناں او را ز غیرت مے درند ۔۔۔ دوستاں ہم روزگارش میبرند

دشمن، حسد سے اُسے پھاڑ ڈالیں گے ۔۔۔ دوست بھی اُس کا وقت ضائع کریں گے

آنکہ غافل بود از کشتِ بہار ۔۔۔ او چہ داند قیمتِ ایں روزگار

جو موسمِ بہار کی کھیتی سے غافل ہو ۔۔۔ وہ اُس وقت کی قیمت کیا جانے

در پناہِ لطفِ حق باید گریخت ۔۔۔ کو ہزاراں لطف بر ارواح ریخت

اللہ کی مہربانی کی پناہ میں آنا چاہیئے ۔۔۔ جس نے روحوں پر ہزاروں مہربانیاں برسائی ہیں

تا پناہے یابی آنگہ چہ پناہ ۔۔۔ آب و آتش مر ترا گردد سپاہ

اُس وقت تک کہ تو پناہ حاصل کرلے اور پناہ بھی کیسی ۔۔۔ کہ پانی اور آگ تیرے سپاہی بن جائیں

نوح و موسیٰ را نہ دریا یار شد ۔۔۔ نے بر اعداشاں بکیں قہار شد

کیا نوح اور موسیٰ (علیہما السلام) پر دریا مہربان نہیں ہوا؟ ۔۔۔ کیا اُنکے دشمنوں پر اُس نے قہر نہیں ڈھایا؟

آتش ابراہیم را نے قلعہ بود ۔۔۔ تا بر آورد از دلِ نمرود دود

کیا آگ ابراہیم (علیہ السلام) کے لئے قلعہ نہیں بنی؟ ۔۔۔ یہانتک کہ نمرود کے دِل سے دھواں اُٹھا دیا

کوہ یحییٰ را نہ سوئے خویش خواند ۔۔۔ قاصدانش را بزخمِ سنگ راند

کیا پہاڑ نے یحییٰ علیہ السلام کو اپنی طرف نہیں بلایا؟ ۔۔۔ اور اُن کا قصد کرنیوالوں کو پتھر مار کر بھگایا؟

گفت اے یحییٰ بیا در من گریز ۔۔۔ تا پناہت باشم از شمشیر تیز

اُس نے کہا اے یحییٰ! آ مجھ میں بھاگ آ ۔۔۔ تاکہ تیز تلوار سے تیری پناہ بنوں

وداع کردن طوطی خواجہ را و پند دادن و پریدن

طوطی کا خواجہ کو رخصت کرنا اور نصیحت کرنا اور اُڑ جانا

یک دو پندش داد طوطی بے نفاق ۔۔۔ بعد ازاں گفتش سلام الفراق

طوطی نے اُس کو مخلصانہ دو ایک نصیحتیں کیں ۔۔۔ اُس کے بعد اُس نے کہا، سلام ہے، الفراق

الوداع اے خواجہ کردی مرحمت ۔۔۔ کردی آزادم ز قید و مظلمت

الوداع اے خواجہ! تو نے کرم کیا ۔۔۔ مجھے قید اور تاریکی سے آزاد کردیا

الوداع اے خواجہ رفتم تا وطن ۔۔۔ ہم شوی آزاد روزے ہمچو من

اے خواجہ الوداع، میں وطن کو جاتی ہوں ۔۔۔ تو بھی میری طرح کسی دن آزاد ہو جائے

---

۱ روزگارش می برند۔ اوقات ضائع کرینگے۔ کشت۔ کھیتی۔ بہار۔ موسم بہار۔ او چہ داند دنیا آخرت کی کھیتی ہے اگر یہاں بیج نہ بوؤ گے تو آخرت میں نہ کاٹ سکوگے۔ در پناہِ حق۔ انسانوں سے خلوت اختیار کرکے اللہ سے دوستی جوڑنی چاہیئے۔

۲ چہ پناہ۔ خدا کی پناہ۔ وہ پناہ ہے جس کے ذریعہ کائنات خادم بنجاتی ہے

شعر

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

نوح و موسیٰ۔ طوفان آیا جو حضرت نوحؑ کی نجات اور دشمنوں کی تباہی کا سبب بنا۔ دریائے نیل نے فرعون کو ڈبو دیا حضرت موسیٰؑ کو نجات دلائی۔ قلعہ۔ یعنی پناہ گاہ۔ دود از دل بر آوردن۔ حسرت زدہ بنانا، محروم کرنا۔

۳ نمرود۔ وہی ظالم بادشاہ ہے جس نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈلوایا تھا۔ یحییٰ۔ مشہور ہے کہ حضرت یحییٰؑ کو قوم نے جب قتل کرنیکا ارادہ کیا تو ایک پہاڑ نے اُن کو اپنے اندر پناہ دی اور جب قوم اُنکے تعاقب میں پہونچی تو اسی پہاڑ کے پتھروں نے اُس قوم کو ہلاک کردیا وداع کردن۔ رخصت کرنا۔ الوداع الفراق۔ یہ دونوں کلمے جدائی کے م

م وقت بولے جاتے ہیں۔ مظلمت۔ اندھیرا آزاد۔ یعنی دنیوی علائق کے پنجرے سے۔

خواجہ گفتش فی امانَ اللہ برو[1] | مر مرا اکنوں نمودی راہِ نو
خواجہ نے اُس سے کہا فی امان اللہ جا | تو نے مجھے اب نئی راہ دکھا دی

سوئے ہندوستانِ اصلی رُو نہاد | بعدِ شدّت از فرح دل گشت شاد
اصلی وطن ہندوستان کی طرف اُس نے رُخ کیا | سختی کے بعد خوشی سے اُس کا دل خوش ہو گیا

خواجہ باخود گفت ایں پندِ من ست | راہِ اُو گیرم کہ ایں رہ روشن ست
خواجہ نے اپنے آپ سے کہا یہ میرے لئے نصیحت ہے | اُس کا راستہ اختیار کروں گا، یہ راستہ واضح ہے

جانِ من کمتر ز طوطی کے بُوَد | جاں چنیں باید کہ نیکو پے بُوَد
میری جان طوطی سے کیا کم ہے | ایسی جان چاہیے جو نیک قدم ہو

مضرّتِ تعظیمِ خَلق وَانگشت نما شدن
لوگوں کی تعظیم اور شہرت کی مضرت

تن قفس شکل ست زاں شد خارِ جاں[2] | از فریبِ داخلان و خارجاں
جسم، پنجرے کی طرح ہے، اسی وجہ جان کیلئے کانٹا ہے | اندرونی اور بیرونی لوگوں کے مکر کی وجہ سے

اینش گوید من شوم ہمرازِ تو | وانش گوید نے منم انبازِ تو
یہ اس کو کہتا ہے میں تیرا ہمراز بنتا ہوں | اور وہ اُس سے کہتا ہے نہیں میں تمہارا ساتھی ہوں

اینش گوید نیست چوں تو در وجود | در کمال و فضل و در احسان و جود
یہ اس سے کہتا ہے تجھ جیسا کوئی موجود نہیں ہے | کمال اور فضل اور احسان اور سخاوت میں

آنش گوید ہر دو عالم آنِ تست | جملہ جانہائے ما طفیلِ جانِ تست
وہ اُس سے کہتا ہے دونوں جہاں تیری ملکیت میں | ہم سب کی جانیں تیری جان کی طفیلی ہیں

اینش گوید گاہِ عیش و خرّمی | آنش گوید گاہِ نوش و ہمدمی
یہ اُس سے کہتا ہے، عیش اور خوشی کا وقت ہے | وہ اُس سے کہتا ہے - پینے پلانے اور یاری دوستی کا وقت ہے

اُو چو بیند خلق را سرمستِ خویش | از تکبّر میرود از دستِ خویش
وہ جب لوگوں کو اپنا شیدائی دیکھتا ہے | تکبّر کی وجہ سے آپے سے باہر ہو جاتا ہے

اُو نداند کہ ہزاراں را چو او | دیو افگندست اندر آبِ جو
وہ نہیں سمجھتا کہ اُس جیسے ہزاروں کو | شیطان نے نہر کے پانی میں پھینک دیا ہے

لُطف و سالوسِ جہاں خوش لقمہ ایست | کمترش خور کو پُر آتش لقمہ ایست
دنیا کی مہربانی اور مکاری مزیدار نوالہ ہے | اُس کو نہ کھا کیونکہ وہ آگ بھرا ہے

---

[1] فی امان اللہ - اللہ کی حفاظت میں یہ کلمہ بھی رخصت کرتے وقت بولا جاتا ہے - اصلی - وطنِ محذوف کی صفت ہے. فرح - خوشی - انگشت نما شدن - مشہور ہونا -

[2] اینش - جلوت کی جو مُضرّتیں ہیں اُنکا بیان ہے

شعر:
مل کے یاروں سے ہوا شوقِ گناہ
آدمی کا آدمی شیطان ہے

انباز - شریک - ساتھی - جود سخاوت - دیو - شیطان - سالوس - مکروفریب -

آتشش[1] پنہاں و ذوقش آشکار
اُسکی آگ ڈھکی ہوئی ہے اور مزا کھلا ہوا ہے
دُود اُو ظاہر شود پایانِ کار
اُس کا دھواں آخر میں ظاہر ہوتا ہے

تو مگو تا مدح را من کے خرم
تو یہ نہ کہہ خوشامد کا میں کب خریدار ہوں؟
از طمع می گوید اُو من پے برم
مجھے معلوم ہے وہ لالچ کی وجہ سے کہہ رہا ہے

مادحت گر ہجو گوید بر ملا
تیری تعریف کرنیوالا، اگر کھلم کھلا برائی کرے
روزہا سوزد دلت زاں سوزہا
اُن سوزشوں سے تیرا دل عرصہ تک جلیگا

گرچہ دانی کو ز حرماں گفت آں
اگرچہ تو جانتا ہے کہ اُس نے محروم رہنے کی وجہ سے وہ کہا ہے
کاں طمع کہ داشت از تو شد زیاں
کیونکہ وہ لالچ جو اُسکو تجھ سے تھا، نہ ملا

آں اثر میماندت در اندروں[2]
اُس کا اثر تجھ میں رہیگا
در مدیح ایں حالتے ہست آزموں
تعریف میں (بھی) یہ حالت معیار ہے

آں اثر ہم روزہا باقی بُود
وہ اثر بھی عرصہ تک باقی رہتا ہے
مایۂ کبر و خداعِ جاں شود
جو جان کے تکبر اور دھوکے کا سرمایہ بنتا ہے

نیک بنماید چو شیریں ست مدح
تعریف چونکہ میٹھی ہے، اچھی لگتی ہے
بد نماید زانکہ تلخ افتاد قدح
برائی چونکہ کڑوی ہے بری لگتی ہے

ہمچو مطبوخ ست و حب کاں را خوری
(وہ برائی) مسہل اور گولی کی طرح ہے جو تو کھاتا ہے
تا بدیرے شورش و رنج اندری
جس کی شورش اور تکلیف دیر تک تجھ میں رہتی ہے

ور خوری حلوا بُود ذوقش دمے
اگر تو حلوا کھائے اُس کا مزا تھوڑی دیر رہتا ہے
ایں اثر چوں آں نمی پاید ہمے
اُسکا اثر بھی اُس کے اثر کی طرح پائیدار نہیں ہے

چوں نمی پاید ہمی ماند نہاں
چونکہ (حلوے کا ذائقہ منہ میں) نہیں ٹھہرتا ہے چھپا رہتا ہے
ہر ضدے[3] را تو بضدِ آں بداں
ہر ایک ضد کو دوسری ضد سے پہچان لے

چوں شکر ماند نہاں تاثیر اُو
چونکہ شکر کی تاثیر پوشیدہ رہتی ہے
بعد چندے دُمّل آرد نیش جو
چند دن بعد قابلِ نشتر پھوڑا پیدا کر دیتی ہے

ور حب و مطبوخ خوردی اے ظریف
اے خوش مزاج! اگر تو گولی اور مسہل پئے
اندروں شد پاک از اخلاطِ کثیف
گندے مواد سے تیرا باطن پاک ہو جائے

نفس از بس مدحہا فرعون شد
نفس تعریفوں سے فرعون بنگیا
کُن ذلیل النفس ھونًا لا تسُد
تو مُتکبر مزاج خاکسار بنجا، سرداری نہ چاہ

[1] آتشش۔ مدح سرائی سے انسان ابتداءً لطف اندوز ہوتا ہے۔ لیکن انجام تباہی ہے۔ تو مگو۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ لوگوں کی غلط مدح سرائی سے ہم پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مولانا اسکی تردید کرتے ہیں کہ ضرور اثر ہوتا ہے جو تمہارے لئے غیر محسوس ہے۔ گرچہ دانی۔ یعنی تم خود سمجھتے ہو کہ چونکہ تم نے اُسے محروم کیا ہے اِس لئے برائی کر رہا ہے لیکن اُس کی برائی سے متاثر ہوتے ہو۔

[2] اندروں۔ باطن، قلب۔ مدیح۔ مدح، تعریف۔ خِداع۔ مکر و فریب۔ قدح۔ عیب جوئی، طعنہ زنی۔ مطبوخ۔ پکا ہوا یعنی مسہل کی دوا جو پکا کر پلائی جاتی ہے۔ حَب۔ گولی۔ تا بدیرے۔ مسہل کا اثر سارے دن رہتا ہے۔ پیٹ میں مروڑ ہوتا رہتا ہے اور دست آتے رہتے ہیں۔ ایں۔ حلوے کا ذائقہ۔ آں۔ مسہل کا اثر۔

[3] ہر ضدے۔ ایک ضد کو دوسری ضد سے پہچانا جاتا ہے۔ جب کڑوی دوا کا اثر دیر تک رہتا ہے تو شکر کا بھی اثر دیرپا ہوگا۔ چوں شکر۔ شکر کا اندرونی اثر یہ ہوگا کہ اُس سے پھوڑے پیدا ہونگے جن پر شگاف لگانیکی ضرورت پڑیگی۔ ظریف۔ خوش مزاج۔ اَخلاط۔ خِلط کی جمع ہے۔ جسم کا مادہ۔ کثیف۔ گندا مواد ہے۔ ذلیل النفس۔ متکبر مزاج۔ ھُونًا۔ خاکساری۔ لا تسُد۔ سردار نہ بن، سیادت کا طالب نہ ہو۔

تا توانی بندہ شو سلطاں مباش
جب تک ہو سکے خادم بن بادشاہ نہ بن
زخم کش چوں گوئے شو چوگاں مباش
گیند کی طرح چوٹ برداشت کرنیوالا بن بلا نہ بن

ورنہ چوں لطفت نماند وین جمال
ورنہ جب تیری مہربانی اور حسن نہ رہیگا
از تو آید آں حریفاں را ملال
اُن دوستوں کے تجھسے دل بھر جائینگے

آں جماعت کت ہمی دادند ریو
وہی لوگ جو تجھے دھوکا دیتے تھے
چوں ببینندت بگویندت کہ دیو
جب تجھے دیکھیں گے تجھے بھوت کہیں گے

جملہ گویندت چو بینندت بدر
جب تجھے دروازہ پر دیکھیں گے سب تجھے کہیں گے
مردہ از گورِ خود بر کردہ سر
مردہ اپنی قبر سے نکل آیا ہے

ہمچو امرد کہ خدا نامش کنند
امرد (لڑکے) کی طرح کہ اس کو خدا کہتے ہیں
تا بداں سالوس در دامش کنند
تاکہ اِس مکاری سے اُسکو جال میں پھانس لیں

چوں بہ بدنامی بر آید ریش او
جب بدنامی کے ساتھ اُس کی داڑھی نکل آئی
دیو را ننگ آید از تفتیش او
اُس کے احوال معلوم کرنے سے شیطان کو بھی ذلت محسوس ہوتی ہے

دیو سوئے آدمی شد بہر شر
شیطان شر پھیلانے آدمی کی طرف آتا ہے
سوئے تو ناید کہ از دیوی بتر
تیری جانب نہیں آتا، کیونکہ تو شیطان سے بدتر ہے

تا تو بودی آدمی دیو از پیت
جب تک تو آدمی تھا شیطان تیرے پیچھے
میدوید و میچشانید از میت
دوڑتا تھا اور تجھے شراب پلاتا تھا

چوں شدی در خوئے دیوی استوار
جب تو شیطنت میں پختہ کار ہوگیا
میگریزد از تو دیو اے نابکار
اے نالائق! شیطان تجھ سے بھاگتا ہے

آنکہ اندر دامنت آویخت او
جو تیرے دامن سے چمٹا ہوا تھا
چوں چنیں گشتی ز تو بگریخت او
جب تو ایسا ہوگیا وہ تجھے بھاگ گیا

تفسیر ماشاء اللہ کان وما لم یشا لم یکن

جو اللہ نے چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا کی تفسیر

اینہمہ گفتیم لیک اندر بسیچ
یہ سب کچھ ہم نے کہا لیکن ارادہ میں
بے عنایات خدا ہیچیم ہیچ
خدا کی عنایتوں کے بغیر ہم ہیچ اور ہیچ ہیں

بے عنایات حق و خاصانِ حق
اللہ اور اللہ کے مخصوص بندوں کی عنایتوں کے بغیر
گر ملک باشد سیہ ہستش ورق
اگر فرشتہ (بھی) ہے تو اُسکا نامۂ اعمال سیاہ ہے

گوی - گیند، گیند بلّے کی چوٹ کھاتی ہے - چوگاں - بلّا، گیند پر ضرب لگاتا ہے - ورنہ - وہی خوشامدی تجھ سے بھاگیں گے - کت - کہ ترا۔ ریو - فریب، دھوکا - دیو - شیطان - بھوت۔ بدر - بر در - دروازہ پر۔ ۲ امرد - نوخیز لڑکا - خدا - یعنی اس کے چاہنے والے اس کو دل وجان کا مالک بتاتے تھے - بدنامی - عاشقوں کی صحبت کی وجہ سے - دیوی بتر - تو شیطان سے بھی بڑا شیطان ہے - از پیت - از پے تو - میت - ترا مے می چشانید - آنکہ - شعر
بوقتِ تنگدستی آشنا بیگانہ می گردد
صراحی چوں شود خالی جدا پیمانہ می گردد
۳ ماشاء اللہ - جو اللہ نے چاہا، اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ خدا کی مشیت اور ارادہ سے اُس کی مراد جدا نہیں ہو سکتی جو خدا چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے - بسیچ - بروزنِ سریش - قصد و ارادہ - ہیچ - ناچیز - خاصانِ حق - انبیاء اور مرسلین - ورق - نامۂ اعمال -

اے خدا اے قادرِ بیچون[1] و چند — از تو پیدا شد چنیں قصرِ بلند
اے خدا! اے قدرت والے کیفیت اور کمیت سے پاک — اس قدر بلند محل تجھ سے بنا ہے

واقفی بر حالِ بیرون و درون — بے کم و بے بیش و بے چندی و چون
تو ظاہری اور باطنی حالت سے واقف ہے — تو بلا کمی اور زیادتی کے اور کمیت اور کیفیت کے

اے خدا اے فضلِ تو حاجت روا — با تو یادِ ہیچ کس نبود روا
اے خدا! اے وہ ذات کہ تیری عنایت حاجت روا ہے — تیرے سامنے کسی کی یاد درست نہیں ہے

ایں قدر ارشادِ تو بخشیدۂ — تا بدیں بس عیبہا پوشیدۂ
اسقدر رہنمائی تو نے بخشی ہے — جس سے تو نے بہت سے عیب ڈھک دیئے ہیں

قطرۂ[2] دانش کہ بخشیدی ز پیش — متصل گرداں بدریاہائے خویش
پہلے سے تو نے جو علم کا قطرہ بخشا ہے — اُس کو اپنے دریاؤں سے ملا دے

قطرۂ علم ست اندر جانِ من — وارہانش از ہوا و ز خاکِ تن
میری جان میں علم کا ایک قطرہ ہے — اُسکو خواہش اور جسم کی مٹی سے بچا دے

پیش ازیں کیں خاکہا خسفش کند — پیش ازیں کیں بادہا نشفش کند
اس سے پہلے کہ یہ مٹیاں اُسکو دھنسا لیں — اس سے پہلے کہ یہ ہوائیں اُسکو سکھائیں

گرچہ چوں نشفش کند تو قادری — کِش ازیشاں وا ستانی و اخری
اگرچہ تو اس پر قادر ہے کہ جب وہ اُسکو سکھا لیں — کہ اُس کو تو اُنسے واپس لے لے

قطرۂ کو در ہوا شُد یا کہ ریخت — از خزینۂ قدرتِ تو کے گریخت
وہ قطرہ جو ہوا میں اُڑ گیا یا بہہ گیا — تیری قدرت کے خزانے سے کب بھاگ سکتا ہے

گر در آید در عدم یا صد عدم — چوں بخوانیش اُو کند از سر قدم
اگر وہ عدم یا سَو عدموں میں بھی آجائے — جب تو اُسے بُلائے وہ سَر کے بل آجائے

صد ہزاراں[3] ضد ضدرا می کُشد — باز شاں فضلِ تو بیروں می کشد
لاکھوں متضاد چیزیں متضاد چیزوں کو فنا کرتی ہیں — پھر تیرا فضل اُنکو باہر نکال لاتا ہے

از عدمہا سوئے ہستی ہر زماں — ہست یارب کارواں در کارواں
ہر وقت عدموں سے وجود کی طرف — اے خدا! قافلہ در قافلہ (رواں) ہے

خاصہ ہر شب جملہ افکار و عقول — نیست گردد غرق در بحرِ نغول
خصوصاً ہر رات تمام فکریں اور عقلیں — نیند کے سمندر میں غرق ہو کر معدوم ہو جاتی ہیں

---

[1] بیچوں۔ وہ ذات جسکی حقیقت دریافت نہ کیجا سکے چند۔ مقدار۔ قصرِ بلند۔ آسمان۔ روا۔ برلانے والا، جائز۔ ارشاد۔ رہنمائی، ہدایت۔

[2] قطرۂ دانش۔ انسان کا علم اللہ کے علم کی نسبت سے سمندروں کے اعتبار سے ایک قطرہ بھی نہیں ہے۔ خسف۔ زمین کا کسی چیز کو اپنے اندر دھنسا لینا۔ نشف۔ خشک کرنا کِش۔ کہ اورا واستاندن۔ واپس لینا۔ واخریدن۔ اپنی چیز کو واپس خرید لینا۔

[3] صد ہزاراں۔ دنیا میں تنازع للبقاء کا عمل جاری ہے اشیاء فنا ہو جاتی ہیں قدرت پھر انکو پیدا کرتی ہے۔ خاصہ۔ جس طرح موجوداتِ خارجی معدوم سے موجود ہوتے ہیں اسی طرح خیالات کا بھی حال ہے۔ نغول۔ بفتحتین ژرف۔ گہرا۔

بازِ وقتِ صبح چوں اللّٰہیاں
پھر صبح کو خدا پرستوں کی طرح

بر زنند از بحر سر چوں ماہیاں
مچھلیوں کی طرح سمندر سے سر ابھارتی ہیں

در خزاںؔ بیں صد ہزاراں شاخ و برگ
خزاں (کے موسم) میں لاکھوں شاخیں اور پتے

از ہزیمت رفتہ در دریائے مرگ
شکست کھا کر موت کے دریا میں چلے جاتے ہیں

زاغ پوشیدہ سیہ چوں نوحہ گر
کوے نے نوحہ گر کی طرح سیاہ لباس پہنا ہے

در گلستاں نوحہ کردہ بر خضر
باغ میں سبزہ پر نوحہ کرتا ہے

باز فرماں آید از سالارِ دہ
پھر ربّ العالمین کی جانب سے حکم آتا ہے

مر عدم را کانچہ خوردی باز دہ
عدم کیلئے، کہ جو کچھ تو نے کھایا ہے واپس دے

آنچہ خوردی وادہ اے مرگِ سیاہ
اے کالی موت! جو تو نے کھایا ہے، واپس دے

از نبات و ورد و از برگ و گیاہ
پودے اور گلاب اور پتے اور گھاس

اے برادر عقل یکدم با خود آر
اے بھائی! تھوڑی دیر ہوش سنبھال

دمبدم در تو خزان ست و بہار
تجھ میں (بھی) ہر وقت خزاں اور بہار ہے

اے برادر یکدم از خود دور شو
اے بھائی! تھوڑی دیر کیلئے خودی چھوڑ دے

با خود آ و غرقِ بحرِ نور شو
ہوش میں آ، اور نور کے سمندر میں ڈوب جا

باغِ دل را سبز و تر و تازہ بیں
دل کے باغ کو سبز اور تر و تازہ دیکھ

پُر ز غنچہ و ورد و سرو و یاسمیں
غنچہ اور گلاب اور سرو اور چنبیلی سے

ز انبُہیِ برگ پنہاں گشتہ شاخ
پتّوں کی کثرت سے شاخیں ڈھکی ہوئی ہیں

ز انبُہیِ گُل نہاں صحرا و کاخ
پھولوں کی کثرت سے جنگل اور محل ڈھکے ہوئے ہیں

ایں سخنہائیکہ از عقلِ کُل ست
یہ باتیں، جو عقلِ کل کی جانب سے ہیں

بوئے آں گلزار و سرو و سنبل ست
سرو اور سنبل کے چمن کی خوشبو ہیں

بوئے گُل دیدی کہ آنجا گُل نبود
جس جگہ پھول نہ تھا تو نے پھول کی خوشبو سونگھی

جوشِ مُل دیدی کہ آنجا مُل نبود
تو نے شراب کا نشہ اس جگہ دیکھا ہے جہاں شراب نہ تھی

بُو قلاوز ست و رہبر مر ترا
خوشبو تیری راہنما اور رہبر ہے

مے برد تا خلد و کوثر مر ترا
تجھے جنت اور کوثر تک لیجائے گی

بُو دوائے چشم باشد نور ساز
خوشبو نور پیدا کرنیوالی، آنکھ کی دوا ہے

شد ز بوئے دیدۂ یعقوبؑ باز
خوشبو سے حضرت یعقوبؑ کی آنکھیں کھل گئیں

سلہ در خزاں۔ موسمِ خزاں میں شاخیں اور پتے فنا ہو جاتے ہیں اور کوے گویا اُن پر نوحہ گری کرتے ہیں اور قدرت پھر اُن کو پیدا کر دیتی ہے۔ سالارِ دہ ربّ العالمین۔ نبات۔ زمین سے اُگنے والی چیزیں ورد۔ پھول۔ گلاب۔ اے برادر۔ انسان کے نفس میں خزاں یہ ہے کہ تعلقاتِ کونیہ سے وہ متعلق ہو اور بہار یہ ہے کہ معارفِ وجدانیہ سے سرفراز ہو۔

سلہ ایں سخنہائے۔ یہ مضامین جو بتائے جا رہے ہیں یہ اسی باطنی گلزار کی مہک ہے۔ عقلِ کُل یعنی ذاتِ باری تعالےٰ۔ مُل۔ شراب۔ جوشِ مُل مستی۔ مُل نبود۔ یعنی شراب کے بغیر مستی ممکن نہیں اور گُل کے بغیر خوشبو ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا ان مضامین میں جوش اور خوشبو لامحالہ باطنی شراب اور باطنی گلزار کا فیض ہے۔

سلہ بُو۔ خوشبو، باطنی گلزار کی خوشبو جنت اور کوثر کی رہنمائی کرتی ہے۔ قلاوز۔ بدرقہ، جو شخص لشکر کے آگے راہنمائی کے لئے چلتا ہے۔ خلد۔ جنت۔ کوثر۔ جنت میں ایک نہر ہے۔ نور ساز۔ نور افزا۔ یعقوب حضرتِ یعقوب علیہ السلام حضرتِ یوسف علیہ السلام کے فراق میں روتے روتے اندھے ہو گئے تھے۔ حضرتِ یوسف علیہ السلام کے کرتے کی خوشبو سے پھر بینا ہو گئے۔

بوئے بد مر دیدہ را تاری کند
بد بو آنکھ کو تاریک کرتی ہے
بوئے یوسفؑ دیدہ را یاری کند
یوسف (علیہ السّلام) کی خوشبو آنکھ کی مدد کرتی ہے

تو کہ یوسف نیستی[1] یعقوبؑ باش
تو جب یوسفؑ نہیں ہے، یعقوبؑ بنجا
ہمچو او با گریہ و آشوب باش
اُس کی طرح روتے اور مصیبت میں رہ

چوں تو شیریں نیستی فرہاد باش
جب تو شیریں نہیں ہے فرہاد بن
چوں نہ لیلیٰ تو مجنوں گرد فاش
جب تو لیلیٰ نہیں ہے تو کھلا مجنوں بنجا

تفسیر قول حکیم سنائی قدس سرہٗ
حکیم سنائی قدس سرہٗ کے قول کی تفسیر

ناز را روئے بباید ہمچو ورد
ناز کرنیکے لئے گلاب جیسا چہرہ چاہئے
چوں نداری گرد بد خوئی مگرد
جب تو نہیں رکھتا ہے بد مزاجی کے قریب جا

عیب[2] باشد چشم نابینا و باز
عیب ہے، اندھی آنکھ اور کھلی ہوئی
زشت باشد روئے نازیبا و ناز
بُری بات ہے بد صورت چہرہ اور ناز

بشنو ایں پند از حکیم غزنوی
حکیم غزنوی سے یہ نصیحت سُن لے
تا بیابی در تنِ کہنہ نوی
تاکہ پرانے جسم میں نیا پن پائے

ایں رُباعی را شنو از جان و دل
جان و دل سے اس رُباعی کو سن لے
تا بکُل بیروں شوی از آب و گِل
تاکہ تو بالکلیہ آب و گِل سے نکل جائے

پندِ او را از دل و جان گوش کُن
اس کی نصیحت کو دل و جان سے سُن
ہوش را جاں ساز و جاں را ہوش کُن
ہوش کو جان بنا اور جان کو ہوش بنالے

آں حکیم غزنوی شیخ کبیر
اُس بڑے شیخ حکیم غزنوی نے
گفتہ است ایں پند نیکو یاد گیر
کہا ہے، اِس نصیحت کو اچھی طرح یاد کرلے

پیشِ یوسف[3] نازش و خوبی مکُن
یوسفؑ کے سامنے ناز اور نخرے نہ کر
جُز نیاز و آہِ یعقوبی مکُن
سوائے عاجزی اور یعقوبی آہ کے کچھ نہ کر

معنیٔ مُردن ز طوطی بُد نیاز
طوطی کے مرنے کا مطلب عاجزی تھا
در نیاز و فقر خود را مُردہ ساز
عاجزی اور احتیاج میں اپنے آپ کو مردہ بنالے

تا دمِ عیسیٰ ترا زندہ کند
تاکہ (حضرت) عیسیٰؑ کا دَم تجھے زندہ کرے
ہمچو خویشت خوب و فرخندہ کند
اپنی طرح تجھے نیک اور مبارک بنادے

[1] نیستی۔ یعنی اگر تم مطلوب نہیں ہو تو طالب ہی بنو۔ چوں تو۔ اسکا مطلب بھی یہی ہے کہ مطلوب نہیں ہو تو طالب ہی بنجاؤ۔ وَرد۔ گلاب کا پھول۔

[2] عیب۔ اندھی آنکھ سے کوئی غمزے کرے تو وہ عیب ہوگا۔ غزنوی۔ یعنی حکیم سنائی۔ آب و گِل۔ یعنی جسدِ عنصری۔ ہوش را۔ یعنی مطالب سمجھنے پورے ہوش وحواس سے کام لو۔

[3] پیشِ یوسف۔ یعنی مطلوب کے سامنے غمزہ وناز مناسب نہیں ہے، عاجزی اور آہ نداری سے کام لے۔ معنی۔ یعنی طوطی کا مرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نیاز سے کام لے اور مطلوب کے سامنے اپنے آپکو مردہ بنالے۔ دمِ عیسیٰ۔ یعنی مطلوب کا فیض تجھے زندہ کردیگا۔

درِ بہاراں[1] کے شود سرسبز سنگ | خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ
پتھر موسمِ بہار میں کب سرسبز ہوتا ہے | مٹی بنجا تاکہ رنگ برنگ کے پھول اُگیں

سالہا تو سنگ بودی دلخراش | آزموں را یک زمانے خاک باش
تو سالوں دلخراش پتھر رہا ہے | آزمائش کے طور پر تھوڑی دیر کیلئے خاک بنجا

درمیانِ ایں شنو یک داستاں | تا بدانی اعتقادِ راستاں
اس بیان میں ایک داستان سن لے | تاکہ تجھے راست بازوں کا عقیدہ معلوم ہوجائے

داستانِ پیرِ چنگی کہ در عہدِ عمرؓ از بہرِ خداوند تعالےٰ
سارنگی بجانیوالے بوڑھے کا قصہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں

در گورستاں در روزِ بینوائی چنگ میزد
فاقہ کے روز اللہ واسطے قبرستان میں سارنگی بجاتا تھا

آں شنیدستی کہ در عہدِ عمرؓ | بود چنگی مطربے با کر و فر
تونے یہ سنا ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں | ایک سارنگی بجانیوالا گویا شان و شوکت سے تھا

بلبل از آوازِ او بیخود شدے | یک طرب ز آوازِ خوبش صد شدے[2]
بلبل اُس کی آواز سے مست ہوجاتی | اُس کی حسین آواز سے ایک مستی سو مستیاں بنجاتیں

مجلس و مجمع دمش آراستے | وز نوائے او قیامت خاستے
اُس کی آواز مجلس اور مجمع کو آراستہ کردیتی | اور اُس کی آواز سے قیامت برپا ہوجاتی

ہمچو اسرافیلؑ کاوازش بفن | مردگاں[3] را جاں در آرد در بدن
وہ (حضرت) اسرافیلؑ جیسا تھا کہ اسکی آواز فن کے ذریعہ | مُردوں کے بدن میں جان ڈالدیتی

یا رسائل بود اسرافیل را | کز سماعش پر بر ستے فیل را
یا وہ (حضرت) اسرافیلؑ کا ہم آواز تھا | کہ اُس کے سننے سے ہاتھی کے پر لگجاتے

ساز د اسرافیلؑ روزے نالہ را | جاں دہد پوسیدۂ صد سالہ را
(حضرت) اسرافیلؑ ایک روز نالہ کا ساز و سامان کرینگے | سو سال کے پرانے (جسم) کو جان عطا کرینگے

اولیا را در درُوں ہم نغمہاست | طالباں را زاں حیاتے بیبہاست
اولیاء کے اندر (بھی) نغمے ہیں | اُنسے طالبوں کو انمول زندگی حاصل ہوتی ہے

نشنود آں نغمہا را گوشِ حس | کز ستمہا گوشِ حس باشد نجس
اُن نغموں کو حسّی کان نہیں سنتے ہیں | اِسلئے کہ (دنیا کی) باتوں سے حسّی کان ناپاک ہوجاتے ہیں

---

[1] درِ بہاراں ۔ موسمِ بہار میں پتھر پر سبزہ نہیں اُگتا مٹی اور خاک پر سبزہ اُگتا ہے تو پتھر نہ بن خاکسار بن سالہا ۔ تعلقاتِ دنیوی سے تو سنگ بن گیا ہے ۔ راستاں راست باز لوگ ۔ چنگی ۔ چنگ ، سارنگی ، یا نسبت کی ہے ، سارنگی بجانیوالا ۔ مُطرب ۔ مستی پیدا کرنیوالا ، گویّا ۔ کر و فر ۔ شان و شوکت ۔

[2] صد شدے ۔ یعنی اسکی آواز سے مستی سو گنا بڑھ جاتی تھی ۔ دم ۔ آواز ، سرود ۔ نوا ۔ آواز ، موسیقی کے ایک مقام کا نام ہے ۔ اسرافیل ۔ ایک فرشتہ کا نام ہے جو قیامت کے قریب صور پھونکے گا جس سے تمام نظامِ کائنات درہم برہم ہوجائیگا انسان بیہوش ہوجائیں گے ۔ پھر چالیس سال کے بعد وہ دوسرا صور پھونکے گا تو تمام کائنات اصلی حالت پر آجائیگی ۔ فن ۔ تدبیر ، حیلہ ۔

[3] مردگاں ۔ مُردے ۔ رسائل ۔ رسیلہ کی جمع ، ہمزباں ، ہم آواز ۔ پر رستن ۔ پر نکل آنا یعنی مست ہوجانا ۔ نالہ ۔ یعنی صور پھونکنا ۔ درُوں ۔ باطن ۔ نغمہ ۔ نرم اور شیریں آواز جمع بناتے وقت آخری حرف گرجائیگا اور جمع نغمہا آئیگی ۔ بے بہا انمول ۔ گوشِ حس ۔ کان نجس ناپاک ۔

نشنود نغمۂ پری را آدمی | کو بود ز اسرار پریان اعجمی
پری کا نغمہ آدمی نہیں سنتا | کیونکہ وہ پریوں کے رازوں سے نابلد ہے

گرچہ ہم نغمۂ پری زین عالم ست | نغمۂ دل برتر از ہر دو دم ست
اگرچہ پری کا نغمہ بھی اِسی عالم کا ہے | لیکن دل کا نغمہ دونوں نغموں سے بلند ہے

کہ پری و آدمی زندانی اند | ہر دو در زندانِ این نادانی اند
اس لئے کہ پری اور آدمی قیدی ہیں | دونوں اِسی نادانی کے قیدخانہ میں ہیں

سورۂ رحمٰن بخوان اے مبتدی | تا شوی بر سرّ پریان مہتدی
اے نوآموز! سورۃ الرحمٰن پڑھ | تاکہ تو پریوں کے بھید سے واقف ہو جائے

معشر الجن سورۂ رحمٰن بخوان | تستطیعوا تنفذوا را باز دان
سورۃ الرحمٰن کی "معشر الجن" پڑھ | "تستطیعوا" اور "تنفذوا" کو سمجھ

نغمہائے اندرونِ اولیاء | اوّلا گوید کہ اے اجزاءِ لا
اولیاء کے باطنی نغمے | پہلے کہتے ہیں اے معدوم کے جزو!

ہین ز لائے نفی سرہا بر زنید | این خیال و وہم بیرون افگنید
خبردار! عدم کے لا سے نکلو | اس خیال اور وہم کو نکال پھینکو

اے ہمہ پوسیدہ در کون و فساد | جانِ باقی تان نروئید و نزاد
اے بالکلیہ کون اور فساد میں ڈوبے ہوؤ | تمہاری باقی رہنے والی روح نہ اُگی نہ پیدا ہوئی

کار ایشان ست ز انسوئے پرے | گرددت روشن چو جوئی رہبرے
ان اولیاء کا کام اس سے بھی آگے کا ہے | جب تو رہبر تلاش کریگا تجھ پر کھلیگا

گر بگویم شمّۂ زان نغمہا | جانہا سر بر زنند از دخمہا
اگر میں ان نغموں کا تھوڑا سا بیان کردوں | تو روحیں قبروں سے نکل پڑیں

گوش را نزدیک کن کان دور نیست | لیک نقل آن بتو دستور نیست
کان کو قریب کر وہ دور نہیں ہیں | لیکن انکو تجھے نقل کرنیکا دستور نہیں ہے

ہین کہ اسرافیل وقتند اولیاء | مردہ را زیشان حیات ست و نما
خبردار! اولیاء وقت کے اسرافیل ہیں | مُردے کی ان سے زندگی اور نشوونما ہے

جانہائے مردہ اندر گورِ تن | بر جہد ز آوازِ شان اندر کفن
جسم کی قبر میں مُردہ جانیں | انکی آواز سے کفن میں تڑپنے لگتی ہیں

۱؎ کو - کہ او - اعجمی - گونگا - کسی زبان سے ناواقف - دو دم - یعنی پری اور گوئیے کا نغمہ - زندانی - قیدی - نادانی - غفلت، یعنی تعلقاتِ دنیوی - مُبتدی - ابجد پڑھنے والا نوآموز - مہتدی - ہدایت یافتہ، واقف کار -
۲؎ معشر - گروہ - رحمٰن: سورۃ الرحمٰن میں جن اور پری کا ذکر ہے اس میں انسانوں کے ساتھ جنوں کو بھی خطاب کیا گیا ہے اسی سورت میں فرمایا گیا ہے یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا - لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطَانٍ - اے جن اور انسانوں کے گروہ: اگر تم سے ہو سکے کہ تم آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ (اور ہم سے بچ جاؤ) تو نکل جاؤ - نہ نکلوگے مگر زور سے - لا - نفی کا کلمہ ہے یعنی ظاہری ہستی جو کالعدم ہے - این خیال: یعنی خودی کا خیال - کون و فساد - بننا اور بگڑنا یعنی عالم دنیا -
۳؎ جانِ باقی - روح حقیقی - رہبر - شیخ کامل - سر زدن - نکل پڑنا - دخمہ - مجوسیوں کا قبرستان - دستور - یعنی وہ نغمے خود سنو انکے سنانیکا دستور نہیں ہے - ۴؎ وقت - اولیاء اللہ بھی زندہ کیا کرتے ہیں

۵؎ یعنی جو اسرافیل کی طرح ہیں - انکی صور سے مردے زندہ ہو جائیں گے اور اولیاء بھی مردہ دلوں کو زندگی عطا کرتے ہیں - جاننا چاہئے - اولیاء اللہ کے نغمے مردہ دلوں کو زندگی عطا کرتے ہیں -

گویدؔ ایں آوازِ آواہا جداست | زندہ کردن کارِ آوازِ خداست
وہ کہتی ہے یہ آواز، آوازوں سے جداگانہ ہے | زندہ کرنا خدا کی آواز کا کام ہے

چوں زِ صوتِ اولیاء آگاہ شوند | از طرب گویند چوں بارہ شوند
جب وہ اولیاء کی آواز سے واقف ہو جاتی ہیں | جب راستہ پر چل پڑتی ہیں تو خوش ہو کر کہتی ہیں

مابمُردیم و بکلی کاستیم | بانگِ حق آمد ہمہ برخاستیم
ہم مر گئے تھے اور بالکل مضمحل ہو گئے تھے | خدا کی آواز آئی، ہم سب اٹھ کھڑے ہوئے

بانگِ حق اندر حجاب و بے حجیب | آں دہد کو داد مریم را ز جیب
اللہ کی آواز پردے میں اور بے پردہ | وہ چیز عطا کرتی ہے جو اس نے جیب سے مریم کو دی

اے فنا تاں نیست کردہ زیرِ پوست | باز گردید از عدم ز آوازِ دوست
اے لوگو! تمہیں فنا نے کھال کے اندر نابود کر دیا ہے | دوست کی آواز پر عدم سے واپس آ جاؤ

مُطلق آں آواز از شہ بُود | گرچہ از حلقومِ عبداللہؔ بُود
وہ مطلق آواز شاہ کی ہوتی ہے | اگرچہ اللہ کے بندے کے حلق سے ہو

گفت اُو را من زبان و چشمِ تو | من حواس و من رضا و خشمِ تو
اُسکو خدا نے کہدیا ہے میں تیری زبان اور آنکھ ہوں | میں تیرے حواس اور تیری رضا اور ناراضی ہوں

رو کہ بی یَسمع و بی یُبصر توئی | سِر توئی چہ جائے صاحب سِر توئی
جا! بی یَسمعُ و بی یُبصِرُ تو ہے | تو راز ہے چہ جائیکہ تو صاحبِ راز ہو

بیانِ حدیثؔ مَن کانَ لِلّٰہِ کانَ اللّٰہُ لَہٗ

حدیث "جو شخص اللہ کے لئے ہو گیا اللہ اُس کے لئے ہو گیا" کا بیان

چوں شُدی مَن کانَ لِلّٰہ ازؔ وَلَہ | من ترا باشم کہ کانَ اللّٰہُ لَہٗ
جب تو عشق کی وجہ سے مَن کانَ لِلّٰہ بنا | میں تیرا ہو گیا کیونکہ کانَ اللّٰہُ لَہٗ ہے

گہ توئی گویم ترا گاہے منم | ہر چہ گویم آفتابِ روشنم
کبھی تجھے تو ہے کبھی میں ہوں کہتا ہوں | جو کچھ بھی کہتا ہوں میں روشن آفتاب ہی ہوں

ہر کجاؔ تابم ز مشکاتِ دمے | حل شد آنجا مشکلاتِ عالمے
جس جگہ تھوڑی دیر کیلئے تیرے طاقچہ سے چمک جاؤں | اُس جگہ دنیا کی مشکلات حل ہو جاتی ہیں

ہر کجا تاریکی آمد ناسزا | از فروغِ ما بُود شمس الضحیٰ
جس جگہ نامناسب تاریکی آتی ہے | ہماری تجلی سے شمس الضحیٰ بنجاتی ہے

لہ گویدؔ۔ جب اُن مردوں اور دلوں کو زندگی ملجاتی ہے تو وہ اولیاء کے نغموں کی آواز کو خدا کی آواز سمجھتے ہیں اسلئے زندہ کر دینا خدا کی آواز کی تاثیر ہے۔ صوتؔ۔ آواز، نغمہ۔ بارہؔ۔ رو براہ، راہ پر چلنے والا۔ بکلّی۔ بالکل کاستن۔ گھٹنا، مضمحل ہونا۔ بانگؔ۔ آواز۔ یعنی اولیاء کے نغمے۔ حجابؔ۔ پردہ۔ حجیبؔ۔ حجاب کا امالہ ہے، یعنی وہ آواز جو خدا کی براہ راست ہے بالواسطہ رسولوں کی ہے۔ مریمؔ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا مبارک نام ہے، خدا کی آواز نے انکو حضرت عیسیٰ جیسا اولوالعزم پیغمبر عطا فرما دیا۔ فناؔ۔ یعنی فانی دنیا کے تعلقات۔ مُطلقؔ۔ یعنی اس سے قطع نظر کہ وہ کس کے حلقوم سے آ رہی ہے۔

سے عبداللہؔ۔ یعنی انبیاء اور اولیاء۔ حواسؔ۔ حاسّہ کی جمع۔ رضاؔ۔ خوشنودی۔ خشمؔ۔ غصہ۔ ناراضی حدیث شریف میں ہے "میں جب بندہ سے محبت کرتا ہوں تو اُسکا کان بنجاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے اُسکا ہاتھ بنجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔" بی یَسمعُ۔ میرے ذریعہ سے سنتا ہے بی یُبصِرُ۔ میرے ذریعہ سے دیکھتا ہے۔ سِرؔ۔ یعنی اب وہ صرف رازداں نہیں ہے بلکہ مجسّم راز ہے بمعنی کان۔

سہ حدیث میں آیا ہے جو شخص خدا کا ہو گیا خدا اُسکا ہو گیا۔ وَلہؔ۔ عشق سہ گہ۔ یعنی ایسے بندہ کو تو کہکر پکاروں یا میں کہکر پکاروں مقصد میری اپنی ذات ہوتی ہے اب من و تو کا قصہ ختم ہو جاتا ہے اور ذات باری سے وحدت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہر کجاؔ۔ جب کسی ولی میں تجلیِ رب ظاہر ہو جاتی ہے۔ اُس سے عالم کی مشکلات حل ہو جاتی۔ فروغؔ۔ روشنی۔ شمس الضحیٰؔ۔ چاشت کے وقت کا سورج۔

ظلمتے[1] را کآفتابش بر نداشت — از دم ما گردد آں ظلمت چو چاشت

جس تاریکی کو سورج نہ اٹھا سکا — ہمارے دم سے وہ تاریکی چاشت بنجاتی ہے

آدمے را او بخویش اسما نمود — دیگراں را ز آدم اسما می گشود

آدمؑ پر اس نے اپنی جانب سے ناموں کا اظہار کیا — دوسروں پر آدم کے ذریعہ نام منکشف ہو گئے

آب خواہ از جو بجو یا از سبو — کیں سبو را ہم مدد باشد ز جو

پانی خواہ نہر سے لے یا مٹکے سے — مٹکے کی مدد بھی تو نہر سے ہے

نور خواہ از مہ طلب خواہی ز خور — نور مہ ہم ز آفتاب ست اے پسر

روشنی چاند سے طلب کر یا سورج سے — اے بیٹا! چاند کی روشنی بھی سورج سے ہے

مقتبس شو زود چوں یابی نجوم — گفت پیغمبر کہ اصحابی[2] نجوم

جلد روشنی حاصل کر جب تو ستارے پالے — پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میرے صحابہ ستارے ہیں

خواہ ز آدم گیر نورش خواہ ازو — خواہ از خم گیر مے خواہ از کدو

اسکا نور آدم سے لے یا اس سے لے — شراب خواہ مٹکے سے لے یا کدو سے

کیں کدو با خم بہ پیوست ست سخت — نے چو تو شاد آں کدوئے نیک بخت

یہ کدو مٹکے سے سخت جڑا ہوا ہے — اے نیک بخت! تیری طرح وہ کدو بے نیاز نہیں ہے

گفت طوبیٰ من رآنی[3] مصطفیٰ — والذی یبصر لمن وجھی یریٰ

مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا خوشخبری ہے اس کیلئے جس نے مجھے دیکھا — اور جو اسکو دیکھے جس نے میرا چہرہ دیکھا

چوں چراغے نور شمع را کشید — ہر کہ دید آں را یقیں آں شمع دید

جب چراغ نے شمع کی روشنی حاصل کر لی — جس نے اس کو دیکھا یقیناً اس نے شمع کو دیکھا

ہمچنیں تا صد چراغ ار نقل شد — دیدن آخر لقائے اصل بد

اسی طرح اگر وہ سو چراغوں میں منتقل ہوئی — آخری کا دیکھنا، اصل کی ملاقات تھی

خواہ از نور پسیں بستاں تو آں — ہیچ فرقے نیست خواہ از شمع داں

خواہ آخری روشنی سے تو وہ لے — کوئی فرق نہیں خواہ شمع سے سمجھ لے

خواہ نور از اولیں بستاں بجاں — خواہ از نور پسیں فرقے مداں

خواہ پہلے والے سے تو دل و جان سے روشنی لے — خواہ آخری روشنی سے ہے، کوئی فرق نہ سمجھ

خواہ بیں نور از چراغ آخریں — خواہ بیں نورش ز شمع غابریں

خواہ روشنی آخری چراغ کی دیکھے — خواہ اس کی روشنی گذرے ہوؤں کی سمجھ

---

[1] ظلمت۔ تاریکی۔ چاشت ایک پہر چڑھے دن کا وقت آدمے۔ حضرت آدمؑ کو دنیا کی چیزوں کے نام سکھائے پھر فرمایا دوسروں کو یہ نام بتا دو تو یہ فیض حضرت آدم کے واسطے سے خدا ہی کا ہے۔ آب۔ چند مثالیں دیکر سمجھایا گیا ہے کہ واسطہ درمیان میں آجانے سے حقیقت نہیں بدلتی ہے پانی نہر ہی کا ہے خواہ مٹکے سے لے کر پیا جائے نور۔ چاند کی روشنی۔ سورج ہی کی روشنی ہے نجوم۔ ستارے۔

[2] اصحابی نجوم۔ میرے صحابہ ستارے جیسے ہیں جس سے ہدایت حاصل کروگے ہدایت پاجاؤگے یہ حدیث شریف ہے۔ ایں کدو۔ یعنی اولیاء اللہ کا ذاتِ باری سے اتحاد ہے کدو۔ کدو کو خشک کر کے اس کے اندر سے گودا نکالکر اسمیں شراب بھر لیتے تھے۔

[3] من رآنی۔ حدیث شریف ہے "طوبیٰ لمن رآنی اَو رَاٰی من رآنی" خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا یا اس شخص کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا، صحابہ میں بالواسطہ حضور کا نور تھا چوں چراغے۔ جو چراغ شمع سے روشن ہوا ہے اس چراغ کو دیکھنا گویا کہ شمع کو دیکھنا ہے۔ صد چراغ۔ بیعت میں اگر چند واسطے بھی ہیں تو [4] وہ نور اصل سے ہی حاصل ہوا ہے لہٰذا شیخ طریقت سے بیعت، حضور سے بیعت ہے۔ خواہ۔ غرضیکہ جو روشنی منتقل ہوتی چلی آرہی ہے اس سے فیض حاصل کرنا اصل ہی سے فیض حاصل کرنا ہے۔

[5] تابش رب۔ غابر۔ گزرا ہوا۔ بعض لوگوں نے گذشتہ و آئندہ بیان کیا ہے دونوں کے معنیٰ میں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در معنیٔ حدیث اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ
اِس حدیث کے معنی کے بیان میں کہ تمہارے رب کی تمہارے
دَھْرِکُمْ نَفَحَاتٌ اَلَا فَتَعَرَّضُوْا
زمانہ میں خوشبوئیں ہیں، آگاہ، اُن سے وابستہ ہوجاؤ!

گفت پیغمبرؐ کہ نفحتہائے حق
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کی خوشبوئیں
اندریں ایام می آرد سَبَق
اِس زمانہ میں آگے بڑھی ہیں

گوشِ ہُش داریداِیں اوقات را
ہر اِن اوقات میں ہوش کے کان لگائے رکھو
دررُبائید ایں چنیں نفحات را
اِس طرح کی خوشبوئیں حاصل کر لو

نفحہ آمد شمارا دید و رفت
خوشبو آئی، اُس نے تمہیں دیکھا اور چل دی
ہر کرا می خواست جان بخشید و رفت
جس نے چاہا اُس نے اُسکو جان بخش دی اور چلی گئی

نفحۂ دیگر رسید آگاہ باش
خبردار! دوسری خوشبو آئی
تا ازیں ہم وانمانی خواجہ تاش
اے پیر بھائی! اِس سے بھی محروم نہ رہنا

جانِ آتش یافت زاں آتش کُشے
جہنمی جان نے اُس سے آگ کو بجھانے والا پایا
جانِ مُردہ یافت از وے جُنبشے
مُردہ جان نے اُس سے زندگی پالی

جانِ ناری یافت از وے اِنْطِفا
جہنمی جان نے اُس سے بجھاؤ حاصل کرلیا
مُردہ پوشید از بقائے اُو قبا
مُردے نے اُس کے وجود سے قبا پہن لی

نفحات۔ نفحۃ کی جمع، خوشبو، مہک۔ سَبَق۔ پیش قدمی، آگے بڑھنا۔ ہُش۔ ہوش کا مخفف ہے۔ اوقات۔ وقت کی جمع، وقت صوفیاء کی اِصطلاح میں وہ وقت ہے جس میں واردات غیبی کا دل پر نزول ہوتا ہے۔ نفحہ آمد۔ حضورؐ کے دمِ مبارک کی خوشبو۔ ہر کرا می خواست۔ ہر کہ اورا میخواست۔ نفحۂ دیگر۔ اولیاء اللہ کے دمِ مبارک کی خوشبو۔ وانماندن۔ محروم رہنا۔ خواجہ تاش۔ ایک آقا کے غلاموں میں سے ہر ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلاتا ہے۔ یہاں پیر بھائی مراد ہے۔ جانِ آتش وہ جان جو آگ کے لائق ہو۔ آتش کُشے۔ اگر کُشے کے کاف پر زبر پڑھا جائے تو معنی ہوں گے آگ کو کھینچنے والا یعنی جلادینے والا تو پہلے مصرع کا مطلب ہوگا جن بدنصیبوں نے اس خوشبو سے فائدہ نہ اٹھایا وہ مزید تباہی میں مبتلا ہوئے اور اگر کُشے کے کاف پر پیش پڑھا جائے تو معنی ہوں گے آگ کو بجھادینے والا تو مصرع کا مطلب ہوگا کہ اُن گنہگاروں نے ایسی چیز حاصل کرلی جس سے اُن کے گناہ معاف ہوگئے۔ مُردہ۔ یعنی جن کے دل مُردہ ہوگئے تھے۔ جُنبش۔ حرکت، زندگی۔ ناری۔ دوزخی۔ اِنطفا۔ بجھ جانا، بے نور ہوجانا۔ مُردہ۔ شعر

تازگی و جنبشِ طوبیٰ ست ایں | ہمچو جنبش ہائے خلقاں نیست ایں
یہ طوبیٰ کی تازگی اور جنبش ہے | یہ مخلوق کی جنبشوں کی طرح نہیں ہے

گر در افتند در زمین و آسماں | زہرۂ شاں آب گردد در زماں
اگر وہ زمین اور آسمان پر آپڑے | فوراً اُن کا پتہ پانی ہوجائے

ق

خود زبیم ایں دمِ بے منتہا | باز خواں فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا
اِس بے انتہا ہوا کے خوف سے | پڑھ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا

ورنہ خود اَشْفَقْنَ مِنْهَا چوں بُدے | گرنہ از بیمش دلِ کُہ خوں شُدے
ورنہ اَشْفَقْنَ مِنْهَا کیوں ہوتا؟ | اگر اُس کے خوف سے پہاڑ کا دل خوں نہ بنتا

دوش دیگر گونہ ایں میداد دست | لقمۂ چندے درآمد در بہ بست
کل، یہ عجیب طرح سے حاصل ہو رہا تھا | چند لقمے آگئے، دروازہ بند ہوگیا

بہرِ لقمہ گشت لقمانے گرو | وقتِ لقمان ست اے لقمہ برو
لقمہ کی وجہ سے لقمان گروی ہوگیا | اے لقمے جا! لقمان کا وقت ہے

از ہوائے لقمۂ ایں خار خار | از کفِ لقماں بروں آرید خار
لقمہ کی خواہش میں یہ بے قراری | لقمان کے تلوے سے کانٹا نکال دو

در کفِ اُو خار و سایش نیز نیست | لیک تاں از حرصِ آں تمییز نیست
اُس کے تلوے میں کانٹا اور اُس کا اثر بھی نہیں ہے | لیکن تجھے حرص کی وجہ سے تمیز نہیں ہے

خار داں آں را کہ خرما دیدۂ | زانکہ بس نان کور و بس نادیدۂ
جس کو تونے چھوارا سمجھا ہے اسکو کانٹا سمجھ | کیونکہ تو بہت ناشکرا اور ندیدہ ہے

جانِ لقماں کہ گلستانِ خدا ست | پائے جانش بستۂ خارے چرا ست
لقمان کی جان، جو خدا کا باغ ہے | اُس کی جان کا پاؤں کانٹے سے کیوں الجھا ہے؟

اُشتر آمد ایں وجودِ خار خوار | مصطفیٰ زادے بریں اُشتر سوار
کانٹے خور وجود، اونٹ ہے | مصطفیٰ زادہ اِس اونٹ پر سوار ہے

اُشترا تنگِ گلے بر پشتِ تست | کز نسیمش در تو صد گلزار رُست
اے اونٹ! پھولوں کی گٹھری تیری پیٹھ پر ہے | جس کی خوشبو سے تجھ میں سو گلزار اُگے ہیں

میلِ تو سوئے مغیلان ست و ریگ | تا چہ گل چینی زخار اے مُردہ ریگ
تیرا میلان کیکر اور ریت کی طرف ہے | اے حقیر! تو کانٹے سے کیا پھول چُنے گا

طوبیٰ۔ خوشخبری، جنت کے ایک درخت کا نام ہے میرے نزدیک شعر کا مطلب یہ ہے کہ اولیاء کے نفحات سے جو تندگی اور تازگی میسر آجاتی ہے وہ شجرِ طوبیٰ کی سی تازگی اور زندگی ہے ممکنات کی سی عارضی تازگی نہیں ہے۔ در افتند۔ یعنی وہ نفحہ اور تجلی زمین اور آسمان برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ دم۔ نفحہ۔ فَاَبَیْنَ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا ہم نے امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کی، انھوں نے انکار کیا کہ وہ اُس کو اُٹھائیں اور اُس سے ڈر گئے۔ ایں۔ یعنی نفحات اور تجلیات۔ لقمہ۔ یعنی نفسانی لذت۔ لقمان۔ مشہور نامور بزرگ گذرے ہیں بعض اُنکو نبی مانتے ہیں یہاں مراد روح ہے۔ خار خار۔ تردد، پریشانی۔ سایہ۔ یعنی کانٹے کا نشان۔ خرما۔ چھوارا، کھجور یعنی لذتِ نفس کو تو مفید سمجھتا ہے حالانکہ وہ مُہلک ہے۔ نان کور۔ ناشکرا۔ نادیدہ۔ حریص، بھوکا۔ لقمان۔ روح اور جان پر چونکہ تجلی الٰہی کا نزول ہوتا ہے اس لئے اُسکو لقمان قرار دیا ہے۔ خار۔ یعنی نفسانی خواہش۔ اُشتر۔ اونٹ یہاں جسم انسانی مراد ہے۔ خار خور۔ اونٹ ببول وغیرہ کے کانٹے کھا جاتا ہے۔ مصطفیٰ زادہ روح کو شرافت کی وجہ سے مصطفیٰ زادہ کہا ہے۔ تنگ۔ بار کے ضمن کیساتھ، بورا، گٹھڑی۔ نسیم۔ ہلکی خوشگوار ہوا۔ مغیلاں کیکر کا درخت اونٹ ریگستان میں خوش رہتا ہے اور کیکر کے کانٹے اسے مرغوب ہیں۔ مردہ ریگ۔ حقیر، ناچیز۔

اے بگشتہ زیں طلب ہر کو بکو — چند گوئی آں گلستاں کو و کو

اے اس طلب میں کوچہ بکوچہ گھومنے والے! — کب تک کہے گا، وہ چمن کہاں ہے، کہاں ہے؟

پیش ازاں کیں خارِ پا بیروں کنی — چشم تاریک ست جولاں چوں کنی

اس سے پہلے کہ تو پاؤں کے اس کانٹے کو نکالے — آنکھیں اندھی ہیں، تو کیونکر دوڑ سکتا ہے؟

آدمی کو می نگنجد در جہاں — در سرِ خارے ہمی گردد نہاں

وہ انسان جو دنیا میں نہیں سماتا — ایک کانٹے کے پیچھے چھپ جاتا ہے

مصطفیٰ آمد کہ سازد ہمدمی — کَلِّمِینِیْ یَا حُمَیْرَا کَلِّمِیْ

مصطفیٰ آئے کہ ہم کلامی کریں — اے حمیرا! مجھ سے بات کر، بات کر

اے حمیرا آتش اندر نہ تو نعل — تا ز نعلِ تو شود ایں کوہ نعل

اے حمیرا! نعل آگ میں ڈال — تاکہ تیرے نعل کی وجہ سے یہ پہاڑ نعل بنجائے

ایں حمیرا لفظِ تانیث ست و جاں — نام تانیثش نہند ایں تازیاں

یہ حمیرا مؤنث لفظ ہے اور جان — اہلِ عرب اُس کا نام مؤنث رکھتے ہیں

لیک از تانیث جاں را باک نیست — روح را با مرد و زن اشراک نیست

لیکن جان کو مؤنث ہونے کی کوئی پروا نہیں ہے — روح کی مرد و عورت سے کوئی شرکت نہیں ہے

از مؤنث و ز مذکر بر تر ست — ایں نہ آں جان ست کز خشک و تر ست

وہ مذکر اور مؤنث سے بالا ہے — یہ وہ جان نہیں ہے جو خشک اور تر سے ہے

ایں نہ آں جانست کافزاید زناں — یا گہے باشد چنیں گاہے چناں

یہ وہ جان نہیں ہے جو روٹی سے بڑھتی ہے — یا کبھی ایسی اور کبھی ویسی ہوتی ہے

خوش کنندہ است و خوش و عینِ خوشی — بے خوشی نبود خوشی اے مرتشی

خوش کرنیوالی ہے اور خوش ہے اور مجسم خوشی ہے — اے رشوت خور! خوشی بغیر خوشی کے نہیں ہے

مرتشی راہست از رشوت خوشی — صد خوشی یابی چو دست اندر کشی

رشوت خور کو رشوت سے خوشی ہوتی ہے — تو اگر رشوت سے دست کش ہوجائے تو خوشیاں پائے

چوں تو شیریں از شکر باشی بود — کاں شکر گاہے ز تو غائب شود

اگر تو شکر کی وجہ سے میٹھا ہے تو ہو سکتا ہے — کہ وہ شکر کبھی تجھ سے غائب ہو جائے

چوں شکر گردی ز تاثیرِ وفا — پس شکر کے از شکر گردد جدا

جب وفا کی تاثیر سے تو خود شکر بن جائے — تو شکر، مٹھاس سے کب جدا ہوتی ہے؟

گلستاں۔ یعنی علم و معرفت کا باغیچہ۔ کو۔ کوچہ۔ کو۔ کہاں۔ آدمی۔ روح لامکانی چیز ہے، عالم کی وسعتیں اس کیلئے تنگ ہیں لیکن لذتِ نفس سے وہ غائب ہوجاتی ہے۔ ہمدمی۔ ہمکلامی۔ حمیرا۔ حمراء کی تصغیر ہے بمعنی سرخ، یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے۔ یہاں مصطفیٰ سے مراد مردِ عارف اور حمیرا سے مراد روح ہے۔ یعنی عارفِ کامل اپنی روح سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اے حمیرا۔ مردِ عارف کہتا ہے اے روح عشقِ الٰہی میں بےچین کردے تاکہ یہ جسم بے قرار ہوجائے۔ نعل در آتش نہادن۔ یہ کوئی عمل ہے، نعل کو کچھ پڑھ کر آگ میں ڈالدیا جاتا ہے تو معمول بےچین ہوجاتا ہے لہٰذا اسکے معنی بیقرار کردینا ہوگئے ہیں۔ کوہ۔ یعنی بدن۔ حمیرا مؤنث کا صیغہ ہے اور عربی میں روح یعنی نفس کو مؤنث مانا جاتا ہے لہٰذا لفظِ حمیرا سے روح مراد لینا مناسب ہے۔ باک۔ خوف، خطرہ۔ اشتراک۔ شرکت۔ ایں۔ یعنی اس روح سے روحِ حیوانی مراد نہیں ہے جسکی پرورش خشک اور تر غذاؤں سے ہوتی ہے۔ مرتشی۔ رشوت خور۔ روح کے مراتبِ عشق تین ہیں ایک تو یہ کہ روح عشق کو خوش کرنیوالی ہو دوسرے یہ کہ عشق سے خود خوش ہو تیسرے یہ کہ عینِ خوشی بنجائے۔ صد خوشی اگر انسان لذتِ نفس کی رشوت خوری چھوڑ دے تو صدہا مسرتیں حاصل ہوں۔ وفا۔ عشق۔ عشق و وفا کے ذریعہ عین شکر بنجائے گا تو ...

زہرِ محض ست آں کہ باشد بے وفا — ہَبْ لَنَا یَا رَبَّنَا نِعْمَ الْوَرٰی

جو بے وفا ہے، وہ خالص زہر ہے — اے ہمارے پروردگار ہمیں اچھی مخلوق عطا فرمائیے

عاشق از حق چوں غذا یابد رحیق — عقل آنجا گم شود گم اے رفیق

عاشق جب اللہ کی جانب سے شراب کی غذا پاتا ہے — اے دوست عقل اس جگہ بالکل بیکار ہو جاتی ہے

عقلِ جزوی عشق را منکر بُوَد — گرچہ بنماید کہ صاحب سِر بُوَد

تھوڑی عقل عشق کی منکر ہوتی ہے — اگرچہ (بظاہر) نظر آتا ہے کہ رازداں ہو گی

زیرک و داناست امّا نیست نیست — تا فرشتہ لا نشد اہرمنے ست

وہ عقلمند اور سمجھدار ہے لیکن (صاحبِ) فنا نہیں ہے — جب تک فرشتہ نیست نہ ہو جائے شیطان ہے

او بقول و فعل یارِ ما بُوَد — چوں بحکمِ حال آئی لا شود

وہ قول اور فعل میں ہماری دوست ہے — جب تو عالمِ حال کے ماتحت آجائیگا معدوم ہو گی

لا بُوَد او چوں نشد از ہست نیست — زانکہ طوعاً لا نشد کرہاً بسے ست

وہ کچھ نہیں ہے جبکہ ہست سے نیست نہ ہو — جبکہ وہ خوشی سے نیست نہ بنی تو مجبوریاں بہت ہیں

جاں کمال ست و ندائے او کمال — مصطفیٰ گویاں اَرِحْنَا یا بلال

جان کمال ہے اور اسکی آواز کمال ہے — مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے بلال ہمیں راحت پہنچا

اے بلال افراز بانگِ سلسلت — زاں دمے کاندم دمیدم در دلت

اے بلال! اپنی حسین آواز بلند کر — اس فیض سے جو میں نے تیرے دل میں پھونکا ہے

اے بلال ایں گلبنت را جاں سپار — خیز بلبل وار جاں می کن نثار

اے بلال! اپنے اس بوٹے میں جان ڈال — اٹھ، بلبل کی طرح جان نچھاور کر

زاں دمے کادم ازو مدہوش شد — ہوشِ اہلِ آسماں بے ہوش شد

اس آواز سے جس سے آدم مدہوش ہو گئے — آسمان والوں کے ہوش بے ہوش ہوئے

مصطفیٰ بے ہوش شد زاں خوب صوت — شد نمازش از شبِ تعریس فوت

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس حسین آواز سے بے ہوش ہوئے — لیلۃ التعریس میں ان کی نماز فوت ہو گئی

سر ازاں خوابِ مبارک بر نداشت — تا نمازِ صبحدم آمد بچاشت

بابرکت نیند سے سر نہ اٹھایا — یہاں تک کہ صبح کی نماز کے بعد چاشت کا وقت آگیا

در شبِ تعریس پیشِ آں عروس — یافت جانِ پاکِ ایشاں دستبوس

شبِ تعریس میں، اس دلہن کے سامنے — آپ کی پاک روح نے دست بوسی کی

بے وفا۔ عشق میں بیوفائی زہر ہے۔ نِعْمَ الْوَرٰی۔ اچھی مخلوق جو عشق میں وفادار ہے۔ رحیق۔ شراب کا نام ہے۔ عقل یعنی عقلِ فلسفی۔ عقلِ جزوی۔ ناقص عقل وجودِ باری پر تو دلائل قائم کر کے واقفِ اسرار ہونا ظاہر کرتی ہے لیکن عشق کے عجائب کی منکر ہے۔ زیرک۔ دانا، ہوشیار۔ نیست۔ نابود، فنا۔ لا۔ نیست۔ اہرمن۔ دیو، شیطان۔ یار یعنی بات چیت اور کاموں میں عقل رہنمائی کرتی ہے۔ حال۔ کیفیت باطنی ذوقی معرفت۔ طوعاً۔ خوشی سے۔ کرہاً۔ جبراً۔ کمال۔ یعنی عین کمال۔ افراز۔ بلند کر۔ سلسل۔ خوشگوار، شیریں پانی۔ دم۔ آواز۔ دمیدن۔ پھونکنا۔ گلبن۔ بوٹا، سرخ پھولوں کا درخت۔ سپار۔ دے۔ وحی الٰہی سے حضرت آدمؑ مدہوش ہو گئے تھے۔ خوب صوت۔ خوبصورت حسین آواز یعنی حضرت بلالؓ کی اذان۔ تعریس۔ آخری شب میں پڑاؤ کرنا۔ غزوہ بنی المصطلق سے واپسی پر آنحضورؐ کی صبح کی نماز قضا ہو گئی تھی۔ نمازِ صبحدم۔ نمازِ فجر یعنی آنحضورؐ کی نیند دراصل ایک استغراقی کیفیت تھی جس کی وجہ سے بروقت حضورؐ نماز نہ پڑھ سکے تھے۔ عروس۔ دولہا، دلہن۔ دست بوس۔ ہاتھ چومنا۔

عشق [1] و جاں ہر دو نہانند و ستیر
معشوق اور جان دونوں پوشیدہ اور مستور ہیں

گر عروسش خواندہ ام عیبے مگیر
اگر میں نے اس کو دلہن کہہ دیا ہے عیب گیری نہ کر

از ملال یار خامش گردمے
یار کے ملال سے میں چپ ہو جاتا

گر ہم او مہلت بدادے یکدمے
اگر تھوڑی دیر کے لئے وہ بھی مجھے مہلت دیتا

لیک می گوید بگو ہیں عیب نیست
لیکن وہ کہتا ہے، کہہ خبر دار عیب نہیں ہے

جز تقاضائے قضائے غیب نیست
(یہ کلمات) غیب کے تقاضے کے بغیر نہیں ہیں

عیب باشد کو نہ بیند جز کہ عیب
(یہ کلمات) عیب ہونگے اس کیلئے جو عیب کے علاوہ کچھ نہیں دیکھتا ہے

عیب کے بیند روان پاک غیب
عالم غیب کی پاک روح عیب کب دیکھتی ہے؟

عیب شد نسبت بمخلوق جہول
جاہل مخلوق کے اعتبار سے عیب ہوگا

نے بہ نسبت با خداوند قبول
مقبول بارگاہ (شخص) کی نسبت سے عیب نہ ہوگا

کفر ہم نسبت بخالق حکمت ست
اللہ کے اعتبار سے کفر بھی حکمت ہے

چوں بما نسبت کنی کفر آفت ست
جب تو ہمارا اعتبار کرے کفر، مصیبت ہے

ور یکے عیبے بود با صد صفات
اگر سو خوبیوں کے ساتھ ایک عیب ہو

بر مثال چوب باشد در نبات
تو وہ مصری میں لکڑی کی طرح ہوگا

در ترازو ہر دو را یکساں کشند
ترازو میں دونوں کو یکساں رکھتے ہیں

زانکہ آں ہر دو چو جسم و جاں خوشند
اس لئے وہ دونوں جسم اور اچھی جان کی طرح ہیں

پس بزرگاں ایں نہ گفتند از گزاف
تو بزرگوں نے یہ خواہ مخواہ نہیں کہا

جسم پاکاں عین جاں افتاد صاف
پاک لوگوں کا جسم جان کی طرح مصفّٰی ہے

گفت شاں و فعل شاں و ذکر شاں
ان کا قول اور ان کا فعل اور ان کا ذکر

جملہ جان مطلق آمد بے نشاں
سب بے نشان، مطلق جان ہیں

جان دشمن [1] دار شاں جسمے ست صرف
ان کے دشمن کی جان صرف جسم ہے

چوں زیاد از نرد او اسمے ست صرف
جیسے نرد کا زیاد کہ وہ صرف نام ہے

آں بخاک اندر شد و کل خاک شد
وہ خاک میں ملا اور پورا خاک ہو گیا

ایں نمک اندر شد و کل پاک شد
یہ نمک میں گیا اور سب پاک ہو گیا

آں نمک کز وے محمد املح ست
وہ نمک جس سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) املح تر ہوئے

زاں حدیث بانمک او افصح ست
اس نمکین بات سے وہ فصیح تر ہوئے

عشق [1] یعنی معشوق۔ ستیر۔ مستور، چھپا ہوا۔ گر عروسش۔ جس طرح دلہن پردہ میں ہوتی ہے اسی طرح عشق اور جان بھی پوشیدہ ہے۔ از ملال۔ یعنی میں ذات حق کو عروس کہنے سے باز بھی آجاتا لیکن غلبہ حال کیوجہ سے کہنے پر مجبور ہوں۔ تقاضائے غیب یعنی یہ کلمات غیبی اشارے سے میں نے کہے ہیں۔ عیب یعنی کلمات کہنا انھیں کے نزدیک عیب ہوگا جنکو عیب کے سوا کچھ نظر نہیں آتا ہو۔ جہول۔ نادان۔ خداوند قبول۔ صاحب قبولیت، مقبول، یعنی بعض کلمات جاہل کہیں تو عیب شمار ہوگا اور اگر وہی کلمات صاحب حال کہے تو اس کے اعتبار سے عیب نہیں ہے۔ کفر ہم [2] یعنی نسبت کے بدل جانے سے کلمات اور اقوال کا حکم بدل جاتا ہے مثلاً کفر ہے اللہ کی طرف اس کے خلق کی نسبت عین حکمت ہے ہماری نسبت سے وہ انتہائی خراب بات اور عیب ہے۔ ور یکے۔ یعنی میں نے حضرت حق کے بارے میں بہت سی باتوں کا ذکر کیا ہے جنکی وجہ سے مجھ میں خوبیاں گنی جائیں گی مگر ایک لفظ عروس کہہ دینا میرا عیب بھی ہے تو گرفت نہ کرو شکر کے ساتھ تنکا بھی اسی بھاؤ تل جاتا ہے۔ پس بزرگاں یعنی جب برائی اور بھلائی نسبتی ہو تو جسم عوام کے اعتبار سے روح سے کم درجہ کی چیز ہے لیکن بزرگوں کے اعتبار سے جسم بھی روح کی طرح پاک و صاف ہے۔ گفت شاں۔ پاک لوگوں کے جو اعمال جسم سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی بمنزلہ روح کے ہیں۔ دشمن [3] دار۔ دشمنی رکھنے والا۔ زیاد۔ نرد کی سات بازیوں میں سے ایک

بازی کا نام ہے اسکے ہر نقش میں ایک خیال زیادہ کر دیتے ہیں جسکو خیال زیاد کہتے ہیں۔ پس بازی کا کوئی خاص تجربہ آمد نہیں ہوتا ہے اگرچہ نام زیاد ہے لیکن یہ نام ہی نام ہے۔ آں۔ اولیاء کا دشمن نفس لذتوں کی خاک میں ملا جسم خاک بنگیا ہے۔ یعنی کامل شخص محبت کی چاشنی میں غرق

ہو کر پاک ہو گیا۔ املح۔ ملیح تر۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا میرے بھائی یوسف صبیح تھے اور میں ملیح ہوں۔ ایک جگہ فرمایا میں عرب میں سب سے فصیح ہوں علاوہ ازیں میں قریشی ہوں یعنی حضورؐ کے جسم اور زبان میں ملاحت تھی جس سے آپ ملیح اور فصیح قرار پائے۔

آں نمک باقی ست از میراثِ اُو ۔۔۔ با تو اَند آں وارثانِ اُو، بجُو

آپ کی میراث کا وہ نمک باقی ہے ۔۔۔ آپ کے وہ وارث تیرے ساتھ ہیں، تلاش کر لے

پیشِ تو شستہ ترا خود پیش کو ۔۔۔ پیشِ ہستت جانِ پیش اندیش کو

تیرے آگے بیٹھے ہیں، خود تجھے آگا کب میسر ہے؟ ۔۔۔ تیرے وجود کے سامنے آگے سوچنے والی جان کہاں ہے؟

گر تو خود را پیش و پس داری گماں ۔۔۔ بستۂ جسمی و محرومی ز جاں

اگر تو اپنے لئے آگے پیچھے کا گمان رکھتا ہے ۔۔۔ تو تُو جسم کا پابند ہے اور جان سے محروم ہے

زیر و بالا پیش و پس وصفِ تن ست ۔۔۔ بے جہتہا ذاتِ جانِ روشن ست

نیچا اور اونچا، آگا اور پیچھا جسم کی صفتیں ہیں ۔۔۔ پاک جان، بغیر سمتوں کے ہے

برگُشا از نورِ پاکِ شہ نظر ۔۔۔ تا نہ پنداری تو چوں کوتہ نظر

شاہ کے پاک نور سے نظر کر ۔۔۔ تاکہ کوتاہ نظر کی طرح تو یہ نہ خیال کرے

ق

کہ ہمینی در غم و شادی و بس ۔۔۔ اے عدم گو مر عدم را پیش و پس

کہ تو صرف غمی اور خوشی کے لئے ہے اور بس ۔۔۔ اے معدوم! معدوم کا آگا پیچھا کہاں ہے؟

از وجود و از عدم گر بگذری ۔۔۔ از حیاتِ جاودانی بَرخوری

تو اگر وجود اور عدم سے گزر جائے ۔۔۔ تو ابدی زندگی حاصل کرے

روزِ باران ست میرو تا بہ شب ۔۔۔ نے ازیں باراں زاں بارانِ رب

بارش کا دن ہے، رات تک چلا چل ۔۔۔ اس بارش سے نہیں، خدا کی بارش سے

ہست باراں جُز ایں باراں بداں ۔۔۔ می نمی بیند ورا جُز چشمِ جاں

سمجھ لے! اس بارش کے علاوہ اور بارش بھی ہے ۔۔۔ جس کو صرف جان کی آنکھ دیکھتی ہے

چشمِ جاں را باز کُن نیکو نگر ۔۔۔ تا ازاں باراں عیاں بینی خضر

جان کی آنکھ کھول، اچھی طرح دیکھ ۔۔۔ تاکہ اس بارش کا سبزہ صاف دیکھے

سوال کردنِ عائشہؓ از پیغمبر علیہ السلام کہ باراں شد و جامۂ مُبارکِ تو تر نگشت و جوابِ آں

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیغمبر علیہ السلام سے سوال کرنا کہ بارش ہوئی اور آپ کے بابرکت کپڑے نہ بھیگے اور اس کا جواب

مُصطفیٰ روزے بہ گورستاں برفت ۔۔۔ با جنازہ یارے از یاراں برفت

مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز قبرستان تشریف لے گئے ۔۔۔ دوستوں میں سے ایک دوست کے جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے

از میراث او = حضورؐ نے ارشاد فرمایا علماء انبیاء کے وارث ہیں، یعنی آپؐ کی معرفت کی چاشنی اور ملاحت علماء اور اولیاء میں منتقل ہوئی ہے جو اب بھی دنیا میں موجود ہیں۔ پیش تو = وہ وارثانِ نبی موجود ہیں لیکن وہ لوگ جو اپنے وجود میں روح کو گم کئے ہوئے ہیں انکو احساس نہیں ہے جبتک انسان اپنی ہستی کو فنا نہیں کرتا اسکو پیش بین روح میسر نہیں آتی۔ گر تو = اگر انسان کو اپنے آگے پیچھے کا خیال ہے تو وہ جسمانی صفات میں الجھا ہوا ہے اور روح کی لذتوں سے محروم ہے۔ زیر و بالا = یہ سب صفات جسم کی ہیں روح ان سے پاک ہے۔ نور پاک = حقیقی معرفت حاصل ہو جانے پر انسان غم اور خوشی وغیرہ جسمانی صفات سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

بگزری = دست بردار شوی۔ حیاتِ جاودانی = ابدی زندگی۔ برخوری = پھل کھائے۔ روزِ باران = یعنی الٰہی فیوض برس رہے ہیں ایسی حالت میں گھر میں بیٹھے رہنا مناسب نہیں ہے ان سے نفع اندوز ہونا چاہیے۔ چشمِ جاں = فیوض کی بارش کا روح کی آنکھ ادراک کر سکتی ہے۔ خضر = سبزہ۔ یار = یعنی صحابی۔

خاک را در گورِ اُو آگندہ کرد — زیرِ خاک آں دانۂ اش را زندہ کرد

اُن کی قبر میں مٹی بھر دی — مٹی کے نیچے اُن کے دانہ کو زندہ کر دیا

ایں درختانند ہمچوں خاکیاں — دست ہا بر کردہ اند از خاکداں

مٹی میں دفن کئے ہوؤں کی مانند یہ درخت (بھی) ہیں — جو مٹی سے ہاتھ باہر نکالے ہوئے ہیں

سوئے خلقاں صد اشارت میکنند — وانکہ گوشستش عبارت میکنند

لوگوں کی طرف سَو اشارے کر رہے ہیں — جن کے کان ہیں اُن کے لئے تقریر کر رہے ہیں

تیز گوشاں رازِ ایشاں بشنوند — غافلاں آوازہا را نشنوند

تیز کان والے اُن کا راز سُنتے ہیں — غافل لوگ آوازوں کو نہیں سُنتے ہیں

با زبانِ سبز و با دستِ دراز — از ضمیرِ خاک میگویند راز

سبز زبان سے اور لمبے ہاتھ سے — خاک میں چھُپے ہوئے راز بتا رہے ہیں

ہمچو بطاں سر فرو بُردہ بآب — گشتہ طاؤساں و بودہ چوں غراب

بطخوں کی طرح پانی میں غوطہ مارے ہوئے — مور بن گئے، اور کوّے کی طرح

در زمستاں شاں اگر محبوس کرد — آں غراباں را خدا طاؤس کرد

جاڑوں میں اگر اُن کو قید کیا — اُن کوّوں کو اللہ (تعالیٰ) نے مور بنا دیا

در زمستاں شاں اگرچہ داد مرگ — زندہ شاں کرد از بہار و داد برگ

جاڑوں میں اگرچہ اُن کو مارا — اُن کو بہار سے زندہ کر دیا اور پتّے دیدیئے

مُنکراں گویند ہست ایں خود قدیم — ایں چرا بندیم بر ربِّ کریم

مُنکر کہتے ہیں یہ قدیم ہیں — ربِّ کریم سے اُن کا تعلق کیوں کریں؟

جملہ پندارند کیں خود دائم ست — ور قدیم ایں جملہ عالم قائم ست

سب یقین کرتے ہیں کہ یہ ہمیشہ سے ہے — اور ہمیشہ سے یہ تمام عالم قائم ہے

کوری ایشاں درونِ دوستاں — حق بر ویانید باغ و بوستاں

(یہ عقیدہ) اُنکے اندھے پن سے ہے، دوستوں کے دل میں — اللہ (تعالیٰ) نے باغ اور بوستاں اُگا دیا ہے

ہر گلے کاندر درون بویا بود — آں گل از اسرارِ کُل گویا بود

جو پھول اپنے اندر سے خوشبو دے رہا ہو — وہ پھول تمام اسرار کا پتہ دیتا ہے

بوئے ایشاں رغمِ انفِ مُنکراں — گِردِ عالم می رَوَد پردہ دراں

اُن کی خوشبو منکروں کی ذلت کے ساتھ — پردہ دری کرتے ہوئے دنیا کا چکر کاٹتی ہے

دانۂ اش یعنی دنیوی موت کے بعد اُسکو برزخی زندگی نصیب ہوگئی۔ خاکیاں: مٹی سے پیدا ہونیوالے اور مرکو مٹی میں مدفون ہونیوالے۔ بر کردن: نکالنا۔ خاکداں: دُنیا۔ عبارت: تقریر۔ برگِ درختانِ سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کائنات کی ہر چیز خدا کی تسبیح پڑھتی ہے تم نہیں سمجھتے ہو۔ زبانِ سبز یعنی پتے۔ دستِ دراز یعنی شاخیں۔ ضمیر: دل کی بات۔ ہمچو: درختوں کی ۳ حالتوں کو تین پرندوں سے تشبیہ دی ہے درخت موسم خزاں میں ہریالی ختم ہوکر کالے کوّے کی طرح ہوجاتے ہیں۔ رطوبت کو حاصل کرنے میں گویا وہ بطخیں ہیں جو پانی میں غوطہ لگا کر غذا حاصل کرتی ہیں موسم بہار میں پھول پتیاں نکلنے کے بعد وہ مور بن جاتے ہیں۔ مُنکراں: یعنی دہریہ جو وجودِ باری کے مُنکر ہیں اور فلاسفہ جو خدا کو صانع اور مختار نہیں مانتے ہیں۔ ایں: یعنی کائنات قدیم ہے خدا سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ کوری: اندھا پن۔ رویانیدن: روئیدن کا متعدی مصدر ہے یعنی اولیاء اللہ کے سینے علومِ معرفت سے باغ و بہار ہیں۔ اسکے گل اور بوٹے کی خوشبو سے منکر اسطرح پریشان ہوتے ہیں جیسے گوبر کا کیڑا خوشبو سے یا کمزور دماغ والا ڈھول کی آواز سے۔ بویا: خوشبو دینے والا۔ گویا: بولنے والا۔

منکراں ہمچو جُعلؔ زاں بوئے گُل — یا چو نازک مغز از بانگِ دُہل

اُن کے پھول کی خوشبو سے منکر گبریلے کی طرح ہیں — یا ایسے جیسے ڈھول کی آواز سے نازک دماغ

خویشتن مشغول می سازند و غرق — چشم می دوزند از لمعانِ برق

اپنے آپ کو مشغول اور غرق کرتے ہیں — بجلی کی چمک سے آنکھیں سی لیتے ہیں

چشم می دوزند و آنجا چشمؔ نے — چشم آں باشد کہ بیند مامنے

آنکھیں سی لیتے ہیں اور اُن کی آنکھیں ہی نہیں ہیں — آنکھ تو وہ ہے جو جائے پناہ کو دیکھ لے

چوں ز گورستاں پیمبرؐ باز گشت — سوئے صِدّیقہ شد و ہمراز گشت

جب پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) قبرستان سے لوٹے — صِدّیقہ (رضی اللہ عنہا) کی طرف گئے اور ہمراز بنے

چشمِ صِدّیقہ چو بر رُویش فتاد — پیش آمد دست بر وے می نہاد

صِدّیقہ (رضی اللہ عنہا) کی نظر جب آپ کے چہرے پر پڑی — آگے بڑھیں اور آپ پر ہاتھ رکھا

بر عمامہ بر رُخ و بر مُوئے اُو — بر گریباں و بَر و بازوئے اُو

عمامہ پر اور آپ کے چہرے اور بالوں پر — گریبان پر اور جسم پر اور آپ کے بازو پر

گفت پیغمبرؐ چہ می جوئی شتاب — گفت باراں آمد امروز از سحاب

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جلد جلد کیا دیکھتی ہو؟ — بولیں آج بادل سے بارش برسی ہے

جامہایت می بجویم در طلب — تر نمی بینم ز باراں اے عجب

جستجو میں آپ کے کپڑے چھوتی ہوں — تعجب ہے! بارش سے تر نہیں دیکھتی ہوں

گفت چہ بر سَر فگندی از ازار — گفت کردم آں ردائے تو خمارؔ

فرمایا، سر پر کون سا کپڑا اوڑھا تھا؟ — بولیں آپ کی چادر کو دوپٹہ بنایا تھا

گفت بہرِ آں نمود اے پاک جیب — چشمِ پاکت را خدا بارانِ غیب

فرمایا، اے پاک دل! اسی لئے دکھائی — خدا نے تیری پاک آنکھ کو غیبی بارش

نیست آں باراں ازیں ابرِ شما — ہست ابرِ دیگر و دیگر سما

وہ بارش تمہارے اِس ابر کی نہیں ہے — وہ دوسرا ابر اور دوسرا آسمان ہے

ایں چنیں باراں ز ابرِ دیگر ست — رحمتِ حق در نزولش مُضمر ست

اِس طرح کی بارش دوسرے ابر کی ہے — جس کے نازل ہونے میں خدا کی رحمت پوشیدہ ہے

بشنو از قولِ سنائیؒ در رموز — معنیِ تا واقف آئی بر کنوز

اِشارات کے بارے میں سنائیؒ کے قول کے — ایک معنیٰ سُن، تاکہ تو خزانوں سے واقف ہو جائے

جُعلؔ۔ گبریلا، گوبر کی گولیاں بناکر لڑھکانے والا کیڑا۔ دُہل۔ ڈھول۔ مشغول یعنی منکرین جو محض عقلی غلط دلائل میں اپنے آپ کو مصروف کئے ہوئے ہیں اور صحیح دلائل کی روشنی سے آنکھوں کو بند کئے ہوئے ہیں۔
چشمؔ نے۔ دراصل اُن کے آنکھ ہی نہیں ہے آنکھ تو وہی ہے جو صحیح دیکھے۔
باز گشت۔ واپس آئے۔ صِدّیقہ۔ حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے۔ ہمراز۔ راز کی باتیں کرنے والا۔ عمامہ۔ عین کے پیش سے، پگڑی۔ بَر۔ پہلو، بغل۔ سحاب۔ ابر۔ اِزار۔ تہ بند، لنگی۔ رِدا۔ چادر۔
خمارؔ۔ اوڑھنی۔ جیب۔ گریبان، سینہ، دل۔ سما۔ آسمان۔ مُضمر۔ پوشیدہ۔ سنائی۔ مشہور حکیم، شاعر، بزرگ ہیں۔ رموز۔ رمز کی جمع، اشارہ۔ کنوز۔ کنز کی جمع، خزانہ۔

گر تو بکشائی ز باطن دیدهٔ — زود یابی سُرمۂ بگزیدهٔ
اگر تو باطن کی آنکھیں کھول لے — بہت جلد پسندیدہ سُرمہ حاصل کرلے

تفسیر بیتِ حکیم سنائی رَوَّحَ اللهُ رُوحَہٗ

حکیم سنائی (خدا اُن کی روح کو راحت پہنچائے) کے شعر کی تفسیر

آسمانہاست در ولایتِ جاں[1] — کارفرمائے آسمانِ جہاں
روح کی اقلیم میں آسمان ہیں — جو دنیا کے آسمان میں کارفرما ہیں

در رہِ روح پست و بالاہاست — کوہ ہائے بلند و دریاہاست
روح کے راستہ میں پستی اور بلندیاں ہیں — اُونچے پہاڑ اور دریا ہیں

پیرِ دانا اندریں رمزے کہ گفت — در حقیقت زیں صدف دُرّے بسُفت
دانا بزرگ نے اس سلسلہ میں جو اشارہ کیا — حقیقتاً اِس سیپ کا موتی پرو دیا

غیب را ابرے و آبے دیگرست — آسمان و آفتابے دیگرست
(عالمِ) غیب کا ابر اور پانی دوسرا ہے — آسمان اور آفتاب دوسرا ہے

نایدآں اِلّا کہ بر خاصاں پدید — باقیاں فِی لَبْسٍ مِنْ خَلْقٍ جَدِیْد
وہ صرف خاصانِ (خدا) پر ظاہر ہوتا ہے — باقی لوگ اِس نئی مخلوق سے شُبہ میں ہیں

ہست باراں از پئے پروردگی — ہست باراں از پئے پژمُردگی
ایک بارش پرورش کے لئے ہے — ایک بارش مُرجھانے کے لئے ہے

نفعِ بارانِ بہاراں بُوالعجب — باغ را بارانِ پائیزی چو تب
موسمِ بہار کی بارش کا نفع تعجب خیز ہے — خزاں کی بارش باغ کے لئے بخار کی طرح ہے

باغ را بارانِ نیسانی طَرَب — باز بارانِ خرابی ہمچو تَب
نیساں کی بارش باغ کی مستی ہے — پھر خزاں کی بارش بخار کی طرح ہے

آں بہاری نازپروردش کند — ویں خزانی ناخوش و زردش کند
موسمِ بہار کی بارش اُس کی نازبرداری کرتی ہے — یہ خزاں کی بارش اُس کو خراب اور زرد کر دیتی ہے

ہمچنیں سرما و باد و آفتاب — بر تفاوت داں و سر رشتہ بیاب
اسی طرح جاڑا اور ہوا اور سورج — جداگانہ سمجھ اور اصول کو سمجھ لے

ہمچنیں در غیب انواع ست ایں — در زیان و سود و در رنج و غبیں
اسی طرح (عالمِ) غیب میں اُس کی قسمیں ہیں — نفع اور نقصان، تکلیف اور ٹوٹے میں

---

[1] ولایتِ جان۔ عالمِ روح۔ پیرِ دانا۔ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ۔ رمز۔ اشارہ۔ صدف۔ سیپ۔ دُر۔ موتی۔ فی لبس۔ یہ آیت حشر کے منکروں کے بارے میں ہے۔ مولانا نے امورِ غیبیہ پر شبہ کرنے والوں کے لئے استعمال کر دی ہے۔ ہست باراں۔ یعنی غیبی بارش کی بھی دو قسمیں ہیں، مضر اور مفید۔ بوالعجب۔ بہت تعجب خیز۔ پائیز۔ خزاں۔ نیساں۔ وہ دن جب آفتاب برجِ حمل میں ہوتا ہے، ایامِ بہار۔ تپ۔ بخار۔ تفاوت۔ فرق۔ سر رشتہ۔ بات کا سرا، کھوج۔ انواع۔ نوع کی جمع، قسم۔ زیاں۔ نقصان۔ سود۔ نفع۔ غبین۔ خاتر العقل، ٹوٹے میں پڑا ہوا۔

این دمِ ابدال باشد زاں بہار
ابدال کا کلام اسی بہار سے ہوتا ہے
در دل و جاں روید از وے سبزہ زار
اس سے دل و جان میں سبزہ اُگتا ہے

فعلِ بارانِ بہاری با درخت
موسمِ بہار کی بارش کا درختوں سے جو معاملہ ہے
آید از انفاسِ شاں اے نیک بخت
اے نیک بخت! اُن کے سانسوں سے حاصل ہوتا ہے

گر درختِ خشک باشد در مکاں
اگر کسی جگہ کوئی خشک درخت ہو
عیبِ آں از بادِ جاں افزا دآں
اُس کا وہ عیب روحانی ہوا سے بڑھ جاتا ہے

باد کارِ خویش کرد و بَر وزید
ہوا نے اپنا کام کیا اور چلی گئی
آنکہ جانے داشت بر جانش گزید
جسمیں جان تھی اس نے اسکو اپنی جان پر ترجیح دی

وانکہ جامد بود خود واقف نشد
اور جو پتھر تھا واقف نہ ہوا
وائے اُو جانے کہ اُو عارف نشد
اُس جان پر افسوس جو پہچاننے والی نہ بنی

در معنیِ حدیث کہ اِغْتَنِمُوْا بَرْدَ الرَّبِیْعِ فَاِنَّہٗ یَعْمَلُ بِاَبْدَانِکُمْ کَمَا یَعْمَلُ بِاَشْجَارِکُمْ وَاجْتَنِبُوْا بَرْدَ الْخَرِیْفِ فَاِنَّہٗ یَعْمَلُ بِاَبْدَانِکُمْ کَمَا یَعْمَلُ بِاَشْجَارِکُمْ

اس حدیث کے متعلق کے بیان میں کہ موسم ربیع کی سردی کو غنیمت سمجھو وہ تمہارے بدنوں پر وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر اور موسمِ خریف کی سردی سے بچو وہ تمہارے جسموں پر وہی عمل کرتی ہے جو تمہارے درختوں پر

قولِ پیغمبر شنو اے جانِ من
اے جانِ من! پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سُن
دور کُن از خویشتن انکار و ظن
انکار اور گمان اپنے سے دور کر

گفت پیغمبر ز سرمائے بہار
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسمِ بہار کے جاڑے سے
تن مپوشانید یاراں زینہار
یارو! ہرگز بدن نہ ڈھکو

زانکہ با جانِ شما آں می کُند
اس لئے کہ وہ تمہاری جان کے ساتھ وہی کرتا ہے
کاں بہاراں با درختاں میکند
جو موسم بہار درختوں کے ساتھ کرتا ہے

پس غنیمت باشد آں سرمائے اُو
اُس کی سردی غنیمت ہوتی ہے
در جہاں بر عارفانِ وقت جُو
دنیا میں، وقت کے تلاش کرنیوالے عارفوں پر

در بہاراں جامہ از تن بر کنید
(موسمِ) بہار میں کپڑے اُتار دو
تن برہنہ جانبِ گلشن روید
ننگے بدن، باغ کی طرف چلو

ہم - سانس. کلام - ابدال - اولیاء اللہ کی ایک خاص جماعت ہے یعنی اولیاء کے انفاس بہار کا کام کرتے ہیں - اور دلوں میں سبزہ اگاتے ہیں - انفاس نفس کی جمع سانس. گر درخت یعنی بزرگوں کے انفاس سے بدبختوں کی بدبختی میں اضافہ ہو جاتا ہے جبکہ وہ اُن انفاس کے منکر ہو جائیں. باد - اولیاء کی بادِ بہاری اِصلاحِ عوام کا کام کر جاتی ہے اور جو اُس سے مستفید ہوں وہ اُن پر جان نثار کرتے ہیں - جامد جن کے دل پتھر کے ہو گئے ہیں اور ناقابلِ اِصلاح ہیں -

ربیع - موسمِ بہار. خریف - موسمِ خزاں. سرمائے بہار - یعنی غیبی فیوض و برکات - با درختاں جس طرح موسمِ بہار کی بارش سے درخت سرسبز و شاداب ہوتے ہیں فیوضِ غیبیہ سے روح تازہ ہوتی ہے -

سرمائے اُو - یعنی فیوض و برکاتِ وقت - یعنی وہ وقت جس میں غیبی واردات کا قلب پر نزول ہو

یک بگریزید از بادِ خزاں
لیکن بادِ خزاں سے بچو
کاں کند کاں کرد با باغ و رزاں[1]
اسلئے کہ وہی کریگی جو اُس نے باغ اور انگوروں کیساتھ کیا

راویاں ایں را بظاہر بُردہ اند
روایت کرنیوالوں نے اسکو ظاہری معنی پر محمول کیا
ہم براں صورت قناعت کردہ اند
اور انھوں نے اسی معنی پر قناعت کرلی

بے خبر بودند از سرِّ آں گروہ
یہ جماعت راز سے بے خبر تھی
کوہ را دیدہ ندیدہ کاں بکوہ
پہاڑ کو دیکھا، پہاڑ میں کان کو نہ دیکھا

آں خزاں نزدِ خدا نفس و ہواست
وہ خزاں اللہ تعالیٰ کے نزدیک نفس اور خواہش ہے
عقل و جاں عینِ بہارست و بقاست
عقل اور روح عین بہار اور بقا ہے

گر ترا عقلے ست جزوی در نہاں
اگر تجھ میں ناقص عقل ہے
کاملُ العقلے بجو اندر جہاں
دنیا میں مکمل عقل والا تلاش کرلے

جزوِ تو از کُلِّ اُو کُلّی شود
تیری ناقص عقل، اُسکی کامل عقل سے مکمل ہو جائیگی
عقلِ کُل بر نفس چوں غُلّے شود
کامل عقل نفس کے لئے طوق بن جائے گی

پس بتاویل ایں بود کانفاسِ پاک
(اس حدیث کے معنی) تاویل کیساتھ یہ ہونگے کہ پاک سانس
چوں بہارست و حیاتِ برگ و تاک
(موسم) بہار کیطرح ہیں اور پتوں اور انگوروں کی حیات ہیں

از حدیثِ اولیاء نرم و درشت
اولیاء کی نرم اور سخت بات سے
تن مپوشاں زانکہ دینت است پشت
پہلو تہی نہ کر کیونکہ وہ تیرے دین کی پشت پناہ ہیں

گرم گوید سرد گوید خوش بگیر
گرم کہیں، سرد کہیں خوشی سے تسلیم کر
تاز گرم و سرد بجہی وز سعیر
تاکہ گرم اور سرد اور جہنم سے نجات پالے

گرم و سردش نوبہارِ زندگی ست
اُن کا گرم و سرد (کہنا)، زندگی کی نو بہار ہے
مایۂ صدق و یقین و بندگی ست
صدق اور یقین اور بندگی کا سرمایہ ہے

زانکہ زاں بستانِ جانہا زندہ است
اسلئے کہ اُن سے جانوں کا باغ تر و تازہ ہے
زاں جواہر بحرِ دل آگندہ است
اُن جواہر سے دل کا سمندر پُر ہے

بر دلِ عاقل ہزاراں غم بود
عقلمند کے دل پر ہزاروں غم چھا جاتے ہیں
گر ز باغِ دل خلالے کم بود
اگر دل کے باغ سے ایک تنکا کھو جاتا ہے

رزاں[1]- رز کی جمع، انگور، خزاں کی ہوا سے یہ چیزیں تباہ ہوجاتی ہیں۔ راویاں۔ راوی کی جمع، حدیث نقل کرنے والا یعنی عام طور پر روایت کرنیوالوں نے اِس حدیث کے ظاہری معنی لئے ہیں۔ سِرّ۔ راز یہاں پر عالمِ غیب کی بادِ بہار اور خزاں مراد ہے۔ کان۔ معدن۔ ہوا۔ خواہشِ نفسانی۔ تقا۔ تقویٰ، پرہیزگاری۔ گر ترا۔ یعنی اگر یہ مضامینِ غیب تیری سمجھ میں نہیں آتے تو کسی شیخِ کامل کا دامن پکڑلے پھر سمجھ میں آجائینگے۔ کُلِ او۔ یعنی شیخ کامل کی مکمل عقل۔ غُل۔ گردن کا طوق یعنی اُس کی بیعت تجھے ہوا و حرص سے روک دے گی۔ تاویل۔ کسی عبارت کے ظاہری معنی مراد نہ لینا۔ حیات۔ زندگی۔ تاک۔ انگور۔ نرم و درشت۔ پیاری اور تلخ نصیحتیں۔ پشت یعنی پشت پناہ۔ گرم و سرد گفتن۔ سخت و سست کہنا۔ گرم و سرد۔ مصائب۔ سعیر۔ جہنم۔ نو بہار۔ بارش کی ٹھنڈک اور سورج کی گرمی سبزہ زار پیدا کرتی ہے اِسی طرح شیخ کی گرم و سرد نصیحتیں ایمان کی تازگی کا سبب ہیں۔ بستانِ جاں۔ روحانی باغ۔ بحر۔ سمندر۔ آگندہ۔ پُر۔

پرسیدن عائشہ رضی اللہ عنہا از مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کرنا

کہ سرِّ باران امروز چہ بود

کہ آج کی بارش کا کیا راز تھا؟

پس سُوالش کردہ صدیقہ زِصدق ۔ باخشوع و باادب از جوشِ عشق

صدیقہ (رضی اللہ عنہا) نے سچائی سے آپ سے سوال کیا ۔ محبت کے جوش سے عاجزی اور ادب کے ساتھ

کاے خلاصہ ہستی و زبدہ وجود ۔ حکمتِ بارانِ امروزی چہ بود

اے ہستی کے خلاصہ اور وجود کے برگزیدہ! ۔ آج کی بارش میں کیا حکمت تھی؟

ایں ز بارانہائے رحمتہاست یا ۔ بہر تہدیدات و عدلِ کبریا

یہ رحمتوں کی بارشوں میں سے ہے، یا ۔ دھمکیوں اور خدا کے انصاف کے لئے ہے

ایں ازاں لطفِ بہاریات بود ۔ یا ز پائیزی پُر آفات بود

یہ (بارش) مہربانی اور موسمِ بہار کی بارشوں سے تھی ۔ یا آفتوں بھری خزاں کی بارش تھی

گفت ایں از بہرِ تسکینِ غم ست ۔ کز مصیبت بر نژادِ آدمؑ ست

فرمایا کہ یہ اس غم کی تسکین کے لئے ہے ۔ جو آدمؑ کی نسل پر مصیبت کی وجہ سے ہے

گر براں آتش بماندے آدمی ۔ بس خرابی او فتادے و کمی

اگر آدمی اس آگ میں رہتا ۔ بہت خرابی اور کمی واقع ہو جاتی

ایں جہاں ویراں شدے اندر زماں ۔ حرصہا بیروں شدے از مردماں

یہ دنیا فوراً ویران ہو جاتی ۔ انسانوں میں سے حرص نکل جاتی

اُستُنِ ایں عالم اے جاں غفلت ست ۔ ہوشیاری ایں جہاں را آفت ست

اے جان! اِس عالم کا ستون غفلت ہے ۔ ہوشیاری اِس عالم کی آفت ہے

ہوشیاری زاں جہان ست و چو آں ۔ غالب آید پست گردد ایں جہاں

ہوشیاری اُس عالم کی ہے اور جب وہ ۔ غالب آجائے تو یہ عالم پست ہوجاتا ہے

ہوشیاری آفتاب و حرص یخ ۔ ہوشیاری آب و ایں عالم وسخ

ہوشیاری سورج ہے اور حرص برف ۔ ہوشیاری پانی ہے اور یہ عالم میل ہے

زاں جہاں اندک ترشح می رسد ۔ تا نہ خیزد زیں جہاں حرص و حسد

اِس عالم سے تھوڑی سی رِستی رہتی ہے ۔ تاکہ اِس عالم سے حرص اور حسد ختم نہ ہوجائے

صدق۔ سچائی۔ خشوع۔ عاجزی۔ خلاصہ ہستی۔ مخلوقات کے کمالات کا جامع۔ زبدہ۔ نکھن، برگزیدہ۔ تہدید۔ دھمکی۔ عدل۔ انصاف۔ لُطف۔ مہربانی۔ بہاریات۔ سامانِ بہار۔ پائیزی۔ خزانی۔ تسکین۔ ساکن کرنا۔ نژاد۔ نسل، اولاد۔ گر۔ یعنی اگر انسان کو غم سے بالکل سکون نہ ملے تو مشاغلِ زندگی میں بہت خلل پڑ جائے۔

ایں جہاں۔ انسان غم کی مایوسیوں میں پڑا رہتا اور حرص کی وجہ سے جو جوش ہے وہ ختم ہو جاتی اور دنیا ویران ہو جاتی۔

اُستن۔ ستون۔ غفلت۔ لاپروائی۔ ہوشیاری۔ احساس۔ آفت۔ مشہور مقولہ ہے "لولا الحمقاء لخربت الدنیا" اگر احمق نہ ہوتے تو دنیا تباہ ہو جاتی۔ ہوشیاری آخرت کا پورا احساس ہو جائے تو پھر دنیا بے حقیقت نظر آنے لگے ہوشیاری کا سورج حرص کے برف کو پگھلا دے اور یہ دنیا جو میل کچیل ہے، ہوشیاری کا پانی اس کو دھو ڈالے۔

زاں جہاں۔ عالمِ آخرت سے اس دنیا میں تھوڑا تھوڑا ترشح ہوتا ہے تاکہ لوگ غفلت میں مبتلا رہ کر حرص و حسد کی بنیاد پر دنیا کا کاروبار کرتے رہیں اگر غفلت زیادہ بڑھ جائے تو ہر انسان فکر میں مبتلا ہو جائے اور دنیا سے اچھی اور بری صفات کا خاتمہ ہو جائے۔

گر ترشّح بیشتر گردد ز غیب — نے ہنر ماند دریں عالم نہ عیب
اگر غیب سے یہ رِساؤ زیادہ بڑھ جائے — اِس عالَم میں نہ ہنر رہے نہ عیب

ایں ندارد حد سوئے آغاز رَو — سوئے قصّہ مردِ چنگی باز رَو
اِس کا خاتمہ نہیں ہے شروع کی طرف چل — سارنگی بجانے والے کے قصّہ کی طرف واپس چل

بقیۂ قصۂ پیرِ چنگی و بیانِ مخلصِ آں
سارنگی بجانے والے بوڑھے کے قصّہ کا بقیہ اور اُس کا خلاصہ

مُطربے کز وے جہاں شد پُر طرب[۱] — رُستہ ز آوازش خیالاتِ عجب
وہ گویا جس سے، عالَم مستی سے بھرا ہوا تھا — اُس کی آواز سے عجیب خیالات پیدا ہوتے تھے

از نوایش مُرغِ دل پرّاں شدے — وز صدایش ہوشِ جاں حیراں شدے
اُس کی آواز سے مُرغِ دل اُچھلنے لگتا تھا — اُسکی صدا سے جان کا ہوش حیران ہو جاتا تھا

چوں بر آمد روزگارش پیر شد — بازِ جانش از عجز پشّہ گیر شد
جب اُسکی عمر ڈھل گئی اور بوڑھا ہو گیا — اُسکی جان کا باز عاجزی سے مچھر کا شکاری بن گیا

بازچہ[۲] گر پیل باشد بیگماں — پشّہ اش سازد ضعیف و ناتواں
باز کیا، اگر ہاتھی بھی ہو تو بلا شبہ — مچھر اُس کو کمزور اور بے طاقت بنا دے

پُشتِ اُو خم گشت ہمچوں پُشتِ خم — ابرواں بر چشم ہمچوں پارِ دُم
اُس کی کمر مٹکے کی طرح ٹیڑھی ہو گئی — آنکھ پر ابروئیں دُمچی کی طرح ہو گئیں

گشت آوازِ لطیف و جانفزاش — ناخوش و مکروہ و زشت و دلخراش
اُس کی پاکیزہ اور جان کو بڑھانے والی آواز — خراب اور مکروہ اور بُری اور دلخراش ہو گئی

آں نوا کہ رشکِ زُہرہ آمدہ — ہمچوں آوازِ خرِ پیرے شدہ
وہ آواز جو زُہرہ کے لئے باعثِ رشک تھی — بوڑھے گدھے کی آواز کی طرح ہو گئی

خود کدامیں خوش کہ آں ناخوش نشد — یا کدامیں سقف کاں مُفرش نشد
کونسا خوش ہے جو ناخوش نہ ہوا ہو؟ — یا کونسی چھت ہے جو پامال نہ ہوئی ہو؟

غیرِ آوازِ عزیزاں در صدور — کہ بُود از عکسِ دمِ شاں نفخِ صُور[۳]
(اللہ کے) پیاروں کی آواز کے علاوہ جو سینوں میں ہے — کہ صُور کا پھُکنا بھی اُن کی آواز کی گونج ہے

آں دروُنے کیں درونہا مست ازوست — نیستے کیں ہستہا ماں ہست ازوست
وہ باطن کہ یہ باطن اُس سے مست ہیں — وہ فانی کہ ہمارے وجود اُس سے قائم ہیں

---

[۱] مُطربِ۔ اُس گویئے کی آواز مستی اور عجیب خیالات پیدا کر دیتی تھی، انسانوں کے دل دھڑکنے لگتے تھے۔ اور مدہوشی کا عالم چھا جاتا تھا۔ پشّہ گیر۔ مچھر کا شکار کرنے والا یا مچھر کا شکار۔ یعنی وہ گویا انتہائی کمزور ہو گیا۔

[۲] بازچہ یعنی باز تو کیا، ہاتھی بھی اپنی ناتوانی کے وقت مچھروں سے عاجز آجاتا ہے۔ خم۔ مٹکا۔ پاردم۔ دُمچی۔ لطیف۔ نازک۔ پاکیزہ۔ جانفزا۔ جان کو بڑھانے والا۔ زشت۔ بُرا۔ دلخراش۔ دل کو چھیلنے والا۔ زُہرہ۔ ایک ستارہ کا نام ہے جس کو اہلِ نجوم گانے بجانے والی عورت کی شکل تصور کرتے ہیں اور اُس کو رقاصۂ فلک کہتے ہیں۔ خر۔ گدھا۔ گدھے کی آواز کو مکروہ ترین سمجھا گیا ہے۔ سقف۔ چھت۔ مُفرش۔ پامال۔ خستہ مشہور ہے ہر کمالے را زوالے۔

[۳] عزیزاں۔ یعنی اولیاء اللہ جو اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں۔ صدور۔ صدر کی جمع۔ سینہ۔ نفخِ صُور۔ دوسری مرتبہ صُور پھونکنے پر مُردے زندہ ہو جائینگے۔ آں درونے۔ یعنی اولیاء کے باطن کی وجہ سے بہت سے باطن مست ہیں وہ فنا ہونے والے فرد ہیں لیکن ہمارے وجود اُنکے وجود سے قائم ہیں۔

کہربائے فکرِ دہر آوازِ اوست
اُس کی آواز زمانے کے فکر کے لئے کہربا ہے
لذّتِ الہام و وحی و رازِ اوست
الہام اور وحی اور راز کی وہ لذّت ہے

چونکہ مُطرب پیر تر گشت و ضعیف
چونکہ گویا بہت بوڑھا اور کمزور ہو گیا
شد ز بے کسبی رہینِ یک رغیف
بلا کمائی کے ایک روٹی کا مرہونِ (منّت) ہو گیا

گفت عُمر و مہلتم دادی بسے
اُس نے کہا (اے خدا) تو نے مجھے عمر اور بہت مہلت دی
لُطفہا کردی خدایا با خَسے
اے خدا! تو نے ایک کمینہ پر مہربانیاں کیں

معصیت ورزیدہ ام ہفتاد سال
میں نے ستّر سال گناہ کئے
باز نگرفتی ز من روزے نوال
تو نے مجھ سے ایک دن (بھی) عطا واپس نہ چھینی

نیست کسب امروز مہمانِ توام
کمائی نہیں ہے، اب میں تیرا مہمان ہوں
چنگ بہرِ تو زنم کانِ توام
تیرے لئے سارنگی بجاؤنگا کیونکہ تیرا غلام ہوں

چنگ را برداشت شد اللہ جوئے
سارنگی اٹھائی، اللہ (تعالیٰ) کی طلب میں روانہ ہوا
سُوئے گورستانِ یثرب آہ جوئے
مدینہ کے قبرستان کی جانب آہیں بھرتا ہوا

گفت خواہم از حق ابریشم بہا
بولا، اللہ (تعالیٰ) سے سارنگی (بجانیکا) انعام چاہونگا
کُو بہ نیکوئی پذیرد قلب ہا
کیونکہ وہ کھوٹے سکّے بھی اچھائی کیساتھ قبول کرتا ہے

چنگ زد بسیار و گریاں سر نہاد
سارنگی بہت بجائی، اور روتے ہوئے سر رکھ دیا
چنگ بالیں کرد و بر گورے فتاد
سارنگی کا تکیہ بنایا اور ایک قبر پر گر پڑا

خواب بُردش مُرغِ جاں از حبس رَست
اُسکو نیند آ گئی، جان کا پرندہ قید سے چھوٹ گیا
چنگ و چنگی را رہا کرد و بجَست
سارنگی اور سارنگی باز کو چھوڑا اور چل دیا

گشت آزاد از تن و رنجِ جہاں
جسم سے اور دنیا کی تکلیف سے آزاد ہوا
در جہانِ سادہ و صحرائے جاں
سادہ عالم میں اور روح کے میدان میں (جا پہنچا)

جانِ او آنجا سرایاں ماجرا
اُس کی روح اس جگہ یہ قصّہ گانے لگی
کاندریں جا گر بماندندے مرا!
کہ کاش مجھے اسی جگہ رہنے دیتے!

خوش بُدے جانم ازیں باغ و بہار
اِس باغ و بہار سے میری جان خوش ہوتی
مستِ ایں صحرا و غیبی لالہ زار
اِس لالہ زار غیبی میدان سے مست (ہوتی)

بے پر و بے پا سفر می کردمے
میں بغیر پَر اور پیر کے سفر کرتی
بے لب و دنداں شکر میخوردمے
بغیر ہونٹ اور دانتوں کے شکر کھاتی

کہربا۔ ایک پتھر ہے جس میں تنکوں کے لئے کشش ہوتی ہے۔ بے کسبی۔ نہ کما سکنا۔ رہین۔ گروی، محتاج۔ رغیف۔ روٹی۔ گفت۔ یعنی گویّے نے خدا سے یہ دعا کی۔ خس۔ تنکا، کمینہ۔ ہفتاد۔ ستّر۔ گویّے کی عمر ستّر سال کی تھی۔ نوال۔ بخشش۔ کسب۔ کمائی۔ کان۔ کہ آن۔ اللہ جوئے۔ جوئندۂ خدا۔ یثرب۔ مدینہ طیبہ کا پرانا نام ہے۔ ابریشم بہا۔ سارنگی بجانے کا انعام، سارنگی کے تار ریشم سے بھی بنائے جاتے تھے۔ قلب۔ کھوٹا سکّہ۔ فتاد۔ یعنی لیٹ گیا۔ خواب۔ نیند میں اسکی روح آزاد ہو گئی۔ صحرائے جاں۔ عالمِ ارواح۔ مرا۔ یہ تمام باتیں گویّے کی روح نے کہیں جن میں عالمِ روح کی کیفیات کا ذکر ہے۔

ذکر و فکرے فارغ از رنجِ دماغ
ذہنی اُلجھن سے فارغ ہو کر ذکر اور فکر میں مشغول ہوتی
کردمے با ساکنانِ چرخ لاغ
آسمان میں بسنے والوں کیساتھ خوشی مناتی

چشم بستہ عالمے می دیدمے
آنکھیں بند کئے ہوئے عالم کو دیکھتی
وَرد و ریحاں بے کفے میچیدمے
ہاتھ لگائے بغیر، گلاب و ریحان چنتی

مُرغِ آبی غرقِ دریائے عَسَل
پانی کا پرندہ، شہد کے دریا میں ڈوبا ہوا
عینِ ایوّبی شراب و مُغتسل
حضرتِ ایوب (علیہ السلام) کا چشمہ جو پینے اور نہانے کا

کہ بدو ایوّبؑ از پا تا بفرق
کہ جس کے ذریعہ حضرتِ ایوبؑ پیر سے سر کی مانگ تک
پاک شد از رنجہا چوں نورِ شرق
نورِ مشرق کی طرح تکلیفوں سے پاک ہو گئے

گر بُوَد ایں چرخ دہ چندے کہ ہست
اگر یہ آسمان موجودہ حالت سے دس گنا ہو
نیست نزدِ آں جہاں جز تنگ و پست
اس جہاں کے مقابلہ میں تنگ اور پست کے سوا کچھ نہیں ہے

مثنوی در حجم گر بُودے چو چرخ
مثنوی (معنوی) اگر جسامت میں آسمان کی طرح ہوتی
در نگنجیدے دریں زاں نیم برخ
اِس میں اُس (عالم کے بیان) کا آدھا ٹکڑا بھی سماتا

کاں زمین و آسمانِ بس فراخ
اُس بہت وسیع آسمان اور زمین نے
کرد از تنگی دلم را شاخ شاخ
تنگی کی وجہ سے میرے دل کو پارہ پارہ کر دیا ہے

ویں جہانے کاندریں خوابم نمود
اور یہ عالم جو اس نیند میں مجھے نظر آیا
از کشایش پرّ و بالم را کشود
اس نے وسعت کی وجہ سے میرے بال و پر کھول دیئے ہیں

ایں جہان و راہش ار پیدا بُدے
یہ عالم اور اُس کا راستہ اگر نظر آتا
کم کسے یک لحظہ اینجا بُدے
کوئی ایک لمحہ کے لئے بھی اِس جگہ نہ ہوتا

امر می آمد کہ ہیں طامع مشو
حکم ہوتا تھا کہ خبردار، لالچی نہ بن
چوں ز پایت خار بیروں شد برو
جبکہ تیرے پیر سے کانٹا نکل گیا، جا

مول مولے می زد آنجا جانِ او
اُس کی جان اُس جگہ ٹھیر و ٹھیر دیکھتی تھی
در فضائے رحمت و احسانِ او
اُس کے احسان اور رحمت کی فضا میں

در خوابِ گفتنِ ہاتف با عمرؓ کہ چندیں زر از بیت المال

غیبی آواز کا نیند میں حضرت عمرؓ سے کہنا کہ اِس قدر روپیہ بیت المال سے

بآں مرد دِہ کہ در گورستان خفتہ است

اُس شخص کو دے دو جو قبرستان میں سویا ہوا ہے

لاغ۔ خوشی و مسرت، ہنسی کھیل۔ وَرد۔ گلاب کا پھول، پھول۔ ریحاں۔ ہر خوشبودار پودا۔ عَسَل۔ شہد۔ عین۔ چشمہ۔ ایوّبی۔ حضرتِ ایوبؑ کا جسم جب گل سڑ گیا اور اُس میں کیڑے پڑ گئے تو اُن کی دعا سے خدا نے ایک چشمہ پیدا کیا اور اُن کو حکم دیا کہ اِس کا پانی پیو اور اسی سے نہاؤ۔ چنانچہ چند روز میں اُن کا تمام جسم اچھا ہو گیا۔ شراب۔ ہر پینے کی چیز۔ مُغتسل۔ نہانے کا پانی۔ فَرق۔ سر کے بالوں کی مانگ۔ شرنجہا۔ تکالیف۔ مثنوی۔ یعنی یہ مثنوی جس میں عالم ارواح کی باتیں ذکر کی جا رہی ہیں۔ حجم۔ موٹائی۔ برخ۔ پارہ، ٹکڑا۔ بس۔ بہت، بکثرت۔ شاخ شاخ۔ پاش پاش، پارہ پارہ۔ پیدا۔ ظاہر۔ بُدے۔ بودے۔ کم۔ یعنی نہیں۔ خار یعنی غفلت۔ مول مولے کے ضمہ کے ساتھ بمعنی پاش، توبہ، ناز وغیرہ، دوسرے قول میں یا زیادہ ہے، تکرار اصرار کے لئے ہے۔ ہاتف۔ غیبی آواز۔ بیت المال شاہی خزانہ۔

آں زماں حق بر عمرؓ خوابے گماشت — تا کہ خویش از خواب نتوانست داشت

اُس وقت اللہ (تعالیٰ) نے حضرت عمرؓ پر نیند طاری کر دی — یہاں تک کہ نیند کی وجہ سے اپنے آپ کو نہ سنبھال سکے

در عجب افتاد کیں معہود نیست — ویں زغیب افتاد بے مقصود نیست

تعجب کیا کہ یہ عادت نہیں ہے — یہ غیب سے آئی ہے بلا مقصد نہیں ہے

سر نہاد و خواب بُردش خواب دید — کامدش از حق ندا جانش شنید

سر رکھا اور اُن کو نیند آ گئی، خواب دیکھا — انکو اللہ تعالیٰ کی آواز آئی جو اُن کی جان نے سنی

آں ندائے کاصلِ ہر بانگ و نواست — خود ندا آنست وایں باقی صداست

وہ آواز، جو ہر آواز اور صدا کی اصل ہے — وہی آواز ہے اور یہ سب گونج ہے

تُرک و کُرد و پارسی گو و عرب — فہم کردہ آں ندا بے گوش و لب

تُرک اور کُرد اور فارسی بولنے والے اور عرب — بغیر کان اور ہونٹ کے اُس آواز کو سمجھ چکے ہیں

خود چہ جائے تُرک و تاجیک ست و زنگ — فہم کردست ایں ندا را چوب و سنگ

تُرک اور تاجیک اور حبشی پر منحصر نہیں ہے — اس آواز کو تو لکڑی اور پتھر نے سُنا ہے

ہر دمے از وے ہمی آید اَلَسْت — جوہر و اعراض مے گردند مست

ہر وقت اُسکی جانب سے اَلَسْت (کی آواز) آتی ہے — جس سے جوہر اور عرض مست ہو جاتے ہیں

گر نمی آید بلیٰ زیشاں ولے — آمدن شاں از عدم باشد بلیٰ

اگرچہ اُنکی جانب سے "بلیٰ" نہیں نکلتا ہے لیکن — اُن کا عدم سے آنا "بلیٰ" ہے

آنچہ من گفتم ز فہمِ چوب و سنگ — در بیانش قصۂ بشنو بے درنگ

وہ جو میں نے لکڑی اور پتھر کے سمجھنے کی بات کہی ہے — اُس کے بیان میں فوری طور پر ایک قصہ سن لے

آنچہ گفتم ز آشنائی سنگ و چوب — در بیانش قصۂ ہُشدار خوب

میں نے پتھر اور لکڑی کی سمجھ بوجھ کی جو بات کہی ہے — اُس کے بیان میں ایک قصہ ہے خوب غور کر

نالیدنِ ستونِ حنّانہ از فراقِ پیغمبر علیہ السلام کہ جماعت انبوہ شدند و گفتند کہ ما روئے مبارک ترا چوں آں لشستہ نمی بینیم و منبر ساختن و شنیدنِ رسولِ خدا نالۂ ستوں را بصریح و مکالمۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با آں

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی جُدائی کی وجہ سے حنّانہ ستون کے رونے کا قصہ جبکہ ایک مجمع جمع ہوا اور انھوں نے کہا کہ جب آپ اُس پر بیٹھتے ہیں ہم آپ کا چہرۂ مبارک نہیں دیکھ پاتے اور منبر کا بنانا اور رسولِ خدا کا ستون کا رونا صاف سُننا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُس سے گفتگو

خویش داشتن ـ اپنے آپ کو قابو میں رکھنا۔ معہود ـ عادت کے مطابق۔ بے مقصود ـ بلا وجہ۔ جانش شنید ـ چونکہ وہ غیبی آواز تھی، حس ـ جز ـ ندا ـ آواز۔ ندا آنست ـ چونکہ وہ کلمۂ کُن کی آواز تھی جس سے تمام کائنات وجود میں آئی ہے۔ صدا ـ گونج، آواز باز گشت۔ ترک ـ ترکستان کی مشہور جنگجو قوم ہے۔ کُرد ـ کُردستان کے بسنے والے۔ پارسی گو ـ فارسی بولنے والے۔ بے گوش و لب ـ چونکہ وہ اللہ کی آواز ہے اور لب سے منزہ ہے اُس کو دل سنتا ہے کان کی ضرورت نہیں ہے۔ تاجیک ـ ایک قوم کا نام ہے ـــ اور وہ عربی النسل جو عجم میں پیدا ہوا ہو۔ زنگ ـ حبش۔ اَلَسْت یعنی "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں"۔ یہ خدا نے ازل میں روحوں کو خطاب کر کے فرمایا جس پر روحوں نے "بلیٰ" ہاں کہا یہ عہدِ اَلَسْت کہلاتا ہے۔ جوہر ـ وہ موجودات جو خود قائم ہیں جیسے انسان، فرشتے وغیرہ وغیرہ۔ اعراض ـ عرض کی جمع جو اپنے وجود میں دوسرے موجود کا محتاج ہو جیسے رنگ وغیرہ وغیرہ۔ آمدن ـ یعنی کائنات اگرچہ زبان سے بلیٰ نہیں کہتی لیکن اُس کا وجود میں آنا بلیٰ کہنے کے مترادف ہے۔ آنچہ ـ یعنی میں نے یہ بات کہی کہ پتھر اور لکڑی بھی دعائی کلام کو سنتے ہیں اِس سلسلہ میں استوانہ حنّانہ کا قصہ سُن لو

حنّانہ ـ بہت رونے والا۔ مسجد نبوی میں شروع میں ایک کھجور کا تنہ گاڑ دیا گیا جس پر آنحضورؐ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے اسکے بعد منبر بنا لیا گیا تو آنحضورؐ کی جدائی پر وہ کھجور کا تنہ رونے لگا۔ حضورؐ نے منبر سے اتر کر اسکو پیار کیا تو وہ چپ ہوا پھر اسکو مسجد کی قبلی دیوار میں گاڑ دیا۔

اُستُنِ حنّانہ در ہجرِ رسول — نالہ میزد ہمچو اربابِ عقول
حنّانہ ستون رسول کی جدائی میں — سمجھداروں کی طرح روتا تھا

درمیانِ مجلسِ وعظ آنچناں — کز وے آگاہ گشت ہم پیر و جواں
وعظ کی مجلس کے دوران اس طرح رویا — کہ اُس سے بوڑھے اور جوان واقف ہو گئے

در تحیّر ماند اصحابِ رسول — کز چہ می نالد ستوں با عرض و طول
رسولؐ کے صحابہؓ حیرت میں پڑ گئے — کہ ستون لمبائی اور چوڑائی کے ساتھ کیوں روتا ہے

گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستوں — گفت جانم از فراقت گشت خوں
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے ستون تو کیا چاہتا ہے — بولا کہ میری جان آپ کے فراق سے خون ہو گئی ہے

از فراقِ تو مرا چوں سوخت جاں — چوں ننالم بے تو اے جانِ جہاں
چونکہ میری جان آپ کی جدائی میں جل گئی ہے — اے جانِ عالم! آپ کے بغیر میں کیوں نہ روؤں

مسندت من بودم از من تاختی — بر سرِ منبر تو مسند ساختی
میں آپ کی مسند تھا، آپ مجھ سے دُور ہو گئے — اور منبر پر آپ نے مسند بنالی

پس رسولش گفت کاے نیکو درخت — اے شدہ با سِرّ تو ہمراز بخت
تو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے بھلے درخت! — اے وہ کہ تیرے باطن کو خوش نصیبی حاصل ہے!

گر ہمی خواہی ترا نخلے کنند — شرقی و غربی ز تو میوہ چنند
اگر تو چاہتا ہے تجھے کھجور بنا دیں — مشرق اور مغرب کے لوگ تیرا میوہ چنیں

یا در آں عالم حقت سروے کند — تا تر و تازہ بمانی تا ابد
یا اُس جہاں میں اللہ (تعالیٰ) تجھے سرو بنا دے — تاکہ تو ہمیشہ تر و تازہ رہے

گفت آں خواہم کہ دائم شد بقاش — بشنو اے غافل کم از چوبے مباش
بولا میں وہ چاہتا ہوں کہ جس کی بقا دائمی ہو — اے غافل سُن! تو لکڑی سے کم نہ بن

آں ستوں را دفن کرد اندر زمیں — کہ چو مردم حشر گردد یوم دیں
اُس ستون کو زمین میں دفن کر دیا — جو انسانوں کی طرح قیامت میں اُٹھایا جائیگا

تا بدانی ہر کرا یزداں بخواند — از ہمہ کارِ جہاں بیکار ماند
تاکہ تو سمجھ جائے کہ جس کو خدا نے پکار لیا — وہ دنیا کے تمام کاموں سے بیکار ہو گیا

ہر کرا باشد ز یزداں کار و بار — یافت بار آنجا و بیروں شد ز کار
جس کا خدا (تعالیٰ) سے کاروبار ہوتا ہے — وہ وہاں باریاب ہو جاتا ہے اور (دنیا کے) کام کا نہیں رہتا

اُستن۔ ستون۔ اربابِ عقول۔ عقل والے۔ تحیّر۔ حیرانی۔ عرض۔ چوڑائی۔ طول۔ لمبائی۔ مسند۔ وہ چیز جس پر ٹیک لگائی جائے۔ تاختن۔ بھاگنا، گریز کرنا۔ سِرّ۔ باطن۔ ہمراز۔ ساتھی، رفیق۔ نخل۔ کھجور۔ چنند۔ چینند کا مخفف ہے۔ سرو۔ مشہور درخت ہے۔ بقاش۔ بقائے او۔ بشنو یعنی لکڑی نے حیاتِ ابدی کی خواہش کی انسان کو اس سے کم سمجھدار نہ ہونا چاہیے۔ حشر۔ قبر سے اٹھایا جانا۔ یوم دین۔ بدلے کا دن، قیامت۔ تا بدانی۔ استوانۂ حنّانہ کو دفن کرنا، اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو خدا کا ہو گیا دنیا کے دھندے سے بیکار ہو گیا۔ بار۔ دخل۔

وانکه او را نبود از اسرار[1] داد — کے کند تصدیق او نالۂ جماد
وہ شخص جس کو اسرار کی بخشش نہ ہو — وہ بے جان کے رونے کی کب تصدیق کرتا ہے؟

گوید آرے نے ز دل بہرِ وفاق — تا نگویندش کہ ہست اہلِ نفاق
موافقت کی خاطر ہاں (زبان سے) کہہ یگانہ کر دل سے — تاکہ اُس کو لوگ منافق نہ کہیں

گر نبندے واقفانِ امرِ کُن — در جہاں رُو گشتہ بودے ایں سخن
اگر امرِ کُن کے واقف کار نہ ہوتے — تو دنیا میں یہ بات مانی نہ جاتی

صد ہزاراں ز اہلِ تقلید و نشاں[2] — افگندشاں نیم وہمے در گماں
لاکھوں مقلّدوں اور لکیر کے فقیروں کو — آدھا وہم (پورے) وہم میں مبتلا کر دیتا ہے

کہ بظن تقلید و استدلالِ شاں — قائم ست و جملہ پرّ و بالِ شاں
اس لئے کہ اُن کی تقلید اور اُن کا استدلال ظن پر — قائم ہے اور اُن کے سب بال و پر ظنیات ہیں

شبہ می انگیزد آں شیطانِ دُوں — در فتند ایں جملہ کوراں سر نگوں
وہ کمینہ شیطان، شُبہ پیدا کر دیتا ہے — جس سے یہ سب اندھے اوندھے گر جاتے ہیں

پائے استدلالیاں چوبیں بُود — پائے چوبیں سخت بے تمکیں بُود
(عقلی) دلائل والوں کا پیر لکڑی کا ہوتا ہے — (اور) لکڑی کا پیر بہت کمزور ہوتا ہے

غیر آں قطبِ[3] زمانِ دیدہ ور — کز ثباتش کوہ گردد خیرہ سر
سوائے اُس قطبِ دوراں صاحبِ بصیرت کے — کہ اُس کے جماؤ سے پہاڑ حیران ہو جاتا ہے

پائے نابینا عصا باشد عصا — تا نیفتد سر نگوں او بر حصا
اندھے کا پیر لاٹھی ہوتی ہے لاٹھی — تاکہ وہ کنکریوں پر سر کے بل نہ گرے

آں سوارے کو سپہ را شد ظفر — اہلِ دل را کیست سُلطانِ بصر
وہ سوار جو سپاہیوں کی فتح (کا باعث) ہے — دینداروں کیلئے کون ہے؟ فرمانروائے بصیرت ہے

با عصا کوراں اگر رہ دیدہ اند — در پناہِ خلقِ روشن دیدہ اند
اندھوں نے اگر لاٹھی سے راستہ ٹٹول لیا ہے — تو روشن چشم مخلوق کی پناہ میں ہیں

گر نہ بینایاں بُدندے و شہاں — جملہ کوراں خود بمُردندے عیاں
اگر آنکھوں والے اور شاہ نہ ہوتے — تمام اندھے صاف مر جاتے

نے ز کوراں کِشت[4] آید نے دِرَود — نے عمارت نے تجارت ہا و سُود
اندھوں سے نہ بونا آئے نہ کاٹنا — نہ تعمیر کرنا، نہ تجارت اور نہ نفع

---

۱ اسرار۔ علومِ باطن۔ داد۔ حصّہ۔ جماد۔ وہ چیز جس میں حس و حرکت نہ ہو۔ آرے۔ ہاں، تصدیق کا کلمہ ہے۔ اہلِ نفاق۔ منافق۔ رُو گشتہ۔ یعنی یہ بات کوئی تسلیم نہ کرتا۔

۲ اہلِ تقلید و نشاں۔ یعنی فلاسفہ۔ ظن۔ وہ علم ہے جو شک ڈالنے سے زائل ہو جاتا ہے۔ دُوں۔ کمینہ۔ کوراں۔ کور کی جمع، اندھا۔ استدلال۔ یعنی عقلی دلیل سے کام لینا۔ چوبیں۔ لکڑی کی چیز۔ بے تمکیں۔ کمزور۔ پائے استدلال۔ اس کے بعد بعض نسخوں میں یہ شعر بھی ہے:

گر باستدلال کارِ دیں بُدے
فخرِ رازی رازدارِ دیں بُدے

یعنی اگر دین کے تمام مسائل کا مدار عقلی دلائل پر ہوتا تو فخرِ رازی دین کے سب سے بڑے رازداں ہوتے۔

۳ قطب۔ صاحبِ ارشاد ولی۔ دیدہ ور۔ صاحبِ بصیرت۔ ثبات۔ ثابت قدمی وغیرہ۔ خیرہ۔ حیران۔ عصا۔ لاٹھی۔ حصا۔ کنکری۔ ظفر۔ فتح، کامیابی۔ سلطانِ بصر۔ فرمانروائے بصیرت۔ بینایاں۔ صاحبِ بصیرت یعنی اولیاء اللہ۔ شہاں۔ شاہ کی جمع یعنی ولی اللہ۔ کوراں۔ یعنی عوام الناس۔

۴ کشت۔ فصل بونا۔ دِرَود۔ فصل کاٹنا۔ عمارت۔ تعمیر۔ جس طرح اندھے اپنی ضروریات میں دوسروں کے محتاج ہیں

گر نبودے[1] رحمت و افضالِ شاں — در شکستے چوبِ استدلالِ شاں
اگر اُن کی مہربانیاں اور شفقت نہ ہوتی — اُن کے استدلال کی لاٹھی ٹوٹ جاتی

ایں عصا چہ بُود قیاسات و دلیل — آں عصا کہ دادشاں بینا جلیل
یہ لاٹھی کیا ہے، قیاس اور دلیل — یہ وہ لاٹھی ہے جو انکو (خدا) بصیر جلیل نے دی ہے

اُو عصاتاں داد تا پیش آمدید — آں عصا از خشم ہم بر وے زدید
اُس نے تمھیں لاٹھی دی تاکہ آگے بڑھو — غصہ سے وہ لاٹھی تم نے اُس پر دے ماری

چوں[2] عصا شد آلتِ جنگ و نفیر — آں عصا را خورد بشکن اے ضریر
جب لاٹھی جنگ اور جھگڑے کا ذریعہ ہوگئی — اے اندھے! اُس لاٹھی کا چورا چورا کردے

حلقۂ کوراں بچہ کار اندرید — دیدباں را درمیانہ آورید
تم اندھوں کے حلقہ میں کیوں ہو؟ — کسی صاحبِ بصیرت کو درمیان میں لاؤ

دامنِ اُو گیر کو دادت عصا — در نگر کادمؑ چہا دید از عصیٰ
اُس کا دامن پکڑ جس نے تجھے لاٹھی دی ہے — غور کر آدم (علیہ السلام) نے نافرمانی سے کیا دیکھا؟

چوں عصا شد مار و استن باخبر — معجزہ موسیٰؑ و احمدؐ در نگر
لاٹھی سانپ کیسے بنی اور ستون کیسے باخبر ہوا؟ — (حضرت) موسیٰ اور (حضرت) احمد علیہما السلام کے معجزے پر غور کر

از عصا ماری و از استن حنیں — پنج نوبت می زنند از بہرِ دیں
لاٹھی کا سانپ بن جانا اور ستون کا رونا — دین کے لئے پانچ وقت نقارہ پیٹتے ہیں

گر نہ نامعقول[3] بودے ایں مزہ — کے بُدے حاجت بچندیں معجزہ
اگر یہ مزہ عقل میں نہ آنے والا نہ ہوتا — تو اس قدر معجزوں کی کب ضرورت پڑتی؟

ہر چہ معقول ست عقلت می خورد — بے بیانِ معجزہ بے جزر و مد
جو عقل میں آنے والی بات ہوتی ہے تیری عقل اسکو قبول کرلیتی — بغیر معجزہ کے ظہور کے اور بغیر ردوکد کے

ایں طریقِ بکر نامعقول ہیں — در دلِ ہر مُقبلے مقبول ہیں
اس انوکھے اور عقل میں نہ آنیوالے طریقہ کو دیکھ — ہر بانصیب مقبول (شخص) کے دل میں دیکھ

آں چناں کز بیمِ آدم دیو[4] و دد — در جزائر در رمیدند از حسد
جس طرح آدمی کے ڈر سے جن اور درندے — ق حسد کی وجہ سے جزیروں میں بھاگ گئے

ہم ز بیمِ معجزاتِ انبیا — سر کشیدہ منکراں زیرِ گیا
نبیوں کے معجزوں کے خوف سے بھی — منکروں نے گھاس کے نیچے سر چھپا لیا

[1] گر نبودے۔ اگر بزرگوں کی توجہ نہ ہو تو محض استدلال سے علومِ معرفت حاصل نہیں ہو سکتے ہیں۔ ایں عصا۔ اللہ تعالیٰ نے ان فلاسفہ کو قوتِ استدلال اسلئے دی تھی کہ انبیاء کو پہچانیں لیکن انھوں نے الٹا کام لیا اور ان دلائل سے انکار کا کام لینا شروع کردیا۔

[2] چوں عصا۔ جب دلائل مقصد کے خلاف استعمال ہوں تو اُن دلائل کو ترک کردینا چاہئے۔ حلقہ۔ جماعت۔ دیدبان۔ صاحبِ بصیرت، یعنی شیخِ کامل۔ عصیٰ۔ اُس نے نافرمانی کی، حضرت آدمؑ کے بارے میں قرآنِ پاک میں ہے فعصیٰ آدمُ ربَّہٗ فغویٰ۔ آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو بھٹک گئے۔ ماری۔ سانپ ہونا۔ حنین۔ گریہ و زاری۔ بہرِ دیں۔ معجزات کے ذریعہ دین کے غلبہ کا اظہار ہوتا ہے۔

[3] نامعقول۔ الٰہیات کی بحثیں محض دلائلِ عقلیہ سے طے نہیں ہو سکتی ہیں لامحالہ وحی پر اعتماد کرنا ضروری ہے۔ معقول یعنی جو چیز عام انسانوں کی عقل کے مطابق ہو۔ می خورد۔ قبول کرلیتی ہے۔ بیان۔ اظہار۔ جزر۔ سمندر کے پانی کا اترنا۔ مد۔ سمندر کے پانی کا چڑھاؤ۔ بکر۔ انوکھا۔ مُقبل۔ بانصیب۔ مقبول۔ خدا رسیدہ، یعنی علومِ اخروی کا ادراک عام عقلوں سے بالاتر ہے اُن کا ادراک کشف اور ذوق سے ہوتا ہے۔

[4] دیو۔ جن شیطان۔ دد۔ درندہ۔ جزیرہ۔ زمین کا وہ ٹکڑا جو چاروں طرف سمندر سے گھرا ہوا ہو۔ زیرِ گیا۔ یعنی مولانا کے دور کے ملحد اپنے آپکو ظاہر نہ کرتے تھے بلکہ صوفیا کے لباس میں چھپے رہتے تھے۔

تا بناموسِ[1] مسلمانی زیند | در تلبس تا ندانی که کیند
تاکہ مسلمانی کی عزت کے ساتھ زندہ رہیں | مکاری میں، تاکہ تو یہ نہ سمجھ سکے کہ وہ کون ہیں،

ہمچو قلّابان برآں نقدِ تباہ | نقرہ می مالند و نامِ پادشاہ
کھوٹے سکّے بنانیوالوں کی طرح اُس خراب سکّہ پر | چاندی اور بادشاہ کا نام چڑھاتے ہیں

ظاہرِ الفاظِ توحید و شرع | باطنِ آں ہمچو در ناں تخمِ ضرع
بظاہر توحید اور شریعت کے الفاظ ہیں | باطن اُن کا ایسا ہے جیسے روٹی میں ضرع کے بیج

فلسفی را زہرہ نے تا دم زند | دم زند دینِ حقش برہم زند
فلسفی کی مجال نہیں کہ دم مارے | دم مارے تو سچا دین اُس کو بیخ دے

دست و پائے اُو جماد[2] و جانِ اُو | ہر چہ گوید آں دُو در فرمانِ اُو
اُسکے ہاتھ اور پیر جماد ہیں اور اُس کی روح | جو کچھ کہتی ہے وہ دونوں اُسکے حکم میں ہیں

با زباں گرچہ کہ تہمت می نہند | دست و پاہاشاں گواہی می دہند
زبان سے اگرچہ وہ تہمت دھرتے ہیں | اُن کے ہاتھ اور پیر گواہی دیتے ہیں

اظہارِ معجزہ[3] پیغمبر علیہ السلام و بسخن آمدنِ سنگریزہ در دستِ ابوجہل
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معجزہ ظاہر کرنا اور سنگریزوں کا ابوجہل کے ہاتھ میں بات کرنا

وگواہی دادن بر رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور گواہی دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر

سنگہا اندر کفِ بوجہل[4] بُود | گفت اے احمد بگو ایں چیست زُود
سنگ ریزے ابوجہل کی مٹھی میں تھے | بولا اے احمد جلد بتا یہ کیا ہے؟

گر رسولی[5] چیست در دستم نہاں | چوں خبر داری ز رازِ آسماں
اگر تو رسول ہے میرے ہاتھ میں کیا چھپا ہے | جبکہ آسمان کے راز کا تو خبردار ہے

گفت چوں خواہی بگویم کاں چہاست | یا بگویند آنکہ ما حقیم و راست
فرمایا، تو کیا چاہتا ہے، میں بتاؤں کہ وہ کیا ہے؟ | یا وہ کہیں کہ ہم برحق اور سچے ہیں

گفت بوجہل آں دُوم نادر تر است | گفت آرے حق ازاں قادر تر است
ابوجہل نے کہا دوسری بات زیادہ انوکھی ہے | فرمایا ہاں (اللہ تعالیٰ) اِس سے زیادہ پر قادر ہے

گفت شش پارہ حجر در دستِ تست | بشنو از ہر یک تو تسبیحِ درست
فرمایا تیرے ہاتھ میں پتھر کے چھ ٹکڑے ہیں | اور ہر ایک سے تو صحیح تسبیح سُن لے

---

[1] ناموس۔ عزت و آبرو، قاعدہ قانون۔ تلبس۔ سانگ سے بنا ہے، مکر و فریب کرنا۔ زیند۔ زیستن کا مضارع ہے۔ کیند۔ کہ ام اند۔ قلاب کھوٹے سکے بنانے والا۔ تباہ کھوٹا، خراب۔ ضرع۔ ایک زہریلی کڑوی گھاس ہے۔

[2] جماد یعنی اُنمیں کوئی عقل اور سمجھ نہیں ہے۔ دُو۔ ہاتھ اور پیر۔ با زبان یعنی فلسفی یہ کہتے رہتے ہیں کہ جمادات میں شعور نہیں وہ کیسے کسی کا حکم مان سکتے ہیں اُن کے ہاتھ پیر خود اُن کے خلاف گواہی دیتے ہیں کہ اُن میں بھی شعور نہیں ہے لیکن روح کے حکم کو مانتے ہیں۔

[3] معجزہ۔ اس معجزہ کا تذکرہ حدیث کی معتبر کتابوں میں نہیں ہے مولانا کا منشا یہ ہے کہ نداءِ غیبی کو جس طرح نباتات سنتی ہیں جسکو استونہ حنانہ کے واقعہ نے ثابت کیا اسی طرح جمادات بھی سنتی ہیں۔

[4] ابوجہل۔ اسلامی دور سے پہلے اُسکو ابوالحکم کہا جاتا تھا آنحضور کی انتہائی دشمنی میں جو حماقتیں کیں اُسکی وجہ سے اسلامی دور میں اُسکو ابوجہل کہا گیا۔

[5] گر رسولی۔ جب تم آسمانوں کے راز بتاتے ہو تو یہ قریب کی چیز ہے اُسکو ضرور بتا دینا چاہیے گفت حضور نے فرمایا کہ میں بتاؤں کہ تیری مٹھی میں کیا ہے یا جو چیز مٹھی میں ہے وہ بتائے کہ میں کون ہوں۔ دُوم یعنی مٹھی

از میانِ مُشتِ اُو ہر پارہ سنگ — در شہادت گفتن آمد بے درنگ
اس کی مُٹھی میں ہر سنگریزے نے — فوراً (کلمۂ) شہادت پڑھنا شروع کر دیا

لا الٰہ گفت و اِلّا اللہ گفت — گوہرِ احمد رسول اللہ سُفت
لا الٰہ کہا اور اِلّا اللہ کہا — احمد رسول اللہ کا موتی پرویا

چوں شنید از سنگہا بُوجہل ایں — زد ز خشم آں سنگہا را بر زمیں
ابوجہل نے جب پتھروں سے یہ سُنا — غصہ سے اُن پتھروں کو زمین پر دے مارا

گفت نبوَد مثلِ تو ساحر دگر — ساحراں را سَر توئی و تاجِ سَر
بولا تجھ جیسا کوئی دوسرا جادوگر نہ ہوگا — تو ساحروں کا سَردار اور سَر تاج ہے

چوں بدید آں مُعجزہ بُوجہل تفت — گشت در خشم و بسوئے خانہ رفت
جب ابوجہل نے وہ معجزہ دیکھا، جل گیا — غصہ میں بھر گیا اور گھر کی طرف چلا گیا

رہ گرفت و رفت از پیشِ رسولؐ — اوفتاد اندر چہ آں زشتِ سَفول
راستہ لیا، اور رسولؐ کے سامنے سے چلا گیا — وہ بدبخت، پست فطرت کنویں میں جا گرا

مُعجزہ را دید و شد بدبخت و زفت — سوئے کفر و زندقہ شد تیز رفت
معجزہ دیکھا اور مزید بدبخت اور سخت ہوگیا — کفر اور بے دینی کی طرف تیز رَو ہوگیا

خاک بر فرقش کہ بُد کور و لعیں — چشمِ اُو ابلیس آمد خاک بیں
اُس کے سر پر خاک، کیونکہ اندھا اور ملعون تھا — اُس کی آنکھ خاک کو دیکھنے والی شیطان ثابت ہوئی

ایں سخن را نیست پایاں اے عمو — قصۂ آں پیرِ چنگی باز گو
اے چچا! اس بات کا اختتام نہیں ہے — سارنگی نواز بوڑھے کا قصہ پھر سُنا

باز گرد و حالِ مُطرب گوش دار — زانکہ عاجز گشت مُطرب زِ انتظار
واپس لوٹ اور گویّے کا حال سُن — اِس لئے کہ گویّا انتظار میں عاجز آگیا

بقیۂ قصۂ پیرکِ چنگی و پیغام رسانیدن باُو

حقیر بوڑھے سارنگی نواز کا بقیہ قصہ اور اُس کو پیغام پہونچانا

بانگ آمد مر عمرؓ را کاے عمرؓ — بندۂ ما را ز حاجت باز خر
عمر (رضی اللہ عنہ) کو آواز آئی، اے عمرؓ — ہمارے ایک بندہ کو ضرورت سے نجات دلا

بندۂ داریم خاص و محترم — سوئے گورستاں تو رنجہ کُن قدم
ہمارا ایک خاص اور محترم بندہ ہے — قبرستان کی جانب جا

لے قوالہ یعنی خدا کی وحدت کی گواہی دی پھر آنحضورؐ کی رسالت کی گواہی دی۔ ساحر۔ جادوگر۔ تفت۔ تا کے فتحہ کے ساتھ گرم غضبناک۔ خشم۔ غصہ۔ رفت۔ بدبخت شقی۔ بُرا۔ سفول۔ پست فطرت، کمینہ۔ زفت۔ زا کے فتحہ کے ساتھ، سخت درشت۔ زندقہ۔ بے دینی۔ تیز رفت۔ تیز رفتار۔ فرق۔ سر کے بالوں کی مانگ۔ بُد۔ بود کا مخفف ہے۔ خاک بیں۔ شیطان نے حضرت آدمؑ کے پتلے کو مٹی کا خیال کیا، باطنی اوصاف کو نہ دیکھا۔ کاٹے۔ کرے۔ باز خریدن۔ نجات دلانا۔ چھڑالینا۔ محترم۔ معزز۔ قدم رنجہ کُن۔ تشریف لے جایئے۔

اے عمرؓ برجہ زبیت المالِ عام
اے عمرؓ! اُٹھ، عام بیت المال سے
ہفتصد دینار برکف نہ تمام
پورے سات سَو دینار ہاتھ میں لے

پیشِ اُو بَر کاے تومار اختیار
اُس کے سامنے لیجا کہ اے ہمارے برگزیدہ!
ایں قدر بستاں کنوں معذور دار
اتنا لے لے، اب معذور سمجھ

ایں قدر از بہرِ ابریشم بہا
یہ مقدار، جو سارنگی کا انعام ہے
خرج کُن چوں خرج شد اینجا بیا
خرچ کر، جب خرچ ہو جائے اِس جگہ آجانا

پس عمرؓ زاں ہیبتِ آواز جست
تو عمر (رضی اللہ عنہ) اُس آواز کی ہیبت سے اُٹھ کھڑے ہوئے
تا میاں را بہرِ ایں خدمت بہ بست
اور اِس خدمت کے لئے کمربستہ ہو گئے

سوئے گورستاں عمرؓ بنہاد رُو
عمر (رضی اللہ عنہ) نے قبرستان کا رُخ کیا
در بغل ہمیاں دواں در جستجو
ہمیانی بغل میں تھی، جستجو میں دوڑ رہے تھے

گردِ گورستاں دواں شد اُو بسے
قبرستان کے چاروں طرف بہت دوڑے
غیرِ آں پیر اُو ندید آنجا کسے
اُس بوڑھے کے علاوہ کسی کو نہ دیکھا

گفت ایں نبوَد دِگر بارہ دوید
کہا، یہ نہ ہوگا، پھر دوڑے
ماندہ گشت و غیرِ آں پیر اُو ندید
تھک گئے اور اُس بوڑھے کے سوا نہ دیکھا

گفت حق فرمود مارا بندہ ایست
کہا اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے ہمارا ایک بندہ ہے
صافی و شائستہ و فرخندہ ایست
پاک، شائستہ اور بابرکت ہے

پیرِ چنگی کے بوَد خاصِ خدا
بوڑھا سارنگی نواز خدا کا خاص کب ہوگا
حبّذا اے سرِّ پنہاں حبّذا
واہ واہ، اے پوشیدہ راز، واہ واہ

بارِ دیگر گردِ گورستاں بگشت
پھر قبرستان کا چکر لگایا
ہمچو آں شیرِ شکاری گردِ دشت
جیسے شکاری شیر جنگل کے گرد چکر لگاتا ہے

چوں یقیں گشتش کہ غیرِ پیر نیست
جب اُنکو یقین ہو گیا کہ بڈھے کے علاوہ کوئی نہیں ہے
گفت در ظلمت دلِ روشن بسے است
بولے، بہت سے روشن دل اندھیرے میں ہوتے ہیں

آمد و با صد ادب آنجا نشست
آئے، اور بہت ادب سے وہاں بیٹھے
بر عمرؓ عطسہ فتاد و پیر جست
عمر (رضی اللہ عنہ) کو چھینک آئی اور بڈھا اُٹھ بیٹھا

مر عمرؓ را دید و ماند اندر شگفت
عمر (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا اور حیران ہو گیا
عزمِ رفتن کرد و لرزیدن گرفت
چل دینے کا ارادہ کیا اور کانپنے لگا

لہ بیت المال۔ شاہی خزانہ جو عوام کے لئے ہوتا ہے۔ برجہ۔ جو امر ہے جہیدن کا، کودنا۔ بر زیادہ ہے۔ تمام۔ مکمل۔ بَبر۔ بُردن کا امر ہے۔ اختیار۔ برگزیدہ۔ ابریشم بہا۔ سارنگی بجانے کا انعام۔ میان بستن۔ کمر کسنا، کسی کام کے لئے تیار ہو جانا۔ ہمیان۔ نقد کی تھیلی، ہمیانی۔ صافی۔ پاک۔ شائستہ۔ لائق، مہذب۔ فرخندہ۔ مبارک۔ حبّذا۔ تعریف کا کلمہ ہے 'واہ واہ' سبحان اللہ۔

ٹہ چوں۔ تلاش کے بعد کوئی سارنگی نواز کے علاوہ نہ ملا تو سمجھے وہی چھپا ہوا بزرگ ہے۔ آنجا یعنی بوڑھے کے پاس۔ عطسہ۔ چھینک۔ جست۔ وہ سویا ہوا تھا چھینک کی آواز سے اُٹھ بیٹھا۔ شگفت۔ حیرت، تعجب۔ لرزیدن۔ کانپنا، لرزنا۔

گفت در باطن خدایا از تو داد — مُحتسب بر پیر کے چنگی فتاد
دل میں بولا اے خدا تیری دُہائی ہے — ناچیز سارنگی نواز پر مُحتسب آپڑا

چوں نظر اندر رخِ آں پیر کرد — دید اُو را شرمسار و رُوئے زرد
جب اُس بوڑھے کے چہرے پر نظر کی — اُس کو شرمندہ اور زرد رُو دیکھا

پس عمرؓ گفتش مترس از من مرم — کت بشارتہائے حق آوردہ ام
عُمر (رضی اللہ عنہ) نے اُس سے کہا خوف نہ کر مجھ سے — کیونکہ میں تو تیرے لئے خدا کی جانب سے خوشخبریاں لایا ہوں

چند یزداں مدحتِ خوئے تو کرد — تا عمرؓ را عاشقِ رُوئے تو کرد
اللہ (تعالیٰ) نے تیری خصلت کی اسقدر تعریف کی — کہ عمرؓ کو تیرے چہرے کا عاشق بنا دیا

پیشِ من بنشیں و مہجوری مساز — تا بگوشت گویم از اقبال راز
میرے سامنے بیٹھ، اور جدائی نہ کر — تاکہ تیرے کان میں تیری اقبالمندی کا راز کہوں

حق سلامت میکند می پرسدت — چونی از رنج و غمانِ بے حدت
اللہ تعالیٰ نے تجھے سلام کہا ہے اور تجھ سے دریافت کیا ہے — کہ بے حد غموں اور تکلیفوں میں تیرا کیا حال ہے؟

نک قراضہ چند ابریشم بہا — خرج کُن ایں را و باز ایں جا بیا
یہ ہے کچھ چھوڑا سا سارنگی بجانے کا انعام! — اِس کو خرچ کر اور پھر اس جگہ آجانا

پیر لرزاں گشت چوں ایں را شنید — دست می خائید و بر خود می طپید
جب یہ سُنا تو بوڑھا کانپ گیا — ہاتھ کاٹتا تھا اور تڑپتا تھا

بانگ می زد کاے خدائے بینظیر — بسکہ از شرم آب شد بیچارہ پیر
چلاتا تھا کہ اے بے مثال خدا! — بیچارہ بوڑھا شرم سے پانی پانی ہو گیا

چوں بسے بگریست و ز حد رفت درد — چنگ را زد بر زمیں و خُرد کرد
جب بہت رویا اور درد حد سے بڑھ گیا — سارنگی کو زمین پر دے مارا اور ریزہ ریزہ کر دیا

گفت اے بودہ حجابم از الٰہ — اے مرا تو راہزن از شاہراہ
بولا اے سارنگی، تو ہی خدا سے میرا پردہ تھی — اے سارنگی تو ہی میرے لئے شاہراہ سے رہزن تھی

اے بخوردہ خونِ من ہفتاد سال — اے ز تو رویم سیہ پیشِ کمال
اے سارنگی، تو نے ہی ستّر سال میرا خون پیا — اے سارنگی، تیری وجہ سے میرا منہ اہلِ کمال کے سامنے کالا تھا

اے خدائے با عطائے با وفا — رحم کُن بر عمرِ رفتہ در جفا
اے خدا تو کہ عطا والا اور باوفا ہے — اُس زندگی پر رحم کر دے جو ظلم میں بسر ہوئی

باطن۔ دل۔ داد۔ فریاد، دہائی۔ مُحتسب۔ اسلامی دور میں ایک شخص مقرر کیا جاتا تھا جو لوگوں کی نگرانی رکھتا تھا اور بدکاروں کو سزا دیتا تھا۔ مرم۔ رمیدن سے نہی کا صیغہ ہے، بھاگ۔ کت۔ کہ ترا۔ کہ برائے تو۔ بشارت۔ خوشخبری۔ چند۔ اسقدر۔ مدحت۔ تعریف۔ خوئے۔ خصلت، عادت۔ مہجوری۔ جدائی۔ اقبال۔ خوش نصیبی۔ سلامت میکند۔ ترا سلام می کند۔ می پرسدت۔ ترا می پرسد۔ چونی۔ چگونہ ہستی۔ نک۔ اینک کا مخفف ہے، اب۔ قراضہ۔ ریزگاری، کترن۔ ابریشم بہا۔ سارنگی بجانے کا انعام۔ خائیدن۔ چبانا۔ بر خود طپیدن۔ لوٹنا، مُضطرب ہو جانا۔ آب شدن۔ پسینہ میں ڈوب جانا، شرمندہ ہونا۔ خرد کرد۔ ریزہ ریزہ کر دیا۔ حجاب۔ پردہ، رکاوٹ۔ راہزن۔ ڈاکو۔ شاہ راہ۔ آباد راستہ۔ کمال۔ اہلِ کمال۔ جفا۔ ظلم۔

دادِ حق عمرے کہ ہر روزے ازاں — کس نداند قیمتِ آں در جہاں

اللہ تعالیٰ نے جو عمر دی ہے اسکے ہر دن کی قیمت — اسکی قیمت دنیا میں کوئی نہیں جانتا ہے

خرج کردم عُمرِ خود را دمبدم — در دمیدم جملہ را در زیر و بم

میں نے اپنی عمر کا لمحہ لمحہ خرچ کر دیا — اور زیر و بم میں سب کو پھونک دیا

آہ کز یادِ رَہ و پردہ عراق — رفت از یادم دمِ تلخِ فراق

افسوس! رَہ اور پردۂ عراق کی یاد میں — میں موت کے تلخ وقت کو بھول گیا

وائے کز تری زیرافگندِ خُرد — خشک شد کشتِ دلِ من دل بمُرد

ہائے! ناچیز زیرافگندِ خرد کی تری سے — میرے دل کی کھیتی خشک ہو گئی میرا دل مُردہ ہو گیا

وائے کز آوازِ ایں بست و چہار — کارواں بگذشت بیگہ شد نہار

ہائے! اِس چوبیس کی آواز کی وجہ سے — قافلہ چلا گیا، دن بے وقت ہو گیا

اے خدا فریاد ازیں فریاد خواہ — داد خواہم نے زِ کس زیں داد خواہ

اے خدا! اِسی فریادی سے، فریاد ہے — انصاف چاہتا ہوں اور کسی سے نہیں اِسی داد خواہ سے

دادِ خود را چوں ندادم در جہاں — عمر شد ہفتاد سال از من جہاں

چونکہ میں نے خود اپنے آپ اِس جہان میں انصاف نہ کیا — میری سَتّر سال کی عمر ابیکار گزر گئی

دادِ خود از کس نیابم جز مگر — زانکہ اُو از من بمن نزدیک تر

اپنا انصاف کسی سے نہ حاصل کر سکونگا سوائے — اُس کے جو خود میری ذات سے زیادہ مجھ سے قریب ہے

کیں منی از وے رسد دم دم مرا — پس وُرا بینم چو ایں شد گم مرا

اسلئے کہ یہ ہستی لمحہ بہ لمحہ مجھے اُس سے مل رہی ہے — جب یہ مجھ سے گم ہو گئی ہے تو میں اُسکو دیکھ رہا ہے

ہمچو آنکو با تو باشد زر شمر — سوئے اُو داری نہ سوئے خود نظر

جیسے وہ شخص جو تجھے روپے گن کر دے رہا ہو — تو اُس کی طرف دیکھتا ہے نہ کہ اپنی جانب

ہمچنیں در گریہ و در نالہ اُو — می شمر دے جُرمِ چندیں سالہ اُو

اِسی طرح رو رو کر اور چلا چلا کر — وہ اپنے سالہاسال کے گناہ گن رہا تھا

گردانیدن عمر رضی اللہ عنہ نظرِ اُو از مقامِ گریہ کہ ہستی ست بمقامِ استغراق

حضرتِ عمر (رضی اللہ عنہ) کا اُس کو مقامِ گریہ سے جو کہ ہستی ہے مقامِ استغراق کی طرف پھیر دینا

۱؎ داد یعنی خدا نے جو عمر عطا کی ہے اسکے دنوں کی قیمت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا اور انسان انکو ضائع کرتا ہے۔ زیر و بم۔ موسیقی میں آوازوں کے نام ہیں۔ زیر ہلکا سُر، بم بھاری سُر۔ رَہ۔ راہ کا مخفف ہے موسیقی میں سُر جانے کو کہتے ہیں۔ پردہ عراق ایک راگ کا نام ہے۔ دمِ تلخِ فراق۔ موت کا کڑوا وقت۔ تری۔ رونق۔ راء کو ضرورتِ شعری کی وجہ سے مُشدد کر دیا ہے۔

۲؎ زیرافگندِ خرد موسیقی کے مشہور چوبیس راگوں میں سے ایک راگ کا نام ہے۔ بست و چہار۔ یعنی چوبیس راگنیاں بے گہ۔ بے وقت۔ نہار۔ دن۔ اے خدا یعنی میں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہے اے خدا میں تجھی تجھ سے داد و فریاد چاہتا ہوں۔ دادِ خود۔ قرآنِ پاک میں فرمایا گیا ہے گناہ اور کفر سے خود انسان اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ نزدیک تر۔ قرآنِ پاک میں فرمایا ہے ہم انسان سے اُسکی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

۳؎ منی۔ وجودی ہستی، صوفیاء کے نزدیک تجددِ امثال ہے یعنی انسان کا ہر آن ایک وجود فنا ہوتا ہے اور اللہ کی جانب سے اُسی آن میں اُس جیسا دوسرا وجود عطا ہوتا ہے۔ گم۔ یعنی جب اپنی ہستی کو فنا کر دونگا تو دیدار میسر آئے گا۔ مقامِ گریہ جب انسان اپنے گناہوں کا احساس کر کے روتا ہے تو اُسکی اپنی طرف نظر ہوتی ہے اسلئے وہ مقامِ ہستی ہے جسمیں اپنے وجود کا دھیان رہتا ہے۔ اور مقامِ استغراق میں انسان اپنے اور ماسویٰ اللہ کے وجود سے غافل ہو کر صرف بحرِ وحدت میں غرق ہو جاتا ہے۔

پس عمر گفتش کہ ایں زاری تو — ہست ہم آثارِ ہشیاری تو
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو فرمایا کہ یہ تیرا رونا — بھی تیرے ہوش کی علامت ہے

بعد ازاں او را ازاں حالت براند[1] — زاعتذارش سوئے استغراق خواند
اسکے بعد اُس کو اُس حالت سے ہٹایا — اُس کو عذر خواہی سے استغراق کی طرف بلایا

ہست ہشیاری زیادِ مامضیٰ — ماضی و مستقبلت پردہ خدا
گذشتہ کی یاد سے ہوشیاری پیدا ہوتی ہے — تیرا ماضی اور مستقبل خدا سے پردہ ہے

آتشے بر زن بہر دو تا بکے — پُر گرہ باشی ازیں ہر دو چو نے
دونوں کو جلا دے، کب تک — تو ان دونوں سے نے کی طرح پُر گرہ رہے گا

تا گرہ با نے بود ہمراز نیست — ہمنشینِ آں لب و آواز نیست
جب تک بانسری میں گرہ ہے ہمراز نہیں ہے — اس لب اور آواز کی ساتھی نہیں ہے

چوں بطوف خود بطوفی مرتدی — چوں بخانہ آمدی ہم باخودی
جبتک تو خودی کے چکر کیساتھ طواف کرتا ہے مرتد ہے — جب تو خانہ (کعبہ) میں آیا اب بھی خودی میں ہے

اے خبرہات از خبر دہِ بے خبر — توبۂ تو از گناہِ تو بتر
اے (مخاطب) تیری خبریں خبر دینے والے سے بیخبر متعلق ہیں — تیری توبہ، تیرے گناہ سے بدتر ہے

راہِ فانی گشتہ راہِ دیگر ست — زانکہ ہشیاری گناہِ دیگر ست
فنا شدہ کا راستہ، دوسرا ہی راستہ ہے — اس لئے کہ ہوشیاری ایک دوسرا گناہ ہے

اے تو از حالِ گذشتہ توبہ جو — کے کنی توبہ ازیں توبہ بگو
اے تو کہ گذشتہ حالت سے توبہ کرنیوالا ہے — بتا اس توبہ سے کب توبہ کرے گا؟

گاہ بانگِ زیر را قبلہ کنی — گاہ گریہ زار را قبلہ زنی
کبھی تو نرم آواز کو قبلہ بناتا ہے — کبھی پھوٹ پھوٹ کر رونے کا بوسہ لیتا ہے

چونکہ فاروق آئینۂ اسرار شد[3] — جانِ پیر از اندروں بیدار شد
چونکہ (عمر) فاروق اسرار کا آئینہ ہو گئے — بوڑھے کی جان باطن سے بیدار ہو گئی

ہمچو جاں بے گریہ و بے خندہ شد — جانش رفت و جانِ دیگر زندہ شد
اور بوڑھا، روح کی طرح گریہ اور خندہ سے آزاد ہو گیا — اسکی (ایک) جان چلی گئی دوسری جان زندہ ہو گئی

حیرتے آمد درونش آں زماں — کہ بروں شد از زمین و آسماں
اسکے باطن میں اس وقت ایک حیرت پیدا ہوئی — جس سے وہ زمین اور آسمان سے باہر ہو گیا

---

[1] براند یعنی مقام ہستی سے مقام استغراق میں پہنچایا۔ ہست۔ گذشتہ واقعات کی یاد خودی ہے، گذشتہ اور آئندہ کی فکر خدا سے حجاب ہے۔ آتشے۔ گذشتہ اور آئندہ کی یاد کو نسل کی گرہوں سے تعبیر کیا ہے جو حجاب ہیں۔ بانسری کی جب گرہیں ختم کر دی جاتی ہیں تب وہ بجانیوالے کی ہمراز بنتی ہے۔ چوں۔ خودی کے ساتھ طواف کعبہ قریب کے گمراہ ہے۔ جو اپنے ماضی اور مستقبل کی فکر میں ہے وہ واقعات پیدا کرنیوالے سے غافل ہے۔ ایسے شخص کی اپنے واقعات سے توبہ، گناہ سے بدتر ہے۔ فانی۔ مقام فنا میں انسان سب کچھ فراموش کر دیتا ہے۔ اے تو۔ جسمیں خودی باقی ہے اور اس حالت میں توبہ کرتا ہے اسکو اس توبہ سے توبہ کرنی چاہیے۔ گاہ۔ قریبے کو خطاب ہے تو کبھی نغمہ میں مشغول تھا اب گریہ و زاری کی خودی میں مشغول ہے۔

[3] چونکہ حضرت عمر کے رخ انور سے اسرارِ الٰہی نمایاں تھے انکو دیکھ کر بوڑھے کی روح بیدار ہو گئی۔ ہمچو۔ اب وہ مجسم روح تھا، روح گریہ و خندہ سے منزہ ہے۔ اب بوڑھے کی وجہ حیرانی فنا ہو چکی تھی اور انکو روح مجرد حاصل ہو گئی تھی۔ حیرت۔ یہ ایک کیفیت ہے جو

جُستجوئے ماورائے جُستجو — من[1] نمیدانم تو میدانی بگوی
جُستجو کے علاوہ ایک جُستجو (تھی)، — میں نہیں جانتا، تو جانتا ہے تو بتا

جُستجوئے از ورائے حال و قال — غرقہ گشتہ در جمالِ ذُوالجلال
ایک جُستجو (کے ساتھ) جو حال و قال سے ماوراء تھی — وہ ذُوالجلال کے جمال میں مستغرق ہو گیا

غرقۂ نے کہ خلاصی باشدش — یا بجز دریا کسے بشناسدش
وہ مستغرق نہیں کہ جس کو چھٹکارا حاصل ہو — یا دریا کے علاوہ اس کو کوئی پہچان سکے

عقلِ جزو از کُل گویا نیستے — گر تقاضا بر تقاضا نیستے
جزوی عقل (عقلِ) کُل کے بارے میں بتا سکتی — اگر تقاضہ بر تقاضہ نہ ہوتا

چوں[2] تقاضا بر تقاضا می رسد — موجِ آں دریا بدینجا می رسد
چونکہ تقاضہ بر تقاضہ ہو رہا ہے — اُس دریا کی موج اِس جگہ تک پہنچتی ہے

چونکہ قصۂ حالِ پیر اینجا رسید — پیر و جانش رُوئے در دریا کشید
جبکہ بوڑھے کے حال کا معاملہ یہاں تک پہنچا — بوڑھا اور اُس کی جان دریا میں ڈوب گئی

پیر دامن را ز گفت و گو فشاند — نیم گفتہ در دہانِ اُو بماند
بوڑھے نے گفت گو سے دامن جھاڑا۔ — آدھی بات کہی (آدھی) اُسکے منہ میں رہ گئی

از پئے ایں عیش و عشرت ساختن — صد ہزاراں جاں بشاید باختن
اِس عیش و عشرت کے حاصل کرنے کیلئے — لاکھوں جانیں قربان کر دینی چاہئیں

در شکارِ بیشۂ جاں باز باش — ہمچو خورشیدِ جہاں جانباز باش
رُوح کی جھاڑی کے شکار میں باز بن جا — دنیا کے سورج کی طرح جانباز بن جا

جاں فشاں[3] اُفتاد خورشیدِ بلند — ہر دمے تی می شود پُر می کنند
اونچا آفتاب جان چھڑکنے والا واقع ہوا ہے — ہر سانس میں خالی ہوتا ہے اور وہ بھر دیتے ہیں

در وجودِ آدمی جان و رواں — میرسد از غیب چوں آبِ رواں
انسان کے جسم میں جان اور روح — جاری پانی کی طرح غیب سے پہنچتی رہتی ہے

ہر زماں از غیب نو نو می رسد — وز جہانِ تن بروں شو می رسد
غیب سے ہر وقت نئی نئی پہنچتی رہتی ہے — اور دنیا سے چل (کی آواز) آتی رہتی ہے

جانفشاں اے آفتابِ معنوی — مر جہانِ کہنہ را بنما نوی
اے رُوحانی سورج! جانفشانی کر — پُرانی دنیا کو تو نئی (دنیا) بنا دے

[1] مَن۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنی انکی جُستجو کسبی نہ تھی بلکہ اِنجذابی تھی جس کی کیفیت واضح نہیں کیجا سکتی ذوالجلال۔ اللہ تعالےٰ۔ خلاصی۔ نجات۔ دریا۔ یعنی دریائے وحدت۔ عقلِ جزو۔ انسانِ عارف۔ کُل۔ یعنی ذاتِ حق۔ گویا۔ بولنے والا۔

[2] چوں۔ یعنی جو کچھ ذاتِ باری کے متعلق کہا گیا ہے تقاضہائے غیبی کی بنا پر کہا گیا ہے۔ اینجا۔ یعنی مقامِ حیرت دامن فشاندن۔ ترک کر دینا۔ نیم گفتہ۔ آدھی بات۔ عیش و عشرت۔ یعنی جو جان دیکر بوڑھے کو حاصل ہو جائے بیشۂ جاں۔ عالمِ روح۔ باز۔ مشہور شکاری پرندہ ہے۔ جانباز۔ سورج اپنی روشنی ہر وقت دوسروں پر نچھاور کرتا رہتا ہے۔

[3] جاں فشاں۔ جان کو صرف کرنیوالا۔ تی۔ تہی کا مخفف ہے، خالی۔ پُر می کنند۔ عالمِ غیب سے اُسکو روشنی عطا ہوتی رہتی ہے۔ آبِ رواں۔ دریا کی سطح جو آپ کو نظر آتی ہے ہر آن آپکے سامنے کا پانی گذرتا رہتا ہے اور نیا پانی اُس کی جگہ لیتا رہتا ہے۔ یہی حال صوفیا کے نزدیک روحِ انسانی کا ہے۔ وز جہانِ تن بروں شو۔ جسم کی دنیا سے نکل جا، یہ غیبی آواز آتی ہے۔ آفتابِ معنوی۔ روحانی سورج یعنی شیخِ کامل۔ نوی۔ نیا۔

تفسیرِ دعائے آں دُو فرشتہ کہ ہر روز بر سرِ بازار مُنادی کنند کہ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ کُلَّ مُنْفِقٍ خَلَفًا وَّ کُلَّ مُمْسِکٍ تَلَفًا و بیانِ آنکہ مُنفِق مجاہدِ راہِ حق ست نَے مُسرفِ راہِ ہوا

اُن دو فرشتوں کی دعاء کی تفسیر جو کہ ہر روز بر سرِ بازار اعلان کرتے ہیں کہ اے اللہ ہر خرچ کرنیوالے کو اچھا بدل اور ہر بخیل کو تباہی عطا فرما اور اُس کا بیان کہ خرچ کرنے والا اللہ کے راستہ کا مجاہد ہے نہ کہ خواہشات میں اڑانے والا

گفت پیغمبر کہ دائم[1] بہرِ پند
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ نصیحت کیلئے ہمیشہ

دُو فرشتہ خوش مُنادی می کنند
دُو فرشتے عمدہ مُنادی کرتے ہیں

کاے خدایا مُمسکاں را در جہاں
کہ اے خدا! دنیا میں بخیلوں کو

تو مدہ اِلّا زیاں اندر زیاں
تو نہ عطا فرما مگر تباہی در تباہی

اے خدایا مُنفقاں را دِہ خلَف
اے خدا! خرچ کرنیوالوں کو اچھا بدلہ دے

اے خدایا مُمسکاں را دِہ تلَف
اے خدا! بخیلوں کو تباہ کر دے

مُنفق و مُمسک مَحَل بیں بہ بُوَد
موقع دیکھکر خرچ کرنیوالے اور نہ خرچ کرنیوالے اچھے ہیں

چوں محل باشد مُؤثر می شوَد
جب موقع ہوتا ہے تو اثر کرتا ہے

اے بسا اِمساک[2] کز اِنفاق بہ
اے (مخاطب) بہت سی جگہوں پر خرچ نہ کرنا خرچ کرنے سے (بہتر ہے)

مالِ حق را جز بامرِ حق مَدِہ
اللہ کے مال کو اللہ کے حکم کے بغیر خرچ نہ کر

تا عوض یابی تو گنجِ بیکراں
تاکہ تو لاتعداد خزانہ بدلے میں پالے

ق

تا نباشی از عدادِ کافراں
تاکہ تو کافروں کی شمار میں نہ آئے

کاشتراں قرباں ہمی کردند تا
جو کہ اونٹوں کی قربانی کرتے تھے تاکہ

چیرہ گردد تیغِ شاں بر مصطفیٰ
انکی تلوار مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر غالب آجائے

امرِ حق را باز داں از واصلے
اللہ (تعالیٰ) کا حکم کسی پہنچے ہوئے سے معلوم کرلے

امرِ حق را در نیابد ہر دلے
ہر دل، خدا کے حکم کو معلوم نہیں کر سکتا

چوں غلامے باغی کو عدل کرد
اُس باغی غلام کی طرح جس نے انصاف کیا

مالِ شہ بر باغیاں اُو بذل کرد
اُس نے بادشاہ کا مال باغیوں پر خرچ کردیا

طُرفہ تر کانرا ہمی پنداشت عدل
زیادہ عجیب یہ ہے کہ اُسنے اُسکو انصاف سمجھا

کز سخاوت کردہ ام ایثار و بذل
کہ میں نے سخاوت کیوجہ سے فائدہ رسانی کی اور خرچ کیا

---

۱ دائم۔ ہمیشہ۔ پند۔ نصیحت مُنادی۔ پکارنیوالا۔ مُمسک۔ بخیل۔ زیاں۔ تباہی، نقصان۔ مُنفق۔ خرچ کرنے والا۔ خلف۔ قائم مقام۔ مُنفق و مُمسک یعنی موقع پر خرچ کرنے والا اور بے موقع نہ خرچ کرنے والا بہتر ہوتا ہے۔

۲ اِمساک۔ روکنا، بخل کرنا۔ اِنفاق۔ خرچ کرنا۔ بیکراں۔ لامحدود۔ عُداد۔ شمار۔ چیرہ۔ غالب۔ واصل یعنی واصل بحق۔ عَدل۔ انصاف۔ بذل۔ خرچ کرنا۔ طُرفہ۔ عجیب۔ ایثار۔ کسی فائدہ کے معاملہ میں اپنے اوپر دوسرے کو ترجیح دینا۔

بندہ پندارد کہ اُو خود عَدل کرد
غلام سمجھتا ہے کہ اُس نے انصاف کیا

مالِ شہ را بر مساکیں بَذل کرد
بادشاہ کا مال مسکینوں پر خرچ کیا

عَدلِ ایں باغی وداد ش پیشِ شاہ
بادشاہ کے روبرو اِس باغی کا انصاف اور عطا

چہ فزاید دوری و روئے سیاہ
کیا بڑھائے گا ؟ دوری اور سیاہ روئی

در لہ نُبے اِنذارِ اہلِ غفلت ست
قرآن میں غافلوں کے لئے دھمکی ہے

کاینہمہ انفاقہاشاں حسرت ست
کہ اُنکی یہ فضول خرچیاں حسرت (کا سبب) ہیں

قربانی کردنِ سردارانِ عرب بامیّدِ قبول افتادن
عرب کے سرداروں کا قبولیت کی امید پر قربانی کرنا

سرورانِ مکہ در حربِ رسول
رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لڑائی میں مکہ کے سرداروں کی

بود شاں قرباں باُمیّدِ قبول
قربانی قبولیت کی اُمید پر تھی

بہرِ ایں مُومن ہمی گوید زبیم
اسی سبب سے، مومن خوف سے کہتا ہے

در نماز اِھدِ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم
نماز میں (اے خدا) سیدھے راستہ کی رہنمائی کر

آں درم دادن سخی ۲ را لائق ست
روپیہ خرچ کرنا، سخی کے لئے مناسب ہے

جاں سپردن خود سخائے عاشق ست
عاشق کی سخاوت، جان سپرد کر دینا ہے

ناں دہی از بہرِ حق نانت دہند
اگر تو خدا کیلئے روٹی دیگا، تجھے روٹی دینگے

جاں دہی از بہرِ حق جانت دہند
تو خدا کے لئے جان دیگا، تو تجھے جان دینگے

گر بریزد برگہائے ایں چنار
اگر اس چنار کے پتّے جھڑ جائیں

برگِ بے برگیش بخشد کردگار
خدا اُس کی بے سامانی کو سامان سے بدلدیتا ہے

گر ۳ نماند از جود در دستِ تو مال
اگر سخاوت کیوجہ سے تیرے ہاتھ میں مال نہ رہا

کے کُند فضلِ الٰہت پائمال
تو خدا کی مہربانی تجھے برباد کب کریگی ؟

ہر کہ کارد گردد انبارش تہی
جو بوتا ہے اُس کا ڈھیر خالی ہو جاتا ہے

لیکنش اندر مزرعہ باشد بہی
لیکن اُس کی کھیتی میں خوبی ہوتی ہے

وانکہ در انبار ماند و صرفہ کرد
اور جس نے ڈھیر میں رہنے دیا اور بخل کیا

اُسپش و موشِ حوادثہاش خورد
اُس کو حوادث کے گھُن اور چوہے نے کھایا

ایں جہاں نفی ست در اثبات جو
یہ جہاں عدم ہے، وجود میں (مقصد) تلاش کر

صورتت صفر ست در معنات جو
تیرا جسم صفر ہے، معنیٰ میں (مقصد) ڈھونڈ

لہ نُبے۔ نون کے ضمہ با کے کسرہ اور یائے مجہول کے ساتھ فارسی لفظ ہے بمعنی قرآن مجید۔ انذار۔ ڈورانا۔ حسرت۔ یعنی یہ سب فضول خرچی باعثِ حسرت اور افسوس بنے گی۔ سرور۔ سردار۔ حرب۔ جنگ۔ قرباں۔ قربانی۔ بہرِ ایں۔ یعنی خرچ کے مصرف میں غلطی کے ڈر سے۔

۲ سخی۔ یعنی سخی کا کام اللہ (تعالیٰ) کے دربار میں مال و دولت پیش کرنا ہے اور عاشق کا کام جان پیش کرنا ہے۔ نان۔ روزی خیرات کرنیسے رزق کی فراخی ہوگی جان قربان کرنیسے بڑی زندگی ملے گی۔ چنار۔ درخت جب بے برگ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو پتّے دیتے ہیں تم جان قربان کروگے تو اللہ جان عطا فرما دینگے۔

۳ گر نماند۔ اللہ کی راہ میں اگر مال خرچ ہوگا تو اللہ کا فضل کبھی ذلیل نہ ہونے دیگا۔ ہر کہ۔ خدا کی راہ میں دینا ایسا ہے جیسے غلہ بونا فی الحال تو اُس سے ڈھیر میں کمی آئے گی لیکن انجام میں کئی گنا حاصل ہوگا۔ وانکہ۔ اگر کوئی تخم ریزی نہ کریگا اور غلہ کو جمع رکھے گا وہ بجائے بڑھنے کے تباہ ہو جائیگا۔ نفی۔ یعنی معدوم۔ صفر۔ خالی۔ معنات۔ معنی تو۔

جانِ شور و تلخ پیشِ تیغ بر
کھاری اور کڑوی جان کو تلوار کے سامنے کر دے
جان چوں دریائے شیریں را بخر
میٹھے دریا جیسی جان خرید لے

ور نمی تانی شدن زیں آستاں
اگر تو اس آستانہ سے نہیں جا سکتا ہے
گوش کن بارے زمن ایں داستاں
تو ذرا یہ قصہ مجھ سے سن لے

قصۂ آں خلیفہ کہ در کرم از حاتمِ طائی گذشتہ بود
اس خلیفہ کا قصہ جو سخاوت میں حاتم طائی سے بڑھا ہوا تھا

یک خلیفہ بود در ایامِ پیش
پہلے زمانہ میں ایک خلیفہ تھا
کردہ حاتم را گدائے جودِ خویش
جس نے حاتم کو بھی اپنی بخشش کا فقیر بنایا تھا

رایتِ اکرام و جود افراشتہ
جس نے اکرام اور سخاوت کا جھنڈا بلند کر رکھا تھا
فقر و حاجت از جہاں برداشتہ
افلاس اور احتیاج کو دنیا سے اٹھا دیا تھا

بحر و کاں از بخششِ صاف آمدہ
سمندر اور کانیں اس کی بخشش کی وجہ سے
دادِ او از قاف تا قاف آمدہ
اس کی بخشش قاف سے قاف تک تھی

در جہانِ خاک ابر و آب بود
خاکدان (دنیا) میں ابر اور پانی تھا
مظہرِ بخششِ وہاب بود
وہ وہاب (اللہ تعالیٰ) کی بخشش کا مظہر تھا

از عطایش بحر و کاں در زلزلہ
اس کی عطا سے سمندر اور کانیں ہلچل میں تھیں
سوئے جودش قافلہ در قافلہ
اس کی عطا کی طرف (انسانوں کے) قافلے رواں تھے

قبلۂ حاجت در و دروازہ اش
اس کا در اور دروازہ حاجتوں کا قبلہ تھا
رفتہ در عالم بجود آوازہ اش
سخاوت میں اس کا شہرہ عالم میں تھا

ہم عجم ہم روم ہم ترک و عرب
عجم بھی روم بھی ترک اور عرب بھی
ماندہ از جود و سخایش در عجب
اس کی بخشش اور عطا سے تعجب میں تھے

آبِ حیواں بود دریائے کرم
وہ آبِ حیات اور دریائے کرم تھا
زندہ گشتہ ہم عرب زو ہم عجم
اس کی وجہ سے عرب اور عجم میں بھی جان پڑ گئی تھی

اندر ایامِ چنیں سلطانِ داد
اس جیسے داد و دہش کے بادشاہ کے زمانہ میں
بشنو اکنوں داستانے با گشاد
اب خوشی سے ایک قصہ سن

قصۂ اعرابی درویش و ماجرا کردنِ زن با او از فقر و درویشی
ایک فقیر بدو کا قصہ اور اس کی بیوی کا اس سے جھگڑا کرنا فقر اور افلاس کے بارے میں

۱؎ جانِ شور یعنی عارضی زندگی کی بجائے حیاتِ ابدی حاصل کر لے۔ تانی۔ توانی کا مخفف۔ توانستن، سکنا۔ خلیفہ۔ وہ عظیم المرتبت بادشاہ کو رسول کا نائب سمجھا جاتا تھا اسلئے اس کو خلیفہ کہا جاتا تھا۔ حاتم۔ بنو طے قبیلہ کے مشہور سخی سردار کا نام ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے قبل وفات پا گیا تھا اُنکے صاحبزادے عدی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تھے۔

۲؎ رایت۔ جھنڈا۔ بحر۔ سمندر۔ کان۔ معدن۔ صاف آمدہ۔ یعنی اُس نے سمندر کے موتی اور کانوں کا سارا چاندی سونا صرف کر ڈالا تھا اور سمندر موتیوں سے اور کانیں چاندی سونے سے خالی ہو گئی تھیں۔ قاف۔ ایک پہاڑ ہے جس کے بارے میں یہ تخیل تھا کہ وہ دنیا کے چاروں طرف گھوم رہا ہے لہٰذا قاف تا قاف کے معنی سارے عالم کے لئے جاتے تھے۔ جہانِ خاک۔ دنیا۔

۳؎ وہاب۔ بہت زیادہ دینے والا یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ قبلہ۔ کعبہ یعنی مرکزِ توجہات۔ قبلۂ حاجت۔ وہ شخص جس کی طرف لوگ ضروریات میں متوجہ ہوں۔ آبِ حیواں۔ کوئی چشمہ ہے جس کا پانی پینے سے ابدی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ ایام۔ زمانہ۔ داستان۔ قصہ۔ گشاد۔ فرحت، خوشی۔

یک شب اعرابی زنے مر شوے را — گفت و از حد برد گفت و گوے را
ایک رات، بدو عورت نے، شوہر سے — کہا، اور گفتگو حد سے بڑھا دی

کیں ہمہ فقر و جفا ہا می کشیم — جملہ عالم در خوشی ما ناخوشیم
کہ ہم یہ سب محتاجی اور سختیاں جھیلتے ہیں — ساری دنیا خوش ہے اور ہم ناخوش ہیں

نانِ ماں نے، نان خورش ما درد و رشک — کوزہ ماں نے آب ماں از دیدہ اشک
ہمارے لئے روٹی نہیں ہے ہمارا سالن درد و رشک ہے — ہمارے پاس پیالہ نہیں ہے ہمارا پانی آنکھ کے آنسو ہیں

جامۂ ما روز تابِ آفتاب — شب نہالین و لحاف از ماہتاب
ہمارا لباس دن میں سورج کی دھوپ ہے — رات میں ہمارا بچھونا اور لحاف، چاندنی ہے

قرصِ مہ را قرصِ ناں پنداشتہ — دست سوئے آسماں برداشتہ
ہم نے چاند کی ٹکیا کو روٹی کی ٹکیا سمجھا ہے — اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں

ننگِ درویشاں ز درویشیِ ما — روز شب از روزی اندیشیِ ما
ہماری فقیری فقیروں کیلئے (باعث) ذلت ہے — روزی کی فکر میں ہمارا دن، رات ہے

خویش و بیگانہ شدہ از ما رماں — بر مثالِ سامری از مردماں
اپنا اور پرایا ہم سے گریزاں ہے — جیسا کہ سامری انسانوں سے

گر بخواہم از کسے یکمشت نسک — مر مرا گوید خمش، کن مرگ و جسک
اگر میں کسی سے ایک مٹھی مسور مانگوں — (تو وہ) مجھ سے کہتا ہے کہ چپ ہو جا غم کھائے جا اور مر جا

مر عرب را فخر غزو ست و عطا — در عرب ما ہمچو خط اندر خطا
عرب کیلئے خصوصاً جنگ اور بخشش (موجبِ) فخر ہے — عرب میں ہم ایسے ہیں جیسے خط میں حرفِ غلط

چہ غزا ما بے غذا خود کشتہ ایم — یا بشمشیرِ عدم سرگشتہ ایم
کہاں کی جنگ، ہم بغیر غذا کے مردہ ہیں — یا موت کی تلوار سے پریشان ہیں

چہ خطا ما بے خطا در آتشیم — چہ دوا ما درد و غم را مفرشیم
کیسی خطا، ہم بلا قصور کے، آگ میں ہیں — دوا کیسی؟ ہم تو درد و غم سے پامال ہیں

چہ عطا ما بر گدائی مے تنیم — مر مگس را در ہوا رگ می زنیم
کیسی بخشش، ہم بھیک مانگنے پر آمادہ ہیں — ہوا میں مکھی کے نشتر مارتے ہیں

گر کسے مہماں رسد گر من منم — شب بخسپد دلق اورا بر کنم
اگر کوئی مہمان پہنچ جائے اگر میں میں ہوں — رات کو سوئے تو اس کی گدڑی اتاروں

لے اعرابی زنے۔ بدوی عورت۔ شوئے۔ شوہر۔ ماں۔ ہمارا۔ ناں خورش۔ سالن۔ رشک۔ حسد۔ قرص۔ ٹکیا۔ دست۔ یعنی ہم نے جو آسمان کیطرف دعا کیلئے ہاتھ اٹھا رکھے ہیں، گویا چاند کو روٹی کی ٹکیا سمجھ رکھا ہے۔ ننگ۔ یعنی ہم اس قدر مفلس ہیں کہ ہمارے اس افلاس سے فقیر بھی شرما جاتے ہیں، روزی کی فکر میں ہمارا دن بھی شبِ تاریک ہے۔

ٹے رماں۔ اسمِ حالیہ ہے۔ رمیدن سے بمعنی بھاگنا۔ سامری۔ وہ شخص جس نے حضرت موسیٰؑ کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کو گئوسالہ پرستی میں لگا دیا تھا۔ پھر حضرت موسیٰؑ کی اس کو بددعا لگی تو اس کا یہ حال ہو گیا کہ اگر اس کو کوئی چھوئے تو دونوں کو بخار چڑھ جاتا تھا اسلئے وہ لوگوں سے بچا پھرتا تھا۔ نسک۔ نون کا فتحہ اور سین کا سکون، مسور۔ خمش۔ خاموش ہو جا۔ کن مرگ۔ مر جا۔ جسک۔ رنج و بلا یعنی جسک بکن۔

سے غزو۔ جنگ، جہاد۔ خط اندر خطا۔ خطا یعنی غلط حرف۔ سرگشتہ۔ حیران، پریشان۔ مفرش۔ فرش، پامال۔ گدائی۔ بھکاری پن۔ مگس۔ یعنی تاکہ اس سے روزی حاصل کریں۔ من منم۔ یعنی میں اپنی اصلیت پر آجاؤں۔ دلق۔ گدڑی۔

زیں نمط زیں ماجرا و گفتگو — بُرد از حدِ عبارت پیشِ شو
اِس طور پر یہ قصہ اور گفت گو — بیان سے بڑھی ہوئی شوہر سے کرتی

کز عنا و فقر ما گشتیم خوار — سوختیم از اضطراب و اِضطرار
کہ مشقت اور افلاس سے ہم ذلیل ہو گئے ہیں — پریشانی اور مجبوری سے ہم جل گئے ہیں

تا بکے ما ایں چنیں خواری کشیم — غرقہ اندر بحرِ ژرفِ آتشیم
ہم کب تک اِس طرح کی ذلت برداشت کریں؟ — آگ کے گہرے سمندر میں ہم غرق ہیں

تا کہ ار روزے در آید میہماں — شرمسار یہا بریم از وے بجاں
اگر کسی روز اچانک کوئی مہمان آجائے — ہمیں انتہائی شرمندگی اُٹھانی پڑے

لیک مہماں گر در آید بے ثبوت — دانکہ کفشِ مہماں سازیم قوت
لیکن اگر کوئی مہمان بلا تحقیق آجائے — سمجھ لے کہ ہم مہمان کا جوتا بیچ کھائیں گے

مغرور شدنِ مریدانِ محتاج و تشبیہ مُدعیانِ مزوّر
ضرورت مند مریدوں کا دھوکا کھانا اور بناوٹی مدعیوں سے شبہ میں

وایشاں را شیخ واصل پنداشتن و نقد را از
پڑنا اور اُن کو پہنچا ہوا بزرگ سمجھنا اور کھرے کو نقلی سے

نقل ندانستن و نیافتن
نہ پہچاننا اور نہ پانا

بہر ایں گفتند دانایاں بفن — میہمانِ محسناں باید شدن
اسی لئے فن کے سمجھداروں نے کہا ہے — محسنوں کا مہمان بننا چاہئے

تو مرید و میہمانِ آں کسی — کو ستاند حاصلت را از خسی
تو ایسے شخص کا مہمان اور مرید ہے — جو تیری کمائی کمینہ پن سے وصول کرے

نیست چیرہ چوں ترا چیرہ کند — نور ندہد مر ترا تیرہ کند
وہ قابو پانیوالا نہیں ہے کہ تجھے قابو پانیوالا بنائے — روشنی نہ دے گا، تجھے تاریک بنا دیگا

چوں ورا نورے نہ بُد اندر قِراں — نور کے یابند از وے دیگراں
جبکہ اُس کے باطن میں نور نہیں ہے — تو اُس سے دوسرے کب روشنی حاصل کر سکتے ہیں؟

ہمچو اعمش کو کند دارو ئے چشم — چہ کشد در چشم ہا اِلّا کہ یشم
اُس چندھے کی طرح جو آنکھ کا علاج کرے — آنکھوں میں سوائے سنگ یشم کے وہ کیا لگائیگا؟

---

۱ نمط۔ طور، طریقہ۔ شو۔ شوہر۔ عنا۔ رنج و مشقت۔ غرقہ۔ ڈوبا ہوا۔ ژرف۔ گہرا۔ بے ثبوت۔ یعنی ہماری حقیقت معلوم کیے بغیر۔ سازیم قوت۔ یعنی ہم اُسکے جوتے بیچ کھائیں۔

۲ مغرور۔ دھوکہ میں مبتلا۔ مدعی۔ بزرگی کا جھوٹا دعویدار۔ مزوّر۔ دھوکے باز۔ شیخ واصل۔ وہ بزرگ جو اللہ تعالیٰ تک پہنچا ہوا ہو۔ نقل۔ نقلی سکہ۔ محسناں۔ بخشش کرنیوالے۔ حاصلت۔ تیری کمائی۔ خسی۔ کمینہ پن۔

۳ چیرہ۔ غالب یعنی خصلتوں پر قابو پانے والا۔ تیرہ۔ تاریک۔ ندہد۔ نہ دے۔ اعمش۔ چندھا، جس کی آنکھیں مریض ہوں، پانی بہتا ہو۔ یشم۔ ایک پتھر ہے۔ بعض نسخوں میں پشم بمعنی اون ہے۔

حالِ ما این ست در فقر و عنا[۱] — **ہیچ مہمانے مبا مغرورِ ما**

افلاس اور مشقت میں ہمارا یہ حال ہے — کوئی مہمان ہم سے دھوکا نہ کھائے

قحطِ دہ سال ار ندیدی در صُوَر — **چشمہا بکشا و اندر ما نگر**

اگر تو نے مجسّم دس سال قحط نہ دیکھا ہو — تو آنکھیں کھول اور ہمیں دیکھ لے

ظاہرِ ما چوں درونِ مُدّعی — **در دلش ظلمت زبانش شعشعی**

ہمارا ظاہر مدّعی کے باطن کی طرح ہے — اُسکے دل میں تاریکی ہے اور اُسکی زبان چمکیلی (تیز و طرار)

از خدا نے بُوئے اُو را نے اثر — **دعوتش افزوں ز شیث و بوالبشر[۲]**

اُس میں خدا کی نہ بُو ہے نہ اثر — اُسکی دعوت شیثؑ اور ابوالبشرؑ سے بڑھی ہوئی ہے

دیو ننمودہ وُرا ہم نقشِ خویش — **اُو ہمی گوید ز ابدالیم بیش**

شیطان نے (بھی) اُسکو اپنی صورت نہیں دکھائی — وہ یہ کہتا ہے کہ میں ابدال سے بھی بڑھا ہوا ہوں

حرفِ درویشاں بدُزدیدہ بسے — **تا گماں آید کہ ہست اُو خود کسے**

درویشوں کی بہت سی باتیں چُرالی ہیں — تاکہ یہ گمان ہو کہ وہ بھی کچھ ہے

خُردہ گیرد در سخن بر بایزیدؒ[۳] — **ننگ دارد از درونِ اُو یزید**

باتوں میں (حضرتِ) بایزیدؒ کی عیب گیری کرتا ہے — اُس کے باطن سے یزید کو (بھی) شرم آتی ہے

ہر کہ داند مر وُرا چوں بایزیدؒ — **روزِ محشر حشر گردد با یزید**

جو اُس کو (حضرتِ) بایزیدؒ کی طرح سمجھتا ہے — قیامت کے دن اُس کا حشر یزید کے ساتھ ہوگا

بے نوا از نان و خوانِ آسماں — **پیشِ اُو نندا خت حق یک استخواں**

آسمان کی روٹی اور خوان سے بے سر و سامان ہے — اللہ (تعالیٰ) نے اُسکے سامنے ایک ہڈی (بھی) نہیں ڈالی ہے

اُو ندا کردہ کہ خواں بنہادہ ام — **نائبِ حقم خلیفہ زادہ ام**

اُس نے مُنادی کی ہے کہ میں نے دسترخوان بچھا رکھا ہے — میں اللہ (تعالیٰ) کا نائب اور خلیفہ زادہ ہوں

اَلصّلا سادہ دلانِ ہیچ ہیچ — **تا خورید از خوانِ جُودم ہیچ ہیچ**

اے ہیچ در ہیچ احمقو! صلائے عام ہے — میری بخشش کے خوان سے کھاؤ (حالانکہ) ہیچ در ہیچ ہے

سالہا بر وعدۂ فردا کساں — **گردِ آں در گشتہ فردا نا رساں**

کل کے وعدہ پر لوگ سالوں — اُس دروازہ کے گرد چکر کھاتے رہے اور کل آنے والی نہیں ہے

دیر باید تا کہ سرِّ آدمی — **آشکارا گردد از بیش و کمی**

کافی وقت چاہیئے کہ انسان کا بھید — کمی اور بیشی میں واضح ہو

---

۱ عنا۔ رنج و مشقت۔ مبا۔ مباد کا مخفف ہے۔ در صُوَر یعنی صورتوں میں مجسّم۔ شعشعی۔ روشن، چمکدار۔ اثر۔ نشان۔ شیث۔ حضرتِ آدم علیہ السلام کے بیٹے جو نبی تھے۔

۲ بوالبشر۔ انسانوں کے باپ یعنی آدم علیہ السلام۔ دیو۔ شیطان۔ ابدال۔ اولیاء کی ایک جماعت ہے۔ خُردہ۔ عیب۔ ننگ۔ ذلّت، شرم۔ یزید۔ ابن معاویہؓ جس کے دورِ حکومت میں حضرت حسینؓ شہید ہوئے۔

۳ بایزید۔ بسطامی مشہور بزرگ ہیں۔ نان و خوانِ آسمان۔ غیبی، روحانی غذائیں۔ استخواں۔ یعنی معمولی غذا۔ الصّلا۔ کھانا کھانے کیلئے بلانا۔ سادہ دلاں۔ بیوقوف لوگ۔ ہیچ ہیچ۔ یہ مولانا کا قول ہے۔ فردا۔ یعنی کل کا وعدہ۔ سِر۔ راز، باطنی حالت۔

زیرِ دیوارِ بدن گنجیست[۱] یا — خانۂ مورست و مار و اژدہا
جسم کی دیوار کے نیچے خزانہ ہے یا — چیونٹی اور سانپ اور اژدہے کا بمٹ ہے

چونکہ پیدا گشت کو چیزے نبود — عمرِ طالب رفتہ آگاہی چہ سود
جب معلوم ہوا کہ وہ کچھ نہ تھا — تو مُرید کی عمر گذر گئی اب معلوم ہونیسے کیا فائدہ؟

دربیانِ آنکہ نادر افتد کہ مُریدے در مُدّعیِ مزوّر اعتقاد بصدق بندد کہ اُو کیست و بدیں اعتقاد بمقامے برسد کہ شیخش بخواب ندیدہ باشد و آب و آتش اُو را گزند نہ کند و شیخش را گزند کند ولیکن نادر[۲] نادر باشد

اِس بات کا بیان کہ کم ہوتا ہے کہ کوئی مُرید جھوٹے مدّعی کا سچائی سے معتقد ہو جائے کہ وہ کچھ ہے اور اس اعتقاد کے ذریعہ وہ ایسے مقام پر پہنچ جائے کہ اس کے پیر نے خواب میں بھی نہ دیکھا ہو اور پانی اور آگ اسکو نقصان نہ پہنچائے اور اُس کے پیر کو نقصان پہنچا دے لیکن نادر تو نادر ہی ہوتا ہے

لیک نادر طالب آید کز فروغ — در حقِ اُو نافع آید آں دروغ
لیکن نادر ہے کہ مرید کو روشنی کیوجہ سے — اُس کے حق میں وہ جھوٹ مفید ہو جائے

اُو بقصدِ نیکِ خود جائے رسد — گرچہ جاں پنداشت آں مد جسد
وہ اپنے نیک ارادہ کیوجہ سے ایک مقام تک پہنچ جاتا ہے — اگرچہ جس کو اُس نے جان جانا تھا جسم ثابت ہوا

مزوّرا رومی نماید حالہا — کہ ندید آں ہیچ شیخش سالہا
اُس کے لئے ایسے اُحوال رونما ہوتے ہیں — کہ اُس کے ناچیز پیر نے سالوں (بھی) نہیں دیکھے

چوں تحرّی در دلِ شب قبلہ را — قبلہ نے واں نمازِ اُو روا[۳]
جیسا کہ آدھی رات میں قبلہ کی اٹکل کرنا — اُدھر قبلہ نہیں ہے (لیکن) اُسکی نماز درست ہو گئی

مُدّعی را قحطِ جاں اندر سرست — لیک ما را قحطِ ناں کظاہرست
مُدّعی کے باطن میں روح کا قحط ہے — لیکن ہمارے ظاہر پر روٹی کا قحط ہے

ما چرا چوں مُدّعی پنہاں کنیم — بہرِ ناموسِ مزوّر جاں کنیم
مُدّعی کی طرح ہم کیوں چھپائیں — جھوٹی آبرو کے لئے جان دیں

صبر فرمودنِ اعرابی زنِ خود را و فضیلتِ صبر گفتن

بدو کا اپنی بیوی کو صبر کا حکم دینا اور صبر کی فضیلت بیان کرنا

---

[۱] گنجیست یعنی معارفِ الٰہیہ کا خزانہ۔ مور۔ چیونٹی۔ مار۔ سانپ یعنی بُرے اخلاق۔ پیدا۔ ظاہر۔ طالب۔ مُرید۔

[۲] نادِر۔ کمیاب۔ فروغ۔ روشنی۔ گرچہ۔ یعنی مُرید نے پیر کو مجسّم رُوح سمجھا تھا جسم محض نکلا۔ تحرّی۔ صحیح بات کی جستجو کرنا۔ دلِ شب۔ آدھی رات۔

[۳] روا۔ درست یعنی قبلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں اگر اٹکل سے نماز پڑھی اور وہ قبلہ رُو نہ تھا تب بھی نماز درست ہو جائیگی۔ مُدّعی بناوٹی پیر یعنی بناوٹی پیر کی طرح ہمیں اپنے اِفلاس کو چھپانے کی ضرورت نہیں ہے اور جھوٹی آبرو کے لئے جان کھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔

شوئے گفتش چند جوئی دخل و کشت[۱]
شوہر نے اس سے کہا تو آمدنی اور پیداوار کب تک جستجو کرے گی،
خود چہ ماند از عمر افزوں تر گذشت
خود زندگی کتنی رہی ہے، زیادہ تو گذر گئی ہے

عاقل اندر بیش و نقصان ننگرد
سمجھدار کمی بیشی کو نہیں دیکھتا ہے
زانکہ ہر دو ہمچو سیلے بگذرد
اس لئے کہ دونوں بہاؤ کی طرح گذر جاتے ہیں

خواہ صاف و خواہ سیلِ تیرہ رو
خواہ صاف ہو یا بہاؤ کی گدلی رَو ہو
چوں نمی پاید دمے از وے مگو
جبکہ وہ ٹھیرنے والی نہیں ہے اُسکا کچھ ذکر نہ کر

اندریں عالم ہزاراں جانور
اس دنیا میں ہزاروں جاندار
میزیند خوش عیش بے زیر و زبر
بغیر کسی تردّد کے آرام سے جی رہے ہیں

شکر می گوید خدا را فاختہ
فاختہ، اللہ (تعالیٰ) کا شکر ادا کرتی ہے
بر درخت و برگِ شب ناساختہ
درخت پر، حالانکہ اُسنے رات کا کچھ سامان نہیں کیا ہے

حمد می گوید خدا را عندلیب[۲]
بُلبل، خدا کی تعریف کرتی ہے
کاعتمادِ رزق بر تست اے مجیب
کہ اے قبول کرنیوالے! رزق کا تجھ پر بھروسہ ہے

باز دستِ شاہ را کردہ نوید
باز نے بادشاہ کے ہاتھ کو دعوت نامہ بنا کر
از ہمہ مُردار بُبریدہ اُمید
تمام مُرداروں سے اُمید منقطع کر لی

ہمچنیں از پشہ گیری تا بہ پیل
اسی طرح مچھر سے لے کر ہاتھی تک
شد عیال اللہ و حق نعم المُعیل
سب اللہ (تعالیٰ) کا کنبہ ہیں اور اللہ (تعالیٰ) بہترین پرورش کرنیوالا ہے

ایں[۳] ہمہ غمہا کہ اندر سینہ ہاست
یہ سب غم جو سینوں میں ہیں
از غبار و گرد بادِ بُودِ ماست
ہماری ہستی کے غبار اور بگولے ہیں

ایں غمانِ بیخ کَن چوں داسِ ماست
یہ جڑ کھودنے والے غم ہمارے لئے درانتی کی طرح ہیں
ایں چنیں شد و آنچناں وسواسِ ماست
اسطرح ہو گیا، اُسطرح ہو گیا، ہمارے وسوسے ہیں

دانکہ ہر رنجے ز مُردن پارہ ایست
سمجھ لے کہ ہر غم موت کا ایک ٹکڑا ہے
جزوِ مرگ از خود بران گر چارہ ایست
اگر کوئی تدبیر ہے تو موت کے حصہ کو اپنے سے دفع کر دے

چوں ز جزوِ مرگ نتوانی گریخت
جب تو موت کے حصہ سے نہیں بھاگ سکتا ہے
دانکہ کُلش بر سرت خواہند ریخت
سمجھ لے کہ اُسکے کُل کو تجھ پر طاری کر دینگے

جزوِ مرگ ار گشت شیریں مر ترا
اگر موت کا جزو تیرے لئے میٹھا ہو گیا ہے
دانکہ شیریں میکند کُل را خدا
سمجھ لے کہ خدا کُل کو میٹھا کر دے گا

۱؎ دَخل۔ آمدنی۔ کِشت۔ کھیتی، پیداوار۔ بگذرد۔ دنیا میں نہ راحت کو بقا ہے نہ رنج کو۔ خوش عیش۔ آرام کی زندگی۔ زیر و زبر۔ فکر و تردد۔ برگِ شب۔ رات کا سامان۔

۲؎ عندلیب۔ بُلبل، ہزار داستاں۔ مجیب۔ دعا کو قبول کرنیوالا یعنی اللہ تعالیٰ۔ باز۔ باز کو ہاتھ پر بٹھایا جاتا ہے۔ نوید۔ دعوت نامہ، خوشخبری۔ مردار۔ باز کی اصل خوراک مُردوں کی بوٹیاں ہیں۔ پشہ۔ مچھر۔ پیل۔ ہاتھی۔ عیال۔ وہ لوگ جن کے اخراجات ذمہ ہوں۔ مُعیل۔ عیال کو پالنے والا۔

۳؎ ایں۔ یعنی یہ غم ہماری موہوم ہستی کے اثرات ہیں۔ غماں۔ غم کی جمع ہے۔ داس۔ کھیتی وغیرہ کاٹنے کی درانتی۔ دانکہ۔ رنج و غم موت کے اجزاء ہیں اور موت سے مفر نہیں ہے تو ان سے بھی مفر نہیں ہے۔
قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں
کُل۔ یعنی موت۔

دردہا از مرگ می آید رسول[1] — از رسولش رو مگرداں اے فضول

درد، موت کے قاصد ہیں — اے بیوقوف! قاصد سے منھ نہ موڑ

ہر کہ شیریں می زید او تلخ مُرد — ہر کہ اُو تن را پرستد جاں نبرد

جو شخص خوشگوار زندگی بسر کرتا ہے وہ تلخ موت مرتا ہے — جو شخص تن پروری کرتا ہے جان نہ بچا سکیگا

گوسفنداں را ز صحرا می کشند — آنکہ فربہ تر مر اُو را می کشند

بکری کو جنگل سے لاتے ہیں — جو زیادہ موٹی ہوتی ہے اسکو ذبح کرتے ہیں

شب گذشت و صبح آمد اے قمر — چند گیری ایں فسانہ را از سر[2]

اے چاند! رات گذر گئی اور صبح ہو گئی — تو اس قصہ کو کب تک دُہرائے گی؟

تو جواں بودی و قانع تر بُدی — زر طلب گشتی خود اوّل زر بُدی

تو جوان تھی تو زیادہ صابر تھی — تو زر کی طلبگار بن گئی پہلے تو خود زر تھی

رز بُدی پُر میوہ چوں کاسد شدی — وقتِ میوہ پختنت فاسد شدی

تو میوے سے بھری انگور کی بیل تھی کیوں خراب ہو گئی — میوہ پکنے کے وقت تو سڑ گئی

میوہ ات باید کہ شیریں تر شود — چوں[3] رسن تاباں نہ واپس تر رود

چاہیئے تھا کہ تیرا میوہ اور زیادہ میٹھا ہوتا — نہ کہ بٹی ہوئی رسّی کی طرح بل اُترنے لگے

جُفت مائی جُفت باید ہم صفت — تا بر آید کارہا بر مصلحت

تو میرا جوڑا ہے جوڑے کو یکساں ہونا چاہیئے — تاکہ مصلحت کے مطابق کام چلیں

جُفت باید بر مثالِ ہمدگر — در دو جُفتِ کفش و موزہ درنگر

جوڑے کو ایک دوسرے کی طرح ہونا چاہیئے — جوتے اور موزے دونوں کے جوڑے کو دیکھ

گر یکے کفش از دو تنگ آید بپا — ہر دو جُفتش کار ناید مر ترا

دونوں میں سے اگر ایک جوتہ پیر میں تنگ آئے — تو بورا جوڑا ہی تیرے کام میں نہیں آتا

جُفت دریک خرد و آں دیگر بزرگ — جُفتِ شیر بیشہ دیدی ہیچ گرگ

جوڑے میں سے ایک پاؤں میں چھوٹا اور دوسرا بڑا — تونے دیکھا ہے کہ جنگل کے شیر کا جوڑا بھیڑیا ہو

راست ناید بر شتر جُفتِ جوال — آں یکے خالی و آں پُر مال مال

بوروں کا جوڑا، اونٹ پر ٹھیک نہیں ہو سکتا — کہ انمیں سے ایک خالی ہو اور دوسرا مال سے بھرا ہوا

من روم سوئے قناعت دل قوی — تو چرا سوئے شناعت می روی

میں جرأت سے قناعت کی طرف جاتا ہوں — تو بُرائی کی طرف کیوں جاتی ہے؟

---

[1] رسول۔ قاصد، پیغامبر۔ جو مصائب جھیلنے کا عادی نہیں ہے موت کے وقت اس کو بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
گوسفند۔ بکری، یعنی موٹی بکری کی موت جلد آتی ہے۔ اے قمر۔ چاند کہہ کر بیوی کو خطاب کیا ہے۔

[2] از سر گرفتن۔ تکرار کرنا۔ قانع۔ صابر۔ زر بُدی یعنی استغنار کی وجہ سے تو خود بمنزلہ سونے کے تھی۔ رز۔ انگور، انگور کی بیل۔ کاسد۔ کھوٹا۔ فاسد۔ خراب۔

[3] چوں رسن۔ جس رسّی کو اُلٹا بل دیا جائے چھوڑنے سے فوراً اُس کے بل اُتر جاتے ہیں۔
جُفت۔ جوڑا، نر مادہ۔ گر یکے۔ ایک موزہ یا جوتہ اگر پیر میں تنگ ہو تو دوسرا بھی بیکار ہے۔ جُثہ بھاری۔ گرگ۔ بھیڑیا یعنی شیر اور بھیڑیے سے جوڑا نہیں بنتا ہے۔ راست۔ ٹھیک۔ جوال۔ گون، تھیلا۔ قناعت۔ تھوڑے پر صبر کرنا۔ شناعت۔ بُرائی۔

مردِ قانع از سرِ اخلاص وسوزؔ[۱] — زیں نسق می گفت بازن تا بروز

صابر مرد خلوص اور دل سوزی سے — دن نکلنے تک اسی طرح پر بیوی سے کہتا رہا

نصیحت کردنِ زن شوہر را کہ سخن افزوں از قدم ومقامِ خود مگو کہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ . کہ ایں سخنہا اگرچہ راست ست اَمّا مقامِ توکّل ترا نیست وایں سخن گفتن فوقِ مقام ومعاملہ خود ترازیانؔ[۲] دارد وکَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ باشد

بیوی کا شوہر کو نصیحت کرنا کہ اپنی بساط اور مقام سے بڑھ کر بات نہ کر کیونکہ (فرمایا گیا ہے) جو تم نہیں کرتے ہو وہ کہتے کیوں ہو، اس لئے کہ یہ باتیں اگرچہ سچی ہیں لیکن تجھے توکّل کا مقام حاصل نہیں ہے اور یہ بات کہنا مقام اور معاملے سے بڑھ کر تیرے نقصان کا باعث ہے اور "اللہ کے نزدیک بڑی موجبِ عذاب ہے" کا مصداق ہوگی

زن بروزد بانگ کاے ناموس کیش — من فسونِ تو نخواہم خورد بیش

عورت اس پر چیخی کہ اے عزّت کے شیدائی! — اب میں زیادہ تیرے فریب میں نہ آؤں گی

تُرّہات از دعوی ودعوت مگو — رَو سخن از کبر واز نخوت مگو

دعوے اور دعوت کی بکواس نہ کر — جا، تکبّر اور غرور کی بات نہ کر

چند حرفِ طُمطراق وکاروبار — کار وحالِ خود ببین وشرم دار

دنیاداری اور کرّوفرّ کی باتیں کب تک؟ — اپنا کام اور حال دیکھ اور شرم کر

نخوت ودعویٰ وکبر وتُرّہات — دُور کُن از دل کہ تا یابی نجات

تکبّر اور دعویٰ اور غرور اور بکواس — دل سے نکال دے تاکہ تو نجات پائے

کِبر زشت واز گدایاں زشت تر — روزِ سرد[۳] وبرف وانگہ جامہ تر

تکبّر برا ہے اور مفلسوں سے اور زیادہ برا ہے — ٹھنڈا دن اور برف اور پھر کپڑے بھیگے ہوئے

چند آخر دعویٰ وبادِ بروت — اے ترا خانہ چو بَیْتُ الْعَنْکَبُوْت

دعویٰ اور مونچھوں کا تاؤ کب تک؟ — اے وہ کہ تیرا گھر مکڑی کے جالے کی طرح ہے

از قناعت کے تو جاں افروختی — از قناعتہا تو نام آموختی

تو نے قناعت سے کب روح روشن کی ہے؟ — تو نے قناعتوں کا نام سیکھ لیا ہے

---

۱ سوز۔ یعنی سوزِ دل۔ مقتاً قرآنِ پاک میں ہے کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ، اللہ کے نزدیک یہ بات بڑی موجب عذاب ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں ہو۔

۲ زیاں۔ نقصان۔ ناموس۔ عزّت۔ کیش۔ طریقہ۔ فسوں۔ مکروفریب۔ تُرّہات۔ جھوٹی بناوٹی باتیں۔ طمطراق۔ شان وشوکت۔ نخوت۔ تکبّر۔ زشت۔ برا

۳ روزِ سرد۔ یعنی مفلسی اور محتاجی اور پھر غرور ایسا ہے جیسے جاڑے کا زمانہ، پھر برف باری اور کپڑے بھی گیلے ہوں، یعنی مصیبت بالائے مصیبت ہے۔ بادِ بروت۔ مونچھ کی ہوا یعنی تکبّر۔ بیت العنکبوت۔ مکڑی کا جالا، جو کمزوری میں ضرب المثل ہے۔

گفت پیغمبر[۱] قناعت چیست؟ گنج
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قناعت کیا ہے؟ خزانہ ہے
گنج را تو وا نمیدانی ز رنج
تو رنج اور گنج میں فرق نہیں سمجھتا ہے

ایں قناعت نیست جز[۲] گنجِ رواں
یہ قناعت تو گنجِ رواں ہی ہے
تو مزن لاف اے غم و رنجِ رواں
اے چلتے پھرتے رنج و غم تو ڈینگیں نہ مار

تو مخوانم جفت و کمتر زن بغل[۳]
تو مجھے بیوی نہ کہہ اور شوہر ہونے کا اظہار نہ کر
جفتِ انصافم نیم جفتِ دغل
میں انصاف کی (بنیاد پر) بیوی ہوں مکاری کی بیوی (نہیں)

چوں قدم با شاہ و با بگ می زنی
تو بادشاہ اور سردار کے ساتھ کیوں ہمسری کرتا ہے!
چوں مگس را در ہوا رگ می زنی
اڑتی مکھی کے کیوں نشتر مارتا ہے؟

با سگاں زیں استخواں در چالشی
تو ہڈی پر کتوں سے چھینا جھپٹی کرتا ہے
چوں نے اشکم تہی در نالشی
تو خالی پیٹ بانسری کی طرح آہ و فریاد کرتا ہے

سوئے ما منگر بخواری سُست سُست
میری جانب حقارت اور ذلت کی نگاہ سے دیکھ
تا نگویم آنچہ در رگ ہائے تست
تاکہ تیری رگ رگ کا حال نہ کہہ ڈالوں

عقلِ خود را از من افزوں دیدۂ
تو نے اپنی عقل کو میری عقل سے بڑا سمجھا ہے
تو منِ کم عقل را چوں[۴] دیدۂ
تو نے مجھ کم عقل کو کیوں پسند کیا ہے؟

ہمچو گرگِ زشت اندر ما مجہ
بدمزاج بھیڑیے کی طرح مجھ پر نہ جھپٹ
اے زننگ عقلِ تو بے عقل بہ
تیری قابلِ شرم عقل سے بے عقل ہونا اچھا ہے

چونکہ عقلِ تو عقیلۂ مردم ست
چونکہ تیری عقل انسانوں کے لئے پھندا ہے
آں نہ عقل ست بلکہ مار و کژدم ست
یہ عقل نہیں ہے بلکہ سانپ اور بچھو ہے

خصمِ ظلم و مکرِ تو اللہ باد
تیرے ظلم اور مکر کو اللہ سمجھے
دستِ عقلِ تو زما کوتاہ باد
(خدا کرے) تیری عقل کی دست درازی ہم پر نہ ہو

ہم تو ماری ہم فسوں گر اے عجب
ہائے تعجب! تو سانپ بھی ہے اور منتر پڑھنے والا بھی
مار گیر و ماری اے ننگِ عرب
اے عرب کے لئے باعثِ ذلت تو سانپ بھی ہے اور سپیرا بھی

زاغ اگر زشتیِ خود بشناختے
کوا اگر اپنی بدصورتی کو پہچان لیتا
ہمچو برف از رنج و غم بگداختے
رنج اور غم سے برف کی طرح پگھل جاتا

مردِ افسوں گر بخواند چوں عدو
منتر پڑھنے والا دشمن کی طرح پڑھتا ہے
او فسوں بر مار و مار افسوں برو
وہ سانپ پر منتر اور سانپ اس پر منتر پڑھتا ہے

---

۱ گفت پیغمبر۔ حدیث شریف میں آیا ہے — اَلْقَنَاعَۃُ کَنْزٌ لَا یَفْنٰی قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا ہے۔ گنجِ رواں۔ قارون کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کا نام ہے۔ مخواں۔ نہ بلا۔

۳ بغل زدن۔ جوڑے پن کو ظاہر کرنا۔ دو کبوتروں کا مل کر پرواز کرنا جوڑا ہونے کی نشانی ہے۔ دغل۔ کھوٹ، مکر۔ قدم زدن۔ برابری کرنا۔ بگ۔ بیگ کا مخفف ہے، سردار۔ مگس۔ مکھی۔ رگ زدن۔ خون نکالنا۔ چالش۔ حملہ، چھینا جھپٹی۔ اشکم۔ شکم ہمزہ زیادہ ہے۔ نالش۔ رونا چیخنا، فریاد۔ خواری۔ ذلت۔ سست نگریستن۔ ذلت سے دیکھنا۔

۴ چوں دیدۂ۔ جوڑے کے لئے مجھے کیوں پسند کیا ہے۔ عقیلہ۔ رسی، یعنی تو اپنی عقل کے ذریعہ لوگوں کو پھانستا ہے۔ ہم تو۔ تو انسانوں کو تباہ کرتا ہے تو تو سانپ ہے، لوگوں کو پھنساتا ہے تو تو سپیرا ہے۔ زشتیِ خود یعنی اپنی بدصورتی۔ مرد۔ سپیرا اگر سانپ پر منتر پڑھتا ہے تو سانپ بھی اس پر منتر پڑھتا ہے جس کا اثر یہ ہے کہ سپیرا سانپ پکڑنے کے شوق میں مبتلا ہے۔

گر نبودے[1] دامِ اُو افسونِ مار ٭ کے فسونِ مار را گشتے شکار
اگر سانپ کا منتر اُس کے لئے جال نہ ہوتا ٭ تو وہ سانپ کے منتر کا شکار کب بنتا؟

مردِ افسوں گر زحرصِ کسب و کار ٭ در نیابد آں زماں افسونِ مار
منتر پڑھنے والا، کمائی اور کام کی حرص کیوجہ سے ٭ اُسوقت سانپ کے منتر کو محسوس نہیں کرتا ہے

مار گوید اے فسوں گر ہین و ہیں ٭ آنِ خود دیدی فسونِ من ببیں
سانپ کہتا ہے، اے سپیرے! خوب دیکھ لے ٭ تو نے اپنا منتر دیکھا، میرا منتر (بھی) دیکھ لے

تو بنامِ حق[2] فریبی مر مرا ٭ تا کنی رُسوائے شور و شر مرا
تو اللہ کے نام کے ذریعہ مجھے پھانستا ہے ٭ تاکہ تو مجھے شور و شر سے رُسوا کرے

نامِ حقم بست نے آں رائے تو ٭ نامِ حق را دام کردی وائے تو
مجھے اللہ کے نام نے باندھا نہ کہ تیری رائے نے ٭ تو نے اللہ کے نام کو جال بنایا، تجھ پر افسوس ہے

نامِ حق بستاند از تو دادِ من ٭ من بنامِ حق سپردم جان و تن
اللہ (تعالیٰ) کا نام تجھ سے مجھے انصاف دلائیگا ٭ میں نے اللہ کے نام پر جان اور جسم سپرد کر دیا ہے

تا بزخمِ من رگِ جانت بُرد ٭ یا ترا چوں من بزندانے[3] بَرد
تاکہ وہ میرے زخم کے بدلے تیری جان کی رگ کاٹ دے ٭ یا تجھے میری طرح قید خانہ میں ڈالدے

زن ازیں گونہ خشن گفتار ہا ٭ خواند بر شوئے خود آں طومار ہا
عورت اِس قسم کی سخت باتیں ٭ دفتر در دفتر شوہر کو سُناتی رہی

نصیحت کردنِ مرد زن را کہ در فقیراں بخواری منگر و در کارِ حق بگمانِ کمال نگر و طعنہ مزن در فقر و فقیراں از بے نوائیِ خویشتن

مرد کا عورت کو نصیحت کرنا کہ فقیروں کو ذلّت سے نہ دیکھ اور اللہ کے معاملہ میں کمال کے گمان سے نظر کر اور اپنے افلاس کی وجہ سے فقر اور فقیروں پر طعنہ زنی نہ کر

مرد چوں ایں طعنہا از زن شنُفت ٭ مستمع شد بعد ازیں ہیں تا چہ گفت
مرد نے جب یہ طعنے عورت کے سُنے ٭ سُنتا رہا، اس کے بعد دیکھ کہ کیا کہا؟

گفت اے زن تو زنی یا بوالحزن ٭ فقر فخر آمد مرا طعنہ مزن
بولا، اے بیوی! تو عورت ہے یا مجسّم غم ٭ مجھے طعنہ نہ دے فقر (باعثِ) فخر ہے

---

[1] گر نبودے۔ سانپ نے جو منتر پڑھا ہے وہ سپیرے کے لئے جال ہے۔ آنِ خود۔ یعنی اپنا منتر۔

[2] نامِ حق۔ منتر میں اللہ کے نام استعمال ہوگئے ہیں۔ شور و شر۔ یعنی سانپ کا تماشہ دیکھنے والوں کا۔ نامِ حق۔ چونکہ سپیرے نے اللہ کے ناموں کا غلط کاموں کے لئے استعمال کیا ہے۔

[3] زندانے۔ یعنی جس طرح سپیرے نے قید کیا ہے۔ خشن۔ سخت، ناگوار۔ طومار۔ دفتر۔ مستمع۔ سننے والا۔ بوالحزن۔ غموں کا باپ یعنی بہت غمگین، مالداروں کو حشر میں بہت غم اُٹھانے پڑیں گے۔

مال و زر سر را بُوَد ہمچوں کلاہ[1]
مال و زر ایسے ہیں جیسے سر کی ٹوپی
کُل بُوَد آں کز کُلہ سازد پناہ
جو شخص ٹوپی کی پناہ پکڑتا ہے، گنجا ہوتا ہے

آنکہ زُلف و جعدِ رعنا باشدش
جس کی زلف حسین اور گھونگریالے بال ہوں
چوں کُلاہش رفت خوشتر آیدش
جب اُس کی ٹوپی نہ ہو تو اور زیادہ حسین ہوتا ہے

مردِ حق باشد بمانندِ بَصر
مردِ خدا بینائی کی طرح ہے
پس برہنہ بہ کہ پوشیدہ بصر
پس بینائی کُھلی اچھی ہے یا ڈھکی ہوئی؟

وقتِ عُرضہ[2] کردن آں بَردہ فروش
غلام فروش دکھلاتے وقت
برکند از بندہ جامہ عیب پوش
غلام کے عیب چھپانیوالے کپڑے اُتار دیتا ہے

وَر بُوَد عیبے برہنہ اش کے کُند
اگر کوئی عیب ہو، اُس کو ننگا کب کریگا؟
بل بجامہ خدعۂ بادے کُند
بلکہ کپڑوں کے ذریعہ اُس کو دھوکا دیگا

گویدایں شرمندہ است از نیک و بد
کہے گا، یہ اچھے بُرے سے شرماتا ہے
از برہنہ کردن اُو از تو رمد
ننگا کرنے سے تیرے پاس سے بھاگ جائیگا

خواجہ در عیبست غرقہ تا بگوش
آقا کانوں تک عیب میں ڈوبا ہوا ہے
خواجہ را مال ست و مالش عیب پوش
(لیکن) آقا کے پاس مال ہے اور اُسکا مال عیب چھپانے والا ہے

کز طمع عیبش نہ بیند طامعے
لالچی لالچ کی وجہ سے اسکے عیب نہیں دیکھتا ہو
گشت دلہا را طمعہا جامعے
لالچ دلوں کو جوڑنے والا بن گیا ہے

ور گدا گوید سخن چوں زرِ کاں[3]
اگر فقیر کان کے سونے کی سی بات کہے
رہ نیابد کالۂ اُو در دُکاں
اُسکا سامان دُکان میں راہ یاب نہیں ہوتا ہے

کارِ درویشی ورائے فہمِ تُست
درویشی کا معاملہ تیری سمجھ سے اونچا ہے
سُوئے درویشاں تو منگر سُست سُست
تو ذلت سے درویشوں کو نہ دیکھ

زانکہ درویشی ورائے کارہاست
کیونکہ درویشی دنیوی کاموں سے جداگانہ چیز ہے
دمبدم از حق مرایشاں را عطاست
اُن (درویشوں) کیلئے اللہ کیطرف سے برابر بخشش ہے

بلکہ درویشاں ورائے مُلک و مال
بلکہ درویش ملک اور مال کے علاوہ
روزیِ دارند ژرف از ذوالجلال
اللہ سے ایک بھاری روزی پاتے ہیں

حق تعالےٰ عادل ست و عادلاں
اللہ تعالیٰ عادل ہے، اور عادل
کے کُنند اِستمگری بر بےدلاں
کمزوروں پر کب ظلم کرتے ہیں؟

[1] کلاہ۔ ٹوپی۔ کُل۔ گنجا۔ کُلہ۔ کلاہ کا مخفف ہے۔ جعد۔ گھنگریالے بال۔ رَعنا۔ حسین، خوبصورت۔

[2] عُرضہ کردن۔ پیش کرنا۔ بَردہ۔ غلام، لونڈی۔ خُدعہ۔ دھوکا۔ دے یعنی خریدار۔ خواجہ۔ آقا۔ طامع۔ لالچی۔ دلہا۔ یعنی لالچی اور مالدار کے دِل۔ جامع۔ اکٹھا کرنے والا۔

[3] زرِ کان۔ خالص سونا جو کان سے برآمد ہوا ہے۔ کالا۔ سامان۔ دُکان یعنی سننے والے کا کان۔ فہم۔ سمجھ، عقل۔ کارہا۔ دنیا کے معاملے۔ ذوالجلال۔ اللہ تعالےٰ۔ اِستمگری۔ ستمگری، ہمزہ زیادہ ہے۔

آں یکے را نعمت و کالا دہند
ایک کو نعمت اور سامان دیں

ویں دگر را بر سرِ آتش[۱] نہند
دوسرے کو آگ پر رکھیں

آتشش سوزد کہ دارد ایں گماں
اُس کو آگ جلائے جو یہ گماں کرے

بر خدائے خالقِ ہر دو جہاں
دونوں جہان کے خالق کے بارے میں

"فقر فخری" نز گزاف ست و مجاز
"فقر میرا فخر ہے" نہ گپ ہے نہ مجاز

صد ہزاراں عزِّ پنہان ست و ناز
لاکھوں عزتیں اور ناز پوشیدہ ہیں

از غضب بر من لقبہا راندہٗ
تو نے غصہ سے میرے بہت نام دھرے

مار خُوی و مار گیرم خواندہٗ
تو نے مجھے سانپ جیسی خصلت والا اور سپیرا بنایا

گر بگیرم مار و دندانش کنم
اگر میں سانپ پکڑتا ہوں اور اُسکے دانت اکھاڑ دیتا ہوں

تا کشش از سر کوفتن ایمن کنم
تو اسلئے کہ اس کو سر کچلنے سے محفوظ کر دوں

زانکہ آں دنداں عدوئے جانِ اوست
چونکہ دانت اُس کی جان کے دشمن ہیں

من عدو را می کنم زیں علم دوست
میں دشمن کو اس علم کے ذریعہ دوست بناتا ہوں

از طمع ہرگز نخوانم من فسوں
میں لالچ کی وجہ سے منتر نہیں پڑھتا ہوں

ایں طمع را کردہ ام من سرنگوں
میں نے تو لالچ کو اوندھے مُنہ کر دیا ہے

حاش للہ طمعِ من از خلق نیست
خدا کی قسم مجھے لوگوں سے لالچ نہیں ہے

از قناعت در دلِ من عالمے ست
میرے دل میں قناعت کا ایک جہان ہے

از سرِ امرود[۲] بُن بینی چناں
تو امرود کے درخت سے ایسا دیکھتی ہے

زاں فرود آ تا نماند آں گماں
اس سے اُتر آ تاکہ وہ گمان نہ رہے

چونکہ[۳] بر گردی و سرگشتہ شوی
جب تو گھومے اور سر چکرانے لگے

خانہ را گردندہ بینی و آں توئی
تو گھر کو گھومتا دیکھے گا حالانکہ گھومنے والا تو ہی ہے

دربیانِ آنکہ جُنبیدنِ ہر کسے از انجاست کہ ویست

اِس بیان میں کہ ہر چیز کا حرکت کرتے نظر آنا اِس لئے ہے کہ وہ

ہر کسے را از چنبرہ وجودِ خود بیند تا بہ کبود آفتاب را کبود نماید و سُرخ سرخ نماید چوں تابہا از رنگ

ہر چیز کو اپنے وجود کے حلقہ سے دیکھتا ہے۔ یہاں تک کہ نیلے رنگ کے ذریعہ سورج کو نیلا اور سُرخ کے ذریعہ سُرخ دکھاتا ہے جب چمک رنگ سے

[۱] آتش یعنی مُفلس کی آگ۔ آتشش سوزد یعنی جو خدا کے بارے میں یہ خیال کرے کہ غنیٰ باعثِ رحمت اور فقر باعثِ عذاب ہے خدا اُسکو برباد کر دے۔ الفقر فخری۔ حدیث۔ صحیح بات ہے اور اپنے حقیقی معنیٰ میں ہے۔ لقبہا یعنی بیوی نے جو پیرا کہا۔ ایمن۔ مطمئن۔ محدود۔ سانپ کو اُسکے دانتوں کی وجہ سے مارا جاتا ہے۔ زیں علم۔ منتر۔ ایں طمع یعنی میں نے لالچ کو دل سے نکال دیا ہے۔ قناعت۔ تھوڑے پر صبر کرنا۔ [۲] سرِ امرود۔ مولانا نے دفتر چہارم میں ایک قصہ نقل کیا ہے کہ ایک بدکار عورت نے اپنے شوہر کیساتھ یہ فریب کیا کہ اُسکو باغ میں لے گئی اور ایک امرود کے درخت کے نیچے لیجا کر بولی کہ تو نیچے رہ میں اوپر سے امرود دوں گی شوہر نیچے تھا وہ اوپر سے امرود دینے لگی پھر تھوڑی دیر بعد شور مچانے لگی کہ تو بدفعلی کیوں کر رہا ہے شوہر حیران ہوا اور انکار کیا تو بولی اچھا تو اوپر چڑھ کر امرود توڑ کر مجھے دے اور خود نیچے اُتر آئی جب وہ امرود توڑ کر دے رہا تھا اُسنے اپنے ایک یار کو بلایا اور اُس سے زنا میں مصروف ہو گئی۔ شوہر اوپر سے چیخا کہ یہ کیا حرکت ہے تو کہنے لگی کہ کچھ نہیں ہاں یہ اس پیڑ کا اثر ہے کہ جو اسپر چڑھا ہوتا ہے اسکو نیچے کا آدمی بدفعلی کرتا نظر آتا ہے۔ مولانا نے اسی قصہ کیطرف اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔ بُن۔ بوٹا پودا۔ [۳] چونکہ جس شخص کا سر گھومتا ہے اُسکو ہر چیز گھومتی نظر آتی ہے۔ چنبرہ۔ حلقہ۔ کبود۔ نیلا۔ در بیان۔ اس عنوان کا خلاصہ یہ ہے کہ اَلْمَرْءُ يَقِيسُ عَلٰى نَفْسِهٖ ہر انسان اپنے اوپر دوسرے کو قیاس کرتا ہے، بُرے کو سب بُرے اور اچھے کو اچھے نظر آتے ہیں۔

بیروں آید و سفید شود از ہمہ تابہائے دیگر راست
صاف ہوجاتی ہے اور سفید ہوجاتی ہے تو تمام دوسری روشنیوں سے زیادہ سچ

گوتر باشد
دکھانے والی ہوتی ہے

دید احمدؐ را ابوجہل و بگفت
ابوجہل نے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا اور کہا

زشت نقشی کز بنی ہاشم شگفت
تو بدصورت ہے جو بنی ہاشم میں پیدا ہوا ہے

گفت احمدؐ مُر ورا کہ راستی
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ تو سچا ہے

راست گفتی گرچہ کار افزاستی[1]
تونے سچ کہا ہے اگرچہ بیہودہ گو ہے

دید صدیقؓ[2] نقش بگفت اے آفتاب
حضرت صدیق (رضی اللہ عنہ) نے انکو دیکھا تو کہا اے آفتاب!

اے ز شرقی نے ز غربی خوش بتاب
اے وہ کہ جو نہ مشرقی ہے نہ مغربی خوب روشن ہو

گفت احمدؐ راست گفتی اے عزیز
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا، اے عزیز! تونے

اے رہیدہ تو ز دنیائے بچیز
اے وہ کہ جو ناچیز دنیا سے آزاد ہے

حاضراں گفتند کاے صدرُ الوریٰ
حاضرین نے کہا، کہ اے سرورِ عالمؐ!

راست گو گفتی تو دو ضد گو[3] را چرا
آپ نے دو متضاد باتیں کہنے والوں کو سچا کیوں کہا؟

گفت من آئینہ ام مصقولِ دست
فرمایا میں ہاتھ کا مانجھا ہوا آئینہ ہوں

ترک و ہندو در من آں بیند کہ ہست
ترک اور ہندوستانی مجھ میں وہی دیکھتا ہے جو وہ خود ہے

ہر کرا آئینہ باشد پیشِ رو
جس کے منہ کے سامنے آئینہ ہو

زشت و خوبِ خویش را بیند در رو
اپنے اچھے اور برے کو اُس میں دیکھے گا

اے زن ار طماع می بینی مرا
اے بیوی! اگر تو مجھے لالچی سمجھتی ہے

زیں تحری زنانہ بر تر آ
تو اِس زنانہ اٹکل سے باہر نکل

آں طمع را ماند و رحمت بود
وہ (فقر) لالچ کے مشابہ ہے اور رحمت ہوتا ہے

کو طمع آنجا کہ آں نعمت بود
جہاں یہ نعمت ہو وہاں لالچ کہاں؟

امتحاں کن فقر را روزے دو تو
تو دو دن فقر کو آزمالے

تا بفقر اندر غنا بینی دو تو
تاکہ فقر کے ذریعہ تجھے دوگنی غنا نظر آئے

صبر کن با فقر و بگذار ایں ملال
فقر پر صبر کرلے اور اِس رنج کو ترک کردے

زانکہ در فقرست عزِ ذوالجلال
کیونکہ فقر میں خداداد عزت ہے

---

[1] کار افزا۔ ضرورت سے زیادہ کام کرنے والا۔
[2] صدیق۔ حضرت ابوبکرؓ کا لقب ہے۔ نے ز غربی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف شرق والوں کے لئے ہیں نہ مغرب والوں کے لئے بلکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ بچیز۔ ناچیز۔ کاے۔ کہ اے۔ صدر الوریٰ۔ مخلوق کے سردار۔
[3] ضد گو۔ خلاف بولنے والا۔ مصقول۔ منجھا ہوا۔ ترک۔ یعنی گورا۔ ہندو یعنی کالا۔ تحری۔ اٹکل کرنا۔ آں۔ لوگوں کو مسخر کرنا۔ آں نعمت۔ یعنی رحمت خداوندی۔ دو تو۔ دوگنا۔

سر کہ مفروش و ہزاراں جاں ببیں
ترش روئی نہ کر اور دیکھ ہزاروں جانیں
از قناعت غرق بحرِ انگبیں
قناعت کیوجہ سے شہد کے سمندر میں ڈوبی ہوئی ہیں

صد ہزاراں جان تلخی کش نگر
تلخی برداشت کرنیوالی لاکھوں جانوں کو دیکھ
ہمچو گل آغشتہ اندر گل شکر
گلقند میں پھولوں کی طرح لت پت ہیں

اے دریغا مر ترا گنجا بُدے
اے افسوس تجھ میں اگر گنجائش ہوتی
تا ز جانم شرحِ دل پیدا شدے
تو میری جان سے دل کی شرح ظاہر ہوتی

ایں سخن شیر ست در پستانِ جاں
یہ باتیں جان کے پستان میں دودھ ہیں
بے کشندہ خوش نمی گردد رواں
جو سننے والے کے بغیر اچھی طرح جاری نہیں ہوتی ہیں

مستمع چوں تشنہ و جویندہ شد
سننے والا جب پیاسا اور طلبگار ہو
واعظ ار مُردہ بُود گویندہ شد
وعظ کہنے والا اگر مُردہ (بھی) ہو تو بولنے لگتا ہے

مستمع چوں تازہ آید بے ملال
سننے والا جب تازہ دم اور بے تکان ہو
صد زباں گردد بگفتن گنگ و لال
سینکڑوں گونگی زبانیں بولنے لگتی ہیں

چونکہ نامحرم در آید از درم
جب دروازے سے کوئی نامحرم آتا ہے
پردہ در پنہاں شوند اہلِ حرم
مستورات پردے میں چھپ جاتی ہیں

ور در آید محرمے دور از گزند
اور اگر کوئی محرم آتا ہے، خدا اُسکو سلامت رکھے
بر کشایند آں ستیراں روئے بند
تو مستورات نقاب اٹھا دیتی ہیں

ہر چہ را خوب و خوش و زیبا کنند
جس چیز کو اچھا اور عمدہ اور حسین بناتے ہیں
از برائے دیدۂ بینا کنند
دیکھنے والی آنکھ کے لئے بناتے ہیں

کے بُود آوازِ چنگ از زیر و بم
سارنگی کی زیر و بم کی آواز کب ہوتی ہے؟
از برائے گوشِ بے حسِ اصم
بہرے، بے حس کے کان کے لئے

مشک را حق بیہدہ خوش دم نکرد
اللہ تعالٰی نے مشک کو خوشبودار بیکار نہیں بنایا
بہر شم کرد و پئے اخشم نکرد
سونگھنے کیلئے بنایا ہے، بےحس ناک والے کیلئے نہیں بنایا

نائے را حق بیہدہ خوش دم نکرد
اللہ تعالٰی نے بانسری کو خوش آواز بیکار نہیں بنایا
بہرِ انس آمد پئے اہرم نکرد
انسان کیلئے بنی ہے شیطان کیلئے نہیں بنی

حق زمین و آسماں بر ساختہ است
اللہ تعالٰی نے زمین و آسمان کو بنایا ہے
در میاں بس نور و نار افروختہ است
درمیان میں نور اور نار کو روشن کیا ہے

---

۱ سر کہ مفروش۔ ترش روئی نہ کر۔ قناعت۔ تھوڑے پر صبر کرنا۔ انگبیں۔ شہد۔ آغشتن۔ آلودہ ہونا۔ گلشکر۔ گلقند۔ گنجا۔ گنجائش کا مخفف ہے۔ ایں سخن۔ یعنی اسرارِ معرفت شیخ پر اسیوقت وارد ہوتے ہیں جب کوئی طالب صادق ہو۔

۲ مُردہ بُود۔ یعنی شیخ کی طبیعت حاضر نہ بھی ہو تو واردات شروع ہو جاتی ہیں۔ گنگ۔ گونگا۔ لال۔ گونگا۔ نامحرم۔ اجنبی، یعنی وہ شخص جو اسرار سننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔ اہلِ حرم۔ زنانخانہ، یعنی اسرارِ معرفت۔ ستیراں۔ مستورات یعنی اسرارِ معرفت۔ روئے بند۔ نقاب۔

۳ ہر چہ۔ یعنی اسرارِ اہلِ معرفت کے لئے ہیں۔ اصم۔ بہرا۔ شم۔ سونگھنا۔ اخشم۔ جس کی ناک میں حس نہ ہو۔ خوش دم۔ خوش آواز۔ انس۔ انسان۔ اہرم۔ شیطان۔ دیو۔ نور و نار۔ خیر و شر۔

ایں زمیں را از برائے خاکیاں — آسماں را مسکنِ افلاکیاں
اِس زمین کو خاک والوں کے لئے — آسمان کو آسمان والوں کے رہنے کی جگہ (بنایا)

مردِ سِفلی[۱] دشمنِ بالا بُوَد — مشتریِ ہر مکاں پیدا بُوَد
نیچے رہنے والا انسان اوپر کا مخالف ہوتا ہے — ہر مکان کا خریدار پیدا ہو جاتا ہے

اے سَتیرہ ہیچ تو برخاستی — خویشتن را بہرِ کور آراستی
اے پردہ نشین! کبھی تو تیار ہوئی ہے — اپنے آپ کو اندھے کے لئے تونے آراستہ کیا ہو

گر جہاں را پُر دُرِّ مکنوں[۲] کُنم — روزیِ تو چوں نباشد چوں کُنم
اگر میں دنیا کو اچھے موتیوں سے بھر دوں — تب بھی تیرا حصہ نہ ہو تو میں کیا کروں؟

ترکِ جنگ و رہزنی اے زن بگو — ور نمیگوئی بترکِ من بگو
اے بیوی! ڈکیتی اور جنگ ترک کر دے — اگر نہیں چھوڑتی ہے تو مجھے چھوڑ دے

مر مرا چہ جائے جنگِ نیک و بد — کایں دلم از صُلحہا ہم می رَمد
نیک و بد کی لڑائی کا میرے لئے کیا موقع ہے؟ — اس لئے کہ میرا دل تو صُلح سے بھی بھاگتا ہے

بر سرِ ایں ریشہا نیشم مزن — زخمہا بر جانِ بے خویشم مزن
میرے اِن زخموں پر ڈنک نہ مار — میری بے خود جان پر زخم نہ لگا

گر خمش گردی وگرنہ آں کُنم — کہ ہمیں دم ترکِ خان و ماں کُنم
اگر تو چپ ہوتی ہے تو خیر ورنہ میں یہ کرونگا — کہ ابھی گھر بار چھوڑ دوں گا

پا تہی گشتن بہ است از کفشِ[۳] تنگ — رنجِ غربت بہ کہ اندر خانہ جنگ
تنگ جوتے سے، پیر کا ننگا ہونا بہتر ہے — خانہ جنگی سے، سفر کی تکلیف بہتر ہے

مُراعات کردنِ زن شوئے را و اِستغفار نمودن از گفتۂ خود
عورت کا مرد کی رعایت کرنا اور اپنے کہے ہوئے سے توبہ کرنا۔

زن چو دید اُو را کہ تند و توسن است — گشت گریاں گریہ خود دامِ زن است
جب عورت نے اسکو دیکھا کہ تند اور تیز ہے — رونے لگی، رونا تو خود عورت کا جال ہے

گفت از تو کے چنیں پنداشتم — از تو من اُمیدِ دیگر داشتم
بولی، میں تمھیں ایسا نہ خیال کرتی تھی — تم سے تو مجھے اور ہی توقع تھی

---

[۱] سِفلی۔ نچلے درجہ کا۔ دشمن۔ مخالف۔ مُشتری۔ خریدار۔ سَتیرہ۔ مستورہ، پردہ نشین۔ کور۔ اندھا۔

[۲] دُرِّ مکنوں۔ سیپ میں چھپا ہوا موتی جو نہایت آبدار ہوتا ہے۔ مُرا یعنی جنگ و جدل تو در کنار صلح کی بھی میرے دل میں گنجائش نہیں، علائق دنیوی ختم کر چکا ہوں۔ نیش۔ ڈنک۔ بے خویش۔ کمزور، بے طاقت۔ خان و ماں۔ گھر بار۔

[۳] کفش۔ جوتا۔ غربت۔ مسافرت، بے وطنی۔ مُراعات۔ رعایت برتنا۔ استغفار۔ معافی چاہنا۔ توسن۔ سین کے زبر کے ساتھ، سرکش گھوڑا۔ دام۔ جال۔ دیگر۔ یعنی جو تم نے کہا اس کے خلاف۔

زن درآمد از طریقِ نیستی[۱] گفت من خاکِ شمایم نے ستی

عورت خاکساری سے پیش آئی بولی میں تمہاری خاک ہوں، بیوی نہیں ہوں

جسم و جانم ہر چہ ہستم آنِ تُست حُکم و فرماں جملگی فرمانِ تُست

تیرا جسم اور جان جو کچھ بھی ہے تیری ملک ہے حکم اور فرمان سب تیرا (حق) ہے

گر ز درویشی دلم از صبر جَست بہرِ خویشم نیست ایں بہرِ تو ست

اگر فقیری سے میرا دل اُکھڑا یہ اپنے لئے نہیں (بلکہ) تیرے لئے ہے

تو مرا در دردہا بودی دَوا من نمی خواہم کہ باشی بے نوَا

تو میرے دردوں کی دوا رہا ہے میں نہیں چاہتی کہ تو بے سروسامان رہے

جانِ تو کز بہرِ خویشم نیست ایں از برائے تُست ایں بانگ و حنیں

تیری جان کی قسم، یہ اپنے لئے نہیں ہے یہ رونا اور چیخنا تیرے لئے ہے

خویشِ من واللہ کہ بہرِ خویشِ تو ہر نفس خواہد کہ میرد پیشِ تو

خدا کی قسم میری ہستی تیرے لئے ہے وہ ہر وقت چاہتی ہے کہ تجھ پر قربان ہو جائے

کاشش[۲] جانت کش روانِ من فدے از ضمیرِ جانِ من واقف شُدے

کاش تیری وہ جان جس پر میری جان فدا ہے میری جان کے دل کی بات سے واقف ہو جاتی

چوں تو با من ایں چنیں بودی بظَن ہم ز جاں بیزار گشتم ہم ز تن

جبکہ تیرا گمان میرے ساتھ یہ ہے میں جسم و جان سے بیزار ہو گئی ہوں

خاک را بر سیم و زر کردیم چوں تو چنینی[۳] با من اے جانِ اسکوں

میں نے چاندی، سونے پر خاک ڈالی، جبکہ تیرا میرے ساتھ یہ معاملہ ہے اے سکونِ دل!

توکہ در جان و دلم جا می کُنی زیں قدر از من تبرّا می کُنی

تو جو کہ میرے دل و جان میں جگہ بنائے ہوئے ہے مجھ سے اس قدر اظہارِ بیزاری کر رہا ہے

تو تبرّا کُن کہ ہستت دستگاہ اے تبرّائے ترا جاں عُذر خواہ

تو بیزار ہو جا، کیونکہ تجھے اختیار ہے اے (وہ کہ) تیری بیزاری سے میری جان معافی طلبی ہے

یاد می کُن آں زمانے راکہ من چوں صنم بُودم تو بُودی چوں شمَن

وہ وقت بھی یاد کرے کہ .... میں بُت کی طرح تھی اور تو پجاری کی طرح تھا

بندہ بر وفقِ تو دل افروخت ست ہر چہ گوئی پخت گویم سوخت ست

بندی نے تیری موافقت کیلئے دل منور کر لیا ہے جس کو تو کہے گا پک گیا میں کہوں گی جل گیا ہے

[۱] نیستی۔ خاکساری۔ نستی۔ نیک عورت آں۔ ملکیت۔ جملگی۔ تمام۔ بہرِ تو۔ تیرے لئے۔ جانِ تو۔ تیری جان کی قسم۔ بانگ۔ چیخ و پکار۔ حنین۔ رونا۔ خویشِ من۔ میری ہستی۔ ہر نفس۔ ہر دم

[۲] کاشش۔ تو کہ جس پر میری جان قربان ہے میرے دل کی بات سے واقف ہو جاتا اور میرے ظاہری الفاظ سے بُرا نہ مانتا۔ چوں۔ تو نے بدگمانی سے سمجھا کہ میں محض اپنے آرام کے لئے زر کی طالب ہوں لہٰذا میں جینے سے بیزار ہوں۔

[۳] تو چنینی۔ یعنی جب تیرا میرے بارے میں یہ خیال ہے تبرّا۔ اظہارِ بیزاری۔ دستگاہ۔ قدرت، قابو۔ صنم۔ بُت۔ شمن۔ شین اور میم کے فتحہ کے ساتھ، بُت پرست۔ مرچہ۔ یعنی تجھ سے ایک قدم آگے بڑھ کر تائید کروں گی۔

من سپاناخ[۱] توام ہرچم پزی
میں تیرے لئے پالک کا ساگ ہوں جس چیز میں تو چاہے

یا بہ ترشی یا بہ شیریں می سزی
کھٹائی میں یا مٹھائی میں تیرے لئے مناسب ہے

کفر گفتم نک بایماں آمدم
میں نے کفر بکا اب میں ایمان لے آئی ہوں

پیشِ حکمت از سرِ جاں آمدم
تیرے حکم کے سامنے جان سے حاضر ہوں

خوئے شاہانہ ترا نشناختم
تیرے شاہانہ مزاج کو میں نہ پہچانی

پیشِ تو گستاخ خر[۲] در تاختم
تیرے سامنے بے باکی سے میں نے سواری ہانکی

چوں زعفوِ تو چراغے ساختم
اب تیرے عفو کو میں نے چراغ بنالیا

توبہ کردم اعتراض انداختم
میں نے توبہ کرلی، اعتراض کو چھوڑ دیا

می نہم پیشِ تو شمشیر و کفن
میں تیرے سامنے تلوار اور کفن رکھتی ہوں

می کشم پیشِ تو گردن را بزن
تیرے سامنے گردن جھکاتی ہوں، مجھے مار ڈال

از فراقِ تلخ می گوئی سخن
تو کڑوے فراق کی بات کرتا ہے

ہرچہ خواہی کن ولیکن ایں مکن
جو چاہے کر، لیکن یہ نہ کر

در تو از من عذر خواہے ہست سِرّ
تیرے بارے میں تجھ میں عذر خواہی کرنیوالی ایک پوشیدہ چیز ہے

با تو بے من او شفیعے مستمر[۳]
جو میری عدم موجودگی میں ہمیشہ تجھ سے سفارش کرنیوالی ہے

عذر خواہم در درونت خُلقِ تست
میرا عذر خواہ جو تیرے اندر ہے، وہ تیرا اخلاق ہے

زاعتمادِ او دلِ من جرم جست
اس کے بھروسہ پر میرے دل نے جرم کیا ہے

رحم کن پنہاں ز خود اے خشمگیں
اے غضبناک! اپنی طرف سے چپکے سے رحم کردے

اے کہ خُلقت بہ ز صد من انگبیں
اے وہ کہ تیرا اخلاق سو من شہد سے بہتر ہے

زیں نسق می گفت با لطف و گشاد
اس طور پر نرمی سے اور دل کھولکر وہ کہہ رہی تھی

درمیانِ گریہ بر رُو او فتاد
روتے روتے منھ کے بل گر پڑی

گریہ چوں از حد گزشت و ہائے ہائے
جب اُسکا رونا اور ہائے ہائے کرنا حد سے بڑھ گیا

از خنینش مرد را شُد دل ز جائے
اس کے رونے سے مرد کا دل بجھ گیا

چوں قرارش ماند و صبرش بجائے
اس کا صبر و قرار کس طرح باقی رہتا

زانکہ بے گریہ بُد او خود دلربائے
اس لئے کہ وہ تو روئے بغیر (ہی) دلربا تھی

ازاں باراں یکے برقے پدید
اس بارش سے ایک بجلی چمکی

زو شرارے بر دلِ مرد جہید
اور اس کی ایک چنگاری مرد کے دل پر آگری

---

۱ سپاناخ۔ پالک کا ساگ۔ ہرچم۔ بہرچہ مرا۔ پزی۔ پختن بمعنی پکانا کا مضارع مخاطب ہے۔ می سزی۔ ترا سزاوار است۔
۲ خر۔ گدھا، سواری۔ تاختن۔ دوڑانا چراغ۔ یعنی مشعلِ راہ۔ ایں مکن۔ جدائی نہ کر۔ سِرّ۔ باطن۔
۳ مستمر۔ ہمیشہ۔ شفیع۔ سفارشی۔ خُلق۔ اخلاق حسنہ۔ انگبیں۔ شہد۔ نسق۔ طرز، طریق۔ گشاد۔ کشایش دل۔ خنیدن۔ رونا۔ دل از جا شدن۔ رحم آنا۔ شرار۔ چنگاری۔

زانکہ بندۂ[1] روئے خوبش بود مرد — چوں بود چوں بندگی آزاد کرد

اس لئے کہ مرد اس کے حسین چہرہ کا غلام تھا — کیا ہوگا جب آزاد غلامی کرنے لگے؟

آنکہ از کبرش دلت لرزاں بود — چوں شوی چوں پیش تو گریاں شود

وہ جس کے تکبر سے تیرا دل لرزتا ہو — تیرا کیا حال ہوگا اگر وہ تیرے سامنے رونے لگے

آنکہ از نازش دل و جاں خوں بود — چونکہ آید در نیاز او چوں بود

وہ جس کے ناز سے دل اور جان خون ہوں — جب وہ نیازمندی کرنے لگے تو کیا ہوگا؟

آنکہ در جور و جفایش دام ماست — عذر ما چہ بود چو او در عذر خاست

وہ جو ظلم و ستم میں ہمارے لئے جال ہے — اگر وہ عذر خواہی کرنے لگے تو ہمارا کیا عذر ہوگا؟

آنکہ جز خونریزیش کارے نبود — چوں نہد گردن زہے سودا و سود

وہ جس کا خونریزی کے علاوہ کوئی کام نہ تھا — جب وہ گردن جھکا دے تو کتنا اچھا سودا اور نفع ہے

آنکہ جز گردن کشی ناید ازو — خوش در آید با تو چوں باشد بگو

وہ جس کو تکبر کے سوا کچھ نہ آتا ہو — تجھ سے اچھی طرح پیش آئے تو بتا کیا ہوگا؟

زُیِّنَ[2] لِلنَّاسِ حق آراستہ است — زانکہ حق آراست چوں تانند رست

"زُیِّنَ لِلنَّاسِ" کو خدا نے آراستہ کیا ہے — جسکو خدا نے آراستہ کیا ہو اس سے چھٹکارا کیسے ہوسکتا ہے

چوں پے یَسْکُنَ اِلَیْہَاش آفرید — کے تواند آدم از حوا برید

جب اس کو یسکن الیہا کیلئے پیدا فرمایا ہے — تو آدم، حوا سے کیسے جدا ہوسکتے ہیں؟

رستم زال[3] ار بود وز حمزہ بیش — ہست در فرماں اسیر زال خویش

اگر رستم زال ہو اور حضرت حمزہ سے بھی بڑھا ہوا — وہ اپنی بوڑھی (بیوی) کے حکم کا قیدی ہے

آنکہ عالم مست گفتش آمدے — کَلِّمِیْنِیْ یَا حُمَیْرَا میزدے

وہ ذات جس کی گفتگو سے عالم مست ہوجاتا — فرماتی تھی کہ اے حمیرا! مجھ سے بات کر

آب غالب شد بر آتش از نہیب — آتشش جوشد چو باشد در حجیب

برائی کی وجہ سے پانی آگ پر غالب ہے — پردے میں ہو تو وہ آگ سے جوش کھانے لگتا ہے

چونکہ دیگے حائل آمد ہر دو را — نیست کرد آں آب را کردش ہوا

جب دیگ دونوں میں حائل ہوگئی — اس آگ نے پانی کو معدوم کردیا اسکو ہوا بنادیا

ظاہرا بر زن چو آب ار غالبی — باطنا مغلوب و زن را طالبی

اگرچہ بظاہر تو عورت پر پانی کی طرح غالب ہے — در پردہ تو مغلوب اور عورت کا شیدائی ہے

---

[1] بندہ۔ غلام۔ بندگی غلامی۔ آزاد یعنی محبوب جو آزاد آقا کی طرح ہوتا ہے۔ نیاز عاجزی۔ آنکہ در جور۔ محبوب کا جور و جفا عاشق کا جال ہے تو معشوق کی عذر خواہی کے بعد عاشق کا کیا حال ہوگا۔ زہے سودا یعنی جب معشوق فرمانبرداری کرنے لگے تو پھر سبحان اللہ۔

[2] زُیِّنَ۔ قرآن پاک کی آیت ہے زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ الخ لوگوں کو مرغوب چیزوں یعنی بیویوں کی دلبستگی بھلی معلوم ہوتی ہے۔ یَسْکُنَ اِلَیْہَا وہ اس سے سکون حاصل کرلے۔ حضرت آدم اور حوا کے بارے میں قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ حوا کو اس لئے پیدا کیا تاکہ آدم اس سے سکون حاصل کریں۔

[3] رستم زال یعنی زال کا بیٹا رستم۔ زال۔ بوڑھی یہاں بیوی مراد ہے۔ حمزہ۔ ایک مشہور پہلوان بھی ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے چھوٹے چچا کا نام بھی ہے جن کی شجاعت ضرب المثل ہے۔ حُمیرا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے۔ نہیب۔ عظمت، رعب۔ حائل۔ آڑ۔ ہر دو۔ آگ پانی۔ باطنا۔ چونکہ تعلق خاطر ہے۔

این چنیں خاصیتے[1] در آدمی ست — مہر حیواں را کم ست آں از کمی ست
یہ انسان کی خصوصیت ہے — حیوان میں محبت کم ہے، یہ نقصان کی وجہ سے ہے

در بیانِ حدیث انّھُنَّ یَغلِبنَ العاقِلَ وَیَغلِبُھُنَّ الجاھِلُ

اِس حدیث کے بیان میں کہ بیشک وہ عورتیں عقلمند پر غالب ہیں اور جاہل اُن پر غالب ہے

گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلاں — غالب آید سخت بر صاحبدلاں
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ عورت عقلمندوں — اور صاحب دلوں پر بہت غالب ہے

باز بر زن جاہلاں چیرہ شوند — زانکہ ایشاں تند و بس خیرہ روند
پھر جاہل لوگ عورت پر غالب ہو جاتے ہیں — کیونکہ وہ بد مزاجی اور اکھڑ پن سے چلتے ہیں

کم بود شاں رقت و لطف و وداد[2] — زانکہ حیوانی ست غالب بر نہاد
اُن میں نرمی، مہربانی اور محبت کم ہوتی ہے — کیونکہ اُن کی طبیعت پر حیوانیت غالب ہے

مہر و رقت وصفِ انسانی بود — خشم و شہوت وصفِ حیوانی بود
محبت اور نرمی انسانی وصف ہوتا ہے — غصہ اور شہوت حیوانی وصف ہوتا ہے

پرتوِ حق ست آں معشوق نیست — خالق ست آں گوئیا مخلوق نیست
وہ اللہ (تعالیٰ) کا عکس ہے، معشوق نہیں ہے — گویا وہ خالق ہے، مخلوق نہیں ہے

تسلیم کردنِ مرد خود را بانچہ التماسِ زن بود از طلبِ معیشت و آں اعتراض را اشارۂ حق دانستن

مرد کا عورت کی درخواست کو قبول کرنا جو روزگار کے بارے میں تھی اور اُس اعتراض کو اللہ کا اشارہ جاننا

بنزدِ عقلِ ہر دانندہ ہست — کہ باگردندہ گردانندہ ہست
ہر عقلمند کے نزدیک یہ (مسلّم) ہے — کہ گھومنے والے کے ساتھ گھمانے والا ہے

ازاں چرخہ کہ گرداند زنِ پیر — قیاسِ چرخِ[3] گرداں را ہمی گیر
اُس چرخے کی طرح جس کو بوڑھی گھما رہی ہو — گھومنے والے آسمان کو قیاس کر لو

مرد ازاں گفتن پشیماں شد چناں — کز عوانی ساعتِ مُردن عواں
مرد اُس گفتگو سے ایسا شرمندہ ہوا — جیسے ظالم مرتے وقت ظلم سے

گفت خصمِ جانِ جاں چوں آمدم — بر سرِ جاں من لگدہا چوں زدم
بولا، جانِ جاں کا میں مدِمقابل کیوں بنا؟ — میں نے اپنی جان سے بدسلوکی کیوں کی؟

[1] خاصیتے۔ یعنی اُنس و محبت انسان کا خاصہ ہے۔ از کمی۔ یعنی حیوان کی خلقت انسان سے ناقص ہے۔ حدیث۔ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ حدیث کی مشہور کتابوں میں نہیں ہے۔ تند۔ بدمزاج۔ خیرہ۔ بیہودہ۔ رقت۔ دل کی نرمی۔

[2] وداد۔ محبت۔ پرتو۔ روشنی، عکس، شعاع۔ خالق۔ عورت، مرد کو جنم دیتی ہے اور تربیت کرتی ہے۔ التماس۔ درخواست کرنا۔ معیشت۔ روزگار۔

[3] چرخِ گرداں۔ آسمان۔ عوان۔ عین کا فتحہ اور واؤ کا تشدید ہے لیکن یہاں بلا تشدید پڑھا جائے گا۔ ظالم، سخت گیر، عوانی میں یا مصدری ہے۔ خصم۔ دشمن، مخالف۔ جانِ جاں۔ محبوب۔ لگد۔ لاتیں مارنا، بدسلوکی کرنا۔

چوں قضا آید نماند فہم و رائے — کس نمی داند قضا را جز خدائے

جب قضا آتی ہے عقل اور سمجھ نہیں رہتی ہے — خدا کے علاوہ قضا کو کوئی نہیں جانتا ہے

چوں قضا آید فرو پوشد بصر — تا نداند عقلِ ما پا را ز سر

جب قضا آتی ہے آنکھیں بند کر دیتی ہے — تاکہ ہماری عقل سر پیر کو نہ سمجھ سکے

زاں امامُ المتقیں[1] داد ایں خبر — گفت اِذا جاءَ القضاءُ عَمِیَ البصر

اسی لئے متقیوں کے امام نے یہ خبر دی ہے — فرمایا جب قضا آتی ہے آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں

چوں قضا بگذشت خود را می خورد — پردہ بدریدہ گریباں می درد

جب قضا گذر جاتی ہے انسان اپنے آپ کو کاٹتا ہے — پردہ چاک کر کے گریبان چاک کرتا ہے

مرد گفت اے زن پشیماں می شوم — گر بُدم کافر مسلماں می شوم

مرد نے کہا اے بیوی میں شرمندہ ہوں — اگر میں کافر تھا تو مسلمان ہوتا ہوں

من گنہگارم تو اَم رحمے بکُن — بر مکَن یکبار گیم از بیخ و بُن

میں خطاوار ہوں، تو مجھ پر رحم کر — ایک بارگی میری بیخ کنی نہ کر

کافرِ پیر ار پشیماں می شود — چونکہ عُذر آرد مسلماں می شود

بوڑھا کافر اگر شرمندہ ہوتا ہے — جب عذر کرتا ہے تو مسلمان ہو جاتا ہے

من گنہگارم تو اَم رحمے بکُن — عُذرِ من بپذیر و بشنو ایں سخن

میں خطاوار ہوں تو مجھ پر رحم کر — میرا عذر قبول کر لے اور یہ بات سن

حضرتِ[2] پُر رحمت ست و پُر کرم — عاشقِ اُو ہم وجود و ہم عدم

رحمت اور کرم سے بھرا دربار ہے — وجود اور عدم (دونوں) اُس کے عاشق ہیں

کفر و ایماں عاشقِ آں کبریا — مِس و نقرہ بندۂ آں کیمیا

کفر اور ایمان اُس کبریا کے عاشق ہیں — تانبا اور چاندی اُس کیمیا کے غلام ہیں

دربیانِ آنکہ موسیٰؑ و فرعون ہر دو مسخرِ یک

اُس بیان میں کہ موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون دونوں ایک ہی مشیت

مشیت اند چنانکہ زہر و پا زہر و ظلمت و نور

کے تابع ہیں جیسا کہ زہر اور تریاق اور تاریکی اور روشنی

و خلوتِ فرعون با حق تعالیٰ

اور فرعون کی اللہ تعالیٰ سے خلوت

[1] امامُ المتقین۔ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ می خورد۔ یعنی افسوس میں ہاتھوں کو کاٹتا ہے۔ پردہ۔ یعنی غفلت کا پردہ۔ بکن۔ کندن بمعنی اکھاڑنا سے نہی کا صیغہ ہے۔

[2] حضرت۔ یعنی دربارِ خداوندی۔ وجود یعنی وجود اور عدم دونوں اُس کے حکم کے تابع ہیں۔ مس تانبا۔ مسخر۔ تابع۔ بمشیت یعنی بمشیتِ خداوندی۔ پازہر۔ تریاق۔

موسیٔ و فرعون معنے را رہی[1] — ظاہر آں رہ دارد و ایں بے رہی

موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون ایک حقیقت کے تابع ہیں — بظاہر وہ راستہ پر ہے اور یہ بے راہ

روز موسیٰؑ پیشِ حق نالاں شدہ — نیم شب فرعون ہم گریاں شدہ

موسیٰ (علیہ السلام) دن میں بھی اللہ کے سامنے نالہ کرتے — آدھی رات کو فرعون بھی رو دیا

کایں چہ غُل ست اے خدا بر گردنم — ورنہ غُل باشد کہ گوید من منم

کہ اے خدا! میری گردن میں یہ کیسا طوق ہے؟ — اگر طوق نہ ہو تو "میں میں ہوں" کون کہے؟

زانکہ موسیٰؑ را تو مہ رُو کردہٗ — ماہِ جانم را سیہ رُو کردہٗ

جس سے تو نے موسیٰ (علیہ السلام) کو چاند کی شکل کر دیا ہے — میری جان کے چاند کو سیہ رُو کر دیا ہے

زانکہ موسیٰؑ را منوّر کردہٗ — مر مرا زاں ہم مکدّر کردہٗ

جس سے تو نے موسیٰ (علیہ السلام) کو روشن کر دیا ہے — اسی سے مجھے غبار آلود کر دیا ہے

بہتر از ماہے نمود استارہ ام — چوں خسوف آمد چہ باشد چارہ ام

میرا استارہ چاند سے بہتر معلوم ہوتا تھا — جب گرہن لگ گیا، میں کیا کروں!

نوبتم گر ربّ و سلطاں می زنند — مہ گرفت[2] و خلق پنگاں می زنند

اگر لوگ میرے رب اور سلطان ہونے کا ڈنکا بجاتے ہیں — تو چاند گرہن میں آ گیا، لوگ تھالی بجاتے ہیں

می زنند آں طاس و غوغا می کنند — ماہ را زاں زخمہ رسوا می کنند

لوگ طشت بجاتے ہیں اور شور مچاتے ہیں — چاند کو اس ڈنکے سے رسوا کرتے ہیں

من کہ فرعونم[3] ز خلق اے وائے من — زخمِ طاس آں ربّی الاعلیٰ من

میں جو کہ فرعون ہوں، ہائے افسوس مخلوق کی وجہ سے — ڈنکے کی چوٹ میرے "رَبِّیَ الْاَعْلٰی" پر

خواجہ تاشانیم اما تیشہ ات — می شگافد شاخ را در بیشہ ات

ق

ہم ایک آقا کے غلام ہیں لیکن تیرا کلہاڑا — تیرے جنگل میں شاخ میں شگاف لگاتا ہے

باز شاخے را موصّل می کند — شاخِ دیگر را معطّل می کند

پھر ایک شاخ پر پیوند چڑھا دیتا ہے — اور دوسری شاخ کو بیکار کر دیتا ہے

شاخ را بر تیشہ دستے ہست نے — ہیچ شاخ از دستِ تیشہ رست نے

شاخ کو کلہاڑے پر قابو ہے؟ نہیں — کوئی شاخ کلہاڑے سے بچی، نہیں

حقِ آں قدرت کہ آں تیشہ تراست — از کرم کن ایں کژیہا را تو راست

اس قدرت کے طفیل جو کہ تیرا کلہاڑا ہے — کرم کر کے ان کجیوں کو تو سیدھا کر دے

[1] رہی۔ غلام۔ بے رہی۔ گمراہی یعنی نکوکار اور خطاکار دونوں اپنے اختیار کے ساتھ تابع فرمان ہیں۔ کایں۔ کہ ایں۔ غُل۔ طوق، یعنی انانیت کا طوق۔ من منم یعنی انانیت کا دعویٰ۔ مہ رُو۔ چاند کی سی شکل والا۔ مکدّر۔ میلا۔ استارہ۔ ستارہ الف زیادہ ہے۔ خسوف۔ چاند گرہن۔ نوبت زدن۔ نقارہ پیٹنا۔

[2] مہ گرفت۔ چاند گرہن میں ہے۔ پنگان۔ تھالی، بعض قوموں میں چاند گرہن کے وقت تھالیاں بجاتی اور ڈھول پیٹتی ہیں تاکہ چاند گرہن سے نکل جائے۔ طاس۔ طشلا۔ غوغا۔ شور و غل۔ زخمہ وہ چھلا جو انگلی میں پہن کر ستار بجایا جاتا ہے، مضراب۔

[3] فرعون شاہانِ مصر کا لقب تھا۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانے کے فرعون کا نام مصعب بن ولید تھا لہٰذا فرعون سے مراد شاہِ مصر ہے۔ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی۔ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں یہ فرعون کا مقولہ ہے۔ خواجہ تاش۔ ایک آقا کے دو غلام ہوں تو ہر ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلائے گا۔ تیشہ۔ تبر، کلہاڑا۔ بیشہ۔ جنگل۔ موصّل۔ پیوند۔ نے۔ یعنی شاخ کا کلہاڑے پر کوئی بس نہیں ہے۔ حق۔ یعنی بحقِ آں قدرت۔ کژی۔ کجی۔ راست۔ سیدھا۔

باز با خود گفتہ فرعونے عجب — من نہ در یا ربّنا[1] ام جملہ شب

پھر فرعون اپنے دل میں کہتا' ہائے تعجب ق کیا میں تمام رات یا ربّنا میں نہیں ہوتا ہوں؟

در نہاں خاکی و موزوں می شوم — چوں بموسیٰؑ می رسم چوں می شوم

تنہائی میں متواضع اور معتدل ہو جاتا ہوں — جب موسیٰؑ کے سامنے پہنچتا ہوں، کیسا ہو جاتا ہوں؟

رنگِ زرِ قلب دہ تو می شود — پیشِ آتش چوں سیہ رو می شود

کھوٹے سونے کا رنگ دس گنا ہوتا ہے — آگ کے سامنے کیسا کالا منہ ہو جاتا ہے

نے کہ قلب و قالبم در حکمِ اوست — لحظہ مغزم کند یک لحظہ پوست

کیا ایسا نہیں ہے کہ ہمارا قلب اور جسم اُسکے تابع ہے؟ — ایک لحظہ میں ہمیں گودا بنا دیتا ہے ایک لحظہ میں چھلکا

لحظہ ماہم[2] کند لحظہ سیاہ — خود چہ باشد کارِ ایں غیرِ اٰلہ

ایک لحظہ میں ہمیں چاند بنا دیتا ہے ایک لحظہ میں کالا — خدا کے علاوہ یہ کس کا کام ہو سکتا ہے؟

سبز گردم چونکہ گوید کشت باش — زرد گردم چونکہ گوید زشت باش

جب وہ کہے کھیتی بن جا میں سبز ہو جاؤں — جب وہ کہے بد صورت بن جا میں زرد ہو جاؤں

پیشِ چوگانہائے حکمِ کُن فکاں — میدویم اندر مکان و لامکاں

"کُن فکان" کے حکم کے بلّے کے آگے — ہم مکان اور لامکان میں دوڑ رہے ہیں

چونکہ بے رنگی اسیرِ رنگ شد — موسیٰ با موسیٰ در جنگ شد

جب بے رنگ، رنگ کا پابند ہو گیا — ایک موسیٰ کا دوسرے موسیٰ سے اختلاف ہو گیا

چوں بہ بیرنگی رسی کاں داشتی — موسیٰؑ و فرعون دارند[3] آشتی

جب تو اس بے رنگی میں آ جائے جو تو رکھتا تھا — (معلوم ہوگا کہ) موسیٰؑ اور فرعون (باہمی) صلح رکھتے ہیں

گر ترا آید بریں گفتہ سوال — رنگ کے خالی بود از قیل و قال

اگر تو میری اس گفتگو پر سوال کرے — رنگ قیل و قال سے کب خالی ہو سکتا ہے؟

اے عجب کایں رنگ از بیرنگ خاست — رنگ با بیرنگ چوں در جنگ خاست

تعجب ہے، یہ رنگ بے رنگ سے پیدا ہوا — رنگ بے رنگ سے کیوں مختلف ہوا؟

اصلِ روغن ز آب افزوں می شود — عاقبت با آب ضد چوں می شود

تیل کا بیج، پانی سے بڑھتا ہے — انجام کار، پانی کے مخالف کیوں ہوتا ہے؟

چونکہ روغن را ز آب اسرشتہ اند — آب با روغن چرا ضد گشتہ اند

جبکہ تیل کو پانی سے تیار کیا ہے — تو پانی اور تیل میں کیوں تضاد ہے؟

[1] یا ربّنا۔ اے ہمارے پروردگار یعنی تمام رات خدا کو پکارتا ہوں۔ خاکی۔ منکسر المزاج موزوں معتدل رنگ۔ مولانا فرماتے ہیں فرعون کی علوم میں ملمع شدہ تھیں حضرتِ موسیٰؑ کی آتش کے سامنے اُنکا سنہرا رنگ سیاہ پڑ جاتا تھا کہ ۔ بکہ۔ قلب۔ روح قالب۔ جسم، فرعون کی بات کا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ سب مشیت کے تابع ہیں وہ جیسے ساتھ جو معاملہ چاہتا ہے کرتا ہے

[2] ماہم کند۔ مرا ماہ کند۔ کشت۔ کھیتی۔ زشت۔ بُرا۔ کُن فکان۔ ہو جا پس ہو گیا قرآن پاک میں ہے جب خدا کسی بات کا ارادہ فرماتا ہے تو اسکو حکم دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ بے رنگ۔ وجودِ مطلق۔ اسیرِ رنگ یعنی وجودِ مطلق جب تعین کی قید میں آ گیا ہے اور وہ وجود صفتِ امکان کے ساتھ متصف ہو جاتا ہے۔ موسیٰ۔ یہاں مراد مطلقاً نبی ہے

[3] دارند آشتی۔ یعنی جو کچھ اختلافات ہیں وہ تعینات کی وجہ سے ہیں ورنہ وجودِ مطلق کا تقاضہ آشتی اور صلح ہے۔ قیل و قال۔ یعنی اختلافات۔ اے عجب۔ یعنی جب وجودِ مطلق ہی کے سب تعینات ہیں تو وجودِ مطلق کے خواص کثرت میں کیسے بدل گئے۔ اصل اس اشکال کا جواب ہے کہ کشمن پانی سے نشو و نما پاتی ہے لیکن پانی اور تیل میں بیر ہے

چوں[1] گل از خارست و خار از گل چرا
جب پھول کانٹے سے اور کانٹا پھول سے ہے کیوں؟
ہر دو[2] در جنگ اند و اندر ماجرا
دونوں جنگ میں (مبتلا) ہیں اور بحث و تمحیص میں ہیں

یا نہ جنگ ست ایں برائے حکمت ست
یا یہ جنگ نہیں ہے، بلکہ مصلحت کیلئے ہے
ہمچو جنگِ خر فروشاں صنعت ست
دلالوں کی جنگ کی طرح مصنوعی ہے

یا نہ این ست و نہ آں حیرانی ست
یا نہ یہ ہے اور نہ وہ، حیرانی ہے
گنج باید گنج در ویرانی ست
خزانہ چاہیئے، اور خزانہ ویرانی میں ہے

آنچہ تو گنجش توہم می کنی
جس کو تو خزانہ سمجھ رہا ہے
زاں توہم گنج را گم می کنی
اس وہم سے تو خزانہ گم کر رہا ہے

چوں عمارت[2] داں تو وہم و رایہائے
وہم اور تدبیر کو تو آبادی کی طرح سمجھ
گنج نبود در عمارت جائیہائے
آبادیوں میں خزانہ نہیں ہوتا ہے

در عمارت ہستی و جنگے بود
عمارت میں ہستی اور اختلاف ہوتا ہے
نیست را از ہستہا ننگے بود
فانی کو ہستیوں سے نفرت ہوتی ہے

نے کہ ہست از نیستی فریاد کرد
(یہ بات) نہیں ہے کہ ہست نے نیستی سے نفرت کی
بلکہ نیست آں ہست را وا داد کرد
بلکہ نیست نے اس ہست کو رد کر دیا ہے

تو مگو کہ من گریزانم زنیست
تو یہ نہ کہہ کہ میں نیست سے گریز کرتا ہوں
بلکہ او از تو گریزانست بایست
بلکہ وہ تجھ سے گریز کرتا ہے، ٹھہر

ظاہر اً میخواندت او سوئے خود
بظاہر وہ تجھے اپنی طرف بلاتا ہے
وز دروں می راندت با چوب[3] رد
لیکن، باطن میں تجھے ہکانے کی لکڑی سے بھگاتا ہے

قومے اندر آتشِ سوزاں چو ورد
ایک قوم جلانیوالی آگ میں پھولوں کیطرح ہے
قومے اندر گلستاں با رنج و درد
(اور) ایک قوم باغ میں رنج اور درد میں ہے

نعلہائے باژگونہ است اے سلیم
اے سلیم! یہ اُلٹے نعل ہیں
نفرتِ فرعون را داں از کلیم[2]
فرعون کی نفرت کو موسیٰ (علیہ السلام) کی جانب سے سمجھ

سببِ حرمانِ اشقیا از دو[2] جہاں کہ خسر الدنیا والآخرۃ

بدبخت لوگوں کے دو جہاں سے محروم رہنے کا سبب جنہوں نے دنیا اور آخرت میں خسارہ اٹھایا

آں حکیمک اعتقادے کردہ است
اُس فلسفی نے اعتقاد کیا ہے
کآسماں بیضہ زمیں چوں زردہ است
کہ آسمان انڈے کیطرح ہے اور زمین زردی کیطرح ہے

---

[1] چوں گل۔ یہ دوسرا جواب ہے یعنی گل اور خار دونوں کا نشو و نما ایک درخت سے ہے پھر بھی دونوں میں تضاد ہے۔ یا نہ جنگ تیسری بات یہ ہے کہ انمیں حقیقی اختلاف نہیں ہے بلکہ مصلحت کی وجہ سے بناوٹی اختلاف ہے۔ حیرانی ادراک اور احساس کا تعطل۔ گنج۔ خزانہ یہاں استغراق فی الحق مراد ہے۔ ویرانی۔ حیرت، مجاہدہ۔ گنجش۔ گنج سے مراد دنیوی لذتیں ہیں۔

[2] عمارت۔ آبادی یعنی وہم اور خیالات آبادی کی طرح ہیں، خزانہ ویرانہ میں ملتا ہے آبادی میں نہیں ہوتا۔ نیست۔ یعنی فانی فی اللہ۔ ہستہا یعنی دنیادار، مدعیانِ ہستی۔ فریاد کردن۔ شاکی ہونا، نفرت کرنا۔ وا داد واپس۔ نیست۔ صاحب فنا۔ راندن۔ ہکانا، ہٹانا۔

[3] چوب رد۔ وہ ڈنڈا جو تپی نکتے کو بھگانے کیلئے بنایا جاتا ہے۔ قومے۔ یعنی اہلِ اللہ۔ ورد۔ گلاب کا پھول۔ نعلہائے باژگونہ۔ چور گھوڑوں میں اُلٹے نعل جڑ دیا کرتے ہیں تاکہ کھوجی انکی آمد کو رفت سمجھ لے۔ یعنی دراصل تو اہل اللہ کو اہل دنیا سے نفرت ہوتی ہے لیکن نظر یہ آتا ہے کہ دنیادار انکو ذلیل سمجھ رہے ہیں۔ کلیم۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ۔ حکیمک۔ فلسفی کاف تصغیر کا ہے۔ زردہ۔ انڈے کی زردی۔

گفت سائل چوں بماند ایں خاکداں[۱] — درمیانِ ایں محیطِ آسماں

سوال کرنیوالے نے کہا کہ یہ زمین کس طرح ٹھہری ہوئی ہے؟ — اِس احاطہ کرنے والے آسمان کے درمیان میں

ہمچو قندیلے معلّق در ہوا — نے بر اسفل می رود نے بر عُلا

ہوا میں ایک معلق قندیل کی طرح — (جو) نہ نیچے جاتی ہے نہ اوپر

آں حکیمش گفت کز جذبِ سما — از جہاتِ شش بماند اندر ہوا

اُس فلسفی نے کہا کہ آسمان کی کشش ہے — شش جہات سے، ہوا میں ہے

چوں زِ مقناطیس قبّہ ریختہ — درمیان ماند آہنے آویختہ

جیسے مقناطیس سے ڈھلا ہوا قبہ — لٹکا ہوا لوہا (اُس کے) درمیان رہتا ہے

آں دگر گفت آسمانِ باصفا[۲] — کے کشد در خود زمینِ تیرہ را

دوسرے نے کہا مصفّیٰ آسمان — تاریک زمین کو اپنی طرف کب کھینچے گا؟

بلکہ دفعش می کند از شش جہات — تا بماند درمیانِ عاصفات

بلکہ اُس کو چھ جانبوں سے دفع کرتا ہے — تاکہ تیز ہواؤں کے درمیان میں رہے

پس ز دفعِ خاطرِ اہلِ کمال — جانِ فرعوناں بماند اندر ضلال

اہلِ کمال کی طبیعت کے دفع کرنے کیوجہ سے — فرعونوں کی جان گمراہی میں پڑی رہی

پس ز دفعِ ایں جہان و آں جہاں — ماندہ اند ایں بیرہاں بے این و آں

پس اِس جہان اور اُس جہان کے دفع کرنے کی وجہ سے — یہ گمراہ بغیر اِس کے اور بغیر اُس کے رہے

سرکشی از بندگانِ ذوالجلال — زانکہ دارند از وجودِ تو ملال

اللہ کے بندوں سے تو سرکشی اس لئے کرتا ہے — کیونکہ وہ تیرے وجود سے رنجیدہ ہیں

کہربا[۳] دارند و چوں پیدا کنند — کاہِ ہستیٔ تُرا شیدا کنند

اُن کے پاس کہربا ہے جب وہ اسکو ظاہر کرتے ہیں — تیرے وجود کے تنکے کو عاشق بنا لیتے ہیں

کہربائے خویش چوں پنہاں کنند — زود تسلیمِ تُرا طغیاں کنند

اپنے کہربا کو جب وہ چھپا لیتے ہیں — فوراً تیری اطاعت کو سرکشی بنا دیتے ہیں

آنچناں کہ مرتبہ حیوانی ست — کو اسیر و سغبۂ انسانی ست

جس طرح حیوانی مرتبہ ہے — ق کہ وہ انسان کا قیدی اور فرمانبردار ہے

مرتبہ انساں بدستِ اولیا — سغبہ چوں حیواں شناسش اے کیا

انسان کا مرتبہ اولیاء کے ہاتھ میں ہے — حیوان کی طرح فرمانبردار سمجھ، اے عقلمند!

---

[۱] خاکداں۔ زمین۔ محیط۔ احاطہ کرنیوالا۔ معلّق۔ لٹکا ہوا۔ اسفل۔ نیچے کی چیز۔ عُلا۔ بلندی۔ جذب۔ کشش۔ سما۔ آسمان۔ شش جہات۔ دایاں، بایاں، اوپر، نیچے، آگا، پیچھا۔ مقناطیس۔ سیسہ اور طلا کا کشتہ ہے۔ ایک پتھر ہے جو لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ قبّہ۔ گنبد۔ ریختہ۔ ڈھلا ہوا۔

[۲] باصفا۔ صاف شفاف۔ تیرہ۔ غبار آلود، تاریک۔ دفع۔ دور کرنا۔ شش جہات۔ چھ طرفیں۔ عاصفات۔ عاصفہ کی جمع، تیز ہوا۔ خاطر۔ قلب۔ اہلِ کمال۔ یعنی اولیاء اللہ۔ ضلال۔ گمراہی۔ ایں جہاں۔ دنیا۔ آں جہاں۔ آخرت۔ بیرہاں۔ گمراہان۔ ذوالجلال۔ اللہ تعالیٰ۔ ملال۔ رنج۔

[۳] کہربا۔ کاہ ربا، وہ پتھر جو تنکے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کاہ۔ تنکا۔ تسلیم۔ مان لینا۔ طغیان۔ سرکشی، انکار۔ اسیر۔ قیدی۔ سغبہ۔ سین کے فتح کے ساتھ، مطیع، مغلوب۔ فریفتہ۔

بندۂ خود خواند احمدؐ در رشاد
قرآن میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بندہ کہکر پکارا ہے
جملہ عالم را بخواں قُل یَا عِبَادْ[1]
تمام جہان کو "قُل یَا عِبَادِ" پڑھ لے

عقلِ تو ہمچوں شتربان تو شتر
تو اونٹ ہے اور عقل شتربان کی طرح ہے
می کشاند ہر طرف در حکمِ مُر
سخت محکم سے ہر طرف کھینچتی ہے

عقلِ عقلند اولیا و عقلہا
اولیار عقل کی عقل ہیں اور عقلیں
بر مثالِ اُشتراں تا انتہا
آخیر تک اونٹوں کی طرح ہیں

اندر ایشاں بنگر آخر ز اعتبار
اُن کو عبرت کی نگاہ سے دیکھ
یک قلاؤز ست و جانِ صد ہزار
ایک رہنما ہے اور لاکھوں جانیں ہیں

چہ قلاؤز و چہ اشتربان بیاب
رہنما کیا اور شتربان کیا، حاصل کر
دیدۂ کاں دیدہ بیند آفتاب
وہ آنکھ جو آنکھ آفتاب کو دیکھ سکے

نک جہان در شب بماندہ میخ دوز
یہ، دنیا تاریکی میں ہے، بیکار
منتظر موقوفِ خورشید ست و روز
منتظر اور سورج اور دن پر موقوف ہے

اینت خورشیدے نہاں در ذرہٴ
حیرت ذرہ میں سورج پوشیدہ ہے
شیرِ نر در پوستینِ برہٴ
بکری کے بچہ کی کھال میں شیرِ نر ہے

اینت[2] دریائے نہاں در زیرِ کاہ
حیرت گھاس کے نیچے چھپا دریا ہے
پا برایں کہ ہیں منہ با اشتباہ
خبردار شبہ میں اس گھاس پر پاؤں نہ رکھنا

اشتباہے و گمانے در دروں
باطن میں حُسنِ ظن اور گمان
رحمتِ حق ست بہرِ رہنموں
رہنمائی کے لئے اللہ کی رحمت ہے

ہر پیمبر فرد آمد در جہاں
ہر پیغمبر دنیا میں تنہا آیا
فرد بُود و صد جہانش در نہاں
تنہا تھا اور اُس میں سَو جہان چھپے ہوئے تھے

عالمِ کبریٰ[3] بقدرت سخرہ کرد
قدرت سے عالمِ کبریٰ کو مسخر کر لیا
کرد خود را در کہیں نقشے نورد
معمولی نقش میں اپنے آپ کو لپیٹ دیا

ابلہانش فرد دیدند و ضعیف
بیوقوفوں نے اُس کو اکیلا اور کمزور سمجھا
کے ضعیف ست آنکہ باشہ شد حریف
وہ کمزور کب ہو گا جو شاہ کا مصاحب ہو

ابلہاں گفتند مردے بیش نیست
بیوقوفوں نے کہا ایک انسان سے زیادہ نہیں ہے
وائے آنکو عاقبت اندیش نیست
اُس پر افسوس ہے جو عاقبت اندیش نہیں ہے

[1] قُل یَا عِبَادِیَ۔ کہہ دو اے میرے بندو، عام مفسرین یا عبادی کو اللہ کا مقولہ قرار دیتے ہیں لیکن مولانا نے یہاں جو تفسیر کی ہے اُسکے اعتبار سے یا عبادی کو حضورؐ کا مقولہ بتایا ہے۔ مُر۔ کڑوا۔ سخت۔ عقلِ عقلند۔ یعنی اولیار لوگوں کی عقل کے لئے بمنزلہ عقل کے ہیں۔ اعتبار۔ عبرت اور سبق حاصل کرنا۔ قلاؤز۔ رہبر۔ صد ہزار۔ لاکھ۔ چہ۔ یعنی اولیار کو قلاؤز اور شتربان جیسا سمجھنا ندو ہے بلکہ وہ آفتاب ہیں۔ نک۔ اینک کا مخفف ہے۔ میخ دوز۔ ساکن، بیکار۔ منتظر یعنی اولیار کے بغیر دنیا میں اندھیرا ہے دنیا اپنی روشنی کیلئے اُنکے وجود کی منتظر ہے جس طرح رات اپنے نفوذ ہونے میں سورج کی منتظر رہتی ہے۔

[2] اینت۔ اینک، یہ۔ خورشید یعنی روح۔ ذرہ یعنی جسمِ انسانی۔ زیرِ کاہ۔ جس دریا کی سطح پر گھاس ہو وہاں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے انسان گھاس سمجھ کر قدم دھرتا ہے نیچے گہرا پانی ہوتا ہے کہ کاہ۔ اشتباہ۔ نقار کے ساتھ حسنِ ظن قائم رکھنے سے رہنما ملجاتا ہے۔ ہر پیمبر یعنی پیغمبر دراصل پوری ایک امت ہیں۔

[3] عالمِ کبریٰ۔ جہان۔ عالمِ صغریٰ انسان کو کہا جاتا ہے۔ نقشے۔ یعنی پیغمبر انسان کی صورت میں رونما ہوتا ہے لیکن کائنات پر اُسکا تصرف ہوتا ہے۔

ابلہاں۔ ابلہ کی جمع بیوقوف۔ فرد۔ اکیلا۔ حریف۔ مقرب، مقابل۔ مردے بیش نیست یعنی ایک انسان سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں ہے۔ عاقبت اندیش۔ انجام کو سوچنے والا۔

عاقبت دیدن بُود از کاملی[۱] / **دور بودن ہر نفس از جاہلی**

کامل ہونا، انجام پر نظر رکھنا ہے / ہر وقت جہالت سے دُور رہنا ہے

بشنو اکنوں قصۂ صالحؑ رواں / **بگذر از صورت طلب معنیٰ دراں**

اب (حضرت) صالحؑ کا مشہور قصہ سُن / الفاظ سے گزر جا اُن میں معنی طلب کر

زانکہ صورت بیں نہ بیند عاقبت[۲] / **عاقبت بینی بیابی عافیت**

کیونکہ ظاہر بیں انجام کو نہیں دیکھتا ہے / تو انجام پر نظر کرے گا تو عافیت کو پائیگا

حقیر دیدن خصمانِ صالحؑ ناقہ را چوں حق تعالیٰ خواہد لشکرے را ہلاک گرداند در نظر ایشاں خصمان را حقیر نماید و یقللکم فی اعینہم لیقضی اللہ امرا کان مفعولا

دشمنوں کا حضرتِ صالحؑ کی اونٹنی کو حقیر سمجھنا۔ جب خدا چاہتا ہے کہ کسی لشکر کو ہلاک کرے، اُن کی نگاہ میں دشمنوں کو حقیر دکھاتا ہے اور وہ تم کو اُن کی نظر میں کم دکھاتا تھا تاکہ اُس کام کو سرانجام دے جو کرنا چاہتا ہے

ناقۂ صالحؑ بصورت بُد شتر / **پے بریدندش ز جہل آں قومِ مُر**

(حضرت) صالحؑ کی اونٹنی بظاہر ایک اونٹنی تھی / اُس سخت قوم نے جہالت سے اسکی کونچیں کاٹ دیں

از برائے آب چوں خصمش شدند / **آب کور و ناں کور ایشاں بُدند**

وہ نہر کے پانی کی وجہ سے اُس کے دشمن ہوگئے / وہ پانی اور روٹی کے احسان فراموش ہوگئے

ناقۃ اللہ آب خورد از جوئے میغ / **آبِ حق را داشتند از حق دریغ**

اللہ کی اونٹنی نے ابر کی نہر سے پانی پیا / اُنھوں نے اللہ کا پانی، اللہ سے روکا

ناقۂ صالحؑ[۳] **چو جسمِ صالحاں** / **شد کمینے در ہلاکِ طالحاں**

(حضرت) صالحؑ کی اونٹنی، نیک لوگوں کے جسم کی سی ہے / جو بدبختوں کی ہلاکت کی کمین گاہ بنی

تا براں اُمت ز حکمِ مرگ و درد / **ناقۃ اللہ و سقیٰہا چہ کرد**

دیکھ لو! کہ اُس قوم پر موت اور درد کے ذریعہ / اللہ کی اونٹنی اور اُس کے پانی پینے نے کیا کیا

شحنۂ قہرِ خدا ز ایشاں بجست / **خونبہائے اُشترے شہرے درست**

خدا کے قہر کے داروغہ نے اُن سے طلب کیا / اونٹنی کے خون کے بدلے میں ایک پورا شہر

روحِ صالحؑ بر مثالِ اُشتر است / **نفسِ گمرہ مر وُرا چوں پے بُرست**

روح جو بمنزلہ حضرت صالحؑ کے ہے اونٹ جیسی بے نیز یہ اسواں ہے / اور گمراہ نفس اُسکی کونچیں کاٹنے والے کی طرح ہے

۱؎ کاملی و جاہلی۔ میں یا مصدری ہے۔ صالحؑ۔ قومِ ثمود کے نبی تھے جن کیلئے بطور معجزہ ایک اونٹنی پتھر سے پیدا کردی گئی جسکو قوم نے اِس ضد میں مار ڈالا کہ وہ تالاب کا بیشتر پانی پی لیتی تھی اِس پر قومِ ثمود پر زلزلہ کا عذاب آیا اور وہ تباہ ہوگئی۔ رواں۔ جاری، مشہور۔ صورت۔ ظاہری حیثیت، لفظی پہلو۔

۲؎ عاقبت۔ انجامِ کار۔ خصمان خصم کی جمع، مخالف۔ وَیُقَلِّلُکُمْ۔ یہ آیت جنگِ بدر سے متعلق نازل ہوئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قدرت نے مشرکین کی نظروں میں مسلمانوں کو قلیل کرکے دکھایا تاکہ وہ جنگ پر آمادہ ہوں اور نتیجۃً مسلمانوں کے ہاتھ سے اُن کا خاتمہ کرائے۔ پے بریدن۔ ایڑی کے اوپر سے پیر کے رگ پٹھے کاٹ دینا تاکہ چلنے کے قابل نہ رہے۔ مُر۔ کڑوا۔ آب کور، ناں کور۔ احسان فراموش۔ جوئے میغ یعنی اس تالاب اور نہر میں قدرتی پانی تھا۔ میغ۔ ابر۔ آبِ حق۔ قدرتی پانی۔

۳؎ ناقہ۔ یعنی نیک لوگوں کو ستانا ہلاکت کا باعث ہے حضرتِ صالحؑ کی اونٹنی کو ستا کر قومِ ثمود ہلاک ہوئی۔ نَاقَۃَ اللّٰہِ وَسُقْیٰہَا۔ یہ سورۂ شمس کی آیت ہے جسمیں کہا گیا ہے کہ اللہ کے رسول نے اُنسے کہا کہ اللہ کی اونٹنی کو نہ ستاؤ اور اُس کا پانی بند کرو لیکن جب اُنہوں

نے نہ مانا تو خدا نے اُنکو ہلاک کر دیا۔ شحنہ۔ کوتوال۔ خونبہا۔ خون کا عوض۔ رُوحِ صالحؑ یعنی انسان میں روح کو حضرتِ صالحؑ کیطرح اور جسم کو بمنزلہ اُن کی اونٹنی کے سمجھو اور نفسِ انسانی گویا قدار ہے جسنے اونٹنی کو ہلاک کر دیا تھا۔

روحِ ہمچو صالحؑ و تن ناقہ است — روح اندر وصلؔ و تن در فاقہ ایست
روح بمنزلہ (حضرت) صالحؑ ہے اور جسم اونٹنی ہے — روح وصل (کی خوشی) میں ہے اور جسم فاقہ میں ہے

روحِ صالح قابلِ آفات نیست — زخم بر ناقہ بُود بر ذات نیست
روح جو بمنزلہ صالحؑ ہے مصائب کو قبول کرنے والی نہیں ہے — زخم اونٹنی پر ہوگا، ذات پر نہیں ہے

روحِ صالح قابلِ آزار نیست — نورِ یزداں سغبۂ کفار نیست
روح (جو بمنزلہ صالحؑ ہے) تکالیف کو قبول کرنے والی نہیں ہے — اللہ کا نور کافروں کا تر لقمہ نہیں ہے

حق ازاں پیوست با جسمے نہاں — تاش آزارند و بینند امتحاں
اللہ تعالیٰ نے اُسکو جسم سے پوشیدہ طور پر پیوست کر دیا ہے — تاکہ وہ اُس کو ستائیں اور آزمائش میں پڑیں

بے خبر کآزارِ ایں آزارِ اوست — آبِ ایں خُم متصل با آبِ جوست
(وہ) اس سے بے خبر ہیں کہ اس (روح) کا ستانا اُس اللہ تعالیٰ کا ہے — اِس مٹکے کا پانی نہر کے پانی سے وابستہ ہے

زاں تعلق کرد با جسمش اِلٰہ — تا کہ گردد جُملہ عالم را پناہ
اُس کو اللہ نے جسم سے اِسلئے متعلق کیا — تاکہ وہ تمام دنیا کے لئے پناہ بنے

کس نیابد بر دلِ ایشاں ظفر — بر صدف آید ضرر نے بر گہر
اُن کے دل پر کوئی فتح نہیں پاتا ہے — ضرر سیپ کو پہنچتا ہے نہ کہ موتی کو

ناقۂ جسمِ ولی را بندہ باش — تا شوی با روحِ صالح خواجہ تاش
ولی کے جسم کی اونٹنی کا غلام بن جا — تاکہ رُوحِ صالحؑ کے ساتھ، تجھے ہمخواجگی حاصل ہو

گفت صالحؑ چونکہ کردید ایں حسد — بعد سہ روز از خدا نقمت رسد
(حضرتِ) صالحؑ نے فرمایا کہ چونکہ تم نے یہ حسد کیا — تین دن کے بعد خدا کا عذاب آئے گا

بعدِ سہ روزِ دگر از جاں ستاں — آتشے آید کہ دارد سہ نشان
اگلے تین دن بعد جان لینے والے (اللہ) کیجانب سے — ایک آگ آئے گی جس کی تین علامتیں ہیں

رنگِ روئے جملہ تاں گردد دِگر — رنگ رنگِ مختلف اندر نظر
تم سب کے چہروں کا رنگ دگرگوں ہو جائیگا — جو دیکھنے میں مختلف رنگ کے ہوں گے

روزِ اوّل روئے تاں چوں زعفراں — در دوم رُو سُرخ ہمچوں ارغواں
پہلے دن تمہارے چہرے زعفران جیسے ہونگے — دوسرے دن چہرے ارغوان کی طرح سُرخ ہونگے

در سوم گردد ہمہ رُوہا سیاہ — بعد ازاں اندر رسد قہرِ اِلٰہ
تیسرے دن سب چہرے سیاہ ہو جائیں گے — اُس کے بعد اللہ کا عذاب آ جائے گا

لہ وصل یعنی وہ واصل بحق ہے اور مسرور ہے۔ تن یعنی جسم پر مصائب آتے ہیں۔ ذات یعنی روح۔ سغبہ۔ چکنی چیز۔ امتحاں یعنی شریر لوگ نیکوں کے جسم کو ستاتے ہیں تو عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ایں یعنی روح۔ او۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ آب یعنی روح کی نسبت اللہ تعالیٰ سے وہی ہے جو مٹکے کے پانی کی نہر کے پانی سے ہے۔

لہ زاں۔ انبیاء اور اولیاء کی روح کو جسموں سے اس لئے بھی متعلق کیا گیا ہے کہ وہ عالم کی پناہ بنیں۔ ظفر۔ فتح۔ صدف۔ سیپ۔ گہر۔ موتی۔ جسم یعنی جو بمنزلہ سیپ کے ہے۔ روح یعنی جو بمنزلہ حضرتِ صالحؑ کے ہے۔

لہ خواجہ تاش۔ ایک آقا کے دو غلام ہر ایک دوسرے کا خواجہ تاش کہلائیگا۔ حسد۔ یعنی تم انکو اونٹنی کے پانی پینے سے جلن پیدا ہوئی۔ نقمت۔ عذاب۔ جاں ستاں۔ جان کو لینے والا یعنی اللہ تعالیٰ۔ نشاں۔ علامت۔ تاں۔ جمع مخاطب کی ضمیر ہے۔ ارغواں۔ گل بابونہ جو نہایت سُرخ ہوتا ہے۔

گر نشاں خواہید از من زیں وعید[1]
اگر تم مجھ سے اِس دھمکی کی علامت چاہتے ہو
کُرّۂ ناقہ بسوئے کُہ دوید
اونٹنی کا بچہ پہاڑ کی جانب بھاگا جا رہا ہے

گر توانید ش گرفتن چارہ ہست
اگر اُس کو پکڑ سکو تو (یہ) تدبیر ہے
ورنہ خود مُرغِ امید از دام جست
ورنہ اُمید کا پرندہ جال سے نکل گیا ہے

چوں شنیدند ایں ز جملہ تگ
جب اُنھوں نے اُن سے یہ سُنا سب دوڑ کر
در پئے اُشتر دویدندے چو سگ
اونٹ (کے بچے) کے پیچھے کتے کی طرح بھاگے

کس نتانست اندراں کرّہ رسید
کوئی شخص اُس بچّہ تک نہ پہنچ سکا
رفت دور کُہسار ہا شُد ناپدید
وہ چلا گیا اور پہاڑوں میں غائب ہوگیا

ہمچو روحِ پاک کو از ننگِ[2] تن
پاک روح کی طرح جو کہ جسم کی نفرت سے
میگریزد جانبِ رَبِّ المِنَن
خدا کی جانب بھاگتی ہے

گفت دیدید ایں قضا مُبرم شُدست
فرمایا، تم نے دیکھ لیا یہ فیصلہ قطعی ہوگیا ہے
صورتِ اُمید را گردن زدست
جس نے اُمید کی صورت معدوم کردی ہے

کُرّۂ ناقہ چہ باشد، خاطرش
اونٹنی کا بچہ کس کی مثال ہے؟ اُسکے دل کی
کہ بجا آرید احسان و برش
کہ جس کے ساتھ احسان اور خدمت بجالاؤ

گر بجا آید[3] دلش رستید ازاں
اگر اُس کا دل صاف ہوجائے، اُس (عذاب) سے چھوٹ گئے
ورنہ نومید و ساعد ہا گزاں
ورنہ نا اُمید اور حسرت زدہ رہو گے

چوں شنیدند آں وعیدِ مُنکدر
جب اُنھوں نے ہولناک دھمکی سُنی
چشم بنہادند آں را مُنتظر
سراپا انتظار بن کر انتظار کرنے لگے

روزِ اوّل رُوئے خود دیدند زرد
پہلے دن اپنے چہروں کو زرد دیکھا
میزدند از نا اُمیدی آہِ سرد
اور نا اُمیدی سے ٹھنڈی آہیں بھریں

سُرخ شد رُوئے ہمہ روزِ دوم
دوسرے دن سب کے چہرے سُرخ ہوگئے
نوبتِ اُمید و توبہ گشت گم
اُمید اور توبہ کا وقت ختم ہوگیا

شد سیہ روزِ سوم رُوئے ہمہ
تیسرے دن سب کے چہرے سیاہ ہوگئے
حکمِ صالحؑ راست شد بے مَلحمہ
(حضرت) صالح کا حکم بلا اختلاف صحیح ثابت ہوا

چوں ہمہ در نا اُمیدی سر زدند
جب سب نا اُمیدی میں مبتلا ہوگئے
ہمچو اُشتر در دو زانو آمدند
اونٹ کی طرح گھٹنوں کے بل آئے

[1] وعید۔ بُری بات کا وعدہ۔ کرّہ چوپائے کا بچہ۔ کُہ۔ کوہ کا مخفف ہے، پہاڑ۔ چارہ ہست۔ یعنی عذاب سے بچنے کی تدبیر ہے۔ تگ۔ دوڑ۔ دویدندے۔ یار زیادہ ہے، ماضی مطلق کا صیغہ ہے۔ نتانست۔ نتوانست۔ کُہسار۔ کوہستان۔

[2] ننگ۔ عیب، ذلت۔ مِنَن۔ منت کی جمع ہے، احسان۔ قضا۔ فیصلۂ خداوندی۔ مُبرم۔ محکم، قطعی۔ گردن زدن۔ مار ڈالنا۔ کرّہ۔ یعنی حضرت صالح م کی اونٹنی کے بچہ کی مثال ایک ولی کے دل کو سمجھو جس کی خدمت اور احسانمندی تمہارے لئے ضروری ہے، اگر اونٹنی کا بچہ اُنسے راضی ہوجاتا تو عذابِ الٰہی سے نجات پا جاتے اِسی طرح اگر ولی کے دل کو خوش رکھوگے نجات پاجاؤ گے ورنہ حسرت اور افسوس سے دوچار ہوگے۔

[3] دل بجا آمدن۔ طبیعت کا بحال ہوجانا، مطمئن ہونا۔ ساعد۔ کلائی۔ مُنکدر۔ مکدّر۔ چشم نہادن۔ انتظار کرنا۔ حکم۔ فیصلہ۔ مَلحمہ۔ معرکہ، اختلاف۔

در نُبیؔ آورد جبریلِ امیں — شرح ایں زانو زدن را جاثمیں
قرآن میں جبریلِ امین لائے ہیں — گھٹنوں کے بل بیٹھنے کی شرح "جاثمین"

زانو آں دم زن کہ تعلیمت کنند — وز چنیں زانو زدن بیمت کنند
تو دو زانو اُس وقت بیٹھ جب تجھے پڑھائیں — اور اُس طرح دو زانو بیٹھ جانے سے تجھے ڈرائیں

منتظر گشتند زخمِ قہر را — قہر آمد نیست کرد آں شہر را
قہر کی چوٹ کے منتظر ہو گئے — قہر ٹوٹا (اور) اُس شہر کو نیست و نابود کر دیا

صالحؑ از خلوتؔ بسوئے شہر رفت — شہر دید اندر میانِ دود و تفت
(حضرتِ) صالحؑ خلوت سے شہر کی جانب گئے — شہر کو دھوئیں اور سوختگی میں دیکھا

نالہ از اجزائے ایشاں می شنید — نوحہ پیدا، نوحہ گویاں ناپدید
اُن کے اجزاء سے وہ نالہ سُنتے تھے — رونا موجود تھا رونے والے معدوم تھے

ز استخوانہاشاں شنید او نالہا — اشکِ خوں از جانِ شاں چوں ژالہا
انہوں نے اُن کی ہڈیوں سے رونا سُنا — اُنکی جانوں سے خون کے آنسو اولوں کی طرح (دیکھے)

گریہ چوں از حد گذشت و ہائے ہائے — گریہ ہائے جانفزائے دلربائے
رونا اور ہائے ہائے جب حد سے گذر گیا — وہ رونا جو جانفزا اور دلربا تھا

صالحؑ آں بشنید و گریہ ساز کرد — نوحہ بر نوحہ گراں آغاز کرد
(حضرتِ) صالحؑ نے وہ سنا اور رونا شروع کر دیا — رونے والوں پر رونا شروع کر دیا

گفت اے قومِ بباطل زیستہ — وز شما من پیشِ حق بگریستہ
فرمایا، اے باطل میں زندگی بسر کرنے والی قوم! — اور تم سے میں خدا کے سامنے نالاں (رہا ہوں)

حق بگفتہ صبر کُن بر جورِ شاں — پندِ شاں دِہ بس نماند از دورِ شاں
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا اُن کے ظلم پر صبر کر — اُنکو نصیحت کر، اُن کا دَور زیادہ نہیں رہا ہے

منؔ بگفتہ پند شُد بند از جفا — شیرِ پند از مہر جوشد و ز صفا
میں نے عرض کیا نصیحت جور و جفا کی وجہ سے بند ہو گئی — نصیحت کا دودھ محبت اور صفائی سے جوش میں آتا ہے

بسکہ کردید از جفا بر جائے من — شیرِ پند افسرد در رگہائے من
میرے بارے میں تم نے بہت ظلم کئے — نصیحت کا دودھ میری رگوں میں ٹھٹھر گیا

حق مرا گفتہ ترا لُطفے دہم — بر سرِ آں زخمہا مرہم نہم
اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا تجھے (صفتِ) لُطف عطا کروں گا — اُن زخموں پر مرہم رکھ دوں گا

---

۱ نُبی۔ قرآن پاک۔ جاثمین۔ سینے کے بل اوندھے ہو جانے والے۔ قرآنِ پاک میں قومِ ثمود کے بارے میں فرمایا گیا ہے: فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ۔ پس ہو گئے وہ اپنے گھروں میں اوندھے۔ زانو۔ انسان کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے اُستاد اور پیر کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھنا چاہیے۔ بیم۔ ناامیدی۔

۲ خلوت۔ خا کے فتحہ کے ساتھ، تنہائی۔ دود۔ دھواں۔ تفت۔ گرمی۔ جانفزا۔ جان کو بڑھانے والا۔ چونکہ اُن کا رونا باعثِ عبرت تھا جس کی وجہ سے روحانی ترقی ہوتی ہے اس لئے اُس کو جانفزا کہا ہے۔ بس۔ بہت۔ دَور۔ زمانہ۔

۳ من بگفتہ۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا نصیحت کے جذبات تو محبت سے اُبھرتے ہیں۔ بسکہ۔ اُن لوگوں نے مجھ پر ظلم کئے تو نصیحت کا دودھ خشک ہو گیا ہے۔ لُطفے دہم۔ خدا نے فرمایا ہم تجھ میں اپنی صفتِ لُطف ودیعت کر دینگے۔ آں زخمہا۔ اُنکی ایذا رسانی کے زخم۔

صاف کردہ حق دلم را چوں سما[1]
اللہ (تعالیٰ) نے میرے دل کو آسمان کی طرح صاف کر دیا
روفتہ از خاطرم جورِ شما
تمہارے ظلم کو میری طبیعت سے جھاڑ دیا

در نصیحت من شدہ بارِ دگر
میں دوبارہ نصیحت میں لگ گیا ہوں
گفتہ امثال و سخنہا چوں شکر
شکر جیسی باتیں اور مثالیں کہنے لگا ہوں

شیرِ تازہ از شکر انگیختہ
شکر سے، تازہ دودھ نکالا
شیر و شہدے با شکر آمیختہ
دودھ اور شہد کو شکر سے ملایا

در شما چوں زہر گشتہ ایں سخن
اُس بات نے تم میں زہر کا کام کیا
زانکہ زہرستان بُدید از بیخ و بُن
اس لئے کہ تم جڑ اور بنیاد سے سراپا زہر تھے

چوں شوم غمگیں کہ غم شد سرنگوں
میں غمگین کیوں ہوں جبکہ غم اوندھا ہو گیا؟
غم شما بودید اے قومِ حروں
اے سرکش قوم! غم تو تم تھے

ہیچ کس بر مرگِ غم نوحہ کند
غم کے ختم ہو جانے پر کوئی روتا ہے؟
ریش سر چوں شد کسے مُو بر کند[2]
جب سر کا زخم اچھا ہو جائے کون بال کھسوٹتا ہے!

رُو بخود کرد و بگفت اے نوحہ گر
اپنی طرف رُخ کیا اور کہا اے نوحہ گر!
نوحہ ات را می نیرزند ایں نفر
یہ لوگ تیرے نوحے کے لائق نہیں ہیں

کژ مخواں اے راست خوانندہ مبین
اے قرآنِ مبین کے صحیح پڑھنے والے! غلط نہ پڑھ
کیفَ آسیٰ خلفَ قومٍ کافرین
میں کافروں کی قوم پر کس طرح غمخواری کروں؟

باز اندر چشمِ خود او گریہ یافت
پھر اُن (صالحؑ) نے اپنی آنکھ میں رونا محسوس کیا
رحمتِ بے علتے بر وے بتافت
بے علت رحمت نے اُن پر تجلی کی

قطرہ می بارید و حیراں گشتہ بود
قطرے ٹپک رہے تھے اور وہ (صالحؑ) حیران تھے
قطرۂ بے علت از دریائے جودِ[3]
وہ قطرے جو بخشش کے دریا سے کسی وجہ کے بغیر آ رہے تھے

عقلِ او می گفت کیں گریہ ز چیست
اُن کی عقل کہتی تھی کہ یہ رونا کس وجہ سے ہے؟
بر چنیں افسوسیاں شاید گریست
ایسے ظالموں پر رونا چاہیئے؟

بر چہ می گریی بگو بر فعلِ شاں
کس چیز پر روتے ہو؟ بتاؤ اُن کے کاموں پر
بر سپاہِ کینۂ بدنعلِ شاں
اُن کی پُر کینہ شریر فوج پر

بر دلِ تاریکِ پُر زنگارِ شاں
اُن کے زنگ آلود تاریک دل پر
بر زبانِ زہر ہمچوں مارِ شاں
اُن کی سانپ جیسی زہر آلود زبان پر

۱؎ سما۔ آسمان کی صفائی ضرب المثل ہے۔ رُوفتن۔ جھاڑ دینا، صاف کر دینا۔ شیر۔ دودھ یعنی نصیحت۔ شکر یعنی میٹھی باتیں۔ زہرستان۔ زہر کی جگہ۔ بُدید۔ بودید۔ سرنگوں۔ اوندھا، مغلوب۔ حروَن۔ سرکش۔ مرگِ غم۔ زوالِ غم۔ ریش۔ زخم۔

۲؎ مو برکندن۔ بال نوچنا، اظہارِ غم کرنا۔ رُو بخود کرد۔ یعنی اپنے آپ کو مخاطب کیا۔ نفر۔ جماعت۔ کژ۔ کج۔ ٹیڑھا۔ کیفَ آسیٰ۔ قرآن میں حضرت شعیبؑ کا مقولہ منقول ہے کہ میں کافروں کی ہلاکت پر کیسے غم کروں۔ آیت میں علیٰ قوم ہے مولانا نے خلفَ قومٍ فرمایا ہے یعنی مجھے اب غم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ باز۔ حضرت صالحؑ نے اپنے آپ کو تسلی دی لیکن پھر بھی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ رحمتِ بے علت۔ خدا کی رحمت بلا علت اور بغیر غرض کے ہوتی ہے۔ حیران۔ حضرت صالحؑ حیران تھے کہ آنکھوں سے آنسو کیوں بہے جاتے ہیں۔

۳؎ دریائے جُود یعنی رحمتِ خداوندی۔ افسوس۔ ظلم۔ افسوسیاں۔ ظلم کرنے والے۔ برچہ۔ نیچے کے متعدد شعر عقل کا مقولہ ہیں۔ سپاہِ کینہ یعنی قوم کا ہر فرد مجسم کینہ تھا اور پوری قوم کینہ کے سپاہی تھے۔ بدنعل۔ وہ گھوڑا جو نعلبندی کے وقت شرارت کرے۔

بر دَم و دندانِ سگسارانِ شاں
اُن کے کتوں جیسے دانتوں اور سانس پر

بر دہان و چشم کژدم[1] خانہ شاں
اُن کے مُنہ اور آنکھ پر جو بچھوؤں کا گھر تھے

بر ستیز و تسخر و افسوسِ شاں
اُن کی جنگجوئی اور تمسخر اور ظلم پر

شکر کُن چوں کرد حق محبوسِ شاں
اللہ (تعالیٰ) کا شکر کرو جبکہ اللہ نے انکو گرفتار کر دیا ہے

دستِ شاں کژ پائے شاں کژ چشم کژ
اُن کے ہاتھ کج، اُن کے پیر کج آنکھیں کج

مہرِ شاں کژ صلحِ شاں کژ خشم کژ
اُن کی محبت کج، اُن کی دوستی کج، غصہ کج

از پئے تقلید و از آیاتِ نقل
تقلید اور منقول کہانیوں کی وجہ سے

پا نہادہ بر سرِ ایں پیرِ عقل
اُس عاقل شیخ کے سر کو پامال کر رکھا تھا

پیرِ خر[2] نے جملہ گشتہ پیرِ خر
پیر کے خریدار نہیں تھے سب بڈھے گدھے ہو گئے تھے

از زبان و چشم و گوشے ہمدگر
ایک دوسرے کی زبان اور آنکھ اور کان کی وجہ سے

از بہشت آورد یزداں بندگاں
اللہ (تعالیٰ) اپنے بندوں کو بہشت (سے) باہر لایا

تا نماید شاں سقر پروردگاں
تاکہ انھیں دوزخیوں (کے انجام) کو دکھائے

در معنیٔ آیت مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیَانِ بَیْنَہُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَانِ

(اِس) آیت کے معنی کے بیان میں "ملائے دو دریا مگر ملنے والے اِن دونوں میں ہے ایک پردہ جو ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے"

اہلِ نار و خلد را بیں ہمدگاں
جہنمیوں اور جنتیوں کو ہمنشیں دیکھ

درمیانِ شاں بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیَان
انکے بیچ میں پردہ ہے ایک دوسرے سے غلط ملط نہیں ہیں

اہلِ نار و اہلِ نور آمیختہ
ناری اور نوری ملے جلے ہیں

درمیانِ شاں کوہِ قاف انگیختہ
اُن کے درمیان کوہِ قاف کھڑا ہے

اہلِ نار و نور باہم درمیاں
ناری اور نوری آپس میں متحد ہیں

درمیانِ شاں بحرِ ژرف[3] بیکراں
اُن کے درمیان ناپید اکنار گہرا سمندر ہے

ہمچو درکاں خاک و زر کرد اختلاط
جس طرح معدن میں مٹی اور سونا باہم ملے ہوئے ہیں

درمیانِ شاں صد بیابان و رباط
اُن کے درمیان سینکڑوں جنگل اور سرائے ہیں

ہمچنانکہ عقد در دُر و شبہ
جس طرح کہ ہار میں موتی اور پوتھ

مختلط چوں میہمانِ یکشبہ
ایک رات کے مہمان کی طرح ملے جلے ہوئے ہیں

صالح و طالح بصورت مشتبہ
نیک اور بد صورت میں ملے جلے ہیں

دیدہ بکشا بو کہ گردی منتبہ
آنکھ کھول ہو سکتا ہے تو آگاہ ہو جائے

---

[1] کژدم خانہ۔ بچھو کے سوراخ یعنی ناک کی آنکھوں اور منھ سے زہر آلود خطرناک اور باتیں نکلتی تھیں۔ ستیز۔ جنگ وجدل۔ تسخر۔ تمسخر۔ محبوس۔ یعنی گرفتارِ عذاب۔ دست۔ یعنی اُنکے جملہ اعضاء میں کجی تھی کوئی عضو صحیح کام نہ کرتا تھا۔ تقلید۔ یعنی آباؤ اجداد کی تقلید۔ آیاتِ نقل یعنی جو غلط باتیں اپنے بڑوں سے سنی تھیں۔ پیرِ عقل حضرت صالح۔

[2] پیرِ خر نے۔ یعنی وہ پیر کے خریدار نہ تھے۔ پیرِ خر بڈھا گدھا جس کی بے عقلی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ از زبان۔ یعنی ایک دوسرے کو اپنی زبان اور آنکھ کے ذریعہ اور زیادہ حماقتوں میں مبتلا کر دیا تھا۔ سقر۔ دوزخ، انبیاء کی بعثت اسلئے بھی ہوتی ہے کہ وہ کافروں کا حسرتناک انجام دیکھیں۔ مرج۔ یعنی دو سمندروں کی طرح دوزخی اور بہشتی ملے جلے ہیں اور امتیاز اوصاف سے ہے۔ ہمدگاں۔ ہمنشیں، پڑوسی۔ برزخ پردۂ حائل۔ بحر۔ سمندر۔

[3] ژرف۔ گہرا۔ رباط۔ سرائے۔ عقد۔ ہار۔ عقد در۔ دُر عقد۔ شبہ کا نچ کا موتی، پوتھ۔ میہمانِ یکشبہ۔ جو صرف ایک رات کا مہمان ہے اور اہلِ خانہ سے ملا جلا ہوا ہے لیکن اگلے روز ہی جدا ہو جائے گا۔ طالح۔ بدبخت۔ بو۔ بود کا مخفف۔ منتبہ۔ آگاہ۔

بحر را نیمش شیریں چوں شکر — طعم شیریں رنگ روشن چوں قمر
سمندر کا آدھا شکر جیسا میٹھا — میٹھا مزا، رنگ چاند جیسا چمکدار ق

نیمِ[1] دیگر تلخ ہمچوں زہرِ مار — طعم تلخ و رنگ مظلم قیر وار
دوسرا آدھا، سانپ کے زہر کی طرح کڑوا — مزا کڑوا اور رنگ روغنِ قیر کی طرح کالا

ہر دو[2] بر ہم میزنند از تحت و اوج — بر مثالِ آب دریا موج موج
دونوں آپس میں اوپر اور نیچے سے ٹکراتے ہیں — موج در موج دریا کے پانی کی طرح

صورتِ بر ہم زدن از جسم[3] تنگ — اختلاطِ جانہا در صلح و جنگ
تنگ نظری کی وجہ سے ایک دوسرے سے بھڑنا — صلح اور جنگ میں روحوں کا شامل ہونا ہے

موجہائے[4] صلح بر ہم میزنند — کینہ ہا از سینہ ہا بر می کنند
(نوری) صلح کی موجوں کو ابھارتے ہیں — سینوں سے کینوں کو نکالتے ہیں

موجہائے جنگ بر شکلِ دگر — مہر ہا را می کند زیر و زبر
(ناریوں کی) جنگ کی موجیں (اسکے) برعکس — محبتوں کو تہ و بالا کرتی ہیں

مہر تلخاں را بشیریں می کشد — زانکہ اصلِ مہر ہا باشد رشد
محبت کڑوؤں کو مٹھاس کی طرف کھینچتی ہے — اس لئے کہ محبتوں کی اصل، راہ روی ہے

قہر شیریں را بہ تلخی می برد — تلخ با شیریں کجا اندر خورد
عداوت میٹھے کو تلخ بناتی ہے — کڑوا، میٹھے سے کب مناسبت رکھتا ہے!

تلخ و شیریں زیں نظر ناید پدید — از دریچہ[5] عاقبت تانند دید
کڑوا اور میٹھا اس نگاہ سے نظر نہیں آتا ہے — انجام کے دریچہ سے دیکھ سکتے ہیں

چشمِ آخر بیں تواند دید راست — چشمِ اول بیں غرورست و خطاست
انجام پر نظر رکھنے والی آنکھ صحیح دیکھ سکتی ہے — ابتداء کو دیکھنے والی آنکھ دھوکا اور غلط ہے

اے بسا شیریں کہ چوں شکر بود — لیک زہر اندر شکر مضمر بود
(اے) مخاطب بہت سی چیزیں شکر جیسی ہوتی ہیں — لیکن شکر میں زہر چھپا ہوا ہوتا ہے

آنکہ زیرک تر بود بشناسدش — چونکہ دید از دورش اندر کشمکش
جو زیادہ سمجھدار ہوتا ہے اس کو پہچانتا ہے — جبکہ دور سے اس کو کشمکش میں دیکھتا ہے

واں دگر در پیش رو بوئے برد — واں دگر چوں دست بنہد کرد رد
اور وہ (دوسرا) سامنے آنے پر سونگھ لیتا ہے — اور وہ (تیسرا) جب ہاتھ رکھتا ہے رد کر دیتا ہے

[1] نیم۔ آدھا۔ زہرِ مار۔ سانپ کا زہر۔ قیر۔ ایک کالا روغن ہے۔ ہر دو۔ یعنی ناری اور نوری لوگوں میں ٹکراؤ ہوتا رہتا ہے لیکن دونوں اپنی اپنی حالت پر رہتے ہیں چونکہ یہ کیفیت ازلی ہے۔ جسم۔ یعنی یہ جسموں کی کشمکش دراصل روحوں کی کشمکش ہے۔

[4] موجہائے صلح۔ یعنی نوری یہ کوشش کرتے ہیں کہ حق کی طرف سے ناریوں میں کینہ نہ رہے محبت پیدا ہو جائے۔ موجہائے جنگ۔ ناری اسکے کوشاں رہتے ہیں کہ عداوت پھیلے محبت کا غلبہ نہ ہو سکے۔ تلخاں۔ یعنی ناری۔ اندر خوردن۔ موافقت کرنا۔ زیں نظر۔ یعنی ظاہر بیں نظر۔ پدید۔ ظاہر۔

[5] دریچہ عاقبت۔ یعنی انجام کی آنکھ کا دریچہ۔ غرور۔ دھوکا۔ مضمر۔ پوشیدہ۔ آنکہ زیرک۔ یعنی سمجھدار آدمی فوراً ہی اس ملمع سازی کو سمجھ جاتا ہے۔ مدعی نقرار کو پہچاننے میں انسانوں کے مختلف مراتب ہیں جن کو مولانا نے ان اشعار میں سمجھایا ہے۔ بوئے برد یعنی یعنی بعض لوگ مصنوعی پیر کو جب سمجھتے ہیں جب بالکل اس کے سامنے پہنچیں اور بعض جب سمجھتے ہیں جب ہاتھ میں ہاتھ پکڑا دیں۔

واں دگر بشناسدش تا بو کند[1]
اور وہ (چوتھا) اسکو جب پہچانتا ہے جب سونگھتا ہے
واں دگر چوں بر لب و دنداں نهد
اور وہ (پانچواں) جب ہونٹ اور دانت تک پہنچتا ہے

پس لبش رد ش کند پیش از گلو
تو حلق سے پہلے ہی اسکے ہونٹ اسکو رد کر دیتے ہیں
گرچہ نعرہ میزند شیطاں کلوا
اگرچہ شیطان نعرہ لگاتا ہے کہ کھا جاؤ

واں دگر را در گلو پیدا کند
اور وہ (چھٹا) حلق میں پہنچنے پر معلوم کر لیتا ہے
واں دگر را در بدن رسوا کند
اور اس (ساتویں) کو بدن میں پہنچکر شرمندہ کرتا ہے

واں دگر را در حدث سوزش کند
اور اس (آٹھویں) کے پاخانہ پھرنے میں جلن پیدا کرتا ہے
دمبدم زخم جگر دوزش دہد
پے در پے اسمیں جگر دوز زخم پیدا کرتا ہے

واں دگر را بعد ایام و شهور
اور وہ (نواں) دنوں اور مہینوں کے بعد
واں دگر را بعد مرگ اندر قبور
اور اس (دسویں) کو مرنے کے بعد قبر میں

ور دہندش مهلت اندر قعر گور[2]
اور اگر اسکو قبر کے گڑھے میں مہلت دیدیتے ہیں
لابد آں پیدا شود یوم النشور
لامحالہ وہ حشر کے دن ظاہر ہوتا ہے

ہر نبات و شکرے را در جہاں
ہر مصری اور شکر کے لئے دنیا میں
مهلتے پیدا ست از دور زماں
رفتارِ زمانہ سے، ایک وقت درکار ہے

سالہا باید کہ تا از آفتاب
سالوں چاہئیں تاکہ سورج سے
لعل یابد رنگ و رخشانی و تاب
لعل رنگ اور چمک اور روشنی حاصل کرے

پنج سال و ہفت باید تا درخت
پانچ اور سات سال درکار ہیں تاکہ درخت
یابد از میوہ رسانی فر و بخت
پھل دینے کی وجہ سے شان شوکت اور نصیبہ حاصل کرے

باز ترہ در دو ماہ اندر رسد
پھر سبزی دو مہینے میں تیار ہو جاتی ہے
باز تا سالے گل احمر رسد
اور گلاب کا پھول ایک سال میں آتا ہے

بہر ایں فرمود حق عز و جل
اسی لئے اللہ عزوجل نے ذکر فرمایا ہے
سورۃ الانعام در ذکر اجل
سورہ انعام کو مدت کے بارے میں

ایں شنیدی مو بموئیت گوش باد
تونے یہ سنا خدا کرے تیرا رُواں رُواں کان ہو جائے
آب حیوانست خوردی نوش باد
جو تونے پیا آب حیات ہے، خدا کرے تریاق ثابت ہو

آب حیواں خواں مخواں ایں را سخن
اس کو آب حیات کہہ، بات نہ کہہ
روح نو بیں در تن حرف کہن
پرانے حرفوں کے قالب میں نئی روح دیکھ

[1] بو کند۔ بعض جب سمجھتے ہیں جب ادنیٰ میل جول ہوتا ہے۔ لب و دنداں۔ بعض جب سمجھتے ہیں جب برت لیتے ہیں۔ پیش از گلو یعنی اس معنوی پیر کی تعلیمات کو حلق تک نہیں پہنچنے دیتے ہیں۔ در گلو بعض جب سمجھتے ہیں جب تعلیمات حلق تک پہنچ جاتی ہیں۔ در بدن۔ بعض کو جب احساس ہوتا ہے جب اسکی زہریلی تعلیمات کا بدن پر اثر پڑتا ہے۔ در حدث۔ خراب غذا کا اثر بسا اوقات پاخانہ پھرتے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ ایام یعنی زندگی میں بد اثرات کو محسوس کر لیتے ہیں۔

[2] قعر گور۔ قبر کا گڑھا یعنی بعض اشخاص کو ان بری تعلیمات کا احساس قبر میں جا کر ہوتا ہے۔ یوم النشور حشر کا دن۔ غرضیکہ بد عقیدہ پیر کی تعلیمات کا مضر اثر محسوس کرنے میں انسانوں میں بہت تفاوت ہے اور ہر انسان کیلئے انکو محسوس کرنے میں ایک وقت لگتا ہے۔ اللہ کی جانب سے ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے اس وقت سے پہلے اس کام کی تکمیل نہیں ہوتی ہے۔ ہر بات۔ اللہ نے ہر چیز کی تکمیل کی ایک میعاد مقرر فرما دی ہے۔ لعل۔ آفتاب لعل کی ہزاروں برس تربیت کرتا ہے تب اس کا رنگ و روپ نکھرتا ہے۔ درخت۔ پھلدار درخت میں پھل پانچ سات سال میں آتے ہیں۔ ترہ۔ سبزی۔ اجل۔ سورہ انعام میں ہے کہ

نکتۂ دیگر تو بشنو اے رفیق
اے دوست! تو ایک دوسرا نکتہ سُن

ہمچو جاں اُو سخت پیدا و دقیق[1]
جو رُوح کی طرح بالکل ظاہر بھی ہے اور باریک بھی ہے

در مقامے ہست ایں ہم زہرِ مار
ایک جگہ یہ سانپ کا زہر ہے

از تصاریفِ خدائے خوشگوار
خدا کے تصرفات سے جو خوشگوار (بنا ہوا) ہے

در مقامے زہر[2] و در جائے دوا
ایک جگہ زہر ہے اور ایک جگہ دوا ہے

در مقامے کفر و در جائے روا
ایک جگہ کفر ہے، اور ایک جگہ جائز ہے

در مقامے خار و در جائے چو گل
ایک جگہ کانٹا ہے اور ایک جگہ پھول جیسا ہے

در مقامے سرکہ در جائے چو مُل
ایک جگہ سرکہ ہے اور ایک جگہ شراب جیسا ہے

در مقامے خوف و در جائے رجا
ایک جگہ خوف ہے اور ایک جگہ امید ہے

در مقامے بخل و در جائے سخا
ایک جگہ بُخل ہے اور ایک جگہ سخاوت ہے

در مقامے فقر و در جائے غنا
ایک جگہ فقر ہے اور ایک جگہ غنا ہے

در مقامے قہر و در جائے رضا
ایک جگہ قہر ہے، اور ایک جگہ خوشنودی ہے

در مقامے جور[3] و در جائے وفا
ایک جگہ ظلم ہے اور ایک جگہ وفا ہے

در مقامے منع و در جائے عطا
ایک جگہ منع کرنا ہے اور ایک جگہ بخشش ہے

در مقامے دُرد و در جائے صفا
ایک جگہ تلچھٹ ہے اور ایک جگہ صاف ہے

در مقامے خاک و جائے کیمیا
ایک جگہ خاک ہے اور ایک جگہ کیمیا ہے

در مقامے عیب و در جائے ہنر
ایک جگہ عیب ہے اور ایک جگہ ہنر ہے

در مقامے سنگ و در جائے گہر
ایک جگہ پتھر ہے اور ایک جگہ موتی ہے

در مقامے حنظل و جائے شکر
ایک جگہ اندرائن ہے اور ایک جگہ شکر ہے

در مقامے خشک و در جائے مطر
ایک جگہ خشکی ہے اور ایک جگہ بارش ہے

در مقامے ظلم و جائے محضِ عدل
ایک جگہ ظلم ہے اور ایک جگہ خالص عدل ہے

در مقامے جہل و جائے عینِ عقل
ایک جگہ جہل ہے اور ایک جگہ پوری عقل ہے

گرچہ ایں جا اُو گزندِ جاں بُود
اگرچہ اس جگہ وہ جان کا نقصان ہے

چوں بداںجا در رسد درماں بُود
جب اُس جگہ پہنچے تو علاج ہے

آب در غورہ ترش باشد و لیک
رس کچے انگور میں کھٹا ہوتا ہے لیکن

چوں بانگوری رسد شیرین و نیک
جب پختگی پر آتا ہے تو میٹھا اور عمدہ ہوتا ہے

[1] ہمچو جان جس طرح روح، ظاہر بھی ہے اور مخفی بھی۔ اسی طرح یہ نکتہ ہے یعنی اگرچہ منجانب اللہ ہر چیز کیلئے میعاد کا مقرر ہونا آب حیات ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس مسئلہ کے متضاد پہلو اور اثرات ہیں جن کو مولانا نے نیچے کے تیرہ[13] شعروں میں واضح کیا ہے۔ زہر مار۔ جو لوگ میعاد و قدر کے معاملہ میں اسباب کو مؤثر بالذات اور خدا کا غیر سمجھتے ہیں وہ ہلاک ہوتے ہیں۔ خوشگوار۔ یہ مسئلہ اُن کیلئے خوشگوار ہے جو اسباب کی کثرت میں وحدت حق کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

[2] زہر۔ اُن لوگوں کیلئے ہے جو اسباب کی کثرت کو غیر حق سمجھ بیٹھتے ہیں۔ دوا۔ اُن لوگوں کیلئے ہیں جو کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ خوف۔ یعنی یہی مسئلہ خوف کا سبب ہے اور اسی سے اُمید وابستہ ہے نیز دل اسکے سمجھنے میں کبھی بخل سے کام لیتا ہے کبھی سخا سے کام لیتا ہے۔ فقر۔ یعنی دولتِ ایمان سے تہی دست بنا دیتا ہے کبھی ایمان سے مالا مال کر دیتا ہے۔ کبھی قہرِ خداوندی کا سبب بنتا ہے کبھی رضائے الٰہی کا سبب بنجاتا ہے۔

[3] جور۔ جبکہ اس مسئلہ کو غلط طور پر انسان سمجھے تو یہی ظلم ہے۔ صحیح سمجھے تو اپنے ساتھ وفاداری ہے۔ حصولِ سعادت سے مانع بھی ہے اور سعادت عطا بھی کرتا ہے۔ دُرد۔ تلچھٹ۔ صفا یعنی صاف شراب۔ حنظل۔ اندرائن۔

ایں جا یعنی جبکہ اسکو صحیح طور پر نہ سمجھے۔ غورہ۔ کچا انگور یعنی محل کے بدلنے سے چیزوں کے خواص اور تاثیرات بدل جاتی ہیں۔

باز در خُم اُو شود تلخ و حرام[1] — در مقامے سر کگے نِعمَ الْاِدَام
پھر مٹکے میں وہ کڑوا اور حرام بن جاتا ہے — سرکے کے مقام پر وہ بہترین سالن ہے

ایں چنیں باشد تفاوت در امور — مردِ کامل ایں شناسد در ظہور
اسی طرح معاملات میں فرق ہوتا ہے — کامل انسان اس کو خوب پہچانتا ہے

در بیانِ آنکہ آنچہ ولیِ کامل کند مریداں را نشاید گستاخی کردن و ہماں فعل کردن کہ حلوا طبیب را زیاں ندارد و مریض را زیاں دارد و سرما و برف انگورِ رسیدہ را زیاں ندارد اما غورہ را زیاں دارد کہ در راہ است و نارسیدہ لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ صدق اللّٰہ

اس بات کے بیان میں جو ولیِ کامل کرے مریدوں کے لئے گستاخی کرنا اور وہ کام کرنا مناسب نہیں ہے اس لئے کہ حلوا طبیب کو مُضر نہیں ہے اور مریض کو نقصان پہنچاتا ہے اور جاڑا اور برف پکے انگور کو نقصان نہیں پہنچاتا ہے لیکن کچے انگوروں کو نقصان پہنچا دیتا ہے کیونکہ ابھی راہ میں ہیں اور پختہ نہیں ہیں تاکہ اللہ بخشدے تیرے اگلے پچھلے گناہ۔ اللہ نے سچ فرمایا

گر ولی زہرے خورد نوشے شود — ور خورد طالب سیہ ہوشے شود
اگر ولی زہر کھائے تریاق ہو جائے — اگر طالب کھائے تو بے ہوش ہو جائے

رَبِّ هَبْ لِیْ[2] از سلیماں آمد است — کہ مدہ غیرِ مرا ایں مُلک و دست
"رَبِّ هَبْ لِیْ" حضرت سلیمانؑ سے منقول ہے — کہ میرے سوا کسی کو یہ سلطنت اور غلبہ عطا کر

تو مکن با غیرِ من ایں لطف و جود — ایں حسد را ماند اما آں نبود
میرے غیر پر تو یہ مہربانی اور عطا نہ فرما — یہ حسد سے مشابہ ہے، لیکن حسد نہیں تھا

نکتۂ لَا یَنْبَغِیْ میخواں بجاں — سرِّ مِنْ بَعْدِیْ ز بُخلِ اُو مداں
"لَا یَنْبَغِیْ" کا نکتہ غور سے پڑھ — "مِنْ بَعْدِیْ" کا راز اُن کے بخل کی وجہ سے نہ سمجھ

بلکہ اندر مُلک دید اُو صد خطر — مُو بمُو[3] مُلکِ جہاں بُد بیمِ سر
بلکہ سلطنت میں اُنھوں نے سو خطر محسوس کئے — پوری دنیا کی سلطنت، جان کا خطرہ تھی

بیمِ سر یا بیمِ سِر یا بیمِ دیں — امتحانے نیست ما را مثلِ ایں
جان کا خطرہ یا روحانی خوف یا دین کا خوف — ہمارے لئے اس جیسی کوئی آزمائش نہیں ہے

---

[1] حرام۔ جب شیرۂ انگور خمر بنجائے تو حرام ہے سرکہ بنجائے تو بہترین سالن ہے۔ لِیَغْفِرَ لَكَ۔ بعض مباحات کاملوں کے لئے مفید ہیں۔ لیکن ناقصوں کیلئے مضر ہوتے ہیں، حضورؐ کا وہ مقام تھا جسمیں کسی مباح سے تلذذ اور نفع اندوزی نقصان کا سبب نہیں بن سکتی تھی۔

[2] رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ یہ حضرت سلیمانؑ کی دعا ہے جو قرآن میں منقول ہے یعنی اے خدا میری جیسی سلطنت میرے بعد کسی کو نہ دینا۔ مولانا اس آیت کا مطلب یہ سمجھا رہے ہیں کہ یہ دعا حسد پر مبنی نہ تھی بلکہ حضرت سلیمانؑ یہ سمجھتے تھے کہ اس عظیم الشان سلطنت کا بار میں تو اٹھا سکتا ہوں کوئی دوسرا نہیں اُٹھا سکے گا اس لئے اس قسم کی سلطنت مُضر ہوگی تو یہ فرمانا دوسروں پر شفقت کی وجہ سے تھا نہ کہ حسد کی وجہ سے۔

[3] مُو بمُو۔ بال بال، یعنی مکمل۔ بیمِ سَر۔ جان کا خوف۔ بیمِ سِر یعنی روح کے لئے خطرہ۔ بیمِ دیں۔ یعنی دین کے لئے خطرہ۔

پس سلیمانؑ ہمتے باید کہ او — بگذرد زیں صد ہزاراں رنگ[1] و بُو
پس کوئی سلیمانؑ جیسی ہمت والا چاہیئے کہ جو — اِن لاکھوں رنگ و بو سے دبچکر نکل جائے

باچناں قوّت کہ اُورا بُود ہم — موجِ آں مُلکش فرومی بست دم
اس قوت کے ہوتے ہوئے جو انکو حاصل تھی — اُس سلطنت کی موج میں اُن کا سانس گھٹ رہی تھیں

خواں وَاَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ[1] — چوں بماند از تخت و مُلک خود تہی
اَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ پڑھ — کس طرح اپنے تخت و سلطنت سے خالی ہوگئے

چوں برو بنشست زیں اندوہ گرد — بر ہمہ شاہانِ عالم رحم کرد
جب اُن پر اس غم کی گرد بیٹھی — دنیا کے تمام بادشاہوں پر ترس کھایا

شد تشفیع وگفت ایں مُلک و لوا[2] — باکمالے دہ کہ دادی مَر مرا
سفارشی بن گئے اور کہا یہ سلطنت اور جھنڈا — اُس کمال کے ساتھ عنایت فرما جو تو نے مجھے دیا ہے

ہر کرا بدہی و بکنی آں کرم — اُو سلیمان ست و آنکس ہم منم
جس کو تو عطا کرے اور وہ کرم کرے — وہ سلیمان ہے اور وہ میں ہی ہوں

اُو نباشد بعدی اُو باشد معی — خود معی چہ بُود منم بے مدّعی
وہ میرے بعد نہ ہوگا وہ میرے ساتھ ہوگا — میرے ساتھ ہونا کیا ہوتا ہے وہ میں ہی ہوں بغیر کسی مدعی کے

شرحِ ایں فرض ست گفتن لیک من — باز میگردم بقصّہ مرد و زن
اِس کی تشریح کرنا ضروری ہے لیکن میں — پھر مرد اور عورت کے قصہ کیطرف لوٹتا ہوں

مُخلَّص ماجرائے عرب وجفت اُو درِ فقر وشکایت

اعرابی اور اُس کی بیوی کے فقر اور شکایت کے قصہ کا خلاصہ

ماجرائے مرد و زن را مُخلَصے — باز می جوید روانِ مُخلصے
مرد اور عورت کے قصہ کے خلاصے کو — ایک مخلص کی روح تلاش کررہی ہے

ماجرائے مردوزن اُفتاد نقل — ایں مثالِ[3] نفسِ خود می دان وعقل
مرد اور عورت کا قصہ ایک مثال واقع ہوا ہے — اس کو اپنے نفس اور عقل کی مثال سمجھ

ایں زن و مردے کہ نفس ست و خرد — نیک بایست ست بہرِ نیک و بد
یہ عورت اور مرد جو کہ نفس اور عقل ہے — نیک اور بد کے لئے ضروری ہے

ویں دو پابستہ دریں خاکی سرا — روز و شب در جنگ و اندر ماجرا
یہ دونوں اِس عالمِ سفلی کے پابند ہیں — دن رات، جنگ اور بحث میں ہیں

---

[1] رنگ و بُو یعنی سلطنت کے گوناگوں مسائل۔ اقتدا۔ یعنی حضرت سلیمانؑ میں اس عظیم سلطنت کے بار کے تحمل کی قوت تھی لیکن پھر بھی وہ خلل انداز ہوئی۔ اَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ جَسَدًا۔ ہم نے ڈالدیا اُس کی کرسی پر ایک جسم، یہ آیت حضرت سلیمانؑ کے قصہ میں مذکور ہے جس کی تفسیر بعض مُفسّرین نے یہ کی ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے لاعلمی میں ایک مشرکہ عورت سے نکاح کرلیا جس کی پاداش میں آپکی وہ انگوٹھی صخر نامی جن لے گیا جس میں اُن کی سلطنت کا راز مُضمر تھا اور آپکے تختِ سلطنت پر قابض ہوگیا چند روز بعد وہ انگوٹھی پھر حضرت سلیمانؑ کے ہاتھ آئی تب تختِ سلطنت پر دوبارہ قابض ہوئے۔

[2] لوا۔ جھنڈا۔ کہا۔ تاکہ وہ اِس کمال کے ذریعہ غلطی کی تلافی کرسکے۔ بعدی۔ مولانا نے اسکے معنی یہ لئے ہیں کہ وہ مجھ سے کم رتبہ نہ ہو۔ معی۔ میرے ساتھ یعنی کمالات میں مجھ جیسا ہو۔ مُخلَّص۔ میم اور لام کے فتحہ کے ساتھ، خلاصہ۔ میم کے ضمہ اور لام کے کسرہ کے ساتھ، خالص محبت والا دوست

[3] ایں مثال یعنی عورت سے مراد نفس اور مرد سے مراد عقل ہے۔ پابستہ۔ مُقیّد۔ خاکی سرا۔ دنیا۔ ماجرا جھگڑا

زن ہمی خواہد حویجِ[۱] خانقاہ — یعنی آبِ رُو و نان و خوان و جاہ
عورت گھر کی ضروریات چاہتی ہے — یعنی آبرو اور روٹی اور خوان اور عزت

نفس ہمچوں زن پئے چارہ گری — گاہ خاکی گاہ جوید سروری
نفس عورت کی طرح تدبیر کے درپے ہے — کبھی عاجزی کرتا ہے کبھی بڑائی چاہتا ہے

عقل خود زیں فکرہا آگاہ نیست — در دماغش جز غمِ اللہ نیست
عقل، اِن افکار سے واقف نہیں ہے — اُس کے دماغ میں اللہ کے غم کے سوا کچھ نہیں ہے

گرچہ سرِ قصہ ایں دانہ است و دام — صورتِ قصہ شنو اکنوں تمام
اگرچہ قصہ کا راز یہ دانہ ہے، اور جال — قصہ کا ظاہر ہے، اب پورا قصہ سُن

گر بیانِ معنوی کافی شدے — خلقِ عالم عاطل و باطل بُدے
اگر باطن کا بیان مکمل ہو جائے — عالَم کی پیدائش بیکار اور باطل ہو جائے

گر محبت فکرت و معنے ستے — صورتِ صوم و نمازت نیستے
اگر محبت، فکر اور باطنی معاملہ ہوتا — تو تیری نماز اور روزے کی صورت معدوم ہو جاتی

ہدیہ[۲] ہائے دوستاں باہم دگر — نیست اندر دوستی الّا صُوَر
دوستوں کے ایک دوسرے کو تحفے — دوستی میں محض صورتیں ہیں

تا گواہی دادہ باشد ہدیہ ہا — بر محبت ہائے مُضمر در خفا
تاکہ تحفے گواہی دیں — اندر چھپی ہوئی محبتوں پر

زانکہ احساں ہائے ظاہر شاہد اند — بر محبت ہائے سرّ اے ارجمند
کیونکہ ظاہری احسانات گواہ ہیں — اے گرامی قدر! چھپی ہوئی محبتوں پر

شاہدت[۳] گر راست باشد گہ دروغ — مست گاہے از مے و گاہے ز دوغ
تیرا گواہ کبھی سچا ہوتا ہے کبھی جھوٹا — مست کبھی شراب سے اور کبھی چھاچھ سے

دوغ خوردہ مستئے پیدا کند — ہائے و ہوئے و سرگرانیہا کند
چھاچھ پینے والا مستی ظاہر کرتا ہے — ہائے و ہو اور نشہ دکھاتا ہے

آں مُرائی در صلوٰۃ و در صیام — می نماید جدّ و جہدے بس تمام
ریاکار نماز اور روزے میں — ق پوری جدّ و جہد ظاہر کرتا ہے

تا گماں آید کہ او مستِ ولاست — چوں حقیقت بنگری غرقِ ریاست
تاکہ گمان ہو جائے کہ وہ دوستی سے مست ہے — جب تو اصلیت دیکھے گا تو وہ ریاکاری میں غرق ہے

---

۱ حویج۔ حائج کا اختصار ہے۔ خانقاہ۔ گھر۔ خاکی۔ عاجزی۔ سروری۔ سرداری۔ گرچہ۔ یعنی اس قصہ کی حقیقت بمنزلہ دانہ کے ہے اور قصہ کی صورت جال ہے۔ معنوی۔ باطنی۔ عاطل۔ بیکار، عبث۔ باطل۔ لغو۔ گر محبت۔ اگر محبتِ خداوندی محض ایک باطنی معاملہ ہوتا تو پھر نماز، روزہ کی فرضیت کی ضرورت نہ ہوتی، حالانکہ یہ بھی شریعت میں ضروری ہیں۔

۲ ہدیہ ہائے۔ دوستوں میں باہمی تحفے کا لین دین قلبی محبت کے گواہ ہیں جو دل میں چھپی ہوئی ہے۔ مُضمر۔ پوشیدہ۔ خفا۔ باطن۔ احسانہائے ظاہر۔ ظاہری احسانات چھپی ہوئی محبت کے گواہ ہوتے ہیں۔ ارجمند۔ بوزن نقشبند، صاحبِ مرتبہ، عزیز۔

۳ شاہد۔ لیکن گواہ ہمیشہ سچا ہی نہیں ہوتا جو ظاہری مستی دکھاتا ہے کبھی وہ حقیقتاً مست ہوتا ہے کبھی اس کی مستی بناوٹی ہوتی ہے۔ دوغ۔ مٹھا، چھاچھ۔ مُرائی۔ ریاکار یعنی ریاکار کی نماز اور روزہ جھوٹے گواہ ہیں اس کا دل محبتِ خداوندی سے خالی ہوتا ہے۔ ولا۔ دوستی۔ ریا۔ دکھاوا۔

حاصل، اَفعالِ[1] برونی رہبرست
اَلحاصل، ظاہری اَفعال رہبر ہیں

تانشاں باشد بر آنچہ مُضمرست
تاکہ اُس چیز کی علامت بنیں جو پوشیدہ ہے

راہبر گہ حق بود گاہے غلط
رہبر، کبھی صحیح ہوتا ہے، کبھی غلط ہوتا ہے

گہ گزیدہ باشد و گاہے سَقط
کبھی برگزیدہ ہوتا ہے، کبھی ناکارہ ہوتا ہے

یارب آں تمیز دِہ مارا بخوست
اے خدا! درخواست پر ہمیں وہ تمیز عطا کر دے

تاشناسیم آں نشانِ کژ زِ راست
کہ ہم غلط علامت کو صحیح علامت سے جدا سمجھ سکیں

حِس را تمییز دانی چوں شود
تجھے معلوم ہے حِس کو تمیز کیسے حاصل ہوتی ہے؟

زانکہ حِس یَنظُر بِنُورِ اللہ بُود
جبکہ حِس "وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے" بنجائے

ور اثر نبُوَد سبب ہم مُظہِرست
اگر اثر نہ پایا جائے سبب بھی ظاہر کرنیوالا ہے

ہمچو خویشی کز محبت مُخبِرست
جیسے رشتہ داری، جو محبت کی خبر دینے والی ہے

نبُوَد[2] آنکہ نورِ حقش شد امام
جس شخص کیلئے اللہ کا نور امام بنجائے وہ نہیں رہتا

مَر اثر ہا یا سبب ہا را غلام
آثار اور اَسباب کا غلام

چونکہ نور اللہ در آید در مَشام
جب اللہ کا نور دماغ میں سَما جاتا ہے

مَر اثر را یا سبب را نبُوَد غلام
وہ اثر یا سبب کا غلام نہیں رہتا

تا محبت در درون شعلہ زند
جب باطن میں محبت شعلہ زن ہوتی ہے

زفت گردد وز اثر فارغ کُند
تو قوی ہو جاتی ہے اور اثر سے فارغ کردیتی ہے

حاجتش نبُوَد پئے اِعلامِ مِہر
محبت کیلئے ظاہر کرنے کیلئے اُسکو کوئی ضرورت نہیں رہتی ہے

چوں محبت نورِ خود زد بر سپہر
جبکہ محبت اپنا نور آسمان پر پہنچا دیتی ہے

ہست تفصیلات تا گردد تمام
بہت تفصیلات ہیں کہ پوری ہو

ایں سخن لیکن بجو تو والسلام
یہ بات، لیکن تو خود تلاش کرلے والسلام

گرچہ[3] شد معنیٰ دریں صورت پدید
اگرچہ معنی اِس صورت میں ظاہر ہوئے ہیں

صورت از معنیٰ قریبست و بعید
(لیکن) صورت معنے سے قریب بھی ہے اور دور بھی ہے

در دلالت ہمچو آبند و درخت
دلالت کرنے میں پانی اور درخت کیطرح ہیں

چوں بماہیّت روی دور اند سخت
تو اگر حقیقت پر غور کریگا (ایکدوسرے سے) بہت دور ہیں

دانہ بیں کز آب و خاک و آفتاب
دانہ کو دیکھ پانی اور مٹی اور سورج کی وجہ سے

چوں درختے گشت در عالم شتاب
کیسے بہت جلد دنیا میں درخت بن گیا

[1] اَفعالِ برونی۔ ظاہری اَفعال۔ گزیدہ۔ برگزیدہ، یعنی سچا راہبر۔ سَقط۔ بیکار، ناکارہ۔ بخواست۔ یعنی ہماری درخواست ہے۔ نشان۔ علامت یعنی ظاہری اَعمال۔ حِس۔ یعنی عمل حقیقی اور ریاکاری میں انسان جب فرق کر سکتا ہے جب اُسکو اللہ اپنا نور عطا فرمائے۔ ور اثر۔ یعنی ظاہری اعمال کے علاوہ اور اَسباب بھی محبت کا پتہ دیتے ہیں مثلاً رشتہ داری ہے، اگر ظاہری لین دین نہ ہو تو بھی رشتہ داری یہ بتاتی ہے کہ باہمی محبت ہے۔ مُظہِر۔ ظاہر کرنیوالا۔ مُخبِر۔ خبر دینے والا۔

[2] نبُوَد۔ یعنی جب نورِ خداوندی دل میں سما جاتا ہے تو اَعمالِ ظاہری بتقاضائے محبت صادر ہوتے ہیں، ثواب عذاب یا اظہارِ عبودیت اُنکا مقصود نہیں ہوتا ہے۔ تا محبت۔ جب کسی کے باطن میں محبت کی آگ لگی ہوتی ہے اور وہ محبت توانائی حاصل کرلیتی ہے تو بغیر علامتوں کے بھی پہچانی جاتی ہے۔ اِعلام۔ بتانا۔ لیکن بجو تو اِس مضمون کی تفصیلات بہت ہیں تو خود تلاش کرلے

[3] گرچہ۔ یعنی محبت کا ظہور بصورتِ اَعمال ہوتا ہے لیکن محبت اور علامت میں بہت مناسبت بھی ہے اور دونوں ایکدوسرے سے جدا بھی ہیں۔ در دلالت۔ درخت کی سبزی پانی کے وجود کو بتاتی ہے لیکن پانی اور درخت دو جداگانہ حقیقتیں ہیں۔ دانہ۔ درخت، بیج، مٹی، پانی اور سورج کی گرمی سے بنتا ہے لیکن ان سب کی حقیقتیں ایک دوسرے جدا ہیں

در بماہیت بگردانی نظر — دور دور اند ایں ہمہ از یک دگر
اگر تو حقیقت پر نظر ڈالے — ایک دوسرے سے بہت دور ہیں

ترکِ ماہیات و خاصیات گو — شرح کُن اَقوالِ آں دُو رزق جو
ماہیتوں اور خاصیتوں (کے بیان) کو چھوڑ — اُن دونوں رزق کے طلبگاروں کی باتوں کی بیان کر

باز گو از ماجرائے مرد و زن — زانکہ انجامے ندارد ایں سخن
مرد اور عورت کا قصہ پھر سُنا — اِس لئے کہ اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے

دل نہادنِ مردِ عرب بر التماسِ[۱] دلبرِ خویش و سوگند خوردنِ کہ مرا دریں تسلیم حیلتے و امتحانے نیست

اعرابی کا اپنی محبوبہ کی بات پر راضی ہو جانا اور قسم کھانا کہ اِس رضامندی سے میرا مقصد کوئی حیلہ اور آزمائش نہیں ہے

مَرد گفت اکنوں گذشتم از خلاف — حُکم داری تیغ بَرکش از غلاف
مَرد نے کہا اب میں خلاف سے باز آیا — تجھے حکم دینے کا حق ہے تلوار نیام سے نکال لے

ہر چہ گوئی مُر ترا فرماں بَرم — در بد و نیک آید آنرا ننگرم
جو تو کہے گی تیرا حکم بجا لاؤں گا — اگر اچھائی بُرائی آئیگی اُس کو نظر انداز کر دونگا

در وجودِ تو شوم من مُنعدِم[۲] — چوں محبّم حُبّ یُعْمِی وَ یُصِم
میں تیرے وجود میں فنا ہو جاؤں گا — جبکہ میں عاشق ہوں محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے

گفت زن آہنگِ بِرّم می کُنی — یا بحیلت کشفِ سِرّم می کُنی
عورت نے کہا، تو میرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کر رہا ہے — یا چالاکی سے میرا راز کھول رہا ہے

گفت وَاللهُ عَالِمُ السِّرِّ الْخَفِي — کافرید از خاک آدم را صفی
اُسنے کہا اللہ (تعالیٰ) چھپے ہوئے بھید کو جاننے والا ہے — جس نے برگزیدہ آدم (علیہ السلام) کو مٹی سے پیدا کیا ہے

در سہ گز قالب کہ دادش وانمود — آنچہ در اَرواح و در الواح[۳] بود
تین گز کے جسم میں جو انکو دیا، ظاہر فرما دیں — وہ تمام چیزیں جو روحوں اور تختیوں میں تھیں

یاد دادش لوحِ محفوظِ وجود — تا ابد انست آنچہ در الواح بود
اُن کو وجود کی لوحِ محفوظ یاد کرادی — یہانتک کہ وہ اُن تمام باتوں کو جان گئے جو تختیوں میں تھیں

تا ابد ہر چہ کہ از پس بود و پیش — درس کرد از عَلَّمَ الْاَسْمَاءِ خویش
ابد تک جو ماضی اور مستقبل میں تھا — اپنے اسماء کی تعلیم کے ذریعہ اُن کو پڑھا دیا

---

[۱] اِلتماس۔ گزارش۔ دلبر۔ معشوق۔ سوگند۔ قسم۔ گذشتم از خلاف۔ میں نے اِختلاف چھوڑ دیا۔ حکم داری۔ تجھے حکم دینے کا اختیار ہے۔ تیغ۔ یعنی تلوار چلائے تو گردن حاضر ہے۔

[۲] مُنعدِم۔ محو، فنا۔ محبّم۔ محب ہستم۔ یُعْمِی۔ اندھا کر دیتا ہے۔ یُصِم۔ بہرا کر دیتا ہے۔ بِرّ۔ احسان، سلوک۔ حیلت۔ تدبیر۔ کشفِ سِرّ۔ راز کھولنا۔ آفریدن۔ پیدا کرنا۔ صفی۔ برگزیدہ، منتخب۔ قالب۔ یعنی جسمِ آدمؑ۔

[۳] اَلواح۔ لوح کی جمع ہے، تختی، الواح سے لوحِ محفوظ مُراد ہے یا دیگر لوحیں مراد ہیں۔ ابد۔ ختم نہ ہونے والا مستقبل زمانہ۔

تاملک بیخود شد از تدریسِ او
اُس علم کی تعلیم سے فرشتے مدہوش ہو گئے
قُدسِ دیگر یافت از تقدیسِ او[1]
اُن فرشتوں نے (اللہ کی) پاکی بیان کرکے اور پاکی حاصل کر لی

آں کشادِ شاں کہ از آدم رُونمود
وہ انکشافات جو انکو (حضرتِ) آدمؑ سے حاصل ہوئے
در کشادِ آسمانہا شاں نبود
وہ آسمانوں کے انکشافات میں انکو حاصل نہ تھے

در فضائے عرصۂ آں پاک جاں
اُس پاک جان کے میدان کی وسعت (کے مقابلہ) میں
تنگ آمد عرصۂ ہفت آسماں
ساتوں آسمانوں کا میدان تنگ ہو گیا

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے
من نگنجم ہیچ در بالا و پست
میں اوپر نیچے (کہیں) نہیں سما سکتا ہوں

در زمین و آسمان و عرش نیز
زمین اور آسمان اور عرش میں بھی
من نگنجم ایں یقیں داں اے عزیز
میں نہیں سما سکتا ہوں، اے پیارے! یقین کر

در دلِ مومن بگنجم اے عجب
تعجب ہے، مومن کے دل میں سما جاتا ہوں
گر مرا جوئی دراں دلہا طلب
اگر میری تلاش کرے اِن دلوں میں تلاش کر

گفت[2] فادخل فی عبادی تلتقی
(اللہ تعالیٰ) نے فرمایا میرے بندوں میں داخل ہو جا تو پالیگا
جنّۃً من رُؤیتی یا مُتّقی
میرے دیدار کی جنت اے پرہیزگار!

عرش[3] با آں نور و پہنائی خویش
عرش نے باوجود اپنے نور اور وسعت کے
چوں بدید اُو را برفت از جائے خویش
جب اُس کو دیکھا، بے قرار ہو گیا

خود بزرگی عرش باشد بس پدید
عرش کی بڑائی بہت واضح ہے
لیک صورت کیست چوں معنی رسید
لیکن صورت کیا چیز ہے جب معنی آپہنچیں؟

ہر ملک می گفت ما را پیش ازیں
ہر فرشتہ کہتا تھا، ہمیں اس سے پہلے
اُلفتے می بود بر روئے زمیں
روئے زمین سے محبت تھی

تخمِ خدمت در زمیں می کاشتیم
ہم نے زمین میں خدمت کے بیج بوئے تھے
زاں تعلق ما عجب می داشتیم
اُس تعلق سے ہم متعجب تھے

کایں تعلق چیست با ایں خاکداں
کہ اس زمین سے یہ تعلق کیسا ہے؟
چوں سرشتِ ما بُدست از آسماں
جبکہ ہمارا خمیر آسمان سے ہے

اِلف ایں انوار با ظلمات چیست
اِن نوروں کو تاریکیوں سے محبت کیوں ہے؟
چوں تواند نور با ظلمات زیست
نور تاریکیوں کیساتھ کیسے زندہ رہ سکتا ہے!

[1] تقدیس یعنی فرشتوں نے کہا سُبحٰنَکَ لَا عِلمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمتَنَا۔ اے خدا تیری ذات پاک ہے ہمیں بجز اسکے کچھ معلوم نہیں جو تو نے ہمیں بتا دیا ہے۔ آں کشاد۔ جو معلومات فرشتوں کو آدمؑ سے حاصل ہوئیں وہ آسمانوں سے حاصل نہ تھیں۔ در فضائے۔ اسماء کی تعلیم کے بعد آدمؑ کی وسعتوں کی آسمانوں میں گنجائش نہ تھی۔ گفت پیغمبر۔ حدیثِ قدسی ہے۔ لَا یَسَعُنِی اَرضِی وَلَا سَمَائِی وَلٰکِن یَسَعُنِی قَلبُ عَبدِیَ المُؤمِنِ۔ مجھے نہ میری زمین سما سکتی ہے نہ میرا آسمان ہاں میرے مومن بندے کا دل سما سکتا ہے۔

[2] گفت۔ قرآنِ پاک میں ہے۔ فَادخُلِی فِی عِبَادِی وَادخُلِی جَنَّتِی۔ پس داخل ہو ہمارے بندوں میں اور داخل ہو جا ہماری جنت میں۔ مولانا نے اس آیت کا مطلب یہ لیا ہے کہ مومن کے دل میں سما کر دیدار کی جنت میں پہنچ جا، یعنی قلبِ مومن میں اللہ کی رویت میسر آسکتی ہے۔

[3] با۔ باوجود۔ پہنا۔ وسعت۔ از جا رفتن۔ بیقرار ہونا۔ صورت۔ یعنی مادی چیز۔ معنی۔ یعنی روحانی چیز۔ خاکداں۔ زمین۔ اِلف۔ اُلفت محبت۔ انوار۔ یعنی ملائکہ۔ ظلمات۔ یعنی دنیا کی چیزیں۔

آدما آں اِلف از بوئے تو بود — زانکہ جسمت را زمیں بد تار و پود[1]

اے آدمؑ! وہ محبت تیری خوشبو کی وجہ سے تھی — کیونکہ تیرے جسم کا تانا بانا زمین تھی

جسمِ خاکت را ازیں جا یافتند — نورِ پاکت را در آنجا تافتند

تیرے خاکی جسم کو اِس جگہ سے حاصل کیا — تیرے پاک نور کو اُس جگہ پہ چمکایا

ایں کہ جانِ ما ز روحت یافت ست — پیش پیش از خاک آں می تافت ست

یہ جو کچھ ہماری جان نے تیری روح سے حاصل کیا ہے — پہلے پہلے زمین سے چمکا ہے

در زمیں بودیم و غافل از زمیں — غافل از گنجے کہ در وے بد دفیں

ہم زمین پر تھے اور زمین سے غافل تھے — اُس خزانہ سے غافل تھے جو اُس میں مدفون تھا

چوں سفر فرمود ما را زاں مقام — تلخ شد ما را ازاں تحویل کام

جب ہمیں اُس جگہ سے سفر کرنے کا حکم فرمایا — اُس تبدیلی سے ہمارا حلق کڑوا ہو گیا

تا کہ حجتہا ہمی گفتیم ما — کہ بجائے ما کہ آید اے خدا

یہاں تک کہ ہم نے حجتیں کیں — کہ اے خدا! ہماری جگہ کون آئیگا؟

نورِ ایں تسبیح و ایں تہلیل را — می[5] فروشی بہرِ قال و قیل را

اِس تسبیح اور تہلیل کے نور کو — تو لڑائی، جھگڑے سے تبدیل کرتا ہے

حلمِ حق گسترد بہرِ ما بساط — کہ بگوئید از طریقِ انبساط

اللہ (تعالیٰ) کے حلم نے ہمیں موقع دیا ق — کہ کھل کر کہو

ہر چہ آید بر زباں تاں بے حذر — ہمچو طفلانِ یگانہ با پدر

بلاخوف، جو تمہاری زبان پر آئے — جیسے بے تکلف بچے اپنے باپ سے

ما ہمی دانیم خود رازِ شما — لیک می خواہیم آوازِ شما

خود ہم تمہارے راز کو جانتے ہیں — لیکن تمہاری آواز (میں)، سننا چاہتے ہیں

زانکہ ایں دمہا[5] چہ گر نالائق ست — رحمتِ من بر غضب ہم سابق ست

اسلئے کہ یہ معمولی باتیں اگرچہ مناسب نہیں ہیں — (لیکن) میری رحمت غصہ پر سبقت رکھتی ہے

از پئے اظہارِ ایں سبق اے ملک — در تو بنہم داعیۂ اشکال و شک

اے فرشتو! اِس سبقت کے اظہار کیلئے — میں تم میں اِشکال اور شک کا داعیہ پیدا کر رہا ہوں

تا بگوئی و نگیرم بر تو من — منکرِ حلمم نیارد دم زدن

تاکہ تم کہو اور میں تم پر گرفت نہ کروں — میری بردباری کا منکر دم نہ مار سکے

لے تار و پود۔ تانا، بانا۔ جسمِ خاکت۔ یعنی آدمؑ کا جسم تو خاکی ہے اُس میں نورِ علم آسمانی ہے۔ ایں کہ۔ یعنی علم کا نور۔ چوں سفر۔ اللہ نے فرشتوں کو زمین سے منتقل ہونے کا حکم دیا تو فرشتوں پر یہ حکم بھاری پڑا۔ حجتہائے۔ یعنی فرشتوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ تو زمین میں ہماری جگہ انسانوں کو بسانا چاہتا ہے جو زمین میں فتنہ و فساد برپا کر دینگے۔ ۵ می فروشی۔ یعنی فرشتوں نے کہا کہ ہم تو تیرے زمین پر تیری تسبیح و تہلیل کرتے ہیں تو انسانوں کو آباد کریگا تو وہ تسبیح و تہلیل کے بجائے فتنہ و فساد کرینگے۔ حلم۔ بردباری۔ گستردن۔ بچھانا۔ بساط۔ بچھونا۔ بساط گستردن۔ موقع دینا۔ انبساط۔ خوشی۔ کشاکش دل۔ بے حذر۔ بلاخوف۔ آوازِ شما۔ یعنی تمہاری زبان اور آواز سے ہم سننا چاہتے ہیں۔ ۵ دمہا۔ چہ تصغیر کیلئے ہے یعنی ادنیٰ باتیں۔ سبقت۔ حدیثِ قدسی ہے۔ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ میری رحمت میرے غصہ سے آگے ہے۔ سبق۔ سبقت۔ داعیہ۔ جذبہ۔ تابگوئی۔ یعنی تاکہ فرشتے اعتراض کریں اور میں گرفت نہ کروں اور میرے علم کا ثبوت ہو جائے اور آئندہ کے لئے انکار کا موقع نہ ہو۔

صد[1] پدر صد مادر اندر حلمِ ما
سَو باپ اور سَو مائیں ہمارے حِلم میں
ہر نفس زاید در افتد در فنا
ہر لمحہ پیدا ہو کر فنا ہو رہی ہیں

حِلمِ ایشاں کفِ بحرِ حلمِ ماست
اُن کا حلم ہمارے حِلم کے سمندر کا جھاگ ہے
کف رَوَد آید و لے دریا بجاست
جھاگ تو آتے جاتے ہیں لیکن دریا (اپنی) جگہ پر ہے

خود چہ گویم پیشِ آں دُر ایں صدف
میں کیا بتاؤں، اُس موتی کے سامنے یہ سیپ
نیست اِلّا کف کف کف کف
جھاگ ہی جھاگ کے سِوا کچھ بھی نہیں ہے

حقِ آں کف حقِ آں دریائے صاف
اُس جھاگ کی قسم اور اُس صاف دریا کی قسم
کامتحانی نیست ایں گفت و نہ لاف
یہ گفتگو نہ آزمائش ہے نہ بکواس

از سرِ مہر و صفا ہست و خضوع
محبت اور خلوص اور عاجزی کی وجہ سے ہے
حقِ آنکس کہ بدو دارم رُجوع[2]
اُس ذات کی قسم جس کی طرف مجھے لَوٹنا ہے

گر بہ پیشت امتحان ست ایں ہوس
اگر تیرے نزدیک یہ خواہش آزمائش کیلئے ہے
امتحاں را امتحاں کُن یک نفس
تھوڑی دیر کیلئے آزمائش کو آزمالے

سِر مپوشاں تا پدید آید سِرم
راز کو نہ چھپا، تاکہ میرا راز (بھی) ظاہر ہو جائے
امر کُن تو ہر چہ بر وے قادرم
جو میں کر سکتا ہوں اُس کا حکم دے

دل مپوشاں تا پدید آید دلم
دل (کی بات) نہ چھپا، تاکہ میرے دل (کی بات) ظاہر ہو جائے
تا قبول آید ہر آنچہ قابلم
تاکہ جس بات کے میں قابل ہوں اُسکو قبول کرلوں

چہ کُنم در دست من چہ چارہ است
کیا کروں میرے قابو میں کیا تدبیر ہے!
در نگر تا جانِ من چہ کارہ است
غور کرلے، میں کس کام کا ہوں

تعیین کردنِ زن طریقِ طلبِ روزی شوئے

عورت کا اپنے شوہر کے لئے روزی طلب کرنے کا راستہ متعین کرنا

خود را و قبول کردنِ او

اور اُس کا قبول کرلینا

گفت زن نک آفتابے تافتست
عورت نے کہا، یہ آفتاب چمکا ہے
عالمے زو روشنائی یافتست
(اور) دنیا نے اُس سے روشنی پائی ہے

نائبِ رحماں خلیفہ کردگار
خدا کا قائم مقام، اللہ کا خلیفہ
شہرِ بغداد[3] ست ازوے چوں بہار
بغداد شہر اُس کی وجہ سے موسمِ بہار جیسا ہے

---

[1] صد پدر یعنی سینکڑوں ماں باپ کی بردباری اللہ کی بردباری کے سامنے ہیچ در ہیچ ہے۔ کف۔ جھاگ۔ سمندر کے مقابلہ میں جھاگ بے حقیقت چیز ہوتی ہے۔ دُر۔ یعنی علم باری تعالیٰ۔ صدف۔ یعنی ماں باپ کی بردباری۔ گفت۔ گفتگو۔ لاف۔ گپ، بکواس۔ حقِ آں کف۔ یہ مقولہ بدو کا شروع ہوا ہے، بیوی نے کہا تھا کہ تیرا اظہارِ محبت امتحان کے لئے ہے یا حقیقت پر مبنی ہے اسکے جواب میں کہا ہے کہ میری باتیں محبت پر مبنی ہیں امتحانی اور آزمائشی نہیں ہیں۔

[2] رجوع۔ واپسی یعنی مرنے کے بعد۔ صفا۔ خلوص۔ خضوع۔ عاجزی، انکساری۔ ہوس۔ یعنی ملنے کی خواہش۔ سِر۔ راز۔ قادر۔ قدرت والا۔ چہ کنم۔ اب جبکہ تو روزی کمانے کو کہتی ہے تو بتا کس طرح کماؤں۔ نک۔ اینک، اب۔ آفتاب۔ یعنی خلیفہ وقت۔

[3] بغداد ——— عراق کا مشہور شہر ہے اس میں باغ داد تھا اس باغ میں بیٹھ کر نوشیرواں انصاف کیا کرتا تھا۔

گر بہ پیوندی بداں شہ شہ شوی
اگر تو اُس بادشاہ سے وابستہ ہو جائیگا بادشاہ بنجائیگا
سوئے ہر ادبار تا کے می روی
ہر نحوست کی طرف کب تک چلے گا؟

ہمنشینیِ مُقبلاں چوں کیمیاست
نصیبہ ور لوگوں کی مُصاحبت، کیمیا ہے
چوں نظر شاں کیمیائے خود کجاست
اُن کی نظر جیسی، کیمیا (بھی)، کب ہے؟

چشمِ احمدؐ بر ابوبکرؓ زدہ
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نگاہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر پڑی
اُو زیک تصدیق صِدّیقے شُدہ
وہ ایک تصدیق سے صِدّیق ہو گئے

گفت من شہ را پذیرا چوں شوم
اُس نے کہا بادشاہ کے یہاں میں مقبول کس طرح ہو سکتا ہوں؟
بے بہانہ سُوئے اُو من چوں روم
ذریعہ کے بغیر میں اُس کے پاس کیسے جاؤں؟

نسبتے باید مرا یا حیلتے
مجھے کوئی تعلق یا تدبیر چاہیئے
ہیچ پیشہ راست شد بے آلتے
کوئی پیشہ بغیر اوزار کے چلا ہے؟

ہمچو مجنونے کہ بشنید از یکے
مجنوں کی طرح، کہ جب اُس نے کسی سے سنا
کہ مرض آمد بہ لیلےٰ اندکے
کہ لیلےٰ کسی قدر بیمار ہے

گفت آوہ بے بہانہ چوں روم
بولا افسوس! بغیر بہانہ کے کیسے جاؤں؟
ور بمانم از عیادت چوں شوم
اگر مزاج پُرسی سے رہ جاؤنگا تو میرا کیا حال ہوگا؟

لَیْتَنِیْ کُنْتُ طَبِیْبًا حَاذِقًا
کاش میں ماہر طبیب ہوتا
کُنْتُ اَمْشِیْ نَحْوَ لَیْلیٰ شَائِقًا
لیلےٰ کے پاس شوق سے جاتا

قُلْ تَعَالَوْا گفت حق مارا بداں
اللہ (تعالےٰ) نے "قُلْ تَعَالَوْا" ہمارے لئے اِسی لئے فرمایا ہے
تا بُود شرمِ اِشکنی مار انشاں
تاکہ ہماری شرم ٹوٹنے کا نشان بن جائے

شب پَرّاں را گر نظر و آلت بُدے
چمگادڑوں کے لئے اگر نظر اور ذریعہ ہوتا
روز شاں جولانِ خوش حالت بُدے
دن میں اُن کی گردش اور اچھی حالت ہوتی

گفت چوں شاہِ کرم میداں رود
بولی جب شاہِ کرم میدان میں نکلتا ہے
عینِ ہر بے آلتی آلت شود
ہر بے سروسامانی، ذریعہ بن جاتی ہے

زانکہ آلت دعویٰ ست و ہستی ست
کیونکہ سامان تو دعویٰ اور انانیت ہے
کار در بے آلتی و پستی ست
(اصل) کام بے سروسامانی اور ذلت ہے

گفت کے بے آلتی سودا کنم
(شوہر نے) کہا کہ بے سروسامانی کا میں کب خیال کر سکتا ہوں؟
تا نہ من بے آلتی پیدا کنم
جب تک میں بے سروسامانی پیدا نہ کر لوں

لہ پیوندی۔ پیوستن کا فعل مضارع مخاطب ہے۔ شہ۔ یعنی خلیفہ۔ شہ۔ یعنی اللہ۔ ادبار۔ بدبختی۔ چوں۔ یعنی شاہوں کی نظر کیمیا سے بھی بڑھ کر ہے۔ یک تصدیق۔ یعنی معراج کے واقعہ کی تصدیق۔ صِدّیق۔ بہت سچ بولنے والا، بہت زیادہ تصدیق کرنیوالا، یہ حضرتِ ابوبکرؓ کا لقب ہے۔ پذیرا۔ مقبول۔ بہانہ۔ حیلہ۔ مجنوں۔ قیس عامری کا لقب ہے۔ عیادت۔ بیمار کی مزاج پُرسی کرنا۔ قُلْ تَعَالَوْا۔ قرآن پاک کی آیت ہے: "اے نبی کہہ دے چلے آؤ"

ٹہ شرمِ اِشکنی۔ شرم کو توڑنا یعنی اللہ تعالیٰ نے چلے آؤ فرما کر بغیر حیلہ جانے میں جو شرم تھی اس کو توڑا ہے۔ شاہِ کرم۔ بخشش والا بادشاہ۔ عینِ بے آلتی یعنی بے سروسامانی کامیابی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ زانکہ۔ ساز و سامان میں انانیت ہے جس سے محرومی ہوتی ہے۔ بے سروسامانی اور عاجزی سے سوال میں کامیابی ہوتی ہے۔

ٹہ بے آلتی بے سروسامانی۔ سودا خیال، شوق، یعنی تمنا ظاہر ہو جائے کہ تحفہ کی ضرورت نہ رہے۔

پس گواہے[1] بایدم بر مُفلسی — تا شہم رَحمے کُند در مُفلسی

پس مُفلسی پر میرا کوئی گواہ ہونا چاہئے — تاکہ بادشاہ مُفلسی میں مجھ پر رحم کرے

تو گواہی غیر گفت و گو و رنگ — وانما تا رحم آرد شاہِ شنگ

(اے مخاطب) تو (بھی) گفتگو اور وضع کے علاوہ کوئی گواہی — پیش کر تاکہ محبوب بادشاہ تجھ پر رحم کرے

کایں گواہی کش ز گفت و رنگ بُد — نزد آں قاضی القضاۃ آں جرح شد

اِسلئے کہ گواہی جو گفتگو اور وضع کی تھی — اَحکمُ الحاکمین کے سامنے مجروح ہو گئی ہے

پس گواہے[2] زاندروں می بایدم — نے گواہیِ برول می بایدم

مجھے کوئی باطنی گواہ درکار ہے — ظاہری گواہی کی مجھے ضرورت نہیں ہے

صِدق می باید گواہِ حالِ او — تا بتابد نورِ او بے قالِ او

سچائی اُس کے حال کی گواہ ہونی چاہئے — تاکہ اُس کا نور اُس کی گفتگو کے بغیر چمکے

ہدیہ بردنِ آں عرب سبوئے آبِ باراں از میانِ بادیہ سوئے بغداد بنزدِ خلیفہ و پنداشت کہ آنجا قحطِ آب ست

اُس بدوی کا جنگل سے بارش کے پانی کا مٹکا ہدیہ میں لے جانا خلیفۂ بغداد کے پاس اور اُس نے خیال کیا کہ وہاں پانی کا قحط ہے

گفت زن صدق آں بُود کز بودِ خویش — پاک برخیزی تو از مجہودِ خویش

عورت نے کہا کہ سچائی یہ ہے کہ اپنے وجود سے — اپنی کوشش سے بالکل علیحدہ ہو جا

آبِ باران ست ما را در سبو — مِلکت و سرمایہ و اسبابِ تو

ٹھلیا میں ہمارا بارش کا پانی ہے — جو تیری ملکیت اور سرمایہ اور اسباب ہے

ایں سبوئے آب را بردار و رو — ہدیہ ساز و پیشِ شاہنشاہ شو

پانی کی یہ ٹھلیا اُٹھا اور جا — تحفہ قرار دے اور بادشاہ کے پاس پہنچ جا

گو کہ ما را غیر زیں اسباب نیست — در مفازہ[3] ہیچ بہ زیں آب نیست

کہنا، ہمارے پاس اس سامان کے علاوہ کچھ نہیں ہے — جنگل میں اِس سے اچھا پانی نہیں ہے

گر خزانہ اش پُر زر و گوہر ست — ایں چنیں آبش نباشد نادر ست

اگرچہ اُسکا خزانہ موتیوں اور جواہر سے بھرا ہوا ہے — اُس کے پاس ایسا پانی نہ ہوگا، یہ، کیاب ہے

چیست آں کوزہ تنِ محصورِ ما — اندرو آب ایں حواسِ شورِ ما

وہ ٹھلیا کیا ہے؟ ہمارا گھرا ہوا بدن ہے — اُس میں پانی ہمارے نمکین حواس ہیں

---

[1] گواہے۔ صدق اور اخلاص کی کوئی علامت ہونی چاہئے تو گواہی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ خدا کے سامنے جانے کیلئے بھی اخلاص کی گواہی کی ضرورت ہے اگر دل میں اخلاص نہ ہوگا محض ظاہری گفتگو سے کام نہ چلے گا۔

[2] پس گواہے۔ شوہر نے کہا باطنی گواہ کی ضرورت ہے۔ صدق آں بود۔ عورت نے شوہر سے کہا اپنی ہستی اور اپنی جد و جہد سے بردار ہو جانا ہی سچائی ہے۔ سبو۔ ٹھلیا۔ ملکت۔ ملک تو۔

[3] مفازہ۔ جنگل۔ فاخر۔ قیمتی، قابلِ فخر۔ نادر کیاب۔ چیست آں کوزہ۔ یہاں سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنی جس طرح بدو اپنی ٹھلیا شاہِ بغداد کی خدمت میں پیش کرنے کیلئے چلا ہمیں بھی اپنے بدن کی ٹھلیا دربارِ خداوندی میں پیش کرنی ہے۔

اے خداوند ایں خُم و کوزہ مرا
اے خدا میرے اِس مٹکے اور کوزے کو

در پذیر از فضلِ اَللہُ اِشْتَرٰی[1]
"اللہ اشتریٰ" کی مہربانی سے قبول فرمالے

کوزۂ با پنج لُولہ پنج حس
پانچ ٹونٹیوں کا کوزہ (جو) پانچ حواس ہیں

پاک دار ایں آب را از ہر نجس
اِس پانی کو ہر قسم کی نجاست سے پاک رکھ

تا شود زیں کوزہ مَنفذ سوئے بحر
تاکہ اس کوزہ کا راستہ سمندر کی جانب ہو جائے

تا بگیرد کوزۂ من خُوئے بحر
تاکہ میرا کوزہ سمندر کی خصلت اختیار کرلے

تا چو ہدیہ پیشِ سلطانش بَری
تاکہ ہدیہ میں جب تو اُس کو بادشاہ کے سامنے لیجائے

پاک بیند باشدش شہ مشتری[2]
اُسکو وہ پاک دیکھے ہوسکتا ہے کہ بادشاہ اُسکا خریدار بنجائے

بے نہایت گردد آبش بعد ازاں
اُس کے بعد اُس کا پانی لا انتہا ہو جائے گا

پُر شود از کوزۂ من صد جہاں
میرے کوزے سے سو جہان بھر جائیں گے

لُولہا بر بند و پُر دارش زِ خُم
اُس کی ٹونٹیاں بند کر دے اور اُسکو مٹکے سے بھر رکھ

گفت غُضُّوا عَنْ ہَوٰی اَبْصَارَکُمْ
فرمایا ہے، خواہشِ نفسانی سے اپنی نگاہیں نیچی رکھ

رِیشِ اُو پُر باد کیں ہدیہ کراست
وہ مغرور تھا کہ یہ تحفہ کس کو میسّر ہے،

لائقِ چوں تو شہے اینست راست
تجھ جیسے بادشاہ کے لائق ہے یہ درست ہے

آں نمی دانست کانجا بر گذر
اُس کو یہ خبر نہ تھی کہ وہاں راستہ پر

ہست جاری دِجلۂ ہمچوں شکر
شکر جیسا دجلہ بہہ رہا ہے

درمیانِ شہر چوں دریا رواں
شہر کے درمیان سمندر کی طرح جاری ہے

پر ز کشتیہا و شَستِ[3] ماہیاں
کشتیوں اور مچھلی پکڑنے کے کانٹوں سے پُر ہے

رَو بَرِ سلطان و کار و بار بیں
بادشاہ کے پاس جا، اور کاروبار دیکھ

حُسنِ تَجْرِیْ تَحْتَہَا الْاَنْہَار بیں
"تجری تحتہا الانہار" کا حُسن دیکھ

ایں چنیں حسہا و ادراکاتِ ما
اسی طرح ہماری معلومات اور احساسات

قطرۂ باشد دراں بحرِ صفا
اُس صاف سمندر میں ایک قطرہ ہیں

باز جوی و باز بیں و باز یاب
طلب کر اور مشاہدہ کر اور حاصل کر

از کہ از مَنْ عِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتٰب
کس سے؟ اُس ذات سے جسکے پاس لوحِ محفوظ ہے

در نمد دوختنِ زن سبوئے آب را و مُہر بر وے نہادن

عورت کا ٹھلیا کو نمدہ میں سینا اور اُس پر مُہر لگانا

[1] اللہ اشتریٰ۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَہُمْ وَاَمْوَالَہُمْ بِاَنَّ لَہُمُ الْجَنَّۃَ۔ "خدا نے مومنین سے اُن کی جانیں اور مال خرید لیا ہے بعوض جنت کے"۔ لُولہ۔ ٹونٹی یعنی بدن کی ٹھلیا میں پانچ حواس بمنزلہ پانچ ٹونٹیوں کے ہیں اِن حواس کے ذریعہ اندر گندگی نہ پہنچنی چاہیے۔ مَنفذ۔ سوراخ۔ بحر یعنی وحدت کا سمندر۔ خوئے بحر۔ حدیث شریف میں ہے اللہ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔

[2] مشتری۔ خریدار۔ ریش او پر باد۔ بدو کو گھمنڈ تھا کہ ایسا تحفہ کسی کو میسّر نہ آیا ہوگا اور یہ عجیب تحفہ یقیناً بادشاہ کے لائق ہے۔ گذر۔ گذرگاہ، راستہ۔ دِجلہ۔ دال کے زیر کے ساتھ، عراق کا مشہور دریا ہے جس کے دونوں طرف شہر بغداد آباد ہے۔

[3] شست۔ شین کے زبر سے، مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ تجری تحتہا الانہار نہریں اسکے نیچے جاری ہیں، قرآن میں یہ جنت کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ بحرِ صفا علومِ الٰہی کا سمندر۔ باز جو۔ علومِ الٰہی کا طالب بن وہ تجھے خدا سے حاصل ہونگے۔

مرد گفت آرے سبو را سر ببند[1] — ہیں کہ ایں ہدیہ ست ما را سودمند

مرد نے کہا، ہاں، ٹھلیا کا منھ بند کر دے — یقیناً یہ تحفہ ہمارے لئے مفید ہے

در نمد در دوز تو ایں کوزہ را — تا کُشاید شہ بہدیہ روزہ را

تو اس کوزہ کو نمدے میں سی دے — تاکہ بادشاہ تحفہ سے روزہ کشائی کرے

کایں چنیں اندر ہمہ آفاق نیست — جز رحیق و مایۂ اذواق نیست

اس طرح کا تحفہ دنیا میں نہیں ہے — (یہ) عمدہ شراب اور لذتوں کے سرمایہ کے سوا کچھ نہیں ہے

زانکہ ایشاں زابہائے تلخ و شور — دائماً پُر علت اند و نیم کور

اس لئے کہ یہ لوگ کڑوے اور نمکین پانی کی وجہ سے — ہمیشہ بیمار اور آدھے اندھے ہیں

مُرغ کآبِ شور[2] باشد مسکنش — او چہ داند جائے آبِ روشنش

جس پرندہ کی جائے رہائش کھاری پانی ہو — وہ اپنے صاف پانی کی جگہ کب جانے؟

ایکہ اندر چشمۂ شورست جات — تو چہ دانی شطِ جیحون و فرات

اے وہ کہ تیری جگہ کھاری چشمہ ہے! — تو جیحوں اور فرات (دریا) کے کنارے کو کیا جانے؟

اے تو نارستہ ازیں فانی رباط — تو چہ دانی صحو و سُکر و انبساط

اے وہ کہ تو اس فانی سرائے سے نہیں چھوٹا! — تو صحو اور سُکر اور انبساط کو کیا جانے؟

ور بدانی نقلت از اب و جد ست — پیشِ تو ایں نامہا چوں ابجد ست

اگر تو جانتا (بھی) ہے تو باپ دادا سے سُنا سنایا ہے — تیرے سامنے یہ نام حروفِ تہجی کی طرح ہیں

ابجد[3] و ہوز چہ فاش ست و پدید — بر ہمہ طفلان و معنیٰ بس بعید

ابجد اور ہوز کس قدر واضح اور ظاہر ہیں — تمام بچوں پر، اور معنیٰ کس قدر دور ہیں

پس سبو برداشت آں مردِ عرب — در سفر شد می کشیدش روز و شب

اُس بدو مرد نے ٹھلیا اٹھائی — سفر میں (روانہ) ہوگیا، دن رات اسکو اٹھاتا تھا

بر سبو لرزاں بُد از آفاتِ دہر — ہم کشیدش از بیاباں تا بشہر

زمانے کی آفتوں سے ٹھلیا کے بارے میں خوفزدہ تھا — اس کو جنگل سے شہر کی طرف لئے جاتا تھا

زن مصلیٰ باز کردہ از نیاز — رَبِّ سَلِّمْ وِرد کردہ در نماز

عورت نے عاجزی سے مصلّے بچھایا — نماز میں "اے خدا اس کو سلامت رکھ" کی دعا شروع کردی

کہ نگہدار آبِ ما را از خساں — یارب ایں گوہر بداں دریا رساں

کہ ہمارے پانی کو کمینوں سے محفوظ رکھ — اے خدا! یہ موتی اُس دریا تک پہنچا دے

---

[1] سَر بہ بند۔ منھ بند کردے۔ ہیں۔ کلمہ تنبیہ ہے۔ دوز۔ سی دے۔ رحیق۔ شراب۔ اَذواق۔ ذوق کی جمع ہے، مزہ، لُطف۔ زانکہ۔ اعرابی (بدوی) کو یہ غلط فہمی اس لئے تھی کہ لوگ جنگل میں عموماً شور اور تلخ پانی پی کر بیمار رہتے ہیں اور کمزور ہو جاتے ہیں۔

[2] آبِ شور۔ کھارا پانی۔ جات۔ جائے تو۔ شط۔ کنارہ۔ جیحوں۔ ایران کا مشہور دریا۔ فُرات۔ عراق کا مشہور دریا جو کوفہ کے قریب گذرتا ہے۔ رباط۔ سرائے یعنی دنیا۔ صحو و سُکر و انبساط۔ روحانی کیفیتیں جو سالک کو پیش آتی ہیں۔ اب۔ باپ۔ جد۔ دادا۔

[3] ابجد۔ بچوں کو حروفِ تہجی کے حقائق کا کوئی علم نہیں وہ صرف رٹ لیتے ہیں نہ اُنکو یہ معلوم ہے کہ انہی ابجد ہوز کی ترتیب سے اعداد کے ذریعہ تاریخیں نکالی جاتی ہیں نہ یہ معلوم کہ یہی حروف تعویذات اور طلسمات میں کام آتے ہیں نہ یہ معلوم کہ انہی حروف سے اسماءِ باری بنے ہیں جنکی تاثیرات غیر متناہی ہیں نہ یہ معلوم کہ ان حروفِ تہجی کو ملا کر جو آٹھ کلمات بنائے گئے ہیں انہیں حضرت آدمؑ کے واقعات کی پوری تاریخ ہے وغیرہ۔ مُصلیٰ۔ جائے نماز۔ رَبِّ سَلِّمْ۔ اے خدا اس ٹھلیا کو سلامت رکھ۔ خساں۔ یعنی چور ڈاکو۔ گوہر یعنی

گرچه شویم آگه است و پُرفن ست — لیک گوهر را هزاراں دشمن ست

اگرچہ میرا شوہر باخبر اور صاحبِ تدبیر ہے — لیکن موتی کے ہزاروں دشمن ہیں

خود چه باشد گوهر؟ آبِ کوثرست[۱] — قطرهٔ زاں آب کاصلِ گوهرست

موتی کیا ہوگا (حوضِ) کوثر کا پانی ہے — اس پانی کا قطرہ ہے جو اصل میں گوہر ہے

از دعاهائے زن و زاریِ او — وز غمِ مرد و گراں باریِ او

عورت کی دُعاؤں اور اُس کی عاجزی سے — ق — مرد کے غم اور اُس کی جفاکشی سے

سالم از دُزداں و از آسیبِ سنگ — بُرد تا دارُالخلافه بے درنگ

چوروں اور شہر کے صدمہ سے، سالم — بلا توقف دارالخلافہ تک لے گیا

دید درگاہے پُر از انعامہا — اہلِ حاجت گستریده دامہا

اِنعاموں سے بھرا ایک دربار دیکھا — ضرورت مندوں نے جال بچھا رکھے ہیں

دمبدم ہر سُوئے صاحب حاجتے — یافته زاں در عطا و خلعتے[۲]

لحظہ بہ لحظہ ہر جانب ضرورتمند — اُس در سے عطا اور خلعت پائے ہیں

بہرِ گبر و مومن و زیبا و زشت — ہمچو خورشید و مُطر بل چوں بہشت

کافر اور مومن اور اچھے اور بُرے کیلئے (وہ دربار) — سورج اور بارش کی طرح بلکہ بہشت کیطرح تھا

دید قومے در نظر آراسته — قومِ دیگر مُنتظر برخاسته

ایک قوم کو دیکھا جو سامنے آراستہ تھی — دوسری قوم منتظر کھڑی تھی

خاص و عامه از سلیمانؑ تا بمور — زنده گشته چوں جہاں از نفخِ صور

خاص اور عام (حضرتِ) سلیمانؑ سے لیکر چیونٹی تک — جی اُٹھے جیسے کہ دنیا صور پھونکنے سے

اہلِ صورت در جواہر تافته — اہلِ معنیٰ بحرِ معنیٰ یافته

اہلِ ظاہر جواہر میں لدے ہوئے تھے — اہلِ باطن نے حقیقت کا سمندر پا یا تھا

آنکه بے ہمت چه باہمت شده — وانکه باہمت چه بانعمت شده

جو بے ہمت تھا کس قدر باہمت ہوگیا — جو باہمت تھا کس قدر نعمت والا ہوگیا

بانگ می آمد که اے طالب بیا — جُود محتاجِ گدایاں چوں گدا

آواز آتی تھی کہ اے طلبگار! آ جا — سخاوت کو سائلوں کی بغیر ضرورت ہے جیسے سائل کو سخاوت کی

در بیانِ آنکه چنانکه گدا عاشقِ کریم ست کریم ہم عاشقِ گدا ست[۳]

اِس کا بیان کہ جس طرح فقیر، سخی کا عاشق ہے سخی بھی فقیر کا عاشق ہے

---

[۱] کوثر۔ جنّت کا چشمہ ہے اصلِ گوہر۔ یعنی موتی اسی پانی کے قطرات سے بنتے ہیں۔ گراں باری۔ بوجھ اٹھانا، جفاکشی۔ آسیب۔ صدمہ۔ دارُالخلافہ۔ خلیفۃُ المسلمین کے رہنے کا شہر۔ درنگ۔ تاخیر۔ درگاہ۔ دربار۔ دامہا۔ جال، یعنی انعام حاصل کرنے کے وسائل و ذرائع۔

[۲] خلعت۔ شاہی لباس۔ گبر۔ آتش پرست، کافر۔ مطر۔ بارش، مینہہ۔ در نظر۔ بادشاہ کے سامنے۔ سلیمان۔ یعنی امراء۔ مور۔ یعنی غرباء۔ نفخِ صور۔ صور پھونکنا جس سے تمام مُردے زندہ ہو جائیں گے۔ جود۔ یعنی اُس کی سخاوت بھکاریوں کو اس طرح تلاش کرتی تھی جس طرح بھکاری بخشش اور عطا کو تلاش کرتے پھرتے ہیں۔

[۳] در بیان۔ سخیوں کی سخاوت کا وجود اور ظہور فقراء کے وجود سے ہے لہٰذا سخی اپنی سخاوت کیلئے فقراء کے محتاج ہیں جیسا کہ توبہ کا وجود توبہ کرنیوالے سے ہے۔ گدا۔ فقیر، بھکاری۔

اگر گدا را صبر بیش بُوَد کریم بر درِ اُو آید و اگر کریم را صبر بُوَد گدا
اگر فقیر کا صبر بڑھا ہوا ہے تو کریم اُسکے دروازے پر آجاتا ہے اور سخی کو صبر ہو تو فقیر اُس کے
بر درِ اُو آید اَمّا صبر کمالِ گدا و نقصانِ کریم ست
دروازے پر آتا ہے لیکن صبر کرنا فقیر کا کمال ہے اور سخی کا عیب ہے

جُود محتاج ست و خواہد طالبے — ہمچنانکہ توبہ خواہد تائبے
سخاوت ضرورتمند ہے اور کوئی طلبگار چاہتی ہے — جس طرح توبہ توبہ کرنے والے کو چاہتی ہے

جُود می جوید گدایان و ضعاف[۱] — ہمچو خوباں کآئینہ جویند صاف
سخاوت، فقیروں اور کمزوروں کو تلاش کرتی ہے — جیسے حسین صاف آئینہ تلاش کرتے ہیں

رُوئے خوباں ز آئینہ زیبا شود — رُوئے احساں از گدا پیدا شود
حسینوں کا چہرہ، آئینہ سے حسین بنتا ہے — احسان کا چہرہ فقیر سے رُونما ہوتا ہے

چوں گدا آئینۂ جُود ست ہاں — دَم بُوَد بر رُوئے آئینہ زیاں
جبکہ فقیر، سخاوت کا آئینہ ہے، خبردار — پھونک مارنا، آئینہ کے چہرے کی بربادی ہے

پس ازیں فرمود حق در والضحیٰ[۲] — بانگ کم زن اے محمدؐ بر گدا
اسلئے اللہ (تعالیٰ) نے (سورۂ والضحیٰ) میں فرمایا ہے — اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فقیر کو نہ جھڑک

آں یکے جُودش گدا آرد پدید — وِیں دگر بخشد گدایاں را مزید
ایک وہ ہے جسکی سخاوت کو فقیر رونما کرتا ہے — اور یہ دوسرا وہ ہے جو فقیر کو زیادہ دیتا ہے

پس گدایاں آئینۂ جُودِ حق اند — وانکہ با حق اند جُودِ مطلق اند
فقراء اللہ (تعالیٰ) کی سخاوت کے آئینہ ہیں — اور جو لوگ اللہ سے وابستہ ہیں وہ مجسّم سخاوت ہیں

وانکہ[۳] جز ایں دو بُوَد خود مُردہ ایست — اُو بریں در نیست نقشِ پردہ ایست
اور جو ان دونوں کے علاوہ ہے وہ مُردہ ہے — وہ اُس دروازے پر نہیں ہے پردے کا نقش ہے

فرق درمیانِ آنکہ دُرویش ست بخدا و تشنۂ خدا و آنکہ
فرق اُس شخص میں جو اللہ کا بھکاری اور اُس کا پیاسا ہے اور اُس شخص
دُرویش ست از خدا و تشنہ است بغیر
میں جو خدا سے بے پروا اور غیر کا پیاسا ہے

لیک دُرویشے کہ اُو تشنۂ خدا ست — ہست دائم از خدایش کار راست
لیکن وہ فقیر جو اللہ (تعالیٰ) کا پیاسا ہے — اُس کا کام ہمیشہ خدا کی جانب سے درست ہے

---

۱ ضعاف، ضعیف کی جمع ہے، کمزور، فقیر۔ خوباں۔ خوب کی جمع ہے، حسین، خوبصورت۔ زیبا۔ خوبصورت۔ پیدا۔ ظہور۔

۲ والضحیٰ۔ سورہ والضحیٰ میں آنحضورؐ کو کہا گیا ہے۔ "وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ"، سائل کو نہ جھڑک۔ آں یکے ایک سخی کی سخاوت کو بھکاری رونما کرتا ہے۔ دوسری قسم سخی کی یہ ہے کہ سائل کو بغیر مانگے دوگنا دیتا ہے۔ پس گدایاں فقیر کی ایک قسم تو وہ ہے جو صبر کرتی ہے اور کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتی وہ تو اللہ کی صفتِ جود کی مظہر ہے اور جو فقراء ایسے ہیں کہ اللہ نے اُن کے دل غنی کر دیے ہیں وہ مجودِ مطلق ہیں جو اللہ کی صفتِ جود اختیار کر چکے ہیں۔

۳ وانکہ تیسری قسم فقیر کی وہ ہے جو دستِ سوال دراز کرتا ہے وہ اللہ کے در پر نہیں ہے بلکہ دروازہ کے پردے کا نقش ہے جو دروازہ سے باہر ہوتا ہے۔ تشنہ۔ پیاسا۔ دائم۔ ہمیشہ۔

لیک درویشے کہ تشنہ غیر شد
لیکن وہ فقیر جو غیر کا پیاسا ہوا

اُو حقیر و اَبلہ[1] و بے خیر شد
وہ ذلیل اور بیوقوف ہے اور بھلائی سے خالی ہوا

نقشِ درویش ست اُو نے اہلِ جاں
وہ نقشِ فقیر کی تصویر ہے، جاندار نہیں ہے

نقشِ سگ را تو مینداز استخواں
کتے کی تصویر کو ہڈی نہ ڈال

فقرِ لقمہ دارد اُو نے فقرِ حق
وہ لقمہ کی فقیری رکھتا ہے نہ کہ اللہ (تعالیٰ) کی فقیری

پیشِ نقشِ مُردہ کم نہ طبق
مُردے کی تصویر کے سامنے طباق نہ رکھ

ماہیِ خاکی بُود درویشِ ناں
روٹی کا فقیر، مٹی کی مچھلی ہوتا ہے

شکلِ ماہی لیک از دریا رَماں
مچھلی کی شکل ہے لیکن دریا سے بے تعلق ہے

نقشِ ماہی کے بُود درویشِ آب
مچھلی کی تصویر، پانی کی فقیر کب ہوتی ہے؟

آں زِ بے آبی نمیگردد خراب
وہ پانی نہ ہونے سے تباہ نہیں ہوتی ہے

مُرغِ خانہ است اُو نہ سیمرغِ[2] ہوا
وہ گھریلو پرندہ ہے نہ کہ ہوا کا سیمرغ

لُوت نوشد اُو ننوشد از خدا
لذیذ کھانے کھاتا ہے خدا سے فیض حاصل نہیں کرتا ہے

عاشقِ حق ست اُو بہرِ نوال
وہ عطیہ کی خاطر اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے

نیست جانش عاشقِ حُسن و جمال
اُس کی جان حُسن و جمال کی عاشق نہیں ہے

گر توہم می کند اُو عشقِ ذات
اگر وہ ذاتِ (خداوندی) کے عشق کا خیال کرتا ہے

ذات نبُود وہمِ اسمار و صفات
اسمار اور صفات کا خیال ذاتِ (خداوندی) نہیں ہوتا ہے

وہم مخلوق[3] ست و مولود آمدست
خیال، مخلوق ہے اور پیدا شدہ ہے

حق نہ زائیدست اُو لَم یُولَدست
حق تعالیٰ پیدا نہیں ہوا ہے وہ "لم یولد" ہے

عاشقِ تصویرِ وہمِ خویشتن
اپنے وہم کی تصویر کا عاشق

کے بُود از عاشقانِ ذوالمنن
اللہ (تعالیٰ) کے عاشقوں میں سے کب ہو سکتا ہے؟

عاشقِ آں وہم گر صادق بُود
اُس خیال کا عاشق بھی اگر سچا ہو

آں مجازش تا حقیقت می کشد
وہ مجاز اُس کو حقیقت تک پہنچا دیتا ہے

شرح میخواہد بیانِ ایں سخن
اِس بات کا بیان تفصیل چاہتا ہے

لیک می ترسم ز افہامِ کہن
لیکن میں پُرانے خیالات سے ڈرتا ہوں

فہم ہائے کہنہ کوتہ نظر
کوتاہ نظر لوگوں کی بوسیدہ عقلیں

صد خیالِ بد در آرد در فکر
تخیل میں سینکڑوں بُرے خیالات لائینگی

[1] اَبلہ - بیوقوف۔ اہلِ جاں - جاندار۔ استخواں یعنی ایسے فقیر کے سامنے معرفتِ خداوندی کے نکتے بیان کرنا بے سود ہے۔ طبق - یعنی معرفتِ خداوندی کے علوم کا طبق۔
[2] سیمرغ - ایک فرضی پرندہ ہے جس میں تیس رنگ تسلیم کئے گئے ہیں۔ لُوت - لذیذ کھانے۔ نوال - عطیہ۔ توہم - وہم کرنا۔ اسمار یعنی اسماءِ الٰہی۔ صفات یعنی صفاتِ خداوندی۔
[3] مخلوق - پیدا کیا ہوا۔ مولود - جنا ہوا۔ لم یولد - وہ جنا نہیں گیا۔ تصویرِ وہم - خیالی صورت۔ ذوالمنن - احسانات والا، حق تعالیٰ۔ صادق - سچا۔ مجاز - غیر اصلی۔ حقیقت یعنی اللہ (تعالیٰ) کا عشق۔ افہام - فہم کی جمع، سمجھ، عقل۔ کہن - پرانا۔

بر سماعِ راست[1] ہر کس چیر نیست	لقمہ ہر مرغکے انجیر نیست
سچی بات سننے پر ہر شخص قادر نہیں ہے	ہر پرندے کی خوراک انجیر نہیں ہے
خاصہ مرغِ مُردۂ پوسیدۂ	پُر خیالِ اعمیِ بے دیدۂ
خاص طور پر مُردہ، سڑا ہوا پرندہ	اندھا، اندھے پن کے خیالات سے بھرا ہوا
نقشِ ماہی را چہ دریا و چہ خاک	رنگِ ہندو[2] را چہ صابون چہ زاک
مچھلی کی تصویر کے لئے کیا دریا اور کیا خشکی	ہندستانی کے رنگ کیلئے کیا صابون اور کیا پھٹکری
نقش اگر غمگیں نگاری بر ورق	او ندارد از غم و شادی سبق
اگر کاغذ پر تو کوئی غمگین تصویر بنائے	اُس کو خوشی اور غم سے کوئی واسطہ نہ ہوگا
صورتش غمگین و او فارغ ازاں	صورتش خندان و او زاں بے نشاں
اُس کی صورت غمگین ہے اور وہ غم سے خالی ہے	اُس کی صورت ہنستی ہے اور وہ اُس (ہنسی) سے خالی ہے
ویں غم و شادی کہ اندر دل خفی ست	پیشِ آں شادی و غم جز نقش نیست
یہ غم اور خوشی جو دل میں چھپی ہوئی ہے	اُس خوشی اور غم کے سامنے سوائے نقش کے کچھ نہیں ہے
صورتِ خندانِ نقش از بہرِ تست	تا ازاں صورت شود معنی درست
تصویر کی ہنستی ہوئی صورت تیرے لئے ہے	تاکہ اُس صورت سے، باطن درست ہو جائے
صورتِ غمگینِ نقش از بہرِ ماست	تاکہ ما را یاد آید راہِ راست
غمگین تصویر کی صورت، ہمارے لئے ہے	تاکہ ہمیں سیدھا راستہ یاد آجائے
نقشہائے کاندریں حمامہاست	از برونِ جامہ کن[3] چوں جامہاست
وہ تصویریں جو ان حماموں میں ہیں	جامہ کن (حمام کے درجے) سے باہر کپڑوں جیسی ہیں
تا برونی جامہا بینی و بس	جامہ بیروں کن درآ اے ہمنفس
جب تک تو (جامہ کن سے) باہر ہے کپڑے دیکھتا ہے	اے ساتھی! کپڑے اُتار، اندر آ جا
زانکہ با جامہ درآں سو راہ نیست	تن ز جان و جان ز تن آگاہ نیست
اسلئے کہ کپڑوں کے ہوتے ہوئے اُس جگہ راستہ نہیں ہے	جسم کو جان اور جان کو جسم کی خبر نہیں ہے
باز می گردم سوئے قصہ عرب	از بیانِ سِرّ و رازِ بوالعجب
میں بدوی کے قصہ کی طرف لوٹتا ہوں	سِرّ اور عجیب راز کے بیان سے

[1] راست۔ سچی بات۔ چیر۔ غالب۔ لقمہ۔ خوراک۔ مرغک۔ حقیر پرندہ۔ خاصہ۔ خصوصاً۔ اعمیٰ۔ اندھا۔ بے دیدہ۔ کور چشم۔ نقش ماہی۔ مچھلی کی تصویر کیلئے دریا اور خشکی یکساں ہے چونکہ وہ اصلی نہیں ہے لہٰذا وہ اپنی اصلِ حیات کی جویاں نہیں ہے مزوّرین اور غلط مدعیانِ تصوف کا یہی حال ہے۔

[2] ہندو۔ ہندوستان کا رہنے والا جو عموماً کالے ہوتے ہیں اُن کیلئے صابون اور پھٹکری یکساں ہے اُن کی سیاہی دور نہ ہوگی۔ زاک۔ پھٹکری۔ نقش یعنی تصویر میں جو کیفیات ظاہر کیجاتی ہیں وہ حقیقت سے دور ہوتی ہیں محض صورت رنج و غم کی ہوتی ہے حقیقت غیر موجود ہوتی ہے۔ خفی۔ پوشیدہ۔ نقش۔ تصویر، یعنی اولیاء اللہ پر جو قبض اور بسط کی کیفیت طاری ہوتی ہے اسکے بالمقابل عام انسانوں کا غم اور خوشی ہیچ ہے۔ صورت۔ یعنی یہ ظاہری غم اور خوشی اسلئے ہے کہ تو اہل اللہ کے غم اور خوشی کی طرف رہنمائی حاصل کرے۔ معنی۔ باطن۔ حمامہا۔ غسلخانے یعنی جسم محض نقوش ہیں جو حقیقت سے خالی ہیں۔

[3] جامہ کن۔ حمام کا وہ درجہ کہلاتا ہے جہاں کپڑے اتارے جاتے ہیں۔ ان اشعار میں مولانا نے تنبیہ کی ہے کہ انسان ظاہر سے ننگا ہو کر ہی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے کپڑوں سے مراد بدن کے آثار اور خصوصیات ہیں جبتک انسان انکو ترک نہ کریگا حقیقت تک نہ پہنچ سکیگا۔ جامہ بیروں کن یعنی مقتضیاتِ جسمانی سے معرّیٰ ہو کر حمامِ حقیقت میں داخل ہو۔

پیش آمدنِ نقیبان و دربانانِ خلیفہ از بہرِ اکرام اعرابی و پذیرفتنِ ہدیۂ اُورا

بدوی کے اعزاز کے لئے خلیفہ کے دربانوں اور نقیبوں کا آگے بڑھنا اور اُس کے ہدیہ کو قبول کر لینا

آں عرابی[1] از بیابانِ بعید
وہ بدوی، دُور کے جنگل سے
بر درِ دارُ الخلافہ چوں رسید
جب دارُالحکومت کے دروازہ پر پہنچا

پس نقیباں پیشِ اعرابی شدند
تو نقیب، بدوی کے پاس آئے
بس گلابِ لطف بر رویش زدند
(اور اُنھوں نے) مہربانی کا گلاب اُسکے چہرے پر چھڑکا

حاجتِ او فہمِ شاں شد بے مقال[2]
بغیر گفتگو کے اُس کی حاجت اُنکی سمجھ میں آگئی
کارِ ایشاں بُد عطا پیش از سوال
اُن کا کام سوال سے پہلے عطا کرنا تھا

پس بدو گفتند یا وَجہَ العرب
اُنھوں نے اُس سے کہا کہ اے عرب کے سردار!
از کُجائی؟ چونی از رنج و تعب
تو کہاں سے آیا ہے؟ تکلیف اور تھکن سے تیرا کیا حال ہے؟

گفت وجہم گر مرا وجہے دہید
اُسنے کہا میں سردار ہوں اگر مجھے ذریعۂ معاش دیدو
بے وجوہم چوں پسِ پشتم نہید
(اور) اگر مجھے پسِ پشت ڈالو تو میں بے حقیقت ہوں

اے کہ در رُوتاں نشانِ مہتری[3]
اے (نقیبو)! تمہارے چہروں پر سرداری کا نشان ہے
فرِّ تاں خوشتر زِ زرِّ جعفری
تمہاری شان شوکت جعفری سونے سے زیادہ خوشنما ہے

اے کہ یک دیدارِ تاں دیدارہا
اے (نقیبو)! تمہارا ایک دیدار بہت سے دیدار ہیں
اے نثارِ دیدِ تاں دینارہا
اے (نقیبو)! تمہارے دیدار پر اشرفیاں نچھاور ہیں

اے ہمہ ینظُر بنورِ اللہ شدہ
اے (نقیبو)! جو سب کے سب اللہ کے نور سے دیکھنے والے ہو
از برِ حق بہرِ بخشش آمدہ
اللہ تعالےٰ کے پاس سے انعام دینے کیلئے آئے ہو

تا زنید آں کیمیاہائے نظر
تاکہ وہ کیمیا اثر نگاہیں ڈالو
بر سرِ مسہائے اشخاصِ بشر
انسانوں کے وجود کے تانبے پر

من غریبم از بیاباں آمدم
میں مسافر ہوں، جنگل سے آیا ہوں
بر اُمیدِ لطفِ سُلطاں آمدم
بادشاہ کی مہربانی کی اُمید پر آیا ہوں

بوئے لطفِ او بیاباں ہا گرفت
اُسکی مہربانی کی خوشبو جنگلوں میں پھیل گئی ہے
ذرّہ ہائے ریگ ہم جانہا گرفت
ریت کے ذرّوں میں بھی جانیں پڑ گئی ہیں

لہ عرابی۔ اعرابی۔ دار الخلافۃ۔ خلیفۃ المسلمین کا شہر۔ نقیبان۔ نقیب کی جمع ہے، چوبدار۔

کہ بے مقال۔ بلا گفتگو۔ وجہ العرب۔ عرب کا چہرہ، یعنی سردار۔ کجائی۔ از کجا ہستی۔ چونی۔ چوں ہستی۔ تعب۔ تھکن۔ روتاں۔ روئے شما۔

سہ مہتری۔ سرداری۔ فر۔ جاہ و اقبال۔ جعفر۔ زرد رنگ کا ایک پھول ہے، ایک کیمیاگر کا نام ہے اور جعفر برمکی بنی عباس کا مشہور وزیر تھا۔ ینظر بنورِ اللہ۔ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، حدیث میں ہے۔ اِتَّقُوا مِن فِرَاسَۃِ الْمُؤمِنِ فَاِنَّہٗ یَنظُرُ بِنُورِ اللہِ، مومن کی فراست سے ڈرتے رہو وہ اللہ کے نور کے ذریعہ دیکھتا ہے۔ مس۔ تانبا۔ اشخاص۔ وجود۔ غریب۔ اجنبی، مسافر۔

تا بدینجا بہرِ دینار آمدم — چوں رسیدم مستِ دیدار آمدم
میں یہاں دینار کے لئے آیا — جب پہنچا تو دیدار سے مست ہوگیا

بہرِ ناں شخصے سوئے نانبا دوید — داد جاں چوں حسنِ نانبا را بدید
ایک شخص روٹی کے لئے نانبائی کی جانب دوڑا — جب نان بائی کا حسن دیکھا جان دیدی

بہرِ فرجہ شد یکے تا گلستاں — فرجۂ اُو شد جمالِ باغباں
ایک شخص تفریح کے لئے باغ میں گیا — باغبان کا حسن اُس کی تفریح کا سبب بنگیا

ہمچو اعرابی کہ آب از چہ کشید — آبِ حیواں از رخِ یوسف چشید
اُس بدوی کیطرح جس نے کنویں سے پانی کھینچا — (حضرتِ) یوسفؑ کے رُخ سے آبِ حیات پی لیا

رفت موسیٰؑ کاتشے آرد بدست — آتشے دید اُو کہ از آتش برست
موسیٰ (علیہ السلام) گئے تاکہ آگ لائیں — انہوں نے وہ آگ دیکھ لی جس کی وجہ سے آگ سے کنارہ کش ہوگئے

جستِ عیسیٰؑ تا رہد از دشمناں — بُردش آں جستن بچارم آسماں
(حضرتِ) عیسیٰؑ دشمنوں (کے نرغہ) سے کودے تاکہ نجات حاصل کریں — وہ کودنا اُن کو چوتھے آسمان پر لے گیا

دامِ آدمؑ خوشۂ گندم شُدہ — تا وجودش خوشۂ مردم شُدہ
(حضرتِ) آدمؑ کا جال گیہوں کی بال بنی — یہانتک کہ اُن کا وجود انسانوں کا گچھا بن گیا

باز آمد سوئے دام از بہرِ خور — ساعدِ شہ یافت واقبال وفر
باز، کھانے کے لئے جال کی جانب آیا — اُس کو بادشاہ کی کلائی پر جگہ اور شان و شوکت ملی

طفل شد مکتب پئے کسبِ ہُنر — بر اُمیدِ مُرغ یا لُطفِ پدر
بچہ، ہُنر حاصل کرنے مکتب میں گیا — باپ کی مہربانی یا کسی چڑیا کی اُمید پر

پس ز مکتب آں یکے صدرے شُدہ — ماہیانہ دادہ و بدرے شُدہ
پھر مکتب سے وہ صدر ہوگیا — ماہواری (فیس) دی اور چاند ہوگیا

آمدہ عباسؓ حرب از بہرِ کیں — بہرِ قمعِ احمدؐ و استیزِ دیں
عباس (رضی اللہ عنہ) کینہ پروری جنگ کیلئے آئے — احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیخ کنی اور دین سے لڑنے کیلئے

گشت دیں را تا قیامت پُشت و رِدو — در خلافت اُو و فرزندانِ اُو
قیامت تک کیلئے دین کے پشت پناہ بن گئے — خلافت کے معاملہ میں وہ اور اُن کی اولاد

آمدہ عُمرؓ بقصدِ مصطفیٰؐ — تیغ در کف بستہ بس میثاقہا
(حضرتِ) عمرؓ آنحضورؐ کے قتل کے ارادہ سے آئے — تلوار ہاتھ میں لے کر بہت سے عہد کر کے

۱؎ تا بدینجا۔ مولانا نے اس شعر سے یہ بیان فرمایا ہے کہ بسا اوقات انسان ایک معمولی مقصد کا ارادہ کرتا ہے اور اُسکو ایک اعلیٰ مقصد حاصل ہوجاتا ہے۔ آئندہ بہت سے اشعار میں مختلف واقعات پیش فرماکر اسی مضمون کو بیان کیا ہے۔ نان با۔ نانبائی۔ فرجہ۔ فا کے ضمہ کے کیساتھ کشادگی، تفریح۔ اعرابی۔ وہ مسافر مراد ہے جس نے چاہِ کنعاں میں پانی کیلئے ڈول ڈالا اور وہاں حضرت یوسفؑ کو دیکھ لیا۔ رفت موسیٰ۔ حضرت موسیٰؑ کوہِ طور پر آگ لینے گئے تھے وہاں تجلّی رب کا مشاہدہ ہو گیا۔ ۲؎ جست عیسیٰؑ۔ حضرتِ عیسیٰؑ دشمنوں کے نرغے سے نکلنے کے لئے کودے اور وہاں سے چوتھے آسمان پر پہنچ گئے۔ حضرت عیسیٰؑ کا چوتھے آسمان پر ہونا عوام کا خیال ہے وہ دوسرے آسمان پر ہیں۔ آدمؑ۔ حضرت آدمؑ نے گیہوں کھالیا اور وہی اُن کا سبب بنا کہ انکی نسل سے سینکڑوں انبیاء اور رسول پیدا ہوئے۔ باز۔ باز دانہ خوری کے ارادہ سے جال میں پھنستا ہے اور وہی اُسکے عروج کا سبب ہوجاتا ہے کہ اُسکو بادشاہ کے ہاتھ پر بیٹھنا نصیب ہوتا ہے۔ ۳؎ بر اُمید مرغ۔ باپ بچہ کو معمولی چڑیا کا لالچ دیکر مدرسہ بھیجتا ہے اور بچہ اسی کیوجہ سے مکتب بھیجا جاتا ہے اور شدہ ہو کر سکھتا ہے۔ عباسؓ آنحضورؐ کے چچا تھے [illegible]

کیلئے میدان میں آئے وہاں گرفتار ہوکر مسلمان ہوئے اور انکی نسل کو خلافت ملی۔ پُشت یعنی مددگار۔ ردء۔ سردار۔ فرزندانِ او۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی اولاد سات آٹھ سو سال تک بغداد میں خلافت پر متمکن رہی۔ عمرؓ میم پر تشدید ضرورت

مثنوی کیوجہ سے ہے۔ میثاقہا جمع میثاق، عہد و پیمان۔ حضرت عمرؓ نے ابوجہل وغیرہ سے آنحضورؐ کو قتل کرنیکا عہد کیا تھا۔

گشته اندر شرع امیر المومنینؑ — پیشوا و مقتدائے اہلِ دیں
شریعت میں امیر المومنین بنے — دینداروں کے پیشوا اور مقتدا بنے

آں علف کش سوئے ویرانہا شدہ — بے خبر بر گنج ناگہ پا زدہ
وہ گھسیارا، جنگلوں کی جانب چلا — اچانک بےخبری میں اُسکا پانوؤں خزانہ پر پڑ گیا

تشنہ آمد سوئے جوئے آبؑ در — دید اندر جوئے خود عکسِ قمر
پیاسا، نہر کی طرف آیا، پانی میں — نہر کے اندر اُس نے چاند کا عکس دیکھ لیا

من بریں در طالبِ چیز آمدم — صدر گشتم چوں بدہلیز آمدم
میں اس دروازہ پر ایک چیز کا طالب بنکر آیا — جب دہلیز پر پہنچا، صدر بن گیا

آب آوردم بتحفہ بہرِ ناں — بوئے نانم برد تا صدرِؑ جہاں
روٹی کی خاطر میں پانی کا تحفہ لایا — روٹی کی تمنا مجھے دنیا کے صدر پاس لے آئی

ناں بروں انداد آدمی را از بہشت — ناں مرا اندر بہشتے در سرشت
روٹی نے انسان کو جنت سے نکالا — مجھے روٹی نے جنت سے وابستہ کر دیا

رستم از آب و زناں ہمچوں ملک — بے غرض گردم بریں در ہمچوں فلک
فرشتے کیطرح میں روٹی اور پانی سے نجات پا گیا ہوں — میں اس آسمان جیسے در کا بغیر کسی غرض کے طواف کرتا ہوں

در بیان آنکہ عاشقِ دنیا بر مثالِ عاشقِ دیوار لیست کہ برو
اِس کا بیان کہ دنیا کے عاشق کی مثال اُس دیوار کے عاشق جیسی ہے جس پر
آفتاب تافتہ و جہد نکرد تا فہم کند کہ ایں تاب از دیوار نیست
سورج چمکا ہو اور اُسنے یہ سمجھنے کی کوشش نہ کی کہ یہ روشنی دیوار کی نہیں ہے،
از آفتاب ہست در آسمانِ چہارم لاجرم کلی دل بر دیوار
سورج کی ہے جو چوتھے آسمان میں ہے، لامحالہ وہ بالکلیہ دیوار پر عاشق ہو گیا
نہاد و چوں پرتوِ آفتاب بآفتاب پیوست او محروم ماند
اور جب سورج کی روشنی سورج سے جا ملی تو وہ محروم رہ گیا
وَحِیْلَ بَیْنَہُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَہُوْنَ
اور آڑ کر دی گئی اُن میں اور اُن کی مراد میں

بے غرض نبود بگردش در جہاں — غیرِ جسم و غیرِ جانِ عاشقاں
دنیا میں گردش بے غرض نہیں ہوتی ہے — سوائے عاشقوں کے جسم اور جان کے

لہ امیر المومنین حضرت عمرؓ ابتداءً خلیفۂ خلیفۂ رسول اللہ کہلاتے تھے پھر امیر المومنین لقب پڑ گیا۔ مقتدا۔ وہ جس کی لوگ پیروی کریں۔ علف کش گھسیارا۔ گنج خزانہ۔
٢ہ آب در سو آب یہاں تک یہی مضمون ہے کہ انسان بسا اوقات معمولی چیز کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو اعلیٰ چیز حاصل ہو جاتی ہے۔
٣ہ صدرِ جہاں۔ یعنی بادشاہ۔ ناں یعنی گیہوں نے حضرت آدمؑ کو جنت سے نکالا۔ سرشت۔ ملا دیا۔ در زیادہ ہے۔ بے غرض مخلصانہ۔ رستم۔ یعنی میں اس دربار میں دنیا طلبی کے لئے آیا تھا اور اب میں دنیا سے بے نیاز ہو گیا ہوں چونکہ میں روحانی دولت سے مالا مال ہو گیا ہوں۔

عاشقانِ[1] کُل نہ ایں عُشاقِ جُزو
کُل کے عاشق، نہ کہ یہ جزو کے عاشق

ماند از کُل آنکہ شُد مُشتاقِ جزو
جو جزو کا عاشق ہوا وہ کُل سے (دور) رہ گیا

چونکہ جُزوے عاشقِ جُزوے شود
جب کوئی جزو، کسی جزو کا عاشق ہو

زُود معشوقش بکُلّ خود رَود
اُسکا معشوق بہت جلد اپنے کُل کیطرف چلا جاتا ہے

ریش[2] گاؤ و بندۂ غیر آمد اُو
وہ بے وقوف اور غیر کا غلام بنا

غرقہ شد کف در ضعیفے در زد اُو
وہ ڈوبا، اُس نے کمزور پر ہاتھ مارا

نیست حاکم تا کُند تیمارِ اُو
وہ (معشوق) حاکم نہیں ہے تاکہ (اپنے اختیار سے) اُس (عاشق)

کارِ خواجہ خود کُند یا کارِ اُو
وہ (معشوق) آقا کا کام کرے یا اُس (عاشق) کا؟

فَازْنِ بِالحُرَّۃِ پئے ایں شُد مَثَل
آزاد عورت سے زنا کر، یہ مثل اسی لئے بنی ہے

فَاسْرِقِ الدُّرَّۃَ بدیں شُد مُنتقَل
موتی کی چوری کر، اسی لئے منتقل ہوا ہے

بندہ[3] سوئے خواجہ شُد اُو ماند زار
غلام اپنے آقا کیطرف روانہ ہوا وہ عاجز رہ گیا

بوئے گُل شُد سوئے گُل اُو ماند خار
پھول کی خوشبو پھول میں گئی وہ کانٹا رہ گیا

ہمچوں آں اَبلہ کہ تابِ آفتاب
اُس احمق کی طرح جس نے سورج کی روشنی

دید بر دیوار و حیراں شُد شتاب
دیوار پر دیکھی، اور فوراً حیران ہو گیا

عاشقِ دیوار شد کایں باضیاست
دیوار کا عاشق بن گیا کہ یہ پُر نور ہے

بے خبر کاں عکسِ خورشیدِ سَماست
یہ معلوم نہیں کہ یہ آسمان کے سورج کا عکس ہے

چوں باصلِ خویش پیوست آں ضیا
جب وہ روشنی اپنی اصل سے جا ملی

دید دیوارِ سیہ ماندہ بجا
دیکھا کالی دیوار اپنی جگہ پر کھڑی ہے

اُو بماندہ دور از مطلوبِ خویش
وہ اپنے مطلوب سے دُور رہ گیا

سعیِ ضائع، رنجِ باطل، پائے ریش
محنت برباد، تکلیف اکارت، پیر زخمی

ہمچو صیّادے کہ گیرد سایۂ
(مجاز کا عاشق) اُس شکاری کیطرح ہے جو سایہ کو پکڑے

سایہ کے گردد وُرا سرمایۂ
سایہ اُس کا سرمایہ کب بن سکتا ہے؟

سایۂ مُرغے گرفتہ مَرد سخت
شکاری نے پرندے کے سایہ کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا

مُرغ حیراں گشتہ بر شاخِ درخت
پرندہ درخت کی شاخ پر حیران تھا

کایں مُدَمَّغ بر کہ می خندد عجب
یہ بیہودہ دماغ، تعجب ہے کس پر ہنستا ہے؟

اینت باطل اینت پوشیدہ سبب
عجب! باطل ہے، عجب! سبب پوشیدہ ہے

---

[1] عاشقاں۔ عاشق محبت کے تقاضے سے کام کرتا ہے اُس کی کوئی غرض نہیں ہوتی ہے۔ کُل۔ ذاتِ خداوندی۔ جزو مخلوق۔ عُشاق۔ عاشق کی جمع ہے۔ چونکہ۔ یعنی جب مخلوق کسی مخلوق پر عاشق ہو۔ بکلِ خود یعنی ممکنات فنا ہو کر ذاتِ احدیت میں مل جاتے ہیں۔

[2] ریش گاؤ یعنی احمق۔ غرقہ شد۔ ڈوب گیا۔ کف۔ مثل مشہور ہے ڈوبتا ہوا تنکے کا سہارا پکڑنا چاہتا ہے۔ اِزن۔ امر کا صیغہ ہے زنا کر۔ حرّہ۔ آزاد عورت۔ اسرق۔ امر کا صیغہ ہے، چوری کر۔ دُرّہ۔ موتی۔ منتقل۔ منقول یعنی انسان جو بھی کرے بلند ہمتی سے کرے۔

ہر کجا ہے کرکنی ور خب آدینہ کن
تا کہ از صد نشیناں جہنم باشی

[3] بندہ۔ یعنی معشوق جب اپنے مالک سے جا ملیگا تو یہ عاشق عاجز اور محروم رہ جائیگا لہٰذا مخلوق سے عشق بیوقوفی ہے خالق سے عشق کرنا چاہیئے۔ اَبلہ۔ بیوقوف۔ تاب۔ روشنی، چمک۔ شتاب۔ جلد۔ کایں۔ کہ ایں۔ ضیا۔ روشنی۔ سما۔ آسمان۔ پیوست۔ کو۔ خویش۔ ریش۔ زخمی۔ مدمغ۔ بد دماغ۔ اینت۔ اے ایک دیکھ۔ حیرت، عجب۔

ورتو[1] گوئی جُزو پیوستہ کُل ست
اگر تو کہے جُزو کُل سے وابستہ ہے

خار می خور خار پیوستہ گُل ست
کانٹا کھالے، کانٹا، پھول سے مِلا ہوا ہے

جُزو یک رُو نیست پیوستہ بکُل
جُزو پوری طرح کُل سے جُڑا ہوا نہیں ہے

ورنہ خود باطل بُدے بعثِ رُسُل
ورنہ رسولوں کی بعثت بیکار ہوتی

چوں رسولاں از پئے پیوستن اند
جبکہ رسول مِلانے کے لئے ہیں

پس چہ پیوندد شاں چوں یک تن اند
وہ کس چیز کو ملائیں گے، جب ایک ہی ہیں

ایں سخن پایاں ندارد اے غلام[2]
اے لڑکے! اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے

زانکہ جرّے سخت دارد ایں کلام
اِس لئے کہ یہ بات بہت کشش رکھتی ہے

شرح کُن حالِ عرب اے با نظام
اے منتظم! بدوی کے حال کی تفصیل بتا

روز بے گہ شد حکایت کُن تمام
دن بے وقت ہوگیا، کہانی ختم کر

سپردنِ عرب ہدیۂ خود بغلامانِ خلیفہ و شرحِ آں

بدوی کا اپنے تحفہ کو خلیفہ کے نوکروں کے سپرد کرنا اور اُس کی تفصیل

با نقیباں حالِ خود را آں عرب
بدوی نے اپنی حالت نقیبوں سے

چوں بگفت او دید ہنگامِ طلب
جب کہی، اور اُس نے سوال کا موقع دیکھا

آں سبوئے آب را در پیش داشت
وہ پانی کی ٹھلیا پیش کردی

تخمِ خدمت را در اں حضرت بکاشت
(اور) اُس دربار میں خدمت کا بیج بو دیا

گفت ایں ہدیہ بداں سلطاں برید
بولا، یہ تحفہ بادشاہ کے پاس لے جاؤ

سائلِ شہ را ز حاجت واخرید
بادشاہ کے بھکاری کو حاجت سے نجات دِلاؤ

آبِ شیریں و سبوئے سبز و نو
میٹھا پانی ہے، ٹھلیا سبز اور نئی ہے

زآبِ بارانی کہ جمع آمد بہ گو
بارش کا پانی ہے جو گڑھے میں جمع ہوگیا تھا

خندہ می آمد نقیباں را ازاں
نقیبوں کو اُس پر ہنسی آرہی تھی

لیک پذرفتند آں را ہمچو جاں
لیکن انھوں نے جان کی طرح اُسکو قبول کرلیا

زانکہ لطفِ شاہِ خوبِ با خبر
اِس لئے کہ اچھے باخبر بادشاہ کی مہربانی

کردہ بود اندر ہمہ ارکاں[3] اثر
سب کارکنوں میں اثر کئے ہوئے تھی

خوئے شاہاں در رعیت جا کند
بادشاہوں کی عادت رعایا میں گھر کرلیتی ہے

چرخِ اخضر خاک را خضرا کند
سبز آسمان زمین کو سرسبز کردیتا ہے

---

[1] ورتو گوئی۔ یعنی جزو کُل کا عین ہے تو جزو پر عاشق ہونا کُل پر عاشق ہونا ہے۔ ورنہ۔ اگر جُزو کا کُل سے بالکلیہ اتصال ہوتا تو رسولوں کو بھیجنا بیکار رہتا اِسلئے کہ رسولوں کی بعثت کا مقصد مخلوق کو خالق سے وابستہ کرنا ہی ہے۔

[2] غلام۔ لڑکا۔ جرّ۔ کشش، طوالت۔ بیگہ۔ بے گاہ۔ بے ہنگام وقت۔ طلب۔ سوال۔ عرض۔ دربار۔ حاجت۔ ضرورت، محتاجی۔ واخریدن۔ چھڑانا، نجات دلانا۔ گو۔ زمین کا گڑھا۔ پذرفتند۔ پذیرفتند۔ زانکہ۔ مشہور ہے کہ رعایا بادشاہ کی عادت اختیار کرتی ہے۔

[3] ارکان۔ رکن کی جمع ہے کارکن۔ جا کردن۔ گھر کرلینا۔ اخضر۔ مذکر سبز۔ خضرا۔ مؤنث سبز۔ آسمان کی سبزی سے زمین کا سبز ہونا شاعرانہ تخیل ہے۔

شہ چوں حوضے داں حَشَم[۱] چوں لولہا — آب از لولہ رود در گولہا
بادشاہ کو حوض اور خادموں کو ٹونٹیاں سمجھ — پانی ٹونٹیوں کے ذریعہ نالیوں میں جاتا ہے

چونکہ آب جملہ از حوضے ست پاک — ہر یکے آبے دہد خوش ذوقناک
جبکہ سب کا پانی پاک حوض کا ہے — ہر ایک (ٹونٹی) خوش ذائقہ پانی دیتی ہے

ور دراں حوض آبِ شورست و پلید — ہر یکے لولہ ہماں آرد پدید
اگر اس حوض میں کھارا اور ناپاک پانی ہے — ہر ٹونٹی سے وہی پانی نکلے گا

زانکہ پیوست ست ہر لولہ بحوض — خوض کن در معنیِ ایں حرف خوض
کیونکہ ہر ٹونٹی حوض سے وابستہ ہے — اِن حرفوں کے معنی میں خوب غور کرلے

لُطفِ شاہنشاہِ جانِ بے وطن — چوں اثر کردست اندر کلِّ تن
بے وطن جان کے بادشاہ کی مہربانی نے — پورے بدن میں کیا اثر کیا ہے!

لُطفِ عقلِ خوش نہادِ خوش نسب — چوں ہمہ تن را درآرد در ادب
پاک طبیعت، پاک نسب، عقل کی لطافت — کس طرح تمام بدن کو مہذب کر دیتی ہے

عشقِ شنگِ بے قرارِ بے سکوں — چوں درآرد کلِّ تن[۲] را در جنوں
شوخ، بے چین، بے قرار عشق — کس طرح سارے بدن کو جنون میں مبتلا کرتا ہے

لُطفِ آبِ بحر کو چوں کوثرست — سنگریزش جملہ دُرّ و گوہرست
اس دریا کی لطافت کو دیکھ، جو کوثر کی طرح ہے — اُسکے سنگریزے سب موتی اور گوہر ہیں

ہر ہنر کاُستا بداں معروف شُد — جانِ شاگردش بداں موصوف شُد
جس ہنر میں اُستاد مشہور ہوتا ہے — اسکے شاگرد کی جان اُسی سے موصوف ہوتی ہے

پیشِ اُستادِ اصولی ہم اصول — خواند آں شاگردِ چُستِ باوصول
اصولی اُستاد کے سامنے اصول — پڑھتا ہے، مستعد اور کامیاب شاگرد

پیشِ اُستادِ فقیہ[۳] آں فقہ خواں — فقہ خواند نے اصول و نے بیاں
فقہ کا پڑھنے والا، فقیہ اُستاد کے سامنے — فقہ پڑھتا ہے نہ (علم) اصول اور نہ (علم) بیان

پیشِ اُستادے کہ اُو نحوی بُوَد — جانِ شاگردش ازو نحوی شود
اُس اُستاد کے سامنے جو نحوی ہو — شاگرد کی جان اس سے نحوی بنجاتی ہے

باز اُستادے کہ آں محوِ رہ ست — جانِ شاگردش ازو محوِ شہ ست
پھر وہ اُستاد جو راہِ (خدا) میں محو ہے — اُسکے شاگردوں کی جان شاہ میں محو ہوجاتی ہے

---

۱ حَشَم۔ حا اور شین کے فتحہ کیساتھ، نوکر چاکر۔ لولہ۔ ٹونٹی، نل۔ گول۔ نالی، جہ بچہ۔ ذوق۔ ذائقہ۔ آبِ شور۔ کھاری پانی، اِن اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ اَلنَّاسُ عَلیٰ دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ یعنی جیسا راجہ ویسی ہی پرجا۔ جان۔ روح، چونکہ وہ تمام بدن پر حکمرانی کرتی ہے اسلئے اسکو شہنشاہ کہا ہے، اور چونکہ وہ اس عالم کی چیز نہیں ہے لہٰذا اسکو دنیا کے اعتبار سے بے وطن کہا ہے روح کو بدن کے ساتھ وہی نسبت ہے جو شاہ کی رعایا سے۔
۲ تن۔ جسم۔ اُستا۔ استاد کا مخفف ہے۔ معروف۔ مشہور۔ موصوف۔ یہ صفت اصولی۔ علمِ اصول کا ماہر، علمِ اصول وہ کہلاتا ہے جس میں کسی علم کے قواعدِ کلیہ بیان کئے گئے ہوں جیسے علمِ اصولِ فقہ وغیرہ۔ چُست۔ ہوشیار۔ باوصول۔ فارغ التحصیل، یعنی جس طرح رعایا بادشاہ کے اوصاف قبول کرتی ہے اور اعضاء روح کے اثرات سے متاثر ہوتے ہیں، اسی طرح شاگرد میں استاد کے اوصاف منتقل ہوتے ہیں۔
۳ فقیہ۔ علمِ فقہ کا ماہر۔ فقہ۔ دانائی، وہ علم جس میں شرع کے عملی احکام بیان کئے گئے ہیں۔ بیان۔ وہ علم ہے جس میں ایک معنی کو مختلف انداز سے بیان کرنا بتایا جاتا ہے۔ نحوی جو علم نحو کا ماہر ہو۔ رہ۔ طریقت سلوک ۴ شہ: یعنی اللہ تعالیٰ۔

زیں ہمہ انواعِ[1] دانش روزِ مرگ
علم کی اِن قسموں میں سے مرنے کے دن (آخرت کے)،
دانشِ فقر است سازِ راہ و برگ
راستہ کا سازوسامان، علمِ فقر ہی ہے

ماجرائے مردِ نحوی در کشتی با کشتیبان و جواب دادنِ او
ملاح کے ساتھ کشتی میں نحوی کا قصہ اور اس کا جواب دینا

آں یکے نحوی بہ کشتی در نشست
ایک نحوی کشتی میں سوار ہوا
رُو بکشتیباں نہاد آں خود پرست
اُس متکبر نے ملاح کا رُخ کیا

گفت ہیچ از نحو خواندی گفت لا
بولا، تو نے کچھ نحو پڑھی ہے اُسنے کہا نہیں
گفت نیم عمرِ تو شد در فنا
اُس نے کہا، تیری آدھی عمر برباد ہوئی

دل شکستہ گشت کشتیباں ز تاب
رنج سے ملاح کا دل ٹوٹ گیا
لیک آں دم گشت خاموش از جواب
لیکن اُس وقت جواب سے خاموش رہا

باد کشتی را بگردابے[2] فگند
ہوانے کشتی کو بھنور میں ڈال دیا
گفت کشتیباں بداں نحوی بلند
ملاح نے بلند آواز سے نحوی سے کہا

ہیچ دانی آشنا کردن بگو
تو کچھ تیرنا جانتا ہے، بتا
گفت نے از من تو سَبّاحی مجو
اُس نے کہا تو مجھ سے تیراکی کی اُمید نہ کر

گفت کُلِ عمرت اے نحوی فناست
اُس نے کہا، اے نحوی! تیری ساری عمر برباد ہے
زانکہ کشتی غرقِ ایں گردابہاست
اِسلئے کہ کشتی اِن بھنوروں میں ڈوب رہی ہے

محو می باید نہ نحو ایں جا بداں
اِس جگہ محویت چاہیئے نہ کہ نحو، سمجھ لے
گر تو محوی بے خطر در آب راں
اگر تو محو ہے بے خطر سمندر میں کود جا

آبِ دریا مُردہ را بر سر نہد
دریا کا پانی مُردے کو سر پر اُٹھا لیتا ہے
ور بود زندہ ز دریا کے رَہد
اگر زندہ ہو تو دریا سے کب بچ سکتا ہے؟

گر بمُردی تو ز اوصافِ بشر
اگر تو بشری خصلتوں سے مُردہ ہو جائے
بحرِ اسرارت نہد بر فرقِ[3] سر
اسرار کا سمندر تجھے سر پر اُٹھالے گا

اے کہ خلقاں را تو خر می خواندۂ
اے (وہ) کہ مخلوق کو تو نے گدھا کہا ہے
ایں زماں چوں خر بریں یخ ماندۂ
تو اب گدھے کی طرح اِس برف میں پھنسا ہے

گر تو علامۂ زمانی در جہاں
اگر تو دنیا میں علامۂ زماں ہے
نک فنائے ایں جہاں بیں ایں زماں
اب دنیا کے فنا ہونے کو دیکھ

---

[1] انواعِ دانش۔ علم کی قسمیں۔ دانشِ فقر۔ علمِ تصوف۔ ساز۔ سامان۔ برگ۔ توشہ۔ خود پرست۔ متکبر۔ لا۔ نہیں۔ گرداب۔ بھنور۔ آشنا کردن تیرنا۔ سَبّاحی۔ تیراکی۔

[2] گرداب۔ بھنور۔ محو۔ فنا، استغراق۔ اِن اشعار سے مولانا کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح سمندر میں جان بچانے کیلئے تیراکی کی ضرورت ہے اور نحو بیکار ہے اسی طرح بحرِ طریقت میں صرف فنائیت کام دیگی۔ اپنے جسمانی خصائل کو فنا کرو تب نجات ہوگی۔ محوی۔ محو ہستی۔ راں۔ چل۔ بر سر نہد یعنی مردہ انسان پانی کے اوپر آجاتا ہے۔

[3] فرق۔ سر کے بالوں کی مانگ۔ اسے۔ جو شخص رسمی علوم کی بنیاد پر دوسروں کو گدھا سمجھتا ہے خود بُری حالت میں ہوگا۔ علامہ۔ بہت بڑا عالم۔

مردِ نحوی را ازاں در دوختیم[۱] — تا شما را نحوِ محو آموختیم

نحوی انسان کا قصہ ہم نے اِسلئے مسلک کر دیا ہے — تاکہ تمہیں فنا کا طریقہ سکھا دیں

فقہِ فقہ و نحوِ نحو و صرفِ صرف — در کم آمد یابی اے یارِ شگرف

فقہ کا فقہ اور نحو کی نحو اور صرف کی صرف — اے بھلے یار! تو فنا میں پائے گا

آں سبوئے آب دانشہائے ماست — واں خلیفہ دجلۂ علمِ خداست

وہ پانی کی ٹھلیا، ہمارے علوم ہیں — اور وہ خلیفہ خدا کے علم کا دجلہ ہے

ما سبوہا پُر بدجلہ می بریم — گر نہ خر دانیم خود را ما خریم

ہم ٹھلیاں بھر کر دجلہ کی طرف لیجارہے ہیں — اگر ہم اپنے آپ کو گدھا نہ سمجھیں تو گدھے ہیں

بارے اعرابی[۲] بداں معذور بُود — کو ز دجلہ غافل و بس دور بُود

اب سمجھ لے کہ وہ بدوی تو اس بارے میں — کیونکہ وہ دجلہ سے غافل اور بہت دور تھا

گر ز دجلہ باخبر بودے چو ما — او نبردے آں سبو را جا بجا

اگر وہ ہماری طرح دجلہ سے باخبر ہوتا — تو وہ ٹھلیا کو منزل بمنزل نہ لے جاتا

بلکہ از دجلہ اگر واقف بُدے — آں سبو را بر سرِ سنگے زدے

بلکہ اگر دجلہ سے واقف رہتا — تو وہ ٹھلیا کو پتھر پر مار دیتا

آں سبوئے تنگ، پُر ناموس و ننگ[۳] — شد حجابِ بحر بر زن آں بسنگ

وہ مختصر ٹھلیا، شرم اور ذلت سے بھری ہوئی — وہ منکہ (علومِ معرفت) کا حجاب بنگئی اسکو پتھر پر پٹخ دے

قبول کردنِ خلیفہ ہدیہ را و عطا فرمودن باکمالِ
خلیفہ کا ہدیہ کو قبول کرنا اور بخشش کرنا اُس ہدیہ سے

بے نیازی ازاں ہدیہ
پوری بے نیازی کے باوجود

چوں خلیفہ دید و احوالش شنید — آں سبو را پُر ز زر کرد و مزید

جب خلیفہ نے اُسکو دیکھا اور اُسکے حالات سنے — اُس ٹھلیا کو اشرفیوں سے بھر دیا بلکہ اور زیادہ دیا

آں عرب را کرد از فاقہ خلاص — داد بخششہا و خلعتہائے خاص

اُس بدوی کو فاقہ (کشی) سے نجات دی — (اُسکو) بخششیں اور خاص شاہی جوڑے دیئے

پس نقیبے را بفرمود آں قباد — آں جہانِ بخشش و آں بحرِ داد

پھر اُس عالیجاہ بادشاہ نے نقیب کو حکم دیا — اُس جہانِ بخشش اور عطا کے سمندر نے

---

۱ دوختیم۔ یعنی ہم نے یہ اِس نحوی کا قصہ ذکر کیا ہے۔ نحو۔ طریقہ۔ فقہِ فقہ۔ علم فقہ کا مغز۔ کم آمد۔ فنا۔ شگرف۔ عمدہ، پسندیدہ۔ ما۔ یعنی ہم اگر اپنے علوم رسمی پر نازاں ہوں تو ہماری حماقت ہے۔ ہمارے علوم کی علوم خداوندی کے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو ٹھلیا کے پانی کی دجلہ کے اعتبار سے تھی۔

۲ اعرابی۔ بدو دجلہ سے واقف نہ تھا اِس لئے ایک گھڑا پانی لیکر بغداد کو چلا۔ اگر وہ دجلہ سے واقف ہوتا تو کبھی بادشاہ کی خدمت میں بغداد جاکر ایک گھڑا پانی پیش نہ کرتا۔ اسی طرح اگر ہم اللہ کے علوم کے دریا سے واقف ہوجائیں تو اپنے مختصر سے علم کا مشکیزہ پیش کرنے کی جرأت نہ کریں۔

۳ ناموس و ننگ۔ شرم و عار۔ زن۔ زدن بمعنی مارنا سے صیغۂ امر ہے۔ زر۔ سونا، اشرفیاں۔ مزید۔ یعنی مزید براں۔ خلعت۔ وہ کپڑے جو بادشاہ اپنے اُتار کر کسی کو دیدے، وہ کپڑے جو بادشاہ کسی کو عطا کرے۔ قباد ایک مشہور بادشاہ کا نام ہے، ہر بادشاہ کو بھی کہہ دیا جاتا ہے۔

کایں سبو پُر زر بدستِ اُو دہید
کہ اس ٹھلیا کو اشرفیوں سے بھر کر اُس کو دیدو

چونکہ وا گردد سوئے دِجلش برید
جب واپس لوٹے تو اُس کو دِجلہ کی جانب لیجاؤ

از رہِ خشک آمدست و آں سفر
وہ خشکی کے راستے سے آیا ہے اور سفر

از رہِ دِجلش بود نزدیک تر
دِجلہ کے راستے سے اُس کیلئے زیادہ قریب ہوگا

چوں بکشتی در نشیند رنجِ راہ[1]
جب وہ کشتی میں بیٹھے گا، راستے کی تکلیف

خود فراموشش شود آں جایگاہ
اُس جگہ وہ بھول جائے گا

ہمچناں کردند و دادندش سبو
انھوں نے ایسا ہی کیا اور اُس کو ٹھلیا دیدی

پُر زر و بُردند تا دجلہ دو تو
اشرفیوں سے بھری ہوئی اور دو تو (دوبالا لطف کیساتھ) دجلہ

چوں بکشتی در نشست و دجلہ دید
جب وہ کشتی میں بیٹھا اور اُس نے دجلہ دیکھا

سجدہ می کرد از حیا و می خمید
شرم سے سجدہ کرتا تھا اور جھکتا تھا

کاے عجب لطف آں شہِ وہّاب را
کہ تعجب ہے اُس لطف بخش بادشاہ کی مہربانی پر

واں عجب تر کو ستد آں آب را
اور اُس پر زیادہ تعجب کہ وہ پانی کا ہدیہ قبول کر لیا

چوں پذیرفت از مَن آں دریائے جود
اُس دریائے سخا نے کیسے قبول کر لیا؟

آنچناں نقدِ دغل را زود زود
بہت جلد اُس جیسے کھوٹے سکے کو

کُلِ عالم را سبو داں اے پسر
اے بیٹا! پوری دنیا کو ٹھلیا سمجھ

پُر شدہ از لطف و خوبی تا بسر
جو لطف اور خوبی سے کناروں تک بھری ہوئی ہے

قطرۂ از دجلۂ خوبیِ اوست
(یہ ٹھلیا) اُسکی خوبی کے دجلہ کی ایک بوند ہے

کاں نمی گنجد ز پُری زیرِ پوست
جو اپنے پُر ہونے پر پھولا نہیں سماتا ہے

گنجِ مخفی[2] بُد ز پُری چاک کرد
چھپا ہوا خزانہ تھا جو فراوانی کی وجہ سے پھٹ پڑا

خاک را تاباں تر از افلاک کرد
جس نے خاک کو افلاک سے بھی زیادہ روشن کر دیا

گنجِ مخفی بُد ز پُری جوش کرد
وہ چھپا ہوا خزانہ تھا فراوانی کی وجہ سے اُس نے جوش مارا

خاک را سلطانِ اطلس پوش کرد
مٹی کو اطلس پوش بادشاہ بنا دیا

ور بدیدے قطرہ از دجلہ خدا
اگر کوئی خدا کے دجلہ کا ایک قطرہ دیکھ لیتا

آں سبو[3] را او فنا کردے فنا
اُس ٹھلیا کو وہ بالکل فنا کر دیتا

آنکہ دیدندش ہمیشہ بے خودند
جنھوں نے اُس کو دیکھا ہے وہ ہمیشہ بیخود ہیں

بیخودانہ بر سبو سنگے زدند
انھوں نے بیخودوں کی طرح ٹھلیا پر پتھر مار دیا ہے

---

[1] رنجِ راہ۔ راستے کی مشقت۔ دو تو۔ یعنی دوگنے لطف کیساتھ، دولت بھی ملی اور دجلہ کی سیر بھی ہوئی۔ سجدہ می کرد یعنی حیا سے اوندھا ہوا جا رہا تھا۔ کاے۔ کہ اے۔ وہّاب۔ بہت زیادہ عطا کرنیوالا۔ پذیرفتن۔ قبول کرنا۔ جنس۔ مال۔ دغل۔ کھوٹا۔ تا بسر۔ لبریز۔ یہاں سے پھر اُسی مضمون کا اعادہ ہے کہ ہمارے علوم ہیچ ہیں۔ پُری۔ را پر تشدید ضرورت کی وجہ سے ہے۔ زیرِ پوست نگنجیدن پھولا نہ سمانا۔

[2] گنجِ مخفی۔ چھپا ہوا خزانہ یہ ایک مشہور حدیث کی طرف اشارہ ہے۔ کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیّاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ، یعنی اللہ تعالٰی فرماتا ہے "میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں" یعنی کائنات کی پیدائش معرفتِ خداوندی کیلئے ہے۔ خاک را۔ یعنی انسان کو اللہ نے اپنی صفات سے موصوف بنایا ہے۔

[3] آں سبو یعنی انسانی علوم کی ٹھلیا۔ آنکہ۔ جن لوگوں پر علم باری کی حقیقت منکشف ہو گئی ہے انھوں نے اپنے حقیر علم کو خیرباد کہدیا ہے۔

اے ز غیرت بر سبو سنگے زدہ[۱]
اے وہ جس نے غیرت سے ٹھلیا پر پتھر مارا ہے
آں سبو زاں شکست کامل تر شدہ
وہ ٹھلیا ٹوٹنے سے اور مکمل ہو گئی ہے

خم شکستہ آب ازو ناریختہ
ٹھلیا ٹوٹ گئی، اُس کا پانی نہیں بہا
صد درستی زیں شکست انگیختہ
اس شکستگی سے سینکڑوں دُرستیاں پیدا ہو گئی ہیں

جزو جزوِ خم برقص ست و بحال
ٹھلیا کا ٹکڑا ٹکڑا رقص اور حال میں ہے
عقلِ جزوی را نمودہ ایں محال
ناقص عقل کو یہ ناممکن نظر آتا ہے

نے سبو پیدا دریں حالت نہ آب
اس حالت میں اُس کے سامنے نہ ٹھلیا ہے نہ پانی
خوش ببیں واللہ اعلم بالصواب
اچھی طرح سمجھ لے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے

چوں[۲] درِ معنیٰ زنی بازت کنند
تو جب معنیٰ کا دروازہ کھٹکھٹائیگا تیرے لئے کھولدینگے
پرِ فکرت زن کہ شہبازت کنند
فکر کا پر پھڑپھڑا تجھے شہباز بنا دیں گے

پرِ فکرت شد گِل آلود و گراں
تیرے فکر کا پر مٹی میں سن گیا ہے اور بھاری ہو گیا ہے
زانکہ گِل خواری ترا گِل شد چو ناں
کیونکہ تو مٹی کھانیوالا ہے تیرے لئے مٹی روٹی کی طرح بن گئی ہے

ناں گِل ست و گوشت کمتر خور ازیں
روٹی اور گوشت مٹی ہے اُس کو کم کھا
تا نمانی ہمچو گِل اندر زمیں
تاکہ مٹی کی طرح تو زمین میں نہ رہ جائے

خاک می خوردیم عمرے در غذا
ہم غذا میں تمام عمر مٹی کھاتے رہے
خاک ما را خورد آخر در جزا
آخر کار بدلہ میں مٹی نے ہمیں کھا لیا

چوں گرسنہ می شوی سگ می شوی
جب تو بھوکا ہوتا ہے، کتا بن جاتا ہے
تند و بد پیوند و بد رگ می شوی
تو بدمزاج، بداخلاق، بدخصلت ہو جاتا ہے

چوں[۳] شدی تو سیر مردارے شدی
جب تیرا پیٹ بھر جاتا ہے تو مُردہ ہو جاتا ہے
بے خبر چوں نقشِ دیوارے شدی
دیوار کی تصویر کی طرح بے خبر ہو جاتا ہے

پس دمے مردار دیگر دم سگی
بس ایک وقت تو مُردار ہے اور دوسرے وقت تو کتا ہے
چوں کنی در راہِ شیراں خوش تگی
تو شیروں کے راستہ میں کب خوش رفتار ہو سکتا ہے!

آلتِ اشکارِ خود جز سگ مداں
اپنے شکار کے ذریعہ کو کتے کے سوا کچھ نہ سمجھ
کمترک انداز سگ را استخواں
کتے کو ہڈی کم ڈال

زانکہ سگ چوں سیر شد سرکش شود
اس لئے کہ کتے کا جب پیٹ بھر جاتا ہے وہ سرکش ہو جاتا ہے
کے سوئے صید و شکارے خوش دود
پھر وہ صید اور شکار کی طرف اچھی طرح کب دوڑتا ہے!

---

[۱] اے ز غیرت ـ مقامِ فنا میں پہنچ کر انسان کو کمال حاصل ہوتا ہے۔ خم شکستہ یعنی مقامِ فنا میں پہنچکر رگ رگ میں محبت کا نور سرایت کر جاتا ہے اور جزو جزو رقص و در حال میں ہوتا ہے اور کمالِ ذاتی بھی فنا نہیں ہوتا ہے ـ نے سبو ـ اس مقام پر پہنچ کر نہ اس کو نہ بدن کا ہوش رہتا ہے نہ اپنے ذاتی کمالات کا۔

[۲] چوں درِ معنیٰ ـ اگر تو علومِ الٰہی کا طالب ہے تو کوشش کر کر خدا تیری مدد کرے گا۔ پرِ فکرت ـ چونکہ تو نے عالمِ سفل کو اپنی خوراک بنا لیا ہے لہٰذا تو علومِ عالیہ سے محروم ہو گیا ہے۔ ناں ـ انسانی خوراک سب مٹی کی پیداوار ہے اس کی کثرت اُس کو مٹی میں ملا دیتی ہے۔ چوں ـ انسان جب بھوکا ہوتا ہے تو اس میں درندگی آجاتی ہے۔

[۳] چوں شدی سیر ـ بسیار خوری انسان میں مُردنی پیدا کر دیتی ہے۔ پس ـ لہٰذا شکم سیری اور انتہائی بھوک دونوں مُضر ہیں۔ راہِ شیراں یعنی ایسی دو حالتوں میں راہِ سلوک کیسے طے کر سکتے ہو۔ آلت ـ ذریعہ ـ اشکار الف زیادہ ہے۔ کمترک ـ کاف تصغیر کا ہے۔ سگ ـ یعنی قوائے حیوانی۔

آں عرب را بے نوائی می کشید | تا بداں درگاہ و آں دولت رسید
اُس بدوی کو بے سروسامانی کھینچ لائی | یہاں تک کہ وہ اُس درگاہ اور اُس دولت تک پہنچا

درحکایت گفتہ ام احسانِ شاہ | درحقِ آں بے نوائے بے پناہ
میں نے قصہ میں بادشاہ کے احسان کا ذکر کیا ہے | (جو) اس بے نوا اور بے پناہ کے حق میں (کیا گیا)

ہر چہ گوید مردِ عاشق بُوئے عشق | از دہانش می جہد در کوئے عشق
عاشق انسان جو کچھ کہتا ہے، عشق کی خوشبو | عشق کے کوچہ میں اس کے مُنہ سے مہک جاتی ہے

گر بگوید فقہ فقر آید ہمہ | بُوئے فقر آید ازاں خوش دمدمہ
اگر وہ فقہ کی بات کرتا ہے سب فقر ہوتا ہے | اس خوش گفتاری سے فقر کی خوشبو آتی ہے

ور بگوید کفر آید بُوئے دیں | آید از گفتِ شکش بُوئے یقیں
اگر وہ کفر (کی بات) کہتا ہے دین کی خوشبو آتی ہے | اسکے شک کی بات سے بھی یقین کی خوشبو آتی ہے

ور بگوید کژ نماید راستی | اے کژی کہ راست را آراستی
اگر ٹیڑھی بات کہے تو سیدھی نظر آئے | اے کجی (تو خوب ہے) کہ تو نے سیدھی بات کو آراستہ کر دیا ہے

کفِ کژ کز بحرِ صافی خاستست | اصلِ صاف آں فرع را آراستست
ٹیڑھا جھاگ جو صاف دریا سے پیدا ہوتا ہے | صاف اصل نے اس فرع کو آراستہ کر دیا ہے

آں کفش را صافی و محقوق داں | ہمچو دشنامِ لبِ معشوق داں
اس کے اُس جھاگ کو صاف اور صحیح سمجھ | معشوق کے مُنہ کی گالی کیطرح سمجھ

گشت ایں دشنامِ نامطلوبِ او | خوش ز بہرِ عارضِ محبوبِ او
اس کی ناپسندیدہ گالی بھی، | اس کے محبوب چہرے کی وجہ سے اچھی ہے

از شکر گر شکلِ نانے می پزی | طعمِ قند آید نہ ناں چوں می مزی
اگر تو شکر سے روٹی پکائے گا | جب تو چکھے گا اس میں شکر کا مزا آئیگا نہ کہ روٹی کا

ور بتِ زریں بیابد مومنے | کے ہلد او را پئے سجدہ کنے
اگر کوئی مومن سونے کا بت پالے | اسکو سجدہ کرنے والے کیلئے کب چھوڑے گا

چوں بیابد مومنے زریں وثن | کے ہلد آں را برائے ہر شمن
جب کوئی مومن سونے کا بت پالے گا | اس کو پجاری کے لئے کب چھوڑے گا

بلکہ گیرد اندر آتش افگند | صورتِ عاریتش را بشکند
بلکہ اس کو لے کر آگ میں ڈال دے گا | اس کی عارضی ہیئت کو توڑ دے گا

١ بے نوائی۔ بے سروسامانی۔ درگاہ یعنی خلیفہ کا دربار۔ دولت رسید۔ تو بھی بے نوائی اختیار کریگا تو دربارِ خداوندی میں جا پہنچے گا۔ بے پناہ یعنی بدو۔ ٢ ہر چہ گوید یعنی بدو اور خلیفہ کے قصے سے اُن احسانات الٰہیہ کیطرف اشارہ ہے جو ہر وقت بندوں پر مبذول ہوتے رہتے ہیں۔ ہر چہ۔ یعنی ہم تو عشقِ الٰہی میں مبتلا ہیں ہمارے قصے اور کہانیوں سے بھی مضامین عشق کی بو آتی ہے۔ ٣ گر بگوید۔ عارف اگر فقہ کا مسئلہ بھی بیان کرتا ہے تو چونکہ مقصد رضائے الٰہی ہوتا ہے لہٰذا وہ علم فقر و تصوف بنجاتا ہے۔ ور بگوید۔ بظاہر اس کا نامناسب کلام بھی عین دین ہوتا ہے۔ کژ۔ وہ کلام جو عوام کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ بحرِ صافی صاف دریا۔ فرع۔ شاخ۔ محقوق۔ ٹھیک درست۔
٤ نامطلوب۔ ناپسندیدہ۔ عارض۔ رخسار۔ اولیاء اللہ کا جو کلام چونکہ عشق پر مبنی ہوتا ہے لہٰذا وہ صحیح ہوتا ہے۔ پزی۔ پختن یعنی پکانا سے فعل مضارع مخاطب ہے۔ مزی۔ مزیدن یعنی چکھنا سے فعل مضارع مخاطب ہے۔ گر بت۔ اوپر یہ بیان تھا کہ اہلِ عرفان کے بظاہر بُرے کلمات بھی بباطن مفید ہوتے ہیں اور اعتبار باطن کا ہے ظاہر کا نہیں ہے شکر کی روٹی کا ظاہر روٹی ہے لیکن باطن شکر ہے۔ اسی

طرح بُت کا ظاہر بُرا ہے لیکن باطن سونا ہے لہٰذا مومن اسکو اٹھا لیگا۔ ہلد۔ ہلیدن یعنی چھوڑنا سے فعل مضارع ہے۔ وثن۔ بت، مورتی۔ شمن۔ بُت پرست۔ عاریت۔ مانگی ہوئی، عارضی۔

تا نماند بر ذہب[۱] نقشِ وثن
تاکہ سونے پر بُت کی صورت نہ باقی رہے
زانکہ صورت مانع ست و راہزن
اس لئے کہ صورت مانع اور رہزن بنی ہے

ذاتِ زرّش دادِ ربّانیت ست
اُس کا اصل سونا خدا کی دین ہے
نقشِ بُت بر نقدِ زر عاریت ست
نقد سونے پر بُت کی تصویر عارضی ہے

بہرِ کیکے تو گلیمے را مسوز
پسّو کی وجہ سے تو گدڑی کو نہ جلا
در صُداعِ ہر مگس مگذار روز
ہر مکھی کی دردِ سری کی وجہ سے دن کو باہر نکلنا نہ چھوڑ

بُت پرستی گر بمانی در صُوَر
اگر تو صورتوں میں (لگا) رہا تو بت پرست ہے
صورتش بگذار و در معنیٰ[۲] نگر
صورت سے گذر جا اور معنیٰ کو دیکھ

مردِ حجّی ہمرہی حاجی طلب
(اگر) تو حج کا جوانمرد ہے تو حاجی کو اپنا ہمسفر بنا
خواہ ہندو خواہ تُرک و یا عرب
خواہ ہندوستانی ہو خواہ ترکی یا عرب ہو

منگر اندر نقش و اندر رنگ اُو
تصویر اور اُس کے رنگ کو نہ دیکھ
بنگر اندر عزم و در آہنگِ اُو
اُس کے ارادے اور قصد کو دیکھ

گر سیاہ ست و ہم آہنگ تو ست
اگر وہ کالا ہے اور تیرا ہم خیال ہے
تو سفیدش خواں کہ ہمرنگ تو ست
تو اُس کو گورا سمجھ، کیونکہ وہ تیرا ہمرنگ ہے

ور سپید ست و ورا آہنگ نیست
اگر وہ سفید ہے اور تیرا ہم خیال نہیں ہے
زو بُبر کز دل مر اُو را رنگ نیست
اُس سے تعلق نہ رکھ کیونکہ وہ دل کے ہمرنگ نہیں ہے

ایں حکایت گفتہ شُد زیر و زبر
یہ قصہ بغیر ترتیب کہہ دیا گیا ہے
ہمچو فکرِ عاشقاں بے پا و سَر
جیسا کہ عاشقوں کا خیال بے سر و پا ہوتا ہے

سَر ندارد چوں ازل بُودست پیش
(عاشق کے خیال کا) سر نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ ازل سے ہے
پا ندارد با ابد[۳] بُودست خویش
(وہ) انتہا نہیں رکھتا ہو (اسلئے کہ) ابد سے وابستہ ہے

بلکہ چوں آب ست و ہر قطرہ ازاں
بلکہ وہ پانی کی طرح ہے اور اُس کا ہر قطرہ
ہم سَر ست و پا و ہم بے ہر دواں
سر اور پیر بھی رکھتا ہے اور بغیر سر و پا بھی ہے

حاش لِلّٰہ ایں حکایت نیست ہیں
خدا بچائے، خبردار یہ کہانی نہیں ہے
نقدِ حالِ ما و تُست ایں خوش بیں
یہ ہمارا اور تیرا موجودہ حال ہے، غور کر

پیشِ ہر صوفی کہ اُو با فر بُود
ہر اس صوفی کے لئے جو شان و شوکت والا ہے
ہر چہ آں ماضی ست لا یُذکر بُود
جو گذر گیا ہے وہ ناقابلِ ذکر ہوتا ہے

---

[۱] ذہب۔ سونا۔ دادِ ربانیت۔ خداداد۔ کیک۔ کاف کے فتحہ کے ساتھ، پسّو۔ گلیم۔ گدڑی۔ صُداع۔ دردِ سر۔ مگس۔ مکھی۔ لہٰذا اولیاء اللہ کی بات بظاہر اگر ناگوار بھی ہے تو اُس کی وجہ سے حقیقت سے کنارہ کش نہ ہو جانا۔ بُت پرستی۔ بُت پرستی۔

[۲] در معنیٰ۔ لہٰذا بزرگوں کے ظاہر الفاظ سے درگذر کر کے معنیٰ تک پہنچو۔ صُوَر۔ صورت کی جمع ہے۔ مردِ حجّی۔ مردِ حج ہستی۔ نقش۔ شکل و صورت۔ رنگ۔ کالا، گورا۔ آہنگ۔ قصد لہٰذا اعتبار باطن کا ہے نہ کہ ظاہر کا۔ حکایت۔ بدو کا قصہ۔ زیر و زبر۔ غیر مرتب۔ سَر۔ ابتدا۔ پا۔ انتہا۔ ازل۔ زمانہ ماضی کی ہمیشگی۔

[۳] ابد۔ زمانہ مستقبل کی جانب کی ہمیشگی، عاشق کا تعلق چونکہ ذاتِ خداوندی سے ہے جو ازلی اور ابدی ہے لہٰذا اُس کے معاملہ کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ قطرہ۔ اگر قطرے کو دریا سے علیحدہ کر لو تو اس کی انتہا اور ابتدا ہے اور اگر علیحدہ نہ کرو تو قطرہ کی اپنی نہ انتہا ہے نہ ابتدا یہی حال عاشق کے احوال کا ہے۔ نقدِ حال یعنی بدو اور اُسکی بیوی کا قصہ دراصل خود ہمارا قصہ ہے۔ فر یعنی تصوف کی شان و شوکت۔

چوں بُوَد فکرش ہمہ مشغولِ[1] حال — ناید اندر ذہنِ اُو فکرِ مآل

جبکہ اُس کا فکر پوری طرح حال میں مشغول ہوتا ہے — اُس کے ذہن میں انجام کا فکر (بھی) نہیں آتا ہے

ہم عرب ما ہم سبو ما ہم مَلَک — جُملہ ما یُوفَکُ عَنہُ مَن اُفِک

بدّو بھی ہم ہیں اور ٹھلیا بھی ہم ہیں اور بادشاہ بھی — سب وہی ہے جس سے باز رہا وہی جو پھیرا گیا

عقل را شو داں و زن ایں نفس و طبع — ایں دو ظلمانی و مُنکر عقل شمع

عقل کو شوہر اور نفس اور طبیعت کو عورت (سمجھ) — یہ دونوں تاریک اور مُنکر ہیں، عقل شمع ہے

بشنو اکنوں اصلِ انکار از چہ خاست — زانکہ کُل را گونہ گونہ جزوہاست

اب سُن، انکار کی بنیاد کیسے پڑی؟ — اِس لئے کہ کُل کے مختلف قسم کے اجزاء ہیں

جزو[2] کُل نے جزوہا نسبت بکُل — نے چو بوئے گُل کہ باشد جزوِ گُل

(حقیقی) جزو اور کُل نہیں جزو کی کُل کیساتھ نسبت (تابع ہونے میں ایسی (بھی)) نہیں ہے جیسے کہ پھول کی خوشبو پھول کا جزو ہے

لُطفِ سبزہ جزوِ لُطفِ گُل بُوَد — بانگِ قمری جزو آں بُلبُل بُوَد

(بلکہ اِس طرح سے ہے جیسے) سبزہ کا لُطف پھول کے لُطف کا جزو ہوتا ہے — (جیسے) قمری کی آواز بُلبل کا جزو (تابع ہونے کی حیثیت سے) ہوتی ہے

گر شوم مشغولِ اشکال و جواب — تشنگاں را کے تواںم داد آب

اگر میں اعتراض اور جواب میں مشغول ہوجاؤں — (تو) پیاسوں کو کب سیراب کرسکوں گا؟

گر تو اشکالی بکُلّی و حرج — صبر کُن کہ اَلصَّبرُ مِفتاحُ الفَرَج

اگر تو مجسّم اِشکال اور تنگی ہے — (تو) صبر کر، صبر کشادگی کی کُنجی ہے

احتما[3] کُن احتما ز اندیشہا — زانکہ شیر اند در ایں بیشہا

وسوسوں سے بہت پرہیز کر — اِس لئے کہ اِن جھاڑیوں میں شیر چھپے ہیں

احتماہا بر دواہا سرورست — زانکہ خاریدن فزونیِ گرست

پرہیز دواؤں سے بہتر ہے — اِس لئے کہ کھجانا، خارش کی زیادتی (کی علامت) ہے

احتما اصلِ دوا آمد یقیں — احتما کُن قُوّتِ جانت ببیں

پرہیز یقیناً دوا کی جڑ ہے — پرہیز کر، (پھر) اپنی روح کی طاقت دیکھ

احتماہا مر دواہا را سرست — ہضمِ دارو علّتِ نو دیگرست

پرہیز، دوا کی اصل ہے — دوا کا ہضم ہوجانا، دوسری نئی بیماری ہے

قابلِ ایں گفتہا شو گوش دار — تا کہ از زر سازمت من گوشوار

اِن باتوں کو قبول کرنے والا بن، توجّہ سے سُن — تاکہ میں تیرے لئے سونے کے آویزے بناؤں

[1] مشغولِ حال۔ چونکہ عارف حالات میں مصروف ہوتا ہے۔ فکرِ مآل۔ عاشق رضا و تسلیم کی وجہ سے انجام سے بھی بے فکر ہوتا ہے۔ ہم عرب ما۔ یعنی بدّو اور ٹھلیا اور بادشاہ کی عطا کا جو قصّہ ہم نے نقل کیا ہے وہ ایک مثال ہمارے اور اللہ تعالےٰ کے معاملہ کی ہے ہم وہ عبادتیں اور تحفے پیش کرتے ہیں جنکی اُنکے یہاں کمی نہیں ہے وہ پھر بھی قبول فرماتا ہے۔ اِن باتوں کا وہی اِنکار کریگا جو راندۂ درگاہ ہوگا۔ عقل را شو۔ عقل کو بمنزلہ شوہر کے سمجھو اور نفس اور طبیعتِ انسانی کو بمنزلہ عورت کے سمجھو اور دونوں کے مکالمہ کو عقل اور نفس کا مکالمہ سمجھو۔ بشنو۔ دولت باطنی ایک حقیقت ہے لیکن طبائع مختلف ہیں اسلئے کچھ انکار کرتی ہیں کچھ اقرار کرتی ہیں۔

[2] جزو کل۔ یعنی ہم بار بار اللہ تعالےٰ کو کُل سے اور انسانوں کو جزو سے تعبیر کرتے آرہے ہیں لیکن اِس سے مراد حقیقی جزئیت اور کلیت نہیں ہے اللہ اجزاء سے منزّہ ہے نیز وہ نسبت بھی مراد نہیں ہے جو خوشبو اور پھول میں ہے اسلئے کہ اللہ تعالےٰ حادث صفات سے پاک ہے بلکہ جزو اور کُل سے یہاں مراد تابع اور متبوع ہے۔ گر شوم۔ جو نسبت میں نے بیان کی اِس میں بھی اِشکالات ہیں لیکن اگر اس طرح کے اِشکال اور جواب کے درپے ہوجاؤنگا تو حقائق بیان کرسکونگا۔ صبر کن۔ صبر سے ذوق اور وجدان پیدا ہوگا جس سے سب اشکالات حل ہو جائینگے۔ [3] احتما کن۔ وساوس سے بچنا ضروری ہے وساوس راہِ طریقت کے ڈاکو ہیں۔ اصل دوا سے بھی زیادہ ضروری پرہیز ہوتا ہے۔ گر۔ بکاف فارسی مفتوح، کھاج، خارش۔ قوت۔ پھر روح میں ایسی طاقت پیدا ہو جائیگی جو تمام اشکالات کو دفع کر دیگی۔ ہضم۔ مثلاً اگر مسہل پیا جائے اور بد پرہیزی کی وجہ سے وہ ہضم ہوجائے تو دوسرے امراض پیدا ہونگے۔ گفتہا۔ مسائل تصوف سمجھنے کی قابلیت پیدا کرو پھر تمہارا مرتبہ کائنات کے بلند ہوجائیگا۔

گوشوارہ چہ کہ کانِ زر شوی — تا بماہ و تا ثُریّا بر شوی
آویزہ کیا ہوتا ہے بلکہ تو سونے کی کان بن جائے گا — یہاں تک کہ چاند اور ثریّا سے بھی بالاتر ہو جائیگا

اوّلاً[۱] بشنو کہ خلقِ مختلف — مختلف جانند از یا تا اَلِف
پہلے سُن لے کہ مختلف مخلوق — اَلِف سے یا تک مختلف حقیقتیں ہیں

در حروفِ مختلف شور و شکے ست — گرچہ از یک رُو ز سر تا پا یکے ست
مختلف حروفِ (تہجی) میں (اختلاف کا) شور اور شک ہے — اگرچہ ایک اعتبار سے سَر سے پیر تک ایک ہیں

از یکے رُو ضد و دیگر مُتّحد — از یکے رُو ہزل و از دیگر روئے جِد
ایک پہلو سے (ایک دوسرے کے) مخالف دوسرے (پہلو سے) متحد ہیں — جیسا کہ کوئی جملہ ایک پہلو سے مذاق اور دوسرے پہلو سے مقصود ہو

پس[۲] قیامت روزِ عَرضِ اکبر ست — عَرضِ او خواہد کہ بازیب و فرست
قیامت (کا دن)، بڑی پیشی کا دن ہے — پیشی وہ چاہے گا جو شان و شوکت سے ہے

ہر کہ چوں ہندو بد و سودائی ست — روزِ عَرضش نوبتِ سوائی ست
جو کوئی ہندو کی طرح بُرا اور سودائی ہے — اس کے لئے پیشی کا دن رُسوائی کا وقت ہے

چوں ندارد روئے ہمچوں آفتاب — او نخواہد جز شب ہمچوں نقاب
جو شخص آفتاب جیسا چہرہ نہ رکھتا ہو — وہ نقاب کی طرح رات کے سوا کچھ نہ چاہے گا

برگ یک گل چوں ندارد خارِ او — شد بہاراں دشمنِ اسرارِ او
جبکہ اُس کا کانٹا پھول کی ایک پتّی بھی نہ رکھتا ہو — موسمِ بہار اُسکے چھپے ہوئے رازوں کا دشمن ہوگا

وانکہ[۳] سر تا پا گل ست و سوسن ست — پس بہار او را دو چشمِ روشن ست
جو شخص سَر سے پیر تک گُل اور سوسن ہے — موسمِ بہار اس کے لئے دو روشن آنکھیں ہیں

خارِ بے معنیٰ خزاں خواہد خزاں — تا زند پہلوئے خود با گلستاں
بے حقیقت کانٹا، خزاں ہی خزاں چاہتا ہے — تاکہ گلستاں کا مقابلہ کر سکے

تا بپوشد حُسنِ آن و ننگِ ایں — تا نہ بینی ننگ آن و رنگِ ایں
تاکہ وہ (خزاں) اُسکا حُسن اور اسکا عیب ڈھک دے — تاکہ تو اُس کا عیب اور اِس کا رنگ نہ دیکھ سکے

پس خزاں او را بہار ست و حیات — یک نماید سنگ و یاقوتِ زکات
اُس کے لئے خزاں بہار اور زندگی ہے — جو پتھر اور قیمتی یاقوت کو یکساں دکھاتی ہے

باغباں ہم داند آں را در خزاں — لیک دیدِ یک بہ از دیدِ جہاں
باغباں بھی اُس کو موسمِ خزاں میں جانتا ہے — لیکن ایک کا دیکھنا دنیا کے دیکھنے سے بہتر ہے

لہ اوّلاً بشنو۔ چونکہ انسان باوجود انسان ہونیکے مختلف طبائع رکھتے ہیں اسلئے بعض طبائع میں اِشکالات پیدا ہوتے ہیں۔ در حروف۔ انسانوں کے طبائع کا اختلاف ایسا ہی ہے جیسے حروفِ تہجی میں اختلاف ہے۔ حالانکہ سب حروفِ تہجی ہی ہیں۔ از یکے رُو۔ جیسا کہ بعض جملے ہوتے ہیں کہ جملہ ایک ہی ہے اور مذاق میں اُسکے کچھ معنی ہیں اور جب حقیقت کے طور پر وہ بولا جائے تو دوسرے معنی ہوتے ہیں۔

۲ہ پس قیامت۔ اختلاف کے اسباب کو سمجھنے سے زیادہ ضروری ہے کہ اس اختلاف کے نتائج پر غور کیا جائے جو قیامت میں ظاہر ہونگے۔ ہر کہ۔ جو لوگ شکوک و شبہات سے اپنے مُنھ کالے کئے ہوئے ہیں پیشی کے دن اُنکی بہت رُسوائی ہوگی۔ چوں ندارد۔ معارفِ الٰہیہ سے جن کے چہرے منوّر نہ ہونگے وہ مُنھ چھپائیں گے۔ برگ۔ جس کانٹے میں پھول کی ایک پتّی بھی نہ ہو وہ موسمِ بہار میں اور زیادہ بُرا ہوتا ہے جبکہ دوسرے کانٹے دار درخت پھولوں سے لَدھ جاتے ہیں۔

۳ہ وانکہ۔ جو شخص نیک اعمال سے مزیّن ہوگا قیامت کے دن وہ نہایت مسرور ہوگا۔ خار۔ بد اعمال دوسرے کو بھی بد اعمال دیکھنے کا خواہشمند ہوگا۔ پس۔ بد اعمال چاہیگا کہ پیشی کا وقت نہ آئے تاکہ اچھے اور بُرے کی تمیز نہ ہو سکے۔ باغباں یعنی شیخِ کامل اُنکی بد اعمالی کو جانتا ہے بد اعمال کو چاہیے کہ اُس شیخ کے سامنے اپنے مخفی احوال بیان کر کے اصلاح کرالے تاکہ قیامت کے دن بے شمار مجمع اُسکے عیوب کو نہ دیکھ سکے۔

خود جہاں آں یک کس ست و آگہ است ۱ — ہر ستارہ بر فلک جزو مہ است
وہ ایک شخص خود جہان ہے اور باخبر ہے — آسمان پر ہر ستارہ چاند کا جزو ہے

خود جہاں آں یک کس ست و باقیاں — جملہ اَتباع و طفیل اند اے فلاں
جہان وہی ایک شخص ہے اور باقی — سب تابع اور طفیلی ہیں، اے فلاں!

اُو جہانِ کامل ست و مفرد ست — نسخۂ کُلِّ وجود اُورا بدست
وہ پورا جہان ہے اور اکیلا ہے — وجودِ کُل کا نسخہ (جو حقیقتِ انسانیہ ہی) اسکے ہاتھ میں ہے

پس ہمی گویند ہر نقش و نگار — مژدہ مژدہ نک ہمی آید بہار
ہر نقش و نگار یہ کہتا ہے — خوشخبری ہو خوشخبری اب بہار آتی ہے

تا بُود تاباں شگوفہ چوں زرہ — تا کنند آں میوہ ہا پیدا گرہ
تاکہ شگوفے زرہ کی طرح چمکیں — تاکہ میوے گچھے پیدا کریں

چوں ۲ شگوفہ ریخت میوہ سر کند — چونکہ تن بشکست جاں سر بر زند
جب شگوفہ جھڑا، میوہ نکلا — جب جسم ختم ہوا روح ظاہر ہوئی

میوہ معنیٰ و شگوفہ صورتش — آں شگوفہ مژدہ میوہ نعمتش
میوہ، معنیٰ ہے اور شگوفہ اُس کی صورت ہے — شگوفہ خوشخبری ہے، میوہ اسکی نعمت ہے

چوں شگوفہ ریخت میوہ شد پدید — چونکہ آں کم شد شد ایں اندر مزید
جب شگوفہ جھڑا، میوہ رُونما ہوا — جب شگوفہ گھٹا تو یہ (میوہ) بڑھا

تا کہ ناں نشکست قوت کے دہد — ناشکستہ خوشہا کے مے دہد
جب تک روٹی نہ ٹوٹے، طاقت کب دیتی ہے! — نہ ٹوٹے ہوئے خوشے شراب کب بناتے ہیں

تا ہلیلہ نشکند با ادویہ — کے شود خود صحت افزا درریہ
جب تک ہیڑ دواؤں میں نہ کُٹے — پھیپھڑے میں صحت افزا کب ہوتی ہے؟

در ۳ صفتِ پیر و مطاوعت کردن با اُو
پیر کی تعریف اور اس کی تابعداری کرنے کا بیان

اے ضیاء الحق حسام الدیں بگیر — یک دو کاغذ بر فزا در وصفِ پیر
اے ضیاء الحق حسام الدین! لے — پیر کے بیان میں ایک دو کاغذ اور بڑھا لے

گرچہ جسمت نازک ست و بس نزار — بر نمی آید جہاں را بے تو کار
اگرچہ تیرا جسم نازک اور بہت لاغر ہے — (لیکن) دنیا کا کام تیرے بغیر نہیں نکلتا ہے

---

۱ خود جہاں۔ شیخِ کامل خود ایک عالم ہے۔ ہر ستارہ یعنی دوسرے نیک لوگ اُس کے اجزاء ہیں۔ باقیاں۔ باقی کی جمع ہے۔ اَتباع۔ تابع کی جمع ہے۔ اُو جہان۔ شیخِ کامل اگرچہ ایک شخص ہے لیکن مکمل ایک جہان ہے وہ چاند ہے دوسرے ستارے ہیں۔ نسخۂ کُلِّ وجود۔ حقیقتِ انسانیہ کو تندرست رکھنے کا نسخہ اُس کے پاس ہوتا ہے۔ پس۔ کائنات اپنے فانی ہونے کی وجہ سے قیامت کا پیغام دے رہی ہے۔ تا بود۔ تاکہ جیسے زرہ کے حلقے چمکتے ہیں اسی طرح شگوفے چمک جائیں اور پھل آجائیں۔ یہ پیغامِ بہار ہی لئے ہے۔

۲ چوں شگوفہ۔ شگوفہ کی پتیاں جھڑ جانے پر اندر سے پھل نمودار ہوتا ہے۔ چوں۔ روح کا جسم سے تعلق منقطع ہونے پر اُسکے آثار اور قوی ہوجاتے ہیں تو قیامت میں یہ آثار خوب ظاہر ہوں گے شگوفہ، پھل کی آمد کا پیغام دیتا ہے۔ آں شگوفہ۔ ایں پھل۔ تاکہ۔ روٹی کے ٹوٹ کر جب نوالے بنتے ہیں تو وہ بدن کو قوت پہنچاتی ہے، انگور ٹوٹنے کے بعد شراب بنتا ہے اسی طرح ہیڑ کے فائدے جب ہیں جب اُسکو کوٹ کر دواؤں میں ملایا جائے۔ اسیطرح ریاضت اور مجاہدہ سے بدن کو جبتک پامال نہ کروگے فائدہ نہ اٹھا سکوگے۔ ریہ۔ پھیپھڑا۔

۳ درصفت۔ اس سے پہلے کہا تھا

گرچہ جسمِ نازکت را زور نیست
اگرچہ تیرے نازک جسم میں طاقت نہیں ہے
لیک بے خورشیدِ ما را نور نیست[۱]
لیکن سورج کے بغیر ہمارے لئے روشنی نہیں ہے

گرچہ مصباح و زجاجہ گشتۂ
اگرچہ تو چراغ اور قندیل بن گیا ہے
لیک سرخیلِ دل و سررشتۂ
لیکن (اہلِ) دل کا پیشوا اور آغاز کار ہے

چوں سر رشتہ بدست و کامِ تست
جبکہ آغازِ کار تیرے ہاتھ میں اور منشا کے مطابق ہے
دُرہائے عقدِ دل انعامِ تست
دل کے ہار کے موتی تیرا انعام ہیں

بر نویس احوالِ پیرِ راہ داں
واقفِ راہ پیر کے احوال تحریر کر
پیر را بگزیں و عینِ راہ داں
پیر (کا دامن) تھام لے اور حقیقی راستہ پالے

پیر تابستاں و خلقاں تیر ماہ
پیر، موسمِ بہار ہے اور مخلوق خزاں ہے
خلق مانندِ شب اند و پیر ماہ
مخلوق رات جیسی ہے اور پیر چاند ہے

کردہ ام بختِ جواں را[۲] نامِ پیر
میں نے جواں بخت کو پیر کہا ہے
کو ز حق پیر ست نہ از ایامِ پیر
کیونکہ وہ خدا کی جانب سے پیر ہے عمر کی وجہ سے پیر نہیں ہے

او چناں پیر ست کش آغاز نیست
وہ ایسا پیر ہے جس کی ابتداء نہیں ہے
با چناں دُرِّ یتیم انباز نیست
اور ایسے یکتا موتی کا (کوئی) شریک نہیں

خود قوی تر می بود خمرِ کہن
پرانی شراب خود زیادہ طاقتور ہوتی ہے
خاصہ آں خمرے کہ باشد مِن لَدُن
خصوصاً وہ شراب جو علم لدنی کی ہو

[۳]خود قوی تر می شود خمرِ قدیم
پرانی شراب خود زیادہ قوی ہوتی ہے
آں کہن تر بہتر اے شیخِ علیم
اے دانا شیخ! جس قدر زیادہ پرانی ہو بہتر ہے

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر
پیر (کا توسّل) اختیار کر، یہ سفر بغیر پیر کے
ہست بس پُر آفت و خوف و خطر
آفت اور خوف و خطر سے بہت پُر ہے

آں رہے کہ بارہا تو رفتۂ
جس راستہ پر تو بارہا چلا ہے
بے قلاوز اندر آں آشفتۂ
بغیر رہنما کے تو اُس میں پریشان ہے

پس رہے را کہ ندیدستی تو ہیچ
پھر وہ راستہ جو تونے کبھی نہیں دیکھا ہے
ہیں مرو تنہا ز رہبر سر مپیچ
خبردار! تنہا نہ جا (اور) رہبر سے انحراف کر

ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد
جو شخص بغیر پیر کے راستہ پر چلا
او ز غولاں گمرہ و در چاہ شد
وہ شیطانوں کی وجہ سے گمراہ اور ہلاک ہوا

[۱] ما را نور نیست۔ ضیاء الحق مرید ہیں لیکن مولانا اُن کی محبت میں ایسے الفاظ ذکر کر جاتے ہیں جو پیر کے لئے بولے جاتے ہیں۔ مصباح۔ چراغ۔ زجاجہ۔ قندیل۔ سرخیل۔ افسر، پیشوا۔ سر رشتہ۔ ڈور کا سرا، باعث۔ کام۔ مقصد۔ عقد۔ ہار یعنی مثنوی۔ راہ سلوک۔ تابستان۔ موسم گرما جو موسمِ بہار ہوتا ہے۔ تیر ماہ موسمِ خزاں۔

[۲] نامِ پیر۔ پیر بوڑھے کو کہتے ہیں اور بزرگی چونکہ اکثر بڑھاپے میں آتی ہے لہذا پیر اور شیخ بزرگ کے معنی میں بولا جانے لگا۔ مولانا نے فرمایا کہ ضیاء الحق عمر کے اعتبار سے پیر نہیں ہیں بلکہ جوان ہیں اور بزرگی کے اعتبار سے پیر ہیں۔ آغاز نیست۔ پیری پیغمبری کا پرتو ہے اور حضورؐ نے فرمایا ہے میں اُس وقت پیغمبر تھا جبکہ حضرت آدمؑ کا صرف پتلا بنا تھا۔ دُرِّ یتیم۔ دُرِّ یکتا۔ انباز۔ شریک، نظیر۔

[۳] خود قوی تر۔ پیر کا بڑھاپا کمزوری کی دلیل نہیں ہے بلکہ کہنہ شراب کی طرح اُس کی رُوحانی قوت اور تیز ہو جاتی ہے۔ من لَدُن۔ یعنی من عند اللہ اللہ کی جانب سے علمِ لدنی۔ گزیں۔ گزیدن یعنی اختیار کرنا سے صیغۂ امر ہے۔ خوف و خطر یعنی وساوس شیطانی کے خطرے۔ قلاوز۔ رہبر۔ آشفتن۔ پریشان ہونا۔ غول۔ چھلاوہ، شیطان۔ در چاہ شدن۔ ہلاک ہونا۔

گر نباشد سایۂ پیر اے فضول — بس ترا سرگشتہ دارد بانگِ غُول[۱۵]

اے فُضول! اگر پیر کا سایہ نہ ہو — شیطان کی آواز تجھے بہت پریشان کرے گی

غُولت از رہ افگند اندر گزند — از تو داہی تر دریں رہ بس بُدند

شیطان تجھے گمراہ کرکے نقصان پہنچادیگا — تجھ سے زیادہ چالاک اس راستہ میں بہت گمراہ ہوئے ہیں

از نُبی بشنو ضلالِ رہرواں — کہ چہ شاں کرد آں ابلیسِ بَد رواں

راستہ چلنے والوں کی گمراہی قرآن سے سُن — کہ انکے ساتھ بدذات شیطان نے کیا کیا ہے؟

صد ہزاراں سالہ رہ از جادہ دور — بُرد شان و کرد شاں اِدبار عوُر

سیدھے راستے سے لاکھوں سال کی مسافت پر دور — انھیں لے گیا اور بدبختی کی وجہ سے انکو ننگا کردیا

اُستخوانہا شاں ببین و موئے شاں — عبرتے گیر و مراں خر سوئے شاں

اُن کی ہڈیاں اور بال دیکھ لے — عبرت حاصل کر اور اُن کا راستہ نہ اختیار کر

گردنِ خر گیر و سوئے راہ کش — سوئے رہبانان و رہ دانانِ خوش

گدھے کی گردن پکڑلے اور (اسکو) راستہ کیطرف کھینچ — (سیدھے) راستہ والوں اور راستہ کو خوب جاننے والوں کی طرف

ہیں مَہِل خر را و دست از وے مدار — زانکہ عشقِ اُوست سوئے سبزہ زار

خبردار! گدھے کو نہ چھوڑ اور اُسکو آزاد نہ کر — اس لئے کہ اُس کا عشق سبزہ زار سے ہے

گر یکے دم تو بغفلت وا ہلیش[۱۶] — اُو رود فرسنگہا سوئے حشیش

اگر تو غفلت سے اسکو تھوڑی دیر کیلئے بھی آزاد چھوڑدیگا — وہ میلوں گھاس کی جانب چلا جائے گا

دشمنِ راہ است خرِ مستِ علف — اے بسا خر بندہ را کردہ تلف

گھاس کا عاشق گدھا، راستہ کا دشمن ہے — بہت سے اناڑیوں کو اُس نے ہلاک کیا ہے

گر ندانی رہ ہر آنچہ خر بخواست — عکسِ آں کن خود بود آں راہِ راست

اگر تو راستہ نہیں جانتا ہے، تو جو گدھا چاہے — اُس کے برخلاف کر وہی سیدھا راستہ ہوگا

شَاوِرُوْھُنَّ پس آنگہ خالِفُوا — اِنَّ مَنْ لَّمْ یَعْصِھِنَّ تَالِفٌ[۱۷]

اُن (عورتوں) سے مشورہ کرو پھر خلاف کرو — جو شخص اُنکے خلاف نہیں کرتا ہے ہلاک ہوجانیوالا ہے

باہوا و آرزو کم باش دوست — چوں یُضِلُّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللہ اوست

خواہشِ نفسانی اور آرزو سے دوستی نہ کر — کیونکہ وہی ہے جو تجھے اللہ (تعالیٰ) کے راستے گمراہ کرتی ہے

ایں ہوا را نشکند اندر جہاں — ہیچ چیزے ہمچو سایہ ہمرہاں

دنیا میں خواہشِ نفسانی کو پامال نہیں کرتی — کوئی چیز جیسا کہ ساتھیوں کا سایہ

۱۵ بانگ۔ شیطانی وساوس کی آواز۔ داہی۔ چالاک، یعنی تجھ سے زیادہ عقلمند بغیر پیر کے گمراہ ہوئے ہیں۔ نُبی۔ قرآنِ مجید، یعنی قرآنِ مجید میں بہت سی قوموں کے قصّے مذکور ہیں جنکو شیطان نے گمراہ کردیا۔ اِدبار۔ بدبختی، نحوست۔ عُور۔ ننگا، یعنی نیک اعمال سے خالی۔ خر سوئے کسے راندن۔ کسی کی طرف مائل ہونا، اسکے راستہ پر چلنا، یعنی اُن ہلاک شدگان سے عبرت حاصل کرو انکا راستہ نہ اختیار کرو۔ خر۔ گدھا یعنی نفس۔ رہبانان۔ جمع ہے رہبان کی، بان علامت ہے اسمِ فاعل کی جیسے فیلبان، رہگیر۔ راہ داں۔ راستہ سے واقف۔ مَہِل۔ نہ چھوڑ، ہلیدن سے نہی کا صیغہ ہے۔

۱۶ وا ہلیش۔ شین مفعول کی ضمیر ہے۔ وا بمعنی کشادہ۔ ہِل۔ ہلیدن کا فعل مضارع ہے۔ فرسنگ۔ فرسخ جو تین میل کا ہوتا ہے۔ حشیش۔ گھاس۔ علف۔ گھاس، چارہ۔ خربندہ۔ اناڑی سوار جو سواری کے تابع ہوتا ہے۔ خر یعنی نفسِ انسانی۔ شَاوِرُوْھُنَّ۔ اُن عورتوں سے مشورہ کرو۔ یہ حدیث ثابت نہیں ہے البتہ "طَاعَةُ النِّسَاءِ نَدَامَةٌ" عورت کی اطاعت ندامت کا باعث ہے حدیث صحیح ہے۔

۱۷ تالف۔ اسم فاعل ہے ہلاک ہونے والا۔ چوں۔ قرآن میں ہے وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللہ ورنہ اتباعِ خواہشِ نفسانی کا ورنہ وہ تجھے اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیگی۔ ہمرہاں۔ ساتھ چلنے والے یعنی مُرشدِ کامل جو مُریدکا راہنما ہوتا ہے، پیر کی رہنمائی لامحالہ ضروری ہے بصورتِ مجبوری نفس کی خواہش کے خلاف عمل کرتے رہنا چاہیئے۔

وصیّت کردنِ رسولِ خدا مر علیؓ را کہ چوں ہر کسے بنوعِ طاعتے تقرّب بحق جوید تو تقرّب جو بصحبتِ عاقل و بندۂ خاص تا از ایشاں ہمہ پیش قدم باشی قَالَ النَّبِیُّ[۱] صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَقَرَّبَ النَّاسُ اِلٰی خَالِقِھِمْ بِاَنْوَاعِ الْبِرِّ فَتَقَرَّبْ اِلَی اللّٰہِ بِالْعَقْلِ وَالسِّرِّ تَسْبِقْھُمْ بِالدَّرَجَاتِ وَالزُّلْفٰی عِنْدَ النَّاسِ فِی الدُّنْیَا وَعِنْدَ اللّٰہِ فِی الْاٰخِرَۃِ

رسولِ خدا کا (حضرت) علی رضؓ کو وصیّت کرنا کہ جب ہر شخص اللہ کا تقرب کسی قسم کی اطاعت کے ذریعہ ڈھونڈتا ہے تو عقلمند اور خاص بندے کی صحبت کے ذریعہ تقرب چاہ تاکہ اُن سب سے آگے بڑھ جائے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ اپنے خالق کا تقرب مختلف نیکیوں کے ذریعہ چاہیں تو اللہ کا عقل اور اسرارِ الٰہی کے ذریعہ تقرب چاہ، درجوں میں سب سے بڑھ جائے گا دنیا میں لوگوں کے نزدیک اور آخرت میں اللہ کے نزدیک

گفت پیغمبر علیؓ را کاے علیؓ — شیرِ حقّی پہلوانی پُردلی
(حضرت) علیؓ سے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے علیؓ! تو ق — تو اللہ کا شیر ہے، بہادر ہے، دلیر ہے

لیک بر شیری مکُن ہم اعتمید — اندر آ در سایۂ نخلِ اُمید
لیکن تو شیری پر بھروسہ نہ کر — نخلِ اُمید کے سایہ میں آ جا

ہر کسے گر طاعتے پیش آورند — بہرِ قربِ حضرتِ بیچون و چند
ہر شخص اگر عبادت پیش کرے ق — بے مثال اور بے نظیر کے دربار کی قربت کیلئے

تو تقرّب جو بعقل و سرِّ خویش — نے چو ایشاں بر کمال و برِّ خویش
تو اپنی عقل اور محبت کے ذریعہ سے نزدیکی حاصل کر — نہ کہ اُن کی طرح اپنے کمال اور نیکی (کی بنیاد) پر

تو در آ در سایۂ آں عاقلے[۲] — کِش نتاند بُرد از راہ ناقلے
تو اُس عقلمند کے سایہ میں آ جا — جس کو راستہ سے کوئی ہٹانے والا نہ ہٹا سکے

پس تقرّب جو بدو سوئے اِلٰہ — سر مپیچ از طاعتِ او ہیچ گاہ
اُس کے ذریعہ اللہ کا قُرب طلب کر — کسی وقت (بھی) اُس کی فرمانبرداری سے مُنہ نہ موڑ

زانکہ اُو ہر خار را گلشن کُند — دیدۂ ہر کور را روشن کُند
اِس لئے کہ وہ ہر کانٹے کو پھول بنا دیتا ہے — ہر اندھی آنکھ کو روشنی عطا کر دیتا ہے

---

[۱] قال النبی۔ یہ حدیث اِن الفاظ سے حدیث کے ذخیرے میں نہیں ہے مضمون صحیح ہے۔ شیرِ حقی حضرت علیؓ کا لقب اسداللہ ہے۔ پہلوان۔ بہادر۔ پُردل۔ مضبوط دل والا۔ اعتمید۔ اعتماد کا امالہ ہے بھروسہ۔ نخلِ اُمید۔ یعنی مُرشد۔ تقرّب۔ قریب ہونا۔ عقل یعنی معرفتِ الٰہی۔ برّ۔ یعنی محبت۔ بِرّ۔ نیک عمل۔

[۲] عاقل۔ یعنی مردِ عارف۔ نتاند۔ نتواند کا مخفف ہے۔ ناقل۔ نقل کرنے والا۔ زانکہ۔ شیخ کامل، اُس انسان کو جو اعمالِ حسنہ سے خالی ہے نیک عمل بنا دیتا ہے۔ روشن کند یعنی قلبی بصیرت عطا کر دیتا ہے۔

ظلِ اُو اندر زمیں چوں کوہِ قاف[۱]
اُس کا سایہ زمین پر کوہِ قاف کی طرح ہے

رُوحِ اُو سیمرغِ بس عالی طواف
اُس کی رُوح اونچا چکر لگانے والا سیمرغ ہے

دست گیرد بندۂ خاصِ اِلٰہ
اللہ تعالیٰ کا خاص بندہ دستگیری کرتا ہے

طالباں را می برد تا پیشگاہ
(وہ) طالبوں کو (اللہ تعالیٰ کی) درگاہ تک لیجاتا ہے

گر بگویم تا قیامت نعتِ اُو
اگر میں قیامت تک اُس کی تعریف کروں

ہیچ آں را غایت و مُقطع مجُو
اُس کی انتہا اور خاتمہ کی اُمید نہ کر

آفتابِ رُوح نے آنِ فلک
(وہ) روح کا سورج ہے آسمان کیطرف منسوب نہیں ہے

کز نورش زندہ اند انس و مَلک
اُس کے نُور سے انسان اور فرشتے زندہ ہیں

در بشر رُوپوش گشتست آفتاب
سورج انسان (کے جسم) میں رُوپوش ہے

فہم کُن وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
سمجھ لے، اور اللہ (تعالیٰ) بہتر جانتا ہے

یا علیؓ از جملۂ طاعاتِ راہ
اے علیؓ! راہِ (حق) کی تمام اطاعتوں میں سے

بر گزیں تو سایۂ خاصِ اِلٰہ
اللہ (تعالیٰ) کے مخصوص (بندہ) کے سایہ کو اختیار کر

ہر کسے در طاعتے بگریختند
ہر شخص ایک اطاعت کی پناہ لے رہا ہے

خویشتن را مُخلصے انگیختند
(اور) اپنے لئے نجات کی جگہ نکال رہا ہے

تو برو در سایۂ عاقل گریز
تو جا عقلمند کے سایہ کی پناہ لے

تا رہی زاں دشمنِ پنہاں ستیز
تاکہ چھپ کر لڑنے والے دشمن سے نجات پائے

از ہمہ طاعات اینت لائق ست
تیرے لئے یہ تمام اطاعتوں سے زیادہ مناسب ہے

سبق یابی بر ہر آں کو سابق ست
ہر آگے بڑھنے والے سے تو سبقت لے جائیگا

چوں گرفتی پیر ہیں تسلیم شو
جب پیر بنالے خبردار! سرِ اطاعت رکھدے

ہمچو موسیٰؑ[۲] زیرِ حکمِ خضرؑ رو
موسیٰ (علیہ السلام) کیطرح حضرت خضرؑ کے حکم کے ماتحت چل

صبر کُن بر کارِ خضرؑ اے بے نفاق
اے مخلص! خضرؑ کے کام پر صبر کر

تا نہ گوید خضرؑ رو ہٰذا فراق
تاکہ خضرؑ یہ نہ کہدے کہ جا یہ جُدائی ہے

گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن
خواہ وہ (خضرؑ) کشتی توڑ دے تو اعتراض نہ کر

گرچہ طفلے[۳] را کُشد تو مُو مکن
خواہ وہ بچے کو مار ڈالے تو رنج نہ کر

دستِ اُو را حق چو دستِ خویش خواند
جب خدا نے اُنکے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے

تا یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ براند
یہانتک کہ "اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھ پر ہے" فرمایا ہے

---

[۱] کوہِ قاف۔ شاعرانہ تخیل کے اعتبار سے کوہِ قاف پوری دنیا کو گھیرے ہوئے ہے یعنی شیخِ کامل کا سایہ پورے عالم پر ہوتا ہے۔ سیمرغ۔ فرضی پرندہ ہے جس کے پروں میں تیس خوشنما رنگ ہیں۔ دستگیرد۔ مردِ عارف دستگیری کرتا ہے۔ پیشگاہ یعنی دربارِ خداوندی۔ غایت۔ انتہا۔ مُقطع۔ خاتمہ۔ آن۔ ملکیت۔ آفتاب یعنی شیخِ کامل کی روح۔ خاصِ اِلٰہ۔ اللہ کا مخصوص بندہ۔ مُخلص۔ نجات کی جگہ۔ پنہاں ستیز۔ شیطان چھپا ہوا دشمن ہے۔ اینت۔ ایں برائے تو۔

[۲] ہمچو موسیٰؑ۔ حضرت موسیٰؑ جب خضرؑ سے تعلیم حاصل کرنے لگے تو بالکلیہ اُن کے حکم کے تابع بن گئے تھے۔ ہٰذا فراق جب حضرت موسیٰؑ سے صبر نہ ہوا تو حضرت خضرؑ نے انسے کہدیا اب جدا ہو جاؤ۔ کشتی حضرت خضرؑ نے اُس کشتی میں سوراخ کردیا جسمیں سوار ہوئے تھے۔

[۳] طفلے۔ حضرت خضرؑ نے معصوم بچّہ کو مار ڈالا تھا۔ مو کندن۔ بال نوچنا، رنجیدہ ہونا۔ یدُ اللہ۔ شجرۂ رضوان کے نیچے جب حضورؐ نے صحابہؓ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت لی تھی اُس کے بارے میں قرآن نے کہا ہے کہ وہ نبی کا ہاتھ نہ تھا بلکہ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر تھا۔

دستِ حق میراندش[۱] زندش کند — زنده چه بُوَد جانِ پایندش کند

اللہ (تعالیٰ) کا ہاتھ اُس کو مارتا ہے تو اُسکو زندہ کرتا ہے — زندہ کیا ہوتا ہے؟ اُس کو ابدی زندگی عطا کرتا ہے

یار باید راہ را تنہا مَرو — از سرِ خود اندریں صحرا مشو

کوئی راستہ کا یار چاہیئے تنہا نہ جا — اِس جنگل میں تنہا نہ جا

ہر کہ تنہا نادِر ایں رہ را بُرید — ہم بعونِ ہمّتِ مرداں رسید

(ایسا) کم ہے کہ تنہا کسی نے یہ راستہ طے کیا ہو — وہ بھی بزرگوں کی باطنی توجہ کی وجہ سے پہنچا ہوگا

دستِ پیر از غائباں کوتاہ نیست — دستِ اُو جز قبضۂ اللہ نیست

پیر کا ہاتھ غیر حاضر لوگوں سے (بھی) کوتاہ نہیں ہے — اُس کا ہاتھ اللہ (تعالیٰ) ہی کا ہاتھ ہے

غائباں را چوں چنیں خلعت دہند — حاضراں از غائباں لاشک بہند

جب وہ غیر حاضر لوگوں کو ایسا انعام دیتے ہیں — تو لامحالہ حاضر لوگ، غیر حاضروں سے بہتر ہیں

غائباں[۲] را چوں نوالہ می دہند — پیشِ مہماں تا چہ نعمتہا نہند

جب وہ غیر حاضر لوگوں کو لقمہ دیتے ہیں — تو مہمان کے سامنے کیا کیا نعمتیں رکھتے ہونگے؟

کُو کسے کو پیشِ شہ بندد کمر — تا کسے کو ہست از بیرونِ در

کجا وہ شخص جو بادشاہ کے سامنے کمر کسے ہوئے ہو — اُس شخص کے مقابلہ میں جو دروازہ سے باہر ہو

فرق بسیارست ناید در حساب — آں ز اہلِ کشف و ایں ز اہلِ حجاب

بہت فرق ہے جو حساب میں نہیں آتا ہے — وہ اہلِ کشف میں سے ہے اور یہ اہلِ حجاب میں سے ہے

جہد آں کُن تا رہے یابی درون — ورنہ مانی حلقہ وار از در بُروں

وہ کوشش کر تاکہ اندر کا راستہ پالے — ورنہ زنجیر کی طرح دروازہ سے باہر رہ جائے گا

چوں گُزیدی پیر نازک دل[۳] مباش — سُست و ریزندہ چو آب و گِل مباش

جب تونے پیر بنالیا تو نازک دل نہ بن — گارے کی طرح سُست اور بکھرنے والا نہ بن

نرم گوید سخت گوید خوش بگیر — تا کُند بر جملہ میرانت امیر

(پیر) نرم بات کہے (یا) سخت کہے خوشی سے قبول کر — تاکہ تجھے تمام سرداروں کا سردار بنادے

ور بہر زخمے تو پُر کینہ شوی — پس کجا بے صیقل آئینہ شوی

اگر ہر تکلیف پر تو غصہ سے بھرے گا — تو بغیر مانجے کس طرح صاف ہوگا؟

قصۂ کبودی زدن قزوینی بر شانہ گاہ و پشیماں شدن اُو بزخمِ سوزن

ایک قزوینی کا کندھے پر گدوانا اور زخمِ سوزن کی وجہ سے شرمندہ ہونے کا قصہ

---

۱ میراندش۔ حضرت خضرؑ نے جس بچہ کو مارا وہ اُس کی موت نہ تھی بلکہ اُس کی حیاتِ جاودانی تھی۔ ہر کر تنہا۔ بغیر شیخِ کامل کے کسی کو شاذ و نادر کوئی مرتبہ حاصل ہوا ہے تو وہ بھی دراصل کسی بزرگ کی روح کا تصرف ہے۔ دستِ پیر۔ شیخ کا ہاتھ دراصل اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔

۲ غائباں را ——— شیخ کا فیض اگرچہ غائبانہ بھی پہنچتا ہے لیکن جن کو قرب حاصل ہوتا ہے وہ یقیناً بہتر ہیں۔ کو کسے۔ جو لوگ شاہی دربار کے حاضر باش ہوتے ہیں وہ یقیناً اُن سے افضل ہوتے ہیں جو دربار تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اہلِ کشف۔ جنکو شیخ کی صحبت نصیب ہوتی ہے وہ اہلِ کشف ہوتے ہیں۔ اہلِ حجاب۔ جو لوگ مجلس سے غیر حاضر ہیں اُن کو علومِ الٰہی کا کشف حاصل نہیں ہوتا ہے۔ حلقہ۔ زنجیر، زنجیر مکان سے باہر رہتی ہے۔

۳ نازک دل۔ وہ شخص جو معمولی سی بات پر رنجیدہ ہو جائے۔ نرم۔ شیخ کی ہر بات کو تسلیم کرنا ضروری ہے خواہ ناگوار ہو یا گوارا۔ زخم۔ یعنی مجاہدہ کی تکالیف برداشت کئے بغیر آئینۂ دل پر صیقل نہیں چڑھتی ہے۔ کبودی زدن۔ بدن کو گودوانا۔ قزوینی۔ قزوین کا رہنے والا جو عراق کا ایک شہر ہے۔

این حکایت بشنو از صاحب بیاں — در طریق و عادتِ قزوینیاں

بیان کرنے والے سے یہ قصہ سُن — جو قزوینیوں کی عادت اور رسم کے بارے میں ہے

برتن و دست و کتفہا بے دِرنگ — میزنند از صورتِ شیر و پلنگ

جسم، ہاتھ اور کاندھے پر بلا تردد — شیر اور تیندوے کی تصویر گُدواتے ہیں

بر چُنیاں صورت پیاپے بے گزند — از سرِ سوزن کبودیہا زنند

اس طرح کی تصویر پر پے در پے بلا تکلف — سوئی کی نوک سے گودتے ہیں

سوئے دلاّک[1] بشُد قزوینیئے — کہ کبودم زن بِستاں شیرینیئے

ایک قزوینی نائی کے پاس گیا — کہ میرے گود دے (اور) شیرینی لے لے

گفت چہ صورت زنم اے پہلواں — گفت بر زن صورتِ شیرِ ژیاں

اُس نے کہا اے پہلوان! کیا تصویر بناؤں؟ — کہا، غضبناک شیر کی تصویر بنا دے

طالعم[2] شیرست و نقشِ شیر زن — جہد کُن رنگ کبودی سیر زن

میرا طالع اسد ہے، شیر کی تصویر بنا دے — کوشش کر، دل بھر کے گود دے

گفت بر چہ موضعت صورت زنم — گفت بر شانہ گہم زن آں رقم

اُس نے کہا، تیرے کس جگہ تصویر بناؤں؟ — کہا میرے کندھے پر نقش کر دے

تا شود پشتم قوی در رزم[3] و بزم — با چنیں شیرِ ژیاں در عزم و حزم

تاکہ رزم اور بزم میں میری کمر مضبوط ہو جائے — ایسے خوفناک شیر کی وجہ سے پختہ کاری اور پختہ ارادہ میں

چونکہ او سوزن فرو بُردن گرفت — دردِ آں در شانہ گہ مسکن گرفت

اُس نے جب سوئیاں چبھانی شروع کیں — اُس کی تکلیف کندھے میں ہونے لگی

پہلواں در نالہ آمد کاے سَنی — مر مرا کُشتی چہ صورت می زنی

پہلوان نے رونا شروع کر دیا کہ اے بھلے مانس! — تُو نے تو مجھے مار ڈالا، کیا تصویر بنا رہا ہے؟

گفت آخر شیر فرمودی مرا — گفت از چہ عضو کردی ابتدا

اُس نے کہا، تو نے شیر بنانے کے لئے کہا ہے — کہا، کس عضو سے تُو نے شروع کیا ہے؟

گفت از دُمگاہ آغازیدہ ام — گفت دُم بگذار اے دو دیدہ ام

اُس نے کہا میں نے دُم کی طرف سے شروع کیا ہے — کہا، اے نورِ چشم! دُم بنانی چھوڑ دے

از دُم و دُمگاہِ شیرم دم گرفت — دُم گہِ او دَم گہم محکم گرفت

دُم اور دُم کی جگہ سے شیر نے میرا سانس گھونٹ دیا — اُس کی دُم کی جگہ نے میرے سانس لینے کی جگہ کو دبا دیا

---

[1] دلاّک۔ حجام، نائی۔ شیرینی۔ یعنی گودنے کی اُجرت۔ پہلواں۔ جوانمرد، سپاہی۔ شیرِ ژیاں۔ غضبناک شیر۔ بر زن۔ بر نہاد ہے۔

[2] طالع۔ نچھتر، کسی کی پیدائش کے وقت بارہ برجوں میں سے جو برج مشرق سے نمودار ہو وہ پیدا ہونے والے کا طالع کہلاتا ہے۔ شیر یعنی برج اسد۔ سیر زن یعنی پوری طرح گود۔ موضع۔ مقام۔ شانہ۔ کندھا۔ رقم۔ نشان

[3] رزم۔ جنگ۔ بزم۔ مجلس، نشاط۔ عزم۔ پختہ ارادہ۔ حزم۔ ہوشیاری۔ فرو بردن۔ گاڑنا۔ مسکن۔ جگہ۔ سَنی۔ اچھا، روشن۔ دُمگاہ۔ دُم کی جگہ۔ دم گرفت۔ سانس رُک گیا۔ دَم گہ۔ سانس کی جگہ۔ محکم۔ مضبوط۔

شیر بے دُم باش گو اے شیر ساز
بے دُم کا شیر سہی، اے شیر بنانے والے!

کہ دلم سُستی گرفت از زخمِ گاز[۱]
اوزار کے زخم نے میرا دل نڈھال کر دیا ہے

جانبِ دیگر گرفت آں شخص زخم
وہ شخص دوسری جانب زخم کرنے لگا

بے محابا و مواساتے و رحم
بے دھڑک اور بغیر ہمدردی اور رحم کے

بانگ زد اُو کایں چہ اندام ست ازو
وہ چیخا، یہ اُس کا کونسا عضو ہے؟

گفت اُو گوش ست اے مردِ نکو
اُس نے کہا، اے نیک مَرد! یہ کان ہے

گفت تا گوشش نباشد اے ہُمام
اس نے کہا، اے سردار! اُس کا کان نہ ہو

گوش را بگذار و کوتہ کُن کلام
کان کو چھوڑ دے، اور قصہ مختصر کر

جانبِ دیگر خَلش آغاز کرد
اُس نے دوسری جانب چُبھانا شروع کیا

باز قزوینی فغاں را ساز کرد
پھر قزوینی نے شور کرنا شروع کر دیا

کایں سُوم جانب چہ اندام ست نیز
کہ یہ تیسری جانب کونسا عضو ہے؟

گفت اینست اِشکمِ[۲] شیر اے عزیز
اُس نے کہا، اے پیارے! یہ شیر کا پیٹ ہے

گفت تا اِشکم نباشد شیر را
اُس نے کہا، شیر کا پیٹ بھی نہ ہو

خود چہ اِشکم می بباید شیر را
شیر کو پیٹ کی کیا ضرورت ہے؟

گشت افزوں درد کم زن زخمہا
درد بہت بڑھ گیا، زخم کم کر

اِشکمے چہ شیر را بہرِ خدا
شیر کے لئے پیٹ کی کیا ضرورت ہے؟ خدا کے لئے

خیرہ شُد دلاک بس حیراں بماند
نائی متعجب ہوا اور حیران رہ گیا

تا بدیر انگشت در دنداں بماند
دیر تک اُنگلی دانتوں میں دبائے رہا

بر زمیں زد سوزن آندم اوستاد
اُس وقت اُستاد نے سوئی زمین پر پھینک دی

گفت در عالَم کسے را ایں فتاد
بولا، دنیا میں کسی کو ایسا کبھی پیش آیا ہوگا؟

شیرِ بے دُم و سَر و اِشکم کہ دید
بے دُم، سر اور پیٹ کا شیر کس نے دیکھا ہے؟

ایں چنیں شیرے خدا خود نا فرید
ایسا شیر تو خدا نے کوئی پیدا ہی نہیں کیا ہے

چوں نداری طاقتِ سوزن زدن
جب تو سوئی چُبھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے

از چنیں شیرِ ژیاں[۳] بس دَم مزن
ایسے خوفناک شیر کے بارے میں بات نہ کر

اے برادر صبر کُن بر دردِ نیش
اے بھائی سوئی کے درد پر صبر کر

تا رہی از نیشِ نفسِ گبرِ خویش
تاکہ تو اپنے بے دین نفس کے ڈنک سے نجات پائے

۱۔ گاز۔ قینچی، جراحی کا اوزار۔ محابا۔ مُروّت، لحاظ۔ مُواسات۔ غمخواری، مُعاونت۔ اَندام۔ عضو۔ ہُمام۔ سردار، بزرگ۔ خَلش۔ چبھن۔ فُغاں۔ فریاد۔

۲۔ اِشکم۔ شکم، الف زائد ہے۔ خیرہ۔ حیران، سرگشتہ، پریشان۔ نا فرید۔ نہ آفرید۔ سوزن زدن یعنی گودنے کے لئے سوئیں چُبھانا۔

۳۔ شیرِ ژیاں۔ غضبناک شیر۔ رَہی۔ تو نجات پائے، رَہیدن سے واحد مخاطب مضارع ہے۔ گبر۔ آتش پرست، یہاں مطلقاً کافر مراد ہے، یہ مولانا کا مقولہ بشر وع ہوا ہے یعنی انسان اگر مجاہدوں اور ریاضتوں کی تکلیف برداشت کر لیتا ہے تو پھر نفسِ امّارہ سے بچ جاتا ہے ورنہ اسی طرح محروم رہتا ہے جیسا کہ قزوینی محروم رہا۔

کاں گروہیکہ رہیدند از وجود
اسلئے کہ جو لوگ اپنے وجود سے آزاد ہو گئے ہیں
چرخ و مہر و ماہ شاں آرد سجود
آسمان اور سورج اور چاند اُن کو سجدہ کرتا ہے

ہر کہ مُرد اندر تنِ اُو نفسِ گبر
جن کے بدن میں بے دین نفس مر گیا ہے
مرورا[1] فرماں بَرَد خورشید و اَبر
سورج اور ابر اُن کا حکم مانتا ہے

چوں دلش آموخت صبر افروختن
جب اس کا دل صبر کو روشن کرنا سیکھ جاتا ہے
آفتاب اُو را نیارد سوختن
سورج اُس کو نہیں جلا سکتا

گفت حق در آفتابِ منتجم
روشن سورج کے بارے میں اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے
ذکرِ تزاور کذا عن کہفہم
اُن کے غار سے بچ کر نکل جاتا ہے

خفتگانے[2] کز خدا بُد کارِ شاں
وہ سونے والے جن کا معاملہ خدا سے تھا
میل کردے آفتاب از غارِ شاں
سورج اُن کے غار سے کترا جاتا تھا

خار جملہ لطف چوں گُل می شود
کانٹا پھول کی طرح پُر لطف ہو جاتا ہے
پیشِ جزوے کو سوئے کل می شود
اس جزو کے سامنے جو کُل سے وابستہ ہوتا ہے

چیست تعظیمِ خدا افراشتن
خدا کی عظمت کو ظاہر کرنا کیا ہے؟
خویشتن را خوار و خاکی داشتن
اپنے آپ کو ذلیل اور مٹی بنا لینا ہے

چیست توحیدِ خدا آموختن
اللہ (تعالیٰ) کی واحدانیت سیکھنا کیا ہے؟
خویشتن را پیشِ واحد سوختن
اپنے آپ کو "واحد" کے سامنے فنا کر دینا ہے

گر ہمی[3] خواہی کہ بفروزی چو روز
اگر تو چاہتا ہے کہ دن کی طرح منوّر ہو جائے
ہستیِ ہمچوں شبِ خود را بسوز
(تو) اپنی رات جیسی ہستی کو جلا ڈال

ہستیت در ہستِ آں ہستی نواز
وجود عطا کرنے والے کے وجود میں اپنے وجود کو
ہمچو مس در کیمیا اندر گداز
تانبے کی طرح کیمیا میں پگھلا دے

در من و ما سخت کردستی دو دست
"من و ما" کو تو نے مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے
ہست ایں جملہ خرابی از دو ہست
دو وجودوں کی وجہ سے یہ ساری خرابی ہے

رفتنِ گرگ و روباہ در خدمتِ شیر بشکار
بھیڑیے اور لومڑی کا شیر کے ساتھ شکار کو جانا

شیر و گرگ و روبہے بہرِ شکار
شیر اور بھیڑیا اور لومڑی شکار کے لئے
رفتہ بودند از طلب در کوہسار
جستجو کرتے ہوئے پہاڑ میں پہنچ گئے تھے

---

[1] مرورا قرآنِ پاک میں ذکر ہے۔ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۔ اللہ نے تمہارے تابع فرمان بنا دیا ہے اُن چیزوں کو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔ "تزاور" ۔ قرآنِ پاک میں اصحاب کہف کے قصہ میں فرمایا گیا ہے۔ "جب آفتاب نکلتا ہے تو داہنی جانب سے بچکر نکل جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں جانب سے کترا جاتا ہے" یعنی سورج کی تپش اُن کو نہیں پہنچتی ہے۔ منتجم۔ روشن۔ کہف۔ غار۔

[2] خفتگانے۔ یعنی اصحاب کہف جو غار میں سوئے ہوئے تھے۔ غار۔ یعنی جو لوگ ذاتِ واحد میں اپنے آپ کو فنا کر دیتے ہیں اُنکے لئے کانٹے پھول بن جاتے ہیں۔ چیست۔ یعنی توحید یہی ہے کہ ذاتِ احد میں اپنے آپ کو فنا کر دے۔

[3] گر۔ اگر تو منوّر ہونا چاہتا ہے تو اپنی ذات کو فنا کر دے ہستیت۔ اپنی ہستی کو خدا کی ہستی میں پگھلا دے۔ دو ہست۔ دو ہستیاں۔ رفتن گرگ۔ اس قصہ سے مقصود یہی ہے کہ بھیڑیئے نے شیر کے مقابلہ میں انانیت اختیار کی اور دوئی کو ختم نہ کیا تو خود فنا ہو گیا لہٰذا انسان کی بھی دوئی مٹانے میں ہی نجات ہے۔

ہر سہ باہم اندراں صحرا ژرف[1] — صید ہا گیرند بسیار و شگرف
(تاکہ) تینوں مل کر گھنے جنگل میں — بہت، اور عمدہ (قسم کا) شکار کریں

تا بہ پشتِ ہمدگر بر صیدہا — سخت بر بندند بار و قیدہا
تاکہ ایک دوسرے کی مدد سے شکاروں پر — سخت دباؤ ڈالیں، اور گرفت میں لائیں

گرچہ زاں ایشاں شیرِ نر را ننگ بود — لیک کرد اکرام و ہمراہی نمود
اگرچہ وہ بہادر شیر کے لئے موجبِ عار تھے — لیکن اُس نے عزت افزائی کی اور ساتھ ہوگیا

ایں چنیں شہ را ز لشکر زحمت ست — لیک ہمرہ شد جماعت رحمت ست
اِس جیسے بادشاہ کو لشکر سے تکلیف ہوتی ہے — لیکن ساتھ ہوگیا، (اِس لئے کہ) جماعت رحمت ہے

ایں چنیں مہ را ز اختر ننگہاست — او میانِ اختراں بہرِ سخاست
اِسی طرح چاند کو ستاروں سے شرم آتی ہے — (لیکن) وہ از راہِ کرم ستاروں کے درمیان ہے

امرِ شاوِرْهُمْ[2] پیمبر را رسید — گرچہ رائے نیست رائش را مزید
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن سے مشورہ کرنے کا حکم ملا ہے — اگرچہ کوئی رائے اُس کی رائے سے بڑھ کر نہیں ہے

در ترازو جو رفیقِ زر شدست — نے از آنکہ جو چو زر جوہر شدست
ترازو میں جَو سونے کا ساتھی بن گیا ہے — اِس لئے نہیں کہ جَو سونے کی طرح جوہر بن گیا ہے

روح قالب را کنوں ہمرہ شدست — مدتے سگ حارسِ[3] درگہ شدست
اب روح جسم کے ساتھ ہو گئی ہے — مدت تک کُتا دربار کا محافظ رہا ہے

چونکہ رفتند ایں جماعت سوئے کوہ — در رکابِ شیر با فرّ و شکوہ
جب یہ جماعت پہاڑ پر گئی — شان و شوکت سے شیر کے ساتھ

گاوِ کوہی و بز و خرگوشِ زفت — یافتند و کارِ ایشاں پیش رفت
پہاڑی گائے اور بکرا اور موٹا خرگوش — انھوں نے پکڑ لیا اور اُن کا کام چل گیا

ہر کہ باشد در پئے شیرِ حراب — کم نیاید روز و شب او را کباب
جو کوئی جنگجو شیر کے ساتھ ہو — اُس کے لئے دن و رات میں کباب کی کمی نہ ہوگی

چوں ز کہ در بیشہ آوردند شاں — کشتہ و مجروح اندر خوں کشاں
جب پہاڑ سے انھیں جنگل میں لائے — مُردہ اور زخمی، خون میں لتھڑے ہوئے

گرگ و روبہ را طمع بود اندر آں — کہ رود قسمت بعدلِ خسرواں
اُن میں بھیڑئیے اور لومڑی کی خواہش تھی — کہ شاہی انصاف سے تقسیم ہو

[1] ژرف۔ گہرا۔ شگرف۔ اچھا۔ پُشت۔ مدد۔ بار و قید۔ دباؤ اور گرفت۔ ننگ۔ شرم و عار۔ اِکرام۔ عزت کرنا۔ جماعت۔ یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ۔ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ ایں چنیں۔ اِن مثالوں کا مقصد یہ ہے کہ کاملین اگر ناقصین کو ساتھ لگا لیتے ہیں تو اُس سے ناقصین کو مغرور نہ ہونا چاہیئے بلکہ ناقصین کو شکر گزار ہونا چاہیئے کہ وہ اپنا نقصان کرکے اُن کا بھلا کررہے ہیں۔

[2] امر۔ قرآنِ پاک میں ہے اے پیغمبر جنگ کے بارے میں اُن سے مشورہ لیجئے پھر جب آپ پختہ ارادہ کرلیں تو خدا پر بھروسہ کریں۔ در ترازو۔ جَو کو یہ شرافت سونے کے ساتھ ہونے کی وجہ سے حاصل ہوگئی ہے۔ روح۔ جسم کو رُوح کے ساتھ رہنے سے یا جَو کو سونے کے ساتھ تُل جانے سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ جسم اور جَو کو کوئی ذاتی فضیلت حاصل ہوگئی ہے، جسم کو روح کی معیت سے فائدہ پہنچا۔

[3] حارس۔ نگہبان۔ گاوِ کوہی۔ نیل گائے۔ بز۔ بکری۔ زفت۔ موٹا، فربہ۔ ہر کہ۔ اِسی طرح اولیأ کیساتھ رہنے سے نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ حراب۔ جنگ۔ کہ۔ کوہ کا مخفف ہے۔ بیشہ۔ جھاڑی جنگل۔ خسرو۔ بادشاہ، خاء کا ضمہ اور کسرہ دونوں جائز ہیں کسرہ اولیٰ ہے۔

عکسِ طمعِ ہر دوشاں بر شیر زد — شیر دانست آں طمع ہا را سَنَد[1]

شیر پر اُن دونوں کے لالچ کا عکس پڑا — شیر اُن لالچوں کے ثبوت کو جان گیا

ہر کہ باشد شیرِ اسرار و امیر — اُو بداند ہر چہ اندیشد ضمیر

جو شخص اسرار (کے میدان) کا شیر اور سردار ہو — وہ جان جاتا ہے جو کچھ دل سوچتا ہے

ہیں نگہدار اے دلِ اندیشہ خُو — دل ز اندیشہ بدی در پیشِ اُو

خبردار! اے وسوسوں کے عادی دل! محفوظ رکھ — دل کو اُس کے سامنے، بُرے خیال سے

داند[2] اُو خر را ہمی راند خموش — در رُخت خندد برائے رُوئے پوش

وہ جانتا ہے (پھر بھی) کام چلاتا ہے — پردہ پوشی کے لئے تیرے سامنے مسکراتا ہے

شیر چوں دانست آں وسواسِ شاں — وانگفت و داشت آں دم پاسِ شاں

شیر کو جب اُن کے وسوسے معلوم ہوگئے — کُھل کر نہ بتایا اور اُن سے رعایت برتی

لیک با خود گفت بنمایم سزا — مر شمارا اے خسیسانِ گدا

لیکن اُس نے دل میں کہا (ابھی) سزا دیتا ہوں — تمہیں اے کمینے نقیرو!

مر شمارا بس نیامد رائے من — ظنِّ تاں اینست در اعطائے من

تمہارے لئے میری رائے کافی نہ ہوئی — میری بخشش میں تمہارا یہ خیال ہے

اے وجودِ رائے تاں از رائے من[3] — از عطا ہائے جہاں آرائے من

خبردار! تمہاری رائے کا وجود میری رائے سے ہے — میری دنیا کو سجانے والی عطاؤں کی وجہ سے ہے

نقش با نقاش چہ سگالد دگر — چوں سگالش اُوش بخشید و نظر

نقش، نقاش کو کیا سوجھائے — جبکہ اُسکی سوچ و نگاہ اُسی کی بخشی ہوئی ہے

ایں چنیں ظنِّ خسیسانہ بمن — مر شمارا بود ننگانِ زمن

مجھ پر ایسے کمینہ پن کا گمان — تمہارا تھا، تم زمانے کیلئے (باعث) عار ہو

ظَانِّیْنَ بِاللّٰہِ ظَنَّ السَّوْءِ را — گر نہ برّم سر بود عینِ خطا

خدا کے ساتھ بدگمانی کرنیوالوں کا — اگر میں سر نہ قلم کروں تو غلطی ہے

وا رہانم چرخ را از ننگِ تاں — تا بماند در جہاں ایں داستاں

تمہارے (وجود کی) ذلت سے آسمان کو نجات دلاؤنگا — تاکہ یہ قصہ دنیا میں (مثال بنا) رہے

شیر با ایں فکر میزد خندہ فاش — بر تبسم ہائے شیر ایمن مباش

شیر اس خیال میں بظاہر ہنستا تھا — شیر کی مسکراہٹوں پر مطمئن نہ ہوجانا

[1] سَنَد۔ ثبوت۔ ضمیر۔ دل؛ لہٰذا مُرید کو شیخ کے متعلق دل میں وسوسے نہ لانے چاہئیں ورنہ شیخ اُنکو جان لیگا ہیں شیخ اپنے مرید کے چھپے ہوئے خیالات کو سمجھ جاتا ہے لہٰذا اُس کی مجلس میں بُرے خیالات دل میں نہ لانے چاہئیں۔

[2] داند اُو یعنی وہ جانتا ہے لیکن ظاہر نہیں کرتا ہے۔ خر راندن خموش۔ سوار کا گدھے کی خواہش کے مطابق سفر کرنا، کام چلانا دوسرے کی خواہش کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لینا۔ در رُخت۔ تیرے سامنے مسکراتا ہے تاکہ تو کچھ نہ سمجھ سکے خسیس کمینہ۔ رائے من۔ میری رائے پر تمہیں اعتماد نہیں ہے بلکہ تم اپنے آپ کو حصہ دار سمجھتے ہو۔

[3] رائے من۔ تمہاری رائے اور تمہارا وجود میری رائے کے تابع ہے۔ نقش۔ نقش، نقاش کی دین ہے، نقش نقاش کو کیا بتائے گا۔ ننگانِ زمن۔ تمہارا وجود دنیا کے لئے عار کا سبب ہے۔ تا بماند۔ تاکہ تمہاری سزا دوسروں کے لئے عبرت کا سبب بنے۔ خندہ۔ ہنسی۔ فاش۔ ظاہر، کھلا ہوا۔

مالِ دنیا شد تبسّم ہائے حق | کرد ما را مست و مغرور و خلق
دنیا کی دولت اللہ (تعالیٰ) کی مسکراہٹیں ہیں | جنھوں نے ہمیں مست اور مغرور اور بوسیدہ بنا دیا ہے

فقر و رنجوری بہشت ست اے سند | کاں تبسّم دامِ خود را برکند
اے سردار! فقیری اور بیماری بہشت ہے | کیونکہ اسکی وجہ سے مسکراہٹ اپنا جال اکھاڑ لیتی ہے

امتحان کردنِ شیر گرگ را و گفتن کہ ایں صید ہا را قسمت کن

شیر کا بھیڑئے کو آزمانا اور کہنا کہ اِن شکاروں کو تقسیم کردے

گفت شیر اے گرگ ایں را بخش کن | معدلت را نو کن اے گرگِ کہن
شیر نے کہا، اے بھیڑئیے! اِس کو تقسیم کردے | اے پرانے بھیڑئیے! انصاف (کی رسم) تازہ کر

نائبِ من باش در قسمت گری | تا پدید آید کہ تو چہ گوہری
تقسیم کرنے میں میرا قائم مقام بن جا | تاکہ معلوم ہو جائے کہ تجھ میں کیا جوہر ہے؟

گفت اے شہ گاوِ وحشی بخشِ تست | آں بزرگ و تو بزرگ و زفت و چست
(بھیڑیا) بولا اے شاہ! نیل گائے تیرا حصہ ہے | یہ بھی بڑی ہے اور تو بھی بڑا، اور عظیم اور رشہ زور ہے

بز مرا کہ بز میانہ است و وسط | روبہا! خرگوش بستاں بے غلط
بکری میری ہے کیونکہ بکری درمیانی اور متوسط (چیز) ہے | او لومڑی! تو خرگوش لے لے بلا غلطی کے

شیر گفت اے گرگ چوں گفتی بگو | چونکہ من باشم تو گوئی ما و تو
شیر نے کہا او بھیڑئیے! تو کیا بکتا ہے بتا؟ | جبکہ میں موجود ہوں تو میرے تیرے کی کیا بات کرتا ہے؟

گرگ خود چہ سگ بود کہ خویش دید | پیشِ چوں من شیرِ بے مثل و ندید
بھیڑیا کیا کتا ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے | مجھ جیسے بے مثل اور انوکھے شیر کے ہوتے ہوئے

گفت پیش آ اے خرے کو خود خرید | پیشش آمد پنجہ زد او را درید
اُس نے کہا، او خود پسند گدھے! آگے آ | وہ آگے آیا، اُس نے پنجہ مارا اُس کو پھاڑ ڈالا

چوں ندیدش مغز و تدبیرِ رشید | در سیاست پوستش از سر کشید
جب (شیر نے) اُس میں مغز اور بھلی تدبیر نہ دیکھی | سزا میں اُس کی کھال کھینچ لی

گفت چوں دیدِ منت از خود نبرد | ایں چنیں جاں را بباید زار مرد
(شیر نے) کہا، جب میرا دیدار تیری خودی نہ مٹا سکا | ایسی جان کو ذلیل ہو کر مر جانا چاہیے

چوں نگشتی فانی اندر پیشِ من | فرض آمد مر ترا گردن زدن
تو جب میرے سامنے فانی نہ ہوا | تجھے قتل کر دینا ضروری ہوا

۱ تبسّم۔ مسکراہٹ۔ ہمیں۔ مطمئن۔ مالِ دنیا۔ یعنی دنیا کی دولت بظاہر تو نعمت ہے لیکن مصائب کا سبب ہے لہٰذا اس کو اللہ تعالیٰ کا زہر خند سمجھو۔ خلق۔ بوسیدہ۔ سَند۔ سردار۔ دام۔ یعنی اگر فقر اختیار کرلو گے تو اُس زہر خند سے بچ جاؤ گے۔ قسمت۔ تقسیم۔ بخش کن۔ تقسیم کردے۔ معدلت۔ انصاف۔ گرگِ کہن۔ پرانا بھیڑیا۔ تجربہ کار۔

۲ نائب۔ قائم مقام۔ گوہر۔ اصل ونسل۔ وسط۔ درمیانہ۔ بستاں۔ ستاندن بمعنی لینا کا صیغہ امر ہے۔ ما و تو۔ تو تو، میں میں۔ خویش دید۔ خود بینی۔ ندید۔ جس کی مثال نہ دیکھی گئی ہو۔ خر۔ یعنی احمق۔

۳ خود خرید۔ یعنی اپنی قدر و قیمت لگاتا ہے۔ مغز۔ قابلیت، جوہر۔ رشید۔ ٹھیک، درست۔ سیاست۔ سزا۔ پوست از سر کشیدن۔ کھال کھینچ لینا۔ مار ڈالنا۔ دیدِ منت۔ یعنی دیدارِ من ترا۔ از خود بردن۔ بے خود کردینا۔ زار مردن۔ ذلیل موت مرنا۔

گرچہ غالب دارم اندر بذلِ فضل [1]
اگرچہ عنایت فرمائی کو میں غالب رکھتا ہوں
گاہ گاہے ہم کُنم از عدل فضل
(لیکن) کبھی کبھی انصاف کو ترجیح دیدیتا ہوں

کُلُّ شَیْئٍ ھَالِکٌ جز وجہِ او
سوائے اُس کی ذات کے ہر چیز فنا ہو جانیوالی ہے
چوں نہ در وجہِ او، ہستی مجو
جب تو اُسکی ذات میں نہیں (سمایا) ہر ہستی کی اُمید نہ رکھ

ہر کہ اندر وجہِ ما باشد فنا
جو ہماری ذات میں فنا ہو جائے
کُلُّ شَیْئٍ ھَالِکٌ نبُوَد جزا
اُس کی سزا کُلُّ شَیْئٍ ھَالِکٌ نہیں ہوتی ہے

زانکہ در اِلّاست [2] او وز لا گذشت
اِس لئے کہ وہ اِلّا میں ہے لا سے گذر گیا
ہر کہ در اِلّاست او فانی نگشت
جو شخص اِلّا میں داخل ہے فانی نہ ہوا

ہر کہ بر در او من و ما می زند
جو دروازے پر "میں" اور "تو" کا اعلان کرے
رَدِّ باب ست او و بر لا می تند
وہ دروازے سے مردود ہے اور لا کے درجہ میں مقیم ہے

قصّہ آں کس کہ در یارے بکوفت او از دروں گفت کیستی
اُس شخص کا قصّہ کہ جس نے دوست کے دروازے پر دستک دی اُس نے اندر سے پوچھا کہ کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں ہوں۔ اُس نے جواب دیا کہ تو ہے تو میں دروازہ نہیں کھولوں گا

گفت مَنم گفت چوں توئی دَر نمی کشایم کہ ہیچ کس را از
یاراں نمی شناسم کہ او "من" گوید برو
کیونکہ میں اُس کو دوست نہیں سمجھتا جو اپنے آپکو "میں" کہنے والا ہو جا۔

آں یکے آمد درِ یارے بزد
ایک شخص آیا، دوست کا دروازہ کھٹکھٹایا
گفت یارش کیستی کیں دَر مزد
اُسکے دوست نے کہا تو کون ہے اس دروازہ کو کھٹکھٹا

گفت من گفتش برو ہنگام نیست
اُسنے کہا "میں"! اُسنے اُس سے کہا جا (ملاقات کا) وقت نہیں ہے
بر چنیں خوانے مقامِ خام [3] نیست
ایسے خوان پر کچے کی جگہ نہیں ہے

خام را جز آتشِ ہجر و فراق
کچے کو سوائے ہجر اور جُدائی کی آگ کے
کہ پزد کہ وا رہاند از نفاق
کون پختہ بنا سکتا ہے تاکہ اُسکو نفاق سے نجات دے

چوں توئی تو ہنوز از تو نرفت
جبکہ تیری خودی ابھی تک تجھ میں نہیں گئی ہے
سوختن باید ترا در نارِ تفت
تجھے دہکتی آگ میں جلا دینا چاہیئے

پشیمان شدنِ آں گوینده کہ مَنم و غربت و ریاضت و
اُس "میں" کہنے والے کا شرمندہ ہونا اور ایک سال تک بے وطنی

[1] بذلِ فضل یعنی رحم وکرم سے کام لیتا ہوں۔ گاہ کبھی رحم وکرم پر انصاف کو ترجیح دیتا ہوں اور جو انصاف کا تقاضہ ہوتا ہے وہی کرتا ہوں۔ کُلُّ شَیْئٍ۔ قرآنِ پاک میں فرمایا گیا ہے "اللہ تعالےٰ کی ذاتِ پاک کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ در وجہِ او۔ جو شخص اپنی ذات کو ذاتِ باری میں فنا کر دیگا وہی بچے گا ورنہ ہلاک ہوجائیگا کیونکہ صرف اُسکی ذات فنا سے بچے گی۔

[2] در اِلّا یعنی اُسکی ذات ہلاکت سے مستثنیٰ رہنے والی چیز میں داخل ہے۔ از لا یعنی ہلاک ہونیوالی چیز نہ رہی فانی۔ یعنی وہ ذاتِ احد میں داخل ہوگیا جسکے لئے فنا نہیں ہے۔ من وما۔ یعنی اُسکے دروازے پر دوئی ختم ہوجانی چاہیئے ورنہ مردود بارگاہ ہوگا اور ہلاک ہوجائے گا۔ قصہ۔ جبتک دو دوستوں میں "میں" اور "تو" کا معاملہ ہے انمیں یکتائی نہیں ہے اور نہ حقیقی دوستی ہے۔ من۔ یعنی اُسنے اپنے وجود کو دوست کے وجود سے جُدا سمجھا۔

[3] خام۔ یعنی جو دوئی کا قائل ہے اور دوستی میں کچا ہے۔ نفاق یعنی دوئی۔ توئی تو۔ یعنی تیرا "تو" ہونا۔ تفت۔ تند وتیز۔ یعنی تاکہ دوستی میں پختہ ہوجائے۔ پشیمان یعنی وہ دوست شرمندہ ہوا اور ریاضت اور مجاہدوں سے اُس نے

غرامتِ یک سال کشیدن و باز گشتنِ مُستغفر بر
اور محنت اور مشقت برداشت کرنا اور معافی کے لئے دروازے پر واپس آنا

در خانہ و پُرسیدنِ صاحب خانہ کہ کیست بر در و جواب
اور صاحبِ خانہ کا دریافت کرنا دروازے پر کون ہے؟ اور اس کا جواب

گفتنِ آں کہ توئی بر در و نفیِ منیِّ خود
میں کہنا کہ دروازے پر تو ہی ہے اور اپنے وجود کا انکار کرنا

رفت آں مسکین و سالے در سفر — در فراقِ دوست سوزید از شرر[1]
وہ بیچارا چلا گیا اور ایک سال تک سفر میں — دوست کے فراق میں چنگاریوں سے جلتا رہا

پختہ گشت آں سوختہ پس باز گشت — باز گردِ خانۂ انباز گشت
وہ (آتشِ فراق سے) جلا ہوا پختہ ہو گیا، پھر لوٹا — دوبارہ دوست کے گھر کی طرف روانہ ہوا

حلقہ زد بر در بصد ترس و ادب — تا نہ بجہد بے ادب لفظے زلب
نہایت خوف اور ادب سے دروازہ کھٹکھٹایا — تاکہ منہ سے کوئی بے ادبی کا لفظ نہ نکلے

بانگ زد یارش کہ بر در کیست آں — گفت بر در ہم توئی اے دلستاں
اسکے دوست نے آواز دی، دروازہ پر کون ہے؟ — اس نے کہا اے دوست! دروازہ پر بھی تو ہی ہے

گفت اکنوں چوں منی اے من درآ — نیست گنجائے دو من در یک سرا
اس نے کہا، اب تو "میں" ہے تو اے "میں" اندر آجا — ایک گھر میں "دو میں" کی گنجائش نہیں ہے

چوں یکے باشد ہمہ نبود دوئی — ہم منی برخیزد آنجا ہم توئی
جب سب ایک ہو جائیں دوئی نہیں رہتی ہے — وہاں "میں" اور "تو" ختم ہو جاتا ہے

نیست سوزن را سرِ رشتہ دوتا[2] — چونکہ یکتائی دریں سوزن درآ
سوئی میں دو دھاگے نہیں ہوتے — جب تو ایک بن گیا ہے، سوئی میں آجا

رشتہ را باشد بسوزن ارتباط — نیست درخور با جمل سمّ الخیاط
دھاگے اور سوئی میں مناسبت ہے — سوئی کا ناکوا، اونٹ کے مناسب نہیں ہے

کے شود[3] باریک ہستیِ جمل — جز بمقراضِ ریاضات و عمل
اونٹ کا وجود باریک نہیں ہو سکتا ہے — عمل اور ریاضتوں کی قینچی کے بغیر

دستِ حق باید مر آں را اے فلاں — کاں بود بر ہر محالے کُن فکاں
اے فلاں! اس کام کے کیلئے خدا کا ہاتھ چاہیے — کیونکہ وہ ہر ناممکن پر "کُن فکان" ہوتا ہے

---

[1] شرر۔ چنگاری یعنی جدائی کی آگ۔ انباز۔ شریک، دوست۔ ترس۔ خوف۔ ہم توئی۔ یعنی دروازہ پر تو ہی ہے میں اپنے وجود کو ختم کر چکا ہوں اور دوئی مٹا چکا ہوں۔ چوں منی۔ یعنی اب جبکہ "تو" "میں" بن گیا ہے اور دوئی ختم ہو گئی ہے۔ گنجا۔ گنجائش۔

[2] دوتا۔ دو سرو کا دھاگا سوئی کے ناکوے میں نہیں آتا ہے۔ یکتائی جب دونوں کو بٹ کر ایک کر دیا جائے تو سوئی کے ناکوے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ارتباط۔ تعلق۔ درخور۔ لائق۔ جمل۔ اونٹ۔ سمّ الخیاط۔ سوئی کا سوراخ، قرآن پاک میں ہے کافر جنت میں نہ جائیں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکوے میں نہ داخل ہو جائے۔

[3] کے شود۔ موٹا نفس ریاضتوں کے ذریعہ ہی سے دبلا بنایا جا سکتا ہے تب ہی وہ سلوک کے تنگ مقامات سے گذر سکتا ہے۔ مقراض۔ قینچی۔ دستِ خود یعنی نفسِ انسان کو کسی قابل بنانے کیلئے دستِ قدرت ہی کی ضرورت ہے جسکے لئے ہر ناممکن بھی ممکن ہے۔ کن فکان۔ یعنی حضرتِ حق کا "کن" کا حکم ہر محال اور ناممکن کو موجود کر دیتا ہے۔

ہر مُحال از دستِ اُو ممکن شود — **ہر حَرُوں از بیمِ اُو ساکن شود**

ہر ناممکن اُس کے ہاتھ سے ممکن ہوجاتا ہے — اُس کے خوف سے ہر سرکش ساکن ہوجاتا ہے

اکمہ[1] و ابرص چہ باشد مُردہ نیز — **زندہ گردد از فسونِ آں عزیز**

نابینا اور کوڑھی کیا ہوتا ہے، مُردہ بھی — اُس غالب کے منتر سے زندہ ہوجاتا ہے

واں عدم کز مُردہ مُردہ تر بُوَد — **در کفِ ایجادِ اُو مُضطر بُوَد**

وہ عدم جو مُردے سے بھی زیادہ مُردہ ہوتا ہے — اُس کے ایجاد کے ہاتھ میں بے اختیار ہوتا ہے

کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ بخواں — **مر اُورا بے کار و بے فعلے مداں**

"کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ" کو پڑھ — اُس کو بیکار اور بغیر کام کے نہ سمجھ

کمتریں کارش ہر روز ست آں — **کُو سہ لشکر را کُند ایں سُو رواں**

اُس کا معمولی کام ہر روز یہ ہوتا ہے — کہ وہ تین لشکر اِس طرف روانہ کرتا ہے

لشکرے زِ اَصلاب[2] سوئے اُمّہات — **بہرِ آں تا در رحم روید نبات**

ایک لشکر (باپوں کی) پُشت سے ماؤں کیجانب — تاکہ وہ رحم میں اُگے

لشکرے زِ اَرحام سوئے خاکداں — **تا ز نر و مادہ پُر گردد جہاں**

ایک لشکر ماؤں کے رحموں سے دنیا کیطرف — تاکہ دنیا نر اور مادہ سے بھری رہے

لشکرے از خاکداں سوئے اجل — **تا بہ بیند ہر کسے حُسنِ عمل**

ایک لشکر دنیا سے موت کی جانب — تاکہ ہر شخص اچھے عمل کو دیکھے

باز بیشک پیش ازاینہا می رسد — **آنچہ از حق سوئے جانہا می رسد**

پھر بیشک اُن (تینوں لشکروں) سے پہلے پہنچتی ہے — وہ چیز (شہوتِ جماع) جو اللہ (تعالیٰ) کیجانب سے روحوں میں آتی ہے

وانچہ از جانہا بدلہا می رسد — **وانچہ از دلہا بگِلہا می رسد**

وہ چیز (شہوتِ جماع) جو روحوں سے دلوں میں پہنچتی ہے — اور وہ جو دلوں سے جسموں میں پہنچتی ہے

اِینْتْ لشکرہائے حق بیحد و مُر — **از پئے ایں گفت ذِکْرٰی[3] لِلْبَشَرْ**

دیکھو! اللہ (تعالیٰ) کے لشکر بیحد و حساب ہیں — اِسی لئے فرمایا ہے "ذِکْرٰی لِلْبَشَرْ"

ایں سخن پایاں ندارد ہیں بتاز — **سوئے آں دو یار پاک و پاکباز**

ہاں، اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے، چل — اُن دو پاکباز اور پاک دوستوں کے قصہ کیجانب

خواندنِ آں یار یارِ خود را پس از تربیت یافتن

اُس دوست کا دوست کو تربیت پانے کے بعد بلانا

---

[1] اکمہ۔ پیدائشی اندھا۔ اَبرص۔ کوڑھی۔ فسوں۔ منتر، یہاں کلمۂ کُن مُراد ہے۔ عزیز۔ اللہ تعالیٰ۔ عدم۔ معدوم چیز مُردے سے بھی زیادہ مُردہ ہے لیکن کلمۂ کُن سے موجود ہوجاتی ہے۔ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ ہر دن وہ کسی کام میں ہے۔

[2] اَصلاب۔ صُلب کی جمع ہے، کمر کی ہڈی۔ اُمّہات۔ اُم کی جمع ہے، ماں۔ رحم۔ بچہ دان۔ نبات۔ زمین سے اُگنے والی چیزیں۔ خاکداں۔ زمین۔ اجل۔ موت۔ باز۔ یعنی ان تین لشکروں کے علاوہ ایک طاقت ہے جو اللہ کی جانب سے بدنِ انسانی میں پیدا کی جاتی ہے جسکی وجہ سے انسان جماع پر قادر ہوجاتا ہے۔

[3] ذِکْرٰی لِلْبَشَرْ۔ سورۂ مدثر میں ہے۔ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ وَمَا ھِیَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْبَشَرِ یعنی پروردگار کے لشکروں کو سوائے پروردگار کے اور کوئی نہیں جانتا ہے، یہ انسان کے لئے عبرت ہیں۔

گفت یارش کاندرآ اے جملہ من[1] — نے مخالف چوں گُل و خارِ چمن
دوست نے اُس سے کہا اے میرے سب کچھ اندر آجا — (اب ہم) چمن کے پھول اور کانٹے کی طرح مخالف نہیں ہیں

رِشتہ یکتا شد غلط گم شد سنوں — گر دُوتا[2] بینی حروفِ کاف و نوں
دھاگا اکہرا ہوگیا، اب (دوئی کی) غلطی ختم ہوگئی ہے — اگرچہ تو حرفِ کاف اور نون کو دُو عدد دیکھتا ہے

ق

کاف و نوں ہمچوں کمند آمد جذوب — تا کشاند مرعدم را در خطوب
کاف اور نون (ملکر) کمند کیطرح کھینچنے والے بنگئے ہیں — تاکہ عدم کو بڑے کاموں کی طرف کھینچ کر لائیں

پس دُوتا باید کمند اندر صُوَر[2] — گرچہ یکتا باشد آں دُو در اثر
بظاہر کمند دوہری ہونی چاہیئے — اگرچہ نتیجہ میں دونوں مل کر اکہرے ہوجائیں

گر دُو پا گر چار پا رہ را بُرد — ہمچو مقراضِ دُو پا یک تا بُرد
خواہ دُو پایہ ہو یا چارپایہ جب راستہ چلتا ہے — دُو پاؤں والی قینچی کی طرح ایک راستہ قطع کرتا ہے

آں دُو انبازانِ گازر را ببیں — ہست در ظاہر خلافِ آن و ایں
اُن دُو شریک دھوبیوں کو دیکھ — بظاہر یہ اور وہ مخالف ہیں

آں یکے کرپاس در جُو می زند — واں دگر انباز خشکش می کند
ایک کپڑے کو نہر میں ڈالتا ہے — دوسرا شریک اُس کو خشک کرتا ہے

باز اُو آں خشک را تر می کند — گوئیا ز استیزہ ضد بر می تند
پھر وہ اُس خشک کو تر کر دیتا ہے — گویا جھگڑے کی وجہ سے مخالف کام کرتا ہے

لیک آں دُو ضدِّ[3] استیزہ نما — یکدل و یک کار باشد اے فتا
لیکن دونوں مخالف بظاہر جھگڑا کرنے والے — اے نوجوان! ایک دل اور ایک کام میں ہیں

ہر نبیؑ و ہر ولیؒ را مسلکے ست — لیک تا حق می برد جملہ یکے ست
ہر نبی اور ہر ولی کا ایک الگ راستہ ہے — لیکن اللہ (تعالٰے) تک پہنچانے میں سب ایک ہیں

روئے درہم کشیدن از سخن بہ سبب ملالتِ مستمعان

سننے والوں کی بے توجہی کی وجہ سے بات کرنے سے روگردانی کرنا

چونکہ جمعِ مستمع را خواب بُرد — سنگہائے آسیا را آب بُرد
چونکہ سننے والوں کے مجمع کو نیند آگئی ہے — (اللہ تعالٰے نے) چکی کے پاٹوں کو چلانیوالا پانی بند کردیا

رفتنِ ایں آب فوقِ آسیاست — رفتنش در آسیا بہرِ شماست
اِس پانی (یعنی اسرار) کی آمد چکی (ہونٹ) سے دور (دل میں) ہے — چکی (ہونٹوں) میں جاری ہونا تمہارے لیئے ہے

---

[1] جملہ من۔ یعنی تو میرا مجموعہ ہے۔ غلط۔ یعنی دوئی۔ کاف و نون۔ یعنی کلمہ کُن کے کاف اور نون۔ جذوب۔ جذب کرنیوالا۔ کشاند۔ کشاندن بمعنی کشیدن سے مضارع ہے۔ خطوب۔ خ کے فتحہ کے ساتھ خطب بمعنی امر عظیم کی جمع ہے۔ پس دُوتا۔ پہلے اشعار میں یکتائی کا بیان تھا اب سمجھاتے ہیں کہ یکتائی سے دُو وجودوں کا ایک ہونا مراد نہیں ہے بلکہ عمل کی یکتائی مراد ہے۔ جانور کے پیر متعدد ہیں کام ایک ہے، قینچی کے پر دُو ہیں عمل ایک ہے، دُو دھوبی کام کرتے ہیں کام ایک ہے۔

[2] صُوَر۔ صورت کی جمع ہے اثر۔ نتیجہ۔ مقراض۔ قینچی۔ گازر۔ دھوبی۔ انباز۔ شریک۔ کرپاس۔ سوتی کپڑا۔ جُو۔ نہر۔ استیزہ۔ جنگ۔

[3] دُو ضد۔ دونوں دھوبی جو ایک دوسرے کے مخالف کام کرتے ہیں۔ مسلک۔ مذہب، مشرب۔ ملالت۔ تنگدلی۔ مستمعان۔ سننے والے۔ مولانا کو مثنوی کا املاء کرانے میں کچھ انقباض ہوا جسکی وجہ سننے والوں کی غفلت تھی۔ آسیا۔ چکی۔ فوقِ آسیا۔ یعنی دل۔ آسیا۔ یعنی ہونٹ۔

چوں شما را حاجتِ طاحوں[1] نماند
آب را در جُوئے اصلی باز راند
جب تمھیں چکّی (دھونٹوں کے کلام) کی ضرورت نہ رہی
پانی کو اصل نہر (دل) کی جانب پھر جاری کر دیا

ناطِقہ سُوئے دہاں تعلیم راست
ورنہ خود آں آب را جُوئے جُداست
(قوتِ گویائی) مُنہ میں تمہاری تعلیم کے لئے ہے
ورنہ اِس پانی کی نہر علیحدہ (دل میں) ہے

می رَوَد بے بانگ و بے تکرارہا
تَحۡتَهَا الۡاَنۡهَارُ تا گلزارہا
وہ (پانی) جاری ہے بغیر شور اور نزاع کے
اُن چمنوں تک جن کے نیچے نہریں ہیں

اے خدا جاں را تو بنما آں مقام
کاندرو بے حرف می روید کلام
اے خدا روح کو وہ مقام دکھادے
جس میں بغیر حروف کے کلام پیدا ہوتا ہے

تاکہ سازد جانِ پاک از سر قدم
سُوئے عرصۂ دُور پہنائے عدم
تاکہ پاک روح سَر کے بل جائے
اُس میدان کی جانب جو وسیع اور معدوم ہے

عرصۂ بس باکشاد و با فضا
ویں خیال[2] و ہست یابد زو نوا
وہ میدان (عالمِ غیب) جو وسیع اور پُر فضا ہے
یہ (عالمِ) مثال اور (عالمِ) شہود اس سے ساز و سامان پاتا ہے

تنگ تر آمد خیالات از عدم
زاں سبب باشد خیال اسبابِ غم
(عالمِ) مثال عدم (عالمِ غیب) سے چھوٹا ہے
اِسی وجہ سے (عالمِ) مثال غم کا سبب بنتا ہے

باز[3] ہستی تنگ تر بود از خیال
زاں شود در وے قمر ہمچوں ہلال
پھر (عالمِ) شہود (عالمِ) مثال سے چھوٹا ہے
اِسی وجہ سے اُس میں قمر ہلال جیسا بن جاتا ہے

باز ہستیِ جہانِ حس و رنگ
تنگ تر آمد کہ زندانے ست تنگ
پھر حِس و رنگ کے جہاں کا وجود
بہت تنگ ہے بلکہ وہ تو تنگ قید خانہ ہے

عِلّتِ تنگی ست ترکیب و عدد
جانبِ ترکیبِ حس ہا می کشد
مرکّب اور معدود ہونا تنگی کا سبب ہے
حواس مرکّب کی جانب کشش کرتے ہیں

زانسوئے حس عالمِ توحید داں
گر یکے خواہی بداں جانب براں
عالمِ توحید حس سے پرے سمجھ
اگر تو (عالمِ) توحید کی خواہش رکھتا ہے اُس جانب قدم بڑھا

امرِ کُن یک فعل بُود و نون و کاف
در سخن افتاد و معنی بُود صاف
کُن کا امر ایک فعل تھا اور نون اور کاف
لفظوں میں آیا ورنہ مدلول اور (الفاظ) سے پاک تھا

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
تا چہ شد احوالِ گرگ اندر نبرد
اِس بات کا آخر نہیں ہے واپس لوٹ
معرکے میں بھیڑیے کا کیا حال ہوا؟

---

[1] طاحون۔ چکّی۔ جوئے اصلی۔ یعنی دل۔ ناطقہ۔ قوتِ گویائی۔ ورنہ۔ یعنی اسرارِ خداوندی کی اصل جگہ قلب ہے۔ بانگ۔ آواز۔ تکرار۔ بحث۔ اَنہار۔ نہر کی جمع ہے۔ اے خدا یعنی وہ مقام عطا فرمائے جہاں اِلہام ہو۔ عرصہ۔ میدان۔ دور۔ وسیع۔ عدم یعنی عالمِ غیب۔

[2] خیال یعنی عالمِ مثال۔ ہست یعنی عالمِ شہادت۔ نوا۔ سامان۔ خیالات یعنی عالمِ مثال۔ عدم یعنی عالمِ غیب۔ غم ہونا غم کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ واقعہ کی پوری حکمت منکشف نہ ہو، عالمِ مثال میں عالمِ غیب کے اعتبار سے روح کو انکشافِ تام حاصل نہیں ہوتا ہے اسلئے اُس کو رنج پہنچتا ہے۔

[3] باز ہستی یعنی عالمِ شہود، عالمِ مثال کے اعتبار سے تنگ ہے اسی لئے غم میں چاند جیسے چہرے ہلال جیسے بنجاتے ہیں۔ علّتِ تنگی یعنی عالمِ ناسوت کی تنگی اسکے مادّی ہونے کیوجہ سے ہے مادّی ہونے کی وجہ سے وہ معدود اور مرکب بن گیا ہے۔ حِس یعنی عالمِ مثال اور عالمِ شہادت۔ عالمِ توحید۔ عالمِ غیب جس میں پہنچ کر توحید کا پورا انکشاف ہو جاتا ہے۔ کُن یعنی لفظ کُن پہلے کلامِ نفسی تھا جو حروف اور آواز سے منزّہ تھا پھر کلام لفظی بن گیا۔ نبرد۔ جنگ۔

ادب کردن شیر گرگ را بجهتِ بے ادبیِ او
شیر کا بھیڑیے کو اُس کی بے ادبی پر سزا دینا

گرگ را بر کند سر آں سرفراز ۱ — تا نماند دُوسَری و امتیاز
اُس معزز (شیر) نے بھیڑیے کا سر توڑ ڈالا — تاکہ دوہری سرداری اور امتیاز نہ رہے

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ست اے گرگِ پیر — چوں نبودی مُردہ ۲ در پیشِ امیر
اے بوڑھے بھیڑیے! "ہم نے اُنسے بدلے لیا" ہے — جبکہ تو حاکم کے سامنے مُردہ نہ بنا

بعد ازاں رُو شیر با رُوباہ کرد — گفت ایں را بخش کُن از بہرِ خورد
اِس کے بعد شیر نے لومڑی کا رُخ کیا — بولا، اِس کو کھانے کے لئے تقسیم کردے

سجدہ کرد و گفت کایں گاوِ سمین — چاشت خوردت باشد اے شاہِ مہین
(لومڑی نے) سجدہ کیا اور کہا یہ موٹی نیل گائے — اے بڑے بادشاہ! تیرا ناشتہ ہے

واں بُز از بہرِ میانہ روز را — یخنیِ باشد شہِ فیروز را
اور وہ بکری دوپہر کے لئے — فیروز مند بادشاہ کے لئے یخنی ہوگی

واں دِگر خرگوش بہرِ شام ہم — شبچرہ اے شاہ با لُطف و کرم
اور وہ دوسرا خرگوش شام کے لئے — نُقل ہے، اے مہربان خوش مزاج بادشاہ!

گفت اے رُوبہ تو عدل افروختی — ایں چُنیں قسمت ز کہ آموختی
(شیر نے) کہا اے لومڑی! تونے انصاف کو روشن کردیا — اِس طرح کی تقسیم تُونے کس سے سیکھی ہے؟

از کجا آموختی ایں اے بزرگ — گفت اے شاہِ جہاں از حالِ گرگ
اے بزرگ! تونے یہ (انصاف) کہاں سے سیکھا ہے؟ — اُس نے کہا، اے دنیا کے بادشاہ! بھیڑیے کے حال سے

گفت چوں در عشقِ ما گشتی گرو — ہر سہ را برگیر و بستان و برو
(شیر نے) کہا جب تو ہماری محبت میں رہن ہے — تینوں کو لے اور قبضہ کر اور چل دے

رُوبہا چوں جُملگی ما را شدی — چونت آزاریم چوں تو ما شدی
اے لومڑی! جب تو مجسّم ہمارے لئے ہوگئی ہے — جبکہ تو "ہم" ہوگئی ہے، تجھے ہم کیسے ستا سکتے ہیں؟

ما تُرا و جُملہ اشکاران ۳ تُرا — پائے بر گردونِ ہفتم نہ برآ
ہم تیرے ہیں، اور سب شکار تیرے ہیں — ساتویں آسمان پر پیر رکھ، جلوہ گر ہو

چوں گرفتی عبرت از گرگِ دَنی — پس تو رُوبہ نیستی شیرِ منی
جبکہ تونے کمینہ بھیڑیے سے عبرت حاصل کرلی ہے — تو لومڑی نہیں ہے بلکہ میرا شیر ہے

---

۱ سرفراز۔ سردار۔ دُوسَری۔ دو سرداروں کی رقابت۔ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ۔ پھر ہم نے اُن سے بدلے لیا، یہ قوم فرعون کے بارے میں قرآن میں فرمایا گیا ہے۔
۲ مُردہ۔ فانی۔ امیر۔ حاکم۔ سمین۔ موٹا۔ چاشت خورد۔ ناشتہ۔ مہین۔ بزرگ۔ میانہ روز۔ دوپہر۔ فیروز۔ فتحمند۔ شبچرہ۔ رات کا کھانا۔ افروختن۔ روشن کرنا، کسی کام کو عمدگی سے کرنا۔ حالِ گرگ۔ بھیڑیے کا انجام۔
۳ اشکار۔ شکار۔ پائے بر گردوں نہادن۔ عالی مرتبہ بن جانا۔ برآمدن۔ جلوہ گر ہونا۔ عبرت۔ دوسرے کے انجام کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرنا۔ دَنی۔ کمینہ۔ شیرِ منی۔ شیرِ من ہستی

عاقل[۱] آں باشد کہ عبرت گیر داز | مرگِ یاراں و بلائے محترز
عقلمند وہ ہے جو عبرت حاصل کرلے | دوستوں کی موت اور قابلِ احتراز مصیبت سے

رُوبہ آندم بر زباں صد شکر راند | کہ مرا شیر از پسِ آں گرگ خواند
اُس وقت لومڑی نے زبان سے سینکڑوں شکر ادا کئے | کہ شیر نے مجھے بھیڑیئے کے بعد بلایا

گر مرا اوّل بفر مودے کہ تو | بخش کُن ایں را کہ جاں بُردے ازو
اگر مجھے شروع میں کہہ دیتا کہ تو | اس کو تقسیم کردے تو اس سے کون جان بچاتا؟

مقصودِ حکایت در فضیلتِ آخر زمانیاں
آخری زمانہ میں پیدا ہونے والوں کی فضیلت کا بیان اس حکایت کا مقصد ہے

پس سپاس اُو را کہ ما را در جہاں | کرد پیدا از پسِ پیشینیاں
اُس (خدا) کا شکر ہے کہ اُس نے دنیا میں ہمیں | اگلوں کے بعد پیدا فرمایا ہے

تا شنیدیم آں سیاستہائے حق | بر قرونِ[۲] ماضیہ اندر سبق
یہانتک کہ ہم نے اللہ تعالےٰ کی اُن سزاؤں کو سن لیا | جو گزشتہ زمانوں میں اگلے لوگوں کو دی گئیں

تا کہ ما از حالِ آں گرگانِ پیش | ہمچو رُوبہ پاسِ خود داریم بیش
تاکہ اگلے زمانہ کے بھیڑیوں کے حال سے | لومڑی کی طرح ہم خوب اپنی حفاظت کریں

اُمّتِ مرحومہ زیں رُو خواند ماں | آں رسولِ حق و صادق در بیاں
اسی وجہ سے ہمیں اُمّتِ مرحومہ فرمایا ہے | احادیث میں سچے، برحق رسولؐ نے

استخواں و پشمِ آں گرگاں عیاں | بنگرید و پند گیرید اے مہاں
اُن بھیڑیوں کی ہڈیاں اور بال خوب | دیکھو اور اے بزرگو! نصیحت حاصل کرو

عاقل از سر بنہد مستی و باد | چوں شنید انجامِ فرعونان[۳] و عاد
عقلمند انسان تکبر اور مستی کو دماغ سے نکال دیتا ہے | جب وہ فرعونوں اور قومِ عاد کا قصہ سنتا ہے

ورنہ بنہد دیگراں از حالِ اُو | عبرتے گیرند واز اضلالِ اُو
اور اگر انانیت غرور کو سر سے نہ نکالیگا تو دوسرے لوگ | اور اس کی گمراہی سے عبرت حاصل کریں گے

تہدید کردنِ نوح علیہ السلام مر قوم را کہ با مَن مپیچید کہ
حضرتِ نوحؑ کا قوم کو ڈرانا کہ مجھ سے نہ اُلجھو میں تو خدا

من روئے پوشم خدا را ایس با خدا می پیچید نہ با من
کا نقاب ہوں، تو تم خدا سے اُلجھ رہے ہو نہ کہ مجھ سے

---

[۱] عاقل آں باشد۔ اس قصہ کا منشا یہ ہے کہ جو اپنے آپکو ذاتِ حق میں فنا کردیگا نجات پاجائیگا اور انسان کو چاہیئے کہ دوسروں سے عبرت حاصل کرے۔ محترز۔ بچنے کی چیز۔ رُوبہ۔ لومڑی اس بات پر شکر گزار ہوئی کہ شیر نے اسکو پہلے نہ طلب کیا تھا ورنہ وہ بھیڑیئے کے انجام سے عبرت نہ حاصل کرسکتی۔ سپاس شکر۔ پیشینیاں پہلے لوگ۔ سیاست۔ سزا۔

[۲] قرون۔ قرن کی جمع ہے زمانہ کی صدی۔ سبق۔ درس یعنی قرآن کا درس۔ گرگان۔ یعنی بھیڑیا صفت انسان۔ امتِ مرحومہ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی اُمت کو ایسی امت قرار دیا ہے جس پر خدا کی رحمت ہے اور اُس نے ہمیں دوسری اُمتوں کے بعد پیدا کیا ہے تاکہ عبرت حاصل کریں۔ استخواں۔ قرآن نے بار بار فرمایا ہے کہ پہلی قوموں کے منکرین سے عبرت حاصل کرو۔ مہاں۔ مہ کی جمع ہے، سردار۔

[۳] فرعوناں شاہانِ مصر۔ عاد مشہور قوم ہے جو اللہ کے عذاب سے ہلاک ہوئی۔ لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ اِن قوموں کے انجام سے سبق حاصل کرے۔ اضلال۔ بہکانا، گمراہ کرنا۔ تہدید کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ فنا کے بعد ذاتِ احد کے ساتھ افعال میں سفقد رو عدت ہو جاتی ہے اور انسان کے افعال اُسکی طرف منسوب ہوجاتے ہیں

گفت نوحؑ اندر نصیحت قوم را
(حضرت) نوحؑ نے نصیحت میں قوم سے کہا

در پذیرید از خدا آخر عطا
خدا کی عطا کو قبول کرلو

بنگرید اے سرکشاں من من نیم
اے سرکشو! غور کرو میں میں نہیں ہوں

من زجاں[1] مُردم بجاناں می زیم
میں (اپنی) جان (کے اعتبار) سے مُردہ ہوں محبوب کے ذریعہ زندہ ہوں

چوں زجاں مُردم بجاناں زندہ ام
جبکہ (اپنی) جان (کے اعتبار) سے مُردہ ہوں محبوب کے ذریعہ (زندہ ہوں)

نیست مرگم تا ابد پاینده ام
میرے لئے موت نہیں ہے میں ابد تک زندہ ہوں

چوں بمُردم از حواساتِ بشر
چونکہ میں بشری حواس (کے اعتبار) سے مُردہ ہوں

حق مرا شد سمع و ادراک و بصر
اللہ (تعالیٰ) میرا کان اور احساس اور بینائی بنگیا ہے

چونکہ من من نیستم ایں دم زہوست[2]
چونکہ میں میں نہیں ہوں یہ کلام اُس کی جانب سے ہے

پیش ایں دم ہر کہ دم زد کافر اوست
اِس گفتگو کے مقابلہ میں جو بات کریگا وہ کافر ہے

ہست اندر نقشِ ایں روباہ شیر
لومڑی کی اِس صورت (نوحؑ) میں شیر (ذاتِ خدا) ہے

سوئے ایں روبہ نشاید شد دلیر
اِس لومڑی (نوحؑ) کے مقابلہ میں دلیر نہ ہونا چاہئے

گر ز روئے صورتش می نگروی
اگر تو اُس کی صورت کے اعتبار گرویدہ نہیں ہوتا ہے

غرّشِ شیراں ازو می نشنوی
تو کیا شیروں جیسی گرج بھی اس سے نہیں سُن رہا ہے؟

گر نبودے نوحؑ را از حق یدے
اگر (حضرت) نوحؑ کی مدد اللہ (تعالیٰ) کیجانب سے نہ ہوتی

پس جہانے را چساں برہم زدے
تو وہ (طوفان کے ذریعہ) دنیا کو کیسے درہم برہم کردیتے؟

صد ہزاراں شیر بود اندر تنے
(حضرت نوحؑ کے) ایک جسم میں لاکھوں شیر تھے

ہر دو عالم را ہمی دیدار زنے[3]
دونوں عالم کو وہ چینا کا ایک دانہ سمجھتے تھے

او بروں رفتہ بُد از ما و منے
وہ ما اور من سے کنارہ کش ہوگئے تھے

او چو آتش بود عالم خرمنے
وہ آگ کی طرح اور دنیا کھلیان کی طرح تھی

چونکہ خرمن پاسِ عُشرِ او نداشت
چونکہ کھلیان نے اُنکے دسوانس کی رعایت نہ کی

او چناں شعلہ براں خرمن گماشت
انھوں نے اِس کھلیان پر آگ کا شعلہ مسلط کردیا

ہر کہ او در پیشِ ایں شیرِ نہاں
جو شخص اِس چھپے ہوئے شیر کے سامنے

بے ادب چوں گرگ بکشاید دہاں
بھیڑیے کی طرح بے ادبی سے زبان کھولیگا

ق

ہمچو گرگ آں شیر بر درّاندش
وہ شیر بھیڑیے کی طرح اُس کو پھاڑ ڈالے گا

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ بر خواندش
"ہم نے اُن سے بدلے لیا" اُس پر پڑھدیگا

---

[1] زجاں مُردم یعنی میں فنا ہوچکا ہوں اب میری بقا اللہ کے ذریعہ ہے۔ جاناں یعنی اللہ تعالیٰ۔ تا ابد۔ اب مجھے ابدی زندگی مل گئی ہے۔ حواسات۔ حواس کی جمع ہے۔ دم۔ یعنی کلام۔ دم زدن۔ اعتراض کرنا۔ سمع۔ قوتِ سماعت۔ ادراک۔ معلوم کرنا۔ بصر۔ قوتِ بینائی۔

[2] ھو۔ اللہ کا اسمِ ذات ہے۔ غرّش۔ آواز کی گرج۔ ید۔ ہاتھ طاقت۔ برہم زدن۔ تہ و بالا کردینا

[3] ارزن۔ ایک اناج ہے جس کا دانہ بہت چھوٹا ہوتا ہے جس کو چینا کہتے ہیں۔ ما و من۔ یعنی غرور اور خودی۔ خرمن۔ غلہ کا کھلیان۔ پاس۔ لحاظ، رعایت۔ عُشر۔ دسواں حصہ، اناج کی پیداوار کا دسواں جو بطور زکوٰۃ ادا کیا جاتا ہے۔ دریدن و درانیدن۔ پھاڑ ڈالنا۔ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ قرآن پاک میں ایک مُعذب قوم کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ جب انھوں نے نافرمانی کی تو ہم نے اُن سے بدلے لیا۔

زخم یابد ہمچو گرگ از دستِ شیر
وہ بھیڑیئے کی طرح شیر کے ہاتھ سے زخم کھائے گا
پیشِ شیر اَبلہ بُود کو شُد دلیر
احمق ہے جو شیر کے سامنے دلیر بنے

کاشکے آں زخم بر جسم آمدے
کاش وہ زخم جسم پر لگتا
تا دل و ایماں سلامت ماندے
تاکہ دل اور ایمان سالم رہتے

قُوّتم بگسست چوں اینجا رسید
یہاں پہنچ کر میری طاقت نے جواب دیدیا
چوں تواں کردن ایں سِرّرا پدید
میں اِس راز کو کس طرح ظاہر کروں؟

لیک ہم رَمزے بگویم با شما
لیکن تمہیں ایک اشارہ کرتا ہوں
بُو کہ دریابید و گردید آشنا
شاید تم سمجھ جاؤ اور واقف ہو جاؤ

ہمچو آں رُوباہ کم اِشکم کنید
اُس لومڑی کی طرح کم کھاؤ
پیشِ اُو رُوباہ بازی کم کنید
اُس کے سامنے حیلہ بازی نہ کرو

جملہ ما و من بہ پیشِ اُو نہید
"ما اور من" کو تمامتر اُس کے سامنے چھوڑ دو
مالکِ مُلک اُوست مُلک اُو را دہید
مُلک کا مالک وہ ہے، سلطنت اُس کے سپرد کردو

چوں فقیر آئید اندر راہِ راست
سیدھے راستہ میں فقیر بن کر آجاؤ
شیر و صیدِ شیر خود آنِ شماست
شیر اور شیر کا شکار تمہارا مال ہے

زانکہ اُو پاک ست و سُبحاں وصفِ اوست
اِس لئے کہ وہ یکتا ہے اور پاک ہونا اُسکی صفت ہے
بے نیاز ست اُو ز مغز و نغز و پوست
وہ اچھے مغز اور چھلکے سے بے نیاز ہے

ہر شکار و ہر کراماتے کہ ہست
ہر شکار اور ہر نعمت جو بھی ہے
از برائے بندگانِ آں شہ است
اُس شاہ کے غلاموں کے لئے ہے

گفت اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
اُسنے فرمایا ہے، کیا خدا اپنے بندہ کیلئے کافی نہیں ہے؟
تا نہ گردد بندہ ہر سُو حیلہ جُو
تاکہ بندہ ہر جانب بھٹکتا نہ پھرے

ہر کہ اُو بر حق توکّل می کُند
جو اللہ (تعالےٰ) پر بھروسہ کرتا ہے
اُو بجائے خود تفضّل می کُند
وہ خود اپنے ساتھ بھلائی کرتا ہے

نیست شہ را طمع بہرِ خلق ساخت
اللہ (تعالےٰ) کو کوئی لالچ نہیں ہے، مخلوق کیلئے بنائی ہے
اینہمہ دولت خُنک آں کو شناخت
یہ سب دولت، خوش قسمت ہے وہ جو یہ سمجھا

آنکہ دولت آفرید و دُو سرا
جس نے دولت اور دونوں جہان پیدا کئے ہیں
مُلک و دولتہا چہ کار آید وَرا
مُلک اور دولتیں اُس کے کس کام آئیں گی؟

۵۱ اَبلہ۔ بے وقوف۔ دلیر۔ بہادر، گستاخ۔ قُوّتم۔ یعنی ایک انسان کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے اِس کی وضاحت نازک مسئلہ ہے۔ رَمزے۔ جبکہ ایک بندہ فنا فی اللہ ہو جاتا ہے تو وہ صفاتِ رب کا حامل بن جاتا ہے۔

۵۲ کم اِشکم۔ فنائیت حاصل کرنے کا طریقہ ریاضت اور مجاہدہ جس میں قلتِ خوراک بھی داخل ہے۔ روباہ بازی۔ چالاکی، حیلہ بازی۔ ما و من۔ یعنی خودی۔ چوں۔ جب تم صفاتِ نفسانیہ سے پاک ہو جاؤ گے تو تمہیں معیت حاصل ہو جائے گی۔ سُبحان۔ بے عیب۔ مغز۔ گودا۔ پوست۔ چھلکا۔ نغز۔ اچھا۔

۵۳ شکار۔ یعنی ظاہری نعمت۔ کرامات۔ یعنی باطنی نعمت۔ می کُند۔ چونکہ توکل کے ذریعہ نعمتوں کا مستحق بن جاتا ہے۔ شہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ اینہمہ۔ قرآن پاک میں ہے "خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا" اے انسانوں تمہارے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ سب کچھ جو زمین میں ہے۔ دُوسرا۔ دونوں جہان۔

پیشِ سُبحاں (۱) پس نگہدارید دل — تانگردید از گمانِ بد خجل

(اللہ) پاک ذات کے سامنے دل کی حفاظت رکھو — تاکہ بدگمانی کرکے شرمندہ نہ ہونا پڑے

کو ببیند سِرّ و فکر و جستجو — ہمچو اندر شیرِ خالص تارِ مُو

وہ راز اور فکر اور طلب کو اسطرح دیکھ لیتا ہے — جس طرح خالص دودھ میں بال

آنکہ او بے نقش و سادہ سینہ شُد — نقشہائے غیب را آئینہ شُد

جو شخص بے نقش اور صاف سینہ والا ہوجاتا ہے — وہ غیب کے نقوش کا آئینہ ہوجاتا ہے

سِرِّ ما را بیگماں مُوقن شود — زانکہ مُومن آئینۂ مُومن شود

بلاشبہ وہ ہمارے راز کا یقین کرنیوالا ہوجائے گا — اِس لئے کہ مُومن، مُومن کا آئینہ بن جاتا ہے

مُومنے او مُومنی تو بیگماں — درمیانِ ہر دُو فرقے بیکراں

بلاشبہ وہ بھی مُومن ہے تو بھی مُومن ہے — (لیکن) دونوں میں بے انتہا فرق ہے

چوں زند او نقدِ ما را بر محک (۲) — پس یقیں را باز داند او ز شک

جب وہ ہمارے نقد کو کسوٹی پر رگڑتا ہے — تو وہ یقین کو شک سے جُدا کرلیتا ہے

چوں شود جانش محکِ نقدہا — پس ببیند نقد را و قلب را

جب اُس کی جان نقدوں کی کسوٹی بنجاتی ہے — تو وہ کھرے اور کھوٹے کو سمجھ جاتا ہے

نشاندن پادشاہاں صوفیاں را پیشِ روئے خود تا چشمِ شاں روشن شود

بادشاہوں کا صوفیوں کو اپنے سامنے بٹھانا تاکہ اُن کی آنکھیں روشن ہوجائیں

بادشاہاں را چنیں عادت بُود — ایں شنیدہ باشی ار یادت بُود

بادشاہوں کی وریافت ہوتی ہے — تونے یہ سُنا ہوگا، اگر تجھے یاد ہو

دستِ چپ شاں پہلواناں ایستند — زانکہ دل پہلوئے چپ باشد بہ بند

اُن کے بائیں ہاتھ پر پہلوان کھڑے ہوتے ہیں — کیونکہ دل بائیں جانب رکھا ہوتا ہے

مُشرِف و اہلِ قلم بر دستِ راست — زانکہ علمِ ثبت و خط آں دستِ راست

محاسب اور اہلِ قلم دائیں ہاتھ پر (ہوتے ہیں) — کیونکہ درج کرنے اور لکھنے کا علم دائیں ہاتھ کا ہے

صوفیاں را پیشِ رُو موضع دہند — کآئینۂ جانند و ز آئینہ (۳) بہند

صوفیوں کو سامنے جگہ دیتے ہیں — کیونکہ وہ روح کا آئینہ ہیں اور (ظاہری) آئینہ سے بہتر ہیں

حاجباں ایں صوفیانند اے پسر — سادہ و آزادہ و افگندہ سر

اے بیٹا! یہ صوفی دربان ہیں — سادہ ہیں، آزاد ہیں اور سر جُھکائے ہوئے ہیں

---

(۱) سُبحاں۔ یعنی فصیح کامل۔ خجل شرمندہ۔ مُو۔ بال۔ آنکہ۔ جو شخص ماسوا اللہ اور وساوس کے نقش سے دل کو صاف کرلیتا ہے اُسکے دل پر اسرارِ غیبی کا نزول ہونے لگتا ہے لہٰذا وہ دوسرے کے دل کے وساوس کو جان لیتا ہے۔ زانکہ۔ حدیث شریف میں ہے "اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ" ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے۔ یعنی مومن کامل کے قلب پر دوسرے مومن کے وسوسوں کا عکس پڑتا ہے۔ نقد۔ چاندی، سونا یعنی دل کے وسوسے۔

(۲) محک۔ کسوٹی۔ یعنی۔ وہ اچھے اور بُرے خیالات میں فرق کرلیتا ہے۔ قلب۔ کھوٹا۔ پہلواناں۔ یعنی فوجی افسر۔ دل۔ انسان کا دل سینہ میں بائیں جانب ہے۔ مُشرِف۔ مُحاسب اعلیٰ۔ ثبت۔ درج کرنا، لکھنا۔

(۳) وز آئینہ۔ یعنی صوفیا عام آئینوں سے بہت افضل ہیں، آئینہ سامنے رکھا جاتا ہے اسلئے صوفیا کو سامنے بٹھایا جاتا ہے۔ حاجب۔ دربان یعنی صوفیاء اللہ کے دربار کے دربان ہیں۔ سادہ۔ یعنی اُنکے دل علائق دنیوی سے آزاد ہیں۔

سینہؔ ہا صیقل زدہ از ذکر و فکر — تا پذیرد آئینۂ دل نقشِ بکر

(ان کے) سینے ذکر و فکر . . . . سے منجھے ہوئے ہیں — تاکہ دل کا آئینہ نئے نقش قبول کرے

ہر کہ او از اصلِ فطرت خوب زاد — آئینہ در پیشِ او باید نہاد

جو شخص اصل پیدائش سے حسین پیدا ہوا ہے — آئینہ اُس کے سامنے رکھنا چاہیے

عاشقِ آئینہ باشد رُوئے خوب — صیقلِ جاں آمد از تقویٰ القلوب

خوبصورت ہی آئینہ کا عاشق ہوتا ہے — روح کی صیقل دلوں کی تقوے… میں ہوتی ہے

ہر کہ دارد رُوئے خوبِ بانظامؔ — طالبِ آئینہ باشد والسّلام

جو شخص خوبصورت اور موزوں چہرہ رکھتا ہے — وہ آئینہ کا طالب ہوتا ہے والسّلام

بِشنو اکنوں یک مثالِ معنوی — تا تو دیگر قولِ صورت نشنوی

اب ایک بامعنیٰ مثال سُن لے — تاکہ تو پھر ظاہری بات نہ سُنے

آمدن آشنائے از سفر بدیدنِ حضرتِ یوسف علیہ السّلام

ایک دوست کا حضرتِ یوسف علیہ السّلام کے دیدار کے لئے سفر سے آنا

آمد از آفاق یارے مہرباں — یوسفِ صدیق را شد میہماں

ایک مہربان دوست دور سے آیا — (حضرتِ) یوسفِ صدیق کا مہمان بنا

کاشنا بُودند وقتِ کودکی — بر وِسادہ آشنائی مُتّکی

کیونکہ بچپن سے آپس میں آشنا تھے — (اور) دوستی کے تکیہ پر تکیہ لگائے ہوئے تھے

یاد دادش جورِ اخوان و حسد — گفت آں زنجیر بود و ما اسد

اُسنے (حضرتِ) یوسفؑ کو بھائیوں کا ظلم اور حسد یاد دلایا — فرمایا وہ زنجیر تھی اور ہم شیر ہیں

عارؔ نبود شیر را از سلسلہ — نیست ما را از قضائے حق گلہ

شیر کو زنجیر سے کوئی عار نہیں ہوتی ہے — ہمیں اللہ (تعالیٰ) کے فیصلہ کا کوئی گلہ نہیں ہے

شیر را بر گردن ار زنجیر بُود — بر ہمہ زنجیر ساراں میر بُود

اگرچہ شیر کی گردن میں زنجیر تھی — (لیکن) وہ تمام قیدیوں کا سردار تھا

گفت چوں بُودی تو در زندان و چاہ — گفت ہمچوں در مُحاق و کاست ماہ

اُسنے کہا قید خانہ اور کنوئیں میں آپ کا کیا حال تھا؟ — انھوں نے کہا جیسا کہ چاند (کا حال) زوال اور گھٹاؤ میں

در مُحاق ار ماہِ نو گردد دوتا — نے در آخر بدر گردد بر سما

اگرچہ نیا چاند (ہلال) گھٹاؤ میں دوہرا ہوجاتا ہے — کیا آخر میں وہ آسمان پر بدر (کامل) نہیں بنجاتا ہے؟

لے سینہ ہا۔ ابتدا میں چیز کو مانجھتے ہیں پھر عمدہ نقش و نگار بنائے جاتے ہیں۔ صوفیا نے دل کو مانجھ لیا ہے، لہٰذا اُن کے قلوب پر علوم الٰہی منکشف ہوتے ہیں۔ بِکر۔ تازہ، غیر مستعمل۔ ہر کہ او یعنی اولیاء اللہ کی صحبت سے پاک نظر مستفید ہوتے ہیں۔ تقوی القلوب۔ جو دل سے متقی ہیں اُنکی روح کی صیقل ہوجاتی ہے۔

ے بانظام۔ یعنی جنکے چہرے موزوں خد و خال کے ہیں۔ معنوی۔ حقیقی۔ قولِ صورت وہ بات جو حقیقت پر مبنی نہو۔ آمدن۔ پہلے یہ بتا چکے ہیں کہ اولیاء اللہ کی مثال آئینہ کی ہے اور آئینہ وہی پسند کرتا ہے جو خوبصورت ہو اور اپنے حسن کو سنوارنا چاہتا ہو۔ اسی بات کو واضح کرنے کیلئے یہ قصہ نقل کیا ہے کہ حضرتِ یوسفؑ چونکہ حسین و جمیل تھے اسلئے اُن کے دوست نے انکو آئینہ پیش کیا۔ وِسادہ۔ تکیہ۔ متّکی۔ تکیہ لگانے والا۔ یاد دادش۔ حضرتِ یوسفؑ کو انکے بھائیوں نے رشک و حسد کیوجہ سے کنوئیں میں گرا دیا تھا یہ بات اُسنے انکو یاد دلائی۔ اِخوان۔ اَخ کی جمع یعنی بھائی۔

ے عار۔ ذلت۔ یعنی شیر بہر حال شیر رہتا ہے۔ زنجیر سار۔ زنجیر والا۔ قیدی۔ میر۔ امیر، حاکم۔ مُحاق۔ چاند کے گھٹاؤ کا زمانہ۔ کاست۔ گھٹاؤ۔ دوتا۔ دوہرا، چاند شروع ماہ میں دوہری کمر کا

گرچہ دُرِّ دانہ[1] بہاوں کوفتند — نورِ چشم و دل ازو افروختند
موتی کو اگرچہ ہاون میں کوٹا — (لیکن) اُس سے آنکھوں اور دل کیلئے نور کا سامان کیا

گندمے را زیرِ خاک انداختند — پس زخاکش خوشہا برساختند
گیہوں کو مٹی کے نیچے ڈالا — پھر اُس زمین سے گیہوں کے خوشے چُنے

بارِ دیگر کوفتندش زآسیا — قیمتش افزود و ناں شد جانفزا
پھر اُس کو چکی میں پیسا — تو اُس کی قیمت بڑھ گئی اور وہ جان کو بڑھانیوالی روٹی بن گئی

باز ناں را زیرِ دنداں کوفتند — گشت عقل و فہم جانِ ہوشمند
پھر روٹی کو دانتوں میں دبایا — تو وہ عقلمند کی عقل و فہم اور جان بن گئی

باز آں جاں چونکہ محوِ[2] عشق گشت — یُعجِبُ الزُّرَّاعَ آمد بعدِ کشت
پھر وہ جان جب عشق میں فنا ہوئی — تو وہ کاشت کے بعد کسانوں کو حیرت میں ڈالنے والی بن گئی

باز آں جاں چوں بحق اُو محو شد — باز ماند از سُکر و سُوئے صَحو شد
پھر وہ جان جب اللہ (تعالیٰ) میں فنا ہوئی — تو مستی سے ہٹ کر ہوش کی جانب آگئی

عالمے را زاں صلاح[3] آمد ثمر — قومِ دیگر را فلاحِ مُنتظر
ایک عالم کو اُس سے نیکی کا پھل ملا — دوسری قوم کو متوقع فلاح حاصل ہوئی

ایں سخن پایاں نہ دارد باز گرد — تا کہ با یوسفؑ چہ کرد آں نیک مرد
اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ — کہ اُس نیک انسان نے (حضرت) یوسفؑ کے ساتھ کیا کیا

طلب کردنِ یوسف علیہ السلام ارمغان از آں مرد بعد از مقالات

(حضرت) یوسف علیہ السلام کا اُس مرد سے گفتگو کے بعد سوغات طلب کرنا

بعد قصہ گفتنش گفت اے فلاں — ہیں چہ آوردی تو ما را ارمغاں
اُسکو قصہ سنانے کے بعد (حضرتِ یوسفؑ نے) فرمایا اے فلاں! — ہاں، تو ہمارے لئے کیا سوغات لایا ہے

دیدنِ یاراں تہیدست اے کیا — ہست بے گندم شدن در آسیا
اے عقلمند! دوستوں کی زیارت خالی ہاتھ — بغیر گیہوں کے آٹے کی چکی پر جانا ہے

بر درِ یاراں تہیدست آمدن — ہست بے گندم سوئے طاحون شدن
دوستوں کے دروازے پر خالی ہاتھ آنا — بغیر گیہوں کے چکی کی طرف جانا ہے

حق تعالیٰ خلق را گوید بحشر — ارمغاں کو از برائے روزِ نشر
اللہ تعالیٰ حشر میں مخلوق سے فرمائے گا — نشر کے دن کے لئے تحفہ کہاں ہے؟

---

[1] دُرِّ دانہ۔ موتی۔ ہاون۔ اوکھلی۔ گزند۔ نقصان۔ آسیا۔ چکی۔ جانفزا۔ جان کو بڑھانے والا۔ ہوشمند۔ عقلمند۔

[2] محو۔ فنا۔ یُعجب تعجب میں ڈالتی ہے۔ زُرّاع۔ زارع کی جمع ہے، کاشتکار۔ کشت۔ کھیتی۔ سُکر۔ نشہ، بیہوشی۔ صَحو۔ ہوش میں آنا۔

[3] صلاح۔ بہتری۔ ثمر۔ پھل۔ فلاح۔ نجات، بہبودی۔ مُنتظر۔ متوقع۔ ارمغان۔ تحفہ، سوغات۔ طاحون۔ چکی۔ حشر نشر۔ قیامت۔

جِئتُمُونَا وَ فُرَادیٰ[۱] بے نوا — ہم بدانساں کہ خَلَقنَاکُم کَذا
تم ہمارے پاس تنہا بے سازوسامان کے آئے — ویسے ہی جیسے کہ ہم نے تمھیں پیدا کیا

ہیں چہ آوَردید دستاویز را — ارمغانِ روزِ رُستاخیز را
خبردار! کیا سند لائے ہو — قیامت کے دن کے لئے تحفہ

یا امیدِ بازگشتن تاں نبود — وعدۂ امروز تاں باطل نمود
یا تمھیں واپس لوٹنے کی اُمید نہ تھی — (اور) آج کا وعدہ تمھیں غلط نظر آیا تھا

وعدۂ مہمانیش را منکری — پس ز مطبخ خاک و خاکستر خوری
اُس کی مہمانی کے وعدہ کا تو منکر ہے — (اسلئے اُسکے) باورچیخانہ سے تو خاک اور راکھ کھائیگا

ورنہ منکر چنیں دستِ تہی — بر درِ آں دوست چوں پا می نہی
اور اگر تو منکر نہیں ہے تو اس طرح خالی ہاتھ — اُس دوست کے دروازہ پر قدم کیوں رکھتا ہے؟

اندکے صرفہ بکن از خواب[۲] و خور — ارمغاں بہرِ ملاقاتش بِبَر
سونے اور کھانے میں تھوڑی سی کمی کر — اُس کی ملاقات کے لئے سوغات لے جا

شو قَلِیلُ النَّومِ مِمَّا یَہجَعُون — باش در اسحار از یَستَغفِرُون
سونے میں کم نیند والا بن جا — صبح کے وقت توبہ کرنے والوں میں سے ہوجا

اندکے جُنبش بکن ہمچو جنیں — تا بہ بخشندت حواسِ نور بیں
ماں کے پیٹ کے بچہ کی طرح تھوڑی سی حرکت کر — تاکہ تجھے نُور دیکھنے والے حواس عطا کردیں

چوں بیابی آں حواسِ دور بیں — پا نہی بالائے چرخِ ہفتمیں
جب تو وہ دور دیکھنے والے حواس حاصل کرے گا — ساتویں آسمان پر قدم رکھے گا

وز جہاں[۳] چوں رحم بیروں می روی — از زمیں در عرصۂ واسع شوی
جب دنیا سے جو (ماں کے) رحم کیطرح ہے تو باہر جائیگا — (اور) زمین سے ایک وسیع میدان میں پہنچے گا

آنکہ ارضُ اللہِ واسِع گفتہ اند — عرصۂ داں کانبیا در رفتہ اند
وہ (میدان) جسکو اللہ کی وسیع زمین کہا گیا ہے — وہ میدان ہے جہاں انبیاء گئے ہیں

دل نگردد تنگ زاں عرصہ فراخ — نخلِ تر آنجا نہ گردد خشک شاخ
اُس وسیع میدان سے دل کبھی نہیں گھبراتا ہے — تر کھجور وہاں کبھی خُشک شاخ نہیں بنی ہے

حاملی تو مر حواست را کنوں — کند و وامانده می شوی و سرنگوں
اب کہ تو اپنے حواس کا بوجھ اُٹھائے ہوئے ہے — سُست اور تھکا ہوا اور اوندھا ہوجاتا ہے

---

۱ فُرادیٰ۔ فرد کی جمع ہے، تنہا، اکیلا جانیوالا۔ دستاویز۔ سند۔ رُستاخیز۔ قیامت۔ وعدۂ امروز۔ یعنی قیامت۔ منکر۔ انکار کرنے والا۔ خاکستر۔ راکھ۔ تہی۔ خالی۔ صرفہ۔ کفایت شعاری، کمی۔

۲ خواب و خور۔ سونا اور کھانا۔ مِمَّا یَہجَعُون۔ قرآن پاک میں مومنین کی حالت بیان کی ہے وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے اور صبح کو استغفار کرتے ہیں۔ اندکے۔ اب اللہ کے دربار میں تحفہ لے جانے کی تدبیر بتاتے ہیں۔ جنین۔ وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہو، بچہ ماں کے پیٹ سے حرکت کی وجہ سے باہر آتا ہے تو اُس کو حواس عطا ہوتے ہیں۔ چوں جب تو بھی ریاضت کرے گا تو تجھے باطنی حواس مل جائینگے۔

۳ وز جہاں۔ یہ دنیا ماں کے رحم کی طرح تنگ ہے اور عالمِ ارواح وسیع تر ہے۔ عرصہ۔ یعنی عالمِ ارواح یا عالمِ مثال۔ حاملی۔ بیداری میں انسان پر اُس کے حواس مسلط ہوتے ہیں اور انسان اُنکی سواری بنتا ہے، سواری تھکتی ہے سوار آرام سے رہتا ہے۔

چونکہ محمولی[1] نہ حامل وقتِ خواب ۔۔۔ ماندگی رفت و شُدی بے پیچ و تاب
نیند کے وقت تو سوار ہوتا ہے نہ کہ سواری ۔۔۔ تھکن جاتی رہتی ہے اور تو آرام سے ہوجاتا ہے

چاشنیٔ داں تو حالِ خواب را ۔۔۔ پیشِ محمولیِ حالِ اولیاء رح
نیند کی حالت کو تو ایک نمونہ سمجھ ۔۔۔ اولیاء کے سوار ہونے کی حالت کا

اولیاء[2] رح اصحابِ کہف اند اے عنود ۔۔۔ در قیام و در تقلّب ھُم رُقُود
اے سرکش! اولیاء اصحابِ کہف ہیں ۔۔۔ جو قیام اور چلنے پھرنے کی حالت میں بھی سوئے ہوئے ہیں

می کشد شاں بے تکلف در فعال ۔۔۔ بے خبر ذاتَ الیمیں ذاتَ الشمال
اُنکو (اللہ تعالیٰ) افعال میں بلاتکلف کھینچتا ہے ۔۔۔ دائیں بائیں جانب جبکہ وہ بے خبر ہیں

چیست آں ذاتُ الیمین فعلِ حسن ۔۔۔ چیست آں ذاتُ الشمال اشغالِ تن
ذات الیمین کیا ہے؟ اچھے کام ۔۔۔ ذات الشمال کیا ہے؟ جسمانی مصروفیت

گر تو بینی[3] شاں بدشواری درو ۔۔۔ نیست شاں خوفی وَلَاھُم یَحْزَنُون
اگر تو اُن کو کسی دشواری میں دیکھے ۔۔۔ تو اُن کو کوئی خوف نہیں ہے نہ وہ غمگین ہوتے ہیں

می رود ایں ہر دو از مردم پدید ۔۔۔ بے خبر زیں ہر دو ایشاں در مزید
یہ دونوں کام انسانوں سے ظاہر ہوتے ہیں ۔۔۔ جبکہ وہ اُن سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں

می رود ایں ہر دو کار از انبیاء ۔۔۔ بے خبر زیں ہر دو ایشاں چوں صدا
یہ دونوں کام (بیداری میں) انبیاء سے ظاہر ہوتے ہیں ۔۔۔ وہ صدائے بازگشت کیطرح دونوں سے بےخبر ہوتے ہیں

گر صدایت بشنواند خیر و شر ۔۔۔ ذاتِ کُہ باشد ز ہر دو بے خبر
اگر پہاڑ کی آوازِ بازگشت تجھے بُری بھلی آواز سنائے ۔۔۔ پہاڑ دونوں سے بے خبر ہے

گفتنِ مہمان یوسف علیہ السلام را کہ ارمغاں بہرِ تو آئینہ

مہمان کا یوسف علیہ السلام سے کہنا کہ تمہارے لئے سوغات میں آئینہ

آوردہ ام تا چوں در آں نگری مرا یاد آری

لایا ہوں تاکہ جب آپ اُس میں دیکھیں مجھے یاد کریں

گفت یوسفؑ ہیں بیاور ارمغاں ۔۔۔ اُو ز شرمِ ایں تقاضا در فغاں
(حضرت) یوسفؑ نے فرمایا ہاں تحفہ لا ۔۔۔ وہ اِس تقاضہ کی شرم سے آہیں بھرنے لگا

گفت من چند ارمغاں جُستم تُرا ۔۔۔ ارمغانے در نظر نامد مرا
بولا میں نے آپ کے لئے چند تحفے ڈھونڈے ۔۔۔ کوئی تحفہ میری نگاہ میں نہ جچا

---

[1] محمولی: جس وقت انسان سویا ہوا ہوتا ہے حواس پر سوار ہوتا ہے اور حواس اُنکو لئے پھرتے ہیں تو انسان کو تھکن نہیں ہوتی ہے۔ چاشنی: نمونہ، اولیاء اللہ بھی حواس کے محمول ہوتے ہیں اختیار اور ارادہ کو ترک کر دیتے ہیں اور یہ حالت اُن کی مستقل ہوتی ہے۔

[2] اولیاء: اولیاء کی مثال بالکل اصحابِ کہف کی سی ہے جو غار میں بے خود لیٹے تھے اور قدرت اُنکو کروٹیں دلاتی تھی۔ می کشد: اصحابِ کہف کے ارادے کے بغیر اللہ تعالیٰ اُن سے افعال صادر کراتا تھا۔ ذاتَ الیمین: قرآنِ پاک میں اصحابِ کہف کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ وَنُقَلِّبُھُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ "ہم اُن کو دائیں بائیں پلٹ رہے ہیں" اِس آیت میں ذات الیمین سے روحانی مشغولیت اور ذات الشمال سے جسمانی مشغولیت مراد ہے۔

[3] گر تو بینی: اولیاء پر تکلیف ظاہری ہوتی ہیں۔ نفس الامر میں اُن پر نہ خوف طاری ہوتا ہے نہ غم۔ می رود: اولیاء سے افعال کا صدور بغیر ارادہ ہونے لگتا ہے۔ ہر دو کار: یعنی روحانی اور جسمانی مشغولیت۔ گر صدایت: اُنکی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسا کہ صدائے بازگشت پہاڑ سے صادر ہوتی ہے اور اُسمیں پہاڑ کے کسی ارادہ کو دخل نہیں ہوتا۔

حبّہ[1] را جانب کاں چوں برم
ایک حبّہ کو کان کی طرف کیسے لے جاؤں؟
قطرہ را سوئے عُمّاں چوں برم
ایک قطرہ کو عمّان (دریا) کی طرف کیسے لے جاؤں؟

زیرہ را من سوئے کرماں آورم
(گویا) میں زیرے کو کرمان لے جاؤں
گر بہ پیشِ تو دل وجاں آورم
اگر آپ کے سامنے دل وجان (بھی) رکھ دوں

نیست تخمے کاندریں انبار[2] نیست
کوئی بیج نہیں ہے جو اس ڈھیر میں نہ ہو
غیر حُسنِ تو کہ اُو را یار نیست
آپ کے حُسن کے سوا کہ اُس کا ثانی نہیں ہے

لائق آں دیدم کہ من آئینۂ
میں نے یہ مناسب سمجھا کہ ایک آئینہ
پیشِ تو آرم چو نورِ سینۂ
آپ کو پیش کروں، جو سینہ کے نور کی طرح ہو

تا بہ بینی رُوئے خوبِ خود دراں
تاکہ آپ اپنا حسین چہرہ اُس میں دیکھیں
اے تو چوں خورشید و شمعِ آسماں
آپ کہ آسمان کے سورج اور شمع (چاند) کی طرح ہیں

آئینہ آوردمت اے روشنی
اے نور! میں آپ کے لئے آئینہ لایا ہوں
تا چو بینی رُوئے خود یادم کُنی
تاکہ جب آپ اپنا چہرہ دیکھیں تو مجھے یاد کر لیا کریں

آئینہ بیروں کشید اُو از بغل
اُس نے بغل سے آئینہ نکالا
خوب را آئینہ باشد مُشتغل
خوبصورت کے لئے آئینہ ایک مشغلہ ہوتا ہے

آئینۂ ہستی چہ باشد نیستی
ہستی کا آئینہ کیا ہوتا ہے؟ فنا
نیستی بگزیں گر ابلہ نیستی
فنا اختیار کر اگر تو بے وقوف نہیں ہے

ہستی اندر نیستی بتواں نمود
ہستی کو فنا میں دیکھا جا سکتا ہے
مالداراں بر فقیر آرند جُود
مالدار، فقیر پر سخاوت کرتے ہیں

آئینہ صافیِ ناں خود گرسنہ است
بھوکا خود روٹی کا صاف آئینہ ہے
سوختہ ہم آئینۂ آتش زنہ است
سوختہ چقماق کا آئینہ ہے

نیستی و نقص ہر جائیکہ خاست
فنا اور نقص جس جگہ پیدا ہوا
آئینہ[3] خوبیِ جملہ پیشہاست
تمام خوبیوں کے حُسن کا مظہر ہے

بہر آنکہ نیستی پالودگی ست
اِس لئے کہ فنا، صفائی ہے
وانچہ ایں ہستی ہمہ آلودگی ست
اور یہ ہستی جو کچھ ہے سراسر آلودگی ہے

چونکہ جامہ چُست دوزیدہ بود
جبکہ کپڑا (پہلے سے) صحیح سلا ہوا ہو
مظہرِ فرہنگِ درزی کے شود
وہ درزی کی عقلمندی کا مظہر کب بنے گا؟

[1] حبّہ۔ ایک رائی کے برابر وزن۔ عُمّان۔ یمن میں سمندر کے کنارے ایک شہر کا نام ہے۔ اُس شہر کی نسبت سے اُس سمندر کو عُمّان کہدیا جاتا ہے۔ زیرہ۔ گرم مصالحوں میں جو زیرہ پڑتا ہے وہ کرمان کا مشہور ہے جو کہ فارس کا ایک شہر ہے اُس کو زیرۂ کرمانی کہا جاتا ہے۔

[2] انبار۔ ڈھیر۔ یار۔ دوست۔ مثال۔ اے تو حضرت یوسفؑ کا حُسن مشہور ہے اسی لئے اُن کو آسمان کی شمع اور سورج کہا ہے۔ خوب را یعنی حسین چہرے والا آئینہ میں مشغول ہو جاتا ہے۔ آئینہ ہستی یعنی فنا فی اللہ ہونے سے بقا باللہ حاصل ہوتا ہے۔ ہستی۔ یعنی وجود، بقا باللہ۔ نیستی۔ فنا، یعنی ماسوا اللہ سے انقطاع۔ جود۔ سخاوت، یعنی غیر اللہ سے تہیدست ہو جاؤ گے تو عطا ملے گی۔

[3] آئینہ۔ یعنی مظہر۔ سوختہ۔ وہ چیز جس کو سلگا کر لکڑیوں میں رکھتے ہیں تاکہ لکڑیاں آگ پکڑ لیں۔ گرسنہ۔ بھوکا۔ آتش زنہ چقماق جسکو رگڑ کر آگ نکالی جاتی ہے۔ نیستی و نقص۔ یعنی غیر اللہ کے تعلقات کی فنا اور کمی۔ پالودگی۔ صفائی۔ آلودگی۔ آلائش۔ جامہ چُست۔ بدن کے مطابق کپڑا۔ فرہنگ۔ عقل، دانش۔ دوزیدہ۔ سلا ہوا۔

ناتراشیدہ ہمی باید جذوع[1] — تا دُرُودگر اصل سازد یا فُروع

درختوں کے تنے بغیر کٹے ہوئے ہونے چاہئیں — تاکہ بڑھئی چھوٹی بڑی چیزیں بنا سکے

خواجۂ اِشکستہ بند آنجا رَوَد — کہ در آنجا پائے اِشکستہ بوَد

ہڈی جوڑنے کا ماہر اُس جگہ جائے گا — جس جگہ کوئی ٹوٹے ہوئے پیر والا ہوگا

کے شود چوں نیست رنجور و نزار — آں جمال و صنعتِ طب آشکار

جب کوئی مریض اور بیمار نہ ہو، کب ہو سکتا ہے — طب کی کاریگری اور حُسن کا اظہار؟

خواریِ و دونیِ مِسہا بر ملا — گر نباشد کے نماید کیمیا

تانبے کی ذلت اور کم درجہ ہونا کُھلا ہوا — اگر نہ ہو تو کیمیا کیا دکھائے گی؟

نقصہا[2] آئینۂ وصفِ کمال — واں حقارت آئینۂ عزّ و جلال

ہر قسم کا نقص، وصفِ کمال کا آئینہ ہے — اور ذلت، عزت اور جلال کا آئینہ ہے

زانکہ ضد را ضد کند پیدا یقیں — زانکہ با سرکہ پدید ست انگبیں

ضد، ضد کو خوب واضح کرتی ہے — سرکہ کے مقابلہ میں شہد بہت واضح ہوجاتا ہے

ہر کہ نقصِ خویش را دید و شناخت — اندر استکمالِ خود دو اسپہ تاخت

جس نے اپنے نقص کو دیکھ لیا اور پہچان لیا — وہ اپنی تکمیل میں تیز دوڑا ہے

زاں نمی پرّد بسوئے ذو الجلال — کو گمانے می برد خود را کمال

اسی وجہ سے وہ شخص ذوالجلال کیطرف پرواز نہیں کرتا — جو اپنے کمال کا گمان رکھتا ہے

علتے بدتر ز پندارِ[3] کمال — نیست اندر جانت اے مغرورِ ضال

کمال کے گھمنڈ سے زیادہ بدتر بیماری — تیری روح میں اور کوئی نہیں ہے اے گمراہ مغرور!

از دل و از دیدہ ات بس خوں رَوَد — تا ز تو ایں معجبی بیروں رَوَد

تیرے دل اور آنکھ سے بہت خون بہے — تاکہ یہ تکبر تجھ سے نکلے

علتِ ابلیس اَنَا خیرٌ بدست — ویں مرض در نفسِ ہر مخلوق ہست

شیطان کی بیماری "میں بہتر ہوں" تھی — یہ مرض ہر مخلوق کے نفس میں موجود ہے

گرچہ خود را بس شکستہ بیند او — آبِ صافی داں و سرگیں زیرِ جو

اگرچہ وہ اپنے آپ کو بہت متواضع خیال کرتا ہے — صاف پانی سمجھ اور نہر کی تہ میں گوبر ہے

چوں بشورانی وُرا در امتحاں — آبِ سرگیں رنگ گردد در زماں

جب تو اُس کو بطور امتحان ہلائے گا — فوراً پانی، گوبر کے رنگ کا ہوجائے گا

---

[1] جذوع۔ جذع کی جمع ہے، تنۂ درخت۔ درودگر۔ درودگر، بڑھئی۔ اصل۔ جڑ، بڑی چیز۔ فرع۔ شاخ، چھوٹی چیز۔ اِشکستہ بند۔ ٹوٹی ہڈی جوڑنے والا۔ رنجور۔ بیمار۔ نزار۔ لاغر، کمزور۔ خواری۔ ذلت، ناچیز ہونا۔ دونی۔ ادنیٰ درجہ کا ہونا۔

[2] نقصہائے۔ نقایص، کمال حاصل کرنے کا سبب بن جاتے ہیں یعنی نیستی اور فنا سے بقائے دوام حاصل ہوجاتا ہے۔ ضد۔ مشہور مقولہ ہے اَلْاَشْیَاءُ تُعْرَفُ.... بِاَضْدَادِھَا یعنی کسی چیز کی شناخت اُس کی ضد کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اِستکمال۔ پورا کرنا۔ دو اسپہ۔ بہت تیز۔ ذوالجلال۔ اللہ تعالیٰ۔ علت۔ بیماری۔

[3] پندار۔ غرور، گھمنڈ۔ ضال۔ گمراہ۔ مُعجبی۔ غرور، تکبر، خود پسندی۔ اَنَا خیرٌ۔ میں بہتر ہوں، یہ دعویٰ شیطان نے حضرت آدمؑ کے مقابلہ میں کیا تھا۔ شکستہ۔ متواضع۔ سرگیں۔ گوبر۔ جو۔ نہر۔ شورانیدن۔ ہلانا، حرکت دینا۔

درتگِ[1] جُو هست سرگین اے فتیٰ
اے نوجوان! نہر کی تہ میں گوبر ہے

گرچہ جُو صافی نماید مر ترا
اگرچہ تجھے نہر صاف نظر آرہی ہے

هست پیرِ راه دانِ پُر فطن
سمجھدار راہِ (طریقت) سے واقف پیر

باغهائے نفس وتن راجوے کَن
جسم اور نفس کے باغوں کی نہر کو صاف کرنے والا ہے

جوئے خود را کے تواند پاک کرد
نہر اپنے آپ کو خود کب پاک کر سکتی ہے؟

نافع از علمِ خدا شد علمِ مرد
پیر کا علم خداوندی علم کی وجہ سے مفید بن گیا ہے

آبِ جُو سرگیں نتاند[2] پاک کرد
نہر کا پانی گوبر کو صاف نہیں کر سکتا ہے

جهلِ نفسش را نروبد علمِ مرد
انسان کا علم اُسکے نفس کے جہل کو مٹا نہیں کر سکتا ہے

کے تراشد تیغ دستهٔ خویش را
تلوار اپنے دستہ کو کب تراش سکتی ہے؟

رَو بجرّاحے سپار ایں ریش را
جا، اس زخم کو جراح کے سپرد کر

بر سرِ ہر ریش جمع آمد مگس
ہر زخم پر مکھیاں جمع ہو گئی ہیں

تا نه بیند قبحِ ریشِ خویش کس
تاکہ کوئی شخص اپنے زخم کی پیپ نہ دیکھ سکے

واں مگس اندیشہا و آمالِ تو
وہ مکھیاں تیرے خیالات اور اُمیدیں ہیں

ریشِ تو آں ظلمتِ احوالِ تو
تیرے احوال کی تاریکی تیرا زخم ہے

ور نهد مرہم بر آں ریشِ تو پیر
اگر تیرے اس زخم پر پیر مرہم لگا دے

آں زماں ساکن شود درد و نفیر
اُس وقت تیرے درد اور آہ کو سکون ہو جائیگا

تا نه پنداری[3] که صحت یافتست
ہرگز نہ سمجھ لینا کہ صحت حاصل ہو گئی ہے

پرتوِ مرہم در انجا تافتست
(ابھی) مرہم کا سایہ اُس پر پڑا ہے

ہیں ز مرہم سر مکش اے پشت ریش
اے زخمی کمر والے! خبردار مرہم سے مُنہ نہ موڑ

واں ز پرتو داں مداں از اصلِ خویش
اُس (آرام) کو (عارضی) اثر سمجھ اصل صحت نہ جان

ایں سخن پایاں ندارد اے جواں
اے جوان! اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے

بشنو اکنوں قصهٔ در ضمنِ آں
اس کے ضمن میں ایک قصہ سُن لے

مُرتد شدنِ کاتبِ وحی بسبب آنکه پرتوِ وحی بر وے زد

وحی کے کاتب کا مرتد ہو جانا اِس لئے کہ وحی کا پرتو اُس پر پڑا

آں آیه را پیش پیغمبر خواند و گفت من محلِّ وحیم
اُس نے آیت پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے پڑھی اور بولا مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے

[1] تگ- کنوئیں کی گہرائی۔ اِن اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنے معائب کا علاج خود نہیں کر سکتا ہے کسی شیخ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ فتیٰ- جوان۔ فطن- فار اور طار کا فتحہ، دانائی جوے کن نہر کھودنے والا۔

[2] نتاند- نتواند۔ نروبد- پاک نہیں کرتا، روفتن کا فعل مضارع منفی ہے۔ اندیشہائے- خیالات۔ آمال- اَمَل کی جمع، امید۔ ور نہد- شیخ کامل کے معالجہ سے ہی مرض دُور ہو سکے گا۔

[3] تا نہ پنداری- شیخ کی صحبت سے اگر کچھ سکون ملے تو اپنی صحت کی غلط فہمی کی بنا پر اُس کی صحبت کو ترک نہ کرے۔ جیں عارضی سکون کو مرہم کا اثر سمجھو، زخم باقی ہے۔ کاتب وحی- یہ عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح کا قصہ ہے۔ اِس قصہ سے یہ سمجھایا ہے کہ بغیر کمال، کمال کے دعوے سے کیا نقصان ہوتا ہے۔

پیش از عثمانؓ یکے نسّاخ[1] بود — کو بہ نسخِ وحی جِدّے می نمود

حضرت عثمانؓ سے پہلے ایک کاتبِ وحی تھا — جو وحی کے لکھنے میں سرگرم رہتا تھا

چوں نبی از وحی فرمودے سَبَق — اُو ہماں را وا نوشتے در ورق

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحی کا سبق پڑھاتے — وہ اُس کو ورق پر لکھ لیتا

پرتوِ آں وحی بروے تافتے — اُو درونِ خویش حکمت یافتے

وحی کا پرتو اُس پر پڑتا — (اور) اُس نے اپنے اندر دانائی محسوس کی

عینِ آں حکمت بفرمودے رسول — زیں قدر گمراہ شد آں بُو الفضول

بعینہ اُس دانائی کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے (لکھنے کا) — (لیکن) وہ نالائق اِس کے باوجود گمراہ ہوگیا

کانچہ می گوید رسولِ مُستنیر[2] — مر مراہست آں حقیقت در ضمیر

کہ روشن ضمیر، رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں — وہ حقیقت تو میرے دل میں ہے

پرتوِ اندیشہ اش زد بر رسول — قہرِ حق آورد بر جانش نزول

اُس کے خیال کا عکس رسول پر پڑا — اللہ (تعالےٰ) کا قہر اُس کی جان پر نازل ہوا

پرتوِ اُو ناگہش در دل بتافت — در درونِ خویشتن حرفے نیافت

اُس کا عکس اُس کے دل پر نمودار ہوا — اُس نے اپنے دل میں (حکمت کا) ایک حرف بھی نہ پایا

ہم ز نسّاخی بر آمد ہم ز دیں — شد عدوّے مصطفیٰؐ و دیں بکیں

کتابت سے بھی برطرف ہوا اور دین سے بھی — کینہ وری سے مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور دین کا دشمن بنگیا

مصطفیٰؐ فرمود کاے گبرِ عنود[3] — چوں سیہ گشتی اگر نور از تو بود

مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اے سرکش گمراہ! — تو کیسے سیاہ (دل) ہوگیا اگر نور تیرے (دل کا) تھا

گر تو ینبوعِ الٰہی بودۂ — ایں چنیں آبِ سیہ نکشودۂ

اگر تو اللہ (کے نور) کا چشمہ ہوتا — تو ایسا سیاہ پانی تجھ سے نہ بہتا

اندروں می سوختش ہم زیں سبب — او نیارد توبہ کردن اے عجب

اِس وجہ سے اُس کا دل جلتا تھا — (لیکن)، تعجب ہے وہ توبہ نہ کرسکتا تھا

تاکہ ناموسش بہ پیشِ این و آں — نشکند بربست ایں اُو را دہاں

تاکہ اِسکے اور اُسکے سامنے اُس کی آبرو — خراب نہ ہو اُس نے اِس کا مُنہ بند کردیا

آہ می کرد و نبودش آہ سُود — چوں در آمد تیغ سَر را در ربود

آہ کرتا تھا اور آہ کرنا اس کو مفید نہ تھا — جب (قضا کی) تلوار آئی اُس نے سَر قلم کردیا

---

[1] نُسّاخ۔ لکھنے والا۔ جدّو کوشش۔ گمراہ۔ سورۂ مومنون کی آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ الخ کا نزول ہوا اِس کے آخر میں فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اِس آیت کو لکھوا رہے تھے تو اُس کی زبان پر آنحضورؐ کے بولنے سے پہلے ہی فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ جاری ہوگیا آنحضورؐ نے فرمایا ٹھیک ہے یہ لکھ لو۔ اِس سے اُس کو یہ خیال پیدا ہوگیا کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے، حالانکہ حضورؐ کے پرتو کا اثر تھا۔

[2] مُستنیر۔ روشن ضمیر دل۔ بُو الفضول۔ بیکار اور لغو انسان۔ پرتوِ آنحضورؐ کو جب اُسکی حالت منکشف ہوگئی تو خدا کا قہر اُس پر نازل ہوگیا۔ پرتوِ آں۔ یعنی قہرِ الٰہی کا عکس۔ حرفے نیافت۔ یعنی وحی کے آثار اُسکے دل سے فنا ہوگئے۔ نسّاخی۔ کتابت۔ کیں۔ کینہ۔

[3] عنود۔ جھگڑالو۔ ینبوع۔ چشمہ۔ نیارد۔ نتوانست۔ دہاں بربستن۔ خاموش ہوجانا۔ اس شعر کی وجہ سے بعض شارحین کا خیال ہے کہ یہ کاتبِ وحی جو مرتد ہوگیا تھا وہ مسلیمہ کذاب ہے اسلئے کہ عبد اللہ ابن سعد ابن ابی سرح فتحِ مکہ میں مسلمان ہوگیا ہے اور مسلیمہ حالتِ کفر میں حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں مارا گیا ہے لیکن اِسکا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ مسلیمہ کسی زمانہ میں کاتبِ وحی رہا ہو۔

کردہ[1] حق ناموس را صد من حدید
اللہ تعالیٰ نے آبرو کے خیال کو سو من کا لوہا بنا دیا ہے

اے بسا بستہ بہ بندِ ناپدید
اے (مخاطب) بہت سے انسان اس چھپی ہوئی بیڑی میں بندھے ہوئے ہیں

کبر و کفر آنساں بہ بست آں راہ را
اس طرح تکبر اور کفر نے اُس راستہ کو بند کر دیا ہے

کو نیارد کرد ظاہر آہ را
کہ وہ افسوس (بھی) ظاہر نہیں کر سکتا ہے

گفت اَغْلَالًا فَهُمْ بِهٖ مُقْمَحُوْن
(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا طوق ہیں پس وہ اُنکی وجہ سے منہ کو اونچا کئے ہوئے ہیں

نیست آں اغلال مارا از بروں
ہمارے وہ طوق بیرونی نہیں ہیں

خَلْفَهُمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنَاهُمْ
اُنکے پیچھے ایک دیوار ہے پھر ہم نے اُنکو ڈھانپ دیا ہے

می نہ بیند بند را پیش و پسِ او
وہ اس دیوار کو نہیں دیکھتا ہے جو اسکے آگے اور پیچھے ہے

رنگِ[2] صحرا دارد آں سدّ یکہ خاست
وہ دیوار جو پیدا ہوئی ہے صحرا جیسی ہے

او نمیداند کہ آں سدِّ قضاست
وہ نہیں جانتا کہ وہ قضاء (الٰہی) کی دیوار ہے

شاہدِ تو سدِّ روئے شاہد ست
تیرا معشوق معشوق کے چہرے کی دیوار ہے

مرشدِ تو سدِّ گفتِ مرشد ست
تیرا مرشد، مرشد کی گفتگو کے لئے دیوار ہے

اے بسا کفّار را سودائے دیں
اے (مخاطب) بہت سے کافر ہیں جن کو دین کی دھن ہے

بندِ شاں ناموس و کبر و آن و ایں
اُن کی بیڑی شرم اور تکبر اور یہ اور وہ ہے

بندِ پنہاں لیک از آہن بتر
(یہ) بند پوشیدہ ہے لیکن لوہے سے بھی بدتر ہے

بندِ آہن را کُنَد پارہ تبر
لوہے کے بند کو کدال توڑ دیتی ہے

بندِ آہن را تواں کردن جدا
لوہے کے بند کو جدا کیا جا سکتا ہے

بندِ غیبی را نداند کس دوا
غیبی بند کی کوئی دوا نہیں جانتا ہے

مرد را زنبور گر نیشے زند
اگر اُن کے بھڑ ڈنک مارتی ہے

طبعِ او آں لحظہ بر دفعے تند
اُس کی طبیعت اُسی وقت اُسکو دفع کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے

زخمِ[3] نیشِ اما چو از ہستیِ تست
لیکن اگر تیرے تکبر کے ڈنک کا زخم ہے

غم قوی باشد نگردد درد سست
(تو) غم زیادہ ہوگا، درد کم نہ ہوگا

شرحِ ایں از سینہ بیروں می جہد
اس کی تفصیل سینہ سے باہر آرہی ہے

لیک می ترسم کہ نومیدی دہد
لیکن میں ڈرتا ہوں کہ مایوسی پیدا نہ کر دے

نے مشو نومید خود را شاد کن
نہیں ناامید نہ ہو اپنے آپ کو خوش رکھ

پیشِ آں فریاد رس فریاد کن
اُس فریاد سننے والے کے سامنے فریاد کر

---

[1] کردہ حق۔ انسان بسا اوقات اپنے گناہ کے اعتراف اور توبہ سے اِسلئے رُکتا ہے کہ وہ اُسکی بے آبروئی کا سبب بنتی ہے۔ اور یہ ایک ایسی بیڑی اور بند ہے جو اُس کو نظر بھی نہیں آتا ہے۔ آں راہ یعنی توبہ کا راستہ۔ اَغلالًا۔ سورۂ یٰسین میں ہے۔ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ "بیشک ہم نے کر دیئے ہیں اُنکی گردنوں میں طوق تو وہ منہ اٹھائے ہوئے ہیں اور کر دی ہے ہم نے اُنکے سامنے دیوار اور اُنکے پیچھے دیوار پھر ہم نے اُنکو اوپر سے ڈھانپ دیا ہے پس وہ نہیں دیکھتے ہیں۔"

[2] رنگ۔ یعنی جس طرح صحرا میں کوئی اُبھار نہیں ہوتا اور نہ وہاں کوئی آڑ ہوتی ہے وہ دیوار بھی ایسی ہی ہے۔ شاہدِ تو۔ دنیا کی محبوب چیزیں انسان کو محبوبِ حقیقی کے دیدار سے مانع آتی ہیں۔ مرشدِ تو۔ یعنی تو نے جس باطل چیز کو رہنما سمجھ لیا ہے۔ بندِ پنہاں۔ یعنی دیوار سے یہ مخفی دیوار مراد ہے جو لوہے کی دیوار سے بھی زیادہ سخت ہے۔ مرد را یعنی نظر آنیوالی مضر چیز کی فوراً طبیعت مدافعت کرتی ہے۔

[3] زخم۔ بیرونی دشمن کا مقابلہ آسان ہوتا ہے۔ اندرونی دشمن زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ شرحِ ایں۔ یعنی اِسکی تفصیل کہ کبر اور ناموس غیبی بند ہیں جسکی علت قضائے الٰہی ہے، اِسکی تفصیل مایوسی پیدا کردیگی۔

کاے مُحبّ[۱] عفو از ما عفو کُن
اے معافی کو پسند کرنیوالے! ہمیں معاف فرمادے

اے طبیبِ رنجِ ناسُورِ کہُن
اے پُرانے ناسور کی تکلیف کے طبیب

عکسِ حکمت آں شقی را یاوہ کرد
حکمت کے عکس نے اُس بدبخت کو گمراہ کردیا

خود مبیں تا بر نیارد از تو گرد
خود پسند نہ بن، تاکہ تو برباد نہ ہو

اے برادر بر تو حکمت جاریہ آست
اے بھائی! تیرے (دل) پر جو حکمت جاری ہے

آں ز ابدال ست و بر تو عاریہ آست
وہ اَبدال کی ہے اور تیرے پاس عارضی ہے

گرچہ در خود خانہ نورے یافت ست
گھر اپنے اندر اگرچہ روشنی محسوس کر رہا ہے

آں ز ہمسایہ منوّر تافت ست
(لیکن) وہ روشن پڑوسی کی وجہ سے چمک رہا ہے

شُکر کُن غرّہ مشو بینی مکُن
شُکر کر، گھمنڈ نہ کر، انکار نہ کر

گوش دار و ہیچ خود بینی مکُن
سُن، اور کبھی تکبّر نہ کر

صد دریغ و درد کایں عاریتے[۲]
افسوس، صد افسوس کہ اِس عارضی چیز نے

مُعجباں را دور کرد از اُمّتے
متکبّروں کو اُمّت سے دُور کردیا

من غلامِ آنکہ اُو در ہر رباط
میں اُس شخص کا غلام ہوں جو ہر منزل میں

خویش را واصل نداند بر سماط
اپنے آپ کو دسترخوان پر پہنچ جانیوالا نہ سمجھے

بس رباطے کہ بباید ترک کرد
بہت سی منزلوں سے گزرنا ہوگا

تا بمسکن در رسد یک روز مرد
پھر کسی دن انسان مسکن تک پہنچے گا

گرچہ آہن سُرخ شد اُو سُرخ نیست
اگرچہ لوہا سُرخ ہوگیا (لیکن) وہ سُرخ نہیں ہے

پرتوِ عاریتِ آتش زنے ست
(وہ) آتش زن کا مانگا ہوا عکس ہے

گر شود[۳] پُر نُور روزن یا سرا
اگر روشن دان یا گھر نور سے بھر جائے

تو مداں روشن مگر خورشید را
تو صرف سورج کو روشن سمجھ

ور در و دیوار گوید روشنم
اگر در و دیوار کہے کہ میں روشن ہوں

پرتوِ غیرے ندارم ایں منم
مجھ پر غیر کا کوئی عکس نہیں ہے میں خود (روشن) ہوں

پس بگوید آفتاب اے نارشید
تو سورج کہے گا کہ اے گمراہ!

چونکہ من غائب شوم آید پدید
جب میں غائب ہوجاؤں گا تو پتہ چلے گا

سبزہا گویند ما سبز از خودیم
(اگر) سبزے کہیں ہم خود بخود سبز ہیں

شاد و خندانیم و بس زیبا خدیم
شاد اور خنداں ہیں اور بہت خوبصورت ہیں

ق

۱؎ مُحبّ۔ دوست۔ رنج۔ مرض۔ عکسِ حکمت یعنی مُرشد کے کمالات کا پرتو جو مرید پر پڑے۔ شقی۔ کوئی خاص شخص مراد نہیں ہے۔ جاریہ۔ رواں۔ اَبدال۔ اولیاء اللہ کی ایک خاص جماعت ہے۔ غرّہ۔ مغرور۔ بینی کندن۔ انکار کرنا۔ گوش داشتن۔ توجہ سے سننا۔

۲؎ عاریۃ۔ عارضی علم و کمال۔ مُعجبان۔ مُعجب کی جمع ہے، متکبر۔ اُمّت یعنی اُمّتِ محمدیہ بر حق۔ میں اُس شخص کا معتقد ہوں جو کسی مقام کو بھی مقامِ کمال نہ سمجھے۔ رباط۔ سرائے، منزل۔ سماط۔ دسترخوان۔ بس۔ سالک بہت سی منزلیں طے کرکے مقامِ قُرب تک پہنچتا ہے۔ گرچہ۔ مقصد یہ ہے کہ بہت سی چیزوں کے اوصاف اپنے نہیں ہوتے ہیں بلکہ دوسرے کے عکس اور پرتو ہوتے ہیں، اسکی ایک مثال گرچہ در خانہ نور سے دی تھی دوسری مثال یہ ہے کہ لوہے کی سُرخی اپنی نہیں ہے بلکہ آگ کا پرتو ہے۔

۳؎ گر شود۔ یہ تیسری مثال ہے کہ گھر میں نور اپنا نہیں ہوتا ہے بلکہ سورج کا پرتو ہوتا ہے۔ سبزہا۔ یہ چوتھی مثال ہے کہ سبزہ کی تری و تازگی اپنی نہیں ہے بلکہ موسمِ بہار کی عطا کردہ ہے

فصلِ تابستاں بگوید کاے اُمم
(تو) موسمِ بہار کہے گا اے مخلوق!

خویش را بینید چوں من بگذرم
اپنے آپ کو اس وقت دیکھنا جب میں گذر جاؤں

تن ہمی نازد بخوبی و جمال[1]
حُسن اور جمال پر جسم ناز کرتا ہے

روح پنہاں کردہ فرّ و پرّ و بال
رُوح نے اپنی شان شوکت اور بال پر چھپا رکھے ہیں

گویدش کاے مزبلہ تو کیستی
وہ (روح) اُس (بدن) کو کہتی ہے اے کوڑی تو کیا ہے؟

یک دو روز از پرتوِ من زیستی
کچھ دن تو میرے عکس سے جی لیا ہے

غنج و نازت می نگنجد در جہاں
عالم میں تیرا کرشمہ اور ناز نہیں سماتا ہے

باش تا کہ من شوم از تو جہاں
ٹھہر جا، یہاں تک کہ میں تجھ سے رخصت ہو جاؤں

گرم دارانت ترا گورے کنند[2]
تیرے دوست تیرے لئے قبر کھودیں گے

کش کشانت در تگِ گور افگنند
کشاں کشاں تجھے قبر کے گڑھے میں پھینکیں گے

تا کہ چوں در گور یارانت کنند
جب تیرے دوست تجھے قبر میں دفن کر دینگے

طعمۂ موران و مارانت کنند
تجھے چیونٹیوں اور سانپوں کی خوراک بنا دینگے

بینی از گندِ تو گیرد آں کسے
تیری بدبو سے (وہ بھی) ناک بند کرے گا

کہ بہ پیشِ تو ہمی مُردے بسے
جو اکثر تجھ پر جان قربان کرتا تھا

پرتوِ روح ست نطق و چشم و گوش
گویائی اور آنکھ، کان، روح کا اثر ہے

پرتوِ آتش بُود در آب جوش
پانی میں جوش آنا آگ کا اثر ہوتا ہے

آں چنانکہ پرتوِ جاں بر تن ست
جس طرح روح کا پَرتو جسم پر ہے

پرتوِ اَبدال بر جانِ من ست
اَبدال کا پَرتو میری روح پر ہے

جانِ جاں چوں وا کشد پا را ز جاں[3]
جانِ جاں جب جان سے اپنا قدم پیچھے ہٹالے

جاں چناں گردد کہ بیجاں تن بداں
تو سمجھ لے کہ جان بے جان جسم کی طرح ہو جاتی

سر ازاں رُو می نہم من بر زمیں
میں اسی وجہ سے زمین پر چہرہ رکھتا ہوں

تا گواہ من بُود در یومِ دیں
تا کہ وہ قیامت کے دن میری گواہ ہو

یومِ دیں کہ زُلزِلَت زِلزَالَها
قیامت کے دن جبکہ زمین کو زلزلہ آ جائیگا

ایں زماں باشد گواہِ حالہا
اُس وقت وہ حالتوں کی گواہ ہوگی

کو تُحَدِّثُ جہرتا اَخبارَها
کیونکہ وہ علی الاعلان اپنی خبریں سُنائے گی

در سخن آید زمین و خارہا
زمین اور اُس کا خار و خس بولنے لگے گا

---

[1] تن ۔ یہ پانچویں مثال ہے بدن کی تمام خوبیاں روح کی دیہی ہیں۔ زیبا ۔ خوبصورت۔ غمد ۔ خبازہ۔ فرّ ۔ شان و شوکت۔ پَر و بال ۔ ساز و سامان۔ مزبلہ ۔ کوڑی۔ غنج ۔ ناز و ادا۔ جہان ۔ عالم ۔ جہاں ۔ کودنے والا، جستن سے اسمِ فاعل ہے۔ گرم داراں ۔ محبت کی گرم جوشی دکھانے والے۔ ترا ۔ برائے تو۔

[2] کنند ۔ کھودینگے، کَندن کا فعل مضارع۔ کش کشاں ۔ کھینچے کھینچے۔ تگ ۔ تہ، گہرائی۔ طعمہ ۔ خوراک۔ موراں ۔ مُور کی جمع ہے، چیونٹی۔ ماراں ۔ مار کی جمع ہے، سانپ۔ بینی گرفتن ۔ ناک بند کرنا۔ گند ۔ بدبو۔ بر کسے مُردن ۔ کسی پر قربان ہونا۔ جانِ جاں ۔ یعنی مُرشدِ کامل۔

[3] پا کشیدن ۔ پیچھے ہٹنا۔ بداں ۔ تو جان۔ دانستن سے امر کا صیغہ ہے۔ یومِ دیں ۔ یومِ قیامت۔ زُلزِلَت سورۃ الزلزال میں کہا گیا ہے جب زمین بڑے زور سے ہلائی جائے گی اور زمین اپنے خزانے نکال کر پھینک دے گی اور انسان کہے گا کہ اُسے کیا ہو گیا ہے اُس دن تمام خبریں بتادے گی۔

فلسفی[1] گوید ز معقولاتِ دُوں — عقل از دہلیز می ماند بروں
فلسفی بکمتر درجہ کی معقولات کی باتیں کرتا ہے — (اُس کی) عقل چوکھٹ سے باہر رہتی ہے

فلسفی مُنکر شود در فکر و ظن — گو برو سَر را بداں دیوار زن
فکر اور ظن میں (رہ کر) فلسفی مُنکر ہوتا ہے — کہدے کہ جا، اس دیوار سے سر پھوڑ

نطقِ آب و نطقِ خاک و نطقِ گِل — ہست محسوسِ حواسِ اہلِ دل
پانی کا بولنا اور مٹی کا بولنا اور گارے کا بولنا — اہلِ دل کے حواس کا محسوس ہے

فلسفی کو مُنکرِ حنّانہ است — از حواسِ انبیا بیگانہ است
فلسفی جو (اُسطوانۂ) حنّانہ (کے رونے) کا منکر ہے — وہ نبیوں کے حواس سے بے خبر ہے

گوید[2] اُو کہ پرتوِ سودائے خلق — بس خیالات آورد در رائے خلق
وہ (فلسفی) کہتا ہے کہ انسانوں کی سوداویت کا اثر — لوگوں کی رائے میں بہت سے خیالات (فاسد) پیدا کردیتا ہے

بلکہ عکسِ آں فساد و کفرِ اُو — آں خیالِ مُنکرے را زد برو
یہ اُس کے فساد اور کفر کا پرتو ہے — جس نے یہ بُرا خیال اُس پر مسلط کردیا ہے

فلسفی مَر دیو را مُنکر شود — در ہماندم سخرۂ دیوے بُود
فلسفی، شیطان کا مُنکر بنتا ہے — (اور) اُسی وقت شیطان کا محکوم ہوجاتا ہے

گر ندیدی دیو را خود را ببیں — بے جنوں نبُود کبودی بر جبیں
اگر تو نے شیطان کو نہیں دیکھا ہے، اپنے آپکو دیکھ لے — جنون کے بغیر پیشانی پر نیلاہٹ نہیں ہوتی ہے

ہر کرا[3] در دل شک و پیچانی ست — در جہاں اُو فلسفی پنہانی ست
جس کے دل میں شک اور کجی ہے — وہ دنیا میں چھپا فلسفی ہے

مینماید اعتقاد اُو گاہ گاہ — آں رگِ فلسف کُند رویش تباہ
وہ کبھی کبھی اعتقاد کو ظاہر کرتا ہے — فلسفہ کی وہ رگ اُس کا روسیاہ کرتی ہے

اَلحَذر اے مُومناں کو در شماست — در شما بس عالمِ بے منتہاست
دور رہو، اے مومنو! کہ وہ تمہارے اندر ہے — تم میں (فاسد خیالات کا) بے انتہا جہاں ہے

جملہ ہفتاد[4] و دو ملّت دَر تو ست — وہ کہ آں روزے برآرد از تو دست
سب بہتّر فرقے تجھ میں ہیں — افسوس! کہ کسی دن وہ ہاتھ پیر نکالیں

ہر کہ اُو را برگِ ایں ایماں بُود — ہمچو برگ از بیمِ اُو لرزاں بُود
جس شخص کے پاس اس ایمان کا سازوسامان ہو — وہ پتّے کی طرح اُس کے ڈر سے لرزاں ہوگا

---

[1] فلسفی۔ فلاسفہ جمادات کے کلام کے منکر ہیں لہٰذا مولانا اُن کی تردید کر رہے ہیں۔ نطق۔ جمادات اور نباتات کا کلام اہلِ دل سنتے ہیں۔ حنّانہ۔ رونے والا، وہ ستون کہلاتا ہے جس کے سہارے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے خطبہ دیا کرتے تھے، منبر بنجانے پر جب آپ نے اُس کا سہارا لینا چھوڑا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ بیگانہ۔ ناآشنا۔

[2] گوید۔ فلسفی جمادات اور نباتات کے کلام کے اعتقاد کو مجنونانہ خیال سے تعبیر کرتا ہے۔ دیو را۔ فلسفی شیطان کا انکار کرتا ہے حالانکہ اُسی شیطان کی اطاعت میں حقائق کا انکار کرتا ہے۔ گر ندیدی۔ فلسفی نے اگر شیطان کو نہیں دیکھا ہے تو خود اپنے آپ کو دیکھ لے اُسمیں شیطان کے اثرات موجود ہیں جنوں کو بھی اُس کے اثرات سے پہچانا جاتا ہے۔

[3] ہر کرا۔ فلسفی کسی گروہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر کج فہم فلسفی ہی ہوتا ہے۔ اے مومناں۔ ایک شخص جو مومنین کے زمرے میں داخل ہے وہ بھی فلسفی ہوسکتا ہے۔ ایک مومن کے دل میں فاسد خیالات آسکتے ہیں لہٰذا بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ جملہ بہتّر گمراہ فرقوں کے اعتقادات انسان کے دل میں چھپے ہوئے ہیں، مومن کا کام یہ ہے کہ اُنکا نشو نما نہ ہونے دے۔ ہر کہ او۔ ایماندار کا کام ہے کہ وہ بدخیالات کے خوف سے ہمیشہ لرزتا رہے۔

بر بلیس[1] و دیوزاں خندیدہ — کہ تو خود را نیک مردم دیدہ
ابلیس اور شیطان پر تو اس لئے ہنستا ہے — کہ تو نے اپنے آپ کو نیک انسان سمجھا ہے

چوں کند جاں باز گونہ پوستیں — چند واویلا بر آید ز اہلِ دیں
جب چھپے ہوئے احوال ظاہر ہوں گے — دیندار لوگ کس قدر واویلا کریں گے

بر دکاں ہر زر نما خنداں شدست — زانکہ سنگِ امتحاں پنہاں شدست
دکان پر ہر سونا دکھانے والا ہنس رہا ہے — اس لئے کہ کسوٹی غائب ہو گئی ہے

پردہ[2] اے ستار از ما بر مگیر — باش اندر امتحاں ما را مجیر
اے پردہ پوش! ہمارا پردہ نہ اٹھا — امتحان میں ہمیں پناہ دینے والا بن جا

قلب پہلو می زند با زر بہ شب — انتظارِ روز می دارد ذہب
رات میں کھوٹا (کھرے) سونے کی برابری کرتا ہے — (کھرا) سونا دن کا انتظار کرتا ہے

با زبانِ حال زر گوید کہ باش — اے مزوّر تا بر آید روز فاش
زبانِ حال سے (کھرا) سونا کہتا ہے، ٹھہر — اے دھوکہ باز! جب تک کہ دن چڑھے

صد ہزاراں سال ابلیسِ لعیں — بود ز ابدال و امیر المومنیں
ابلیس لعین لاکھوں سال — ابدال میں سے، اور مومنین (فرشتوں) کا سردار تھا

پنجہ زد با آدم از نازیکہ داشت — گشت رسوا ہمچوں سرگیں وقت چاشت
تکبر کی وجہ سے حضرتِ آدمؑ کے مقابلہ میں آگیا — اس طرح رسوا ہوا جیسے دن چڑھے گوبر

پنجہ با مرداں مزن اے بوالہوس — بر تر از سلطاں چہ می رانی فرس
اے بوالہوس! مردانِ خدا کا مقابلہ نہ کر — بادشاہ سے آگے گھوڑا کیوں دوڑاتا ہے؟

دعا کردن بلعم[3] باعور کہ موسیٰ علیہ السلام را و قومش را از یں شہر کہ حصار دادہ اند بے مراد باز گرداں و مستجاب شدن دعائش

بلعم باعور کا دعا کرنا کہ موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم کو اس شہر سے جس کا انھوں نے محاصرہ کر رکھا ہے ناکام واپس کر دے اور اُس کی دعا کا مقبول ہونا

بلعمِ باعور را خلقِ جہاں — سغبہ شد مانندِ عیسیٰ زماں
بلعم باعور پر دنیا کی مخلوق — فریفتہ ہوگئی جس طرح عیسیٰ (علیہ السلام) پر ان کے زمانہ میں

[1] بر بلیس۔ شیطان کا مذاق وہ اڑاتا ہے جو اپنے آپ کو بڑا پارسا سمجھتا ہے۔ چوں کند۔ لیکن انسان کے جب مخفی احوال کھلتے ہیں تو اسکے معتقد واویلا کرنے لگتے ہیں۔ پوستین باز گونہ کردن۔ پوستین کو الٹ دینا یعنی مخفی احوال کا ظاہر ہو جانا اور ظاہری حالت کا مخفی ہو جانا۔ بر دکاں۔ جب تک کسوٹی پر نہیں کسا جاتا کھرا کھوٹا یکساں معلوم ہوتا ہے۔

[2] پردہ۔ جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ ہر انسان میں مخفی عیوب ہیں تو اب مولانا دعا کرتے ہیں۔ با کسے پہلو زدن۔ مقابلہ کرنا۔ صد ہزاراں۔ شیطان مردود ہونے سے قبل بڑا ولی اللہ اور فرشتوں کا سردار تھا۔ پنجہ زدن۔ مقابلہ کرنا، مخالف ہو جانا۔ برتر۔ بادشاہ کی سواری سے اپنی سواری آگے بڑھانا حد سے تجاوز کرنا ہے۔

[3] بلعم باعور۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ کا ایک مشہور عبادت گذار تھا جو کنعان یا شہر جبارین کا رہنے والا تھا، حضرت موسیٰؑ نے جب کنعان پر چڑھائی کی تو اہل شہر نے اس سے اصرار کیا کہ وہ موسیٰ کی پسپائی کی دعا کرے۔ اصرار کے بعد وہ راضی ہو گیا۔ اس پر اسکا دین وایمان بھی گیا اور حضرت موسیٰؑ کا کچھ نہ بگڑا۔ اب اسنے سازش کر کے موسیٰ کی قوم میں زنا کی رسم جاری کر دی، شمعون نامی سردار زنا کر بیٹھا جس سے طاعون کی وبا پھیلی اور ہزاروں آدمی ہلاک ہو گئے۔ اشعارِ بالا میں بزرگوں سے مقابلہ نہ کرنے کی نصیحت تھی بلعم کے قصہ کے ذریعے اسکا انجام بد سے ڈرانا مقصود ہے۔ شغبہ۔ فریفتہ گردیدہ۔

سجدہ ناوردند کس را دونِ او
وہ اُس کے علاوہ کسی کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ کرتے

صحتِ[1] رنجور بود افسونِ او
اُس کا دم کرنا بیمار کی صحت تھی

پنجہ زد با موسیٰ ؑ از کبر و کمال
کمال اور غرور کی وجہ سے اُسنے (حضرت) موسیٰ کا مقابلہ کیا

آنچناں شد کہ شنیدستی تو حال
اُس کا وہ حال ہوا جو تُو نے سُنا

صد ہزار ابلیس و بلعم در جہاں
لاکھوں شیطان اور بلعم دنیا میں

ہمچنیں بُودست پیدا و نہاں
ایسے ہی ہوئے ہیں جو مشہور اور غیر مشہور ہیں

ایں دُو[1] را مشہور گردانید الٰہ
اِن دو کو خدا نے مشہور کر دیا

تا کہ باشند ایں دُو بر باقی گواہ[1]
تاکہ یہ دونوں باقی کے لئے گواہ بنیں

رہزناں را در بیاباں چوں کُشند
ڈاکوؤں کو جب جنگل میں قتل کر دیتے ہیں

یکدو تن را سوئے دِہ زایشاں کَشند
انہیں سے ایک دو (کی نعش) کو گاؤں میں کھینچ لاتے ہیں

تا ببیند اہلِ دِہ گیرند پند
تاکہ گاؤں والے دیکھیں، نصیحت پکڑیں

رُویتِ ایشاں بُود شاں ہمچو بند[2]
ان کا دیکھنا ان کے لئے بندش بنتا ہے

ایں دُو دُزد آویخت بر دارِ بلند
اِن دو چوروں کو (اللہ تعالیٰ نے) اونچی سولی پر لٹکایا

ورنہ اندر دہر بس دُزداں بُدند
ورنہ دنیا میں بہت سے چور تھے

ایں دُو را پر رحیم بسُوئے شہر بُرد
ان دونوں کو پر رحم شہر کی طرف لایا ہے

کُشتگانِ قہر را نتواں شمرد
(ورنہ) قہرِ (خدا) کے مارے ہوئے شمار نہیں کئے جا سکتے

نازنینی تو ولے در حدِ خویش
تو نازنین ہے لیکن اپنی حد میں (رہ)

اللہ اللہ پا منہ از حد تو بیش
خدا کے لئے حد سے آگے قدم نہ رکھ

گر زنی بر نازنیں تر از خودت
اگر تو اپنے سے زیادہ نازنین پر حملہ کرے گا

در تگِ ہفتم زمیں زیر آردت
وہ تجھے ساتویں زمین کے نیچے گہرائی میں اتار دیگا

قصۂ عاد و ثمود از بہرِ چیست
عاد اور ثمود کا قصہ (قرآن میں) کس لئے ہے؟

تا بدانی انبیاء را ناز کیست
(اسلئے ہے) تاکہ تو جان لے انبیاء کا کس پر ناز ہے

ایں نشانِ خسف[3] و قذف و صاعقہ
یہ دھنسنے اور سنگباری اور کڑک کی علامت

شُد بیانِ عزِ نفسِ ناطقہ
نفسِ ناطقہ کی عزت کے اظہار کے لئے ہے

جملہ حیواں را پئے انساں بکُش
تمام حیوانات انسان کے لئے مارے جا سکتے ہیں

جملہ انساں را بکش از بہرِ ہُش
ہوشمند (انسانِ کامل) کیلئے سب انسان مارے جا سکتے ہیں

[1] صحت۔ بلعم باعور کے دم کرنے سے بیمار اچھے ہوجاتے تھے۔ حال۔ بلعم کی زبان کتے کی طرح باہر نکلی رہتی تھی۔ ایں دو۔ یعنی شیطان اور بلعم باعور۔ گواہ۔ تاکہ لوگ اُن کے حالات کو دیکھ کر اور سنکر عبرت حاصل کریں۔

[2] ہمچو بند۔ گاؤں والے ڈاکوؤں کی نعشیں دیکھ کر جرائم سے باز رہتے ہیں۔ پرچم۔ بالوں کا گچھا جو جھنڈے کے سر پر باندھا جاتا تھا۔ گر زنی۔ اپنے سے بڑے سے مقابلہ ہلاکت کا باعث ہے۔ ناز کیست۔ یعنی انبیاء کو خدا پر ناز ہوتا ہے۔

[3] خسف۔ زمین میں دھنسنا۔ قارون زمین میں دھنسایا گیا۔ قذف۔ سنگباری، قوم لوط کو سنگسار کر دیا گیا تھا۔ صاعقہ۔ بجلی کی کڑک، قوم ثمود پر بجلی گری تھی۔ نفس ناطقہ۔ یعنی انبیاء کرام۔ جملہ حیواں۔ جس طرح حیوانات کو انسانوں کے لئے ذبح کیا جا سکتا ہے اسی طرح انبیاء کی خاطر نافرمانوں کو قتل کرا دیا جاتا ہے۔

هُش چه باشد عقلِ کُل[1] اے ہوشمند ... عقلِ جُزوی ہُش بود اَما نژند
اے عقلمند! ہوش کیا ہے؟ عقلِ کامل! ... جزوی عقل رکھنے والا بھی (صاحب) ہوش ہوتا ہے کمزور درجہ

جملہ حیواناتِ وحشی زِ آدمی ... باشد از حیوانِ اُنسی در کمی
آدمی سے وحشت کرنے والے سب حیوان ... مانوس جانوروں سے کم درجہ میں ہوتے ہیں

خونِ آنہا خَلق را باشد سبیل ... زانکہ وحشی اند از عقلِ جلیل
اُن کا خون لوگوں کے لئے حلال ہے ... کیونکہ وہ بڑی عقل (انسان) سے وحشی ہیں

خونِ ایشاں خَلق را باشد روا ... زانکہ انساں را نیند ایشاں سزا
ان کا خون لوگوں کے لئے روا ہے ... کیونکہ انسان سے اُن کو مناسبت نہیں ہے

عزّتِ وحشی بداں ساقِط شدست ... کہ مرَ انساں را مخالِف آمدست
وحشی (جانور) کی عزت اِسی وجہ سے جاتی رہی ... کہ وہ انسان کا مخالِف ہے

پس چہ عزّت باشدت اے نادرہ[2] ... چوں شُدی تو حُمُرٌ مُّستَنفِرَہ
اے احمق! تیری عزت کیا ہے گی؟ ... جب تو بھڑکنے والے گدھوں (میں سے) بنگیا

خَر نشاید کُشت از بہرِ صَلاح ... چوں شود وحشی شود خونش مُباح
مصلحت کیوجہ سے گدھے کو ذبح نہیں کیا جاتا ہے ... جب وحشی (گورخر) ہوجاتا ہے تو اُسکا خون حلال ہوجاتا ہے

گرچہ خَر را دانشِ زاجر نبُود ... ہیچ معذورش نمیدارد وَدُود
اگرچہ گدھے میں روکنے والی عقل نہیں ہے ... پھر بھی خدا اُس کو معذور نہیں رکھتا ہے

پس چو وحشی شُد ازاں دَم آدمی ... کے بُود معذور اے یارِ سَمی[3]
پھر جب انسان اُس (انبیاء کی) گفتگو سے وحشی ہوجائے ... اے عالی قدر دوست! وہ کب معذور رہو گا!

لاجرَم کُفّار را شُد خوں مباح ... ہمچو وحشی پیشِ نُشّاب و رِماح
لامحالہ کفار کا خون مباح ہوگیا ... وحشی (جانور) کی طرح تیروں اور نیزوں کے سامنے

جُفت و فرزندانِ شاں جملہ سبیل ... زانکہ بے عقل اند و مردود و ذلیل
اُن کی بیویاں اور اولاد سب مباح ہوگئے ... اِس لئے کہ وہ (دین سے) بے عقل ہیں اور مردود اور ذلیل ہیں

باز عقلے کو رَمَد از عقلِ عقل ... گردد از عقلی بحیوانات نقل
پھر وہ عقل جو (انبیاء کی) عقلِ کُل سے وحشت کرتی ہے ... عقلمندی سے حیوانات کی طرف منتقل ہوجاتی ہے

بشنو اکنوں دربیانِ ایں سخن ... قصّہ از جان و نیکو گوش کُن
اب اِس سلسلہ میں ایک قصہ سُن ... دل وجان سے اور اچھی طرح سُن

---

[1] عقلِ کل۔ مکمل عقل یعنی انبیاء، عقلِ جزوی۔ ناقص عقل والا، عوام۔ نژند۔ ضعیف، کمزور۔ حیواناتِ وحشی۔ جنگلی جانور۔ حیوانِ اُنسی۔ پالتو جانور۔ سبیل۔ حلال یعنی شکاری اُن کا شکار کرلیتے ہیں۔ عقلِ جلیل۔ بڑی عقل یعنی انسان۔ سزا۔ مناسبت، لائق

[2] نادرہ۔ احمق۔ حُمُرٌ مُّستنفِرہ۔ قرآنِ پاک میں فرمایا گیا ہے۔ "وہ کفار حق سے اِس طرح بھاگتے ہیں جس طرح گورخر شیر سے"۔ صلاح۔ گدھے سے باربرداری کا فائدہ ہے۔ مباح۔ جائز۔ زاجر۔ منع کرنے والا۔ وَدُود۔ دوست رکھنے والا اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ دم۔ سانس، انبیاء کا کلام

[3] سَمی۔ بلند، عالی قدر۔ نُشّاب۔ نُشابہ کی جمع ہے، تیر۔ رِماح۔ رُمح کی جمع ہے، نیزہ۔ جُفت۔ بیوی، جوڑا۔ سبیل۔ مباح۔ عقلِ عقل یعنی انبیاء۔ عقلی۔ عقلمندی۔ نقل۔ منتقل۔

اعتماد کردنِ ہاروت[1] و ماروت بر عصمتِ خویش و
ہاروت اور ماروت کا اپنی پاکدامنی پر گھمنڈ کرنا اور دنیا کی

امیری دنیا خواستن و در فتنہ افتادن
سرداری چاہنا اور فتنہ میں پھنس جانا

ہمچو ہاروت و چو ماروتِ شہیر[2] — از بطر خوردند زہر آلود تیر
مشہور ہاروت اور ماروت جیسوں نے — تکبر کی وجہ سے زہر آلود تیر کھایا ہے

اعتمادے بود شاں بر قدسِ خویش — چیست بر شیر اعتمادِ گاؤمیش
ان کو اپنے تقدس پر گھمنڈ تھا — شیر (قضائے الٰہی) پر بھینس (انسان) کو کیا اطمینان ہو سکتا ہے

گرچہ او با شیر صد چارہ کند — شاخ شاخش شیر نر پارہ کند
اگرچہ وہ شیر کے مقابلہ میں سو تدبیریں کرے — نر شیر اس کے جوڑ جوڑ کے ٹکڑے کر دے گا

گر شود پُر شاخ ہمچو خارپشت — شیر خواہد گاؤ را ناچار کشت
خواہ وہ سینگوں سے ساہی کی طرح بھری ہو — لامحالہ شیر گائے کو مار ڈالے گا

گرچہ صرصر[3] بس درختاں می کند — با گیاہِ پست احساں می کند
اگرچہ آندھی بہت سے درختوں کو اکھاڑ دیتی ہے — (لیکن) چھوٹی گھاس پر احسان کرتی ہے

بر ضعیفیِ گیاہ آں بادِ تند — رحم کرد اے دل تو از قوت مَلُند
گھاس کی کمزوری پر، تیز ہوا نے — رحم کیا اے دل! تو قوت کے بارے میں نہ غرّا

تیشہ را ز انبوہیِ شاخِ درخت — کے ہراس آید ببُرّد لخت لخت
درخت کی شاخ کے گھنے پن سے کلہاڑا — کب ڈرتا ہے، اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے

لیک بر برگے نکوبد خویش را — جز کہ بر نیشے نکوبد نیش را
لیکن پتے پر اپنے آپ کو نہیں مارتا ہے — سوائے سخت کے اپنی دھار نہیں چلاتا ہے

شعلہ را ز انبوہیِ ہیزم چہ غم — کے رمد قصاب ز انبوہِ غنم
سوختے کے گٹھڑ کے گھنے پن سے آگ کو کیا ڈر ہے — بکریوں کے ریوڑ سے قصاب کب بھاگتا ہے؟

پیشِ معنیٰ چیست صورت بس زبوں — چرخ را معنیش می دارد نگوں
معنیٰ (مؤثر) کے سامنے صورت (متاثر) کی کیا حقیقت ہے؟ — آسمان کو اس کا معنیٰ (مؤثر) اوندھا رکھتا ہے

تو قیاس از چرخِ دولابی بگیر — گردشش از چیست از عقلِ منیر
تو (کنوئیں کی) گھرنی پر قیاس کرلے — اس کی گردش کس کی وجہ سے ہے؟ روشن عقل کی وجہ سے

---

[1] ہاروت و ماروت۔ مشہور ہے کہ یہ دو فرشتے تھے جن کو اپنی عبادت پر بڑا گھمنڈ پیدا ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ قہر خداوندی میں مبتلا ہو گئے تھے۔ یہ قصہ محض ایک افسانہ ہے جسکو مولانا نے عبرت کے لئے نقل کر دیا ہے جسکا خلاصہ خود اعتمادی اور گھمنڈ کے انجام بد کو واضح کرتا ہے

[2] شہیر۔ مشہور۔ بطر۔ تکبر و غرور۔ اعتماد۔ بھروسہ۔ قدس۔ پاکبازی۔ گاؤمیش۔ بھینس۔ شاخ شاخ۔ ایک ایک عضو۔ پارہ۔ ٹکڑا۔ شاخ۔ سینگ۔ خارپشت۔ بلی کی برابر ایک جنگلی جانور ہے جس کے تمام بدن پر تیروں جیسے کانٹے ہوتے ہیں جن کو وہ اپنی مدافعت میں کھڑا کر لیتا ہے۔ گاؤ یعنی بھینس۔ گرچہ۔ قضا سے صرف زاری اور دعا کے ذریعہ بچا جا سکتا ہے۔

[3] صرصر۔ آندھی۔ ملند۔ نہی کا صیغہ ہے۔ لندیدن بوزن جنبیدن سے۔ غرانا، بکارنا۔ تیشہ۔ کلہاڑا۔ ہراس۔ خوف۔ لخت لخت۔ ریزہ ریزہ۔ نیش۔ سخت، دھلو ڈنک۔ انبوہی۔ کثرت۔ ہیزم۔ ایندھن۔ قصاب۔ قصائی۔ غنم۔ بکریاں۔ معنیٰ۔ یعنی مؤثر جو کائنات میں تصرف کر رہا ہے۔ صورت یعنی کائنات۔ چرخ دولابی۔ گھرنی جس پر رسی ڈالکر ڈول کھینچا جاتا ہے۔ عقلِ منیر یعنی انسانی عقل۔

گردشِ ایں قالب[۱] ہمچوں سپر — ہست از روحِ مستّر اے پسر

ڈھال جیسے اِس جسم کی گردش — اے صاحبزادے! چھپی ہوئی روح کی وجہ سے ہے

گردشِ ایں باد از معنیٔ اوست — ہمچوں چرخے کو اسیرِ آبِ جوست

اِس ہوا کی گردش اُس (اللہ تعالیٰ) کے اثر سے ہے — اس پن چکی کی طرح جو نہر کے پانی کی پابند ہے

جزر و مدّ و دخل و خرجِ ایں نفس — از کہ باشد جز زجانِ پُر ہوس

اِس سانس کا اُتار اور چڑھاؤ اندر جانا اور باہر نکلنا — سوائے پُرہوس روح کے کس کی وجہ سے ہے؟

گاہ جیمش می کُند گہ حاؤ دال — گاہ صلحش می کُند گاہے جدال

وہ (روح) اِس (سانس) کو کبھی جیم بناتی ہے کبھی حا اور دال — کبھی اسکو (باعثِ) صلح بنادیتی ہے کبھی لڑائی کا سبب)

گہ یمینش می بَرد گاہے یسار — گہ گلستاں[۲] می کُند گاہیش خار

کبھی اُس کو داہنی طرف لیجاتی ہے، کبھی بائیں طرف — کبھی اس کو چمن بنادیتی ہے، کبھی کانٹا

ہمچناں ایں آب را یزدانِ پاک — کرد بر فرعون خونِ سہمناک

اسی طرح اللہ پاک نے پانی کو — فرعون پر خوفناک خون بنا دیا

ہمچنیں ایں باد را یزدانِ ما — کردہ بُد بر عاد ہمچوں اژدہا

اسی طرح ہمارے اللہ نے اِس ہوا کو — قوم عاد پر اژدہے کی طرح بنا دیا تھا

باز ہم ایں باد را بر مومناں — کردہ بُد صلح و مراعات و اماں

پھر اسی ہوا کو مومنوں پر — صلح اور رعایت اور امن بنادیا تھا

گفت المعنٰی ہو اللہ شیخِ دیں — بحرِ معنیہاست ربّ العالمیں

دین کے شیخ نے فرمایا ہے معنٰی وہ اللہ ہی ہے — معانی کا سمندر رب العالمین ہے

جملۂ[۳] اطباقِ زمین و آسماں — ہمچو خاشاکے دراں بحرِ رواں

زمین اور آسمان کے سارے طبقے — اس جاری سمندر میں تنکے کی طرح ہیں

حملہا و رقصِ خاشاک اندر آب — ہم ز آب آمد بوقتِ اضطراب

پانی کے اندر تنکے کے حملے اور رقص — پانی کے موجزن ہونے کے وقت پانی کی وجہ سے ہوتے ہیں

چونکہ ساکن خواہدش کرد از مِرا — سوئے ساحل افگند خاشاک را

چونکہ کشمکش سے اُسکو سکون دینا چاہتا ہے — (اسلئے) تنکے کو ساحل پر پھینک دیتا ہے

چوں کشد از ساحلش در موجگاہ — آں کُند آں موج کاتش با گیاہ

پھر جب اُس کو ساحل سے موجوں کی جگہ لائیگا — وہ موج اُس کیساتھ وہ کریگی جو آگ گھاس سے (کرتی ہے)

۱؎ قالب۔ جسم۔ مستّر۔ مستور۔ چرخ یعنی پن چکی۔ پُرہوس۔ ہوسناک۔ گاہ۔ روح انسان کے سانس کو مختلف حرفوں کی آواز میں منہ سے خارج کرتی ہے۔ گاہ صلحش۔ کبھی ایسے اچھے الفاظ نکالتی ہے جو باہمی دوستی اور صلح کا سبب بنتے ہیں اور کبھی ایسے الفاظ نکالتی ہے جن سے دشمنی پیدا ہوتی ہے۔

۲؎ گلستاں۔ یعنی وہ کلام جو باغ کیطرح باعثِ تفریح ہو۔ خار یعنی ایسا کلام جو کانٹے کی طرح چبھے۔ فرعون۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کیلئے پانی کو ہلاکت کا سبب بنادیا۔ عاد۔ قومِ عاد پر ہوا مسلط کردی جس نے اژدھوں کی طرح اُن کو تباہ کردیا۔ بر مومناں غزوۂ احزاب میں ہوا ہی مسلمانوں کی فتحمندی کا سبب بنی تھی۔ شیخِ دین۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ۔ المعنٰی ہو اللہ یعنی مؤثرِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے اور تمام اسباب کا وہی مرجع ہے۔

۳؎ جملہ۔ اِس بحرِ رواں یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے آسمانوں اور زمینوں کی حقیقت تنکے سے زیادہ نہیں ہے جس طرح ایک سمندر تنکے پر اثر انداز ہوا اسی طرح حضرتِ حق زمینوں اور آسمانوں پر اثر انداز ہے۔ اطباق۔ طبقات۔ آں کند یعنی جب قیامت میں کائنات کو دوبارہ وجود میں لائیگا اسقدر جلد اُنہیں تاثیر کریگا جیسا کہ آگ بھوسہ میں تاثیر کرتی ہے۔

این حدیث آخر ندارد باز راں — جانبِ ہاروت و ماروت اے جواں
اِس بات کا آخر نہیں ہے، پھر چل — اے جوان! ہاروت و ماروت (کے قصہ) کی جانب

بقیۂ قصۂ ہاروت و ماروت و نکال[۱] و عقوبتِ ایشاں
ہاروت اور ماروت اور اُن کی سزا اور عذاب کے قصہ کا بقیہ

چوں گناہ و فسقِ خلقانِ جہاں — می شدے روشن بایشاں آں زماں
جب دنیا کی مخلوق کی بدکاری اور گناہ — اُن پر واضح ہوتا، اُس وقت

ق
دست خائیدن گرفتندے ز خشم — لیک عیبِ خود ندیدندے بچشم
وہ غصہ سے ہاتھ چبانا شروع کر دیتے — لیکن آنکھوں سے اپنا عیب نہ دیکھتے

خویش در آئینہ دید آں زشت مرد — رُو بگردانید ازاں و خشم کرد
بدصورت نے اپنے آپ کو آئینہ میں دیکھا — اُس سے منہ پھیر لیا اور اُس پر غصہ کیا

خویش بیں چوں از کسے جُرمے بدید — آتشے در وے ز دوزخ شد پدید
خود بیں جب کسی کا کوئی گناہ دیکھتا ہے — اُس میں دوزخ کی آگ نمودار ہو جاتی ہے

حمیتِ[۲] دیں خواند اُو آں کبر را — ننگرد در خویش نفسِ گبر را
اِس تکبر کو وہ دین کی حفاظت بتاتا ہے — اپنے اندر بے دین نفس کو نہیں دیکھتا ہے

حمیتِ دیں را نشانے دیگر ست — کہ ازاں آتش جہانے اخضر ست
دینی حمیت کی علامت تو دوسری ہے — کہ اُس آگ سے تو دنیا سرسبز ہوتی ہے

گفت حق شاں گر شما روشنگرید[۳] — در سیہ کاراں مُغفّل منگرید
اللہ تعالیٰ نے اُن (ہاروت ماروت) سے فرمایا — سیاہ کاروں کو غفلت سے نہ دیکھو

شکر گوئید اے سپاہ و چاکراں — رَستہ اید از شہوت و از مثلِ آں
اے سپاہیو اور خادمو! شکر ادا کرو — کہ شہوت اور اُس جیسی چیز سے بچے ہوئے ہو

گر ازاں معنیٰ نہم من بر شما — مر شما را پیش نپذیرد سما
اگر وہ معنیٰ (شہوت) میں تم میں رکھ دوں — تمہیں آسمان نہ قبول کرے

عصمتے کہ مر شما را در تن ست — آں ز عکسِ عصمت و حفظِ من ست
وہ پاکدامنی جو تمہارے جسم میں ہے۔ — وہ میرے بچانے اور حفاظت کرنے کا اثر ہے

آں ز من بینید نز خود ہین و ہیں — تا نچربد بر شما دیوِ لعیں
اُس (عصمت) کو میری جانب سے سمجھو نہ کہ اپنی جانب سے خبردار، خبردار — تاکہ تم پر لعین شیطان غالب نہ آجائے

---

۱ نکال۔ عذاب۔ عقوبت۔ سزا۔ دست خائیدن۔ ہاتھ چبانا یعنی افسوس کرنا۔ خشم۔ غصہ۔ زشت مرد۔ بدصورت آدمی۔ خویش بیں۔ خودپسند، متکبر۔

۲ حمیت۔ بوزن خدمت، حفاظت کرنا، بے سبز کرنا اور اگر حار کا فتحہ میم کا کسرہ اور یا کو تشدید پڑھا جائے تو غیر تندی کے معنی میں ہوگا۔ گبر۔ بے دین، سرکش۔ اخضر۔ سرسبز یعنی دین کی غیرت سے جو غصہ آتا ہے وہ دنیا کی سرسبزی کا باعث ہوتا ہے۔

۳ روشنگر۔ نورانی۔ سیہ کار۔ گنہگار۔ مُغفّل۔ غافل۔ سپاہ و چاکراں۔ فرشتے اللہ کے سپاہی اور خدام دربار میں۔ مثل آں۔ بعض نسخوں میں اس کی بجائے چاک راں ہے، ران کا شگاف یعنی عورت کی شرم گاہ۔ معنیٰ۔ یعنی شہوت۔ سما۔ آسمان۔ عصمت۔ پاکدامنی، بچاؤ۔ ز من۔ از من۔ چربد۔ چربیدن، غالب آجانا۔

آنچنانکہ[۱] کاتبِ وحیِ رسول ۔ دید در خود حکمت و نورِ وصول
جیساکہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وحی کے کاتب نے ۔ اپنے اندر حکمت اور وصول (الی اللہ) کی روشنی دیکھی

خویش را ہم لحنِ مُرغانِ خدا ۔ می شمرد آں بُد صفیرے چوں صدا
اپنے آپ کو طائرانِ قدس کا ہمنوا ۔ سمجھا، (حالانکہ) وہ صدائے بازگشت کیطرح کی آواز تھی

لحنِ مُرغاں را اگر واصف[۲] شوی ۔ بر ضمیرِ مُرغ کے واقف شوی
اگر تو پرندوں کی بولی بولے ۔ پرندہ کے دل سے تو کب واقف ہو سکتا ہے؟

گر بیاموزی صفیرے بلبلے ۔ تو چہ دانی کو چہ گوید با گلے
اگر تو بلبل کی چہچہاہٹ سیکھ لے ۔ تو کیا جانے کہ وہ پھول سے کیا کہتی ہے؟

ور بدانی از قیاس و از گماں ۔ باشد آں برعکسِ آں اے ناتواں
اگر تو قیاس اور گمان سے سمجھ بھی لے ۔ (تو) اے ناتواں! وہ اُس کے برعکس ہوگا

باشد آں بے شک و بے شبہ گماں ۔ چوں زلبِ جُنباں گمانہا کراں
وہ یقیناً (محض) گمان ہوگا ۔ جیساکہ بہرے کا گمان ہونٹ ہلانیوالوں کے بارے میں

بعیادت رفتنِ کر بخانۂ ہمسایۂ بیمار و رنجیدنِ بیمار

ایک بہرے کا بیمار پڑوسی کے گھر مزاج پُرسی کے لئے جانا اور بیمار کا رنجیدہ ہونا

آں کرے را گفت افزوں[۳] مایۂ ۔ کہ ترا رنجور شد ہمسایۂ
ایک ذی حیثیت آدمی نے بہرے سے کہا ۔ کہ تیرا پڑوسی بیمار ہوگیا ہے

گفت با خود کر کہ با گوشِ گراں ۔ من چہ دریابم ز گفتِ آں جواں
بہرے نے اپنے دل میں کہا کہ بہرے کانوں سے ۔ میں اُس نوجوان کی گفتگو کیا سمجھوں گا

خاصہ رنجور و ضعیف آواز شُد ۔ لیک باید رفت آنجا نیست بُد
خصوصاً (جبکہ وہ) بیمار اور کمزور آواز والا ہوگیا ہے ۔ لیکن وہاں جانا ہی چاہیئے، کوئی چارہ نہیں ہے

چوں بہ بینیم کاں لبش جُنباں شود ۔ من قیاسے گیرم آنرا ہم ز خود
جب میں دیکھوں گا کہ اُس کے ہونٹ ہلتے ہیں ۔ میں خود بخود اُس سے قیاس کر لوں گا

چونکہ گویم چونی اے محنت کشم ۔ اُو بخواہد گفت نیکم یا خوشم
جب میں کہوں گا اے میرے مصیبت زدہ دوست! ۔ وہ کہے گا اچھا ہوں یا خوش ہوں

من بگویم شکر چہ خوردی آبا ۔ اُو بگوید شربتے یا ماشِ با
میں کہوں گا (اللہ کا) شکر ہے، بابا کیا کھایا ہے؟ ۔ وہ یا شوربا کہے گا یا اُڑد کا شوربا

[۱] آنچنانکہ۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنی پرتو کو اپنی ذاتی صفت سمجھنا غلط ہے۔ کاتب۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ وصول۔ یعنی خدا رسیدہ۔ لحن۔ آواز۔ مرغانِ خدا۔ انبیاء، جن کا طائرِ روح قدسِ باری کے قریب رہتا ہے۔ صفیر۔ سیٹی، پرندہ کی آواز۔ صدا۔ گونج۔

[۲] واصف۔ صاحبِ وصف۔ ضمیر۔ باطن، دل۔ قیاس۔ اگر اٹکل سے کچھ سمجھ گئے تو وہ حقیقت کے خلاف ہوگا کراں۔ کر کی جمع، بہرا۔ بہرے دوسروں کے ہونٹوں کی حرکات سے کچھ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جو عموماً صحیح نہیں ہوتا ہے۔ اسی مضمون کو اس قصہ سے واضح کیا ہے۔

[۳] افزوں مایہ۔ معزز آدمی متموّل۔ رنجور۔ بیمار۔ کر۔ بہرا۔ گوشِ گراں۔ اونچا سننے والا کان۔ خاصہ۔ خصوصاً۔ نیست بُد۔ کوئی چارہ نہیں ہے۔ آبا۔ ہم نے اَبْ بمعنی باپ سمجھ کر ترجمہ کیا ہے۔ شربت۔ شوربا۔ ماش با۔ اُڑد کی دال کا شوربا۔

من بگویم صحّ نوشت[1] کیست آں — از طبیباں پیشِ تو گوید فلاں

میں کہوں گا تیرا پینا مناسب ہوا، وہ کون ہے؟ — طبیبوں میں سے تیرا معالج، وہ کہے گا فلاں

من بگویم بس مبارک پاست او — چونکہ او آید شود کارت نکو

میں کہوں گا وہ بہت مبارک قدم ہے — چونکہ وہ آتا ہے، تیرا کام اچھا ہوجائے گا

پائے او را آزمودستیم ما — ہر کجا شد می شود حاجت روا

ہم نے اُس کا قدم آزمایا ہے — جہاں پہنچتا ہے، حاجت روا بن جاتا ہے

ایں جواباتِ قیاسی راست کرد — پیشِ آں رنجور شد آں نیک مرد

اِن قیاسی جوابوں کو اُس نے ٹھیک کرلیا — (پھر) وہ نیک انسان، بیمار کے پاس گیا

گوئیا رنجور را خاطر[2] ز کر — اندکے رنجیدہ بود اے پُرہنر

گویا بیمار کا دل بہرے سے — کچھ رنجیدہ تھا، اے ہنرمند!

کر در آمد پیشِ رنجور و نشست — بر سرِ او خوش ہمی مالید دست

بہرا، بیمار کے پاس پہنچا اور بیٹھ گیا — اُس کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرنے لگا

گفت چونی؟ گفت مُردم گفت شکر — شد ازو رنجور پُرآزار و نُکر

اُسنے کہا تو کیسا ہے؟ (بیمار نے) کہا میں تو مر گیا، اُسنے — اُس سے بیمار تکلیف اور ناگواری سے بھر گیا

کایں چہ شکر ست او عدوِ ما شدست — کر قیاسے کرد و آں کژ آمدست

کہ یہ کیسا شکر ہے وہ ہمارا دشمن ہوا ہے — بہرے نے اٹکل لگائی اور وہ ٹیڑھی لگی

بعد ازاں گفتش چہ خوردی گفت زہر — گفت نوشت[3] باد افزوں گشت قہر

اسکے بعد اُس سے کہا، تونے کیا کھایا ہے اُسنے کہا زہر! — اُس نے کہا مبارک ہو، اُس کا غصہ اور بڑھا

بعد ازاں گفت از طبیباں کیست او — کہ بیاید او بچارہ پیشِ تو

اسکے بعد اُس نے کہا، طبیبوں میں سے کون ہے — جو تیرے پاس علاج کے لئے آتا ہے!

گفت عزرائیل می آید برو — گفت پایش بس مبارک شاد شو

(بیمار نے) کہا، ملک الموت آتا ہے، جا — اُس نے کہا اُسکے قدم بہت مبارک ہیں خوش ہو

ایں زماں از نزدِ او آیم برت — گفتم او را تا کہ گردد غمخورت

میں تیرے پاس ابھی اُس کے پاس سے آیا ہوں — میں نے اُس کو کہا ہے کہ تیری خبرگیری کرے

کر بروں آمد ازانجا شادماں — شُکر کش کردم مراعات ایں زماں

بہرا اُس جگہ سے خوش خوش لوٹا — (اللہ کا) شکر ہے، کہ میں نے اس وقت اُسکا حق ادا کردیا ہے

[1] صحّ نوشت۔ تیرا پینا درست ہوا۔ مبارک پا۔ مبارک قدم۔ حاجت روا۔ ضرورت کو پورا کرنے والا۔ راست کردن صحیح کرلینا۔

[2] خاطر۔ دل، مزاج۔ چونی۔ چساں ہستی۔ شکر۔ یعنی اللہ کا شکر ہے۔ نُکر۔ ناگواری۔ شدست۔ بودہ است۔ کژ۔ کج، ٹیڑھا۔

[3] نوشت باد۔ تجھے مبارک ہو۔ قہر۔ یعنی بیمار کا غصہ۔ چارہ۔ علاج، تدبیر۔ عزرائیل۔ موت کے فرشتے کا نام ہے۔ برت۔ یعنی تیرے پاس۔ کش۔ کہ اش۔ مراعات۔ لحاظ، مروّت۔

خود گمانش از کری[1] معکوس بود
بہرے پن کی وجہ سے اُس کا گمان اُلٹا تھا
کہ زیانِ محض را پنداشت سود
کہ خالص نقصان کو وہ نفع سمجھا

زُو بِرہ می گفت با خود از عَمَا
وہ راستہ میں اندھے پن سے، اپنے دل میں سوچ رہا تھا
شکر کہ کردم عیادت جار را
(خدا) کا شکر ہے کہ میں نے پڑوسی کی عیادت کر لی

گفت رنجور ایں عدوِّ جانِ ماست
(لیکن) مریض نے کہا یہ تو ہماری جان کا دشمن ہے
ماندانستیم کو کانِ جفاست
ہم نہ سمجھے تھے کہ وہ تو ظلم کی کان ہے

خاطرِ رنجور جویاں صد سَقَط
مریض کا دل سینکڑوں بُری باتیں سوچ رہا تھا
تا کہ پیغامش کند از ہر نَمَط
تا کہ اُس کو ہر طرح کا پیغام بھیجے

چوں کسے کو خوردہ باشد آشِ[2] بد
اُس شخص کی طرح جس نے خراب حریرہ پیا ہو
می بشوراند دلش تا قے کند
اُس کا دل متلا رہا ہوتا کہ قے کر ڈالے

کظمِ غیظ اینست آں را قے مکن
غصہ کو گھونٹنا یہی ہے کہ اُس کو نہ اُگل
تا بیابی در جزا شیریں سخن
تا کہ بدلے میں میٹھی بات حاصل ہو

چوں نبودش صبر می پیچید اُو
چونکہ اُسمیں صبر (کا مادہ) نہ تھا وہ بل کھا رہا تھا
کایں سگِ ملعون کُجا گفتار گو
کہ یہ ملعون کتا، بکواس کرنے والا کہاں ہے؟

تا بریزم بر وے آنچہ گفتہ بود
تا کہ اُس پر پلٹ دوں جو اُس نے کہا ہے
کاں زماں شیرِ ضمیرم خفتہ بود
کیونکہ اُس وقت میرے اندر کا شیر سو رہا تھا

چوں عیادت بہرِ دل آرامی ست
جبکہ بیمار پرسی دل کو آرام پہنچانے کے لئے ہے
ایں عیادت نیست دشمن کامی ست
یہ تو بیمار پرسی نہیں ہے، عداوت ہے

تا بہ بیند دشمنِ خود را نزار[3]
تا کہ اپنے دشمن کو بدحال دیکھے
تا بگیرد خاطرِ زشتش قرار
تا کہ اُس کی بُری طبیعت کو سکون ہو

بس کساں کایشاں عبادتہا کنند
بہت انسان ہیں جو عبادت کرتے ہیں
دل بر رضوان و ثوابِ آں نہند
اور (اللہ تعالیٰ کی) خوشنودی اور اُسکے ثواب کی اُمید

خود حقیقت معصیت باشد خفی
(لیکن) وہ چھپی ہوئی گنہگاری ہوتی ہے
بس کدر کاں را تو پنداری صفی
بہت سے مکدر پانی ہوتے ہیں جنکو تو صاف پانی سمجھتا ہے

ہمچو آں کر کو ہمی پنداشت ست
اُس بہرے کی طرح جس نے یقین کیا ہے
کو نکوئی کرد و آں خود بد بُدست
کہ اُس نے بھلائی کی (حالانکہ) وہ بُرائی تھی

---

[1] از کری۔ بہرے پن کی وجہ سے اُس کے سب قیاس اُلٹے ہوئے اور مفر پڑے۔ رو بره۔ روئے خود راہ اور راہ۔ عما۔ اندھا پن۔ کان۔ معدن۔ جفا۔ ظلم۔ سقط۔ بُری بھلی باتیں۔ نمط۔ طرز، طریقہ۔

[2] آش۔ حریرہ۔ بد۔ بدبودار۔ شورانیدن۔ بے چین ہونا۔ کظم۔ غصہ کو پی جانا۔ غیظ۔ غصہ، غضب۔ کو۔ کہاں۔ دشمن کام۔ دشمن کے مقصد کے مطابق، یعنی تباہ و برباد۔

[3] نزار۔ بدحال۔ خاطرِ زشت۔ بدباطنی۔ بس کساں۔ یہاں سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ انسان اپنے بہت سے اعمال کو صحیح سمجھتا ہے حالانکہ وہ غلط ہوتے ہیں۔ رضوان۔ رضامندی۔ دل برچیزے نہادن۔ کسی چیز کا امیدوار ہونا۔ کر۔ بہرا۔ کو۔ کہ اُو۔

اُو نشستہ خوش کہ خدمت کردہ ام — حقِ ہمسایہ[1] بجا آوردہ ام

وہ خوش ہو بیٹھا کہ میں نے خدمت کی ہے — (اور) پڑوسی کا حق ادا کیا ہے

بہرِ خود اُو آتشے افروختہ ست — در دلِ رنجور و خود را سوختہ ست

اُس نے (تو) اپنے لئے آگ بھڑکا دی ہے — بیمار کے دل میں، اور اپنے آپ کو پھونک دیا ہے

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ اَوْقَدْتُمُوْ — اِنَّکُمْ فِی الْمَعْصِیَۃِ اِزْدَدْتُمُوْ

اُس آگ سے بچو جو تم نے بھڑکائی — تم نے تو گنہگاری میں، ترقی کی ہے

گفت پیغمبر[2] بیک صاحب ریا — صَلِّ اِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ یَا فَتٰی

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک ریاکار سے فرمایا — اے نوجوان! نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی ہے

از برائے چارۂ ایں خوفہا — آمد اندر ہر نمازے اِھْدِنَا[3]

اِن ہی اندیشوں کے علاج کے لئے — ہر نماز میں "اے اللہ ہماری رہنمائی فرما" آیا ہے

کیں نمازم را میامیز اے خدا — با نمازِ ضالّین و اہلِ ریا

کہ اے اللہ! میری اس نماز کو نہ ملا — گمراہوں اور ریاکاروں کی نماز کے ساتھ

از قیاسے کہ بکرد آں کر چنیں — صحبتِ[4] دہ سالہ باطل شد بدیں

اُس اٹکل کی وجہ سے جو اُس بہرے نے کی — دس سال کی دوستی ٹوٹ گئی

خواجہ پندارد کہ طاعت می کُند — بیخبر کز معصیت جاں می کَند

جناب سمجھ رہے ہیں کہ عبادت کرتے ہیں — اِس سے بیخبر ہیں کہ گناہ کی وجہ سے جان کو ہلاک کر رہے ہیں

رَو قیاسِ خویشتن را ترک کُن — کز قیاست تو شود ریشِ کُہن

جا، اپنا قیاس چھوڑ — کیونکہ تیرے قیاس کی وجہ سے زخم پُرانا بن جائیگا

خاصہ اے خواجہ قیاسِ حسِّ دُوں — اندر آں وحی کہ ہست از حد فزوں

اے صاحب! خصوصًا وہ قیاس جو ناقص حِس کے ذریعہ ہو — اُس وحی میں جو (تیری) حد سے آگے ہے

گوشِ حسِّ تو بحرف ار در خورست — داں کہ گوشِ غیب گیرِ تو کرست

تیرے حِس کا کان اگر حرفوں کے لائق ہے (بھی) — (تو) سمجھ لے، کہ تیرا غیب کو سُننے والا کان بہرا ہے

دربیانِ آنکہ اوّل کسیکہ در مقابلِ نصِّ صریح قیاس آورد ابلیس بود

اِس بیان میں کہ جس نے سب سے پہلے صریح نص کے مقابلہ میں قیاس کیا وہ شیطان تھا

اوّل آں کس کیں قیاسکہا نمود — پیشِ انوارِ خدا ابلیس بود

سب سے پہلا شخص جس نے یہ بیہودہ قیاس کئے — خدائی انوار کے مقابلہ میں وہ شیطان تھا

[1] ہمسایہ۔ پڑوسی۔ فَاتَّقُوْا۔ پس بچو۔ اَلنَّار۔ آگ۔ اَلَّتِیْ۔ جس کو۔ اَوْقَدْتُمْ۔ تم نے بھڑکایا۔ اِنَّکُمْ۔ بیشک تم۔ فِی الْمَعْصِیَۃِ۔ گناہ میں۔ اِزْدَدْتُمْ۔ تم بڑھ گئے۔

[2] گفت پیغمبر۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور اُس نے رکوع سجدہ ٹھیک کئے بغیر نماز پڑھی اور پھر آنحضورؐ کو سلام کیا۔ آنحضورؐ نے فرمایا جاؤ تم نے نماز نہیں پڑھی دوبارہ پڑھو۔ تین بار ایسا ہی ہوا پھر آنحضورؐ نے اُس کو صحیح نماز کا طریقہ بتایا۔ یہ روایت اُس شخص کے بارے میں ہے جس نے تعدیلِ ارکان نہیں کی تھی، اُس کو ریاکار فرمانا ثابت نہیں ہے۔

[3] اِھْدِنَا۔ اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ سورۂ فاتحہ میں ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ ضالّین۔ ضال کی جمع ہے، گمراہ۔ اہلِ ریا۔ ریاکار۔

[4] صحبتِ دہ سال۔ بہرے اور بیمار پڑوسی کی دس سالہ ملاقات۔ ریشِ کُہن۔ پُرانا زخم، ناسور۔ حسِّ دُوں۔ کمتر درجہ کے حواس۔ از حد فزوں۔ وحیِ الٰہی کا حقیقی ادراک ظاہری حواس سے نہیں ہو سکتا ہے۔ در خور۔ لائق۔ قیاسک۔ کاف تحقیر کے لئے ہے چونکہ یہ قیاس نص کے مقابلہ میں ہے۔

گفت نار از خاک بیشک بہتر ست
اُس نے کہا کہ یقیناً آگ، مٹی سے بہتر ہے

من[۵۱] ز نار و اُو ز خاکِ اکدر ست
میں آگ سے اور وہ آدم، تاریک مٹی سے بنا ہے

پس قیاسِ فرع بر اصلش کنیم
ہم فرع کو اصل پر قیاس کریں گے

اُو ز ظلمت ما ز نورِ روشنیم
وہ تاریکی سے، ہم روشن نور سے (بنا) ہوں

گفت حق نے بلکہ لا انساب شُد
اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں بلکہ نسبت کچھ نہیں ملے

زہد و تقویٰ فضل را محراب شُد
پرہیزگاری اور تقویٰ بزرگی کا مقام بنگیا ہے

ایں نہ میراثِ جہانِ فانی ست
یہ فانی دنیا کی وراثت نہیں ہے

کہ بہ انسابش بیابی جانی ست
جسکو تو نسب کی بنیاد پر حاصل کرلے (بلکہ) روحانی

بلکہ ایں میراثہائے انبیاء ست
بلکہ یہ انبیاء کا ورثہ ہے

وارثِ ایں جانہائے اتقیاء ست
اس کی وارث متقیوں کی جانیں ہیں

پورِ آں بوجہل شُد مومن عیاں
ابوجہل کا بیٹا علی الاعلان مومن بنا

پورِ[۵۲] آں نوحِ نبی از گمرہاں
نوح نبی ؑ کا بیٹا گمراہوں میں سے (بنا)

زادۂ خاکی منوّر شُد چو ماہ
خاک سے پیدا شدہ چاند کی طرح منوّر ہوا

زادۂ آتش توئی اے رُوسیاہ
اے رُوسیاہ! تو آگ سے پیدا شدہ ہے

ایں قیاسات و تحرّی روزِ ابر
یہ اٹکل اور قیاس ابر کے دن

یا بشب مر قبلہ را کردست جبر
یا رات میں قبلہ کا بدل ہیں

لیک با خورشید و کعبہ پیش رُو
لیکن سورج اور کعبہ کے سامنے ہوتے ہوئے

ایں قیاس و ایں تحرّی را مجُو
یہ قیاس اور یہ اٹکل کام میں نہ لا

کعبہ نادیدہ مکن رُو زو متاب
کعبہ کو ان دیکھا نہ بنا اُس سے منہ نہ موڑ

از قیاس اللّٰہُ اَعلَمُ بِالصَّواب
قیاس کرکے، (اور) اللہ بہتر جانتا ہے

چوں صفیرے بشنوی از مرغِ حق[۵۳]
جب تو طائرِ قدس کی آواز سن لیتا ہے

ظاہرش را یاد گیری چوں سبق
اُس کے ظاہر کو سبق کی طرح رٹ لیتا ہے

وانگہے از خود قیاساتے کنی
پھر اپنی جانب سے قیاسات کرتا ہے

مر خیالِ محض را ذاتے کنی
محض خیال کو تو ذات بنا لیتا ہے

اصطلاحاتے ست مر ابدال را
ابدال کی خاص اصطلاحیں ہیں

کہ نباشد زاں خبر اقوال را
(صاحبِ) اقوال کو اُن کا علم نہیں ہوتا ہے

---

۵۱ من ز نار۔ شیطان کا مادہ نار ہے اور آدم علیہ السلام کا خاکی ہے۔ اکدر۔ زیادہ میلا، تاریک۔ فرع۔ شاخ۔ کنیم۔ قیاس میں کسی جزوی مسئلہ کو کسی کلیہ سے مستنبط کیا جاتا ہے تو فرع سے مراد وہ جزوی مسئلہ ہے اور اصل سے کلیہ مراد ہے لا انساب۔ انسانی نسب کا روحانی معاملوں میں اعتبار نہیں ہے۔ محراب۔ صدر مقام۔ پور۔ بیٹا۔ ابوجہل کا بیٹا حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ آخر میں مسلمان ہوئے اور بڑے کارنامے کئے جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

۵۲ پورِ نوح۔ نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان ایمان نہ لایا اور طوفان میں غرق ہوا زادۂ خاکی حضرت آدم علیہ السلام۔ زادۂ آتش۔ شیطان۔ تحرّی۔ اٹکل لگانا ابر کے دن یا رات میں اگر سمت قبلہ معلوم نہ ہو تو جس طرف بھی قبلہ ہونیکا زیادہ گمان ہو نماز پڑھ لی جاتی ہے اور وہ نماز درست ہوتی ہے خواہ قبلہ کی مخالف سمت کو پڑھی گئی ہو۔ کعبہ نادیدہ۔ اگر کعبہ سامنے ہو تو اُس کو ان دیکھی بنا کر تحرّی کرنا غلط ہوگا۔

۵۳ مرغِ حق۔ انبیاء و اولیاء، حظیرۂ قدس کے طائر کہلاتے ہیں۔ چوں سبق یعنی صرف حروف رٹ لینا۔ خیال یعنی غیر موجود چیز۔ ذات یعنی حقیقت۔ اقوال۔ یعنی وہ لوگ جو الفاظ رٹتے پھرتے ہیں اور معانی سے بہت دور ہیں بعض نسخوں میں عقال ہے جو عاقل کی جمع ہے۔

منطقُ[۱] الطیری بصوت آموختی — صد قیاس و صد ہوس افروختی
تو نے پرندوں کی بولی آواز سے سیکھ لی — (اور) سینکڑوں قیاس اور سینکڑوں ہوسیں روشن کر دیں

ہمچو آں رنجور دلہا از تو خست — کربہ پندارِ اصابت گشت مست
اُس بیمار کی طرح، تجھ سے بہت سے دل شکستہ ہو گئے — بہرا درستگی کے گھمنڈ سے مست ہو گیا

کاتبِ آں وحی زاں آوازِ مرغ — بُردہ ظنّے کو بُوَد انباز مرغ
اُس وحی کا کاتب طائرِ قدس کی آواز سے — گمان کرنے لگا کہ وہ طائرِ قدس کا شریک ہے

مرغ پرّے زد مر اُورا کور کرد — نک فرو بردش بقعرِ مرگ و درد
طائرِ قدس نے ایک پر مارا (اور) اُسکو اندھا کر دیا — اُس کو موت اور عذاب کے گڑھے میں اُتار دیا

ہیں[۲] بعکسے یا بظنّے ہم شما — در میفتید از مقاماتِ سما
خبردار! تم بھی پرتو یا گمان کی وجہ سے — آسمانی مراتب سے نہ گر پڑنا

گرچہ ہاروتید و ماروت و فزوں — از ہمہ بر بامِ نَحنُ الصّافُّون
اگرچہ تم ہاروت اور ماروت ہو اور بڑھ کر — سب سے "ہم صف بندی کرنے والے ہیں" کے ایوان پر

ق
بر بدیہائے بداں رحمت کنید — بر منی و خویش بینی کم تنید
بُروں کی بُرائی پر رحم کرو — خودی اور خود پسندی پر نہ اکڑو

ہیں مبادا غیرت آید از کمیں — سرنگوں افتید در قعرِ زمیں
خبردار! غیرتِ (خداوندی) گھات سے نہ نکل آئے — (اور) زمین کے گڑھے میں اوندھے گرو

ہر دو گفتند اے خدا فرماں تراست — بے امانِ تو امانے خود کجاست
(ہاروت ماروت) دونوں نے کہا اے خدا! حکم تیرا ہے — تیری امان کے بغیر امان کہاں ہے؟

ایں ہمی گفتند دل[۳] شاں می طپید — بد کجا آید ز ما نِعمَ العَبِید
یہ وہ کہہ رہے تھے (اور) اُن کا دل بے چین تھا — ہم بہترین غلاموں سے بُرائی کیسے سرزد ہو سکتی ہے؟

خار خارِ دو فرشتہ ہم نہشت — تا کہ تخمِ خویش بینی را نکشت
اُن دونوں فرشتوں کے وسوسوں نے نہ چھوڑا — جب تک کہ خود بینی کا بیج نہ بو دیا

بس ہمی گفتند کاے ارکانیاں — بے خبر از پاکیِ روحانیاں
وہ کہتے تھے، اے عناصر سے بنے ہوؤ! — روحانی مخلوق کی پاکیزگی سے بے خبر

ق
ما کہ بر گردوں تتقہا می تنیم — بر زمیں آئیم و شادُروان زنیم
ہم جو کہ آسمان پر (عبادت کے) خیمے تانتے ہیں — ہم زمین پر آئیں گے اور (اکرام کے) شامیانے لگائیں گے

---

۱ منطق الطیر، پرندوں کی بولی، یہاں سے مولانا نے اولیاء کے مقابلہ میں قیاس آرائی کی بُرائی ظاہر کی ہے۔ رنجور۔ جس طرح بہرے سے وہ مریض دل شکستہ ہوا۔ بزرگوں کے دل تجھ سے خستہ ہوں گے۔ آوازِ مرغ۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آیات کی تلاوت۔ مرغ۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ کو۔ یعنی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو یہ خیال ہو گیا کہ میں وحی میں شریک ہوں، مجھ پر بھی وحی آتی ہے۔

۲ ہیں۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے اور خطاب ہاروت و ماروت کو ہے۔ نَحنُ الصّافُّون۔ ہم صف بستہ ہیں یہ فرشتوں کا مقولہ ہے۔ منی۔ انانیت، خودی۔ تنیدن۔ تننا، اکڑنا۔ غیرت۔ یعنی خدائی غیرت۔ کمیں۔ گھات۔ قعر۔ گہرائی۔ فرماں تراست۔ تجھے حکم دینے کا حق ہے۔

۳ دل شاں می طپید۔ اُن کے دل بے چین تھے، چونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اُن سے بدی کا صدور ممکن نہیں ہے۔ نِعمَ العَبِید۔ اچھے غلام۔ خار خار۔ وسوسے جو دل میں کانٹے کی طرح چبھتے ہیں۔ ارکانیاں۔ وہ جو ارکانِ اربعہ یعنی چار عنصروں سے بنے ہیں۔ تتق۔ بڑا خیمہ۔ شادُروان۔

۲ ساماں، بزرگی کریں

ہر دو شاں گفتند مارا باک نیست — کہ سرشتِ ما ز آب و خاک نیست

اُن دونوں نے کہا ہمیں کوئی پروا نہیں ہے — اس لئے کہ ہمارا خمیر پانی اور مٹی کا نہیں ہے

عدل ورزیم و عبادت آوریم — باز ہر شب سوئے گردوں بر پریم

ہم انصاف کریں گے اور عبادت بجالائینگے — پھر ہر رات کو آسمان پر اُڑ جائیں گے

تا شویم اعجوبۂ[1] دورِ زماں — تا نہیم اندر زمیں امن و اماں

یہاں تک کہ ہم دورِ زمانہ کے انوکھے بنجائینگے — (کیونکہ) ہم زمین پر امن و امان قائم کرینگے

آں قیاسِ حالِ گردوں بر زمیں — راست ناید فرق دارد در کمیں

آسمان کے حال کو زمین پر قیاس کرنا — دُرست نہ ہوگا، گہرا فرق ہے

در بیانِ آنکہ حالِ خود و مستیِ خود پنہاں باید داشت

اِس کا بیان کہ اپنی حالت اور اپنی مستی کو چھپانا چاہیئے

بشنو الفاظِ حکیمِ پردۂ — سر ہم آنجا نہ کہ بادہ خوردۂ

رازداں حکیم کے الفاظ سُن — جس جگہ تونے شراب پی ہے وہیں سر رکھدے

مستے از میخانۂ چوں ضال شد — تسخر[2] و بازیچۂ اطفال شد

کوئی مست جب کسی میخانہ سے بھٹک گیا — وہ بچوں کے لئے مسخرہ اور کھلونا بن گیا

می فتد او سو بسو بر ہر رہے — در گل و می خندد ش ہر ابلہے

وہ اِدھر اُدھر ہر راستہ پر گرتا ہے — کیچڑ میں، اور اُس پر ہر احمق ہنستا ہے

او چنیں و کودکاں اندر پیش — بے خبر از مستی و ذوقِ میش

وہ اِس حال میں اور بچے اُس کے پیچھے — بے خبر اس کی شراب اور مستی کے ذوق سے

خلق اطفال اند جز مستِ[3] خدا — نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا

مخلوق بچے ہیں، خدا کے مست کے علاوہ — بالغ کوئی نہیں ہے اسکے علاوہ جو نفسانی خواہش سے نجات پاگیا

گفت[4] دنیا لعب و لہوست و شما — کودکید و راست فرماید خدا

(اللہ نے) فرمایا ہے دنیا کھیل کود ہے اور تم — بچے ہو اور خدا درست فرماتا ہے

از لعب بیروں نرفتی کودکی — بے زکاتِ روح کے باشد زکی

تو کھیل کود سے باہر نہیں نکلا، تو بچہ ہے — روح کی پاکیزگی کے بغیر تُو پاک کب ہوسکتا ہے؟

چوں جماعِ طفل داں ایں شہوتے — کہ ہمی رانند ایں جا اے فتے

تو اس شہوت کو بچے کے جماع کی طرح سمجھ — جسکو وہ یہاں پورا کررہے ہیں، اے نوجوان!

---

[1] اعجوبہ۔ تعجب کی چیز۔
در بیان۔ اِن اشعار کا مقصد یہ ہے کہ اہلِ باطن کو اسرار کا اظہار نہ کرنا چاہیئے تاکہ عوام غلط قیاس آرائی کرکے تباہ نہ ہوں۔ حکیم۔ اس سے حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہیں۔ سر نہادن۔ پڑ رہنا۔ ضال۔ راستہ بھول جانے والا مسافر۔

[2] تسخر۔ تمسخر۔ بازیچہ۔ کھلونا۔ پیش۔ پیچھے۔ [3] مستِ خدا۔ عاشقِ خدا۔ رہیدہ۔ آزاد۔

[4] گفت۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ۔ "دنیا کی زندگی تو محض جی کا بہلاوا اور کھیل ہے"۔ لہٰذا دنیادار بچے ہیں جو دنیا کے کھلونے سے کھیلتے ہیں۔ زکات۔ پاکیزگی۔ زکی۔ پاکیزہ۔

ایں جماعِ[1] طفل چہ بُوَد بازئے — باجماعِ رُستمے و غازئے

بچہ کا جماع کیا ہوتا ہے! محض کھیل — رستم اور غازی کے جماع کے سامنے

جنگِ خَلقاں[2] ہمچو جنگِ کودکاں — جملہ بے معنیٰ و بے مغز و مُہاں

لوگوں کی لڑائی بچوں کی لڑائی جیسی ہے — سب بے معنیٰ اور بے مغز اور حقیر

جملہ با شمشیرِ چوبیں جنگِ شاں — جملہ در لَایَنْبَغِیْ آہنگِ شاں

ان کی لڑائی لکڑی کی تلواروں سے ہے — اُن کا قصد و ارادہ سب غیر مناسب میں داخل ہے

جملہ شاں گشتہ سوارہ برنئے — کایں بُراق ماست یا دُلدل[2] پئے

سب لکڑی کے سوار بنے ہوئے ہیں — کہ یہ ہمارا براق ہے یا دُلدل قدم ہے

حامِل اند و خود ز جہل افراشتہ — راکب و محمولِ رہ پنداشتہ

وہ لدے ہوئے ہیں اور نادانی سے اپنے آپکو بلند کئے ہوئے — راستہ کا سوار اور چڑھا ہوا سمجھتے ہیں

باش تا روزے کہ محمولانِ حق — اسپ تازاں بگذرند از نہ طبق

ٹھہر، جب تک حق کے سوار کسی دن — گھوڑے دوڑاتے ہوئے نو آسمانوں سے گذر جائیں

یَعْرُجُ الرُّوْحُ اِلَیْہِ وَالْمَلَکْ — مِنْ عُرُوْجِ الرُّوْحِ یَہْتَزُّ الْفَلَکْ

فرشتے اور روح اس (اللہ تعالیٰ) کیطرف چڑھیں گے — روح کے چڑھنے سے آسمان جھومے گا

ہمچو طفلاں جملہ تاں دامن سوار — گوشۂ دامن گرفتہ اسپ وار

بچوں کی طرح تم سب دامن پر سوار ہو — گھوڑے کی طرح دامن کو پکڑے ہوئے ہو

از حق اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ رسید — مرکبِ ظن بر فلکہا کے دوید

اللہ (تعالیٰ) کیجانب سے گمان فائدہ نہیں دیتا وارد ہوا ہے — گمان کا گھوڑا آسمانوں پر کب دوڑا ہے؟

اَغْلَبُ[3] الظَّنَّیْنِ فِیْ تَرْجِیْحِ ذَا — لَا تُمَارِ الشَّمْسَ فِیْ تَوْضِیْحِہَا

دو گمانوں میں سے زیادہ غالب اسکی ترجیح کیلئے ہے — سورج کی وضاحت میں نہ جھگڑ

آفتابِ حق چو گردد مُستوی — در قیامت بر رشید و بر غوی

حق کا سورج جب سر پر آجائے گا — قیامت میں راہ یاب اور گمراہ پر

ق

آنگہے بینند مرکبہائے خویش — مرکبے سازیدہ اند از پائے خویش

اس وقت اپنی سواریوں کو دیکھیں گے — کہ انھوں نے اپنے پیر کو سواری بنایا ہے

وہم و حِس و فکر و ادراکِ شما — ہمچو نے داں مرکبِ کودک ہلا

تمہارا وہم اور حس اور فکر اور معلومات — آگاہ! ان کو بچہ کی بانس کی سواری کی طرح سمجھ

[1] جماعِ طفل۔ نابالغ بچہ کے جماع کا کوئی نتیجہ نہیں ہے اسیطرح اہلِ دنیا حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ فتے۔ فتیٰ کا امالہ ہے نوجوان۔ خلقان۔ خلق کی جمع، مخلوق۔ لَا یَنْبَغِیْ۔ غیر مناسب چیزیں۔ نے۔ بانس، عموماً بچے بانس پر سوار ہوکر اسکو گھوڑا سمجھ کر کھیلتے ہیں ایسے ہی اہلِ ظاہر غیر حقیقی دلائل پر سوار ہیں۔ براق۔ وہ سواری جو آنحضور کو معراج میں ملی تھی۔

[2] دُلدل۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خچر جو حاکمِ اسکندریہ نے بطور تحفہ دیا تھا۔ حامل۔ اُٹھانیوالا، سواری۔ راکب۔ سوار۔ محمول۔ سوار۔ محمولانِ حق۔ خدائی سوار۔ نہ طبق۔ نو آسمان۔ یعرج۔ چڑھیگا۔ یہتز۔ جھومیگا۔ ہمچو۔ بچے یہ بھی کرتے ہیں کہ اپنے دامن کو ہی ٹانگوں کے درمیان کرکے اسکو گھوڑا تصور کر لیتے ہیں۔ یہی حال اہلِ ظاہر کا ہے جو غلط دلائل پر سوار ہیں۔ اِنَّ الظَّنَّ۔ قرآن پاک میں ہے۔ وہ لوگ صرف گمان کا اتباع کرتے ہیں اور گمان حق بات کے مقابل کچھ مفید نہیں ہے لہٰذا حقائقِ باطنہ کا محض ظن کی بنیاد پر انکار درست نہیں ہے۔

[3] اغلب۔ یعنی ظنِ غالب پر تو جب عمل ہوتا ہے جبکہ اسکے مقابلہ میں بھی ظن ہی ہو۔ یقین کے بالمقابل ظن بالکل باطل ہے، جب سورج سامنے ہو تو اسکے انکار کے ظنی دلائل بالکل بیکار ہیں۔ مستوی یعنی نصف النہار میں۔ آنگہے۔ جو ظنی علوم پر عامل ہیں انھیں انکے باطل ہوجانیکا یقین آجائیگا۔ وہم۔ یعنی عقلی دلائل کی وہی حقیقت ہے جیسے بچوں کے بانس کی جسکو انھوں نے گھوڑا سمجھ رکھا تھا۔

عِلمہائے اہلِ دل حمّالِ شاں ، عِلمہائے اہلِ تن احمالِ شاں

اہلِ دل کے علوم اُن کی سواری ہیں ، تن پروروں کے عِلم اُن کا بوجھ

عِلم چوں بر دل زند یارے شود ، عِلم چوں بر تن زند بارے شود

عِلم جب دل پر اثر کرے ، مددگار ہوگا ، عِلم جب بدن پر اثر کرے ، بوجھ ہوگا

گفت ایزد یحمِلُ اَسفارَہٗ ، بار باشد عِلم کاں نبوَد زِ ھُو

اللہ تعالےٰ نے فرمایا وہ اپنی کتابیں لادے ہوئے ہے ، وہ علم بوجھ ہوتا ہے جو اللہ کی جانب سے نہ ہو

عِلم کاں نبوَد زِ ھُو بے واسطہ ، آں نپاید ہمچو رنگِ ماشطہ

جو علم اللہ تعالیٰ کی جانب سے بلا واسطہ نہ ہو ، وہ پائیدار نہیں ہوتا ہے مشاطہ کے دلگائے ہوئے (رنگ کی طرح)

لیک چوں ایں بار را نیکو کشی ، بار برگیرند و بخشندت خوشی

لیکن جب تو اس بوجھ کو اچھی طرح کھینچے گا ، بوجھ اُتار لیں گے اور تجھے خوشی بخشیں گے

ہیں بکش بہرِ خدا ایں بارِ عِلم ، تا بہ بینی در دروں انبارِ عِلم

خبردار! علم کے اِس بوجھ کو اللہ کے لئے اُٹھا ، یہاں تک کہ تو (اپنے) اندر علم کے انبار دیکھے

ہیں مکش بہرِ ہوا ایں بارِ عِلم ، تا شوی راکب تو بر رہوارِ عِلم

خبردار! علم کے اس بوجھ کو (خواہشِ نفسانی کیلئے) نہ اٹھا ، تاکہ تو علم کے گھوڑے پر سوار ہو جائے

چونکہ بر رہوارِ عِلم آئی سوار ، بعد ازاں افتد ترا از دوش بار

جب تو علم کے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے گا ، اس کے بعد تیرے کندھے سے بوجھ ہلکا ہوگا

از ہواہا کے رہی بے جامِ ھُو ، اے زِ ھُو قانع شدہ با نامِ ھُو

محبتِ الٰہی کے جام کے بغیر تو خواہشات سے کب چھوٹے گا ، اے وہ کہ جو اللہ کی ذات کی بجائے نام پر قانع ہو گیا ہے

از صفت وز نام چہ زاید خیال ، واں خیالش ہست دلّالِ وصال

(اللہ کی) صفت اور نام سے کیا پیدا ہوتا ہے؟ خیال (پیدا ہوتا ہے) ، اور وہ اُس کا خیال ، وصال کا راہنما ہے

دیدہٴ دلّال بے مدلول ہیچ ، تا نباشد جادہ نبوَد غول ہیچ

کبھی تو نے کوئی راہنما بغیر مقصود کے دیکھا ہے ، جب تک راستہ نہ ہو کبھی چھلاوا نہیں ہوتا ہے

ہیچ نامے بے حقیقت دیدہٴ ، یا زِ گاف و لامِ گُل گُل چیدہٴ

تو نے کبھی کوئی نام بغیر مسمّیٰ کے دیکھا ہے؟ ، یا (لفظ) گُل کے گاف اور لام سے تو نے پھول چُنے ہیں

اِسم خواندی رَو مسمّیٰ را بجو ، مہ ببالا داں نہ اندر آبِ جُو

تو نے نام پڑھ لیا ، جا نام والے کو ڈھونڈ ، چاند کو اوپر سمجھ ، نہ کہ نہر کے پانی میں

ؔلہ علمہائے یقینی علوم راحت رساں ہیں ظنّی علوم وبالِ جان ہیں۔ حمّال۔ بوجھ اُٹھانے والا۔ اَحمال۔ حِمل کی جمع بوجھ۔ بردل۔ یعنی وہ علم جو بطریق الہام اور وحی حاصل ہو۔ برتن۔ یعنی وہ علم جو بدن کے حواس کے ذریعہ حاصل ہو۔ یحمِل۔ قرآن پاک میں ہے جن لوگوں پر توراۃ پر عمل کرنے کا بار ڈالا گیا پھر وہ اُس پر کاربند نہ ہوئے اُنکی مثال اُس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔

ؔلہ اسفار سِفر کی جمع ہے کتاب۔ ھُو۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ بے واسطہ۔ کسبی علوم کے بعد دل میں ایک نور پیدا ہوتا ہے جو وہبی ہے یہاں علم سے یہی کیفیت مراد ہے۔ ماشطہ۔ مشاطہ ، نائن جو دلہن کو بناؤ سنگھار کراتی ہے۔ ایں بار۔ یعنی کسبی علوم بیکار نہیں ہیں اُنکو اللہ کیلئے حاصل کیا جائے تو نور عطا ہو جاتا ہے۔ بار یعنی کسبی علوم کی کثافت اور بوجھ ہلکا ہو جائیگا۔ زِھُو قانع شدہ۔ مؤمن کو اللہ کی ذات کا طالب بننا چاہئے محض اللہ کے ناموں پر اکتفا نہ کرنا چاہئے۔

ؔلہ از صفت یعنی اللہ کے اسماء اور صفات کا وِرد ذات تک پہنچنے میں رہنمائی کرتا ہے۔ دیدہ۔ دلالت کرنیوالے کا وجود اُس چیز کے وجود کی علامت ہے ، جس پر وہ دلالت کرتا ہے عوام کا خیال ہے کہ راستوں پر چھلاوے ہوتے ہیں جو راستے سے بھٹکا دیتے ہیں اگر چھلاوہ ہے تو وہاں راستہ ضرور ہے۔ ہیچ نامے۔ ہر اسم کا مسمّی ضروری ہے خواہ اسکا وجود خارج میں ہو یا ذہن میں دراصل منفعت مسمّی سے متعلق ہے نام سے نہیں جیسا کہ گُل اسکے گاف و لام میں کوئی خوشبو نہیں

گر ز نام و حرف خواہی بگذری[1] | پاک کُن خود را ز خود ہیں یکسری
تو اگر نام اور حرفوں سے آگے بڑھنا چاہتا ہے | تو خبردار! اپنے آپ کو خودی سے بالکل پاک کر لے

ہمچو آہن ز آہنی بیرنگ شو | در ریاضت آئینۂ بے زنگ شو
لوہے کی طرح لوہے پن سے بے تعلق ہو جا | ریاضت کر کے بغیر زنگ کا آئینہ بن جا

خویش را صافی کُن از اوصافِ خود | تا بہ بینی ذاتِ پاکِ صافِ خود
اپنے آپ کو اپنے اوصاف سے صاف کر لے | تاکہ تو اپنی پاک، صاف ذات کو (اس مائینے میں) دیکھے

ق بینی اندر دل علومِ انبیا | بے کتاب و بے مُعید و اُوستا
اگر، تو دل میں انبیاء کے علوم دیکھے | بغیر کتاب اور بغیر دُہرانے والے کے اور بغیر استاد کے

گفت پیغمبر[2] کہ ہست از اُمّتم | کُو بود ہم گوہر و ہم ہمّتم
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ میری امت میں ایک | جو میرے جوہر اور میری ہمت میں میرا شریک ہوگا

مُر مرا زاں نور بیند جانِ شاں | کہ من ایشاں را ہمی بینم بداں
ان کی جان مجھے اُس نور سے دیکھے گی | جس سے میں اُن کو دیکھتا ہوں

ق بے صحیحین و احادیث و رُوات | بلکہ اندر مشربِ آبِ حیات
(مجھے بغیر نور سے دیکھے گا) بغیر صحیحین اور احادیث اور راویوں کے | بلکہ مشرب (عشق) میں (جو آبِ حیات ہے دیکھے گا)

سِرِّ اَمْسَیْنَا لُکُردِیًّا[3] بداں | رازِ اَصْبَحْنَا عَرَابِیًّا بخواں
وہ ہم نے کُردی ہو کر شام گذاری کے راز کو سمجھ | وہ ہم نے عربی ہو کر صبح کی کے راز کو پڑھ

سِرِّ اَمْسَیْنَا وَ اَصْبَحْنَا ترا | می رساند جانبِ راہِ خدا
تجھے اَمْسَیْنَا اور اَصْبَحْنَا کا راز | راہِ خدا کی جانب پہنچا دے گا

ور مثالے خواہی از علمِ نہاں | قصہ گو از رومیان و چینیاں
اگر تو علمِ لدنی کی مثال چاہتا ہے | تو رومیوں اور چینیوں کا قصہ دُہرا

قصۂ مِرے کردن رومیان و چینیان در علمِ نقاشی و صورتگری

نقاشی اور مصوری کے علم میں رومیوں اور چینیوں کے مقابلہ کا قصہ

چینیاں گفتند ما نقاش تر | رومیاں گفتند ما را کرّ و فر
چینیوں نے کہا کہ ہم بڑے نقاش ہیں | رومیوں نے کہا کہ ہم شان و شوکت والے ہیں

گفت سُلطاں امتحاں خواہم دریں | کز شما خود کیست در دعویٰ گزیں
بادشاہ نے کہا میں اس معاملہ میں امتحان لونگا | کہ دعوے میں تم میں سے کون بہتر ہے؟

---

[1] گر ز نام - اسماءِ الٰہی سے صفاتِ الٰہی تک اُسوقت پہنچ گے جب خودی سے اپنے آپکو پاک کرلوگے۔ ہمچو آہن - آئینہ لوہے سے بنایا جاتا تھا۔ اُسکو زنگ سے صاف کر کے صیقل کردیا جاتا تھا جس میں عکس نظر آنے لگتا تھا، اگر لوہے میں اُسکا اپنا رنگ رہے تو اُسمیں عکس نمودار نہ ہوگا۔ خویش را - دل کے زنگ کو دُور کردو گے تو اُسمیں انبیاء کے علوم کا عکس نظر آسکیگا۔ مُعید - سبق دھرانیوالا، تکرار کرانیوالا۔

[2] گفت پیغمبر - آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ اُمت میں ایسے لوگ پیدا ہونگے جو میرے جوہرِ علم و ہمت میں میرے شریک ہونگے ایک روایت میں ہے "میری اُمت میں وہ لوگ ہونگے جنکو اللہ کیطرف سے اِلہام ہوگا"۔ صحیحین - دو صحیح کتابیں یعنی امام بخاری کی صحیح اور امام مسلم کی صحیح بلکہ مشاہدہ کی یہ صورت مشربِ عشق سے حاصل ہوتی ہے جو روح کے لئے آبِ حیات ہے۔

[3] سِرِّ اَمْسَیْنَا - حضرت ابوالوفاؒ کُرد قوم میں سے تھے جو عربی سے ناواقف تھے حضرتِ حق نے اُنکو ایک شب میں علومِ عربیہ عطا فرمادیئے صبح کو جب انھوں نے وعظ فرمایا تو کہا شام کو میں کُردی تھا اور عربی سے ناواقف تھا اللہ کا کرم ہے کہ اُسنے رات میں عربی علوم عطا فرمادیئے اور میں صبح کو عربی ہوگیا ہوں صورتگری - مصوری، علم باطن

اہلِ چین و روم چوں حاضر شدند — **رومیاں در علم واقف تر بدند**
چینی اور رومی جب آئے — (تو) رومی باعتبارِ علم زیادہ ماہر تھے

چینیاں گفتند خدمتہا[1] کنیم — **رومیاں گفتند بر حکمت تنیم**
چینیوں نے کہا ہم محنت کریں گے — رومیوں نے کہا ہم حکمت و دانائی دکھائیں گے

چینیاں گفتند یک خانہ بما — **خاص بسپارید و یک آنِ شما**
چینیوں نے کہا ایک گھر — خاص طور پر ہمارے سپرد کرو اور ایک تم لے لو

بود دو خانہ مقابل دربدر — **زاں یکے رومی ستد چینی دگر**
آمنے سامنے کے دو گھر بالمقابل تھے — اُن میں سے ایک رومیوں نے دوسرا چینیوں نے لے لیا

چینیاں صد رنگ از شہ خواستند — **پس خزینہ باز کرد آں ارجمند**
چینیوں نے بادشاہ سے سَو قسم کے رنگ مانگے — اُس اقبال مند (بادشاہ) نے خزانہ کھول دیا

ہر صباحے از خزینہ رنگہا — **چینیاں را راتبہ بود و عطا**
ہر صبح کو خزانے سے رنگوں کے لئے — چینیوں کو مقرر رقم بلکہ اور کچھ زیادہ مل جاتا

رومیاں گفتند نے نقش و نہ رنگ — **در خور آید کار را جز دفعِ زنگ[2]**
رومیوں نے کہا نہ نقش اور نہ رنگ — کام میں آئے گا، سوائے زنگ صاف کرنے کے

در فرو بستند و صیقل می زدند — **ہمچوں گردوں سادہ و صافی شدند**
اُن (رومیوں) نے دروازہ بند کیا اور مانجھنے لگے — (در و دیوار) آسمان کی طرح سادہ اور صاف ہو گئے

از دو صد[3] رنگی بہ بیرنگی رہے ست — **رنگ چوں ابر ست و بیرنگی مہے ست**
زنگا رنگی (عالمِ کثرت) سے (بے رنگی) عالمِ وحدت کی طرف (راستہ ہے) — رنگ ابر کی طرح اور بے رنگی چاند کی طرح ہے

ہر چہ اندر ابر ضو بینی و تاب — **آں ز اختر دان و ماہ و آفتاب**
تو ابر میں جو کچھ روشنی اور چمک دیکھتا ہے — وہ ستاروں اور چاند اور سورج کی وجہ سے سمجھ

چینیاں چوں از عمل فارغ شدند — **از پئے شادی دہلہا می زدند**
جب چینی کام سے فارغ ہوئے — انھوں نے خوشی میں ڈھول بجائے

شہ در آمد دید آنجا نقشہا — **می ربود آں عقل را و فہم را**
بادشاہ آیا اُس نے اُس جگہ نقش دیکھے — جو عقل اور سمجھ کو دنگ کر رہے تھے

بعد ازاں آمد بسوئے رومیاں — **پردہ را بالا کشیدند از میاں**
اُس کے بعد (بادشاہ) رومیوں کی طرف آیا — انھوں نے درمیان سے پردے کو اوپر کھینچ دیا

[1] خدمتہا یعنی قوتِ عمل سے کام لیں گے۔ تنیم مشغول ہوں گے۔ آن۔ ملکیت۔ دربدر یعنی دونوں کے دروازے آمنے سامنے تھے۔ راتبہ۔ دونوں کا مقرر عطیہ۔ عطا بخشش جو مقرر نہ ہو۔

[2] دفعِ زنگ یعنی ہمیں رنگ و روغن مفید نہ ہوگا، بلکہ دیواروں کو صاف کرنا اور مانجھنا مفید ہوگا۔ ہمچو گردوں مکان کو آسمان کی طرح صاف ستھرا کر دیا۔

[3] از دو صد یعنی عالمِ کثرت عالمِ وحدت کا لاہنا ہے یہاں سے مولانا کا ذہن چینیوں کی زنگا رنگی اور رومیوں کی بے رنگی سے کثرت کی زنگا رنگی اور وحدت کی بے رنگی کی طرف منتقل ہو گیا ہے۔ ہر چہ ابر میں چمک اور روشنی اُن ستاروں یا چاند اور سورج کی وجہ سے ہوتی ہے جو اُس کے پیچھے ہوتے ہیں۔ اسی طرح عالمِ امکاں میں ہر کمال ذاتِ واحد سے آیا ہے۔ دہلہا دہل کی جمع ہے، ڈھول۔ پردہ را یعنی رومیوں نے اپنے مکان پر جو پردہ ڈال رکھا تھا۔

عکسِ آں تصویر و آں کردارہا[1] — زد بریں صافی شدہ دیوارہا

(تو) اُن تصویروں اور دستکاریوں کا عکس — اُن صاف دیواروں پر پڑا

ہر چہ آنجا دید ایں جا بہ نمود — دیدہ را از دیدہ خانہ می ربود

(بادشاہ نے) جو وہاں دیکھا یہاں اُس سے اچھا دیکھا — (اور یہ منظر) آنکھوں کو حلقۂ چشم سے اُچک رہا تھا

رومیاں آں صوفیانند اے پدر — بے ز تکرار و کتاب و بے ہنر

اے بابا! رومی وہ صوفی ہیں — بغیر تکرار اور کتاب اور ہنر (آموزی) کے

لیک صیقل کردہ اند آں سینہا — پاک ز آز و حرص و بخل و کینہا

لیکن اُنھوں نے سینوں کو مانجھ لیا ہے — لالچ اور حرص اور بخل اور کینوں سے پاک (کر لیا ہے)

آں صفائے آئینہ وصفِ دل است — صورتِ بے منتہا را قابل است

آئینہ کی صفائی اُن کے دل کی صفت ہے — (جو) لا انتہا صورتوں کو قبول کرنے والا ہے

صورتِ بے صورتے بیحد و عیب — ز آئینۂ دل تافت بر موسیٰؑ[2] ز جیب

صورت، بغیر صورت کے جو بیحد اور بے عیب تھی — جو گریبان میں دل کے آئینہ سے حضرت موسیٰؑ پر چمکی تھی

گرچہ آں صورت نہ گنجد در فلک — نے بعرش و فرش و دریا و سمک

اگرچہ وہ صورت آسمان میں نہیں سماتی ہے — نہ عرش میں اور نہ زمین اور نہ دریا میں اور نہ مچھلی میں

زانکہ محدود است و معدود است آں — آئینۂ دل را نباشد حد بداں

اس لئے کہ یہ چیزیں محدود اور شمار میں آنیوالی ہیں — سمجھ لے دل کی آئینہ کی کوئی حد نہیں ہے

عقل[3] ایں جا ساکت آید یا مُضل — زانکہ دل با اوست یا خود او دل است

عقل اِس جگہ خاموش رہتی ہے یا گمراہ کرتی ہے — اِسلئے کہ دل اُس سے ملا ہوا ہے یا خود وہی دل ہے

عکسِ ہر نقشے نتابد تا ابد — جز ز دل ہم با عدد ہم بے عدد

قیامت تک کے، ہر نقش کا عکس نہیں چمکتا ہے — دل کے علاوہ (کسی اور چیز پر)، خواہ وہ شمار میں آنیوالے ہوں یا اَن گنت ہوں

تا ابد ہر نقشِ نو کاید برو — می نماید بے حجابے اندرو

قیامت تک کا ہر نیا نقش جو اِس دل پر پڑتا ہے — کسی حجاب کے بغیر اُس میں نظر آتا ہے

اہلِ صیقل رستہ انداز بو و رنگ — ہر دمے بینند خوبی بے درنگ

صیقل کرنیوالے بُو اور رنگ سے نجات پا گئے ہیں — وہ اچھائی کو بلا توقف ہر وقت دیکھ لیتے ہیں

نقش و قشرِ علم را بگذاشتند — رایتِ عَینُ الیقین افراشتند

اُنھوں نے نقش اور علم کے چھلکے کو چھوڑ دیا ہے — عینُ الیقین کا جھنڈا بلند کر دیا ہے

[1] کردارہا۔ صنعتیں۔ بہ۔ بہتر۔ دیدہ خانہ۔ آنکھوں کے حلقے۔ رومیاں آں صوفیاں۔ یعنی جس طرح رومیوں نے خود نقش ونگار نہیں بنائے بلکہ چینیوں کے نقش و نگار کو منعکس کر دیا اسیطرح صوفیاء اپنی لوحِ دل پر علومِ الٰہیہ کو منعکس کر لیتے ہیں۔ دل۔ دل ایسا آئینہ ہے کہ جب وہ صاف ہو جاتا ہے تو لا انتہا صورتوں کو اپنے اندر منعکس کر لیتا ہے۔

[2] بر موسیٰؑ۔ حضرتِ موسیٰؑ کو علمِ لدُنّی حاصل ہوا تھا جو لا انتہا تھا اور بے صورت تھا چونکہ وہ علمِ حصولی نہ تھا جو اشیاء کی صُور ذہنیہ کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے۔ گرچہ۔ وہ علمِ لدُنّی زمین آسمان اور دریا اور دریائی حیوانات میں نہیں سما سکتا چونکہ یہ سب چیزیں محدود ہیں اور وہ غیر محدود ہے لیکن آئینۂ دل میں غیر محدود کو قبول کر لینے کی صلاحیت ہے۔

[3] اینجا۔ یعنی اِس معاملہ میں کہ قلب میں علمِ لدُنّی سما سکتے ہیں زانکہ۔ کیونکہ یہ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ قلب اور صورت میں اقتران ہے یا دونوں میں عینیت ہے۔ تا ابد۔ قیامت تک جس قدر نقوش ہیں خواہ محدود ہوں یا غیر محدود، دل کے سوا کسی آئینہ میں منعکس نہیں ہو سکتے ہیں۔ خوبی۔ علومِ محمودہ عَینُ الیقین یقین کا آخری درجہ ہے۔

ذوق و فکر و روشنائی یافتند[1] — بحر بہرِ آشنائی یافتند
ان کو ذوق اور فکر اور روشنی حاصل ہو گئی ہے — انہوں نے تیراکی کے لئے سمندر پا لیا ہے

مرگ کز وے جملہ اندر وحشت اند — می کنند ایں قوم بر وے ریشخند
موت جس سے سب خوف زدہ ہیں — یہ قوم اس کی ہنسی اڑاتی ہے

کس نیابد بر دلِ ایشاں ظفر — بر صدف آید ضرر نے بر گہر
(کیونکہ) ان کے دل پر کوئی قابو نہیں پا سکتا ہے — ضرر سیپ کو پہنچتا ہے، نہ کہ موتی کو

گرچہ نحو و فقہ را بگذاشتند — لیک محو و فقر را بر داشتند
اگرچہ انہوں نے نحو اور فقہ کو ترک کر دیا ہے — لیکن وہ فنا اور فقر کے حامل ہو گئے ہیں

تا نقوشِ ہشت جنت تافت ست — لوحِ دل شاں پذیرا یافت ست
جب سے آٹھوں بہشتوں کے نقوش ابھرے ہیں — انکی لوحِ دل کو (عکس کی) قبول کرنیوالی پایا ہے

بر تر اند از عرش و کرسی و خلا — ساکنانِ مقعدِ صدقِ[2] خدا
وہ عرش اور کرسی اور خلا سے بھی بہتر ہیں — (وہ) خدا کی سچائی کی نشستگاہ کے ساکن ہیں

صد نشاں دارند و محوِ مطلق اند — چہ نشاں بل عینِ دیدارِ حق اند
وہ سینکڑوں نشان رکھتے ہیں اور مطلق فنا ہیں — نشان کیا، بلکہ وہ اللہ کا بعینہٖ دیدار ہیں

پرسیدنِ پیغمبر زید را صلی اللہ علیہ وسلم کہ امروز چونی و چوں برخاستی و جواب گفتن او کہ اصبحت مومنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت زید (رضی اللہ عنہ) سے دریافت فرمانا کہ آج تم کیسے ہو اور تم نے کس حالت میں صبح کی اور ان (رضی اللہ عنہ) کا جواب دینا کہ یا رسول اللہ میں نے مومن ہونے کی حالت میں صبح کی ہے

گفت پیغمبر صباحے زید را — کیف اَصبحتَ[3] اے رفیقِ با صفا
ایک صبح کو پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے زید سے فرمایا — اے مخلص رفیق، تم نے صبح کس حالت میں کی ہے؟

گفت عبداً مومناً باز اوش گفت — گو نشاں از باغِ ایماں گر شگفت
انہوں نے کہا مومن بندہ ہونے کی حالت میں، پھر ان سے حضور نے فرمایا — اگر ایمان کا چمن کھلا ہے تو اس کی علامت بتاؤ

گفت تشنہ بودہ ام من روزہا — شب نخفتستم ز عشق و سوزہا
انہوں نے کہا میں (روزہ کی وجہ سے) دنوں پیاسا رہا ہوں — عشق اور سوز کی وجہ سے راتوں نہیں سویا ہوں

تا ز روز و شب گذر کردم چناں — کہ ز اسپر بگذرد نوکِ سِناں
یہاں تک کہ روز و شب سے میں اس طرح گذر گیا — جس طرح نیزے کی نوک ڈھال سے گذر جاتی ہے

---

[1] زوق روشنائی یعنی نورِ قلب۔ بحر یعنی علوم وہبیہ کا سمندر۔ آشنائی۔ تیراکی۔ وحشت۔ خوف۔ ریشخند یعنی اڑانا۔ ظفر۔ فتح۔ صدف یعنی جسم۔ گہر یعنی روح۔ محو۔ فنا۔ خلا۔ وہ فضا جو عرش سے اوپر ہے۔

[2] مقعدِ صدق۔ قرآن پاک میں ہے "پرہیزگار سچائی کی نشستگاہ میں ہیں"۔ صد نشاں۔ جو بقا باللہ کے ہیں۔ محوِ مطلق یعنی فنائی اللہ کی وجہ سے۔ زید یعنی ابن حارثہ رضی اللہ عنہ جن کو زید الخیر بھی کہا جاتا ہے۔ احادیث میں آنحضور کا اس طرح کا مکالمہ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں صرف اس قدر ملتا ہے کہ حضور نے ان سے دریافت کیا تھا کہ تم نے صبح کس حالت میں کی۔ اس قصہ کا مقصد یہ ہے کہ مجاہدے سے مشاہدہ پیدا ہو جاتا ہے۔

[3] کیف کیسے۔ اصبحت تو نے صبح کی۔ با صفا۔ مخلص۔ اوش۔ اُسے۔ گفت۔ دن میں روزے رکھتا تھا اور رات کو یادِ خدا میں مصروف رہتا تھا۔ تا ز روز یعنی زمانی اعتبار سے مجھے تعلق نہ رہا اور معیتِ حق جو غیر زمانی ہے وہ حاصل ہو گئی۔

کز ازاں سو[1] جملہ ملت یکے ست — صد ہزاراں سال و یک ساعت یکے ست
کیونکہ وہاں تمام ملتیں ایک ہیں — لاکھوں سال اور ایک گھنٹہ یکساں ہے

ہست ازل را و ابد را اتحاد — عقل را رہ نیست زاں سو ز افتقاد
(وہاں) ازل اور ابد میں وحدت ہے — گم ہوجانے کیوجہ سے وہاں عقل کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے

گفت ازاں رہ کو رہ آوردی بیا — در خورِ فہم و عقولِ ایں دیار
(آنحضورؐ نے) فرمایا اُس راستہ کا تحفہ کہاں ہے؟ لا — جو ان ملکوں (دنیا کے رہنے والوں) کی فہم اور عقلوں کے مناسب ہو

گفت خلقاں چوں بہ بینند آسماں — من بہ بینم عرش را با عرشیاں
(زیدؓ نے) کہا جب لوگ آسمان کو دیکھتے ہیں — میں عرش کو مع عرش کے باشندوں کے دیکھتا ہوں

ہشت جنت ہفت دوزخ پیشِ من — ہست پیدا ہمچو بُت پیشِ شمن
آٹھوں جنتیں اور ساتوں دوزخیں میرے سامنے — اِس طرح نمایاں ہیں جس طرح پجاری کے سامنے بت

یک بیک وا می شناسم خلق را — ہمچو گندم من ز جَو در آسیا
میں لوگوں کو ایک ایک کر کے جدا جدا پہچانتا ہوں — جسطرح میں چکی میں جَو اور گندم (کو پہچانتا ہوں)

کہ بہشتی کیست و بیگانہ کے ست — پیشِ من پیدا چو مار و ماہی ست
کہ بہشتی کون ہے اور (جنت سے) بیگانہ کون ہے؟ — میرے سامنے اِس طرح نمایاں ہے جسطرح سانپ اور مچھلی

ایں زماں[2] پیدا شدہ بر ایں گروہ — یَوْمَ تَبْیَضُّ وَ تَسْوَدُّ وُجُوْہ
اِس گروہ پر اِسی وقت روشن ہے — وہ دن جبکہ چہرے مُنور اور کالے ہوجائینگے

پیش ازیں ہر چند جانِ پُر عیب بُود — در رحم بود و ز خلقاں غیب بُود
اِس (روزِ قیامت) سے پہلے ہی یقیناً روح عیبوں سے بھری تھی — رحمِ مادر میں (بچے کی طرح) تھی اور مخلوق (کی نظروں) سے (غائب تھی)

اَلشَّقِیُّ[3] مَنْ شَقِیَ فِیْ بَطْنِ اُمّ — مِنْ سِمَاتِ الْجِسْمِ یُعْرَفُ حَالُہُمْ
بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے بدبخت بنا — جسم کی علامتوں سے اُن کا حال جانا جاتا ہے

تن چوں مادر طفلِ جاں را حاملہ — مرگ دردِ زادن ست و زلزلہ
بدن، ماں کی طرح، روح سے حاملہ ہے — موت، جننے کا درد اور ہلچل ہے

جملہ جانہائے گذشتہ منتظر — تا چگونہ زاید آں طفلِ بطر
پہلی تمام رُوحیں منتظر ہیں — کہ یہ خود پسند بچہ کس حالت میں پیدا ہوتا ہے؟

زنگیاں گویند خود از ماست او — رومیاں گویند بس زیباست او
کالے سمجھتے ہیں وہ ہم میں سے ہے — گورے کہتے ہیں کہ وہ بہت سُرخرو ہے

[1] کہ ذاتِ حق وحدت تامہ ہے اور وہ غیر زمانی ہے حضرت زیدؓ مقامِ وحدتِ ذات اور فنائے کثرتِ تعینات میں پہنچ گئے تھے۔ ازل و ابد چونکہ زمانی ہے لہٰذا غیر زمانی ذات کیلئے وہ یکساں ہے رہ آورد۔ سوغات، تحفہ۔ درخور۔ لائق۔ چونکہ حضرت زیدؓ نے ایسے مقام کی باتیں شروع کردی تھیں جو عوام کی عقلوں سے بالاتر تھیں لہٰذا آنحضورؐ نے انکو تنبیہ کی اور پھر انھوں نے دوزخ اور جنت وغیرہ سے متعلق باتیں بیان کرنا شروع کردیں۔ ہشت۔ یعنی جنت اور دوزخ کے تمام طبقے میرے لئے روشن ہوگئے ہیں۔

[2] ایں زماں۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے کہ عوام تو جنتی اور جہنمی کو قیامت میں پہچانیں گے لیکن اولیاء اللہ انکو اسی دنیا میں پہچان لیتے ہیں۔ یوم قرآن پاک میں ہے یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ جس روز بعض چہرے نورانی ہونگے اور بعض چہرے کالے۔ ایں زماں یعنی جسطرح حضرت زیدؓ کو مشاہدہ حاصل تھا اولیاء اللہ کو بھی مشاہدہ ہوجاتا ہے۔ پیش ازیں یعنی قیامت کے پہلے روح نظروں سے چھپی ہوئی تھی اور انکے عیب نظر نہیں آتے تھے جسطرح بچہ ماں کے پیٹ میں چھپا ہوتا ہے اور اسکے اوصاف معلوم نہیں ہوتے۔

[3] الشقی۔ بدبخت یعنی بچہ کا دوزخی یا جنتی ہونا ماں کے پیٹ میں رہتے ہوئے ہی طے ہوجاتا ہے البتہ عوام اسکے پیدا ہونے کے بعد اسکی جسمانی حرکات سے کسی فیصلہ پر پہنچتے ہیں۔ تن۔ شقی جو بدبخت ہوا۔ سمات۔ جمع سِمۃ کی ہے، علامت۔ تن۔ جسم، روح کو اسطرح چھپائے ہوئے ہے جیسے حاملہ عورت بچہ کو اور موت گویا جننے کا وقت ہے۔ جانہائے گذشتہ۔ اُن لوگوں کی روحیں جو مر چکے ہیں۔ بطر۔ خود پسندی، شادمانی۔ زنگیاں۔ حبشہ کے رہنے والے مراد جہنمی ہیں۔

چوں بزاید در جہاں جانِ وجود
جب روح کا وجود دنیا میں پیدا ہو جاتا ہے
پس نماند اختلافِ بیض و سُود
کالوں اور گوروں کا امتیاز نہیں رہتا ہے

گر بُوَد زنگی برندش زنگیاں
اگر وہ کالا ہوتا ہے تو اُس کو کالے لے جاتے ہیں
روم را رومی بَرَد ہم از میاں
گورے کو درمیان میں سے گورے لیجاتے ہیں

تا نزاد اُو مُشکلاتِ عالَم ست
جبتک وہ پیدا نہیں ہوتا عالم کیلئے مشکلات (کا سبب) ہے
آنکہ اُو نازادہ بشناسد کم ست
جو نہ جنے ہوئے کو پہچان لیں کم ہیں

اُو مگر بَیَنظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہ بُوَد
اگر وہ اللہ کے نور سے دیکھنے والا ہو
کاندرونِ پوست اُو را رہ بُوَد
کہ چھلکے کے اندر اُس کے لئے راستہ ہوتا ہے

اصلِ [2] آبِ نطفہ اسپید ست و خوش
نطفہ کا پانی اصل میں سفید اور خوشنما ہے
لیک عکسِ جانِ رومی و حبش
لیکن گورے اور کالے کی روح کا اثر

ق میدہد رنگ اَحْسَنُ التَّقْوِیْم را
بہترین ساخت والے کو رنگ بخشتا ہے
تا باسفل می برند ایں نیم را
یہاں تک آدھوں کو گہرائی میں لے جاتا ہے

یَوْمَ تَبْیَضُّ وَ تَسْوَدُّ وُجُوْہ
جس روز چہرے سفید اور سیاہ ہونگے
تُرک و ہندو شہرہ گردد زاں گروہ
اُس گروہ میں سے گورے اور کالے مشہور ہو جائینگے

فاش [3] گردد کہ تو کاہی یا کہ کوہ
واضح ہو جائے گا کہ تو تنکا ہے یا پہاڑ
ہندوی یا تُرک پیشِ ہر گروہ
تو کالا ہے یا گورا ہر گروہ پر

در رحم پیدا نباشد ہندو و تُرک
رحم (مادر) میں کالا گورا واضح نہیں ہوتا ہے
چونکہ زاید بیندش خورد و بزرگ
جب پیدا ہوتا ہے اُسکو ہر چھوٹا بڑا دیکھ لیتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز راں
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، واپس لوٹ
تا نمانیم از قطارِ کارواں
تاکہ ہم قافلہ کی قطار سے (پیچھے) نہ رہ جائیں

جوابِ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول را صلی اللہ علیہ وسلم کہ احوالِ خلق بر من پوشیدہ و پنہاں نیست

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دینا کہ لوگوں کے احوال مجھ سے چھپے ہوئے نہیں ہیں

جُملہ را چوں روزِ رستاخیز من
میں سب کو قیامت کے دن کی طرح
فاش می بینم عیاں از مرد و زن
کھلا ہوا دیکھتا ہوں خواہ مرد ہو یا عورت

ہیں بگویم یا فرو بندم نفس
ہاں میں بتاؤں یا سانس گھونٹ لوں
لب گزیدش مصطفیٰؐ یعنی کہ بس
مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُنکے لئے ہونٹ دبایا کہ بس

---

۱ چوں بزاید۔ اوپر کا قصہ تو عالمِ برزخ کا ہے کہ وہاں جہنمی کو جہنمی اور جنتی کو جنتی پہچانیں گے لیکن جب دنیا میں بچہ پیدا ہوتا ہے وہاں جہنمی اور جنتی کا فرق محسوس نہیں ہوتا ہے۔ بیض۔ ابیض کی جمع ہے، گورا۔ سُود۔ اسود کی جمع ہے، کالا۔ تا نزاد او۔ یعنی جب تک عالمِ برزخ میں پیدائش نہیں ہوتی۔

۲ اصل۔ یعنی جہنمی اور جنتی جس نطفہ سے پیدا ہوتے ہیں اور جس سے جسم کی ساخت ہوتی ہے اس میں یکسانیت ہے فرق جو پیدا ہوتا ہے وہ روح کا عکس ہے۔ احسن التقویم۔ بہترین ساخت یعنی انسان۔ اسفل۔ نچلا حصہ، یعنی جہنم کا نچلا حصہ۔ یوم۔ یعنی قیامت کے روز جہنمی اور جنتی گروہ بالکل علیحدہ علیحدہ ہو جائینگے۔

۳ فاش۔ واضح۔ کاہی۔ تو تنکا ہے۔ کوہ۔ پہاڑ یعنی عمل کے اعتبار سے بھاری ہے یا ہلکا۔ ہندو ترک یعنی جہنمی اور جنتی۔ رستاخیز۔ قیامت۔ لب گزیدن۔ ہونٹ دانتوں میں دبانا، یہ کام سے روکنے کا اشارہ ہوتا ہے۔

یارسول اللہ بگویم سرِّ حشر[1] — در جہاں پیدا کنم امروز نشر
یارسول اللہ میں قیامت کا راز کہہ ڈالوں — دنیا میں آج ہی قیامت برپا کردوں

ہِل مرا تا پردہ ہا را بر درم — تا چو خورشیدے بتابد گوہرم
مجھے اجازت دیجیئے کہ پردے چاک کردوں — تاکہ میرا جوہر آفتاب کی طرح چمکے

تا کسوف آید ز من خورشید را — تا نمایم نخل را و بید را
تاکہ میری وجہ سے سورج گرہن میں آجائے — تاکہ میں کھجور اور بید کو (جدا کرکے) دکھادوں

وا نمایم روزِ رستاخیز را — نقد را و نقدِ قلب[2] آمیز را
قیامت کے دن کو کھول کر دکھادوں — کھرے اور کھوٹے کو (دکھادوں)

دست ہا بریدہ اصحابِ شمال — وا نمایم رنگِ کفر و رنگِ آل
ہاتھ کٹے ہوئے ، بائیں جانب والوں کو — تاریکی اور سرخ رنگ کو واضح کردوں

وا کشایم ہفت سوراخِ نفاق — در ضیائے ماہ بے خسف و مُحاق
نفاق کے سات سوراخ واضح کردوں — اُس چاند کی روشنی میں جس کیلئے گرہن اور گھٹاؤ نہیں ہے

وا نمایم من پلاسِ اشقیا — بشنوانم طبل[3] و کوسِ انبیا
میں بدبختوں کا ٹاٹ کا لباس کھولکر دکھادوں — انبیاء کا نقارہ سنادوں

دوزخ و جنّات و برزخ درمیاں — پیشِ چشمِ کافراں آرم عیاں
دوزخ اور جنتیں اور درمیان میں برزخ — کافروں کی نظروں میں لے آؤں

وا نمایم حوضِ کوثر را بجوش — کآب بر روشاں زند بانگش بگوش
حوضِ کوثر کو ٹھاٹھیں مارتا ہوا دکھادوں — کہ وہ انکے چہروں پر پانی چھڑکے کانوں میں آواز پہنچائے

وانکہ تشنہ گردِ کوثر می دوند — یک بیک را وا نمایم تا کیند
وہ لوگ جو کوثر کے گرد پیاسے بھاگے پھر رہے ہیں — ایک ایک کو دکھادوں کہ وہ کون ہیں؟

واں کساں کہ تشنہ بر گردش دواں — گشتہ اند این دم نمایم من عیاں
وہ لوگ جو اُس کے چاروں طرف پیاسے بھاگے — پھر رہے ہیں، اِن کو ابھی کھلم کھلا دکھادوں

می بساید دوشِ شاں بر دوشِ من — نعرہاشاں می رسد در گوشِ من
اُن کا کندھا میرے کندھے سے چھل رہا ہے — اُن کے نعرے میرے کان میں پہنچ رہے ہیں

اہلِ جنّت پیشِ چشمم ز اختیار — در کشیدہ یک دگر را در کنار
میری آنکھوں کے سامنے جنّتی خوشی سے — ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہیں

[1] حشر و نشر۔ قیامت۔ ہِل۔ ہلیدن سے امر کا صیغہ ہے، تو چھوڑ۔ گوہرم۔ میرا کمال۔ نخل۔ کھجور یعنی وہ لوگ جو اپنے اعمال کے ثمرات پائیں گے۔ بید۔ مشہور درخت ہے جس پر کوئی پھل نہیں آتا ہے یعنی وہ لوگ جو نیک اعمال کے پھلوں سے محروم ہوں گے۔

[2] قلب۔ کھوٹا۔ اصحابِ شمال۔ بائیں جانب والے، دوزخی۔ کفر۔ سیاہی۔ آل۔ سرخی۔ ہفت۔ اِس سے وہ سات کبیرہ گناہ مراد ہیں جن کو احادیث میں "اَلسَّبْعُ الْمُوْبِقَاتُ" سات ہلاکت میں ڈالنے والی چیزیں کہا گیا ہے۔ خَسَف۔ چاند گرہن۔ مُحاق۔ چاند کا گھٹاؤ۔ پلاس۔ ٹاٹ کا لباس، ذلت کا لباس۔

[3] طبل و کوس۔ نقارہ۔ برزخ۔ جنت اور دوزخ کا درمیانی مقام۔ آب یعنی اُس کا پانی اُن کے چہروں پر پڑے اور اُس کے پانی کے جاری ہونے کی آواز اُن کے کانوں میں آئے۔ کہ تشنہ۔ کافروں کو حوضِ کوثر سے سیراب نہ کیا جائیگا۔ اہلِ جنت۔ جنتی باہم مصافحے کریں گے اور بغل گیر ہوں گے۔

دستِ بکدیگر زیارت می کُنند
ایک دوسرے کی دست بوسی کرتے ہوئے ملاقات کرتے ہیں

وز لباں ہم بوسہ غارت می کُنند
اور ہونٹوں سے بوسے (کے مزے) لُوٹ رہے ہیں

کر شد ایں گوشم زبانگِ[1] آہ آہ
آہ آہ کی آواز سے میرے یہ کان بہرے ہوگئے

از خسان و نعرۂ واحسرتاہ
بدبختوں کی وجہ سے اور واحسرتا کے نعروں سے

ایں اشارتہاست گویم از نغول
یہ تو اشارے ہیں، گہری بات (بھی) کہتا ہوں

لیک می ترسم ز آزارِ رسول
لیکن رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ملال سے ڈرتا ہوں

ہمچنیں می گفت سر مست و خراب
وہ (زیدؓ) مستی اور مدہوشی میں یہ کہہ رہے تھے

داد پیغمبر گریبانش بتاب
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُن کا گریبان اینٹھا

گفت دم درکش کہ اَسپت گرم شد
آنحضورؐ نے فرمایا خاموش رہ کہ تیرا گھوڑا تیز ہوگیا ہے

عکسِ حق لَایَسْتَحْیِیْ زد شرم شد
تجھ پر اللہ نہیں شرماتا ہے کا عکس پڑ گیا ہے جھجک جاتی رہی ہے

آئینۂ[2] تو جست بیروں از غلاف
تیرا آئینہ غلاف سے باہر آگیا ہے

آئینہ و میزاں کجا گوید خلاف
آئینہ اور ترازو خلافِ (واقعہ) کب بتاتے ہیں!

آئینہ و میزاں کجا بندد نفس
آئینہ اور ترازو کب چپ ہوئے ہیں

بہرِ آزار و حیائے ہیچ کس
کسی کی شرم اور تکلیف کی وجہ سے

آئینہ و میزاں محکہائے سنی
آئینہ اور ترازو روشن کسوٹیاں ہیں

گر دو صد سالش تو خدمتہا کُنی
اگر تو دو سو سال خدمت کرے

کز برائے من بپوشاں راستی
کہ میری وجہ سے سچائی کو چھپالے

بل فزوں بنما و منما کاستی
بلکہ زیادہ دکھادے، کمی نہ دکھا

اوت گوید ریش و سبلت بر مخند
وہ تجھ سے کہے گا کہ اپنا مذاق نہ اُڑا

آئینہ و میزاں وانگہ ریو و بند
آئینہ اور ترازو، اور پھر فریب اور حیلہ

چوں خدا ما را برائے آں فراخت[3]
جبکہ خدا نے ہمیں اس لئے بلند کیا ہے

کہ بما شُواں حقیقت را شناخت
کہ ہمارے ذریعہ سے حقیقت پہچانی جائے

ایں نہ باشد ما چہ ارزیم اے جواں
اے جوان! اگر یہ نہ ہو تو، ہم کس لائق ہیں

کے شویم آئینِ رُوئے نیکواں
ہم نیکوں کے چہرے کا آئینہ کب ہوسکتے ہیں؟

لیک درکش در بغل آئینہ را
لیکن آئینے کو بغل میں دبالے

کز تجلی کرد سینا سینہ را
اِس لئے کہ اُس نے سینہ کو تجلی سے کوہِ سینا بنا دیا ہے

[1] زبانگ آہ آہ۔ جہنمی ہائے افسوس کے نعرے لگائیں گے۔ ایں یعنی قیامت کے واقعات کے بارے میں کچھ اشارے کررہا ہوں تفصیل بیان کرنے سے ڈرتا ہوں۔ نغول۔ گہری بات۔ آزار۔ ملال۔ تابیدن، تافتن۔ اینٹھنا، بل دینا۔ اسپت یعنی تیرے کلام کا گھوڑا۔ لَایَسْتَحْیِیْ۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ ۔ خدا سچی بات کہنے سے دریغ نہیں کرتا ہے۔

[2] آئینہ۔ یعنی صاف گوئی کا آئینہ۔ خلاف یعنی اعتدال۔ آئینہ و میزان۔ یہ دونوں حقیقت واضح کردیتے ہیں۔ خواہ کسی کو رنج ہو یا خوشی۔ محک۔ کسوٹی۔ سنی۔ روشن۔ فزوں۔ زیادہ۔ کاستی کمی۔ ریش و سبلت بر مخند۔ بر ریش و سبلت خود مخند اپنی داڑھی اور مونچھ کا مذاق نہ بنا۔ ریو۔ فریب۔ بند حیلہ۔

[3] فراخت۔ افراخت بلند کیا، پیدا کیا۔ ارزیم۔ ارزیدن قیمت پانا۔ آئین روئے نیکواں شویم بھلے لوگوں کے چہرے کے لائق ہوں یعنی اُنکے روبرو ہونے کی جرأت کرسکیں۔ تجلی۔ جلوہ گر ہونا۔ سینا۔ وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ کی تجلی حاصل ہوئی تھی۔

گفت آخر ہیچ گنجد در بغل
(حضرت زیدؓ نے کہا) بغل میں کبھی سمایا ہے

آفتابِ حق و خورشیدِ ازل
حق کا سورج اور ازل کا آفتاب؟

ہم دغل[1] را ہم بغل را بر درد
وہ کھوٹ اور بغل کو بھی پھاڑ ڈالتا ہے

نے جنوں ماند بہ پیشش نے خرد
اُسکے سامنے نہ جنون ٹکتا ہے نہ عقل ٹکتی ہے

گفت یک اصبع چو بر چشمے نہی
(آنحضورؐ نے) فرمایا اگر تو آنکھوں پر ایک اُنگلی رکھدے

بینی از خورشید عالم را تہی
دنیا کو سورج سے خالی پائے گا

یک سرِ انگشت پردہ ماہ شد
ایک سرِ انگشت چاند کا پردہ بن گیا

ویں نشانِ ساتریِ شاہ شد
یہ شاہ (اللہ) کی پردہ پوشی کی مثال ہوئی

تا بپوشاند جہاں را نقطۂ
ایک نقطہ (آنکھ کا پھولا) دنیا کو چھپا دیتا ہے

مہر گردد منخسف از سقطۂ
بادل کے ایک ٹکڑے سے سورج چھپ جاتا ہے

لب بہ بند و غور دریائے نگر
خاموش رہ، اور دریا کی گہرائی پر نظر کر

بحر را حق کرد محکوم[2] بشر
سمندر کو اللہ (تعالیٰ) نے انسان کا محکوم بنایا ہے

ہمچو چشمہ زنجبیل و سلسبیل
جیسا کہ زنجبیل و سلسبیل

ہست در حکمِ بہشتیِ جلیل
بزرگ بہشتی کے حکم میں ہیں

چار جوئے[3] جنت اندر حکم ماست
جنت کی چار نہریں ہمارے حکم میں ہیں

ایں نہ زورِ ما بفرمانِ خداست
یہ ہماری طاقت نہیں ہے خدا کے حکم کیوجہ سے ہے

ہر کجا خواہیم داریمش رواں
ہم جس طرف چاہتے ہیں انکو جاری کردیتے ہیں

ہمچو سحر اندر مرادِ ساحراں
جیساکہ جادو، جادوگر کے قابو میں ہوتا ہے

ہمچو ایں دو چشمہ چشم رواں
جس طرح آنکھ کے دو رواں چشمے

ہست در حکمِ دل و فرمانِ جاں
جان کے فرمان اور دل کے حکم کے تابع ہیں

گر بخواہد رفت سوئے زہرِ مار
اگر وہ چاہے سانپ کے زہر کیطرف (ابصار) چلی جائے

ور بخواہد رفت سوئے اعتبار
اگر وہ چاہے، عبرت پکڑنے کیطرف چلی جائے

گر بخواہد سوئے محسوسات رفت
اگر وہ چاہے تو نظر محسوسات کی طرف چلی جائے

ور بخواہد سوئے ملبوسات رفت
اگر وہ چاہے چھپی ہوئی چیزوں کیطرف چلی جائے

گر بخواہد سوئے کلیات راند
اگر وہ چاہے (بصیرت) کلیات کی جانب چلی جائے

ور بخواہد حبسِ جزویات ماند
اگر وہ چاہے جزئیات میں گھری رہے

[1] دغل۔ کھوٹ۔ درد فعل مضارع ہے دریدن پھاڑنا۔ اِصبع۔ انگلی۔ ویں۔ کسی چیز کے پوشیدہ ہونیکی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اُس چیز کو چھپا دیا جائے دوسری یہ کہ اپنی آنکھ بند کرلی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا پوشیدہ ہونا دوسری قسم کا ہے۔ نقطہ۔ یعنی پتلی میں سفید نقطہ۔ مہر۔ سورج۔ منخسف۔ محجوب۔ سقطہ۔ سین کے ضمہ کیساتھ، بادل کا ٹکڑا۔

[2] محکوم۔ انسان نے دریا کو مسخر کرلیا ہے جس طرح چاہتا ہے اُسپر جہاز رانی کرتا ہے، تو جب دریا مسخر ہے تو خیالات کے دریا کو بھی قابو میں رکھنا چاہیئے۔ لب بہ بند۔ یعنی دل پر قابو حاصل کر اور اُسکے مکشوفات کو ظاہر نہ کر اور غور کر کہ جب اللہ نے سمندر کو انسان کا محکوم بنایا ہے تو دل بھی محکوم بن سکتا ہے۔ زنجبیل و سلسبیل۔ جنت کی دو نہروں کے نام ہیں یعنی یہ بھی انسان کی محکوم ہیں۔

[3] چار جو۔ چار نہریں جو کہ پانی، دودھ، شہد اور شراب کی ہیں۔ ہر کجا۔ یہ نہریں ہر اسطرف کو جاری ہونگی جسطرف جنتی چاہیگا یہ بھی انسان کی محکوم ہیں۔ دو چشمہ۔ دونوں آنکھیں دل کی محکوم ہیں۔ زہر مار۔ سانپ کا زہر یعنی گناہ۔ محسوسات۔ وہ چیزیں جو حواس کے ذریعہ معلوم کیجائیں۔ ملبوسات۔ چھپی ہوئی چیزیں جنکا حواس کے ذریعہ ادراک نہ ہوسکے۔ کلیات۔ اور جزئیات کا ادراک بصیرت سے ہوتا ہے۔

ہمچنیں ہر پنج حس چوں نائزہ[۱] — بر مرادِ امرِ دل شد جائزہ
اِسی طرح پانچوں حواس ٹونٹی کی طرح — دل کی مُراد کے مطابق چلنے والے بن گئے ہیں

ہر طرف کہ دل اشارت کرد شاں — می رود ہر پنج حس دامن کشاں
جس طرف دل نے اُن کو اشارہ کیا — پانچوں حواس نازو انداز سے روانہ ہو جاتے ہیں

دست و پا در امرِ دل اندر ملا — ہمچو اندر دستِ موسیٰؑ آں عصا
ہاتھ اور پاؤں دل کے حکم میں پھنسے ہیں — جس طرح لاٹھی (حضرت) موسیٰؑ کے ہاتھ میں

دل بخواہد پا در آید زو برقص — یا گریزد سوئے افزونی ز نقص
دل چاہے تو پاؤں اُس کی وجہ سے رقص میں آ جائیں — یا نقصان سے نفع کی طرف بھاگیں

دل بخواہد دست آید در حساب — با اصابع تا نویسد اُو کتاب
دل اگر چاہے، ہاتھ کام میں لگ جائیں — مع اُنگلیوں کے تاکہ وہ کتاب لکھے

دست در دستِ نہانی[۲] ماندہ است — اُو درون تن را برون بنشاندہ است
ہاتھ، پوشیدہ ہاتھ (دل) کے قبضہ میں ہے — وہ (دل) اندر ہے، جسم کو باہر بٹھا رکھا ہے

گر بخواہد بر عدو مارے شود — ور بخواہد بر ولی یارے شود
اگر وہ چاہے، (ہاتھ) دشمن کیلئے سانپ بن جائے — اگر وہ چاہے، دوست کا یار بن جائے

گر بخواہد کفچہ در خوردنی — ور بخواہد ہمچو گرزِ دہ منی
اگر وہ چاہے، کھانے میں چمچہ بن جائے — اگر وہ چاہے، دس من کا گرز بن جائے

دل چہ می گوید بدیشاں اے عجب — طرفہ وصلت طرفہ پنہانی سبب
تعجب ہے، دل اُن سے کیا کہدیتا ہے — عجیب تعلق ہے، عجیب مخفی سبب ہے

دل مگر مہرِ سلیمانؑ یافتہ است — کو مہارِ پنج حس بر تافتہ است
دل کو شاید مُہرِ سلیمانی مل گئی ہے — جس نے پانچوں حواس کی مُہار موڑ رکھی ہے

پنج حسے[۳] از برون میسورِ اُو — پنج حسے از درون مامورِ اُو
باہر کے پانچوں حواس اُس کے تابع ہیں — اندر کے پانچوں حواس اُس کے محکوم ہیں

دہ حس ست و ہفت اندام دگر — آنچہ اندر گفت ناید می شمر
دس حواس ہیں اور سات دوسرے اعضاء ہیں — جو ذکر میں نہیں آئے تو اُن کو گن لے

چوں سلیمانی دلا در مہتری — بر پری و دیو زن انگشتری
جبکہ تو سلیمانؑ (جیسا) ہے (اور) بہادر سردار ہے — پری اور دیو پر حکومت کر

۱۔ پنج حس۔ حواسِ خمسہ بھی دل کے محکوم ہیں۔ نائزہ۔ ٹونٹی، نل۔ جائزہ۔ گذرنے والی۔ دامن کشیدن۔ ناز سے چلنا۔ عصا۔ حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی اُنکی محکوم تھی۔ افزونی۔ زیادتی۔ حساب۔ کام۔ اَصابع۔ اصبع کی جمع ہے، اُنگلی۔

۲۔ دستِ نہانی۔ خفیہ ہاتھ، دل یعنی ہاتھ بھی دل کا محکوم ہے۔ دل چہ می گوید۔ یہاں سے مولانا نے دل کی حاکمیت پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔ مُہرِ سلیماں۔ حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی جس کی تاثیر سے وہ انسانوں اور جنوں پر حکومت کرتے تھے۔

۳۔ پنج حسے از برون۔ ظاہری پانچ حواس، باصرہ۔ دیکھنے کی طاقت۔ سامعہ۔ سننے کی طاقت۔ شامہ۔ سونگھنے کی طاقت۔ ذائقہ۔ چکھنے کی طاقت۔ لامسہ۔ چھونے کی طاقت۔ پنج حسے از درون۔ پانچ باطنی حواس۔ حسِ مشترک۔ خیال۔ وہم۔ حافظہ۔ متصرفہ۔ ہفت اندام۔ سات اعضاء، سر۔ سینہ۔ پشت۔ دونوں ہاتھ۔ دونوں پاؤں ظاہری ہفت اندام ہیں، باطنی ہفت اندام یہ ہیں۔ دماغ۔ پھیپھڑا۔ دل۔ جگر۔ تلی۔ پتہ۔ گردہ۔ چوں سلیمانی۔ جبکہ انسان کو قوتِ سلیمانی حاصل ہے تو اسکو اپنے قوٰی پر حکمراں ہونا چاہیئے۔

گر دریں مُلکت بَری باشی زریوؔ[۱]
اگر تو اپنی اِس سلطنت میں فریب سے بچا رہے
خاتم از دستِ تو نستاند سدیو
تو سدیو تجھ سے انگوٹھی نہیں چھین سکتا ہے

بعد ازاں عالم بگیرد اسمِ تو
اُس کے بعد دنیا تیرا نام (یاد) کرے گی
دو جہاں محکومِ تو چوں جسمِ تو
تیرے جسم کی طرح دونوں جہان تیرے محکوم ہونگے

ور ز دستت دیو خاتم را ببُرد
اگر تیرے ہاتھ سے جن انگوٹھی لے اُڑا
بادشاہی فوت شد بختت بمُرد
تو تیری بادشاہی ختم ہوئی اور تیرا نصیبہ مردہ ہوگیا

بعد ازاں یَا حَسْرَتَا شُد لِلْعِبَادْ
اُس کے بعد "بندوں پر افسوس ہے" ہوگیا
بر شما مختوم تا یَوْمُ التَّنَادْ
وہ تمہارے لئے قیامت تک مُہر بن گیا

ور تو دیو خویشتن را مُنکری
اگر تو اپنے شیطان (کے وجود) کا منکر ہے
چوں روی آنجا تو روشن بنگری
جب وہاں (حشر میں) پہنچے گا تو خوب دیکھ لیگا

مکرِ خود را گر تو انکار آوری
اگر تو اپنے فریب (کھانے کا) منکر ہے
از ترازو و آئینہ کے جاں بری[۲]
ترازو اور آئینہ سے کیسے جان بچائے گا؟

اِس سخن پایاں ندارد چوں کُنم
کیا کروں اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے
بعد ازیں بر قصۂ لقمانؒ[۳] تنم
اِس کے بعد میں (حضرتِ) لقمانؑ کے قصہ میں لگ گیا

مُتّہم کردنِ غلامان و خواجہ تاشاں مر لقمانؑ را کہ آں
غلاموں اور ساتھیوں کا (حضرتِ) لقمانؑ کو مُتّہم کرنا کہ ہم عمدہ اور

میوہائے پروریدہ و گزیدہ آوردیم اُو خوردہ است
اچھے میوے لائے اور وہ اُس نے کھا لئے ہیں

بُود لقمانؑ پیشِ خواجہ خویشتن
(حضرتِ) لقمانؑ اپنے آقا کے سامنے
درمیانِ بندگانش خوار تن
اُس کے غلاموں میں حقیر تھے

می فرستاد اُو غلاماں را بباغ
وہ غلاموں کو میوہ لانے کیلئے باغ میں بھیجتا تھا
تاکہ میوہ آیدش بہرِ فراغ
تاکہ اُس کے لئے بفراغت میوہ آئے

بُود لقمانؑ در غلاماں چوں طفیل[۴]
غلاموں میں (حضرتِ) لقمانؑ طفیل کی طرح تھے
پُر معانی تیرہ صورت ہمچو لیل
حکمتوں سے پُر تھے، رات کیطرح کالی صورت تھے

آں غلاماں میوہ ہائے جمع را
اُن غلاموں نے جمع شدہ میووں کو
خوش بخوردند از نہیبِ طمع را
لالچ کی لُوٹ مار سے خوب کھایا

---

[۱] زریو۔ مکر و فریب۔ سدیو۔ اُس جن کا نام ہے جس نے حضرتِ سلیمانؑ کی انگوٹھی چُرالی تھی۔ یَا حَسْرَتَا۔ قرآنِ پاک میں ہے۔ یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ: بندوں کے حال پر افسوس ہے کبھی اُن کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کی انھوں نے ہنسی نہ اُڑائی ہو۔ مختوم۔ مُہر زدہ۔ یَوْمُ التَّنَادْ۔ قیامت کا دن۔ دیو خویشتن۔ یعنی نفس۔ آنجا۔ یعنی میدانِ حشر۔

[۲] ترازو۔ یعنی میزانِ اعمال جس سے قیامت میں اعمال تولے جائینگے۔ آئینہ۔ یعنی صحیفۂ اعمال جو قیامت میں ہر شخص کو دیا جائیگا۔

[۳] لقمانؑ۔ ایک بڑے دانشور اور صاحبِ حکمت شخص کا نام ہے انکو بعض لوگ نبی بھی مانتے ہیں۔ مُتّہم۔ تہمت زدہ۔ خوار تن۔ حقیر، یعنی لقمانؑ کی دوسرے غلاموں کے مقابلہ میں آقا کے یہاں کوئی عزت نہ تھی۔

[۴] طفیل۔ ایک شخص کا نام ہے جو بلا بُلائے دعوتوں میں شرکت کرتا تھا اور ذلیل ہوتا تھا۔ تیرہ صورت۔ سیاہ فام۔ لیل۔ رات۔ جمع۔ یعنی جمع شدہ۔ خوش۔ بہت، خوب۔ نہیب۔ لوٹ۔

خواجہ را گفتند لقمانؒ خورد آں[1] — خواجہ بر لقمانؒ تُرش گشت و گراں

انھوں نے آقا سے کہا وہ لقمانؒ نے کھائے ہیں — آقا (حضرتِ) لقمانؒ پر بگڑا اور ناراض ہوا

چوں تفحص کرد از لقمانؒ سبب — در عتابِ خواجہ اَش بکشاد لَب

جب اُس نے (حضرتِ) لقمانؒ سے وجہ دریافت کی — اپنے آقا کی ناراضی کے سلسلہ میں اُنھوں نے لب کشائی کی

گفت لقمانؒ سیّدا پیشِ خدا — بندۂ خائن نباشد مُرتضیٰ

(حضرتِ) لقمانؒ نے کہا اے آقا! خدا کے سامنے — خیانت کرنیوالا غلام پسندیدہ نہیں ہوسکتا

امتحاں را کار فرما اے کیا — شربتِ رانش بدہ بہرِ نما

اے سردار! امتحان لے لیجئے — (اصلیت) دکھانے کیلئے مُسہل کا شربت پلائیے

امتحاں کُن جملہ مارا اے کریم — سیرماں در دہ تو از آبِ حمیم

اے داتا! ہم سب کا امتحان لے لیجئے — ہمیں گرم پانی پیٹ بھر کر پلا دیجئے

بعد ازاں مارا بصحرائے براں — تو سوار و ما پیادہ می دواں

اُس کے بعد ہمیں جنگل میں نکال دیجئے — آپ سوار اور ہم پیدل دوڑیں

آنگہاں بنگر تو بد کردار را — صُنعہائے کاشف الاسرار[3] را

تب تو بدکردار کو دیکھ لینا — رازوں کو کھولنے والے کی حکمتوں کیوجہ سے

گشت ساقی خواجہ از آبِ حمیم — مر غلاماں را و خوردند آں ز بیم

آقا گرم پانی کا ساقی بن گیا — غلاموں کیلئے، اور اُنھوں نے خوف کیوجہ سے پی لیا

بعد ازاں میراندشاں در دشتہا — می دویدند آں نفر تحت[4] و علا

اُس کے بعد ان کو جنگلوں میں نکال دیا — وہ لوگ اونچی نیچی جگہ دوڑے

قے در افتادند ایشاں از عنا — آب می آورد زیشاں میوہا

مشقت کی وجہ سے وہ قے میں مبتلا ہوگئے — پانی نے اُن (کے پیٹ) سے میوے نکالدئے

چونکہ لقمانؒ را در آمد قے ز ناف — می بر آمد از درونش آبِ صاف

جب (حضرتِ) لقمانؒ کی ناف سے قے آئی — اُن (کے پیٹ) میں سے صاف پانی نکلتا تھا

حکمتِ لقماںؒ چو تاند ایں نمود — پس چہ باشد حکمتِ ربُّ الوجود

جب (حضرتِ) لقمانؒ کی دانائی یہ کرشمہ دکھا سکتی ہے — تو ربُّ الوجود کی حکمت کیا ہوگی؟

یَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ كُلُّهَا — بَانَ مِنْكُمْ كَامِنٌ لَا يُشْتَهَى

جس دن سب رازوں کی آزمائش کی جائیگی — تم میں سے وہ باتیں ظاہر ہونگی جو ناپسندیدہ ہیں

[1] آں۔ آں را۔ تُرش۔ ناراض۔ گراں۔ خفا۔ تفحص۔ جستجو کرنا۔ لب کشادن۔ بولنا۔ سیّدا۔ اے آقا۔ خائن۔ خیانت کرنے والا۔ مُرتضیٰ۔ پسندیدہ۔ کارفرما۔ عمل میں لا۔ کیا۔ سردار۔ رانش۔ راندن سے بنا ہے، مُسہل۔ کریم۔ بزرگ، سخی۔ آبِ حمیم۔ گرم پانی۔ صنعہائے۔ حکمتیں۔

[3] کاشف الاسرار۔ رازوں کو کھولنے والا۔ را۔ پہلے مصرع میں علامتِ مفعول ہے۔ دوسرے مصرع میں سبب کے لئے ہے۔ ساقی۔ پانی پلانے والا۔ بیم۔ ڈر، خوف۔ دشت۔ جنگل۔ نفر۔ گروہ، جماعت۔

[4] تحت۔ نیچا۔ علا۔ بلندی۔ عنا۔ محنت۔ زیشاں یعنی غلام۔ تاند۔ تواند۔ ربُّ الوجود۔ وجود کا پالنے والا، اللہ تعالےٰ۔ یوم۔ دن۔ تُبلیٰ۔ آزمائے جائیں گے۔ السّرائر۔ سریرۃ کی جمع ہے، چھپی ہوئی چیز۔ بَان۔ ظاہر ہوا۔ کامِنٌ۔ پوشیدہ۔ لایُشتھیٰ۔ ناپسندیدہ۔

چوں سُقُوا مَاءً حَمِیْمًا قُطِّعَتْ | جُمْلَةُ الْاَسْتَارِ مِمَّا اَفْضَحَتْ
جب اُن کو گرم پانی پلایا گیا پارہ پارہ کر دیئے گئے | تمام پردے اُن کارناموں سے جنھوں نے رُسوا کیا

نار زاں آمد عذابِ کافراں | کہ حجر را نار باشد امتحاں
کافروں کی سزا، آگ اسی وجہ سے بنی ہے | کہ پتھر کی آزمائش آگ سے ہوتی ہے

ایں دلِ چوں سنگ را تا چند چند | پند گفتیم و نمی پذرفت پند
اِس پتھر جیسے دل کو کتنی ہی | ہم نے نصیحت کی اُس نے نصیحت قبول نہ کی

ریشِ بد را داروئے بد یافت رگ | مرسرِ خر را سزد دندانِ سگ
خراب زخم کو خراب دوا ہی قابو میں لائی ہے | گدھے کے سر کیلئے کتے ہی کے دانت مناسب ہیں

لِلْخَبِیْثَاتِ الْخَبِیْثُوْن حکمت ست | زشت را ہم زشت جفت و بابت ست
خبیثات کے لئے خبیثوں کا ہونا ہی دانائی ہے | بُرے کا بُرا ہی جوڑا اور لائق ہے

پس تو ہر جفتے کہ میخواہی بگیر | محوِ اُو باش و صفاتش را بذیر
پس تو جو جوڑا چاہے بنالے | اُسی میں فنا ہو جا اور صفات کو قبول کرلے

پس تو ہر راہے کہ میخواہی برو | محو و ہمشکلِ صفاتِ دوست شو
پس تو جس راستہ پر چلنا چاہے، چل | دوست کی صفات میں فنا اور ہمشکل بن جا

نور خواہی مستعدِ نور شو | دور خواہی خویش بین و دور شو
نور چاہتاہے تو نور کے لئے مستعد بن | دُور ہونا چاہتا ہے تو متکبر اور دُور ہو جا

ور رہے خواہی ازیں سجنِ خرب | سر مکش از دوست وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ
اگر اس برباد، قید خانے سے رہائی چاہتا ہے | دوست (اللہ تعالیٰ) سے سرکشی نہ کر اور سجدہ کر اور قریب ہو جا

سرکشاں را بیں سراسر در عذاب | سر بنہ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
سرکشوں کو سراسر عذاب میں سمجھ | سرِ تسلیم، خم کردے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد خیز زیدؓ | بر بُراقِ ناطقہ بر بند قید
اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے اے زیدؓ اُٹھ | گویائی کے براق کو باندھ دے

بقیۂ قصۂ زیدؓ در جوابِ حضرت رسالت عَلَیْهِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلَام

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں (حضرت) زیدؓ کا بقیہ قصہ

ناطقہ چوں فاضح آمد عیب را | میدراند پردہائے غیب را
جبکہ بولنا، عیب کی پردہ دری کرنیوالا ہے | وہ غیب کے پردوں کو چاک کر دیتا ہے

لہ سُقُوا۔ پلائے گئے۔ مَاءً حَمِیْمًا۔ گرم پانی۔ قُطِّعَتْ۔ پارہ پارہ کردیئے گئے۔ اَلْاَسْتَار، ستر کی جمع ہے، پردہ۔ مِمَّا۔ وہ چیزیں۔ اَفْضَحَتْ۔ جس نے رسوا کیا۔ حجر۔ پتھر کو آتش گیر مادہ سے توڑا جاتا ہے۔ ایں دل۔ کافروں کے دل کو قرآن نے پتھر سے تعبیر کیا ہے۔ رگ یافتن۔ حقیقت کو پہنچ جانا۔ ۲ مرسرِ خر۔ مشہور ہے گوشتِ خر دندانِ سگ۔ زشت۔ بدصورت۔ جفت۔ شوہر، بیوی۔ بابت۔ لائق، سزاوار، مناسب۔ پس۔ حدیث شریف ہے: "اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ"، انسان اپنے دوست کا مذہب اختیار کرلیتا ہے تو غور کرے کس سے دوستی کر رہا ہے۔ ۳ سجن۔ قیدخانہ۔ خرب۔ ویرانہ۔ اُسْجُدْ۔ تو سجدہ کر۔ اِقْتَرِبْ۔ قریب ہوجا۔ ایں سخن۔ یہ آنحضورؐ کا مقولہ ہے۔ براق۔ وہ سواری جو حضورؐ کو معراج میں ملی تھی۔ ناطقہ۔ قوتِ گویائی۔ یہاں سے مولانا نے اسرار کے اخفار کی حکمتیں بتائی ہیں۔ فاضح۔ رُسوا کرنے والا۔

غیبؔ[1] مطلوب حق آمد چند گاہ — این دہل زن را بران بربند راہ
ہرچند کہ اللہ (تعالیٰ) کو غیب مطلوب ہے — اس ڈھول پیٹنے والے کو نکال دے راستہ بند کردے

تگ مران درکش عنان مستور بہ — ہر کس از پندارِ خود مسرور بہ
تیز نہ دوڑ، باگ کھینچ (راز کا) چھپا ہوا ہونا بہتر ہے — ہر انسان کا اپنے خیال کے مطابق خوش رہنا بہتر ہے

حق ہمی خواہد کہ نومیدانؔ[2] او — زین عبادت ہم نگردانند رو
اللہ (تعالیٰ) چاہتا ہے کہ اُس سے نا امید — بھی اِس عبادت سے منہ نہ موڑیں

ہم مشرف در عبادتہائے او — مشتغل گشتہ بطاعتہائے او
جو لوگ اُس کی عبادتوں سے مشرف ہیں — اُس کی فرمانبرداریوں میں مشغول ہیں ق

ہم بامیدے مشرف می شوند — چند روزے در رکابش می دوند
وہ بھی اُمید سے مشرف ہوں — (کیونکہ) چند روز وہ بھی ہمرکاب رہے ہیں

خواہد آن رحمت بتابد بر ہمہ — بر بد و نیک از عمومِ مرحمہ
رحمت چاہتی ہے کہ وہ سب پر نازل ہو — بُرے اور بھلے پر رحمت کے عام ہونے کی وجہ سے

حق ہمی خواہد کہ ہر میر و اسیر — با رجا و خوف باشند و حذیرؔ[3]
اللہ (تعالیٰ) چاہتا ہے کہ ہر حاکم اور محکوم — امید و بیم میں رہیں اور ڈرتے رہیں

این رجا و خوف در پردہ بود — تا پسِ این پردہ پرورده شود
یہ امید و بیم پردہ (پوشی کی صورت) ہی میں ہو سکتی ہے — تاکہ پسِ پردہ وہ پرورش پاتے رہیں

چون دریدی پردہ کو خوف و رجا — غیب را شد کرّ و فر اندر ملا
جب تو نے پردہ چاک کر دیا امید و بیم کہاں رہی؟ — غیب کی شان و شوکت برملا ہوگئی

حکایت

بر لبِ جو بردہ ظنّے یک فتیٰ — کہ سلیمانؑ ست ماہی گیرِ ما
ایک نوجوان نے دریا کے کنارے پر خیال کیا — کہ ہمارا مچھیرا، سلیمان (علیہ السلام) ہے

گر وَیست این از چہ فرد ست و خفیست — ورنہ سیمائے سلیمانیش چیست
یہ اگر وہی ہے تو یہ تنہائی اور چھپاؤ کیوں ہے؟ — ورنہ اُس کا سلیمانؑ جیسا چہرہ مہرہ کیوں ہے!

اندرین اندیشہ می بود اُو دودل — تا سلیمانؑ گشت شاہِ مستقل
اس خیال میں وہ دو دل ہو رہا تھا — یہاں تک کہ (حضرت) سلیمانؑ مستقل بادشاہ بن گئے

دیو رفت از مُلک و تختِ اُو گریخت — تیغِ بختش خونِ آن شیطان بریخت
دیو چلا گیا۔ اُن کے مُلک اور تخت سے بھاگ گیا — اُن کے نصیبہ کی تلوار نے اس شیطان کا خون بہا دیا

لہ غیب۔ پردہ پوشی۔ دُہل زن۔ ڈھول پیٹنے والا، اعلان کرنے والا۔ تگ۔ دوڑ۔ مران۔ راندن سے نہی ہے، نہ چلا۔ عنان۔ باگ۔ مستور۔ چھپا ہوا۔ پندار۔ عقیدہ، خیال۔
کہ نومیداں۔ وہ لوگ جو غلط عقیدہ کی وجہ سے نفس الامر میں مایوس ہیں، یعنی اخفار اسرار میں یہ بھی حکمت ہے کہ یہ لوگ بھی مایوس نہ ہوں۔ عبادتہائے یعنی ناقص عبادتیں۔ رکاب۔ سواری، جلو۔ میر۔ سردار۔ اسیر یعنی محکوم۔ رجا۔ امید۔
سہ ـــــ حذیر۔ ڈرنے والا۔ این رجا۔ یعنی جب تک انسان کے اعمال پردے میں ہیں امید و خوف ہے ورنہ یکسو ہو جائیگا۔ اندر ملا۔ برملا۔ حکایت۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ انکشافِ حقیقت کے بعد خوف و رجا ختم ہو جاتا ہے۔ گر وَیست۔ اگر مچھیرا واقعی سلیمانؑ ہیں تو تنہا اور اس حالت میں کیوں ہیں۔ سیما۔ علامت، چہرہ مہرہ۔ دودل۔ متردد۔ مستقل۔ خود مختار۔ دیو۔ وہ جن جس نے انگوٹھی چرائی تھی۔

کرد در انگشتِ خود انگشتری
انھوں نے اپنی اُنگلی میں انگوٹھی پہنی
جمع[۱] آمد لشکرِ دیو و پری
دیو اور پریوں کا لشکر جمع ہوگیا

آمدند از بہرِ نظّارہ رِجال
لوگ دیدار کے لئے آئے
در میانِ شاں آنکہ بُد صاحب خیال
اُن میں وہ گمان کرنے والا (بھی) تھا

چوں در انگشتش بدید انگشتری
جب اُس نے اُن کی انگلی میں انگوٹھی دیکھی
رفت اندیشہ و گمانش یکسری
اُس کا گمان اور خیال ختم ہوگیا

وہم[۲] آنگاہ ہست کاں پوشیدہ است
وہم اُسوقت تک رہتا ہے جبتک کہ وہ پوشیدہ ہے
ایں تحرّی از پئے نادیدہ است
اٹکل بغیر دیکھی چیز کے لئے ہے

شد خیالِ غائب اندر سینہ زفت
غائب (چیز) کا خیال سینہ میں استوار ہوا
چونکہ حاضر شد خیالِ اُو برفت
جب وہ حاضر ہوگئی خیال ختم ہوا

گر سمائے نور بے باریدنی ست
اگر منوّر آسمان نہ برسنے والا ہے
ہم زمین تار بے بالیدنی ست
تاریک زمین بھی بغیر نشوونما کے ہے

یُؤمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ می باید مرا
(اللہ نے فرمایا) ہمیں غیب پر ایمان لانیوالے درکار ہیں
زاں بہ بستم روزنِ فانی سرا
اس لئے میں نے دنیا کے سوراخ بند کردیے ہیں

گرچہ ہست اظہار کردن خود کمال
اگرچہ ظاہر کرنا خود کمال ہے
می رہاند جانہا را از خیال
(کیونکہ) جانوں کو وہم سے رہائی دیدیتا ہے

لیک یک در صد بُود ایمان بغیب
لیکن سو میں سے ایک کو ایمان بالغیب ہوتا ہے
نیک داں و بگذر از تزویر و ریب
خوب سمجھ لے اور مکر اور شک سے درگزر کر

چوں[۳] شگافم آسماں را در ظہور
اگر اظہار کے لئے میں آسمان میں شگاف لگادوں
چوں بگویم ھَلْ تَریٰ فِیْہَا فُطُوْر
تو کیا تم اُنہیں شگاف دیکھتے ہو کیسے کہوں؟

تا دریں ظلمت تحرّی گسترند
تاکہ اس اندھیرے میں اٹکل لگاتے رہیں
ہر کسے رُو جانبے می آورند
ہر آدمی الگ الگ جانب کو رُخ کرے

مُدّتے معکوس باشد کارہا
(تاکہ) ایک عرصہ تک کام اُلٹے رہیں
شحنہ را دُزد آوَرَد بر دارہا
چور، کوتوال کو سولی پر چڑھادے

تاکہ بس سُلطانِ عالی ہمّتے
تاکہ عالی ہمّت بادشاہ
بندۂ بندہ خود آید مُدّتے
ایک عرصہ تک غلام کا غلام رہے

[۱] جمع آمد حضرت سلیمانؑ کی سلطنت دوبارہ جم گئی۔ رِجال۔ رجل کی جمع ہے مرد۔ صاحبِ خیال۔ یعنی وہ شخص جس نے حضرت سلیمانؑ کو مچھلیاں پکڑتے دیکھا تھا جبکہ وہ سلطنت سے محروم ہوکر ایک مچھیرے کے گھر میں رُوپوش ہوگئے تھے چوں۔ ایک روز حضرت سلیمانؑ کے جال میں وہ مچھلی آگئی جس نے وہ انگشتری نگل لی تھی جو دیو سے دریا میں گر پڑی تھی اور جس کے بل پر حضرت سلیمانؑ حکومت کرتے تھے اور اُس مچھلی کے پیٹ سے وہ انگشتری نکال کر حضرت سلیمانؑ نے اپنی اُنگلی میں پہن لی۔

[۲] وہم۔ جو چیز پوشیدہ اور مخفی ہو وہاں وہم کارفرما ہوتا ہے۔ گر سمائے نور۔ عالم کی شادابی کیلئے بارش ہونا ضروری ہے جو کہ ابر کے حجاب کیساتھ نازل ہوتی ہے ورنہ زمین میں بالیدگی نہ ہو۔ اسی طرح اخفاءِ غیب میں بھی مصلحت ہے۔ فانی سرا یعنی دنیا۔ لیک در صد۔ تمام عالم کا مومن ہوجانا مصلحتِ باری کے خلاف ہے۔

[۳] چوں۔ اگر میں غیب کے مشاہدہ کیلئے آسمانوں کو شق کردیتا تو ھَلْ تَریٰ مِنْ فُطُوْر کی دعوت نہ دیتا قرآن میں اللہ کی حکمت پر استدلال میں یہ آیت ہے فَارْجِعِ الْبَصَرَ ھَلْ تَریٰ مِنْ فُطُوْر "اے انسان تو اپنی نظر آسمان پر دوڑا کیا اُس میں تجھے کوئی شگاف نظر آتا ہے" تا دریں۔ غیب میں

مصلحت ہے جو کہ امورِ غیب میں ہیں۔ فطور۔ شگاف۔ کرّتین۔ دوبار

بندگی[1] در غیب آمد خوب و گش — حفظِ غیب آمد در استعباد خوش

غیب کی صورت میں عبادت خوب اور بہتر ہے — عبادت کرانے میں غیب کی حفاظت اچھی ہے

کو کہ مدحِ شاہ گوید پیشِ او — با کہ در غیبت بود او شرم رو

کہاں ہے وہ جو بادشاہ کے سامنے بادشاہ کی تعریف کرے — اُس کے مقابلہ میں جو غائبانہ شرمائے

قلعہ دارے کز کنارِ مملکت — دور از سلطان و سایہ سلطنت

وہ قلعہ دار جو مملکت کے کنارے پر — بادشاہ اور سلطنت کے سایہ سے دور

ق

قلعہ نفروشد بمالِ بیکراں — پاس دارد قلعہ را از دشمناں

لاتعداد مال کے لئے قلعہ کو فروخت کرے — دشمنوں سے قلعہ کی حفاظت کرے

غائب از شہ در کنارِ ثغرہا — ہمچو حاضر او نگہدارد وفا

وں کے کنارے پر بادشاہ سے غائب — حاضر کی طرح وفا کی نگہداشت کرے

پیشِ شہ او بہ بود از دیگراں — کہ بخدمت حاضر اند و جانفشاں

بادشاہ کے نزدیک وہ دوسروں سے بہتر ہوگا — جو دربار میں حاضر ہیں اور جانفشانی کر رہے ہیں

پس بغیبت نیم ذرہ حفظِ کار — بہ کہ اندر حاضری زاں صد ہزار

غیبت میں کام کی تھوڑی بھی نگہداشت — موجودگی کی لاکھ کارگذاری سے بہتر ہے

طاعت[2] و ایماں کنوں محمود شد — بعدِ مرگ اندر عیاں مردود شد

فرمانبرداری اور ایمان اب قابلِ تعریف ہے — مرنے کے بعد مشاہدہ کی صورت میں نامقبول ہے

چونکہ غیب و غائب و رُوپوش بہ — پس دہاں بربند و لب خاموش بہ

چونکہ غیب اور غائب اور چھپا ہوا بہتر ہے — تو منہ کو بند کر لے خاموش رہنا بہتر ہے

اے برادر دست وادار از سخن — خود خدا پیدا کند علمِ لدن

اے بھائی! بات کہنے سے دستبردار ہو جا — وہ (اللہ تعالیٰ) علمِ وہبی خود پیدا کر دیگا

بس بود خورشید را رویش گواہ — اَیُّ شَیْءٍ اَعْظَمُ الشَّاھِدُ اِلٰہ

سورج کے لئے اُس کا چہرہ کافی گواہ ہے — سب سے بڑا گواہ کون ہے؟ خدا ہے

نے بگویم[3] چوں قریں شد در بیاں — ہم خدا و ہم مَلَک ہم عالِماں

نہیں میں تو شہادت دونگا جیسا کہ بیان میں ساتھ میں — اللہ بھی اور فرشتے بھی اور علماء بھی

یَشْھَدُ اللہُ وَالْمَلَکُ وَاَھْلُ الْعُلُوْم — اَنَّہٗ لَا رَبَّ اِلَّا مَنْ یَدُوْم

اللہ گواہی دیتا ہے اور فرشتے اور علماء — کہ رب نہیں ہے مگر وہ جو ہمیشہ رہے

[1] بندگی یہاں سے بھی اخفاءِ احوال کی حکمت بیان کرنا مقصود ہے۔ گش۔ خوب۔ حفظ۔ محفوظ۔ استعباد۔ عبادت کرانا۔ حفظِ غیب۔ غائبانہ اطاعت کا بڑا درجہ ہے۔ کو۔ کجا یعنی دونوں میں بہت فرق ہے۔ ثغر۔ سرحد۔

[2] طاعت و ایمان۔ آیاتِ الٰہیہ کے مشاہدہ کے بعد ایمان معتبر نہ ہوگا۔ علمِ لدن۔ خدا جس کو چاہیگا خود علمِ وہبی عطا فرمادیگا اور وہ غیب پر مطلع ہو جائیگا، تو خاموش ہو جا۔ پس جب مشاہدہ ہو جائیگا تو پھر کسی گواہ کی ضرورت نہ رہے گی۔

[3] نے بگویم۔ اوپر کا مضمون تھا کہ صرف اللہ کی گواہی ہی کافی ہے۔

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

اب اِس مضمون سے گریز ہے کہ ہاں اللہ کی گواہی کافی ضرور ہے لیکن چونکہ اللہ نے اپنی گواہی میں فرشتوں اور اہلِ علم کو شریک کیا ہے تو میں بھی گواہی دیتا ہوں۔ یشہد قرآنِ پاک میں ہے۔ "شَھِدَ اللہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ" اللہ اس پر گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور اہلِ علم گواہی دیتے ہیں۔

چوں[۱] گواہی داد حق کہ بود ملک
جب اللہ تعالیٰ نے گواہی دیدی تو فرشتے کیا ہوتے ہیں

تا شود اندر گواہی مشترک
کہ وہ گواہی دینے میں شریک ہوں

زانکہ شعشاع و حضورِ آفتاب
یہ اس لئے کہ کرنوں اور سورج کی موجودگی کی

بر نتابد چشم و دلہائے خراب
کمزور آنکھیں اور دل، طاقت نہیں رکھتے ہیں

چوں خفاشے[۲] کو تفِ خورشید را
جبکہ چمگادڑ جو سورج کی چمک کی

بر نتابد بگسلد اُمید را
تاب نہیں لاتی ہے اُمید توڑ بیٹھتی ہے

پس ملائک را چو ماہاں باز داں
تو فرشتوں کو اُن چاندوں کی طرح سمجھ

جلوہ گر خورشید را بر آسماں
جو آسمان پر سورج کو جلوہ دیتے ہیں

کایں ضیا ما ز آفتابے یافتیم
(وہ کہتے ہیں) کہ یہ روشنی ہم نے سورج سے حاصل کی ہے

چوں خلیفہ بر ضعیفاں تافتیم
قائم مقام بن کر ہم کمزوروں پر چمکے ہیں

چوں[۳] مہِ نو یا سہ روزہ یا کہ بدر
نئے چاند یا تین روزہ چاند یا چودھویں کے چاند کی طرح

مرتبہ ہر یک بود در نور و قدر
ہر ایک (فرشتہ) کا نور اور قدر میں رتبہ ہے

زاجنحہ نورِ ثُلاث او رُباع
نور کے تین تین یا چار چار بازوؤں کی وجہ سے

بر مراتب ہر ملک را آں شعاع
مرتبہ کے اعتبار سے ہر فرشتہ کو وہ نور حاصل ہے

ہمچو پرہائے عقولِ انسیاں
جیسے انسانوں کے عقل بازو

کہ بسے فرق ست شاں اندر میاں
کہ اُن کے درمیان بہت بڑا فرق ہے

پس قرینِ ہر بشر در نیک و بد
ہر انسان کا نیکی اور بدی کے اعتبار سے ساتھی

آں ملک باشد کہ مانندش بود
وہ فرشتہ ہوگا جو اُس کے مناسب ہوگا

چشمِ اعمش نورِ خور را بر نتافت
چُندھے کی آنکھ میں سورج کی روشنی کی تاب نہیں ہے

اختر او را شمع شد تا رہ بیافت
ستارہ اُس کی شمع بن گیا یہاں تک کہ اُسکو راستہ مل گیا

گفتنِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مر زید رضی اللہ عنہ را
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زید رضی اللہ عنہ سے فرمانا کہ

کہ ایں سر را فاش تر زیں مگو و متابعت نگہدار
اس راز کو اس سے زیادہ کھل کر نہ کہہ اور فرمانبرداری کا لحاظ رکھ

گفت پیغمبر کہ اصحابی[۴] نجوم
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میرے صحابہ ستارے ہیں

رہرواں را شمع و شیطاں را رجوم
جو مسافروں کی شمع اور شیطان کیلئے گرز ہیں

---

۱ چوں گواہی۔ اب یہ سمجھانا ہے کہ خدا کی گواہی کے بعد فرشتوں اور علماء کی گواہی کی کیا ضرورت تھی۔ شعشاع۔ شعاع۔ بر نتابد۔ تاب نیارد۔

۲ خفاش۔ چمگادڑ۔ تف۔ چمک، گرمی۔ پس ملائک۔ یعنی جسطرح سورج کے ہوتے ہوئے چاند اور ستاروں کے وجود میں مصلحت کارفرما ہے اسیطرح اللہ کی گواہی کے بعد فرشتوں کی گواہی میں مصلحت کارفرما ہے ماہاں۔ مختلف نوع کے چاند۔

۳ چوں۔ جس طرح مختلف تاریخوں کے چاند کے نور میں فرق ہے اسیطرح فرشتوں کے مراتب میں فرق ہے۔ اجنحہ۔ جناح کی جمع ہے بازو۔ ثلاث۔ تین تین۔ رباع۔ چار چار۔ عقول۔ انسانوں کی عقلوں میں فرق ہے۔ اعمش۔ چندھا کمزور نگاہ والا۔ خور۔ خورشید۔

۴ اصحابی۔ حدیث شریف ہے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ "میرے صحابہ ستاروں کیطرح ہیں تم جس کی بھی پیروی کرو گے راہ یاب ہو جاؤ گے"۔ ستاروں کے دو فائدے ہیں ایک راہنمائی دوسرے یہ کہ وہ شیطانوں کیلئے گرز بھی ہیں جو شیاطین آسمانی باتیں چرانے کی کوشش کرتے ہیں اُن کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ اسیطرح صحابہ جو اہل العلوم ہیں وہ منکروں کی ہلاکت کا سبب ہیں۔

ہر کسے را گر بُدے آں چشم و زور — کُو گرفتے ز آفتابِ چرخ[۱] نور

اگر ہر شخص کے لئے وہ آنکھ اور طاقت ہوتی — کہ جس سے آسمان کے سورج سے نور حاصل کرسکتا

ق

کے ستارہ حاجتستے اے ذلیل — کے بُدے بر نورِ خورشید آں دلیل

اے ذلیل! ستارے کی پھر کیا ضرورت تھی؟ — وہ سورج کی روشنی کا راہنما کب ہوتا؟

ہیچ ماہ و اخترے حاجت نبود — کُو بُود بر آفتابِ حق شہود

(اُسکو) کسی چاند اور ستارے کی ضرورت نہ تھی — جو حق کے سورج کا گواہ ہوتا

ماہ[۲] می گوید با بر و خاک و فے — مَن بشر مِن مثلکم یُوحیٰ اِلیّ

چاند، ابر اور خاک اور سایہ سے کہتا ہے — میں تم جیسا انسان ہوں، مجھ پر وحی آتی ہے

چوں شما تاریک بودم در نہاد — وحیِ خورشیدم چنیں نورے بداد

دراصل تمہاری طرح میں بھی بے نور تھا — وحی کے سورج نے مجھے یہ نور عطا کیا ہے

ظلمتے دارم بہ نسبت با شموس — نور دارم بہرِ ظلماتِ نفوس

سورجوں کی بہ نسبت' میں تاریک ہوں — انسانوں کی تاریکیوں کیلئے میرے پاس نور ہے

زاں ضعیفم تا تو تابے آوری — کہ نہ مردِ آفتابِ انوری

میں اس لئے ضعیف ہوں کہ تو برداشت کرسکے — کیونکہ تو زیادہ چمکدار سورج کا مردِ میدان نہیں ہے

ہمچو شہد[۳] و سرکہ در ہم بافتم — تا بہ بیماریِ جگر رہ یافتم

میں شہد اور سرکہ کی طرح باہم مل گیا ہوں — یہاں تک کہ جگر کی بیماری تک پہنچ گیا ہوں

چوں ز علت وا رہیدی اے رہیں — سرکہ را بگذار می خور انگبیں

اے گرفتارِ (مرض) جب تو بیماری سے نجات پا جائے — سرکہ کو چھوڑ دے شہد چاٹ

تختِ دل معمور شد پاک از ہوا — بر وے الرحمٰن علی العرش استوی

جب دل کا تخت خواہشات سے پاک ہو کر (نور سے) بھر گیا — تو الرحمٰن علی العرش استویٰ کا مصداق ہو گیا

حکم بر دل بعد ازیں بے واسطہ — حق کند چوں یافت دل ایں رابطہ

اس کے بعد بلا واسطہ دل پر حکم — (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے جب دل کو یہ ربط حاصل ہو گیا

ایں سخن پایاں ندارد زید کو — تا دہم بندش کہ رسوائی مجو

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے (حضرت) زید کہاں ہیں؟ — تاکہ میں اُن کو روکوں کہ رسوائی نہ کر

نیست حکمت گفتنِ ایں اسرار را — چوں قیامت می رسد اظہار را

ان رازوں کے کہنے میں دانائی نہیں ہے — اظہار کے لئے قیامت آرہی ہے

۱ چرخ - آسمان - دلیل - رہنما - شہود و شاہد - گواہ - فے - سایہ

۲ ماہ - یعنی نبی کریم - یوحیٰ - وحی بھیجی جاتی ہے - اِلیّ - میری جانب - قرآن میں ہے - قُل اِنّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثلُکُم یُوحیٰ اِلیّ - اے نبی! تم لوگوں سے کہدو میں تم جیسا انسان ہوں مجھ پر وحی آتی ہے - چوں خطاب - آنحضورؐ کو خطاب کرکے اللہ نے فرمایا ہے: "اسی طرح سے ہم نے اپنے حکم سے دین کی جان یعنی قرآن تمہاری طرف وحی کے ذریعہ بھیجی ہے تم نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ جانتے تھے کہ ایمان کسکو کہتے ہیں - شموس - یعنی شئونِ باری اور صفاتِ الٰہی - کہ نہ مرد - براہِ راست منجانب اللہ افاضہ عوام کے لئے مناسب نہیں اسلئے رسول واسطہ بنے ہیں -

۳ شہد - یعنی فیضِ حق - سرکہ - یعنی قولی تعلیمات - جگر - یعنی مخلوقات - در ہم بافتن - مل جل جانا - رہ یافتن - داخل ہو جانا، سرایت کرنا - علت - یعنی روحانی امراض - سرکہ را بگذار - اب قالی اور قولی تعلیمات کی ضرورت نہیں ہے اسرارِ الٰہی کی معرفت بذریعہ علمِ لدنی حاصل ہونے لگیگی - تختِ دل - یعنی جب دل ہوا و ہوس سے پاک ہو جائیگا اللہ کی تجلیات اُسپر ایسی ہی ہونگی جیسی کہ عرش پر - محکم - جب اللہ سے واسطہ پیدا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ دل پر براہِ راست الہام فرما ہوتا ہے - اور اسکو علوم لدنیہ حاصل ہو جاتے ہیں - رسوائی - اسرار کا کھولنا رسوائی کا سبب ہے - قیامت - قیامت کے دن سب چھپے ہوئے راز کھل جائیں گے -

رجوع بحکایتِ زید رضی اللہ عنہ

(حضرتِ) زید رضی اللہ عنہ کی حکایت کی طرف واپسی

زید را اکنوں نیابی کو گریخت — جَست از صفِ نعال و نعل ریخت[۱]

(اے مخاطب) اب تو زیدؓ کو نہ پائیگا کیونکہ اب وہ چل دیئے — مجلس کی) آخری صف سے روانہ ہوگئے اور تیزی سے

تو کہ باشی زید ہم خود را نیافت — ہمچو اختر کہ برو خورشید تافت

تو کیا ہے، از زید خود اپنے آپ کو نہیں پا سکتے ہیں — اُس ستارے کی طرح جس پر سورج روشنی ڈالدے

نے ازو نقشے بیابی نے نشاں — نے کہے یابی براہِ کہکشاں

تو نہ اُس (ستارے) کا نقش پائے گا نہ نشان — نہ کہکشاں کے راستہ میں تو تنکا پائے گا

شد[۲] حواس و نُطقِ بے پایانِ ما — محوِ نورِ دانشِ سُلطانِ ما

ہمارے لامحدود حواس اور قوتِ گویائی — ہمارے شہنشاہ کی دانش کے نور میں فنا ہوگئی

حسہا و عقلہا شاں در درون — موج در موجِ لَدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡن

اُن (روحوں) کے حواس اور عقلیں اِس عالم میں — "لَدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡن" (کے مقام) میں موجزن تھے

چوں شب آمد باز وقتِ بار شد — انجمِ پنہاں شدہ بر کار شد

جب رات آئی پھر کام کا وقت آگیا — چھپے ہوئے ستارے کام میں لگ گئے

خلقِ[۳] عالم جملگی بیہش شوند — پردہا بر رو کشند و بغنوند

دنیا کی تمام مخلوق بے ہوش ہوجاتی ہے — چہرے ڈھانپ لیتے ہیں اور اونگھنے لگتے ہیں

صبح چوں دم زد عَلَم افراشت خور — ہر فتیٰ از خوابگہ برداشت سر

صبح نے جب سانس لیا سورج نے جھنڈا بلند کیا — ہر نوجوان نے خواب گاہ سے سر اٹھایا

بیہشاں را وادہد حق ہوشہا — حلقہ حلقہ حلقہا در گوشہا

اللہ بے ہوشوں کو ہوش دے دیتا ہے — جماعت در جماعت تابعِ فرمان ہوجاتے ہیں

پائے کوباں دست افشاں در ثنا — ناز نازاں رَبَّنَا اَحۡیَیۡتَنَا

تعریف میں ناچتے ہوئے، رقص کرتے ہوئے — ناز کرتے ہوئے کہ اے ہمارے رب تو نے ہمیں زندہ کردیا

آں جلود و آں عظامِ ریختہ — فارساں گشتہ غبار انگیختہ

ریزہ ریزہ کھالیں اور ہڈیاں — شہسوار بنے ہوئے، غبار اڑاتے ہوئے

حملہ آرند از عدم سوئے وجود — در قیامت ہم شکور و ہم عنود

عدم سے وجود کی طرف تیزی سے چلیں گے — قیامت میں شکرگذار بھی اور سرکش بھی

---

۱ نعل ریختن۔ تیز بھاگنا۔ تو کہ۔ زیدؓ اب فنا کے اُس مقام پر پہنچ گئے ہیں خود اُنکو اپنی خبر نہیں ہے۔ کہکشاں، اصل میں کاہ کشاں ہے۔ یہ باریک ستاروں کا لمبا مجموعہ ہے اور ایسا ہے جیسا کہ گھاس کا گٹھر زمین پر ڈالکر کھینچا جائے تو زمین پر نشانات ہوجاتے ہیں۔ یہ آسمان پر رات کی تاریکی میں جو نہایت دھندلا ایک سڑک کی صورت میں نظر آتا ہے۔ جب سورج نکلتا ہے نہ ستارے نظر آتے ہیں نہ کہکشاں۔

۲ شد۔ عالمِ ارواح میں ہمارے تمام حواس خدائی نور میں اسی طرح محو تھے جیسی کہ حضرتِ زیدؓ پر محویت طاری ہوئی۔ لَدَیۡنَا۔ سورۂ یٰسین میں مذکور ہے۔ اِنۡ کَانَتۡ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ھُمۡ جَمِیۡعٌ لَّدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ "قیامت بس ایک زور کی آواز ہوگی تو بس لوگ ہمارے حضور میں حاضر کئے جائیں گے" چوں شب آمد جس طرح ستارے دن میں چھپ جاتے ہیں اور رات آتے ہی معروفِ عمل ہو جاتے ہیں اسیطرح جب انسان پر شب یعنی موت طاری ہوتی ہے اور روح عالمِ ارواح میں پہنچ جاتی ہے تو ملائکہ اُس میں تصرف شروع کردیتے ہیں۔

۳ خلقِ عالم یعنی سکرات الموت سے بیہوشی طاری ہوجاتی ہے اور عالمِ برزخ میں روحوں پر غنودگی طاری ہوجاتی ہے۔ صبحدم صبح ہوتے ہی تمام انسان نیند سے بیدار ہوجاتے ہیں اسی طرح صبحِ قیامت آئیگی تو سب ہوش میں آجائینگے۔ بیہشاں۔ قیامت کے میدان میں سب بیہوش ہوش میں آکر جنابِ باری تعالیٰ میں پہنچ جائینگے۔ رَبَّنَا۔ حدیث میں سوکر اٹھنے کی دعا ہے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَحۡیَانَا بَعۡدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیۡہِ النُّشُوۡر۔

سر[۱] چه می پیچی چرا نادیده
ایسا بھولا بن کر تو کیوں انکار کرتا ہے؟
در عدم اوّل نه سر پیچیده
کیا پہلے عدم میں تونے منہ نہ موڑا تھا؟

در عدم افشرده بودی پای خویش
تونے عدم میں اپنا پیر سکوڑ رکھا تھا
که مرا که بر کند از جای خویش
کہ مجھے میری جگہ سے کون اکھاڑ سکتا ہے؟

می نه بینی صنع ربانیت را
کیا تو خدا کی کاریگری کو نہیں دیکھتا ہے
که کشید او موی پیشانیت را
کہ اس نے تیری پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچ لیا

تا کشیدت اندرین انواع حال
یہاں تک کہ تجھے اِن احوال میں مبتلا کر دیا
که نبودت در گمان و در خیال
جو تیرے گمان اور خیال میں بھی نہ تھے

آن عدم او را همارہ[۲] بنده است
عدم ہمیشہ اس کے فرمان کے تابع ہے
کار کن دیوا سلیمان زنده است
اے دیو! کام میں لگ جا سلیمانؑ زندہ ہے

دیو می سازد جفان کالجواب
دیو، تالابوں جیسے لگن بنا رہا ہے
زهره نے تا دفع گوید یا جواب
طاقت نہیں ہے کہ انکار کرے یا جواب دیدے

خویش را بین چون همی لرزی ز بیم
تو اپنے آپ کو دیکھ خوف سے کیسا کانپ رہا ہے
مر عدم را نیز لرزان دان مقیم
عدم کو بھی ہمیشہ لرزاں سمجھ

ور تو دست اندر مناصب می زنی
اگر تو بڑے عہدوں پر دست درازی کر رہا ہے
هم ز ترس ست آنکه جانے می کنی
یہ بھی ڈر ہی کی وجہ سے ہے کہ تو مشقت اٹھاتا ہے

هر چه جز عشق خدای احسن ست
خدائے خوب تر کے عشق کے علاوہ جو کچھ ہے
گر شکر خاییست آن جان کندن ست
اگر شکر خوری بھی ہے وہ جاں کنی ہے

چیست جان کندن[۳] سوی مرگ آمدن
جاں کنی کیا ہے؟ موت کی جانب چلنا ہے
دست را آب حیاتے نازدن
آبِ حیات کو حاصل نہ کرنا ہے

خلق را دو دیده در خاک ممات
مخلوق کی نگاہیں موت کی مٹی کی طرف ہیں
صد گمان دارند در آب حیات
آبِ حیات میں سینکڑوں شک کرتے ہیں

جهد کن تا صد گمان گردد نود
کوشش کر کہ سو گمان نوّے بن جائیں
شب برو ور تو بخسپی شب رود
رات کو سفر کر اگر سو گیا رات چلی جائے گی

در شب تاریک جوی آن روز را
اندھیری رات میں اس دن کی تلاش کرے
پیش کن آن عقل ظلمت سوز را
تاریکی کو ختم کر دینے والی عقل کو رہنما بنا

---

۱ سر چه - روح نے حضرت آدمؑ کے جسم میں آنے سے پہلے بھی اِنکار کیا تھا۔ در عدم۔ ازل میں روح جسم میں آنے کو آمادہ نہ تھی۔ تا کشیدت۔ مجبوراً روح کو جسدِ عنصری اختیار کرنا پڑا اور احوالِ دنیا میں مبتلا ہونا پڑا۔

۲ همارہ۔ ہموارہ، ہمیشہ۔ دیوا۔ اے دیو۔ جفان۔ جفنۃ کی جمع ہے، لگن۔ جواب۔ اصل میں جوابی ہے جو جابیہ کی جمع ہے بڑا حوض۔ زہرہ۔ پتہ، حوصلہ۔ مناصب۔ منصب کی جمع، بڑا عہدہ۔ بڑے عہدوں کی کاوش انسان مال حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے جس کی وجہ افلاس کا خوف ہوتا ہے جو بقدر اللہ ہے تو گویا انسان کا عہدے حاصل کرنا اللہ سے لرزنا ہے۔

۳ جان کندن۔ مصیبت برداشت کرنا۔ مرگ۔ یعنی دنیا۔ آبِ حیات یعنی عشقِ الٰہی، دیدارِ الٰہی۔ نود۔ نوّے۔ شب رفتن۔ رات کو چلنا، یعنی رات کو عبادت کرنا۔ آن روز۔ یعنی نورِ الٰہی۔

در شبِ بد رنگ بس نیکی بُود — آبِ حیواں۵۱ جفتِ تاریکی بُود
کالی رات میں بہت نیکیاں ہوتی ہیں — آبِ حیات اندھیرے میں ہوتا ہے

سر ز خفتن کے تواں برداشتن — با چنیں صد تخمِ غفلت کاشتن
سونے سے سر کب اٹھایا جا سکتا ہے؟ — غفلت کے ایسے سو بیج بو کر

خوابِ مُردہ لقمہ مُردہ یار شد — خواجہ خفت و دُزدِ شب بر کار شد
مُردے کی سی نیند، حرام لقمے، پیارے بن گئے — جناب سو گئے، اور رات کا چور کام میں لگ گیا

تو نمیدانی کہ خصمانت کیند — ناریاں۵۲ خصمِ وجودِ خاکیند
تو نہیں جانتا کہ تیرے دشمن کون ہیں؟ — ناری، خاکیوں کے وجود کے دشمن ہیں

نار خصمِ آب و فرزندانِ اوست — ہمچنانکہ آب خصمِ جانِ اوست
آگ، پانی اور اس کی پیداوار کی دشمن ہے — جس طرح پانی اس کی جان کا دشمن ہے

آب آتش را کشد زیرا کہ اُو — خصمِ فرزندانِ آب ست و عدو
پانی آگ کو بجھا دیتا ہے کیونکہ وہ (آگ) — پانی کی پیداوار کی مخالف اور دشمن ہے

بعد ازاں ایں نار نارِ شہوت ست — کاندرو اصلِ گناہ و زلّت ست
اس آگ کے علاوہ ایک شہوت کی آگ ہے — جس کے اندر گناہ اور لغزش کی جڑ ہے

نارِ بیرونی بآبے بفسرد — نارِ شہوت تا بدوزخ می بَرد
بیرونی آگ پانی سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے — شہوت کی آگ جہنم تک لے جاتی ہے

نارِ شہوت می نیارامد باب — زانکہ دارد طبعِ دوزخ در عذاب
شہوت کی آگ پانی سے نہیں بجھتی ہے — اس لئے کہ عذاب میں وہ دوزخ کا مزاج رکھتی ہے

نارِ شہوت را چہ چارہ۵۳ نورِ دیں — نُورُکُم اِطفاءُ نارِ الکافرین
شہوت کی آگ کا کیا علاج ہے؟ دین کا نور علاج ہے — (جس طرح) تمہارا نور (ایمان) کافروں کی آگ کا بجھانا ہے

چہ کُشد ایں نار را نورِ خدا — نورِ ابراہیمؑ را ساز اُوستا
اس آگ کو کیا چیز بجھا سکتی ہے؟ خدا کا نور (بجھا سکتا ہے) — (حضرت) ابراہیمؑ کے نور کو استاد بنا لے

تا ز نارِ نفس چوں نمرودِ تو — وا رہد ایں جسمِ ہمچوں عودِ تو
تاکہ تیرے نمرود جیسے نفس کی آگ سے — تیرا لکڑی جیسا جسم نجات پا جائے

شہوتِ نارے براندن کم نشد — اُو بماندن کم شود بے ہیچ بُد
شہوت وہ آگ ہے جو پورا کرنے سے کم نہیں ہوتی ہے — وہ روکنے سے کم ہو جاتی ہے بغیر کسی چیز کے

---

۵۱ آبِ حیواں مشہور ہے کہ آبِ حیات تک پہنچنے میں بہت سی تاریکیوں سے گزرنا پڑتا ہے، یعنی رات کے اندھیرے میں آبِ حیات تلاش کر۔ لقمۂ مردہ۔ حرام غذا۔ دزدِ شب۔ یعنی شیطان۔ خصم۔ دشمن، مخالف۔

۵۲ ناریاں۔ شیاطین۔ فرزندانِ آب۔ یعنی انسان جو نطفے سے پیدا ہوتا ہے۔ بعد ازاں۔ یعنی ناری مخلوق کے علاوہ شہوت کی آگ بھی آدمی کی دشمن ہے۔ نارِ بیرونی۔ یعنی عنصری آگ۔ نارِ شہوت۔ جس طرح دوزخ کی آگ پانی سے نہ بجھے گی اسی طرح شہوت کی آگ پانی سے نہیں بجھ سکتی ہے بلکہ دین کے نور کے ذریعہ بجھے گی۔

۵۳ چارہ۔ علاج۔ اطفاء۔ بجھا دینا۔ اوستا۔ اُستاد۔ نمرود۔ اس بادشاہ کا نام ہے جنے حضرت ابراہیمؑ کو دہکتی ہوئی آگ میں پھنکوا دیا تھا اور وہ آگ اُن پر گلزار بن گئی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کا نور آگ کے بجھ جانے کا سبب بنا تھا۔ شہوت رانی۔ خواہشِ نفسانی کو پورا کرنا۔ بماندن۔ یعنی شہوت کو روکو گے تو رُکے گی۔

تا که[1] ہیزم می نہی بر آتشے — کے بمیرد آتش از ہیزم کشے

تو آگ پر ایندھن کب تک رکھے گا؟ — ایندھن ڈالنے والے سے آگ کب بجھ سکتی ہے؟

چونکہ ہیزم باز گیری نار مُرد — زانکہ تقویٰ آب سُوئے نار بُرد

جب تو ایندھن ہٹالے گا آگ مُردہ ہوجائیگی — اسلئے کہ پرہیزگاری نے آگ پر پانی ڈالدیا ہے

کے سیہ گردد ز آتش رُوئے خوب — کو نہد گلگونہ از تقویٰ القلوب[2]

خوبصورت چہرہ آگ سے کب سیاہ ہوتا ہے؟ — اسلئے کہ اُسنے دلوں کی پرہیزگاری کا غازہ لگایا ہے

نار پاکاں را ندارد خود زیاں — کے زخاشاکے شود دریا نہاں

آگ، پاک لوگوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے — کوڑے کرکٹ سے دریا کب چھپ سکتا ہے؟

ہر کہ تریاکِ خدائے را بخورد — گر خورد زہرے بگویش کو بمُرد

جس نے خدائی تریاق کھالیا — اگر وہ زہر بھی کھالے تو اس کو مُردہ نہ کہہ

گر طبیبت گوید اے رنجورِ زار — از عَسل پرہیز کُن ہیں ہوشدار

اگر تجھ سے طبیب کہے کہ اے کمزور مریض! — شہد سے پرہیز کر، خبردار اے ہوشیار!

گر جوابش گوئی از جہل اے سقیم — کہ چرا تو میخوری بے ترس و بیم

اے بیمار! اگر تو نادانی سے اُس کو جواب دے — کہ تو بلا خوف و خطر کیوں کھا رہا ہے؟

ق

گویدت در دل حکیم مہرباں — کِشتہ قیاسے کردہ چوں اَبلہاں

مہربان طبیب، دل دل میں تجھے کہے گا — تو نے بیوقوفوں کی طرح غلط قیاس کیا ہے

آبِ[3] چشمہ بیں ز ریزش شُد فزوں — آبِ خُم بیں خود ز خوردن شُد نگوں

چشمہ کے پانی کو دیکھ بہاؤ سے اور بڑھ گیا — مٹکے کے پانی کو دیکھ پینے سے (مٹکا) اوندھا ہوگیا

خور کُند رنجور را رنجور تر — وانکہ معمور ست خود معمور تر

کھانا، بیمار کو زیادہ بیمار بنا دیتا ہے — جو صحت مند ہے اُس کو زیادہ صحت مند بنا دیتا ہے

در تو علت می فروزد ہمچو نار — ہیں مکُن با نار ہیزم را تو یار

(کھانا) تجھ میں آگ کیطرح بیماری بڑھادے گا — خبردار! ایندھن کو آگ کا یار نہ بنا

زیں دو آتش خانمانت ویراں شود — قالب زندہ ازو بے جاں شود

اِن دونوں آگوں سے تیرا گھر برباد ہوجائیگا — زندہ جسم اُنسے مُردہ ہوجائے گا

در من ار نارے ہست آں ہمچو نور — نارِ صحت در تن افزاید سرور

مجھ میں اگر آگ ہے تو وہ نور جیسی ہے — صحت کی آگ جسم میں سرور بڑھاتی ہے

---

[1] تا کہ۔ شہوت اور اُس کے تقاضے کو پورا کرنے کی مثال آگ اور ایندھن کی ہے۔ جس قدر شہوت کا تقاضہ پورا کروگے شہوت میں اضافہ ہوگا۔ تقویٰ یعنی خواہشاتِ نفسانی سے بچنا۔ گلگونہ۔ غازہ۔

[2] تقویٰ القلوب۔ دلوں کی پرہیزگاری۔ نارِ پاکاں را۔ حضرتِ ابراہیمؑ کو آگ نہیں جلاسکی، اِسی طرح آتشِ نفس سے پاک لوگ محفوظ رہتے ہیں۔ ہر کہ۔ جو کامل ہوگئے ہیں اُن کو جائز لذتیں مُضر نہیں ہوتی ہیں۔ ابتدائی مجاہدوں میں اُن کا ترک مناسب ہے۔ گر طبیب۔ مریض کو شہد مضر ہوسکتا ہے طبیب کو مضر نہیں ہے، اِسی طرح شیخ کامل لذائذ دنیوی کا استعمال کرسکتا ہے، مبتدی کے لئے مناسب نہیں ہے۔

[3] آبِ چشمہ۔ شیخِ کامل کی مثال جاری چشمہ کی سی ہے اور مبتدی خم جیسا ہے۔ خور۔ اگر بیمار غذا کھائے گا بیماری میں اضافہ ہوگا صحت مند کھائیگا تو قوت بڑھے گی۔ دو آتش۔ عنصری آگ اور بیماری کی آگ۔ نارِ صحت۔ حرارتِ عزیزی۔

نارِ صحت چوں فزاید در وجود — بے زیانِ تن شود صد گونہ سود

صحت کی آگ جب جسم میں بڑھتی ہے — جسم کے نقصان کے بغیر سو گونہ مفید ہوتی ہے

آتش افتادن در شہر در زمانِ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امیر المومنین حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شہر میں آگ لگنا

آتشے اُفتاد در عہدِ عمرؓ[1] — ہمچو چوبِ خشک میخورد اُو حجر

(حضرتِ) عمرؓ کے زمانے میں آگ لگ گئی — جو پتھروں کو سوکھی لکڑیوں کیطرح جلا رہی تھی

در فتاد اندر بنا و خانہا — تا زد اندر پرِ مُرغ ولانہا

تعمیرات اور گھروں میں لگ گئی — یہانتک کہ پرندوں کے پروں اور گھونسلوں میں جا لگی

نیمِ شہر از شعلہا آتش گرفت — آب می ترسید ازاں و می شگفت

آدھے شہر کو آگ کے شعلوں نے گرفت میں لے لیا — پانی اُس سے خوفزدہ تھا اور تعجب کر رہا تھا

مشکہائے آب[2] و سرکہ می زدند — بر سرِ آتش کسانِ ہوشمند

پانی اور سرکہ کی مشکیں ڈال رہے تھے — ہوشمند انسان آگ پر

آتش از استیزہ افزودے لہب — می رسد اورا مدد از صُنعِ ربّ

آگ، دشمنی سے، لپٹیں بڑھاتی تھی — اُسکو اللہ (تعالےٰ) کی قدرت سے مدد پہنچ رہی تھی

آتش از استیزہ افزوں می شدے — می رسید اُو را مدد از بے حدے

آگ جوش سے بڑھ رہی تھی — اُسکو بے پایاں (قدرت) سے مدد پہنچ رہی تھی

خلق آمد جانبِ عمرؓ[3] شتاب — کآتشِ ما خود نمی میرد ز آب

لوگ جلدی سے حضرتِ عمرؓ کے پاس آئے — کہ ہماری آگ پانی سے نہیں بجھ رہی ہے

گفت آں آتش ز آیاتِ خدا ست — شعلۂ از آتشِ بخلِ شماست

انہوں نے فرمایا یہ آگ خدا کے قہر کی نشانیوں میں سے ہے — تمہارے بخل کی آگ کا شعلہ ہے

آب بگذارید و ناں قسمت کنید — بخل بگذارید اگر آنِ منید

پانی کو چھوڑو، اور روٹیاں تقسیم کرو — بخل سے توبہ کرو، اگر تم میرے ہو

خلق گفتندش کہ در بکشودہ ایم — ما سخی و اہلِ فتوت بودہ ایم

لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو دروازے کھول دئیے ہیں — ہم تو سخی اور جوانمرد چلے آتے ہیں

گفت ناں در رسم و عادت دادہ اید — دست از بہرِ خدا نکشادہ اید

اُنھوں نے فرمایا تم نے روٹی رواج اور عادت کی وجہ سے دی ہے — خدا کے لئے ہاتھ نہیں کھولا ہے

[1] عہد - زمانہ۔ حجر - پہاڑوں کے پتھر کو لکڑی کی طرح جلا رہی تھی۔ لانہ - گھونسلا، بھڑوں کا چھتہ۔ آب - پانی خوفزدہ تھا اور تعجب کر رہا تھا کہ اُس سے آگ کیوں نہیں بجھ رہی ہے۔

[2] آب و سرکہ - عرب میں گھروں میں پانی اور سرکہ کے مشکے ہوتے تھے۔ استیزہ - جھگڑا، خصومت۔ لہب - شعلہ۔ بے حدے - یعنی قدرتِ الٰہی جو لا محدود ہے۔

[3] عمرؓ - میم پر تشدید ضرورتِ شعری کی وجہ سے ہے۔ آیات - آیۃ کی جمع ہے، عذاب، علامت یعنی یہ تمہارے بخل کے گناہ کی سزا ہے۔ در بکشودہ ایم - غریبوں اور مسافروں کے لئے ہمارے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ فتوت - جوانمردی، مروّت، عادت - یعنی تمہاری مہمان نوازی بطور عادت ہے بطور عبادت نہیں ہے

بہرِ فخر و بہرِ بوش و بہرِ ناز — نز برائے ترس و تقویٰ و نیاز

فخر اور شان و شوکت اور خود نمائی کیلئے (دیا ہے) — نہ کہ خوف (خدا) اور پرہیزگاری اور نیازمندی کیوجہ سے

مال تخم ست و بہر شورہ مَنِہ — تیغ را در دستِ ہر رہزن مدہ

مال بیج ہے ہر شور زمین میں نہ ڈال — تلوار کو کسی ڈاکو کے ہاتھ میں نہ دے

اہلِ دیں را باز داں از اہلِ کیں — ہمنشینِ حق بجو با او نشیں

دینداروں اور دشمنوں میں فرق کر — اللہ (تعالیٰ) کا مقرب تلاش کر اُسکا ہمنشین بن

ہر کسے بر قومِ خود ایثار کرد — خواجہ پندارد کہ او خود کار کرد

ہر شخص نے اپنی قوم پر ایثار کیا ہے — جناب سمجھتے ہیں کہ آپنے (بڑا) کام کیا ہے

قصہ خیو انداختنِ خصم در روئے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منھ پر ایک دشمن کے تھوک دینے

و انداختنِ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ شمشیر از دست

کا قصہ اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ سے تلوار پھینک دینا

از علیؓ آموز اخلاصِ عمل — شیرِ حق را داں مطہر از دغل

(حضرت) علیؓ سے عمل کا اخلاص سیکھ — اسد اللہ کو کھوٹ سے پاک سمجھ

در غزا بر پہلوانے دست یافت — زود شمشیرے بر آورد و شتافت

جہاد میں (حضرت علیؓ نے) ایک پہلوان پر قابو پایا — جلد تلوار نکالی اور لپکے

او خیو انداخت بر روئے علیؓ — افتخارِ ہر نبیؑ و ہر ولیؒ

اُسنے (حضرتِ) علیؓ کے منھ پر تھوک دیا — جو ہر نبی اور ولی کے لئے باعثِ فخر ہیں

او خیو زد بر رُخے کہ روئے ماہ — سجدہ آرد پیشِ او در سجدہ گاہ

اُس نے اُس چہرے پر تھوکا کہ چاند — اُس کے سامنے سجدہ گاہ میں سجدہ کرتا ہے

افتخارِ ہر ولیؒ و ہر صفی — کرد نارِ غیظ بر خود منطفی

ہر ولی اور ہر برگزیدہ کے لئے باعثِ فخر علیؓ نے — اپنے غصہ کی آگ کو بجھا دیا

در زماں انداخت شمشیر آں علیؓ — کرد او اندر غزایش کاہلی

(حضرتِ) علیؓ نے فوراً تلوار ڈال دی — (اور) اُس سے لڑنے میں سستی برتی

گشت حیراں آں مبارز زیں عمل — وز نمودن عفو و رحمت بے محل

وہ جنگجو اس عمل سے حیران ہو گیا — اور بے موقع عفو اور شفقت کرنے سے (حیران ہوگیا)

۱؎ بوش۔ بہا کے فتحہ اور شین معجمہ کے ساتھ۔ کر و فر۔ نخرہ۔ ناز۔
۲؎ اہلِ کیں۔ یعنی خدا کے دشمن، بدکار۔ ایثار۔ اپنی ضرورت پر دوسرے کو ترجیح دے دینا۔ خیو۔ بفتح اول و ضم تحتانی و واوِ معروف، تھوک۔ شیرِ حق۔ اسد اللہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ مُطہّر۔ پاک۔ دغل۔ کھوٹ، فساد۔
۳؎ غزا۔ جہاد، مذہبی جنگ۔ افتخار۔ اچھے، چھوٹے بڑوں کے لئے باعثِ فخر ہوتے ہیں۔ روئے ماہ۔ حضرت علیؓ کا چہرہ چاند کے لئے بھی باعثِ تعظیم ہے لیکن اُس نے یہ گستاخی کی۔ مُنطفی۔ بجھ جانے والا۔ کاہلی۔ سستی۔ مبارز۔ میدانِ جنگ میں مقابلہ کرنے والا، جنگجو۔ بے محل۔ لڑائی میں شفقت بے محل ہے۔

گفت بر من تیغ تیز افراشتی
اُس نے کہا، آپ نے مجھ پر تیز تلوار اُٹھائی

از چہ افگندی مرا بگذاشتی
پھر، کس وجہ سے آپ نے پھینک دی، مجھے چھوڑ دیا؟

آنچہ دیدی بہتر از پیکارِ من
آپ نے وہ کیا دیکھا جو مجھ سے لڑنے سے بہتر تھا؟

تا شدی تو سست در اشکارِ من
یہاں تک کہ آپ میرا شکار کرنے میں سُست ہو گئے

آنچہ دیدی کہ چنیں خشمت نشست
آپ نے وہ کیا دیکھا کہ اس طرح آپ کا غصّہ فرو ہو گیا؟

تا چنیں برقے[1] نمود و باز جست
یہاں تک کہ وہ بجلی چمکی اور واپس ہو گئی

آنچہ دیدی کہ مرا زاں عکس دید
آپ نے وہ کیا دیکھا کہ اُسکے دیکھنے کے عکس سے میرے؟

در دل و جاں شعلۂ آمد پدید
دل اور جان میں شعلہ نمودار ہو گیا

آنچہ دیدی برتر از کون و مکاں
آپ نے وہ کیا دیکھا؟ جو کون و مکان سے برتر تھا

کو بہ از جاں بود و بخشیدیم جاں
جو جان سے بھی پیارا تھا اور آپنے میری جان بخشی کر دی

در شجاعت شیرِ ربّانیتی
بہادری میں آپ شیرِ خدا ہیں

در مروّت خود کہ داند کیستی
مروّت میں کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ آپ کیا ہیں؟

در مروّت ابرِ موسائی بہ تیہ[2]
مروّت میں آپ موسائی ابر ہیں (میدان) تیہ میں

کامد از وے خوانِ نانِ بے شبیہ
جس کی وجہ سے بے نظیر روٹی کا خوان آیا

ابرہا گندم دہد کانرا بجہد
ابر گیہوں عطا کرتے ہیں جس کو محنت سے

پختہ و شیریں کُند مردم چو شہد
لوگ پکاتے ہیں اور شہد کی طرح میٹھا کر لیتے ہیں

ابرِ موسیٰؑ پرِّ رحمت بر کشاد
(حضرت) موسیٰؑ کے ابر نے رحمت کا پر کھولا

پختہ و شیریں و بے زحمت بداد
پکا پکایا اور میٹھا (کھانا) بغیر محنت کے عطا کیا

از برائے پختہ خوارانِ[3] کرم
کرم (خداوندی) سے پختہ (کھانا) کھانیوالوں کیلئے

رحمتش افراخت در عالم علم
اُس کی رحمت نے عالم میں جھنڈا بلند کر دیا

تا چہل سال آں وظیفہ واں عطا
چالیس سال تک وہ وظیفہ اور وہ عطا

کم نشد یک روز زاں اہلِ رجا
امیدواروں سے ایک روز (بھی) کم نہ ہوا

تا ہم ایشاں از خسیسی خاستند
پھر بھی وہ کمینہ پن سے اُٹھ کھڑے ہوئے

گندنا و تَرّہ و خس خواستند
گندنا اور کاہو اور ساگ کی خواہش کرنے لگے

جملگی گفتند با موسیٰ ز آز
حرص کی وجہ سے سب نے (حضرت) موسیٰؑ سے کہا

بقل و قثّا و عدس سیر و پیاز
سبزی اور ککڑی اور مسور اور لہسن اور پیاز (چاہیے)

[1] برقے۔ یعنی غصّہ کی بجلی۔ زاں عکس دید۔ اُس چیز کے اثر سے میرے دل میں بجلی کوند گئی ہے۔ شیرِ ربّانی۔ خدائی شیر، حضرت علی رضؓ کا لقب اسد اللہ ہے۔

[2] تیہ۔ وہ جنگل بیابان تھا جس میں حضرت موسیٰؑ کی قوم بنی اسرائیل پر آسمان سے ابر بھی آیا اور منّ سلویٰ بھی اترا تھا۔ ابرہا۔ یعنی معمولی ابر تو بارش برسا کر گیہوں پیدا کر دیتا ہے جس سے محنت اور مشقت کر کے انسان نفع اندوز ہوتا ہے موسیٰؑ کے ابر کے ساتھ بغیر محنت کے منّ و سلویٰ اُترا تھا۔

[3] پختہ خواراں۔ یعنی جو پکا ہوا کھانا کھانے کے عادی تھے۔ آں عطا یعنی منّ سلویٰ۔ رجا۔ امید۔ خسیسی۔ کمینہ پن۔ گندنا۔ ایک سبزی ہے جو پکا کر کھائی جاتی ہے جس میں لہسن کی سی بو ہوتی ہے۔ تَرّہ۔ ساگ۔ خس۔ کاہو۔ آز۔ لالچ۔ بقل۔ سبزی۔ قثّا۔ ککڑی۔ عدس۔ مسور۔ سیر۔ لہسن

زیں گدا رُوئی و حرص و آزِ شاں — مُنقطع شد منّ و سلویٰ زِ آسماں

اُن کی اِس گداگری اور حرص اور طمع کی وجہ سے — آسمان سے منّ اور سلویٰ بند ہوگیا

اُمّتِ احمد کہ ہستند از کرام — ہست باقی تا قیامت آں طعام

احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اُمّت جو شرفا میں سے ہے — (اس کے لئے، وہ کھانا قیامت تک باقی ہے

چوں اَبِیتُ عِندَ رَبِّی فاش شُد — یُطعِمُ وَ یُسقِی کنایت زآں اش شُد

جبکہ میں اپنے پروردگار کے پاس رات گزارتا ہوں۔ — وہ کھلاتا ہے اور پلاتا ہے، حریرہ سے کنایہ ہے

ہیچ بے تاویل ایں را در پذیر — تا در آید در گلو چوں شہد و شیر

اِس کو بغیر کسی تاویل کے مان لے — تاکہ تیرے حلق میں شہد اور دودھ کی طرح آئے

زانکہ تاویل ست وَا دادِ عطا — چونکہ بیند آں حقیقت را خطا

اِسلئے کہ تاویل کرنا خدا کی بخشش کو رد کرنا ہے — کیونکہ وہ حقیقت کو غلط سمجھ رہا ہے

آں خطا دیدن زِ ضُعفِ عقلِ اوست — عقلِ کُل مغز ست و عقلِ جزو پوست

وہ غلط سمجھنا اُس کی عقل کی کمزوری کی وجہ سے ہے — عقلِ کُل مغز ہے اور عقلِ جزو چھلکا ہے

خویش را تاویل کُن نہ اَخبار را — مغز را بد گوئی نے گلزار را

اپنی تاویل کر، حدیثوں کی تاویل نہ کر — دماغ کو بُرا کہہ، نہ کہ باغ کو

اے علیؓ کہ جملہ عقل و دیدۂ — شمۂ وا گو از انچہ دیدۂ

اے علی رضؓ! جو تم کہ مجسّم عقل و نظر ہو — جو کچھ تم نے دیکھا ہے اس میں سے کچھ بتادو

تیغِ حِلمت جانِ ما را چاک کرد — آبِ علمت خاکِ ما را پاک کرد

آپ کی بُردباری کی تلوار نے ہمیں قتل کر ڈالا — آپ کے علم کے پانی نے ہماری مٹی کو پاک کر دیا

باز گو دانم کہ ایں اَسرارِ ہُوست — زانکہ بے شمشیر کُشتن کارِ اوست

بتایئے! میں سمجھا کہ یہ خدائی رازوں میں سے ہے — اِسلئے کہ بغیر تلوار کے قتل کرنا اُسی کا کام ہے

صانعِ بے آلت و بے جارحہ — واہبِ ایں ہدیہ ہائے رائحہ

وہ بغیر اوزار اور ہاتھ کے، صانع ہے — وہ اِن قیمتی تحفوں کا عطا کرنے والا ہے

صد ہزاراں روح بخشد ہوش را — کہ خبر نبوَد دو چشم و گوش را

ہوش و حواس کو لاکھوں روح میں عطا کر دیتا ہے — (اسطرح) کہ دونوں آنکھوں اور کانوں کو خبر بھی نہیں ہے

صد ہزاراں مے چشاند روح را — کہ خبر نبوَد دہاں را اے فتیٰ

روح کو لاکھوں شرابیں پلا دیتا ہے — (اِس طور پر) کہ اے نوجوان! مُنھ کو خبر بھی نہیں ہوتی ہے

ل‌ے گدا رُوئی. گداگری. کِرام. کریم کی جمع ہے. شریف، سخی. اَبِیتُ. آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَبِیتُ عِندَ رَبِّی یُطعِمُنِی وَ یُسقِینِی "میں اپنے رب کے پاس رات گذارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے"۔

ل‌ے آش. ہر رقیق غذا جو پی جائے. تاویل. کسی کلام کے ظاہری معنیٰ چھوڑ کر کوئی دوسرے معنیٰ مراد لینا. وَا داد. واپس لینا. عقلِ کُل. یعنی وہ عقل جو آخرت کی باتیں سمجھے. عقلِ جزو. دنیاوی معاملات کی عقل۔

ل‌ے اَخبار. خبر کی جمع ہے، حدیث. اے علی. یہ اُسی پہلوان کا قول ہے. شمّہ. پارہ. حِلم. بردباری. ہُو. اللہ تعالیٰ. صانع. کام کرنے والا، بنانے والا، کاریگر. آلت. اوزار. جارحہ. ہاتھ. رائحہ. خوشبودار، قیمتی۔

بازگو اے بازِ عرش و خوش شکارؔ ۱ — تا چہ دیدی ایں زماں از کردگار
اے عرش کے باز، بہترین شکار کرنیوالے! بتائیے — آپ نے اِس وقت خدا کی جانب سے کیا دیکھا!

چشمِ تو اِدراکِ غیب آموختہ — چشمہائے حاضراں بر دوختہ
آپ کی نگاہ، غیب کا اِدراک سیکھے ہوئے ہے — حاضرین (مجلس) کی آنکھیں سلی ہوئی ہیں

آں یکے ماہے ہمی بیند عیاں — واں یکے تاریک می بیند جہاں
ایک وہ ہے جو چاند کو صاف دیکھ رہا ہے — ایک وہ ہے جو دنیا کو تاریک دیکھ رہا ہے

واں یکے سہ ماہ ۲ می بیند بہم — ایں سہ کس بنشستہ یک موضع نِعَم
ایک وہ ہے جو تین چاند یکجا دیکھتا ہے — یہ تینوں شخص ایک جگہ مستغرق ہوئے بیٹھے ہیں

چشمِ ہر سہ باز و گوشِ ہر سہ تیز — در تو آویزاں ۵ و از من در گریز
تینوں کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور تینوں کے کان تیز ہیں — تجھ سے متعلق ہیں اور مجھ سے متنفر ہیں

سحرِ غیب است ایں عجب لطفِ خفیست — بر تو نقشِ گرگ و بر من یوسفیست
یہ غیبی جادو ہے، عجیب مخفی معاملہ ہے — تیرے لئے بھیڑیے کا نقش ہے اور میرے لئے یوسفی (نقش) ہے

عالم ار ہجدہ ہزار است و فزوں — ہر نظر را نیست ایں ہجدہ زبوں
عالَم اٹھارہ ہزار ہیں بلکہ اور زیادہ — یہ اٹھارہ ہزار ہر نظر کے قابو میں نہیں ہیں

راز بکشا اے علیِ مرتضیٰؓ — اے پسِ سوءُ القضا حسنُ القضا ۳
اے علی مرتضیٰؓ! راز کھول دیجئے — اے وہ (ذات) جو بدقسمتی کے بعد خوش نصیبی بنتی ہو

یا تو واگو آنچہ عقلت یافتست — یا بگویم آنچہ بر من تافتست
یا تو آپ بتائیے جو کچھ آپ کی عقل نے سمجھا ہے — یا میں بتاتا ہوں جو مجھ پر منکشف ہوا ہے

از تو بر من تافت چوں داری نہاں — میفشانی نور چوں مہ بے زباں
آپکی ذات سے مجھ پر منکشف ہوگیا ہے، چھپاتے کیوں ہیں؟ — آپ تو بغیر کہے چاند کی طرح نور پاشی کرتے ہیں

از تو بر من تافت پنہاں چوں کُنی — بے زباں چوں ماہ پرتو می زنی
آپ چھپاتے کیوں ہیں آپ ہی کی وجہ سے واضح ہوگیا ہے — آپ تو چاند کی طرح بغیر بات کے روشنی پھیلاتے ہیں

لیک اگر در گفت آید قرصِ ماہ — شبرواں را زود تر آرد براہ
لیکن اگر چاند کی ٹکیا بول پڑے — تو مسافروں کو جلد راستہ پر لے آئے

از غلط ایمن شوند و از ذہول — بانگِ مہ غالب شود بر بانگِ غول
غلطی اور بھول سے وہ محفوظ ہوجائیں — چاند کی آواز چھلاوے کی آواز پر غالب آجائے

---

۱ خوش شکار۔ اچھا شکاری۔ کردگار۔ اللہ تعالیٰ۔ اِدراک۔ پالینا، حاصل کرلینا۔ ماہے۔ چاند یعنی ذاتِ حق۔ مصنفؒ نے یہاں مشاہدۂ حق کے مختلف مرتبوں کا ذکر کیا ہے۔ سہ ماہ۔ ایک مشاہدۂ حق جسکو جمع بھی کہتے ہیں دوسرے مشاہدۂ خلق جسکو فرق کہتے ہیں تیسرے حق اور خلق کے مجموعہ کا مشاہدہ جسکو جمع الجمع کہتے ہیں۔ نِعَم۔ یعنی متفکر، خیال میں مستغرق۔ ۲ در تو آویزاں۔ یعنی مشاہدہ حق کرنیوالا، صاحبِ جمع الجمع سے قریب اور صاحبِ فرق سے متنفر ہے۔ بر تو۔ یعنی خلق کا مشاہدہ صاحبِ فرق کے لئے مُہلک اور صاحبِ جمع الجمع کیلئے عینِ ایمان ہے۔ عالَم۔ یعنی عوالم کی کثرت کا ہر شخص مشاہدہ نہیں کرسکتا ہے۔ مرتضیٰ۔ پسندیدہ، یہ حضرت علیؓ کا لقب ہے۔ سوءُ القضا۔ بدقسمتی یعنی قتل کرنیکا ارادہ۔ ۳ حسنُ القضا۔ خوش قسمتی یعنی معاف کرنیکا معاملہ اور ایمان کا سبب۔ تافتست۔ یعنی وہ نور جو آپ پر منکشف ہوا ہے اُسکا عکس مجھ پر بھی پڑا ہے۔ بے زبان۔ یعنی بغیر کہے۔ پرتو می زنی۔ تم مظہرِ حقیقت ہو۔ شب رواں۔ رات کا مسافر جو چاند سے رہنمائی حاصل کرتا ہے۔ غول۔ چھلاوہ مشہور ہے کہ وہ راستے سے بھٹکا دیتا ہے۔

ماہ[1] بے گفتن چو باشد رہنما — چوں بگوید شد ضیا اندر ضیا
جب چاند بغیر بولے رہنما ہوتا ہے — اگر بولے تو نورٌ علیٰ نور بن جائے

چوں تو بابی آں مدینۂ علم را — چوں شعاعی آفتابِ حلم را
جبکہ آپ علم کے شہر کا دروازہ ہیں — جبکہ آپ بُردباری کے سورج کی شعاع ہیں

باز باش اے بابِ جویا باب — ق تا رسد از تو قشور اندر لُباب
اے دروازے! دروازے کی جستجو کرنیوالے کیلئے کھلا رہ — تاکہ تیری وجہ سے چھلکے مغز کے مرتبہ میں پہنچ جائیں

باز باش اے بابِ رحمت تا ابد — بارگاہِ مالہٗ کُفواً احد[2]
اے رحمت کے دروازے! قیامت تک کھلا رہ — اس ذات کی بارگاہ جس کا کوئی ہمسر نہیں ہے

ہر ہوا و ذرّہ خود منظرے ست — ناکشودہ کے بُود کانجا درے ست
ہر ہوا اور ہر ذرہ ایک دریچہ ہے — جس جگہ دروازہ ہوتا ہے وہ بند کب رہتا ہے!

تا نہ بکشاید درے را دیدباں — در درونِ ہرگز نہ گنجد ایں گماں
نگراں، جب تک دروازہ نہ کھولدے — یہ خیال دل میں نہیں جمتا ہے

چوں کشادہ شد درے[3] حیراں شود — مرغِ امید و طمع پرّاں شود
جب دروازہ کھلتا ہے، حیران ہوجاتا ہے — امید اور طمع کا پرندہ پرواز کرنے لگتا ہے

غافلے ناگہ بویراں گنج یافت — سوئے ہر ویرانہ زاں پس می شتافت
ایک ناواقف کو اچانک ویرانہ میں خزانہ مل گیا — اُس کے بعد وہ ہر ویرانے کیطرف دوڑتا ہے

تا ز دُرویشے نیابی تو گہر — کے گہر جوئی ز دُرویشِ دگر
جب تک ایک درویش سے تجھے موتی نہ ملجائے — تو دوسرے درویش سے موتی کب ڈھونڈیگا؟

سالہا گر ظن دَوَد با پائے خویش — نگذرد ز اِشگافِ بینیہائے خویش
تیرا خیال سالوں بھی اپنے پیر سے دوڑیگا — تو اپنی ناک کے نتھنوں سے آگے نہ بڑھے گا

تا بہ بینی نایدت از غیب بُو — غیرِ بینی ہیچ می بینی بگو
جبتک تیری ناک میں غیب کی خوشبو نہ آئے — بتا، ناک کے علاوہ تجھے کچھ نظر آئے گا

سوال کردن از امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ چون تو بر خونِ ہمچو منی مظفر شدی و شمشیر از دست انداختی و مرا نکشتی

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کرنا کہ یہ کیا ہوا کہ مجھ جیسے کے قتل پر آپ قابو پاگئے اور آپ نے ہاتھ سے تلوار پھینکدی اور مجھے قتل نہ کیا

[1] ماہ۔ چاند بغیر بولے رہنمائی کرتا ہے اگر بولنے لگے تو مزید رہنمائی کرنے لگے۔ بابی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں۔ قشور۔ قشر کی جمع ہے، چھلکا، یعنی بے علم۔ لُباب۔ مغز، یعنی علم۔
[2] کفو۔ ہمسر، شریک۔ احد۔ کوئی۔ ہر ہوا، یعنی مشاہدۂ حق کیلئے دروازہ کا کھلنا ہی ضروری نہیں ہے کائنات کے ہر ہر ذرہ میں اُس کا مشاہدہ ہو سکتا ہے لیکن پھر بھی دیدبان کی ضرورت ہے جیسا کہ اگلے شعر میں فرمایا ہے۔ درے ست۔ یعنی جو دروازہ اسی لئے بنایا گیا ہے کہ آنیوالے اُس سے داخل ہوں وہ بند نہیں کیا جاتا ہے۔ دیدباں۔ محافظ، یعنی شیخ کامل کے ذریعہ سے اطمینان حاصل ہوگا کہ ہر ذرہ کے ذریعہ مشاہدہ ہو سکتا ہے۔
[3] چوں کشادہ شد۔ مشاہد کو کیفیت حیرت لاحق ہوتی ہے اور وہ مزید انکشاف کیلئے کوشش کرتا ہے اُسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی کو ایک خزانہ مل جائے تو وہ شوق میں جنگلوں میں مزید خزانوں کی تلاش کرتا ہے۔ سالہا۔ شیخ کامل کے بغیر محض ذاتی جدوجہد سے کمال حاصل نہیں ہوتا ہے۔ تا بہ بینی غیب سے مناسبت شیخ کامل کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔

پس بگفت آں نو مسلمانِ ولی ۱ — از سرِ مستی و لذت با علیؓ
اُس نو مسلم، ولی نے کہا — حضرت علی رضؓ سے لذت اور سرمستی کی حالت میں

ق

کہ بفرما یا امیر المومنیں — تا بجنبد جاں بہ تن ہمچو جنیں
کہ اے امیر المومنین! فرمائیے — تاکہ روح جسم میں وجد کرے پیٹ کے بچّے کی طرح

ہفت اختر مر جنیں را مدّتے — میکنند اے جاں بنوبت خدمتے ۲
ساتوں ستارے ایک مدّت تک پیٹ کے بچّے کی — باری باری خدمت کرتے ہیں، اے جان!

چونکہ وقت آید کہ جاں گیرد جنیں — آفتابش آں زماں گردد معیں
جب یہ وقت آتا ہے کہ پیٹ کے بچّے میں روح آجائے — اُس وقت سورج اُس کا مددگار بنتا ہے

چوں جنیں را نوبتِ تدبیرِ رُو — از ستارہ سوئے خورشید آید اُو
جب پیٹ کے بچّے کی پیدائش کا وقت آجاتا ہے — تو وہ ستارے سے سورج کی جانب آجاتا ہے

ایں جنیں در جنبش آید ز آفتاب — کافتابش جاں ہمی بخشد شتاب
یہ پیٹ کا بچّہ سورج کی وجہ سے حرکت میں آتا ہے — چونکہ آفتاب جلد اُس کو روح بخشتا ہے

از دگر انجم بجز نقشے نیافت — ایں جنیں تا آفتابش بر نتافت
(اُس پیٹ کے بچّے نے) دوسرے ستاروں سے صورت کے علاوہ کچھ نہ پایا — اس طرح جب تک کہ اُس پر سورج نہیں چمکا

از کدامیں رہ تعلق یافت اُو — در رحم با آفتابِ خوبرو
کس راستے سے اُس کو تعلق پیدا ہوا؟ — رحم میں رہتے ہوئے خوبصورت آفتاب سے

از رہِ پنہاں کہ دور از حسِّ ماست — آفتابِ چرخ را بس راہہاست ۳
اُس مخفی راستے سے جو ہمارے ادراک سے دُور ہے — آسمان کے سورج کے بہت سے راستے ہیں

آں رہے کہ زر بیابد قوت ازو — واں رہے کہ سنگ شُد یاقوت ازو
وہ راستہ ہے کہ سونا اُس سے غذا حاصل کرتا ہے — وہ راستہ ہے کہ اُس سے پتھر یاقوت بنجاتا ہے

آں رہے کہ سُرخ سازد لعل را — واں رہے کہ برق بخشد نعل را
وہ راستہ ہے کہ لعل کو سُرخ بناتا ہے — وہ راستہ ہے کہ جو نعل کو برق عطا کرتا ہے

آں رہے کہ پختہ سازد میوہ را — واں رہے کہ دل دہد کالیوہ را
وہ راستہ ہے کہ میووں کو پکاتا ہے — وہ راستہ ہے کہ حیران کو دل عطا کرتا ہے

بازگو اے بازِ پر افروختہ — با شہ و با ساعدش آموختہ
بتائیے، اے پر کھولے ہوئے باز! — جو بادشاہ اور اُس کی کلائی پر سدھایا ہوا ہے

---

۱ نو مسلم۔ وہ شخص جو کافر کے گھر پیدا ہوا اور پھر مسلمان ہوا ہو۔ جنین۔ وہ بچّہ جو ماں کے پیٹ میں ہے۔ ہفت اختر۔ ماں کے پیٹ میں بچّہ کی تدبیر اور نشو و نما میں مختلف ستاروں کا دخل ہوتا رہتا ہے۔ روح پڑنے کے وقت سورج مدبّر بنتا ہے جس کی وجہ سے بچّہ میں روحِ حیوانی آجاتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سورج قرار دے کر جنین یعنی اپنی روح پیدا کر دینے کی تمنا کا اظہار ہے۔

۲ نوبت۔ باری۔ مُعیں۔ مددگار۔ شتاب۔ جلد۔ بجز نقشے۔ سورج کے علاوہ دیگر ستارے صرف جسمانی نشو و نما کی تدبیر کرتے ہیں۔ او۔ یعنی ماں کے پیٹ کا بچّہ، جنین۔

۳۔ راہہا۔ سورج کا کائنات میں بہت سی راہوں سے اثر انداز ہے، یہ مخفی راہ جس سے وہ ماں کے پیٹ کے بچّہ پر اثر انداز ہے ہم حواس کے ذریعہ اُس کا اِدراک نہیں کر سکتے ہیں۔ یہی وہ راہ ہے کہ سورج کان میں سونے کی پرورش کرتا ہے اِسی راہ سے اُس کے ذریعہ پتھر یاقوت بنجاتا ہے لعل میں سرخی اِسی راہ سے آتی ہے گھوڑے کے نعل میں رگڑ کے وقت اسی راہ سے سورج کی تاثیر ہوتی ہے جس سے آگ پیدا ہوجاتی ہے میوہ را۔ میووں کی پختگی سورج کی تاثیر

ے جو دل دہد۔ جو عطا کرتا ہے۔ کالیوہ۔ حیران، احمق۔ آنت۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ الٰہی الطاف و انعام ہے۔

باز گو اے بازِ عنقا گیرِ شاہ
بتائیے: اے عنقا کو شکار کرنے والے شاہی باز!
اے سپاہ اِشکن بخود نے با سپاہ
اے بغیر سپاہیوں کے تنہا لشکر کو شکست دینے والے!

اُمّتِ وحدی[۱] یکے و صد ہزار
آپ تنہا ایک امت ہیں، ایک ہیں اور لاکھوں ہیں
باز گو اے بندہ بازت را شکار
بتائیے اے وہ کہ خادم آپ کے باز کا شکار ہے!

در محلِ قہر ایں رحمت ز چیست
قہر کی جگہ یہ مہر کس وجہ سے ہے؟
اژدہا را راہ دادن راہِ کیست
اژدہے کو چھوڑ دینا کس کا طریقہ ہے؟

جوابِ دادنِ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ سببِ افگندنِ شمشیر از دست چہ بُود در آنحالت

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب دینا کہ اس وقت تلوار کو ہاتھ سے پھینک دینے کا سبب کیا تھا

گفت من تیغ از پئے[۲] حق میزنم
فرمایا، میں اللہ تعالیٰ کے لئے تلوار چلاتا ہوں
بندۂ حقّم نہ مامورِ تنم
میں خدا کا بندہ ہوں، اپنے جسم کا غلام نہیں ہوں

شیرِ حقّم، نیستم شیرِ ہوا
میں اسد اللہ ہوں، خواہشِ نفسانی کا شیر نہیں ہوں
فعلِ من بر دینِ من باشد گوا
میرا فعل میرے دین پر گواہی دے گا

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ در حراب
جنگ میں کنکریاں تو نے نہیں پھینکیں جبکہ پھینکیں
من چو تیغم واں زنندہ آفتاب
میں تلوار کی طرح ہوں اور چلانے والا سورج ہے

رختِ خود را من زرہ بر داشتم
راستے سے میں نے اپنا سامان ہٹا لیا
غیرِ حق را من عدم انگاشتم
خدا کے غیر کو میں نے معدوم سمجھ لیا ہے

سایہ[۳] ام من کے جدا ام ز آفتاب
میں سایہ ہوں، سورج سے کب جدا ہوں؟
حاجبم من نیستم او را حجاب
میں (دربار کا) دربان ہوں اس کے لئے پردہ نہیں ہوں

من چو تیغم پُر گہر ہائے وصال
جبکہ میں وصال کے موتیوں سے جڑی ہوئی تلوار ہوں
زندہ گردانم نہ کشتہ در قتال
میں جنگ میں زندگی دیتا ہوں، قتل نہیں کرتا ہوں

خوں نپوشد گوہرِ تیغِ مرا
میری تلوار کے جوہر کو، خون نہیں چھپا سکتا ہے
باد از جا کے بَرد میغِ مرا
میرے ابر (اکرم) کو ہوا جگہ سے کب ہلا سکتی ہے

کہ نیم کوہم ز صبر و حلم و داد
میں تنکا نہیں ہوں، صبر اور حلم اور انصاف کا پہاڑ ہوں
کوہ را کے در رباید تند باد
تیز ہوا، پہاڑ کو کب ہلا سکتی ہے؟

۱ اُمّتِ وحدی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ ابراہیم تنہا ایک قوم تھے۔ اژدہا سانپ کو تو مار ڈالنا چاہیئے اس کو بھاگنے کا راستہ نہ دینا چاہیئے تو آپ کو چاہیئے تھا کہ مجھ جیسے دشمن کو قتل کر ڈالتے۔

۲ پئے حق۔ یعنی میرا جہاد صرف اللہ کیلئے ہے۔ مَا رَمَیْتَ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں کفار کی طرف ایک مٹھی کنکریاں پھینکیں جس سے کفار سراسیمہ ہو گئے۔ قرآن میں فرمایا گیا کہ وہ تمہارا پھینکنا نہ تھا ہمارا کام تھا جس کی یہ تاثیر ہوئی۔ آفتاب۔ یعنی اللہ تعالیٰ، جب بندہ کوئی کام اللہ کی عین مرضی کے مطابق کرتا ہے تو اس کام کو اللہ کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔ رخت۔ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں میری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے۔

۳ سایہ ام۔ خدا کی مرضیات میں بالکل خدا کے تابع ہوں جس طرح سایہ سورج کے تابع ہے۔ حاجب۔ دربان، جس کا کام دربار تک پہنچانا ہے۔ وِصال۔ بادشاہوں کی تلواروں میں موتی جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ میری تلوار کا زیور خدا کا وصال ہے۔ زندہ گردانم۔ میرے جہاد کا مقصدِ اصلی قتل کرنا نہیں ہے بلکہ راہِ حق دکھا کر جاوید زندگی دینا ہے۔ کہ نیم۔ میں گھاس کا تنکا نہیں ہوں۔

آنکہ از بادے رَوَد از جا خَسے ست[۱] | زانکہ بادِ ناموافق خود بسے ست
جو ہوا سے جگہ سے ہل جائے وہ تنکا ہے | اِس لئے کہ ناموافق ہوائیں تو بہت ہیں

بادِ خشم و بادِ شہوت بادِ آز | بُرد اُو را کو نبُود اہلِ نماز
غصہ کی ہوا، اور شہوت کی ہوا، حرص کی ہوا | اُس شخص کو جنبش دیتی ہے جو دیندار نہ ہو

بادِ حرص و بادِ کینہ بادِ آز | بُرد اُو را کو نبُود اہلِ نیاز
حرص کی ہوا اور کینہ کی ہوا، ہوس کی ہوا | اُس کو اُڑالے گئی جو نیازمند نہ تھا

بادِ کبر و بادِ عُجب و بادِ خلم | بُرد اُو را کہ نبُود از اہلِ علم
تکبر کی ہوا اور غرور کی ہوا اور سبک سری کی ہوا | اُسکو اُڑالے گئی اسلئے کہ وہ اہلِ علم میں سے نہ تھا

کوہم و ہستیِ من بنیادِ اُوست | ور شوم چوں کاہ بادم بادِ اوست
میں پہاڑ ہوں اور میرا وجود اُس کی بنیاد ہے | اگر میں تنکا بنوں تو میرے لئے ہوا اُسکی جانب سے ہے

جُز بہ بادِ اُو نجنبد میلِ من | نیست جُز عشقِ احد سرخیلِ من
اُس کی ہوا کے بغیر میرا جھکاؤ نہیں ہوتا ہے | عشقِ الٰہی کے علاوہ میرا کوئی پیشرو نہیں ہے

خشم[۲] بر شاہاں شہ و ما را غلام | خشم را من بستہ ام زیر و لگام
غصہ، بادشاہوں پر حکمراں ہے اور ہمارا غلام ہے | میں نے غصہ پر زین اور لگام کس دیا ہے

تیغِ حلمم گردنِ خشمم زدست | خشمِ حق بر من ہمہ رحمت شدست
میری بُردباری کی تلوار نے میرے غصہ کی گردن کاٹ دی ہے | مجھ پر اللہ کا غصہ مجسم رحمت بن گیا ہے

غرقِ نورم گرچہ سَقفم شد خراب | روضہ گشتم گرچہ ہستم بُوتراب
میں نور میں غرق ہوں اگرچہ میرا جسم تباہ ہے | میں باغ بن گیا ہوں اگرچہ میں ابوتراب ہوں

چوں درآمد علتے اندر غزا | تیغ را دیدم میاں کردن سزا
جہاد میں جب ایک علت پیدا ہوگئی | میں نے مناسب سمجھا کہ تلوار کو میان میں کرلوں

تا اَحَبَّ[۳] لِلّٰہِ آید نامِ من | تا کہ اَبْغَضْ لِلّٰہِ آید کامِ من
تاکہ میرا نام اَحَبَّ لِلّٰہ میں ہوجائے | تاکہ میرا مقصد اَبْغَضَ لِلّٰہ ہوجائے

تا کہ اَعْطٰی لِلّٰہِ آید جُودِ من | تا کہ اَمْسَکَ لِلّٰہِ آید بُودِ من
تاکہ میری بخشش اَعْطٰی لِلّٰہ ہوجائے | تاکہ میرا وجود اَمْسَکَ لِلّٰہ بنجائے

بُخلِ من لِلّٰہ عطا لِلّٰہ و بس | جملہ لِلّٰہِ ام نیَم من آنِ کس
میرا بخل کرنا اللہ کے لئے ہے اور میرا دینا اللہ کے لئے ہے | میں مجسم اللہ کیلئے ہوں میں کسی کا غلام نہیں ہوں

---

۱ زانکہ تنکا ہر ناموافق ہوا کے ساتھ اُڑجاتا ہے۔ آنکہ۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ خلم۔ بجائے معجمہ سبک سری آپ بیتی۔ بنیادِ اوست۔ یعنی میں حلم اور بُردباری کا پہاڑ ہوں اور میرا وجود اُس حلم کی جڑ اور بنیاد ہے۔ بادِ اوست۔ یعنی اللہ کی ہوا کیلئے میں بمنزلہ تنکے کے ہوں۔

۲ خشم۔ غصہ، بادشاہوں پر حکمراں ہے میں نے اُس کو قابو میں کرلیا ہے۔ سَقف۔ چھت، اِس جگہ بدن مُراد ہے۔ بُوتراب۔ مٹی والا، ایکبار حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رنجیدہ ہوکر مسجدِ نبوی کے کچے فرش پر جا لیٹے، پسینہ آیا تو زمین کی مٹی آپ کے بدن پر لگ گئی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آنحضور نے مسجد میں پہنچکر آپ کی کمر سے مٹی صاف کرنی شروع کی اور محبت سے فرمایا قُم یَا اَبَا تُراب اے مٹی میں سنے ہوئے کھڑا ہوجا۔ اُس روز سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لقب بوتراب پڑگیا۔

۳ اَحَبَّ۔ حدیث شریف ہے مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَاَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ جس شخص نے کسی سے محض اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کیلئے بغض کیا اور کسی کو محض اللہ کیلئے دیا اور محض اللہ کیلئے نہ دیا اُسنے اپنے ایمان کو مکمل کرلیا یعنی ان کاموں میں اُسکی ذاتی غرض شامل نہ ہو تو وہ خاصانِ خدا میں سے ہے۔

لله آنچہ می کنم تقلید[1] نیست
میں جو کچھ کرتا ہوں اللہ کے لئے ہے تقلید نہیں ہے

نیست تخییل و گماں، جز دید نیست
خیال و گمان نہیں ہے آنکھوں دیکھی بات ہے

ز اجتہاد و از تحرّی رستہ ام
میں غور و فکر اور اٹکل سے آزاد ہوں

آستیں بر دامنِ حق بستہ ام
میں نے آستین اللہ کے دامن سے وابستہ کر دی ہے

گر ہمی پرّم ہمی بینم مطار
اگر میں پرواز کرتا ہوں تو مجھے اُڑنے کی جگہ نظر آتی ہے

ور ہمی گردم ہمی بینم مدار
اگر میں گردش کرتا ہوں تو مجھے گھومنے کی جگہ نظر آتی ہے

ور کشم بارے بدانم تا کجا
اگر میں بوجھ اُٹھاتا ہوں تو جانتا ہوں کہاں تک (اُٹھانا ہے)

ماہم و خورشید پیشم پیشوا
میں چاند ہوں اور میرے آگے سورج راہنما ہے

بیش[2] ازیں با خلق گفتن روے نیست
مخلوق سے اس سے زیادہ کہنا مناسب نہیں ہے

بحر را گنجائے اندر جوے نیست
نہر میں سمندر کی گنجائش نہیں ہے

پست می گویم باندازۂ عقول
عقلوں کے اندازہ سے گر کر میں بات کہتا ہوں

عیب نبود ایں بود کارِ رسول
عیب نہیں، یہی رسول کا (طریقہ) کار ہے

از غرض[3] حُرّم گواہی حُر شنو
میں غرض سے آزاد ہوں، آزاد کی گواہی سنو

کہ گواہی بندگاں نرزد بجو
اسلئے کہ غلاموں کی گواہی ایک جو کے بھی برابر نہیں

در شریعت مر گواہی بندہ را
غلام کی گواہی کی شریعت میں

نیست قدرے وقتِ دعویٰ و قضا
دعوی اور فیصلہ کے وقت کوئی قدر نہیں ہے

گر ہزاراں بندہ باشندت گواہ
اگر ہزاروں غلام تیرے گواہ ہوں

بر نسنجد شرع ایشاں را بکاہ
شریعت انکو تنکے کا (بھی) ہموزن نہیں سمجھتی

بندۂ شہوت بتر نزدیکِ حق
اللہ کے نزدیک نفسانی خواہش کا غلام زیادہ برا ہے

از غلام و بندگانِ مسترق
رقیق بنائے ہوئے غلاموں سے

کایں بیک لفظے شود از خواجہ حُر
اس لئے کہ وہ (غلام) ایک لفظ سے آقا سے آزاد ہو جاتا ہے

واں زید شیریں و میرد سخت مُر
اور وہ (نفس کا غلام) لذت میں جی کر سختی سے مرتا ہے

بندۂ شہوت ندارد خود خلاص
شہوت کے غلام کی خلاصی نہیں ہے

جز بفضلِ ایزد و انعامِ خاص
بجز اللہ تعالٰے کے فضل اور خاص انعام کے

در چہے افتاد کو را غور نیست
وہ ایسے کنویں میں گرا ہے جسکی تھاہ نہیں ہے

واں گناہِ اوست جبر و جور نیست
وہ اُس کی خطا ہے ظلم و زبردستی نہیں ہے

---

[1] تقلید نیست یعنی عمل کا یہ اخلاص لوگوں کی دکھاوٹ بھی نہیں ہے بلکہ یہ میرا عین الیقین ہے۔ گر ہمی پرّم۔ قربِ الٰہی کے نور کی وجہ سے میرا ہر کام علی وجہ البصیرت ہے۔ تاہم میں ہر وقت اللہ تعالےٰ سے نور کا کسب کرتا رہتا ہوں۔

[2] بیش ازیں یعنی جس قدر میں اپنے بارے میں کہہ چکا ہوں اُس سے زیادہ کہنے کا موقع نہیں ہے۔ بخاری شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ أَتُحِبُّونَ أَنْ يُكَذَّبَ اللهُ وَرَسُولُهُ۔ لوگوں سے وہی باتیں کہو جو وہ سمجھ سکیں۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اسکے رسول کو جھٹلا دیا جائے۔ یعنی عوام کیلئے ناقابلِ فہم باتیں کروگے تو وہ ان باتوں کی تکذیب کردینگے۔

[3] از غرض یعنی میں اپنی ان باتوں پر دلائل تو قائم نہیں کرتا ہوں کیونکہ یہ ذوقی باتیں ہیں خود گواہی دیتا ہوں اور چونکہ میں آزاد ہوں، آزاد شخص کی گواہی شریعت میں معتبر ہوتی ہے جو خود اپنی جگہ دلیل ہوتی ہے۔ مُسترق رقیق یعنی غلام بنایا ہوا۔ کایں یعنی غلام اور رقیق کو اگر اُس کا آقا اَنتَ حُرٌّ کہدے تو فوراً آزاد ہو جاتا ہے لیکن شہوت کا غلام موت تک غلام رہتا ہے۔ چہ یعنی گمراہی کا کنواں۔

در چہے انداخت اُو خود را کہ من
اُس نے اپنے آپکو ایسے کنویں میں گرا دیا ہے کہ مجھے

در خورِ قعرش نمی یابم رسن[۱]
اُس کی گہرائی کے بقدر رسّی نہیں ملتی ہے

چوں گناہِ اُوست اے جاں چوں کُنم
جب اُسکی خطا ہے اے پیارے! میں کیا کروں؟

کہ وُرا از قعرِ چہ بیروں کُنم
کہ اُس کو کنویں کی گہرائی سے باہر نکالوں

بس کُنم گر ایں سخن افزوں شود
بس کرتا ہوں، اگر یہ بات بڑھی

خود جگر چہ بُود کہ خارا خوں شود
تو جگر کیا ہوتا ہے، سنگ خارا بھی خون بنجائے گا

ایں جگر ہا خوں نشد از سختی ست
یہ جگر خون نہ بنے اس کی وجہ سختی ہے

غفلت و مشغولی و بدبختی ست
غفلت اور مصروفیت اور بدبختی ہے

خوں[۲] شود روزیکہ خونش سُود نیست
اُس دن خون بنے گا جبکہ خون بننا مفید نہیں ہے

خوں شو ایں وقتیکہ خوں مردود نیست
اب اِسوقت خون بن جبکہ خون بننا نامقبول نہیں ہے

چوں گواہی بندگاں مقبول نیست
جبکہ غلاموں کی گواہی مقبول نہیں ہے

عدل آں باشد کہ بندہ غول نیست
عدل وہ ہوگا جو شیطان کا غلام نہیں ہے

گفت اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا در نُذُر
قرآن میں اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا فرمایا ہے

زانکہ بُود از کون اُو حُر بن حُر
کیونکہ وہ (آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم) پیدائش سے آزاد ابن آزاد ہے

چونکہ حُرم خشم کے بند مرا
جبکہ میں حُر ہوں تو غصہ مجھے قیدی کب بنا سکتا ہے؟

نیست اینجا جز[۳] صفاتِ حق در آ
یہاں تو اللہ تعالیٰ کی صفات کے علاوہ کچھ نہیں ہے، اندر آ

اندر آ کازاد کردت فضلِ حق
اندر آجا، اللہ تعالیٰ کی مہربانی نے تجھے آزاد کر دیا

زانکہ رحمت داشت بر خشمش سبق
کیونکہ اُس کی رحمت اسکے غصہ پر سبقت لیگئی ہے

اندر آ اکنوں کہ رستی از خطر
اندر آجا، اب تو خطرے سے نجات پاگیا ہے

سنگ بودی کیمیا کردت گہر
تو پتھر تھا، تجھے کیمیا نے موتی بنا دیا ہے

رستۂ از کفر و خارستانِ اُو
تو کفر اور اُس کے خارستان سے نجات پاگیا ہے

چوں گلے بشگفتۂ در بُستانِ اُو
اُس کے باغ میں تو پھول کی طرح کھل گیا ہے

تو منی و من توام اے محتشم
تو میں اور میں تو ہے اے معزز!

تو علیؓ بودی علیؓ را چوں کُشم
تو علیؓ تھا، علیؓ کو میں کیسے قتل کروں!

معصیت کردی بہ از ہر طاعتے
تُو نے وہ گناہ کیا جو ہر طاعت سے بہتر ہے

آسماں پیمودۂ در ساعتے
تو نے ایک گھڑی میں آسمان ناپ ڈالا

۱؎ رسن۔ کنویں کی رسّی۔ چوں کنم۔ میں کیا کروں۔ خود کردہ را علاجے نیست۔ قعرِ چہ۔ کنویں کی گہرائی۔ ایں سخن۔ یعنی گناہوں کی بنا پر قساوتِ قلبی کا بیان۔ خارا۔ پتھر کی ایک سخت قسم ہے۔ ایں جگرہا۔ قرآن نے قساوتِ قلبی کا بیان کیا اور کفار کے دل خون نہ ہوتے اُسکی وجہ اُن کی قساوتِ قلبی کی انتہا تھی۔

۲؎ خوں شود۔ اِن قسی القلب لوگوں کے جگر بھی خون ہونگے لیکن وہ قیامت میں ہونگے جبکہ ندامت اور خونِ جگر بہانے سے کوئی نفع نہ ہوگا۔ عدل۔ گواہی کیلئے عدالت شرط ہے جس کیلئے حریت ضروری ہے تو شیطان کا غلام عدل نہ کہلائے گا اور اُس کی گواہی معتبر نہ ہوگی۔ گفت۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا۔ اے رسول! ہم نے تمہیں گواہ بنا کر بھیجا ہے۔ حُر بن حُر۔ آزاد، آزاد کا بیٹا۔

۳؎ جز صفاتِ حق۔ یعنی اب میں خدائی اخلاق اور صفات کا حامل ہوں۔ سبق۔ سبقت۔ حدیث قدسی ہے اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ۔ بیشک میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔ خطر یعنی کفر اور قتل کے خطرات۔ کیمیا۔ یعنی فضلِ خداوندی۔ بُستان۔ باغ یعنی بندگانِ خاص۔ تو منی۔ یعنی اب تو اور میں ہم مشرب اور ہم مذہب ہوگئے ہیں۔ معصیت۔

قتل کا ارادہ جو مسلمان ہونے کا سبب بنا، تم آسمانی بلندیوں پر پہنچ گئے۔

بس خجستہ[1] معصیت کاں مرد کرد
وہ معصیت بہت مبارک تھی جو اس مرد نے کی

نے زخارے بر دمد اوراقِ ورد
کیا گلاب کی پھول پتیاں کانٹے سے نہیں نکلتی ہیں؟

نے عمر را قصدِ آزارِ رسول ﷺ
کیا عمر (رضی اللہ عنہ) کو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ستانے کا

می کشیدش تا بدرگاہِ قبول
قبولیت کے دربار کی طرف نہیں کھینچا

نے بسحرِ ساحراں فرعون شاں
کیا فرعون نے جادوگروں کو اُن کے جادو کی وجہ سے

می کشید و گشت دولت عونِ[2] شاں
نہیں بلایا، اور خوش نصیبی اُن کی مددگار بنی

گر نبودے سحرِ شاں و آں جحود
اگر اُن کا جادو اور اُن کی سرکشی نہ ہوتی

کے کشیدے شاں بفرعونِ عنود
عنادی فرعون انھیں کب بلاتا!

کے بدیدندے عصا و معجزات
وہ عصا اور معجزے کب دیکھ سکتے؟

معصیت طاعت شد اے قومِ عصات[3]
اے نافرمانو! معصیت، طاعت بن گئی

ناامیدی را خدا گردن زدست
ناامیدی کو خدا نے فنا کر دیا ہے

چوں گناہ و معصیت طاعت شدست
جبکہ گناہ اور معصیت طاعت بن گئی ہے

چوں مبدّل می کند او سیّئات
جب وہ گناہوں کو تبدیل کر دینا چاہتا ہے

عینِ طاعت می کند رغمِ وشات
تو (انکو) چغلخوروں کے علی الرغم عینِ طاعت بنا دیتا ہے

زیں شود مرجوم شیطانِ رجیم
اس سے شیطانِ رجیم مزید سنگسار ہوجاتا ہے

وز حسد او بطرقد گردد دو نیم
اور حسد سے وہ شق ہو جاتا ہے، دو ٹکڑے بنجاتا ہے

او بکوشد تا گناہے آورد
وہ کوشش کرتا ہے تاکہ کوئی گناہ کرائے

زاں گنہ مارا بچاہے آورد
اُس گناہ کی وجہ سے ہمیں کنوئیں میں گرادے

چوں بہ بیند کاں گنہ شد طاعتے
جب دیکھتا ہے کہ وہ گناہ طاعت بن گیا

گردد او را نامبارک ساعتے
اُس کے لئے بڑا منحوس وقت ہوتا ہے

اندر آ من در کشادم مر ترا
اندر آجا! میں نے تیرے لئے دروازہ کھولدیا ہے

تف زدی و تحفہ دادم مر ترا
تو نے تھوکا، میں نے تجھے تحفہ دیا

من جفا گر را چنیں ہا می دہم
(جب) میں ظالم کو اس طرح عطا کرتا ہوں

پیشِ پائے حبِ چساں سر می نہم
(اندازہ کر) محبت کے قدموں پر کس طرح جھکوں گا

پس وفا گر را چہا بخشم بداں
پس وفادار کو کیا کچھ عطا کروں گا، سمجھ لو

گنجہا و ملکہائے جاوداں
خزانے اور لازوال ملک (دونگا)

[1] خجستہ۔ بابرکت۔ اوراقِ ورد۔ گلاب کے پھول کی پتیاں۔ نے۔ وہ مثالیں بیان کی گئی ہیں جن میں گناہ نجات کا سبب بنا ہے۔ عمرؓ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ آنحضورؐ کو ایذا پہنچانے چلے تھے اور مسلمان ہوگئے، فرعون کے جادوگر حضرتِ موسیٰؑ کے مقابلہ کیلئے آئے اور مسلمان ہوگئے۔

[2] عون۔ مددگار۔ جحود۔ انکار، کفر۔ عنود۔ سرکش۔ عصا۔ حضرت موسیٰؑ کا عصا۔

[3] عصات۔ عاصی کی جمع ہے بمعنی گنہگار۔ چوں گناہ۔ جب اللہ کے کرم سے سیّئات بھی حسنات بن جاتے ہیں تو گنہگاروں کو مایوس نہ ہونا چاہیے۔ سیّئات۔ سیّئہ کی جمع ہے، گناہ۔ وشات۔ واشی کی جمع ہے، چغلخور یعنی مخالف۔ رغم۔ خاک آلود ہونا یعنی کسی کی منشاء کے خلاف کام کا ہونا۔ زیں شود شیطان کا مقصد گناہ کرا کر تباہ کرنا ہے جب گناہ طاعت بن جاتا ہے تو اُس کو انتہائی صدمہ ہوتا ہے۔ تف تھوک۔ پس۔ یعنی جب مخالفوں سے یہ برتاؤ ہے تو دوستوں کے ساتھ کیا کچھ نہیں کرونگا۔

جاودانہ بادشاہی بخشمش — آنچہ اندر وہم ناید بدہمش

اس کو لازوال بادشاہی بخشوں گا — جس کا تصور بھی نہ ہو سکے اُس کو وہ دونگا

من چناں مردم کہ بر خونیٔ[1] خویش — نوشِ لطفِ من نشد در قہر نیش

میں ایسا مرد ہوں کہ اپنے قاتل پر بھی — میری مہربانی کا شہد، قہر کا ڈنک نہیں بنا

گفتنِ حضرتِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بگوشِ رکابدار[2] امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کہ کشتنِ علی رضی اللہ عنہ بر دستِ تو خواہد بود خبرت کردم

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے خادم سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کان میں کہنا کہ علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تیرے ہاتھ سے ہوگی، میں نے تجھے بتا دیا ہے۔

گفت پیغمبر بگوشِ چاکرم — کو بُرد روزے زگردن ایں سرم

میرے خادم کے کان میں (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) — کہ وہ ایک روز اس گردن سے سر قلم کرے گا

کرد آگہ آں رسول از وحیِ دوست — کہ ہلاکم عاقبت بر دستِ اوست

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وحی کے ذریعہ آگاہ کردیا — کہ میری ہلاکت انجام کار اُسکے ہاتھ سے ہوگی

او ہمی گوید بکُش پیشیں مرا — تا نیاید از من ایں مُنکر خطا

وہ (مجھ سے) کہتا ہے کہ پہلے ہی مجھے مار ڈالیے — تاکہ ایسی بُری خطا مجھ سے نہ ہو

من ہمی گویم چو مرگِ من ز تست — با قضا من چوں توانم حیلہ جست

میں (اُس سے) کہتا ہوں جبکہ میری موت تیرے ہاتھ سے ہے — قضائے (خداوندی) کے مقابلہ میں میں کیا تدبیر کرسکتا ہوں؟

او ہمی اُفتد بہ پیشم کاے کریم — مر مرا کُن از برائے حق دو نیم

وہ میرے قدموں پر گرتا ہے کہ اے آقا! — خدا کے لئے میرے دو ٹکڑے کر دیجئے

تا نیاید بر من ایں انجامِ بد — تا نسوزد جانِ من بر جانِ خود

تاکہ میرا یہ بُرا انجام نہ ہو — تاکہ میں اپنے اوپر نہ جلوں

من ہمی گویم برو جفّ القلم[3] — زاں قلم بس سرنگوں گردد عَلَم

میں کہتا ہوں، جا قلم خشک ہو چکا ہے — اُس قلم سے بہت سے جھنڈے سرنگوں ہوگئے ہیں

ہیچ بُغضے نیست در جانم ز تو — زانکہ ایں را من نمیدانم ز تو

میرے دل میں تیری طرف سے کوئی بغض نہیں ہے — اس لئے کہ میں اس بات کو تیری طرف سے نہیں سمجھتا ہوں

---

[1] خونی۔ قاتل۔ نوش۔ شہد، تریاق۔ نیش۔ کیلی، ڈنک۔

[2] رکابدار۔ خادم، حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ابنِ ملجم خارجی کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ جو کہ صحابی نہ تھا اس صورت میں اس قصہ کی تصدیق صحیح روایات سے نہیں ہوتی ہے۔ چاکر۔ خادم۔ دوست۔ یعنی اللہ تعالے اُوست۔ یعنی عربی خادم۔ مُنکر خطا۔ بُری خطا، یعنی حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کا قتل، حیلہ۔ تدبیر۔

[3] جفّ القلم۔ حدیث شریف میں ہے۔ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ۔ "جو تیرے ساتھ ہونے والا ہے اُس کو لکھ کر قلم قدرخشک ہو چکا ہے" یعنی تقدیر کا لکھا اب نہیں مٹ سکتا ہے۔ سرنگوں۔ یعنی اقبال مند، اِدبار میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ علم۔ جھنڈا۔

آلتِ حقی تو فاعل دستِ حق — چوں زنم بر آلتِ حق طعن و دق
تو اللہ تعالیٰ کا آلہ ہے اور کرنیوالا خدا ہے — میں اللہ تعالیٰ کے آلہ پر نیزہ زنی اور گرز زنی کیسے کروں؟

گفت او پس آں قصاص از بہرِ چیست — گفت ہم از حق و آں سرِ خفیست
اس نے کہا تو پھر خون کا بدلہ کیوں ہے؟ — کہا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور وہ مخفی راز ہے

گر کند بر فعلِ خود حق اعتراض — ز اعتراضِ خود بروید اندر ریاض
اگر اللہ (تعالیٰ) اپنے فعل پر اعتراض کرتا ہے — اپنے اعتراض سے وہ باغ اگا دیتا ہے

اعتراض او را رسد بر فعلِ خود — زانکہ در قہرست و در لطف او احد
اس کو اپنے کام پر اعتراض کا حق ہے — کیونکہ وہ قہر اور مہر میں یگانہ ہے

اندریں شہرِ حوادث میر اوست — در ممالک مالکِ تدبیر اوست
حوادث کی اس دنیا میں وہی نگراں ہے — ملکوں میں وہی تدبیر کا مالک ہے

آلتِ خود را اگر خود بشکند — آں شکستہ گشتہ را نیکو کند
اگر وہ اپنے آلہ کو خود توڑ دیتا ہے — اس ٹوٹے ہوئے کو خوب جوڑ دیتا ہے

رمزِ ننسخ آیۃ او ننسہا — نات خیرا در عقب می داں مہا!
ما ننسخ من آیۃ او ننسہا کے اشارے — کے بعد نات بخیر منہا کو سمجھ لے اے بزرگ!

ہر شریعت را کہ حق منسوخ کرد — او گیا برد و عوض آورد ورد
جس شریعت کو خدا نے منسوخ کیا ہے — (تو) اُسنے گھاس کو ختم کیا ہے اور بدلے میں گلاب دیا ہے

شب کند منسوخ نورِ روز را — چوں جمادے داں خرد افروز را
رات، دن کی روشنی کو منسوخ کر دیتی ہے — عقلمند کو پتھر کی طرح سمجھ

باز شب منسوخ شد از نورِ روز — تا جمادی سوخت زاں آتش فروز
پھر دن کی روشنی سے رات منسوخ ہوئی — یہانتک کہ اس حرارت پیدا کرنیوالے کیوجہ سے پتھر جل گیا

گرچہ ظلمت آمد آں نوم و سبات — نے درونِ ظلمت است آبِ حیات
اگر نیند اور رات کا سکون تاریکی ہے — (تو) کیا آبِ حیات تاریکی میں نہیں ہے؟

نے دراں ظلمت خردہا تازہ شد — سکتہ سرمایۂ آوازہ شد
کیا اس تاریکی میں عقلیں تازہ نہیں ہو گئیں — کیا خاموشی، شہرت کا سرمایہ نہیں بنی؟

کہ ز ضدہا ضدہا آید پدید — در سویدا روشنائی آفرید
کیونکہ اضداد سے اضداد پیدا ہوتے ہیں — دل کے کالے نقطہ میں نور پیدا فرمایا ہے

---

۱ آلت۔ اوزار، آلۂ کار۔ قصاص۔ خون کا بدلہ یعنی جبکہ قاتل خود نہیں قتل کرتا ہے بلکہ قدرت کا ہاتھ قتل کرتا ہے تو قاتل سے بدلہ کیوں لیا جاتا ہے۔ وآں۔ قاتل کو صدورِ قتل سے قبل قتل کرنا اختیارِ محض پر قتل کر دینا ہے اور جب اس سے قتل صادر ہو چکا تو اس کا اختیار بھی کارفرما ہوا لہٰذا اسکا قتل عین حکمت ہے (یا) یہ بات کہ ہے بہرحال وہ ایک آلہ صدورِ قتل سے قبل بھی اور بعد میں بھی اور اللہ نے قصاصاً اسکو قتل کرنیکا حکم فرما دیا تو اللہ کو اختیار ہے کہ اپنے ایک آلہ کو خود توڑ ڈالے۔

۲ اعتراض یعنی اپنے کسی کو اب خلافِ مصلحت قرار دیدے اور اسکی بجائے دوسرا حکم دیدے تو وہ اس دوسرے حکم پر مصلحتوں کے باغ کھلا دیتا ہے۔ ننسخ۔ تشریع میں جو تبدیلی ہوتی ہے وہ مصلحتوں سے پُر ہوتی ہے خود فرما دیا ہے۔ ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا ہم جب کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر لاتے ہیں۔ شب کند۔ تکوینیات میں بھی جب اللہ کوئی تغیر فرماتا ہے تو اس میں مصلحت ہوتی ہے۔ جو عقل انسانی بیکار پتھر جیسی ہو جاتی ہے۔

۳ گرچہ ظلمت۔ بظاہر نور کی تبدیلی کے بعد ظلمت کی آمد کچھ مناسب نہیں معلوم ہوتی لیکن جانداروں کو حقیقتاً اسی سے آبِ حیات حاصل ہوتا ہے اور تمام قوتیں از سرِ نو تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔ سکتہ۔ رات میں انسان خاموش رہا، عقل و خرد تازہ ہوئی جو اسکی شہرت کا سبب بنتی ہے۔ کہ ز ضدہا۔ یہاں سے مولانا نے دیگر تغیرات کا ذکر فرمایا ہے جو چیزیں باہمی متقابل ہیں ایک چیز جاتی ہے تو اسکے مقابل کی دوسری چیز نمودار ہو جاتی ہے۔ سویدا۔ کالا نقطہ، اس سے قلب کا کالا نقطہ اور نور سے نورِ عقل مراد ہے یا سیاہ پتلی اور نور سے نورِ نظر مراد ہے۔

جنگِ[1] پیغمبر مدارِ صُلح شُد — صُلحِ ایں آخر زماں زاں جنگ بُد
پیغمبر (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی جنگ صلح کا دار و مدار ہوئی — اِس اخیر زمانہ کی صلح، اِسی جنگ کی وجہ سے تھی

صد ہزاراں سَر بُرید آں دلستاں — تا اماں یابد سَرِ اہلِ جہاں
اُس محبوب نے لاکھوں سَر قلم کر دیئے — تاکہ دنیا والوں کے سَروں کو امن حاصل ہو

باغباں زاں می بُرد شاخِ خضر — تا بیابد نخل قامتہا و بَر
باغبان، سبز شاخ اِس لئے کاٹ دیتا ہے — تاکہ کھجور قد اور پھل حاصل کرے

می کَند از باغ آں دانا حشیش — تا نماید باغ و میوہ خرّمیش
وہ سمجھدار، باغ میں سے گھاس اکھاڑ ڈالتا ہے — تاکہ باغ اور پھل اپنی تر و تازگی نمایاں کر سکے

می کَند دندان بَدر آں طبیب — تا رہد از درد و بیماری حبیب
مریض دانت کو ڈاکٹر اکھاڑ دیتا ہے — تاکہ دوست درد اور بیماری سے نجات پا جائے

پس زیادتہا درونِ نقصہاست — مر شہیداں راحیات اندر فناست
پس نقصانوں میں ترقیاں (مضمر) ہیں — شہیدوں کی زندگی، فنا ہو جانے میں ہے

چوں بُریدہ گشت حلقِ رزق خوا — یُرزَقُونَ یَفرَحُونَ[2] آید گوار
جب رزق کھانے والا حلق کٹ گیا — تو یُرزَقُونَ یَفرَحُونَ خوشگوار ہو کر آ جاتا ہے

حلقِ حیواں چوں بُریدہ شد بعدل — حلقِ انساں رُست و افزائید فضل
جانور کا گلا جب انصاف سے کاٹا گیا — انسان کے حلق نے نشوونما پائی اور اُس کی فضیلت بڑھ گئی

حلقِ انساں چوں بُرید شد ببیں — تا چہ زاید کُن قیاس آں رابدیں
جب انسان کا گلا کٹا، غور کر — وہ کیا اضافہ کرے گا، اُس کو اِسی پر قیاس کرے

حلقِ[3] ثالث زاید و تیمارِ اُو — شربتِ حق باشد و انوارِ اُو
تیسرا حلقوم پیدا کرے گا اور اُس کی تیمارداری — اللہ (تعالیٰ) کے شربت اور اُس کے انوار سے ہوگی

حلق بُبریدہ خورد شربت ولے — حلق از لا رستہ مُردہ در بلے
کٹا ہوا حلقوم شربت پیتا ہے، لیکن — وہ حلق جو لا سے آزاد ہو گیا ہو اور بلیٰ میں فنا ہو گیا ہو

بس کُن اے دوں ہمّتِ کوتہ بناں — تا کیت باشد حیاتِ جاں بناں
اے کوتاہ ہمّت اور کوتاہ دست! بس کر — روٹی کے ذریعہ تیری جان کی زندگی کب تک رہے گی؟

زاں نداری میوۂ مانندِ بید — کآبرو بُردی پئے نانِ سپید
بید کی طرح تو بے ثمر اِسی وجہ سے ہے — کہ تُو نے سفید روٹی کے لئے آبرو ختم کر دی ہے

[1] جنگِ پیغمبر۔ آنحضورؐ کے جس قدر غزوات ہیں اُن میں بظاہر تخریب ہے لیکن دراصل تعمیر ہے۔ باغباں۔ مالی شاخیں تراشتا ہے۔ اور گھاس اُکھاڑ ڈالتا ہے اِس کی وجہ سے باغ میں پھل اور پھول کی کثرت ہوتی ہے۔ می کَند طبیب دانت اُکھاڑتا ہے لیکن مصلحت یہ ہوتی ہے کہ بیمار کو آرام ملے۔ حبیب۔ یعنی محبوب بیمار۔ یعنی بہت سی چیزوں میں جو نقصان نظر آتے ہیں وہی اضافوں کا سبب ہیں، انسان شہید ہو کر بقاءِ دوام حاصل کر لیتا ہے۔

[2] گوار۔ شہیدوں کے بارے میں آیت یُرزَقُونَ فَرِحِینَ نازل ہوئی ہے یعنی اُن شہیدوں کو رزق دیا جاتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں۔ حلقِ حیوان۔ اللہ تعالیٰ کے نام پر جانور ذبح ہوتا ہے اور انسان اُس کو کھاتا ہے تو اُسکو یہ فضیلت حاصل ہو جاتی ہے کہ وہ اشرف المخلوقات کا جزوِ بدن بنجاتا ہے۔ انسان کا حلق اگر اللہ تعالیٰ کے نام پر کٹے تو اِسی پر قیاس کر لو اُس کو کیا فضیلتیں حاصل ہونگی۔ بدیں۔ باین۔

[3] حلقِ ثالث۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان کا حلقوم اللہ کے نام پر کٹے گا تو انسان کو ایک ایسا حلقوم عنایت ہو جائیگا جو اللہ کے انوار اور شربت پیئے گا۔ لا۔ یعنی غیر اللہ کی نفی۔ بلےٰ یعنی اُس نے اللہ کی ربوبیت کا پورا اقرار کیا ہو۔ بنان۔ سرِ انگشت یعنی ہاتھ۔ بید۔ بے ثمر درخت ہے۔

گر ندارد صبر زیں ناں جانِ حس — کیمیا[1] را گیر و زر گرداں تو مس
اگر حس کی جان اس روٹی سے صبر نہیں کرتی ہے — کیمیا حاصل کر، اور تو تانبے کو سونا بنا دے

جامہ شوئی کرد خواہی اے فلاں — رُو مگرداں از محلہ گازراں
اے فلاں! اگر تو کپڑے صاف کرنا چاہتا ہے — تو دھوبیوں کے محلہ سے رُوگردانی نہ کر

گرچہ ناں بشکست مر روزہ ترا — در شکستہ بند پیچ و بر تر آ
اگرچہ روٹی نے تیرا روزہ توڑ دیا ہے — ٹوٹے ہوئے کو جوڑنے والے سے لپٹ جا اور آگے بڑھ

چوں شکستہ بند آمد دستِ اُو — پس رفو آید یقیں ز اشکستِ اُو
جب اُسکا ہاتھ، ٹوٹے ہوئے کو جوڑنے والا ہے — تو اُس کا توڑنا یقیناً، جوڑنا ہوگا

گر تو آں را بشکنی گوید بیا — تو درستش کُن نداری دست و پا
اگر تو خود اس کو توڑنے لگے وہ کہے گا، آجا — تو اُس کو درست کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے

پس شکستن حقِ اُو باشد کہ اُو — مر شکستہ گشتہ را داند رفو[2]
توڑنا اُس کے لئے مناسب ہے جو — ٹوٹے ہوئے کو جوڑنا جانتا

آنکہ داند دوخت اُو داند درید — ہر چہ اُو بفروخت نیکوتر خرید
جو سینا جانتا ہے وہ کاٹنا بھی جانتا ہے — جو بیچتا ہے وہ عمدہ طریقہ پر خریدتا ہے

خانہ را کند و چو جنت ساخت اُو — پست کرد و بر فلک افراخت اُو
گھر کو اُجاڑا اور اُس کو جنت بنا دیا — اُس کو ڈھایا اور آسمان تک بلند کر دیا

خانہ را ویراں کُند زیر و زبر — پس بیک ساعت کند معمور تر
گھر کو ویران اور زیر و زبر کرتا ہے — پھر ایک گھڑی میں اور زیادہ آباد کر دیتا ہے

گر یکے را سر بُرد از بدن — صد ہزاراں سر بر آرد در زمن
اگر کسی کے جسم سے سر کاٹتا ہے — فوراً لاکھوں سر پیدا کر دیتا ہے

گر نفرمودے قصاصے بر جنات — خود نگفتے[3] فی القصاص آمد حیات
اگر وہ مجرموں پر قصاص کا حکم نہ فرماتا — (اور) یہ نہ فرماتا کہ قصاص میں زندگی ہے

خود کرا زہرہ بُدے تا اُو ز خود — بر اسیرِ حکمِ حق تیغے زند
کس کی طاقت ہوتی کہ وہ از خود — اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند پر تلوار چلائے

زانکہ داند ہر کہ چشمش را کشود — کاں کُشندہ سخرۂ تقدیر بود
اسلئے کہ ہر وہ شخص جانتا ہے جس نے آنکھ کھولی ہے — کہ وہ قاتل تقدیر کے تابع تھا

---

[1] کیمیا یعنی اگر تو خود ترکِ دنیا نہیں کر سکتا تو کسی شیخ کا ہاتھ پکڑ لے وہ تیرے تانبے کو سونا بنا دیگا۔ جامہ شوئی یعنی گناہوں سے اپنا دامن پاک کرلے۔ گازراں گازر کی جمع ہے دھوبی یعنی وہ شیخ کامل جو تجھے گناہوں سے پاک کر دے۔ نان۔ روٹی یعنی دنیاوی لذتیں۔ روزہ یعنی پرہیزگاری شکستہ بند۔ ٹوٹے ہوئے کو جوڑنے والا یعنی شیخ کامل گر تو۔ اگر تو خود تقویٰ حاصل کرنیکی کوشش کریگا تو کوئی نہ کوئی شیخ کامل تجھے اپنی طرف کھینچ لیگا۔ پس شکستن۔ اصلاحِ باطن کرنا شیخ کامل ہی کا کام ہے۔

[2] رفو سینا یعنی جوڑنا۔ خانہ۔ ایک ماہر کاریگر گھر کھود ڈالتا ہے تو پھر اسکو جنت نشان بنا دیتا ہے۔ بر آرد پیدا کند یعنی ایک بُری عادت چھڑا کر لاکھوں اچھی عادتیں پیدا کر دیتا ہے۔ در زمن فوراً جنات۔ جانی کی جمع ہے مجرم۔

[3] خود نگفتے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ تمہارے لے قصاص میں زندگانی ہے۔ اِس شعر سے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ خود کرا۔ حضرت علی رض نے فرمایا قاتل جو تقدیر کا اسیر ہے اسکو بغیر حکمِ خداوندی کون مار سکتا تھا۔ زہرہ۔ ہمت، حوصلہ۔ چشم کشودن۔ غور کرنا کشو۔ قاتل۔ سخرہ۔ مسخر، مجبور۔

هر کرا آں حکمِ¹ بر سر آمدے — بر سرِ فرزندِ خود تیغے زدے
جس کے لئے یہ حکم صادر ہوتا — (وہ) اپنے لڑکے کے سر پر تلوار مارتا

رو بترس و طعنہ کم زن بر بداں — پیشِ دامِ حکمِ عجزِ خود بداں
جا، ڈر نا رہ اور بُروں پر طعنہ زنی نہ کر — اللہ (تعالیٰ) کے حکم کے جال کے سامنے اپنا عجز سمجھ

پیشِ حکمِ حق بنہ گردن بجاں — تسخُر و طعنہ مزن بر دیگراں
دل سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے گردن جھکا دے — دوسروں پر مذاق اور طعنہ زنی نہ کر

تعجب کردنِ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام از ضلالتِ ابلیسِ لعین و عُجب آوردنِ او

ابلیسِ لعین کی گمراہی پر حضرتِ آدم علیہ السلام کا تعجب کرنا اور اُن کا غرور کرنا

روزے آدم بر بلیسے² کو شقی ست — از حقارت و ز زیافت بنگریست
ایک روز آدم (علیہ السلام) نے ابلیس کو جو بدبخت ہے — حقارت اور کھوٹے پن کی نگاہ سے دیکھا

خویش بینی کرد و آمد خود گزیں — خندہ زد بر کارِ ابلیسِ لعیں
(انھوں نے) خود بینی کی اور خود پسند بنے — ابلیسِ لعین کے کام کی ہنسی اُڑائی

بانگ بر زد غیرتِ حق کاے صفی — تو نمیدانی ز اسرارِ خفی
غیرتِ حق نے پکارا کہ اے برگزیدہ! — تمہیں چھپے ہوئے رازوں کا علم نہیں ہے

پوستیں را باژگونہ گر کنم — کوہ را از بیخ و از بُن برکنم
اگر میں پوستین کو اُلٹ دوں — (تو) پہاڑ کو جڑ اور بنیاد سے اُکھاڑ ڈالوں

پردۂ صد آدم آندم بردرم — صد بلیسِ نو مسلماں³ آورم
فوراً سینکڑوں آدموں کی پردہ دری کردوں — سینکڑوں شیطانوں کو نو مسلم کردوں

گفت آدمؑ توبہ کردم زیں نظر — ایں چنیں گستاخ نندیشم دگر
(حضرتِ) آدمؑ نے کہا میں نے اس نظر سے توبہ کی — پھر کبھی ایسی گستاخی کو خیال میں بھی نہ لاؤں گا

یا رب ایں جرأت ز بندہ عفو کن — توبہ کردم می نگیرم زیں سخن
اے خدا! بندہ کی اس جرأت کو معاف کردے — میں نے توبہ کی، میری اس بات پر گرفت نہ کر

یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اِھْدِنَا — لَا افْتِخَارَ بِالْعُلُوْمِ وَالْغِنَا
اے فریادیوں کے فریادرس! ہم کو ہدایت دے — علوم اور مالداری پر کوئی فخر نہیں ہے

¹ حکم۔ یعنی تقدیرِ الٰہی کا حکم، یعنی اگر بیٹے کا قتل باپ کے ہاتھ سے مقدر ہو چکا ہے تو شفقتِ پدری اُس کو نہیں روک سکتی ہے۔ دامِ حکم۔ یعنی تقدیرِ خداوندی کا جال، یعنی بُروں کا مذاق اُڑانا بڑا خطرناک ہے۔ تعجب کردن۔ اِس قصہ کا مقصد بھی یہی ہے کہ کسی کے گناہ پر مذاق نہ اُڑانا چاہیے۔ اور اپنے اوپر گھمنڈ نہ کرنا چاہیے۔

² بلیس۔ ابلیس، شیطان۔ شقی۔ بدبخت۔ زیافت۔ کھوٹا پن۔ خویش بینی۔ غرور، تکبر۔ خود گزیں۔ خود پسند۔ صفی۔ منتخب۔ صفی اللہ حضرتِ آدمؑ کا لقب ہے۔ خفی۔ پوشیدہ۔ باژگونہ۔ اُلٹا۔ پوستیں باژگونہ کردن۔ حالات کو اُلٹ دینا، باطن کو ظاہر کردینا۔ بُن۔ جڑ۔

³ نو مسلماں۔ وہ شخص جو کافر کے گھر میں پیدا ہونے کے بعد اسلام لایا ہو۔ نظر۔ یعنی خود بینی۔ غیاث۔ فریاد رس۔ مُستغیثین۔ مُستغیث کی جمع ہے، فریادی۔ افتخار۔ فخر کرنا۔ غنا۔ مالداری۔

لَاتُزِغْ[۱] قَلْبًا هَدَیْتَ بِالْکَرَمْ
کرم کرکے جس دل کو تُونے ہدایت دیدی ہے اُسکو کج نہ کر
وَاصْرِفِ السُّوْءَ الَّذِیْ خَطَّ الْقَلَمْ
اور اس بُرائی کو پھیر دے جو قلم نے لکھدی ہے

بگذراں از جانِ ما سُوْءَ الْقَضَا
بُری تقدیر کو ہماری جان سے ٹالدے
وَا مَبُر ما را ز اخوانِ الصَّفا
ہمیں اہلُ اللہ سے جُدا نہ کر

تلخ تر از فرقتِ تو ہیچ نیست
تیری جُدائی سے زیادہ کڑوی چیز کوئی نہیں ہے
بے پناہت غیر پیچا پیچ نیست
تیری پناہ کے بغیر سوائے اُلجھن کے کچھ نہیں ہے

رَختِ ما ہم رَختِ ما را راہزن
ہمارا سامان بھی ہمارا راہزن ہے
جسمِ ما مر جانِ ما را جامہ کَن
ہمارا جسم ہی ہماری جان کیلئے نقصان رساں ہے

دستِ[۲] ما چوں پائے ما را می خورد
جب ہمارا ہاتھ ہی ہمارے بازوؤں کو کھاتا ہے
بے امانِ تو کسے چوں جاں بَرد
تیری اماں کے بغیر کوئی کس طرح جان بچا سکتا ہے

ور بَرد جاں زیں خطرہائے عظیم
اگر ان بڑے خطروں سے جان بھی بچالی
بُردہ باشد مایۂ اِدبار و بیم
تو بدبختی اور خوف کا سرمایہ حاصل کیا

زانکہ جاں چوں واصلِ جاناں نبُود
اسلئے کہ جان کا جبتک محبوب سے وصال نہ ہو
تا ابد با خویش کور است و کبود
قیامت تک وہ خود اندھی اور بے نُور ہے

چوں تو ندہی راہ جاں خود بُردہ گیر
جب تو راستہ نہ دے جان کا بچنا فرضی بات ہے
جاں کہ بے تو زندہ باشد مُردہ گیر
وہ جان جو تیرے بغیر زندہ ہو اُسکو مُردہ سمجھنا چاہئے

گر تو طعنہ می زنی بر بندگاں
اگر تو بندوں پر طعنہ زنی کرے
مر ترا آں می رسد[۳] اے کامراں
اے مختار! یہ تیرا حق ہے

ور تو ماہ و مہر را گوئی خفا
اگر تو چاند اور سورج کو مخفی کہے
ق ور تو قدِ سرو را گوئی[۲] دوتا
اگر تو سرو کے قد کو جُھکا ہوا کہے

ور تو چرخ و عرش را خوانی حقیر
اگر تو آسمان اور عرش کو حقیر کہے
ور تو کان و بحر را گوئی فقیر
اگر تو کان اور سمندر کو فقیر کہے

آں بہ نسبت با کمالِ تو رواست
یہ بات تیرے کمال کے پیشِ نظر درست ہے
مُلکِ اِکمال و فنا ہا مر تراست
مکمل کرنے اور فنا کرنے کی ملکیت تیری ہی ہے

کہ تو پاکی از خطر و ز نیستی
کیونکہ تو عدم اور نیستی سے پاک ہے
نیستاں را مُوجد و مُفنیستی
معدوم کو موجود کرنیوالا ہے اور فنا کرنیوالا ہے

---

۱ لَاتُزِغْ۔ کج نہ کر۔ سُوْءٌ۔ بُرائی۔ قلم یعنی قلم تقدیر۔ بگذراں۔ ٹال دے۔ وَامَبُر۔ جدا نہ کر۔ اِخوانُ الصّفا۔ صاف دل لوگ۔ اہلُ اللہ۔ رَخت۔ سامان، یعنی دنیاوی لذتیں۔ جامہ کَن۔ کپڑے اُتارنیوالا۔

۲ دستِ ما۔ یعنی ہماری مصروفیت راہِ سلوک میں نہیں چلنے دیتی۔ اِدبار۔ نحوست۔ بیم۔ خوف۔ یعنی وہ جان جو محبتِ الٰہی سے خالی ہے، اگر بچا بھی لی تو کچھ فائدہ نہیں ہے ایسی جان تو ادبار اور خوف کا سرمایہ ہے۔ کور و کبود۔ بے نور و تاریک۔ راہ۔ راہِ نجات۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ نجات کا راستہ نہ دے تو جان کا بچنا فرضی اور غیر واقعی ہے کیونکہ ایسی جان تو خود مُردہ ہے۔

۳ ترا می رسد۔ تجھے حق حاصل ہے۔ کامراں۔ کامیاب۔ خفا۔ مخفی، پوشیدہ۔ دوتا۔ دہرا، کُبڑا۔ پاکی۔ تو پاک ہے۔ خطر۔ احتمالِ عدم بقا۔ نیست ہا۔ مُفنی۔ فنا کرنیوالا۔

آنکہ رویانید۱ داند سوختن
جس نے اُگایا ہے وہ جلانا جانتا ہے
وانکہ بدرید ست داند دوختن
جس نے پھاڑا ہے وہ سینا جانتا ہے

می بسوزد ہر خزاں مر باغ را
ہر خزاں میں باغ کو جلا ڈالتا ہے
باز رویاند گلِ صباغ را
پھر رنگ آمیز پھول اُگا دیتا ہے

کاے بسوزیدہ بروں آ تازہ شو
کہ اے جلے ہوئے باہر آ، تر و تازہ ہو جا
بارِ دیگر خوب و خوش آوازہ شو
دوبارہ خوبصورت بن اور مشہور ہو جا

چشمِ نرگس کور شد بارش بساخت
نرگس کی آنکھ اندھی ہوئی اُس کو پھر بنا دیا
حلقِ نے ببرید و بارش خود نواخت
بانسری کا حلق پھاڑ دیا پھر اُس کو بجا دیا

ما چو مصنوعیم۲ و صانع نیستیم
ہم چونکہ بنائے ہوئے ہیں اور بنانیوالے نہیں ہیں
جز زبون و جز کہ قانع نیستیم
سوائے ناچیز اور سوائے (ادنیٰ درجہ پر) قانع ہونے کے کچھ نہیں ہیں

ما ہمہ نفسی و نفسی می زنیم
ہم سب نفسی نفسی پکارتے ہیں
گر نخواہی ما ہمہ آہرمنیم
اگر تو نہ چاہے، ہم سب شیطان ہیں

زاں ز آہرمن رہیدستیم ما
ہم نے شیطان سے رہائی اسلئے پائی ہے
کہ خریدی جانِ ما را از عمی۳
کہ تو نے ہماری جان کو اندھے پن سے بچالیا ہے

تو عصا کش ہر کرا کہ زندگیست
جس کی زندگی ہے تو اس کیلئے لاٹھی پکڑنیوالا ہے
بے عصا و بے عصا کش کور چیست
لاٹھی اور لاٹھی پکڑنے والے کے بغیر اندھا کیا ہوتا ہے!

غیر تو ہر چہ خوش ست و ناخوش ست
تیرے سوا جو کچھ بھی ہے خواہ اچھا ہے یا بُرا ہے
آدمی سوزست و عینِ آتش ست
آدمی کو جلانے والا ہے اور مجسم آگ ہے

ہر کرا آتش پناہ و پشت شد
جس کسی کے لئے آگ پشت و پناہ بن گئی
ہم مجوسی گشت و ہم زردشت شد
وہ آتش پرست اور آتش پرستوں کا پیشوا بنگیا

کُلُّ شَیءٍ مَا خَلَا اللہَ بَاطِلٌ
اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے
اِنَّ فَضْلَ اللہِ غَیمٌ ہَاطِلٌ
بیشک اللہ کا فضل بارش برسانے والا ابر ہے

بازگشتن بحکایت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ
امیر المومنین حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے قصہ کی طرف واپسی

و مسامحت کردنِ او با خونی و رکابدارِ خویش
اور اُن کا اپنے قاتل اور اپنے خادم سے چشم پوشی برتنا

۱ رویانیدن - اُگانا۔ صباغ - رنگریز۔ گلِ صباغ - وہ پھول جو اپنی خوش رنگی کی وجہ سے باغ کی زینت ہو۔ آوازہ - شہرت۔ نواختش - اُس کی جگہ دوسرا پھول کھلا دیا۔
۲ مصنوع - بنایا ہوا، مخلوق۔ صانع - بنانے والا، خالق۔ زبون - کمزور، ناچیز۔ نفسی نفسی زدن - حاجت کا اظہار کرنا۔ آہرمن - اہرمن، شیطان۔
۳ عمی - اندھا پن۔ عصاکش - اندھے کی لاٹھی پکڑ کر چلنے والا۔ کور چیست - اندھا بالکل بیکار ہے چل پھر نہیں سکتا ہے۔ ما خلا - علاوہ۔ غیم - ابر۔ ہاطل - برسنے والا۔ مسامحت - چشم پوشی۔ رکابدار - خادم

باز رَو سوئے علیؓ و خونیش
(حضرت) علیؓ اور انکے قاتل کے (قصّہ کی) طرف پھر چل ،
واں کرم با خونی و افزونیش
اور قاتل پر انکے کرم اور کرم میں اضافہ کی طرف (چل)

گفت[1] دشمن را ہمی بینم بچشم
کہا میں دشمن کو آنکھ سے دیکھتا ہوں
روز و شب بر وے ندارم ہیچ خشم
شب و روز، اس پر کوئی غصہ نہیں کرتا ہوں

زانکہ مرگم ہمچو جاں خوش آمدست
کیونکہ مجھے موت زندگی کی طرح اچھی لگتی ہے
مرگِ من در بعث چنگ اندر زدست
میری موت نے زندگی کو مضبوطی سے پکڑ لیا ہے

مرگِ بے مرگی بُوَد مارا حلال
بغیر موت کے موت، ہمارے لئے حلال ہے
برگِ بے برگی بود مارا نوال
بے نوائی کا سامان ہمارے لئے عطیہ ہے

برگِ بے برگی ترا چوں برگ شُد
بے نوائی کا سامان جب تیرے لئے سامان بنگیا
جانِ باقی یافتی و مرگ شُد
تو تو نے حیاتِ جاودانی پالی اور موت ختم ہوگئی

آنچہ خوفِ دیگراں آں امنِ تُست
جو دوسروں کیلئے خوف کا سبب ہے وہ تیرے لئے امن بنگیا
بط قوی در بحر و مُرغِ خانہ سُست
دریا میں بط قوی ہوتی ہے اور پالتو مُرغ سُست ہوتا ہے

ظاہرش مرگ و بباطن زندگی
اُس کا ظاہر موت ہے اور باطن زندگی ہے
ظاہرش ابتر نہاں پایندگی
بظاہر وہ تباہی ہے، بباطن وہ بقا ہے

از رحم[2] زادن جنیں را رفتن ست
بچہ کا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا (اُسکا) سفر ہے
در جہاں اُو را ز نو بشگفتن ست
اُس کا دنیا میں از سرِ نو کھلنا ہے

چوں مرا سوئے اجل عشق و ہواست
چونکہ موت سے مجھے عشق اور محبت ہے
نہیِ لَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ مراست
اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو کی ممانعت کب میرے لئے ہے

آنکہ مُردن پیشِ جانش تہلکہ است
جس کی جان کے لئے مرنا ہلاکت ہے
امرِ لَا تُلْقُوا نگیرد اُو بدست
وہ لَا تُلْقُوا کے حکم پر عامل نہیں ہے

آنکہ[3] مُردن پیشِ اُو شد فتحِ باب
جس کے لئے مرنا کامیابی بن گیا ہے
سَارِعُوا آمد مر اُو را در خطاب
اُس کے لئے "جلدی کرو" کا خطاب آیا ہے

زانکہ نہی از دانۂ شیریں بُوَد
اس لئے کہ ممانعت تو میٹھے دانہ سے ہوتی ہے
تلخ را خود نہی حاجت کے شود
کڑوے کے لئے ممانعت کی کیا ضرورت ہے؟

دانہ کش تلخ باشد مغز و پوست
جس دانہ کا گودا اور چھلکا کڑوا ہو
تلخی و مکروہیش خود نہیِ اُوست
اُس کی تلخی اور کڑواہٹ خود ممانعت ہے

---

[1] گفت یعنی حضرت علیؓ نے اپنے مقابل سے کہا۔ خشم یعنی اپنے ذاتی معاملہ میں۔ مرگ بے مرگی۔ حدیث شریف میں ہے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یعنی مرجاؤ قبل اسکے کہ مرو۔ بے برگی۔ بے نوائی۔ بے سروسامانی۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ آنچہ۔ موت کافروں کے لئے باعثِ خوف اور مومن کیلئے باعثِ امن ہے جیساکہ دریا بط کیلئے ترقی کا سبب اور پالتو مرغ کیلئے کمزوری کا سبب ہے۔

[2] از رحم۔ بچہ کا ماں کے پیٹ سے باہر آنا اُسکا انتقال ہے اور اسی سے اُسکا نشوونما ہوتا ہے۔ نہی۔ قرآن پاک میں ہے وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ تم اپنے آپکو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ مولانا نے ہلاکت کے معنی موت کے لئے ہیں جبکہ ایک حدیثِ صحیح میں اسکے معنی ترکِ جہاد کے بتائے گئے ہیں۔ یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ نہی اُن چیزوں کیلئے ہوتی ہے جنکی طرف انسان کو رغبت ہو۔ ناپسندیدہ چیز سے روکنے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ اب دونوں شعروں کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ موت چونکہ میرے لئے مرغوب ہو چکی ہے اسلئے لَاتُلْقُوْا کا خطاب میرے اور مجھ جیسوں کیلئے ہے جو لوگ موت کو خود ہی پسند نہیں کرتے وہ دراصل اس نہی کے مخاطب نہیں بن سکتے اور نہ وہ اس نہی پر عمل سمجھے جائینگے۔

[3] آنکہ۔ جو عشقِ الٰہی میں مبتلا ہیں اور وصال کے جویاں ہیں اُن کے لئے موت ہی ذریعۂ وصال ہے وہ سَارِعُوْا کا اپنے آپکو مخاطب سمجھتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں اور لَاتُلْقُوا کی نہی پر نہ عمل کرنے میں معذور ہیں۔ سَارِعُوْا۔ جلدی کرو یعنی موت کے طالب بنو۔ زانکہ۔ یہ اوپر کے دوسرے اور تیسرے شعر کی دلیل اور وضاحت ہے یعنی مرغوب چیز سے ممانعت ہوا کرتی ہے مکروہ کیلئے ممانعت کی ضرورت نہیں ہوتی ہے

دانۂ مُردن مرا شیریں شدست | بَلْ هُمْ اَحْیَاءٌ پئے من آمدست

موت کا دانہ میرے لئے میٹھا ہو گیا ہے | "بلکہ وہ زندہ ہیں" میرے لئے وارد ہوا ہے

اُقْتُلُوْنِیْ یَا ثِقَاتِیْ لَائِمًا | اِنَّ فِیْ قَتْلِیْ حَیَاتِیْ دَائِمًا

اے میرے معتمد لوگو! مجھے ملامت کرتے ہوئے قتل کر ڈالو | بیشک میرے مرنے میں میری ابدی زندگی ہے

اِنَّ فِیْ مَوْتِیْ حَیَاتِیْ یَا فَتیٰ | کَمْ اُفَارِقْ مَوْطِنِیْ حَتّٰی مَتیٰ

اے نوجوان! میری موت میں میری زندگی ہے | میں اپنے وطن سے کب تک اور کتنا جدا رہوں!

فُرْقَتِیْ لَوْ لَمْ یَکُنْ فِیْ ذَا السُّکُوْنِ | لَمْ یَقُلْ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

اگر اس سکونت میں میری جدائی نہ ہوتی | تو (اللہ تعالیٰ) نہ فرماتا ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں

راجع آں باشد کہ باز آید بشہر | سوئے وحدت آید از تفریقِ دہر

لوٹنے والا تو وہی ہوتا ہے جو اپنے شہر میں واپس آئے | زمانہ کے فراق سے وصال کی طرف آئے

ایں سخن پایاں ندارد چاکرم | چوں شنید ایں سِرّ ز سیّد گشت خم

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، میرے خادم نے | آنحضور سے جب یہ راز سنا شرم سے جھک گیا

افتادنِ رکابدار ہر بار در پائے امیر المومنین علیؓ کہ اے
ہر دفعہ خادم کا امیر المومنینؓ کے پاؤں پڑنا کہ اے

امیر المومنین مرا بکُش وازیں قضا باز رہاں
امیر المومنینؓ مجھے مار ڈالیے اور اس قضائے خداوندی سے چھڑا دیجیے

آمد و در خاک پیشم اوفتاد | دمبدم در پائے من سر می نہاد

وہ (خادم) آیا اور میرے آگے زمین پر گر پڑا | اس نے بار بار میرے پیروں پر سر رکھا

باز آمد کاے علیؓ زودم بکُش | تا نہ بینم آں دم و وقتِ تُرش

پھر آیا کہ اے علیؓ! مجھے جلد قتل کر دیجیے | تاکہ وہ بُرا وقت نہ دیکھوں

من حلالت می کنم خونم بریز | تا نہ بیند چشمِ من آں رستخیز

میں معاف کرتا ہوں، میرا خون بہا دیجیے | تاکہ میری آنکھ وہ قیامت میں نہ دیکھے

گفت اَر ہر ذرّہ خونی شود | خنجر اندر کف بقصدِ تو بُود

(حضرت علیؓ نے) فرمایا اگر ہر ذرہ قاتل بن جائے | تیرے لئے اس کے ہاتھ میں خنجر ہو

یک سرِ مُو از تو نتواند برید | چوں قلم بر تو چناں خطے کشید

تیرا ایک بال بھی نہیں کاٹ سکتا ہے | جبکہ قلم (تقدیر) نے تیرے لئے ایسا لکھ دیا ہے

ل دانۂ مُردن۔ یہ حضرت علیؓ کا مقولہ ہے۔ بَل۔ شہداء کے بارے میں قرآن میں کہا گیا ہے۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ۔ گمان کرو تم ان لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں قتل کئے گئے ہیں مُردہ، بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ثقات۔ ثقۃ کی جمع ہے معتمد علیہ۔ لائم۔ ملامت کرنیوالا۔ اُقْتُلُوْنِیْ۔ یہ شعر حضرت منصور حلاجؒ کے شعر سے ماخوذ ہے۔ انہوں نے فرمایا تھا ؎
اُقْتُلُوْنِیْ یَا ثِقَاتِیْ
میرے معتمدو مجھے قتل کردو
اِنَّ فِیْ قَتْلِیْ حَیَاتِیْ
بیشک قتل میں میری زندگی ہے
موطن۔ وطن۔

ل السُّکُوْن۔ یعنی دنیاوی زندگی۔ وحدت۔ دوست کے ساتھ اتحاد، وحدت۔ تفریق۔ جدا کرنا۔ دہر۔ زمانہ۔ سیّد۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ گشت خم۔ ندامت سے جھک گیا۔

س دمبدم۔ لمحہ بہ لمحہ، ہر آن۔ تُرش۔ کھٹا، ناگوار۔ حلالت۔ حلال برائے تو۔ خون ریختن۔ مار ڈالنا۔ رستخیز۔ قیامت ہونے کا واقعہ۔ قلم۔ قلمِ تقدیر۔

لیک بے غم شو شفیعِ[1] تو منم — خواجۂ روحم نہ مملوکِ تنم
لیکن بے فکر ہو جا میں تیرا سفارشی ہوں — میں رُوح کا مالک ہوں، جسم کا غلام نہیں ہوں

پیشِ من ایں تن ندارد قیمتے — بے تنِ خویشم فتے ابن الفتے
میرے نزدیک اِس جسم کی کوئی قیمت نہیں ہے — بغیر جسم (کے واسطہ) کے میں جوانمرد جوانمرد کا بیٹا ہوں

خنجر و شمشیر شُد ریحانِ من — مرگِ تن شُد بزم و نرگستانِ من
خنجر اور تلوار میرے لئے خوشبو اور پھول بن گئے ہیں — جسم کی موت میری بزم (نشاط) اور باغیچہ ہے

آنکہ اُو تن را بدینساں پے کُند — حرصِ میری و خلافت کے کُند
جو جسم کو اِس طرح مغلوب کر دے — وہ امیری اور خلافت کی حرص کب کر سکتا ہے؟

زاں بظاہر کُوشد اندر جاہ و حُکم — تا امیراں را نماید راہِ حُکم
بظاہر وہ جو حکومت اور مرتبہ کیلئے کوشاں ہے — (تو اِسلئے ہوا) تاکہ حاکموں کیلئے حکومت کرنے کی رہنمائی کریں

تا بیاراید بہر تن[2] جامۂ — تا نویسد اُو بہر کس نامۂ
تاکہ ہر (حکومت) کے جسم کیلئے جامہ تیار کر دیں — تاکہ ہر شخص (حاکم) کیلئے قانون نامہ تحریر کریں

تا امیری را دہد جانِ دگر — تا دہد نخلِ خلافت را ثمر
تاکہ امارت میں نئی رُوح ڈال دیں — تاکہ نخلِ خلافت کو پھل عطا کر دیں

میریِ اُو بینی اندر آں جہاں — فکرتِ پنہانیت گردد عیاں
اُس عالم (آخرت) میں تو اُنکی سرداری دیکھے گا — تیرے چھپے ہوئے خیالات ظاہر ہو جائینگے

ہیں گمانِ بد مبر اے ذُو لُباب[3] — با خود آ وَاللہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
اے عقلمند! خبردار بُرا گمان نہ کر — ہوش میں آ، اور اللہ بہتر جانتا ہے

بیانِ آنکہ فتح طلبیدن پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ و غیر مکّہ را جہتِ دوستیِ مُلکِ دنیا نبُود چونکہ فرمود الدُّنیا جِیفَۃٌ وَطَالِبُھَا کِلَابٌ بلکہ بامر بُود

اِس کا بیان کہ پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مکّہ وغیرہ کی فتح طلب کرنا مُلکِ دنیا کی محبت کی وجہ سے نہ تھا، چونکہ خود فرمایا ہے دنیا مردار ہے اور اُس کے طلبگار کُتّے ہیں بلکہ خدا کے حکم سے تھا

جہدِ پیغمبر بفتحِ مکّہ ہم — کے بود در حُبِّ دنیا مُتّہم
آنحضور (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی فتح مکّہ کی کوشش — دنیا کی محبت سے مُتّہم کب ہو سکتی ہے؟

---

[1] شفیع۔ سفارشی۔ خواجۂ روح۔ صاحب دل۔ مملوکِ تن۔ جسم کا غلام۔ قیمت۔ قدر۔ فتی۔ جوانمرد۔ ابن۔ بیٹا۔ ریحان۔ ہر خوشبودار گھاس۔ نرگستان۔ باغ۔ پے کردن۔ کاٹ ڈالنا۔ میری۔ امیری، سرداری۔ جاہ۔ رتبہ۔ حکم۔ حکومت۔ راہِ حُکم۔ حکومت کا قاعدہ۔

[2] تن۔ جسم یعنی حکومت۔ جامہ کپڑا، یعنی طرزِ عمل۔ نامہ۔ یعنی قانون نامہ۔ امیری۔ حکومت۔ جان دادن۔ تازہ کر دینا، مضبوط کر دینا۔ نخل۔ کھجور کا درخت۔ ثمر۔ پھل۔

[3] لُباب۔ لُب، عقل۔ باخود آ۔ ہوش میں آ جا۔ جہد۔ طاقت، کوشش۔ حُبّ۔ محبت۔ مُتّہم۔ تہمت زدہ۔

آنکہ اُو از مخزنِ ہفت آسماں
جس ذات نے سات آسمانوں کے خزانہ سے
چشمِ دل بر بست روزِ امتحاں[1]
دل کی آنکھ بند کرلی ، آزمائش کے دن

از پئے نظارۂ اُو حور و جاں
جس کے دیدار کے لئے حوریں اور روحیں
پُر شدہ آفاق ہر ہفت آسماں
ساتوں آسمانوں کے اطراف میں جمع تھیں

قُدسیاں افتادہ بر خاکِ رہش
مقدس فرشتے اُنکے راستہ کی خاک پر گرے پڑتے تھے
صد چو یوسفؑ اوفتادہ در چہش
یوسف (علیہ السلام) جیسے سیکڑوں اُن کے مشتاق تھے

خویشتن آراستہ از بہرِ اُو
اُن کے لئے سب نے اپنے آپ کو سنوارا تھا
خود وُرا پروائے غیرِ دوست کُو
خود اُن کو دوست کے علاوہ کسی کی پرواہ کب تھی؟

آنچناں پُر گشتہ از اجلالِ حق
اللہ کے جلال سے آپ اِسقدر بھرے ہوئے تھے
کاندرو ہم رہ نیابد آلِ حق
کہ اُس میں انبیاء کو بھی دخل نہ تھا

لَا یَسَعُ[2] فِیْنَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ
ہمارے اندر گنجائش نہیں پاتا کوئی مُرسَل نبی
وَالْمَلَکُ وَالرُّوْحُ اَیْضًا فَاعْقِلُوْا
اور فرشتے اور روح بھی پس سمجھ لو

گفت مازاغیم و ہمچوں زاغ نے
فرمایا ہم مَازَاغ ہیں، کوّے کی طرح نہیں ہیں
مستِ صبّاغیم و مستِ باغ نے
ہم صبّاغ کے متوالے ہیں، باغ کے شیدائی نہیں ہیں

چونکہ مخزنہائے افلاک و عقول[3]
جبکہ آسمانوں اور عقول کے خزانے
چوں خسے آمد بر چشمِ رسول
رسولؐ کی نگاہ میں ایک تنکے کے برابر ثابت ہوئے

پس چہ باشد مکّہ و شام و عراق
تو مکّہ اور شام اور عراق کیا ہوتا ہے
کہ نماید اُو نبرد و اشتیاق
اور وہ کوشش اور اشتیاق ظاہر کرے

آں گمان و ظنِ منافق را بُود
یہ گمان اور خیال تو منافق کا ہو سکتا ہے
کو قیاس از جہل و حرصِ خود کند
کیونکہ وہ اپنے جہل اور حرص پر قیاس کرتا ہے

آبگینہ زرد چوں سازی نقاب
تو جب زرد آئینہ کا نقاب بنائے گا
زرد بینی جملہ نورِ آفتاب
سورج کی تمام روشنی کو زرد دیکھے گا

بشکن آں شیشہ کبود و زرد را
اُس اندھے اور زرد شیشہ کو توڑ ڈال
تا شناسی گرد را و مرد را
تاکہ تو گرد اور مرد کی شناخت کرسکے

گردِ فارس گرد سَر افراشتہ
شہسوار کے چاروں طرف غبار اُڑ رہا ہے
گرد را تو مردِ حق پنداشتہ
تونے غبار کو مردِ حق سمجھ لیا ہے

---

[1] روزِ امتحاں۔ معراج کے وقت۔ آفاق۔ اُفق کی جمع ہے۔ آسمان کا کنارہ۔ قُدسیاں۔ عالمِ قدس کے فرشتے۔ در چہ افتادن۔ مشتاق ہونا۔ دوست۔ اللہ تعالیٰ۔ اِجلال۔ جلال، بزرگی۔ آلِ حق۔ اہل اللہ۔ انبیاء۔

[2] لَا یَسَعُ۔ گنجائش نہیں پاتا ہے۔ نبیٌّ مُرسَلٌ۔ رسول پیغمبر۔ رُوح۔ حضرت جبریلؑ۔ فَاعْقِلُوْا۔ سمجھ لو۔ لَا یَسَعُنِیْ۔ حدیث شریف ہے لِیْ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ غَیْرُ رَبِّیْ میرے لئے ایک ایسا وقت آتا ہے اُسمیں میرے اندر سوائے میرے رب کے کسی کی گنجائش نہیں ہے۔ مازاغیم۔ مَازَاغ ایم۔ ہم مَازَاغ کے مصداق ہیں سورۂ نجم میں ہے "مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی" یعنی دیدارِ الٰہی کے وقت آنحضورؐ کی نظر اِدھر اُدھر نہ ہوئی نہ اچٹی۔ زاغ۔ کوّا، یعنی دنیا کا دلدادہ۔ صبّاغ۔ رنگنے والا، اللہ تعالےٰ نے قرآن میں فرمایا ہے: صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً "خدا کا رنگ اور خدا سے بہتر رنگنے والا کون ہے۔ مخزن۔ خزانہ، جائے اجتماع۔

[3] عقول۔ عقل کی جمع، فرشتے۔ نبرد۔ جنگ۔ آبگینہ۔ اگر کوئی زرد چشمہ لگائے تو ہر چیز زرد نظر آئے گی، یہی حال اچھوں کیساتھ بدگمانی کریگا ہے۔ فارس۔ گھوڑ سوار۔ مردِ حق۔ اہل اللہ۔

گردِ دیدۂ[1] ابلیس و گفت ایں فرعِ طیں
شیطان نے (آدم کی) گرد دیکھی اور بولا یہ مٹی کا بنا ہوا ہے
چوں فزاید بر منِ آتش جبیں
مجھ آتشیں پیشانی والے سے کیسے بڑھ جائے گا؟

تا تو می بینی عزیزاں را بشر
جب تک تو معززین (بارگاہِ الٰہی) کو بشر سمجھتا ہے
داں کہ میراثِ بلیس ست آں نظر
سمجھ لے یہ نگاہ، شیطان کی میراث ہے

گر نہ فرزندِ بلیسی اے عنید
اے سرکش! اگر تو شیطان کی اولاد نہیں ہے
پس بتو میراثِ آں سگ چوں رسید
تو تجھے اُس کُتّے کی میراث کیسے ملی ہے؟

من نیم سگ شیرِ حقم حق پرست
میں کتا نہیں ہوں، حق پرست اسدُاللہ ہوں
شیرِ حق آنست کز صورت بِرَست
اللہ کا شیر وہ ہے جو صورت (پرستی) سے چھوٹ گیا

شیرِ دنیا جوید اِشکارے و برگ
دنیا کا شیر، شکار اور سامان تلاش کرتا ہے
شیرِ مولیٰ جوید آزادی و مرگ
اللہ کا شیر، آزادی اور موت کی جستجو کرتا ہے

چونکہ اندر مرگ بیند صد وجود
چونکہ وہ موت میں سینکڑوں وجود سمجھتا ہے
ہمچو پروانہ بسوزاند وجود
پروانہ کی طرح (اپنے) وجود کو جلا دیتا ہے

شُد ہوائے مرگ[2] طوقِ صادقاں
موت کی تمنا، سچوں کے گلے کا طوق ہے
کہ جہوداں را بداں بُد امتحاں
اس لئے کہ یہود کا اِسی سے امتحان ہوا تھا

در نُبی فرمود کاے قومِ یہود
(اللہ تعالےٰ نے) قرآن میں فرمایا کہ اے یہودیو!
صادقاں را مرگ باشد فتح و سُود
سچوں کے لئے موت کامیابی اور نفع ہے

ہمچنانکہ آرزوئے سُود ہست
جس طرح کہ نفع کی تمنا ہوتی ہے
آرزوئے مرگ بُردن زاں بہ است
موت کی آرزو کرنا اِس سے (بھی) بہتر ہے

اے جہوداں[3] بہرِ ناموسِ کساں
اے یہودیو! لوگوں میں آبرو کی خاطر
بگذرانید ایں تمنا بر زباں
اِس تمنا کو زبان پر لے آؤ

یک جہودے ایں قدر زہرہ نداشت
ایک یہودی میں بھی اِس قدر ہمت نہ ہوئی
چوں محمدؐ ایں عَلَم را بر فراشت
جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ جھنڈا بلند کیا

گفت اگر گویند ایں را بر زباں
(آنحضورؐ نے) فرمایا اگر یہودی زبان سے یہ کہیں
یک جہودے خود نمانَد در جہاں
تو ایک یہودی بھی دنیا میں نہ بچے

پس یہوداں مال بُردند و خراج
یہودی مال اور خراج آنحضورؐ کے پاس لیگئے
کہ مکُن رسوا تو مارا اے سراج
کہ اے چراغِ (ہدایت) ہمیں رُسوا نہ کر

[1] گِرد۔ یعنی مٹی۔ فرع۔ شاخ۔ طین۔ مٹی۔ فرعِ طین۔ مٹی سے بنے ہوئے آدم علیہ السلام۔ آتش۔ شیطان آگ سے بنا ہے۔ عزیزاں۔ اہلُ اللہ۔ بشر۔ یعنی صرف صفاتِ بشری سے متصف جیسا کہ قرآن میں کفار کا مقولہ منقول ہے اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا یعنی تم صرف ہم جیسے انسان ہو۔ آں نظر۔ یعنی محض ظاہر کو دیکھنا اور باطنی فضائل پر نظر نہ کرنا۔ فرزندِ بلیسی۔ یعنی تو فرزندِ ابلیس ہستی۔ عنید۔ سرکش۔ اِشکار۔ شکار۔ برگ۔ ساز و سامان۔ شیرِ مولیٰ۔ اسداللہ۔

[2] ہوائے مرگ۔ موت کا شوق۔ صادق۔ سچی محبت والا۔ جہوداں۔ یہود۔ امتحان۔ آزمائش۔ نُبی۔ قرآنِ پاک۔ سود۔ نفع۔

[3] اے جہوداں۔ قرآن میں ہے "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ ھَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ اَوْلِیَآءُ لِلّٰہِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ" اے یہودیو! اگر تم خیال کرتے ہو کہ تم اللہ کے دوست ہو اور لوگوں کے علاوہ تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔ کساں۔ لوگ۔ زہرہ۔ پتہ، طاقت۔ مال۔ یعنی جزیہ جو غیر مسلموں کو فوجی خدمات کے عوض بصورتِ مال ادا کرنا پڑتا تھا۔ خراج۔ غیر مسلم مالکانِ زمین سے جو ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ سراج۔ چراغ۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔

جزیہ پذرفتند می بودند شاد
انھوں نے جزیہ دینا قبول کرلیا اور خوش تھے
ہمچناں واللہُ اَعْلَمُ بِالرَّشاد
اسی حالت میں اور خدا اُن کی ہدایت کا حال زیادہ جانتا ہے

ایں سخن را نیست پایاں[۱] نے پدید
اِس بات کا تو خاتمہ نظر نہیں آتا
دست با من دہ چو چشمت دست دید
(اپنا) ہاتھ مجھے پکڑا جبکہ تیری آنکھوں نے دستِ (خدا) کا دیدار کر لیا ہے

اندر آ در گُلستاں از مزبلہ
کوڑی سے باغ کے اندر آجا
چونکہ در ظلمت بدیدی مشعلہ
جبکہ تونے تاریکی میں نور دیکھ لیا ہے

بے توقف زود تر در نہ قدم
بلا تاخیر، بہت جلد قدم رکھ
زیں چہِ بے بُن سوئے باغِ اِرم
اِس اتھاہ کنویں سے، بہشت میں

ہم نبردش گفت از بہرِ خدا
ان کے (حضرت علیؓ) مقابل نے کہا، خدا کے لئے
شرح کُن ایں را و بپذیرم ہلا
اِس کی تفصیل بتا دیجئے اور مجھے ضرور (غلامی میں) قبول کیجئے

گفتنِ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ با قرینِ خود کہ چوں تو خیو انداختی بر روئے من نفسِ من بجنبید و اخلاصِ عمل نماند مانعِ کشتنِ تو آں بود و مسلماں شدنِ او

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اپنے مقابل سے فرمایا کہ جب تونے میرے منہ پر تھوکا، میرا غصہ بھڑکا اور عمل کا اخلاص نہ رہا، تیرے قتل کا مانع یہ تھا اور اس کا مسلمان ہوجانا

گفت امیر المومنین رض با آں جواں[۳]
امیر المومنین رضؓ نے اُس جوان سے فرمایا
کہ بہنگامِ نبرد اے پہلواں
کہ اے پہلوان! مقابلہ کے وقت

ق

چوں تو خیو انداختی بر روئے من
جب تُونے میرے منہ پر تھوکا
نفس جنبید و تبہ شد خوئے من
نفس میں اشتعال پیدا ہوا اور میری عادت بگڑی

نیم بہرِ حق شد و نیمے ہوا
آدھا (جہاد) اللہ کیلئے اور آدھا خواہشِ نفسانی کیلئے ہوگیا
شرکت اندر کارِ حق نبود روا
اللہ کے کام میں شرکت درست نہیں ہے

تو نگاریدہ کفِ مولیستی
تو مولیٰ کے ہاتھ کا بنایا ہوا ہے
آنِ حقی کردۂ من نیستی
تو اللہ کا مملوک ہے میرا مخلوق نہیں ہے

نقشِ حق را ہم بامرِ حق شکن
اللہ کے نقش کو اللہ ہی کے حکم سے توڑ
بر زجاجہ دوست سنگِ دوست زن
دوست کے شیشہ پر دوست کا پتھر مار

---

۱ پایاں۔ آخر، خاتمہ۔ دست با من دہ۔ یعنی مسلمان ہونے کے لئے۔ گُلستاں۔ یعنی باغِ اسلام۔ مزبلہ۔ کوڑی یعنی کفر کی نجاست۔ چہ۔ چاہ کا مخفف ہے۔ بے بُن۔ بے تھاہ۔ باغِ ارم۔ بہشت۔ ہم نبرد۔ شریکِ جنگ۔

۲ خیو۔ خا کو فتح یا بہ ضمہ واو معروف، لعابِ دہن، تھوک۔

۳ آں جواں۔ یعنی مقابل۔ ہنگام۔ وقت۔ نبرد۔ جنگ۔ نفس جنبیدن۔ نفس کا جوش میں آنا۔ خوئے۔ عادت۔ نیم۔ آدھا۔ روا۔ درست۔ نگاریدہ۔ منقش کیا ہوا، آفریدہ۔ کفِ مولیٰ۔ دستِ قدرت۔ آنِ۔ مملوک۔ کردہ۔ مخلوق۔ نقشِ حق۔ یعنی مخلوقِ خدا۔ شکستن۔ یعنی کُشتن۔ زجاجہ۔ کانچ کی بنی ہوئی چیز، بوتل۔

گبر ایں بشنید و نورے[1] شد پدید | در دلِ او تا کہ زنّارش برید
اس کافر نے یہ بات سنی اور ایک نور ظاہر ہوا | اسکے دل میں یہانتک کہ اس نے اپنا زنار کاٹ پھینکا

گفت من تخمِ جفا می کاشتم | من ترا نوعے دگر پنداشتم
اس نے کہا میں نے ظلم کا بیج بویا تھا | میں نے آپکو کچھ اور ہی خیال کیا تھا

تو ترازوئے احد خو بودہٖ | بل زبانہ ہر ترازو بودہٖ
آپ تو خدائی اخلاق والی ترازو تھے | بلکہ آپ تو ہر ترازو کا کانٹا تھے

تو تبار و اصلِ خویشم بودہٖ | تو فروغِ شمعِ کیشم بودہٖ
آپ تو میری اصل اور خاندان تھے | آپ میرے مذہب کی شمع کا نور تھے

من غلامِ آں چراغِ شمع[2] خو | کہ چراغت روشنی پذرفت ازو
میں اس شمع خو چراغ کا غلام ہوں | کہ جس سے آپ کے چراغ نے نور حاصل کیا ہے

من غلامِ موجِ آں دریائے نور | کو چنیں گوہر برآرد در ظہور
میں اس دریائے نور کی موج کا غلام ہوں | جو ایسے موتی نکالتی ہے

عرض کن بر من شہادت را کہ من | مر ترا دیدم سرافرازِ زمن
مجھ پر (کلمۂ) شہادت پیش کیجئے کیونکہ میں | آپ کو خصوصًا زمانہ میں برتر سمجھتا ہوں

قرب[3] پنجہ کس ز خویش و قومِ او | عاشقانہ سوئے دیں کردند رو
اسکے رشتہ داروں اور قوم میں سے تقریبًا پچاس آدمیوں نے | والہانہ (طور پر) دین کا رُخ کیا

او بہ تیغِ حلم چندیں خلق را | وا خرید از تیغ چندیں حلق را
اُن (علی رض) نے بُردباری کی تلوار کے ذریعہ اتنے لوگوں کو | تلوار سے بچا دیا، اِس قدر حلقوم کو

تیغِ حلم از تیغِ آہن تیز تر | بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر
بُردباری کی تلوار لوہے کی تلوار سے زیادہ تیز ہے | بلکہ سینکڑوں لشکروں سے زیادہ فتح کرنیوالی ہے

خاتمہ

اے دریغا لقمۂ دو[1] خوردہ شد | جوشش فکرت ازاں افسردہ شد
ہائے افسوس! دو چار لقمے کھالئے گئے | فکر کا جوش اُس سے ٹھنڈا پڑ گیا

گندمے خورشیدِ آدم[2] را کسوف | چوں ذنب[3] شعشاعِ بدرے را خسوف
گیہوں کا ایک دانہ آدم کے سورج کیلئے گرہن بنا | جیسا کہ (نقطہ) ذنب میں آنا چاند کے نور کا گرہن ہے

[1] نورے۔ یعنی نورِ ایمان۔ زنّار بریدن۔ مسلمان ہو جانا، کفر سے توبہ کرنا۔ احد خو۔ خدائی اخلاق والا۔ زبانہ۔ ترازو کا کانٹا۔ تو ترازو۔ یعنی آپ تو بزرگی کا میار اور انصاف کا حامل نکلے۔ تو تبار۔ یعنی میں اب اپنے خاندان اور مذہب سے نکل کر آپ کی غلامی اور مذہب اختیار کرتا ہوں۔ آں چراغ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جن سے حضرت علی رض نے نور حاصل کیا۔

[2] شمع خو۔ شمع کی روشنی چاروں طرف یکساں ہوتی ہے آنحضور کا فیض بھی عام ہے۔ چنیں گوہر یعنی حضرت علی رض جیسے گوہر نایاب۔ عرض کردن۔ پیش کرنا، تلقین کرنا۔ شہادت۔ کلمۂ شہادت۔ سرافراز۔ منظور و مکرم۔

[3] قرب۔ تقریبًا۔ پنجہ۔ پنجاہ، پچاس۔ وا خرید۔ آزاد کر دیا۔ خاتمہ۔ مولانا نے دفتر اوّل ختم کرنیکے بعد کافی دن بعد دفتر دوم شروع کیا تھا۔ دفتر اوّل کو ختم کرنے کی دو وجہیں بیان فرمائی ہیں ایک تو سامعین کا قصص اور حکایات میں لگ جانا اور انکے بیان سے جو اصل مقصد عبرت اور نصیحت ہے اسکی طرف توجہ کا کم کر دینا ہے، دوسرے کلام کی طوالت جو سامعین میں ملال پیدا کر دیتی ہے اور کلام زیادہ مفید نہیں رہتا ہے۔ لقمۂ دو۔ یعنی حکایتوں اور قصوں کو لوگوں نے جسمانی خوراک بنا لیا۔ جوشش۔ سامعین کی غفلت مقرر کا جوش ختم کر دیتی ہے گندمے۔ حضرت آدم نے گیہوں کھایا تو جنت سے نکلنا پڑا۔ ذنب۔ مدارِ شمس اور مدارِ قمر کے باہمی تقاطع سے دو نقطے پیدا ہوتے ہیں انہیں سے ایک کا نام رأس اور دوسرے کا ذنب ہے، جس وقت سورج نقطۂ رأس پر ہو اور چاند نقطۂ ذنب پر تو دونوں کے درمیان زمین حائل ہو جاتی ہے اور چاند گرہن میں آجاتا ہے

اینت[۱] لطفِ دل کہ از یک مشت گل — ماہِ او چوں می شود پروین گسل
دل کی لطافت عجیب ہے کہ ایک مٹھی خاک سے — اس کا چاند ثریا کی طرح پراگندہ ہو جاتا ہے

ناں چو معنی بود خوردش سود بود — چونکہ صورت گشت انگیزد جحود
روٹی جب تک معنی تھی اس کا کھانا مفید تھا — چونکہ وہ صورت بن گئی (اسلئے) انکار کا باعث بن گئی

ہمچو خارِ سبز کاشتر می خورد — زاں خورش صد نفع و لذت می برد
سبز کانٹوں کی طرح جو کہ اونٹ کھاتا ہے — اس خوراک سے سینکڑوں نفعے اور لذتیں حاصل کرتا ہے

چونکہ آں سبزیش رفت و خشک گشت — چوں ہماں را می خورد اشتر بدشت
جب اُن کی سبزی جاتی رہے اور خشک ہو جائیں — پھر اونٹ اُن کو جنگل میں چرے

ق

می دراند کام و لنجش[۲] اے دریغ — کانچناں وردِ مُربّا گشت تیغ
اس کا تالو اور ہونٹ پھاڑ دینگے۔ ہائے افسوس — کہ ایسا گلقند تلوار بن گیا

ناں چو معنی بود بود آں خارِ سبز — چونکہ صورت شد کنوں خشک ست و گبز
روٹی جب تک معنی تھی وہ سبز کانٹا تھی — جب صورت بن گئی، خشک اور سخت ہے

تو بداں عادت کہ او را پیش ازیں — خوردہ بودی اے وجودِ نازنیں
تو اسی عادت سے کہ اس سے پہلے اس کو — تونے کھایا، اے نازنیں وجود والے!

ق

بر ہماں بو می خوری ایں خشک را — بعد ازاں کامیخت معنی با ثریٰ
اسی بو پر تو اس خشک کو کھاتا ہے — اس کے بعد جبکہ معنی مٹی میں مل گئے ہیں

گشت خاک آمیز و خشک و گوشت بُر[۳] — زاں گیاہ اکنوں بپرہیز اے شتر
جو مٹی میں مل گئی اور خشک ہو گئی اور گوشت کو کاٹنے والی — اے اونٹ! اب اس گھاس سے پرہیز کر

سخت خاک آلودہ می آید سخن — آب تیرہ شد سرِ چہ بند کن
بات بہت خاک آلود نکلتی ہے — پانی گدلا ہو گیا، کنویں کا منہ بند کر دے

تا خدایش باز صاف و خوش کند — او کہ تیرہ کرد ہم صافش کند
جب تک خدا اس کو پھر اچھا اور صاف کرے — جس نے اسکو گدلا کیا ہے اسکو صاف بھی کردے گا

صبر آرد آرزو را نے شتاب — صبر کن واللہ اعلم بالصواب
صبر آرزو پوری کرتا ہے، نہ کہ جلد بازی — صبر کر، اور خدا بہتر جانتا ہے

---

۱ اینت۔ ہمزہ پر کسرہ یائے معروف نون ساکن فتحہ، کلمۂ تحسین و تعجب بمعنی زہے۔ یکمشت گل یعنی سامعین کی بے توجہی۔ پروین۔ ستاروں کا مجموعہ ہے جو جاڑوں میں شروع رات سے نمودار ہو جاتا ہے۔ ناں۔ یعنی جبتک قصوں اور حکایتوں سے اسرار اور حکمتیں اخذ کی جائیں تو مفید ہونگے لیکن جب وہ محض قصہ گوئی ہوجائے تو قابلِ سماعت نہیں ہیں۔ ہمچو خار۔ کانٹے جبتک سبز ہیں اونٹ کیلئے مفید ہیں خشک ہوجانے کے بعد انتہائی مضر ہیں۔ کام تالو

۲ لنج۔ ہونٹ، لام کے ضمہ کے ساتھ ہونٹ، لام کے فتحہ کے ساتھ خرامِ ناز۔ وردِ مُربّا۔ گلقند۔ گبز۔ سخت، قوی۔ تو بداں عادت۔ یعنی پہلے حکایات کو نتیجہ خیز بناکر سن رہا تھا اب جبکہ وہ بے نتیجہ ہوگئی ہیں تو پرانی عادت کے مطابق اُن کو سنے جارہا ہے اب جبکہ وہ بے معنی ہوگئی ہیں تو اُنسے پرہیز ضروری ہے۔

۳ گوشت بُر۔ گوشت کو کاٹنے والا۔ سخت خاک آلود۔ یہاں سے مولانا نے اپنے آپ کو مخاطب بنایا ہے۔ تیرہ۔ گدلا۔ سرِچہ۔ کنویں کا منہ۔ صبر آرد۔ یعنی تمنائیں صبر سے پوری ہوتی ہیں جلد بازی بے فائدہ ہے۔

فہرست عنوانات

مقدمہ از ص ۱ تا ص ۲۹ — قطعۂ تاریخ ص ۳۰

آر- آر- برنٹرز لاہور

INTRODUCTION

HAVING translated into Urdu the two well-known works of Sa'di, the *Diwan* of Hafiz and several other Persian prose-works, and having received encouragement from my readers, I have embarked on a task more difficult to accomplish: translating the *opus* of Maulana Jalal al-Din Rumi. My long and sustained efforts are beginning to yield result with this volume which gives the text of the First Book of the *Mathnawi* along with Urdu translation.

Translating the *Mathnawi* is difficult not only because of its volume—there being about 26,000 couplets—but also because of the subtlety of thought involved. No doubt Urdu translations of the *Mathnawi*, both in prose and verse, exist, but they hardly fulfil the aim I have in view: to present the thoughts of Rumi in a simple, direct, lucid style in the modern idiom, without resort to long explanations and annotations. If I have succeeded in my aim in the present volume, I shall try to publish the remaining volumes in due course.

A work that has inspired generation after generation and cast deep and wide influence for seven hundred years, the *Mathnawi* stands today as one of the most outstanding products of Muslim mystical thought. Dictated by Maulana Jalal al-Din Rumi, who was born in Balkh in 604/1207, during the last decade of his life to his pupil Husam al-Din Hasan, the *Mathnawi* is an encycolpaedia of metaphysics, besides being a great mystical and didactic poem. Mataphysical questions have been beautifully answered, often at great length, in the form of stories and parables. Coming at the end of Rumi's life (d. 672/1273), it enshrines the wisdom gained by him during more than half a century of study and esoteric experience.

Rumi's father, Baha al-Din Walad, being a man of learning and a *sufi* himself, Rumi's first acquaintance with *sufism* must have come from his father. The flight of the family from Balkh, because of the threat of the Mongolian invasion, to Qonya in Turkey by way of important Islamic centres provided Rumi the opportunity of studying other streams of mystical thought. After the death of his father in 628/1230, he became a disciple of Burhan al-Din Muhaqqiq Tirmidhi who paved the way for Rumi's transformation which took place on his meeting the great mystic Shams al-Din Tabrizi in 642/1244. It was Shams al-Din Tabrizi who disclosed to his newest and most promising disciple the mysteries of divine love which is the stepping-stone and a recurring theme of the *Mathnawi*.

The *Mathnawi* sings not only of love which is the essence of creation but deals with a great many questions that we have often asked in our loneliness—questions about our identity, our free will, our place in the world, and the nature of the world itself. People in the aeons to come, as in the aeons past, will continue to ask these questions, and as long as these questions are asked a book like the *Mathnawi* will continue to be a vade-mecum. The *Mathnawi* has been it for so many decades in Muslim countries where Persian is understood, and promises to continue to enlighten many more people who, inspite of the so-called knowledge explosion, are still far from any clearer understanding of the metaphysical problems. I say 'so-called knowledge explosion', because real knowledge according to Islam consists in understanding the eternal truths. And since these eternal truths are sought by men everywhere, the *Mathnawi* has a universal appeal, to which its numerous translations in English and other languages testify.

I hope the present volume will serve to kindle interest in Rumi's teachings in a wider circle and help a better understanding of the problems man has perenially faced. If it does that, my efforts will not have been wasted.

SAJJAD HUSAIN

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

دفترِ اوّل کی اشاعت

جس وقت میں نے مثنوی کی اشاعت کا ارادہ کیا تھا خود بھی مذبذب تھا اور احباب بھی مختلف الرائے تھے۔ کچھ احباب ہمت بندھاتے تھے تو کچھ احباب مخلصانہ طور پر اس اقدام کی مخالفت کرتے تھے لیکن میں نے خدا پر بھروسہ کر کے عواقب و انجام سے قطع نظر کی اور اشاعت کے کاموں میں لگ گیا۔ جب دفترِ اوّل مکمل ہوا تو سوچا کہ اس کا اجرا کسی جلسہ میں کرایا جائے۔ میں اس فکر میں لگا ہوا تھا کہ بعض احباب نے توجہ دلائی کہ اس سال جبکہ مولانائے رومؒ کی سات سو سالہ یادگار منائی جا رہی ہے اور دیگر ممالک میں اس سلسلہ میں بہت سے اجتماعات ہو رہے ہیں ہندوستان میں بھی اس طرح کی تقریب منانی چاہیئے اور اسی میں دفترِ اوّل کے اجرا کی رسم ادا کی جائے۔ میں نے یہ خیال جناب پروفیسر سید نور الحسن صاحب وزیرِ تعلیم حکومت ہند کے سامنے ظاہر کیا تو موصوف نے اس کو پسند فرمایا اور اپنے ہاتھوں دفترِ اوّل کا اجرا کرنا منظور کر لیا۔ چنانچہ ۲۸ مارچ ۱۹۷۵ء کو غالب اکیڈمی بستی نظام الدین میں جناب حکیم عبد الحمید صاحب صدر غالب اکیڈمی کی زیرِ صدارت جشن ۷۰۰ سو سالہ مولانائے رومؒ کے عنوان سے ایک کامیاب اجتماع ہوا جس میں جناب کوکب وزیری زاد لطفہٗ کا مجھے بھرپور تعاون حاصل رہا اور جناب مسعود حسن خاں صاحب وائس چانسلر جامعہ ملیہ نے ایک علمی مقالہ پڑھا۔ جناب فتح اللہ صاحب مجتبائی کلچرل کونسلر ایرانی ایمبسی دہلی نے مولانا رومؒ اور مثنوی پر ایک فاضلانہ تقریر کی اور جناب محمد اعظم کامران نے اپنے دلنواز نغمہ سے مولانا رومؒ کی ایک غزل سنائی۔ دہلی کے اکثر علم دوست احباب اس میں شریک ہوئے۔ بقول بعض احباب کے یہ اجتماع دہلی کے دانشوروں اور اہلِ علم کا ایک قابلِ ذکر اجتماع تھا۔ دہلی کے انگریزی ہندی اور اردو اخبارات نیز آل انڈیا ریڈیو دہلی اور ٹیلی ویژن نے اس اجتماع اور مثنوی کے دفترِ اوّل کے اجرا اور اس کی پسندیدگی پر خوب خوب خبریں شائع کیں۔ محکمہ ٹیلی ویژن نے تو صرف اس اجتماع کو رونما کرنے پر بس نہ کی بلکہ میری اور مثنوی کی مستقل فلم تیار کر کے اس کو مختلف اسٹیشنوں سے مختلف اوقات میں دکھایا۔ اس کے بعد سے آج تک شاید ہی اردو کا کوئی موقر اخبار یا رسالہ ایسا ہوگا جس نے دفترِ اوّل پر سیر حاصل تبصرہ نہ کیا ہو اور مثنوی شریف کے پورے دفتروں کی تکمیل کا اصرار نہ کیا ہو۔ میں

منعم جناب کا کس طرح شکریہ ادا کروں کہ اُس کی رحمتِ بے پایاں سے اُس کی قبولیت وہم و گمان سے بھی زیادہ ہوئی۔ ملک کے اہلِ علم نے بذریعہ خطوط اُس کی تعریف و توصیف کی اور ملک کے ہر ہر گوشہ سے اُس کی مانگ شروع ہوگئی۔ میں نے اُس کی اشاعت کے بعد فوراً ہی دفترِ دوم پر کام شروع کر دیا۔ آج جبکہ میں یہ مقدمہ سپردِ قلم کر رہا ہوں یہ دفترِ دوم اس قابل ہوگیا ہے کہ اُس کی طباعت شروع کرا سکوں اور قریبی عرصہ میں اہلِ علم کی خدمت میں پیش کر سکوں۔ دفترِ اوّل کی اشاعت کے بعد سے بقیہ دفتروں کی اشاعت و تکمیل کے لئے جو سہولتیں میسر آ رہی ہیں اُن کا تفصیلی ذکر تو طویل ہے البتہ اِس سلسلہ میں اگر میں پروفیسر سید نور الحسن صاحب وزیرِ تعلیم اور وزارتِ تعلیم ہند کا ذکر نہ کروں تو بڑی ناسپاس گذاری ہوگی۔ میں موصوف اور اُن کی وزارت کا انتہائی شکر گذار ہوں کہ موصوف نے دفترِ اوّل کی بڑی تعداد میں خریداری کرا کر دیگر دفاتر کی اشاعت کو آسان بنا دیا اور صرف یہی نہیں بلکہ بقیہ دفتروں کی اشاعت کے لئے ایک گراں قدر مالی اعانت کرنا بھی منظور کر لیا ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے دفترِ دوم تو عنقریب ہی سامنے آ جائیگا۔ اب میں نے تیسرے دفتر پر کام شروع کر دیا ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ اُس کو نصف کے قریب لکھ چکا ہوں۔ اب جبکہ بقیہ دفتروں کی اشاعت کی مالی مشکلات سے میں بے نیاز ہو چکا ہوں ناظرین سے استدعا ہے وہ دعا فرمائیں ربّ العزّت مجھے وہ طاقت بھی عطا فرما دے کہ میں قلمی اعتبار سے اِس خدمت کی جلد از جلد تکمیل کر سکوں گو سنِ ستّر میں پہنچ گیا ہوں اور اپنی عمر کی ۷۵ ویں منزل طے کر رہا ہوں، قوائے جسمانی بھی انحطاط پذیر ہیں لیکن مولائے کریم سے پُر اُمید ہوں کہ وہ اِس ناکارہ کو وہ طاقت عطا فرما دے گا جس سے میں اپنی اِس تمنا کو پورا کر سکوں گا۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْز۔

مولانائے رومؒ اور مثنوی

دفترِ اوّل کے مقدمہ میں مولانا کے حالات اور مثنوی کے بارے میں کچھ معروضات کی گئی ہیں اُس کی اشاعت کے بعد ماہ مئی، جون، جولائی ۱۹۷۵ء کے رسالہ "جامعہ" کے شماروں میں اِسی موضوع پر مسز انیماری شمیل پروفیسر ہارورڈ یونیورسٹی کے مقالہ کا ترجمہ از سید ضیاء الحسن صاحب ندوی نظروں سے گذرا اُس میں بعض جدید معلومات تھیں۔ موصوفہ وہ مستشرق خاتون ہیں جو مولانائے رومؒ پر ایک سند تسلیم کی جاتی ہیں۔ وہ امسال ماہ ستمبر میں ہندوستان بھی آئیں اور مجھے بھی اُن سے ملنے اور اِس موضوع پر معلومات حاصل کرنے کا موقع ملا۔ مناسب سمجھا گیا کہ اُس کی تلخیص و اقتباس دفترِ دوم کے اِس مقدمہ میں بشکریہ رسالہ جامعہ ہدیۂ ناظرین کروں۔ اب مطالعہ کرنے والوں سے گذارش ہے کہ اِس تلخیص او رغیرہ مرتب اقتباس کو دفترِ اوّل کے مقدمہ کے مضمون کے ساتھ ملا کر مطالعہ کریں تاکہ پوری افادیت حاصل ہو سکے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ ۱۲۰۷ء میں بلخ میں پیدا ہوئے جو آج کل مملکت افغانستان کے زیرِ نگین ہے۔ اِس تاریخ ولادت پر مورخین کا اتفاق ہے لیکن مولانا کی کتاب "فیہ ما فیہ" کی ایک

عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ مولاناؒ خوارزم شاہ کے سمرقند کے محاصرہ کے جو کہ سنہ ۱۲۰۷ء میں ہوا تھا چشم دید واقعات بیان کر رہے ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولاناؒ کی پیدائش یقیناً اس سے کم از کم دس بارہ سال قبل ہو چکی تھی۔

بلخ اس دور میں علمی و دینی مرکز تھا، قدیم زمانے میں یہ شہر بودھ مذہب کا بھی مرکز رہ چکا تھا ہو سکتا ہے کہ تصوف کے قدیم رجحانات میں جھلکنے والے بعض بودھ افکار اسی شہر کی دین ہوں۔ حضرت ابراہیم بن ادھم اسی شہر کی پیداوار ہیں۔ دنیا سے اُن کی بیزاری گوتم بودھ کے زہد اور ترکِ دنیا سے بہت ملتی جلتی ہے۔ مولانائے رومؒ نے بچپن میں فلسفی مفکر امام فخر الدین رازی کا زمانہ بھی پایا تھا، امام رازی کو سلطان خوارزم کے دربار میں بہت رسوخ تھا اور سلطان کو صوفیوں کے خلاف کر دینے میں اُن کا بہت بڑا حصہ تھا۔ سنہ ۱۲۰۹ء میں صوفی مجد الدین بغدادی کے نہر جیحون میں ڈوب کر جان دینے کا سبب بھی یہی بنے تھے۔ مولانائے رومؒ کے والد شیخ بہاؤالدین ولد سے بھی امام کے تعلقات اچھے نہ تھے۔ مولانائے رومؒ بھی دینی معاملات میں عقل و فلسفہ کی مداخلت کو ناپسند کرتے تھے۔ اِن کے دوست اور شیخ شمس الدین تبریزی تو امام فخر الدین رازی کو "الکافر الاحمر" سرخ کافر کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ مولانائے رومی کا یہ شعر

گر باستدلال کارِ دیں بُدے	فخر رازی رازدارِ دیں بُدے
اگر دین کا معاملہ دلیل بازی پر موقوف ہوتا	تو فخر الدین رازی دین کے رازدار ہوتے

بھی اِن حالات کی غمازی کرتا ہے۔

شیخ بہاؤالدین ولد کے بلخ چھوڑنے کی بنیاد امام رازی کی عداوت کو قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ امام رازی کی وفات سنہ ۱۲۱۰ء میں ہو گئی تھی جبکہ شیخ بہاؤالدین نے بلخ سنہ ۱۵-۱۲۱۹ء میں چھوڑا ہے۔

شیخ بہاؤالدین سنہ ۱۲۲۱ء میں وسطِ روم میں پہنچے۔ یہاں سے مولانا جلال الدینؒ کے نام کے ساتھ رومی کی نسبت شروع ہوئی۔ ایک عرصہ تک شیخ بہاؤالدین "لارندا" میں مقیم رہے۔ مولانائے رومؒ کی والدہ کی یہاں ہی وفات ہوئی۔ لوگ آج بھی اُس قبر اور مسجد کی زیارت کو جاتے ہیں جو مولاناؒ نے اُن کی یادگار میں بنائی تھی مولانائے رومؒ نے یہاں ہی جوہر نامی ایک سمرقندی دوشیزہ سے شادی کی جس سے اُن کے عزیز ترین بیٹے سلطان ولد پیدا ہوئے جو آگے چل کر مولانائے رومؒ کے خلیفہ دوم اور مولاناؒ کے بہترین سوانح نگار اور اُن کی کتابوں کے شارح بنے۔ سلطان علاؤالدین کیقباد نے شیخ بہاؤالدین ولد کو قرمان (لارندا) میں بلوا لیا تھا۔ قرمان، قونیہ سے سو کلومیٹر جنوب مشرق میں واقع ہے۔ سلطان علاؤالدین نے قلعہ کے قریب ایک ٹیلہ پر ایک عالیشان مسجد تعمیر کرائی، قونیہ اُس دور میں پُر رونق مدرسوں اور مسجدوں سے آباد تھا شیخ بہاؤالدین ولد اور اُن کے خاندان کے آجانے سے اس کی رونق دو بالا ہو گئی۔ ۲۲ جنوری سنہ ۱۲۳۱ء کو شیخ بہاؤالدین اِس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

شیخ بہاؤالدین کی وفات کے چند سال بعد اُن کے شاگرد رشید برہان الدین محقق ترمذی بھی قونیہ پہنچ گئے۔ مولانا رومؒ نے

انہی سے علومِ لدنی، حکمتِ الہامی اور صوفیانہ زندگی کے رموز و اسرار کی معرفت حاصل کی اور پھر انہی کے حکم کی تعمیل میں آپ شام تشریف لے گئے اور وہاں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، شیخ سعد الدین حموی، شیخ اوحد الدین کرمانی کے حلقے کے بڑے بڑے صوفیوں سے آپ نے ملاقاتیں کیں۔ ہو سکتا ہے کہ ممتاز صوفی شمس الدین تبریزی سے پہلی ملاقات آپ کی یہاں ہی ہوئی ہو۔

برہان الدین محقق ۱۲۴۰ء میں قونیہ چھوڑ کر قیصریہ چلے گئے اور وہاں ہی ان کی وفات ہوئی اور آج بھی ان کی قبر کی زیارت کے لئے لوگ دور دراز علاقوں سے آتے ہیں۔

منگول نے ۱۲۴۳ء میں روم کے علاقہ پر قبضہ کر لیا، اناطولیہ بھی اُن کے قبضہ میں آگیا قیصریہ بھی جلد ہی منگول کی لوٹ مار کی نذر ہو گیا۔ انہی حالات میں قونیہ پہ منگول کا تسلط ہو چکا تھا، اس پر اسی تاریکی کے باوجود مولانائے روم نے شمس دوام کو اپنے سامنے درخشاں دیکھ لیا تھا۔ جنوری ۱۲۴۴ء کے اواخر میں مولانا کی شمس الدین تبریزی سے ملاقات قونیہ میں ہوئی۔ مولانائے رومؒ اور شمس الدین تبریزی کی پہلی ملاقات کے بارے میں بہت سی روایتیں ہیں اُن میں سب سے زیادہ قرین قیاس وہی روایت ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بایزید بسطامی کے فرقِ مراتب کے سلسلہ میں باہمی گفتگو کی ہے، اس ملاقات کے بعد دونوں بزرگ ایک دوسرے سے ایسے وابستہ ہوئے کہ چھ ماہ تک ایک دوسرے سے جُدا نہ ہوئے۔ صلاح الدین زرکوب کی دوکان تھی اور اُس پر ان دونوں کی مجلس اس طور پر ہوتی تھی کہ نہ کھانے پینے کی فکر ہوتی نہ ضروریاتِ زندگی کی خبر۔ پورے چھ ماہ اسی عالم میں گذر گئے، یہ شمس الدین تبریزی کون تھے جو مولانائے رومؒ کی زندگی میں اس قدر انقلاب کا سبب بنے اُن کے صحیح واقعات تو پردۂ خفا میں ہیں لیکن اس قدر ضرور معلوم ہے کہ اُن کی سخت تنقید سے اُس دور کے صوفیا میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا۔ شام و عراق کے بڑے بڑے مشائخ سے شمس الدین نے ملاقاتیں کیں۔ ان کی ملاقاتوں کا سب سے زیادہ دلچسپ قصہ وہ ہے جو اوحد الدین کرمانی کی ملاقات کے دوران پیش آیا۔ اوحد الدین کرمانی ان صوفیوں میں سے تھے جو مخلوق کی صورتوں میں خالق کا جمال دیکھتے اور اس کی پرستش کرتے تھے، انسانی شباب میں انھیں جمالِ خداوندی نظر آتا تھا۔ ایک مرتبہ اوحد الدین نے شمس الدین سے کہا کہ میں چاند کو اس وقت دیکھتا ہوں جبکہ وہ پانی کے پیالے میں عکس ریز ہوتا ہے، شمس الدینؒ نے فوراً ٹوکا اور کہا کہ اگر تمہاری گردن میں کجی نہیں ہے تو تم اس کو آسمان پر ہی کیوں نہیں دیکھتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شمس الدین کی ملاقات محی الدین عربی سے بھی ہوئی ہے۔ شیخ اکبر کے تصنیفی اور علمی شہ پارے اور اُن کے خیالات و افکار بھی شمس الدین کی نگاہِ تنقید سے نہیں بچ سکے ہیں۔ شمس الدین ابن عربی کو نو آموز و خام کار سمجھتے تھے۔ وہ مولانائے رومؒ کو موتی سے تشبیہ دیتے تھے تو شیخ محی الدین عربی کو کنکریوں سے۔ شمس الدین صوفیا کے کس سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے یہ ابھی تک واضح نہیں ہو سکا ہے۔ ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ انھیں خواب میں براہِ راست آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے خرقۂ تصوف حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔ ہمیں ڈاکٹر عالم عبدالباقی کی اِس رائے سے اتفاق ہے کہ وہ عملاً قلندر اور ایک جہاں گشت درویش تھے۔ شمس الدین کے بعض جملے اور عبارتیں بھی اِس کی تصدیق کرتی ہیں جن میں وہ قلندریت کی مدح سرائی کرتے ہیں۔ اُن کا اپنے بارے میں دعویٰ تھا کہ وہ عاشقیت ہی سے نہیں بلکہ معشوقیت کے مقام سے بھی آگے نکل گئے تھے۔ وہ تمام مراحل طے کر کے قطب المعشوقین کے مقام پر سرفراز تھے۔

سخت حیرت ہے کہ شمس الدین کی چند ماہ کی صحبت سے مولانا ئے رومؒ نے تمام سماجی ذمہ داریوں بلکہ فرائض اور واجبات کو بھی بالائے طاق رکھ دیا تھا اسی بنیاد پر مولاناؒ کے متعلقین میں غیض و غضب کی وہ آگ بھڑکی کہ شمس الدین کو قونیہ چھوڑنا پڑا۔ اِس جدائی کا مولانا ئے رومؒ پر یہ اثر پڑا کہ اُن کو اپنا غم ہلکا کرنے کے لئے رقص و سرود اور نغمۂ موسیقی کی پناہ لینی پڑی۔ ایک عرصہ کے بعد مولاناؒ کو پتہ چلا کہ شمس الدین شام کے مرغزاروں میں فروکش ہیں تو مولاناؒ نے اپنے بیٹے سلطان ولد کو اُن کو واپس لانے کے لئے روانہ کیا۔ شمس الدین واپس آئے تو مولاناؒ پر سرور و انبساط کا عالم طاری ہوا، دونوں کی ملاقات ہوئی تو یہ تمیز کرنا مشکل تھا کہ اُن میں طالب کون ہے اور مطلوب کون ہے۔ مولاناؒ نے اُن کو قونیہ کا پابند کرنے کے لئے کیمیا نامی ایک دوشیزہ سے اُن کی شادی کرا دی اور پھر دونوں میں ہفتوں بلکہ کئی کئی ماہ مسلسل رُوحانی اور وجدانی گفتگو میں گزرنے لگے۔ یہ بات پھر مولاناؒ کے عقیدتمندوں پر گراں گزرنے لگی جس سے اُنکے اندر پھر شمس الدین کے خلاف غم و غصہ کے جذبات بھڑک اُٹھے۔ اسی دوران ۶۴۵ھ میں "کیمیا" کا انتقال ہو گیا تو پھر شمس الدین قونیہ سے ایسے غائب ہوئے کہ ڈھونڈنے سے بھی کبھی نہ ملے۔ شمس الدین کی اِس رُوپوشی کے بارے میں متضاد کہانیاں ملتی ہیں۔ بعض روایات بتاتی ہیں کہ شمس الدین قونیہ سے نامعلوم مقام کی طرف رُخصت ہوئے "افلاکی" صراحت کرتے ہیں کہ اُن کو مولاناؒ کے صاحبزادے فخر العلماء علاؤالدین ولد کی دشمنی کی وجہ سے قتل کر دیا گیا لیکن یہ بات بھی بعید از قیاس ہے کہ ایسے محترم خانوادے کا کوئی فرد قتلِ عمد جیسے معیوب اور ذلیل جرم کا ارتکاب کرے یا کرائے۔

بہرحال کہا جاتا ہے کہ ۵ دسمبر ۱۲۴۷ء کی رات تھی دونوں بزرگ شب کے آخری حصہ تک باہمی گفتگو میں محو تھے کہ کوئی شخص شمس الدین کو باہر بلا کر اُن پر پے در پے قاتلانہ حملے کرنے لگا اور اُن کو قتل کر کے قریب کے ایک اندھے کنویں میں ڈال دیا۔ یہ کنواں آج تک موجود ہے جس کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ صبح کو مولاناؒ کے بڑے صاحبزادے سلطان ولد کو خبر ملی تو اُنھوں نے اُن کی نعش کو کنویں سے نکال کر ایک قبر میں دفن کر دیا۔ اب یہی شمس الدین کی آخری آرام گاہ ہے جس پر ایک یادگاری تختی لگا دی گئی ہے۔ حال ہی میں جو کھدائی کی گئی ہے اُس سے ایک بڑی قبر کا سراغ ملتا ہے جس کا تعلق عہدِ سلجوقی سے معلوم ہوتا ہے۔ مولاناؒ میوزیم کے ڈائرکٹر سید محمد اوزند، افلاکی کے اِس بیان کی تائید

کرتے ہیں۔ مولانائے رومؒ سے اس جانگسل واقعہ کو پوشیدہ رکھا گیا لیکن پھر بھی مولاناؒ کے بعض اشعار بتاتے ہیں کہ اُن کو اس سانحہ کا علم ہوگیا تھا۔ بعض لوگوں نے اُن سے کہا کہ شمس الدین دیارِ شام میں مقیم ہیں تو مولاناؒ وہاں پہنچ گئے اور کہتے تھے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اُس نے شمس الدین کو دیکھا ہے تو اُس سے پوچھو کہ اُس فردوسِ بریں کا راستہ کدھر ہے؟ اِس کے بعد مولاناؒ کے اشعار میں شمس الدین کی ایسی چھاپ نظر آتی ہے کہ اُن کو ہر طرف شمس الدین ہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ ایک غزل میں کہتے ہیں

تنہا میں ہی شمس الدین شمس الدین نہیں گاتا رہتا ہوں بلکہ اُدھر بطخیں اور سارس تالابوں میں اور ٹیلوں پر بلبلیں چمن زاروں میں وارفتگی کے عالم میں نغمہ سرا ہیں، اِدھر میں سرِ شام گنگناتا ہوں۔

شمس الدین کانِ جواہر، شمس الدین روز و شب، شمس الدین شام و سحر، شمس الدین جامِ جم، شمس الدین بحرِ بیکراں، شمس الدین دمِ عیسیٰ، شمس الدین یدِ بیضا، شمس الدین جمالِ یوسف۔

مولانا کو اگرچہ جلد ہی شمس الدین کی وفات کا علم ہوگیا تھا لیکن اس کا اعتراف و اقرار ان پر سخت گراں تھا۔

اِس کے بعد بھی شمس الدین تبریزی کی شخصیت کے بارے میں بہت سے حالات معرضِ خفا میں ہیں حتیٰ کہ بعض محققین اُن کے بارے میں اِس درجہ مشکوک ہیں کہ وہ سرے سے اِس جیسی شخصیت کے وجود ہی کا انکار کرتے ہیں لیکن وہ عظیم کلاہِ درویشی جو قونیہ میوزیم میں آج بھی موجود ہے اِس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اِس جیسی شخصیت ایک زمانہ میں موجود تھی، آنکھوں نے اُس کو دیکھا ہے اور اُس کے نقوش آج بھی تازہ ہیں۔

اِس میں کوئی شک نہیں مولانائے رومؒ اور شمس تبریزی کی باہمی انوکھی ملاقاتیں، باہمی شیفتگی اور یہ ربط صوفیائے اسلام میں کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتا ہے۔

بعض لوگ شمس الدین تبریزی کو سقراط سے تشبیہ دیتے ہیں جس نے اپنے پیچھے تحریری شکل میں کچھ نہ چھوڑا لیکن افلاطون جیسا شاگرد چھوڑا جو اُس کی عظمت کا سبب بنا۔ اسی طرح مولاناؒ ایک چراغ کے مانند تھے اور شمس الدین وہ چنگاری تھے جو اُس چراغ کو روشن کر گئی۔

شمس الدین تبریزی کی جدائی کے بعد مولاناؒ کی روح، الہام و کشف کے ایک نئے سرچشمہ سے مانوس ہونے لگی۔ وہ ایک روز قونیہ میں صرافہ کے بازار سے گذر رہے تھے وہاں صلاح الدین زرکوب کی دکان پر زرکوبی کی کھٹ کھٹ کی آواز ایک دلکش نغمہ کی طرح مولاناؒ کے کان میں پڑی اور مولانا بے اختیار رقص کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد صلاح الدین زرکوب بھی اس رقصِ مستانہ میں شریک ہوگئے۔ اِس طرح کچھ دیر دونوں سرِ بازار رقص کرتے رہے پھر صلاح الدین تو اپنی دکان کے کاموں میں لگ گئے اور مولانا گھنٹوں اسی عالم میں رقصاں رہے۔ صلاح الدین زرکوب مولانا برہان الدین محقق سے فیض یافتہ تھے از بد و تقشف میں

شیخ و مُرشد کی بولتی تصویر تھے۔ اسی بنا پر شیخ محقق نے باوجود اُن کی
ناخواندگی کے اُن کو اپنا روحانی وارث اور اکلوتا خلیفہ قرار دیا تھا۔ شمس الدین
تبریزی کے بعد مولانا کو پھر صلاح الدین زرکوب کی صحبتوں میں وہی پُرانا کیف و
سرور حاصل ہونے لگا، صحبتوں کا سلسلہ طویل ہونے لگا۔ بالآخر اس اتحاد و شیفتگی کا یہ نتیجہ ہوا کہ مولانا نے
اپنے صاحبزادے سلطان ولد کی شادی صلاح الدین زرکوب کی بیٹی فاطمہ سے کر دی۔ ایک وقت آیا کہ صلاح
الدین بیمار ہوئے۔ مولانا اُن کی تیمارداری میں اِس قدر منہمک اور مصروف ہوئے کہ اپنے معمولات سے بھی غافل ہے
اور بہت ہی کم صلاح الدین سے جُدا ہوتے تھے۔ جب وہ وقت آیا کہ صلاح الدین زرکوب اِس دُنیا سے
رخصت ہوئے اور اُن کی روح عالمِ ارواح کے تصرفات سے لطف اندوز ہونے لگی تو مولانا تدفین سے فارغ
ہو کر گھر واپس آئے۔ مولانا نے اُن کا جو مرثیہ لکھا اُسیں تحریر فرمایا :-

اے وہ شخص جو زمین و آسمان کو چھوڑ جانے والے پر کبھی روتا تھا تیرے عہدِ زریں کی یاد میں ہوش
و حواس کھو بیٹھا ہیں اور روح کرب زدہ اور غمگسار ہے، اب کوئی نہیں، جو تیری جگہ لے سکے، مکان
و لامکاں تیرا ماتم کر رہے ہیں، جبرئیل امین کے پر تیرے غم میں پیلے پڑ گئے ہیں، اولیا و انبیا
سب کی آنکھیں نم ہیں۔ اے صلاح الدین تم ایک بلند پرواز برق رفتار طائر تھے تم کیا اُڑے
کہ وہ شاخ بھی اُڑ گئی جس سے کبھی تم تیر کی مانند اُڑتے تھے۔

یہ بتا دینا بھی مناسب ہے کہ مولانا صوفیانہ جذب و کیف اور رقص و سرود میں منہمک رہنے کے باوجود عین
اِسی وجدانی کیفیت کے دوران بھی صحیح شرعی رائے یا فتویٰ دینے سے کبھی قاصر نہ رہے۔ سپہ سالار نے جنھیں برسوں
مولانا کی خدمت کا موقع ملا ہے، نماز و روزے کے آداب سے اُن کے شغف اور اُن کی طویل روزہ کشی کا ذکر تفصیل
سے کیا ہے۔

مولانا کا حُسنِ سلوک حُسنِ معاشرت اور شریعت کی غیر معمولی پابندی بھی لوگوں کو اُن کے دَر تک کھینچتی تھی۔
مولانا کے دروازے خواص اور مالداروں سے زیادہ عوام اور غریبوں کے لئے کُھلے رہتے تھے۔ مولانا کے معتقدین
میں جہاں مَردوں کے انبوہ در انبوہ نظر آتے ہیں وہاں معتقد عورتوں کی بھی ایک بڑی تعداد ہے۔ سلطان
غیاث الدین کی بیگم جو قونیہ سے قیصریہ چلی گئی تھیں، جب مولانا کی جدائی برداشت نہ کر سکیں تو انھوں نے
ایک بار نطینی آرٹسٹ سے مولانا کی تصویر بنوائی جس کو وہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتی تھیں۔ خود مولانا کی
پوتی سلطان ولد کی صاحبزادی ایک عرصہ تک کامیابی کے ساتھ طریقِ مولویت کی نشر و اشاعت کرتی رہیں۔ مولانا
کی دوسری بیوی کرا خاتون کو بھی وہ روحانی مقام حاصل تھا کہ مولانا اُن کو "سارہ" ثانی اور "مریم زمانہ" کے
الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

تیسری شخصیت جو مولانا کے جذب و کشش کا محور بنی وہ
حسام الدین چلپی کی شخصیت ہے۔ حسام الدین بن حسن اخی ترک قونیہ
کی سوسائٹی میں درمیانی طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حسام الدین

مولاناؒ کی زندگی میں اچانک نمایاں نہیں ہوئے تھے بلکہ وہ برسوں پہلے سے اُن کی صحبت میں رہتے آئے تھے. کہا جاتا ہے کہ شمس الدین تبریزی نے اُن کو جو نہاری کی حالت میں دیکھا تھا تو اُن پر اپنی پوری توجہ مبذول کی تھی۔ حسام الدین اس قدر روشن ضمیر تھے کہ وہ دوستوں اور محبت کرنیوالوں کی تکلیف کو خود بخود اس طرح محسوس کر لیا کرتے تھے جیسے کہ وہ تکلیفیں خود اُن کے روح اور جسم میں پائی جاتی ہوں۔ وہ تصوف اور سلوک کے اعلیٰ مدارج پر فائز تھے. مولاناؒ نے اُن کو اپنے بعض خطوط میں "جنید عصر" سے تعبیر فرمایا ہے اور کہتے تھے کہ وہ مجھ سے باپ اور بیٹے کی مانند قریب ہیں اور مجھے وہ نورِ عین کی طرح عزیز ہیں۔ مولاناؒ کے الہامی افکار اور اُن کی حکمت و تعلیمات کی تشریح اور تفسیر کا سہرا حسام الدین ہی کے سر پر ہے جنھوں نے مولاناؒ کے صوفیانہ فلسفہ اور حکمت کو اصل صورت میں محفوظ کر دیا اور مولاناؒ کی تحریروں کو اُن کے عقیدتمندوں اور مُریدوں نے یکجا کر دیا۔ مولاناؒ نے انہی کی فرمائش پر اپنا روحانی سرمایہ جس کو مثنوی معنوی کہا جاتا ہے اُن کو املا کرایا۔ چند برس تک حسام الدین مولاناؒ کے ساتھ رہے۔ مولاناؒ کی زبان سے جو شعر نکلتا وہ اُس کو قلمبند کر لیتے سڑک ہو یا گھر، حمام ہو یا بازار، محفلِ سماع ہو یا خلوت خانہ، سایہ کی طرح مولاناؒ کے ساتھ رہتے تھے.

مثنوی کی ابتدا کی تاریخ متعین کرنا تو دشوار ہے لیکن بقول عبدالباقی کے دفترِ اوّل کی بعض حکایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اُس وقت تک بغداد میں عباسی حکومت قائم تھی. ۱۲۵۸ء میں جب تاتاریوں نے مستعصم باللہ عباسی خلیفہ کو قتل کیا اُس وقت دفترِ اوّل کا املا مکمل ہوا تھا۔ دفترِ اوّل کی تکمیل کے بعد حسام الدین کی بیوی کا انتقال ہو گیا تو مولاناؒ کے اشعار کا الہامی سلسلہ جاری نہ رہ سکا اور کافی تاخیر سے دفترِ دوم شروع کیا۔ مولاناؒ جب مرض الموت میں مبتلا ہو گئے تب ہی مثنوی کے املا کا سلسلہ ختم ہوا۔

۱۲۷۳ء کے موسمِ خزاں میں مولاناؒ کی نقاہت بڑھ گئی. طبیب مرض کی تشخیص میں ناکام ہو گئے طبیب نے بہر حال یہ محسوس کر لیا کہ مولاناؒ کے پھیپھڑے میں پانی اُتر آیا ہے۔ ۱۷ دسمبر ۱۲۷۳ء کی شام ایک پُرملال شام تھی جس میں مولاناؒ ہمیشہ کے لئے اس دارِ فانی سے رخصت ہو کر اپنے حقیقی محبوب سے جاملے۔ اُن کی وفات سے صرف انسان ہی نہیں بلکہ حیوانات بھی متاثر ہوئے. کہا جاتا ہے کہ مولاناؒ کی بلی نے بھی اُن کی وفات کے بعد کھانا پینا ترک کر دیا تھا اور ٹھیک ایک ہفتہ کے بعد وہ اپنی زندگی کی بساط لپیٹ کر چل دی جس کو مولاناؒ کی اہلیہ نے مولاناؒ کے پہلو میں دفن کرا دیا۔

مولانائے رومؒ کی احادیث و تفسیر اور سیرِ صحابہ

اِس موضوع پر میں دفترِ اوّل کے مقدمہ میں کچھ باتیں لکھ چکا ہوں۔ اِس سلسلہ میں آیات کی تفسیر سے متعلق حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ "غایۃ المقال" میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرات صوفیہ بعض آیات کی ایسی تفسیر کرتے ہیں جس پر کوئی نقل شاہد نہیں ہوتی ہے اِس پر بعض جہلاء اُن کو کفر کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں لیکن یہ درست نہیں ہے کیونکہ اُن کی

مراد حقیقی تفسیر نہیں ہوتی ہے بلکہ صرف ایک اشارہ مقصود ہوتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "التفرقۃ بین الاسلام والزندقہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ بعض اصحاب غلبۂ ظن سے بلا دلیل کسی آیت کی تاویل کرنے لگتے ہیں اُن پر کفر کا فتویٰ صادر کرنے میں عجلت سے کام نہ لینا چاہیئے بلکہ غور کرنا چاہیئے اگر اُن کی یہ تفسیر و تاویل اصولی عقائد سے متعلق نہیں ہے تو اُن کی کسی طرح سے تکفیر جائز نہ ہوگی اور ایسی تاویل کے قائل کو مُبتدع اور کافر نہیں کہا جاسکتا ہے۔ جہاں تک احادیث اور سِیَر انبیار و صحابہ کی بحث ہے اس کے متعلق بھی میں دفتر اوّل کے مقدمہ میں کچھ عرض کر چکا ہوں۔ مولانا نے دفتر دوم میں "سجدہ کردنِ یحییٰ مسیح در شکمِ مادر یک دگر را" کے ماتحت جو کلام فرمایا ہے اُس میں حضرت مسیح اور حضرت یحییٰ کے ماؤں کے پیٹ میں ایک دوسرے کو سجدہ کرنے پر معترضین کے اعتراضات نقل کئے ہیں اور پھر فرمایا ہے :-

ایں بداند آنکہ اہلِ خاطرست اِس بات کو وہی سمجھ سکتا ہے جو صاحبِ دل ہے	غایب از آفاق اُو را حاضرست آفاق سے غایب (چیز) اُس کے لئے حاضر ہے
پیشِ مریمؑ حاضر آمد در نظر حضرتِ مریمؑ کی نگاہوں کے سامنے آگئی	مادرِ یحییٰؑ کہ دورست از بصر حضرتِ یحییٰؑ کی ماں جو نگاہ سے دُور تھی

اور پھر فرمایا :-

ور ندیدش نز برون و نز درون اور اگر مریمؑ نے انکو ظاہری اور باطنی طور پر بھی نہ دیکھا ہو	از حکایت گیر معنیٰ اے زبون اے ناقص! اِس حکایت سے معنیٰ اخذ کرلے
نے چناں افسانہا بشنیدۂ کیا تونے ایسے افسانے نہیں سُنے ہیں	ہمچو شیں برنقشِ آں چسپیدۂ تو اُن کے نقش پر شین کی طرح چپکا ہوا ہے

اور پھر فرمایا کہ کلیلہ و دمنہ اور گل و بلبل کے افسانے تم سنتے ہو اور ایسے نتائج اخذ کرتے ہو اسی طرح مثنوی کے قصص اور حکایات کو سمجھو اور اُن سے صحیح نتائج اخذ کرلو۔

مولانا کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے کہ بعض بزرگوں نے افسانوی قصوں سے بہترین نتائج نکالے ہیں۔ شیخ فریدالدین عطار نے "منطق الطیر" لکھی اور پرندوں کی زبانی مسائل کو سمجھایا۔ کلیلہ و دمنہ بھی حکمت و دانائی سے لبریز بہترین کتاب سمجھی گئی ہے لیکن اِس فرق کو بہر حال نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ افسانوں کو حدیث اور سِیَر صحابہ کرکے پیش کرنے کی جو مضرتیں ہیں وہ اُن کی افادیت سے زیادہ ہیں۔ اِس سلسلہ میں میں نے دفتر اوّل کے مقدمہ میں جو معروضات پیش کی ہیں وہ بہر حال مثنوی شریف کے مطالعہ میں پیشِ نظر رہنی چاہئیں۔

دفترِ دوم کی تصوف کی چند اصطلاحیں

فتوح۔ عبادات و مکشفات اور علم و معارف کا دروازہ کھل جانا۔ **فتح**۔ بندہ پر ذاتِ احدیت کی تجلیات کا نزول شروع ہو جانا۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ میں اِس مقام کی طرف بھی اشارہ ہے۔ **حسِ خمسہ**۔ انسان کے مادّی حواسِ ظاہرہ اور حواسِ باطنہ۔ **حسِ دُرپاش**۔ روحانی حواس۔ **مراقبہ**۔ غیر اللہ سے توجہ ہٹا کر حضورِ دل کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہونا۔ **حضورِ یار**۔ معیتِ حق تعالےٰ۔ **ظاہر**۔ صوفیہ کی اصطلاح میں حقیقت کو کہتے ہیں۔ **مَظہر**۔ صورت اور مرآۃ کو کہتے ہیں مثلاً کوئی شخص آئینہ میں اپنی صورت دیکھتا ہے تو وہ شخص ظاہر ہے اور صورت و آئینہ مظہر ہے۔ **رُوح**۔ صوفیہ کی اصطلاح میں صورتِ نوعیہ کو کہتے ہیں۔ **روحِ اعظم**۔ انواع کی صورِ نوعیہ کے علاوہ جن کو ارواح کہا جاتا ہے۔ صوفیہ ایک اور روح مانتے ہیں جو ذاتِ باری سے سب سے پہلے صدور میں آئی ہے اور وہ تمام ارواح کی مربّی ہے اُس کو رُوحِ اعظم کہا جاتا ہے اور یہی روحِ اعظم روحِ محمدی ہے جیسا کہ حدیث اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا ہے) میں مذکور ہے۔ **لاہوت**۔ ذاتِ باری بلا لحاظ اسماء و صفات۔ **جبروت**۔ مرتبۂ صفاتِ باری تعالیٰ۔ **ملکوت**۔ مرتبۂ اسمائے باری تعالےٰ۔ **حظیرۂ قدس**۔ وہ مقام ہے جہاں ملاءِ اعلیٰ اور روحِ اعظم کے انوار کا باہمی تداخل ہوتا ہے۔ **ملاءِ اعلیٰ**۔ افضل ملائکہ کی جماعت۔ **علم الیقین**۔ وہ علم ہے جو کسی سچے خبر دینے والے کی خبر سے حاصل ہو جیسے کسی سچے انسان کے کہنے سے آگ کے جلانے کا علم۔ **عین الیقین**۔ وہ علم ہے جو خود اپنی آنکھ کے دیکھنے سے حاصل ہو۔ مثلاً آگ کے جلانے کا علم جبکہ آگ سے کسی چیز کو جلتے ہوئے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ **حق الیقین**۔ وہ علم ہے جو اپنی ذات پر تجربہ کرنے سے حاصل ہو جیسا کہ آگ کے جلانے کا علم جبکہ خود آگ نے اُس کو جلایا ہو۔ **قطب الاقطاب غوثِ اعظم**۔ وہ ولی ہوتا ہے جو تمام عوالم پر فرمانروا ہوتا ہے اور بقائے عالم کا سلسلہ اُس کی بقا سے قائم رہتا ہے اور دوسرے تمام اولیاء اُس کے تابع ہوتے ہیں۔ شیخِ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحاتِ مکیہ میں فرمایا ہے کہ اُن قطبوں میں سے بعض کو خلافتِ باطنہ کے ساتھ خلافتِ ظاہری بھی حاصل ہوتی ہے جیسے کہ خلفائے اربعہ، امام حسن، حضرت امیر معاویہ، حضرت عمر بن عبد العزیز۔ اور بعض کو محض خلافتِ باطنی حاصل ہوتی ہے جیسے شیخ احمد سبتی، حضرت بایزید بسطامی وغیرہ۔ مولانا بحر العلوم نے فرمایا ہے قطبِ حقیقی اور غوثِ ازلی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مبارک ہے۔ دنیا کے دیگر اقطاب اِس روحِ پاک کے خلیفہ ہیں اور اُن اقطاب میں سے بعض کو حکمِ عظیم حاصل ہے اور یہ مقام شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھا۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ "کلیدِ مثنوی" میں تحریر فرماتے ہیں

کہ سالک پر ابتداءً حق تعالیٰ کے افعال کا ظہور ہوتا ہے اُس کو تجلیِ افعال کہتے ہیں پھر صفات کا ظہور ہوتا ہے اُس کو تجلیِ صفات کہتے ہیں۔ پھر ذاتِ بحت کا اُس کو تجلیِ ذات کہا جاتا ہے۔

شخصیتیں

واصل بن عطا۔ یہ معتزلہ کے فرقہ کا بانی ہے۔ بہت ذہین شخص تھا لیکن اس کے عقائد فلسفۂ یونان سے متاثر تھے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اس نے بحث شروع کی اور دعویٰ کیا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ مومن ہے نہ کافر بلکہ بین بین ہے اس پر حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اِعتزل عنّا یعنی وہ ہم (اہل سنت والجماعت) سے کنارہ کش ہو گیا۔ اس وقت سے اُس کو اور اُس کے ہم عقیدہ لوگوں کو معتزلی کہا جانے لگا۔

سکندر ذوالقرنین۔ یہ ایک خدا پرست اور برگزیدہ بادشاہ تھا، جس کا قصہ قرآنِ پاک میں مذکور ہے۔ آبِ حیات کی جستجو اور اُس سے محرومی کا قصہ بھی اِسی کی طرف منسوب ہے۔ یہ سکندرِ اعظم (جس کو سکندر رومی بھی کہتے ہیں) کے علاوہ شخصیت ہے۔ سکندرِ رومی شاہِ یونان تھا جس نے داراشاہِ ایران کو شکست دی تھی۔ یہ سکندر ذوالقرنین سے صدیوں بعد گذرا ہے۔

نمرود۔ یہ کافر بادشاہ تھا جو خدائی کا مدعی بنا تھا جس کی سزا میں قدرت نے ایک مچھر اُس پر مسلط کر دیا تھا جو اُس کے دماغ میں گھس گیا تھا جس کی کُلبلاہٹ اور اذیت رسانی اُس وقت تک ختم نہ ہوتی تھی جب تک کہ نمرود کے سر پر جوتے کی دس پندرہ ضربیں نہ پڑیں۔

خضرؑ۔ حضرت خضرؑ کے نسب اور خاندان اور حالات سے متعلق مستند روایات ہمیں کم ملتی ہیں، بہر حال اس قدر ثابت ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اُن سے ملاقات کی تھی اور وہ علمِ لدنی اور تکوینیات کے بہت بڑے عالم تھے تفسیر خازن میں مذکور ہے کہ اکثر علماء اِس بات کے قائل ہیں کہ وہ زندۂ جاوید شخصیت ہیں اور اہلِ معرفت اور صوفیاء اِسی عقیدہ پر متفق ہیں۔

جرجیسؑ۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری کے شاگرد تھے فلسطین میں رہتے تھے۔ اُس دور میں موصل کا بادشاہ بہت بڑا ظالم تھا جو لوگوں کو بُت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ انھوں نے اُس کو نصیحت کی تو اُس نے اُن کے قتل کے احکام جاری کر دیئے۔ یہ متعدد بار قتل کئے گئے لیکن قدرتِ الٰہی ہر بار اُن کو زندہ کر دیتی تھی۔ اِس معجزے سے بہت سے لوگ اُن کے پیرو ہو گئے۔ لیکن سرکشوں کی سرکشی ختم نہیں ہوئی اور بالآخر وہ انہی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

سامری۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص گذرا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس وقت کوہ طور پر گئے تو اُس نے قوم میں شرارت پیدا کر دی۔ ایک گئوسالہ بنا کر قوم کو اُس کی پرستش پر لگا دیا۔ جس سے حضرت موسیٰ بہت برہم ہوئے اور اُس کو بد دعائیں دیں جس سے وہ تباہ و برباد ہو گیا۔

برصیصا۔ بنی اسرائیل میں سے ایک عیسائی راہب کا نام ہے جو بہت بڑا عبادت گذار تھا۔ ستر سال تک عبادتِ الٰہی میں مصروف رہا لیکن شیطان نے اُس پر غلبہ حاصل کیا اُس کو ابتداءً عملیات سکھائے جس سے اُس کی بہت شہرت ہوئی۔ شاہِ وقت کی ایک لڑکی اس کے پاس دعا کرانے آئی تو اُس سے زنا کر بیٹھا،

شہزادی حاملہ ہوگئی تو اُس کو قتل کر دیا گیا۔ جس کی پاداش میں وہ کفر کی
حالت میں قتل کیا گیا۔

امام محمد بن حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں اور یہ اثنا عشری شیعہ صاحبان کے بارھویں امام ہیں اور اُن کے عقیدے کے مطابق انہی کو حضرت خضر کی طرح عمرِ جاوید دی گئی ہے اور وہ اِس وقت سُرّ من رای مقام کے ایک غار میں زیرِ پوش ہیں۔ قیامت کے قریب ان کا ظہور ہوگا اور ان صاحبان کے نزدیک وہی مہدی موعود ہیں جو قیامت کے قریب ظاہر ہو کر دنیا سے ظلم و فساد کو مٹائیں گے۔ اہلِ سنت ان کی وفات کے قائل ہیں اور مہدی موعود بھی ان کو نہیں کہتے ہیں بلکہ مہدی موعود محمد بن عبداللہ کو مانتے ہیں جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہوں گے اور قیامت کے قریب ان کا ظہور ہوگا۔

بلعم بن باعور۔ بنی اسرائیل یا قومِ عمالقہ میں سے ایک بہت بڑا زاہد و عابد اور مستجاب الدعوات شخص تھا۔ شیطان نے اس کا اغوا کیا تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مخالف ہو گیا جس کی پاداش میں اس کی تمام برکتیں سلوب ہو گئیں اور کفر کی حالت میں اس کی موت ہوئی۔

عوج بن عنق۔ قومِ عمالقہ میں سے ایک کافر شخص کا نام ہے۔ جس کے قد اور عمر کے بارے میں مبالغہ آمیز قصے منقول ہیں۔ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیرِ مظہری میں اُس کے حالات نقل کرنے کے بعد یہ فرمایا ہے کہ اُس کے حالات بغوی نے بہت مبالغہ آمیز لکھے ہیں جن کو کسی طرح عقل قبول نہیں کرتی ہے اور محدثین بھی اُن کا انکار کرتے ہیں۔ ہاں وہ قومِ جبابرہ میں سے ایک بڑے قد اور بڑی طاقت کا آدمی تھا اور یہ قوم بہت قد آور ہیبت ناک تھی۔

ابو عامر راہب۔ یہ مدینہ کا رہنے والا تھا اس نے آنحضورؐ کی ہجرت سے قبل مسیحیت اختیار کر لی تھی اور توریت و انجیل کا کافی مطالعہ کر لیا تھا۔ آنحضورؐ کی ہجرت سے قبل نبی آخر الزماں کی بشارتیں لوگوں کو سناتا تھا لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد اُس کو حسد و رشک پیدا ہو گیا اور آنحضورؐ کی مخالفت کرنے لگا۔ آنحضورؐ نے اُس کو فہمائش کی مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ جنگِ بدر کی فتح کے بعد یہ مدینہ طیبہ سے بھاگ کر مکۂ معظمہ میں جا بسا اور قریش کو آنحضورؐ کے خلاف بھڑکاتا رہا۔ جنگِ احد میں قریش مکہ کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوا اور اسی نے مسلمانوں پر سب سے پہلا تیر چلایا۔ پھر جب مکہ فتح ہو گیا تو یہ بھاگ کر ہرقل شہنشاہِ روم کے دربار میں پہنچ گیا اور وہاں بیٹھ کر مسلمانوں اور آنحضورؐ کے خلاف سازشیں کرنے لگا۔ منافقوں نے قبا میں مسجدِ ضرار اسی کے مشورے سے بنائی تھی اور اُن کا ارادہ تھا کہ اُس کو بلا کر اِس مسجد میں بٹھائیں اور مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر دیں۔ آنحضورؐ نے اِس سازش کو کامیاب نہ ہونے دیا اور یہ منافقانہ حالت میں مدینہ نہ پہنچ سکا اور اسی حالت میں روم میں مرا۔

جعفر طرار۔ یہ ایک بہت بڑا حیلہ ساز اور چالاک شخص تھا۔ جیب تراشی میں بھی ماہر تھا۔ اُس نے خود معنوعی پر بھی بنوا لئے تھے جن کے ذریعہ

یہ بندروں کی طرح اچھل کود کر لیتا تھا۔

مذہبی فرقے

مشبّہہ۔ وہ فرقہ ہے جو خدا کو مخلوقات اور ممکنات سے تشبیہ دیتا ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کلید مثنوی میں فرمایا ہے کہ بعض کامل مشبّہ ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ممکنات کی مخصوص صفات کو بھی حضرت حق تعالیٰ کیلئے ثابت کرتے ہیں جیسے شکل و صورت اور مکان اور جسم وغیرہ۔ پھر ان کامل مشبّہ میں باہمی اختلاف ہے۔ حق تعالیٰ کے لئے کوئی ایک شکل ثابت کرتا ہے تو دوسرا کوئی دوسری شکل ثابت کرتا ہے۔

منزّھہ۔ یہ وہ فرقہ ہے جو حضرت حق تعالیٰ کو ممکنات کی صفات سے پاک و خالی مانتا ہے۔ اس میں بھی ایک کامل منزّہ ہیں یہ لوگ وہ ہیں جو ممکنات کے ساتھ مختص اور غیر مختص جملہ صفات سے حضرت حق کو پاک مانتے ہیں حتیٰ کہ صفتِ علم سے بھی۔ **جامعۃ بین التشبیہ والتنزیہ۔** یہ وہ جماعت ہے جو اللہ تعالیٰ سے اُن صفات کی تو نفی کرتی ہے جو ممکن کے لئے مخصوص ہیں لیکن وہ صفات جو ممکن کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں اُن کو اللہ کے لئے ثابت کرتی ہے پھر اُن میں بھی دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ وہ ہے جو نفسِ صفات کی نفی کرتا ہے مگر صفات کے آثار اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرتا ہے اور اُن آثار کا منشا ذاتِ باری تعالیٰ کو بتاتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے کہ خدا علیم ہے لیکن صفتِ علم اُس کے لئے ثابت نہیں ہے بلکہ انکشاف کا منشا اُس کی ذات ہے۔ اسی طرح وہ قدیر ہے لیکن صفت قدرت اُس کے لئے ثابت نہیں۔ قدرت کے جو آثار ہیں اُن کا منشا بھی اُس کی ذات ہے۔ یہ گروہ معتزلہ کا ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو صفات کو بھی ثابت کرتا ہے۔ پھر اُس دوسرے گروہ میں بھی دو گروہ ہو گئے ہیں۔ ایک تو وہ گروہ ہے جو اُن نصوص کی تاویل کرتا ہے۔ جن میں اللہ کے لئے صفتِ استواء، صفت بطش، صفت ضحک، ید، وجہ وغیرہ آیا ہے یہ گروہ متکلمین کا ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو ان آیتوں کوئی تاویل نہیں کرتا لیکن یہ ضرور کہتا ہے کہ ان صفات کے وہ معنی نہیں ہیں جن معنی کے اعتبار سے یہ ممکنات کے لئے بولی جاتی ہیں اور ان صفات کی حقیقت کو اللہ کے علم کی طرف مفوّض کرتا ہے۔ یہ گروہ محدّثین کا ہے۔

معتزلہ۔ یہ فرقہ واصل ابن عطا کا پیرو ہے۔ اس کی بہت سی شاخیں ہیں جن کے عقائد یہ ہیں قرآن مخلوق ہے۔ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے۔ تقدیر کا عقیدہ غلط ہے۔ کبیرہ گناہ کرنے والا مومن نہیں ہے۔ خدا کی صفات نہیں ہیں۔

دہریہ۔ وہ فرقہ ہے جو خدا کو نہیں مانتا ہے اور کہتا ہے کہ عالَم کا کاروبار بغیر کسی متصرّف کے خود چل رہا ہے اور اسی طرح قدیم سے چلا آ رہا ہے۔ چونکہ یہ خود دہر اور زمانے کو متصرّف مانتا ہے اس لئے اُن کو دہریہ کہا گیا ہے۔

ثنویہ۔ یہ فرقہ دو خداؤں کا قائل ہے۔ ایک کو یزداں کہتا ہے جو خالقِ خیر ہے دوسرے کو اہرمن کہتا ہے جو خالقِ شر ہے

فرقہ اباحیہ۔ یہ فرقہ اِس بات کا قائل ہے کہ اگر انسانی

قلب کا تصفیہ ہو جائے تو پھر اس کے لئے ہر کام جائز ہے۔
پھر اس کے لئے شریعت کے اوامر اور نواہی یکساں ہیں۔
اس سے کسی کبیرہ گناہ کا بھی مواخذہ نہ ہوگا۔

جبریہ۔ اس فرقے کے عقائد ہیں کہ بندہ اپنے افعال میں مجبورِ محض ہے۔ اس فرقہ کے انتہا پسند بندے کی طرف افعال کی نسبت کرنے کو ایسا ہی مانتے ہیں جیسا کہ جمادات کی طرف کسی فعل کی نسبت کی جائے۔

قدریہ۔ یہ فرقہ تقدیر کا منکر ہے اور بندہ کو اپنے افعال پر قادرِ مطلق مانتا ہے۔

سوفسطائیہ۔ یہ فرقہ توہم پرست فلاسفہ کے ایک گروہ کا پیرو ہے۔ یہ فلاسفہ اشیاء کی حقیقت کے منکر ہیں ان کی کئی شاخیں ہیں۔

عنادیہ۔ یہ فرقہ اشیاء کی حقیقت کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ جن کو حقیقتیں سمجھا جاتا ہے وہ محض اوہام اور خیالات ہیں۔

عندیہ۔ یہ فرقہ بھی اشیاء کی حقیقت واقعیہ کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ جس چیز کی جو حقیقت فرض کر لی جائے وہی اس کی حقیقت ہے۔ جوہر کو اگر جوہر فرض کر لیا جائے تو وہ جوہر ہے اگر اس کو عرض فرض کر لیا جائے تو وہ عرض ہے۔

لاادریہ۔ اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ کسی چیز کے وجود کا علم ممکن ہے نہ عدم کا۔ بلکہ ہر چیز کا عدم و وجود مشکوک ہے اور یہ شکوک بھی مشکوک ہی ہے۔

سجاد حسین
۷ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ
یکم فروری ۱۹۷۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدتے ایں مثنوی تاخیر شد | مہلتے بایست تا خوں شیر شد

ایک مدت کی اس مثنوی میں تاخیر ہوئی | مہلت درکار ہے تاکہ خون، دودھ بنے

تا نزاید بخت تو فرزند نو | خوں نگردد شیر شیریں خوش شنو

جب تک تیرا نصیب نیا بچہ نہ جنے | خون شیریں دودھ نہیں بنتا، خوب سن لے

چوں ضیاء الحق حسام الدیں عناں | باز گردانید ز اوج آسماں

جب ضیاء الحق حسام الدین نے باگ | آسمان کی بلندی سے موڑی

چوں بمعراج حقائق رفتہ بود | بے بہارش غنچہا نشگفتہ بود

چونکہ وہ حقائق کی معراج میں پہنچے ہوئے تھے | ان کی بہار کے بغیر، غنچے نہ کھلے تھے

چوں ز دریا سوئے ساحل باز گشت | چنگ شعر مثنوی با ساز گشت

جب وہ دریا سے کنارے کی طرف واپس آئے | مثنوی کے اشعار کی سارنگی باساز بن گئی

مثنوی کہ صیقل ارواح بود | باز گشتش روز استفتاح بود

وہ مثنوی جو روحوں کے لئے صیقل تھی | ان کی واپسی (مثنوی کیلئے) روز استفتاح ہوئی

مطلع تاریخ ایں سودا و سود | سال ہجرت ششصد و شصت و دو بود

اس سودے اور نفع کی تاریخ کا مطلع | چھ سو باسٹھ ہجری کا سال تھا

مدتے۔ مثنوی کا یہ دوسرا دفتر تاخیر سے شروع ہوا۔ اس تاخیر کی وجہیں ہوئیں۔ (۱) مولانا حسام الدین جو مثنوی کی تحریر کا باعث تھے انکو اپنی اہلیہ کے انتقال سے پریشانیاں لاحق ہوئیں۔ (۲) سالکین کی بے اتفاقی کو بھی دخل تھا۔ (۳) مولانا نے دفتر دوم کے مضامین کو ذہن میں جمع کیا۔ بخت۔ نصیب۔ خوش۔ بچہ پیدا ہونے پر خون دودھ بنکر پستان میں آتا ہے۔ عنان۔ باگ۔ اوج۔ بلندی۔ معراج۔ سیڑھی۔ آسمانوں وغیرہ کی سیر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کرائی گئی تھی۔ غنچہا۔ یعنی روحانی فیض۔ غنچہا۔ یعنی وہ مضامین عالیہ جن کا دوسرے دفتر میں بیان ہے۔ دریا۔ یعنی عالم ملکوت۔ ساحل۔ دریا کا کنارہ یعنی عالم ناسوت۔ چنگ۔ سارنگی۔ باساز۔ باسامان۔ صیقل۔ قلعی۔ استفتاح۔ کھولنا یعنی علوم و معارف کا جو دروازہ بند ہو گیا تھا اس کا کھولنا۔ رجب کی پندرہ تاریخ جسمیں رحمت خداوندی کے دروازے کھلتے ہیں اور خانۂ کعبہ کا دروازہ زائرین کے لئے کھول دیا جاتا ہے۔ مطلع تاریخ۔ وہ شعر یا عبارت جس کے حروف سے ابجدی حساب سے تاریخ نکلتی ہے۔ سودا۔ سامان تجارت۔ سود۔ نفع۔

بلبلے[1] زینجا برفت و بازگشت — بہرِ صیدِ ایں معانی بازگشت

بلبل اس جگہ سے گئی اور واپس لوٹی — اِن معانی کے شکار کے لئے باز بن گئی

ساعدِ شہ مسکنِ ایں باز باد — تا ابد بر خلق ایں در باز باد

(خدا کرے) اس باز کا ٹھکانا شاہ کی کلائی ہو — قیامت تک مخلوق پر یہ دروازہ کھلا رہے

آفتِ ایں در ہوا و شہوت ست — ورنہ اینجا شربت اندر شربت ست

اس دروازہ کی آفت خواہشِ نفسانی اور شہوت ہے — ورنہ یہاں پر شربت ہی شربت ہے

ایں دہاں بر بند تا بینی عیاں — چشم بند آں جہاں حلق و دہاں

اس منہ کو بند رکھ تاکہ تو اسرار و معارف کو آنکھ سے (دیکھے) — اُس جہان (آخرت) کیلئے منہ اور حلق آنکھوں کی پٹی ہیں

اے دہاں[2] تو خود دہانہ دوزخی — وے جہاں تو بر مثالِ برزخی

اے منہ! تو دوزخ کا دہانہ ہے — اور اے دنیا! تو برزخ جیسی ہے

نورِ باقی پہلوئے دنیائے دوں — شیرِ صافی پہلوئے جوہائے خوں

ناچیز دنیا کے پہلو میں باقی (رہنے والا) نور ہے — خون کی نہروں کے پہلو میں صاف دودھ ہے

چوں درو گامے زنی بے احتیاط — شیرِ تو خوں می شود از اختلاط

اگر تو اس میں ایک قدم بغیر احتیاط کے رکھے گا — خلط ملط ہو کر تیرا دودھ خون بن جائیگا

یک قدم زد آدم اندر ذوقِ نفس — شد فراقِ صدرِ جنت طوقِ نفس

نفس کی خوشی میں آدمؑ نے ایک قدم رکھا — (تو) جنت کے صدر (مقام) کی جدائی گلے کا ہار بن گئی

ہمچو دیو از وے فرشتہ می گریخت — بہرِ نانِ چند آبِ چشم ریخت

فرشتہ اُن سے ایسا بھاگتا تھا جیسا کہ شیطان — چند روٹیوں کی وجہ سے کس قدر آنسو بہائے

گرچہ[3] یک مو بُد گنہ کو جستہ بود — لیک آں مو در دو دیدہ رُستہ بود

اگرچہ وہ گناہ جو انہوں نے کیا بال برابر تھا — لیکن وہ بال (گویا)، دونوں آنکھوں میں اُگا تھا

بود آدمؑ دیدۂ نورِ قدیم — موئے در دیدہ بُود کوہِ عظیم

آدمؑ تو قدیم نور کی آنکھ تھے — (لیکن) آنکھ میں بال، بڑا پہاڑ ہوتا ہے

(اتی) فراق۔ یعنی جنت سے جدائی ہوگئی۔ دیو۔ آدمؑ سے شیطان متنفر تھا اب فرشتے بھاگنے لگے۔
بہرِ نان۔ یعنی گیہوں کے لئے۔
[3] گرچہ۔ حضرت آدمؑ کی خطا معمولی تھی لیکن "نزدیکاں را بیش بود حیرانی" کی رو سے اُن پر عتاب ہوگیا
بود آدمؑ۔ معمولی خطا حضرت آدمؑ کے اعتبار سے بڑی سمجھی گئی جیساکہ آنکھ جیسی شفاف چیز میں معمولی بال بھی بڑا پہاڑ بن جاتا ہے۔

[1] بلبلے۔ یعنی مولانا حسام الدین چونکہ وہ مضامین عالیہ کا شکار نہیں کرتے تھے زینجا یعنی عالم ناسوت۔ برفت۔ یعنی عالم ملکوت میں گئے۔ بازگشت۔ واپس ہوئے۔ باز شاہین یعنی مولانا حسام الدین مضامین عالیہ کا شکار کرنے کے قابل ہوگئے۔ ایں در یعنی مضامین عالیہ کے فیضان کا دروازہ جو مثنوی کے ذریعہ کھلا ہے۔ آفت۔ اس فیض سے وہ بہرہ مند ہوگا جو خواہشِ نفس اور شہوتِ نفس سے بچے گا۔ ایں دہاں یعنی حلق اور زبان کی لذتوں سے دست کش ہو جا۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

اندروں از طعام خالی دار — تا درو نورِ معرفت بینی

حجاب ہے کھلا ہوا چشم بند آنکھ کی پٹی یعنی معقولات اور لذتیں اسرارِ معرفت سے مانع ہیں۔

[2] اے دہاں۔ اگر انسان حرام لقمہ کھاتا ہے تو دوزخ میں پہنچ جاتا ہے۔ برزخ۔ دو متنی چیزوں کے درمیان آڑ۔ دنیاوی زندگی جنتی اور دوزخی زندگی کے درمیان ہے اس میں جنت اور جہنم دونوں کے آثار ہیں۔ نورِ باقی۔ ابدی روشنی، ہدایت۔ شیرِ صافی یعنی اعمال صالحہ۔ جوہائے خوں یعنی معاصی۔ گام۔ قدم۔ احتیاط۔ بچاؤ۔ شیرِ تو یعنی نیکی برائی سے بدل جائیگی۔ ذوقِ نفس۔ خلوت کے شوق میں ممنوعہ درخت سے کھالیا

گر ز دراں دم او بکردے مشورت
اگر وہ اس وقت مشورہ کر لیتے

در پشیمانی نگفتے معذرت
تو، شرمندگی میں معذرت نہ کرتے

زانکہ با عقلے چو عقلے جفت شد
اسلئے کہ ایک عقل جب دوسری عقل کی شریک بنی

مانعِ بد فعلی و بد گفت شد
تو بُرے کام اور بُری بات سے مانع ہوئی

نفس با نفسِ دگر چوں یار شد
ایک نفس جب دوسرے نفس کا یار بنا

عقلِ جزوی عاطل و بیکار شد
ناقص عقل معطل اور بے کار ہوئی

گر ز تنہائی چو ناہیدے شوی
اگر تو تنہائی میں زہرہ جیسا بنے گا

زیرِ ظلِ یار خورشیدے شوی
یار (پیر) کے سایہ میں آفتاب بنے گا

رو بجو یارِ خدائے را تو زود
جا، خدا کے دوست کی جلد تلاش کر لے

چوں چناں کردی خدا یارِ تو بود
جب تونے ایسا کرلیا تو خدا تیرا دوست ہے

آنکہ در خلوت نظر بر دوختست
جس نے خلوت کو مطمحِ نظر بنا لیا ہے

آخر آں را ہم زیار آموختست
آخر اُس (خلوت پسندی) کو بھی یار سے سیکھا ہے

خلوت از اغیار باید نے زیار
گوشہ نشینی غیروں سے چاہیے نہ کہ یار سے

پوستیں بہرِ دے آمد نے بہار
پوستین ماگھ کے مہینہ کیلئے ہے نہ کہ موسم بہار کیلئے

عقل با عقلِ دگر دوتا شود
عقل، دوسری عقل کے ساتھ مل کر دوگنی ہو جاتی ہے

نور افزوں گشت و رہ پیدا شود
روشنی بڑھ جاتی ہے اور راستہ نمایاں ہو جاتا ہے

نفس با نفسِ دگر دوتا شود
نفس، نفس کے ساتھ مل کر دوگنا ہو جاتا ہے

ظلمت افزوں گشت و رہ پنہاں شود
اندھیرا بڑھ جاتا ہے اور راستہ چھپ جاتا ہے

یار چشمِ تست اے مردِ شکار
اے شکاری! یار تیری آنکھ ہے

از خس و خاشاک او را پاک دار
کوڑے کرکٹ سے اُس کو محفوظ رکھ

ہیں بجاروبِ زباں گردے مکن
خبردار! زبان کی جھاڑو سے گرد نہ اُڑا

چشم را از خس رہ آوردے مکن
آنکھ کو تنکے کا تحفہ نہ دے

چونکہ مومن آئینہ مومن بود
جبکہ مومن، مومن کا آئینہ ہوتا ہے

روئے او ز آلودگی ایمن بود
اُس کا چہرہ آلودگی سے محفوظ رہنا چاہیے

۳ مومن۔ حدیث شریف میں ہے۔ المؤمن مرآة المؤمن یعنی جس طرح آئینہ عیب کو دکھا دیتا ہے اور اس کو مشہور نہیں کرتا ہے اسی طرح ایک مومن کو دوسرے مومن کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیے۔ ایمن محفوظ۔

۱ گر ز دراں۔ گناہ سے بچ جانے کی ترکیب یہ ہے کہ اہلِ علم سے مشورہ کر لیا جائے۔ عقلے۔ یعنی مشورہ کرنیوالے کی عقل اور صاحبِ معرفت کی عقل۔ نفس۔ یعنی امّارہ نفس۔ عقلِ جزوی۔ ناقص عقل لہٰذا بُری صحبت سے بچنا ضروری ہے۔ ناہید۔ زہرہ ستارہ یار۔ پیر کی صحبت تنہائی کی عبادت سے زیادہ فیض رساں ہے۔ رو۔ اہل اللہ کی صحبت اللہ کے قرب کا سبب ہے۔ خلوت۔ تنہائی۔ نظر بر دوختن۔ کسی کو مطمحِ نظر بنا لینا۔ یار یعنی خلوت پسندی کے فوائد کسی شیخ کی صحبت میں ہی سیکھے ہیں لہٰذا صحبت مفید ہوئی۔ اغیار۔ بیگانے۔ پوستین۔ بال دار کھال کا لباس دے۔ ماگھ کا مہینہ جس میں سخت سردی پڑتی ہے۔

۵ بہار۔ یعنی پھاگن کا مہینہ، ہر خلوت میں فضیلت نہیں ہے۔ اغیار سے خلوت مفید ہے یار کے ساتھ صحبت مفید ہے۔ دوتا۔ دوگونہ۔ نور افزوں گشت۔ شیخ کی صحبت نور افزا ہے اس سے خلوت اختیار کرنا مفید نہیں ہے۔ نفس۔ بُرے ساتھی سے خلوت مفید ہے۔ یار۔ جبکہ صحبتِ شیخ ضروری ہے تو اُس کے آداب کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ مردِ شکار۔ شکاری۔ ہیں۔ شیخ کی شان میں بدگوئی نہ ہونی چاہیے۔ پاک دار۔ شیخ راہِ ہدایت دکھاتا ہے لہٰذا وہ آنکھ کا کام دیتا ہے

یار آئینہ ست جاں را در حَزَن[1] — در رُخِ آئینہ اے جاں دم مَزَن
غم میں ، یار جان کا آئینہ ہے — اے پیارے! آئینہ پر پھونک نہ مار

تا نپوشد رُوئے خود را از دمت — دم فرو بُردن بباید ہر دمت
تاکہ تیری پھونک سے وہ اپنا منھ نہ چھپالے — ہر وقت تجھے سانس گھونٹے رہنا چاہیئے

کم ز خاکی! چونکہ خاکے یار یافت — از بہارے صد ہزار انوار یافت
کیا تو مٹی سے بھی کم ہے؟ جب مٹی نے یار کو پالیا — ایک بہار سے لاکھوں کلیاں حاصل کرلیں

آں[2] درختے کو شود با یار جفت — از ہوائے خوش ز سر تا پا شگفت
وہ درخت جو یار کا ساتھی بنا — عمدہ ہوا سے سر سے پیر تک کھل گیا

در خزاں چوں دید او یارِ خلاف — در کشید او زود سر زیرِ لحاف
خزاں کے موسم میں جب اس نے مخالف ساتھی دیکھا — اُس نے فوراً سر لحاف کے نیچے کرلیا

گفت یارِ بَد بلا آشفتن ست — چونکہ او آمد طریقم خفتن ست
اُس نے کہا، بُرا ساتھی مصیبت ہے — جب وہ آگیا تو میرا شیوہ سوجانا ہے

پس بخسپم باشم از اصحابِ کہف — بہ ز دقیانوس باشد خوابِ کہف
پس میں سوجاتا ہوں اصحابِ کہف میں سے ہوجاتا ہوں — غار میں سونا دقیانوس (کی صحبت) سے بہتر ہے

یقظِ[3] شاں مصروفِ دقیانوس بود — خوابِ شاں سرمایۂ ناموس بود
اُنکی بیداری دقیانوس پر صرف ہوتی تھی — اُن کا سوجانا عزت کا سرمایہ تھا

خواب بیدار یست چوں با دانش ست — وائے بیدارے کہ با ناداں نشست
جو نیند عقلمندی سے ہے وہ بیداری ہے — اس بیدار پر افسوس ہے جو ناداں کے ساتھ بیٹھا

چونکہ زاغاں خیمہ بر گلشن زدند — بُلبلاں پنہاں شدند و تن زدند
چونکہ کوّوں نے باغ میں ڈیرے ڈال دیئے — بُلبلیں چھپ گئیں اور چُپ ہوگئیں

زانکہ بے گلزار بُلبل خامش ست — غیبتِ خورشید بیداری کُش ست
جس طرح کہ بغیر چمن کے بُلبل چُپ ہے — سورج کا غروب بیداری ختم کردینے والا ہے

---

[1] حزن۔ غم یعنی حالتِ انقباض۔ دم زدن، پھونک مارنا، پھونک سے آئینہ دُھندلا ہوجاتا ہے۔ ہر دمت۔ یعنی کسی وقت بھی شیخ کے سامنے اف زنی نہ کرنی چاہیئے۔ خاک۔ جب زمین اپنے یار موسمِ بہار سے ہم صحبت ہوتی ہے تو طرح طرح کے پھول اُگا دیتی ہے مُرید کو بھی شیخ کی صحبت سے اسی طرح کا استفادہ کرنا چاہیئے۔ انوار۔ جمع نَور یعنی غنچہ و کلی۔

[2] آں۔ موسمِ بہار درخت کیلئے یارِ موافق ہے اسکی صحبت سے درخت شگفتہ ہوجاتا ہے اسی طرح پیر کی صحبت باعث شگفتگی ہوتی ہے۔ در خزاں۔ موسم خزاں درختوں کے لئے یارِ ناموافق ہے درخت اس کی صحبت پسند نہیں کرتے ہیں لہٰذا سو جاتے ہیں یعنی بد صحبت سے خلوت میں سوجانا بہتر ہے۔ اصحابِ کہف۔ ان کا پورا قصہ دفترِ اول میں گذر چکا ہے اُن کے دور میں دقیانوس ظالم بادشاہ تھا یہ بزرگ لوگ اس سے جدا ہوکر غار کی تنہائی میں جا کر سو گئے تھے۔

[3] یقظ۔ بیداری۔ مصروف۔ زیرِ استعمال۔ ناموس۔ عزت۔ خواب۔ وہ سونا جو بہتر مقصد کے پیش نظر ہو اُس بیداری سے بہتر ہے جس میں بُرے لوگوں کی صحبت ملے۔ دانش۔ عقل۔ وائے۔ کلمۂ افسوس ہے۔ ناداں۔ عقل سے خالی۔ زاغاں۔ زاغ کی جمع ہے۔ کوّا یعنی نااہل لوگ۔ خیمہ زدن۔ مقیم ہوجانا۔ بلبلاں۔ یعنی اہلِ حق۔ تن زدن۔ خاموش ہوجانا۔ گلزار، گلشن یعنی حق کے طالب لوگ۔ غیبتِ خورشید۔ سورج کے غروب ہوجانے سے بیداری کے پیچھے ختم ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح طالبین کے غائب ہوجانے سے شیخ پر مدہوشی طاری ہوجاتی ہے۔

آفتاب[1] ار ترکِ ایں گلشن کُند — تا کہ تحت الارض را روشن کُند
سورج اگر اس چمن کو چھوڑتا ہے — تو اس لئے کہ زمین کے نچلے حصّہ کو روشن کرے

آفتابِ معرفت را نقل نیست — مشرقِ اُو غیرِ جان و عقل نیست ق
معرفتِ (خداوندی) کے سورج (پیر) کیلئے منتقل ہونا نہیں ہے — اُس کی مشرق صرف روح اور عقل ہے

خاصہ خورشیدِ کمالِ کاں سَری ست — روز و شب کردارِ اُو روشنگری ست
خصوصاً وہ آفتاب کمال جو اُس جانب کا ہے — اُس کا کام دن رات روشن کرنا ہے

مطلعِ شمس آی گر اسکندری — بعد ازاں ہر جا روی نیکو فری
اگر تو سکندر ہے تو سورج کے طلوع ہونیکی جگہ پر آ — اس کے بعد جہاں جائے گا نیک بخت ہو گا

بعد ازاں ہر جا روی مشرق بود — شرقہا بر مغربت عاشق شود
اس کے بعد تو جہاں جائے گا مشرق ہو گی — مشرقیں تیری مغرب پر عاشق ہو نگی

حسِ خفاشت[2] سوئے مغرب دواں — حسِ دُر پاشت سوئے مشرق رواں
تیری چمگادڑ والی حس مغرب کی طرف دوڑنے والی ہے — تیری موتی برسانے والی حس مشرق کی جانب رواں ہے

راہِ حس راہِ خراں ست اے سوار — اے خراں را تو مزاحم شرم دار
اے سوار! حس کا راستہ گدھوں کا راستہ ہے — تو گدھوں سے بھڑتا ہے، شرم کر

پنج حِسّے ہست جز ایں پنج حس — آں چو زرِّ سُرخ وایں حسہا چو مس
ان پانچ حواس کے علاوہ پانچ حس اور ہیں — وہ سُرخ سونے کی طرح ہیں اور یہ حواس تانبے کیطرح ہیں

اندراں بازار کاہلِ محشر اند — حسِ مس را چوں حسِ زر کے خرند
جس بازار میں اہلِ محشر ہیں — تانبے کے حس کو سونے کے حس کی طرح کب خریدتے ہیں؟

حسِ ابداں قوتِ ظلمت می خورد — حسِ جاں از آفتابے می چرد
بدنوں کی حس ظلمت سے روزی حاصل کرتی ہے — رُوح کی حس آفتاب سے غذا حاصل کرتی ہے

اے ببردہ رختِ حسہا سوئے غیب — دست چوں موسیٰ بروں آور ز جیب
اے (وہ ذات) جو حس کے سامان کو غیب کیطرف لے جانیوالے — موسیٰ کی طرح ہاتھ کو گریبان سے باہر نکال

اے صفاتت آفتابِ معرفت — و آفتابِ چرخ بندِ یک صفت
اے وہ کہ تیری صفات پہچان کے سورج ہیں — اور آسمان کا سورج ایک صفت کا پابند ہے

---

[1] آفتاب۔ سورج کو فیض رسانی کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا پڑتا ہے۔ زمین کی فوقانی سطح سے منتقل ہوکر زمین کی تحتانی سطح کے باشندوں کو نور پہنچاتا ہے لیکن شیخ اپنی جگہ رہتا ہے اور زمین کے ہر حصّہ کے باشندوں کو فیض پہنچاتا ہے۔ آفتابِ معرفت۔ شیخِ کامل۔ مشرق۔ سورج کے طلوع کرنے کی جگہ۔ جان۔ شیخ کی توجہ سے روح اور عقل روشنی حاصل کرتی ہے۔ خورشید کمال۔ اللہ تعالیٰ۔ آں سر۔ اُس جانب یعنی ذاتِ باری عالمِ امکان سے ورا ہے۔ روشنگری۔ روشنی پہنچانا۔ اسکندری۔ سکندر ذوالقرنین کا واقعہ قرآن پاک میں مذکور ہے، یہ نیک بادشاہ تھا اور اس نے مشرق سے مغرب تک نیکی سلطنت کو وسیع کر دیا تھا۔ مطلعِ شمس۔ اہل اللہ۔ نیکو فر۔ با اقبال۔ مشرق۔ یعنی مطلعِ انوار۔ مغربت یعنی تیرے وہ حالات جن میں انوار کی کمی ہوگی اس پر مشرقیں قربان ہوں گی۔

[2] حسِ خفاشت۔ حواسِ خمسہ ظاہرہ مادی چیزوں کا ادراک کرتے ہیں اور وہ ظلمت کے طالب ہیں۔ حسِ دُر پاشش۔ انسان کے لطائفِ ستّہ قلب، روح، نفس، سِر، خفی، اخفیٰ مراد ہیں جنکے انکشافات پر معرفت موقوف ہے۔ آں چو زر۔ مادی حواس لطائف کے مقابلہ میں ایک ہیں بازار آخرت کے ہیں یہ لطائف ستّہ کی قیمت اُٹھے گی۔ قوت۔ روزی۔ حسِ جاں۔ لطائف۔ آفتاب یعنی ذاتِ باری۔ [3] اے ببردہ سے مولانا نے مناجات شروع کر دی ہے۔ دست چوں موسیٰ۔ حضرت موسیٰ کا ید بیضاء تاریکی کو دور کر دیتا تھا۔ بروں آور۔ تیری تجلی نور ہے جہل کی تاریکی کو دور کرنے۔ صفاتت۔ بمقتضائے تعرف ذات کی معرفت کا ذریعہ ہیں۔ آفتاب چرخ۔ سورج بھی صفتِ باری کا مظہر ہے۔

گاه خورشید و گہے دریا شوی
تو کبھی سورج اور کبھی دریا (میں متجلی) ہوتا ہے
گاه کوهِ قاف و گہ عنقا شوی
کبھی کوہِ قاف (میں)، اور کبھی عنقا (کیطرح بے نشان) ہوتا ہے

تو نہ این باشی نہ آن در ذاتِ خویش
اپنی ذات میں تو نہ یہ ہے نہ وہ ہے
اے فزوں از وہمہا وز بیش بیش
اے وہ ذات جو وہموں سے آگے ہے اور آگے سے بھی آگے ہے

روح با علم ست و با عقل ست یار
روح علم اور عقل کی ساتھی ہے
روح را با تازی و ترکی چہ کار
روح کو ترکی یا عربی سے کیا واسطہ!

از تو اے بے نقش با چندیں صور
اے بے نقش! اتنے مظاہر کے ہوتے ہوئے تیری وجہ سے
ہم مشبہ ہم موحد خیره سر
اہلِ تشبیہ بھی اور اہلِ توحید بھی حیران ہیں

گہ مشبہ را موحد می کنی
تو کبھی اہلِ تشبیہ کو اہلِ توحید بنا دیتا ہے
گہ موحد را بصورت رہزنی
کبھی اہلِ توحید کا صورت کی وجہ سے رہزن ہوتا ہے

گہ ترا گوید ز مستی بو الحسن
کبھی مستی میں ابوالحسن تجھے کہتا ہے
یا صغیر السن یا رطب البدن
اے کم عمر! اے نازک بدن!

گاه نقشِ خویش ویران می کند
کبھی وہ اپنے نقش کو مٹاتا ہے
از پئے تنزیہ جانان می کند
تنزیہ کے لئے اپنی جان کھوتا ہے

چشمِ حس را ہست مذہب اعتزال
حس کی آنکھ کا مذہب اعتزال ہے
دیدهٔ عقل ست سنی در وصال
وصال کے معاملہ میں عقل کی آنکھ سنی ہے

سخرهٔ حس اند اہلِ اعتزال
حس کے پابند معتزلی ہیں
خویش را سنی نمایند از ضلال
غلطی سے اپنے آپ کو سنی ظاہر کرتے ہیں

ہر کہ در حس ماند او معتزلی ست
جو حس میں پھنسا رہا وہ معتزلی ہے
گرچہ گوید سنیم از جاہلی ست
اگرچہ وہ کہے "میں سنی ہوں" نادانی ہے

ہر کہ از حسِ خدا دید آیتے
جس نے حسِ خداوندی کے ذریعہ کوئی نشانی دیکھ لی
در برِ حق ہست بہرِ طاعتے
وہ اطاعت کیلئے اللہ (تعالیٰ) کی جناب میں ہے

ہر کہ بیروں شد ز حس سنی وے ست
جو شخص حس سے بالاتر ہو گیا وہ سنی ہے
اہلِ بینش چشمِ عقلِ خویش بست
اہلِ نظر نے اپنی عقل کی آنکھ بند کر لی ہے

سنی و حقیقتاً وہ ہے جو باطنی بصیرت سے کام لے اور دیدارِ حق کر سکے۔ حسِ خدا۔ حسِ باطن۔ آیت۔ نشانی۔ بر۔ جناب۔ بہرِ طاعتے۔ اللہ کی کسی شان میں اللہ کے جمال کا مشاہدہ کرنا مستقل عبادت ہے۔ اہلِ بینش۔ صاحب نظر عقل ظاہری سے کام نہیں لیتا ہے وہ بصیرتِ قلبی سے کام لیتا ہے۔

۱ گاه خورشید۔ یہ تمام چیزیں مظاہرِ قدرت ہیں۔ تو نہ۔ مظاہرِ قدرت عینِ ذاتِ باری نہیں ہیں اُس کی ذات وہم سے بھی وراء الوراء ہے۔

۲ روح۔ روح اگرچہ مادی بدن میں متصرف ہے لیکن مادی اثر سے منزہ ہے۔ مشبّہ۔ وہ لوگ جو خدا کو مخلوقات سے تشبیہ دیتے ہیں۔ موحّد۔ وہ لوگ جو خدا کو ذات و صفات میں یکتا مانتے ہیں۔ خیره سر۔ حیران۔ یعنی دونوں گروہوں میں سے اُس کی حقیقت تک کوئی نہیں پہنچ سکا۔ گہ مشبہ۔ مشبّہ حیران ہو کر تنزیہ کا قائل ہو جاتا ہے اور موحد بن جاتا ہے کبھی موحد حیران ہو کر تشبیہ کا قائل ہو جاتا ہے۔ ابوالحسن۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی کنیت ہے مراد عارفِ کامل ہے جو کسی بچہ میں جلوہ دیکھ کر تشبیہ کے الفاظ بول جاتا ہے۔ صغیر السن۔ کم عمر۔ رطب البدن۔ نازک بدن۔

۳ گاه۔ موحد غلبہ تنزیہ میں اپنے وجود کو ہی معدوم سمجھنے لگتا ہے اور صرف ذاتِ واحد کو موجود مانتا ہے۔ چشمِ حس۔ ظاہری آنکھ۔ مذہبِ اعتزال۔ معتزلہ کا عقیدہ کہ حشر میں بھی دیدارِ خدا ناممکن ہے۔ دیدهٔ عقل۔ باطنی بصیرت کا تقاضہ ہے کہ دیدارِ حق ہوگا یہ اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ سخرهٔ حس۔ جو سنی محض حسِ ظاہری رکھتے ہیں وہ بھی حقیقتاً معتزلی ہیں آنکھوں بھی دیدارِ حق [illegible]

گر بدیدے حسِ۱ حیواں شاہ را
اگر حیوانی حِس، شاہ کو دیکھ سکتی
پس بدیدے گاؤ و خر اللہ را
تو گاؤ اور خر (بھی) اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتے

گر نبودے حسِ دیگر مر ترا
اگر دوسری حِس تیرے لئے مخصوص نہ ہوتی
جز حسِ حیوان بیروں از ہوا
حیوانی حِس کے علاوہ خواہشِ نفسانی سے بالاتر

پس بنی آدمؑ مکرم کے بُدے
تو بنی آدمؑ مکرّم کب ہوتے؟
کے بہ حسِ مشترک محرم شُدے
مشترک حِس کی وجہ سے محرمِ (راز) کب ہوتے؟

نامصوّر۲ یا مُصوّر گفتنت
تیرا (خدا کو) باصورت یا بےصورت کہنا
باطل آمد بے زصورت رفتنت
بےکار ہے جب تک کہ تو صورت سے نہ گزر جائے

نامُصوّر یا مُصوّر پیشِ اوست
باصورت یا بےصورت تو اُس کے سامنے ہے
کو ہمہ مغز ست بیروں شد ز پوست
جو مجسّم مغز ہے، چھلکے سے بالا ہے

گر تو کوری نیست بر اعمیٰ حَرَج
اگر تو اندھا ہے تو اندھے پر کوئی گناہ نہیں
ورنہ رَو کالصّبر مِفتاحُ الفَرَج
ورنہ جا "صبر کرنا کشادگی کی کنجی ہے"

پردہائے دیدہ را داروئے صَبر
(ظاہری) آنکھ کے پردوں کو داروئے صبر
ہم بسوزد ہم بسازد شرحِ صدر
جلا بھی دیتی ہے اور شرحِ صدر بھی کر دیتی ہے

آئینۂ۳ دل چوں شود صافی و پاک
دل کا آئینہ جب صاف و پاک ہو جائے گا
نقشہا بینی بروں از آب و خاک
تو آب و خاک سے بالاتر نقش دیکھے گا

ہم ببینی نقش و ہم نقّاش را
نقش بھی دیکھے گا اور نقّاش کو بھی
فرشِ دولت را و ہم فرّاش را
دولت کے فرش کو اور نیز فرش کرنے والے کو

چوں خلیلؑ آمد خیالِ یارِ من
میرے یار کا خیال خلیل (اللہ) کی طرح ثابت ہو
صورتش بُت معنیِ اُو بُت شکن
اُس کا ظاہر بُت اور اُس کی حقیقت بُت شکن ہے

شکرِ یزداں را کہ چوں اُو شد پدید
خدا کا شکر ہے کہ وہ جب ظاہر ہوا
در خیالِ اُو خیالِ حق رسید
اُس کے تصور میں اللہ تعالیٰ کا تصور حاصل ہوا

شکرِ مُعطی را کہ چوں اُو در رسید
داتا کا شکر ہے کہ جب وہ خیال میں آیا
در خیالش جاں خیالِ خود بدید
اُس کے خیال میں جان نے اپنا خیال دیکھا

۱ حسِ حیواں۔ ظاہری حِس۔ شاہ۔ اللہ تعالیٰ۔ حسِ دیگر۔ حسِ باطنی۔ بیروں از ہوا۔ ہوا و ہوس سے بالاتر۔ مکرّم۔ قرآن میں ہے لقد کرّمنا بنی آدم "اور البتہ ہم نے بنی آدم کو عزّت دی"۔ حسِ مشترک یعنی وہ حواس جو حیوان اور انسان میں مشترک ہیں۔ محرم۔ رازداں۔
۲ نامصوّر یعنی خدا کا باصورت ہونا یا صورت سے منزّہ ہونا اُس شخص کیلئے متحقّق ہے جو مجاہدہ کر کے سراپا مغز بن گیا ہو۔ کوری۔ کور ہستی۔ اعمیٰ۔ نابینا۔ حرج۔ تنگی، گناہ۔ ورنہ۔ اگر استعداد ہی مفقود ہے تو مجبوری ہے ورنہ صبر سے مجاہدات کروگے تو یہ مقام حاصل ہو جائے گا۔ سوزد۔ یعنی صبر آنکھوں کے پردے ہٹا دے گا۔
۳ آئینۂ دل۔ بغیر اضافت کے پڑھا جائے۔ آب و خاک۔ عالمِ ناسوت۔ نقش یعنی مخلوق۔ نقّاش یعنی خالق۔ فرشِ دولت۔ دربار۔ فرّاش یعنی اللہ تعالیٰ۔ خلیل۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ خیالِ یار۔ تصوّرِ شیخ۔ حضرت ابراہیمؑ نے ستارے کو دیکھ کر ھٰذا ربّی "یہ میرا رب ہے" کہا یہ ایک قول تھا جو بظاہر بُت پرستی تھی لیکن دراصل اُس کا اثبات اس کے ابطال کیلئے تھا جو بُت شکنی تھی۔ اسی طرح تصوّرِ شیخ بظاہر بُت پرستی ہے لیکن چونکہ وہ اللہ تک پہنچاتا ہے اسلئے حقیقتاً وہ بُت شکنی ہے۔ شکرِ یزداں۔ تصوّرِ شیخ نے اللہ تعالیٰ کے تصوّر تک پہنچا دیا۔ چوں او۔ تصوّرِ شیخ یعنی شیخ کے تصوّر کے ذریعہ ہمیں اپنے نفس کی حقیقت معلوم ہوگئی اور اُس کے ذریعہ معرفتِ خداوندی حاصل ہوئی۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ "جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے خدا کو پہچان لیا"۔

خاکِ درگاہت دلم را می فریفت[1]
تیری درگاہ کی خاک نے میرے دل کو فریفتہ کر دیا

خاک بر وے کو ز خاکت می شگیفت
اُس پر خاک جس نے تیری خاک سے بے نیازی کی

گفتم ار خوبم پذیرد ایں از و
میں نے کہا اگر میں اچھا ہوں تو وہ (اللہ) اس (خوبی) کو اس (دل) سے

ورنہ خود خندید بر من زشت رُو
ورنہ مجھ بد صورت پر ہنس دے گا

چارہ آں باشد کہ خود را بنگریم
تدبیر یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو دیکھیں

درخورِ آنیم و یا نادر خوریم
ہم اُس کے لائق ہیں یا نالائق ہیں

اُو جمیل ست و یُحِبُّ لِلجمال
وہ حسین ہے اور حُسن کو پسند کرتا ہے

کے جوانِ نو گزیند پیرہ زال
بوڑھی عورت کو نوجوان کب قبول کرتا ہے؟

طَیّبات از بہرِ کہ لِلطَّیبیں
پاکیزہ عورتیں کس کے لئے ہیں؟ پاک مردوں کے لئے

خوب خوبی را کند جذب ایں یقیں
اچھا، اچھائی کو جذب کرتا ہے یہ یقینی بات ہے

خوب خوبی را کند جذب[2] ایں بداں
اچھا، اچھائی کو جذب کرتا ہے، سمجھ لے

طیّبات و طیّبین بر وے بخواں
طیّبات اور طیّبین اُس پر پڑھ دے

در ہر آں چیزے کہ تو ناظر شوی
تو جس چیز کو بھی دیکھے گا

می کُند با جنس سَیر اے معنوی
اے معنیٰ شناس! وہ اپنی ہم جنس کیساتھ چلتی ہے

در جہاں ہر چیز چیزے جذب کرد
دنیا میں ہر ایک چیز نے ایک چیز کو جذب کیا ہے

گرم گرمی را کشید و سرد سرد
گرم نے گرمی کو کھینچا اور سرد نے سردی کو

قِسمِ[3] باطل باطلاں را می کشند
باطل قسم باطلوں کو کھینچتی ہے

باقیاں از باقیاں ہم سرخوشند
باقی رہنے والے باقی رہنے والوں سے خوش ہیں

ناریاں مر ناریاں را جاذب اند
جہنمی جہنمیوں کو کھینچنے والے ہیں

نوریاں مر نوریاں را طالب اند
نوری، نوریوں کے طالب ہیں

صاف را ہم صافیاں راغب شوند
صاف لوگ صاف کی طرف راغب ہوتے ہیں

دُرد را ہم تیرگاں جاذب بوند
بد باطن، تلچھٹ کو حاصل کرتے ہیں

زنگ را ہم زنگیاں باشند یار
حبشی کے حبشی دوست ہوتے ہیں

روم را با رومیاں افتاد کار
رومی کا، رومیوں سے واسطہ ہے

چشم چوں بستی ترا جاں کندنیست
تو نے جب آنکھ بند کی، تجھے بے قراری ہے

چشم را از نورِ روزن صبر نیست
آنکھ، روزن کے نور سے صبر نہیں کر سکتی ہے

---

[1] فریفتن - عاشق بنانا۔ شگیفتن - بے نیاز ہونا۔ از و - از دل۔ زشت رو - بد صورت۔ چارہ - تدبیر۔ درخور - لائق۔ پیرہ زال - بوڑھی عورت۔ ایں یقیں - یقینی بات ہے۔

[2] جذب - کشش۔ طیّبات - قرآن پاک میں ہے "اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ" پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں۔ ناظر - دیکھنے والا۔ اے معنوی - اے حقیقت بیں۔

[3] قسم - فرقہ، گروہ۔ باقیاں - اہلِ ہدایت۔ ناریاں - جہنمی۔ نوریاں - جنتی۔ صافیاں - صاف باطن۔ تیرگاں - سیاہ باطن۔ زنگ - حبشی۔ روم - رومی۔ جاں کندنی - گھبراہٹ۔ روزن - روشندان۔

چشم چوں بستی ترا تاسۂ گرفت — نورِ چشم از نورِ روزن می شگفت

جب تونے آنکھ بند کی تجھے گھبراہٹ نے پکڑا — آنکھ کا نور روزن کے نور سے کھلتا ہے

تاسۂ تو جذبِ نورِ چشم بُود — تا بپیوندد بہ نورِ روز زُود

تیری بیقراری آنکھ کے نور کا جذبہ تھی — تاکہ جلد، دن کی روشنی سے وابستہ ہوجائے

چشمِ باز ار تاسہ گیرد مر ترا — دانکہ چشمِ دل بہ بستی بر گشا

کھلی ہوئی آنکھ، اگر تجھے بیقرار کرے — سمجھ لے کہ تونے دل کی آنکھ بند کی ہے کھول لے

آں تقاضائے دو چشمِ دل شناس — کو ہمی جوید ضیائے بیقیاس

سمجھ لے یہ دل کی دونوں آنکھوں کا تقاضہ تھا — کیونکہ وہ بے اندازہ روشنی چاہتی ہیں

چوں فراقِ آں دو نورِ بے ثبات — تاسہ آوردت کشادی چشمہات

جبکہ دو ناپائدار نوروں کی جدائی نے — تجھے بیقرار کردیا، تونے اپنی آنکھیں کھولدیں

چوں فراقِ آں دو نورِ پائدار — تاسہ چوں آرد مرآں را پاس دار

تو دو پائدار نوروں کی جدائی — کیسی بے قراری پیدا کرے گی، اس کا خیال رکھ

اُو چو می خواند مرا من بنگرم — لائقِ جذبم و یا بدپیکرم

وہ جب مجھے بلاتا ہے میں غور کرتا ہوں — میں کشش کے قابل ہوں یا بدصورت ہوں

گر لطیفے زشت را در پے کُند — تسخرے باشد کہ اُو بر وے کُند

اگر کوئی خوبصورت، بدصورت کا پیچھا کرے — یہ ایک مذاق ہوتا ہے جو وہ اُس سے کرتا ہے

کے ببینم رُوئے خود را اے عجب — ق — تا چہ رنگم ہمچو روزم یا چو شب

تعجب ہے، میں اپنا چہرہ کب دیکھتا ہوں — جو یہ کہوں کہ میں کس رنگ کا ہوں دن کی طرح ہوں یا رات کی مانند

نقشِ جانِ خویش می جُستم بسے — ہیچ می ننمود نقشم از کسے

میں نے اپنی جان کا نقش بہت تلاش کیا — لیکن، میرا نقش کسی سے رونما نہ ہوا

گفتم آخر آئینہ از بہرِ چیست — تا بداند ہر کسے کہ جنسِ کیست

میں نے کہا آخر آئینہ کس لئے ہوتا ہے — اسی لئے کہ ہر شخص یہ جان لے کہ وہ کس جنس کا ہے

آئینہ آہن برائے پوستہاست — آئینہ سیمائے جاں سنگیں بہاست

لوہے کا آئینہ جسموں کے لئے ہے — جان کے چہرے کا آئینہ بہت قیمتی ہے

آئینہ جاں نیست اِلّا روئے یار — روئے آں یارے کہ باشد زاں دیار

جان کا آئینہ، یار کے چہرے کے علاوہ نہیں ہے — اُس یار کا چہرہ جو اُس دیار (عالمِ ملکوت) کا ہو

---

۱ تاسہ۔ بیقراری۔ نورِ چشم۔ آنکھ کا نور بیرونی نور کا طالب ہے ورنہ گھبراہٹ پیدا ہوجاتی ہے۔ چشمِ باز۔ آنکھ کھلی ہوئی ہونے پر اگر گھبراہٹ طاری ہو تو سمجھ لے کہ یہ اضطراب دل کی آنکھ بند ہونے کیوجہ سے ہے۔

۲ آں تقاضائے۔ دل کی گھبراہٹ، دل کی آنکھیں بند ہونے کی وجہ سے ہوئی جو لا انتہا نور کا مشاہدہ چاہتی ہیں۔ دو نور یعنی دل کی آنکھ کا نور اور لامحدود نور۔ بدپیکر۔ بدصورت۔ گر لطیفے۔ جب یہ طے ہے کہ ہم جنس ہم جنس کا طالب ہوتا ہے تو اگر حسین کسی بدصورت کا طالب بنتا ہے تو وہ محض مذاق کے لئے ہوتا ہے۔

۳ اے عجب اس کا تعلق اگلے شعر کے دوسرے مصرع سے ہے۔ ہمچو روز یعنی منور۔ چو شب یعنی سیاہ باطن۔ نقشِ جان۔ شیخ کے ذریعہ مرید کی حقیقی تصویر سامنے آجاتی ہے یعنی میں نے ایسا شیخ تلاش کیا جس کی وجہ سے مجھ پر اپنی حقیقت واضح ہوجائے۔ گفتم۔ آئینہ میں دیکھ کر اپنی خوبصورتی و بدصورتی پہچان لی جاتی ہے۔ آئینہ سیمائے جاں جس آئینہ میں باطن کی خوبصورتی و بدصورتی نظر آتی ہے وہ مرشد شیخ ہے جو بہت قیمتی چیز ہے۔ روئے یار شیخ کی صحبت میں اپنے نقائص نظر آجاتے ہیں۔ آں دیار یعنی وہ شیخ جس کا تعلق عالمِ ملکوت سے ہو۔

گفتم اے دل آئینۂ کُلی[1] بجُو — رَو بدریا کار برناید ز جُو
میں نے کہا اے دل! مکمل آئینہ تلاش کر — دریا پر جا، نہر سے کام نہ چلے گا

زیں طلب بندہ بکوئے تو رسید — دردِ مریم را بخُرما بُن کشید
اس طلب کی وجہ سے خادم تیرے کوچہ میں پہنچا — مریم کو دردِ کھجور کے درخت کی طرف لے گیا

دیدۂ تو چوں دلم را دیدہ شد — صد دلِ نادیدہ غرقِ دیدہ شد
تیرا نور جب میرے دل کا نور بن گیا — سینکڑوں نہ دیکھے ہوئے دل دیکھے ہوؤں میں سما گئے

آئینہ کُلّی بر آوردم زِ دود — دیدم اندر آئینہ نقشِ تو بود
میں نے دھوئیں سے مکمل آئینہ نکالا — میں نے دیکھا آئینہ میں تیرا نقش تھا

آئینہ کُلی ترا دیدم اَبد — دیدم اندر چشمِ تو من نقشِ خود
میں نے تجھے ہمیشہ مکمل آئینہ سمجھا — میں نے تیری آنکھوں میں اپنا نقش دیکھا

گفتم[2] آخر خویش را من یافتم — در دو چشمش راہِ روشن یافتم
میں نے کہا بالآخر میں نے اپنے آپ کو پالیا — اس کی دونوں آنکھوں میں روشن راستہ پایا

گفت وہمم کاں خیالِ تُست ہاں — ذاتِ خود را از خیالِ خود بداں
میرے وہم نے کہا کہ یہ تیرا خیال ہے خبردار! — اپنی ذات کو اپنا خیال سمجھ

نقشِ من از چشمِ تو آواز داد — کہ منم تو تو منی در اتّحاد
میرے نقش نے تیری آنکھ میں سے آواز دی — کہ میں تو ہوں، تو میں ہے، یگانگت میں

کاندریں[3] چشمِ مُنیرِ بے زوال — از حقائق، راہ کے یابد خیال
اس روشن، حقائق سے بے زوال آنکھ میں — خیال راستہ کب پا سکتا ہے؟

در دو چشمِ غیرِ من تو نقشِ خود — گر ببینی آں خیالے دان و رَد
میرے علاوہ کسی کی دونوں آنکھوں میں اپنا نقش — اگر تو دیکھے تو اُسکو محض خیال اور قابلِ رد سمجھ

زانکہ سُرمہ نیستی در می کشد — بادہ از تصویرِ شیطاں می چشد
اس لئے کہ وہ نیستی کا سُرمہ لگاتا ہے — اور شیطان کی تصویر سے شراب پیتا ہے

چشمِ او خانہ خیالست و عدم — نیستہا را ہست بیند لاجرم
اس کی آنکھ عدم اور خیال کا گھر ہے — لامحالہ وہ معدوم کو موجود دیکھتا ہے

حاصل ہوتی ہے زبان شیطانی تصور سے بیخ ہوتا ہے۔ خانۂ خیال یعنی اس کی آنکھ میں غیر حقیقی چیزیں گھر کئے ہوئے ہیں۔

[1] آئینۂ کلی یعنی شیخ کامل ڈھونڈ۔ یعنی شیخِ کامل تجو۔ نہر یعنی ناقص پیر۔ مریم حضرت عیسیٰ کی والدہ۔ خرما بن۔ کھجور کا درخت حضرت مریم کو دردِ زہ کا اضطراب کھجور کے سائے، پھل اور چشمہ کے پانی اور بچہ کے دیدار سے رفع ہوا تھا۔ صد دلِ نادیدہ۔ میرا دل جو بے معرفت ہونے میں سو دلوں کی برابر تھا۔ برآوردم ز دود۔ یعنی میں نے نورِ مطلق کو تعینات کے دھوئیں سے جدا کیا تو اس میں تیرا نقش محسوس کیا۔ آئینۂ کلی مکمل آئینہ۔ اَبد۔ ہمیشہ۔ چشمِ تو۔ دل کا دیدۂ بصیرت۔

[2] گفتم۔ شیخ کے آئینۂ دل میں اپنی صورت دیکھ کر اطمینان ہوگیا اور اس کی وجہ سے مجھے راہِ ہدایت حاصل ہوئی۔ خیال خیالی بات۔ ہاں۔ تنبیہ کا کلمہ ہے۔ ذات۔ نقش الامری صورت۔ نقش۔ میری صورت نے بتایا کہ یہ صورت واقعی ہے محض خیالی نہیں ہے۔

[3] کاندریں چشم۔ یعنی میرے نقش نے یہ بھی کہا کہ شیخ کی چشمِ دل میں جو کہ ہمیشہ حقائق سے وابستہ ہے کوئی غیر واقعی خیالی چیز نہیں سما سکتی۔ در دو چشمِ غیر۔ ناقص کی چشمِ دل میں غیر حقیقی چیز نمودار ہو سکتی ہے نیستی۔ عالمِ فانی۔ بادہ شراب۔ تصویر۔ تخیل۔ می چشد۔ چونکہ وہ ناقص ہے اور اس کی چشمِ بصیرت عالمِ سفلی میں

چشمِ من چوں سُرمہ دید از ذوالجلال^۱ — خانۂ ہستی ست نے خانۂ خیال

میری آنکھ نے جبکہ جلال والے (اللہ) کا سُرمہ دیکھا ہے — وہ موجود کا خانہ ہے، نہ کہ خیال کا

تا یکے مُو باشد از ہستیِ تو — در خیالت گم شود ہستیِ تو

جب تک تیری ہستی کا ایک بال بھی رہے گا — تیری ہستی تیرے خیال میں گم ہو جائے گی

تا یکے مُو باشد از تو پیشِ چشم — در خیالت گوہرے باشد چو یشم

جب تک تیرا ایک بال بھی آنکھ کے سامنے ہوگا — تیرے خیال میں موتی، سنگِ یشم ہوگا

یشم را آنگہ شناسی از گہر — کز خیالِ خود کُنی کُلّی گذر

تو یشم (پتھر) اور موتی میں اُسوقت تمیز کر سکیگا — جب اپنے خیال سے بالکلیہ گذر جائے گا

یک حکایت بشنو اے گوہر شناس — تا بدانی تو عیاں را از قیاس

اے موتی کو پہچاننے والے! ایک حکایت سن لے — تاکہ تو مشاہدہ کو قیاس سے (جُدا) جان لے

ہلال پنداشتنِ آں شخص خیال را در عہدِ امیر المومنین عمرؓ

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص کا خیال کو چاند سمجھ لینا

ماہِ^۲ روزہ گشت در عہدِ عُمرؓ — بر سرِ کوہے دویدند آں نفر

(حضرت) عمرؓ کے زمانے میں رمضان آیا — سب پہاڑ کی چوٹی پر گئے

تا ہلالِ روزہ را گیرند فال — آں یکے گفت اے عمرؓ اینک ہلال

تاکہ روزے کے چاند سے (نیک) فال لیں — ایک شخص بولا اے عمرؓ! چاند یہ ہے

چوں عمرؓ بر آسماں مہ را ندید — گفت کایں مہ از خیالِ تو دمید

جب (حضرت) عمرؓ نے آسمان پر چاند نہ دیکھا — فرمایا یہ چاند تیرے خیال سے چمکا ہے

ورنہ من بیناترم^۳ افلاک را — چوں نمی بینم ہلالِ پاک را

ورنہ میں تو آسمانوں کو زیادہ دیکھنے والا ہوں — پاک چاند کو کیوں نہ دیکھ لوں گا؟

گفت تر کُن دست و بر ابرو بمال — آنگہاں تو بر نگر سُوئے ہلال

فرمایا ہاتھ تر کر اور ابرو پر مل — پھر تو چاند کی طرف دیکھ

چونکہ اُو تر کرد ابرو مہ ندید — گفت اے شہ نیست مہ شد ناپدید

جب اُس نے ابرو تر کرلی چاند کو نہ دیکھا — بولا، اے شاہ! چاند نہیں ہے وہ غائب ہو گیا

گفت آرے مُوئے ابرو شد کماں — سُوئے تو افگند تیرے از گماں

فرمایا ہاں ابرو کا بال کمان بن گیا — اُس نے تیری جانب گمان کا تیر چلا دیا

---

۱ ذوالجلال۔ اللہ تعالےٰ کے تصور کے ساتھ باطل جمع نہیں ہو سکتا۔ تا یکے مُو۔ یعنی جب تک عالمِ ناسوت سے ادنیٰ تعلق رہے گا۔ ہستیِ تو۔ عالمِ وجد۔ یشم۔ ایک کم قیمت پتھر ہے۔ کلی گذر۔ فنا کے بعد حقائق منکشف ہوں گے۔ عیاں۔ مشاہدہ۔ قیاس۔ تخمینی بات۔

۲ ماہِ روزہ۔ رمضان شریف۔ نفر۔ جماعت۔ فال۔ نیک شگون۔ از خیالِ تو یعنی تیرا چاند محض خیالی ہے۔

۳ بیناتر۔ حضرت عمرؓ کی نگاہ اُس سے زیادہ تیز تھی یا حضرت عمرؓ کا اپنے کشف کی طرف اشارہ تھا۔

چوں یکے مُو کژ شد از ابروئے اُو
جب اُس کی ابرو کا ایک بال ٹیڑھا ہوا
شکلِ ماہے نو نمود آں موئے اُو
اُس کے اُس بال نے نئے چاند کی شکل نمودار کر دی

چوں یکے مُو کژ شد او را راہ¹ زد
جب ایک بال ٹیڑھا ہوا اُس نے گمراہ کر دیا
تا بدعویٰ لافِ دید ماہ زد
یہاں تک کہ دعوے کیا تو چاند دیکھنے کی ڈینگ ماری

موئے کژ چوں پردۂ گردوں بُود
ٹیڑھا بال جب آسمان کا پردہ بن گیا
چوں ہمہ اجزات کژ شد چوں بُود
جب تیرے تمام اجزاء ٹیڑھے ہو جائیں تو کیا ہوگا؟

راست کُن اجزات را از راستاں
سچوں کے ذریعہ اپنے اجزاء سیدھے کر لے
سَرکش اے راست رَو زاں آستاں
اے سیدھا چلنے والے اُس چوکھٹ سے سر نہ ہٹا

ہم ترازو را ترازو راست کرد
ترازو ہی ترازو کو برابر کرتی ہے
ہم ترازو را ترازو کاست کرد
ترازو ہی ترازو کو کم کر دیتی ہے

ہر کہ با ناراستاں ہم سنگ شد
جو گمراہوں کے ساتھ تُلا
در کمی افتاد و عقلش دنگ شد
کمی میں مُبتلا ہوا اور اُس کی عقل ماری گئی

رَو اَشِدّآءُ² عَلَی الْکُفّار باش
جا، کفار پر بھاری پڑ
خاک بر دلداریِ اغیار پاش
بیگانوں کی دلداری پر خاک ڈال

بر سرِ اغیار چوں شمشیر باش
بیگانوں کے سر پر تلوار بن
ہیں مکُن روباہ بازی شیر باش
خبردار! مکاری نہ کر، شیر بن

تا ز غیرت از تو یاراں نگسلند
تاکہ غیرت کی وجہ سے تجھ سے یار نہ کٹ جائیں
زانکہ آں خاراں عدوِ ایں گلند
اس لئے کہ وہ کانٹے (اغیار) اِس گلستان (دوستوں) کے دشمن ہیں

آتش³ اندر زن بگرگاں چوں سپند
کالے دانہ کی طرح اُن بھیڑیوں (اغیار) میں آگ لگا دے
زانکہ ایں گرگاں عدوِ یوسف اند
کیونکہ یہ بھیڑیئے یوسف (محبوبِ حقیقی) کے دشمن ہیں

جانِ بابا گویدت ابلیس ہیں
خبردار! شیطان تجھے جانِ پدر کہے گا
تا بہ دَم بفریبدت دیوِ لعیں
تاکہ لعین شیطان تجھے فریب میں پھنسا لے

ایں چنیں تلبیس با بابات کرد
شیطان نے تیرے آباء حضرت آدمؑ سے ایسی چال چلی
آدمے را ایں سیہ رُخ مات کرد
حضرت آدم کو اُس سیاہ رُو نے ہرا دیا

بر سرِ شطرنج چُست ایں غراب
یہ کوا شطرنج پر چُست ہو کر بیٹھا ہے
تو مبیں بازی بچشمِ نیم خواب
تو بازی کو اونگھتی آنکھ سے نہ دیکھ

---

¹ راہ زد۔ گمراہ کر دیا۔ لاف۔ بیہودہ دعویٰ۔ اجزات۔ اجزائے تو۔ راستاں۔ عارفین۔ سرکش۔ روگردانی نہ کر۔ ترازو۔ یعنی ترازو کا باٹ۔ کاست۔ کم۔ ہم سنگ شدن۔ برابر تُلنا۔ دنگ شدن حیران ہونا۔

² اشدّاء۔ شدید کی جمع ہے سخت۔ اغیار۔ غیر کی جمع ہے۔ پاش۔ چھڑک۔ روباہ بازی۔ مکاری۔ تا ز غیرت۔ غیروں سے جڑنا اپنوں سے ٹوٹنا ہے۔ خاراں۔ یعنی اللہ سے بیگانے۔ گل۔ ذاتِ خداوندی۔

³ آتش زدن۔ برباد کرنا۔ گرگاں۔ یعنی اللہ کے دشمن۔ سپند۔ کالا دانہ جو بہت جلد آگ پکڑ لیتا ہے اور نظرِ بد کے دفع کرنے کیلئے اسکو جلایا جاتا ہے۔ یوسفؑ۔ یعنی محبوبِ حقیقی، حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے اپنے باپ حضرت یعقوبؑ سے کہا تھا کہ یوسفؑ کو بھیڑیئے نے کھا لیا، اگرچہ یہ غلط تھا مولانا نے اُن کے قول کے مطابق بھیڑیئے اور حضرت یوسفؑ کی دشمنی کو ذکر کر دیا ہے۔ جانِ بابا۔ نورِ نظر، لاڈلا بیٹا۔ دَم۔ فریب۔ بابات۔ بابائے تو۔ مات۔ شاہِ شطرنج کو مقید کر دینا جس شطرنجی کا شاہ مقید ہو جائے وہ ہار جاتا ہے۔ لہٰذا "مات کردن" مطلقاً ہرا دینے کے معنیٰ میں مستعمل ہو جاتا ہے۔

زانکہ فرزین[1] بندہا داند بسے
اس لئے کہ وہ فرزین کے بہت گھراؤ جانتا ہے
کہ بگیرد در گلویت چوں خسے
تاکہ تیرے گلے میں تنکے کی طرح پھنس جائے

در گلو ماند خسِ او سالہا
اُس (شیطان) کا تنکا گلے میں سالہا رہتا ہے
چیست آں خس مہرِ جاہ و مالہا
وہ تنکا کیا ہے؟ رُتبہ اور مال کی محبت

مال خس باشد چو ہست آں بے ثبات
مال چونکہ فانی ہے، وہ تنکا ہے
در گلویت مانعِ آبِ حیات
تیرے گلے میں وہ آبِ حیات سے مانع ہے

گر بَرَد مالت عدوئے پُر فنے
اگر کوئی چالاک دشمن تیرا مال لے جائے
رہزنے را بُردہ باشد رہزنے
ایک ڈاکو، دوسرے ڈاکو کا مال لے گیا

دزدیدنِ مار گیرے مارے را از مار گیرے دیگر

ایک سپنیرے کا دوسرے سپنیرے کے سانپ کو چُرانا

دُزدکے[2] از مار گیرے مار بُرد
ایک چور، ایک سپنیرے کا سانپ لے گیا
ز ابلہی آں را غنیمت می شمرد
بیوقوفی سے اُس کو (مال) غنیمت سمجھ رہا تھا

وارہید آں مار گیر از زخمِ مار
وہ سپنیرا، سانپ کے زخم سے بچ گیا
مار کُشت آں دزد را بس زار زار
سانپ نے اُس چور کو بُری طرح مار ڈالا

مار گیرش دید پس بشناختش
سپنیرے نے اُس کو دیکھا تو پہچان گیا
گفت از جاں مارِ من پرداختش
بولا، اُس کو میرے سانپ نے بے جان کیا ہے

در دُعا می خواستے جانم ازو
دعا میں میری جان اُس کو طلب کرتی تھی
کِش بیابم، مار بستانم ازو
کہ میں اُس کو پکڑ لوں، سانپ اُس سے لے لوں

شکر حق را کاں دُعا مردود[3] شد
اللہ (تعالیٰ) کا شکر ہے کہ وہ دعا مردود ہو گئی
من زیاں پنداشتم آں سود شد
میں نے نقصان سمجھا تھا وہ نفع ہوئی

بس دُعاہا کاں زیانست و ہلاک
بہت سی دعائیں جو نقصان اور ہلاکت ہیں
از کرم می نشنود یزدانِ پاک
اللہ پاک اُن کو کرم کی وجہ سے قبول نہیں کرتا ہے

مُصلح ست و مصلحت را داند او
وہ مُصلح ہے اور مصلحت کو جانتا ہے
کاں دعا را باز می گرداند او
کہ اُس دعا کو وہ لوٹا دیتا ہے

واں دُعا گوینده شاکی می شود
دعا کرنے والا شاکی ہوتا ہے
مے بَرَد ظنِ بد و آں بد بُوَد
بُرا گمان کرتا ہے اور یہ بدگمانی بُری ہوتی ہے

[1] فرزین۔ شطرنج کے مہروں میں بمنزلہ وزیر کے ہوتا ہے جو دو رُخی چال چل سکتا ہے اُس کے گھر جانے سے مات دیدینا آسان ہو جاتا ہے۔ فرزیں بند ایسی چال کو کہا جاتا ہے جس میں فرزیں گھر جائے۔ خس۔ گھاس کا تنکا۔ مہر۔ محبت۔ جاہ۔ مرتبہ۔ بے ثبات۔ ناپائیدار۔ آبِ حیات۔ وہ پانی جس سے ابدی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ پُر فن۔ مکار۔ رہزنے۔ مال بھی راہزن ہے، گمراہ کر دیتا ہے۔

[2] دزدک۔ کمینہ چور۔ مارگیر۔ سپنیرا۔ وارہید۔ نجات پا گیا۔ زخمِ مار۔ سانپ کا ڈسنا۔ زار۔ بُری حالت۔ پرداخت۔ خالی کر دیا۔ در دُعا۔ یعنی سانپ کے مل جانے کی دُعا کرتا تھا۔ کِش۔ کہ اش۔

[3] مردود۔ نامقبول۔ زیاں۔ نقصان۔ سُود۔ فائدہ۔ مُصلح۔ بہتری کرنے والا۔ باز گردانیدن۔ لوٹا دینا۔ شاکی۔ شکوہ کرنے والا۔ بد بُوَد۔ یعنی بدگمانی بُری ہوتی ہے۔

می نداند کہ بلائے خویش خواست — وز کرمِ حق آں[۵۱] بدو نا ورد راست

نہ نہیں سمجھتا کہ اُس نے اپنی مصیبت کی دُعا کی ہے — اور خدا نے کرم کر کے اُس کو قبول نہیں کیا ہے

اِلتماس کردن ہمراہِ عیسیٰ علیہ السّلام بزندہ کردنِ استخوانہا از عیسیٰ علیہ السّلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کا اُن سے ہڈیوں کو زندہ کر دینے کی درخواست کرنا

گشت با عیسیٰ یکے اَبلہ رفیق — استخوانہا دید در گورے عمیق

ایک بیوقوف حضرت عیسیٰؑ کا سفر کا ساتھی بن گیا — اُس نے ایک گہری قبر میں ہڈیاں دیکھیں

گفت اے ہمراہ نامِ آں سَنی[۵۲] — کہ بداں تو مُردہ زندہ می کُنی

کہنے لگا کہ اے ساتھی! اُس بلندذات کا نام — جس کے ذریعہ تم مُردے کو زندہ کرتے ہو

مر مرا آموز تا احساں کُنم — استخوانہا را بداں با جاں کُنم

مجھے سکھا دو، تاکہ میں اچھا کام کروں — اُس کے ذریعہ ہڈیوں کو جاندار بنا دوں

گفت خامُش کُن کہ آں کارِ تو نیست — لائقِ اَنفاس و گفتارِ تو نیست

فرمایا چُپ رہ کہ وہ تیرا کام نہیں ہے — تیرے سانسوں اور گفتار کے لائق نہیں ہے

کاں نفس خواہد ز باراں پاک تر — وز فرشتہ در روش چالاک تر

وہ (نام) ایسا سانس چاہتا ہے جو بارش سے زیادہ (پاک ہو) — اور رفتار میں فرشتہ سے زیادہ تیز ہو

عمرہا بایست تا دم پاک شُد — تا امینِ مخزنِ افلاک شُد

عمریں چاہئیں تاکہ سانس پاک ہو — اور آسمانوں کے خزانے کا امین بنے

خود گرفتی ایں عصا در دستِ راست — دستِ را دستانِ موسیٰ از کجاست

یہ لاٹھی تو نے داہنے ہاتھ میں پکڑلی ہے — ہاتھ میں موسیٰ اعجاز کہاں ہے؟

گفت گر من نیستم اَسرار[۵۳] خواں — ہم تو بر خواں نام را بر استخواں

وہ بولا، اگر میں اسرار کے پڑھنے کے قابل نہیں ہوں — (تو) آپ ہی ہڈیوں پر نام پڑھ دیجئے

گفت عیسیٰؑ یارب ایں اسرار چیست — میلِ ایں اَبلہ دریں گفتار چیست

حضرت عیسیٰؑ نے کہا اے خدا! یہ کیا راز ہے؟ — اِس بیوقوف کا میلان اِس گفتگو کی طرف کیوں ہے؟

چوں غمِ خود نیست ایں بیمار را — چوں غمِ جاں نیست ایں مُردار را

اِس بیمار کو اپنا غم کیوں نہیں ہے؟ — اِس مُردے کو (اپنی) جان کا غم کیوں نہیں ہے؟

---

۵۱ بدو۔ بُا او۔ نا ورد۔ نیاورد۔ راست۔ مقبول۔ لہٰذا ہمیں برضاءِ الٰہی رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالٰی نے تمھاری دعا قبول بھی نہ کرے تو بھی سمجھنا چاہیئے کہ بھلائی اسی میں تھی۔ اِلتماس کردن۔ اِس حکایت کا منشا بھی یہی ہے کہ انسان ایک بات کی خواہش کرتا ہے لیکن اُس کی بھلائی اُس میں نہیں ہوتی ہے۔ اَبلہ۔ بیوقوف۔ گور۔ قبر۔ بعض نسخوں میں گورِ ہے جو گڑھے کے معنٰی میں ہے۔

۵۲ سَنی۔ بلند۔ احسان۔ اچھا کام کرنا۔ باجان۔ جاندار۔ خامُش کُن۔ چُپ ہو جا۔ اَنفاس۔ نفَس کی جمع، سانس۔ عصا۔ لاٹھی۔ راست۔ دایاں۔ دستاں۔ افسوں، اعجاز۔

۵۳ اَسرار۔ راز۔ نام۔ اسمِ اعظم۔ چوں۔ دوسرے کے لئے اسمِ اعظم کا خواہاں ہے۔

مُردۂ خود را رہا کردست اُو[۱] — مُردۂ بیگانہ را جوید رَفُو

اُس نے اپنے مُردے کو چھوڑا ہے — غیر کے مُردے کی بھلائی چاہتا ہے

گفت حق اِدبار اگر ادبار جوست — خار روئیدن جزائے کِشتِ اوست

اللہ تعالیٰ نے فرمایا بدبخت ہے اگر بدبختی کا جویا ہے — اُس کی کھیتی کا نتیجہ کانٹوں کا اُگنا ہے

آنکہ تخمِ خار را کارَد در جہاں — ہاں وہاں او را مجو در گلستاں

جس شخص نے دنیا میں کانٹے کا بیج بویا — خبردار، خبردار! اُس کو گلستاں میں تلاش کر

گر گلے گیرد بکف خارے شود — در سُوئے یارے رود مارے شود

اگر وہ ہاتھ میں پھول لے گا تو وہ کانٹا بنجائیگا — اگر دوست کی طرف جائیگا تو سانپ بنجائیگا

کیمیائے زہرِ مارست آں شقی — بر خلافِ کیمیائے مُتّقی

وہ بدبخت سانپ کے زہر (کی طرح) کی کیمیا ہے — مُتقی کی کیمیا کے برخلاف

ہیں مکُن بر قول و فعلش اعتمید[۲] — کو ندارد میوہ مانندِ بید

خبردار! اُس کے قول و فعل پر بھروسہ نہ کر — وہ (درخت) بید کی طرح پھل نہیں رکھتا ہے

اندرز کردنِ صوفی خادم را در تیمار داشتِ

صوفی کا خادم کو جانور کی خبر گیری کرنے کی نصیحت کرنا

بہیمہ و لاحَول گفتنِ آں خادم

اور اُس خادم کا لاحول پڑھنا

صوفیئے می گشت در دورِ اُفُق — تا شبے در خانقاہے شد قنُق

ایک صوفی دنیا کے اطراف میں گشت کرتا تھا — ایک رات ایک خانقاہ میں مہمان ہوگیا

یک بہیمہ داشت در آخر بہ بست — اُو بصدرِ صُفّہ با یاراں نشست

اُس کا ایک چوپایہ (سواری کا) تھا جس کو اصطبل کہتے ہیں — وہ دوستوں کے ساتھ چبوترے کے صدر مقام پر بیٹھ گیا

پس مُراقب گشت با یارانِ خویش — دفترے باشد حضورِ یار بیش

پھر اپنے دوستوں کے ساتھ مراقبہ کرنے لگا — یار کی صحبت بہت بڑا دفتر ہوتی ہے

دفترِ صوفی سواد[۳] و حرف نیست — جُز دلِ اسپید ہمچوں برف نیست

صوفی کا دفتر، سیاہی اور حرف نہیں ہے — برف کی طرح سفید دل کے سوا کچھ نہیں ہے

زادِ دانشمند آثارِ قلم — زادِ صوفی چیست انوارِ قدم

عقلمند کا توشہ قلم کے نشانات ہیں — صوفی کا توشہ کیا ہے، اللہ (تعالیٰ) کے انوار

---

[۱] مُردۂ خود یعنی اپنی مُردہ رُوح۔ رَفو۔ سلائی، اِصلاح۔ اِدبار۔ بدبختی، مبالغۃً بدبخت کے معنی میں بولا گیا ہے۔ کِشت۔ کھیتی۔ کارَد۔ کاشتن بمعنی بونا کا مضارع ہے۔ مارے شود۔ دوست کی صحبت ہلاکت کا سبب بنجائیگی۔ کیمیا۔ وہ فن ہے جس کے ذریعہ چیزوں کی ماہیت بدلتے ہیں، تانبے کو سونا بنادیتے ہیں۔ شقی یعنی شقی سانپ کے زہر کی طرح کی کیمیا ہے جو زندہ کو مردہ کردیتا ہے۔ مُتّقی۔ یعنی مُتقی شخص بُروں کی ماہیت تبدیل کرکے اُن کو بھلا بنادیتا ہے۔

[۲] اعتمید۔ اِعتماد کا امالہ ہے، بھروسہ۔ بید۔ بے ثمر درخت ہے۔ اندرز۔ نصیحت۔ بہیمہ۔ چوپایہ یعنی سواری کا جانور۔ دورِ اُفُق۔ اطراف عالم۔ قنُق۔ ترکی لفظ ہے بمعنی مہمان۔ آخُر۔ اصطبل۔ صدر۔ صدر مقام۔ صُفّہ۔ چبوترہ۔ مراقب۔ مراقبہ کرنے والا یعنی ماسوا اللہ سے توجہ ہٹا کر خدا کی طرف متوجہ ہونے والا جس پر کیفیت حق طاری ہو۔ بیش۔ اکثر، بیشتر۔

[۳] سواد۔ سیاہی۔ اسپید۔ سفید۔ زاد۔ توشہ۔ آثارِ قلم۔ یعنی نوشتۂ قلم۔ انوارِ قدم۔ انوارِ الٰہی۔

ہمچو صیّادے[1] سوئے اِشکار شُد — گامِ آہو دید و بر آثار شُد

شکاری کی طرح جو شکار کے پیچھے لگا — ہرن کے قدم دیکھے اور نشانِ قدم پر چل پڑا

چند گاہش گامِ آہو درخورست — بعد ازاں خود نافِ آہو رہبرست

اُس کو کچھ دیر ہرن کے قدموں کی ضرورت ہے — اُس کے بعد خود ہرن کا نافہ اُس کا رہنما ہے

چونکہ شُکرِ گام کرد و رہ بُرید — لاجرم زاں گام در کامے رسید

چونکہ اُس نے نشانِ قدم کی قدر کی اور راستہ طے کیا — لامحالہ اُس قدم سے مقصد تک پہنچ گیا

رفتنِ یک منزلے بر بُوئے ناف — بہتر از صد منزلِ گام و طواف

نافہ کی خوشبو پر ایک منزل چلنا — چکر کی سَو منزلوں سے بہتر ہے

آں[2] دلے کو مَطلعِ مہتابہاست — بہرِ عارف فُتِّحَتْ اَبوابُہاست

وہ دل جو بہت سے سورجوں کا مشرق ہے — عارف کے لئے فُتِّحَتْ اَبوابُہا کا مصداق ہے

باتو دیوارست و باایشاں درست — باتو سنگ و باعزیزاں گوہرست

(وہ دل) تیرے لئے دیوار اور اُن کیلئے دروازہ ہے — تیرے لئے پتھر اور پیاروں کے لئے موتی ہے

آنچہ تو در آئینہ بینی عیاں — پیر اندر خشت بیند پیش ازاں

تو جو کچھ آئینہ میں مشاہدہ کرتا ہے — پیر لوہے کے ٹکڑے میں اس سے پہلے دیکھ لیتا ہے

پیر ایشانند کایں[3] عالم نبود — جانِ ایشاں بود در دریائے جود

وہ اُس وقت سے پیر ہیں جبکہ یہ جہان نہ تھا — اُن کی روحیں دریائے حق میں تھیں

پیش ازیں تن عمرہا بگذاشتند — پیشتر از کشت بَر برداشتند

اِس جسم سے پہلے اُنھوں نے عمریں گزاری ہیں — اُنھوں نے کھیتی سے پہلے ہی پھل چُنے ہیں

پیشتر از نقش جاں پذرفتہ اند — پیشتر از بحر دُرہا سُفتہ اند

وہ جسم سے پہلے جان حاصل کر چکے ہیں — دریا سے پہلے ہی وہ موتی پرو چکے ہیں

مشورت کردن خدائے تعالیٰ با فرشتگان در ایجادِ خلق

مخلوق کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے مشورہ کرنا

---

[1] صیّاد شکاری۔ اِشکار۔ شکار۔ گام۔ یعنی نشانِ قدم۔ آثار۔ اثر کی جمع ہے نشان قدم۔ چندگاہ۔ کچھ دیر۔ سالک ابتداءً تجلیاتِ افعال کا مشاہدہ کرتا ہے پھر ذوق و شوق میں مطلوبِ حقیقی کے منازلِ قرب طے کرنے لگتا ہے پھر منجانب اللہ جذب کشش ہوتی ہے تو منازل کی دشواریاں کم ہونے لگتی ہیں اور تجلّی صفاتی اور تجلّی ذاتی ہو جاتی ہے سلوک کا تعلق سالک کی ذاتی سعی اور کوشش سے ہے اس میں غلطی کا امکان ہے، جذب منجانب اللہ ہے لہٰذا اس میں شیطانی مداخلت ممکن نہیں ہے اسی وجہ سے مجرد سالک سے مجذوب سالک بدرجہا افضل ہے۔ بوئے ناف۔ نافہ ہرن کی خوشبو یعنی منجانب اللہ جذب۔ بہتر۔ کسی بزرگ نے کہا ہے۔ جَذْبَۃٌ مِّنْ جَذَباتِ الرَّحْمٰنِ تُوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ الخ کی جانب سے ایک کشش جن و انس کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔

[2] آں دلے۔ پہلے کہا تھا صوفی کیلئے اُس کا دل دفتر ہے۔ اب کہتے ہیں کہ اُس دل کے ذریعہ معارف کے دروازے کھلتے ہیں فُتِّحَتْ اَبْوَابُہَا۔ قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ جنتیوں کے لئے جنت کے دروازے پہلے سے کھولے جائیں گے۔ شعر میں ضرورت کی وجہ سے فُتِّحَتْ کی پہلی تا کو ساکن اور ابوابُہا کی دوسری با کو ساکن پڑھنا پڑے گا۔ باتو۔ عامی انسان دفترِ دل سے کچھ نہیں پڑھ سکتا لہٰذا اُس کے لئے بمنزلہ دیوار کے ہے۔ عزیزان۔ گرامی قدر لوگ خشت۔ مراد وہ لوہے کا ٹکڑا ہے جس کو صیقل کرکے آئینہ بنایا جاتا تھا۔

[3] ایں عالم۔ عالمِ ناسوت۔ اولیاء کی روحیں عالمِ ارواح میں وہ سب کچھ حاصل کرتی ہیں جو عوام کو عالمِ ناسوت میں آنے کے بعد حاصل ہوگا۔ کشت۔ عالمِ ناسوت کے اعمالِ صالحہ۔ بَر۔ یعنی اجر۔ نقش۔ یعنی جسمِ عنصری۔ بحر۔ یعنی عالمِ ناسوت۔ دُر۔ یعنی اعمالِ صالحہ کے نتائج۔

مشورت می رفت[۵۱] در ایجادِ خلق — جانِ شاں در بحرِ قدرت تا بحلق
مخلوق کے پیدا کرنے میں مشورہ ہو رہا تھا — انکی روح گلے گلے تک قدرت کے سمندر میں ڈوبی ہوئی تھی

چوں ملائک مانعِ آں می شدند — بر ملائک خفیہ خُنبک می زدند
جب فرشتے اُس کے لئے مانع بنے — انھوں نے فرشتوں پر چُپکے سے تالی پیٹی

مُطّلع بر نقشِ ہر چہ ہست شد — پیش ازاں کیں نقشِ گِل پابست شد
وہ ہر اُس چیز سے باخبر تھے جو وجود میں آئی — اُس سے پہلے کہ یہ صورت مٹی کی پابند ہو

پیشتر زافلاک کیواں دیدہ اند — پیشتر از دانہا ناں دیدہ اند
انھوں نے آسمانوں سے پہلے زحل کو دیکھا ہے — انھوں نے دانوں سے پہلے روٹی دیکھی ہے

بے دماغ و دل پُر از فکرت بُدند — بے سپاہ و جنگ بر نُصرت زدند
وہ دماغ اور دل کے بغیر غور و فکر سے پُر تھے — انھوں نے بغیر لشکر اور جنگ کے (شیطان پر) فتح حاصل

آں[۵۲] عیاں نسبت بایشاں فکرت ست — ورنہ خود نسبت بدُوراں رویت ست
وہ مشاہدہ اُن کے اعتبار سے (بمنزلہ) فکر کے ہے — ورنہ دور والوں کے اعتبار سے وجود کے بعد مشاہدہ ہوگا

فکرت از ماضی و مُستقبل بود — چوں ازیں دو رست مُشکل حل شود
فکر (کا تعلق) ماضی اور مستقبل سے ہوتا ہے — جبکہ اُن کا فکر اِس (ماضی و مستقبل) سے متعلق نہیں مسئلہ حل ہوگیا

دیدہ چوں بے کیف ہر با کیف را — دیدہ پیش از کاں صحیح و زیف را
چونکہ انھوں نے ہر با کیف کو بے کیف دیکھ لیا ہے — انھوں نے کان (کے وجود) سے پہلے ہی کھرے کھوٹے

پیشتر[۵۳] از خلقتِ انگورہا — خوردہ میہا و نمودہ شورہا
انگوروں کی پیداوار سے پہلے ہی — انھوں نے شرابیں پی لی ہیں اور مستیاں کھائی ہیں

در تموزِ گرم می بینند دے — در شعاعِ شمس می بینند فے
وہ ساون میں، ماگھ کو دیکھتے ہیں — وہ سورج کی شعاع میں، سایہ دیکھتے ہیں

در دلِ انگور مے را دیدہ اند — در فنائے محض شیٔ را دیدہ اند
انھوں نے انگور کے دل میں شراب کو دیکھا ہے — انھوں نے عدمِ محض میں وجود کو دیکھا ہے

رُوح از انگور مے را دیدہ است — رُوح از معدوم شیٔ را دیدہ است
روح نے انگور کے اندر شراب کو دیکھا ہے — رُوح نے معدوم سے موجود کو دیکھا ہے

ـــــ

سے پہلے ہی وہ اُن کی کیفیات حاصل کر چکے تھے۔ تموز۔ ماگھ، ساون کے بعد آتا ہے شعاعِ سورج ڈھلے سایہ نمودار ہوتا ہے۔

[۵۱] می رفت۔ می آمد۔ اِیجاد۔ آفرینش۔ تا بحلق یعنی غریق۔ مانع۔ فرشتوں نے ایجادِ انسان اور اُس کی خلافت کے خلاف مشورہ دیا تھا۔ خنبک زدن۔ تالی بجانا، چونکہ اولیا کی ارواح کو مصالح کا علم تھا لہٰذا فرشتوں کی رائے پر از راہِ بے تکلفی ہنسی اُڑائی۔ نقش۔ جسمِ عنصری۔ کیواں۔ زحل ستارہ بلندی میں مشہور ہے۔ پیشتر یعنی اعمال کے نتائج کا اُن کو علم تھا۔ بے دماغ۔ اُن کو ازل میں قوتِ علمیہ حاصل تھی۔ بے سپاہ۔ اُن کو ازل میں نصرت حاصل تھی۔

[۵۲] آں عیاں۔ عالمِ ناسوت کی خلق سے قبل جو کچھ اُس کی چیزوں کا مشاہدہ اولیاء کو ہوا وہ اُن کے علوم میں بمنزلہ فکر کے ہے جس کے ذریعہ ادنیٰ درجہ کا علم حاصل ہوتا ہے۔ عوام کو یہی مشاہدہ اگر حاصل ہوگا تو بمنزلہ رویت کہلاتا ہے، جس کے ذریعہ اعلیٰ درجہ کا علم حاصل ہوتا ہے اسلئے کہ عوام کے علوم میں اِس سے زیادہ اعلیٰ کوئی علم نہیں ہے۔ دوراں۔ وہ لوگ جو تجلیٔ حق سے دُور ہیں۔ فکرت۔ فکر کا تعلق ماضی اور مستقبل سے ہوتا ہے۔ حل شود۔ چونکہ اولیاء کے سامنے سب حاضر ہے لہٰذا اُن کا فکر فکر نہیں ہے بلکہ مشاہدہ ہے۔ بے کیف۔ وہ حقائق مجازی نہیں ہیں۔ ذاتِ باری۔ زیف۔ کھوٹا۔

[۵۳] پیشتر۔ ممکنات کے وجود

آسماں در دورِ ایشاں جُرعہ نوش[1]
آسمان ان کے دَور (جام) میں شراب نوش ہے
آفتاب از جودِ شاں زربفت پوش
سورج ان کی سخاوت سے زربفت پوش ہے

چوں از ایشاں مجتمع بینی دو یار
جب تو اُن میں سے دو یاروں کو اکٹھا دیکھے
ہم یکے باشند و ہم شش صد ہزار
وہ ایک ہوں گے اور چھ لاکھ (بھی)

بر مثالِ موجہا اعدادِ شاں
اُن کی شمار موجوں جیسی ہے
در عدد آوردہ باشد بادِ شاں
جن کو ہوا گنتی میں لے آئی ہے

مُفترق شد آفتابِ جانہا
روحوں کا سورج جدا جدا ہوگیا ہے
در درونِ روزنِ ابدانہا
جسموں کے سُوراخوں میں

چوں نظر در قُرص داری خود یکیست
جب تو سورج کی ٹکیہ کو دیکھے تو وہ ایک ہے
آنکہ شد محجوبِ ابداں در شکیست
جو بدنوں کے حجاب میں ہے وہ شک میں ہے

تفرقہ در رُوحِ[2] حیوانی بُوَد
تعدد، حیوانی روح میں ہوتا ہے
نفسِ واحد رُوحِ انسانی بود
انسانی روح ایک جان ہوتی ہے

روحِ انسانی کنفسٍ واحدست
انسانی روح ایک نفس کی طرح ہے
روحِ حیوانی سِفالِ جامدست
حیوانی روح جامد ٹھیکرا ہے

گفت حق رَشَّ علیہِم نورَہٗ
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا اُن پر اپنا نور بھیر دیا ہے
مُفترق ہرگز نہ گردد نورِ اُو
اُس کا نور متعدد نہیں ہو سکتا ہے

عقلِ جزو[3] از رمزِ ایں آگاہ نیست
ناقص عقل اس راز سے آشنا نہیں ہے
واقفِ ایں سِرّ بجز اللہ نیست
اِس راز سے اللہ کے علاوہ کوئی واقف نہیں ہے

عقل را اندر چنیں سودا چہ کار
اِس معاملے میں عقل کا کیا کام؟
کرِّ مادر زاد را سُرنا چہ کار
پیدائشی بہرے کو شہنائی سے کیا واسطہ؟

یک زماں بگذار اے ہمرہ ملال
اے ساتھی تھوڑی دیر کیلئے ملال کو چھوڑ دے
تا بگویم وصفِ خالے زاں جمال
تاکہ میں تجھ سے اُس حسن کے ایک تل کی تعریف کروں

در بیاں ناید جمالِ حالِ اُو
اُس کی خوبی کا حُسن بیان نہیں کیا جاسکتا
ہر دو عالم چیست عکسِ خالِ اُو
دونوں جہان کیا ہیں؟ اُس کے تل کا عکس

چونکہ من از خالِ خوبش دم زنم
جب میں اُس کے حسین تل کا بیان کرتا ہوں
نطق می خواہد کہ بشگافد تنم
گویائی چاہتی ہے کہ میرے جسم کو پھاڑ دے

---

[1] جرعہ گھونٹ۔ زربفت۔ ایک قسم کا ریشمین سنہرا کپڑا۔ چون از ایشان۔ رُوحِ اعظم میں سب کا اشتراک ہے لہٰذا تمام اولیا حقیقت میں متحد اور ایک ہیں۔ ہم شش صد ہزار۔ شخص کے اعتبار سے اُن میں دوئی ہے اور باطنی قوت کے اعتبار سے وہ دُنیا کا نظام تھامے ہوئے ہیں۔ بر مثال موج۔ موجوں کا تعدد ہوا کی وجہ سے ہے ورنہ حقیقت میں سب سمندر ہیں۔ مفترق۔ سورج کا تعدد مختلف روزنوں کی وجہ سے ہے ورنہ حقیقت میں وہ ایک ہے۔

[2] روحِ حیوانی۔ اُس کا خاصہ زندگی اور شہوت ہے جو تفرقہ کا سبب ہے۔ روحِ انسانی۔ تعدد کے باوجود حقیقت میں متحد ہے۔ نورِ او۔ خدا کے نور میں تفرقہ ممکن نہیں ہے۔

[3] عقلِ جزو: ناقص عقل، عام انسانی عقل۔ رمز۔ اشارہ بھید کی بات۔ کر۔ بہرا۔ مادر زاد۔ پیدائشی۔ سرنا۔ شہنائی۔ خال۔ تِل، مراد روحِ اعظم ہے۔ بشگافد تنم۔ جوش کے اظہار کے لئے صرف زبان کافی نہیں ہوتی بدن پھٹ پڑنا چاہتا ہے۔

چون کنم لب را کشادن نیست راہ ‌ ‌ فکرتے کن تا نماید رہ اِلٰہ

میں کیا کروں لب کشائی کا موقع نہیں ہے ‌ ‌ تدبیر کر تاکہ خدا رہنمائی کر دے

ہمچو مورے[1] اندریں خرمن خوشم ‌ ‌ تا فزوں از خویش بارے میکشم

اس ڈھیر میں میں چیونٹی کی طرح خوش ہوں ‌ ‌ اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ اُٹھا رہا ہوں

بستہ شدنِ تقریرِ معنیِ حکایت بسببِ میلِ مُستمع باستماعِ

حکایت کے معنیٰ کی تقریر کا بند ہو جانا چونکہ سننے والے کا رجحان

صورتِ ظاہرِ حکایت وغیرآں

حکایت کے ظاہر کی طرف ہے وغیرہ

کے گذارد آنکہ رشکِ روشنی ست ‌ ‌ تا بگویم آنچہ فرض و گفتنی ست

(اسرار کی) وضاحت رشک (کرنے والی ذات) کب موقع دیتی ہے؟ ‌ ‌ کہ میں فرض اور کہنے کی بات کہوں

بحر کف پیش آرد و سدّے کند ‌ ‌ جرّ کند وز بعدِ جرّ مدّے کند

سمندر سامنے جھاگ لے آتا ہے اور بندش کر دیتا ہے ‌ ‌ کھینچ کرتا ہے اور کھینچ کے بعد ڈھیل دے دیتا ہے

ایں زماں بشنو چہ مانع شد، مگر ‌ ‌ مُستمع را رفت دل جائے دگر

اب سن کہ مانع کیا پیش آیا، شاید ‌ ‌ سننے والے کا دل دوسری جگہ پہنچ گیا

خاطرش[2] شد سوئے صوفیِ قنق ‌ ‌ اندراں سودا فرو شد تا عُنق

اس کا دل مہمان صوفی کی طرف چلا گیا ‌ ‌ اس معاملہ میں وہ گردن تک ڈوب گیا

لازم آمد باز رفتن زیں مقال ‌ ‌ سوئے آں افسانہ بہرِ وصفِ حال

اس گفتگو سے پلٹنا ضروری ہو گیا ‌ ‌ اس افسانہ کی طرف، حال بیان کرنے کیلئے

صوفیِ صورت مپندار اے عزیز ‌ ‌ ہمچو طفلاں تا کے از جوز و مویز

اے عزیز! ظاہری صوفی نہ سمجھنا ‌ ‌ بچوں کی طرح اخروٹ اور منقّی سے کب تک دلچسپی؟

جسمِ ما جوز و مویز ست اے پسر ‌ ‌ گر تو مردی زیں دو چیز اندر گذر

اے بیٹا! ہمارا جسم اخروٹ اور منقّی ہے ‌ ‌ اگر تو مرد ہے تو ان دونوں چیزوں سے گزر جا

ور[3] تو اندر نگذری اکرامِ حق ‌ ‌ بگذراند مر ترا از نُہ طبق

اگر تو خود، نہ گذر سکے گا تو اللہ (تعالیٰ) کا کرم ‌ ‌ تجھے نو آسمانوں سے گزار دے گا

بشنو اکنوں صورتِ افسانہ را ‌ ‌ لیک ہیں از کہ جدا کن دانہ را

اب افسانہ کی صورت سن لے ‌ ‌ لیکن خبردار! بھس سے غلّہ کو جدا کر لینا

---

[1] مور۔ چیونٹی۔ خرمن۔ انبار۔ فزوں۔ زیادہ۔ بار۔ بوجھ۔ رشک روشنی۔ اللہ تعالیٰ جو اسرار کے افشاء سے روکتا ہے۔ بحر۔ سمندر۔ کف۔ جھاگ۔ سد۔ روک۔ جرّ۔ کھینچنا۔ مد۔ پھیلانا۔ مُستمع۔ سننے والا۔

[2] خاطر۔ طبیعت، دل۔ قُنُق۔ ترکی لفظ ہے مہمان۔ عُنُق۔ گردن۔ مقال۔ بات چیت۔ صوفیِ صورت۔ ظاہری صوفی۔ جوز۔ اخروٹ۔ مویز۔ منقّی۔ جسم۔ مادی جسم کی مشغولیت طفلانہ حرکت ہے۔

[3] ور تو۔ اگر انسان ناقص کوشش سے روح کے منازل طے نہیں کر پاتا ہے تو خدا کی مدد شاملِ حال ہو جاتی ہے۔ نہ طبق۔ نو آسمان یعنی ملاء اعلیٰ۔ دانہ را۔ یعنی قصّہ کی روح کو سمجھ لے۔

التزام کردنِ خادم تعہدِ بہیمہ را و تخلف نمودن

خادم کا چوپائے کی نگرانی اپنے ذمّہ لینا اور وعدہ خلافی کرنا

حلقۂ آں صوفیانِ مُستفیدؔ[1] — چونکہ در وجد و طرب آخر رسید

استفادہ کرنے والے صوفیوں کا حلقہ — جب وجد اور طرب میں ختم ہوا

خواں بیاوردند بہرِ میہماں — از بہیمہ یاد آورد آں زماں

وہ مہمان کے لئے خوان لائے — تب اُس نے چوپائے کو یاد کیا

گفت خادم را کہ در آخُر برو — راست کُن بہرِ بہیمہ کاہ و جَو

خادم سے کہا اصطبل میں جا — چوپائے کے لئے گھاس اور جَو تیار کر

گفت لاحول ایں چہ افزوں گفتن ست — از قدیم ایں کارہا کارِ من ست

اُس نے کہا لاحول یہ کیا زیادہ کہنے کی بات ہے — یہ کام تو میرے ہمیشہ کے کام ہیں

گفت تر کُن آں جَوش را از نخستؔ[2] — کاں خرک پیر ست و دندانہاش سست

اُس نے کہا اُس کے جَو کو پہلے بھگو لینا — کیونکہ گدھا بوڑھا ہے اور اُسکے دانت کمزور ہیں

گفت لاحول ایں چہ می گوئی مِہا — از من آموزند ایں ترتیب ہا

اُس نے کہا لاحول یہ جناب کیا فرماتے ہیں؟ — یہ باتیں لوگ مجھ سے سیکھتے ہیں

گفت پالانش فرو نہ پیش پیش — داروئے منبل بنہ بر پُشتِ ریش

اُس نے کہا اُس کا فوراً پالان اُتار دے — زخمی کمر پر منبل دوا مل دینا

گفت لاحول آخر ایں حکمت گذا — جنسِ تو مہمانم آمد صد ہزار

اُس نے کہا لاحول اِس حکمت کو رہنے دے — تجھ جیسے ہزاروں مہمان میرے یہاں آئے ہیں

جملہ راضیؔ[3] رفتہ اند از پیشِ ما — ہست مہماں جانِ ما و خویشِ ما

ہمارے پاس سے سب خوش گئے ہیں — مہمان تو ہمارا اپنا اور جان ہے

گفت آبش دہ ولیکن شیر گرم — گفت لاحول از توام بگرفت شرم

اُس نے کہا اُس کو پانی پلا دے لیکن نیم گرم — اُس نے کہا لاحول میں تو تجھ سے شرمندہ ہو رہا ہوں

گفت اندر جَو تو کمتر کاہ کُن — گفت لاحول ایں سخن کوتاہ کن

اُس نے کہا جَو میں گھاس کم ملانا — اُس نے کہا لاحول، بات مختصر کر

گفت جایش را بروب از سنگ و پُشک — ور بود تر ریز بر وے خاکِ خُشک

اُس نے کہا اُس کا تھان کنکر اور لید سے صاف کر دینا — اگر گیلا ہو خشک مٹی ڈال دینا

---

[1] مُستفید۔ فائدہ حاصل کرنے والا۔ وجد کیفیت وجدیہ جو صوفیا پر طاری ہوتی ہے۔ خوان۔ کھانے کی سینی۔ بہیمہ۔ چوپایہ یعنی صوفی کا گدھا۔ آخر۔ اصطبل، تھان۔ کاہ۔ گھاس۔ افزوں گفتن۔ زیادہ کہنا۔

[2] نخست۔ ابتدا۔ خرک۔ معمولی گدھا۔ مِہا۔ بزرگ، بڑا۔ پالان۔ گدھے کا چارجامہ۔ منبل۔ ایک دوا کا نام ہے جو زخموں پر لگائی جاتی ہے۔ ریش۔ زخم، زخمی۔ صد ہزار۔ لاکھ۔

[3] راضی۔ چونکہ میں نے اچھی خدمات انجام دی ہیں۔ شیر گرم۔ نیم گرم۔ شرم۔ آپ کی غیر ضروری باتوں سے شرمندہ ہو رہا ہوں۔ پُشک۔ مینگنی، لید۔

گفت لاحول اے پدر لاحول کن | بارسولِ[۱] اہلِ کمتر گو سخن
اُس نے کہا لاحول، اے باوا! لاحول پڑھ | لائق قاصد سے بات کم کر

گفت پستاں شانہ پشتِ خر بخار | گفت لاحول اے پدر شرمے بدار
اُس نے کہا کھریرا لے، گدھے کی کمر پر پھیر دے | اُس نے کہا لاحول اے باوا! شرم کر

گفت دُم افسار را کوتہ بہ بند | تا ز غلطیدن نیفتد او بہ بند
اُس نے کہا پچھاڑی چھوٹی کر کے باندھ | تاکہ لوٹنے میں اُس میں نہ پھنس جائے

گفت لاحول اے پدر چندیں منال | بہرِ خر چندیں مرو اندر جوال
اُس نے کہا لاحول اے باوا! اس قدر نہ رو | گدھے کے لئے اِس قدر پریشان نہ ہو

گفت بر پشتش فگن جُل[۲] زود تر | زانکہ شب سرماست اے کانِ ہنر
اُس نے کہا کہ اُس کی کمر پر جلد جھول ڈال دے | اے ہنر مند! چونکہ سردی کی رات ہے

گفت لاحول اے پدر چندیں مگو | استخواں در شیر چوں نبود مجو
اُس نے کہا لاحول اے باوا! اِس قدر باتیں نہ کر | دودھ میں ہڈی نہیں ہوتی ہے تلاش نہ کر

من ز تو اُستاترم در فنِ خود | میہماں آید مرا از نیک و بد
میں اپنے فن میں تجھ سے زیادہ اُستاد ہوں | میرے پاس اچھے اور بُرے مہمان آتے رہتے ہیں

لائقِ ہر میہماں خدمت کنم | من ز خدمت چوں گل و چوں سوسنم
میں مہمان کے مناسب خدمت کرتا ہوں | میں خدمت ہی کی وجہ سے پھول اور سوسن کی طرح ہوں

خادم ایں گفت و میاں را بست چست | گفت رفتم کاہ و جو آرم نخست
خادم نے یہ کہا اور کس کر کمر باندھی | بولا، جاتا ہوں پہلے گھاس اور جَو لاؤں

رفت وز آخر نکرد او ہیچ یاد | خوابِ خرگوشے بداں صوفی فتاد
وہ چلا گیا اور اصطبل کی کوئی بات یاد نہ رکھی | اُس صوفی کو غفلت کی نیند آگئی

رفت خادم جانبِ اوباش[۳] چند | کرد بر اندرزِ صوفی ریشخند
خادم چند آواروں کے پاس پہنچا | صوفی کی نصیحت کی مذاق اُڑائی

صوفی از رہ ماندہ بود و شد دراز | خوابہا می دید با چشمِ فراز
صوفی راستہ کا تھکا ہوا تھا، لیٹ گیا | بند آنکھوں سے خوابیں دیکھ رہا تھا

کاں خرش در چنگ گرگے ماندہ بود | پارہا از پشت و رانش می ربود
کہ، گدھا ایک بھیڑئیے کے پنجے میں ہے | وہ اُس کی کمر اور ران کے ٹکڑے اُڑا رہا ہے

[۱] رسولِ اہل۔ سمجھدار قاصد۔ شانہ۔ یعنی کھریرا۔ دُم افسار۔ پچھاڑی۔ غلطیدن۔ لوٹنا۔ منال۔ نہ رو۔ جوال۔ صاحبِ غیاث نے معنی بورا جس میں غلہ یا گھاس بھر کر گھوڑے گدھے پر لادا جاتا ہے نیز بمعنی جسم لکھا ہے۔ بعض شارحین نے در جوال فتن کے معنی دھوکا کھانا اور پریشان ہونا لکھا ہے ہم نے اِسی اعتبار سے ترجمہ کر دیا ہے۔

[۲] جُل۔ جھول۔ استخواں۔ دودھ میں ہڈی ڈھونڈنا فضول کام ہے۔ اُستا۔ اُستاد۔ سوسن۔ آسمانی رنگ کا ایک خوشبودار پھول ہے۔ خوابِ خرگوش۔ کچھوے اور خرگوش کی دوڑ کی بازی کے مشہور قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی خوابِ غفلت۔

[۳] اوباش۔ فارسی میں مفرد سمجھا جاتا ہے، کمینہ، آوارہ۔ ریشخند۔ مذاق، دل لگی۔ شد دراز۔ لمبے پیر کر کے سو گیا۔ بعض نسخوں میں شب دراز ہے یعنی شب دراز بود۔

گفت لاحول این چہ مالیخولیاست[1] — اے عجب آں خادم مشفق کجاست
بولا، لاحول، یہ کیا دیوانگی ہے؟ — ہائے تعجب! وہ مہربان نوکر کہاں ہے؟

باز میدید آں خرش در راہرو — گہ بچاہے می فتاد و گہ بہ گو
پھر اس نے دیکھا کہ اس کا وہ گدھا رستہ چلتے میں — کبھی کنوئیں میں گرتا تھا، کبھی گڑھے میں

گوناگوں می دید ناخوش واقعہ — فاتحہ می خواند با القارعہ
قسم قسم کے ناخوشگوار واقعات دیکھتا تھا — سورۃ الحمد مع سورۃ القارعہ کے پڑھتا تھا

گفت چارہ چیست یاراں خستہ اند — رفتہ اند و جملہا در بستہ اند
اس نے کہا تدبیر کیا ہو دوست تھکے ہوئے ہیں — سب چلے گئے ہیں اور دروازہ بند کر لیا ہے؟

باز می گفت اے عجب آں خادمک — نے کہ با ما گشت ہم نان و نمک
پھر کہتا ہائے تعجب، وہ نالائق نوکر — کیا ہمارا ہم پیالہ و ہم نوالہ نہیں بنا ہے

من نکردم با وے الا لطف و لین — او چرا با من کند بر عکس کین
میں نے تو اسکے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی برتی — وہ کیوں برعکس کینہ کرتا ہے؟

ہر عداوت را سبب باید سند — ورنہ جنسیت وفا تلقیں کند
دشمنی کی بنا کے لئے کوئی سبب ہونا چاہیئے — ورنہ ہم جنس ہونا، وفاداری سکھاتا ہے

باز می گفت آدمؑ[2] با لطف و جود — کے براں ابلیس جورے کردہ بود
پھر کہتا کہ مہربانی اور کرم کرنیوالے آدمؑ نے — کب اس شیطان پر ظلم کیا تھا؟

آدمی مر مار و کژدم را چہ کرد — کو ہمیخواہند او را مرگ و درد
آدمی نے سانپ اور بچھو کے ساتھ کیا کیا ہے؟ — کہ وہ اس کی تکلیف اور موت کے خواہاں ہیں

گرگ را خود خاصیت بدریدنست — ایں حسد در خلق آخر روشن ست
بھیڑیئے کی اپنی خاصیت پھاڑ ڈالنا ہے — مخلوق میں یہ حسد کرنا کھلا ہوا ہے

باز میگفت ایں گمانِ بد خطاست — بر برادر ایں چنیں ظنم چراست
پھر کہتا یہ بدگمانی بری ہے — بھائی کے بارے میں یہ میرا گمان کیوں ہے؟

باز گفتے حزم سوء الظن تست — ہر کہ بدظن نیست کے ماند درست
پھر کہتا بدگمانی تیری پختہ کاری ہے — جو بدظن نہیں ہے وہ کب بچتا ہے؟

صوفی اندر وسوسہ و آں خر چناں — کہ چناں[3] بادا جزائے دشمناں
صوفی وسوسوں میں اور وہ گدھا اس حال میں — کہ دشمنوں کی یہ سزا ہو

---

[1] مالیخولیا جنون کی ایک قسم ہے۔ گو۔ گڑھا۔ گوناگوں۔ قسم قسم۔ فاتحہ۔ سورۃ الحمد، القارعۃ۔ یہ دونوں سورتیں مصیبت کے دفع کرنے کے لئے پڑھی جاتی ہیں۔ خستہ۔ تھکا ماندہ۔ خادمک۔ کاف تحقیر کا ہے۔ لطف۔ مہربانی۔ لین۔ نرمی۔ کین۔ کینہ وری۔ سند۔ ٹیک، بنیاد۔ جنسیت۔ ہم جنس ہونا۔ تلقین۔ پڑھانا، سکھانا۔

[2] باز می گفت۔ پہلے سوچا کہ بدی کرنے کا کوئی سبب ہوتا ہے، پھر خیال آیا کہ برائی کرنے والے بلاوجہ بھی برائی کرتے ہیں۔ جور۔ ظلم۔ کژدم۔ بچھو۔ شعر
نیش عقرب نہ از پئے کین ست
مقتضائے طبیعتش این ست
حسد۔ اپنے ذاتی حسد کی وجہ سے انسان دوسرے کے ساتھ بلاوجہ برائی کرتا ہے۔ برادر۔ یعنی خادم۔ سوء الظن۔ بدگمانی۔ حزم۔ پختہ کاری، احتیاط۔

[3] کہ چناں۔ گدھا ایسی مصیبت میں مبتلا تھا کہ دشمن کو نصیب ہو۔

آں خرِ مسکیں میانِ خاک و سنگ — کژ شدہ پالاں دریدہ پالہنگ[1]
وہ بیچارہ گدھا پتھر اور مٹی میں — پالان ٹیڑھا اور باگ ڈور شکستہ

خستہ از رہ جملہ شب بے علف — گاہ در جاں کندن و گہ در تلف
راستہ کا تھکا ماندہ، تمام رات بغیر گھاس کے — کبھی جاں کنی میں، اور کبھی ہلاکت میں

خر ہمہ شب ذکر می کرد اے الٰہ — جَو رہا کردم کم از یکمشت کاہ
گدھا تمام رات کہتا تھا، اے خدا! — میں نے جَو چھوڑے، ایک مٹھی گھاس ہی مل جائے،

با زبانِ حال می گفت اے شیوخ — رحمتے کن سوختم زیں خامِ شوخ
زبان حال سے کہتا تھا، اے بزرگو! — رحم کرو میں اس ناتجربہ کار بے شرم کے ہاتھوں جل گیا

انچہ آں خر دید از رنج و عذاب — مرغِ خاکی بیند اندر سیلِ آب
جو رنج اور عذاب اس گدھے نے دیکھا — خشکی کا پرند پانی کے بہاؤ میں دیکھتا ہے

بس بپہلو گشت آں شب تا سحر — آں خرِ بیچارہ از جوع البقر[2]
رات سے صبح تک بہت پہلو بدلتا رہا — وہ بیچارہ گدھا، بھوک کی شدت سے

نالہ می کرد از فراقِ کاہ و جَو — مستمند از اشتیاقِ کاہ و جَو
گھاس اور جَو کی جدائی میں روتا تھا — گھاس اور جَو کے شوق میں غمزدہ تھا

ہمچنیں در محنت و در درد و سوز — نالہا می کرد آں شب تا بروز
درد و سوزش اور تکلیف میں اسی طرح — اس رات (میں) دن تک روتا رہا

روز شد خادم بیامد بامداد[3] — زود پالاں جست بر پشتش نہاد
دن ہوا، خادم صبح کو آیا — بہت جلد اس کی کمر پر پالان کس دیا

خرفروشانہ دو سہ زخمش بزد — کرد با خر انچہ زاں سگ می سزد
گدھے بیچنے والوں کی طرح دو تین چوٹیں لگائیں — گدھے سے وہ کیا جو کتے کے لائق ہوتا ہے

خر جہندہ گشت از تیزیِ نیش — کو زباں تا خر بگوید حالِ خویش
چوٹ کی تیزی سے گدھا کودنے لگا — زبان کہاں تھی کہ گدھا اپنی حالت بتاتا؟

گمان بردنِ کاروانیاں کہ بہیمۂ صوفی رنجور ست
قافلہ والوں کا گمان کرنا کہ صوفی کا گدھا بیمار ہے

چونکہ صوفی بر نشست و شد رواں — خر برو افتادن آمد در زماں
جب صوفی بیٹھا، اور روانہ ہوا — اس وقت گدھا منہ کے بل گرنے لگا

[1] پالہنگ۔ باگ ڈور۔ علف۔ گھاس، چارہ۔ جاں کندن۔ نزع، جان نکلنا۔ تلف۔ ہلاکت۔ ذکر، یعنی گدھا دعا کرتا تھا کہ جَو نہ سہی ایک مٹھی گھاس ہی مل جائے۔ خام یعنی ناتجربہ کار مالک جس نے خادم پر بھروسہ کر لیا تھا۔ شوخ۔ شریر۔ مرغ خاکی، جنگلی کا پرندہ۔ سیل۔ بہاؤ۔
[2] جوع البقر۔ بیل کی سی بھوک۔ ایک مرض ہے جب انسان اس میں مبتلا ہو جاتا ہے ہر وقت کھاتا ہے کسی وقت بھوک بند نہیں ہوتی۔ مستمند۔ رنجیدہ۔
[3] بامداد۔ صبح۔ زخم۔ چوٹ۔ بزد۔ تاکہ وہ تیز چلنے لگے۔ انچہ یعنی مارنا، ڈانٹنا۔ جہندہ۔ کودنے والا۔ نیش۔ یعنی ڈنڈے کی چوٹ۔ بہیمہ۔ یعنی گدھا۔ رنجور۔ بیمار۔ برو افتادن۔ منہ کے بل گرنا۔

ہر زمانش خلقِ[۱] می برداشتند
ہر موقع پر لوگ اُس کو اُٹھا دیتے

جملہ رنجورش ہمی پنداشتند
سب ہی نے اُس کو بیمار سمجھا

آں یکے گوشش ہمی پیچید سخت
کوئی اُس کا کان ، سخت مروڑتا

واں دگر در زیرِ گامش جُست لخت
کوئی دوسرا اُس کے قدم کے نیچے کنکر تلاش کرتا

واں دگر در نعلِ اُو می جست سنگ
کوئی اُس کے کُھر میں پتھر ڈھونڈتا

واں دگر در چشمِ اُو می دید رنگ
کوئی اُس کی آنکھ کی رنگت دیکھتا

باز می گفتند اے شیخ ایں ز چیست
پھر کہتے اے شیخ! اِس کو کیا ہوا ہے؟

دی ہمی گفتی کہ شکر ایں خر قویست
کل تو کہتا تھا کہ (خدا کا) شکر ہے یہ گدھا مضبوط ہے

گفت آں خر کو بشب لاحول خورد
اُس نے کہا وہ گدھا جس نے رات کو لاحول کھائی ہو

جُز بدیں شیوہ نداند راہ بُرد
اِس طریقہ کے علاوہ راستہ طے نہیں کر سکتا ہے

چونکہ قُوتِ خر بشب لاحول بود
چونکہ رات کو گدھے کی خوراک لاحول تھی

شب مُسبّح بود و روز اندر سجود
رات کو تسبیح خواں تھا اور دن میں سجدہ میں ہے

چوں ندارد کس غمِ تو ممتحن[۵]
اے مُبتلا! جب کسی کو تیری فکر نہ ہو

خویش کارِ خویش باید ساختن
اپنا کام خود کر لینا چاہیئے

آدمی خوار اند اغلب مردماں
اکثر لوگ مردم خور ہیں

از سلام علیکِ شاں کم جُو اماں
اُن کی بسلام علیک سے مطمئن نہ ہو

خانۂ دیوست دلہائے ہمہ
سب کے دل شیطان کا مسکن ہیں

کم پذیر از دیوِ مردم دمدمہ
انسانی شیطان سے فریب نہ کھا

از دمِ دیو آنکہ اُو لاحول خورد
جو شیطان کے افسوں سے دھوکا کھا گیا

ہمچو آں خر در سر آید در نبرد
معرکہ میں وہ گدھے کی طرح سر کے بل گریگا

ہر کہ در دنیا خورد تلبیسِ[۶] دیو
جو دنیا میں شیطان کا دھوکا کھاتا ہے

وز عدوّے دوست رُو تعظیم و ریو
اور دوست نما دشمن سے تعظیم اور پھوسنا اور فریب کھاتا ہو

ق
در رہِ اسلام بر پُولِ صراط
اسلامی طریقہ کے مطابق پُل صراط پر

در سر آید ہمچو آں خر از خباط
حماقت کی وجہ سے اُس گدھے کی طرح سر کے بل گریگا

عشوہائے یارِ بد منیوش ہیں
خبردار! شریر دوست کے نخرے نہ سہہ

دام بیں ایمن مرو تو بر زمیں
جال کو دیکھ، زمین پر بے پرواہ ہو کر نہ چل

---

[۱] خلق۔ لوگ۔ پنداشتند۔ اُس کے گرنے سے اُس کو بیمار سمجھنے لگے۔ گام۔ قدم۔ لخت۔ یعنی کوئی سخت ٹکڑا۔ در چشمِ اُو۔ جانور کی آنکھوں کے رنگ سے بیماری کی شناخت کی جاتی ہے۔ ز چیست۔ گرنے کا کیا سبب ہے۔ دی۔ کل گذشتہ۔ کو کہ او۔ لاحول خورد۔ یعنی اُس گدھے نے چارے کے بجائے خادم کی لاحول کھائی ہے۔ شیوہ طریقہ۔ راہ بردن۔ چلنا۔ مُسبّح۔ تسبیح پڑھنے والا۔ سجود مُنہ کے بل گرنے کو سجدے سے تعبیر کیا ہے۔

[۵] مُمتحن۔ مبتلائے آزمائش۔ آدمی خوار۔ مردم خور۔ اغلب۔ اکثر۔ کم۔ نفی کے معنی میں ہے۔ دیو۔ شیطان۔ دیوِ مردم۔ شیطان سیرت انسان۔ دمدمہ۔ فریب۔ لاحول خوردن۔ دھوکے میں آجانا۔ در سر آمدن۔ سر کے بل گرنا۔

[۶] تلبیس۔ فریب۔ ریو۔ مکر۔ پوک۔ میل۔ خباط۔ دیوانگی بیوقوفی۔ عشوہ۔ ناز و انداز فریب۔ منیوش۔ نہ سُن۔ دام۔ جال۔ ایمن مطمئن۔

صد ہزار ابلیس لاحول[1] آر بیں — آدما ابلیس را در مار بیں
لاحول پڑھنے والے لاکھوں شیطانوں کو مدنظر رکھ — اے آدمؑ! شیطان کو سانپ میں دیکھ

دم دہد گوید ترا اے جانِ دوست — تا چو قصّابے کشد از گوشت پوست
دھوکا دے گا، تجھے "اے جانِ دوست" کہے گا — تاکہ قصاب کی طرح گوشت سے کھال کھینچ دے

دم دہد تا پوستت بیروں کشد — وائے آں کز دشمناں افیوں چشد
وہ فریب دے گا تاکہ تیری کھال کھینچ لے — اُس پر افسوس ہے جو دشمنوں سے افیون کھائے

سر نہد بر پائے تو قصّاب وار — دم دہد تا ریزدت خوں زار زار
قصائی کی طرح تیرے پیر پر سر رکھتا ہے — فریب دیتا ہے تاکہ خوب ہی تجھ سے تیرا خون بہا دے

ہمچو شیراں صیدِ خود را خویش کُن — ترکِ عشوہ اجنبی و خویش کُن
شیر کی طرح اپنے لئے خود شکار کر — اپنے اور غیر کے مکر سے بچ

ہمچو خادم داں مراعاتِ خساں — بیکسی بہتر ز عشوہ ناکساں
کمینوں کی رُو رعایت خادم جیسی سمجھ — نالائقوں کی ناز برداری کرنے سے بیکسی بہتر ہے

در زمینِ مردماں خانہ مکُن — کارِ خود[2] کُن کارِ بیگانہ مکُن
دوسروں کی زمین میں گھر نہ بنا — اپنے کام میں لگ جا بیگانے کے کام کو چھوڑ

کیست بیگانہ تنِ خاکیِ تو — کز برائے اوست غمناکیِ تو
بیگانہ کون ہے تیرا خاکی جسم ہے — جس کے لئے تو فکرمند ہے

تا تو تن را چرب و شیریں می دہی — جوہرِ جاں را نہ بینی فربہی
جب تک تو جسم کو تر اور میٹھے (لقمے) دیتا ہے — روح کے جوہر میں تو موٹا پا نہ پائے گا

گر میانِ مُشک تن را جا شود — روزِ مُردن گندِ اُو پیدا شود
اگر جسم کی جگہ مُشک میں (بھی) ہو گی — موت کے دن اُس میں بدبو پیدا ہو جائیگی

مُشک[3] را بر تن مزن بر دل بمال — مُشک[3] چہ بود نامِ پاکِ ذوالجلال
مُشک کو جسم پر نہ مل۔ دل پر مل — مُشک کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا اسمِ گرامی ہے

آں منافق مُشک بر تن می نہد — روح را در قعرِ گلخن می نہد
منافق جسم پر مُشک مَلتا ہے — رُوح کو بھٹی میں جھونکتا ہے

بر زباں نامِ حق و در جانِ اُو — گندہا از کفرِ بے ایمانِ اُو
زبان پر اللہ (تعالیٰ) کا نام اور اُسکی رُوح میں — بے ایمان کفر کی گندگیاں ہیں

---

[1] لاحول آر۔ یعنی لاحول پڑھنے والے۔ آدما۔ اے آدمؑ! ابلیس در مار۔ مشہور ہے کہ جنت میں حضرت آدمؑ کو دھوکا دینے کیلئے شیطان سانپ کے پیٹ میں چھپ کر گیا تھا۔ جانِ دوست۔ دھوکا دینے کے لئے جانِ من کہتا ہے اور محبت کا اظہار کرتا ہے۔ دم دہد۔ دھوکا دیتا ہے۔ افیوں چشیدن۔ کسی کی باتوں سے دھوکا کھا جانا۔ زار زار۔ بُری طرح۔ عشوہ۔ ناز و انداز۔ خادم۔ یعنی خانقاہ والا خادم۔ مراعات۔ رعایتیں۔ خساں۔ کمینے لوگ۔ ناکس۔ نالائق۔

[2] کارِ خود۔ تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو۔ کیست۔ لوگ بیگانہ صرف غیر آدمی کو سمجھتے ہیں لیکن جسمِ خاکی بھی بیگانہ ہے جو ساتھ نہ دیگا۔ تا تو تن۔ تن پروری بھی بیگانے کے کام میں لگنا ہے۔ جوہرِ جاں۔ تن پروری سے روح کمزور ہوتی ہے۔ گر میان۔ گل سڑ جانے والی چیز کی نگہداشت زیادہ مناسب نہیں ہے۔

[3] مُشک۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روح مُعطّر ہوتی ہے۔ قعر۔ گہرائی۔ گلخن۔ بھٹی، دوزخ۔ بر زباں۔ منافق بظاہر خدا کا نام لیتا ہے لیکن اُس کے دل میں گندگی ہے۔

ذکر[1] با او ہمچو سبزۂ گلخن ست
اُس کا ذکر (و فکر) کوڑی کے سبزہ کی طرح ہے
بر سرِ مبرز گلست و سوسن ست
پاخانہ پر پھول اور سوسن ہے

آں نبات آنجا یقین عاریت ست
وہ سبزہ اُس جگہ پر یقیناً عارضی ہے
جائے آں گُل مجلس ست و عشرت ست
اُس پھول کی جگہ مجلس اور (مقام) عشرت ہے

طیّبات آمد برائے طیّبین
اچھی چیزیں اچھوں کے لئے ہیں
لِلْخَبِیْثَاتُ الْخَبِیْثِیْنَ ست ہیں
ہاں، برائیاں بُروں کے لئے ہیں

کیں مدار آنہا کہ از کیں گمرہند
کینہ وری نہ کر وہ لوگ جو کینہ کی وجہ سے گمراہ ہیں
گورِ شاں پہلوئے کیں داراں نہند
اُن کی قبر کینہ وروں کے پہلو میں بنائینگے

اصلِ کینہ دوزخ[2] ست و کینِ تو
کینہ کی اصل دوزخ ہے اور تیرا کینہ
جزوِ آں کُلّ ست و خصمِ دینِ تو
اُس کُل کا جُز ہے اور تیرے دین کا دشمن ہے

چوں تو جزوِ دوزخی پس ہوش دار
چونکہ تو دوزخ کا جُز ہے، لہٰذا سمجھ لے
جزو سُوئے کلِّ خود گیرد قرار
جُز اپنے کُل کی جانب ہی قرار پکڑتا ہے

ور تو جُزوِ جنّتی اے نامدار
اے نامور! اگر تُو جنّت کا جُز ہے
عیشِ تو باشد ز جنّت پائدار
تیری زندگی جنّت کی وجہ سے پائیدار ہوگی

تلخ با تلخاں یقیں مُلحق شود
یقیناً کڑوا، کڑوؤں کے ساتھ مل جاتا ہے
کے دمِ باطل قرینِ حق شود
باطل بات، حق (بات) کیساتھ کب مل سکتی ہے؟

اے[3] برادر تو ہمیں اندیشۂ
اے بھائی! تو فقط غور (و فکر) ہے
ما بقی تو استخوان و ریشۂ
باقی تو ہڈیاں اور رگیں ہیں

گر گُل ست اندیشۂ تو گلشنی
اگر تیرا فکر پھول ہے تو تُو گلزار ہے
ور بود خارے تو ہیمہ گلخنی
اور اگر کانٹا ہے تو تو بھٹی کا ایندھن ہے

گر گلابی بر سر و جیبت نہند
اگر تو گلاب ہے تو سَر اور گریبان پر لگینگے
ور تو چوں بولی برونت افگنند
اگر تو پیشاب ہے تو تجھے باہر پھینک دیںگے

طبلہا در پیشِ عطّاراں بہ بیں
عطّار کے سامنے ڈبیوں کو دیکھ
جنس را با جنسِ خود کردہ قریں
جنس کو جنس کے ساتھ ملا رکھا ہے

جنسہا با جنسہا آمیختہ
ہم جنسوں کو ہم جنسوں میں ملائے ہوئے ہے
زیں تجانس زینتے انگیختہ
اس جنسی مناسبت سے رونق بڑھائی ہے

---

[1] ذکر۔ ذکرِ خداوندی کا مقام منافق نہیں ہے۔ گلخن۔ یعنی کوڑی۔ مبرز۔ بیت الخلاء۔ سوسن۔ مشہور خوشبودار پھول ہے۔ نبات۔ اُگنے والی چیز۔ عاریت۔ مانگی ہوئی چیز۔ عشرت۔ عیش و راحت۔ کیں مدار۔ کینہ وری نہ کر، یہ پاکیزہ بننے کی ترکیب ہے۔

[2] دوزخ۔ شعر
کینہ دل کا اک بڑا آزار ہے
کینہ کیا ہے اک عذاب النّار ہے
خصم۔ دشمن، حدیث شریف میں ہے کینہ ور جنّت میں نہ جائیگا۔ جزوِ دوزخی جبکہ کینہ کی اصل دوزخ ہے تو کینہ ور دوزخ کا جزو ہے۔

[3] اے برادر۔ جنّتی اور دوزخی ہونے کا مدار خیالات اور اعتقادات پر ہے اور یہی انسان کی خصوصیت ہے ورنہ گوشت و پوست تو دیگر حیوانات میں بھی ہے۔ گُل۔ اعمالِ صالحہ۔ خار یعنی بُرے اعمال۔ گلابی۔ نیک کاموں کی وجہ سے اگر تو بمنزلہ گلاب کے ہے۔ بَول۔ پیشاب۔ طبلہ۔ ڈبّہ، ڈبیہ۔ عطّار۔ عطر فروش۔ قرین۔ ساتھی۔ تجانس۔ دو چیزوں کا ہم جنس ہونا۔

تو رہائی جو ز ناجنساں بجِد[1]
تو کوشش کرکے ناجنسوں سے رہائی حاصل کرلے
صحبتِ ناجنس گورست و لحد
ناجنس کی صحبت قبر اور لحد ہے

گر در آمیزند عود و شکّرش
اگر اُس کی شکر اور عود گڈمڈ ہوجائیں
بر گزیند یک بیک از دیگرش
ایک کو دوسرے سے چھانٹ لے گا

طبلہا بشکست و جانہا ریختند
ڈبیں ٹوٹیں اور روحیں بہہ پڑیں
نیک و بد در ہمدگر آمیختند
اچھی اور بری آپس میں مل گئیں

حق فرستاد انبیاء را با ورق
اللہ (تعالیٰ) نے انبیاء کو کتابیں دیکر بھیجا
تا گزید ایں دانہا را بر طبق
یہانتک کہ اِن دانوں کو (مختلف) طبق پر چن دیا

حق فرستاد انبیاء را بہرِ دیں
اللہ (تعالیٰ) نے انبیاء کو اسلئے بھیجا ہے
تا جُدا گردد ز ایشاں کفر و دیں
تاکہ اُن کی وجہ سے کفر اور دین جدا ہوجائے

مؤمن و کافر مسلمان و جہود
مؤمن اور کافر، مسلمان اور یہودی
پیش از ایشاں جملہ یکساں می نمود
اُن سے پہلے سب یکساں نظر آتے تھے

پیش از ایشاں ما ہمہ یکساں بُدیم
اُن سے پہلے ہم سب یکساں تھے
کس ندانستہ کہ ما نیک و بدیم
کوئی نہیں جانتا تھا کہ ہم نیک ہیں یا بُرے

قلب[2] و نیکو در جہاں بودے رواں
کھوٹا اور کھرا دنیا میں چالو تھا
چوں جہاں شب بود و ما چوں شب رواں
چونکہ دنیا رات تھی اور ہم رات کے مسافروں کی طرح تھے

تا بر آمد آفتابِ انبیاء
یہاں تک کہ نبیوں کا آفتاب طلوع ہوا
گفت اے غش دور شو صافی بیا
اُس نے کہا اے کھوٹ تو دور ہو اور اے صاف تو آ

چشم داند فرق کردن رنگ را
آنکھ رنگ میں فرق کرنا جانتی ہے
چشم داند لعل را و سنگ را
آنکھ لعل اور پتھر کو جانتی ہے

چشم داند گوہر و خاشاک را
آنکھ موتی اور تنکے کو جانتی ہے
چشم را زاں می خلد خاشاکہا
اِسی لئے آنکھ میں تنکا کھٹکتا ہے

دشمنِ روز اند ایں قلاّبگاں[3]
یہ کھوٹے سکّے ڈھالنے والے دن کے دشمن ہیں
عاشقِ روز اند آں زرہای کاں
کان کے سونے، دن کے عاشق ہیں

زانکہ روز ست آئینہ تعریف را
اِس لئے کہ دن پہچاننے کا آئینہ ہے
تا بہ بیند اشرفی تشریف را
تاکہ اشرف بلند رتبے کو دیکھ لے

---

[1] جِد۔ کوشش۔ صحبت ناجنس۔ شعر
باسا ابلیس ایں قدر زنداں
کہ بود ہم طویلۂ رنداں
عود اگر۔ طبلہا۔ یعنی عالمِ ارواح میں نیک بد روحیں جداگانہ ڈبیں عالمِ ناسوت میں نیک و بد مل جل گئے۔ ورق۔ یعنی آسمانی صحیفے۔ طبق بعض شارحین نے بمعنی مطابقت لکھا ہے۔ بعض نے طباق کے معنی میں لیا ہے۔ ایشاں۔ انبیاء۔ مؤمن۔ یہ تقسیم انبیاء کی بعثت کے بعد ہوئی ہیں۔

[2] قلب۔ کھوٹا سکہ۔ رواں۔ رائج۔ شب رواں۔ رات کے مسافروں میں باہمی امتیاز نہیں ہوتا ہے۔ غش۔ کھوٹ۔ صافی۔ خالص۔ چشم داند انبیاء بمنزلہ آنکھ کے ہیں جو اچھے بُرے کو پہچان لیتے ہیں۔ می خلد۔ آنکھ کو تنکا اسی لئے ستاتا ہے کہ وہ اس کی قدر گھٹا دیتی ہے۔

[3] قلابگاں۔ کھوٹا سکہ بنانے والے، یہ لوگ اندھیرے سے اپنا کام چلاتے ہیں۔ زرہائے۔ چونکہ وہ خالص ہے اور دن میں اس کی قدر بڑھتی ہے۔ اشرفے۔ زیادہ شریف۔ بعض نسخوں میں اشرفی ہے جو کہ ایک سونے کا سکہ ہے۔ تشریف۔ اعلیٰ منزلت۔ بلند مرتبہ۔

حق قیامت را لقب زاں روز کرد — روز بنماید جمالِ سُرخ و زرد

اللہ (تعالیٰ) نے قیامت کا لقب اسی وجہ سے دن بنایا ہے کہ دن سُرخ اور زرد کا حُسن دکھا دیتا ہے

پس حقیقت روز، سِرِّ اولیاست — روز پیشِ مہر شاں چوں سایہاست

پس (اصل)، روزِ (قیامت) کی حقیقت اولیا کا باطن ہے — اُنکے چاند کے مقابلہ میں دن سایوں کی طرح ہے

عکسِ رازِ مردِ حق دانید روز — عکسِ ستاریش شامِ چشم دوز

دن کو مردِ حق کے باطن کا عکس سمجھو — آنکھ کو بند کر دینے والی شام اُنکی ستاری کا عکس ہے

زاں سبب فرمود یزداں والضحیٰ — والضحیٰ نورِ ضمیرِ مصطفیٰ

اسی وجہ سے اللہ (تعالیٰ) نے (قسم ہے) ضحیٰ کی فرمایا ہے — اور ضحیٰ مصطفیٰ کے دل کا نور ہے

قولِ دیگر کایں ضحیٰ را خواست دوست — ہم برائے آنکہ اینہم عکسِ اوست

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ چاشت کا وقت دوست (خدا) نے — وہ بھی اسلئے کہ یہ (چاشت کا وقت) اُنکے (دل کے نور) کا

ورنہ بر فانی قسم گفتن خطاست — خود فنا چہ لائق گفتِ خداست

ورنہ فانی چیز پر قسم کھانے کو کہنا غلطی ہے — کیا فنا (کا ذکر)، اللہ تعالیٰ کے قول کے مناسب ہے؟

از خلیلے لا اُحِبُّ الآفِلِین — پس فنا چوں خواست ربُّ العالمین

خلیل (اللہ) نے فرمایا میں غروب کر جانیوالوں کو پسند... — تو فانی کو رب العالمین نے کیسے پسند فرما لیا؟

لا اُحِبُّ الآفِلِیں گفت آں خلیل — کے فنا خواہد ازیں ربِّ جلیل

میں غروب کر جانیوالوں کو پسند نہیں کرتا خلیل نے فرمایا — ربِّ جلیل فنا کو کب پسند کرے گا؟

باز واللیل ست ستاریِ اُو — واں تنِ خاکیِ زنگاریِ اُو

پھر "واللیل" آنحضورؐ کی ستاری ہے — اور آپ کا زنگاری، خاکی جسم ہے

آفتابش چوں برآمد زاں فلک — با شبِ تن گفت ہیں ما وَدَّعَک

اُن (آنحضورؐ) کا آفتاب (اللہ تعالیٰ)، جب فلک — جسم کی رات کو فرمایا خبردار! اُسنے تمہیں چھوڑا نہیں ہے

وصل پیدا گشت از عینِ بلا — زاں حلاوت شد عبارت ما قلیٰ

خود ابتلاء سے وصل پیدا ہو گیا — "اُس نے کینہ وری نہیں کی" کی تعبیر شیرینی ہوئی

ش - آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم. فلک - یعنی آسمانِ الوہیت. شبِ تن - رات کی طرح جسم بھی نور کے لئے ساتر ہے. ما ودّعک - اُس خدا نے تجھے چھوڑا نہیں ہے. عینِ بلا - آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہود نے روح کی حقیقت کا سوال کیا آنحضورؐ نے بتانے کا وعدہ کیا لیکن انشاءاللہ کہنا بھول گئے. اس پر بطور تنبیہ کچھ دن کیلئے وحی منقطع ہو گئی اور پھر سورۂ والضحیٰ نازل ہوئی جسمیں فرمایا گیا خدا نے تمہیں چھوڑا نہیں ہے یعنی تمہیں وصل حاصل ہے لہٰذا اُنھیں ابتلاء سے وصل کی بشارت ملی.

لہ قیامت. قرآن میں قیامت کو دن بتایا گیا ہے. حقیقت. صوفیوں کی اصطلاح میں ظاہر کو حقیقت اور مظاہر کو صورت کہا جاتا ہے. تمام کائنات اسمارِ الٰہی کا مظہر ہے اور اسماءِ الٰہی ظاہر حقیقت ہیں اور تمام کائنات میں انسان مظہرِ اتم ہے قیامت کے دن کی حقیقت اولیار کا باطن ہے چونکہ وہ اسم مقسط کا مظہر ہے تو کھوٹے کھرے کو جدا کرنے کا مظہر قیامت کا دن ہے اور اُس کی حقیقت اولیار کا باطن ہے.

ٹہ مردِ حق - اولیا کے قلوب میں کھرے کھوٹے کو جدا کر دینے کی صلاحیت ہے اور پردہ پوشی کی بھی. لہٰذا دن اور رات اُن کے قلوب کا عکس ہیں. والضحیٰ. مولانا فرماتے ہیں کہ اس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک کا نور مراد ہے جس کی قسم خدا نے کھائی ہے. اگر دیگر مفسرین کے قول کے مطابق ضحیٰ کے معنی چاشت کے وقت کے لئے جائیں تب بھی اُس کی قسم اسی بنیاد پر ہے کہ وہ نورِ مصطفوی کا مظہر ہے ورنہ محض چاشت کا وقت ایک فانی چیز ہے جو خدا کی قسم کی لائق نہیں ہے. واللیل. خدا نے جو رات کی قسم کھائی ہے اُس سے آنحضورؐ کی ستاری اور جسدِ عنصری مراد ہے جس میں نور پنہاں ہے.

سٰہ آفتاب. ذاتِ خداوندی

هر عبارت[1] خود نشانِ حالتیست
ہر عبارت ایک حالت کی علامت ہے
حال چوں دست و عبارت آلتیست
حال بمنزلہ ہاتھ کے اور عبارت بمنزلہ آلہ کے ہے

آلتِ زرگر بدستِ کفش گر
سُنار کا اوزار موچی کے ہاتھ میں
ہمچو دانہ کِشت کردہ ریگ در
ایسا ہی ہے جیسے ریتے میں بویا ہوا دانہ

وآلتِ اسکاف پیشِ بزرگر
اور موچی کا اوزار کاشتکار کے سامنے
پیشِ سگ کہ استخواں در پیشِ خر
کتے کے سامنے گھاس اور گدھے کے سامنے ہڈی ڈالنا ہے

بود اَنَا الْحَق در لبِ منصور نور
اَنَا الْحَق منصور کے لب پر نور تھا
بود اَنَا اللہ در لبِ فرعون زور
"میں خدا ہوں" فرعون کے لب پر جھوٹ تھا

شُد عصا[2] اندر کفِ موسیٰؑ گوا
لاٹھی موسیٰؑ کے ہاتھ میں گواہ بنی
شُد عصا اندر کفِ ساحر ہَبَا
جادوگر کے ہاتھ میں لاٹھی بیکار ہوئی

زیں سبب عیسیٰؑ بداں ہمراہِ خود
اسی وجہ سے (حضرت) عیسیٰؑ نے اپنے ساتھی کو
در نیاموزید آں اسمِ احد
اللہ کا نام (اسمِ اعظم) نہ سکھایا

کو نداند نقص بر آلت نہد
کیونکہ وہ (اپنا) نقص سمجھے گا آلہ پر (الزام) دھرے گا
سنگ بر گِل زن تو آتش کے جہد
تو چقماق کو مٹی پر رگڑ شعلہ کب دے گا؟

دست و آلت ہمچو سنگ و آہن ست
ہاتھ اور آلہ، چقماق اور لوہے کی طرح ہے
جُفت باید جُفت شرطِ زادن ست
جوڑا چاہیئے جننے کے لئے جوڑا شرط ہے

آنکہ[3] بے جُفتست و بے آلت یکیست
جو (ذاتِ خدا) بے جوڑے اور بے آلے کے ہے وہ ایک
در عدد شک ست و آں یک بے شکیست
گنتے (چند ہونے) میں شک ہے اور اُس کا ایک ہونا بے شک ہے

آنکہ دو گفت و سہ گفت و بیش ازیں
جنھوں نے (اسکو) دو کہا اور تین کہا اور اس سے زیادہ کہا
مُتفق باشند در واحد یقیں
یقیناً وہ ایک (کے وجود) میں متفق ہیں

اَحولی چوں دفع شد یکساں شوند
بھینگاپن جب جاتا رہا، یکساں ہو جائیں گے
آں دو سہ گویاں یکے گویاں شوند
دو تین کہنے والے ایک کہنے والے ہو جائیں گے

گر یکے گوئی تو در میدانِ او
اگر تو (خدا کو) ایک کہتا ہے تو اُس کے میدان میں
گِرد بر میگرد از چوگانِ او
اُس کے بلّے پر چکر کاٹ

در عدد- چند خدا ہونا ثابت نہیں ہیں۔ دُو گفت- چند خداؤں کے ماننے والے بھی ایک خدا کے تو لامحالہ قائل ہوئے۔ اَحولی- بھینگاپن جس کی وجہ سے ایک کے چند نظر آتے ہیں۔ گر یکے- موحّد کے لئے ضروری ہے کہ اُس کا تابع فرمان بنے۔

[1] ہر عبارت۔ عبارت کے ذریعہ کسی حالت کو بیان کیا جاتا ہے اور ان دونوں کی وہی نسبت ہے جو ہاتھ اور کاریگر کے اوزار کی ہے۔ اگر ہاتھ اور اوزار میں مناسبت ہے، تو کام ٹھیک ہوگا ورنہ غلط۔ اسی طرح عبارت اگر حال کے مطابق ہوگی تو صحیح ہے ورنہ غلط ہے۔ آلتِ زرگر۔ ہر آلہ ہر ہاتھ میں کام نہیں کرتا ہے ہاتھ اور اس میں تناسب ضروری ہے۔ پیشِ سگ۔ کتا گھاس نہیں کھا سکتا نہ گدھا ہڈی چبا سکتا ہے۔ خر۔ گدھا گھاس کھا سکتا ہے نہ کہ ہڈی۔ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو فنا کر کے انا الحق کہا تھا۔ عبارت اور حال میں مطابقت تھی۔ فرعون نے خدائی کی نفی کے لئے کہا جو جھوٹ تھا عبارت اور حال میں مطابقت نہ تھی۔

[2] عصا۔ حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ میں ہاتھ کی لکڑی اژدہا بنی جو معجزہ ہونے کی وجہ سے رسالت کی گواہ بنی، آلہ اور ہاتھ میں مناسبت تھی۔ ساحر۔ جادوگر اور ان کی لاٹھیاں بیکار ہو گئیں۔ زیں سبب۔ جب ہاتھ کام کا نہ ہو تو اوزار کام نہ کرے گا۔ کو۔ اپنا قصور نہ سمجھے گا اسمِ اعظم کو غلط کہے گا۔ سنگ۔ یعنی چقماق۔ جُفت۔ جوڑے سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

[3] آنکہ۔ صحیح نتیجہ کیلئے جوڑا اور صحیح آلہ ہونا ضروری ہے لیکن یہ انسانوں کیلئے ہے خدا جوڑے اور آلہ سے پاک ہے

گوئی آنگہ راست و بے نقصاں شود | کو ز زخمِ دستِ شہ رقصاں شود

گیند اُس وقت صحیح اور بے عیب ہوتی ہے | جبکہ وہ بادشاہ کے ہاتھ کی ضرب سے ناچے

گوش دار اے احول اینہا را بہوش | دارُوئے دیدہ بکش از راہِ گوش

اے بھینگے! اِس کو ہوش سے سُن لے | کان کے راستے سے آنکھ کی دوا لگالے

بس کلامِ پاک در دلہائے کور | می نپاید می رود تا اصلِ نور

بہت سے پاک کلام ہیں جو اندھے دلوں میں | نہیں ٹھہرتے ہیں، اصل نور کی طرف چلے جاتے ہیں

واں فسونِ دیو در دلہائے کژ | می رود چوں کفشِ کژ در پائے کژ

شیطان کے منتر ٹیڑھے دلوں میں | اُتر جاتے ہیں جیسے ٹیڑھی جوتی ٹیڑھے پیر میں

گرچہ حکمت را بہ تکرار آوری | چوں تو نا اہلی شود از تو بری

اگرچہ دانائی کی باتوں کو تو دُہرائے | جبکہ تو نا اہل ہے، وہ تجھ سے علیحدہ رہے گی

ورچہ بنویسی نشانش می کنی | ورچہ می لافی بیانش می کنی

اگرچہ تو لکھ لے، اُس کی پہچان بنالے | اگرچہ تو ڈینگے مارے اُس کو بیان کرے

اُو ز تو رُو درکشد اے پُر ستیز | بندہا را بگسلد بہرِ گریز

اے جھگڑالو! وہ باتیں، تجھ سے منہ پھیر لیں گی | بھاگنے کے لئے پھندے توڑ دیں گی

ورنہ خوانی و ببیند سوزِ تو | علم باشد مرغِ دست آموزِ تو

اگر تو (علم ظاہری) نہ پڑھے اور وہ (خدا) تیرے شوق کو (دیکھے) | علم، تیرے ہاتھ کا پلا ہوا پرندہ ہوگا

اُو نپاید پیشِ ہر نا اوستا | ہمچو بازِ شہ بخانۂ رُوستا

وہ بے اُستادے کے پاس نہیں ٹھہرتا ہے | جیسے کہ شاہی باز دیہاتی کے گھر میں

یافتنِ بادشاہ باز گم کردہ را بخانۂ پیر زن

بادشاہ کا گم شدہ باز کو بوڑھی عورت کے گھر میں پالینا

عِلم آں بازیست کو از شہ گریخت | گندہ پیر از جہل پیشش کاہ ریخت

علم، وہ باز ہے جو بادشاہ سے بھاگا | بوڑھی نے نادانی سے اُسکے سامنے گھاس ڈالی

علم بازے داں کہ اُو از شہ گریخت | سوئے آں کمپیر کو می آرد بیخت

علم کو وہ باز سمجھ جو بادشاہ سے بھاگا | اُس بوڑھی کے پاس جو آٹا چھانتی تھی

تا کہ تتماجے پزد اولاد را | دید آں بازِ خوش خوش زاد را

تاکہ بچوں کے لئے حریرہ پکائے | اُس نے اُس خوبصورت اعلیٰ نسل کے باز کو دیکھا

۱ے گوی۔ صحیح گیند ہی ہے جو بلّے کی مار کے مطابق حرکت کرے۔ مُوحِّد کو بھی چوگانِ قضا کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ ۱ے گوش۔ نصیحت سُن کر صحیح عقیدہ قائم کرے۔ بس نصیحت اُسی پر اثر کرتی ہے جو دل کا اندھا نہ ہو۔ فسوں۔ شیطانی باتوں کو بھی دل قبول کرتا ہے چونکہ وہ باتیں بھی ٹیڑھی ہیں۔ گرچہ حکمت۔ علم سیکھنے کے لئے مناسبت شرط ہے۔

۲ے ورچہ۔ علم حاصل کرنے کی سب تدبیریں کرے۔ لافی۔ لافیدن۔ شیخی بگھارنا۔ رُو درکشیدن۔ مُنہ موڑنا۔ پُر ستیز۔ جھگڑالو۔ ورنہ خوانی۔ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا معارف کا سرچشمہ ہے۔ نپاید۔ پائیدار نہیں ہوتا۔ رُوستا۔ دیہاتی۔

۳ے گندہ پیر۔ بوڑھی، جہل۔ یعنی باز کی خوراک سے ناواقفیت۔ کمپیر۔ بوڑھی۔ می آرد بیخت۔ آرد می بیخت۔ تتماج۔ حریرہ۔ خوش۔ خوبصورت۔ خوش زاد۔ اعلیٰ نسل والا۔

پایکش[1] بست و پرش کوتاہ کرد
اُس کے نازک پیر باندھے اور اُس کے پر کاٹے

ناخنش ببرید و قوتش کاہ کرد
اُسکے ناخن چھانٹے اور اُس کو گھاس کا چارہ دیا

گفت نا اہلاں نکردندت بساز
بولی، نا اہلوں نے تجھے درست نہ کیا

پر فزود از حد و ناخن شد دراز
پر حد سے بڑھ گئے، اور نا[illegible]

دستِ ہر نا اہل بیمارت کند
ہر نا اہل کا ہاتھ تجھے بیمار کر دے گا

سوئے مادر آکہ تیمارت کند
ماں کے پاس آ، تاکہ تیری خبر گیری کرے

مہرِ جاہل را چنیں داں اے رفیق
اے دوست! جاہل کی محبت کو ایسا ہی سمجھ

کژ رود جاہل ہمیشہ در طریق
جاہل راستہ میں ہمیشہ ٹیڑھا چلتا ہے

جاہل ار با تو نماید ہمدلی
جاہل اگر تجھ سے ہمدردی ظاہر کرے

عاقبت زخمت زند از جاہلی
نادانی سے آخر کار تجھے زخمی کر دے گا

روزِ شہ در جستجو بیگاہ[2] شد
بادشاہ کا دن تلاش میں بیکار گیا

سوئے آں کمپیر و آں خرگاہ شد
(بالآخر) اُس بڑھیا اور اُسکے خیمہ کی طرف روانہ ہوا

دید ناگہ باز را در دود و گرد
اچانک باز کو دھویں اور غبار میں دیکھا

شہ برو بگریست زار و نوحہ کرد
بادشاہ اس پر رو پڑا اور نوحہ کرنے لگا

گفت ہر چند ایں جزائے کارِ تست
بولا، درحقیقت تیرے کام کی یہی سزا ہے

کہ نباشی در وفائے ما درست
کیونکہ تو ہماری وفاداری پر قائم نہ رہا

چوں کنی از خلد در دوزخ فرار
تو جنت سے دوزخ میں ٹھکانا کیوں کرتا ہے؟

غافل از لَا یَسْتَوِیْ اَصْحٰبُ نَار
لَا یَسْتَوِیْ اَصْحٰبُ النَّارِ سے غافل

ایں سزائے آنکہ از شاہِ خبیر[3]
یہی اُس کی سزا ہے جو جانکار بادشاہ سے

خیرہ بگریزد بخانہ گندہ پیر
شوخی سے بھاگ کر بوڑھی عورت کے گھر جائے

گندہ پیرِ جاہل ایں دنیا دنی ست
جاہل، بوڑھی یہ کمینی دنیا ہے

ہر کہ مائل شد بدو خوار و غبی ست
جو اُس کی طرف جھکا، ذلیل اور بیوقوف ہے

ہست دنیا جاہل و جاہل پرست
دنیا جاہل اور جاہل پرست ہے

عاقل آں باشد کزیں جاہل برست
عقلمند وہ ہے جو اُس جاہل سے نجات پائے

ہر کہ با جاہل بود ہمراز باز
جو جاہل کا ہمراز ہوگا بالآخر

آں رسد با او کہ باآں شاہ باز
اُس کو وہ لے گا جو اُس شاہباز کو

[1] پایکش۔ پایک اُش کاف تصغیر کے لئے ہے۔ کوتاہ کرد۔ کاٹ کر چھوٹے کر دئے۔ قوت۔ خوراک۔ کاہ۔ گھاس۔ ساز۔ ساخت پرداخت۔ دست۔ نا اہل کے ہاتھوں بُری گت بنتی ہے۔ مادر۔ بڑھیا نے محبت میں اپنے آپ کو باز کی ماں کہا ہے۔ جیسے شعر۔ بود محبتِ ناداں بلا کہ یوسف کے طرب سرائے زلیخا تمام زندان است

[2] در جستجو۔ باز کے ڈھونڈنے میں۔ بیگاہ۔ ضائع، بیکار۔ خرگاہ۔ خیمہ۔ دود۔ بڑھیا کے چولھے کا دھواں۔ جفا یعنی بے وفائی۔ لَا یَسْتَوِیْ۔ قرآن پاک میں ہے "دوزخی اور بہشتی برابر نہیں ہو سکتے ہیں بہشتی نجات پانیوالے ہیں"

[3] خبیر۔ باخبر حق شناس۔ گندہ پیر۔ بوڑھی عورت۔ دنی۔ کمینہ۔ بدو۔ باو۔ غبی۔ کند ذہن۔ جاہل پرست۔ دنیا جاہلوں کی زیادہ قدرداں ہے۔ باز۔ پھر، بالآخر۔

بازمی مالید پَر بر دستِ شاہ
باز، بادشاہ کے ہاتھ پر بازو مَلتا تھا

بے زباں[۱] می گفت من کردم گناہ
بغیر زبان کے کہتا تھا کہ میں نے خطا کی

پس کجا زارد کجا نالد لئیم
کمینہ کہاں زاری کرے، کہاں روئے؟

گر تو نپذیری بجز نیک اے کریم
اے کریم! اگر تو نیک کے علاوہ کسی کی (دعا) قبول نہیں کرتا ہے

سَر کجا بنہد ظلومِ شرمسار
ظالم، شرمندہ سَر کہاں جھکائے؟

جُز بدرگاہِ تو اے آمُرزگار
تیری درگاہ کے سِوا، اے بخشنے والے!

لُطفِ شہ جاں را جنایت جُو کُند
شاہ کی مہربانی، جان کو گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے

زانکہ شہ ہر زشت را نیکو کُند
کیونکہ شاہ ہر بُرائی کو بھلائی کر دیتا ہے

رُو مکن زشتی کہ نیکیہائے ما
گناہ کا رُخ نہ کر، کیونکہ ہماری نیکیاں (بھی)

زشت آید پیشِ آں زیبائے ما
اُس ہمارے محبوب کے سامنے بُری (نظر) آتی ہیں

خدمتِ[۲] خود را سزا پنداشتی
تو نے اپنی عبادت کو اچھا سمجھا

تو لوائے جُرم ازاں افراشتی
اِسلئے تُو نے خطا کاری کا جھنڈا بلند کر دیا

چوں ترا ذکر و دُعا دستور شُد
چونکہ تجھے ذکر اور دعا کی عادت ہو گئی ہے

زاں دعا کردن دلت مغرور شُد
اِس دُعا سے تیرا دل مغرور ہو گیا ہے

ہم سخن دیدی تو خود را با خدا
تو نے اپنے آپ کو خدا سے ہمکلام سمجھا

اے بسا کوزیں گماں اُفتد جُدا
بہت سے لوگ اِسی گمان کی وجہ سے دور جا پڑے ہیں

گرچہ[۳] با تو شہ نشیند بر زمیں
اگرچہ بادشاہ تیرے ساتھ زمین پر بیٹھ جائے

خویشتن بشناس و نیکوتر نشیں
اپنے آپ کو پہچان، اور سلیقے سے بیٹھ

باز گفت اے شہ پشیماں می شوم
باز نے کہا، اے شاہ! میں شرمندہ ہوں

توبہ کردم نو مسلماں می شوم
میں نے توبہ کی، از سرِ نو مسلمان ہوتا ہوں

آنکہ تو مستش کُنی و شیر گیر
جس کو تو مست اور نیم مست کرے

گر ز مستی کژ رود عذرش پذیر
اگر مستی کی وجہ سے ٹیڑھا چلے تو اُس کا عذر قبول فرما

گرچہ ناخن رفت چوں باشی مرا
اگرچہ ناخن جاتے رہے (لیکن) جب تو میرا ہو گا

بر کَنم من پرچمِ خورشید را
میں سورج کا جھنڈا اُکھاڑ دوں گا

ور چہ پَرّم رفت چوں بنوازیم
اگرچہ میرے پَر جاتے رہے (لیکن)، جب تو مجھے نوازے

چرخ بازی کم کند در بازیم
آسمان مجھ سے گردش میں بازی نہیں بدل سکتا

---

۱ بے زباں یعنی زبانِ حال۔ زارد۔ زاریدن کا فعلِ مضارع ہے۔ لئیم۔ کمینہ گنہگار۔ ظلوم۔ بہت ظلم کرنے والا۔ جنایت جُو۔ خطا کار۔ نیکو کند۔ بُرائیوں کو بھلائیوں میں بدل دیتا ہے۔ رُو مکن۔ خدا کی رحمت کے بھروسے پر گناہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ نیکیہائے ما۔ ہماری نیکیاں بھی اُس کے شایانِ شان نہیں ہیں۔

۲ خدمت۔ یعنی عبادت۔ سزا۔ یعنی خدا تعالٰی کے لائق۔ لوا۔ جھنڈا۔ جُرم۔ گناہ۔ مغرور شد۔ ہماری دعا قبولیت کے لائق کہاں ہے۔ زیں گماں۔ عبادت کا گھمنڈ، ہلاکت کا سبب ہے۔

۳ گرچہ۔ بڑے کی بے تکلفی سے انسان کو گستاخ نہ ہونا چاہیئے۔ باز۔ یہاں سے پھر باز کی گفتگو ہے۔ نو مسلماں۔ از سرِ نو فرمانبردار۔ شیر گیر۔ وہ مست جو اپنی گفتار رفتار پر قابو رکھتا ہو۔ کژ۔ کج۔ ناخن رفت۔ بوڑھی نے ناخن تراش دیئے تھے۔

گر کمر بخشیم[1] کُہ را بَر کَنم — گر دہی کِلکم عَلمہا بشکنم

اگر تو مجھے پٹکا باندھ دے پہاڑ کو اکھاڑ دوں — اگر تو مجھے (قلم کا) پورا دیدے میں جھنڈے گرادوں

آخر از پشہ نہ کم باشد تنم — مُلکِ نمرودی بپر برہم زنم

آخر میرا جسم مچھر سے کم نہ ہوگا — نمرودی سلطنت کو پَر سے زیر و زبر کردوں

در ضعیفی تو مرا بابیل گیر — ہر یکے خصمِ مرا چوں پیل گیر

کمزوری میں مجھے ابابیل سمجھ — میرے ہر مقابل کو ہاتھی جیسا سمجھ

قدرِ فندق افگنم بُندق خریق — بُندقم در فعلِ صد چوں منجنیق

فندق کی بقدر پھاڑنے والا غلہ پھینکوں گا — میرا غلہ کام میں سو گوپھنوں کی طرح ہوگا

گرچہ سنگم ہست مقدارِ نخود — لیک در ہیجا نہ سر ماند نہ خود

اگرچہ میرا پتھر چنے کی بقدر ہے — لیکن جنگ میں نہ سر بچے گا نہ خود

رفت موسیٰؑ[2] در وغا بایک عصاش — زد براں فرعون و بر شمشیرہاش

موسیٰؑ جنگ میں ایک لاٹھی لے کر گئے — اُس کو فرعون اور اُس کی تلواروں پر چلایا

ہر رسولے یک تنہ کاں در زد ست — بر ہمہ آفاق تنہا بر زد ست

ہر پیغمبر تنہا جو اُس جنگ میں داخل ہوا ہے — تمام جہان پر تنہا غالب آیا ہے

نوحؑ چوں شمشیر در خواہید از و — موجِ طوفاں گرد حق شمشیرِ اُو

نوحؑ نے جب اُس (اللہ) سے تلوار چاہی — اللہ (تعالیٰ) نے طوفان کی موج کو اُنکی تلوار بنا دیا

احمدا خود کیست اِسپاہِ زمیں — ماہ بیں بر چرخ و بشگافش جبیں

اے احمدؐ! یہ زمین کے سپاہی کیا ہیں؟ — آسمان پر چاند کو دیکھ اور اُس کی پیشانی چیر دے

تا بداند سعد و نحسِ بے خبر — دور دورِ تست نے دورِ قمر

تاکہ نیک بخت اور جاہل بد بخت جان لے — یہ تیرا دَور دَورہ ہے نہ کہ قمر کا

دورِ تست ایرا کہ موسیٰؑ کلیم — آرزو می بُرد زیں دورت مقیم[3]

یہ تیرا دَور ہے اِسی لئے موسیٰؑ کلیم (اللہ) — تیرے اِس دَور میں مقیم ہونے کی آرزو کرتے تھے

چونکہ موسیٰؑ رونقِ دورِ تو دید — کاندرو صبحِ تجلی می دمید

چونکہ موسیٰؑ نے تیرے دَور کی رونق دیکھی — کہ اُس میں تجلّی کی صبح چمکتی ہے

گفت یارب ایں چہ دورِ رحمت ست — آں گذشت از رحمت اینجا رویت ست

کہا، اے خدا یہ کیسا رحمت کا دور ہے؟ — وہ تو رحمت سے (بھی) بڑھ گیا اِس جگہ تو دیدار ہے

---

[1] کمر - پٹکا - بخشیم - بخشی ہا۔ کِلک - قلم کا پورا - عَلم - جھنڈا - پشہ - مچھر - نمرود ایک ظالم بادشاہ تھا جو خدائی کا مدعی تھا، ایک مچھر اُسکی ناک میں گھس گیا جو اُسکی ہلاکت کا سبب بنا - بابیل - ابرہہ نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے ہاتھیوں کے لشکر سے حملہ کیا، چھوٹے چھوٹے پرندوں کے جھرمٹ نے اُس لشکر پر حملہ کیا اور معمولی کنکریاں اپنے پنجوں کے ذریعہ ان پر گرا کر اُن کو ہلاک کر دیا - خصم - مقابل دشمن - پیل - ہاتھی - فندق - عناب کی وضع کا ایک پھل ہے، چھوٹی گیند - بُندق - غلہ - خریق - پھاڑنے والا - نخود - چنا - ہیجا - جنگ - خود - لوہے کی ٹوپی جو جنگ میں اوڑھی جاتی ہے۔

[2] موسیٰؑ - ساحروں کے مقابلہ میں حضرت موسیٰؑ عصا لیکر گئے تھے - وغا - جنگ - یک تنہ - تنہا - در - دروازہ - زد - داخل ہوا، تاراج کیا - نوحؑ - حضرت نوحؑ کے طوفان کی موجوں نے وہ کام کیا جو تلواریں کرتی ہیں - احمدا - یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے - اِسپاہ - سپاہ - ماہ - آنحضورؐ سے شق القمر کا معجزہ ظاہر ہوا - نے دورِ قمر - ستاروں اور چاند کی پرستش کا زمانہ ختم ہوگیا ہے۔

[3] مقیم - ابو نعیمؒ نے کتاب حلیہ میں ایک حدیث نقل کی ہے جسمیں حضرت موسیٰؑ کی اِس تمنا

غوطہ خور موسیا اندر بحار
اے موسیٰ! سمندروں کے اندر غوطہ لگا
وز میانِ دورِ احمدؐ سر برآر
اور احمدؐ کے دور کے درمیان سر ابھار دے

گفت یا موسیٰ بداں بنمودمت
(اللہ نے) فرمایا اے موسیٰ اسی لئے میں نے تمہیں دکھایا ہو
راہِ آں خلوت بداں بگشودمت
اس خلوت کا راستہ تم پر اسی لئے کھولا ہے

گر تو[1] زاں دوری دریں دور اے کلیم
اے کلیم! اگرچہ تو اس دور سے دور ہے (لیکن) اسی میں
پا بکش زیرا دراز است ایں گلیم
پیر پھیلا دے اس لئے کہ یہ کمبلی دراز ہے

من کریمم ناں نمایم بندہ را
میں کریم ہوں، بندہ کو روٹی دکھا دیتا ہوں
تا بگریاند طمع آں زندہ را
تاکہ اس زندہ کو لالچ رلا دے

بینیِ طفلے بمالد مادرے
ماں بچے کی ناک ملتی ہے
تا شود بیدار و واجوید خورے
تاکہ جاگ جائے، اور کھانا مانگے

کو گرسنہ خفتہ باشد بے خبر
کہ وہ بھوکا بے خبر سویا ہوا ہوتا ہے
واں دو پستاں می چکد از مہر در
اور دونوں پستان محبت سے دودھ ٹپکاتے ہیں

کُنتُ[2] کَنزاً رَحمَۃً مَّخفِیَّۃً
میں رحمت کا ایک چھپا ہوا خزانہ تھا
فَابتَعَثتُ اُمَّۃً مَّهدِیَّۃً
تو میں نے ایک ہدایت یافتہ امت پیدا کی

ہر کراماتے کہ میجوئی بجاں
جن عطاؤں کو تو جان (ودل) سے چاہتا ہے
او نمودت تا طمع کردی دراں
اس نے وہ تجھے دکھا دیں تاکہ تو ان کا لالچ کرے

چند بت بشکست احمدؐ در جہاں
احمدؐ نے دنیا میں چند بت توڑے
تا کہ یارب گوی گشتند امتاں
تو امتیں یارب کہنے والی بن گئیں

گر نبودے کوششِ احمدؐ تو ہم
اگر احمدؐ کی کوشش نہ ہوتی، تو بھی اے مخاطب،
می پرستیدی چو اجدادت صنم
اپنے باپ دادا کی طرح بت پوجتا

ایں سرت وارست[3] از سجدہ صنم
تیرا یہ سر بت کو سجدہ کرنے سے بچ گیا
تا بدانی حقِ او را بر امم
خبردار! امتوں پر ان کے حق کو سمجھ لے

گر بگوئی شکرِ ایں رستن بگو
اگر تو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے تو کر
کز بتِ باطن ہمت برہاند او
تاکہ اندرونی بت سے بھی تجھے چھٹکارا دلا دے

مر سرت را چوں رہانید از بتاں
جس طرح اس نے تیرے سر کو بتوں سے آزاد کرایا
ہم بداں قوت تو دل را وارہاں
اسی طاقت کے ذریعہ سے تو دل کو بت پرستی سے آزاد کر

---

[1] گر تو۔ اگرچہ تیرا زمانہ نعمِ احمدیؐ سے دور ہے لیکن تو اس سے متمتع اور لطف اندوز ہے کلیم۔ چادر یعنی کمبل کا نانہ۔ من کریم۔ میں دینا چاہتا ہوں اور بندوں کو نعمتوں کی جھلک دکھا دیتا ہوں تاکہ وہ انکی خواہش میں گریہ وزاری کریں اور میرا دریائے رحمت جوش میں آجائے، حضرت موسیٰ کو نعمِ احمدیؐ کی جھلک اسی لئے دکھائی گئی۔ مادرے۔ ماں سوئے ہوئے بچے کو بینی رگڑتی ہے تاکہ وہ روئے اور پستان سے دودھ جوش مار کر نکلے اور وہ اس کو پلائے۔

[2] کنت۔ حدیث شریف ہے۔ کُنتُ کَنزاً مَّخفِیًّا فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ۔ میں چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔ اُمَّۃً مَّهدِیَّۃً ہدایت یافتہ امت یعنی امتِ محمدی جس کو معرفتِ ذات وصفات کا پورا علم عطا کیا گیا ہے۔ حضور آنحضور کی بعثت بھی انہی عطیات میں سے ہے جس کی نمائش کی وجہ سے اشرف المخلوقات نے اپنا مقام پایا ورنہ اپنے سے ادنیٰ کے سامنے سر بسجود تھا۔

[3] وارست چھوٹ گیا۔ جو اس کا شکریہ مزید نعمت کا سبب بنے گا اور انسان باطنی بت سے بھی نجات پائیگا۔ قوت یعنی آنحضورؐ کے اتباع کی قوت سے

سرزِ شکرِ دیں ازاں برتافتی | کز پدر میراثِ ارزاں یافتی
دین کے شکریہ سے تونے اِس لئے منہ موڑا ہے | کہ تونے باپ سے سستی میراث پالی ہے

مردِ میراثی چہ داند قدرِ مال | رستمے جاں کند مجاں یافت زال
وراثت پانے والا انسان مال کی قدر کیا جانے؟ | رستم نے جان کھپائی، بوڑھے نے مفت حاصل کرلیا

چوں بگریانم بجوشد رحمتم | آں خروشندہ نیوشد نعمتم
جب میں رُلاتا ہوں میری رحمت جوش مارتی ہے | وہ رونے والا اُسے لیتا ہے "میں نعمت ہوں"

گر نخواہم داد خود ننمایمش | چونش کردم بستہ دل بکشایمش
اگر میں دینا نہ چاہوں تو اُس کو نہ دکھاؤں | جب میں اُسکو تنگدل بناتا ہوں تو اُس دل کو کشادہ کردیتا ہوں

رحمتم موقوفِ آں خوش گریہ ہاست | بعد ازاں از بحرِ رحمت موج خاست
میری رحمت خوب رونے پر موقوف ہے | اُس کے بعد رحمت کے دریا سے موج اُٹھتی ہے

تا نگرید طفل کے جوشد لبن | تا نگرید ابر کے خندد چمن
جب تک بچہ نہ روئے دودھ کب جوش مارتا ہے؟ | جب تک ابر نہ روئے چمن کب ہنستا ہے؟

حلوا خریدنِ شیخ احمد خضرویہ از جہتِ غریماں بالہامِ حق تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کے اِلہام سے شیخ احمد خضرویہ کا قرض خواہوں کے لئے حلوا خریدنا

بود شیخے دائماً اُو وام دار | از جوانمردیکہ بود اُو نامدار
ایک شیخ ہمیشہ قرض دار رہتے تھے | اُس سخاوت کی وجہ سے جس میں وہ مشہور تھے

دہ ہزاراں وام کردے از مِہاں | خرج کردے بر فقیرانِ جہاں
وہ مالداروں سے ہزاروں قرض لیتے تھے | دنیا بھر کے فقیروں پر خرچ کردیتے تھے

ہم بوام اُو خانقاہے ساختہ | جان و مال و خانقہ در باختہ
اُنھوں نے قرض ہی سے خانقاہ بنائی تھی | گھربار اور خانقاہ (قرض میں) کھو چکے تھے

احمدِ خضرویہ بودے نامِ اُو | خدمتِ عشاق بودے کامِ اُو
اُن کا نام احمد خضرویہ تھا | (خدا کے) عاشقوں کی خدمت اُن کا کام تھا

وام او را حق زہر جامی گذارد | کرد حق بہرِ خلیلؑ از ریگ آرد
اللہ تعالیٰ اُن کے قرض کہیں نہ کہیں سے اُتار دیتا تھا | خدا (تعالیٰ) نے (حضرت) ابراہیمؑ کیلئے ریت سے آٹا کر دیا

نہ ملا تو واپسی پر شرمندگی سے بچنے کے لئے اُس نے اونٹ پر ریت لاد لیا۔ جب گھر واپس آیا تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا گیہوں کی بجائے آٹا لائے ہو۔ اب اُس خادم نے دیکھا تو وہ ریت نہ تھا بلکہ آٹا تھا۔

۱ سرز۔ نسلی مسلمان کو نعمتِ اسلام کی قدر نہیں ہے۔ انسان جس قدر ذاتی کمائی کی قدر کرتا ہے میراثِ پدری کی اتنی قدر نہیں کرتا۔ میراثی۔ جس کو ورثہ میں مال مل گیا ہو۔ رستم۔ یعنی کمانے والا بہادری اور محنت سے مال کماتا ہے وارث اُس کو اُڑا ڈالتے ہیں۔ زال۔ یعنی وارث۔ چوں۔ یہاں سے پھر پہلے مضمون کو شروع کیا ہے کہ گریہ وزاری سے میری رحمت کو جوش آتا ہے۔ نعمتم۔ یعنی نعمتِ خداوندی پکارتی ہے کہ میں موجود ہوں۔ گر نخواہم۔ جس کو دینا مقصود نہیں ہوتا ہے اُسکو نعمت کی جھلک بھی نہیں دکھاتا ہوں۔ چونش۔ جب وہ شوق کی وجہ سے دل گرفتہ ہوتا ہے تو اُسکو دیکر خوش کردیتا ہوں۔

۲ تا نگرید۔ اِس سنت اللہ کا مشاہدہ کائنات میں کرلو۔ بچہ کے رونے سے ماں کے پستان میں دودھ جوش مارتا ہے اَبر کے رونے اور پانی برسانے سے باغ شگفتہ ہوتا ہے۔ حلوا خریدن۔ اِس قصہ کا مقصد بھی گریہ کی فضیلت اور اُس پر نعمتوں کے نزول کا بیان ہے۔ خضرویہ۔ فارسی والے یاء پر زبر ہاء کو ساکن کرکے پڑھتے ہیں۔ وام۔ قرض۔ جوانمردی۔ سخاوت۔

۳ ریگ آرد۔ مشہور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے خادم کو مہمانوں کی خاطر گیہوں قرض لینے بھیجا وہاں اُس کو قرض

گفت پیغمبر کہ در بازارہا — دو فرشتہ می کنند از دل دعا[1]

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ بازاروں میں — دو فرشتے دل سے دعا کرتے ہیں

کاے خدا تو منفقاں را دہ خلف — وے خدا تو ممسکاں را دہ تلف

کہ اے خدا تو خرچ کرنے والوں کو عوض دیدے — اے خدا تو بخیلوں کو ہلاکت دیدے

خاصہ آں منفق کہ جاں انفاق کرد — حلقِ خود قربانیِ خلاق کرد

خصوصاً وہ خرچ کرنیوالا جس نے جان خرچ کی — اپنے گلے کو اللہ (تعالیٰ) کی قربانی بنایا

حلق پیش آورد اسماعیلؑ وار — کارد بر حلقش نیارد کردگار

(حضرت) اسماعیلؑ کی طرح اُس نے گلا پیش کر دیا — خدا اُس کے گلے پر چھُری نہ چلائے گا

پس شہیدان زندہ زیں رُوئند و خوش — تو بداں قالب بمنگر گبر وش

پس شہید اسی لئے زندہ اور خوش ہیں — تو اُنکے (خاکی) قالب کو کافر کی طرح نہ دیکھ

چوں خلف دادست شاں جانِ بقا — جانِ ایمن از غم و رنج و شقا

چونکہ انکو (اللہ تعالیٰ نے) باقی رہنے والی جان عوض میں دی ہے — وہ جان جو غم اور رنج اور بدبختی سے محفوظ ہے

شیخ وامی[2] سالہا ایں کار کرد — می ستد می داد ہمچوں پائمرد

قرض لینے والے شیخ نے سالوں یہ کام کیا — مستقل مزاج کی طرح لیتے دیتے رہے

تخمہا می کاشت تا روزِ اجل — تا بُوَد روزِ اجل میرِ اجل

مرنے کے دن تک (نیکیوں کی) تخم ریزی کرتے رہے — تاکہ موت کے دن بڑے سردار بنیں

چونکہ عمرِ شیخ در آخر رسید — در وجودِ خود نشانِ مرگ دید

جب شیخ کی آخری عمر آ گئی — اُنھوں نے اپنے جسم میں موت کے آثار دیکھے

وام خواہاں گردِ اُو بنشستہ جمع — شیخ بر خود خوش گدازاں ہمچو شمع

قرض خواہ اُن کے گرد جمع ہو کر بیٹھ گئے — شیخ شمع کی طرح اپنے آپ میں پگھل رہے تھے

وام خواہاں گشتہ نومید و تُرش — دردِ دلہا یار شد با دردِ شش

قرض خواہ ناامید اور ناراض تھے — دلوں کا درد پھیپھڑے کے درد کا ساتھی ہوگیا تھا

شیخ گفت ایں بدگماناں[3] را نگر — نیست حق را چار صد دینارِ زر

شیخ نے فرمایا اِن بدگمانوں کو دیکھ — (کیا) اللہ کے پاس سونے کی چار سَو اشرفیاں نہیں ہیں

کودکے حلوا ز بیروں بانگ زد — لافِ حلوا بر امیدِ دانگ زد

ایک لڑکے نے باہر سے حلوے کی آواز لگائی — پیسے کی امید پر حلوے کی تعریف کی

[1] دعا یعنی فرشتے ندا دیتے ہیں۔ مُنفق یعنی اللہ کے لئے خرچ کرنے والے۔ خلف یعنی خرچ کا بدلہ۔ مُمسک یعنی بخیل۔ تلف۔ ہلاکت۔ حلق۔ حلقوم۔ خلاق۔ اللہ تعالیٰ۔ اسماعیلؑ۔ حضرت ابراہیمؑ کی خواب کے مطابق حضرت اسماعیلؑ اپنے آپ کو ذبح کرانے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ قالب۔ شہداء کو اُخروی حیاتِ ابدی ملی ہے اُن کے جسمِ خاکی کو دیکھ کر کافر اس کا منکر بنتا ہے۔ جانِ بقا۔ باقی رہنے والی جان۔

[2] وامی۔ قرض لینے کا عادی۔ پائمرد۔ مستقل مزاج۔ اجَل۔ موت کا وقت۔ اَجَل۔ بزرگ۔ نشان۔ علامت۔ شمع۔ شیخ شمع کی طرح پگھل رہے تھے۔ تُرش۔ بدمزاج۔ شُش۔ پھیپھڑا یعنی دلوں کو درد کے ساتھ پھیپھڑے کے درد کا بھی اضافہ ہوگیا۔

[3] بدگماناں۔ قرض خواہ جو قرض کی ادائیگی میں بدگمان تھے۔ چار صد۔ شیخ کے ذمہ چار سَو اشرفیوں کا قرض تھا۔ دینار۔ سونے کا ایک سکہ ہے جس کا وزن مثقال کی برابر یعنی ساڑھے چار ماشے کا ہوتا ہے۔ لاف۔ شیخی بگھارنا۔ دانگ۔ چھ رتّی کا ہوتا ہے۔

شیخ اشارت کرد خادم را بسر[1] | کہ برو آں جملہ حلوا را بخر
شیخ نے خادم کو سر سے اشارہ کیا | کہ جا تمام حلوا خرید لے

تا غریماں چونکہ آں حلوا خورند | یک زمانے تلخ در من ننگرند
کیونکہ قرض خواہ جب وہ حلوا کھا لیں گے | تھوڑی دیر تیکھی نظر سے مجھے نہ دیکھیں گے

در زماں خادم بروں آمد ز در[2] | تا خرد آں جملہ حلوا زاں پسر
فوراً خادم دروازے سے باہر آیا | تاکہ سارا حلوا لڑکے سے خرید لے

گفت او را جملہ حلوا بچند | گفت کودک نیم دینار است و اَند
خادم نے اس سے پوچھا سب حلوا کتنے کا ہے؟ | لڑکے نے کہا کہ آدھے دینار سے کچھ زائد کا ہے

گفت نے از صوفیاں افزوں مجو | نیم دینارت دہم افزوں مگو
اس نے کہا صوفیوں سے زیادہ نہ مانگ | تجھے آدھا دینار دوں گا زیادہ نہ بول

او طبق بنہاد اندر پیش شیخ | تو ببیں اسرارِ سرّ اندیش شیخ
اس نے اندر جا کر طباق شیخ کے سامنے رکھ دیا | (اب) تو راز کو سوچنے والے شیخ کے اسرار کو دیکھ

کرد اشارت با غریماں کیں نوال[3] | نک تبرک خوش خورید ایں را حلال
(شیخ نے) قرضخواہوں کو اشارہ کیا کہ یہ عطا ہے، | یہ تبرک ہے اس کو حلال سمجھ کر خوب کھاؤ

بہرِ فرماں جملگی حلقہ زدند | خوش ہمی خوردند حلوائے چو قند
حکم کے مطابق سب نے حلقہ باندھ لیا | قند جیسے حلوے کو خوب کھایا

چوں طبق خالی شد آں کودک ستد | گفت دینارم بدہ اے پُر خرد
جب طباق خالی ہو گیا اس لڑکے نے اٹھا لیا | بولا، اے دانشمند میرا دینار دے

شیخ گفتا از کجا آرم درم | وام دارم میروم سوئے عدم
شیخ نے فرمایا، درہم کہاں سے لاؤں | میں مقروض ہوں، دُنیا سے، عدم کی طرف جا رہا ہوں

کودک از غم زد طبق را بر زمیں | نالہ و گریہ برآورد و حنیں
لڑکے نے غم کے مارے طباق زمین پر پٹخ دیا | رونا اور چیخنا شروع کر دیا

بانگ می کرد و فغان و ہائے ہائے | کاے مرا اشکستہ بودے ہر دو پائے[4]
شور کرتا اور روتا اور ہائے ہائے کرتا تھا | کہ میرے دونوں پاؤں ٹوٹ گئے ہوتے

کاشکے من گردِ گلخن گشتمے | بر درِ ایں خانقاہ نگذشتمے
کاش میں بھٹی کے گرد ہی چکر لگاتا | اس خانقاہ کے دروازے سے نہ گزرتا

---

[1] بسر۔ سر سے اشارہ کیا، بولنے کی طاقت نہ رہی تھی۔ غریماں۔ غریم کی جمع ہے، قرضخواہ۔ تلخ یعنی غصہ۔

[2] در زماں۔ فوراً۔ بچند۔ کس قیمت کا ہے۔ آند۔ مبہم عدد کے لئے بولا جاتا ہے جس کا اطلاق ایک سے نو تک ہوتا ہے۔ افزوں مگو۔ زیادہ نہ بول۔ اسرار۔ سر کی جمع ہے، راز۔ سر اندیش۔ راز کو سوچنے والا۔

[3] نوال۔ عطیہ۔ نک۔ اینک کی تخفیف ہے بمعنی اینست واکنوں۔ درم۔ درہم ایک سکہ ہے جس کا وزن ساڑھے تین ماشے کا ہوتا ہے۔ حنین۔ رونا چلانا۔ گلخن۔ بھٹی یعنی حلوا پکانے کی بھٹی۔

صوفیانِ طبلؔ خوارِ لقمہ جُو
پیٹو صوفی، لقمہ ڈھونڈنے والے

سگ دلانِ ہمچو گربہ روئے شو
کتوں کا دل رکھنے والے، بلی کی طرح مُنہ دھونے والے

از غریوِ کودک آنجا خیر و شر
لڑکے کے شور و غل سے اس جگہ بھلے اور بُرے

گرد آمد گشت بر کودک حشر
جمع ہوگئے، لڑکے پر بھیڑ لگ گئی

پیشِ شیخ آمد کہ اے شیخِ درشتؔ
شیخ کے سامنے آیا، کہ اے سنگدل شیخ!

تو یقیں داں کہ مرا استاد گشت
تو یقین کر لے کہ استاد نے مجھے مار ہی ڈالا

گر روم من پیشِ اُو دستِ تہی
اگر میں اس کے سامنے خالی ہاتھ جاؤں

اُو مرا بکشد اجازت میدہی
وہ مجھے مار ڈالے گا، تو روا رکھتا ہے؟

واں غریماں ہم بانکار و جحود
قرضخواہ بھی تردید اور اِنکار کے ساتھ

رُو بشیخ آوردہ کایں بازی چہ بود
شیخ کی طرف متوجہ ہوئے کہ یہ کیا تماشہ تھا؟

مالِ ما خوردی مظالم می بری
ہمارا مال مارا، حقوق لے جا رہا ہے

از چہ بود ایں ظلمِ دیگر برسری
علاوہ ازیں یہ کیا ظلم تھا؟

تا نمازِ دیگر آں کودک گریست
عصر کی نماز تک وہ لڑکا روتا رہا

شیخ دیدہ بست و در وے ننگریست
شیخ نے آنکھیں بند کرلیں اور اسکی طرف دیکھا بھی نہیں

شیخ فارغ از جفا و از خلاف
شیخ ظلم اور جھگڑے سے فارغ (ابال) تھے

در کشیدہ روی چوں مہ در لحاف
چاند جیسا چہرہ لحاف میں چھپائے ہوئے تھے

با ازل خوش با ابد خوش شاد کام
ازل (مقدر) سے خوش ابد (آخرت) سے خوش مسرور!

فارغ از تشنیع و طعنِ خاص و عام
خاص و عام کے لعن طعن سے بے نیاز تھے

آنکہؔ جاں در روئے اُو خندد چو قند
جس کی جان اسکے سامنے قند کی طرح (میٹھی) مسکراتی ہو

از ترش روئی خلقش چہ گزند
اس کو مخلوق کی بد مزاجی سے کیا نقصان؟

آنکہ جاں بوسہ دہد بر چشمِ اُو
جس کی آنکھوں پر جان بوسہ دے

کے خورد غم از فلک و ز خشمِ اُو
وہ آسمان اور اس کے غصہ کا غم کب کرتا ہے؟

در شبِ مہتاب مہ را بر سماک
چاندنی رات میں چاند کو سماک پر

از سگاں و عوعو ایشاں چہ باک
کتوں اور ان کے بھونکنے سے کیا خوف؟

سگ وظیفہ خود بجا می آورد
کتا اپنا کام کر رہا ہے

مہ وظیفہ خود برُخ می گسترد
چاند اپنا کام (روشنی) رخ پر ڈال رہا ہے

لہ طبل خوار۔ طبل، ڈھول یعنی کھا کر ڈھول سا پیٹ پُھلانے والے۔ گربہ۔ بلی اپنا زہد دکھانے کے لئے اپنا مُنہ اپنے لعاب سے صاف کرتی رہتی ہے۔ غریو۔ شور و غل۔ خیر و شر۔ بھلے بُرے لوگ۔ حشر۔ مجمع۔

ؔلہ درشت۔ یعنی سنگدل۔ اُستا۔ استاد گشت۔ الٹے سیدھے مار ڈالے گا۔ دستِ تہی۔ خالی ہاتھ۔ جحود۔ دیدہ و دانستہ انکار۔ بازی۔ تماشہ۔ مظالم۔ حقوق، مطالبات۔ برسری۔ علاوہ۔ نمازِ دیگر۔ نماز اول ظہر، دوسری نماز عصر۔ دیدہ۔ آنکھ۔ فارغ۔ خالی۔ جفا۔ ظلم۔ خلاف۔ لڑائی جھگڑا۔ ازل۔ یعنی مقدر۔ ابد۔ یعنی انجام۔ تشنیع۔ لعنت ملامت کرنا۔

ؔلہ آنکہ۔ جس کی روح اُس کے سامنے مُسکرائے کسی کا مُنہ بنانا اُس کے لئے مُضر نہیں ہے۔ شبِ مہتاب۔ چاندنی رات۔ سماک۔ قمر کی منزلوں میں سے چودھویں منزل ہے۔ عوعو۔ کتوں کے بھونکنے کی آواز۔ وظیفہ۔ معمول۔

کارکِ ۱ خود می گذارد ہر کسے
ہر شخص اپنا کام کرتا ہے
آب نگذارد صفا بہرِ خسے
تنکے کی وجہ سے پانی اپنی صفائی نہیں چھوڑتا ہے

خس خسانہ می رود بر روئے آب
تنکا کمینوں کی طرح پانی کے اوپر جا رہا ہے
آبِ صافی می رود بے اضطراب
صاف پانی بغیر پریشانی کے بہہ رہا ہے

مصطفیٰ ۲ مہ می شگافد نیم شب
حضرت مصطفیٰؐ آدھی رات چاند کو شق کر رہے ہیں
ژاژ می خاید ز کینہ بولہب
کینہ کی وجہ سے ابو لہب بکواس کر رہا ہے

آں مسیحا مردہ زندہ می کند
حضرت عیسیٰؑ مردے کو زندہ کر رہے ہیں
واں جہود از خشم سبلت می کند
یہودی غصہ میں اپنی مونچھیں نوچ رہے ہیں

بانگ سگ ہرگز رسد در گوشِ ماہ
کتوں کی آواز کبھی چاند کے کان میں پہنچی ہے؟
خاصہ ماہے کو بود خاصِ الٰہ
خصوصاً وہ چاند جو اللہ (تعالیٰ) کا مخصوص ہو

مے خورد شہ بر لبِ جو تا سحر
بادشاہ نہر کے کنارے صبح تک مے نوشی کرتا ہے
در سماع از بانگ چغزاں بے خبر
گانے میں مینڈکوں کی آواز سے بے خبر

ہم شدے توزیع ۲ کودک دانگ چند
لڑکے کے چند پیسے چندہ بھی ہو سکتے تھے
ہمتِ شیخ آں سخا را کرد بند
شیخ کی باطنی توجہ نے اس سخاوت کو روک دیا

تا کسے ندہد بکودک ہیچ چیز
تا کہ کوئی شخص لڑکے کو کچھ نہ دے
قوتِ پیراں ازیں بیش ست نیز
بزرگوں کی قوت اس سے بھی بڑھ کر ہے

شد نمازِ ۳ دیگر آمد خادمے
عصر کی نماز ختم ہوئی تو ایک خادم آیا
یک طبق بر کف ز پیشِ حاتمے
ایک طباق ہاتھوں پر دھرے کسی سخی کے پاس سے

صاحبِ مالے و حالے پیشِ پیر
ایک صاحبِ مال و حال نے پیر کی خدمت میں
ہدیہ بفرستاد کز وے بد خبیر
ہدیہ بھیجا کیونکہ وہ اس کی حالت سے باخبر تھا

چار صد دینار بر گوشہ طبق
طباق کے کنارے پر چار سو دینار
نیم دینارِ دگر اندر ورق
آدھا دینار اور، کاغذ میں

خادم آمد شیخ را اکرام کرد
خادم آیا، شیخ کی تعظیم کی
واں طبق بنہاد پیشِ شیخِ فرد
اور اس طبق کو یگانہ (زمانہ) شیخ کے سامنے رکھ دیا

چوں طبق را از غطا بکشود زود
جب فوراً غطیہ کے طباق کو کھولا
خلق دیدند آں کرامت بے جحود
لوگوں نے وہ کرامت اقرار کے ساتھ دیکھی

۱ے کارک۔ معمولی کام۔ خس۔ تنکا۔ خسانہ۔ کمینہ پن۔ اضطراب۔ پریشانی دریا کا جوش۔ ۲ے مصطفیٰ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ شق القمر کی طرف اشارہ ہے۔ ژاژ خائیدن۔ بکواس کرنا۔ ابولہب۔ آنحضورؐ کا چچا جو آپ کی دشمنی میں مشہور ہے۔ مسیحا۔ حضرت عیسیٰؑ جن کا معجزہ مردے کو زندہ کرنا تھا۔ جہود۔ یہودی لوگ۔ سبلت۔ مونچھ۔ مے خورد۔ شراب می نوشد۔ بر لبِ جو۔ دریا کے کنارے شراب نوشی فرید لطف کا سبب ہوتی ہے۔

۲ے توزیع۔ تقسیم چندہ مراد ہے۔ آں سخا۔ لوگوں کے چندہ دینے میں شیخ کی باطنی توجہ مانع بنی۔ کودک۔ یعنی حلوا بیچنے والا لڑکا۔ قوت۔ باوجود دوسرے قرضخواہوں کے لڑکے کے قرض کی ادائیگی دوسروں سے پسندنہ کی اسلئے کہ بزرگوں کی قوتِ باطنی کے مقابلہ میں یہ سب قرض ہیچ تھا۔

۳ے نمازِ دیگر۔ عصر کی نماز، اول نماز ظہر کی کہلاتی ہے چونکہ فرضیت نماز کے بعد امامت جبرئیلؑ میں پہلی نماز ظہر کی ادا ہوئی ہے۔ حاتم۔ یعنی سخی۔ بد خبیر۔ وہ سخی شیخ کے مقروض ہونے سے واقف تھا۔ نیم دینار جس کا حلوا خریدا تھا۔ فرد۔ یگانۂ زمانہ۔ کرامت۔ بزرگوں سے جو بات نیبی نظام کے ماتحت عام سنت اللہ کے خلاف ظاہر ہو وہ کرامت کہلاتی ہے۔

آہ وافغاں از ہمہ برخاست زُود
فوراً سب کی آہ و فغاں بلند ہوئی
کائے سَرِ[1] شیخان و شاہاں ایں چہ بود
کہ اے بزرگوں اور بادشاہوں کے سردار! یہ کیا تھا؟

ایں چہ سِرّست اینچہ سلطانیست باز
یہ کیا راز ہے؟ اور یہ کیسی شہنشاہی ہے؟
اے خداوندِ خداوندانِ راز
اے راز داروں کے آقا!

ماندانستیم مارا عفو کن
ہم نہ سمجھے، ہمیں معاف کر دیجئے
بس پراگندہ کہ رفت از ما سخن
وہ بہت بیہودہ باتیں جو ہم سے ہوئیں

ما کہ کورانہ عصاہا می زنیم
ہم جو اندھا دُھند لاٹھی گھماتے ہیں
لاجرم قندیلہا را بشکنیم
یقیناً قندیلوں کو توڑ دیتے ہیں

ما چو کراں ناشنیدہ یک خطاب
ہم بہروں کی طرح ہیں ایک بات سُنے بغیر
ہرزہ گویاں از قیاسِ خود جواب
اپنے اندازے سے بیہودہ جواب دیتے ہیں

ما ز موسیٰؑ پند نگرفتیم کو
ہم نے (حضرت) موسیٰؑ (کے واقعہ) سے نصیحت حاصل نہ کی
گشت از انکارِ خضرؑ زرد رُو
(حضرت) خضرؑ پر اعتراض کر کے شرمندہ ہوئے

با چناں[2] چشمے کہ بالا می شتافت
ایسی آنکھوں کے ذریعہ جو عالمِ بالا کی طرف جاتی تھیں
نورِ چشمش آسماں را می شگافت
اُن کی آنکھوں کا نور آسمان کو چاک کرتا تھا

کردہ با چشمت تعصب موسیا
اے موسیٰ! (شیخ خضروی) تیری آنکھوں کے ساتھ تعصب برتا
از حماقت چشمِ موشِ آسیا
حماقت کی وجہ سے ہماری چکی کے چوہے (جیسی) آنکھ نے

شیخ فرمود آں ہمہ انکار و قال
شیخ نے فرمایا وہ سب انکار اور گفتگو
من بحل کردم شما را آں جدال
وہ لڑائی جھگڑا میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے

سِرِّ آں ایں بود کز حق خواستم
اُس کا راز یہ تھا کہ میں نے اللہ (تعالیٰ) سے درخواست کی
لاجرم بنمود راہِ راستم
لامحالہ اُس نے سیدھا راستہ مجھے دکھا دیا

گفت[3] ایں دینار اگرچہ اندک ست
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا کہ یہ اگرچہ تھوڑے سے دینار ہیں
لیک موقوفِ غریوِ کودک ست
لیکن بچہ کے رونے پر موقوف ہیں

تا نگرید کودکِ حلوا فروش
جب تک حلوہ فروش کا لڑکا نہ روئے
بحرِ بخشش در نمی آید بجوش
بخشش کا دریا جوش میں نہ آئے گا

اے برادر طفلِ طفلِ چشمِ تست
اے بھائی! بچہ تیری آنکھ ہے
کامِ خود موقوفِ زاری داں نخست
پہلے اپنے مقصد کو رونے پر موقوف سمجھو

[1] سَر: سردار۔ سِرّ: راز۔ خداوند: آقا۔ قندیلہا: یعنی بزرگوں کے روشن دل۔ ما چو کراں: اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ عوام بزرگوں کی بات کی تہ تک نہیں پہنچتے ہیں اور اپنے قیاس سے اٹکل پچو باتیں بنانے لگتے ہیں۔ موسیٰ: حضرت موسیٰؑ حضرت خضرؑ کے کاموں کی تہ تک نہ پہنچے تھے اور اعتراضات کر کے شرمندہ ہوئے تھے۔

[2] با چناں چشمے: اولیاء کی چشمِ بصیرت آسمانوں کو پار کر جاتی ہے۔ تعصب: بے جا حمایت۔ موسیا: یعنی شیخ خضروی۔ موش: چوہا۔ آسیا: چکی۔ انکار: یعنی وہ تمام بیہودہ باتیں جو ان لوگوں نے کی تھیں۔ بحل کردم: میں نے معاف کر دیں۔ جدال: لڑائی جھگڑا۔

[3] گفت: یعنی میری دعا پر اللہ نے فرمایا۔ غریو: شور و غل۔ اے برادر: مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ جس طرح بخشش کا دروازہ حلوا فروش بچے کے رونے سے کھلا اسی طرح تو بھی اپنے معاملہ کو سمجھ۔

کامِ خود موقوفِ زاریِ دل ست
اپنا مقصد دل کے رونے پر موقوف ہے
بے تضرعؔ کامیابی مشکل ست
گڑگڑائے بغیر کامیابی مشکل ہے

گر ہمی خواہی کہ مشکل حل شود
اگر تو چاہتا ہے کہ مشکل حل ہو جائے
خارِ محرومی بگُل مُبدَل شود
محرومی کا کانٹا پھول میں بدل جائے

گر ہمی خواہی کہ آں خلعت رسد
اگر تو چاہتا ہے کہ وہ پوشاک تجھے مل جائے
پس بگریاں طفلِ دیدہ بر جسد
تو آنکھ کے بچے کو جسم (کی ضرورت) پر رُلا

ترسانیدن شخصے زاہدے را کہ کم گری تا کور نہ شوی
ایک شخص کا ایک زاہد کو ڈرانا کہ کم رویا کر تاکہ تو اندھا نہ ہو جائے

زاہدے را گفت یارے در عمل
عمل (تصوف) کے ایک ساتھی نے ایک زاہد سے کہا
کم گری تا چشم را ناید خلل
کم رویا کرتا کہ آنکھ کو نقصان نہ پہنچے

گفت زاہد از دو بیروں نیست حال
زاہد نے کہا حال دو صورتوں سے خالی نہیں ہے
چشم بیند یا نہ بیند آں جمال
اُس حُسن کو آنکھیں دیکھیں گی یا نہ دیکھیں گی

گر بہ بیند نورِ حق خود چہ غمؔ ست
اگر وہ اللہ (تعالیٰ) کے نور کو دیکھ لیں گی تو پھر کیا غم ہے؟
در وصالِ حق دو دیدہ کے کم ست
اللہ (تعالیٰ) کے وصال میں دو آنکھیں کیا کم ہیں

وَر نہ خواہد دید از حق نور و ضو
اور اگر وہ اللہ (تعالیٰ) کے نور اور روشنی کو نہ دیکھ سکیں گی
ایں چنیں چشمِ شقی گو کور شو
تو کہہ دو ایسی آنکھیں اندھی ہو جائیں

غم مخور از دیدہ کاں عیسیٰؔ تراست
آنکھوں کی فکر نہ کر، عیسیٰ (خدا) تیرا ہے
چپ مرو تا بخشدت دو چشمِ راست
ٹیڑھا نہ چل تاکہ وہ تجھے صحیح آنکھیں بخش دے

عیسیِ روحِ تو با تو حاضر ست
تیری روح کا عیسیٰ (خدا) تیرے پاس موجود ہے
نُصرت از وے خواہ کو خوش ناصر ست
مدد اُس سے مانگ وہ بہترین مددگار ہے

لیک بیگارِ تنِ پُر استخواں
لیکن ہڈیوں بھرے جسم کی بیگار
بر دلِ عیسیٰ منہ تو ہر زماں
کسی وقت بھی، عیسیٰ (خدا) کے دل پر نہ رکھو

ہمچو آں ابلہؔ کہ اندر داستاں
اُس بیوقوف کی طرح جس کا قصہ میں
ذکرِ اُو کردیم بہر راستاں
اہلِ حق کے لئے ہم نے اُس کا ذکر کیا ہے

زندگیِ تن مجو از عیسیت
اپنے عیسیٰ (خدا) سے جسم کی زندگی کا طالب نہ بن
کامِ فرعونی مخواہ از موسیت
اپنے موسیٰ (خدا) سے فرعونی مقصد نہ چاہ

لہ تضرع۔ عاجزی، گڑگڑانا۔ خارِ محرومی۔ یعنی مصیبتیں نعمتوں میں تبدیل ہو جائیں۔ خلعت۔ شاہی لباس۔ یعنی در عمل۔ یارِ طریقت، ہم مشرب۔ گری۔ گریستن سے صیغہ امر ہے۔ خلل نقصان۔ گفت۔ یعنی زاہد نے جواب میں کہا میں اللہ کی یاد میں رو کر آنکھیں خراب کر رہا ہوں تو اب دو صورتیں ہیں یا تو اس رونے کے نتیجہ میں میری آنکھیں برباد ہونگی اور مجھے دیدارِ حق میسر آجائیگا۔ تو پھر مجھے اِن جسمانی آنکھوں کی بربادی کی کوئی پروا نہیں اور اگر دیدارِ حق میسر نہ آئے تو پھر ایسی آنکھوں کا برباد ہو جانا ہی بہتر ہے جو دیدارِ حق سے محروم ہوں۔

ٹہ چہ غم۔ یعنی جسمانی آنکھوں کی بربادی کا کوئی رنج نہیں ہے۔ دو دیدہ۔ جو آنکھیں دیدارِ حق کیلئے ملیں گی عیسیٰ۔ یعنی وہ خدا جو مُردوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ چپ مرو۔ کجروی نہ اختیار کر۔ راست۔ درست۔ عیسیِ روح۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو روحوں کو زندہ کر دیتا ہے نصرت۔ مدد۔ بےگار۔ بے مزدوری کا کام۔ بر دلِ عیسیٰ یعنی اللہ تعالیٰ سے رُوح کی زندگی چاہو۔

تہ ابلہ۔ حضرت عیسیٰ کا وہ بیوقوف ساتھی جس نے ہڈیوں کو زندہ کرنے پر اصرار کیا۔ کامِ فرعونی۔ یعنی تن پروری لذاتِ جسمانی۔ موسیٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔

بر دلِ خود کم نہ اندیشۂ معاش[1] — عیش کم ناید تو بر درگاہ باش
اپنے دل پر معاش کی فکر کم کر — معاش کم نہ رہے گی تو دربار میں حاضر رہ

ایں بدن خرگاہ آمد رُوح را — یا مثالِ کشتیِ مر نوحؑ را
یہ جسم روح کا خیمہ ہے — یا کشتی جیسا ہے، نوحؑ کے لئے

تُرک چوں باشد بیابد خرگہے — خاصہ چوں باشد عزیز درگہے
سپاہی جب (ملازم) ہوتا ہے اسکو خیمہ ملجاتا ہے — خصوصاً جبکہ وہ دربار میں باعزت ہو

تمامی قصۂ زندہ شدن استخوانہا بدعائے عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہڈیوں کے زندہ ہوجانے کے قصہ کی تکمیل

چونکہ عیسیٰؑ دید آں ابلہ رفیق — جز کہ استیزہ نمیداند طریق
جب حضرت عیسیٰؑ نے اُس بیوقوف ساتھی کو دیکھا — کہ جھگڑے کے سوا کوئی طریقہ نہیں جانتا ہے

می نگیرد پند را از ابلہی — بُخل می پندارد او از گمرہی
بیوقوفی کی وجہ سے نصیحت قبول نہیں کرتا ہے — نادانی کی وجہ سے (اسم اعظم نہ پڑھنے کو) بخل سمجھتا ہے

خواند عیسیٰؑ نامِ[2] حق بر استخواں — از برائے التماسِ آں جواں
حضرت عیسیٰؑ نے ہڈیوں پر اسم اعظم پڑھ دیا — اُس جوان کے اصرار کی وجہ سے

حُکمِ یزداں از پئے انجامِ مرد — صورتِ آں استخواں را زندہ کرد
اللہ (تعالیٰ) کے حکم نے (اُس) انسان کے انجام کیلئے — اُن ہڈیوں کے ڈھانچہ کو زندہ کر دیا

ازمیاں بر جست یک شیر سیاہ — پنجہ زد کرد نقشش را تباہ
درمیان سے ایک کالا شیر کودا — اُس (شیر) نے پنجہ مارا اور اُس کے نقش کو مٹا دیا

کلّہ اش برکند و مغزش ریخت زود — ہمچو جوزے کاندرے مغزے نبود
اُس کی کھوپڑی اُکھاڑ دی اور جلد اُس کا بھیجا بکھیر دیا — اُس اخروٹ کی طرح جس میں گری نہ تھی

گر ورا مغزے بُدے زا شکستنش — خود نبودے نقص اِلّا بر تنش
اگر اُس میں گودا ہوتا، اُس کے ٹوٹنے سے — محض اُس کے جسم کو نقصان پہنچتا

گفت[3] عیسیٰؑ چوں تنش را کوفتی — گفت زاں رو کہ تو زو آشوفتی
حضرت عیسیٰؑ نے اُس (شیر) سے فرمایا تونے اِسقدر جلد — اُس نے کہا اِس لئے کہ تم اُس سے پریشان ہوئے

گفت عیسیٰؑ چوں نخوردی خونِ مرد — گفت در قسمت نبودم رزقِ خود
حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا تونے اُس کا خون کیوں نہ پیا؟ — اُس نے کہا میری قسمت میں اپنی روزی نہ تھی

---

[1] معاش یعنی جسمانی زندگی کا گذارا۔ درگاہ یعنی بارگاہِ خداوندی۔ خرگاہ خیمہ یعنی اصل روح ہے اور جسم محض اُس کی تیماگاہ ہے۔ کشتی۔ اصل حضرت نوحؑ کی ذات تھی اور کشتی محض اُنکی نشست گاہ تھی۔ تُرک یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے وفادار سپاہی بنوگے تو وہ خود تمہارا بندوبست فرمادے گا۔ عزیز۔ باعزت۔ استیزہ۔ لڑائی جھگڑا۔ طریق۔ راستہ۔ پند یعنی حضرت عیسیٰؑ کی نصیحت۔ بُخل۔ حضرت عیسیٰؑ کے اسم اعظم نہ پڑھنے کو اُن کے بخل پر محمول کر رہا تھا۔

[2] نام حق یعنی اسم اعظم۔ جواں۔ یعنی حضرت عیسیٰؑ کا بیوقوف ساتھی۔ ازمیاں۔ یعنی گڑھے کے اندر سے یا فوراً۔ شیر سیاہ۔ کالا شیر، خوفناک شیر۔ نقش۔ یعنی ہستی۔ ہمچو۔ یعنی کھوپڑی خالی اخروٹ کی طرح رہ گئی۔ مغزے بُدے یعنی عقل ہوتی۔

[3] گفت عیسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ نے شیر سے کہا۔ آشوفتی۔ اُس نے بےجا سوال کرکے حضرت عیسیٰؑ کو پریشان کیا تھا۔ در قسمت۔ شیر اپنی مقدر روزی کھا کر طبعی موت مرا تھا۔

اے بسا[1] کس ہمچو آں شیر ژیاں
اے (مخاطب) بہت سے لوگ اُس غضبناک شیر کی طرح
صیدِ خود ناخوردہ رفتہ از جہاں
دنیا سے اپنا شکار بغیر کھلائے چلے گئے

قسمتش کاہے نہ و حرصش چو کوہ
اُنکی قسمت میں ایک تنکا نہیں اور اُنکی حرص پہاڑ جیسی ہے
جُستہ بے وجہے وجوہ از ہر گروہ
ہر گروہ سے بے طریقہ آمدنیوں کا جویاں ہے

جمع کردہ مال و رفتہ سوئے گور
مال کو جمع کیا، اور قبر میں چلا گیا
دشمناں در ماتمِ اُو کردہ سُور
دشمنوں نے اُس کے ماتم میں جشن منایا

اے میسّر کردہ بر ما در جہاں
اے (وہ ذات) تو نے دنیا کو ہمارے لئے آسان کر دیا ہے
سُخرہ و بیگار ما را وارہاں
فرمانبرداری اور بیگار سے ہمیں نجات دے

طُعمہ بنمودہ بما واں بودہ شست
ہمیں چارہ نظر آیا اور وہ مچھلی کا کانٹا تھا
آنچناں بنما بما آں را کہ ہست
ہمیں اُسی طرح دکھا دے جس طرح سے وہ ہے

گفت آں شیر اے مسیحا ایں شکار
اُس شیر نے کہا، اے مسیحا! یہ شکار
بود خالص از برائے اعتبار
محض عبرت کے لئے تھا

گر مرا روزی بُدے اندر جہاں
اگر دنیا میں میرا رزق ہوتا
خود چہ کار ستے مرا با مُردگاں[2]
میرا مُردوں سے کیا واسطہ ہوتا؟

ایں سزائے آنکہ یابد آبِ صاف
یہ اُس کی سزا ہے جو صاف پانی پائے
ہمچو خر در جُو بمیزد از گزاف
بیہودگی سے گدھے کی طرح اُس میں پیشاب کر دے

گر بداند قیمتِ آں جوئے خر
اگر گدھا اُس نہر کی (قدر و) قیمت جانتا
اُو بجائے پا نہد در جوئے سر
وہ نہر میں پیر کی جگہ سر رکھتا

او بیابد آنچناں پیغمبرے
وہ ایسا پیغمبر پائے
میرِ آبِ زندگانی پرورے
جو زندگی کے پرورش کرنیوالے پانی (آبِ حیات) کا سردار ہے

چوں نمیرد پیشِ اُو از امرِ کُن[3]
(بلفظِ) کُن کے حکم سے اُس کے سامنے جان کیوں نہ دے
اے امیرِ آب مارا زندہ کن
اے آبِ حیات کے سردار ہمیں زندہ کر دے

ہیں سگِ ایں نفس را زندہ مخواہ
خبردار! اپنے نفس کُتّے کی زندگی نہ چاہ
کُو عدوِ جانِ تُست از دیرگاہ
کیونکہ وہ مُدّت سے تیری جان کا دشمن ہے

خاک بر سر استخوانے را کہ آں
اُن ہڈیوں پر خاک، جو کہ
مانعِ ایں سگ بُود از صیدِ جاں
اِس کُتّے کو جان کا شکار کرنے سے روکیں

---

[1] اے بسا کس۔ یہاں سے مولانا نے نصیحت شروع کی ہے۔ کاہ، تنکا، معمولی مال۔ کوہ۔ پہاڑ، بڑی چیز۔ بے وجہ۔ ناموزوں۔ وجوہ۔ آمدنیاں۔ ماتم۔ سوگ۔ سُور۔ محفلِ نشاط جشنِ مسرت۔ سُخرہ۔ بیگار، بغیر اُجرت کی مزدوری۔ طُعمہ۔ خوراک۔ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ خالص۔ محض۔ اعتبار عبرت پکڑنا یعنی تاکہ وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو بزرگوں کو لاحاصل سوال کر کے پریشان کرتے ہیں۔

[2] مُردگاں۔ یعنی میں مُر کر مُردوں میں شامل نہ ہوتا۔ میزد۔ میزیدن بمعنی پیشاب کرنا یہ فعل مضارع ہے۔ گزاف۔ بیہودگی۔ اس بیوقوف کو حضرت عیسیٰ کی ذاتِ گرامی میسّر آئی جو بمنزلہ صاف پانی کے تھے۔ ان کے ذریعہ اُس کو اپنی روح کی پاکیزگی کرنی چاہیے تھی لیکن اُس نے گدھے کی طرح ان کا غلط استعمال کیا۔

[3] امرِ کُن۔ یعنی خدائی حکم۔ امیرِ آب۔ یعنی آبِ حیات کے سردار۔ عدو۔ حدیث میں آیا ہے کہ تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان میں ہے۔ استخواں۔ یعنی جسمِ انسانی۔ جاں۔ یعنی روحانی کمالات۔

سگ ۱ نہ بر استخواں چوں عاشقی — دیو چہ وار از چہ بر خوں عاشقی

تو کتا نہیں ہے ہڈیوں پر کیوں عاشق ہے؟ — جونک کی طرح خون پر تو کس وجہ سے عاشق ہے!

آں چہ چشمست آنکہ بینائیش نیست — ز امتحانہا جز کہ رسوائیش نیست

وہ بھی کیا آنکھ ہے جس میں بینائی نہیں ہے — امتحانوں میں رسوائی کے سوا اس کیلئے کچھ نہیں ہے

سہو باشد ظنہا را گاہ گاہ — اینچہ ظن ست اینکہ کور آمد براہ

گمانوں میں کبھی کبھی بھول ہوتی ہے — یہ کیا گمان ہے جو راستہ سے اندھا ہوا!

کردۂ بر دیگراں نوحہ گری — مدتے بنشیں و بر خود می گری

تو دوسروں پر رویا ہے — کچھ عرصہ بیٹھ اور اپنے اوپر رو

ز ابرِ گریاں شاخ سبز و تر شود — زانکہ شمع از گریہ روشن تر شود

رونے والے ابر سے شاخ سبز و تازہ بنتی ہے — جیسا کہ شمع، رونے سے اور زیادہ روشن ہو جاتی ہے

ہر کجا نوحہ کنند آنجا نشیں — زانکہ تو اولیٰ تری اندر حنیں

جہاں نوحہ کریں وہاں بیٹھ — کیونکہ رونا تیرے لئے زیادہ بہتر ہے

زانکہ ایشاں ۲ در فراق فانی اند — غافل از لعلِ بقائے کانی اند

کیونکہ وہ فنا ہونے والے (مُردے) کے فراق میں (مبتلا) ہیں — بقا کی کان کے لعل سے غافل ہیں

زانکہ بر دل نقشِ تقلید ست بند — رو بآبِ چشم بندش را بر بند

کیونکہ دل پر تقلید کا نقش رکاوٹ ہے — جا، آنسوؤں سے اس رکاوٹ کو فنا کر دے

زانکہ تقلید آفتِ ہر نیکوئیست — کہ بود تقلید گر کوہِ قوی ست

کیونکہ تقلید ہر نیکی کی تباہی ہے — تقلید اگر مضبوط پہاڑ (بھی) ہے تو وہ تنکا ہے

گر ضریرے ۳ لمترست و تیز خشم — گوشت پارہ اش داں کہ او را نیست چشم

اگر کوئی اندھا موٹا اور غصیل ہے — اس کو گوشت کا ٹکڑا سمجھ کیونکہ اس کے آنکھ نہیں ہے

گر سخن گوید ز مو باریک تر — آں سرش را زاں سخن نبود خبر

اگر وہ بال سے زیادہ باریک بات کہے — اس کے دماغ کو اس بات کا پتہ نہیں ہے

مستئی دارد ز گفتِ خود و لیک — از برِ وے تا بمے راہیست نیک

اپنی گفتگو سے مست ہے لیکن — اس سے شراب تک بڑا لمبا راستہ ہے

---

۱ سگ نہ۔ انسانی جسم ہڈیوں اور خون کا مجموعہ ہے۔ ہڈی کتے کی خوراک ہے اور خون جونک کی خوراک ہے۔ دیو چہ۔ جونک، دیمک۔ آں چہ۔ اگر تمہاری نگاہ میں چھلکے اور مغز میں کوئی فرق نہیں تو تمہاری آنکھیں بیکار ہیں امتحان کے وقت رسوا ہوں گی۔ سہو۔ اگر انسان لذائذِ جسمانی اور اُخروی نعمتوں میں فرق نہیں کر سکتا ہے تو قابلِ معافی بھول نہیں ہے یہ تو اندھا پن ہے۔ بر دیگراں یعنی دوسروں کے عیب۔ بر خود یعنی اپنے مصائب پر رونا چاہیئے۔ ز ابرِ گریاں۔ جس طرح بارش سے نباتات کا فروغ ہے اسی طرح اپنے مصائب پر رونے سے روح کا فروغ ہوتا ہے۔ از گریہ۔ موم پگھل کر آنسوؤں کی صورت میں ٹپکتا ہے۔ نوحہ۔ مُردے پر رونا۔ حنیں۔ رونا چلانا۔

۲ ایشاں۔ مردے پر رونے والے۔ فانی۔ یعنی مرنے والا انسان۔ لعلِ کانی۔ معنی لعل یعنی ابدی زندگی۔ زانکہ نوحہ اسلئے ممنوع ہے کہ وہ دیکھا دیکھی کا رونا ہے اِس ممانعت کو پُر خلوص رونے سے ختم کر لو۔ بر بند۔ صاف کر دے۔ بُریدن یعنی کترنا سے امر کا صیغہ ہے۔ تقلید۔ یعنی اندھا دھند کسی کی پیروی کرنا۔ کہ بود۔ تقلیدی کام خواہ بڑا ہو اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔

۳ ضریر۔ ناقص، اندھا۔ لمتر۔ فربہ۔ موٹا۔ تیز خشم۔ غضبناک۔ سخن یعنی باریک نکتے۔ سرش۔ جب تک حال نہ ہو قال بیکار ہے۔ از برِ وے۔ میں نے لفظ بر کو زیادہ مان کر ترجمہ کیا ہے۔ مے۔ یعنی عشقِ خداوندی کا نشہ۔

ہمچو جُوئیست[۵۱] اُو نہ آبے میخورد
اُس کی مثال نہر کی سی ہے جو پانی نہیں پیتی
آب ازو بر آب خواراں بگذرد
اُس کا پانی، پانی پینے والوں تک چلا جاتا ہے

آب در جُوزاں نمی گیرد قرار
پانی اِس وجہ سے نہر میں نہیں ٹھہرتا
زانکہ آں جُو نیست تشنہ و آب خوار
کہ وہ نہر پیاسی اور پانی پینے والی نہیں ہے

ہمچو نلئے نالۂ و زاری کُند
جیسا کہ بانسری نالہ و زاری کرتی ہے
لیک بیگارِ خریدارے کُند
لیکن وہ خریدار کی بیگار کرتی ہے

نوحہ گر[۵۲] باشد مُقلِد در حدیث
نوحہ گر بات میں مُقلد ہوتا ہے
جُز طمع نبُود مرادِ آں خبیث
اُس خبیث کا لالچ کے علاوہ کوئی مقصد نہیں ہے

نوحہ گر گوید حدیثِ سوزناک
نوحہ گر دردناک بات کہتا ہے
لیک کو سوزِ دل و دامانِ چاک
لیکن دل کی جلن اور پھٹا ہوا دامن کہاں ہے؟

از مُقلِد تا مُحقِق فرقہاست
مقلد اور مُحقق میں بہت فرق ہے
کیں چو داوٗد ست و آں دیگر صداست
یہ داوٗدؑ کی طرح ہے اور وہ صدائے بازگشت ہے

منبعِ گفتارِ ایں سوزے بوُد
اُس کی بات کا سرچشمہ سوز ہوتا ہے
واں مقلد کہنہ آموزے بوُد
اور وہ مقلد کہنہ آموز ہوتا ہے

ہیں مشو غرّہ[۵۳] بداں گفتِ حزیں
اُس غمناک بات سے دھوکے میں نہ پڑنا
بار بر گاو ست بر گردوں حنیں
بوجھ بیلوں پر ہے گاڑی میں چوں چوں ہے

ہم مُقلد نیست محروم از ثواب
مُقلد بھی ثواب سے محروم نہیں ہے
نوحہ گر را مُزد باشد در حساب
نوحہ گر کی مزدوری بھی حساب میں لگتی ہے

کافر و مومن خدا گویند ولیک
کافر و مومن (دونوں) خدا کہتے ہیں، لیکن
درمیانِ ہر دو فرقے ہست نیک
دونوں میں بہت فرق ہے

آں گدا گوید خدا از بہرِ ناں
بھکاری (یا) خدا روٹی کے لئے کہتا ہے
مُتقی گوید خدا از عینِ جاں
مُتقی (دل و) جان سے خدا کہتا ہے

اَللہ اَللہ می زنی از بہرِ ناں
تو روٹی کے لئے اللہ اللہ کی ضربیں لگاتا ہے
بے طمع بیش آ و اللہ را بخواں
لالچ کے بغیر آگے بڑھ اور اللہ اللہ کہہ

گر بدانستے گدا از گفت خویش
اگر بھکاری اپنی بات کی (قدر) جانتا
پیشِ چشمِ او نہ کم ماندے نہ بیش
اُس کی نظر میں (دنیا کا) کم و بیش نہ رہتا

---

۵۱ ہمچو۔ یعنی واعظ بے عمل اور مقلدِ بے بصر کی مثال نہر اور بانسری کی سی ہے، نہر خود نفع نہیں اُٹھاتی بانسری کے دل میں سوز نہیں ہے۔

۵۲ نوحہ گر۔ وہ عورت یا مرد جو اُجرت پر رونے کا پیشہ کرے۔ مقلد۔ نوحہ گروں میں سے ایک کچھ کہتا ہے دوسرے اُسی کو دُہراتے ہیں۔ خبیث یعنی نوحہ گر۔ محقق۔ وہ شخص جو اپنی تحقیق سے بات کی تہ تک پہنچے۔ داوٗدؑ۔ مشہور نبی ہیں جن کا لحن و لہجہ بڑا پُراثر تھا انسانوں کے علاوہ حیوانات تک وجد کرنے لگتے تھے۔ صدا۔ آواز بازگشت۔

۵۳ غرّہ۔ مغرور۔ دھوکے میں پڑا ہوا۔ حزیں۔ غمناک۔ گردوں۔ گاڑی، چھکڑا۔ مقلد۔ اچھے کام کی تقلید بھی باعثِ ثواب ہے۔ مُزد۔ مزدوری۔ در حساب۔ طے شدہ۔ خدا گویند۔ خدا کا نام لیتے ہیں یا خدا کے قائل ہیں۔ بہرِ ناں۔ روٹی کمانے کے لئے۔ عینِ جاں۔ یعنی تہِ دل۔ گفتِ خویش۔ یعنی اللہ کا نام۔

سالہا گوید خدا آں نان[1] خواہ
روٹی مانگنے والا سالوں (دیا)، خدا کہتا ہے
ہمچو خر مصحف کشد از بہرِ کاہ
گدھے کی طرح گھاس کے لئے قرآن اُٹھاتا ہے

گر بدل در تافتے گفتِ لبش
اگر اُس کے ہونٹ کی بات دل پر چمکتی
ذرہ ذرہ گشتہ بودے قالبش
تو اُس کا جسم ذرہ ذرہ ہو جاتا

نامِ دیوے رہ بُرد در ساحری
جادوگری میں شیطان کا نام کام کرتا ہے
تو بنامِ حق پشیزے می بری
تو اللہ کے نام کے ذریعہ دمڑی حاصل کرتا ہے

خاریدنِ روستائی در تاریکی شیر را بہ ظنِ آنکہ گاوِ ست

ایک دیہاتی کا شیر کو سہلانا اِس خیال سے کہ وہ گائے ہے

روستائی[2] گاؤ در آخُر بہ بست
ایک دیہاتی نے گائے کو سال میں باندھ دیا
شیر گاوش خورد و بر جایش نشست
شیر نے اُس کی گائے کھالی اور اُسکی جگہ بیٹھ گیا

روستائی شد در آخُر سوئے گاؤ
دیہاتی سال میں گائے کے پاس گیا
گاؤ را می جُست شب آں کنجکاؤ
وہ تلاش کنندہ رات میں گائے کو ڈھونڈتا تھا

دست می مالید بر اعضائے شیر
شیر کے اعضاء پر ہاتھ پھیرتا تھا
پشت و پہلو گاہ بالا گاہ زیر
کمر اور کروٹ پر، کبھی اوپر، کبھی نیچے

گفت شیر ار روشنی افزوں[3] بُدے
شیر نے کہا اگر روشنی تیز ہوتی
زہرہ اش بدریدے و دل خوں شدے
اُس کا پِتّا پھاڑ دیتی اُس کا دل خون بنجاتا

ایں چنیں گستاخ زاں می خاردم
اِس طرح نڈر ہو کر مجھے سہلا رہا ہے
کو دریں شب گاؤ می پنداردم
کیونکہ وہ رات میں مجھے گائے سمجھ رہا ہے

حق ہمی گوید کہ اے مغرورِ کور
اللہ (تعالیٰ)، فرماتا ہے اے دھوکے میں مبتلا اندھے!
نے زِ نامم پارہ پارہ گشت طور
کیا میرے نام سے (کوہ) طور ریزہ ریزہ نہیں ہوا؟

کہ لَوْ اَنْزَلْنَا کِتَابًا لِلْجَبَلْ
کہ اگر ہم (اپنی)، کتاب پہاڑ پر اُتارتے
لَانْصَدَعْ ثُمَّ انْقَطَعْ ثُمَّ ارْتَحَلْ
تو وہ پھٹ جاتا پھر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا پھر جگہ سے ہل جاتا

از من ار کوہِ اُحد واقف بُدے
اگر اُحد پہاڑ مجھ سے واقف ہوتا
پارہ گشتے و دلش پُر خوں شدے
ٹکڑے ہو جاتا اور اُس کا دل پُر خون ہو جاتا

از پدر و ز مادر ایں بشنیدہٗ
تو نے ماں باپ سے یہ سُنا ہے
لاجرم غافل ازیں پیچیدہٗ
لامحالہ تو غفلت سے اِس میں لگا ہوا ہے

[1] نان خواہ۔ روٹی کا بھکاری۔ ہمچو خر۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے ان لوگوں کی مثال جو توراۃ کے حامل بنائے گئے اور پھر انھوں نے اس پر عمل نہ کیا اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ قالبش۔ اس کا جسم انکے نام کی تجلی سے . . . پارہ پارہ ہو جاتا۔ نام دیو۔ سِفلیات میں جادوگر شیطان کے نام سے کام لیتے ہیں۔ پشیز۔ دمڑی۔

[2] روستائی۔ دیہاتی۔ آخر۔ جانوروں کے باندھنے کی جگہ۔ کنج کاؤ۔ کونے کونے کو کھودنے والا، کنج گوشہ۔ کاؤ، کاویدن سے بنا ہے، کھودنے والا۔

[3] افزوں۔ رات کی تاریکی کی وجہ سے وہ شیر کو گائے سمجھ کر اس پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ زہرہ۔ پِتّا۔ گستاخ۔ نڈر۔ حق ہمی گوید جس طرح سے ناواقفیت کی وجہ سے شیر پر ہاتھ پھیرنے کے باوجود اُس دیہاتی کا دل شق نہ ہوا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی کما حقہ معرفت نہ ہونے سے اُس کے نام کا تحمل ہو جاتا ہے ورنہ کوہِ طور کی طرح جسمِ انسانی پارہ پارہ ہو جائے۔ کہ۔ قرآن پاک میں ہے کہ اگر ہم اس قرآن کو ایک پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اسکو دیکھتے کہ وہ خدا کے خوف سے جھک جاتا اور پھٹ جاتا۔ اُحد۔ مدینہ منورہ کا مشہور پہاڑ ہے۔ از پدر۔ جو سنتا ہے انسان اس کی زیادہ قدر نہیں کرتا ہے۔ لاجرم۔ لامحالہ۔

گر تو بے تقلید ازیں واقف شوی — بے نشاں از لطف چوں ہاتف[1] شوی
اگر بغیر تقلید کے تو اس سے واقف ہو جائے — ہاتف کی طرح لطافت کی وجہ سے بے نشان ہو جائے

بشنو ایں قصہ پئے تہدید را — تا بدانی آفت تقلید را
تنبیہ کے لئے یہ قصّہ سن لے — تاکہ تو تقلید کی ہلاکت کو سمجھ لے

فروختن صوفیاں بہیمۂ صوفی مسافر را جہت سماع
سماع کی خاطر صوفیوں کا ایک مسافر صوفی کی سواری کو بیچ ڈالنا

صوفیے در خانقاہ از رہ رسید — مرکب خود برد و در آخر کشید
ایک صوفی سفر کے، راستے سے ایک خانقاہ میں پہنچا — اپنی سواری کو لے گیا اور اصطبل میں باندھ دیا

آبکش داد و علف از دست خویش — نے چو آں صوفی کہ ما گفتیم پیش
اپنے ہاتھ سے اس کو تھوڑا سا پانی اور چارہ دیا — اس صوفی کی طرح نہیں جس کا ہم نے پہلے ذکر کیا ہے

احتیاطش کرد از سہو و خباط — چوں قضا آید چہ سود ست احتیاط
اس (صوفی) نے اس (سواری) کی بھول اور بیوقوفی (سے) — جب قضا آتی ہے تو احتیاط سے کیا فائدہ؟

صوفیاں درویش بودند و فقیر — کاد فقر اَن یکُن کفراً یُبیر
صوفی درویش اور فقیر تھے — قریب ہے کہ فقر بڑا کفر بن جائے

اے تونگر تو کہ سیری[2] ہیں مخند — بر کژی آں فقیر دردمند
اے مالدار تو کہ پیٹ بھرا ہے، نہ ہنس — اس دکھی فقیر کی کج روی پر

از سر تقصیر آں صوفی رمہ — خر فروشی در گرفتند آں ہمہ
اس صوفی گروہ نے غلط کاری سے — سب نے خر فروشی شروع کر دی

کز ضرورت ہست مرداری مباح — بس فسادے کز ضرورت شد صلاح
کیونکہ ضرورت کی وجہ سے مردار مباح ہے — بہت سی خرابیاں ہیں جو ضرورت میں جائز ہو جاتی ہیں

ہم دراں دم آں خرک[3] بفروختند — لوت آوردند و شمع افروختند
فوراً ہی انھوں نے وہ گدھا بیچ دی — مزیدار کھانا لائے اور شمع روشن کی

ولولہ افتاد اندر خانقہ — کامشباں لوت و سماع ست و ولہ
خانقاہ میں غل مچ گیا — کہ آج رات لذیذ کھانا ہے، سماع ہے، مستی ہے

چند ازیں صبر و ازیں سہ روزہ چند — چند ازیں زنبیل و زیں دریوزہ چند
کب تک یہ صبر اور کب تک یہ تین دن کا فاقہ؟ — کہاں تک یہ کشکول اور کہاں تک بھیک!

لہ ہاتف۔ وہ فرشتہ جس کی آواز سنائی دے اور نظر نہ آئے۔ تہدید۔ دھمکی، تنبیہ۔ فروختن۔ اس قصہ کا مقصد یہ ہے کہ کسی سنائی بات کو رٹ لینا اور حقیقت پر غور نہ کرنا بہت مُضر ہوتا ہے۔ مَرکَب یعنی گدھا۔ آبکَش۔ تھوڑا پانی کھے۔ پہلے جس صوفی کا ذکر گذرا ہے اس نے خود اپنے گدھے کو چارہ پانی نہ دیا تھا خادم پر بھروسہ کر لیا تھا۔ سہو۔ بھول۔ خباط۔ خبط، دیوانگی۔ کاد فقر۔ حدیث میں ہے قریب ہے کہ افلاس کفر بنجائے یعنی مفلس کا ایمان ڈگمگا جاتا ہے۔

ٹہ سیری پیٹ بھرا۔ کژی۔ کجروی۔ رمہ۔ بکریوں کا ریوڑ، یہاں صوفیوں کا گروہ مراد ہے۔ خر فروشی یعنی انھوں نے اس مسافر کے گدھے کے بیچنے کا معاملہ کر ڈالا۔ کز ضرورت۔ شرعی اصول ہے مجبوریاں ممنوعات کو جائز کر دیتی ہیں۔ بس۔ ضرورت کے وقت مردار کھانا جائز ہے۔

ٹہ خرک۔ معمولی گدھا۔ لوت۔ لذیذ کھانا۔ سماع۔ سننا یعنی قوالی سننا۔ ولہ۔ مستی، جوش عشق۔ سہ روزہ۔ تین کی نسبت کی ہے اور اس کا موصوف محذوف ہے یعنی فاقہ۔ زنبیل۔ چمڑے کا تھیلا جس میں فقراء اپنے کھانے کی چیزیں رکھتے ہیں۔ دریوزہ۔ بھیک مانگنا۔

ماہم از خلقیم جاں داریم ما
ہم بھی مخلوق ہیں، ہم بھی جان رکھتے ہیں

دولت امشب میہماں داریم ما
آج رات دولت ہماری مہمان ہے

تخمِ باطل[1] را ازاں می کاشتند
باطل کا بیج انھوں نے اس لئے بویا

کانکہ آں جاں نیست جاں پنداشتند
کہ جو جان نہیں ہے اُس کو انھوں نے جان سمجھا

واں مسافر نیز از راہِ دراز
وہ (صوفی) مسافر، طویل راستہ کی وجہ سے

خستہ بود و دید آں اقبال و ناز
تھکا ہوا تھا اور اُس نے توجہ اور مہربانی دیکھی

صوفیانش یک بیک بنواختند
ایک ایک صوفی نے اُس کو نوازا

نردِ خدمتہاش خوش می باختند
اُس کی خدمتگذاری کی اچھی چالیں چل رہے تھے

آں یکے پایش ہمی مالید و دست
ایک اُس کے ہاتھ پیر دبا رہا تھا

واں یکے پرسیدش از جا نشست
ایک اُس کی نشست گاہ کو دریافت کرتا تھا

واں یکے افشاند گرد از رختِ او
ایک اُس کے سامان کی گرد کو جھاڑتا تھا

واں یکے بوسید دستش را و رُو
دوسرا اُس کے ہاتھ اور مُنہ کو چومتا تھا

گفت چوں می دید میلانِ شاں بوے
جب اُس نے اُن کا جھکاؤ اپنی طرف دیکھا تو کہا

گر طرب امشب نخواہم کرد کے
اگر آج (امشب) طرب نہ کرونگا تو کب کرونگا؟

لوت خوردند و سماع آغاز کرد
سب نے کھانا کھایا اور سماع شروع ہوا

خانقہ تا سقف شد پُر دود[2] و گرد
خانقاہ، چھت تک دھوئیں اور گرد سے بھر گئی

دودِ مطبخ، گردِ آں پا کوفتن
دھواں مطبخ کا، گرد رقص کی

ز اشتیاق و وجدِ جاں آشوفتن
شوق اور وجد کی وجہ سے جان کا پریشان ہونا

گاہ دست افشاں قدم می کوفتند
کبھی بھاؤ دکھاتے ہوئے رقص کرتے تھے

گہ بسجدہ صُفہ را می رُوفتند
کبھی سجدوں سے چبوترہ پر جھاڑو دیتے تھے

دیر یابد صوفی آز از روزگار
صوفی زمانہ سے مُراد دیر میں پاتا ہے

زاں سبب صوفی بود بسیار خوار
اسی لئے صوفی پُرخور ہوتا ہے

جُز[3] مگر آں صوفی کز نورِ حق
مگر سوائے اُس صوفی کے جو اللہ کے نور سے

سیر خورد و فارغ ست از ننگ و دق
پیٹ بھرا ہوا اور ذلّت اور دروازہ پیٹنے سے بے نیاز ہو

از ہزاراں اندکے زیں صوفی اند
ہزاروں میں بہت تھوڑے ایسے صوفی ہیں

باقیاں در دولتِ آں می زیند
باقی اُن کی بدولت جیتے ہیں

---

[1] تخمِ باطل۔ یعنی بُرے اعمال۔ کانکہ۔ انھوں نے نفسِ امّارہ کو روح سمجھ کر اُس کی پرورش شروع کر دی۔ اِقبال۔ متوجہ ہونا۔ ناز۔ مہربانی۔ یک بیک۔ با اتصال کے لئے ہے جیسے دربدر۔ نواختن۔ نوازنا۔ نرد باختن۔ چال چلنا، دھوکا دینا۔ پرسید۔ یعنی کھانے کیلئے جائے نشست کے بارے میں پوچھتا تھا یا قیامگاہ کو پوچھتا تھا۔ رخت۔ سامان۔ گفت یعنی مسافر صوفی نے دل میں کہا۔ میلان۔ توجہ۔ طرب۔ مستی، وجد میں رقص کرنا۔

[2] دود۔ دھواں یعنی مطبخ کا دھواں۔ گرد۔ یعنی رقص کی۔ پا کوفتن۔ رقص کرنا۔ دست افشاندن۔ ہاتھ ہلاتے ہوئے یعنی بھاؤ دکھاتے ہوئے۔ گہ بسجدہ۔ کبھی سجدہ ریز ہو کر چبوترے پر پیشانی گھستے تھے گویا کہ پیشانیوں سے چبوترے پر جھاڑو دے رہے ہیں۔ آز۔ حرص، مقصد۔ زاں سبب۔ بھوکا زیادہ کھاتا ہے۔

[3] جز۔ یعنی حقیقی صوفی کسی حالت میں بھی بسیار خور نہیں ہوتا ہے۔ ننگ۔ یعنی بھیک مانگنے کی ذلت۔ دق۔ کوٹنا یعنی دروازہ کھٹکھٹانا۔ در دولت۔ بناوٹی صوفی بھی حقیقی صوفیوں کے بدولت کھا کما لیتے ہیں۔

چوں سماع آمد ز اوّل تا کراں[۱] — مطرب آغازید یک ضربِ گراں
جب سماع (کا سامان) اوّل تا آخر ہو گیا — گویّے نے ایک مؤثر گت شروع کی

خر برفت خر برفت آغاز کرد — زیں حرارہ جملہ را انباز کرد
گدھا چلا گیا گدھا چلا گیا کی (دُھن) کو شروع کیا — اس گرمی نے سب کو (دُھن میں) شریک کر دیا

زیں حرارہ پائے کوباں تا سحر — کف زناں خر رفت و خر رفت اے پسر
اس گرم جوشی میں صبح تک رقص کرتے ہوئے — تالیاں بجاتے ہوئے اے لڑکے گدھا چلا گیا گدھا چلا گیا (گاتے رہے)

از رہِ تقلید آں صوفی ہمیں — خر برفت آغاز کرد اندر حنین
بطور تقلید کے (مسافر) صوفی نے (بھی) یہی — روتے ہوئے، گدھا چلا گیا (گانا) شروع کر دیا

چوں گذشت آں نوش و جوش و آں سماع — روز گشت و جملہ گفتند الوداع
جب وہ (کھانا) پینا اور جوش اور سماع ختم ہوا — دن نکل آیا اور سب رخصت ہو گئے

خانقہ خالی شد و صوفی بماند — گرد از رخت آں مسافر می فشاند
خانقاہ خالی ہو گئی اور (مسافر) صوفی رہ گیا — وہ (صوفی) مسافر سامان سے گرد جھاڑنے لگا

رخت از حجرہ بروں آورد او — تا بخر بندد آں ہمراہ جو
اُس نے حجرے سے سامان باہر نکالا — تاکہ وہ ساتھیوں کو تلاش کرنے والے (صوفی) گدھے پر (لاد دیں)

تا رسد در ہمرہاں[۲] خوش می شتافت — رفت در آخر خرِ خود را نیافت
بہت جلدی کر رہا تھا تاکہ ساتھیوں سے جا ملے — اصطبل میں گیا (تو) اپنا گدھا نہ پایا

گفت آں خادم بآبش بردہ است — زانکہ خر دوش آب کمتر خوردہ است
(دل میں) کہا کہ خادم اُس کو پانی پلانے لے گیا ہے — اس لئے کہ گدھے نے کل رات پانی کم پیا تھا

خادم آمد گفت صوفی خر کجاست — گفت خادم ریش بیں[۳] جنگے بخاست
خادم آیا (تو) صوفی نے کہا گدھا کہاں ہے؟ — خادم نے کہا اپنی داڑھی کا خیال کر (دونوں میں) جھگڑا

گفت من خر را بتو بسپردہ ام — من ترا بر خر موکّل کردہ ام
(صوفی نے) کہا میں نے گدھا تیرے سپرد کیا ہے — میں نے تجھے گدھے کا محافظ بنایا ہے

بحث با توجیہ کن حجت میار — وانچہ من بسپردمت واپس سپار
مدلّل بات کر، حجت بازی نہ کر — جو میں نے تیرے سپرد کیا ہے، واپس دے

از تو خواہم آنچہ من دادم بتو — باز دہ آنچہ کہ بسپردم بتو
جو میں نے تجھے دیا ہے تجھ سے (لینا) چاہتا ہوں — جو میں نے تیرے سپرد کیا ہے۔ واپس کر

۱؎ کراں۔ کنارہ، آخری حد۔ مُطرب۔ گویّا۔ قوال۔ ضرب گراں۔ بھاری چوٹ، ایسی گت جو بے چین کر دے۔ حرارہ۔ گرمی۔ انباز۔ شریک کار۔ پاکوبیدن۔ رقص کرنا۔ کف زناں۔ تالیاں بجاتے ہوئے۔ تقلید۔ دیکھا دیکھی۔ حنین۔ آہ و بکا۔ الوداع۔ رخصت کرنا۔

۲؎ ہمرہاں۔ یعنی سفر کے وہ ساتھی جو پہلے روانہ ہو گئے تھے۔ دوش۔ گزشتہ رات، گذشتہ دن کے معنی صحیح نہیں ہیں۔

۳؎ ریش بیں۔ یعنی اپنی داڑھی کا خیال کر اور مجھ سے غلط سوال نہ کر۔ موکّل۔ محافظ۔ بحث۔ گفتگو۔ توجیہ۔ دلیل پیش کرنا۔ حجت۔ دلیل۔

گفت[۱] پیغمبر کہ دستت ہر چہ بُرد　　بایدش در عاقبت واپس سپرد
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہاتھ جو کچھ لے　　اُس کو آخر میں واپس کرنا چاہیئے

ور نہ از سرکشی راضی بدیں　　نک من و تو خانۂ قاضیِ دیں
اور اگر سرکشی سے تو اِس پہ راضی نہیں ہے　　ابھی میں ہوں اور تو ہے اور شریعت کے قاضی کا گھر ہے

گفت من مغلوب بودم صوفیاں　　حملہ آوردند و بودم بیمِ جاں
(خادم نے) کہا، میں مجبور تھا، صوفیوں نے　　حملہ کر دیا، اور مجھے جان کا خوف تھا

تو جگر[۲] بندے میانِ گربگاں　　اندر اندازی و جوئی زاں نشاں
تو کلیجہ کو بلیوں میں　　پھینکتا ہے اور اُس کا نشان ڈھونڈتا ہے

در میانِ صد گرسنہ گردۂ　　پیشِ صد سگ گربۂ پژمردۂ
سو بھوکوں میں ایک روٹی　　مری بلی سو کتوں کے سامنے

گفت گیرم کز تو ظلماً بستدند　　قاصدِ خونِ منِ مسکیں شدند
(صوفی نے) کہا مانتا ہوں، تجھ سے وہ ظلماً چھین کر لئے　　مجھ غریب کے خون کے درپے ہوئے

تو نیائی و نگوئی مر مرا　　کاں خرت رامی برند اے بینوا
تو نہیں آتا اور مجھ سے نہیں کہتا ہے　　کہ اے مفلس! وہ تیرا گدھا لے جا رہے ہیں

تا خر از ہر کہ برد من وا[۳] خرم　　ور نہ توزیعے کنند ایشاں زرم
تاکہ جس نے گدھا لیا میں اس سے واپس لے لیتا　　ورنہ وہ چندہ کر کے میری قیمت دیدیتے

صد تدارک بود چوں حاضر بُدند　　ایں زماں ہر یک باقلیمے شدند
جب وہ تھے تو سو بندوبست ہو سکتے تھے　　اب تو ہر ایک، ایک ملک کو روانہ ہو گیا

من کرا گیرم کرا قاضی برم　　ایں قضا خود از تو بر آمد سرم
میں کس کو پکڑوں؟ کس کو قاضی کے پاس لیجاؤں؟　　یہ مصیبت تیری وجہ سے میرے سر پر آئی ہے

چوں نیائی و نگوئی کاے غریب　　پیش آمد ایں چنیں ظلمِ مہیب
تو کیوں نہ آیا اور نہیں کہا کہ اے بے وطن!　　ایسا خوفناک ظلم پیش آیا ہے

گفت واللہ آمدم من بارہا　　تا ترا واقف کنم زیں کارہا
(خادم نے) کہا خدا کی قسم میں کئی بار آیا　　تاکہ تجھے اِن کارناموں سے واقف کردوں

تو ہمی گفتی کہ خر رفت اے پسر　　از ہمہ گویندگاں باذوق تر
تو کہتا تھا اے بیٹا! گدھا چلا گیا　　سب کہنے والوں سے زیادہ ذوق سے

۱ گفت۔ حدیث میں ہے۔ علی الید ما اخذت ہاتھ جو کچھ لے اُس کا ادا کرنا ضروری ہے۔ ورنہ۔ یعنی ورنہ مراضی۔ مغلوب۔ عاجز۔ بیم جان۔ جان کا خوف۔

۲ جگر بند۔ جگر، پھیپھڑے اور دل کا مجموعہ۔ گربگان۔ گربہ کی جمع یعنی بھوکے صوفی۔ گرسنہ۔ بھوکا۔ گردہ۔ روٹی، پھیلی، خیمہ۔ گیرم۔ میں مانتا ہوں۔

۳ وا خرم۔ میں لوٹا لیتا۔ توزیع۔ تقسیم، چندہ۔ زر یعنی گدھے کی قیمت۔ تدارک۔ فوت شدہ چیز کو حاصل کر لینا۔ اقلیم۔ ملک، ولایت۔ قضا۔ مصیبت یعنی گدھے کا بِک جانا۔ غریب۔ مسافر، بے وطن۔ مہیب۔ خوفناک۔ کارہا۔ یعنی صوفیوں کے کارنامے۔ باذوق تر یعنی دوسرے صوفیوں سے بھی زیادہ ذوق سے کہتا تھا۔

بازمی گشتم کہ اُو خود واقف ست
میں واپس ہوجاتا تھا کہ وہ تو واقف ہے
زیں قضا راضیست مردِ عارفست[1]
اِس مصیبت پر راضی ہے، عارف انسان ہے

گفت آنرا جملہ می گفتند خوش
(صوفی نے) کہا وہ سب اُسکو ذوق سے گا رہے تھے
مر مرا ہم ذوق آمد گفتنش
اُن کے کہنے سے میرے اندر بھی ذوق پیدا ہوگیا

مر مرا تقلیدِ شاں بر باد داد
مجھے اُن کی تقلید نے برباد کیا
کہ دو صد لعنت براں تقلید باد
ایسی تقلید پر دو سو لعنتیں ہوں

خاصہ تقلیدِ چنیں بے حاصلاں
خصوصًا ایسے بیہودہ لوگوں کی تقلید
کابروراریختند از بہرِ ناں
جنھوں نے روٹی کی خاطر آبرو لٹا دی

عکسِ ذوقِ آں جماعت میزدے
اُس جماعت کے ذوق کا عکس پڑ رہا تھا
ویں دلم از عکس ذوقیں می شدے
میرا دل عکس سے صاحب ذوق بن رہا تھا

عکس چنداں باید از یارانِ خوش
اچھے دوستوں کا عکس اِس قدر ضروری ہے
کہ شوی از بحرِ[2] بے عکس آب کش
کہ تو بے عکس سمندر سے سیراب ہو

عکس کاول زد تو آں تقلید داں
شروع میں جو عکس پڑے تو اُس کو تقلید سمجھ
چوں پیاپے شد بود تحقیق آں
جب پے در پے ہو تو وہ تحقیق ہوگی

تا نشد تحقیق از یاراں مبُر
جبتک تحقیق (کا درجہ حاصل) نہ ہو دوستوں کو نہ کاٹ
از صدف مگسل نگشتہ قطرہ دُر
جب تک قطرہ موتی نہ بنے سیپ سے جدا نہ ہو

صاف خواہی چشمِ عقل و سمع را
اگر تو عقل کی آنکھ اور کان کو صاف رکھنا چاہتا ہے
بر دراں تو پردہائے طمع را
تو لالچ کے --- پردوں کو چاک کردے

زانکہ[3] آں تقلیدِ صوفی از طمع
اسلئے کہ لالچ کی وجہ سے اُس صوفی کی تقلید نے
عقلِ اُو بر بست از نور و لمع
اُس کی عقل کو نور اور چمک سے روکدیا

زانکہ صوفی را طمع بُردش زراہ
کیونکہ صوفی کو لالچ نے گمراہ کیا
ماند در خُسران و شد کارش تباہ
ٹوٹے میں پڑا اور اُس کا کام برباد ہوگیا

طمعِ لوت و طمعِ آں ذوقِ سماع
مزیدار کھانے کا لالچ اور سماع کے ذوق کا لالچ
مانع آمد عقلِ اُو را ز اطلاع
اُس کی عقل کے لئے خبر ہونے سے مانع بنگیا

گر طمع در آئینہ برخاستے
لالچ، اگر آئینہ میں پیدا ہوجائے
در نفاق آں آئینہ چوں ماستے
نفاق میں وہ آئینہ بھی ہم جیسا ہوجائے

---

[1] مردِ عارف۔ باخدا انسان۔ تقلید۔ یعنی اندھا دھند بغیر سوچے سمجھے پیروی کرنا۔ بہرِ ناں۔ یعنی شکم پُری کے لئے اُن صوفیوں نے خیانت کی۔ عکس۔ یعنی اُن لوگوں کے ذوق نے میرے اندر بھی ذوق پیدا کردیا۔ یارانِ خوش۔ اچھے دوست یعنی مُرشدینِ کاملین۔ یہ اچھی تقلید کا بیان ہے۔

[2] بحرِ بے عکس۔ ذاتِ ہمتا، اللہ تعالےٰ۔ عکس کا اول سالک ابتداءً مُرشدِ کامل کی تقلید کرتا ہے اور کمال حاصل ہوجانے پر یہ مقلد محقق بن جاتا ہے۔ تبرّ منقطع نہ ہوتا کہ وہ شیخِ کامل تربیت کرتا ہے۔ صدف۔ سیپ یعنی شیخ۔ جزر۔ موتی۔ صاف خواہی۔ شیخ سے مستفیض ہونے کے لئے بُرے اخلاق کا ترک ضروری ہے۔

[3] زانکہ۔ اس لئے کہ۔ طمع۔ لالچ۔ لمع۔ چمک۔ ز اطلاع۔ یعنی صوفیوں کی سازش کی خبر۔ آئینہ۔ آئینہ حقیقتِ حال کو صحیح طور پر واضح کردیتا ہے۔ لہٰذا وہ صاف گوئی میں ضرب المثل ہے۔

گر ترازو را طمع بودے بمال — راست کے گفتے ترازو وصفِ حال

اگر ترازو کو مال کا لالچ ہوتا — (تو) ترازو سچی حالت کب بتاتی؟

گفت گیرم از طمع قاروں شوی — آخر الامر اندریں هاموں شوی

ترازو نے کہا میں مانتی ہوں لالچ سے تو قارون بن جائیگا — انجام کار اسی جنگل (قبرستان) میں پہنچے گا

ہر نبی می گفت با قوم از صفا — من نخواہم مزدِ پیغام از شما

ہر نبی اپنی قوم سے اخلاص سے کہتا تھا — میں تم سے پیغام (بری) کی مزدوری نہیں چاہتا ہوں

من دلیلم حق شمار ا مشتری — داد حق دلالیم ہر دو سری

میں راہ نما ہوں اور تمہارا خریدار اللہ (تعالیٰ) ہے — اللہ (تعالیٰ) نے مجھے دونوں طرف کی دلالی دیدی ہے

ہست مزدِ کار مر دلال را — مزد باید داد تا گوید سزا

ہر دلال کی اجرت ہوتی ہے — اجرت دیدینی چاہیئے تاکہ وہ ٹھیک بات کہے

چیست مزدِ کارِ من دیدارِ یار — گرچہ خود بوبکر بخشد چل ہزار

میرے کام کی اجرت کیا ہے؟ یار کا دیدار — اگرچہ ابوبکرؓ خود چالیس ہزار دے دیں

چل ہزار او نباشد مزدِ من — کے بود شبہ شبہ دُرِّ عدن

اُن کے چالیس ہزار میری مزدوری نہیں ہوسکتے — پوتھ، عدن کے موتی کی طرح کب ہوتا ہے؟

یک حکایت گویمت بشنو بہوش — تا بدانی کیں طمع شد بندِ گوش

میں تجھے ایک قصہ سناتا ہوں ہوش سے سن لے — تاکہ تو سمجھ جائے کہ یہ لالچ کان کی ڈاٹ ہے

ہر کرا باشد طمع اَلکَن شود — با طمع کے چشمِ دل روشن شود

جس میں لالچ ہوتا ہے وہ گونگا ہوجاتا ہے — لالچ کے ہوتے ہوئے دل کی آنکھ کب روشن ہوتی ہے؟

پیشِ چشمِ او خیالِ جاہ و زر — ہمچناں باشد کہ موی اندر بصر

اُس کی آنکھ کے سامنے مرتبے اور مال کا خیال — ایسا ہوتا ہے کہ جیسا کہ آنکھ میں بال

جز مگر مستے کہ از حق پر بود — گرچہ بد ہی گنجہا او حر بود

ہاں سوائے اُس مست کے کہ جو حق سے بھرا ہو — اگرچہ تو اُس کو خزانے بخشدے وہ آزاد ہوتا ہے

ہر کہ از دیدار برخوردار شد — ایں جہاں در چشمِ او مردار شد

جو دیدارِ (خداوندی) سے بہرہ ور ہوگیا — یہ دنیا اُس کی نظر میں مُردار ہوگئی

لیک آں صوفی ز مستی دور بود — لاجرم از حرصِ خود بے نور بود

لیکن وہ صوفی مستی سے دور تھا — لامحالہ اپنے لالچ کی وجہ سے بے نور تھا

ے ترازو۔ ترازو بھی کم و بیش کو صحیح صحیح بتا دیتی ہے۔ قارون۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ کا مشہور مالدار بخیل ہے۔ ہاموں جنگل یعنی قبرستان جہاں مالدار و فقیر یکساں ہیں۔ ہر نبی۔ حضرت نوحؑ حضرت ہودؑ ہر پیغمبر نے قوم سے یہی کہا تھا۔ دلیل۔ راستہ بتلانے والا۔ مشتری خریدار۔ ہر دو سری۔ دونوں جانب، دلال دونوں جانب سے دلالی وصول کرتا ہے۔ بسزا۔ مناسب دلال کو دلالی ملجاتی ہے تو ٹھکانے کی بات کرتا ہے۔
ے من یعنی یہ آنحضورؐ نے فرمایا۔ بوبکرؓ۔ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضورؐ پر اپنی تمام دولت صرف کردی۔ بعض روایات میں ہے کہ جس وقت وہ مسلمان ہوئے اُن کی ملکیت میں چالیس ہزار دینار تھے۔ شبہ۔ شین کے زیر کے ساتھ بمعنی مثل اور شین کے زبر کے ساتھ بمعنی پوتھ۔
ے بندِ گوش یعنی لالچ میں پڑکر انسان کسی نصیحت کو قبول نہیں کرتا ہے۔ اَلکن۔ ہکلا یعنی لالچی آدمی صحیح بات کہنے پر قادر نہیں رہتا۔ پیشِ چشم۔ مال و جاہ کا لالچ انسان کو بے بصیرت بنا دیتا ہے۔ حر بود۔ جو حق کا مست ہے وہ آزاد ہوتا ہے کسی کا بے جا بار قبول نہیں کرتا ہے۔ ایں جہاں۔ دنیا۔ مردار۔ حدیث شریف میں ہے دنیا مردار ہے اس کے طلبگار کتے ہیں۔ صوفی۔ وہ بے نور صوفی کھانے اور سماع کے لالچ میں گدھا کھو بیٹھا۔

صد حکایت بشنود مدہوشِ حرص — در نیاید نکتۂ در گوشِ حرص
حرص سے مدہوش سَو قصے سنتا ہے — لیکن حرص کے کان میں ایک نکتہ بھی نہیں آتا ہے

تعریف[1] کردنِ منادیانِ قاضی مفلس را گردِ شہر

قاضی کے اعلانچیوں کی شہر کے چاروں طرف ایک مفلس کی تشہیر کرنا

بود شخصے مفلسے بے خان و مان — ماند در زندان و بندِ بے اماں
ایک شخص مفلس اور خانہ خراب تھا — جو قید خانہ اور بے اماں قید میں تھا

لقمۂ زندانیاں خوردے گزاف — بر دلِ خلق از طمع چوں کوہِ قاف
خواہ مخواہ قیدیوں کا کھانا کھا جاتا — لالچ کی وجہ سے وہ لوگوں کے دلوں پر کوہِ قاف کی طرح (بھاری) تھا

زہرہ نے کس را کہ او لقمہ خورد — زانکہ آں لقمہ رُبا چابک بَرد
کسی کا پتہ نہ تھا کہ وہ لقمہ کھائے — کیونکہ وہ لقمہ اُچک لینے والا فوراً (اُڑا) لے جائے گا

ہر کہ دور از رحمتِ رحماں بود — او گدا چشم ست گر سلطاں بود
جو رحمان کی رحمت سے دُور ہو — اگرچہ وہ بادشاہ کیوں نہ ہو اس کی آنکھ بھکاری کی ہے

مر مروت را نہادہ زیرِ پا — گشت زندان دوزخے زاں ناں رُبا
اُس نے مروت کو پامال کر رکھا تھا — اُس روٹی اُچکے سے قید خانہ دوزخ بن گیا تھا

گر گریزی بر امیدِ راحتے — زاں طرف ہم پیشت آید کوفتے
اگر تو راحت کی تمنا میں بھاگے گا — اُس طرف سے بھی تیرے سامنے کوئی مصیبت آئیگی

ہیچ کُنجے بے دد[2] و بے دام نیست — جز بخلوتگاہِ حق آرام نیست
کوئی گوشہ درندے اور چرندے کے بغیر نہیں ہے — حق کی خلوت گاہ کے سوا کہیں راحت نہیں ہے

کُنجِ زندانِ جہانِ ناگزیر — نیست بے پامزد و بے دقِ الحصیر
دنیا کے جبری قید خانہ کا گوشہ — محنت اور بھاگ دوڑ سے خالی نہیں ہے

واللہ ار سوراخ موشے در روی — مبتلائے گربہ چنگالے شوی
خدا کی قسم اگر تو کسی چوہے کے سوراخ میں جائیگا — کسی بلی کے پنجے میں پھنسے گا

آدمی[3] را فربہی ہست از خیال — گر خیالاتش بود صاحب جمال
خیالات کی وجہ سے آدمی کی فربہی ہے — اگر اُس کے تصورات حسین ہوں

ور خیالاتش نماید ناخوشے — می گدازد ہمچو مومِ آتشے
اگر اُس کے خیالات ناخوشگواری ظاہر کریں — آگ (پر) کے موم کی طرح پگھل جائے گا

---

[1] تعریف کردن۔ تشہیر کرنا۔ خان و مان۔ خان، خانہ، مان، گھر بار، یعنی بے گھر بے در۔ گزاف۔ بیہودہ۔ کوہِ قاف۔ ایران کا مشہور پہاڑ ہے۔ زہرہ۔ پتا۔ چابک۔ تیزی، جلدی۔ گدا چشم۔ فقیر کی آنکھ والا، لالچی۔

[2] دد۔ درندہ۔ دام۔ چرندہ۔ زندان جہاں۔ پہلے رسمی قید خانہ کے مصائب کا ذکر تھا اب دنیا جو ایک مومن کا قید خانہ ہے اسکے مصائب کا ذکر ہے۔ ناگزیر۔ دنیوی زندگی میں اِس جہان سے چھٹکارا نہیں ہے۔ پامزد۔ محنت، مزدوری۔ دقِ الحصیر۔ دق، کوٹنا حصیر بوریا، جم کر بیٹھنے اور مشقت کا کام کرنے سے نیچے کا بوریا جلد ٹوٹ جاتا ہے۔ لہٰذا اس کے معنی محنت مشقت کے آتے ہیں۔

[3] آدمی۔ پہلے اشعار میں انسان کے خارجی مصائب میں مبتلا ہونے کا بیان تھا۔ اب اِن اشعار میں اُن مصائب کا ذکر ہے جن کے اسباب خود انسان کے اندر ہیں۔ صاحب جمال۔ اچھے خیالات انسان کی تر و تازگی کا سبب ہیں۔ ناخوشے۔ اگر انسانی خیالات کوئی ناخوشگوار تصور بندھا دیتے ہیں تو انسان موم کی طرح پگھل جاتا ہے۔

درمیانِ مار و کژدم گر ترا — باخیالاتِ خوشاں دارد خدا

اگر تجھے سانپ اور بچھوؤں کے درمیان — عمدہ تصورات کے ساتھ خدا رکھے

مار و کژدم مر ترا مونس شود — کاں خیالت کیمیائے مس شود

سانپ بچھو تیرے غم خوار ہو جائیں گے — کیونکہ تیرے وہ خیالات تانبے کیلئے کیمیا ہو جائینگے

صبر شیریں از خیالِ خوش شدست — کاں خیالاتِ فرح پیش آمدست

اچھے خیال سے صبر، شیریں بنا ہے — کیونکہ وہ خوشی کے خیالات پیش آئے ہیں

آں فرح آید ز ایماں در ضمیر — ضعفِ ایماں ناامیدی و زحیر

دل میں خوشی، ایمان سے آتی ہے — ایمان کی کمزوری ناامیدی اور ناخوشی ہے

صبر از ایماں بیابد سر کلہ — حیث لا صبر فلا ایمان لہ

صبر نے ایمان کا تاج پہنا ہے — جس کو صبر نصیب نہیں اُس کا ایمان نہیں ہے

گفت پیغمبر خدا اش ایماں نداد — ہر کرا صبرے نباشد در نہاد

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا نے اسکو ایمان — جس کی فطرت میں صبر (کرنا) نہ ہو

آں یکے در چشمِ تو باشد چو مار — ہم وے اندر چشمِ آں دیگر نگار

ایک شخص تیری نظر میں سانپ ہوتا ہے — وہی دوسرے کی نظر میں محبوب ہوتا ہے

زانکہ در چشمت خیالِ کفرِ اوست — واں خیالِ مومنی در چشمِ دوست

اس لئے کہ تیری نظر میں اس کے کفر کا خیال ہے — دوست کی نگاہ میں اُس کے، مومن ہونے کا خیال ہے

کاندریں یک شخص فعلے ہر دو ہست — گاہ ماہی باشد او گاہ شست

ایک شخص میں دونوں کے کارنامے ہیں — کبھی وہ مچھلی ہوتا ہے کبھی مچھلی پکڑنے کا کانٹا

نیمِ او مومن بود نیمیش گبر — نیمِ او حرص آوری نیمیش صبر

اُس کا نصف مومن ہوتا ہے، نصف کافر — اُس کا نصف حرص پسندی، نصف صبر ہوتا ہے

گفت یزدانت فمنکم مومن — باز منکم کافر گبر کہن

تیرے خدا نے فرمایا ہے بس تم میں سے مومن ہیں — پھر فرمایا، تم میں سے کافر ہیں پرانے کافر

ہمچو گاوے نیمہ جلدش سیاہ — نیمۂ دیگر سپید و ہمچو ماہ

اُس بیل کی طرح جس کی آدھی کھال کالی ہے — اور دوسری آدھی چاند کی طرح سفید ہے

ہر کہ ایں نیمہ بہ بیند رد کند — ہر کہ آں نیمہ بہ بیند کد کند

جو اس نصف کو دیکھتا ہے اُس کو رد کر دیتا ہے — جو اس آدھے کو دیکھتاہے اخذ کرنے کی کوشش کرتا ہے

لہ درمیانِ مار۔ انسان اچھے خیالات کی بنا پر دشمنوں میں بھی راحت سے زندگی گزار لیتا ہے دشمن۔ یعنی اچھے خیالات دشمنوں کو دوست بنا دیتے ہیں خیالِ خوش۔ یعنی صبر کے ثواب کا خیال۔ فرح۔ خوشی۔ ز ایماں۔ مومن کا ایمان ہوتا ہے کہ صبر کا ثواب ملے گا۔ سر کلہ۔ کلاہ سر۔ نداد۔ حدیث شریف میں ہے صبر ایمان کا ایک حصہ ہے۔ ضمیر دل۔ زحیر۔ پیچش، ناخوشی۔

ٹ آں یکے۔ خیالات جس طرح اثرات کے اعتبار سے مختلف ہیں اسی طرح اپنی ذات کے اعتبار سے بھی مختلف ہیں، ایک ہی انسان کے بارے میں ایک انسان کا خیال ہوتا ہے کہ وہ ڈسنے والا سانپ ہے دوسرا اُس کو اپنا دوست خیال کرتا ہے۔

زانکہ۔ سانپ سمجھنے والے کی نظر میں اُس کی برائیاں ہیں دوست سمجھنے والے کے خیال میں اُس کی بھلائیاں ہیں۔

ٹہ کاندریں۔ ہر شخص میں نفس اور روح میں بُرے اور بھلے اخلاق ہوتے ہیں شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ نیم او۔ ہر انسان میں کافرانہ صفات بھی ہوتی ہیں مومنانہ صفات بھی۔ ہمچو گاوے۔ انسان کی مثال چتکبرے بیل کی طرح ہے۔ ایں نیمہ۔ یعنی کالا حصہ آں نیمہ۔ یعنی سفید حصہ۔

از جمالِ یوسفؑ اخواں بس نفور
یوسف (علیہ السّلام) کے حُسن سے بھائی سخت متنفر

لیک اندر دیدۂ یعقوبؑ نور
لیکن وہ یعقوب (علیہ السّلام) کے نورِ چشم تھے

از خیالِ بد مر او را زشت دید
(بھائیوں نے) بُرے خیال کی وجہ سے اُنکو بدشکل دیکھا

چشمِ فرع و چشمِ اصلی ناپدید
اُنکی (فروعی آنکھ تھی اور اصلی آنکھ ناپید تھی

چشمِ ظاہر سایۂ آں چشم داں
ظاہری آنکھ کو اُس آنکھ کا پرتو سمجھ

ہر کہ آں بیند بگردد ایں بداں
جو وہ (دل کی آنکھ) دیکھے گی یہ اسی طرف گھوم جائیگی

سایۂ اصل ست فرع اما کجا
فرع اصل کا سایہ ہے، لیکن کہاں

سایہ با خورشید دارد پا بجا
ٹھہرتا ہے سایہ سورج کے سامنے؟

تو مکانی[2] اصلِ تو در لامکاں
تو مکانی ہے، تیری اصل لامکان میں ہے

ایں دکاں بند و بکشا آں دکاں
یہ دکان بند کر دے وہ دکان کھول لے

شش جہت مگریز زیرا در جہات
چاروں طرف نہ بھاگ اس لئے کہ تمام جانبوں میں

ششدر ست و ششدرہ مات ست مات
پھنساؤ کی جگہ ہے اور پھنساؤ والے کیلئے ہار ہی ہار ہے

ایں سخن را نیست حد زندانیاں
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، قیدی

مضطر اند از دستِ آں خر قلتباں
اُس دیوث، گدھے سے پریشان ہیں

شکایت کردن اہلِ زنداں پیشِ وکیلِ قاضی از دستِ آں مفلس

قیدیوں کا اُس مفلس کی قاضی کے وکیل سے شکایت کرنا

با وکیلِ قاضیِ ادراک مند
عقلمند، قاضی کے وکیل سے

اہلِ زنداں در شکایت آمدند
قیدی شکایت کرنے لگے

کہ سلامِ ما بقاضی بر[3] کنوں
کہ اب ہمارا سلام قاضی کو پہنچا

باز گو آزارِ ما زیں مردِ دوں
پھر اُس کمینہ انسان سے جو تکلیف ہمیں پہنچ رہی ہے وہ

کاندریں زنداں بماند او مستمر
وہ ہمیشہ اس قید خانہ میں رہتا ہے

یاوہ تاز و طبل خوارست و مضر
فضول گشت کرنے والا، پُرخور اور تکلیف دہ ہے

مردِ زندانی نیابد لقمہ
قیدی کو (اوّل تو) روٹی ملتی نہیں ہے

ور بصد حیلت کشاید طعمہ
اگر سو تدبیروں سے وہ کھانا کھولتا ہے

در زماں پیش آید آں دوزخ گلو
وہ جہنم (جیسے) حلق والا فوراً آجاتا ہے

حجتش اینکہ خدا گفتہ کلو
اُس کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کھاؤ

---

[1] یوسفؑ۔ اپنے باپ حضرت یعقوبؑ کے نورِ نظر تھے اور اُنکو اُن کے بھائی بُرا سمجھتے تھے۔ از خیال۔ چونکہ اُن کے بھائیوں کے خیالات بُرے تھے اُن کو یوسف بُرے نظر آئے۔ چشمِ اصل۔ دل کی آنکھ۔ چشمِ ظاہر۔ جسم کی آنکھ۔ آں چشم۔ دل کی آنکھ۔ ہر کہ۔ جسمانی آنکھ دل کی آنکھ کے تابع ہے۔ اصل یعنی دل کی آنکھ۔ فرع۔ یعنی جسمانی آنکھ۔

[2] تو مکانی۔ انسان میں اصل روح ہے اور اُس کا مسکن عالمِ بالا ہے لہٰذا انسان کو عالمِ ارواح کے کاروبار میں لگنا چاہیئے۔ شش جہت۔ چھ جانبیں، دائیں، بائیں، آگے، پیچھے، اوپر، نیچے۔ ششدر۔ وہ جگہ جس سے رہائی مشکل ہو، وہ چھ خانے جس میں نرد کا مہرہ پھنس کر مشکل سے بچتا ہے۔ ششدرہ۔ نرد کا وہ مہرہ جو ششدر میں پھنس جائے۔ مات۔ شاہِ شطرنج کا گرفتار ہو جانا جس کی وجہ سے بازی میں ہار ہو جاتی ہے۔

[3] بر۔ بُردن سے امر کا صیغہ ہے۔ آزار۔ تکلیف۔ دوں۔ کمینہ۔ مستمر۔ ہمیشہ۔ یاوہ تاز۔ بیکار پھرنے والا، آوارہ گرد۔ طبل خوار۔ کھا کر پیٹ کو ڈھول کی طرح بنا لینے والا۔ طعمہ۔ خوراک۔ دوزخ گلو۔ وہ شخص جس کو ہر وقت کھانا مانگے۔ کلوا۔ تم کھاؤ۔

چوں مگس حاضر شود بر ہر طعام
ہر کھانے پر مکھی کی طرح گرتا ہے

از وقاحت[1] بے صلاح و بے سلام
بے شرمی سے بغیر بُلائے اور بغیر سلام کے

پیشِ او ہیچست لوتِ شصت کس
اُس کے لئے ساٹھ آدمیوں کا کھانا کچھ بھی نہیں ہے

کر کند خود را اگر گوئیش بس
اگر اُس کو بس کہو تو اپنے آپ کو بہرا بنا لیتا ہے

زیں چنیں قحطِ سہ سالہ داد داد
اِس تین سالہ قحط سے فریاد ہے۔ فریاد ہے

ظلِّ مولانا اَبد پائندہ باد
جناب کا سایہ ہمیشہ قائم رہے

گو ز زنداں تا رود ایں گاومیش
حکم دیدیجئے کہ یہ بھینسا قید خانہ سے چلا جائے

یا وظیفہ کن ز وقفے لقمہ ایش
یا اُس کے کھانے کا کسی وقف سے وظیفہ مقرر کر دیجئے

اے ز تو خوش ہم ذکور[2] و ہم اناث
اے وہ کہ تجھ سے سب مرد و زن راضی ہیں!

داد کن اَلمُستغاث اَلمُستغاث
انصاف کیجئے اَلمدد اَلمدد

سوئے قاضی شد وکیلِ بانمک
خوش مزاج وکیل، قاضی کے پاس گیا

گفت با قاضی شکایت یک بیک
ایک ایک کرکے قاضی سے شکایتیں کر دیں

خواند از زنداں ورا قاضی بہ پیش
قاضی نے اُس کو قید خانہ سے اپنے سامنے بلایا

پس تفحّص کرد از اعیانِ خویش
اور اپنے لوگوں سے تحقیق کی

گشت ثابت پیشِ قاضی آں ہمہ
وہ سب کچھ قاضی کے سامنے ثابت ہو گیا

کہ نمودند از شکایت آں رمہ
جو شکایت میں اُس جماعت نے ظاہر کیا تھا

گفت قاضی خیز زیں زنداں برو
قاضی نے کہا اُٹھ اِس قید خانہ سے چلا جا

سوئے خانہ مُردہ ریگِ[3] خویش شو
اپنے موروثی گھر کی جانب (روانہ) ہو

گفت خان و مانِ من احسانِ تست
اُس نے کہا میرا گھر بار تو تیرا احسان ہے

ہمچو کافر جنّتم زندانِ تست
کافر کی طرح میری جنت تیرا قید خانہ ہے

گر ز زندانم برانی تو بَرد
اگر تو دھکے دے کر مجھے قید خانہ سے نکال دیگا

خود بمیرم من ز درویشی و کَد
میں مفلسی اور مشقت سے مر جاؤں گا

ہمچو ابلیسے کہ می گفت اے سلام
شیطان کی طرح کہ کہتا تھا اے خدا!

رَبِّ اَنْظِرْنِیْ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیَام
مجھے قیامت تک مُہلت دیدے

کاندریں زندانِ دنیا من خوشم
کہ اِس دنیا کے قید خانہ میں مَیں خوش ہوں

تا کہ دشمن زادگاں را می کُشم
تاکہ دشمن کی اولاد کو ہلاک کروں

---

[1] وَقاحت۔ بے شرمی۔ صلاح۔ نیکی، کھانے کیلئے بُلانا۔ کر کند یعنی اگر اُسے کھانا کھانے سے روکو تو بہرا بن جاتا ہے۔ قحطِ سہ سالہ۔ وہ پیٹو شاید تین سال سے جیل خانہ میں تھا۔ گاومیش بھینس۔

[2] ذکور۔ ذکر کی جمع، مرد۔ اِناث۔ اُنثیٰ کی جمع، عورت۔ اَلمُستغاث۔ وہ شخص جس سے مدد مانگی جائے۔ بانمک۔ خوش مزاج، با مذاق۔ یک بیک۔ ایک ایک۔ تفحّص۔ جستجو۔ اعیان۔ سردار۔ رَمہ۔ جماعت، گروہ۔

[3] مُردہ ریگ۔ موروثی چیز۔ ہمچو۔ حدیث میں ہے "دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے"۔ کَد۔ محنت، مشقت۔ رَبّ۔ قرآن پاک میں شیطان کا مقولہ مذکور ہے "اے میرے پروردگار مجھے روزِ قیامت تک مہلت دے"۔ دشمن زادگان۔ بنی آدم، حضرت آدم سے شیطان کی دشمنی ہے۔

ہر کہ اُو را قوتِ[1] ایمانے بود
جس کے پاس ایمان کی روزی ہو

وز برائے زادِ رہ نانے بود
اور توشہ کے لئے روٹی ہو

می ستانم گہ بمکر و گہ بریو
(اُس سے) کبھی مکر سے کبھی دھوکے سے چھین لونگا

تا بر آرند از پشیمانی غریو
تاکہ شرمندگی سے چیخنے لگے

گہ بدرویشی کنم تہدیدِ شاں
کبھی اُن کو افلاس سے ڈراؤں

گہ بزلف و خال بندم دیدِ شاں
کبھی اُن کی نگاہ زُلف اور تِل میں پھنساؤں

قوتِ[2] ایمانی دریں زنداں کم ست
اِس قید خانہ میں ایمان کی روزی کم ہے

وانکہ ہست از قصدِ ایں سگ در خم ست
جو ہے وہ اِس کتّے کی وجہ سے پیچ و خم میں ہے

از نماز و صوم و صد بیچارگی
نماز اور روزہ اور سو قسم کے عجز سے

قوتِ ذوق آید بُرد یکبارگی
ذوق میسّر آتا ہے، جس کو وہ ایکدم لے بھاگتا ہے

اَسْتَعِیْذُ اللّٰہَ مِنْ شَیْطَانِہٖ
میں اللہ سے اُس کے شیطان سے پناہ چاہتا ہوں

قَدْ ھَلَکْنَا آہ مِنْ طُغْیَانِہٖ
آہ، ہم اِس کی سرکشی سے ہلاک ہو گئے ہیں

یک سگ ست و در ہزاراں می رود
ایک کتّا ہے اور ہزاروں میں گھس جاتا ہے

ہر کہ در وے رفت اُو آں می شود
جس میں وہ گھستا ہے وہ وہی بن جاتا ہے

ہر کہ[3] سرد ت کرد میداں کو در وست
جو تجھے (اللہ کی عبادت میں) سست بنائے سمجھ لے

دیو پنہاں گشت اندر زیرِ پوست
کھال کے اندر شیطان چھپا ہے

چوں نیابد صورت آید در خیال
جب (اپنی) صورت میں نہ آئے تو تصور میں آ جائیگا

تا کشاند آں خیالت در وبال
تاکہ وہ تصور تجھے وبال میں ڈال دے

از خیالاتِ تو می آید بلا
تیرے خیالات سے مصیبت آتی ہے

چوں خیالت فاسد آمد جا بجا
چونکہ تیرا خیال ہر جگہ فاسد ہوتا ہے

گہ خیالِ فرجہ و گاہے دکاں
کبھی کشادگی کا خیال اور کبھی دُکان (کا خیال)

گہ خیالِ علم و گاہے خان و ماں
کبھی علم کا خیال اور کبھی گھر در (کا خیال)

گہ خیالِ کسب و سوداگری
کبھی پیشے اور سوداگری کا خیال

گہ خیالِ تاجری و داوری
کبھی تاجر ہونے اور عہدہ کا خیال

گہ خیالِ نقرہ و فرزند و زن
کبھی زر اور اولاد اور بیوی کا خیال

گہ خیالِ بوالفضول و بوالحزن
کبھی بکواسی اور غمزدہ کا خیال

---

[1] قوت۔ خوراک۔ رَاہ۔ یعنی راہِ آخرت۔ نانے۔ یعنی کوئی نیک عمل۔ می ستانم۔ یعنی میں اُس کی زادِ راہ چھین لیتا ہوں۔ ریو۔ مکر و فریب۔ قرآن شریف میں ہے بدرویشی۔ قرآن پاک میں ہے "شیطان تمہیں افلاس کے احتمال میں مبتلا کر دیتا ہے اور تم کو بے حیائی کی ترغیب دیتا ہے"

[2] قوت۔ اِس دُنیا کے قید خانہ میں مومن اور شیطان کی وہی صورت ہے جو دوسرے قیدیوں کی تھی اور اُس چیٹو مفلس کی تھی۔ از نماز۔ عبادات سے جو روزی حاصل ہوتی ہے اُس کو شیطان اُڑا دیتا ہے۔ یک سگ۔ ابلیس ایک ہے اُس کی ذریت بہت سے شیاطین ہیں۔ شیطانی اثر سے انسان بھی شیطان بن جاتا ہے۔

[3] ہر کہ۔ ہر وہ چیز جو انسان کی عبادت کی سرگرمیوں کو سرد کرے اُس میں شیطانی اثر سمجھو۔ چوں۔ شیطان کی تباہ کاری کے لئے اُس کا مجسّم ہو کر سامنے آنا ضروری نہیں ہے وہ انسانی خیالات میں شیطنت بھر دیتا ہے جو تباہی کا سبب بنجاتے ہیں۔ از خیالات۔ انسان کی تباہی اُس کے فاسد خیالات سے ہوتی ہے گہ خیال۔ ان تمام چیزوں میں فاسد خیالات کی آمیزش تباہی کا سبب ہے۔ بوالفضول۔ بے ہودہ انسان۔ بوالحزن۔ غمگین۔

گہ خیالِ آسیا[۱] و باغ و راغ
کبھی چکی اور باغ اور جنگل کا خیال
گہ خیالِ میغ و ماغ و لیغ و لاغ
کبھی ابر اور کُہر اور بدلی اور شوخی کا خیال

گہ خیالِ آشتی و جنگہا
کبھی صلح اور لڑائیوں کا خیال
گہ خیالِ نامہا و ننگہا
کبھی نام آوریوں اور ذلتوں کا خیال

گہ خیالِ کالہ و گاہے قماش
کبھی سامان کا خیال کبھی عمدہ چیزوں کا
گہ خیالِ مفرش و گاہے فراش
کبھی فرش بچھانے کی جگہ کا خیال اور کبھی فرش کا

ہیں بروں کُن از سَر ایں تخییلہا
خبردار! ان خیالات کو سَر سے نکال دے
ہیں بروب از دل چنیں بد حیلہا
خبردار! اِن بُری تدبیروں کو دل سے نکال دے

ہائی[۲] بگو لا حولہا در ہر زماں
خبردار! ہر وقت لاحول پڑھ
از زباں تنہا نہ بل از عینِ جاں
صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ دل سے

تتمۂ قصۂ آں مُفلس
اُس مفلس کے قصہ کا بقیہ

گفت قاضی مُفلسی را وا نما
قاضی نے کہا، مُفلسی کو ثابت کر
گفت اینک اہلِ زندانت گواہ
اُس نے کہا یہ قیدی آپ کے سامنے گواہ ہیں

گفت ایشاں مُتّہم[۳] باشند چوں
(قاضی نے) کہا وہ متہم ہوں گے کیونکہ
می گریزند از تو می گریند خوں
وہ تجھ سے گریزاں ہیں تیری وجہ خون کے آنسو بہا رہے ہیں

وز تو می خواہند تا ہم وارہند
وہ چاہتے ہیں کہ تجھ سے چھٹکارا حاصل کریں
زیں غرض باطل گواہی می دہند
اِس وجہ سے غلط گواہی دیں گے

جملہ اہلِ محکمہ گفتند ما
محکمہ کے سب لوگوں نے کہا کہ ہم
ہم بر ادبار و بر افلاسش گوا
بھی اُس کی نحوست اور مفلسی کے گواہ ہیں

ہر کرا پُرسید قاضی حالِ او
قاضی نے جس سے بھی اُس کا حال پوچھا
گفت مولا دست ازیں مفلس بشو
اُس نے کہا جناب! اِس سے دستبردار ہو جائیں

گفت قاضی کش بگردانید فاش
قاضی نے کہا اُس کو علی الاعلان گھماؤ
گردِ شہر ایں مفلس ست و ہم قلاش
شہر کے چاروں طرف کہ یہ مفلس اور کنگال ہے

کُو بکو او را منادیہا کنید
کوچہ بکوچہ اُس کے بارے میں اعلانات کردو
طبلِ افلاسش عیاں ہر جا زنید
علی الاعلان اسکے افلاس کا ہر جگہ ڈھول پیٹ دو

[۱] آسیا - چکی - راغ - جنگل - میغ - بادل - ماغ - کہر، غبار - لیغ - بدل - لاغ - شوخی - کالہ - سامان - قماش - ریشمین کپڑا، گھر کا ساز و سامان - مفرش - فرش بچھنے کی جگہ -

[۲] ہائی - اِن فاسد خیالات کے دفعیہ کی یہی صورت ہے کہ انسان دل و جان سے لاحول پڑھتا رہے - وانما - اگر مفلس کا افلاس ثابت ہو جاتا ہے تو اُس کو قید نہیں رکھا جا سکتا ہے - گواہ یعنی قیدی افلاس ثابت کر دینگے -

[۳] متہم - اگر گواہی میں گواہ کی غرض ثابت ہو جاتی ہے تو اُس کی گواہی معتبر نہیں رہتی ہے - غرض - صاحبِ غرض کی گواہی معتبر نہیں ہوتی - کش - کہ اُس - قلاش - مفلس، کنگال -

تا کسے نسیہ[۴۱] نفروشد بدو
تاکہ کوئی اُس کے ہاتھ اُدھار نہ بیچے
قرض ندہد ہیچکس او را تسُو
کوئی اُس کو آدھا حبّہ (بھی) قرض نہ دے

ہر کہ دعوی آردش اینجا بفن
جو کوئی اُس پر اِس جگہ چالاکی سے دعویٰ کریگا
پیشِ زندانش نخواہم کرد من
اُس کو میں قید میں نہ ڈالوں گا

پیشِ من افلاسِ او ثابت شدست
میرے روبرو اُس کا افلاس ثابت ہوگیا ہے
نقد و کالا[۴۲] نیستش چیزے بدست
نقد اور جنس کچھ اُس کے پاس نہیں ہے

آدمی در حبسِ دنیا زاں بود
انسان دنیا کے قید خانہ میں اِسی وجہ سے ہوتا ہے
تا بود کافلاسِ او ثابت شود
تاکہ اُس کا افلاس ثابت ہو جائے

مفلسیِ دیو را یزدانِ ما
ہمارے خدا نے شیطان کی مُفلسی کا
ہم منادی کرد در قرآنِ ما
بھی ہمارے قرآن میں اعلان کر دیا ہے

کو دغا و مفلس ست و بد سخن
(وہ مجسم) دغا اور مُفلس اور بدکلام ہے
ہیچ با او شرکت و سودا مکن
تو کبھی اُس کے ساتھ شرکت اور معاملہ نہ کر

ور کنی او را بہانہ آوری
اگر تو کرے گا تو اُسکے لئے بہانہ مہیا کرے گا
مفلس ست او صرفہ از وے کم بری
(وہ) مُفلس ہے اُس سے ڈگری وصول نہ کریگا

حاضر آوردند[۴۳] چوں فتنہ فروخت
جب فتنہ روشن ہوگیا (لوگ) لائے
اشترے کُردی کہ ہیزم می فروخت
ایک کُردی کا اونٹ جو ایندھن بیچتا تھا

کُرد بیچارہ بسے فریاد کرد
بیچارے کُردی نے بہت فریاد کی
ہم موکّل را بدانگے شاد کرد
سپاہی کو بھی ایک دانگ دے کر خوش کیا

اشترش بردند از ہنگامِ چاشت
چاشت کے وقت سے اُس کا اونٹ لے گئے
تا شبِ افغانِ او سودے نداشت
رات تک کے لئے، اور اُس کا رونا دھونا مفید نہ ہوا

بر شتر بنشست آں قحطِ گراں
وہ بھاری قحط اونٹ پر بیٹھ گیا
صاحبِ اشتر پئے اشتر دواں
اونٹ والا، اونٹ کے پیچھے دوڑ رہا تھا

سو بسو و کو بکو می تاختند
ہر ہر جانب اور کوچہ بکوچہ دوڑتے تھے
تا ہمہ شہرش عیاں بشناختند
یہانتک کہ تمام شہر نے اُسکو نمایاں طور پر پہچان لیا

پیشِ ہر حمّام و ہر بازار گہ
ہر حمّام اور ہر بازار کے سامنے
کردہ مردم جملہ در شکلش نگہ
سب لوگوں نے اُسکی صورت پر نگاہ ڈال لی

[۴۱] نسیہ - ادھار۔ تسو - چار جو کا وزن۔ ہر کہ - تا ضد کی نہ قید ہے لیکن جبکہ اُس کا افلاس ثابت ہو جائے تو پھر قید نہیں کیا جاسکتا۔

[۴۲] کالا - سامان۔ یعنی انسان کو دنیا کی قید میں قسمت نے اسی لئے مقید کیا ہے تاکہ عملِ صالح سے اُس کا افلاس یا مالداری ثابت ہو سکے۔ مُفلسی - اللہ تعالیٰ نے شیطان کی مُفلسی کا اسی لئے اعلان کیا ہے تاکہ کوئی اُس سے کسی قسم کا معاملہ نہ کرے جیسا کہ قاضی نے اِس مُفلس کے بارے میں کرایا تھا۔ صرفہ - یعنی زرِ ڈگری۔

[۴۳] حاضر آوردند - چونکہ اُس مُفلس کا اعلان و تشہیر کرنی تھی اور مُفلس کو سارے شہر میں گھمانا تھا۔ کرد - ایک صحرا نشین قوم ہے۔ ہیزم - ایندھن۔ مُوکّل - کارندہ۔ دانگ - چھ رتی کے وزن کا سکّہ ہے۔ شاد کرد - یعنی سپاہی کو ایک دانگ دے کر خوش کرنا چاہا تاکہ اُس کا اونٹ چھوڑ دے۔ قحطِ گراں - یعنی وہ مُفلس قیدی جو کہ وہ سب کو بھوکا مارتا تھا۔ نگہ - اُس کو شناخت کرنے کے لئے سب نے اُس کو دیکھا۔

دہ منادی[۱] گر بلند آوازیاں
دس بلند آواز منادی کرنے والے

ترک و کرد و رومیان و تازیاں
ترک، اور کرد، اور رومی، اور عرب

جملگاں آوازہا برداشتہ
سب چیختے تھے

کایں ہمہ تخم جفاہا کاشتہ
کہ اس نے سب بدمعاملگیوں کا بیج بویا ہے

مفلس ست و ایں ندارد ہیچ چیز
یہ مفلس ہے اس کے پاس کچھ نہیں ہے

تا کسے او را قرض ندہد یک پشیز
ہرگز اس کو کوئی ایک دمڑی قرض نہ دے

ظاہر و باطن ندارد حبۂ
کھلا ڈھکا اس کے پاس ایک حبہ نہیں ہے

مفلسے قلبے دغائے دبۂ
مفلس ہے کھوٹا ہے دغاباز ہے مٹی کا ڈھیر ہے

بینوائے بداداۓ[۲] بے وفا
مفلس ہے، نادہند ہے، بے وفا ہے

ناں ربائے نرگدائے بے حیا
روٹی کا اچکا ہے، پکا بھکاری ہے، بے شرم ہے

ہاں وہاں باا و حریفی کم کنید
خبردار! خبردار! اس کے ساتھ معاملہ نہ کرنا

چونکہ گاز آرد گرہ محکم زنید
چونکہ قینچی رکھتا ہے اسلئے مضبوط گرہ لگالو

ور بحکم آرید ایں پژمردہ را
اس موئے کو اگر تم عدالت میں لاؤ گے

من نخواہم کرد زنداں مردہ را
میں مُردے کو قید نہ کروں گا

خوش دم ست و آں گلوش بس فراخ
بہت بنا باتونی ہے اس کا حلق بہت پھیلا ہوا ہے

با شعار نو دثار شاخ شاخ
اوپر کا لباس نیا ہے اندرونی تار تار ہے

گر بپوشد[۳] بہر مکر آں جامہ را
اگر مکاری کے لئے وہ کوئی کپڑا پہنے

عاریہ است آں تا فریبد عامہ را
وہ مانگا ہوا ہے تاکہ عوام کو فریب دے

حرف حکمت بر زبان ناحکیم
نادان کی زبان پر دانائی کی بات

حلہائے عاریت داں اے سلیم
اے عزیز! مانگی ہوئی پوشاک سمجھ

گرچہ دزدے حلۂ پوشیدہ است
اگرچہ ایک چور نے پوشاک پہن لی ہے

دست تو چوں گیرد آں ببریدہ دست
(مصافحہ میں) وہ تیرا ہاتھ کیسے پکڑے کہ اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہے

چوں شبانگہ از شتر آمد بزیر
رات کو جب وہ مفلس، اونٹ سے نیچے اترا

کرد گفتش منزلم دور ست و دیر
کُردی نے اس سے کہا میرا مکان دور ہے اور دیر ہو گئی ہے

بر نشستی اشترم را از پگاہ
تو صبح سے میرے اونٹ پر بیٹھا ہے

جو رہا کردم کم از اخراج کاہ
جو میں نے چھوڑے کم از کم گھاس کا خرچہ (دے)

---

[۱] دہ۔ دس آدمی مختلف زبانوں میں منادی کر رہے تھے پشیز۔ تانبے کا سکہ، پیسہ، دھیلا۔ حبہ۔ دانہ، رتی بھر چاندی کا سکہ۔ قلب۔ کھوٹا۔ دِبہ۔ دال کے زیر کے ساتھ، مٹی کا ڈھیر دال کے ضمہ کے ساتھ ریچھنی۔

[۲] بداداا۔ نادہند، بدمعاملہ تر۔ بڑا۔ حریفی۔ معاملہ چونکہ یہ گرہ کٹ ہے، جیب کی حفاظت رکھو۔ بحکم۔ یعنی محکمۂ قضا۔ خوش دم۔ چرب زبان، باتونی۔ شعار۔ اوپری لباس۔ دثار۔ اندرونی لباس، یعنی بظاہر بھلا معلوم ہوتا ہے لیکن بباطن بُرا شخص ہے۔

[۳] گر بپوشد۔ مانگ کر اچھا لباس پہن کر لوگوں کو دھوکا دیتا ہے۔ حرف حکمت بیوقوف شخص دانائی کی بات کہتا ہے تو وہ بھی کسی اور کی کہی ہوئی ہوتی ہے۔ گرچہ۔ چور کا عموماً ہاتھ کٹا ہوا ہوتا ہے اگر وہ چھپانے کے لئے دراز آستین قمیص بھی پہن لے تو مصافحہ کے وقت راز کھل جاتا ہے، یہی بیوقوف کا حال ہے۔ شبانگہ۔ رات کے وقت۔ آمد۔ یعنی وہ مفلس اترا۔ پگاہ۔ صبح۔ رہا کردم۔ میں نے جو صاف کئے۔

گفت تا اکنوں چہ میکردیم پس
(مفلس نے) کہا ہم نے اب تک کیا کیا ہے؟
ہوشِ تو کو نیست اندر خانہ کس[1]
تیرے ہوش کہاں ہیں؟ بے وقوف!

چرخِ افلاسم شنید اے پُر طمع
اے لالچی! میرے افلاس (کی بات) آسمان نے سن لی
تو نہ بشنیدی بگوشِ بے لمع
پھوٹے کان سے تونے نہ سنی

طبلِ[2] افلاسم بچرخِ سابعہ
میرے افلاس کا ڈھنڈورا ساتویں آسمان تک
رفت و تو نشنیدۂ ایں واقعہ
پہنچ گیا اور تونے یہ واقعہ نہ سنا

گوشِ تو پُر بودہ است از طمعِ خام
تیرا کان بیہودہ لالچ سے پُر ہے
پس طمع کر می کُند گوش اے غلام
اے لڑکے! لالچ کان کو بہرا بنا دیتا ہے

تا کلوخ و سنگ بشنید ایں بیاں
یہ بیان اینٹ اور پتھر تک نے سن لیا
مُفلس است و مُفلس است ایں قلتباں
(کہ) یہ دیوث مُفلس ہے، مُفلس ہے

تا بشب گفتند و در صاحبِ شتر
وہ (منادی کرنیوالے) رات تک کہتے رہے اور اونٹ والے پر اثر نہ کیا کیونکہ وہ لالچ سے بھرپور تھا
بر نزد کو از طمع پُر بود و پُر

ہست بر سمع و بصر مُہرِ خدا
کان اور آنکھ پر خدا کی مُہر ہے
در حُجب بس صورت است و بس صدا
بہت سی صورتیں اور بہت سی آوازیں پردوں میں ہیں

آنچہ[3] اُو خواہد رساند آں بہ چشم
جس کو وہ چاہتا ہے آنکھ تک پہنچا دیتا ہے
از جمال و از کمال و از کرشم
(یعنی) حُسن اور کمال اور کرشمہ (کو)

وانچہ اُو خواہد رساند آں بگوش
جس کو وہ چاہتا ہے کان تک پہنچا دیتا ہے
از سماع و از بشارت و ز خروش
(یعنی) قوالی اور خوشخبری اور شور (کو)

گرچہ تو ہستی کنوں غافل ازاں
اگرچہ تو اب اُن سے غافل ہے
وقتِ حاجت حق کند آنرا عیاں
ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ اُنکو ظاہر کردیگا

گفت پیغمبرؐ کہ یزدانِ مجیدؔ
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے
از پئے ہر درد درماں آفرید
ہر درد کا علاج پیدا فرمایا ہے

گرچہ درماں جوئی و گوئی بجاں
اگرچہ تو علاج تلاش کرے اور دل سے کہے
کا ے خدا درمانِ کارِ من رساں
کہ اے خدا میرے کام کا علاج کردے!

لیک نے آں درماں نبینی رنگ و بو
لیکن تو اُس علاج کا رنگ و بو نہیں دیکھے گا
بہرِ دردِ خویش بے فرمانِ اُو
اُس کے حکم کے بغیر اپنے درد کے لئے

[1] تو۔ کجا۔ نیست اندر خانہ کس۔ گھر میں کوئی لائق آدمی نہیں ہے، یہ محاورہ اُس شخص کے لئے بولا جاتا ہے جس پر کوئی نصیحت اثر نہ کرے۔ چرخ۔ آسمان۔ لمع۔ نور، روشنی۔ قوتِ سماعت مراد ہے۔
[2] طبل۔ ڈھول۔ سابعہ۔ ساتواں۔ طمعِ خام۔ بیہودہ لالچ۔ کر۔ بہرا۔ قلتبان۔ دیوث۔ بھڑوا۔ حُجب۔ حجاب کی جمع ہے، پردہ۔ بس۔ بہت۔
[3] آنچہ۔ تمام تاثیرات اللہ تعالیٰ کی اجازت پر موقوف ہیں۔ کرشم۔ ناز و انداز۔ بگوش۔ آنکھ، کان وغیرہ اپنا کام جب کرتے ہیں جب خدا چاہتا ہے۔ وقت۔ قیامت کے روز سب باتیں عیاں ہو جائیں گی۔ درماں آفرید۔ حدیث شریف میں ہے خدا نے جو بیماری پیدا کی ہے اُس کی دوا بھی پیدا کی ہے، لہٰذا حق و باطل میں امتیاز نہ کرسکنے کے مرض کی بھی دوا ضرور ہے لیکن۔ اِس مرض کی دوا بھی بتائیدِ خداوندی حاصل ہو سکے گی۔

چشم را اے چارہ جو در لامکاں[1]
اے علاج کی جستجو کرنے والے آنکھ کو لامکان میں
ہیں بنہ چوں چشم کشتہ سوئے جاں[2]
لگائے رکھ جس طرح مقتول کی آنکھ جان کیطرف (لگی رہتی ہے)

کون پُر چارہ است و بے چارہ ہے
دنیا علاج سے پر ہے اور بے چارہ کوئی علاج نہیں ہے
تا کہ نکشاید خدایت روزنے
جب تک خدا تیرے لئے راہ نہ کھول دے

ایں جہاں از بے جہت پیدا شدست
یہ جہان بے جہت (خدا) سے پیدا ہوا ہے
کہ ز بے جائے جہاں را جا شدست
لامکاں (خدا کی قدرت) نے دنیا کو (عالم وجود میں) جگہ دی

باز گرد از ہست سوئے نیستی
ہستی سے نیستی کی طرف لوٹ
گر تو از جاں طالب مولیستی
اگر تو (دل و) جان سے مولا کا طالب ہے

جائے دخل ست ایں عدم از وے مرم
یہ نیستی آمدنی کی جگہ ہے اس سے گریز نہ کر
جائے خرج ست ایں وجود بیش و کم
یہ گھٹنے بڑھنے والا وجود خرچ کی جگہ ہے

کارگاہِ صنع حق چوں نیستی ست
اللہ تعالٰی کی کاریگری کا محل نیستی ہے
جز معطل در جہانِ ہست کیست
عالم ہستی میں بیکار کے علاوہ کچھ نہیں ہے

فی المناجات

اے خدائے پاک بے انباز[4] و یار
اے خدائے پاک جو لاشریک و مددگار سے مستغنی ہے
دست گیر و جرم ما را در گذار
دستگیری فرما اور ہماری خطا سے درگذر فرما

یاد دہ ما را سخنہائے رقیق
ہمیں رقت آمیز باتیں سکھا دے
کہ ترا رحم آورد آں اے رفیق
اے مہربان! جو تیرے رحم کا سبب بنیں

ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو
دعا (کی توفیق) بھی تیری جانب سے ہے اور قبولیت بھی
ایمنی از تو مہابت ہم ز تو
اطمینان تیری طرف سے ہے، ڈر بھی تجھی سے ہے

گر خطا گفتیم اصلاحش تو کن
اگر ہم غلط بات کہیں تو اس کی اصلاح کر دے
مصلحی تو اے تو سلطانِ سخن
اے کہ تو کلام کا بادشاہ ہے تو ہی اصلاح کرنیوالا ہے

کیمیا[3] داری کہ تبدیلش کنی
تیرے پاس کیمیا ہے تو اس کو تبدیل کر سکتا ہے
گرچہ جوئے خوں بود نیلش کنی
اگر خون کی نہر ہو تو اسکو دریائے نیل بنا دیتا ہے

ایں چنیں میناگری ہا کارِ تست
ایسی میناکاری تیرا کام ہے
ایں چنیں اکسیرہا اسرارِ تست
ایسی کیمیائیں تیرے بھید ہیں

---

[1] لامکاں۔ عالم ملکوت۔ چشم کشتہ۔ مقتول کی آنکھیں عموماً کھلی رہ جاتی ہیں تو گویا وہ اپنی جان کو دیکھ رہا ہے تو بھی درد کے علاج کے لئے عالم ملکوت پر نظر رکھ۔ ایں جہاں۔ اس عالم کون و مکان کو ذات بے جہت اور لامکان نے پیدا کیا ہے تو اسی کی طرف نظر رکھ اور جہت و مکان سے نگاہ ہٹالے۔ عدم۔ یعنی لامکان عالم ملکوت۔ مرم۔ رمیدن سے نہی کا صیغہ ہے۔ کارگاہ۔ اللہ تعالٰی نیست سے ہست کرتا ہے تو اس کی ایجاد کا تعلق نیستی سے ہے لہٰذا اپنے آپ کو نیست بنائے

[4] انباز۔ شریک ساتھی یار۔ مددگار۔ ہم دعا۔ خدا ہی ایسی دعا کی توفیق عطا فرماتا ہے جس کو وہ قبول کرے۔ ایمنی۔ خدا کی غفاریت سے اطمینان ہے اور اس کی قہاریت سے ڈر ہے۔ گر خطا۔ دعا میں اگر کوئی غلط بات نکلے تو اس کی اصلاح فرما دے۔

[3] کیمیا۔ جس طرح کیمیا تانبے کو سونا بنا دیتی ہے اللہ تعالٰی بھی سیّئات کو حسنات میں تبدیل فرما دیتا ہے۔ میناگری۔ کسی چیز میں آبگینے جڑنا یعنی خطا کو صواب بنا دینا۔ اکسیرہا یعنی گناہوں کو نیکیاں بنا دینا۔

آب را و خاک را بر ہم زدی[1]
تُو نے پانی اور مٹی کو ملایا

ز آب و گِل نقشِ تنِ آدمؑ زدی
پانی اور مٹی سے آدمؑ کے جسم کی صورت بنا دی

نسبتش دادی بجفت و خال و عم
(پھر) تو نے اسکے ساتھ شوہر اور ماموں اور چچا ہونے کی

با ہزار اندیشۂ شادی و غم
مع ہزاروں شادی اور غمی کے خیالات کے

باز بعضے را رہائی دادہ
پھر تو نے بعض کو چھٹکارا دے دیا

زیں غم و شادی جُدائی دادہ
اس غم اور خوشی سے جدا کر دیا

بُردہ از خویش و پیوند و سرشت
(اس کو) اپنے دوستوں عزیزوں اور سرشت سے نکال لیا

کردہ در چشمِ اُو ہر خوب زشت
اس کی نظر میں ہر بھلے والی چیز کو برا بنا دیا

ہر چہ محسوس ست اُو رد می کند
وہ ہر محسوس چیز کو رد کر دیتا ہے

وانچہ ناپیداست مسند می کند
جو غیر محسوس ہے اس کو سہارا بناتا ہے

عشقِ اُو پیدا و معشوقش نہاں
اس کا عشق ظاہر ہے اور اس کا معشوق پوشیدہ ہے

یار بیروں فتنۂ اُو در جہاں
یار (کائنات سے) باہر ہے جہان میں اسکا فتنہ ہے

ہین[2] رہا کن عشقہائے صورتی
خبردار! صورت کے عشقوں کو چھوڑ دو

نیست بر صورت نہ بر روئے ستی
وہ (عشق) بیوی کے چہرہ اور صورت پر نہیں ہے

آنچہ معشوق ست صورت نیست آں
جس سے عشق ہے وہ صورت نہیں ہے

خواہ عشقِ اینجہاں خواہ آنجہاں
خواہ اِس جہان (عالمِ ناسوت) کا عشق ہو یا اُس جہان کا

آنچہ بر صورت تو عاشق گشتۂ
جس کی صورت پر تو عاشق ہو رہا ہے

چوں بروں شد جاں چرایش ہشتۂ
جب (اسکی) جان نکل گئی تو اسکو کیوں چھوڑا ہے

صورتش بر جا ست ایں سیری ز چیست
اس کی صورت موجود ہے، یہ دل بھرنا کیوں ہے؟

عاشقا واجو کہ معشوقِ تو کیست
اے عاشق! ڈھونڈ کہ تیرا معشوق کون ہے؟

آنچہ محسوس[3] ست گر معشوقہ است
اگر محسوس چیز ہی معشوق ہے

عاشقستے ہر کہ اُو را حس ہست
تو جس میں بھی حس ہے وہ عاشق ہوتا

چوں وفا آں عشق افزوں می کند
جب وفاداری عشق کو بڑھاتی ہے

کے وفا صورت دگرگوں می کند
(تو) وفا صورت میں کب تغیر کرتی ہے؟

---

[1] آب۔ جب اللہ تعالیٰ پانی اور مٹی سے اشرف المخلوقات بنا دیتا ہے تو برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کرنا معمولی بات ہے۔ نسبتش۔ معمولی آب و گل میں نسبتیں بھی پیدا فرما دیں اور اس کو ایسا ذی حس بنا دیا کہ اس میں غم و شادی کے جذبات ہیں۔ باز۔ پھر بھی انسانوں میں سے بعض کو تمام دنیا سے بے نیاز کر کے اپنا بنا لیا۔ پیوند۔ تعلقات۔ سرشت۔ بناوٹ، خمیر ہر خوب۔ یعنی وہ چیزیں جو خدا سے غافل بنائیں۔ محسوس۔ یعنی دنیاوی چیزیں۔ ناپید۔ یعنی حواس ظاہر سے غیر محسوس، اللہ تعالیٰ۔ مسند۔ بھروسہ کی چیز، مستند علیہ۔ بیروں۔ یعنی دنیا و عقبیٰ سے باہر۔ فتنہ۔ یعنی اس کے عشق میں جہان بھی مبتلا ہے۔

[2] ہین۔ پہلے اشعار میں عشقِ حقیقی کا ذکر تھا اب عشقِ مجازی سے پرہیز کرنے کی ہدایت ہے۔ اینجہاں یعنی عالمِ ناسوت کا عشق۔ آنجہاں یعنی عالمِ ملکوت کا عشق۔ آنچہ۔ اگر معشوق در اصل صورت ہے تو مر جانے کے بعد بھی تو وہ صورت باقی ہے اب اس سے عشق کیوں نہیں ہے یہ صورت کے معشوق نہ ہونے کی پہلی دلیل ہے۔

[3] محسوس۔ صورت کے معشوق نہ ہونے کی دوسری دلیل ہے یعنی صورت جس کا حواس سے ادراک ہوتا ہے اگر وہی معشوق ہے تو جانوروں کو بھی اس سے عشق ہونا چاہیے تھا کیوں کہ صورت کو تو وہ بھی دیکھتے ہیں۔ چوں وفا۔ یہ صورت کے معشوق نہ ہونے کی تیسری دلیل ہے معشوق کی وفا سے عشق میں اضافہ ہوتا ہے حالانکہ صورت وہی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ عشق کا تعلق صورت سے نہیں ہے۔

پرتوِ خورشید[1] بر دیوار تافت
آفتاب کا عکس دیوار پر پڑا

تابشِ عاریتے دیوار یافت
(تو) عارضی چمک دیوار نے حاصل کر لی

بر کلوخے دل چہ بندی اے سلیم
اے سادہ لوح! ڈھیلے سے کیا دل لگاتا ہے

واطلبِ اصلی کہ اُو تابد مقیم
اصلی کو طلب کر جو ہمیشہ چمکتا ہے

اے کہ تو ہم عاشقی بر اصلِ خویش
اے وہ کہ تو بھی (اپنے زعم میں)، اصل پر عاشق ہے

خویش بر صورت پرستاں می فزیش
اپنے آپ کو صورت پرستوں سے زیادہ (افضل) سمجھتا ہے

پرتوِ عقل ست آں بر حسِّ تو
تیرے (اس) احساس پر عقل کا سایہ پڑ گیا ہے

عاریت میداں ذہب بر مسِّ تو
اپنے تانبے پر سونے کو عارضی سمجھ

چوں زر اندود ست[2] خوبی در بشر
انسان کا حسن ملمع کی طرح کا ہے

ورنہ چوں شد شاہدِ تو پیرِ خر
ورنہ تیرا معشوق بوڑھے گدھے کی طرح کیوں ہوا؟

چوں فرشتہ بود ہمچوں دیو شد
فرشتہ جیسا تھا، بھوت جیسا بن گیا

کاں ملاحت اندرو عاریہ بُد
کیونکہ اُس میں حسن عارضی تھا

اندک اندک می ستاند آں جمال
(اللہ تعالیٰ) اُس حسن کو تھوڑا تھوڑا واپس لیتا رہتا ہے

اندک اندک خشک می گردد نہال
آہستہ آہستہ (ہرا بھرا) پودا خشک ہو جاتا ہے

رَو نُعَمِّرۂ[3] نُنَکِّسۂ بخواں
جا نُعَمِّرۂ نُنَکِّسۂ کو پڑھ

دل طلب کُن دل منہ بر استخواں
دل کی طلب کر، ہڈی سے دل نہ لگا

کاں جمالِ دل جمالِ باقی ست
کیونکہ دل کا حسن باقی رہنے والا حسن ہے

دو لبش از آبِ حیواں ساقی ست
اس کے دونوں ہونٹ آبِ حیات کے ساقی ہیں

خود ہم اُو آب ست و ہم ساقی و مست
خود وہی پانی ہے وہی پلانے والا ہے اور مست ہے

ہر سہ یک شد چوں طلسمِ تو شکست
جب تیرا طلسم ٹوٹا تینوں ایک ہوئے

آں یکے را تو ندانی از قیاس
تو اکیلے (خدا) کو عقل سے نہ سمجھے گا

بندگی کُن ژاژ کم خا ناشناس
اے جاہل! عبادت کر، بکواس نہ کر

معنیِ تو صورت ست و عاریہ
تیری اصل (بھی) صورت (ہی) ہے اور عارضی ہے

بر مناسب شادی و بر قافیہ
متناسب (اعضا) اور موزونیت پر تو خوش ہے

---

[1] خورشید یعنی اللہ تعالیٰ اصل جمال، جمالِ حق ہے اور ممکنات پر اُس کا پرتو ہے لہٰذا اِس سے عشق کا تعلق ہے، جب یہ حال ہے تو پھر عشق اصل ہی سے کرنا چاہیے۔ کلوخ یعنی جس پر اصل جمال کا پرتو پڑا ہے۔ اے کہ تو۔ بعض لوگ مجازی معشوق کو معشوقِ حقیقی کا مظہر قرار دے کر اُس سے عشق کرتے ہیں اور اپنے آپ کو صورت پرستوں سے افضل سمجھتے ہیں، یہ محض اُن کے عقلی ڈھکوسلے ہیں اور یہ اُن کی ملمع سازی ہے عقلی دلائل کے زور سے حقیقت نہیں بدلتی ہے۔

[2] زر اندود۔ ملمع کیا ہوا۔ شاہد معشوق یعنی حسین معشوق بھی بڑھاپے میں بوڑھے گدھے جیسا نظر آنے لگتا ہے۔ اندک اندک۔ اللہ تعالیٰ اپنے جمال کو انسان سے واپس لے لیتا ہے اور سرسبز شاداب چیز جھاڑ بن جاتی ہے

[3] نُعَمِّرۂ۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ۔ اور جس کو ہم بڑی عمر دیتے ہیں اُسکو بناوٹ میں اُلٹا گھٹاتے ہیں۔ دل۔ یعنی اللہ تعالیٰ استخواں یعنی ممکنات۔ جمالِ دل۔ اللہ تعالیٰ کا حسن۔ دو لبش۔ اس کے دونوں ہونٹ، بعض نسخوں میں دو لبش ہے یعنی اس کا عشق۔ خود ہم او۔ جب انسان کی خودی مٹ جاتی ہے تو تمام ممکنات میں اُسکو وجودِ واحد ہی نظر آتا ہے۔ یکے یعنی ذاتِ احد۔ قیاس یعنی عقلی دلائل۔ بندگی یعنی ذاتِ خداوندی کو مجاہدات کے ذریعہ پہچانا جا سکتا ہے۔ ژاژ۔ ایک کڑوی اور خاردار گھاس ہے جسکو اونٹ بھی نہیں کھا سکتا ہے اس سے ژاژ خائیدن بمعنی بکواس کرنا بنا ہے۔ معنی تو یعنی جسکو تو حقیقت سمجھ کر عاشق ہوا ہے وہ بھی محض صورت ہے اور تیرا عشق معشوق کا تناسب اور موزوں اعضا کیوجہ سے ہے۔ عاریہ۔ عارضی۔ قافیہ۔ موزونیت۔

آں بود معنی کہ بستاند ترا — بے نیاز از نقش گرداند ترا

اصل تو وہ ہوتی ہے جو تیری خودی کو ختم کر دے — تجھے صورت سے بے نیاز بنا دے

نبود آں معنی کہ کور و کر کند — مر ترا بر نقش عاشق تر کند

اصل وہ نہیں ہے جو اندھا اور بہرا بنائے — تجھے صورت پر زیادہ عاشق کر دے

کور را قسمت خیالِ غم فزاست — بہرۂ چشم ایں خیالاتِ فناست

اندھے کا حصہ غم بڑھانے والے خیالات ہیں — (ظاہری) آنکھ کا حصہ فانی خیالات ہیں

حرفِ قرآں را ضریراں معدن اند — خر نہ بینند و بپالاں بر زنند

اندھے قرآن کے حروف کی کان ہیں — گدھے کو نہیں دیکھتے ہیں اور پالان کو ٹٹولتے ہیں

چوں تو بینائی پئے خر رو کہ جست — چند ازیں پالاں گری اے تن پرست

اگر تو بینا ہے، گدھے کا پیچھا کر جو کہ کود گیا — اے تن پرست! یہ پالان گری کب تک؟

خر چو ہست آید یقیں پالاں ترا — کم نگردد ناں چو باشد جاں ترا

جب گدھا ہے تو تجھے پالان یقیناً مل جائے گا — جب تک تیری جان ہے رزق ناپید نہ ہوگا

خر چو باشد کم نیاید اے عمو — خود بہ پشتش رُو نہد پالانِ او

اے چچا! جب گدھا ہوگا پالان کی کمی نہ ہوگی — خود بخود اس کی کمر پر اس کا پالان آجائے گا

پشتِ خر دکانِ مال و مکسبت — جانِ تو سرمایۂ صد قالبست

گدھے کی کمر مال اور کمائی کی جگہ ہے — تیری جان سو قالبوں کا سرمایہ ہے

خر برہنہ بر نشیں اے بو الفضول — خر برہنہ نے کہ راکب شد رسول

اے ہوسی! ننگی پشت والے گدھے پر چڑھ جا — کیا ننگی پشت والے گدھے پر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سوار (ہوئے)

اَلنَّبِیُّ قَدْ رَکِبَ مُعْرَوْرِیًا — وَالنَّبِیُّ قِیْلَ سَافَرَ مَاشِیًا

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ننگی پشت (گدھے) پر سوار ہوئے — کہا گیا ہے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیدل سفر کیا

بلکہ آں شہ ہم پیادہ رفتہ است — بارِ ایں و آں بسے بپذرفتہ است

بلکہ وہ شاہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدل بھی چلے ہیں — اِس کا اور اُس کا بوجھ بہت اٹھایا ہے

شد خرِ نفسِ تو بر میخش ببند — چند بگریزد ز کار و بارِ چند

تیرا خرِ نفس (قبضہ سے) نکل گیا اسکو کھونٹے سے باندھ — تو کاروبار سے کب تک گریز کرے گا؟

بارِ صبر و شکر اُو را بُردنیست — خواہ در صد سال خواہی سی و بیست

صبر اور شکر کا بوجھ اس کو اٹھانا ہے — خواہ سو سال میں خواہ تیس اور بیس سال میں

---

۱ آں بود۔ حقیقت کا عشق انسان کی خودی مٹاتا ہے اور صورت پرستی سے بے نیاز بنا دیتا ہے۔ کور و کر۔ یعنی حقیقت سے۔ کور را۔ یعنی حقیقت بینی سے محروم شخص۔

۲ ضریر۔ اندھا۔ معدن۔ کان۔ خر نہ بینند۔ چشم بصیرت کے اندھے حقیقت کو چھوڑ کر مجاز پر فریفتہ ہیں۔ چوں تو بینائی۔ صاحب بصیرت کو اصل مقصود کے درپے ہونا چاہیے فروعات میں نہ پھنسنا چاہیے۔ خر چو ہست۔ جب مقصود حاصل ہو جاتا ہے تو اس کے لوازم بھی مہیا ہو جاتے ہیں۔ پشتِ خر۔ ایک چیز ایک چیز کے اعتبار سے مقصود بالذات ہوتی ہے۔ اور دوسری چیز کے اعتبار سے وہ اصل مقصد نہیں ہوتی ہے گدھا، پالان کے اعتبار سے مقصود ہے لیکن کمائی کے اعتبار سے اصل مقصد نہیں ہے بلکہ گدھے سے کما کر کھانا اصل مقصد ہے۔

۳ خر برہنہ۔ اصل مقصد سے سروکار رکھنا چاہیے خواہ فروع نہ حاصل ہوں اگر پالان نہ بھی ہو تو گدھے پر سوار ہو جانا چاہیے۔ اور اگر گدھا بھی نہ ہو تو منزل تک پیدل ہی چلنا چاہیے۔ شد خرِ نفس۔ نفس امارہ کو قابو میں رکھنا چاہیے اور اسکی حیلہ جوئی کی وجہ سے مجاہدات سے باز نہ رہنا چاہیے۔ بارِ صبر۔ انسان کو لامحالہ اپنے فرائض انجام دینے ہیں۔

ہیچ واُزِر وِزرِ غیرے بر نداشت
کسی بوجھ اُٹھانے والے نے دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھایا
ہیچکس ندرود تا چیزے نکاشت
کسی نے نہ کاٹا جب تک کہ کچھ نہ بویا

طمعِ خام ست آں مخور خام اے پسر
خام لالچ ہے اے صاحبزادے! تو کچا نہ کھا
خام خوردن علّت آرد در بشر
کچا کھانا انسان میں بیماری پیدا کر دیتا ہے

کاں فلانے یافت گنجے ناگہاں
کہ فلانے نے اچانک خزانہ پا لیا
من ہم آں خواہم چرا جویم دکاں
میں بھی ایسا ہی چاہتا ہوں تو دکان کی جستجو کیوں کروں؟

کارِ بخت ست آں وآں ہم نادرست
یہ مقدر کی بات ہے اور وہ بھی بہت نادر ہے
کسب باید کرد تا تن قادرست
جب تک بدن میں جان ہے کمائی کرنی چاہیئے

کسب کردن گنج را مانع کے ست
کمائی خزانہ کے لئے کب رکاوٹ ہے؟
پا مکش از کار آں خود در پے ست
کام سے قدم نہ ہٹا وہ (تیرے) پیچھے ہے

تا نگردی تو گرفتارِ اگر
تو اگر مگر میں ہرگز نہ پھنس
کہ اگر ایں کردمے یا آں دگر
کہ اگر میں یہ کرتا یا وہ کرتا

کز اگر گفتن رسولِ با وفاق
با توفیق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اگر کہنے سے
منع کردو گفت ہست آں از نفاق
منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ وہ نفاق ہے

کاں منافق در اگر گفتن بمرد
کیونکہ منافق "اگر مگر" میں ہی مر گیا
وز اگر گفتن بجز حسرت نبرد
اور "اگر مگر" کہنے سے سوائے افسوس کے کچھ حاصل نہ کیا

اے بسا کس مُردہ در بوک و مگر
بہت سے انسان "شاید کہ ہو" اور "اگر" میں مر گئے
از نہالِ عاقبت ناخوردہ بر
آخرت کے درخت کا پھل چکھے بغیر

ور نمی یابی تو نقصانِ اگر
اگر تو "اگر مگر" کے نقصان کو نہیں سمجھا
ایں مثل بشنو کہ دریابی مگر
تو یہ قصہ سُن لے شاید تو سمجھ جائے

حکایت در معنیٔ ایں بیت: اگر را با مگر ہم جفت کردند

اس شعر کے معنیٰ سے متعلق قصہ انھوں نے اگر اور مگر کی شادی کر دی اُن سے

از ایشاں بچہ آمد کاشکے نام

"کاشکے" نامی بچہ پیدا ہوا

یک غریبے خانہ می جست از شتاب
ایک مسافر جلدی میں گھر تلاش کر رہا تھا
دوستے بُردش سوئے خانہ خراب
ایک دوست اُس کو گرے ہوئے گھر کے پاس لے گیا

لہ واُزر۔ بوجھ اُٹھانے والا۔ وِزر۔ بوجھ۔ ہیچکس۔ بغیر عمل کے کوئی پھل نہیں ملتا ہے۔ طمعِ خام۔ بے بنیاد لالچ۔ خام۔ کچا۔ علت۔ بیماری۔ کاں فلانے۔ یہ بے بنیاد لالچ ہے۔ کسب باید۔ شیخ چلی کی باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے جب تک انسان میں طاقت ہے کام کرنا چاہیئے۔

لہ کسب کردن۔ انسان جس غیبی خزانے کے لالچ میں پڑا ہے، کما کر کھانا اُس کیلئے کب مانع ہے، اگر ملنا ہے تو وہ بھی خود مل جائیگا۔ تا نگردی۔ اگر مگر میں پھنسنا، کسب و عمل سے مانع بنتا ہے اور اُس سے سوائے افسوس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کز۔ اگر مگر میں پھنسنا یقین کے منافی ہے اور یقین عین ایمان ہے لہٰذا اگر مگر میں پھنسا ہوا انسان مومن نہیں ہے۔ منع کرد۔ آنحضور نے فرمایا إِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ۔ اگر مگر کا خیال شیطانی کام کا دروازہ کھولتا ہے۔

لہ بوک۔ یہ بود کہ کا مخفف ہے یعنی شاید کہ یہ جملہ بھی شکی انسان بولتا ہے۔ اگر۔ یعنی لفظ اگر کہنے کا نقصان۔ اگر را با مگر۔ "اگر" اور "مگر" کا نکاح کیا اُس سے "کاشکے" بچہ پیدا ہوا۔ خانہ خراب۔ ڈھیا ہوا گھر۔

گفت اُو ایں را اگر سقفے بُدے　　پہلوئے من مر تُرا مسکن شُدے

اُس (دوست) نے کہا کہ اگر اِس گھر پر چھت ہوتی　　میرے پڑوس میں تیرے رہنے کی جگہ ہوتی

ہم عیالِ[1] تو بیاسودے اگر　　در میانہ داشتے حجرہ دگر

تیرے بال بچوں کو بھی آرام ملتا، اگر　　دوسرا حجرہ درمیان میں ہوتا

ور رسیدے میہماں روزے تُرا　　ہم بیاسودے اگر بودیت جا

اگر کسی روز تیرا مہمان آ جاتا　　وہ بھی آرام پاتا اگر تجھے جگہ مل جاتی

کاشکے معمور بودے ایں سرا　　خانۂ تو بودے ایں معمورِ ما

کاش یہ مکان آباد ہوتا　　تو ہمارا یہ آباد گھر تیرا گھر ہوتا

گفت آرے پہلوئے یاراں خوش ست　　لیک اے جاں در اگر نتواں نشست

(مسافر نے) کہا بیشک دوستوں کا پڑوس اچھا ہے　　لیکن اے جانِ (من) "اگر" میں سکونت نہیں ہو سکتی ہے

ایں ہمہ عالم طلبگارِ خوش اند　　وز خوش تزویر اندر آتش اند

یہ تمام جہان اچھائی کا طلب گار ہے　　لیکن بناوٹی اچھائی سے آگ میں ہیں

طالبِ زر گشتہ جملہ پیر و خام　　لیک قلب از زر نداند چشمِ عام

تمام بوڑھے اور نوجوان سونے کے طلبگار ہیں　　لیکن عام آنکھ (کھرے) سونے کو کھوٹے سے نہیں پہچانتی ہے

پرتوے[2] بر قلب زد خالص ببیں　　بے محک زرے را مکن از ظن گزیں

دیکھ خالص نے کھوٹے کو چمکا دیا ہے　　بغیر کسوٹی کے (محض) اندازے سے سونا نہ لے

گر محک داری گزیں کن ورنہ رو　　نزدِ دانا خویشتن را کن گرو

اگر تو کسوٹی رکھتا ہے لے ورنہ جا　　اپنے آپ کو کسی دانا کے سپرد کر دے

پس محکّ[3] باید میانِ جانِ خویش　　ور نداری رہ مرو تنہا بہ پیش

کسوٹی اپنے اندر ہونی چاہیئے　　اگر تیرے پاس نہیں ہے تو تنہا آگے نہ بڑھ

بانگِ غولاں ہست بانگِ آشنا　　آشنائے کو کشد سوئے فنا

چھلاووں کی آواز دوست کی آواز ہے　　(لیکن) ایسا دوست جو ہلاکت کیطرف کھینچتا ہے

بانگ می دارد کہ ہاں اے کارواں　　سوئے من آئید نک راہ و نشاں

وہ (چھلاوا) پکارتا ہے کہ خبردار اے قافلے!　　میری جانب آؤ یہ راستہ اور نشان (منزل) ہے

نامِ ہر یک می برد غول اے فلاں　　تا کند آں خواجہ را از آفلاں

چھلاوا ہر ایک کا نام پکارتا ہے اے فلانے!　　تاکہ اُن صاحب کو ہلاک شدگان میں (شامل) کر دے

---

[1] عیال۔ بال بچے۔ متعلقین۔ آباد۔ آرے۔ ہاں۔ در اگر۔ اگر مگر کا جو خیالی مکان ہے اُس میں رہائش نہیں ہو سکتی ہے۔ ایں ہمہ عالم۔ سب یہ چاہتے ہیں کہ آخرت کی کامیابی حاصل ہو لیکن شیطان اُن کو گمراہ کر دیتا ہے اور وہ آتشِ حسرت میں جلتے ہیں جیسا کہ اِس مسافر کے ساتھ اُس دوست نے کیا۔ طالبِ زر۔ ہر انسان نیک عمل چاہتا ہے لیکن شیطان نے جو ملمع سازی کی وہ نہیں پہچان سکتا ہے۔

[2] پرتوے۔ شیطان بُرے اعمال کو مزین کر کے دکھا دیتا ہے اگر کوئی ایسا صاحبِ علم ہو کہ خود اُس فریب کو سمجھ سکے تو امتیاز کر کے عمل کرے ورنہ اپنے آپ کو کسی شیخ کامل کے سپرد کر دے تاکہ وہ شیطانی اور رحمانی عمل میں امتیاز کر دے۔

[3] محکّ۔ کسوٹی، یعنی بُرے بھلے میں تمیز کرنے کا نورِ فراست۔ غولاں۔ چھلاوے جو مسافر کو راستہ سے بھٹکا دیتے ہیں۔ آشنا۔ دوست۔ نک۔ اینک، اینست۔ نشاں۔ یعنی نشانِ منزل۔ آفلاں۔ آفل کی جمع ہے، غائب ہونے والا۔

چوں رسد آنجا بہ بیند گرگ و شیر | عمر ضائع راہ دور و روز دیر
جب اس جگہ پہنچتا ہے بھیڑیا اور شیر دیکھتا ہے | عمر برباد (ہوئی) راستہ دور (رہ گیا) اور دن بے وقت (ہو گیا)

چہ بُود[1] آں بانگِ غول اے نیکخو | مال خواہم جاہ خواہم آبرو
اے نیک مزاج: چھلاوے کی آواز کیا ہوتی ہے؟ | مال چاہتا ہوں، رتبہ چاہتا ہوں، آبرو (چاہتا ہوں)

اندرونِ خویش ایں آوازہا | منع کن تا کشف گردد رازہا
اپنے اندر سے اِن آوازوں کو | روک دے تاکہ راز کھلیں

ذکرِ حق کن بانگِ غولاں را بسوز | چشم چوں نرگس ازیں کرگس بدوز
اللہ کا ذکر کر، چھلاووں کی آواز کو پھونک دے | نرگس جیسی آنکھ اِس گدھ سے بند کرلے

صبحِ کاذب را ز صادق وا شناس | رنگِ مے را باز داں از رنگِ کاس
صبح صادق کو صبح کاذب سے پہچان | شراب کے رنگ کو پیالے کے رنگ سے علیحدہ کر

تا بُود کز دیدگانِ[2] ہفت رنگ | دیدۂ پیدا کند صبر و درنگ
ہو سکتا ہے کہ سات پردوں والی آنکھوں کی بجائے | صبر اور استقلال ایک آنکھ پیدا کردے

رنگہا بینی بجز ایں رنگہا | گوہراں بینی بجائے سنگہا
اِن رنگوں کے علاوہ تو اور رنگ دیکھے | سنگریزوں کی بجائے تو موتی دیکھے

گوہرے چہ بلکہ دریائے شوی | آفتابِ چرخ پیمائی شوی
موتی کیا بلکہ تو دریا بن جائے | آسمان کو طے کرنے والا سورج بن جائے

کارکن در کارگاہ باشد نہاں | تو برو در کارگہ بینش عیاں
کاریگر، کارخانہ میں چھپا ہوتا ہے | تو جا، کارخانہ میں اُس کا مشاہدہ کرلے

کار[3] چوں بر کارکن پردہ تنید | کارکن بر کارگہ باشد پدید
کام نے جبکہ کارکن پر پردہ ڈال رکھا ہے | کاریگر کارخانہ میں رونما ہوگا

خارج ایں کار نتوانیش دید | منتظر در کارگہ آید پدید
کام سے علیحدہ تو اس کو نہ دیکھ سکے گا | جس کا انتظار ہے وہ کارخانہ میں ظاہر ہوگا

کارگہ چوں جائے باشِ عامل ست | آں کہ بیرون ست ازو غافل ست
جبکہ کارخانہ کاریگر کا ٹھکانا ہے | جو اُس (کارخانہ) سے باہر ہے، وہ اُس سے غافل ہے

---

[1] چہ بُود۔ چھلاوے کی آواز انسان کے اپنے اندرونی جذبات ہیں جو مال اور جاہ اور آبرو سے متعلق ہیں۔ رازہا۔ یعنی حقیقت کے اسرار۔ چشم چوں نرگس۔ نرگس کی آنکھ بے نور اور حسین ہونے میں ضرب المثل ہے یہاں دونوں معنی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ کرگس۔ گدھ مردہ خوری میں مشہور ہے۔ صبح۔ آسمان کے مشرقی کنارے پر پہلے سفیدی آتی ہے وہ صبح کاذب کہلاتی ہے اس لئے کہ اس کے بعد پھر تاریکی چھا جاتی ہے اُس تاریکی کے بعد کی سفیدی کو صبح صادق کہا جاتا ہے جو دراصل صبح ہے، یعنی اصل کو عارضی چیز سے جدا کر لینے کی استعداد پیدا کر۔

[2] دیدگانِ ہفت رنگ۔ انسان کی آنکھ میں سات پردے ہیں جن کو ہفت رنگ کہا ہے۔ دیدۂ۔ یعنی صبر و استقلال دل کی آنکھ کھول دے گا۔ رنگہا۔ جب قلب کی آنکھ کھل جائیگی تو اصل حقیقت واضح ہو جائیگی۔ گوہرے۔ یعنی صرف گوہر کو دیکھنا ہی نہیں بلکہ تو ایسا سمندر بن جائیگا جس میں موتی پیدا ہوتے ہیں اور عالم بالا کی سیر کرنے لگے گا۔ کارکن۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی مصنوعات و مخلوقات میں دیکھا جا سکتا ہے، مصنوع سے صانع کے وجود پر استدلال کیا جاتا ہے۔

[3] کار۔ اللہ کی صنعت اُس کے لیے پردہ پوشش ہے تو اب اُس کو کارگاہ عالم ہی میں دیکھا جا سکتا ہے۔ کارگہ۔ کاریگر کارخانہ میں ہوتا ہے اُس کو باہر تلاش کرنا بے وقوفی ہے۔

پس در آدر کارگہ یعنی[1] عدم
لہٰذا کارخانہ یعنی عدم میں آ
تا بہ بینی صُنع و صانعِ را بہم
تاکہ تو کام اور کاریگر کو اکٹھا دیکھے

کارگہ چوں جائے روشن دیدگیست
کارخانہ چونکہ کھلے طور پر دیکھنے کی جگہ ہے
پس برونِ کارگہ پوشیدگیست
پس کارخانہ کے باہر پوشیدگی ہے

رُو بہ ہستی داشت فرعونِ[2] عنود
سرکش فرعون (اپنے) وجود کی طرف متوجہ ہوا
لاجرم از کارگاہش کور بود
لامحالہ اُس کے کارخانہ سے اندھا تھا

لاجرم میخواست تبدیلِ قدر
یقیناً وہ تقدیر کو بدلنا چاہتا تھا
تا قضا را باز گرداند ز در
تاکہ اللہ (تعالیٰ) کے فیصلہ کو دروازہ سے واپس لوٹا دے

خود قضا بر سُبلت آں حیلہ مند
فیصلہ (خداوندی) اُس حیلہ گر کی مونچھوں پر
زیرِ لب می کرد ہر دم ریشخند
ہر وقت زیرِ لب مسکرا رہا تھا

صد ہزاراں طفل کُشت اُو بے گناہ
اُس نے لاکھوں معصوم بچے قتل کر ڈالے
تا بگردد حُکم و تقدیرِ الٰہ
تاکہ (اللہ تعالیٰ کا) فیصلہ اور تقدیر ٹل جائے

تا کہ موسیٰؑ نبی نا بد بروں
تاکہ موسیٰؑ نبی ظاہر نہ ہوں
کرد در گردن ہزاراں ظلم و خوں
اُس نے (اپنی) گردن پر ہزاروں ظلم اور خون لے لئے

آں ہمہ خوں کرد و موسیٰؑ زادہ شُد
اُس نے بہت کشت و خون کیا اور موسیٰؑ پیدا ہو گئے
و ز برائے قہرِ اُو آمادہ شُد
اور اُس کی سرکوبی کے لئے آمادہ ہو گئے

گر بدیدے کارگاہِ لایزال
اگر وہ (خدائے) لایزال کا کارخانہ دیکھ لیتا
دست و پایش خُشک گشتے ز احتیال
حیلہ گری سے اُس کے ہاتھ پیر خشک ہو جاتے

اندرونِ خانہ اش موسیٰؑ معاف
اُس کے گھر میں موسیٰؑ آرام سے تھے
و ز بروں می کُشت طفلاں را گزاف
وہ باہر خواہ مخواہ بچوں کو قتل کر رہا تھا

ہمچو[3] صاحبِ نفس کو تن پرورد
اُس نفسانی (انسان) کی طرح جو تن پروری کرے
بر دِگر کس ظنِ حقدے می برد
دوسرے پر دشمنی کا گمان کرے

کایں عدو و آں حسود و دشمن ست
کہ یہ دشمن، اور وہ حاسد اور مخالف ہے
خود حسود و دشمنِ اُو آں تن ست
(حالانکہ) اُس کا حاسد اور دشمن خود وہ جسم ہے

---

[1] یعنی عدم - اپنے وجود اور ہستی کو فنا کرنے کے بعد ہی وجودِ واحد کا مشاہدہ ہو سکتا ہے۔ کارگہ۔ کارخانۂ عالمِ ہستی کو ختم کر کے مشاہدۂ حق کرنے کا مقام ہے جب تک انسان اپنی ہستی کا قائل ہے وہ مشاہدہ سے محروم ہے۔

[2] فرعون۔ فرعون اپنی ہستی کی طرف متوجہ تھا لہٰذا وہ کارگاہِ عدم سے اندھا تھا۔ تبدیلِ قدر۔ مقدر یہ ہو چکا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اُس کی سلطنت کو زیر و زبر کر دینگے۔ سُبلت۔ مونچھ۔ بر سُبلت کسے خندیدن کے معنی ہیں کسی کو بنظرِ حقارت دیکھنا۔ ریشخند۔ مذاق اڑانا۔ طفل۔ بنی اسرائیل کے نومولود لڑکوں کو قتل کرا دیتا تھا۔ تاکہ موسیٰؑ۔ فرعون کو اُس کی ایک خواب کی تعبیر میں بتایا گیا تھا کہ بنی اسرائیل کا کوئی لڑکا اُس کی سلطنت کے زوال کا سبب بنے گا۔ کارگاہِ لایزال۔ اللہ تعالیٰ کا کارخانۂ قدرت۔ احتیال قضاءِ الٰہی سے بچنے کے لئے بنی اسرائیل کے لڑکوں کا قتل۔ اندرونِ خانہ۔ حضرت موسیٰؑ کی پرورش فرعون کے گھر میں ہو رہی تھی اور باہر اُس نے قتلِ عام کا بازار گرم کر رکھا تھا۔

[3] ہمچو صاحب نفس۔ جو انسان تن پروری کر رہا ہے اور دوسروں پر دشمنی کا گمان کر رہا ہے اُس کی مثال فرعون کی سی ہے کہ اصل دشمن موسیٰؑ کو پال رہا تھا اور بے قصور بچوں کو قتل کرا رہا تھا۔ آں تن ست۔ تن پروری روح کی موت کا سبب ہے تو اصل دشمن انسان کا تن ہے۔

اُو[1] چو موسیٰؑ و تنش فرعونِ اُو
وہ موسیٰؑ کی طرح ہے اور اُس کا جسم اُسکا فرعون ہے
اُو بہ بیروں می دود کہ کو عدو؟
وہ باہر بھاگا پھرتا ہے، کہ دشمن کہاں ہے؟

نفس اندر خانۂ تن نازنیں
نفس جسم کے گھر میں نازوں میں پل رہا ہے
بر دگر کس دست می خاید بکیں
وہ دوسروں پر کینہ سے ہاتھ چبا رہا ہے

ملامت کردنِ مردم شخصے را کہ مادر را کُشت بہ تہمت
لوگوں کا ایک شخص کو ملامت کرنا جس نے ماں کو تہمت کی وجہ سے قتل کر ڈالا

آں یکے از خشم مادر را بکُشت
ایک شخص نے غصہ میں ماں کو مار ڈالا
ہم بزخمِ خنجر و ہم زخمِ مُشت
خنجر کے زخم اور مکّوں کی مار سے

آں یکے گفتش کہ از بد گوہری
ایک شخص نے اُس سے کہا کہ بدذاتی کی وجہ سے
یاد ناوردی تو حقِ مادری
تونے ماں کا حق یاد نہ کیا

ہے چرا کُشتی ورا اے زشت رُو
افسوس! اے بدرو تونے اُسکو کیوں مار ڈالا؟
می نگوئی اُو چہ کرد آخر بتو
کیوں نہیں بولتا؟ آخر اُسنے تیرے ساتھ کیا کیا تھا؟

ہیچ کس کُشت ست مادر اے عَنود
اے سرکش! کسی نے ماں کو (بھی) قتل کیا ہے؟
می نگوئی کو چہ کرد آخر چہ بُود
کیوں نہیں بولتا کہ اُسنے کیا کیا؟ آخر کیا بات تھی؟

گفت کارے[2] کرد کاں عارِ ویست
اُس نے کہا، اُس نے وہ کام کیا جو اُسکے لئے عار تھا
کُشتمش کاں خاک ستّارِ ویست
میں نے اُسکو قتل کر دیا کیونکہ مٹی ہی، اُسکی پردہ پوشی کرنیوالی ہے

مُتّہم شد با یکے زاں کُشتمش
وہ ایک کے ساتھ مُتّہم ہوئی اسلئے میں نے اُسکو قتل کر دیا
غرقِ خوں در خاکِ گور آغشتمش
خون میں نہلا کر میں نے قبر کی مٹی میں اُسکو ملا دیا

گفت آں کس را بکُش اے محتشم
اُس نے کہا، ارے بھلے اُس شخص کو قتل کر
گفت پس ہر روز مردے را کُشم
اُس نے کہا تو پھر ہر روز ایک مرد کو قتل کروں

کُشتم اُو را رستم از خونہائے خَلق
میں نے اُس کو قتل کر دیا، لوگوں کے خون سے چھٹکارا ہے
نائے اُو بُرّم بہ است از نائے خَلق
اُس کا گلا کاٹوں یہ اُس سے بہتر ہے کہ لوگوں کا گلا

نفسِ[3] تست آں مادرِ بد خاصیت
وہ بد عادت ماں تیرا نفس ہے
کہ فسادِ اُوست در ہر ناحیت
کہ ہر جانب اِسی کا فساد ہے

ہیں بکُش اُو را کہ بہرِ آں دَنی
آگاہ! اُسی کو قتل کر اُس کینے کی وجہ سے
ہر دمے قصدِ عزیزے می کُنی
تو ہر وقت کسی عزیز کی (جان لینے) کا قصد کرتا ہے

ل۱ او۔ یعنی اُس کی روح۔ نفس اندر تن۔ یعنی نفسِ اَمّارہ۔ نازنین۔ نازوں سے پلا ہوا۔ ملامت کردن۔ اِس حکایت کا منشا یہ ہے کہ بُرائی کی جڑ کو ختم کرنا چاہیئے نفسِ اَمّارہ ہی سب بُرائیوں کی جڑ ہے۔ زخمِ مُشت۔ گھونسوں کی چوٹ۔ بدگوہری۔ اِس میں یا کو مصدری اور خطاب کے لئے مان کر دو طرح ترجمہ کیا جاسکتا ہے۔ عَنود۔ سرکش۔

ل۲ کارے۔ یعنی وہ ایک اجنبی سے ملوّث تھی۔ خاک۔ یعنی قبر کی مٹی ہی اُس کی پردہ پوشی ہے۔ آں کس۔ یعنی جس کے ساتھ وہ مُتّہم ہوئی تھی۔ خونہائے خَلق۔ یعنی اگر جس سے مُتّہم ہے اُس کو قتل کروں کل کو کسی دوسرے سے مُتّہم ہو تو اُس کو قتل کروں۔

ل۳ نفس۔ انسان کی تمام بُرائیاں نفسِ اَمّارہ کی وجہ سے ہیں۔ ناحیت۔ گوشہ، جانب۔ آں دنی۔ کمینہ نفس۔

از وے[1] این دنیائے خوش بر تست تنگ
اسی کی وجہ سے یہ بھلی دنیا تجھ پر تنگ ہے
از پئے او با حق و با خلق جنگ
اسی کے لئے (اللہ تعالیٰ) اور مخلوق سے جنگ ہے

نفس کشتی باز رستی زاعتذار
اگر تو نے نفس کو مار ڈالا معذرت خواہی سے چھوٹ جائیگا
کس ترا دشمن نماند در دیار
دنیا میں تیرا کوئی دشمن نہ رہے گا

گر اشکال آرد کسے بر گفتِ ما
اگر ہماری بات پر کوئی اشکال (اعتراض) کرے
از برائے انبیا و اولیا
انبیاء اور اولیاء کی وجہ سے

کانبیا را نے کہ نفسِ کشتہ بود
کہ نبیوں کا نفس کیا مرا ہوا نہ تھا
پس چرا شاں دشمناں بود و حسود
تو اُن کے حاسد اور دشمن کیوں تھے؟

گوش نہ تو اے طلبگارِ صواب
اے بھلی بات کے طالب! کان دھر
بشنو ایں اشکال و شبہت را جواب
اس اشکال اور شبہ کا جواب سن لے

دشمنِ خود[2] بودہ اند آں منکراں
وہ منکر خود اپنے دشمن تھے
زخم بر خود می زدند ایشاں چناں
اس طرح وہ اپنے ہی کو زخمی کر رہے تھے

دشمن آں باشد کہ قصدِ جاں کند
دشمن تو وہ ہوتا ہے جو جان (لینے) کا ارادہ کرے
دشمن آں نبود کہ خود جاں می کند
دشمن وہ نہیں ہوتا جو خود دم توڑ دے

نیست خفاشک عدوِّ آفتاب
چمگادڑ، سورج کی دشمن نہیں ہے
او عدوِّ خویش آمد در حجاب
وہ در پردہ اپنی ہی دشمن ہے

تابشِ خورشید او را می کشد
سورج کا نور اُس کو مارے ڈالتا ہے
رنجِ او خورشید ہرگز کے کشد
اُس کی تکلیف سورج کب برداشت کرتا ہے؟

دشمن آں باشد کزو آید عذاب
دشمن وہ ہوتا ہے جس سے تکلیف پہنچے
مانعِ آید لعل را از آفتاب
لعل کے لئے آفتاب سے مانع بنے

مانعِ خویش اند جملہ کافراں
تمام کافر اپنے لئے روک ہیں
از شعاعِ جوہرِ پیغمبراں
پیغمبروں کے گوہر کی شعاع سے

کے حجابِ[3] چشمِ آں فرد اند خلق
لوگ اُس یکتا کی آنکھ کا حجاب کب ہیں،
چشمِ خود را کور و کژ کردند خلق
لوگوں نے اپنی آنکھ کو اندھا اور اپنے آپ کو بھینگا بنا لیا ہے

چوں غلامِ ہندوی کو کیں کشد
ہندوستانی غلام کی طرح کہ وہ کینہ رکھتا ہے
از ستیز خواجہ خود را می کشد
آقا کی دشمنی میں اپنے آپ کو مار ڈالتا ہے

---

۱ از وے۔ اس نفس کی وجہ سے۔ اعتذار۔ معذرت خواہی ایک دوسرے سے دشمنی کرتا ہے اور پھر اُس کو معذرت بھی کرنی پڑتی ہے، جب دشمنی ختم ہو جائیگی تو معذرت کی ضرورت نہ رہیگی۔ کانبیا۔ یہ اشکال کی وضاحت ہے کہ انبیا اور اولیا نے تو اپنے نفسِ امارہ کو مار دیا تھا پھر اُنسے دشمنی اور حسد کیوں تھا۔

۲ دشمنِ خود۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء و اولیاء کے دشمن اُنکے دشمن نہ تھے بلکہ اپنے دشمن تھے کیونکہ دشمنی کے نقصانات خود اُن کو پہنچتے تھے۔ قصدِ جاں یعنی روح اور اُس کے مراتب کو نقصان پہنچائے۔ می کند خود مخالفوں کی روح تباہ ہوئی۔ خفاشک۔ ذلیل چمگادڑ خود ہی آفتاب کے نور سے محروم ہے اُس کے نور میں خلل انداز نہیں ہے۔ عذاب۔ یعنی دشمن تو وہ ہے جس کی دشمنی سے منافع کو نقصان پہنچے، لعل بعل آفتاب سے فیض حاصل کرتا ہے۔

۳ کے حجاب۔ اپنے زمانہ کے یکتا کے ساتھ دشمنوں کی دشمنی اُنکی آنکھ کا حجاب نہیں بن سکتی ہے بلکہ دشمن خود اپنے آپ کو اندھا اور بہرہ بنالیتے ہیں۔ کیں۔ کینہ۔ ستیز۔ لڑائی جھگڑا۔

[1] وانکہ زیں قندیل کم مشکوٰۃ ماست — نور را در مرتبہ ترتیبہاست
اور جو اِس قندیل سے کم (درجکا) ہے وہ ہمارا طاقچہ ہے — مرتبہ میں نور کی ترتیبیں ہیں

زانکہ ہفصد پردہ دارد نورِ حق — پردہائے نور داں چندیں طبق
اِسلئے کہ اللہ (تعالیٰ) کا نور سات سو پردے رکھتا ہے — تو اِن مراتب کو نور کے پردے سمجھ

از پسِ ہر پردہ قومے را مقام — صف صف اند ایں پردہاشاں تا امام
ہر پردے کے پیچھے ایک جماعت کا مقام ہے — اُن کے یہ پردے اِمام تک صف بصف ہیں

[2] اہلِ صفِ آخریں از ضعفِ خویش — چشمِ شاں طاقت ندارد نورِ بیش
آخری صف والے، اپنی کمزوری کی وجہ سے — اُنکی آنکھ زیادہ چمک کی طاقت نہیں رکھتی ہے

واں صفِ پیش از ضعیفیِ بصر — تاب نارد از شعاعِ بیش تر
اگلی صف، نگاہ کی کمزوری کی وجہ سے — زیادہ چمک کی طاقت نہیں رکھتی ہے

روشنی کو حیاتِ اوّل ست — رنجِ جان و فتنۂ ایں احول ست
وہ روشنی جو پہلی (صف) کی زندگی ہے — اِس کمزور آنکھ والے کی جان کیلئے مصیبت و آفت ہے

احولیہا اندک اندک کم شود — چوں ز ہفصد بگذرد او یم شود
اِس کی کمزوری تھوڑی تھوڑی کم ہوتی ہے — جب سات سو پردوں سے گزر جاتا ہے تو وہ (سمندر) ہو جاتا ہے

[3] آتشے کو صلاحِ آہن یا زرست — کے صلاحِ آبی و سیبِ ترست
وہ آنچ جو لوہے یا سونے کی (باعثِ) اصلاح ہے — تازہ سیب اور بہی کی (باعثِ) اصلاح کب ہے؟

سیب و آبی خامیِ دارد خفیف — نے چو آہن تابشے خواہد لطیف
سیب اور بہی تھوڑا سا کچا پن رکھتے ہیں — لوہے جیسا نہیں، (اِسلئے) ہلکی گرمی چاہتے ہیں

لیکن آہن را لطیف آں شعلہاست — کو جذوبِ تابشِ آں اژدہاست
لیکن لوہے کے لئے وہ شعلے ہلکے ہیں — کیونکہ وہ گرمی کے اُن اژدہوں کو خوب جذب کرنے والا ہے

ہست آں آہن فقیرِ سخت کش — زیرِ پتک و آتش ست او سرخ و خوش
سختی کو برداشت کرنے والا درویش وہ لوہا ہے — ہتھوڑے اور آگ کے نیچے وہ سرخ اور خوش ہے

حاجبِ آتش بود بے واسطہ — در دلِ آتش رود بے رابطہ
وہ بلا واسطہ آگ کی روک بنتا ہے — بغیر کسی ذریعہ آگ کے درمیان گھس جاتا ہے

شعلے۔ فقیرِ سخت کش۔ وہ درویش جو مجاہدات کی بھٹی میں تپتا ہے اس کی مثال لوہے کی طرح ہے۔
حاجب۔ وہ اُس آگ کو براہِ راست بدن پر لے لیتا ہے۔

[1] وانکہ قطب الاقطاب نور ہے جو اولیا ماتحت سے مستفید ہیں وہ بمنزلہ قندیلوں کے ہیں بقیہ بزرگ جو اُن اولیاء سے مستفید ہیں اُن کی مثال طاقچہ کی سی ہے جو قندیل سے منور ہوتا ہے۔ ہفصد یعنی بہت سے طبق یعنی اولیاء کے طبقات۔ زپس۔ اولیاء کے مختلف طبقات ہیں جو قطب الاقطاب پر جاکر ختم ہو جاتے ہیں۔

[2] اہلِ صف۔ آخری صف والے زیادہ تجلی کے متحمل نہیں ہو سکتے ہیں۔ صفِ پیش یعنی آخری صف سے اگلی صف والے۔ شعاع۔ یعنی نورِ خداوندی۔ حیاتِ اوّل۔ یعنی وہ تجلی جو صفِ اوّل کے لئے باعثِ حیات ہے۔ احول۔ بھینگا، کمزور نگاہ والا۔ احولیہا۔ دوسرے تیسرے درجہ کے اولیاء بھی مجاہدات کے ذریعہ ترقی کرکے درحجابات طے کرکے عارفِ کامل بن جاتے ہیں۔ او یم۔ یم وہ ہوں، وحدت کی طرف اشارہ ہے۔

[3] آتشے۔ یعنی جس طرح محسوسات میں ہر آگ کو ہر چیز برداشت نہیں کر سکتی اسی طرح ہر تجلی کا ہر شخص متحمل نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر وہ آنچ جو لوہے کیلئے مفید ہے سبزی پر ڈال دی جائے تو وہ جل کر خاک ہو جائیگی۔ آبی۔ بہی۔ آں شعلہا۔ جو سخت آنچ لوہے بننے درکار ہے لوہے کے لئے نرم لطیف ہے۔ اژدہا یعنی

بے حجابے آب و فرزندانِ آب [1] — **پختگی ز آتش نیابند و خطاب**

پانی اور پانی کی پیداوار بغیر آڑ کے — آگ سے نہیں پکتی ہے اور نام نہیں پاتی ہے

واسطہ دیگے بُود یا تابہ — **ہمچو پا را در روِش پا تابہ**

دیگ کا واسطہ ہو، یا توے کا — جس طرح چلنے میں پیر کے لئے بجرتا

یا مکانے در میاں تا آں ہوا — **میشود سوزاں و می آرد نما**

یا درمیان میں الگ جگہ ہو تاکہ وہ ہوا — گرم ہو، اور بڑھائے

پس فقیر آنست کو بے واسطہ ست — **شعلہا را با وجودش رابطہ ست**

درویش وہ ہے جو بغیر واسطہ کے ہے — شعلوں کو اُس کی وجود سے تعلق ہے

پس دلِ عالم ویست ایرا کہ تن — **می رسد از واسطہ ایں دل بفن**

وہ درویش عالَم کیلئے (بمنزلہ) دل ہے کیونکہ جسم — اِسی دل کے واسطے سے فن (ہنر) تک پہنچتا ہے

دل نباشد تن چہ داند گفتگو — **دل نہ جوید تن چہ داند جستجو**

اگر دل نہ ہو جسم گفت گو کیا جانے؟ — دل جستجو نہ کرے تو جسم جستجو کرنا کیا جانے؟

پس نظرگاہِ شعاع آں آہن ست — **پس نظرگاہِ خدا دل نے تن ست**

لہٰذا شعلے کا منظورِ نظر، لوہا ہے — خدا کا منظورِ نظر دل ہے، نہ کہ جسم

باز ایں دلہا جزوی چوں تن ست — **با دلِ صاحبدلے کو معدن ست**

پھر یہ جُزوی دل جسم کی طرح ہیں — صاحبِ دل کے دل کے مقابلے میں جو کان ہے

بس مثال و شرح خواہد ایں کلام [2] — **لیک ترسم تا نہ لغزد فہم عام**

یہ کلام بہت سی مثالیں اور شرح چاہتا ہے — لیکن میں ڈرتا ہوں کہ عوام کی سمجھ لغزش نہ کھا جائے

تا نہ گردد نیکوئیِ ما بدی — **ایں کہ گفتم ہم نہ بد جز بیخودی**

تاکہ ہماری نیکی، بدی نہ بن جائے — یہ بھی جو کچھ میں نے کہہ دیا سوائے بیخودی کے

پائے کژ را کفشِ کژ بہتر بود — **مر گدا را دستگہ بر در بود**

ٹیڑھے پیر کے لئے ٹیڑھا جوتا بہتر ہوتا ہے — گداگر کی جگہ دروازے پر ہوتی ہے

امتحانِ بادشاہ باآں دو غلام کہ نو خریدہ بود [3]

بادشاہ کا اُن دو غلاموں کا امتحان کرنا جن کو نیا خریدا تھا

بادشاہے دو غلام ارزاں خرید — **تا یکے زاں دو سخن گفت و شنید**

یک بادشاہ نے دو سستے غلام خریدے — ان دونوں میں سے ایک سے بات کہی اور سُنی

---

[1] فرزندانِ آب۔ پانی کی پیداوار غلّات یعنی ان کو شتہ روٹی، پلاؤ وغیرہ نہیں کہا جاتا۔ تابہ۔ توا۔ آٹا جب توے کے واسطے سے آگ پر پکے گا تب اُس کو روٹی کہا جائیگا۔ پاتابہ۔ جوتہ، جتا۔ گرم ہوا سے درخت وغیرہ نشو و نما پاتے ہیں۔ پس فقیر۔ عارف کامل براہِ راست کسب فیض کرتا ہے۔ دل وےست۔ قطب الاقطاب عالَم کے لئے بمنزلہ دل کے ہے۔ دل نباشد۔ جسم کے سارے کمالات دل کی وجہ سے ہیں۔ نظرگاہِ خدا دل ہے۔ خدا کا منظورِ نظر قطب الاقطاب ہوتا ہے۔ دلہائے جزوی یعنی اُس دور کے دیگر اولیاء۔ بادل صاحب دلے۔ قطب الاقطاب دیگر اولیاء کو فیض پہنچاتا ہے۔

[2] ایں کلام۔ اولیاء کے مراتب کی وضاحت کے لئے مفصّل کلام درکار ہے جس کا مآل وحدت الوجود کا مسئلہ ہے جو عوام کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ تا نہ گردد۔ نیکی بر باد گناہ لازم کا مصداق نہ ہو جائے۔ پائے کژ۔ عوام کے ذہن کے مطابق عوام سے بات کرنی چاہیئے، باریک مسائل اُن کے سامنے بیان کرنا مناسب نہیں ہے۔ مر گدا را۔ فقیر دروازے پر سے بھیک مانگے گا تو کچھ مل جائیگا گھر میں گھسے گا تو گت بن جائے گی۔

[3] امتحان پہلے کہا گیا تھا کہ غرض کے مناسب حال اس سے بات

یافتش زیرک دل و شیریں جواب
اُس نے اُس کو ذہین اور شیریں جواب پایا
از لبِ[1] شکر چہ زاید شکرآب
حسین ہونٹوں سے کیا ٹپکتا ہے؟ شربت

آدمی مخفیست در زیرِ زباں
انسان زبان میں پوشیدہ ہے
ایں زباں پردہ است بر درگاہِ جاں
یہ زبان جان کے دربار کا پردہ ہے

چونکہ بادے پردہ را درہم کشید
جب ہوانے پردہ ہٹا دیا
سرِ صحنِ خانہ شد بر ما پدید
گھر کے صحن کا راز ہم پر کھل گیا

کاندراں خانہ گہر[2] یا گندم ست
کہ اُس گھر میں موتی ہیں، یا گیہوں
گنجِ زر یا جملہ مار و کژدم ست
سونے کا خزانہ ہے یا سب سانپ اور بچھو ہیں

یا درو گنجست و مارے بر کراں
یا اُس میں خزانہ ہے اور کنارے پر سانپ ہے
زانکہ نبود گنجِ زر بے پاسباں
اسلئے کہ سونے کا خزانہ محافظ کے بغیر نہیں ہوتا ہے

بے تامل او سخن گفتے چناں
وہ بے تامل ایسی باتیں کرتا
کز پسِ پانصد تامل دیگراں
جو دوسرے پانچسو بار غور کرکے (کرتے)

گفتے در باطنش دریاستے
گویا اُس کے اندر ایک دریا ہے
جملہ دُر یا گوہرِ گویاستے
جو موتی ہی موتی ہے یا وہ (غلام) بولتا موتی ہے

نورِ ہر گوہر کزو تاباں شدے
[3] ہر موتی (بات) کا نور جو اُس سے چمکتا
حق و باطل را ازاں فرقاں شدے
حق اور باطل اُس سے الگ الگ ہو جاتا

نورِ فرقاں فرق کردے بہرِ ما
قرآن کا نور ہمارے لئے جدا کر دیتا
ذرّہ ذرّہ حق و باطل را جدا
حق اور باطل کے ذرّے ذرّے کو علیحدہ

نورِ گوہر نورِ چشمِ ما شدے
موتی کا نور ہماری آنکھ کا نور ہو جاتا
ہم سوال و ہم جوابِ ما بُدے
ہمارا سوال بھی ہمارا جواب بھی ہو جاتا

چشم کژ کردی دو دیدی قرصِ ماہ
تو نے آنکھ کو ٹیڑھا کر لیا، چاند کی ٹکیا کو دو دیکھا
چوں سوال ست ایں نظر در اشتباہ
اشتباہ کے معاملہ میں یہ نظر بھی نظر سوال (اعتراض) جیسی ہے

راست گرداں چشم را در ماہتاب
چاند (کو دیکھنے) میں اپنی آنکھ سیدھی کرلے
تا یکے بینی تو مہ را نک جواب
تاکہ تو چاند کو ایک دیکھے، یہ جواب ہے

---

[1] لب شکر۔ شیریں دہن۔ زیر زباں۔ عربی کا مشہور محاورہ ہے۔ المرء مخبو تحت لسانہ۔ آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔ چونکہ۔ جب آدمی بول پڑا تو زبان کا پردہ ہٹ گیا۔ صحن خانہ یعنی انسان کا باطن۔

[2] گہر۔ یعنی اچھی خصلتیں۔ گندم یعنی معمولی خصلتیں۔ مار و کژدم یعنی بُری خصلتیں۔ یا درو۔ یعنی اُس میں اچھی اور بُری دونوں خصلتیں ہیں۔ زانکہ۔ عموماً اچھوں میں بھی کوئی نہ کوئی عیب ہوتا ہی ہے۔ بے تامل۔ وہ برجستہ ایسی بات کہتا تھا کہ دوسرا سینکڑوں بار سوچ کر بھی نہ کہہ سکے۔ تاباں۔ چمکنے والا۔ فرقان۔ الگ الگ نظر آتا

[3] نور فرقان۔ پہلے اشعار میں مولانا نے اُس غلام کی باتوں کے بارے میں فرمایا کہ اُس سے حق و باطل میں امتیاز ہو جاتا تھا اس پر شبہ ہوا کہ یہ صفت تو قرآن میں بھی نہیں ہے ورنہ دنیا میں کوئی گمراہ نہ رہتا۔ ان اشعار میں مولانا نے اس شبہ کا جواب دیا ہے کہ بیشک قرآن میں اپنی جگہ یہی خوبی ہے لیکن دیکھنے والے کی آنکھ کی کجی آڑے آجاتی ہے فرقان۔ کلام اللہ کا نام ہے چونکہ وہ حق و باطل میں امتیاز پیدا کر دیتا ہے۔ گوہر یعنی قرآن کی آیتیں۔ ہم سوال۔ جو شبہ پیدا ہوتا اُس کا جواب خود قرآن میں مل جاتا۔ چشم کژ۔ بھینگے کو صحیح حقیقت نظر نہیں آتی ہے۔ نک جواب۔ جواب یہی ہے کہ تو اپنی نظر کو صحیح کرلے قرآن کی فرقانیت واضح ہو جائے گی۔

فکرتت را راست کُن نیکو نگر
اپنی فکر کو سیدھا کر لے، اچھی طرح دیکھ

هستؔ هم نور و شعاعِ آں گهر
وہ بھی اسی موتی کا نور اور شعاع ہے

هر جوابے کاں ز گوش آید بدل
جو جواب کان کے ذریعہ سے دل میں پہنچتا ہے

چشم گفت از من شنو آں را بهل
چشم (بصیرت) کہتی ہے مجھ سے سُن، اُس کو چھوڑ

گوش دلّالست و چشم اہلِ وصال
کان (تو) دلّال ہے اور چشم (بصیرت خود) صاحبِ وصل ہے

چشم صاحبِ حال و گوش اصحابِ قال
چشم (بصیرت) صاحبِ حال ہے اور کان زبانی بات کرنے والوں میں سے ہے

درؔ شنیدِ گوش تبدیلِ صفات
کان سے سننے میں صفات کی تبدیلی ہے

در عیانِ دیدہا تبدیلِ ذات
مشاہدوں سے ذات کی تبدیلی ہے

ز آتش ار علمت یقیں شد از سخن
بلاشبہ اگر آگ کا تجھے علم الیقین ہو گیا ہے

پختگی جُو در یقیں منزل مکن
یقین میں پختگی طلب کر، ٹکا نہ کر

تاؔ نسوزی نیست آں عین الیقیں
جب تک آگ تجھے جلا نہ دے عین الیقین نہیں ہے

ایں یقیں خواہی در آتش نشیں
تو یہ یقین چاہتا ہے، تو آگ میں بیٹھ

گوش چوں نافذ بود دیدہ شود
کان اگر پر گھسنے والا ہو تو چشم (بصیرت) بن جاتا ہے

ورنہ قُل در گوش پیچیدہ شود
ورنہ بات کان میں لپٹ (کر رہ) جاتی ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
یہ بات انتہا نہیں رکھتی ہے، واپس لوٹ

تا کہ شہ با آں غلامانش چہ کرد
دیکھ، بادشاہ نے اپنے غلاموں سے کیا کیا؟

رواں کردن بادشاہ یکے را ازاں دو غلام و ازیں دیگر حال پرسیدن
بادشاہ کا اُن دو غلاموں میں سے ایک کو روانہ کر دینا اور دوسرے سے حالات دریافت کرنا

آں غلامکؔ را چو دید اہلِ ذکا
جب اُس (شاہ) نے اُس پیارے غلام کو ذہین سمجھا

آں دگر را کرد اشارت کہ بیا
دوسرے کو اشارہ کیا کہ آجا

کافِ رحمت گفتمش تصغیر نیست
میں نے (غلامک میں) کاف محبت کیلئے بولا ہے تحقیر کا نہیں ہے

جَد چو گوید طفلکم تحقیر نیست
دادا جب میرا بچونگڑا کہتا ہے تو تحقیر نہیں ہے

چوں بیامد آں دوم در پیشِ شاہ
جب وہ دوسرا بادشاہ کے سامنے آیا

بود اُو گندہ دہاں دنداں سیاہ
وہ گندہ دہن اور کالے دانتوں والا تھا

لگایا جاتا ہے اُس کو چھوٹا کر کے ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ اب یہ چھوٹا ظاہر کرنا کبھی اُس چیز کی ذلّت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے، بندے اور پیار کے اظہار کے لئے۔

(حاشیہ)

۱؎ هست۔ صحیح فکر خدا کی دین ہے۔ گہر یعنی ذاتِ باری۔ ہر جوابے۔ کسی شبہ کا حقیقی جواب صحیح فکر سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسروں کا جواب سُن لینے سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ گوش۔ سنی سنائی بات اور صحیح فکر سے حاصل شدہ بات میں وہی نسبت ہے جو ایک دلّال اور محبوب میں ہے۔ صاحبِ حال۔ جو کسی کیفیت میں خود مبتلا ہو۔ اصحابِ قال۔ وہ لوگ جنہوں نے اُس کیفیت کو لوگوں سے سُنا ہو۔

۲؎ در شنید۔ کسی بُری بات کے نتیجہ کو سُن کر انسان اُس سے پرہیز کرتا ہے جس میں یہ ممکن ہوتا ہے کہ اُس بُرائی کو پھر کر بیٹھے لیکن انجامِ بد میں پھنس کر ایسی نصیحت حاصل ہوتی ہے کہ اُس بُرائی کا ارتکاب ممکن نہیں رہتا ہے۔ یقین۔ آگ کے جلا دینے کی اگر کوئی مخبرِ صادق خبر دے اُس سے جو یقین آگ کے جلانے پر حاصل ہوا وہ علم الیقین ہے۔ کسی کو آگ میں جلتے دیکھ کر جو اُس کے جلانے پر یقین حاصل ہوا وہ عین الیقین ہے۔ خود اپنا ہاتھ آگ میں جلنے سے جو آگ کے جلانے پر یقین حاصل ہوا وہ حق الیقین ہے۔ گوش۔ کان کو اگر کمال حاصل ہو جاتا ہے تو وہ بھی آنکھ کا کام کرنے لگتا ہے اور سننا بھی دیکھنے کے قائم مقام بن جاتا ہے۔

۳؎ غلامک۔ اس میں کاف تصغیر کا ہے یعنی جس میں یہ

گرچه شه ناخوش شد از گفتارِ او
بادشاہ اگرچہ اُس کی گفتگو سے (منہ کی بدبو) ناخوش ہوا

جستجوئے کرد هم زاَسرارِ او [1]
(تاہم) اُس کے بھیدوں کی جستجو کی

گفت با ایں شکل و گنده دهاں
اُس بادشاہ نے کہا اِس شکل اور منہ کی بدبو ہوتے ہوئے

دور بنشیں مرکب ایں سوتر مراں
پرے ہو کر بیٹھ، سواری اِس جانب زیادہ نہ بڑھا

کہ تو زاهلِ نامه و رقعه بُدی
کیونکہ تو نامہ و پیام کے لائق ہے

نے جلیس و یار و هم بقعه بُدی
نہ کہ ہم نشین اور ہم مجلس دوست ہونے کے

تا علاجِ آں دهانِ تو کنیم
جبتک کہ ہم تیرے منہ کا علاج کریں

تو حبیب و ما طبیبِ پُر فنیم
تو پیارا ہے اور ہم ہنرمند طبیب ہیں

بهرِ کیکے نو گلیمے سوختن
ایک پسّو کی وجہ سے نئی گدڑی کو جلانا (مناسب نہیں)

نیست لائق از تو دیده دوختن
(اسی طرح) تجھ سے آنکھیں بند کر لینا مناسب نہیں ہے

لیک قابل تر بُدی زاں یارِ خود
لیکن تو اپنے دوست سے زیادہ قابل ہے

نزدِ ما آ کہ تو به زاں یارِ بد
ہمارے پاس آجا کیونکہ تو اُس بُرے دوست سے بہتر ہے

باهمه بنشیں دو سه داستاں بگو
سب کچھ ہوتے ہوئے بیٹھ جا دو تین قصے سُنا

تا به بینم صورتِ عقلت نکو
تاکہ میں تیری عقل کی حالت اچھی طرح دیکھ لوں

آں ذکی [2] را پس فرستاد او بکار
پھر اُس ذہین کو اُس نے کام کیلئے بھیج دیا

سوئے حمّامے که رو خود را بخار
حمام کی جانب کہ جا اپنے آپ کو مَل دَل

ویں دگر را گفت تو چه زیرکی
اِس دوسرے سے کہا تو کتنا سمجھدار ہے

صد غلامی در حقیقت نے یکی
درحقیقت تو سَو غلام (کی برابر) ہے نہ کہ ایک کے

آں نه کاں خواجه تاشِ تو نمود
تو ایسا نہیں ہے جیسا کہ تیرے ساتھی نے ظاہر کیا ہے

از تو ما را سرد کرد آں حسود
اُس حاسد نے ہمیں تجھ سے برگشتہ کیا ہے

گفت کو دزد و کژست و کژ نشیں
اُس نے کہا ہے کہ وہ تو چور اور بدچلن ہے اور بدصحبت ہے

حیز و نامرد و چنانست و چنیں
کم ہمت (ہے) اور نامرد ہے، اور ایسا ہے اور ویسا ہے

گفت [3] پیوسته بُدست او راست گو
اُس نے کہا، وہ ہمیشہ سے سچا ہے

راست گوئے من ندیدستم چو او
اُس جیسا سچا میں نے نہیں دیکھا

راستی و نیک خوئی و حیا
سیدھا پن، اور نیک خصلتی اور شرم

حلم و دینداری و احسان و سخا
بُردباری، اور دینداری اور احسان اور سخاوت

---

[1] اَسرار۔ بھید۔ مرکب۔ یعنی تو دور بیٹھ لیکن اِس قدر دُور نہیں کہ بات ہی نہ سُن سکے۔ کہ تو۔ چونکہ تو گندہ دہن ہے اس لئے تو ہم مجلس تو بنے گا لیکن تجھ سے نامہ و پیام کا کام لیا جائیگا یا تجھ سے آمنے سامنے بات نہ کی جائیگی بلکہ نامہ و پیام کے ذریعہ تجھ سے کام لیا جائیگا۔ بہر کیکے۔ جس طرح ایک پسّو کی وجہ سے گدڑی جلا دینا حماقت ہے اسی طرح محض گندہ دہنی کی وجہ سے تجھ سے جدائی مناسب نہیں ہے۔ لیک۔ چونکہ راز معلوم کرنا تھا اس نے اس طرح کی گفتگو شروع کی۔ یار بد۔ یعنی دوسرا غلام۔ با همه۔ یعنی گندہ دہنی وغیرہ کے ہوتے ہوئے۔ دو سه داستاں۔ (دو تین) داستاں۔

[2] ذکی۔ ذہین، روشن طبع۔ بخار۔ یعنی بدن مل کر غسل کرے۔ زیرکی۔ زیرک ہستی۔ غلامی۔ غلام ہستی۔ یکی۔ یک ہستی۔ خواجہ تاش۔ آقا شریک۔ سرد کردن۔ برگشتہ بنانا۔ کژ۔ ٹیڑھا چلن۔ کژ نشین۔ آوارہ، بدصحبت۔ حیز۔ مخنث، نامرد۔

[3] گفت۔ یعنی مخاطب بدصورت غلام نے جواب میں کہا۔ بُدست۔ بودہ است۔ راستی۔ سچائی۔ حیا۔ شرم۔ حلم۔ بُردباری۔

راست[1] گوئی در نہادش خلقتست
ہر چہ گوید من نگویم تہمتست

(اللہ) سچائی اُس کے مزاج میں پیدائشی ہے
وہ جو کچھ کہتا ہے میں نہیں کہتا ہوں کہ (وہ) تہمت ہے

کژ ندانم آں نکو اندیشں را
متّہم دارم وجودِ خویش را

میں اِس نیک خیال کو ٹیڑھا نہیں سمجھتا ہوں
اپنے آپ کو ملزم ٹھہراتا ہوں

باشد او در من بہ بیند عیبہا
من نہ بینم در وجودِ خود شہا

ہو سکتا ہے کہ وہ مجھ میں عیبوں کو دیکھتا ہو
اے بادشاہ! میں اپنے اندر نہیں دیکھتا ہوں

ہر کسے گر عیبِ خود دیدے زپیش
کے بُدے فارغ وے از اصلاحِ خویش

ہر شخص اگر پہلے ہی اپنا عیب دیکھ لیتا
اپنی اِصلاح سے کب فارغ ہوتا؟

غافل اند ایں خلق از خود اے پدر
لاجرم گویند عیبِ ہمدگر

اے باوا! یہ لوگ اپنے آپ سے غافل ہیں
لامحالہ ایک دوسرے کے عیب بیان کرتے ہیں

من نہ بینم روئے خود را اے شمن[2]
من بہ بینم روئے تو تو در روئے من

اے صورت پرست! میں اپنا چہرہ نہیں دیکھتا ہوں
میں تیرا چہرہ دیکھتا ہوں، تو میرا چہرہ

آں کسے کہ او بہ بیند روئے خویش
نورِ او از نورِ خلقاں ست بیش

جو شخص اپنا چہرہ دیکھتا ہے
اُس کا نور لوگوں کے نور سے بڑھا ہوا ہے

گر بمیرد نورِ او باقی بود
زاں کہ دیدش دیدِ خلّاقی بود

اگر وہ مر بھی جائے اُس کا نور باقی رہتا ہے
کیونکہ اُس کی نظر خدائی نظر ہوتی ہے

نورِ حسّی نبود آں نورے کہ او
روئے خود محسوس بیند پیشِ رو

وہ نور حسی نہیں ہوتا جو کہ وہ
اپنے چہرے کو آمنے سامنے محسوس کرے

گفت[3] تو ہم عیبِ او گو مو بمو
آنچناں کہ گفت او از عیبِ تو

(اُس نے کہا) تو بھی اسکے عیب ایک ایک کرکے کہہ دے
جس طرح اُس نے تیرے عیب کہے ہیں

تا بدانم کہ تو غمخوارِ منی
کدخدائے مملکت یارِ منی

تاکہ میں سمجھ جاؤں کہ تو میرا غمخوار ہے
سلطنت کا منتظم اور میرا دوست ہے

گفت اے شہ من بگویم عیبہاش
گرچہ ہست او مر مرا خوش خواجہ تاش

اُس (غلام) نے کہا اے شاہ! میں اُسکے عیب
اگرچہ وہ میرا اچھا ساتھی ہے

عیبِ او مہر و وفا و مردمی
خوئے او صدق و ذکا و ہمدمی

اُس کا عیب محبت اور وفاداری اور انسانیت ہے
بُری خصلت سچائی اور ذہانت اور ہمدردی ہے

---

[1] راست گوئی۔ سچ بولنا۔ نہاد۔ طبیعت۔ ہر چہ گوید۔ وہ جو کچھ بھی میرے بارے میں کہتا ہے۔ مُتّہم۔ تہمت لگی، بدنام۔ باشد۔ ہو سکتا ہے، ممکن ہے۔ شہا۔ اے شاہ۔ ہر کسے۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ بُدے۔ ہوتے۔ لاجرم۔ لامحالہ۔

[2] شمن۔ بُت پرست، عابد۔ رُوئی۔ منہ، یعنی عیب۔ خلقان۔ مخلوق۔ باقی بود۔ خدائی نور باقی رہنے والا ہے۔ روئے خود۔ اپنے عیوب اس کو ایسے صاف نظر آتے ہیں جیسا کہ دوسرے کے۔

[3] گفت۔ یعنی بادشاہ نے اسے ابھار کر دوسرے غلام کی بابت پوچھا۔ کدخدا۔ مہتمم، منتظم۔ مملکت۔ سلطنت۔ عیبِ او۔ یہ اُس طریقہ پر تعریف ہے جو بظاہر عیب جوئی ہے۔ مردمی۔ انسانیت۔ ذکا۔ ذہانت۔ ہمدمی۔ غمخواری۔

کمترین عیبش جوانمردی و داد — آں جوانمردی کہ جاں راہم بداد

اُس کا سب سے چھوٹا عیب، سخاوت اور بخشش ہے — ایسی سخاوت جو جان بھی بخش دے

صد ہزاراں جاں خدا کردہ پدید — چہ جوانمردی بود کاں را ندید

خدا نے لاکھوں جانیں پیدا فرمائی ہیں — جس نے اُنکو نہ دیکھا اُس کی (جان کی) سخاوت کیا ہوگی

ور بدیدے[۲] کے بجاں بخلش بدے — بہر یک جاں کے چنیں غمگیں شدے

اگر (اُن جانوں کو) دیکھ لیتا (اپنی) جان پر کب بخل کرتا؟ — (اپنی) ایک جان کی وجہ سے کب ایسا غمگین ہوتا؟

بر لبِ جو بخلِ آب آں را بود — کو زجوئے آب نابینا بود

نہر کے کنارے پر پانی کا بخل اُسی میں ہوگا — جو نہر کے پانی سے اندھا ہوگا

گفت پیغمبرؐ کہ ہر کس از یقیں — داند او پاداشِ خود در یومِ دیں

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ جو شخص یقینی طور پر — قیامت کے دن کے اپنے بدلے کو جان لے گا

ق

ہر یکے را دہ عوض می آیدش — ہر زماں جودے دِگرگوں زایدش

کہ اُس کو ایک کے بدلے میں دس ملیں گے — اُس سے ہر وقت نئی قسم کی سخاوت صادر ہوگی

جُودِ جملہ از عوضہا دیدن ست — پس عوض دیدن ضدِ ترسیدن ست

سب کی سخاوت بدلوں کو دیکھ لینے کی وجہ سے ہے — بدلے کو دیکھ لینا (فقر سے) ڈرنے کی ضد ہے

بخل[۳] نادیدن بود اَعواض را — شاد دارد دیدِ دُر غوّاص را

بدلوں کو نہ دیکھنا (بخل کا سبب) ہوتا ہے — موتی کی دید، غوطہ خور کو خوش رکھتی ہے

پس بعالم ہیچکس نبوَد بخیل — زانکہ کس چیزے نبارد بے بدیل

(اگر بدلے کی دید ہر شخص کو حاصل ہو جائے) تو دنیا میں کوئی — اس لئے کہ بدلے کے بغیر کوئی کچھ نہیں دیتا ہے

پس سخا از چشم آمد نے ز دست — دید دارد کار جز بینا نرست

تو سخاوت کا تعلق آنکھ سے ہوا نہ کہ ہاتھ سے — معاملہ دیکھنے پر ٹھہرا دیکھ لینے والے کے سوا کسی نے (بخل سے) نجات حاصل کی

عیب دیگر آنکہ خود بیں نیست او — ہست در ہستیِ خود او عیب جو

(اُس غلام میں) دوسرا عیب یہ ہے کہ وہ خود بیں نہیں ہے — وہ اپنے اندر عیوب کو تلاش کرنے والا ہے

عیب گوی و عیب جوی خود بدست — با ہمہ نیکو و با خود بد بُدست

وہ خود اپنا عیب گو اور عیب جو ہے — سب کیساتھ بھلا اور اپنے لئے بُرا ہے

شیطان فقر سے ڈرا کر سخاوت سے روکتا ہے۔ ۳ بخل۔ انسان بخل جب ہی کرتا ہے جبکہ آخرت کے بدلوں پر اُسکو یقین نہ ہو۔ اَعواض۔ عوض کی جمع بدلہ بمعنی۔ غوطہ خور۔ از چشم۔ بدلہ کا من الیقین سخاوت کا سبب ہے نہ کہ زدست۔ ہاتھ محض آلۂ کار ہے۔ نرست۔ بخل سے وہی چھٹکارا پائیگا جسکو بدلہ نظر آرہا ہو۔ بُدست۔ بودہ است۔

۱ جوانمردی۔ شجاعت، سخاوت۔ مراد بخشش۔ آں جوانمردی۔ سخاوت کا انتہائی درجہ ہے کہ اپنی جان بھی ضرورت مند کو دیدے۔ صد ہزاراں۔ اِس شعر کا ایک مطلب تو وہ ہے جو ترجمہ سے ظاہر ہے کہ جان دینے اور شہادت کا شوق اُس شخص کو ہوگا جس کے مدِ نظر وہ جانیں ہوں گی جو اُس ایک جان کو اللہ کے راستہ میں لُٹا دینے سے حاصل ہونگی دوسرا مطلب بعض صاحبان نے یہ لکھا کہ بدلے میں جو جانیں ملیں گی وہ مدِ نظر نہ ہوں بلکہ صرف مولیٰ کی رضا مدِ نظر ہو تو اِس صورت میں دوسرے مصرع کا ترجمہ یہ ہوگا۔ وہ سخاوت کیا ہی اعلیٰ ہے جس میں بدلے کی جانیں پیشِ نظر نہ ہوں۔ اِن دونوں مطلبوں کے اعتبار سے آئندہ چند شعروں کا مطلب بیان کرنا ہوگا۔

۲ ور بدیدے۔ اگر ایک جان کے بدلے میں بہت سی ابدی جانیں مل جانے کا یقین ہو تو جان دینے میں کوئی بھی بخل نہ کرے۔ بر لبِ جو۔ نہر کے کنارے پر پانی پر وہی بخل کرے گا جو نہر کا پانی نہ دیکھ رہا ہو۔ پاداش۔ جزا، بدلہ۔ یومِ دین۔ بدلہ کا دن، روزِ قیامت۔ ہر یکے۔ حدیث شریف ہے کُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ بِعَشْرَةِ اَمْثَالِهَا۔ انسانوں کو ہر عمل کا بدلا دس گنا ملیگا۔ ترسیدن۔

گفت شہ جلدی مکن در مدحِ یار — مدحِ[1] خود در ضمنِ مدحِ اُو میار
بادشاہ نے کہا دوست کی تعریف میں جلدی نہ کر — اُس کی تعریف کے ضمن میں خودستائی نہ کر

زانکہ من در امتحاں آرم وَرا — شرمساری آیدت در ماجرا
اِس لئے کہ میں اُس کو آزماؤں گا — (اُس) قصہ میں تجھے شرمندگی ہو گی

قسمِ غلام در صدق و وفائے یارِ خود از طہارتِ ظنِ خود نزدیکِ شاہ

بادشاہ کے سامنے غلام کا اپنے دوست کی سچائی اور وفاداری کی اپنے گمان اور پاکیزگی کی وجہ سے قسم کھانا

گفت[2] کے وَاللّٰہِ بِاللّٰہِ العَظِیم — مَالِکِ المُلکِ وَرحمٰن ورحیم
اُس (غلام) نے کہا نہیں خدا کی قسم اُس خدا کی قسم جو بزرگ ہے — سلطنت کا مالک ہے اور مہربان ہے اور رحم والا ہے

آں خدائے کہ فرستاد انبیا — نے بحاجت بل بفضل و کبریا
وہ خدا جس نے نبی بھیجے — مجبوری سے نہیں بلکہ (اپنی) بڑائی اور فضل سے

آں خداوندیکہ از خاکِ ذلیل — آفرید اُو شہسوارانِ جلیل
وہ خدا جس نے حقیر مٹی سے — بڑے بڑے (روحانی) شہسوار پیدا فرمائے

پاک شاں کرد از مزاجِ خاکیاں — بگذرانید از تگِ افلاکیاں
اُن کو خاکیوں کے مزاج سے پاک کر دیا — آسمان والوں کی دوڑ سے آگے کر دیا

برگرفت از نار و نورِ صاف ساخت — وانگہ او بر جملۂ انوار تاخت
آگ سے اُن کو علیحدہ کر دیا اور صاف نور بنایا — تب وہ (نور)، تمام نوروں سے بازی لے گیا

آں سنا[3] برقے کہ بر ارواح تافت — تا کہ آدمؑ معرفت زاں نور یافت
وہ روشن برق جو روحوں پر چمکی — یہاں تک کہ (حضرت) آدمؑ نے اُس نور سے معرفت پائی

آں کز آدمؑ رُست و دستِ شیثؑ چید — پس خلیفہ اش کرد آدمؑ کاں بدید
وہ (نور) کہ (حضرت) آدمؑ سے پھوٹا اور اُسکو (حضرت) شیثؑ نے چنا — جب اُس (نور) کو (حضرت) آدمؑ نے دیکھا تو اُن (حضرت شیثؑ) کو خلیفہ بنایا

نوحؑ از آں گوہر چو برخوردار شد — در ہوائے بحرِ جاں دُربار شد
جب (حضرت) نوحؑ اُس موتی (نور) سے نفع اندوز ہوئے — جان کے سمندر کے شوق سے موتی برسانے لگے

جانِ ابراہیمؑ از آں انوارِ زفت — بے حذر در شعلہائے نار رفت
انہی عالی قدر نوروں کی وجہ سے (حضرت) ابراہیمؑ کی جان — بلا جھجک آگ کے شعلوں میں گھس گئی

---

[1] مدحِ خود۔ انسان بسا اوقات دوسروں کی تعریف اِس لئے کرتا ہے کہ لوگ اُسکی نیکی کے قائل ہو جائیں۔ ماجرا۔ بیچ ہوا واقعہ۔

[2] کے یعنی جو میں تعریف کرتا ہوں غلط نہیں ہے۔ واللہ۔ یہاں سے قسم شروع ہوتی ہے اور سینتالیس شعروں تک قسم کا ہی مضمون ہے اور اڑتالیسویں شعر "کرد رصفاتِ خواجہ تاش" جواب قسم ہے۔ نے بحاجت یعنی خدا انبیا کو بھیجنے میں مجبور نہ تھا بلکہ انبیا کی رسالت بھی اُس کا کرم ہے۔ شہسواراں یعنی انبیا اور اولیا۔ خاکیاں۔ عنصری مخلوق۔ تگ۔ رفتار۔ افلاکیاں آسمانی مخلوق۔ نار۔ آگ، بُرے اخلاق۔ تاخت۔ چڑھ دوڑا۔

[3] سنا۔ روشنی، حدیث شریف میں ہے کہ ازل میں اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کو جمع کر کے اُن پر نور برسایا جس پر وہ نور پڑ گیا وہ ہدایت پا گیا جس پر نہ پڑا وہ گمراہ ہو گیا۔ معرفت۔ خدائی عرفان۔ شیثؑ حضرت آدمؑ کے صاحبزادے ہیں جو حضرت آدمؑ کے بعد نبی ہوئے اور حضرت آدمؑ نے اپنی زندگی میں اُن کو اپنا جانشین بنایا۔ نوحؑ حضرت آدمؑ کی وفات کے ایک سو چالیس سال بعد حضرت نوحؑ کی ولادت ہوئی جوان ہو کے ہی رسول بنا دیئے گئے۔ ابراہیمؑ نمرود کا زمانہ تھا جس وقت حضرت ابراہیمؑ سینتیس سال کے تھے اُنکو نمرود نے آگ میں جلا دینا چاہا۔

چونکہ اسماعیلؑ در جویش فتاد — پیشِ دشنہ آبدارش سر نہاد
چونکہ (حضرت) اسماعیلؑ اُس (نور) کی نہر میں گھسے — اور اُس کے تیز خنجر کے سامنے سر رکھ دیا

جانِ داؤدؑ از شعاعش گرم شد — آہن اندر دست بافش نرم شد
(حضرت) داؤدؑ کی جان اُس (نور) کی شعاع سے گرم ہوئی — لوہا اُن کے بُننے والے ہاتھ میں نرم ہو گیا

چوں سلیمانؑ بُد وِصالش را رضیع — دیو گشتش بندہ فرمان و مطیع
چونکہ (حضرت) سلیمانؑ اُس (نور) کے وصال سے شیر خوار تھے — دیو (اور پری) اُن کے حکم کے غلام اور فرمانبردار ہو گئے

در قضا یعقوبؑ چوں بنہاد سر — چشم روشن کرد از بوئے پسر
(حضرت) یعقوبؑ نے جب (نور کے فیض سے) خدائی حکم کے آگے — تو بیٹے کی خوشبو سے آنکھوں کو روشن کیا

یوسفِؑ مہ رو چو دید آں آفتاب — شد چناں بیدار در تعبیرِ خواب
چاند سے مکھڑے والے (حضرت) یوسفؑ نے جب اُس نور کا — تو خواب کی تعبیر دینے میں بہت بیدار (مغز) ہو گئے

چوں عصا از دستِ موسیٰؑ آب خورد — مُلکتِ فرعون را یک لقمہ کرد
جب لاٹھی (حضرت) موسیٰؑ کے ہاتھ سے سیراب ہوئی — فرعون کی سلطنت کو ایک لقمہ بنا لیا

جانِ جرجیسؑ از فرش چوں راز یافت — ہفت نوبت جاں فشاند و باز یافت
(حضرت) جرجیسؑ کی جان نے جب اُس (نور) کی عظمت — سات مرتبہ جان نثار کی اور پھر پالی

چونکہ زکریا ز عشقش دم زدے — کرد دور جوفِ درختش جاں فدے
(حضرت) زکریاؑ نے (اُس نور کی وجہ سے) اُسکے عشق کا دم بھرا — اُس کے درخت کے بیچ میں جان قربان کر دی

چونکہ یونسؑ جرعۂ زاں جام یافت — در درونِ ماہی او آرام یافت
چونکہ (حضرت) یونسؑ نے اُس (نور کے) جام سے ایک — مچھلی کے (پیٹ کے) اندر اُنھوں نے آرام کیا

چونکہ یحییٰؑ مست گشت از ذوقِ او — سر بطشتِ زر نہاد از شوقِ او
چونکہ (حضرت) یحییٰؑ اُس (نور) کے ذوق سے مست ہو گئے — اُس کے عشق میں سونے کے طشت میں سر دیدیا

چوں شعیبؑ آگاہ شد زیں ارتقا — چشم را درباخت از بہرِ لقا
جب (حضرت) شعیبؑ اُس (نور کی وجہ) عروج سے آگاہ ہوئے — ملاقات کے لئے آنکھیں ہار دیں

۱؎ اسماعیلؑ۔ حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں حکم ہوا کہ اپنے بیٹے اسماعیلؑ کی قربانی دو۔ چنانچہ حضرت اسماعیلؑ قربان ہونے کیلئے فوراً تیار ہو گئے۔ داؤدؑ۔ حضرت شمویلؑ اور اس دَور کے بادشاہ طالوت کے بعد بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے، رسول بنائے گئے اور زبور اُن پر نازل ہوئی اُن کا معجزہ تھا کہ لوہا اُن کے ہاتھ میں موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا جس سے وہ زرہیں بناتے تھے۔ سلیمانؑ۔ حضرت داؤدؑ کے فرزند ہیں اور اپنے والد کی طرح سلطنت اور نبوت کے جامع تھے آپکی سلطنت جن اور انس پر تھی۔ رضیع۔ شیر خوار۔ دیو جن بھی فرمانبردار تھے۔ یعقوبؑ۔ اپنے بیٹے یوسفؑ کے فراق میں اس قدر روئے کہ بینائی جاتی رہی پھر حضرت یوسفؑ کی قمیص کی خوشبو سے بینائی لوٹی۔

۲؎ یوسفؑ۔ حُسن اور خواب کی تعبیر میں عدیم النظیر تھے جس کا قرآن میں ذکر ہے۔ عصا۔ نبات میں پانی زندگی کا سبب ہے خشک لکڑی حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ کی وجہ سے زندہ ہو کر سانپ بنی تو گویا اُسنے حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ سے پانی حاصل کیا۔ مُلکت۔ ملک۔ لقمہ کرد۔ حضرت موسیٰؑ کا معجزہ سلطنت کے زوال کا سبب بنا۔ جرجیسؑ۔ حضرت عیسیٰؑ کے حواری کے صاحبزادے اور پیغمبر ہیں ان کی قوم نے انکو کئی مرتبہ ہلاک کیا لیکن وہ زندہ ہو گئے۔ زکریاؑ۔ یہ خدا کے پیغمبر حضرت سلیمانؑ کی اولاد میں ہیں قوم نے ستایا تو انھوں نے ایک درخت میں پناہ لی جسکو قوم نے آرے سے چیر کر انکو شہید کر دیا۔

۳؎ یونسؑ۔ آپ نینوا میں مبعوث ہوئے، قوم کو سمجھایا انکی نافرمانی سے ناراض ہو کر اس خیال سے کہ اب ان پر عذاب نازل ہوگا مع اہل و عیال کے اس بستی سے نکل چلے گئے عذاب نازل نہ ہوا تو شرمندگی کی وجہ سے کسی اور طرف چلدیئے اسپر ابر غلبہ ہوا جس کشتی میں سوار ہوئے وہ نہ چلی تو دریا میں پھینکے گئے اور مچھلی نے انکو نگل لیا۔ توبہ کی تو مچھلی کے پیٹ سے زندہ برآمد ہوئے۔ یحییٰؑ۔ ہردوس نامی بادشاہ کے دور میں مبعوث ہوئے اُسنے ایک عورت کی سازش سے انکو قتل کرا دیا اور سونے کے طشت میں انکا سر رکھ کر اس عورت کو پیش کر دیا۔ شعیبؑ۔ اہلِ مدین اور اصحابِ ایکہ کیلئے مبعوث ہوئے لیکن نافرمانی کی وجہ سے وہ لوگ صاعقہ اور

شُکر کرد ایوبؑ صابر ہفت سال
(حضرت) ایوبؑ صابر نے (اُس نور کی بدولت) سات سال شکر ادا کیا
دَر بلا چوں دید آثارِ وصال
مصیبت میں جبکہ وصال کے آثار دیکھے

خضرؑ و الیاسؑ ازمیش چوں دم زنند
(حضرت) خضرؑ اور الیاسؑ نے جب اُس (نور) کی شراب کا گھونٹ پیا
آبِ حیواں یافتند و کم زدند
انھوں نے آبِ حیات پالیا، اور پروا نہ کی

تر دبانش عیسیٰؑ مریمؑ چو یافت
(حضرت) عیسیٰؑ ابنِ مریم نے جب اُس (نور) کی سیڑھی پالی
بر فرازِ گنبدِ چارم شتافت
برجِ چہارم کی بلندی پر چڑھ گئے

چوں محمدؐ یافت آں مُلک و نعیم
جب (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلّم نے (نور کی) وہ دولت
قرصِ مہ را کرد اندر دم دو نیم
فوراً چاند کی ٹکیا کے دو ٹکڑے کر دیئے

چوں ابوبکرؓ آیتِ توفیق شد
جب (حضرت) ابوبکرؓ (نور کی بدولت) توفیقِ (خداوندی) کی
با چناں شہ صاحب و صدیق شد
ایسے بادشاہ کے ساتھی اور تصدیق کرنے والے ہوئے

چوں عمرؓ شیدائے آں معشوق شد
جب (حضرت) عمرؓ اُس معشوق (نور) کے شیدا بنے
حق و باطل را ز دل فاروق شد
دل سے حق اور باطل میں امتیاز کرنے والے ہو گئے

چونکہ عثمانؓ آں عیاں را عین گشت
چونکہ (حضرت) عثمانؓ اُس (نور) مشاہد کی آنکھ بنے
نورِ فائض بود و ذوالنورین گشت
نور فیضان رساں تھا وہ ذوالنورین بن گئے

چوں ز نورش مرتضیٰؓ شد دُر فشاں
جب اُسکے نور سے (حضرت علی) مرتضیٰؓ موتی برسانے والے بنے
گشت اُو شیرِ خدا در مرجِ جاں
تو وہ جان کے جنگل میں شیرِ خدا ہو گئے

روشن از نورش چو سبطین آمدند
چونکہ حسنین رضہ اُس کے نور سے روشن (پیدا) ہوئے
عرش را دُرّین و قرطین آمدند
عرش کے لئے دو موتی اور دو بالے بن گئے

آں یکے از زہر جاں کردہ نثار
اُس ایک نے زہر سے جان نثار کر دی
واں سر افگندہ براہش مست وار
اور اُس (دوسرے) نے مستانہ وار اُسکی راہ میں سر دیدیا

چونکہ سبطین از سرش واقف بدند
چونکہ حسنینؓ اُس (نور) کے راز سے واقف تھے
گوشوارِ عرشِ ربانی شدند
خدا کے عرش کے گوشوارے بن گئے

سبطِ پاکش ہم حسینؓ و ہم حسنؓ
اُن کی پاک اولاد حسینؓ بھی اور حسنؓ بھی
گوشوارِ عرشِ حیِّ ذوالمنن
حیِّ ذوالمننؒ کے عرش کے گوشوارے ہیں

چوں جنیدؒ از جندِ او دید آں مدد
جب (حضرت) جنیدؒ نے اُس (نور) کے لشکر کی مدد دیکھی
خود مقاماتش فزوں شد از عدد
اُن کے مرتبے شمار سے (آگے) بڑھ گئے

لے ایوبؑ۔ انکی طرح طرح کی آزمائش ہوئی، مال واطلاد تباہ ہوئی جسم پھٹنے لگا لیکن اُن کے صبر و شکر میں فرق نہ آیا۔ خضر و الیاسؑ۔ حضرت الیاسؑ بنی اسرائیل میں نبی بنا کر بھیجے گئے لیکن قوم نے اُن کا کہنا نہ مانا تو حضرت الیسعؑ کو قائم مقام بنا کر روپوش ہو گئے اُن کو اور حضرت خضرؑ کو روئے زمین پر زندہ مانا جاتا ہے۔ عیسیٰؑ کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دوسرے آسمان پر زندہ ہیں، اُن کا چوتھے آسمان پر ہونا عوام میں مشہور ہے۔ قرص۔ شق القمر کا معجزہ آنحضورؐ کے ہاتھ میں ظاہر ہوا۔ صاحب۔ ساتھی۔ صدیق۔ راست گو، تصدیق کنندہ۔ فاروق۔ جُدا کرنے والا۔

سلہ ذوالنورین۔ دو نور والا، حضرت عثمانؓ کی شادی حضورؐ کی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ سے یکے بعد دیگرے ہوئی، اسلئے اُن کا یہ لقب پڑا۔ مرتضیٰ۔ حضرت علیؓ۔ دُر فشاں۔ موتی برسانے والا۔ مرج۔ چراگاہ، جنگل۔ سبطین۔ دو بیٹے، حسن حسین رضی اللہ عنہما۔ دُرّین۔ دو موتی۔ قرطین۔ دو گوشوارے۔

سلہ آں یکے۔ حضرت حسنؓ کو زہر دیدیا گیا جس سے اُنکی شہادت ہو گئی۔ واں۔ حضرت حسینؓ کو دشتِ کربلا میں شہید کر دیا گیا۔ جنیدؒ مشہور بزرگ ہیں، تصوف میں صاحبِ تصانیف ہیں شریعت و طریقت کے جامع

[illegible]

بایزیدؒ[1] اندر مزیدش راہ دید — نامِ قطب العارفیں از حق شنید
(حضرت) بایزیدؒ نے اُس دفعہ کی زیادتی میں راستہ پایا — خدا سے قطب العارفین کا لقب سُنا

چونکہ کرخیؒ کرخ او را شد حرس — شد خلیفہ حق و ربّانی نفس
چونکہ (حضرت) کرخیؒ اُس کے کرخ کے محافظ بنے — خدا کے خلیفہ اور خدائی سانس والے بن گئے

پورِ ادہمؒ[2] مرکب آں سو راند شاد — گشت او سلطانِ سلطانانِ داد
ادہمؒ کے بیٹے نے خوشی سے اُس طرف سواری ہانکی — تو انصاف کے بادشاہوں کے بادشاہ بن گئے

واں شقیقؒ از شقِ آں راہِ شگرف — گشت او خورشید رای و تیز طرف
(حضرت) شقیقؒ اُس عجب راستہ کو طے کرنے کی وجہ سے — آفتاب جیسی رائے والے اور تیز نگاہ بن گئے

شد فضیلؒ از رہزنی رہ پیرِ راہ — چوں بلحظِ لطف شد ملحوظِ شاہ
(حضرت) فضیلؒ راستہ کی رہزنی سے راہ (طریقت) کے — جب شاہ کی مہربانی سے منظورِ نظر بنے

بشر حافیؒ را مُبشِّر شد ادب — سر نہاد اندر بیابانِ طلب
بشر حافیؒ کے لئے ادب بشارت دینے والا بنا — تو وہ طلب کے بیابان میں چل پڑے

چونکہ ذوالنونؒ[3] از غمش دیوانہ شد — مصرِ جاں را ہمچو شکر خانہ شد
چونکہ (حضرت) ذوالنونؒ اُس کے غم میں دیوانہ بنے — روح کی بستی کے لئے شکر خانہ جیسا بن گئے

چوں سریؒ بے سر شد اندر راہِ او — بر سریرِ سروراں شد جاہِ او
جب سریؒ اُس کے راستہ میں فنا ہو گئے — شاہوں کے تخت پر اُن کی جگہ ہو گئی

رحمت و رضوانِ حق در ہر زماں — باد بر جان و روانِ پاکِ شاں
ہر زمانہ میں اللہ (تعالیٰ) کی رضامندی اور رحمت — اُن کی پاک جان اور روح پر رہے

صد ہزاراں بادشاہانِ مہاں — سر فرازانند زاں سوئے جہاں
لاکھوں بڑے بڑے شاہِ (طریقت) — جو اُس عالم کی جانب سے سرفراز ہیں

ق نامِ شاں از رشکِ حق پنہاں بماند — ہر گدائے نامِ شاں را بر نخواند
اُن کا نام اللہ تعالیٰ کے رشک کی وجہ سے — کسی درویش نے بھی اُن کا نام ظاہر نہ کیا

کا شمار ہے۔ سریؒ۔ بڑے ہی مشہور بزرگ ہیں۔ آپ کے نام کے ساتھ سقطی بھی لگایا جاتا ہے کیونکہ آپ کباڑ فروشی بھی کرتے تھے، معروف کرخیؒ کے خلیفہ اور حضرت جنید بغدادیؒ کے ماموں ہیں۔ بے سر شد یعنی خود کو فنا کر دیا یا اپنے سر سے انانیت کو نکال دیا۔ صد ہزاراں۔ لاکھوں اولیاء اللہ کہ ایسے محبوب ہیں کہ خدا رشک کی وجہ سے اُن کو مخفی رکھتا ہے اور اس کو گوارا نہیں کرتا ہے کہ دوسرے اُن کو پہچانیں۔

[1] بایزیدؒ۔ بسطامی کہلاتے ہیں اُن کا لقب قطب العارفین ہے کرخیؒ۔ کرخ کا رہنے والا کرخ بغداد یا بلخ کا ایک گاؤں ہے۔ یہ حضرت معروفؒ کا لقب ہے حرس۔ نگہبان چوں کہ حضرت معروفؒ مقامِ کرخ میں رات بھر بیداری اور گریہ زاری میں مصروف رہتے اسلئے اُن کو کرخ کا نگہبان کہا ہے۔

[2] پورِ ادہمؒ۔ ادہم کا بیٹا، یعنی حضرت ابراہیمؒ شاہی خاندان سے تھے بلخ کی سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کر لی تھی۔ امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد اور جامعِ طریقت و شریعت تھے۔ شقیقؒ۔ بلخ کے رہنے والے مشہور تاجر تھے پھر سب کچھ خیرات کر کے فقیری اختیار کر لی تھی امام ابو یوسفؒ کے شاگرد تھے فضیلؒ۔ ابتدائی زندگی میں ڈاکو تھے لیکن بھیس صوفیا کا بنائے رکھتے تھے نماز باجماعت کے پابند تھے بالآخر ہدایت ملی اور اولیاءِ کاملین میں سے ہو گئے۔ بشر حافیؒ ننگے پیر رہنے والے بشر یہ بڑے عالم تھے اور پھر بہت بڑے ولی ہو گئے مُبشِّر شد ادب۔ بشر نے ایک کاغذ پر بسم اللہ لکھی ہوئی پڑی پائی، ادب سے اُسکو اُٹھایا اور عبیر خوشبو لگا کر ایک طاق میں رکھا اُن کا یہ ادب اُن کے روحانی عروج کا سبب بنا اور اولیاءِ کاملین میں شمار ہوئے۔

[3] ذوالنونؒ مصری مشہور بزرگ ہیں۔ ملامتیہ فرقہ میں آپ

حقِ آں نور و حقِ نورانیاں ۔۔۔ کاندراں بحر اند ہمچو ماہیاں[1]
قسم ہے اُس نور کی اور قسم ہے اُن نور والوں کی ۔۔۔ جو اُس (نور) کے سمندر میں مچھلیوں کی طرح ہیں

بحرِ جان و جانِ بحر ار گویمش ۔۔۔ نیست لائق نامِ نومی جویمش
اگر میں اُس (نور) کے سمندر، کو جان کا سمندر اور سمندر کی جان کہوں ۔۔۔ مناسب نہیں ہے اسکے لئے نیا نام تلاش کرونگا

حقِ آں آنے کہ این و آں از وست ۔۔۔ مغزہا نسبت بدو باشند پوست
اُس ملکیت کی قسم کہ یہ اور وہ اُسی سے ہے ۔۔۔ جسکے اعتبار سے مغز (بمنزلہ) چھلکے کے ہیں

کہ صفاتِ[2] خواجہ تاشِ و یارِ من ۔۔۔ ہست صد چنداں کہ ایں گفتارِ من
کہ ساتھی اور میرے یار کی خوبیاں ۔۔۔ میرے اِس بیان سے سو گنا ہیں

آنچہ می دانم ز وصفِ آں ندیم ۔۔۔ باورت ناید چہ گویم اے کریم
اُس دوست کی خوبی جو میں جانتا ہوں ۔۔۔ اے صاحبِ کرم! میں کیا بتاؤں آپ یقین نہیں

شاہ گفت اکنوں از آنِ خود بگو ۔۔۔ چند گوئی آنِ این و آنِ او
شاہ نے کہا اب اپنی بات کہہ ۔۔۔ اِس کی اور اُس کی کب تک کہے گا!

تو چہ داری وچہ حاصل کردۂ ۔۔۔ از تگِ دریا چہ دُر آوردۂ
تیرے پاس کیا ہے؟ اور تو نے کیا حاصل کیا ہے؟ ۔۔۔ دریا کی تہہ سے کیا موتی لایا ہے؟

روزِ مرگ ایں حسِ تو باطل شود ۔۔۔ نورِ جاں داری کہ یارِ دل شود
مرتے وقت تیری یہ حس تو بیکار ہو جائے گی ۔۔۔ تیرے پاس روح کا نور بھی ہے جو دل کا رفیق بنے

در لحد[3] کیں چشم را خاک آگند ۔۔۔ ہست آنچہ گور را روشن کند
قبر میں اِس آنکھ کو مٹی بھر دے گی۔ ۔۔۔ وہ کچھ بھی ہے جو قبر کو روشن کرے

نورِ دل از جاں بود اے یارِ غار ۔۔۔ مستعار آں را مداں اے مستِ عار
اے جگری دوست! دل کا نور روح سے ہوتا ہے ۔۔۔ اے مغرور! اُس کو مانگی ہوئی چیز نہ سمجھ

آں زماں کیں دست و پایت بر درد ۔۔۔ پر و بالت ہست تا جاں بر پرد
جس وقت تیرے یہ ہاتھ پیر ریزہ ریزہ ہو جائینگے ۔۔۔ بال و پر ہیں کہ روح پرواز کرے

آں زماں کیں جانِ حیوانی نماند ۔۔۔ جانِ باقی بایدت بر جا نشاند
جس وقت یہ حیوانی روح نہ رہے گی ۔۔۔ اُس کی جگہ باقی رہنے والی جان بٹھانی چاہیئے

شرطِ مَن جَاءَ بِالْحَسَن نے کردن ست ۔۔۔ بل حسن را سوئے حضرت بُردن ست
"جو شخص نیکی لایا" کی شرط نیکی کرنا نہیں ہے ۔۔۔ بلکہ نیکی کو دربار میں لے جانا ہے

---

[1] ہمچو ماہیاں۔ اولیاء کاملین کی تشبیہ مچھلیوں سے دیجاتی ہے کیونکہ جس طرح مچھلی بغیر پانی زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح وہ لوگ تقربِ الٰہی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ نیست لائق۔ خدا کی پوری صفات اُس کا کوئی نام ظاہر نہیں کر سکتا۔ مغزہا۔ اور ملکیتیں خواہ کتنی ہی مضبوط ہوں وہ ملکیتِ خداوندی کی بہ نسبت ہیچ ہیں۔

[2] کہ صفات۔ یہ شعر اوپر کی قسموں کا جواب ہے۔ ندیم۔ ہم مجلس ہم پیالہ۔ باور۔ یقین۔ کریم۔ سخی، بزرگ۔ آن۔ طرز و انداز۔ تگ۔ تہ۔ ایں حس۔ قوائے ظاہری۔ نورِ جاں۔ یعنی قوائے باطنی۔

[3] لحد۔ قبر میں روشنی نیک اعمال سے ہوگی۔ پر و بال یعنی روحانی کمالات۔ جانِ حیوانی۔ حیوانی روح موت پر فنا ہو جاتی ہے۔ جانِ باقی۔ روحِ انسانی مَن جَاءَ بِالْحَسَنِ۔ قرآن پاک میں ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا۔ "جو ایک نیکی لایا تو اس کے لئے دس گنا اجر ہے" مولانا فرماتے ہیں کہ اس شرطیہ جملہ میں مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ کا مطلب محض نیکی کرنا نہیں ہے بلکہ نیکی کو خدا کے دربار میں پیش کرنا ہے۔

جوہرے[1] داری ز انساں یا خری — ایں عرضہا کہ فنا شد چوں بری

تو انسانیت کا جوہر رکھتا ہے یا نرا گدھا ہے — یہ اعراض جبکہ فنا ہو گئے (انکو) کیسے لیجائیگا؟

ایں عرضہائے نماز و روزہ را — چونکہ لا یبقیٰ زمانین انتفا

یہ نماز، روزہ عرض — جبکہ دو زمانوں میں باقی نہیں رہتے ہیں، ناپید ہو گئے

نقل نتواں کرد مر اعراض را — لیک از جوہر برند امراض را

اعراض کو منتقل نہیں کیا جا سکتا ہے — ہاں (یہ اعراض) جوہر سے امراض خارج کر دیتے ہیں

تا مبدل گشت جوہر زیں عرض — چوں ز پرہیزے کہ زائل شد مرض

ان اعراض سے جوہر میں تبدیلی ہو جاتی ہے — جیسا کہ پرہیز سے مرض جاتا رہتا ہے

گشت پرہیز عرض جوہر بجہد — شد دہان تلخ از پرہیز شہد

کوشش سے پرہیز (جو عرض تھا) جوہر (کو منتقل کر نیوالا) ہو گیا — کڑوا منہ پرہیز سے میٹھا بن گیا

از زراعت[2] خاکہا شد سنبلہ — دارُوے مو کرد مو را سلسلہ

کھیتی کرنے سے مٹی بال بن گئی — بالوں کی دوا نے بالوں کو بڑھا دیا

آں نکاح زن عرض بُد شد فنا — جوہر فرزند حاصل شد زما

عورت سے نکاح کرنا، عرض تھا جو فنا ہو گیا — فرزند، جوہر، ہم سے برآمد ہو گیا

جفت کردن اسپ و اشتر را عرض — جوہر کرہ بزائیدن غرض

گھوڑے اور اونٹ کی جفتی کرانا عرض ہے — مقصود بچہ جوہر جننا ہے

ہست[3] آں بستاں نشاندن ہم عرض — گشت جوہر میوہ اش اینک عرض

باغ لگانا بھی عرض ہے — اس کا پھل جوہر بن گیا یہ مقصود ہے

ہم عرض داں کیمیا بردن بکار — جوہرے زاں کیمیا گر شد بیار

کیمیا گری کو بھی عرض سمجھ — کیمیا گر کے پاس سے جوہر دستیاب ہو گیا

صیقلی کردن عرض باشد شہا — زیں عرض جوہر ہمی زاید صفا

اے شاہ! صیقل کرنا عرض ہوتا ہے — یہ عرض جوہر میں صفائی پیدا کر دیتا ہے

پس مگو کہ من عملہا کردہ ام — دخل آں اعراض را بنما مرم

تو یہ نہ کہہ میں نے عمل کئے ہیں — ان اعراض کی پیداوار دکھا، بھاگ نہیں

---

[1] جوہر۔ موتی، ہنر، اصطلاح میں وہ چیز جوہر کہلاتی ہے جو اپنے وجود میں کسی دوسری چیز کی محتاج نہ ہو بلکہ بالذات قائم ہو۔ خری۔ خر ہستی۔ عرض۔ وہ چیز جو خود قائم نہ ہو بلکہ اپنے وجود میں کسی دوسری چیز کی محتاج ہو جیسے رنگ وغیرہ۔ نماز و روزہ۔ حرکات اور اقوال کا مجموعہ ہے جن کا وجود آنی ہے زمانۂ وجود کے بعد دوسرے زمانہ میں ان کا وجود نہیں رہتا ہے۔ اعراض۔ عرض کی جمع ہے عرض ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جوہر۔ روح۔ امراض۔ یعنی برے اخلاق۔ پرہیز عرض ہے اس کے ذریعہ امراض دور ہو جاتے ہیں اور انسان میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ وہاں صفراوی مریض پرہیز کرتا ہے تو منہ کی کڑواہٹ چلی جاتی ہے اور مٹھاس پیدا ہو جاتی ہے۔

[2] زراعت۔ کھیتی کرنا عرض ہے خاکہا۔ زمین کی مٹی جو جوہر ہے تبدیل ہو کر اناج کی بال بن جاتی ہے۔ دارو۔ دوا کرنا عرض ہے مو۔ بال جوہر ہے جس میں دراز ی آئی۔ نکاح۔ عرض ہے جس سے بچہ جو جوہر ہے پیدا ہو۔ جفت کردن۔ گھوڑے یا اونٹ کی جفتی کرانا عرض ہے۔ بچہ۔ جوہر ہے۔

[3] ہست۔ باغ کا لگانا عرض ہے، اس کا پھل جوہر ہے۔ جو مقصود ہے۔ ہم عرض داں۔ کیمیا گری ایک عرض ہے اس سے جو سونا بنتا ہے وہ جوہر ور مقصود ہے۔ صیقلی۔ صیقل کرنا، عرض ہے اس سے جو چیز صاف ہو جاتی ہے وہ جوہر اور مقصود ہے۔ پس گو بادشاہ کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کی عبادات وغیرہ سب اعراض ہیں جو ناقابل انتقال ہیں اور وہ بہ خداوندی میں پیش نہیں کیجا سکیں گی بلکہ روح پیش ہوگی جو جوہر ہے اور عبادات وغیرہ سے اسکی نشو و نما

این صفت کردن عرض[1] باشد خمش
اسی طرح "کرنا" عرض ہوگا، چپ رہ
سایۂ بُز را پئے قرباں مکُش
قربانی کے لئے بکری کے سایہ کو ذبح نہ کر

گفت شاہا بے قنوطِ عقل نیست
اس (غلام) نے کہا اے شاہ عقل کیلئے مایوسی کے سوا
گر تو فرمائی عرض را نقل نیست
اگر آپ یہ کہیں کہ عرض منتقل نہیں ہوتا ہے

بادشاہا جز کہ یاسِ بندہ نیست
اے شاہ! (یہ بات) بندہ کی مایوسی کے سوا کچھ نہیں ہے
ہر عرض کاں رفت بازآئندہ نیست
(کہ) جو عرض چلا گیا واپس آنے والا نہیں ہے

گر نبودے مر عرض را نقل و حشر
اگر عرض کیلئے نقل ہونا اور جمع ہونا نہیں ہے
فعل بودے باطل و اقوال قشر
"کرنا" باطل ہوگا اور کہنا چھلکا ہوگا

ایں عرضہا نقل شد لونِ دگر
یہ اعراض دوسری طرح منتقل ہوں گے
حشرِ ہر فانی بُود کونِ دگر
ہر فانی کا حشر دوسری ہستی میں ہوگا

نقل ہر چیزے بود ہم لائقش
ہر چیز کا منتقل ہونا اسی کے مناسب ہوگا
لائقِ[2] گلہ بود ہم سا لقش
گلہ بان، گلہ کے مناسب ہوتا ہے

وقتِ محشر ہر عرض را صورتیست
حشر کے وقت ہر عرض کی ایک صورت ہوگی
صورتِ ہر یک عرض را نوبتیست
ہر عرض کی صورت کیلئے ایک نوبت (متعین) ہے

بنگر اندر خود کہ تو بودی عرض
تو خود اپنے اندر غور کر، تو عرض تھا
جنبشِ جفتے بہ جفتے با غرض
ایک جوڑے کی جوڑے کیساتھ حرکت خواہش کیساتھ تھی

بنگر اندر خانہ و کاشانہا
محلوں اور گھر کو دیکھ
در مُہندس بود چوں افسانہا
انجنیر (کے ذہن) میں خیالات کی طرح تھے

کاں فلاں خانہ کہ ما دیدیم خوش
کہ فلاں گھر جو ہم نے دیکھا ہے بہت خوبصورت تھا
بود موزوں صُفّہ[3] و سقف و درش
اسکا دالان اور چھت اور دروازہ بہت موزوں تھا

از مُہندس آں عرض و اندیشہا
انجنیر کا وہ عرض اور خیالات
آلت آورد و ستوں از بیشہا
آلہ اور جنگلوں سے ستون لائے

چیست اصل و مایۂ ہر پیشہٗ
ہر پیشہ کی اصل اور سرمایہ کیا ہے؟
جُز خیال و جُز عرض و اندیشہٗ
سوائے خیال اور عرض اور سوچ کے

---

[1] کردن یعنی انسان کا فعل جز۔ بکری جوہر ہے اس کا سایہ عرض ہے بکری کی قربانی تقرب کا سبب بنے گی نہ کہ سایہ کی قربانی۔ گفت۔ غلام کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر عبادات کو اعراض کہہ کر ناقابلِ انتقال کہا جائیگا تو عبادات کی اہمیت ختم ہو جائے گی اور عابدوں میں مایوسی پیدا ہوگی اور یہ کہنا کہ عبادات اعراض ہیں انکو دربارِ خداوندی میں دنیا سے کیسے منتقل کیا جاسکتا ہے جب صحیح ہے کہ یہ اعراض اعراض رہیں لیکن اگر ان اعراض کی تبدیلی بصورتِ جواہر کردی جائے تو پھر اُن کے منتقل ہونے میں کوئی عقلی اشکال نہیں ہے اور شریعت نے بتایا ہے کہ انسان کی ہر عبادت اور عمل ایک خاص جوہری شکل اختیار کریگا اور دربارِ خداوندی میں پیش ہوگا۔

[2] لائقِ گلہ۔ اونٹوں کا چرواہا اور ہوتا ہے اور بکریوں کا چرواہا اور ہوتا ہے۔ نوبتیست۔ عرض مختلف جواہر کی صورت اختیار کریگا جس کے لئے وقت مقرر ہے۔ بنگر۔ یہ ایسی مثالیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عرض جوہری صورت اختیار کرلیتا ہے۔ جنبش۔ ماں باپ کی ہمبستری عرض ہے اسی نے بچہ کی جوہری صورت اختیار کرلی۔ مہندس۔ انجنیر کا ذہنی خاکہ عرض ہے جو مکان کی جوہری صورت اختیار کرلیتا ہے۔

[3] صُفّہ۔ ایسا مسقف حصہ جس پر چہار دیواری نہ ہو۔ سقف۔ چھت۔ بیشہا۔ جنگلات۔ ہر پیشہ۔ صرف انجنیری میں ہی نہیں بلکہ ہر پیشہ میں کاریگر ایک تصور قائم کرتا ہے جو عرض ہے اور پھر وہ تصور جوہری صورت اختیار کرلیتا ہے۔

جملہ اجزائے جہاں را بے غرض
دنیا کے تمام اجزاء کو بے غرض (ہو کر)

در نگر حاصل نشد جز از غرض
دیکھ سوائے غرض کے اور کچھ حاصل نہیں ہے

اوّل[1] فکر آمد آخر در عمل
پہلے فکر آیا، پھر عمل

بنیت عالم چناں دان در ازل
ایسے ہی عالم کی بناء ازل میں (سمجھ)

میوہا در فکر دل اوّل بود
پھل، اوّل دل کے خیال میں ہوتے ہیں

در عمل ظاہر بآخر می شود
آخر میں عملی طور پر ظاہر ہوتے ہیں

چوں عمل کردی شجر بنشاندئی
جب تو نے عمل کیا، شجر کاری کی

اندر آخر حرفِ اوّل خواندئی
(گویا)، آخر میں پہلا حرف پڑھا

گرچہ شاخ و برگ و بیخش اوّل ست
اگرچہ اُس (درخت) کی شاخ اور پتے اور جڑ پہلے ہے

آں ہمہ از بہرِ میوہ مُرسَل ست
وہ سب میوے کے لئے بھیجے ہوئے ہیں

پس سرے کہ مغزِ ایں افلاک بود
پس وہ سردار جو ان آسمانوں کا مغز تھا

اندر آخر خواجۂ[2] لولاک بود
آخر میں صاحبِ لولاک ہوا

نقلِ اعراض ست ایں[3] بحث و مقال
یہ بحث اور گفتگو اعراض کی نقل ہے

نقلِ اعراض ست ایں شیر و شگال
یہ شیر اور گیدڑ اعراض کی نقل ہے

جُملہ عالم خود عرض بودند تا
تمام عالم خود عرض تھا یہاں تک

اندریں معنیٰ بیامد هَلْ اَتٰی
کہ اسی مقصد کے لئے هَلْ اَتٰی (قرآن میں) آیا ہے

ایں عرضہا ازچہ زاید از صُوَر
یہ اعراض (دنیا) کس چیز سے پیدا ہوئے، صُوَرِ (مثالی) سے

ویں عرض ہم ازچہ زاید از فکر
اور یہ عرض (صورِ مثالی) کس چیز سے پیدا ہوا، فکر (صُورِ علمیہ)

ایں جہاں یک فکرت ست از عقلِ کُل
یہ دنیا ایک عقلِ کُل (اللہ) کا ایک علم ہے

عقل چوں شاہ است و فکر تہا رُسُل
عقل (اللہ) گویا بادشاہ ہے اور فکر (صُورِ علمیہ) قاصد ہیں

عالمِ اوّل جہانِ امتحاں
پہلا عالم امتحان کی دنیا ہے

عالمِ ثانی جزائے ایں و آں
دوسرا عالم اِس اور اُس کا بدلہ ہے

چاکرت شاہا خیانت می کُند
اے شاہ! آپ کا نوکر بد دیانتی کرتا ہے

آں عرض زنجیر و زنداں می شود
وہ عرض زنجیر اور قید خانہ بن جاتا ہے

---

[1] اوّل فکر مشہور مقولہ ہے۔ اوّل الفکر آخر العمل یعنی پہلے تجویز پھر عمل۔ در ازل۔ جملہ اجزائے عالم ازل میں صُوَرِ علمیہ تھے پھر اُن کا وجود خارج میں ہوا۔ میوہا۔ باغ لگانے کا نقشہ ذہنی ہوتا ہے اور اُسکے پھل پھول سب تصوراتی ہوتے ہیں، آخر میں عملی صورت وجود میں آتی ہے۔ اندر آخر۔ تصور کا ابتدائی نقشہ عمل کے آخر میں وجود میں آتا ہے۔ گرچہ۔ شاخ و برگ اصل مقصد نہیں ہے مقصود پھل ہے جو آخر میں وجود آتا ہے۔

[2] خواجۂ لولاک۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، ایک حدیث قدسی ہے۔ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ یعنی اے محمد اگر تمہارا وجود پیشِ نظر نہ ہوتا تو میں عالم کو نہ پیدا کرتا، عالم کی پیدائش سے اصل مقصود حضور کی ذاتِ گرامی ہے اِسی لئے سب سے آخر میں ظہور پذیر ہوئے۔ محدثین کے نزدیک مضمون تو صحیح ہے لیکن یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

[3] ایں بحث۔ اعراض کے منتقل ہونے نہ ہونے کی یہ بحث بھی عرض ہی کو منتقل کرنا ہے۔ ابتداءً تصورات تھے بعد کو بصورت جوہر وجود میں آ گئے۔ شیر و شگال۔ شیر گیدڑ وغیرہ کے افسانے پہلے اُن کا تصور کیا جاتا ہے پھر لکھے جاتے ہیں۔ شگال۔ شغال، گیدڑ۔ هَلْ اَتٰی۔ قرآن مجید میں ہے بے شک انسان پر ایسا وقت

...جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ عالم عدم کے بعد وجود میں آیا ہے۔ از صُوَر یعنی مثالی صورتیں جو عالمِ شہود کے پہلے عالمِ مثال میں تھیں۔ ویں عرض یعنی یہ مثالی صورتیں اللہ تعالیٰ کی صُورِ علمیہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ عقلِ کل۔ ذاتِ باری تعالیٰ۔ عالمِ اوّل۔ دنیا۔ عالمِ ثانی۔ آخرت۔ خیانت۔ نوکر کی چوری ایک عرض ہے وہ بصورتِ زنجیر تیغ...

بندہ اَت چوں خدمتِ[1] شائستہ کرد — آں عَرَض نے خلعتے شد در نبرد

آپ کے غلام نے جب اچھی خدمت کی — وہ عَرَض کیا معرکہ میں خلعت نہیں بنی؟

ایں عَرَض با جوہر آں بیضہ است و طیر — ایں ازاں و آں ازیں زاید بسیر

اس عَرَض (کی نسبت) جوہر کیساتھ انڈے اور پرندے کی ہے — یہ اُس سے اور وہ اِس سے مسلسل پیدا ہوتا ہے

گفت[2] شاہنشہ چنیں گیر المراد — ایں عَرَضہائے تو یک جوہر نزاد

شاہنشاہ نے فرمایا، مطلب یہی سمجھو — تیرے اِن اعراض نے ایک جوہر نہ بنایا

گفت مخفی داشت ہست آں لا اخرد — تا بوُد غیب ایں جہانِ نیک و بَد

اس (غلام) نے کہا عقل (اللہ) نے اُسکو پوشیدہ رکھا ہے — تاکہ یہ جہانِ نیک و بد، پوشیدہ رہے

زانکہ گر پیدا شدے اَشکالِ فکر — کافر و مومن نگفتے جز کہ ذکر

اس لئے کہ اگر خیالات کی شکلیں ظاہر ہو جاتیں — (تو) کافر اور مومن سوائے ذکر (خداوندی) کے زبان پر نہ لاتا

پس عیاں بودے نہ غیب اے شاہِ دیں — نقشِ دین و کفر بودے بر جبیں

اے دین کے بادشاہ! مشاہدہ ہوجاتا نہ کہ غیب — پیشانی پر دین اور کفر کا نشان ہو جاتا

کے دریں عالم بُت و بُتگر بُدے — چوں کسے را زہرۂ تسخر بُدے

اس عالم میں بُت اور بُتگر کب ہوتے؟ — کس طرح کسی کو مذاق اُڑانے کا حوصلہ ہوتا؟

پس قیامت بودے ایں دنیائے ما — در قیامت[3] کے کُند جرم و خطا

ہماری یہ دنیا حشر بن جاتی — (اور) حشر میں جرم و خطا (کوئی) کب کر سکتا ہے؟

گفت شہ پوشید حق پاداشِ بد — لیک از عامہ نہ از خاصانِ خود

بادشاہ نے فرمایا اللہ (تعالٰی) نے بُرائی کی سزا پوشیدہ رکھی ہے — لیکن عام انسانوں سے نہ کہ اپنے خواص سے

گر بدامے افگنم من یک امیر — از امیراں خفیہ دارم نز وزیر

اگر میں (سزا کے) جال میں کسی ایک سردار کو ڈالوں — سرداروں سے مخفی رکھوں گا نہ کہ وزیر سے

حق بمن بنمود بس پاداشِ کار — وز صُوَرہائے عَملہا صد ہزار

اللہ (تعالٰی) نے عملوں کا بدلہ میرے لئے نمودار کر دیا ہے — لاکھوں عملوں کی صورتوں کے ذریعہ

تو نشانے دِہ کہ من دانم تمام — ماہ را ابر من نمی پوشد غمام

تو اپنے اعمال کی) نشاندہی کر میں سب جان جاؤنگا — ابر، چاند کو میرے سامنے نہیں چھپا سکتا

وزیر کی مثال خاصانِ خدا کی ہے۔ حق بمن بنمود۔ شاہ، عارفِ کامل تھا اور خاصانِ خدا میں سے تھا۔
تو نشانے دہ۔ تو اپنے عمل کی صورت بنا میں سمجھ لوں گا کہ وہ اچھا ہے یا بُرا۔

[1] خدمت۔ خدمت کرنا عَرَض ہے۔ وہ بصورت خلعت ظاہر ہوتا ہے جو جوہر ہے۔ این عَرَض۔ عَرَض اور جوہر کی وہی نسبت ہے جو انڈے اور مُرغی کی ہے، انڈے سے مُرغی مُرغی سے انڈا بنتا رہتا ہے، اِسی طرح عَرَض سے جوہر اور جوہر سے عَرَض صادر ہوتا رہتا ہے لہٰذا یہ کہنا کہ عَرَض ناقابلِ انتقال ہے یا عَرَض کا جوہر میں تبدیل ہونا ممکن نہیں ہے غلط بات ہے۔

[2] گفت شاہنشہ۔ بادشاہ نے کہا کہ ٹھیک ہی صحیح کہ عَرَض جوہر بن جاتا ہے تو تمہارا کوئی عمل جوہر بنا۔ گفت۔ غلام نے کہا کہ عَرَض بصورتِ جوہر دنیا میں نمایاں نہیں کیا جاتا ہے قدرت کو یہی منظور ہے ورنہ دنیا آزمائش کی جگہ نہ رہے گی۔ اَشکالِ فکر یعنی اعراض بشکلِ جواہر نمودار ہو جائیں۔ پس۔ مومن کے اعمال اچھی صورتوں میں اور کافر کے اعمال بُری صورتوں میں نمایاں ہو جاتے کے۔ نہ کوئی کافر ہوتا اور نہ دین کا مذاق اُڑانے والا۔ پس قیامت۔ تو یہ دنیا محشر بن جاتا جس میں اعمال اپنی شکلوں میں ظاہر ہونگے۔

[3] در قیامت۔ محشر میں سب مُطیع و فرمانبردار ہوں گے۔ گفت شہ۔ بیشک عمل کی جزا پوشیدہ ہے لیکن عوام کے لئے، خاصانِ خدا کی نظروں کے سامنے ہے۔ یک امیر۔ امراء کی مثال عوام کی ہے اور

گفت[۱] پس از گفتِ من مقصود چیست
اُس (غلام) نے کہا پھر میرے کہنے کا کیا فائدہ ہے؟
چوں تو میدانی کہ آں چہ بود چیست
جبکہ آپ جانتے ہیں کہ جو (عمل) تھا وہ کیسا ہے

گفت شہ حکمت در اظہارِ جہاں
شاہ نے فرمایا دنیا کو پیدا کرنے کی حکمت
آنکہ دانستہ بروں آید عیاں
یہ ہے کہ (اللہ کا) جانا ہوا مشاہدہ میں آجائے

آنچہ می دانست تا پیدا نکرد
جبتک (اللہ تعالیٰ نے) اُسکو پیدا نہ کر دیا جسکو وہ جانتا تھا
بر جہاں ننہاد رنج طلق و درد
دنیا پر دردِ زہ اور تکلیف کو مسلط نہیں کیا

یک زماں بیکار نتوانی نشست
تو تھوڑی دیر بھی بیکار نہیں بیٹھ سکتا ہے
تا بدی یا نیکیٔ از تو نجست
جب تک کہ کوئی بدی یا نیکی تجھ سے سرزد نہ ہو

ایں[۲] تقاضاہائے کار از بہرِ آں
کام کے یہ تقاضے اِس لئے
شد مؤکل تا شود سرت عیاں
مسلط ہوئے تاکہ تیرا بھید کھل جائے

ورنہ کے گیرد کلابہ تن قرار
ورنہ (یہ کیوں ہے کہ) بدن کا چرخہ کب قرار پکڑتا ہے؟
چوں ضمیرت می کشد او را بکار
چونکہ تیرا دل اُس کو کام کی طرف کھینچتا ہے

پس کلابہ تن کجا ساکن شود
جسم کا چرخہ کہاں ٹھہرتا ہے؟
چوں سرِ رشتہ ضمیرش می کشد
جبکہ دل کا دھاگا اُس کو چلاتا ہے

تاسہ[۳] تو شد نشانِ آں کشش
اُس کشش کی علامت تیری بے چینی ہے
بر تو بیکاری بود چوں جاں کنش
بیکاری تیرے لئے جان کنی ہے

تاسہ تو آں کشش را شد نشاں
تیری بے قراری اُس کشش کی علامت ہے
ہست بیکاری چو جاں کندن عیاں
ظاہر ہے کہ بیکاری جان کنی کی طرح ہے

ایں جہان و آں جہاں زاید ابد
یہ جہاں اور وہ جہاں ہمیشہ (نتائج) پیدا کرتا ہے
ہر سبب مادر اثر از وے ولد
ہر سبب ماں ہے مسبّب اُس کا بچہ ہے

چوں اثر زائید آں ہم شد سبب
جب مسبّب پیدا ہوا وہ بھی سبب بن گیا
تا بزاید زو اثرہائے عجب
یہاں تک کہ اُس نے عجب مسبّبات پیدا کئے

ایں سببہا نسل بر نسل ست لیک
یہ اسباب نسل در نسل ہیں لیکن
دیدۂ باید منور نیک نیک
بہت روشن آنکھ چاہیئے

---

۱ گفت۔ غلام نے کہا کہ جب آپ کا کشف اِس قدر بڑھا ہوا ہے تو مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں۔ گفت شہ۔ حکمت اللہ یہی ہے کہ وہ زبان سے کہلواتا ہے ورنہ اُس کے علم میں سب کچھ ہے۔ اِسی نے اُس نے عالم کو بنایا ہے۔ علاوہ پھر اُس کو عالمِ تکلیف قرار دیا ہے۔ یک زماں۔ انسان بیکار نہیں بیٹھ سکتا لامحالہ اچھا یا بُرا کام کرتا ہے۔

۲ ایں تقاضائے کار۔ انسان کو کام پر اِسی لئے مجبور کیا ہے تاکہ اُس کی پوشیدہ نیکی اور بدی وجود اور مشاہدہ میں آجائے۔ ورنہ۔ یعنی اگر تجھے یہ تسلیم نہیں ہے کہ پوشیدہ برائی بھلائی کو عالمِ وجود میں لانا تھا تو یہ بتا کہ انسانی بدن کا چرخہ حرکت کیوں گھومتا ہے اور اُس کو قرار کیوں نہیں ہے۔ کلابہ۔ چرخہ۔ آٹی۔

۳ تاسہ۔ بے چینی، بیکاری میں انسان کی بے چینی اِس کی دلیل ہے کہ اُس کا قلبی تقاضا ہے کہ وہ عمل کرے۔ جاں کنش۔ جاں کنی۔ ایں جہاں۔ دنیا کو عالمِ اسباب بنایا اور ہر سبب کا ایک نتیجہ اور اثر متعین کیا جو اُس سے وجود میں آجاتا ہے۔ یہ سب اِسی لئے ہے کہ اللہ کو اپنی معلومات کا خارجی وجود پیدا کرنا تھا۔ چوں اثر۔ ایک سبب کی وجہ سے ایک مسبّب وجود میں آتا ہے پھر وہ مسبّب سبب بن کر کسی دوسرے مسبّب کو موجود کر دیتا ہے۔ باپ سبب بنا بیٹے کے وجود کا اور بیٹا مسبّب ہوا۔ پھر یہ بیٹا سبب بن گیا پوتے کے وجود کا۔ یہی سلسلہ نسل در نسل چلتا ہے۔

شاہ¹ با او در سخن اینجا رسید — تا بدید از وے نشانے یا ندید

بادشاہ اُس کے ساتھ گفتگو میں یہاں تک پہنچا — (نہ معلوم) اُس (غلام کے عمل) کا کوئی نشان دیکھا یا نہیں دیکھا

گر بدید آں شاہِ جویا دُور نیست — لیک ما را ذکر آں دستور نیست

اگر اس جستجو کرنیوالے بادشاہ نے دیکھ لیا ہو تو بعید نہیں — لیکن اُس کا ذکر کرنا ہمارا شیوہ نہیں ہے

چوں ز گرمابہ بیامد آں غلام — سوئے خویشش خواند آں شاہِ ہُمام

جب وہ غلام حمام سے آیا — تو مَلکِ معظم نے اُس کو اپنی طرف بُلایا

باز پرسیدن حالِ آں غلام

پھر اُس غلام کی حالت پوچھنا

گفت صحّاً² لکَ نعیمٌ دائمٌ — بس لطیفی و ظریف و خوبرُو

اُس (بادشاہ) نے کہا خدا کرے تو تندرست رہے (اور تیرے لئے ہمیشہ کی نعمت ہو) — تو بہت پاکیزہ اور خوش طبع اور خوبصورت ہے

پس سوئے کارے فرستاد آں دگر — تا ازیں دیگر شود او باخبر

پھر اُس دوسرے (غلام) کو ایک کام کیلئے بھیج دیا — تاکہ اُس دوسرے سے وہ باخبر رہے

پیش بنشاندش بصد لطف و کرم — بعد ازاں گفت اے چو ماہ اندر ظُلَم

بڑی مہربانی اور کرم سے اُس کو سامنے بٹھایا — اس کے بعد کہا، اے تاریکی کے چاند جیسے!

ماہ روئی جعد مُوئی مُشکبو — نیک خُوئی نیک خُوئی نیک خُو

تیرا چاند جیسا مکھڑا ہے تو گھنگرالے بال والا مُشک کی سی (خوشبو والا ہے) — تو نیک خُو ہے، تو نیک خُو ہے، نیک خُو ہے

اے دریغا گر نبودے در تو آں — کہ ہمی گوید برائے تو فلاں

ہائے افسوس! اگر تجھ میں وہ باتیں نہ ہوتیں — جو فلاں نے تیرے بارے میں کہی ہیں

ق

شاد گشتے ہر کہ رویت دیدیے — دیدنت مُلکِ جہاں ارزیدیے

جو بھی تیرا چہرہ دیکھتا خوش ہوتا — تیرا دیکھنا دنیا کی سلطنت کی قیمت کا ہوتا

گفت رمزے³ زاں بگو اے بادشا — کز برائے من چہ گفت آں دیں تباہ

اُس (غلام) نے کہا اے شاہ! اسمیں سے کچھ بتایئے — اُس بے ایمان نے میرے بارے میں کیا کہا ہے؟

گفت اوّل وصفِ دو رُوئیت کرد — کاشکارا تو دوائی خفیہ درد

اُس (بادشاہ) نے کہا پہلے تو اُس نے تیرے دو رُخے ہونے کی (بات کی)! — کہ بظاہر تو دوا ہے، بباطن درد ہے

خبثِ یارش را چو از شہ گوش کرد — در زماں دریائے خشمش جوش کرد

جب اُس نے بادشاہ سے اپنے دوست کی خباثت سُنی — فوراً ہی اُس کے غصہ کا دریا جوش میں آگیا

---

۱ شاہ با او - غلام اور بادشاہ کی گفتگو یہاں تک ہوئی کہ بادشاہ نے غلام کے اعمال کی صورتیں دیکھنے کا ذکر کیا لیکن صورتیں دیکھیں یا نہیں دیکھیں یہ بات ضرورت سے زیادہ ہے لہٰذا ہم اس کا ذکر مناسب نہیں سمجھتے ہیں۔ دُور نیست۔ چونکہ بادشاہ عارفِ کامل تھا لہٰذا وہ بذریعۂ کشف دیکھ بھی سکتا تھا۔ گرمابہ۔ حمام۔ ہُمام۔ معظم۔

۲ صحّاً۔ تیری صحت جملۂ دعائیہ ہے خدا تجھے تندرست رکھے۔ لکَ نعیمٌ دائمٌ۔ یہ بھی جملہ دعائیہ ہے، خدا کرے تجھے باقی رہنے والی نعمت حاصل ہو۔ لطیف۔ پاکیزہ ظریف۔ خوش مزاج۔ آں دگر۔ گندہ دہن غلام ازیں۔ وہ غلام جو نہا کر آیا تھا۔ ماہ اندر ظُلَم۔ چاند کا حسن رات کی تاریکی میں ہی نمایاں ہوتا ہے دن میں اُس کی قدر و قیمت نہیں ہے۔ جعد مُو۔ گھنگرالے بال۔ فلاں یعنی گندہ دہن غلام۔ دیدیے۔ دیدے، ماضی تمنائی ہے اس میں ایک یاء زیادہ لگا دی گئی ہے۔

۳ رمزے۔ اشارہ۔ دیں تباہ۔ بے دین، فاسق۔ دو روئی۔ دو غلاپن، منافقت۔ کاشکارا۔ کہ آشکارا۔ دوائی۔ دوا ہستی یعنی تو۔ بد باطنی۔ گوش کرد سُنا۔ در زماں فوراً

کفِ[1] بر آورد آں غلام و سُرخ گشت — تا کہ موجِ ہجوِ او از حد گذشت

وہ غلام مُنہ میں جھاگ بھر لایا اور سُرخ ہو گیا — یہاں تک کہ مذمت کرنے کا جذبہ حد سے گزر گیا

کو ز اوّل دم کہ با من یار بود — ہمچو سگ در قحط بس گیں خوار بود

کہ وہ شروع ہی سے جب سے کہ میرا دوست تھا — قحط میں کتے کی طرح گوبر کھانے والا تھا

چوں دمادم کرد ہجوش چوں جرس — دست بر لب زد شہنشاہش کہ بس

جب اُس نے اُس کی گھنٹے کی طرح دمادم مذمت کی — شہنشاہ نے اُس کے ہونٹ پر ہاتھ رکھ دیا کہ بس

گفت دانستم ترا از وے بداں — از تو جاں گندست از یارت دہاں

اُس (بادشاہ) نے فرمایا میں تجھے اُس سے سمجھ گیا سمجھ لے — تیری روح گندی ہے اور اُس کا مُنہ گندہ ہے

پس نشیں اے گندۂ[2] جاں از دور تو — تا امیر او باشد و مامور تو

بس اے گندہ روح ! تو دُور بیٹھ — تاکہ وہ حاکم بنے اور تو محکوم (بنے)

بہرِ ایں گفتند اکابر در جہاں — رَاحَۃُ الْاِنْسَانِ فِیْ حِفْظِ اللِّسَانْ

اِسی لئے دنیا بھر کے بزرگوں نے کہا ہے — انسان کی راحت زبان کی حفاظت میں ہے

در حدیث آمد کہ تسبیح از ریا — ہمچو سبزہ گولخن داں اے کیا

حدیث (شریف) میں آیا ہے کہ ریاکاری کی تسبیح — اے عقلمند ! کوڑی کا سبزہ سمجھ

پس بداں کہ صورتِ خوب نکو — با خصالِ بد نیرزد یک تسو

بس سمجھ لے بھلی، اچھی صورت — بُری عادتوں کے ہوتے ہوئے چار جَو کے لائق نہیں ہے

ور[3] بُود صورت حقیر و ناپذیر — چوں بُود خُلقش نکو در پاش میر

اگر صورت حقیر اور نہ بھانے والی ہو — جب اُسکے اخلاق اچھے ہوں تو اُسکے قدموں میں جان دیدے

صورتِ ظاہر فنا گردد بداں — عالمِ معنیٰ بماند جاوداں

سمجھ لے، ظاہری صورت فنا ہو جائے گی — باطن کا عالَم ہمیشہ (باقی) رہے گا

چند باشی عاشقِ صورت بگو — طالبِ معنیٰ شو و معنیٰ بجو

بتا، صورت کا عاشق کب تک (بنا) رہے گا؟ — سیرت کا طلبگار بن اور باطن کی تلاش کر

چند بازی عشق با نقشِ سبو — بگذر از نقشِ سبو و آب جُو

ٹھلیا کے نقش سے عشق بازی کب تک ؟ — ٹھلیا کے نقش (و نگار) کو چھوڑ اور پانی تلاش کر

صورتش دیدی ز معنیٰ غافلی — از صدف دُر را گزیں گر عاقلی

تو نے اُس کی صورت دیکھی اُسکی سیرت سے غافل ہے — سیپ میں سے موتی چُن اگر تو عقلمند ہے

[1] کف۔ جھاگ۔ ہجو۔ مذمت۔ ہجو۔ کتا خود ذلیل جانور ہے علاوہ اسکی دناءت ہے کہ بھوک میں نہ کھانے کی چیز کھا جاتا ہے۔ دمادم۔ دم بدم۔ جرس۔ گھنٹا، جس کی آواز مسلسل ہوتی ہے۔ لب۔ ہونٹ، یعنی خود اپنے ہونٹ یا غلام کے ہونٹ پر۔ دانستم۔ یعنی میں تیرے اور اُس کے فرق کو جان گیا۔ بداں۔ دانستن کا صیغہ امر ہے۔ دہاں۔ وہ گندہ نہیں تھا۔

[2] گندہ جاں۔ گندی روح والے۔ از دور۔ از زیادہ ہے۔ راحۃ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ مَنْ سَکَتَ نَجٰی رَاحَۃُ الْاِنْسَانِ فِیْ حِفْظِ اللِّسَانِ۔ جو خاموش رہا بچا اور انسان کی راحت زبان کی نگہداشت میں ہے۔ در حدیث۔ خلاصہ یہ ہے کہ اصل خوبی باطن کی ہے حسنِ صورت معتبر نہیں ہے۔ گولخن۔ گلخن، آگ کی بھٹی، کوڑی۔ پس خوبصورت غلام چونکہ بدسیرت تھا لہٰذا اُس کی کوئی قیمت نہ تھی۔

[3] ور بود۔ صورت کی نہیں بلکہ سیرت کی قدر دانی ہونی چاہئے۔ در پاش۔ در پائے او۔ صورت۔ جسم خاک میں مل جاتا ہے، اچھے اخلاق دنیا میں باقی رہتے ہیں۔ معنیٰ۔ سیرت، اخلاق، حقیقت۔ نقشِ سبو یعنی ظاہر۔ آب۔ یعنی سیرت اور باطن۔ از صدف دُر۔ سیپ ظاہر ہے موتی باطن ہے۔

این صدفہائے قوالب در جہاں
جسموں کے یہ سیپ، دنیا میں
گرچہ جملہ زندہ اند از بحرِ جاں[1]
اگرچہ سب جان کے سمندر (اللہ تعالیٰ) سے زندہ ہیں

لیک اندر ہر صدف نبود گہر
لیکن ہر سیپ میں موتی نہیں ہوتا ہے
چشم بکشا در دلِ ہر یک نگر
آنکھ کھول اور ہر ایک کے اندر دیکھ لے

کانچہ دارد ویں چہ دارد می گزیں
اُس میں کیا ہے، اِس میں کیا ہے، چُن
زانکہ کمیاب ست آں درِّ ثمیں
کیونکہ قیمتی موتی نایاب ہے

گر بصورت می روی کوہے بشکل
اگر تو صورت پر جاتا ہے تو پہاڑ شکل میں
در بزرگی ہست صد چنداں کہ لعل
بڑائی میں لعل سے کئی سو گنا زیادہ ہے

ہم بصورت دست و پا و پشمِ تو
نیز تیرے ہاتھ اور پیر اور بال
ہست صد چنداں کہ نقشِ چشمِ تو
تیری آنکھوں کے وجود سے کئی سو گنا بڑے ہیں

لیک پوشیدہ نباشد بر تو ایں
لیکن یہ تجھ سے پوشیدہ نہ رہے
کز ہمہ اعضا دو چشم آمد گزیں
کہ تمام اعضاء میں دو آنکھیں فائق ہیں

از یک اندیشہ[2] کہ آید در دروں
ایک خیال جو دل میں آتا ہے اُس سے
صد جہاں گردد بیک دم سرنگوں
سو جہان فوراً اوندھے ہو جاتے ہیں

جسمِ سلطاں گر بصورت یک بود
بادشاہ کا جسم اگرچہ بظاہر ایک ہوتا ہے
صد ہزاراں لشکرش در پے دود
(لیکن) اُس کے پیچھے ہزاروں کا لشکر دوڑتا ہے

باز شکل و صورتِ شاہِ صفی
پھر (اسی) منتخب بادشاہ کی صورت
ہست محکومِ یکے فکرِ خفی
ایک مخفی خیال کے تابع ہے

خلقِ بے پایاں ز یک اندیشہ[3] بیں
دیکھ (اللہ تعالیٰ کے) ایک ارادہ سے لا انتہا مخلوق
گشتہ چوں سیلے روانہ بر زمیں
زمین پر بہاؤ کی طرح روانہ ہو گئی ہے

ہست آں اندیشہ پیشِ خلق خرد
(اگرچہ) وہ ارادہ لوگوں کی رائے میں چھوٹا ہے
لیک چوں سیلے جہاں را خورد و برد
لیکن بہاؤ کی طرح اُس نے دنیا کو خورد برد کر دیا

خلقِ عالم چوں رمہ ست و حق شباں
دنیا والے ریوڑ کی طرح ہیں اور اللہ تعالیٰ چرواہا
میدواند جملہ را روز و شباں
شب و روز سب کو دوڑا رہا ہے

چرواہا۔ شباں۔ خلافِ قیاس شب کی جمع ہے۔

[1] بحرِ جاں۔ جان کا سمندر یعنی ذاتِ حق تعالیٰ۔ بعض نسخوں میں از بہرِ جاں ہے تو ترجمہ ہوگا جان کی حفاظت کیلئے۔ لیک۔ ہر انسان میں روح ہے لیکن ہر روح پاکیزہ نہیں ہے۔ کانچہ۔ ہر روح میں خوبیاں نہیں ہیں جسمیں خوبیاں ہوں اُس کو پسند کرو۔ درِ ثمین۔ قیمتی موتی۔ گر بصورت۔ جسم کی بڑائی اور خوبی کوئی چیز نہیں ورنہ پہاڑ، لعل سے افضل ہوتا ہر بعضوِ انسان کا باقی بدن اُس کی آنکھوں سے چند گنا لیکن شرف آنکھوں کو حاصل ہے۔ گزیں۔ برگزیدہ۔

[2] اندیشہ۔ فکر و خیال بھی ایک معنوی چیز ہے جو صد جہاں (ظاہر) کو زیر و زبر کر ڈالتا ہے۔ ایک شاہی ارادہ و خیال سے سینکڑوں ملک تباہ ہو جاتے ہیں۔ جسمِ سلطان۔ بادشاہ کا ایک جسم لشکریوں کے ہزاروں جسموں پر حکمران محض اپنی باطنی خوبیوں کی وجہ سے ہے۔ باز۔ پھر بھی حکمران کا جسم اُس کے خیال اور فکر کا فرمانبردار ہے تو فضیلت کا مدار معنیٰ اور باطن پر ہے۔

[3] اندیشہ یعنی اللہ تعالیٰ کا ارادہ قرآن پاک میں ہے۔ اللہ تم جب کسی بات کا ارادہ فرماتے ہیں تو کلمۂ کُن سے وہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اندیشہ۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو تباہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو فوراً تباہ ہو جاتی ہے۔ رمہ۔ ریوڑ۔ شباں۔

پس[١] چو می بینی کہ از اندیشۂ
پس جب تو دیکھے کہ ایک ارادہ سے
قائم ست اندر جہاں ہر پیشۂ
ہر چیز دنیا میں قائم ہے

خانہا و قصرہا و شہرہا
مکانات، محلات اور شہر
کوہہا و دشتہا و نہرہا
پہاڑ اور جنگل اور نہریں

ہم زمین و بحر ہم مہر و فلک
زمین اور دریا بھی، سورج اور آسمان بھی
زندہ از وے ہمچو از دریا سمک
اسی کی وجہ سے زندہ ہیں جیسا کہ مچھلی دریا سے

پس چرا از ابلہی پیش تو کور
تو جمہ اندھے کے سامنے حماقت سے
تن سلیمان ست و اندیشہ چو مور
جسم سلیمانؑ جیسا ہے اور ارادہ چیونٹی جیسا

می نماید پیش چشمت کہ بزرگ
تیری نگاہ کے سامنے پہاڑ بڑا ہے
ہست اندیشہ چو میش و کوہ گرگ
ارادہ بھیڑ کی مانند ہے اور پہاڑ بھیڑیا

عالم[٢] اندر چشم تو ہول و عظیم
جہاں، تیری نظر میں خوفناک اور بڑا ہے
ز ابر و برق و رعد داری لرز و بیم
ابر، بجلی اور کڑک سے تو لرزتا اور ڈرتا ہے

وز جہان فکرتی اے کم ز خر
اور اے گدھے سے کم (عقل)! تو عالم فکر سے
ایمن و غافل چو سنگ بے خبر
بے علم، پتھر کی طرح غافل اور مطمئن ہے

زانکہ نقشی وز خرد بے بہرۂ
کیونکہ تو ایک تصویر ہے اور عقل سے بیگانہ ہے
آدمی خو نیستی خر کرۂ
تو آدمی خصلت نہیں ہے گدھے کا بچہ ہے

جہل محضی وز خرد بیگانۂ
تو خالص جہل ہے اور عقل سے بیگانہ ہے
بو نداری از خدا دیوانۂ
خدا کی تجھ میں بو بھی نہیں ہے تو پاگل ہے

سایہ را تو شخص می بینی ز جہل
نادانی سے تو سایہ کو وجود سمجھتا ہے
شخص از آں شد نزد تو بازی سہل
اسی لئے وجود تیرے نزدیک کھیل اور بے وقعت ہے

نک ز غیبت[٣] یک نمودار آتش ست
دیکھ، آگ عالم غیب کا ایک نمونہ ہے
کز لطافت چوں ہوائے دلکش ست
جو لطافت میں دلکش ہوا کی طرح ہے

تا بجسمے در نمی پیچد کثیف
جب تک کسی کثیف جسم میں نہ لگے
آگہی نبود بصر را زاں لطیف
اُس لطیف کا آنکھ کو پتہ نہیں چلتا ہے

---

١ پس چو می بینی۔ تو غور کریگا تو دنیا کی تمام کائنات اللہ تعالےٰ کے ارادے سے قائم ہے اور تمام چیزوں کی بقا اللہ کے ارادے سے وابستہ ہے جس طرح مچھلی کی زندگی دریا سے وابستہ ہے۔ پس چرا جبکہ تجھ مثالوں سے یہ سمجھا دیا گیا کہ اصل خوبی باطن کی ہے نہ کہ ظاہر کی تو جسم کو حضرت سلیمانؑ جیسا اور فکر و خیال کو چیونٹی جیسا سمجھنا حماقت اور بے وقوفی ہے۔ کوہ کا مخفف ہے یعنی جسم کی بڑائی کی وجہ سے پہاڑ کی عظمت کا خیال حماقت ہے۔ اندیشہ خیال اور ارادہ کو بکری اور پہاڑ کو بھیڑیا سمجھنا غلطی ہے۔

٢ عالم۔ تو اجسام سے ڈرتا ہے ابر بجلی اور کڑک کی تباہی سے خوفزدہ ہے۔ وز جہانِ فکر، فکر اور خیال سے جو تباہیاں آتی ہیں اُس سے بے خبر اور مطمئن ہے۔ نقشی۔ تو تصویر ہے جو عقل سے کوری ہوتی ہے آدمی خو انسان کی فضیلت عقل و خرد اور فکر کی وجہ سے ہے جو معرفتِ حق پیدا کرتی ہے سایہ۔ تو نے غیر مقصود کو مقصود اور مقصود کو غیر مقصود بنا رکھا ہے

٣ ز غیبت۔ انسان غیر مقصود کو مقصود اسلئے بناتا ہے کہ حقیقت بین نظر سے محروم ہوتا ہے لیکن ایک وقت وہ آئے گا جب یہ حقیقت سامنے آجائیگی غائب از نظر حقیقت کو آگ کی مثال سے سمجھایا ہے۔ آگ ایک لطیف عنصر ہے جو نظروں سے غائب ہے، نظر جب آتی ہے جب وہ کسی کثیف جسم میں لگ جاتی ہے۔

بازافزون ست ہنگامِ اثر
پھر تاثیر کے وقت وہ بڑھی ہوئی ہے
از ہزاراں[1] تیشہ و تیغ و تبر
ہزاروں تیشوں اور تلواروں اور تبر سے

باش تا روزیکہ آں فکر و خیال
اس دن تک ٹھہر جب کہ وہ فکر اور خیال
بر کشاید بے حجابے پرّ و بال
کھلم کھلا بال و پر نکالے

کوہہا[2] بینی شدہ چوں پشمِ نرم
تو پہاڑوں کو نرم اُون کی طرح دیکھے گا
نیست گشتہ ایں زمینِ سرد و گرم
یہ سرد و گرم زمین نابود ہو جائے گی

نے سما بینی نے اختر نے وجود
تو نہ آسمان دیکھے گا نہ ستارے نہ وجود
جز خدائے واحدِ حیّ وَدُود
ایک خدا، حی اور ودود کے علاوہ

یک فسانہ راست آید یا دروغ
ایک قصہ خواہ سچا ہو یا جھوٹا (ذکر کیا جاتا ہے)
تا دہد مر راستیہا را فروغ
تاکہ وہ سچائیوں کو فروغ دے

حسد کردنِ حَشَم بر غلامِ خاص
غلاموں کا مخصوص غلام پر حسد کرنا

پادشاہے بندہ را از کرم
ایک بادشاہ نے کرم کر کے ایک غلام کو
برگزیدہ بود بر جملہ حَشَم
تمام غلاموں میں سے پسند کر لیا تھا

جامگیِ او وظیفہ چل امیر
اُس کی تنخواہ چالیس سرداروں کی تنخواہ (کی برابر) تھی
دہ یکے قدرش ندیدہ صد وزیر
سو وزیروں نے (بھی) اُسکے مرتبہ کا دسواں حصہ نہ دیکھا تھا

از کمالِ طالع[3] و اقبال و بخت
نچھتر اور اقبال اور نصیب کے کمال کی وجہ سے
اُو ایازے بود و شہ محمودِ وقت
وہ ایاز تھا اور بادشاہ محمودِ دوراں (تھا)

روحِ اُو با روحِ شہ در اصلِ خویش
اُسکی روح شاہ کی روح کے ساتھ اپنی اصل میں
پیش ازیں تن بودہ ہم پیوند و خویش
اُس جسم سے پہلے جُڑی ہوئی اور یگانہ تھی

کار آں دارد کہ پیش از تن بُدست
(اصل) معاملہ وہی ہے جو جسم سے پہلے ہوا ہے
بگذر از اینہا کہ نو حادث شدست
اِن (تعلقات) کو رہنے دے کہ یہ نئے پیدا ہوئے ہیں

چشمِ عارف راست گو نے احول ست
عارف کی آنکھ ٹھیک دکھانے والی ہے نہ کہ بھینگی
چشمِ او بر کشتہائے اوّل ست
اُس کی نظر پہلی کھیتیوں پر ہے

چشمِ راست گو۔ صحیح دکھانے والی آنکھ۔ احول۔ بھینگا جس کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔ کشتہائے اوّل۔ تقدیرِ ازلی۔

[1] ہزاراں۔ آگ جس طرح کو اس قدر تباہ کر دیتی ہے کہ ہزاروں تیغ و تبر بھی اُس کو اس قدر تباہ نہیں کر سکتے ہیں۔ بخشش۔ ارادۂ الٰہی جو نظر سے مخفی ہے اُس کی تاثیرات بھی ایک دن ظاہر ہونگی۔

[2] کوہہا۔ ارادۂ الٰہی سے قیامت کے دن بڑے سے بڑا وجود حقیر اور فانی ہو جائیگا۔ پشم۔ اُون۔ سما۔ آسمان۔ حی۔ زندہ، اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ ودود۔ محبت کرنے والا، اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ فسانہ۔ انسان اللہ تعالیٰ کے مخفی ارادہ سے غافل ہے اِس قصے کے ضمن میں بھی اسی امر کو واضح کیا ہے کہ دوسرے غلام شاہ کے فکر اور ارادے سے غافل تھے یہی حسد کی وجہ ہوتی ہے۔ جامگی۔ تنخواہ، راتبہ۔ وظیفہ۔ روزینہ۔ چل۔ چہل، چالیس۔ دہ یک۔ ایک تہائی، دسواں حصہ۔

[3] طالع۔ ستارۂ قسمت، بخت نصیب۔ ایاز۔ سلطان محمود غزنوی کا محبوب غلام تھا۔ دونوں کا باہمی تعلق ضرب المثل ہے۔ سلطان محمود کی وفات ۴۲۱ھ میں ہوئی اور غزنی میں دفن ہوئے۔ اصل۔ یعنی علمِ الٰہی یا عالمِ ارواح۔ کار آں دارد۔ اہمیت انہی باتوں کی ہے جو جسمِ عنصری کے قبل پیش آئی ہیں۔ اینہا جو معاملات عالمِ اجسام میں پیش آتے ہیں۔ نو حادث۔ تازہ وقوع میں آنے والا۔ عارف۔ وہ جس کو معرفتِ خداوندی حاصل ہو گئی ہے۔

آنچہ گندم[1] کاشتندش وانچہ جو
جو انھوں نے گیہوں بویا ہے اور جو
چشمِ او آنجاست روز و شب گرو
اُس کی نظر شب و روز اُس طرف لگی ہے

آنچہ آبستست شب جز آں نزاد
رات جس سے حاملہ ہے اُسکے سوا اُسنے نہیں جنا
حیلہا و مکرہا جملہ ست باد
حیلے اور تدبیریں سب بیکار ہیں

کے شود دل خوش بحیلتہائے گش
چالو حیلوں سے وہ شخص کب دل خوش ہوتا ہے
آنکہ بیند حیلۂ حق بر سرش
جو اللہ تعالےٰ کی تدبیر کو اپنے سر پر مسلط دیکھتا ہے

او درونِ دام[2] دامے می نہد
وہ جال میں ہے اور ایک جال لوں بچھاتا ہے
جانِ تو نے آں جہد نے ایں جہد
تیری جان کی قسم نہ اِس سے نکلتا ہے نہ اُس سے نکلتا ہے

گر بروید ور بریزد صد گیاہ
اگر سینکڑوں گھاسیں اُگیں یا اُگائے
عاقبت بر روید آں کشتۂ الٰہ
انجام کار اللہ (تعالےٰ) کا بویا ہوا اُگے گا

کشتِ نو کارید بر کشتِ نخست
پُرانی کھیتی پر تو نے نئی کھیتی بو دی
ایں دوم فانیست و آں اوّل درست
دوسری فنا ہونے والی ہے، پہلی ٹھیک ہے

تخمِ اوّل کامل و بگزیدہ است
پہلا بیج مکمل اور منتخب ہے
تخمِ ثانی فاسد و پوسیدہ است
دوسرا بیج خراب اور سڑا ہوا ہے

افگن[3] ایں تدبیرِ خود را پیشِ دوست
اپنی اِس تدبیر کو دوست کے سامنے ڈالدے
گرچہ تدبیرت ہم از تدبیرِ اوست
اگرچہ تیری تدبیر بھی اُسی کی تدبیر کی وجہ سے ہے

کار آں دارد کہ حق افراشتست
اہم کام وہی ہے جو خدا نے قائم کیا ہے
آخر آں روید کہ اوّل کاشتست
آخر میں وہی اُگے گا جو پہلے بویا ہے

ہر چہ کاری از برائے او بکار
جو بوئے اُس کے لئے بو
چوں اسیرِ دوستی اے دوستدار
اے دوست! جبکہ تو دوست کا پابند ہے

گردِ نفسِ دزد و کارِ او مپیچ
چور نفس کے گرد اور اُس کے کام میں نہ لگ
ہر چہ آں نے کارِ حق ہیچست ہیچ
جو اللہ (تعالیٰ) کا کام نہیں ہے وہ ہیچ در ہیچ ہے

پیش ازاں کہ روزِ دیں پیدا شود
اِس سے قبل کہ قیامت کا دن ظاہر ہو
نزدِ مالک دزدِ شب رسوا شود
مالک کے سامنے رات کا چور رسوا ہو

رختِ دزدیدہ بتدبیر و فنش
تدبیر اور اُسکے ہنر سے چرایا ہوا مال
ماندہ روزِ داوری در گردنش
انصاف کے دن اُس کی گردن پر ہوگا

---

[1] گندم۔ یعنی اعلیٰ اعمال۔ کاشتند۔ کارکنانِ قضا و قدر نے جو لکھ دیا ہے۔ جو یعنی گھٹیا اعمال۔ شب۔ یعنی جو مقدر میں مکتوب ہے وہی سامنے آئیگا۔ گش۔ خوب۔ حیلۂ حق۔ اللہ کی قدرت۔

[2] دام یعنی تقدیر الٰہی کا جال۔ دامے۔ یعنی اپنی تدبیر کا جال۔ صد گیاہ۔ یعنی سینکڑوں تدبیریں۔ کشتۂ الٰہ یعنی جو خدا نے مقدر کر دیا ہے۔ کشتِ نو یعنی تدبیر۔ کشتِ نخست۔ یعنی تقدیر۔ ایں دوم۔ یعنی تدبیر۔ تخمِ اوّل۔ تقدیر کے تدبیر پر غلبہ کی وجہ ہے۔

[3] افگن۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ تقدیر تدبیر پر غالب ہے تو معاملہ تقدیر کے سپرد کر دینا چاہیئے۔ ہر چہ کاری۔ جب خدا سے دوستی کا دعویٰ ہے تو اُس کی شریعت پر عمل کرنا چاہیئے اور اُس کے لئے مخلصانہ عمل کرنا چاہیئے۔ نفس۔ یعنی امّارہ۔ ہر چہ۔ نفسِ امّارہ کے کام اللہ کی مرضی کے مطابق نہیں ہیں۔ پیش ازاں۔ قیامت کے دن شیطانی کاموں سے علیحدگی بے معنی بات ہوگی۔ داوری۔ داد رسی، منصفی۔

صد[1] ہزاراں عقل باہم بر جہند
لاکھوں عقلیں مل کر کوشش کرتی ہیں

تا بغیر دامِ اُو دامے نہند
تاکہ اسکے (تقدیر کے) جال کے سوا کوئی (تدبیر کا) جال بچھائیں

دامِ خود را سخت تر یابند و بس
اپنی (تقدیر کے) جال کو اور سخت پاتے ہیں اور بس

کے نماید قوّتے با باد خس
تنکا، آندھی کے مقابلے میں کیا طاقت دکھائے؟

ور نداری باور از من رو ببیں
اگر میری بات کا تجھے یقین نہیں ہے، جا دیکھ

در نُبے وَاللهُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن
قرآن میں ہے "اور اللہ سب سے اچھا داؤ کرنیوالا ہے"

گر[2] تو گوئی فائدہ ہستی چہ بُود
اگر تو کہے ہستی (عالمِ تدبیر) کا کیا فائدہ تھا

در سوالت فائدہ ہست اے عنُود
اے سرکش! کیا تیرے (اس) سوال میں فائدہ ہے؟

گر ندارد ایں سوالت فائدہ
اگر تیرے اِس سوال میں فائدہ نہیں ہے

چہ شنوم ایں را عبث بے عائدہ
(تو) میں اُس کو بیکار بے نتیجہ کیوں سنوں؟

ور سوالت فائدہ دارد یقیں
اگر تیرے سوال میں یقیناً فائدہ ہے

پس جہاں بے فائدہ نبوَد ببیں
تو غور کر، عالم (تدبیر) بے فائدہ نہ ہوگا

از سوالت ار بود بس فائدہ
اگر تیرے سوال سے بہت سے فائدے ہیں

چوں بجوید در جہاں کس فائدہ
تو عالم (تدبیر) میں کوئی شخص فائدہ کیوں نہ تلاش کریگا؟

ور سوالت را بسے فائیدہاست
اگر تیرے سوال میں بہت سے فائدے ہیں

پس جہاں بے فائدہ آخر چراست
تو عالم (تدبیر) آخر بے فائدہ کیوں ہے؟

ور[3] جہاں از یک جہت بے فائدہ است
اگر عالم (تدبیر) ایک اعتبار سے بے فائدہ ہے

از جہت ہائے دگر پر عائدہ است
دوسری جہتوں سے فائدہ سے پُر ہے

فائدہ تو گر مرا فائیدہ نیست
اگر تیرا فائدہ میرا فائدہ نہیں ہے

مر ترا چوں فائدہ است از وے مایست
چونکہ وہ تیرا فائدہ ہے اُس سے باز نہ رہ

فائدہ تو گر مرا نبوَد مُفید
اگر تیرا فائدہ میرے لئے مفید نہیں ہے

چوں ترا شد فائدہ گیر اے مُرید
چونکہ وہ تیرا فائدہ ہے اے مرید! تو اُسے اختیار کر

ور منم زاں فائدہ حُر ابن حُر
اگر میں اِس فائدہ سے آزاد ہوں

مر ترا چوں فائدہ است از وے مبُر
چونکہ وہ تیرا فائدہ ہے اُس سے نہ کٹ

حُسنِ یوسفؑ عالمے را فائدہ
یوسفؑ کے حُسن میں عالم کا فائدہ تھا

گرچہ بر اخواں عبث بُد زائدہ
اگرچہ وہ بھائیوں کے لئے بیکار عبث تھا

[1] صد ہزاراں۔ تقدیر کے خلاف عقلاء کی تدبیریں بالکل بیکار ہیں۔ با باد خس۔ باد تقدیرِ الٰہی ہے اور خس تدبیرِ عقلاء سو اللہ۔ تو اچھے داؤ کے بالمقابل ناقص داؤ کیا کر سکتا ہے۔

[2] گر تو گوئی۔ اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تقدیر کے مقابلہ میں تدبیر بیکار ہے تو خدا کا عالمِ تدبیر کو پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔ در سوالت۔ الزامی جواب ہے کہ تیرے اس اعتراض میں کوئی فائدہ ہے یا نہیں اگر بے فائدہ ہے تو بے فائدہ سوال کے جواب کی ضرورت نہیں ہے اور اگر تیرا سوال مفید ہے اور عبث نہیں تو اللہ کا عالمِ تدبیر کو پیدا کرنا کیسے بے فائدہ ہو سکتا ہے۔ ور سوالت۔ جب ایک انسان کا فعل عبث نہیں تو حکیم و علیم کا فعل کیسے عبث ہو سکتا ہے۔

[3] ور جہاں۔ ہر چیز کا ہر حیثیت سے مفید ہونا ضروری نہیں ہے، اگر عالم تدبیر بمقابلہ تقدیر بے فائدہ ہے تو اُس میں دوسری حیثیت سے بہت سے فائدے ہیں۔ فائدۂ تو۔ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ہر چیز ہر شخص کے لئے مفید ہو، ایک چیز ایک کے لئے بیکار ہے تو دوسرے کے لئے مفید ہوتی ہے۔ حُسنِ یوسفؑ۔ حضرت یوسفؑ کے حُسن کی افادیت سب کے لئے تھی لیکن بھائیوں کیلئے نہ تھی۔

لحنِ[1] داؤدی چناں محبوب بود — لیک بر محروم نامطلوب بود
داؤدی لحن کس قدر محبوب تھا — لیکن محروم (منکر) کے لئے ناپسندیدہ تھا

آبِ نیل از آبِ حیواں بُد فزوں — لیک بر قبطیِ مُنکر بود خوں
نیل کا پانی آبِ حیات سے بھی بڑھا ہوا تھا — لیکن مُنکرِ قبطی (فرعون) پر خون تھا

ہست بر مومن شہیدی زندگی — بر مُنافق مُردنست و ژندگی
مُومن کے لئے شہادت زندگی ہے — منافق کے لئے موت اور تباہی ہے

چیست[2] در عالم بگو یک نعمتے — کہ نہ محروم اند از وے اُمّتے
بتا، دنیا میں کونسی نعمت ہے؟ — کہ اس سے کچھ لوگ محروم نہیں ہیں

گاؤ و خر را فائدہ چہ در شکر — ہست ہر جاں را یکے قُوتے دگر
گدھے اور بیل کے لئے شکر میں کیا فائدہ ہے؟ — ہر جاندار کی جداگانہ غذا ہے

لیک گر آں قُوت بروے عارضیست — پس نصیحت کردن او را رائضیست
لیکن اگر وہ اس کی عارضی غذا ہے — تو نصیحت کرنا، اُس کو سدھانا ہے

چوں[3] کسے کو از مرض گِل داشت دوست — گرچہ پندارد کہ آں گِل قُوتِ اوست
جب کوئی کسی مرض کی وجہ سے مٹی (کھانا) پسند کرے — اگرچہ وہ سمجھ رہا ہو کہ مٹی اسکی (اصل) غذا ہے

قُوتِ اصلی را فرامش کردہ است — روئے در قُوتِ مرض آوردہ است
(لیکن) اُس نے اصلی غذا کو بھلا دیا ہے — بیماری کی غذا کی طرف رُخ کرلیا ہے

نوش را بگذاشتہ سم خوردہ است — قُوتِ علت ہمچو چوبش کردہ است
شہد کو چھوڑ کر زہر کھایا ہے — بیماری کی غذا نے اُس کو لکڑی جیسا بنادیا ہے

قُوتِ اصلیِ بشر نورِ خدا است — قُوتِ حیوانی مر اُو را ناسزاست
انسان کی اصل غذا خدا کا نور ہے — حیوانی غذا اُس کے لئے مناسب نہیں ہے

لیک از علت دریں افتاد دل — کہ خورد او روز و شب از آب و گِل
لیکن بیماری کیوجہ سے (اُس کا) دل اسمیں پڑا ہے — کہ شب و روز وہ پانی مٹی (کی پیداوار) کھائے

روئے زرد و پائے سُست و دل سُبک — کو غذائے وَالسَّمَاۤءِ ذَاتِ الْحُبُک
چہرہ زرد، پیر سُست، اور دل کمزور۔ — کہاں راستوں والے آسمان کی غذا!

---

[1] لحن داؤدی۔ حضرت داؤدؑ کا نغمہ پرندوں تک کے لئے مفید تھا لیکن کافروں کیلئے مفید نہ تھا۔ آبِ نیل۔ دریائے نیل کا پانی مخلوقِ خدا کیلئے مفید تھا فرعون کیلئے مہلک بنا۔ شہیدی۔ شہادت مومن کیلئے مفید ہے کافر کیلئے مُضر ہے۔

[2] چیست۔ دنیا کی ہر نعمت کا یہی حال ہے کہ کچھ انسانوں کیلئے وہ مفید ہے اور محروم انسانوں کیلئے مفید نہیں ہے۔ در شکر۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نعمت ہر ایک کیلئے نہیں پیدا فرمائی ہے، شکر انسانوں کے لئے نعمت اور غذا ہے، حیوانوں کیلئے نہیں ہے لیکن بعض اصل غذا کو چھوڑ کر دوسری غذا کے عادی ہوجاتے ہیں تو نصیحت اُن کیلئے کارگر ہوتی ہے اور وہ اصل غذا حاصل کرنے لگتے ہیں۔ رائضی۔ گھوڑے کو سدھانا۔

[3] چوں کسے۔ بعض لوگ مرض کی حالت میں مٹی کو غذا بنالیتے ہیں اور اُس کو اپنی غذا سمجھتے ہیں۔ نوش۔ اصل غذا شہد کی طرح مفید ہوتی ہے اور بیماری کیوجہ سے جس چیز کو اُس نے غذا سمجھ لیا ہے وہ اُسکے لئے مضر اور زہر ہوتی ہے جو اُس کو فربہ کرنے کی بجائے لکڑی جیسا خشک بنادیتی ہے۔ نورِ خدا۔ نورِ معرفت خداوندی۔ قوتِ حیوانی جسمانی لذتیں و نفسانی خصوصیتیں۔ از آب و گِل۔ یعنی مٹی پانی کی پیداوار، گوشت، ترکاریاں، پھل وغیرہ۔ روئے زرد۔ یہ غذائیں اُس کی رُوح میں کمزوری کی علامتیں پیدا کردیتی ہیں۔ وَالسَّمَاۤءِ ذَاتِ الْحُبُکِ۔ سورۂ والذاریات کی یہ آیت ہے یعنی قسم ہے راستوں والے آسمان کی۔

آں[1] غذائے خاصگانِ دولت است
وہ دربار کے مخصوص لوگوں کی غذا ہے
خوردنِ آں بے گلو و آلت است
اُس کا کھانا بغیر حلق اور برتنوں کے ہے

شد غذائے آفتاب از نورِ عرش
آفتاب کی غذا عرش کا نور ہے
مر حسود و دیو را از دودِ فرش
حاسد اور شیطان کی (غذا) زمین کا دھواں ہے

در شہیداں یُرزَقُون فرمود حق
اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کے بارے میں یُرزَقُون فرمایا ہے
آں غذا را نے دہاں بُد نے طبق
اُس غذا کے لئے نہ مُنہ ہے نہ طباق

دل ز ہر یارے غذائے می خورد
دل ہر محبوب چیز سے غذا حاصل کرتا ہے
دل ز ہر علمے صفائے می برد
دل ہر علم سے صفائی حاصل کرتا ہے

صورتِ[2] ہر آدمی چوں کاسہ ایست
ہر آدمی کی صورت پیالے کی طرح ہے
چشم از معنیِ او حسّاسہ ایست
آنکھ اُس کے باطن کا اِدراک کرنے والی ہے

از لقائے ہر کسے چیزے خوری
تو ہر شخص کی ملاقات سے کچھ حاصل کریگا
وز قرانِ ہر قریں چیزے بری
تو ہر ساتھی کے ملنے سے کچھ حاصل کرے گا

چوں ستارہ با ستارہ شد قریں
جب ایک ستارہ دوسرے ستارہ سے ملتا ہے
لائقِ ہر دو اثر زاید یقیں
یقیناً دونوں کے مناسب اثر بڑھتا ہے

از قرانِ مرد و زن زاید بشر
مرد اور عورت کے ملنے سے انسان پیدا ہوتا ہے
وز قرانِ سنگ و آہن ہم شرر
اور پتھر اور لوہے کے ملنے سے چنگاریاں (نکلتی ہیں)

وز قرانِ خاک با بارانہا
مٹی اور بارشوں کے ملنے سے
میوہا و سبزہا ریحانہا
میوے اور سبزے (اور) خوشبودار گھاسیں (پیدا ہوتی ہیں)

وز قرانِ سبزہا با آدمی[3]
انسان کے ساتھ سبزوں کے جمع ہونے سے
دل خوشی و بے غمی و خرّمی
دل خوشی اور بے غمی اور سرور (پیدا ہوتا ہے)

وز قرانِ خرّمی با جانِ ما
ہماری جان کے ساتھ خوشی کے ملنے سے
می بزاید خوبی و احسانِ ما
خوبی اور کمالات پیدا ہوتے ہیں

قابلِ خوردن شود اجسامِ ما
ہمارے جسم (کھانا) کھانے کے قابل ہوجاتے ہیں
چوں برآید از تفرّج کامِ ما
جبکہ تفریح سے ہمارا مقصد پورا ہوتا ہے

---

[1] آں غذا۔ آسمانی غذا اللہ (تعالیٰ) کے مخصوص بندوں کی غذا ہے جس کے کھانے کے لئے عالمِ ناسوت کے وسائل اور ذرائع کی ضرورت نہیں ہے۔ دودِ فرش۔ عالمِ ناسوت کی غذا۔ یُرزَقُون۔ قرآن پاک میں شہیدوں کیلئے فرمایا گیا ہے "بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ" بلکہ وہ اپنے خدا کے پاس زندہ ہیں جن کو غذا دیجاتی ہے۔ آں غذا جنت کی یہ غذا بغیر مادّی ذرائع اور وسائل کے کھائی جاتی ہے۔ دل۔ جس طرح دنیا داروں اور اہل اللہ کی غذا میں اور دنیا اور آخرت کی غذا میں فرق ہے اسی طرح انسان کے مختلف اعضا کی مختلف غذائیں ہیں، دل کی غذا، دوست کی ملاقات اور حصولِ علم ہے۔

[2] صورت۔ چشمِ بصیرت کی غذا انسان کے باطنی اوصاف ہیں۔ از لقائے۔ ہر چیز ایک دوسرے سے مل کر کچھ نہ کچھ غذا اور قوت حاصل کرتی ہے۔ چوں ستارہ۔ اب مولانا نے چند مثالیں پیش فرمائی ہیں جن سے ثابت کیا ہے کہ ہر چیز دوسری چیز سے مل کر کوئی غذا اور طاقت حاصل کر لیتی ہے قرانِ السعدین اور قرانِ النحسین سے ہر ستارہ ایک دوسرے سے تقویت اور غذا حاصل کر لیتا ہے اور تاثیر بڑھ جاتی ہے۔ از قرانِ مرد و زن۔ میاں بیوی کی ہمبستری سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ وز قرانِ۔ پتھر اور لوہے کو ملا کر رگڑا جائے تو چنگاریاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ ریحان۔ ہر خوشبودار گھاس۔

[3] آدمی۔ انسان چمنوں کی سیر کرتا ہے تو سرور حاصل ہوتا ہے۔ خرّمی۔ انسان کو خوشی میسر آتی ہے تو قوائے باطنی میں اضافہ ہوتا ہے اور بھوک لگتی ہے جو صحت کو بڑھاتی ہے۔ تفرّج۔ سیر و تفریح۔ کام۔ مقصد

سُرخروئی[1] از قرانِ خوں بُود — خوں زخورشیدِ خوشی گلگوں بُود

خون کے ملنے سے سُرخروئی حاصل ہوتی ہے — خوشی کے آفتاب سے خون سُرخ ہوتا ہے

بہترین رنگہا سُرخی بود — واں زخورشیدست ازوے میرسد

رنگوں میں بہترین رنگ سُرخی ہوتی ہے — وہ سورج کی وجہ سے ہے اور اسی سے حاصل ہوتی ہے

ہر زمینے کو قریں شُد با زُحل — شورہ گشت و کِشت را نبود محل

جو زمین زُحل (ستارہ) کی متعلق ہوئی — وہ شوریلی بنی اور کھیتی کی جگہ نہیں رہتی

قُوّت اندر فعل آید ز اتّفاق — چوں قرانِ دیو با اہلِ نفاق[2]

متفق ہو جانے سے کام میں قوّت آجاتی ہے — جیسا کہ شیطان کا منافقوں سے مل جانا

ایں معانی راست از چرخِ نہم — بے ہمہ طاق و طُرم طاقِ طرم

ان معانی کے لئے نویں آسمان — بغیر شان و شوکت والے سے شان و شوکت ہے

خلق[3] را طاق و طُرم عاریت ست — اَمر را طاق و طُرم ماہیت ست

عالَم کی شان و شوکت عارضی ہے — (عالَم) امر کی شان و شوکت ذاتی ہے

از پئے طاق و طُرم خواری کشند — بر اُمیدِ عز در خواری خوشند

شان و شوکت کے لئے ذلت برداشت کرتے ہیں — عزت کی اُمید پر ذلت میں خوش ہیں

بر امیدِ عزِ دہ روزہ خدوک — گردنِ خود کردہ اند از غم چو دوک

دس روزہ عزت کی اُمید پر پریشان ہیں — فکر میں اپنی گردن کو تکلا جیسا بنائے ہوئے ہیں

چوں نمی آیند ایں جا کہ منم — کاندریں عز آفتابِ روشنم

اِس جگہ کیوں نہیں آتے جہاں میں ہوں — کہ میں اِس عزت میں روشن سورج ہوں

مَشرقِ خورشید بُرجِ قیرگوں — آفتابِ ما ز مشرقہا بروں

سورج کی مشرق سیاہ برج ہے — ہمارا سورج مشرقوں سے بالا ہے

مشرقِ اُو نسبتِ ذراتِ اُو — نے برآمد نے فرو شد ذاتِ اُو

اُس کی مشرق ذرّوں کے ساتھ اسکی نسبت ہے — نہ اُس کی ذات طلوع کرتی ہے نہ غروب کرتی ہے

ما کہ واپس ماندہ ذراتِ وییم — در دو عالم آفتابِ بے فییم

ہم جو کہ اُس کے ذرات میں سے پسماندہ ہیں — دونوں جہانوں میں بغیر سایہ کا سورج ہیں

مشرقِ او۔ ذاتِ باری کیلئے جب ہم لفظ مشرق بولتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ذرات یعنی اولیا اللہ محوقت اس سے کسب نور کر رہے ہیں جو دائمی نہیں ہے بلکہ بسا اوقات کسب نور میں حجابات حائل ہو جاتے ہیں ورنہ اللہ کیلئے نہ مشرق ہے نہ مغرب اسکی ذات ہر وقت نور فشاں ہے ما واپس ماندہ ذرات یعنی ہم لوگ اولیا میں بہت کم

---

[1] سُرخروئی۔ رخساروں میں خون دوڑتا ہے تو چہرہ سُرخ ہو جاتا ہے۔ گلگوں۔ خوشی سے خون میں سُرخی پیدا ہوتی ہے۔ واں۔ یہ سُرخی سورج کی تاثیر سے پیدا ہوتی ہے۔ زُحل۔ ایک ستارہ ہے جس کو نحسِ اکبر بھی کہا جاتا ہے اُس کی یہ تاثیر ہے کہ جس زمین کی طرف اُس کا رُخ ہو وہاں قحط اور جس طرف اس کی پشت ہو وہاں وبا پھیل جاتی ہے۔

[2] اہلِ نفاق۔ منافقوں کا شیطان سے ملاپ اُنکے شر میں اضافہ کر دیتا ہے۔ چرخِ نہم۔ شرع میں اسی کو عرش کہا جاتا ہے اور حکما اسکو فلکُ الافلاک اور فلکِ اطلس کہتے ہیں جو بالکل سادہ ہے اُسمیں کوئی ستارہ نہیں ہے، صوفیاء کے نزدیک علوم و معارفِ ربانی کا نزول اسی فلک سے ہوتا ہے چونکہ باہمی میل جول سے کوئی نہ کوئی چیز حاصل ہوتی ہے لہٰذا انسان کو علوم و معارف سے وابستہ ہونا چاہیئے جن میں بڑی شان و شوکت ہے۔

[3] خلق۔ عالمِ مادیات۔ امر۔ عالمِ مجردات جس میں علوم و معارفِ الٰہی بھی داخل ہیں۔ عزّ یعنی دنیا کی عزت۔ خدوک۔ غصہ پریشانی۔ دوک۔ تکلا۔ اینجا یعنی مقامِ معرفتِ خداوندی۔ قیرگوں۔ سیاہ۔ آفتابِ ما۔ ہم جس سے نور حاصل کرتے ہیں وہ ذاتِ باری ہے جو مشرقوں سے وراء الوراء ہے

بازگردِ شمس میگردم عجب [1]
تب بھی میں پھر بھی سورج کے چاروں طرف گردش کرتا ہوں
ہم زفرِ شمس باشد این سبب
یہ سبب بھی سورج کی شان و شوکت کی جانب سے ہے

شمس باشد بر سببہا مُطّلِع
اسباب سے سورج باخبر ہوتا ہے
ہم ازو حبلِ سببہا منقطع
اسباب کی رسی کا ٹوٹنا بھی اسی کی جانب سے ہے

صدہزاراں بار بریدم امید [2]
میں نے لاکھوں بار اُمید منقطع کی
از کہ از شمس این شما باور کنید
کس سے! سورج سے اِس کا تم یقین کرو

تو مرا باور مکُن کز آفتاب
تو میرا یقین نہ کر، کہ سورج سے
صبر دارم من و یا ماہی زآب
میں صبر کر سکتا ہوں اور یا مچھلی پانی سے (صبر کر سکتی ہے)

ور شوم نومید نومیدیِ من
اگر میں نا اُمید ہوں، میری نا اُمیدی
عینِ صُنعِ آفتاب ست اے حسن
بالکل سورج کا کام ہے، اے پیارے!

عینِ صُنع از نفسِ صانع چوں بُرد
بعینہٖ کام، کام کرنے والے کی ذات سے کیسے جدا ہو سکتا ہے؟
عینِ ہست از غیرِ ہستی چوں چرد
خود موجود غیر موجود سے کیسے غذا (وجود) حاصل کر سکتا ہے!

جملہ ہستیہا ازیں روضہ چرند [3]
تمام موجودات اِسی باغ سے غذا (وجود) حاصل کرتے ہیں
گر بُراق و تازیاں ور خود خرند
خواہ بُراق اور عربی گھوڑے ہوں یا خود گدھے ہوں

لیک اسپِ کور کورانہ چرد
لیکن اندھا گھوڑا، اندھے پن سے چرتا ہے
می نہ بیند روضہ را زانست رد
وہ باغ کو نہیں دیکھتا ہے، اِس لئے مردود ہے

وانکہ گردشہا ازاں دریا ندید
اور جس نے گردشوں کو اُس دریا سے نہ سمجھا
ہر دم آرد رُو بمحرابِ جدید
ہر آن مُنہ، نئی محراب کی طرف کرتا ہے

اُو ز بحرِ عذب آبِ شور خورد
اُس نے شیریں دریا سے کھارا پانی پیا
تا کہ آبِ شور اُو را کور کرد
یہاں تک کہ کھارے پانی نے اُسکو اندھا کر دیا

بحر می گوید بدستِ راست خور
دریا کہتا ہے کہ داہنے ہاتھ سے پی
زآبِ من اے کور تا یابی بصر
میرا پانی اے اندھے! تاکہ تو بینائی حاصل کرے

ہست دستِ راست اینجا ظنِ راست
داہنے (ہاتھ) سے مُراد یہاں صحیح عقیدہ ہے
کو بداند نیک و بد را کز کجاست
تاکہ وہ جان لے کہ نیک و بد کہاں سے ہے

[1] بازگرد۔ یعنی میں باوجود آفتاب ہو جانے کے پھر بھی مزید تقرب حاصل کرنے کیلئے اُس شمس کو لپٹا ہوا چلتا ہوں اور یہ میرا لپٹنا اور چکر جو تقرب کا سبب ہے یہ بھی اُسی شمس کا عطا کردہ ہے۔ این سبب ہم کز فر شمس باشد۔ یعنی میری گردش جو کہ تقرب کا سبب ہے اُس کی ہی پیدا کردہ ہے، جس طرح نتائج قبضۂ قدرت میں ہیں اِسی طرح اُن کے اسباب بھی قبضۂ قدرت میں ہیں۔ شمس۔ اسباب کا مہیا ہونا اور نہ ہونا قدرتِ خداوندی کے تابع ہے۔

[2] صدہزاراں۔ وصول الی اللہ کی سعی میں لاکھوں بار مایوسیاں پیدا ہوتی ہیں۔ تو مرا۔ لیکن مایوسی، ترکِ سعی کا سبب نہیں بنتی۔ صبر دارم۔ مایوس ہو کر صبر کر کے بیٹھ جاؤں یہ ممکن نہیں ہے۔ ماہی۔ مچھلی پانی سے صبر کر کے نہیں بیٹھ سکتی تڑپ تڑپ کر جان دے دیتی ہے۔ ور شوم۔ مایوس کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ عینِ صنع۔ جبکہ مایوس کرنا بھی اللہ کا فعل ہے تو وہ اللہ کے ساتھ مزید تعلق پیدا کر دیتا ہے۔ عینِ ہست۔ مایوسی جو موجود ہے وہ غیر موجود کا فعل کب ہو سکتی ہے، واجب الوجود اللہ ہے لہٰذا وہ اللہ ہی کی پیدا کردہ ہے۔

[3] جملہ ہستیہا۔ اچھے ہوں یا بُرے سب نے وجود اسی ذات سے حاصل کیا ہے۔ اسپ کور۔ جن کو بصیرت حاصل نہیں ہوتی وہ اِس طرف دھیان نہیں دیتے ہیں اور مردودِ بارگاہ ہو جاتے ہیں۔ گردشہا۔ جو لوگ اسباب کو منجانب اللہ نہیں سمجھتے وہ اسباب کو قبلہ گاہ بنا لیتے ہیں۔ دریا۔ بحرِ حقیقت، اللہ تعالیٰ۔ او ز بحر۔ منکرین کی کج نظری اُن کو تباہ کر دیتی ہے۔ بحرِ عذب۔ شیریں پانی کا دریا۔ بدستِ راست یعنی حقائق کو صحیح طور پر دیکھ۔ ظنِ راست یعنی تمام

نیزہ[1] گردانے ست اے نیزہ کہ تو
اے نیزے! کوئی نیزے کو گھمانے والا ہے کہ تو

راست می گردی گہ و گاہے دوتو
کبھی سیدھا ہو جاتا ہے اور کبھی دوہرا

ما ز عشقِ شمسِ دیں بے ناخنیم
ہم دین کے شمس کے عشق کی وجہ سے معذور ہیں

ورنہ ما آں کور را بینا کنیم
ورنہ ہم اُس اندھے کو بینا کر دیتے

ہاں ضیاء[2] الحق حسام الدین تو زود
ہاں ضیاءالحق حسام الدین تو جلد

دار[illegible] کن کو[illegible] چشمِ حسود
اُسکا علاج کر[illegible]

جُملہ کوراں را دوا کُن اے قمر
اے چاند! سب اندھوں کا علاج کر دے

اے نہالِ میوہ دار افشاں ثمر
اے پھلدار درخت! پھل گرا

توتیائے کبریائی تیز فعل
زود اثر خدائی سُرمہ

دار وئے ظلمت کُش استیز فعل
تاریکی کو دُور کرنے والی دوا، انکار کرنیوالی

آنکہ گر بر چشمِ اعمیٰ بر زند
وہ کہ اگر اندھے کی آنکھ میں ڈال دیں

ظلمتِ صد سالہ را زو بر کَند
سَو سالہ تاریکی کو اُس سے دُور کر دے

جُملہ کوراں را دوا کُن جز حسود
حاسد کے علاوہ سب اندھوں کا علاج کر

کز حسودی بر تو می آرد جحُود
جو حسد کی وجہ سے تیرا انکار کرتا ہے

مر حسودت[3] را اگرچہ آں منم
اپنے حاسد کو خواہ وہ میں ہی ہوں

جاں مدہ تا ہمچنیں جاں میکنم
جان عطا نہ کر تاکہ اِسی طرح جان توڑتا رہوں

آنکہ اُو باشد حسودِ آفتاب
جو کہ سورج کا حاسد ہوتا ہے

کور می گردد ز بُودِ آفتاب
سورج کے وجود سے اندھا ہو جاتا ہے

اِیْنَت دردِ بے دَوا کور است آہ
عجب اُس کا لاعلاج مرض ہے! افسوس

اِیْنَت افتادہ ابد در قعرِ چاہ
عجب! یہ ہمیشہ کے لئے کنوئیں کی گہرائی میں گرا ہوا ہے

نفیِ خورشیدِ ازل بایستِ اُو
اُس نے ازلی سورج کا عدم چاہا

کے بر آید ایں مُرادِ اُو بگو
بتا اُس کی یہ تمنا کیسے پوری ہو؟

باز آں باشد کہ باز آید بشاہ
باز وہی ہے جو شاہ کے پاس واپس آ جائے

بازِ کور ست آنکہ شد گم کردہ راہ
جو راستہ سے بھٹک گیا وہ اندھا باز ہے

مناسبت پیدا ہوگی اور فیض حاصل ہونے لگے گا مُنکر بن گیا تو تباہی ہے۔

[1] نیزہ گرداں۔ برچھی گھمانے والا۔ نیزہ۔ یعنی انسانی قد۔ دوتو۔ دُہرا۔ شمسِ دیں۔ یعنی شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ بے ناخن۔ مجبور، معذور، مولانا کی تصرفات سے معذوری یا فنائیت کی بنا پر تھی یا تصرف سے محجوب تھے یا ماذون نہ تھے لیکن تشبہ بالانبیاء کی بنا پر تصرف کرنا پسند نہ کرتے تھے کورنا۔ بسا اوقات اولیاء اللہ ایسا تصرف کر دیتے ہیں کہ منکر قدموں پر آگرتا ہے۔

[2] ضیاء الحق۔ مولانا کے خلیفہ ہیں جن سے مولانا فرماتے ہیں کہ تو گمراہوں پر تصرف کر کے راہِ راست پر لا۔ اے قمر۔ ضیاء الحق جن کا دل چاند کی طرح روشن ہے۔ توتیا۔ سرمہ۔ استیز فعل جس کا کام مرض کو دفع کرنا ہے۔ اعمیٰ۔ یعنی جو عرصہ سے منکر ہے۔ بجز حسود۔ حسد کی بنا پر منکر کی شفا ناممکن ہے۔

[3] مر حسود۔ حاسد کسی طرح فیضیاب نہیں ہو سکتا ہے۔ کور می گردد۔ آفتاب کا کام روشنی پہنچانا ہے لیکن حاسد آنکھیں بند کر لینے کی وجہ سے اور اندھا بنتا ہے۔ اینت۔ زہے۔ درد۔ حسد کا کوئی علاج نہیں ہے۔ خورشید ازل۔ اولیاء اللہ یا ذاتِ خداوندی۔ باز آں باشد۔ یعنی طالب تو وہ ہے کہ اگر کسی وقت فیض حاصل بھی نہ ہو تو منکر نہ بنے بلکہ کوشش جاری رکھے پھر

گرفتار[۱] شدنِ باز میانِ چغداں بویرانہ

ویرانہ میں باز کا چغدوں میں پھنس جانا

باز در ویراں بر چغداں فتاد — راه را گم کرد و در ویراں فتاد

باز ویرانے میں الوؤں میں جا گرا — راستہ بھول گیا اور ویرانے میں جا اُترا

او ہمہ نور است از نورِ رضا — لیک کورش کرد سرہنگِ قضا

وہ خوشنودیٔ (حق) کے نور سے سراپا نور ہے — لیکن اس کو قضا (خداوندی) کے سپاہی نے اندھا کر دیا

خاک در چشمش زد و از راه برد — درمیانِ چغد و ویرانش سپرد

(قضا نے) اس کی آنکھوں میں دھول جھونک دی اور راستہ سے ہٹا دیا — اُس کو الوؤں اور ویرانے میں ڈال دیا

بر سری چغدانش بر سر می زنند — پر و بالِ نازنینش می کنند

علاوہ ازیں اُلو اس کے سر پر ٹھونگیں مارتے تھے — اُس کے ناز پروردہ پر و بال اکھاڑتے تھے

ولولہ[۲] افتاد در چغداں کہ ہا — باز آمد تا بگیرد جائے ما

الوؤں میں شور مچ گیا کہ خبردار! — باز آیا ہے تاکہ ہماری جگہ پر قبضہ کرے

چوں سگانِ کوی پر خشم و مہیب — اندر افتادند در دلقِ غریب

گلی کے ہیبت ناک اور غضبناک کتوں کی طرح — مسافر کی گدڑی کو لپٹ گئے

باز گوید من چہ در خوردم بچغد — صد چنیں ویراں رہا کردم بچغد

باز کہتا ہے مجھے اُلوؤں سے کیا لگاؤ؟ — ایسے تو ویرانے میں نے الوؤں کیلئے چھوڑ دیے ہیں

من[۳] نخواہم بود اینجا می روم — سوئے شاہنشاہ راجع می شوم

میں اس جگہ نہیں رہنا چاہتا، میں جاتا ہوں — شاہ کی طرف واپس جاتا ہوں

خویشتن مکشید اے چغداں کہ من — نے مقیمم می روم سوئے وطن

اے الوؤ! اپنے آپ کو نہ مارے ڈالو کیونکہ میں — میں مقیم نہیں ہوں، وطن کی طرف جاتا ہوں

ایں خراب آباد در چشمِ شماست — ورنہ ما را ساعدِ شہ باز جاست

یہ ویرانہ تمہاری نظر میں آباد ہے — ورنہ ہمارے لئے تو شاہ کی کلائی واپسی کی جگہ ہے

چغد گفتا باز حیلت می کند — تا ز خان و ماں شما را بر کند

ایک اُلو بولا، باز مکاری کرتا ہے — تاکہ تمہیں گھربار سے اُکھاڑ دے

خانہائے ما بگیرد او بہ مکر — بر کند ما را زسالوسی زوکر

مکاری سے ہمارے گھروں پر قبضہ کرلے — چالاکی سے ہمارے گھونسلوں سے ہکو اکھاڑ دے

---

۱ گرفتار شدن۔ اس حکایت کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ باز شاہ کی کلائی سے محروم ہو گیا تھا لیکن برابر طلب میں لگا رہا اور کامیاب ہوا۔ باز۔ اس سے مراد نبی و عارف ہے۔ چغداں۔ الوؤں سے مراد منکرین اور محجوبین ہیں اور اس حکایت میں شاہ سے ذاتِ حق اور زنداں سے دنیاوی لذتیں مراد ہیں۔ او ہمہ نور۔ عارفین کی بھی کبھی آزمائش ہو جاتی ہے اور وہ قضائے الٰہی سے راہ گم کر بیٹھتے ہیں۔ بر سری۔ علاوہ ازیں۔ می زنند یعنی باز کے سر پر ٹھونگیں مارتے تھے۔ نازنین۔ ناز پروردہ۔

۲ ولولہ۔ واویلا کرنا، جوش و خروش۔ تا بگیرد۔ انبیا کے بارے میں منکرین یہ بھی کہتے تھے۔ یُرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَکُمْ مِّنْ اَرْضِکُمْ۔ یعنی وہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہاری سرزمین سے نکال کر اس پر قبضہ جمائے۔ دلق۔ گدڑی۔ غریب۔ اجنبی، مسافر۔ باز گوید۔ انبیاء اور اولیاء نے منکرین سے اکثر یہی کہا ہے۔

۳ من نخواہم۔ شعر
خرم آں روز کزیں منزلِ ویراں بروم
راحتِ جاں طلبم و ز پئے جاناں بروم
نذر کردم کہ گر آید بسر ایں غم روزے
تا درِ میکدہ شاداں و غزل خواں بروم
شاہنشاہ۔ ذاتِ حق۔ وطن یعنی دارِ آخرت۔ ساعدِ شہ یعنی اللہ (تعالٰی) کا قرب۔ حیلت۔ حیلہ بازی۔ خان و ماں۔ گھر بار، سالوسی۔ فریب، مکاری۔ وکر۔ گھونسلا۔

می‌نماید سیری[1] ایں حیلت پرست
یہ مکار سیر چشمی دکھاتا ہے
واللہ از جملہ حریصاں بدتر است
خدا کی قسم تمام لالچیوں سے بدتر ہے

اُو خورد از حرص طیں را ہمچو دِبس
وہ لالچ میں مٹی، انگور کے شیرے کی طرح چاٹتا ہے
دُنبہ مسپارید اے یاراں بخرس
اے دوستو! دُنبہ ریچھ کے سپرد نہ کرو

لاف از شہ می زند وز دستِ شاہ
بادشاہ، اور بادشاہ کی کلائی کی ڈینگیں مارتا ہے
تا بَرد اُو ما سلیماں را زِ راہ
تاکہ ہم بھولوں کو گمراہ کر دے

خود چہ جنسِ[2] شاہ باشد مُرغکے
ذلیل پرند بادشاہ کے کیا مناسب ہوگا؟
مشنوش گر عقل داری اندکے
اگر تم تھوڑی سی بھی عقل رکھتے ہو، اِس کی نہ سنو

جنسِ شاہ است اُو و یا جنسِ وزیر
وہ بادشاہ کے لائق ہے یا وزیر کے لائق ہے؟
ہیچ باشد لائقِ لوزینہ سیر
کبھی لہسن، بادام کے حلوے کے لائق ہوتا ہے؟

آنچہ می گوید ز مکر و فعل و فن
وہ جو مکاری اور فریب کاری اور چالاکی سے یہ کہتا ہے
ہست سلطاں با حَشَم جویائے من
(کہ) بادشاہ مع فوج کے میری تلاش میں ہے

اینت مالیخولیائے ناپذیر ق
عجب! ناقابلِ قبول پاگل پن ہے
اینت لافِ خام و دامِ گول گیر
عجب! بے بنیاد شیخی اور بیوقوفوں کو پھانسنے کا جال ہے

مُرغکِ لاغر چہ درخورد شہ است
کمزور ذلیل پرند، بادشاہ کے کیا لائق ہے؟
ہر کہ ایں باور کند اُو ابلہ است
جو یہ یقین کرے وہ احمق ہے

کمترین[3] چُغد ار زند بر مغزِ اُو
چھوٹے سے چھوٹا اُلّو اگر اُس کے بھیجے پر ٹھونگ مار دے
مر وُرا یاری گری از شاہ کو
اُس کی بادشاہ سے دوستی کہاں ہے؟

گفت باز ار یک پرِ من بشکنید
باز نے کہا، اگر میرا ایک پَر (بھی) تم توڑ دو
یا ز غم برگِ گلے بر من زنید
یا غصہ سے ایک پھول کی پنکھڑی میرے مار دو

بیخِ چُغدستاں شہنشہ بر کند
بادشاہ بوستان کی بیخ کنی کر دے گا
خانہا تاں جملگی بر سر زند
تم سب کے گھونسلے اُجاڑ دے گا

چُغد خود چہ بُود اگر بازے مرا
اُلّو کیا ہوتا ہے؟ اگر کوئی باز (بھی)، میرا
دل برنجاند کند بر من جفا
دل رنجیدہ کرے (اور) مجھ پر ظلم کرے

شہ کند تودہ بہر شیب و فراز
بادشاہ ہر نشیب و فراز میں ڈھیر لگا دے
صد ہزاراں خرمن از سرہائے باز
بازوں کے سروں کے لاکھوں کھلیان

[1] سیری۔ پیٹ بھرا پن۔ طین۔ مٹی۔ دِبس۔ انگور کا شیرہ۔ خرس۔ ریچھ۔ لاف یعنی یہ اُس کی بکواس ہے کہ اُس کی شاہ سے دوستی ہے اور وہ اُس کی کلائی پر بیٹھتا ہے۔ سلیمان سلیم کی جمع ہے۔ بھولا انسان آدمی۔ راہ بُردن۔ دھوکا دینا، گمراہ کرنا۔
[2] جنس۔ ہم جنس، مناسب۔ مرغک حقیر پرند۔ لوزینہ۔ بادام کا حلوا۔ سیر۔ لہسن۔ اینت۔ زہے، عجب۔ مالیخولیا۔ جنون کی ایک قسم ہے۔ ناپذیر۔ ناقابل قبول۔ لافِ خام۔ بے بنیاد شیخی۔ گول۔ بالضم و واوِ مجہول، احمق، ابلہ۔
[3] کمترین۔ اکثر منکروں نے بھی اِس طرح دھمکیاں دی ہیں۔ گفت۔ انبیاء اور اولیاء کو ستانے پر بستیاں ویران کر دی گئی ہیں۔ اگر باز۔ اولیاء کو ستانے سے عوام تو درکنار بڑے بڑے لوگ صاحب علم و ہنر برباد ہوئے ہیں۔ شیب۔ نشیب کا مخفف ہے، پست زمین۔

پاسبانِ[1] من عنایاتِ وے ست
اس کی مہربانیاں میری نگہبان ہیں
ہر کجا کہ می روم شہ در پے ست
میں جہاں جاتا ہوں بادشاہ پیچھے ہوتا ہے

در دلِ سلطاں خیالِ من مُقیم
بادشاہ کے دل میں میرا خیال جما ہوا ہے
بے خیالِ من دلِ سلطاں سقیم
میرے خیال کے بغیر بادشاہ کا دل رنجیدہ ہے

چوں بپرّاند مرا شہ در رَوِش
جب بادشاہ مجھے کسی رَوِش میں اُڑاتا ہے
یا بم اندر اَوجِ جاں خوش پرورش
میں جان کی بلندی میں اچھی بالیدگی محسوس کرتا ہوں

ہمچو ماہ و آفتابے می پَرَم
چاند اور سورج کی طرح اُڑتا ہوں
پَردہائے آسماں را بر دَرَم
آسمان کے پردے چاک کر دیتا ہوں

روشنیِ[2] عقلہا از فکرتم
عقول کی روشنی میرے فکر (کے نور) سے ہے
اِنفطارِ آسماں از فطرتم
آسمانوں کا شق ہونا میری پیدائش کی وجہ سے ہے

باز دم و حیراں شود در من ہما
میں باز ہوں اور میرے معاملہ میں ہما حیران ہوتا ہے
چُغد کہ بُوَد تا بداند سرِّ ما
اُلّو کیا ہوتا ہے کہ ہمارا راز سمجھے؟

شہ برائے من ز زنداں یاد کرد
شاہ نے میری وجہ سے قید خانہ کو یاد کیا
صد ہزاراں بستہ را آزاد کرد
لاکھوں قیدیوں کو آزاد کر دیا

یک دمم با چُغدہا دمساز کرد
(مجھے) تھوڑی دیر کے لئے اُلّوؤں کا ساتھی بنایا
از دمِ من چُغدہا را باز کرد
میرے دم بدم سے اُلّوؤں کو باز بنا دیا

اے خنک[3] چُغدے کہ در پروازِ من
وہ اُلّو خوش قسمت ہے جو کہ میری پرواز میں
فہم کرد از نیک بختی رازِ من
نیک بختی سے میرا راز سمجھ گیا

در من آویزید تا بازاں شوید
مجھ سے متعلق ہو جاؤ تاکہ باز بن جاؤ
گرچہ چُغدانید شہبازاں شوید
اگرچہ تم اُلّو ہو باز بن جاؤ

آنکہ باشد با چنیں شاہے حبیب
جو ایسے بادشاہ کا محبوب ہو
ہر کجا افتد چرا باشد غریب
جہاں بھی جا پڑے اجنبی کیوں ہو؟

ہر کہ باشد شاہ دَردش را دَوا
بادشاہ جس کے درد کی دوا ہو
گر چو نے نالد نباشد بینوا
اگرچہ وہ بانسری کی طرح نالہ کرے بے ساز و ساماں نہیں ہوتا

---

[1] پاسباں۔ خدا نے انبیاء کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ مُقیم۔ جاگزیں۔ سقیم۔ بیمار۔ یا بم۔ یعنی جب خدا مجھے روحانی عروج عطا فرماتا ہے تو مجھے روح کی ترقی میں اچھی پرورش حاصل ہوتی ہے۔ می پرم۔ انبیاء کو معراج جسمانی اور اولیاء کو معراج روحانی حاصل ہو جاتی ہے۔

[2] روشنیِ عقلہا یعنی فرشتوں کو نور میری وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ اِنفطار۔ آسمانوں میں شگاف ہونا۔ فطرتم۔ میری پیدائش کی وجہ سے ہے، آسمانوں کا انفطار انبیاء کی معراجوں یا فرشتوں کے نزول کے لئے ہے۔ ہما یعنی ملائکہ، افضلِ بشر، افضلِ ملائکہ سے افضل ہے۔ صد ہزاراں۔ بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم۔ یک دم۔ کفار، انبیاء کی صحبت سے اور مجوبین اولیاء کی صحبت سے کامل بن جاتے ہیں۔

[3] خنک۔ ٹھنڈا، خوش نصیب۔ پرواز۔ یعنی مرتبہ کمال۔ نیک بختی۔ سعادتِ ازلی۔ رازِ من۔ یعنی حسنِ عقیدت رکھے۔ آویزید۔ یعنی تعلق پیدا کرو۔ شہباز۔ ایک بڑی قسم کا باز ہے۔ شوید۔ انبیاء اور اولیاء کے اتباع سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ حبیب۔ محبوب۔ غریب۔ مسافر، اجنبی۔ ہر کہ۔ مقربین کا رونا عشق کی وجہ سے جو مراتب کی بلندی پیدا کرتا ہے۔

مالکِ[۱] مُلکم نیَم من طبل خوار — **طبلِ بازم می زند شہ از کنار**

میں سلطنت کا مالک ہوں، پیٹو نہیں ہوں — کنارے سے بادشاہ میری واپسی کا طبل بجاتا ہے

طبلِ بازِ من ندائے اِرْجِعی — **حق گواہِ من برغمِ مُدّعی**

میری واپسی کا طبل "واپس آجا" کی آواز ہے — مخالف کی ذلت کے ساتھ اللہ تعالیٰ میرا گواہ ہے

من نیَم جنسِ شہنشہ دُور ازو — **لیک دارم در تجلّی نور ازو**

میں بادشاہ کا ہم جنس نہیں ہوں اُس سے جُدا ہوں — لیکن تجلی میں اُس کا نور رکھتا ہوں

نیست جنسیّت ز روئے شکل و ذات — **آب جنسِ خاک آمد در نبات**

ہم جنس ہونا صورت اور ذات (ہی) کی وجہ سے نہیں ہے — زمین کی پیداوار میں پانی، مٹی کی جنس ہو گیا

بادْ[۲] جنسِ آتش آمد در قوام — **طبع را جنس آمدست آخر مدام**

بناوٹ میں ہوا، آگ کی جنس ہو گئی — شراب (آدمی کی) طبیعت کی جنس ہو گئی

جنسِ ما چوں نیست جنسِ شاہِ ما — **مائے ما شد بہرِ مائے اُو فنا**

ہماری جنس چونکہ ہمارے شاہ کی جنس نہیں ہے — ہماری ہستی اُس کی ہستی میں فنا ہو گئی ہے

چوں فنا شد مائے ما اُو ماند فرد — **پیشِ پائے اسپِ اُو گردم چو گرد**

جب ہماری ہستی فنا ہو گئی وہ اکیلا رہ گیا — اُس کے گھوڑے کے پیر کے سامنے میں گرد کی طرح

خاک شد جان و نشانیہائے اُو — **ہست بر خاکش نشانِ پائے اُو**

ہماری جان خاک ہو گئی اور اُس کی نشانیاں — اِس (جان) کی خاک پر اُسکے پاؤں کے نشان ہو گئے

خاکِ پالیش شو برائے ایں نشاں — **تا شوی تاجِ سرِ گردن کشاں**

اِس نشان کے لئے اُسکے پاؤں کی خاک بن جا — تاکہ تو عالیشان لوگوں کے سر کا تاج بن جائے

تا کہ نفریبد شما را شکلِ من — **نقلِ[۳] من نوشید پیش از نقلِ من**

ہرگز میری (ظاہری) صورت تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے — میرے مرنے سے پہلے میرا نُقل چکھ لو

اے بسا کس را کہ صورت راہ زد — **قصدِ صورت کرد و بر اللہ زد**

اے (مخاطب)، بہت سے لوگوں کو صورت نے گمراہ کیا — اُسنے صورت کو ستانے کا ارادہ کیا (اور) اللہ پر حملہ کیا

مٹی پر اُس کے نقشِ قدم ہیں۔ گردن کشاں۔ عالیجاہ لوگ۔

۳؎ نُقل۔ بضمّ، میوہ وغیرہ جو شراب کے ساتھ کھایا جائے۔ بالفتح نقلِ مکانی، انتقال یعنی محض صورتِ ظاہری پر نظر کر کے تحقیر نہ کرنی چاہیے اور استفادہ سے محروم نہ رہنا چاہیے۔ بسا کس۔ کافر انبیاء کو صورتاً اپنا جیسا دیکھ کر مُنکر بنتے تھے اور مخالفت کرتے تھے جو دراصل اللہ کی مخالفت ہوتی تھی۔

۱؎ مالکِ مُلک۔ بادشاہی کا مالک۔ طبل خوار۔ حریص۔ طبلِ باز۔ واپسی کا نقارہ، باز جب شکار کر چکتا ہے اُس کو واپس بلانے کیلئے نقارہ بجایا جاتا ہے۔ کنار۔ کنارہ۔ اِرْجِعی۔ تو واپس آجا، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پاک روحوں کو واپس بلانے کے لئے فرماتا ہے، اللہ کا یہ فرمانا طبلِ باز ہے۔ رغمِ مدعی۔ مخالف کی ذلت۔ من نیَم۔ الزاماً لوگوں نے اعتراض کیا تھا کہ بادشاہ اور وزیر کی جنس نہیں ہے لہٰذا اُنسے کیا تعلق، اس کا جواب ہے کہ میں ہم جنس تو نہیں ہوں لیکن اُنکے نور کی تجلی مجھ پر پڑ گئی ہے۔ جنسیت یعنی جنسیت کے یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ ہم شکل و صورت ہو بلکہ تعلق اور مناسبت کی وجہ سے ہم جنس بنجاتا ہے۔ آب۔ زمین کی پیداوار میں پانی اور مٹی کا باہم تعلق ہے حالانکہ دونوں کی شکل و صورت جدا جدا ہے۔

۲؎ باد۔ چند مثالیں دیکر سمجھایا ہے کہ باہمی تعلق شکل و صورت کے اتحاد پر موقوف نہیں ہے ہوا آگ کی حقیقت میں داخل ہے اور اُس سے متعلق ہے اگر ہوا نہ ہو تو آگ فوراً بجھ جاتی ہے، طبیعتِ انسانی اور شراب میں تعلق ہے شراب پی کر طبیعت میں مستی آجاتی ہے۔ مائے۔ ما نیست، ہستی۔ فنا یعنی ہم اللہ کے ہم جنس تو نہیں ہیں لیکن ہم نے اپنی ہستی کو اُس کیلئے فنا کر دیا ہے۔ خاک۔ ہم نے اپنے آپ کو مٹی میں ملا دیا اور اُس

آخرؔ[1] ایں جاں با بدن پیوستہ است
آخر یہ جان، بدن کے ساتھ ملی ہوئی ہے

ہیچ ایں جاں با بدن مانستہ است
کہیں یہ جان، بدن سے مشابہ ہے؟

تابِ نورِ چشم با پیہ است جُفت
آنکھ کے نور کی چمک آنکھ کی چربی سے ملی ہوئی ہے

نورِ دل در قطرۂ خونے نہفت
دل کا نور، خون کے ایک قطرے میں چھپا ہوا ہے

شادی اندر گُردہ و غم در جگر
خوشی گردے میں اور غم جگر میں (ہے)

عقل چوں شمعے درونِ مغزِ سر
عقل شمع کی طرح سر کے مغز میں (ہے)

رائحہ در انف منطق در لسان
خوشبو ناک میں، اور گویائی زبان میں (ہے)

لہو در نفس و شجاعت در جنان
کھیل کود نفس میں اور بہادری قلب میں (ہے)

ایں تعلقہا نہ بے کیف است و چوں
کیا یہ تعلقات ناقابلِ بیان اور ناقابلِ خیال نہیں ہیں

عقلہا در دانشِ چونی زبوں
عقلیں (اِن کی) کیفیت کے سمجھنے سے قاصر ہیں

جانِ کُل[2] با جانِ جُزو آسیب کرد
جانِ کل نے جانِ جزو پر اثر ڈالا

جاں از وے دُرّے ستد در جیب کرد
جانِ (جزو) نے اس سے موتی لیا اور جیب میں ڈال لیا

ہمچو مریم جاں ازاں آسیب جیب
(حضرت) مریمؑ کی طرح جان اُس دل کی تاثیر سے

حاملہ شُد از مسیحِ دلفریب
حَسین مسیح سے حاملہ ہو گئی

آں مسیحے نے کہ بر خشک و تر است
وہ مسیح نہیں جو بحر و برَ پر ہے

آں مسیحے کز مساحت برتر است
وہ مسیح جو ناپ تول سے بالا ہے

پس ز جانِ[3] جاں چو حامل گشت جاں
تو جب جان، جانِ جاں سے حاملہ ہو گئی

از چنیں جانے شود حامل جہاں
ایسی جان سے جہان پُر ہو جاتا ہے

پس جہاں زاید جہانِ دیگرے
تو جہان دوسرا جہان جَن دیتا ہے

ایں حشر را وانماید محشرے
یہ گروہ (جہانِ دیگر) اِس گروہ کا محشر نمایاں کر دیتا ہے

تا قیامت گر بگویم بشمرم
قیامت تک اگر میں بتاؤں (اور) گِنوں

من ز شرحِ ایں قیامت قاصرم
میں اِس قیامت کی تشریح سے عاجز ہوں

تا قیامت ایں قیامت را اگر
قیامت تک اس قیامت کی اگر

شرح گویم قاصر آیم اے پسر
میں شرح کروں اے صاحبزادے! میں عاجز آجاؤں

لوگ سے تمام دنیا مستفید ہوتی ہے۔ ایں حشر۔ بزرگوں سے فیض حاصل کرنے والے اپنے پہلے بزرگوں کی شہرت اور نمود کا سبب بنتے ہیں۔ محشر۔ قیامت میں سب کے وجود ظاہر ہو جائیں گے اسی طرح مستفیدین بزرگوں کے وجود کو نمایاں کرتے ہیں۔ تا قیامت۔ بزرگ مستفیدین اور مستفیدین سے مستفیدین کا سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا۔ تا قیامت۔ جبکہ

ۓ[1] آخر۔ جسم اور روح میں باہمی تعلق ہے اور ایک دوسرے کے مشابہ نہیں ہے تو منکرین حقیقت کی عدمِ مشابہت سے تعلق کا کیوں انکار کرتے ہیں۔ تابِ نور۔ جب آنکھ کی چربی نورِ چشم کا مظہر اور دل کا قطرۂ خون نور کا مظہر ہو سکتے ہیں تو ایک انسان کے نورِ حق سے متجلی ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ شادی۔ گردہ اور خوشی میں، غم اور جگر میں، عقل اور دماغ میں صوری مشابہت نہیں ہے لیکن باہمی تعلق ظاہر ہے۔ رائحہ۔ خوشبو۔ انف۔ ناک۔ جناں۔ دل۔ اِن چیزوں میں صورتاً مشابہت نہیں اور تعلق ظاہر ہے۔ ایں تعلقہا۔ پہلے جن چیزوں کا باہمی تعلق بتایا ہے اس تعلق کو پوری طرح سمجھنا مشکل ہے لہٰذا تعلق مع اللہ کی کیفیت بیان کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔

ۓ[2] جانِ کُل۔ ذاتِ حق، یہ انسان سے خدا کے تعلق کا بیان ہے۔ جانِ جزو۔ انسان۔ آسیب۔ اثر۔ ہمچو مریم۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل کو متاثر کیا اور وہ حاملِ امانت ہو گیا جس طرح حضرت مریمؑ کے گریبان میں پھونک ماری اور وہ حضرت مسیحؑ سے حاملہ ہو گئی تھیں۔ مسیحے۔ حضرت مریمؑ تو ایک انسان مسیحؑ سے حاملہ ہوئیں مومن کا قلب تجلیاتِ ربّ کا حامل ہو گیا۔ خشک و تر۔ بحر و بر۔ مساحت۔ ناپنا۔

ۓ[3] جانِ جاں۔ روح الارواح، ذاتِ حق۔ حامل حق۔ شیخ کے قلبی

ایں سخنہا[1] خود بمعنی یا رب ست — حرفہا دام دمِ شیریں لبے ست
خود یہ باتیں یارب کے معنی میں ہیں — (انکے حرف شیریں لب (محبوب) کی گفتگو کا جال ہیں

چوں کند تقصیر پس چوں تن زند — چونکہ لبیکش زیا رب می رسد
کوتاہی کیوں کرے، اور خاموش کیوں رہے؟ — جبکہ یارب کی وجہ سے اسکے پاس لبیک کی آواز پہنچ رہی ہے

ہست لبیکے کہ نتوانی شنید — لیک سر تا پائے بتوانی چشید
وہ ایسی لبیک ہے جو سنی نہیں جاسکتی — ہاں (سر سے پیر تک) چکھ سکتا ہے

یک مثل[2] آورد مت تا لے بری — وز چنیں لبیک (ر خو ی)
میں تیرے لئے ایک مثال بیان کرتا ہوں تاکہ تجھے پتہ چل جائے — اور اس طرح کی پوشیدہ لبیک سے بھی

کلوخ انداختنِ تشنہ از سرِ دیوار در جوئے آب
پیاسے کا دیوار پر سے پانی کی نہر میں مٹی کے ڈھیلے پھینکنا

بر لبِ جو بود دیوارے بلند — بر سرِ دیوار تشنہ دردمند
ایک نہر کے کنارے پر ایک اونچی دیوار تھی — دیوار پر مصیبت زدہ پیاسا (بیٹھا تھا)

تشنہ مستسقیِ زار و نزار — عاشقِ مستِ غریبِ بے قرار
پیاسا، پانی کا طلبگار، بدحال اور لاغر — عاشق، مست، پردیسی بے قرار (تھا)

مانعش از آب آں دیوار بود — از پئے آب او چو ماہی زار بود
وہ دیوار اس کے لئے پانی سے روک تھی — پانی کے لئے وہ مچھلی کی طرح بے تاب تھا

شد حجابِ آب آں دیوارِ او — بر فلک می شد فغانِ زارِ او
اس کی وہ دیوار پانی کی آڑ بنی — اس کی دردناک فریاد آسمان پر پہنچتی تھی

ناگہاں انداخت او خشتے در آب — بانگِ آب آمد بگوشش چوں خطاب
اچانک اس نے ایک اینٹ پانی میں پھینکی — اس کے کان میں پانی کی آواز پکار کی طرح آئی

چوں خطابِ[3] یارِ شیریں و لذیذ — مست کرد آں بانگِ آبش چوں نبیذ
دوست کی میٹھی اور لذیذ گفتگو جیسی — اسکو پانی کی اس آواز نے شراب کیطرح مست کردیا

از صفائے بانگِ آب آں ممتحن — گشت خشت انداز وزانجا خشت کن
وہ مصیبت زدہ پانی کی آواز کی صفائی کیوجہ سے — اینٹ پھینکنے والا اور اس جگہ سے اینٹ کھاڑنے والا ہو گیا

آب می زد بانگ یعنی ہے ترا — فائدہ چہ زیں زدن خشتے مرا
پانی پکارتا تھا یعنی ارے تجھے — میرے اینٹ مارنے سے کیا فائدہ ہے؟

[1] ایں سخنہا۔ یہ نصیحت کی باتیں جو بزرگ اللہ تعالیٰ کی جانب سے لوگوں کی اصلاح پر مامور ہوتے ہیں ان کا وعظ و نصیحت کرنا ذکر الٰہی کے ہم معنی ہوتا ہے۔ یارب۔ یعنی ذکر خداوندی۔ حرفہا ذکر اور نصیحت کے ذریعے خدا سے شرفِ ہمکلامی حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے لبیک کی صدا آتی ہے تو گویا یارب کہنا اللہ تعالیٰ کی گفتگو کے لئے جال اور سبب ہے۔ چوں کند جبکہ ذکر سے شرفِ ہمکلامی حاصل ہو تو کون بد نصیب ہوگا جو ذکر کرنے سے باز رہے گا۔ لبیک میں حاضر ہوں یہ پکارنے والے کے جواب میں کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ جواب شنیدنی نہیں ہے بلکہ ذوقی ہے۔

[2] یک مثل۔ ذکر کرنیوالے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو لبیک کی آواز آتی ہے وہ شنیدنی نہیں ہے بلکہ ذوقی ہے اس کو اس قصے سے سمجھاتا ہے کہ پیاسے کے لئے پانی کی آواز بھی ایک ذوقی چیز ہے جو پیاسا نہ ہو وہ اس آواز سے کوئی لطف حاصل نہیں کرسکتا ہے۔ مستسقی۔ پانی کا طلبگار۔ زار۔ بدحال۔ نزار۔ لاغر۔ عاشق۔ یعنی پانی کا عاشق۔ مست۔ یعنی پانی کے عشق سے۔

[3] خطاب۔ یعنی ڈلا گرنے سے جو پانی میں آواز پیدا ہوئی وہ پیاسے کے لئے ایسی ہی تھی جیسے ذاکر کے لئے لبیک کی آواز۔ نبیذ۔ شراب۔ ممتحن۔ آزمائش میں

گرتا۔ خشت گن۔ اینٹ پھینکنے والا۔ بانگ۔ آواز۔ زبان سے حاصل ہوتا ہے

تشنہ گفت آبا مرا دو فائدہ ست
پیاسے نے کہا: اے پانی میرے دو فائدے ہیں
من ازیں صنعت ندارم ہیچ دست
میں اس کام سے کبھی دست بردار نہ ہوں گا

فائدہ اول سماعِ بانگِ آب
پہلا فائدہ تو پانی کی آواز کا سننا ہے
کو بود مر تشنگاں را چوں سحاب
جو پیاسوں کے لئے ابر کی طرح ہوتی ہے

بانگِ او چوں بانگِ اسرافیل شد
اس کی آواز اسرافیلؑ کی آواز کی طرح ہے
مُردہ را زیں زندگی تحویل شد
مُردے کو اس سے زندگی حاصل ہوجاتی ہے

یا چو بانگِ رعدِ ایامِ بہار
یا موسم بہار میں بادل کی گرج کی آواز کی طرح ہے
باغ می یابد ازو چندیں نگار
جس سے باغ بہت سے نقش و نگار حاصل کرلیتا ہے

یا چو بر درویش آوازِ زکات
یا (ایسی ہے) جیسی فقیر کیلئے زکات (دینے والے) کی آواز
یا چو بر محبوس پیغامِ نجات
یا (ایسی ہے) جیسے قیدی کے لیے رہائی کا پیغام

یا دمِ رحمٰن بود کاں از یمن
یا اللہ (تعالیٰ) کی وہ گفتگو تھی جو یمن سے
می رسد سوئے محمدؐ بے دہن
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بغیر منہ کے پہنچتی ہے

یا چو بوئے احمدِ مرسل بود
یا رسول (اللہ) احمدؐ کی خوشبو تھی
کاں بعاصی در شفاعت می رسد
جو ایک گنہگار کو شفاعت (کے وقت) میں پہنچے گی

یا چو بوئے یوسفِ خوبِ لطیف
یا حسین پاکیزہ یوسفؑ کی خوشبو کی طرح
می زند بر جانِ یعقوبؑ نحیف
جو لاغر (حضرت) یعقوبؑ کی جان پر اثر کرتی ہے

یا نسیمِ روضۂ دار السلام
یا بہشت کے باغ کی خوشگوار ہوا ہے
سوئے عاصی می رسد بے انتقام
جو بخشے ہوئے گنہگار کو پہنچتی ہے

یا سوئے مسِ سیہ از کیمیا
یا کالے تانبے کے پاس کیمیا کی جانب سے
می رسد پیغام کاے ابلہ بیا
پیغام پہنچتا ہے کہ اے بیوقوف آ (اسکی طرح ہے)

یا ز لیلیٰ بشنود مجنوں کلام
یا (جس طرح کہ) لیلیٰ کی جانب سے مجنوں کلام سنتا ہے
یا فرستد ویس رامیں را پیام
یا ویس (معشوقہ) رامین (عاشق) کو پیغام بھیجتی ہے

فائدہ دیگر کہ ہر خشتے کزیں
دوسرا فائدہ (یہ ہے) کہ ہر اینٹ جو اس میں سے
بر کنم آیم سوئے ماءِ معیں
میں اکھاڑتا ہوں صاف پانی کی جانب آجاتا ہوں

لہ آبا۔ اے پانی۔ ندارم۔ نہ بردارم۔ سحاب۔ پیاسا جس طرح ابر کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے پانی کی آواز سن کر بھی خوش ہوتا ہے۔ اسرافیلؑ۔ حضرت اسرافیلؑ کے صور سے مُردے زندہ ہوجائیں گے۔ مُردہ یعنی جو پیاس سے مر رہا ہے پانی کی آواز سے اس کو ایک زندگی مل جاتی ہے۔ رعد گرج یا باغ موسم بہار میں بادل کی گرج سے بشارت حاصل کرتا ہے۔

لہ درویش۔ فقیر جب زکوٰۃ دینے والے کی آواز سنتا ہے تو اس میں نشاط پیدا ہوجاتا ہے۔ دمِ رحمٰن۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا مجھے خدائی سانس یمن کی جانب سے پہنچتا ہے بے دہن۔ خدا کا کلام اور سانس دہن سے منزہ ہے۔ بوئے احمدؐ۔ شفاعت کے وقت آنحضورؐ کی خوشبو گنہگار کے لئے جانفزا ہوگی۔

لہ بوئے یوسفؑ۔ حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کے کُرتے کی خوشبو بہت دور سے محسوس کرلی تھی جو ان کے نشاط کا سبب بنی۔ نحیف۔ کمزور، لاغر۔ نسیم۔ ہلکی خوشگوار ہوا۔ روضہ۔ باغ۔ دار السلام۔ بہشت کے آٹھ طبقوں میں سے ایک طبقہ کا نام ہے۔ بے انتقام یعنی وہ گنہگار جس کو گناہوں کی سزا نہ ملی ہو۔ از کیمیا۔ کیمیا کی آواز سونے کے لئے ایسی ہی روح فزا ہے جیسے

پیاسے کے لئے پانی کی آواز تھی۔ ویس۔ عرب کی مشہور معشوقہ ہے جیسا کہ لیلیٰ۔ رامیں۔ عرب کا مشہور عاشق ہے جیسا کہ مجنوں۔ فائدہ دیگر۔ اینٹ اکھاڑنے کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ دیوار کم ہورہی ہے اور پانی کا قرب بڑھ رہا ہے۔

لہ کز کمیِ خشتے دیوارِ بلند
پست تر گردد بہر دفعہ کہ کند

بلکہ کہ اونچی دیوار ایک اینٹ کی کمی سے
جتنی مرتبہ اکھڑتی ہے، زیادہ نیچی ہو جاتی ہے

پستیِ دیوار قربے می شود
فصلِ او درمانِ وصلے می شود

دیوار کی نیچائی ایک نزدیکی بن جاتی ہے
اس (اینٹ) کا جدا ہونا وصل کا سبب ہو جاتا ہے

پستی آمد کندنِ خشتِ لرِب
موجبِ قربت کہ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ

چمکی ہوئی اینٹ کا اکھاڑنا پستی (کا سبب) بنا
(یہ) قرب کا سبب ہے (جیسا) کہ سجدہ کر اور قریب ہو جا

تاکہ ایں دیوارِ عالی گردن ست
مانعِ ایں سر فرود آوردن ست

جب تک یہ دیوار اونچی گردن والی ہے
یہ سر جھکانے سے مانع ہے

سجدہ نتواں کرد بر آبِ حیات
تا نیابی زیں تنِ خاکی نجات

آبِ حیات پر سجدہ نہیں کیا جا سکتا
جبتک کہ تو اس مٹی کے جسم سے نجات نہ پائیگا

بر سرِ دیوار ہر کو تشنہ تر
زود تر او میکند خشت و مدر

جو شخص دیوار پر زیادہ پیاسا (بیٹھا) ہو گا
وہ اینٹ اور ڈھیلا جلدم اکھاڑے گا

ہر کہ عاشق تر بود بر بانگِ آب
او کلوخِ زفت بر کند از حجاب

جو پانی کی آواز پر زیادہ عاشق ہو گا
وہ آڑ کے بڑے بڑے ڈھیلے اکھاڑیگا

او ز بانگِ آب پُر مے تا عنق
نشنود بیگانہ جز بانگِ بلق

وہ پانی کی آواز سے گلے تک شراب سے پر ہے
بیگانہ سوائے "گڑپ" کی آواز کے کچھ نہیں سنتا ہے

لہ اے خنک آں را کہ او ایامِ پیش
مغتنم دارد، گذارد وامِ خویش

اے (مخاطب) خوش نصیبی ہے جو شروع کے زمانے کو
غنیمت سمجھے، (اور) اپنا قرض ادا کر دے

اندراں ایام کش قدرت بود
صحت و زورِ دل و قوت بود

اس زمانے میں جبکہ اس کو قدرت ہوتی ہے
صحت اور دل کی طاقت اور قوت ہوتی ہو

واں جوانی ہمچو باغِ سبز و تر
می رساند بے دریغے بار و بر

اور وہ جوانی سرسبز و شاداب باغ کی طرح
بے دریغ پھل اور میوے دیتی ہے

چشمہائے قوت و شہوت رواں
سبز می گردد زمینِ تن بداں

قوت اور شہوت کے چشمے جاری ہیں
جسم کی زمین ان سے سرسبز ہوتی ہے

خانہ معمور سقفش بس بلند
معتدل ارکان بے تخلیط و بند

گھر آباد ہے، اس کی چھت اونچی ہے
بغیر گڑبڑ اور رکاوٹ کے ستون ٹھیک ہیں

لہ اگرچہ یہی پیاسے کا جس قدر پانی سے فاصلہ تھا وہ اینٹ کے اکھڑنے سے کم ہو جاتا تھا۔ فصل یعنی اینٹ کا اکھڑ جانا پیاسے کی پستی سے وصل کو قریب کرتا تھا۔ پستی آمد جس طرح سے دیوار کا پست ہونا قربت اور وصل کا سبب تھا اسی طرح انسان کا پست ہونا اور سجدہ میں گرنا قربِ خداوندی کا سبب ہے جیسا کہ قرآن کی آیت میں کہا گیا ہے۔ لرب۔ چمکنے والا۔ تا۔ جب تک انسان تن پروری کریگا اور اپنی گردن کو اونچا رکھے گا وہ دیوار ہے جو پانی کے وصل سے مانع تھی۔ لہ آبِ حیات۔ ذاتِ خداوندی کا سجدہ اور قرب جب حاصل ہوگا جب تنِ خاکی کی اینٹیں اکھاڑ دوگے۔ تشنہ تر۔ جو وصل کا زیادہ پیاسا ہوگا وہ وصل کے اسباب جلد حاصل کریگا۔ زفت۔ موٹا، مضبوط۔ حجاب۔ پردہ۔ تو۔ یہ پیاسے کو پانی کی آواز سے شراب کا سا نشہ حاصل ہو رہا تھا۔ بیگانہ۔ جس کو پانی کی حاجت نہیں ہے۔ بلق۔ پانی میں کسی چیز کے گرنے کی آواز۔ لہ اے خنک۔ جوانی کی عبادت اور مجاہدہ بہت افضل ہے۔ وام۔ قرض یعنی خدا کے حقوق۔ اندراں ایام یعنی جوانی کا زمانہ۔ جوانی۔ جوانی کے مجاہدات بہت جلد مثمر ہوتے ہیں۔ سبز۔ تر و تازہ زمین میں تخم ریزی تو سبزہ پیدا کرتی ہے۔ معتدل۔ ہموار۔ ارکان۔ عناصر، ستون۔

تخلیط۔ ملاوٹ۔ بند۔ رکاوٹ۔

نورِ چشم و قوتِ ابداں بجا[۱]
آنکھوں کی روشنی اور جسموں کی طاقت بحال ہے

قصر محکم خانہ روشن پُر صفا
قلعہ مضبوط، گھر روشن صفا سُتھرا ہے

ہیں غنیمت داں جوانی اے پسر
اے صاحبزادے! خبردار جوانی کو غنیمت سمجھ

سَر فرود آور بکَن خشت و مَدر
سر جھکا لے، اینٹ اور ڈھیلا اکھاڑ دے

پیش ازاں کایامِ پیری دررسد
اس سے پہلے کہ بڑھاپے کا زمانہ آئے

گردنت بندد بحبلِ مِن مَسَد
تیری گردن مونج کی رسّی سے بندھ جائے

[illegible] د و ریزان و سست
مٹی شوریلی اور جھڑنے والی اور سست ہو جائے

ہرگز از شورہ نباتِ خوش نرُست
شوریلی زمین میں کبھی اچھی گھاس نہیں اُگی ہے

آبِ زور و آبِ شہوت منقطع
طاقت کا پانی اور شہوت کا پانی منقطع ہو جائے

او ز خویش و دیگراں نا منتفع
وہ اپنے آپ، اور دوسروں سے نفع نہ اٹھا سکے

ابرواں چوں پاردُم[۲] زیر آمدہ
ابروئیں دُمچی کی طرح لٹکی ہوئی

چشم را نَم آمدہ تاری شدہ
آنکھ میں موتیا اُترا ہوا دھندلائی ہوئی

از تشنج رُو چو پُشتِ سوسمار
جھرّیوں سے چہرہ گوہ کی کمر کی طرح

رفتہ نُطق و طعم و دنداں ہا زکار
گویائی اور ذائقہ ختم، اور دانت بیکار

پُشت دوتا گشتہ دل سُست و تپاں
کمر دوہری، دل سُست اور لرزاں

تن ضعیف و دست و پا چوں ریسماں
جسم کمزور، ہاتھ پیر دھاگا جیسے

بر سرِ رہ زاد کم مرکوب سُست
راستہ پر، توشہ ندارد، سواری سُست

غم قوی و دل تُنک تن نادرست
غم بھاری، دل کمزور، جسم بگڑا ہوا

خانہ ویراں کار بے ساماں شدہ
گھر تباہ، کام بے سہارا

دل زافغاں ہمچو نائے انباں[۳] شدہ
دل فریاد سے مشک والی بین کی طرح

عمر ضائع سعی باطل راہ دُور
عمر برباد، کوشش بیکار، راستہ دراز

نفس کاہل دل سیہ جاں ناصبور
نفس سُست، دل کالا، جان بے صبر

موئے بر سر ہمچو برف از بیم مرگ
موت کے ڈر سے سر پر بال برف جیسے

جملہ اعضا لرز لرزاں ہمچو برگ
تمام اعضاء پتّے کی طرح سخت لرزاں

روز بے گہ لاشہ لنگ و رہ دراز
دن بے وقت، گدھا لنگڑا اور راستہ دراز

کارگہ ویراں عمل رفتہ زساز
کارخانہ ویران، عمل ناکارہ

[۱] نورِ چشم۔ جوانی میں حواسِ ظاہری اور حواسِ باطنی سب صحیح حالت میں ہوتے ہیں۔ بکَن خشت و مدر یعنی بُرے اخلاق زائل کر دے۔ گردنت بندد۔ یعنی بڑھاپے میں عبادت نہ ہو سکے گی۔ مسد کھجور کے ریشے یا مونج کی رسّی۔ خاک شورہ۔ بڑھاپے میں عبادت اور ریاضت کے عمدہ ثمرات حاصل نہیں ہوتے ہیں، بڑھاپے کا بدن شوریلی زمین کی طرح ہے جو بار آور نہیں ہوتی ہے۔ آبِ زور۔ جس زمین کی آبپاشی نہیں ہوتی اُس کی پیداوار اچھی نہیں ہوتی ہے۔ او ز خویش۔ بڑھاپے میں انسان نہ اپنے لائق رہتا ہے نہ مہمان کے لائق رہتا ہے۔

[۲] پاردم۔ دُمچی۔ زیر آمدہ۔ بڑھاپے میں بھنویں لٹک کر آنکھوں پر آجاتی ہیں۔ چشم۔ بڑھاپے میں موتیا بند ہو جاتا ہے اور آنکھوں میں دھند پیدا ہو جاتی ہے۔ تشنج۔ اینٹھن، پٹھے سکڑتے ہیں تو کھال میں جھرّیاں اور سلوٹیں پڑ جاتی ہیں۔ سوسمار۔ گوہ، جس کی کمر کھردری ہوتی ہے۔ نطق۔ گویائی۔ طعم۔ ذائقہ۔ دوتا۔ دوہرا۔ ریسماں۔ دھاگا، رسّی۔ زاد۔ توشہ۔ مرکوب۔ سواری۔ تنک۔ تنگ، پریشان۔

[۳] نائے انباں۔ مشک والی بین، مشک کو بین سے جوڑ دیا جاتا ہے اور اس میں ہوا بھر دی جاتی ہے جس سے بین بجتی رہتی ہے۔ ہمچو برف۔ یعنی سفید۔ لاشہ۔ لاغر حیوان یا انسان، گدھا۔ کارگہ۔ کارخانہ۔

بیخہائے خوئے بد محکم شدہ — قوتِ بر کندن آں کم شدہ
بُری عادتوں کی جڑ مضبوط — اُس کے اُکھاڑنے کی طاقت کم

فرمودنِ والی شخص را کہ خار بُن کہ نشاندۂ از سرِ راہِ مردماں بر کَن و عذر آوردنِ اُو

حاکم کا ایک شخص سے یہ کہنا کہ کانٹوں کا جھاڑ جو تو نے بویا ہے لوگوں کے راستہ سے اُکھاڑ دے اور اُس کا عذر کرنا

ہمچو آں شخصِ درشتِ خوش سخن — درمیانِ رہ نشاند او خار بُن
اُس باتونی، سنگدل، انسان کی طرح — جس نے راستہ میں کانٹوں کا جھاڑ بویا

رہ گذریانش ملامت گر شدند — پس بگفتندش بکَن آنرا نکند
راستہ چلنے والے اُس کو ملامت کرتے — اس نے کہا، اُس کو اُکھاڑ، اُس نے نہ اُکھاڑا

ہر دمے آں خار بُن افزوں شدے — پائے خلق از زخمِ آں پُر خوں شدے
ہر وقت وہ جھاڑ بڑھتا رہا — لوگوں کے پیر اُس کے زخم سے خون آلود ہوتے

جامہائے خلق بدریدے ز خار — پائے درویشاں بخستے زار زار
کانٹوں سے لوگوں کے کپڑے پھٹتے — غریبوں کے پیر خوب زخمی ہوتے

چونکہ حاکم را خبر شد زیں حدیث — یافت آگاہی ز فعلِ آں خبیث
جب حاکم کو اس بات کی خبر ہوئی — اُس خبیث کے کام سے واقف ہو گیا

چوں بجدّ حاکم بدو گفت ایں بکَن — گفت آرے بر کنم روزیش من
جب حاکم نے تاکید سے اُس سے کہا اِسکو اکھاڑ دے — بولا، ہاں کسی دن میں اُسکو اُکھاڑ دونگا

مدّتے فردا و فردا وعدہ داد — شد درختِ خارِ او محکم نہاد
ایک زمانہ تک کل اور کل کا وعدہ کرتا رہا — وہ خار دار درخت مضبوط جڑ کا ہو گیا

گفت روزے حاکمش اے وعدہ کژ — پیش آ در کارِ ما واپس مغژ
ایک روز حاکم نے اُس سے کہا اے وعدہ خلاف! — ہمارے (کہے ہوئے) کام میں پیشقدمی کر واپس نہ جا

گفت الایّام یا عد بیننا — گفت عجّل لا تماطل دیننا
بولا، زمانہ نے ہم میں دوری پیدا کر دی — اُس (حاکم) نے کہا جلدی کر ہمارے قرض میں ٹال مٹول نہ کر

تو کہ می گوئی کہ فردا این بداں — کہ بہر روزے کہ می آید زماں
تو جو کہتا ہے کہ "کل" یہ سمجھ لے — کہ ہر دن جو وقت بھی آتا ہے

لہ بیخہائے بد۔ بڑھاپے میں بُری عادتیں راسخ ہو جاتی ہیں اور اُن کو چھوڑنے کی طاقت کمزور ہو جاتی ہے۔ فرمودن۔ اِس حکایت کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ بدخصلتوں کا اگر ازالہ نہ کیا جائے تو وہ جڑ پکڑ جاتی ہیں۔ درشت۔ سنگدل۔ خوش سخن۔ باتونی۔ خار بُن۔ کانٹوں والا درخت۔ رہ گذریاں۔ راستہ چلنے والے۔ حدیث۔ بات۔ فعل یعنی راستہ میں کانٹے بونا۔

ٹہ بجد۔ یعنی تاکید اور سختی سے۔ فردا۔ کل۔ نہاد۔ جڑ بنیاد۔ وعدہ کژ۔ وعدہ خلاف۔ مغژ لغژیدن سے نہی کا صیغہ ہے، گھٹنوں کے بل نہ چل۔

سہ الایّام۔ دن۔ زمانہ۔ باعد۔ دوری پیدا کر دی ہے بیننا۔ ہمارے درمیان عجّل تو جلدی کر۔ لا تماطل۔ ٹال مٹول نہ کر۔ دیننا۔ ہمارا قرض۔ کہ فردا۔ یعنی کل کو کاٹ دونگا۔

آں درختِ بد جواں تر می شود — وِیں کَنَندہ پیر و مُضطر می شود

وہ خراب درخت زیادہ جوان ہوتا جاتا ہے — اور یہ اکھاڑنے والا بوڑھا اور مجبور ہوتا جاتا ہے

خاربُن در قوّت و برخاستن[1] — خارکَن در سُستی و در کاستن

خاردار درخت قوت اور بلند ہونے میں ہے — کانٹے اکھاڑنے والا سستی اور گھٹاؤ میں ہے

خاربُن ہر روز و ہر دم سبز و تر — خارکَن ہر روز زار و خشک تر

خاردار درخت ہر دن اور ہر وقت سبز و تازہ ہے — کانٹے اکھاڑنے والا ہر دن کمزور اور زیادہ خشک ہوتا جاتا ہے

اُو جواں تر می شود تو پیر تر — زود باش و روزگارِ خود مبر

وہ زیادہ جوان ہو رہا ہے اور تو زیادہ بوڑھا — جلدی کر، اور اپنا وقت ضائع نہ کر

خاربُن داں ہر یکے خوئے بدت — بارہا در پائے خار آخر زدت

اپنی ہر بُری عادت کو خاردار درخت سمجھ — بارہا کانٹا تیرے پیر میں چبھا ہے

بارہا بر فعلِ خود نادم شدی — بر سرِ راہِ تحیّر آمدی

تو بارہا اپنے فعل پر نادم ہوا ہے — تو حیرانی کے راستہ پر آیا ہے

بارہا از خوئے[2] خود خستہ شدی — حس نداری سخت بے حس آمدی

تو بارہا اپنی عادت سے زخمی ہوا ہے — تجھے احساس نہیں ہے تو سخت بے حس ثابت ہوا ہے

گر ز خستہ کردنِ دیگر کساں — کہ ز خُلقِ زشتِ تو ہست آں رساں

اگر دوسروں کو زخمی کرنے سے — جو کہ تیرے بُرے اخلاق سے (وہ زخم) لگے ہیں

ق

غافلی بارے ز زخمِ خود نہ — تو عذابِ خویش و ہر بیگانہٗ

تو غافل ہے لیکن اپنے زخم سے تو غافل نہیں ہے — تو اپنے لئے اور دوسروں کے لئے عذاب ہے

یا تبر گیر و بہ بُن مردانہ زن؟ — تو علیؓ وار ایں درِ خیبر بکن

یا کلہاڑا لے اور بہادروں کی طرح (جڑ پر) مار — تو علیؓ کی طرح خیبر کے اس دروازہ کو اکھاڑ دے

ورنہ[3] چوں صدیق و فاروقِ مہیں — ہیں طریقِ دیگراں را بر گزیں

ورنہ (حضرت) صدیقؓ اور بزرگ فاروقؓ کی طرح — خبردار! دوسروں کا طریقہ اختیار کر

یا بگلبن وصل کُن ایں خار را — وصل کُن با نار نورِ یار را

یا اس کانٹے کو بوٹے کے ساتھ ملا لے — آگ کو دوست کے نور کے ساتھ وابستہ کر دے

تاکہ نورِ اُو کُشد نارِ ترا — وصلِ اُو گُلشن کند خارِ ترا

تاکہ اس کا نور تیری آگ کو بجھا دے — اس کا ملنا تیرے کانٹے کو گلستان بنا دے

---

۱ برخاستن۔ اٹھنا، اونچا ہونا۔ کاستن۔ گھٹنا، کم ہونا۔ تر۔ پہلے مصرع میں بمعنی تر و تازہ اور دوسرے میں بمعنی زیادہ ہے۔ خاربُن داں یعنی خاردار درخت اپنی بُری عادت کو سمجھ۔ بارہا۔ بُری عادتوں سے انسان کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تحیّر۔ حیران ہونا۔

۲ خوئے۔ یعنی بد عادت۔ خُلقِ زشت۔ بُرے اخلاق۔ غافلی۔ غافل ہستی۔ نہ بر نیستی۔ بر بیگانہٗ۔ بر بیگانہ ہستی۔ تبر۔ کلہاڑا۔ یعنی اخلاقِ رذیلہ خود اپنے مجاہدات سے دُور کرے۔ علیؓ وار۔ حضرت علیؓ کی طرح حضرت علیؓ کا مسلک مسلکِ ہدایت تھا جس میں مخلوق سے علیحدہ رہ کر مجاہدات کے ذریعہ مقامات طے کئے جاتے ہیں۔ خیبر ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے دو سو میل ہے وہاں یہود قلعہ بند ہو گئے تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے قلعہ کا دروازہ اکھاڑ دیا تھا جو اس قدر بھاری تھا کہ اس کو سات آدمیوں نے اور ایک روایت کے مطابق چالیس آدمیوں نے اٹھانا چاہا تو وہ نہ اٹھا سکا۔

۳ ورنہ حضرات شیخین کا مسلک مسلکِ نبوت تھا جس میں متوجہ بمخلوق رہتے ہیں۔ یا بگلبن۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی شیخ کی خدمت میں ۴ رہو۔ نار۔ یعنی مرید کے اخلاقِ ذمیمہ۔

تو مثالِ[1] دوزخی اُو مُومن ست — کُشتنِ آتش بمُومن ممکن ست

تو دوزخ جیسا ہے، وہ مُومن ہے — مُومن کے ذریعہ آگ بجھانا ممکن ہے

مصطفیٰ فرمود از گفتِ جحیم — کو بمُومن لابہ گر گردد ز بیم

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کی گفتگو نقل فرمائی ہے — کہ وہ خوف سے مُومن کی خوشامد کرے گی

گویدش بگذر زمن اے شاہ زود — ہیں کہ نورت سوزِ نارم را رُبود

اُس سے کہے گی اے شاہ! میرے پاس سے جلد چلا جا — دیکھ! تیرے نور نے میری آگ کی گرمی ختم کردی

پس ہلاکِ نار نورِ مُومن ست — زانکہ بے ضد دفعِ ضد لا[2] یمکن ست

تو مُومن کا نور، آگ کی تباہی ہے — کیونکہ متقابل کے بغیر متقابل کا دفع کرنا ناممکن ہے

نار ضدِّ نور باشد روزِ عدل — کاں ز قہر انگیختہ شد ویں ز فضل

انصاف کے دن آگ، نور کی ضد ہوگی — اِس لئے کہ وہ غضب سے بھڑکی ہے اور یہ مہربانی سے

گر ہمی خواہی تو دفعِ شرِّ[2] نار — آبِ رحمت بر دلِ آتش گمار

اگر تو آگ کے شر کو دفع کرنا چاہتا ہے — تو رحمت کا پانی آگ میں ڈال دے

چشمۂ آں آبِ رحمت مُومن ست — آبِ حیواں روحِ پاکِ محسن ست

اُس آبِ رحمت کا چشمہ مُومن ہے — محسن کی پاک روح آبِ حیوان ہے

بس گریزانست نفسِ تو ازو — زانکہ تو از آتشی اُو ز آبِ جو

تیرا نفس اُس سے بہت بھاگتا ہے — اسلئے کہ تو آگ کا (بنا ہوا) ہے وہ نہر کے پانی سے

ز آب آتش زاں گریزاں می شود — کآتشش از آب ویراں می شود

آگ، پانی سے اِس لئے بھاگتی ہے — کہ اُس کی سوزش پانی سے برباد ہوجاتی ہے

حسّ[3] و فکرِ تو ہمہ از آتش ست — حسِّ شیخ و فکرِ او نورِ خوش ست

تیرا حس اور فکر سب آگ سے (بنا) ہے — شیخ کا حس اور اُس کا فکر عمدہ نور سے (بنا) ہے

آبِ نورِ اُو چو بر آتش چکد — چکچک از آتش بر آید بر جہد

اُس کے نور کا پانی جب آگ پر ٹپکتا ہے — آگ سے بھڑبھڑ کی آواز آتی ہے (اور وہ) غائب ہو جاتی ہے

چوں کُند چکچک تو گویش مرگ و درد — تا شود ایں دوزخِ نفسِ تو سرد

جب بھڑبھڑ کرے تو اُس سے کہہ تجھے موت اور درد — تاکہ تیرے نفس کی یہ دوزخ ٹھنڈی ہوجائے

تا نسوزد اُو گلستانِ (نصیب) ترا — پست نکند عدل و احسانِ ترا

تاکہ وہ تیرے چمن کو نہ جلا دے — تیرے عدل اور احسان کو نہ گھٹا دے

---

[1] تو مثالِ دوزخی پہلے شعر میں کہا تھا نور نار کو بجھا دیتا ہے اب اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ مُومن۔ نوری ہوتا ہے۔ جحیم۔ دوزخ۔ کو۔ یعنی دوزخ۔ لابہ۔ خوشامد۔ بیم۔ خوف۔ بے ضد جن دو چیزوں سے تضاد کی نسبت ہوتی ہے وہ ایک دوسری کو ختم کر دیتی ہیں نار اور نور ایک دوسری کی ضد ہیں۔ قہر۔ قہر اور مہر ایک دوسرے کی ضد ہیں نار قہر کا مظہر ہے اور نور مہر کا مظہر ہے لہٰذا وہ بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

[2] شرِ نار۔ اخلاقِ رذیلہ کے اثرات۔ آبِ رحمت یعنی شیخ کی صحبت مبتو من۔ یعنی شیخ۔ محسن۔ یعنی شیخ۔ بس گریزاں۔ بُرے بھلوں کی صحبت سے اِسی لئے گریز کرتے ہیں کہ بُروں کا مزاج ناری ہے اور بھلوں کا آبی۔ ناب۔ شیخ ترکِ لذات کا حکم دیتا ہے، عوام گریز کرتے ہیں۔

[3] حس و فکر۔ عوام کے احساسات اور افکار اخلاقِ رذیلہ کی پیداوار ہیں۔ آبِ نور۔ شیخ کی صحبت سے جب اخلاقِ رذیلہ کا ازالہ ہوتا ہے تو مرید خود اُس کی کیفیت محسوس کرتا ہے۔ چکچک۔ آگ پر پانی ڈالنے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے چوں کند۔ اخلاقِ رذیلہ کے ازالہ سے اگر نفس میں بے چینی ہو تو اُس سے پریشان نہ ہونا چاہیئے۔ تا نسوزد۔

بُرے اعمال سے اچھے اعمال بھی تباہ ہو جاتے ہیں حدیث شریف میں ہے حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسا کہ آگ لکڑی کو

یک[1] شرر از وے ہزاراں گلستاں
اُس کی ایک چنگاری سے ہزاروں چمن ایسے ہیں
از یکے لے نام بینی نے نشاں
کہ تو ایک کا بھی، نام و نشان نہ دیکھے گا

بعد ازاں چیزے کہ کاری بَر دہد
اس کے بعد تو جو بوئے گا نفع دے گا
لالہ و نسرین و سیسن بَر دہد
لالہ اور سیوتی اور سیسن اُگائے گا

باز پہنا می رَویم از راہِ راست
پھر ہم کشادہ اور سیدھے راستہ پر چلتے ہیں
باز گرد اے خواجہ راہِ ما کجاست
اے جناب! واپس لوٹیے، ہمارا راستہ کدھر ہے!

اندریں تقریر بودیم اے خسُور
ہم یہ کہہ رہے تھے، اے ٹوٹے میں پڑے ہوئے!
کہ خرت لنگ ست و منزل دور دور
کہ تیرا گدھا لنگڑا ہے اور منزل بہت دور ہے

بارِ تو باشد گراں در راہ چاہ
تیرا بوجھ بھاری ہوگا، راستہ میں کنواں ہے
کج مرو رو راست اندر شاہ راہ
ٹیڑھا نہ چل، چوڑی سڑک پر سیدھا چل

سال فرصت آمد کہ در شست[2] کشد
ساٹھ سال ہو گئے تاکہ تجھے کانٹے میں پھنسا لیں
راہ دریا گیر تا یابی رَشَد
(دریا میں) کا راستہ اختیار کر تاکہ تو ہدایت حاصل کرے

آنکہ عاقل بود در دریا رسید
جو (مچھلی) سمجھدار تھی دریا (کی تہ) میں پہنچی
شُد خلاص از دام و از آتش رہید
جال سے خلاصی ہوئی اور آگ سے چھٹ گئی

چونکہ بیگہ گشت و آں فرصت گذشت
چونکہ بے وقت ہو گیا، اور وہ موقع نکل گیا
مُردہ گرد و رَو سوئے دریا ز دشت
مُردہ بن جا اور جنگل سے دریا کی جانب نکل جا

وَرنہ در تابہ شوی بریاں بسے
ورنہ تو توے پر خوب بُھنے گا
ایں چنیں بر خود کُند ہرگز کسے
ایسا اپنے لئے کوئی نہیں کرتا ہے

حالِ آں سہ ماہی و آں جوئبار
اُن تین مچھلیوں اور اُس نہر کا قصہ
گفتہ شُد اینجا برائے اعتبار
یہاں عبرت کے لئے کہا گیا ہے

فَانْتَبِہْ ثُمَّ اعْتَبِرْ ثُمَّ انْتَصِبْ
پس بیدار ہو جا پھر عبرت پکڑ پھر سیدھا ہو جا
وَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ ثُمَّ اجْہَدْ تُصِبْ
اللہ سے مدد چاہ، پھر کوشش کر، پالے گا

سال بے گہ گشت و وقتِ کِشت نے
سال بے وقت ہو گیا بونے کا وقت نہیں ہے
جز سیہ روئی و فعلِ زشت نے
سوائے کالا منہ ہونے کے اور بُرے کام کے کچھ نہیں ہے

کرم در بیخِ درختِ تن فتاد
جسم کے درخت کی جڑ میں دیمک لگ گئی ہے
بایدش بر کند و بر آتش نہاد
اس کو دور کرنا اور آگ پہ رکھ دینا چاہیئے

لہ یک شرر۔ بعض گناہ ایسے ہیں کہ اُن سے تمام نیکیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ بعد ازاں نفس کی اِصلاح کے بعد اعمال کے سب اچھے ثمرات مرتب ہوتے ہیں۔ نسرین۔ سیوتی۔ سیسن۔ ایک خوشبودار گھاس ہے جس کی خوشبو پودینہ اور نعناع کی سی ہوتی ہے۔ پہنا۔ چوڑا یعنی راستہ ازراہ راست اِس کا بیان ہے۔ مولانا فرماتے ہیں ہم نے کچھ دقیق مسائل بیان کرنے شروع کر دیئے تھے اب ہم پھر وعظ و نصیحت شروع کرتے ہیں۔ خسُور۔ ٹوٹا اٹھانے والا۔ شاہ راہ صراطِ مستقیم۔

لہ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ مولانا نے ایک قصہ نقل کیا ہے کہ تین مچھلیاں تالاب میں تھیں ایک عاقل، ایک نیم عاقل، ایک بیوقوف، شکاری جال لیکر آیا عقلمند تو فوراً دریا کی تہ میں چلی گئی اور نجات پا گئی بقیہ دو پھنس گئیں جو نیم عاقل تھی اُسنے کچھ عقل سے کام لیا اپنے آپ کو مُردہ بنا لیا شکاری نے اُس کو مُردہ سمجھ کر پھر دریا میں پھینک دیا وہ بھی بچ گئی تیسری بیوقوف نے جال میں ہی اچھل کود کی۔ شکاری نے اُس کے کباب بنائے، تو ساٹھ سال کی عمر ایک جال ہے اُس سے بچنے کی صورت ایک تو یہ ہے کہ ساٹھ سال سے پہلے ہی دنیا سے حقیقت میں غوطہ لگا دیا جائے ورنہ اس عمر میں پہنچ کر ہی نجات کی تدبیر کی جائے ورنہ پھر آگ

[illegible]

هین وهین اے راہ رو بیگاہ شد | آفتاب عمر سوئے چاہ[1] شد
خبردار اور خبردار! اے مسافر بے وقت ہوگیا ہے | زندگی کا سورج کنوئیں کی جانب روانہ ہوگیا ہے

ایں دو روزک[1] را کہ زورت ہست زود | پیر افشانی بکن از راہ جود
ان دو دنوں میں جبکہ طاقت ہے، جلد | از راہ کرم بڑھاپے میں جوانی کا کام کرلے

ایں قدر تخمیکہ ماندستت بکار | تا در آخر بینی آں را برگ و بار
اتنا ہی بیج جو بچ گیا ہے، بوئے | تاکہ آخرت میں تو اس کے پھل اور پتے دیکھ لے

ایں قدر عمرے کہ ماندستت بباز | تا بروید زیں دو دم عمر دراز
جس قدر تیری عمر باقی رہی ہے اسکو بازی پر لگادے | تاکہ ان دو سانسوں سے بڑی عمر اگ آئے

تا نہ مردست ایں چراغ با گہر | ہیں فتیلہ اش ساز و روغن زود تر
جب تک یہ جواہر دار چراغ بجھا نہیں ہے | خبردار بہت جلد اس کے لئے بتی اور تیل مہیا کرے

آفتِ تاخیرِ خیرات بفردا
اچھے کاموں کو کل پر مؤخر کرنے کی آفت

ہیں مگو فردا[2] کہ فرداہا گذشت | تا بکلی نگذرد ایام کشت
خبردار! کل، نہ کہہ کیونکہ بہت سے کل گزر گئے | کہیں کھیتی کا زمانہ بالکلیہ نہ گذر جائے

پند من بشنو کہ تن بندِ قویست | کہنہ بیروں کن گرت میل نویست
میری نصیحت سن لے کہ جسم مضبوط قید ہے | پرانے کو چھوڑ دے اگر نئے کی خواہش ہے

لب ببند و کف پُر زر برگشا | بخلِ تن بگذار پیش آور سخا
ہونٹ بند کر، سونے سے بھری مٹھی کھول دے | جسم کا بخل چھوڑ دے، سخاوت اختیار کر

ترکِ لذتہا و شہوتہا سخاست | ہر کہ در شہوت فرو شد برنخاست
لذتوں اور شہوتوں کا چھوڑنا سخاوت ہے | جو شخص شہوت میں ڈوبا، نہ ابھرا

ایں سخا شاخست از سروِ بہشت | وائے او کز کف چنیں شاخے بہشت
یہ سخاوت جنت کے سرو کی شاخ ہے | اس پر افسوس ہے جو ایسی شاخ کو چھوڑ دے

عروۃ الوثقی[3] ست ایں ترکِ ہوا | برکشد ایں شاخِ جاں را بر سما
خواہش نفسانی کو چھوڑنا، مضبوط دستہ ہے | جان کی شاخ کو آسمان پر کھینچ لے جاتا ہے

تا برد شاخِ سخا اے خوب کیش | مر ترا بالا کشاں تا اصلِ خویش
اے خوش خصلت! تاکہ سخاوت کی شاخ | تجھے اوپر اوپر کھینچ کر اپنی اصل تک لے جائے

---

۱ چاہ۔ یعنی قبر کا کنواں۔ دو روزک۔ یعنی بڑھاپے کی چند روزہ زندگی۔ پیر افشانی بڑھاپے میں جوانوں جیسے کام کرنا۔ شعر: [illegible]
بکار۔ بوئے، کاشتن سے امر کا صیغہ ہے۔ آخر۔ آخرت۔ بباز۔ بازیدن اور باختن سے امر کا صیغہ ہے۔ عمر دراز۔ جاودانی عمر۔ چراغ۔ یعنی چراغ زندگی۔ فتیلہ۔ چراغ کی بتی۔

۲ مگو فردا۔ یعنی کار امروز را بفردا مگذار۔ ایام کشت یعنی عمل کا وقت۔ تن۔ روح کے اعمال کے لیے جسم مانع ہے۔ لب بربند یعنی باتوں سے کام نہ چلے گا۔ برگشا یعنی سخاوت اور خیرات کر۔ بخلِ تن یعنی جسمانی ریاضت سے بچنا۔ سخا یعنی بدن کی سخاوت یہ ہے کہ جسمانی لذتوں اور شہوتوں سے پرہیز کیا جائے اور اس کو عبادات میں صرف کیا جائے۔ ایں سخا حدیث شریف میں ہے کہ سخاوت بہشت کا ایک درخت ہے جو شخص سخی ہے اسنے اس درخت کی ایک شاخ کو پکڑ رکھا ہے وہ شاخ اسکو نہیں چھوڑتی جبتک کہ اسکو بہشت میں داخل نہیں کرتی [illegible]

۳ عروۃ الوثقی۔ دست آویز دستہ، ہر وہ چیز جو مضبوطی سے پکڑی جائے۔

یوسفِ[1] حُسنی واِیں عالَم چو چاہ
تو حسن کا یوسفؑ ہے اور یہ جہاں کنواں جیسا ہے
وِیں رَسن صبر ست بر اَمرِ آلہ
اور یہ رَسّی خدا کے حکم پر صبر کرنا ہے

یوسفا آمد رَسن درزن دو دست
اے یوسفؑ! رسّی آگئی ہے دونوں ہاتھ سے پکڑلے
از رَسن غافل مشو بیگہ شد ست
رسّی سے غافل نہ ہو، بے وقت ہو گیا ہے

حمدُ لِلّٰہ کایں رَسن آویختند
الحمد للہ کہ یہ رسّی لٹکا دی ہے
فضل و رَحمت را بہم آمیختند
فضل اور رحمت کو باہم ملا دیا ہے

در رَسن زن دست بیروں رَو زِ چاہ
رسّی پکڑ لے، کنوئیں سے نکل آ
تا بہ بینی بارگاہِ بادشاہ
تاکہ بادشاہ کے دربار کو دیکھے

تا بہ بینی عالَمِ جانِ جدید
تاکہ تو جان کے نئے عالم کو دیکھ لے
عالَمے بس آشکار و ناپدید
وہ عالم جو بہت واضح اور پوشیدہ ہے

ایں جہانِ نیست چوں ہستاں شدہ
معدوم جہان، موجودات کی طرح ہو گیا ہے
واں جہانِ ہست بس پنہاں شدہ
وہ موجودہ جہان بہت پوشیدہ ہو گیا ہے

خاکؔ[2] بر باد ست و بازی می کند
ہوا پر گرد ہے، اور وہ ناچ رہی ہے
کژ نمائی پردہ سازی می کند
غلط نمائش اور پردہ پوشی کر رہی ہے

خاک ہمچوں آلتے در دستِ باد
ہوا کے ہاتھ میں گرد ایک آلہ کی طرح ہے
باد را داں عالی و عالی نژاد
ہوا کو برتر اور برتر اصل والا سمجھ

چشمِ خاکی را بخاک اُفتد نظر
مٹی کی آنکھ کی گرد پر نظر پڑتی ہے
باد بیں چشمے بود نوعِ دگر
ہوا دیکھنے والی آنکھ دوسری قسم کی ہوتی ہے

اینکہ[3] بر کار ست بیکار ست و پوست
یہ جو (جہان) کام میں لگا ہے وہ بیکار اور چھلکا ہے
وانکہ پنہان ست مغز و اصل او ست
وہ جو پوشیدہ ہے، مغز اور اصل ہے

اسپ داند اسپ را کو ہست یار
گھوڑے کو گھوڑا جانتا ہے کیونکہ وہ دوست ہے
ہم سوارے داند احوالِ سوار
سوار بھی سوار کے احوال کو جانتا ہے

چشمِ حس اسپ ست و نورِ حق سوار
ظاہری آنکھ گھوڑا ہے، اللہ کا نور سوار ہے
بے سوار ایں اسپ خود ناید بکار
سوار کے بغیر یہ گھوڑا تنہا کام میں نہیں آتا ہے

پس ادب کن اسپ را از خوئے بد
تو گھوڑے کو بری عادت سے (چھڑا کر) مؤدب بنا
ورنہ پیشِ شاہ باشد اسپ رَد
ورنہ شاہ کے سامنے گھوڑا مردود ہو گا

---

[1] یوسفؑ۔ حضرت یوسفؑ کو بھائیوں نے کنوئیں میں ڈال دیا تھا۔ یوسفا۔ اے یوسف یعنی ہر وہ شخص جو دنیا کے کنوئیں میں گرا ہوا ہے۔ حمد للّٰہ۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے نجات کا ذریعہ بنا دیا ہے جو توبہ و استغفار ہے۔ بارگاہ۔ توبہ و استغفار کے ذریعہ خدا کے مقربوں میں ہو جائے گے۔ عالمِ جاں۔ عالمِ ارواح۔ ایں جہاں۔ یعنی عالمِ شہادت جو فانی ہے۔ آنجہاں۔ عالمِ ارواح جو دائمی ہے۔

[2] خاک بر باد۔ جب بگولا اٹھتا ہے تو گرد و غبار نظر آتا ہے اور ہوا جو اصل ہے وہ نگاہوں سے مخفی رہتی ہے انسان اس کو دیکھ کر سمجھتا ہے کہ گرد خود حرکت کر رہی ہے خاک۔ عالمِ شہود میں بھی در اصل عالمِ غیب کام کر رہا ہے۔ باد را داں۔ اصل عالمِ غیب کو سمجھو۔ چشمِ خاکی۔ حواسِ ظاہر عالمِ شہود کو دیکھتے ہیں۔ نوعِ دگر۔ اہل اللہ کی آنکھ عالمِ غیب کو دیکھتی ہے۔

[3] اینکہ۔ عالمِ شہادت کی جو موجودات مصروفِ عمل ہیں وہ محض چھلکا ہیں، اصل محرک عالمِ غیب ہے جو نظروں سے پوشیدہ ہے۔ اسپ داند۔ ہم جنس ہم جنس کو جان سکتا ہے حسّی نظر تو عالمِ شہود کی چیز ہے لہٰذا وہ عالمِ شہود کی چیزوں کو ہی جان سکتی ہے۔ چشمِ حس۔ ظاہری آنکھ کا سوار اللہ کا نور ہے اس کے بغیر یہ آنکھ کسی کام کی نہیں

چشمِ اسپ از چشمِ شہ رہبر[۵۱] بُود
گھوڑے کی آنکھ شاہ کی آنکھ کی وجہ سے رہبر ہوتی ہے

چشمِ اُو بے چشمِ شہ مُضطر بُود
اُس کی آنکھ شاہ کی آنکھ کے بغیر بیقرار ہے

چشمِ اسپاں جز گیاہ و جز چَرا
گھوڑوں کی آنکھ کو گھاس اور چراگاہ کے سوا

ہر کجا خوانی بگوید نے چرا
جہاں تو بُلائے گا وہ کہے گی نہیں، کس لیے؟

نورِ حق بر نورِ حسّ راکب شود
حسی نور پر اللہ کا نور سوار ہوتا ہے

وانگہے جاں سوئے حق راغب شود
تب جان اللہ (تعالیٰ) کی جانب راغب ہوتی ہے

اسپ بے راکب چہ داند رسم و راہ
گھوڑا سوار کے بغیر رسم و راہ کو کیا جانے؟

شاہ باید تا بداند شاہراہ
شاہ چاہیے، تاکہ وہ شاہراہ کو سمجھے

سوئے حسّے رَو کہ نورش راکب ست
اُس حس کی جانب جا جس پر نور سوار ہے

حسّ را آں نور نیکو صاحب ست
حس کے لئے وہ نور بہتر ساتھی ہے

نورِ حسّ را نورِ حق تزئیں بُود
حسی نور کے لئے اللہ کا نور باعث زینت ہے

معنیِ نورٌ علیٰ نورٍ ایں بُود
نور بالائے نور کے یہی معنی ہیں

نورِ حسّی[۵۲] می کشد سوئے ثریٰ
حسی نور پستی کی طرف کھینچتا ہے

نورِ حقّش می بَرد سوئے عُلیٰ
اللہ (تعالیٰ) کا نور اُس کو بلندی کی طرف لیجاتا ہے

زانکہ محسوسات دُوں تر عالمے ست
کیونکہ (عالمِ) محسوسات نچلے درجہ کا عالم ہے

نورِ حق دریا و حسّ چوں شبنمے ست
اللہ (تعالیٰ) کا نور دریا اور حس شبنم کی طرح ہے

لیک پیدا نیست آں راکب[۵۳] برو
لیکن وہ سوار (نورِ حق)، اُس (نورِ چشم) پر نظر نہیں آتا ہے

جز بہ آثار و بہ گفتارِ نکو
سوائے اچھی نشانیوں اور اچھی گفتگو کے

نورِ حسّی کو غلیظ ست و گراں
حسی نور جو کثیف اور بھاری ہے

ہست پنہاں در سوادِ دیدگاں
وہ (بھی) آنکھوں کی سیاہی میں چھپا ہوا ہے

چونکہ نورِ حسّ نمی بینی بہ چشم
جبکہ حسی نور کو بھی تو آنکھ سے نہیں دیکھتا ہے

چوں بہ بینی نورِ آں غیبی بچشم
تو اُس غیبی نور کو آنکھ سے کیسے دیکھ لے گا؟

نورِ حسّ با آں غلیظی مختفی ست
حسی نور باوجود کثافت کے پوشیدہ ہے

چوں خفی نبود ضیائے کاں صفی ست
تو وہ روشنی جو شفاف ہے پوشیدہ کیسے نہ ہوگی؟

کیسے نظر آسکتا ہے۔ مُختفی۔ خفی۔ پوشیدہ۔
صفی۔ منتخب، صاف شفاف۔

---

۵۱ رہبر بود۔ اصل رہبری سوار کی آنکھ کرتی ہے چشمِ اسپاں۔ گھوڑے کے مدِ نظر صرف گھاس اور چراگاہ ہوتی ہے۔ اسی طرح حسی آنکھ کے پیشِ نظر صرف لذائذ دنیوی ہیں۔ نورِ حق جب نورِ بصر پر نورِ حق سوار ہوتا ہے تب انکو آخرت کی نعمتیں نظر آتی ہیں۔ چونکہ۔ نورِ بصیرت کے بغیر محض نورِ بصارت سے وصول الی الحق ممکن نہیں ہے۔ شاہ۔ یعنی نورِ حق۔ نورِ حس۔ نورِ بصارت کی زیب و زینت نورِ بصیرت ہی سے ہے قرآن پاک میں "نورٌ علیٰ نورٍ" سے یہی مراد ہے۔

۵۲ نورِ حسی۔ ظاہری بصارت دنیا کی طرف مائل کرتی ہے اور نورِ بصیرت انسان کو ملاءِ اعلیٰ کی رہبری کرتا ہے۔ زانکہ۔ نورِ حسی انسان کو دنیا کی طرف اسلئے لے جاتا ہے کیونکہ جملہ محسوسات عالمِ اسفل کے ہیں۔ نورِ حق۔ نورِ حق اور نورِ چشم کی مثال دریا اور شبنم کی سی ہے۔

۵۳ راکب یعنی نورِ حق۔ جز بہ آثار۔ جن لوگوں کو نورِ حق حاصل ہو جاتا ہے، اُن کی باتوں اور بھلے کاموں سے سمجھ لیا جاتا ہے کہ اُن کو نورِ حق حاصل ہے۔ چونکہ۔ جبکہ نورِ بصارت بھی نظر نہیں آتا حالانکہ وہ مادی چیز ہے تو نورِ بصیرت اور نورِ ایمانی جو کہ غیبی چیز ہے

این جہاں[1] چوں خس بدستِ بادِ غیب
یہ جہاں (بھی) ہوا کے ہاتھ میں تنکے کی طرح ہے

عاجزی پیشہ گرفت از دادِ غیب
اُس نے (عالمِ) غیب کی مہربانی سے عاجزی کا پیشہ اختیار کر لیا ہے

گہ بلندش می کند گاہیش پست
وہ (ہوا) اُس کو کبھی اونچا کرتی ہے، کبھی نیچا

گہ درستش می کند گاہے شکست
کبھی اُس کو درست کر دیتی ہے، کبھی شکستہ

گہ یمینش می بَرد گاہے یسار
کبھی اُس کو دائیں جانب لیجاتی ہے، کبھی بائیں جانب

گہ گلستانش کند گاہیش خار
کبھی اُس کو چمن بنا دیتی ہے کبھی کانٹا

گر بہ بحرش می برد گاہیش بر
کبھی اُس کو سمندر میں لیجاتی ہے، کبھی خشکی میں

گاہ خشکش می کند گاہیش تر
کبھی اُس کو خشک کر دیتی ہے، کبھی تر

دستِ پنہان و قلم بیں خط گذار
ہاتھ پوشیدہ ہے اور قلم کو خط کھینچنے والا دیکھو

اسپ در جولان و ناپیدا سوار
گھوڑا دوڑ میں ہے اور سوار ظاہر نہیں ہے

تیر پّراں بین و ناپیدا کماں
تیر کو اُڑتا ہوا دیکھو اور کمان ظاہر نہیں ہے

جانہا پیدا و پنہاں جانِ جان
جانیں ظاہر ہیں اور جانوں کی جان پوشیدہ ہے

تیر را مشکن کہ ایں تیرِ شہی[2] ست
تیر کو نہ توڑ کیونکہ یہ شاہی تیر ہے

نیست پرتابی ز شستِ آگہی ست
اٹکل پچّو نہیں ہے واقفیت کے نشانہ سے ہے

مَا رَمَیتَ اِذ رَمَیتَ گفت حق
اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا

کارِ حق بر کارہا دارد سَبق
اللہ تعالیٰ کا فعل (بندے کے) کاموں پر سبقت لیجاتا ہے

خشمِ خود بشکن تو مشکن تیر را
اپنے غصّہ کو ختم کردے تو تیر کو نہ توڑ

چشمِ خشمت خوں شمارد شیر را
تیرے غصّہ کی آنکھ دودھ کو خون سمجھتی ہے

بوسہ دہ بر تیر و پیشِ شاہ بَر
تیر کو چوم لے، اور بادشاہ کے سامنے لے جا

تیرِ خوں آلودہ از خونِ تو تَر
خون آلود تیر جو تیرے خون سے تر ہو

آنچہ پیدا[3] عاجز و بستہ زبوں
جو ظاہر ہے وہ عاجز اور بندھا ہوا اور کمزور ہے

وانچہ ناپیدا چنیں تند و حروں
جو پوشیدہ ہے وہ ایسا تند اور زور آور ہے

ماشکاریم ایں چنیں دامے کراست
ہم شکار ہیں، ایسا جال کس کا ہے؟

گوی چوگانیم و چوگانے کجاست
ہم بلّے کی گیند ہیں اور بلّا کہاں ہے؟

می دَرَد می دوزد ایں خیاط کو
پھاڑتا ہے، سیتا ہے، یہ درزی کون ہے؟

می دَمَد می سوزد ایں نفّاط کو
پھونکتا ہے، جلاتا ہے، یہ مشعلچی کون ہے؟

[1] این جہاں ۔ عالمِ شہادت ۔ بادِ غیب ۔ عالمِ غیب ۔ عاجزی ۔ یعنی عالمِ شہادت اُسی تصرف کو قبول کر لیتا ہے جو عالمِ غیب اُس میں کام کرتا ہے ۔ گہ ۔ عالمِ غیب عالمِ شہادت میں ہر طرح کے تصرفات کرتا رہتا ہے ۔ دستِ پنہاں ۔ کوئی قلم بغیر کاتب کے ہاتھ کے نہیں لکھتا ۔ کوئی گھوڑا بغیر سوار کے گھڑ دوڑ میں دوڑتا ہے تو ظاہر ہے کہ عالم کے جملہ تصرفات کا کوئی کرنیوالا ہے ۔ جانِ حق ۔ ذاتِ حق ۔

[2] تیرِ شہی ۔ قضا و قدر کے جس قدر تیر ہیں وہ علیم و تدبیر کے چلائے ہوئے ہیں لامحالہ اُن میں حکمت پوشیدہ ہے ۔ مَا رَمَیتَ ۔ جنگِ بدر میں آنحضورؐ نے ایک مُشتِ خاک دشمنوں کی طرف پھینکی جس نے آندھی کے گرد و غبار کی طرح اُن کی آنکھوں کو متاثر کیا اس پر یہ آیت آئی ۔ کارِ حق ۔ مصرعِ اوّل کی توجیہ ۔ خشمِ خود ۔ اگر کوئی تیر آکر لگے تو اُس کو قضا و قدر سے سمجھ اُس پر غم و غصّہ نہ کر غصّہ کی حالت غلط بینی کا باعث ہوتی ہے ۔ بوسہ دہ ۔ انسان کو قضا پر راضی رہنا چاہیئے ۔

[3] آنچہ پیدا ۔ عالمِ شہادت مجبورِ محض ہے قضا و قدر کے سامنے بے بس ہے ۔ ماشکاریم ۔ قضا و قدر کے پھندے میں ہم مرغِ اسیر ہیں ہمارے کام چوگانِ قدر کے تابع ہیں ۔ می دَرد ۔ جو ذات حقیقتاً متصرف ہے وہ

ساعتے[۱] کافر کند صدیق را ۔۔۔ ساعتے زاہد کند زندیق را
کبھی تصدیق کرنے والے کو کافر بناتا ہے ۔۔۔ کبھی بے دین کو زاہد بناتا ہے

زانکہ مخلص در خطر باشد مدام ۔۔۔ تا ز خود خالص نگردد او تمام
(اپنے آپ کو) خالص بنانے والا ہمیشہ خطرے میں ہوتا ہے ۔۔۔ جب تک کہ وہ خودی سے پورا خالص نہ ہو جائے

زانکہ در راہست و رہزن بیحد ست ۔۔۔ او رہد کو در امانِ ایزدست
چونکہ وہ راستہ میں ہے اور ڈاکو بہت ہیں ۔۔۔ نجات وہی پائے گا جو خدا کی امان میں ہے

آئینہ خالص نگشت او مخلص ست ۔۔۔ مرغ را نگرفتہ است او مقتنص ست
آئینہ صاف نہیں ہوا ہے، وہ صاف کر رہا ہے ۔۔۔ پرند کا شکار نہیں کیا ہے وہ پھنسا رہا ہے

چونکہ[۲] مخلص گشت مخلَص باز رست ۔۔۔ در مقامِ امن رفت و بُرد دست
جب صاف کرنے والا مصفّیٰ ہو گیا، نجات پا گیا ۔۔۔ امن کے مقام میں پہنچ گیا اور بازی جیت گیا

ہیچ آئینہ دگر آہن نہ شد ۔۔۔ ہیچ نانِ گندمی خرمن نہ شد
کوئی آئینہ پھر لوہا نہیں ہوا ہے ۔۔۔ کوئی گیہوں کی روٹی کھلیان نہیں بنی ہے

ہیچ انگورے دگر غورہ نہ شد ۔۔۔ ہیچ میوہ پختہ باکورہ نہ شد
کوئی (پکا) انگور پھر کچا نہیں ہوا ہے ۔۔۔ کوئی پختہ میوہ کچا نہیں ہوا ہے

پختہ گرد و از تغیر دور شو ۔۔۔ رَو چو برہانِ[۳] محقق نور شو
پختہ بن جا اور تغیر سے دور ہو جا ۔۔۔ جا برہان (الدین) محقق کی طرح نور ہو جا

چوں ز خود رستی ہمہ برہان شدی ۔۔۔ چونکہ گفتی بندہ ام سلطان شدی
جب تو نے خودی سے نجات پائی تو مجسم برہان الدین ہو گیا ۔۔۔ جب تو نے کہا کہ میں غلام ہوں، بادشاہ بن گیا

ور عیاں خواہی صلاح الدین نمود ۔۔۔ دیدہا را کرد بینا و کشود
تو اگر مشاہدہ چاہتا ہے۔ صلاح الدین نے دکھا دیا ہے ۔۔۔ آنکھوں کو بینا کر دیا ہے اور کھول دیا ہے

فقر را از چشم و از سیمائے او ۔۔۔ دیدہ ہر چشمے کہ دارد نورِ ہو
فقر کو اُن کی آنکھوں اور پیشانی سے ۔۔۔ ہر اُس آنکھ نے دیکھ لیا ہے جو خدا کا نور رکھتی ہے

شیخ فعال ست بے آلت چو حق ۔۔۔ با مریداں دادہ بے گفتے سبق
پیر اللہ (تعالیٰ) کی طرح بغیر کسی آلہ کے تصرف کرنے والا ہے ۔۔۔ بغیر بولے مریدوں کو سبق پڑھاتا ہے

ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جیسا کہ پیروں کے لئے کئے جاتے ہیں۔ فقر۔ بزرگ کے جسم پر بزرگی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ شیخ۔ پیر باطنی طور پر تصرف کرتا ہے۔

---

۱ ساعتے۔ انسان کا دل قبضۂ قدرت میں ہے ایک آن میں الٹ پلٹ ہوتی ہے۔ صدیق۔ صدیقیت کا مرتبہ نبوّت سے کم اور ولایت سے بڑھا ہوا ہے۔ زندیق۔ بیدین، کافر۔ مخلِص۔ سالک جو مجاہدات کر رہا ہے۔ زانکہ۔ سالک کو راہِ سلوک میں بہت خطرے لاحق ہوتے ہیں۔ آئینہ۔ سالک کو بہت سے مراتب طے کرنے ہوتے ہیں۔

۲ چونکہ۔ سالک مراتب طے کرنے کے بعد مقامِ امن پر پہنچتا ہے۔ ہیچ آئینہ۔ کمال حاصل کر لینے کے بعد خطرات کا ازالہ ہو جاتا ہے اور پھر نقصان کی طرف نہیں لوٹتا ہے۔ صوفیاء کا مقولہ ہے اَلْفَانِیْ لَا یُرَدُّ۔ یعنی سالک مقامِ فنا میں پہنچکر پھر مردود نہیں ہوتا ہے۔ آہن۔ قدیم زمانہ میں آئینہ لوہے سے بنایا جاتا تھا۔ غورہ۔ انگور کا کچا خوشہ۔ باکورہ۔ درخت کا جو سب سے پہلا پھل اترے یہاں کچا پھل مراد ہے۔

۳ برہان۔ مولانا رومؒ شروع میں مولانا برہان الدینؒ محقق سے بیعت ہوئے تھے پھر شمس تبریزؒ سے بیعت ہوئے ہیں۔ ہمہ برہان یعنی مجسم برہان الدین ثانی بن جاؤ گے۔ بندہ۔ کامل عبدیت کے بعد سلطانی حاصل ہوتی ہے صلاح الدینؒ۔ زرکوب مولانا کے پیر بھائی ہیں لیکن مولانا اُنکی تعظیم بہت کرتے ہیں اور

دل بدستِ اُو چو مومِ نرم رام ۔۔۔ مُہرِ اُو ۵۱ گہ ننگ سازد گاہ نام

دل اُس کے ہاتھ میں نرم موم کی طرح مسخر ہے ۔۔۔ اُسکی مُہر کبھی ذلّت کی مُہر لگاتی ہے کبھی شہرت کی

مُہرِ مومش حاکیِ انگشتری ست ۔۔۔ باز آں نقشِ نگیں حاکیِ کیست

اُس کے مُوم کی مُہر انگوٹھی کا عکس ہے ۔۔۔ پھر وہ نگ کا نقش کس کا نقش ہے؟

حاکیِ اندیشۂ آں زرگر ست ۔۔۔ سلسلۂ ہر حلقہ اندر دیگر ست

(وہ نقش) سُنار کے خیال کا عکس ہے ۔۔۔ ہر حلقہ کا سلسلہ دوسرے میں (جُڑا ہوا) ہے

ایں صدا ۵۲ در کوہِ دلہا بانگِ کیست ۔۔۔ گہ پُرست از بانگ گہ گاہے تہی ست

دلوں کے پہاڑ میں یہ گونج کس کی آواز کی ہے؟ ۔۔۔ پہاڑ کبھی آواز سے پُر ہیں کبھی خالی ہیں

ہر کجا ہست او حکیم ست اوستاد ۔۔۔ بانگِ اُو زیں کوہِ دل خالی مباد

جہاں یہ آواز ہے وہ دانا ہے، استاد ہے ۔۔۔ خدا کرے اُسکی آواز اس دل کے پہاڑ سے جدا نہ ہو

ہست کہ کاواز مثنیٰ می کند ۔۔۔ ہست کہ کاواز صد تا می کند

(بعض) پہاڑ ہیں جو آواز کو دوگنا کر دیتے ہیں ۔۔۔ (بعض) پہاڑ ہیں جو آواز کو سَو گنا کر دیتے ہیں

می زہاند کوہ زاں آواز و قال ۔۔۔ صد ہزاراں چشمۂ آبِ زلال

پہاڑ اُس آواز اور بات سے جوش میں لے آتا ہے ۔۔۔ تیز پانی کے لاکھوں چشمے

چوں زکہ آں لُطف بیروں می شود ۔۔۔ آبہا در چشمہا خوں می شود

جب پہاڑ سے وہ لُطف نکل جاتا ہے ۔۔۔ چشموں میں پانی خون بن جاتا ہے

زاں شہنشاہِ ۵۳ ہمایوں نعل بود ۔۔۔ کہ سراسر طورِ سینا لعل بود

یہ اُس شہنشاہ مبارک قدم کی وجہ سے تھا ۔۔۔ کہ طورِ سینا (پہاڑ) لعل ہو گیا تھا

جاں پذیرفت و خرد اجزائے کوہ ۔۔۔ ما کم از سنگیم آخر اے گروہ

پہاڑ کے اجزاء نے جان اور عقل قبول کر لی ۔۔۔ اے لوگو! کیا ہم آخر پہاڑ سے بھی کم ہیں؟

نے زجاں یک چشمہ جوشاں میشود ۔۔۔ نے بدن از سبز پوشاں می شود

نہ تو جان سے ایک چشمہ جوش زن ہوتا ہے ۔۔۔ نہ بدن ہی سبزہ زاروں کی طرح بنتا ہے

نے صدائے بانگِ مُشتاقی درو ۔۔۔ نے صفائے جرعۂ ساقی درو

نہ تو اُس میں شوق کی آواز کی صدا ہے ۔۔۔ نہ اُس میں ساقی کے گھونٹ کی صفائی ہے

مُشتاقی۔ شوق۔ صفا۔ صفائی۔ جرعہ۔ گھونٹ۔ ساقی۔ یعنی شیخ۔ نہ شیخ کی توجہ اثر کرتی ہے نہ خود دل میں ولولہ پیدا ہوتا ہے۔

۵۱ مُہرِ اُو۔ شیخ کے تصرف سے کبھی قبض کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو باعثِ ننگ ہوتی ہے کبھی بسط کی کیفیت جو موجبِ نام ہوتی ہے۔ مُہر۔ مُرید کے دل پر پیر کا نقش اُبھرتا ہے پیر کے دل پر نقشِ خداوندی ہوتا ہے۔ حاکی۔ ناقل، عکس۔ اندیشۂ زرگر۔ یعنی ارادہ اللہ۔ ہر حلقہ۔ سلسلہ کے یکے بعد دیگرے جس قدر مُرید ہوتے چلے جائیں گے اُن کی یہی صورت ہوگی۔

۵۲ ایں صدا۔ پیر کے دل پر جو نقوشِ خداوندی ہیں اُن کی وضاحت ہے ہر کجا۔ یہ شیخ کیلئے کہا ہے۔ کاواز۔ کہ آواز۔ مثنیٰ۔ دوہرا۔ صد تا۔ سَو گنا۔ می زہاند۔ شیخ کی توجہ سے مُرید کے دل میں اسرار و حِکَم کے لاکھوں چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ بیروں کُن۔ فیوضِ باطنیہ کے بند ہو جانے سے معارف، کفریہ خیالات کا سبب بن جاتے ہیں۔

۵۳ شہنشاہ۔ ذاتِ حق یا حضرتِ موسیٰؑ۔ طورِ سینا۔ ملک شام کا مشہور پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰؑ کو شرفِ ہمکلامی بخشا گیا تھا اور اُس پہاڑ پر خدا کی تجلّی پڑی تھی۔ کوہ۔ یعنی طور نے تجلّی کو قبول کیا۔ نے زجاں۔ پہاڑ تو فیوض قبول کرلے اور انسان اپنے اندر یہ صلاحیت نہ پیدا کرے تو بڑے شرم کی بات ہے دل اور اعضاء پر فیوض طاری ہونے چاہئیں۔

کو حمیت تا ز تیشہ وز کلند [1] — **این چنیں کہ را بکلی بر کنند**

غیرت کہاں ہے تاکہ کلہاڑے اور پھاوڑے سے — ایسے پہاڑ کو بالکل کھود دیں

بو کہ بر اجزائے او تابد مہے — **بو کہ در وے تابِ خور یابد رہے**

ہو سکتا ہے کہ اُس کے اجزا پر چاند چمک جائے — ہو سکتا ہے کہ اُس میں سورج کی شعاع راہ یاب ہو جائے

چوں قیامت کوہہا را بر کند — **پس قیامت ایں کرم را کے کند**

جب قیامت پہاڑوں کو اکھاڑ دے گی — پھر قیامت یہ کرم کہاں کرے گی؟

ایں قیامت زاں قیامت کے کم ست — **آں قیامت زخم و ایں چوں مرہم ست** [2]

یہ قیامت اُس قیامت سے کب کم ہے؟ — وہ قیامت زخم اور یہ مرہم جیسی ہے

ہر کہ دید آں مرہم از زخم ایمن ست — **ہر بدے کایں حسن دید او محسن ست**

جس نے وہ مرہم دیکھ لیا زخم سے مطمئن ہے — جس بُرے نے یہ خوبی دیکھ لی وہ خوبیوں والا ہے

اے خنک زشتے کہ خوبش شد حریف — **وائے گلروئیکہ جفتش شد خریف**

اے مخاطب! وہ بدصورت قابلِ مبارکباد ہے حسین جس کا ساتھی ہو گیا — افسوس ہے اُس خوبصورت پر جس کا ساتھی موسمِ خریف بنا

نانِ مردہ چوں حریفِ جاں شود — **زندہ گردد نان عینِ آں شود**

بے جان روٹی جب جان کی ساتھی بنتی ہے — روٹی زندہ ہو جاتی ہے بعینہٖ وہ ہی ہو جاتی ہے

ہیزمِ تیرہ حریفِ نار شد — **تیرگی رفت و ہمہ انوار شد**

تاریک ایندھن آگ کا ساتھی بنا — تاریکی ختم ہو گئی اور مجسم نور بن گیا

در نمکسار ار خرِ مردہ فتاد — **آں خری و مردگی یکسو نہاد**

نمک کی کان میں اگر مردہ گدھا گرا — اُس نے گدھا پن اور مُردار پن کو علیحدہ کر دیا

صبغۃ اللہ ہست رنگِ خم ہو [3] — **پیسہا یکرنگ گردد اندرو**

اللہ کے مٹکے کا رنگ "صبغۃ اللہ" ہے — اُس میں چتکبرے یک رنگ ہو جاتے ہیں

چوں دراں خم افتد و گوئیش قم — **از طرب گوید منم خم لاتلم**

جب وہ اُس مٹکے میں گر جائے اور تو اُسے کہے کھڑا ہو جا — مستی سے وہ کہیگا میں مٹکا ہوں ملامت نہ کر

آں منم خم خود انا الحق گفتن ست — **رنگِ آتش دارد الا آہن ست**

اُس کا میں خود مٹکا ہوں "انا الحق" کہنا ہے — آگ کا رنگ رکھتا ہے لیکن لوہا ہے

بہتر ہوگا۔ ہو۔ ذاتِ حق تعالیٰ جیسی۔ وہ شخص جس کے بدن پر برص وغیرہ کے داغ ہوں۔ قم۔ اٹھ کھڑا ہو۔ لاتلم۔ ملامت نہ کر۔ یعنی مقامِ فنا پر فائز ہو جانے والا کسی کی ملامت پسند نہیں کرتا۔ منم خم۔ مقامِ فنا میں پہنچکر جب خدائی رنگ میں رنگا جاتا ہے تو بے تکلف آپ کو خم کہدیتا ہے یہی صورت شیخ منصور حلاج کی تھی وہ مقامِ فنا میں پہنچکر انا الحق کہہ اٹھے تھے۔

[1] کلند۔ پھاوڑا۔ کہ۔ یعنی بدن کو مجاہدات کے تیشہ سے کھاڑ پھینکا جائے۔ جز کہ۔ بو کہ۔ مہ۔ یعنی نورِ معرفت کا ادنیٰ درجہ۔ تابِ خور۔ یعنی نورِ معرفت کا اعلیٰ درجہ۔ قیامت۔ قیامت میں پہاڑ اکھڑ جائیں گے لیکن قیامت سے فیض حاصل نہ ہوگا اور مجاہدہ کے ذریعہ بدن کے پہاڑ کو اکھاڑنے سے فیض حاصل ہوگا۔ ایں قیامت یعنی مجاہدہ کے ذریعہ کوہِ جسم کو اکھاڑنا مطلب یہ کہ مجاہدہ کے ذریعہ سے اِس قیامت کے زخموں کو مندمل کیا جاسکتا ہے۔

[2] مرہم۔ یعنی مقامِ فنا۔ زخم۔ یعنی قیامت کے مصائب۔ ہر بدے۔ خواہ ابتدائی زندگی خراب ہو اگر وہ مجاہدات سے مقامِ فنا حاصل کرلیگا تو اُس کو مقامِ احسان حاصل ہو جائیگا۔ زِشت۔ یعنی بُرے اعمال والا۔ خوب۔ یعنی جمالِ روحانی۔ حریف۔ شریکِ پیشہ، ساتھی۔ جفت۔ جوڑا۔ خریف۔ موسمِ خزاں۔ نانِ مردہ۔ چند مثالوں سے بُرے کے بھلے کے ساتھ ہم صحبت ہونے کی برکت کو سمجھایا ہے۔ ہیزم۔ ایندھن۔ نمکسار۔ نمک کی کان۔ یکسو نہاد۔ اب اُس کا کھانا بھی جائز ہے۔

[3] صبغۃ اللہ۔ قرآن پاک میں ہے صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً۔ اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ

رنگِ آہن محوِ رنگِ آتش ست[1] — ز آتشی می لافد و خامُش وشست

لوہے کا رنگ آگ کے رنگ میں محو ہو گیا — آتشی ہو جانے کی شیخی مارتا ہے اور خاموش جیسا ہے

چوں بسرخی گشت ہمچوں زرِکاں — پس اَنَا النّار ست لافش بے زباں

جب وہ لوہا سرخی کی وجہ سے کان کے سونے کی طرح ہو گیا — تو میں آگ ہوں" اس کا بغیر زبان کے شیخی بگھارنا ہے

شد ز رنگ و طبعِ آتش محتشم — گوید او من آتشم من آتشم

وہ (لوہا) رنگ اور طبیعت سے شاندار آگ بن گیا — تو وہ کہتا ہے میں آگ ہوں، میں آگ ہوں

آتشم من گر ترا شک ست و ظن — آزموں کُن دست را بر من بزن

میں آگ ہوں، اگر تجھے شک اور (بد) گمانی ہے — آزمالے، میرے اوپر ہاتھ رکھ دے

آتشم من بر تو گر شُد مشتبہ — روئے خود بر روئے من یکدم بنہ

میں آگ ہوں، اگر تجھ پر مشتبہ ہے — تھوڑی دیر کے لئے اپنا چہرہ میرے اوپر رکھ دے

آدمی[2] چوں نور گیرد از خدا — ہست مسجودِ ملائک ز اجتبا

انسان جب خدا کا نور حاصل کر لیتا ہے — وہ برگزیدہ ہو جانے کی وجہ سے فرشتوں کا مسجود بنجاتا ہے

نیز مسجودِ کسے کو چوں مَلک — رستہ باشد جانش از طغیان و شک

نیز اُس شخص کا مسجود بن جاتا ہے فرشتہ کی طرح — جس کی جان سرکشی اور شک سے نجات پا گئی ہو

آتشے چہ آہنے چہ لَب ببند — ریش تشبیہِ مشبّہ بر مخند

کیسی آگ، کیسا لوہا، خاموش رہ — مشبّہ کی تشبیہ کی ہنسی نہ اڑا

پائے در دریا منہ کم گو ازاں — بر لبِ دریا خمش کُن لب گزاں

دریا میں قدم نہ رکھ اس کی بات نہ کر — ہونٹ کاٹتے ہوئے دریا کے کنارے خاموشی اختیار کر

گرچہ صد چوں من ندارد تابِ بحر — لیک[3] می نہ شکیبم از غرقابِ بحر

اگرچہ مجھ جیسے سینکڑوں بھی دریا کی تاب نہیں لا سکتے ہیں — لیکن میں دریا میں ڈوبے بغیر صبر نہیں کر سکتا ہوں

جان و عقلِ من فدائے بحر باد — خونبہائے عقل و جاں ایں بحر داد

دریا پر میری جان اور عقل قربان ہو — عقل و جان کے خون کا معاوضہ اس سمندر نے ادا کر دیا

تاکہ پایم می رَوَد رانم درو — چوں نماند پا چو بطّانم درو

جب تک میرے پیر چلتے ہیں انکو اسمیں چلاتا رہوں گا — جب پیر کام نہ دینگے تو میں اس میں بطخ کی طرح ہوں

نازک مقام ہے لیکن میں بغیر صفات و ذات کے ذکر کے صبر بھی نہیں کر سکتا ہوں۔ بحر یعنی ذات و صفات خداوندی۔ خونبہا جبکہ مجھے جان و عقل کا خونبہا مل چکا ہے تو اس کے قربان کرنے میں کوئی دریغ نہیں ہے۔ چو بطانم۔ بطخ اپنے آپ کو دریا کے سپرد کر دیتی ہے کہ جس طرف چاہے بہالے جائے۔

[1] رنگِ آتش۔ انا الحق کہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ صفاتِ خداوندی سے متصف ہو گئے تھے جس طرح سے لوہا آگ میں آگ کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور وہ بظاہر انگارہ نظر آتا ہے لیکن آگ آگ ہے اور لوہا لوہا ہے بے زباں۔ لوہا سرخ ہو کر زبانِ حال سے اپنے آگ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ شد۔ لوہا آگ میں پڑ کر آگ کا رنگ اور مزاج حاصل کر لیتا ہے اور آگ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے محتشم شاندار باوقعت۔ من آتشم۔ اہل اللہ بھی جب اخلاقِ خداوندی حاصل کر لیتے ہیں تو وحدت کے مدعی ہو جاتے ہیں۔

[2] آدمی۔ انسان میں جب اخلاقِ خداوندی پیدا ہو جاتے ہیں تو اس میں مسجود ہونے کی صفتِ خداوندی پیدا ہو جاتی ہے۔ نیز۔ صالحین کا بھی وہ مسجود بنجاتا ہے۔ آتشے چہ۔ پہلے اشعار میں ذاتِ حق کو آگ سے تشبیہ دی گئی تھی جو محض سمجھانے کے لئے تھی لیکن پھر بھی خالق کو مخلوق کے مشابہ قرار دینا چونکہ مشبّہ کا مسلک ہے اسلئے اپنے آپ کو خاموش ہو جانے کا حکم دیتے ہیں تاکہ تشبہ کا شبہ نہ پیدا ہو جائے۔ پائے در دریا۔ ذات و صفات کی بحثیں ناپیدا کنار سمندر ہیں ان میں نہ گھسنا چاہیے۔ گرچہ۔ یعنی مولانائے روم جیسے سینکڑوں عالم بھی مل جائیں تو ان بحثوں کو نہ سلجھا سکیں گے۔

[3] لیک۔ فرماتے ہیں بیشک

بے ادب[١] حاضر ز غایب خوشترست
حاضر اناڑی، غائب سے بہتر ہے

حلقہ گرچہ کژ بود نے بر درست
حلقہ اگرچہ ٹیڑھا ہو (کیا)، در پر نہیں ہے؟

اے تنِ آلودہ بگردِ حوض گرد
اے گندے جسم والے حوض کے گرد چکر لگا

پاک کے گردد برونِ حوض مرد
انسان حوض سے باہر کب پاک ہوا ہے؟

پاک کو از حوض مہجور اوفتاد
وہ پاک جو حوض سے دور ہو گیا ہے

او ز طُہرِ خویشش ہم دور اوفتاد
وہ اپنی پاکی سے بھی دور ہو گیا ہے

پاکیِ ایں حوض بے پایاں بود
اس حوض کی پاکی بے انتہا ہوتی ہے

پاکیِ اجسام کم میزاں بود
(عام) جسموں کی پاکی کم وزن کی ہوتی ہے

زانکہ دل حوضیست لیکن در کمیں
اس لئے کہ دل ایک حوض ہے لیکن پوشیدہ طور پر

سوئے دریا راہِ پنہاں دارد ایں
یہ دریا کی طرف چھپا ہوا راستہ رکھتی ہے

پاکیِ محدودِ تو خواہد مدد
تیری محدود پاکی مدد چاہتی ہے

ورنہ اندر خرج کم گردد عدد
ورنہ خرچ ہونے میں عدد گھٹتا ہے

مثلِ[٢] خواندنِ آب آلودگاں را بپاکی
پانی کی ناپاکوں کو پاکی کی طرف بلانے کی مثال

آب گفت آلودہ را در من شتاب
ایک گندے کو پانی نے کہا میرے اندر آ جا

گفت آلودہ کہ دارم شرم ز آب
گندے نے کہا مجھے پانی سے شرم آتی ہے

گفت آب ایں شرم بے من کے رود
پانی نے کہا میرے بغیر یہ شرم کیسے رفع ہوگی؟

بے من ایں آلودہ زایل کے شود
میرے بغیر یہ گندگی کب دور ہو سکتی ہے؟

ز آب ہر آلودہ کو پنہاں شود
اگر ہر ناپاک، پانی سے چھپے گا

اَلحَیاءُ[٣] یَمنَعُ الاِیماں بود
تو شرم ایمان کے لئے مانع ہے ہو جائے گا

دل ز پایہ حوضِ تن گلناک شد
دل، جسم کے حوض کے زینہ سے مٹی میں سن گیا ہے

تن ز آبِ حوضِ دلہا پاک شد
جسم، دلوں کے حوض کے پانی سے پاک ہو گیا ہے

گردِ پایہ حوض گردی اے پسر
اے بیٹا! حوض کے زینہ کے چاروں طرف چکر لگا

ہاں ز پایہ حوضِ تن می کن حذر
خبردار! جسم کی حوض کے زینہ سے بچ

---

[١] بے ادب۔ ذات و صفات کے ذکر میں غلبۂ حال میں کبھی سوئے ادب ہو جاتا ہے لیکن ذکر کرنا ذکر نہ کرنے سے بہرحال بہتر ہے۔ حلقہ۔ زنجیر کا حلقہ اگرچہ ٹیڑھا ہے لیکن در پر تو ہے۔ اے تن آلودہ۔ مولانا مریدِ حق سے استفادہ کی ترغیب دیتے ہیں۔ حوض۔ یعنی شیخ۔ طہرِ خویش۔ فی الحال نفس پاک صاف ہے لیکن برائی کا امکان ہے۔ اگر شیخ سے دور ہے اور اپنی ذاتی طہارت نہ رہی تو طہارت ممکن نہ ہوگی۔ ایں حوض۔ شیخ کا دریائے باطن۔ اجسام۔ یعنی عوام کی ذاتی نیکی۔ زانکہ۔ شیخ کے باطن کا اتصال بحرِ باطن سے ہے۔ پاکیِ محدود۔ نیک لوگوں کو بھی شیخ کا دامن تھامنا چاہیئے ورنہ آپکی محدود پاکی کسی دن ختم ہو جائیگی۔

[٢] مثلِ خواندن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ناپاک کو پانی سے شرم اور گریز نہ چاہیئے یعنی باطنی طہارت حاصل کرنے میں شیخ سے شرم یا گریز مناسب نہیں ہے۔ ایں شرم۔ یہ ناپاکی کی شرم۔

[٣] الحیاء۔ حدیث شریف میں ہے۔ الحیاءُ شعبۃٌ من الایمان۔ حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے تو پھر حیاء کو ایمان کیلئے مانع نہ بنانا چاہیئے۔ حوضِ تن۔ انسان کے بدن میں گویا دو حوضیں ہیں ایک تو وہ جو برے خصائل کا مخزن ہے دوسرا وہ جو مخزن ہے بھلائیوں کا۔ برائیوں کا مخزن حوضِ تن ہے اور بھلائیوں کا مخزن حوضِ دل ہے۔
پایہ۔ درجہ، زینہ۔ حذر۔ یعنی برے اخلاق سے پرہیز کرنا۔

بحرِ تن بر بحرِ دل برہم[1] زنان
جسم کا دریا دل کے دریا سے ملا جلا ہے

در میانشاں برزخٌ لا یبغیان
انکے درمیان آڑ ہے ایک دوسرے پر نہیں چڑھتے ہیں

گر تو باشی راست ور باشی تو کژ
خواہ تو سیدھا ہو، خواہ تو ٹیڑھا ہو

پیشتر می غژ و تو واپس مغژ
آگے کو کھسک اور واپس نہ کھسک

پیشِ شاہاں گر خطر باشد بجاں
بادشاہوں کے حضور میں اگرچہ جان کا خطرہ ہوتا ہو

لیک نشکیبند عالی ہمتاں
لیکن بلند ہمت والے اُس سے صبر نہیں کر سکتے

شاہ[2] چوں شیریں تر از شکر بود
بادشاہ چونکہ شکر سے بھی زیادہ میٹھا ہوتا ہے

جاں بشیرینی رود خوشتر بود
مٹھاس کے بدلے جان چلی جائے تو بہتر ہے

اے ملامت گو سلامت مر ترا
اے ملامت گر! تجھے سلامتی مبارک ہو

اے سلامت جو توئی واہی العریٰ
اے سلامتی کی جستجو کرنیوالے! تو کمزور رستہ والا ہے

جانِ من کورہ ست و با آتش خوشست
میری جان تو بھٹی ہے اور آگ سے خوش ہے

کورہ را ایں بس کہ خانۂ آتش ست
بھٹی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ آگ کا گھر ہے

ہمچو کورہ عشق را سوزیدنی ست
بھٹی کی طرح عشق کا کام جلانا ہے

ہر کہ او زیں کور باشد کودنی ست
جو اس سے اندھا ہو وہ احمق ہے

برگِ[3] بے برگی ترا چوں برگ شد
سامانِ بے سامانی جب تیرا سامان ہو گیا

جانِ باقی یافتی و مرگ شد
تو نے باقی رہنے والی جان حاصل کر لی اور موت ختم ہو گئی

چوں ز غم شادیت افزودن گرفت
جب غم سے تیری خوشی میں اضافہ ہوا

روضۂ جانت گل و سوسن گرفت
تو تیری جان کے باغ میں گل اور سوسن اُگے

آنچہ خوفِ دیگراں آں امنِ تست
جو دوسروں کا ڈر ہے وہ تیرا اطمینان ہو گیا

بط قوی از بحر و مرغِ خانہ سست
بطخ سمندر سے قوی ہوتی ہے اور پالتو پرند سست ہوتا ہے

باز دیوانہ شدم من اے طبیب
اے طبیب! میں پھر دیوانہ ہو گیا

باز سودائی شدم من اے حبیب
اے دوست! میں پھر پاگل ہو گیا

حلقہائے سلسلۂ تو ذو فنوں
تیری زنجیر کے حلقے فنون سے بھرے ہوئے ہیں

ہر یکے حلقہ دہد دیگر جنوں
ہر ایک حلقہ ایک نیا جنون پیدا کرتا ہے

دادِ ہر حلقہ فنونِ دیگر ست
ہر حلقہ کی دین ایک دوسرا ہی جنون ہے

پس مرا ہر دم جنونِ دیگر ست
تو میرے لئے ہر وقت ایک نیا جنون ہے

---

[1] برہم زنان - دونوں قسم کے اخلاق کے مخزن ملے جلے ہیں۔ گر تو باشی - سلوک میں کوئی غلطی بھی ہو جائے تب بھی منازل طے کرنے میں توقف نہ چاہیئے۔ غژ - امر کا صیغہ ہے، غژیدن، گھسکنا، گھٹنوں کے بل چلنا۔ پیشِ شاہاں - مشہور مقولہ ہے: "نزدیکان را بیش بود حیرانی"

[2] شاہ - دربارِ حق کی حاضری شکر سے بھی زیادہ شیریں ہے اگر اسکے حصول میں جان بھی چلی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ملامت گو - عشقِ الٰہی کے سلسلہ میں ملامت کرنیوالے کا سہارا خود کمزور ہے۔ کورہ - بھٹی۔ عشق - عشق بھی وہی کام کرتا ہے جو آگ کی بھٹی کام کرتی ہو۔ کودن - احمق، نااہل۔

[3] برگ - سامان یعنی فنا کے بعد بقا حاصل ہوتی ہے۔ غم - غمِ عشق جاں گداز نہیں ہے بلکہ جاں فزا ہے۔ آنچہ - دوسرے کے لئے غم خوف کا سبب ہے، عاشق کے لئے موجبِ اطمینان ہے، سمندر پالتو مرغ کے لئے ہلاکت اور بطخ کے لئے باعثِ مسرت ہے۔ باز - عشق و معشوق کے ذکر سے مولانا پر ایک کیفیت طاری ہوئی جس کو اظہار کر رہے ہیں۔ حلقہائے زنجیر عشق کا ہر حلقہ ایک نئی قسم کا جنون پیدا کرتا ہے۔

پس[1] فنوں باشد جنوں ایں شد مثل — خاصہ در زنجیرِ ایں میرِ اجل

تو جنون کی بہت سی قسمیں ہیں، یہ ضرب المثل بن گئی ہے — خاص طور پر اس بڑے آقا کی زنجیر میں

آنچناں دیوانگی بگسست بند — کہ ہمہ دیوانگاں پندم دہند

دیوانگی نے ایسی بیڑیاں توڑیں — کہ سب دیوانے مجھے نصیحت کرنے لگے

آمدنِ دوستاں بہ بیمارستاں جہتِ پرسشِ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ

دوستوں کا شفاخانہ میں ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی مزاج پرسی کے لئے آنا

ایں چنیں ذوالنون[2] مصری را فتاد — کاندر و شور و جنونِ نو بزاد

اسی طرح ذوالنون مصری کے لئے ہوا — کہ اُن میں ایک نیا جنون اور ولولہ پیدا ہوا

شور چنداں شد کہ تا فوقِ فلک — می رسد از وے جگر ہا را نمک

انھیں ایسی شورش ہوئی کہ آسمان کے اوپر تک — اُن کی وجہ سے جگروں پر نمک پاشی ہوئی

ہیں مَنِہ تو شورِ خود اے شورہ خاک — پہلوئے شورِ خداوندانِ پاک

خبردار! اے شوریلی مٹی کے تو اپنے عشق کو نہ رکھ — پاک صاحبوں کے عشق کے برابر

خلق را تاب جنونِ او نبود — آتشِ او ریشہاشاں می ربود

لوگوں میں اُن کے جنون (کے برداشت) کی طاقت نہ تھی — اُن کی آگ اُن کی داڑھیوں کا صفایا کر رہی تھی

چونکہ در ریشِ عوام آتش فتاد — بند کردندش بزنداں المراد

چونکہ عوام کی داڑھیوں میں آگ لگی — اُن کو قید خانہ میں بند کر دیا مقصد یہ ہے

نیست[3] امکان واکشیدن ایں لجام — گرچہ زیں رہ تنگ می آیند عوام

اس لگام کو کھینچنا ممکن نہیں ہے — اگرچہ اس طریقہ سے عوام تنگ ہوں

دیدہ ایں شاہاں ز عامہ خوفِ جاں — کایں گرہ کورند و شاہاں بے نشاں

ان شاہوں نے عوام سے جان کا خطرہ محسوس کیا ہے — کیونکہ یہ گروہ اندھا ہے اور شاہوں میں کوئی علامت نہیں ہے

چونکہ حکم اندر کفِ رنداں بود — لاجرم ذوالنون در زنداں بود

جبکہ فیصلہ رندوں کے ہاتھ میں ہوگا — لامحالہ ذوالنون قید خانہ میں ہوں گے

یک سوارہ می رود شاہِ عظیم — در کفِ طفلاں چنیں دُرِّ یتیم

عظیم بادشاہ تنہا جا رہا ہے — ایسا نایاب موتی بچوں کے ہاتھ میں پڑا ہے

اس بارے میں مجبور تھے۔ دیدہ۔ عوام کی جانب سے ذوالنون کو تو صرف قید خانہ کی تکلیف برداشت کرنی پڑی دوسرے بزرگوں کی تو جان کو خطرے لاحق ہوئے ہیں بے نشان۔ عوام بزرگوں کے باطن کو نہیں سمجھ سکتے ہیں اُن کے ظاہر پر بزرگی کی کوئی نشانی نہیں ہوتی ہے رنداں یعنی ذوالنون کی بزرگی کے لحاظ شاہ عظیم

---

[1] پس۔ مثل مشہور ہے۔ اَلجُنُونُ فُنُونٌ جنون کی بہت قسمیں ہیں۔ میرِ اجل۔ بڑا سردار، اللہ تعالےٰ۔ پندم دہند۔ یعنی دوسرے دیوانے کہتے کہ جنون میں اس قدر بیخودی نہ چاہئیے۔ آمدنِ دوستاں اس حکایت کا منشا بھی یہی ہے کہ جنون کا نتیجہ قید خانہ ہوتا ہے۔ بیمارستان یعنی پاگلوں کا شفاخانہ۔

[2] ذوالنون۔ مچھلی والا، یہ حضرت ثوبان بن ابراہیم کا لقب پڑ گیا جو بہت بڑے بزرگ تھے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک سفر میں کسی کشتی میں سوار تھے اس کشتی میں ایک تاجر کا موتی چوری ہو گیا لوگوں نے ان کو متہم کر دیا انھوں نے عاجز آکر دعا شروع کی تو سیکڑوں مچھلیاں اپنے اپنے منھ میں اسی جیسا موتی لئے ہوئے نمودار ہوئیں انھوں نے ایک مچھلی سے موتی لیکر اس تاجر کو دیدیا۔ ہیں منہ۔ مولانا فرماتے ہیں میں نے اپنے جنونِ عشق کے سلسلہ میں ذوالنون کے عشق کا قصہ ذکر کیا لیکن اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں اپنے عشق کو اُن کے عشق جیسا سمجھتا ہوں اُن کا عشق بہت بلند تھا۔ ریشہا۔ وہ جنونِ عشق میں ریاکاروں کا پردہ فاش کرتے تھے جس سے وہ شرمندہ ہوتے تھے۔

[3] نیست۔ عوام میں فتنہ پیدا کرنا ممنوع ہے لیکن ذوالنون

[1] درچہ دریائے نہاں در قطرۂ — آفتابے درج اندر ذرۂ
موتی کیا ہوتا ہے، اِک قطرہ میں پوشیدہ دریا (دیا)، ایک سورج ذرّے میں

آفتاب خویش را ذرہ نمود — واندک اندک رُوئے خود را بر کشود
اُس نے اپنے سُورج کو ذرّہ دکھایا — اور تھوڑا تھوڑا اپنا مُنہ کھولا

جملہ ذرات در وے محو شد — عالم از وے مست گشت و صحو شد
تمام ذرّے اُس میں محو ہو گئے — دنیا اُس سے مست ہو گئی اور ہوش جاتا رہا

چوں قلم در دستِ غدارے بُود — لاجرم منصور بردارے بُود
جب قلم کسی غدار کے ہاتھ میں ہو گا — تو لامحالہ منصور سُولی پر ہو گا

چوں سفیہاں راست ایں کار و کیا — لازم آمد یقتلون الانبیا
جب اختیار اور اقتدار بے عقلوں کو حاصل ہو — ضروری ہو گا کہ وہ نبیوں کو قتل کریں

انبیاء را گفتہ قومِ راہ گم [2] — از سفہ، اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِکُمْ
گم گشتہ راہ قوم نے نبیوں سے کہا — حماقت سے، کہ ہم تمہیں منحوس سمجھتے ہیں

جہلِ ترسا بیں اماں انگیختہ — زاں خداوندے کہ گشت آویختہ
نصرانیوں کی نادانی دیکھ، امن کے طالب ہیں — اُس آقا سے جو (اُنکے عقیدہ میں) سولی پر لٹکا دیا گیا

چوں بقولِ اوست مصلوبِ یہود — پس مر اُو را امن کے تاند نمود
جب اُنکے بقول یہودیوں نے اُنکو سولی پر چڑھا دیا ہو — تو وہ اُن کو نجات کب دے سکتے ہیں؟

چوں [3] دلِ آں شاہ زیشاں خوں بُود — عصمتِ وَ اَنْتَ فِیْہِمْ چوں بُود
جبکہ اُس (ذوالنون) شاہ کا دل اِس طرح خون ہو — تو "اَنْتَ فِیْہِمْ" کا بچاؤ کیسے (حاصل) ہو؟

زرِ خالص را و زرگر را خطر — باشد از قلاب خائن بیشتر
خالص سونے، اور سنار کو خطرہ — زیادہ ہوتا ہے، خائن جعلساز سے

یوسفاں از رشکِ زشتاں مخفی اند — کز عدو خوباں در آتش می زیند
بہت سے یوسف، بدصورتوں کے رشک کیوجہ سے پوشیدہ رہتے ہیں — کیونکہ حسین دشمن کیوجہ سے انگاروں پر لوٹتے ہیں

---

[1] درچہ۔ ذوالنون کو مجتہم کہا تھا۔ اب فرماتے ہیں موتی نہیں بلکہ وہ لاکھوں موتیوں والا سمندر ایک قطرہ میں ہے اور معرفت کا آفتاب ایک ذرہ میں ہیں۔ آفتاب۔ ذوالنون مصری۔ ذرات۔ یعنی عوام۔ مست گشت۔ عقلیں کھو بیٹھا۔ صحو شد۔ یعنی اُنکی بزرگی کو نہ سمجھ سکے۔ غدار۔ یعنی شاہِ وقت کا وزیر جس نے علماء کو ظاہر پر فتوی دینے پر مجبور کیا۔ منصور یعنی حسین بن منصور حلاج۔ کار و کیا۔ معاملہ کا اختیار.... یَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِیَاء۔ سورۂ آلِ عمران کی طرف اشارہ ہے جس میں مذکور ہے کہ وہ لوگ انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں۔

[2] راہ گم۔ گمراہ۔ سفہ۔ بیوقوفی۔ اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِکُمْ۔ سورۂ یٰسین میں ہے کہ گاؤں والوں نے رسولوں کو کہا ہم تمہارے وجود سے بدفالی لیتے ہیں۔ جہلِ ترسا۔ اوپر جاہلوں کی دشمنی کا ذکر تھا۔ اب جاہلوں کی محبت کا ذکر ہے یعنی یہ جہالت کہ اُنکے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کو سولی دے دی گئی اور وہ اپنے آپ کو نہ بچا سکے اور یہ اُنکے ذریعہ اپنی نجات کے قائل ہیں۔ مصلوب۔ سولی پر چڑھا ہوا۔

[3] چوں دل۔ قرآن پاک میں ہے مَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِیْهِمْ۔ آنحضورؐ کو خطاب ہے کہ جب تک تم اُن میں موجود ہو اُن پر عذاب نہ آئیگا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ "تم ان میں موجود ہو" کا مطلب یہ ہے کہ جب تک قوم تمہیں نہ ستائے، تو محض موجود ہونا عذاب کے دفع کرنے کے لئے کافی نہیں ہے اسی طرح محض اولیاء اللہ کا وجود دفعِ عذاب نہ کر سکے گا۔ اور چونکہ ذوالنون کو قوم نے ستایا لہٰذا قوم کا بچاؤ نہ ہو سکے گا۔ زرِ خالص۔ خالص سونا، اور سنار جعلساز کو رسوا کر دیتا ہے لہٰذا جعلساز کی دشمنی سے وہ خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ یہی حال انبیاء اور اولیاء کا عوام کے ساتھ ہے۔ یوسفاں یعنی نیک لوگ۔ زشتاں۔ بُرے لوگ۔ در آتش۔ بُروں کی وجہ سے بھلوں کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔

یوسفاں[1] از مکرِ اخواں در چہ اند | کز حسد یوسف بگرگاں می دہند
بہت سے یوسف بھائیوں کی مکاری کی وجہ سے کنوئیں میں ہیں | کیونکہ وہ حسد کی وجہ سے یوسف کو بھیڑیوں کو دیدیتے ہیں

از حسد بر یوسفِ مصری چہ رفت | ایں حسد اندر کمیں گرگیست زفت
حسد کی وجہ سے مصری یوسف پر کیا گذری؟ | یہ حسد چھپا ہوا موٹا بھیڑیا ہے

لاجرم زیں گرگ یعقوبؑ حلیم | داشت بر یوسفؑ ہمیشہ خوف و بیم
لا محالہ اس بھیڑیئے کی وجہ سے بردبار یعقوبؑ | یوسفؑ کے معاملہ میں خوف و خطر محسوس کرتے تھے

گرگِ ظاہر گردِ یوسفؑ خود نگشت | ایں حسد در فعل از گرگاں گذشت
ظاہری بھیڑیا یوسفؑ کے پاس بھی نہ آیا | یہ حسد کارنامہ میں بھیڑیوں سے بھی بڑھ گیا

زخم کرد ایں گرگ وز عذرِ لبق | آمدہ کاِنّا ذَہَبْنَا نَسْتَبِقُ
اس بھیڑیئے نے زخمی کیا اور چکنا چپڑا عذر لے کر | (حضرت یعقوبؑ کے پاس) آیا کہ ہم دوڑ لگارہے تھے

صد ہزاراں گرگ را ایں مکر نیست | عاقبت رسوا شود[2] ایں گرگ بایست
لاکھوں بھیڑیوں کو بھی یہ مکاری حاصل نہیں ہے | ٹھہر جا، بالآخر یہ بھیڑیا رسوا ہوگا

زانکہ حشرِ حاسداں روزِ گزند | بیگماں بر صورتِ گرگاں کنند
کیونکہ حشر کے دن حاسدوں کا حشر | یقیناً بھیڑیوں کی صورت میں کریں گے

حشر[3] پرحرصِ سگِ مردار خوار | صورتِ خوکے بود روزِ شمار
مردار خوار، حریص کتے کا حشر | قیامت کے دن سُور کی صورت میں ہوگا

زانیاں را گندہ اندامِ نہاں | خمر خواراں را بود گندہ دہاں
(قیامت کے دن) زناکاروں کی شرمگاہیں گندی ہونگی | شراب نوشوں کے منہ بدبودار ہونگے

گندِ مخفی کاں بدلہا می رسید | گشت اندر حشر محسوس و پدید
چھپی ہوئی گندگی جو دلوں میں پہنچتی ہے | وہ قیامت میں محسوس اور ظاہر ہوگی

بیشۂ آمد وجودِ آدمی | بر حذر شو زیں وجود ار آدمی
انسان کا وجود ایک بَن ہے | اگر تو انسان ہے تو اس وجود سے احتیاط برت

ظاہر و باطن اگر باشد یکے | نیست کس را در نجاتِ او شکے
اگر ظاہر و باطن یکساں ہو | اس کی نجات میں کسی کو شک نہیں ہے

در وجودِ ما ہزاراں گرگ و خوک | صالح و ناصالح و خوب و خشوک
ہمارے وجود میں ہزاروں بھیڑیے اور سور ہیں | نیک اور بد، اور اچھے اور بُرے

[1] یوسفاں۔ حضرت یوسفؑ کو بھائیوں نے حسد کی وجہ سے کنوئیں میں گرادیا تھا۔ بگرگاں۔ حسد کی وجہ سے حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے اُنکو بھیڑیئے کے پھاڑنے کا افسانہ گھڑا تھا۔ گرگ۔ یعنی حسد۔ حضرت یوسفؑ کو بھیڑیئے نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا بھائیوں کا حسد تکلیف کا سبب بنا۔ حمد۔ یعنی بھائیوں کا یہ کہنا کہ ہم دوڑ لگا رہے تھے اور یوسفؑ کو بھیڑیا لے گیا۔ صد ہزاراں۔ یہ مکاری جس کا سبب حسد ہوا سو بھیڑیوں سے بھی ممکن نہ تھی۔

[2] رسوا شود۔ چنانچہ بھائیوں کو حضرت یوسفؑ کی بڑائی کا رسوا ہوکر مجبوراً اقرار کرنا پڑا اور آخرت کی رسوائی یہ ہوگی کہ عام حاسدوں کا حشر بھیڑیوں کی شکل میں ہوگا۔ حضرت یوسفؑ کے بھائی تو تائب ہوگئے تھے اور ان میں سے ہر ایک کو مقامِ نبوت حاصل ہوا تھا اُن کا حشر بھیڑیوں کی صورت میں نہ ہوگا۔

[3] حشر۔ حرامخور کا حشر خنزیر کی صورت میں ہوگا۔ زانیاں۔ زناکاروں کا حشر اس حالت میں ہوگا کہ انکی شرمگاہیں سڑتی ہونگی شرابیوں کے منہ سڑتے ہوں گے۔ مخفی۔ دلوں میں چھپی ہوئی گندگیاں نمایاں ہو جائینگی۔ بیشہ۔ بَن اور جھاڑیوں میں موذی جانور رہتے ہیں اسی طرح انسان کے وجود میں موذی خصلتیں ہیں۔ ظاہر یعنی باطن [illegible]

لہ حکم آں خو راست کو غالب ترست
حکم اُس خصلت کے مطابق ہے جو غالب ہے

چونکہ زر بیش از مس آمد آں زرست
جب سنا تانبے سے زیادہ ہے تو وہ سونا ہے

سیرتے کاں در وجودت غالب ست
وہ خصلت جو تیرے وجود میں غالب ہے

ہم براں تصویر حشرت واجب ست
اُسی صورت پر تیرا حشر ضروری ہے

ساعتے گرگی در آید در بشر
ایک وقت میں انسان میں بھیڑیا پن آتا ہے

ساعتے یوسف رُخی ہمچوں قمر
ایک وقت میں چاند جیسی یوسف رُخی آتی ہے

می رود از سینہا در سینہا
سینوں سے سینوں میں جاتے ہیں

از رہِ پنہاں صلاح و کینہا
پوشیدہ طور پر نیکی اور کینے

بلکہ خود از آدمی در گاو و خر
بلکہ انسان سے بیل اور گدھے میں

می رود دانائی و علم و ہنر
سمجھ اور علم اور ہنر پہنچتا ہے

اسپ سُکسُک می شود رہوار و رام
کم رفتار گھوڑا، تیز رفتار اور فرمانبردار ہو جاتا ہے

خرس بازی می کند بز ہم سلام
ریچھ کھیلتا ہے، بکری بھی سلام کرتی ہے

رفت ٢ در سگ ز آدمی حرص و ہوس
انسان سے حرص و ہوس کتے میں پہنچی

یا شباں شد یا شکاری یا حرس
چرواہا، یا شکاری، یا محافظ بنا

در سگِ اصحاب خوئے زاں رقود
اصحابِ کہف کے کتے میں اُن سونے والوں کی فضیلت

رفتہ تا جویائے اللہ گشتہ بود
پہنچی یہاں تک کہ وہ اللہ کا طالب بن گیا

ہر زماں در سینہ نوعے سر کند
ہر زمانہ میں سینہ میں ایک خاص نوعیت ظاہر ہوتی ہے

گاہ دیو و گہ ملک گہ دام و دد
کبھی شیطان اور کبھی فرشتہ اور کبھی چرندہ اور درندہ (بن جاتا ہے)

زاں عجب بیشہ کہ ہر شیر آگہ ست
اُس عجیب جنگل سے جس کو ہر شیر جانتا ہے

تا ببامِ سینہا پنہاں رہ ست
سینوں کی بلندی تک مخفی راستہ ہے

دزدی ٣ کُن از دُرو مرجانِ جاں
جان کا موتی، اور مونگا چرا لے

اے کم از سگ از درون عارفاں
عارفوں کے دل میں سے اے کتے سے کمتر!

چونکہ دزدی دُزد آں دُرِ لطیف
جبکہ تو چور ہے، تو پاکیزہ موتی چرا

چونکہ حامل می شوی بارِ شریف
جبکہ تو بوجھ اٹھاتا ہے تو بھلا بوجھ اٹھا

فہم کردن مریداں کہ ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ دیوانہ نشدہ متعمداً ایں صورت کردہ

مریدوں کا سمجھنا کہ ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ پاگل نہیں ہوئے ہیں قصداً یہ صورت بنائی ہے

لہ حکم آں خو۔ جو خصلت غالب ہوگی اُسی پر حشر ہوگا، اشرفی میں تھوڑا سا تانبہ ضرور ہوتا ہے لیکن وہ سونے کی کہلاتی ہے۔ ساعتے۔ کسی وقت انسان میں اخلاقِ ذمیمہ کا غلبہ ہوتا ہے کسی وقت اخلاقِ حمیدہ کا۔ می رود۔ صحبت سے انسان میں اچھے بُرے اخلاق اُبھرتے ہیں۔ بلکہ۔ حیوانات انسان کی صحبت سے متاثر ہوتے ہیں۔ سُکسُک۔ کم رفتار گھوڑا۔ رہوار۔ تیز رفتار گھوڑا۔ رام۔ مُطیع۔ خرس۔ ریچھ۔ بز۔ بکرا۔

٢ رفت۔ انسان کی صحبت سے کتے میں کام کرنے کی حرص و ہوس آجاتی ہے تو وہ بکریوں کا چرواہا یا شکاری یا نگہبان بن جاتا ہے۔ در سگ۔ قطمیر نامی اصحاب کہف کا کتا جنت میں جائیگا۔ رقود۔ سونے والے، راقد کی جمع ہے۔ نوعے۔ یعنی اخلاق کی کوئی قسم۔ دام۔ چرندہ۔ دد۔ درندہ۔

٣ دزدی کُن۔ پہلے اشعار میں بتایا تھا کہ ایک سینہ سے دوسرے سینہ میں خیالات منتقل ہوتے ہیں اب فرماتے ہیں جبکہ خفیہ راستے سے کچھ حاصل کرنا ہے تو عارفوں کے دل کے پاکیزہ خیالات حاصل کر۔ متعمداً۔ جان بوجھ کر۔

چونکہ ذوالنّون سوئے زنداں رفت شاد — بند بر پا دست بر سر زافتقاد[1]

جب ذوالنّون خوشی خوشی قیدخانہ کی طرف چلے — پا بہ زنجیر، (ڈنکے) گم کرنے کی وجہ سے سر کو پکڑے ہوئے

دوستاں از ہر طرف بنہادہ رُو — سُوئے زنداں بہرِ پرسش نزدِ اُو

دوستوں نے ہر جانب سے رُخ کیا — قیدخانہ کی جانب اُن کے پاس حال دریافت کرنے کیلئے

دوستاں در قصۂ ذوالنّوں شدند — سوئے زنداں و دراں رائے زدند

دوست ذوالنّون کے معاملہ میں روانہ ہوئے — قیدخانہ کی جانب، اور اُس میں ملائے زنی کی

کایں مگر قاصد کند یا حکمتے ست — اُو دریں رہ قبلہ است و آیتے ست

کہ یہ (مجنونانہ حرکتیں) بالقصد کرتے ہیں یا کوئی حکمت ہے — کیونکہ وہ اس راستہ میں قبلہ ہیں اور نشانی ہیں

دُور دُور از عقل چوں دریائے اُو — تا جنوں باشد سَفہ فرمائے اُو

اُن کی دریا جیسی عقل سے بہت بعید ہے — کہ جنوں اُن سے بیوقوفی (کی باتیں) کرائے

حاشَ لِلّٰہ از کمالِ جاہِ اُو — کابرِ بیماری بپوشد ماہِ اُو

خدا بچائے! اُن کے مرتبہ کے کمال کی وجہ سے — کہ بیماری کا اَبر اُن کے چاند کو چھپائے

اوز شرِّ عامّہ[2] اندر خانہ شُد — او ز ننگِ عاقلاں دیوانہ شُد

وہ عوام کے شر کی وجہ سے قیدخانہ میں گئے ہیں — وہ عقلمندوں کے عیب کیوجہ سے دیوانے بنگئے ہیں

او ز عارِ عقلِ کُندِ تن پرست — قاصداً رفت و دیوانہ شدست

وہ تن پرست کُند عقل کی ذلّت کی وجہ سے — جان کر (قیدخانہ میں) گئے ہیں اور دیوانہ بنے ہیں

کہ بہ بندم اے فتیٰ وز سازِ گاوٗ — بر سر و پشتم بزن وایں را مکاوٗ

کہ اے جوان (سپاہی) مجھے باندھدے اور ساٹنا — میرے سَر اور کمر پر مار اور اس میں کنج دکاؤ نہ کر

تا ز زخمِ لخت یابم مَن حیات — چوں قتیل از گاوِ موسیٰ اے ثِقات

تاکہ (چمڑے کے) ٹکڑے کی چوٹ سے میں زندگی حاصل کروں — اے معتبر لوگو! جیسا کہ موسیٰ کی گائے سے مقتول نے زندگی پائی

تا ز زخمِ[3] لخت گاوے خوش شوم — ہمچو کشتۂ گاوِ موسیٰؑ گش شوم

تاکہ گائے کے (چمڑے کے) ٹکڑے سے میں خوش ہوجاؤں — (حضرت) موسیٰؑ کی گائے کے مقتول کیطرح خاطر جمع ہوجاؤں

زندہ شد کشتہ ز زخمِ دُمِ گاوٗ — ہمچو مِس از کیمیا شُد زرِ ساوٗ

گائے کی دُم کی چوٹ سے مقتول زندہ ہو گیا — جیسے تانبہ کیمیا سے خالص سونا بن گیا

کشتہ برجست و بگفت اسرار را — وانمود آں زُمرۂ خونخوار را

مقتول اُٹھ بیٹھا، اور راز بتائے — اور قاتل جماعت کو ظاہر کر دیا

[1] افتقاد۔ گم کرنا یعنی چونکہ اُنھوں نے حضرت ذوالنّون کو گم کردیا تھا۔ رائے زدند۔ یعنی ذوالنّونؒ کی دیوانگی کے بارے میں مختلف رایوں کا اظہار کرنے لگے۔ کایں۔ بعض لوگوں کی رائے ہوئی کہ جان کر دیوانے بنے ہیں۔ حکمتے۔ یعنی خدا نے دیوانہ بنا دیا ہے اسمیں اللہ کی کوئی حکمت ہوگی۔ رہ۔ معرفت کی راہ۔ آیتے۔ خدا کی پہچان کی علامت۔ دُور دُور۔ بعض لوگوں نے کہا یہ ممکن نہیں کہ اُن جیسے عقلمند سے دیوانگی بیوقوفی کے کام کرا سکے۔ آبر یعنی دیوانگی۔ ماہ یعنی عقل۔

[2] شرِّ عامّہ۔ عوام کی شرارت۔ ننگ۔ چونکہ عقلمند لوگ باعثِ ننگ کام کرنے لگے ہیں اسلئے اُنھوں نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا کر اپنے آپ کو اُن کے زمرے سے خارج کرلیا ہے عقلِ کُند۔ وہ عقل جس میں ذہانت نہ ہو۔ تن پرست۔ وہ عقل جو لسانیت کی تربیت نہ کرے۔ قاصداً۔ بالارادہ۔ کہ۔ یعنی وہ قصداً قیدخانہ میں گئے ہیں اور دیوانوں کی طرح اپنے آپ کو گائے کے چمڑے کے انڑے پڑوا رہے ہیں۔ سازِ گاوٗ۔ چمڑے کا تسمہ جس سے جانوروں کو سدھاتے ہیں۔

[3] تا ز زخم۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں ایک بھتیجے نے اپنے چچا کو قتل کر ڈالا تھا قاتل کا پتہ نہ چلتا تھا حضرت موسیٰؑ نے ایک گائے ذبح کرائی اور اس کا چمڑا لیکر مُردے پر مارا تو مُردہ زندہ ہوگیا اور اُس نے قاتل کا پتہ بتادیا تھا۔ گُش۔ خوش۔

گفت روشن کایں جماعت کشتہ اند | تخمِ ایں آشوب ایشاں کشتہ اند
واضح طور پر کہا کہ اس جماعت نے قتل کیا ہے | اِس فساد کے بیج اُنھوں نے بوئے ہیں

[1] چونکہ کشتہ گردد ایں جسمِ گراں | زندہ گردد، ہستیِ اسرار داں
جب یہ بھاری جسم مُردہ ہو جاتا ہے | رازداں وجود زندہ ہو جاتا ہے

جانِ اُو بیند بہشت و نار را | باز داند جملۂ اسرار را
اُس کی جان دوزخ اور جنّت کو دیکھتی ہے | (اور) تمام رازوں کو جان لیتی ہے

وانماید خونیانِ دیو را | وانماید دامِ خدعہ و ریو را
قاتل شیطانوں کو ظاہر کر دیتی ہے | مکر اور دھوکے کے جال کو واضح کر دیتی ہے

[2] گاؤ کُشتن ہست از شرطِ طریق | تا شود از زخمِ دُمش جاں مُفیق
گائے کو ذبح کرنا، معرفت کی شرط ہے | تاکہ جان اُسکی دُم کی چوٹ سے ہوش میں آجائے

گاوِ نفسِ خویش را زُوتر بکش | تا شود روحِ خفی زندہ بہُش
بہت جلد اپنے نفس کی گائے کو ذبح کر دے | تاکہ مخفی روح ہوش کے ساتھ زندہ ہو جائے

ایں سُخن را مقطع و پایاں مجُو | حالِ ذوالنُّون با مُریداں باز گو
اِس بات کی ابتدا اور انتہا نہ تلاش کر | ذوالنّونؒ کا مُریدوں کے ساتھ معاملہ سُنا

رجوع کردن بحکایتِ ذوالنُّون رحمۃُ اللہ علیہ

ذوالنّونؒ رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت کی طرف رجوع کرنا

چوں رسیدند آں نفر نزدیکِ اُو | بانگ برزد ہے کیانید اتّقُو
جب وہ لوگ اُن کے پاس پہنچے | وہ چیخے خبردار تم کون ہو، بھاگو

با ادب گفتند ما از دوستاں | بہرِ پُرسش آمدیم اینجا بجاں
اُنھوں نے ادب سے کہا، ہم دوستوں میں سے ہیں | ہم دل و جاں سے (آپکو) پوچھنے آئے ہیں

[3] چونی اے دریائے عقلِ ذوفنون | ایں چہ بُہتان ست بر عقلت جنُوں
اے عجائب والی عقل کے دریا! آپ کیسے ہیں؟ | آپ کی عقل پر جنون کا یہ کیسا الزام ہے؟

دُودِ گلخن کے رسد در آفتاب | چوں شود عنقا شکستہ از غُراب
بھٹی کا دُھواں آفتاب تک کب پہنچتا ہے؟ | عنقا کوّے سے کب شکست کھاتا ہے؟

وا مگیر از ما بیاں کُن ایں سخن | ما محبّانیم با ما ایں مکُن
ہم سے نہ چھپایئے یہ بات بتایئے | ہم دوست ہیں، ہم سے یہ نہ کیجئے

---

۱ چونکہ جس طرح اُس مقتول کی روح نے اسرار کا انکشاف کر دیا اسی طرح جب انسان اپنی ہستی کو فنا کر دیتا ہے تو اُس پر اسرار منکشف ہونے لگتے ہیں۔ جانِ اُو یعنی مقامِ فنا پر پہنچ کر اسرارِ آخرت منکشف ہو جاتے ہیں۔ وانماید۔ انسان کو محسوس ہو جاتا ہے کہ شیاطین اسکے قاتل ہیں اور انکے مکر و فریب کو پہچان جاتا ہے۔

۲ گاؤ کُشتن یعنی مادی جسم کو فنا کرنا۔ طریق یعنی طریقِ معرفت۔ مُفیق۔ ہوشمند۔ بہُش۔ با ہوش۔ مریداں یعنی ذوالنونؒ کے وہ مرید جو پاگل خانہ میں گئے تھے۔ نفر۔ جماعت۔ اِتّقوا۔ تم ڈرو، تم بھاگو۔ پرسش یعنی احوال کی دریافت۔ عیادت۔

۳ فنون۔ فن کی جمع ہے۔ بہتان۔ جھوٹا الزام۔ جنون یعنی تیری عقل پر جنون کا الزام جھوٹ ہے۔ گلخن۔ بھٹی یعنی جس طرح بھٹی کا دُھواں آفتاب تک نہیں پہنچ سکتا ہے اور عنقا کوّے سے شکست نہیں کھا سکتا ہے اسی طرح تیری عقل تک نہ جنون کی رسائی ہو سکتی ہے نہ تیری عقل جنون سے مغلوب ہو سکتی ہے۔ مکن۔ یعنی حقیقت نہ چھپایئے۔

مر محبّاں را نشاید دور کرد
دوستوں کو نہ بھگانا چاہیئے

یا بُرُو پوشش و دغل مہجور۱ کرد
یا رُو پوشی اور دھوکے سے دور کرنا چاہیئے۔

راز را اندر میاں نہ با مُحِب
راز کو دوست کے سامنے رکھ دیجئے

اے کہ بحرِ علم و عقلی اِسْتَجِبْ
اے وہ کہ آپ علم و عقل کے سمندر ہیں، مان جائیے

راز را اندر میاں آور شَہا
اے شاہ! راز بتا دیجئے

رُو مکُن در ابر پنہانی مَہا
اے چاند! ابر میں منہ نہ چھپائیے

ما محبِّ صادق و دلخستہ ایم
ہم سچے دوست اور دل شکستہ ہیں

در دو عالم دل بتو وابستہ ایم
دونوں جہان میں ہمارا دل آپ سے وابستہ ہے

راز را از دوستاں پنہاں مکُن
راز کو دوستوں سے نہ چھپایئے

در میاں نہ راز و قصدِ جاں مکُن
راز بتا دیجئے اور ہماری جان کے درپے نہ ہوجئے

چونکہ ذوالنون ایں سخن زایشاں شنید
جب ذوالنون نے اُن کی یہ بات سُنی

جز طریق امتحاں مَخْلَص ندید
آزمائش کے راستے کے علاوہ چھٹکارا نہ دیکھا

فحش آغازید۲ و دشنام از گزاف
خواہ مخواہ فحش اور گالی گلوچ شروع کر دی

گفت اُو دیوانگانہ زی و قاف
دیوانوں کی طرح انھوں نے زق زق بق بق شروع کردی

بر جہید و سنگ و چوب آں کرد و چوب
کودے اور پتھر اور لکڑیاں پھینکنے لگے

جملگاں بگریختند از بیم کوب
چوٹ کے ڈر سے سب بھاگ گئے

قہقہہ خندید و جُنبانید سر
قہقہہ مار کر ہنسے اور سر ہلایا

گفت بادِ ریشِ ایں یاراں نگر
کہا اِن دوستوں کی شیخی دیکھ

دوستاں بیں کو نشانِ دوستاں
دوستوں کو دیکھو! دوستوں کی علامت کہاں ہے؟

دوستاں را رنج کے باشد ز جاں
دوستوں کو جان کی فکر کب ہوتی ہے؟

کے کراں۳ گیرد ز رنجِ دوست دوست
دوست کے ستانے سے دوست کب کنارہ کشی کرتا ہے؟

رنج مغز و دوستی اُو را چو پوست
تکلیف اٹھانا مغز ہے اور دوستی اُس کا چھلکا

رنج بر خود گیر گر تو دوستی
اگر تو دوست ہے تکلیف برداشت کر

رُو مگرداں گر تو نیکو خوستی
اگر تو اچھی عادت والا ہے، روگردانی نہ کر

نے نشانِ دوستی باشد خوشی
کیا خوشی دوستی کی نشانی نہیں ہے؟

در بلا و محنت و آفت کشی
مصیبت و مشقت اور آفتیں برداشت کریں

۱ مہجور کرد۔ یعنی رُو پوشی اور مکر سے فراق میں مبتلا کرنا مناسب نہیں ہے۔ اسْتَجِب۔ قبول کر، منظور کر۔ شہا۔ اے شاہ۔ مہا۔ اے قمر۔ دلخستہ۔ رنجیدہ۔ قصدِ جاں کردن۔ مار ڈالنا۔ امتحاں۔ آزمائش۔ مخلص۔ چھٹکارے کی جگہ۔

۲ آغازید۔ شروع کر دیا۔ گزاف۔ بے وجہ، بے اصل۔ زی و قاف۔ جھک جھک، بک بک، بکواس۔ غور داشتنی۔ نشان۔ علامت۔ رنج۔ یارے کہ تحمل نہ کند یار نباشد۔

۳ کراں۔ کنارہ۔ مغز۔ اصل، لُب لباب۔ پوست۔ چھلکا۔ رنج بر خود گیر۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ رُو مگرداں۔ یعنی اگر دوست تکلیف پہونچائے۔ نے نشان۔ دوستی کی علامت یہی ہے کہ ہر حالت میں راضی برضا دوست رہے۔

دوست ہمچوں زر[1]، بلا چوں آتش ست ‏ ‏ ‏ زرِ خالص در دلِ آتش خوش ست

دوست سونے کی طرح، تکلیف آگ کی طرح ہے ‏ ‏ ‏ خالص سونا آگ کے بیچ میں بھلا ہے

امتحان[2] کردنِ خواجۂ لقمانؑ زیرکیٔ لقمانؑ را

حضرت لقمانؑ کے آقا کا لقمانؑ کی ذہانت کی آزمائش کرنا

نے کہ لقمانؑ را کہ بندہ پاک بود ‏ ‏ ‏ روز و شب در بندگی چالاک بود

کیا ایسا نہیں ہوا کہ لقمانؑ جو ایک اچھے غلام تھے ‏ ‏ ‏ دن رات خدمتگاری میں چُست تھے

ق خواجہ اش میداشتے در کار پیش ‏ ‏ ‏ بہترش دیدے ز فرزندانِ خویش

آقا ان کو ہر کام میں آگے رکھتا تھا ‏ ‏ ‏ اپنی اولاد سے بھی ان کو زیادہ سمجھتا تھا

زانکہ لقمانؑ گرچہ بندہ زادہ بود ‏ ‏ ‏ خواجہ بود و از ہوا آزادہ بود

اِسلئے کہ حضرت لقمانؑ اگرچہ غلام زادہ تھے ‏ ‏ ‏ (لیکن) آقا تھے اور خواہشِ نفسانی سے آزاد تھے

گفت شاہے[3] شیخ را اندر سخن ‏ ‏ ‏ کز من از بخشش تو چیزے خواست کن

ایک بادشاہ نے گفتگو میں ایک بزرگ سے کہا ‏ ‏ ‏ مجھ سے بخشش میں کچھ مانگ

گفت اے شہ شرم ناید مر ترا ‏ ‏ ‏ کہ چنیں گوئی مرا زیں برتر آ

اُس (بزرگ) نے کہا اے بادشاہ! تجھے شرم نہیں آتی ‏ ‏ ‏ کہ مجھ سے یہ کہتا ہے، اس سے بالاتر بن

من دو بندہ دارم و ایشاں حقیر ‏ ‏ ‏ واں دو بر تو حاکمانند و امیر

میرے دو غلام ہیں اور وہ (بھی) حقیر ہیں ‏ ‏ ‏ اور وہ دونوں تیرے حاکم اور سردار ہیں

گفت شہ آں دو چہ اند ایں ذلت ست ‏ ‏ ‏ گفت آں یک خشم و دیگر شہوت ست

بادشاہ نے کہا وہ دونوں کیا ہیں؟ یہ (تو) ذلت ہے ‏ ‏ ‏ اُس (بزرگ) نے کہا ایک غصہ دوسرا شہوت ہے

شاہ آں داں کو ز شاہی فارغ ست ‏ ‏ ‏ بر مہ و خورشید نورش بازغ ست

بادشاہ اُس کو سمجھ جو بادشاہی سے بے نیاز ہے ‏ ‏ ‏ چاند اور سورج پر اُس کا نور غالب ہے

مخزن آں دارد کہ مخزن عارِ اوست ‏ ‏ ‏ ہستی آں دارد کہ با ہستی عدوست

وہ ایسا خزانہ رکھتا ہے کہ ظاہری خزانہ اُس کی ذلت ہے ‏ ‏ ‏ وہ ایسا وجود رکھتا ہے جو وجود کا دشمن ہے

خواجۂ لقماں بظاہر خواجہ وش ‏ ‏ ‏ در حقیقت بندہ، لقماں خواجہ اش

حضرت لقمانؑ کا آقا ظاہری خواجگی کے ہوتے ہوئے ‏ ‏ ‏ حقیقتاً غلام ہے، لقمانؑ اُس کے آقا ہیں

ہستی آں دارد۔ یعنی اُس کا روحانی وجود ہے جو جسمانی وجود کا دشمن ہے۔ خواجہ۔ یعنی دراصل لقمان خواجہ تھے اور ان کا خواجہ دراصل غلام تھا۔

[1] ہمچوں زر۔ جس طرح سونا آتش سے نکھرتا ہے اسی طرح دوستی میں دوست کے مصائب برداشت کرنے سے خلوص کا اظہار ہوتا ہے۔

[2] اِمتحان کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح حضرت لقمانؑ نے دوست کے ہاتھ سے کڑوا خربوزہ بھی رغبت سے کھایا اِسی طرح ایک انسان کو منجانب اللہ مصائب پر بھی راضی برضائے الٰہی رہنا چاہیے۔ خواجہ۔ آقا اُن کو معزز اور اولاد سے زیادہ پیار سے رکھتا تھا۔ زانکہ۔ یہ پہلے شعر کی دلیل۔ بندہ زادہ۔ حضرت لقمانؑ کو اگر ولی اور بزرگ مانا جائے تو غلام زادہ ہونے میں کوئی اشکال نہیں اور اگر وہ نبی تھے تو ان کے باپ کو جبراً غلام بنا لیا گیا ہوگا۔ خواجہ بود۔ چونکہ وہ ہوا و ہوس سے آزاد تھے لہٰذا غلام نہ تھے بلکہ آقا تھے۔

[3] گفت شاہے۔ چونکہ مولانا نے پہلے شعر میں ہوا و ہوس سے آزاد ہونے کا ذکر کیا ہے لہٰذا اس سلسلہ میں یہ حکایت نقل کی ہے۔ برتر آ۔ یعنی یہ بات تیرے مقام سے گری ہوئی ہے۔ حق۔ تو میرے دو غلاموں کا غلام ہے۔ ذلت۔ یعنی غلاموں کا غلام ہونا تیرے لئے ذلت کا سبب ہے۔ ز شاہی۔ شاہ تو وہ ہے کہ دنیا کی بادشاہت سے بھی بے نیاز ہو۔ بازغ۔ چمکنے والا، روشن۔ مخزن آں۔ یعنی علم و معرفت کا خزانہ۔ کہ مخزن۔ یعنی زر و جواہر کا خزانہ۔

در جہانِ[1] باژگونہ زیں بسے ست — در نظر شاں گوہرے کم از خسے ست

اُلٹی دنیا میں ایسا بہت ہے — اُن کی نظر میں جوہر تنکے سے کم ہے

مر بیاباں را مفازہ نام شُد — نام و ننگے عقلِ شاں را دام شُد

بیابان کا نام، کامیابی کی جگہ ہوا — عزت و ذلت اُن کی عقل کا جال بنا

یک گُرہ را خود مُعرّف جامہ است — در قبا گویند کو از عامہ است

ایک گروہ کے لئے لباس پہچان کا ذریعہ ہے — قبا پہننے والے کو عوام میں سے کہتے ہیں

یک گُرہ را ظاہرِ سالوس و زَرق — کردہ زاہد نام و اندر زُہد غرق

ایک گروہ کے ظاہری مکر اور فریب نے — زاہد اور زہد میں ڈوبے ہوئے نام رکھ لئے

یک گُرہ را ظاہرِ[2] سالوس و زُہد — نور باید تا بُوَد جاسوسِ زہد

ایک گروہ میں ظاہری مکر اور زہد ہے — نور چاہیئے جو زہد کی مخبری کرے

نور باید پاک از تقلید و غَول — تا شناسد مرد را بے فعل و قول

نور درکار ہے جو تقلید اور کجی سے خالی ہو — تاکہ انسان کو بغیر قول اور فعل کے پہچانے

در رَوَد در قلبِ اُو از راہِ عقل — نقدِ اُو بیند نباشد بندِ نقل

اُس کے دل میں عقل کے راستے سے گُھس جائے — اُس کا نقد دیکھ لے سُنی سُنائی کا پابند نہ ہو

[3]بندگانِ خاصِ علّامِ الغیوب — در جہانِ جاں جواسیس القلوب

علّام الغیوب کے خاص بندے — روحانی دنیا میں دلوں کے جاسوس ہیں

در درونِ دل در آید چوں خیال — پیشِ شاں مکشوف باشد سرِّ حال

جب دل میں کوئی خیال آتا ہے — پوشیدہ بھید اُن کے سامنے کُھل جاتا ہے

در تنِ گنجشک چہ بُوَد برگ و ساز — کہ شود پوشیدہ آں بر عقلِ باز

چڑیا کے جسم میں کیا ساز وسامان ہوتا ہے؟ — کہ وہ باز کی عقل پر چُھپ سکے

آنکہ واقف گشت بر اسرارِ ھُو — سرِّ مخلوقات چہ بُوَد پیشِ اُو

جو اللہ تعالیٰ کے بھیدوں سے واقف ہوگیا — مخلوق کے بھید اُس کے سامنے کیا ہیں؟

آنکہ بر افلاک رفتارش بُوَد — بر زمیں رفتن چہ دُشوارش بُوَد

جس کی گذر آسمانوں پر ہو — اُس کو زمین پر چلنا کیا دُشوار ہوگا؟

در کفِ داؤدؑ کآہن گشت موم — موم چہ بُوَد در کفِ اُو اے ظلوم

حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں جبکہ لوہا موم ہوگیا — اے ظالم! اُن کے ہاتھ میں موم کیا ہوگا!

[1] جہانِ باژگونہ۔ اُلٹی دنیا۔ در نظر۔ یعنی قیمتی چیز کو کم قیمت اور کم قیمت چیز کو قیمتی سمجھتے ہیں۔ مفازہ۔ کامیابی کی جگہ، صحرا کو کہتے ہیں حالانکہ وہ مُہلکہ یعنی ہلاکت کی جگہ ہے نام نہند۔ ننگ بمعنی نام و ننگ۔ عزت و ذلت کے خیال سے بے عقل کے کام کرتے ہیں۔ یک گُرہ۔ کپڑوں سے انسان کو پہچانتے ہیں اُس کی حقیقت پر نظر نہیں رکھتے ہیں گدڑی والے کو فقیر سمجھتے ہیں قبا پہننے والے کو معمولی انسان تصور کرتے ہیں۔

[2] ظاہر سالوس۔ بعض لوگ ظاہری مکاری کو دیکھ کر زُہد کے قائل ہو جاتے ہیں۔ نور باید۔ کسی کو پہچاننے کیلئے نورِ قلبی درکار ہے جس کے ذریعہ بغیر بات کئے، دیکھے انسان کو پہچانا جا سکے۔ نقدِ اُو۔ انسان کی صحیح حالت۔

[3] بندگان۔ پیر پر مرید کے دل کے احوال منکشف ہو جاتے ہیں۔ علّام الغیوب۔ غیبوں کا جاننے والا یعنی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ جواسیس۔ جاسوس کی جمع ہے۔ راز کو جاننے والا۔ در درونِ دل۔ جس طرح خیالات انسان کے دل میں گھستے ہیں اسی طرح خاص بندے بھی دل میں گھس کر بلا شبہ احوال جان لیتا ہے۔ در تن۔ گنجشک سے مراد مرید اور باز سے مراد شیخ ہے۔ اسرار ھو۔ اللہ کے ... بر افلاک انبیاء اور اولیاء کو آسمانوں کی سیر بھی گراد بجاتی ہیں۔ داؤدؑ۔ حضرت داؤدؑ کا معجزہ تھا انکے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔

بود[1] لقمانؑ بندہ شکلے خواجہ
لقمانؑ بظاہر غلام (حقیقتاً) آقا تھے
بندگی بر ظاہرش دیباجہ
غلامی اُن کے ظاہر کا عنوان تھی

چوں رود خواجہ بجائے ناشناس
آقا جب کسی اجنبی جگہ جاتا ہے
در غلام خویش پوشاند لباس
اپنے غلام کو (شاہی) لباس پہنا دیتا ہے

او بپوشد جامہائے آں غلام
وہ اُس غلام کے کپڑے خود پہن لیتا ہے
مر غلامِ خویش را سازد امام
اپنے غلام کو پیشرو بنا لیتا ہے

در پیش چوں بندگاں در رہ شود
راستہ میں غلاموں کی طرح اسکے پیچھے چلتا ہے
تا نباید زو کسے آگاہ[2] شود
تاکہ اس کو کوئی نہ پہچان سکے

گوید اے بندہ تو رو بر صدر شیں
کہہ دیتا ہے کہ اے غلام! تو جا اور صدر جگہ پر بیٹھ
من بگیرم کفش چوں بندہ کمیں
میں معمولی غلام کی طرح جوتیاں لے لونگا

تو درشتی کن مرا دشنام دہ
تو سختی کر، مجھے بُرا بھلا کہہ
مر مرا تو ہیچ توقیرے منہ
تو میری کوئی عزت نہ کر

ترکِ خدمت خدمتِ تو داشتم
خدمت نہ کرنا میں نے تیرے ذمہ لگایا ہے
تا بغربت تخمِ حیلت کاشتم
جب تک کہ مسافرت میں میں نے تدبیر کا بیج بویا ہو

خواجگاں[3] ایں بندگیہا کردہ اند
آقاؤں نے یہ غلامیاں کی ہیں
تا گماں آید کہ ایشاں بندہ اند
تاکہ یہ گمان ہو کہ وہ غلام ہیں

چشم پُر بودند و سیر از خواجگی
وہ آقائیت سے سیر چشم اور پیٹ بھرے تھے
کارہا کردہ اند آمادگی
انھوں نے استعداد کے لئے بہت سے کام کئے ہیں

ویں غلامانِ ہوا بر عکسِ آں
اور یہ خواہش کے غلام اس کے برعکس
خویشتن بنمودہ میرِ عقل و جاں
اپنے آپ کو عقل و جان کا آقا ظاہر کرتے ہیں

آید از خواجہ رہِ افگندگی
آقا سے خاکساری کا طریقہ آتا ہے
ناید از بندہ بغیر از بندگی
(اللہ کے) بندے سے بندگی کے سوا کچھ نہیں آتا ہے

پس ازاں عالم بدیں عالم چناں
پس اُس عالم سے اِس عالم تک
تعبیتہا ہست بر عکسِ[4] ایں بداں
بہت سی بناوٹی باتیں ہیں اُن کو اُلٹا سمجھ

---

[4] : عالم آخرت میں دو بہت سی چیزیں ہیں کہ جو حقیقتاً ظاہر کے برعکس ہیں۔

[1] بود لقمانؑ۔ حضرت لقمانؑ نے جان بوجھ کر ظاہری طور پر غلامی اختیار کر رکھی تھی ورنہ وہ آقا تھے۔ چونکہ روح۔ غلامی کی شکل اختیار کر لینے کی وجہ بیان کی ہے اجنبی جگہ مصلحتوں کی بنا پر اکثر اپنے آپ کو غلام اور غلام کو شاہ ظاہر کر دیا کرتے ہیں۔

[2] آگاہ شود۔ اپنے آپ کو بادشاہ ظاہر کرنے میں خطرات ہوتے ہیں۔ شیں۔ نشیں کا مخفف ہے۔ کمیں۔ کمینہ۔ تو درشتی۔ تاکہ غلام کو آقا سمجھا جائے۔ ترک خدمت یعنی تیری خدمتگذاری یہی ہے کہ تو خدمت نہ کرے۔ غربت۔ مسافرت۔ حیلت۔ تدبیر۔

[3] خواجگاں بہت سے بزرگ اپنی بزرگی کے اخفاء کیلئے معمولی معمولی کام اختیار کر لیتے ہیں تاکہ عوام کی نگاہوں سے چھپے رہیں۔ کارہا۔ بزرگانِ دین معمولی پیشے اختیار کر لیتے ہیں تاکہ اُنکی استعداد قربِ الٰہی میں اضافہ ہو۔ ویں غلاماں۔ جو لوگ حرص و ہوا کے غلام ہیں وہ اپنی بڑائی ظاہر کرتے ہیں۔ خواجہ۔ بزرگانِ دین ہمیشہ فروتنی اختیار کرتے ہیں۔ از بندہ یعنی جو اللہ کے نیک بندے ہیں۔ ازاں عالم۔ عالمِ آخرت۔ ازیں عالم۔ عالمِ دنیا۔ تعبیتہا۔ تعبیۃ کی جمع ہے بناوٹ۔ برعکس۔ جس طرح یہ واقعہ ہے کہ بظاہر حضرت لقمانؑ غلام اور ان کا آقا آقا ہے لیکن حقیقتاً حضرت لقمانؑ آقا اور ان کا آقا اُن کا غلام تھا اِسی طرح اِس

خواجۂ لقمان از ایں[1] حالِ نہاں ⁂ بود واقف دیدہ بود از وی نشاں

(حضرت) لقمان کا آقا اس راز سے ⁂ واقف تھا اور اس کی نشانی دیکھ چکا تھا

راز می دانست و خوش می راند خر ⁂ از برائے مصلحت آں راہبر

راز جانتا تھا، کام چلا رہا تھا ⁂ اس راہنما کی مصلحت کی وجہ سے

مر ورا آزاد کردے از نخست ⁂ لیک خوشنودیِ لقمان بجست

ان کو وہ پہلے ہی آزاد کر دیتا ⁂ لیکن اس نے (حضرت) لقمان کی خوشنودی چاہی

زانکہ لقمان را مراد ایں بود تا ⁂ کس نداند سِرّ آں شیر فتا

کیونکہ (حضرت) لقمان کا مقصد یہی تھا تاکہ ⁂ اس نوجوان شیر کا کوئی بھید نہ سمجھ سکے

چہ[2] عجب گر سِرّ ز بد پنہاں کنی ⁂ ایں عجب کہ سِرّ ز خود پنہاں کنی

یہ کیا عجیب بات ہے کہ تو راز کسی بُرے سے چھپائے ⁂ عجیب تو یہ ہے کہ تو راز کو اپنے آپ سے چھپائے

کار پنہاں کن تو از چشمانِ خود ⁂ تا بوَد کارت سلیم از چشمِ بد

اپنی نظروں سے چھپ کر کام کر ⁂ تاکہ تیرا کام نظرِ بد سے بچا رہے

خویش را تسلیم کن بر دار مُزد ⁂ وانگہ از خود بے ز خود چیزے بدزد

اپنے آپ کو سپرد کر دے، مزدوری کمالے ⁂ پھر بے خودی میں اپنے میں سے کچھ چرالے

می[3] دہند افیوں بمردِ زخم مند ⁂ تا کہ پیکاں از تنش بیروں کنند

زخمی انسان کو افیون دے دیتے ہیں ⁂ تاکہ اس کے جسم میں سے تیر کھینچ لیں

وقتِ مرگ از رنج او را می درند ⁂ او بداں مشغول شد جاں می برند

مرتے وقت اس کو تکلیف سے ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہیں ⁂ وہ اس میں لگا، جان نکال لے جاتے ہیں

چوں بہر فکرے کہ خواہی دل سپرد ⁂ از تو چیزے در نہاں خواہند برد

جب کسی فکر میں تو دل کو لگا دے گا ⁂ تو وہ تیری چیز چپکے سے چرالیں گے

پس بداں مشغول شو کاں بہتر ست ⁂ تا ز تو چیزے بَرد کاں کہتر ست

تو اس میں لگ جو اچھی چیز ہو ⁂ تاکہ (چور) تیری وہ چیز لے جائے جو گھٹیا ہے

ہر چہ اندیشی و تحصیلے کنی ⁂ می درآید دزد زاں سو کایمنی

جو تو سوچتا ہے، اور حاصل کرتا ہے ⁂ چور اس جانب سے آتا ہے جدھر سے تو مطمئن ہے

کہ انسان فکر رکھتا ہے اس کی جانب چور نہیں آتا

[1] ازیں حال۔ یعنی اس بات سے کہ حضرت لقمانؑ نے ظاہرًا غلامی اختیار کر رکھی ہے ورنہ باطنی اُن کا رتبہ آقائیت کا ہے۔ راہبر۔ یعنی حضرت لقمانؑ خوشنودی۔ حضرت لقمانؑ کی خواہش تھی کہ اُن کو غلام بنائے رکھے۔ بہتر۔ اُن کا روحانی مرتبہ۔

[2] چہ عجب۔ کمالات کو دوسروں کی نگاہوں سے مخفی رکھنا بھی کمال ہے لیکن اپنی نگاہوں میں اپنے کمالات کمال نہ ہوں تب زیادہ کمال ہے۔ چشمِ بد۔ خود اپنی نظرِ بد سے اپنے اعمال کو بچا۔ خویش را۔ اپنے آپ کو غلام سمجھتے ہوئے مزدوری کئے جاؤ تب اپنے رذایل کو اپنے آپ سے چُرا کر غائب کر سکو گے۔

[3] می دہند۔ افیوں کھلا کر خودی شادی جاتی ہے تب اصلاح کی جاتی ہے تو خودی کو مٹانے سے اصلاح ہوگی۔ وقتِ مرگ۔ موت کے وقت جسمانی تکالیف میں مبتلا ہوتا ہے تو اُس کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور روح سے غفلت ہو جاتی ہے تو روح چوری چلی جاتی ہے۔ چوں بہر فکرے۔ انسان کی جس چیز کی طرف توجہ رہتی ہے وہ بچ جاتی ہے جس سے غفلت برتتا ہے وہ چوری ہو جاتی ہے۔ بہتر ست۔ قیمتی چیز کی طرف توجہ کرنے پھر ضائع ہوگی تو معمولی چیز ضائع ہوگی۔ ایمنی۔ تو مطمئن ہو کر بیٹھتا ہے تو جس کرتا ہے تو چور اسکو چُراتا ہے جس چیز

بارِ[1] بازرگاں چو در آب اوفتد — دست اندر کالۂ بہتر زند
تاجر کا مال جب پانی میں گرتا ہے — تو وہ عمدہ سامان پر ہاتھ مارتا ہے

کشتی مالش بغرقاب اوفتد — ہر چہ نازل تر بدریا افگند
اُس کے مال کی کشتی اگر سمندر میں پہنچے — جو گھٹیا ہے اُس کو دریا میں پھینک دیتا ہے

چونکہ چیزے فوت خواہد شد در آب — ترکِ کمتر گوئی و بہتر را بیاب
چونکہ کوئی نہ کوئی چیز تو پانی میں ڈوبے گی — گھٹیا کو چھوڑ دے اور بڑھیا کو بچالے

نقدِ ایماں را بطاعت گوش دار — تا ز روئے حق نگردی شرمسار
بندگی کے ذریعہ ایمان کے نقد کی حفاظت کر — تاکہ تو اللہ (تعالیٰ) کے روبرو شرمندہ نہ ہو

چونکہ نقدت را نگہداری کُنی — حرص و غفلت را بَرَد دیو دَنی
جب تو اپنے نقد کی دیکھ بھال رکھے گا — کمینہ شیطان حرص اور غفلت کو لے بھاگے گا

ظاہر شدنِ فضل و زیرکی لقمانؑ پیشِ امتحان کنندگان

امتحان کرنیوالوں کے سامنے (حضرت) لقمانؑ کی بزرگی اور ذہانت کا ظاہر ہونا

خواجۂ لقمانؑ چو لقمانؑ را شناخت[2] — بندہ بود او را و با او عشق باخت
(حضرت) لقمانؑ کے آقا نے جب لقمانؑ کو پہچان لیا — اُن کا غلام ہوگیا اور اُن پر فریفتہ ہوگیا

ہر طعامے کاوریدندے بُوے — کس سوئے لقمانؑ فرستادے زپے
وہ جو کھانا اُس کے پاس لاتے — تو فوراً کسی کو (حضرت) لقمانؑ کی جانب روانہ کرتا

تا کہ لقمانؑ دست سوئے آں بَرَد — قاصداً تا خواجہ پس خوردش خورد
تاکہ (حضرت) لقمانؑ اُس میں ہاتھ ڈال دیں — اس ارادے سے کہ آقا اُن کا جھوٹا کھائے

سؤرِ[3] او خوردے و شور انگیختے — ہر طعامے کو نخوردے ریختے
اُن کا جھوٹا کھاتا، اور مستی پیدا کرتا — جو کھانا وہ نہ کھاتے اُس کو ضائع کر دیتا

ور بخوردے بیدل و بے اشتہا — ایں بُوَد پیوستگی بے منتہا
اگر کھاتا بھی تو بے دلی اور بے رغبتی سے — لامحدود تعلق یہ ہوتا ہے

خُربزہ آوردہ بودند ارمُغاں — لیک غائب بود لقمانؑ آں زماں
تحفے میں خربوزہ لائے تھے — لیکن اُس وقت (حضرت) لقمانؑ موجود نہ تھے

گفت خواجہ با غلامے کے فلاں — زود رَو فرزندِ لقمانؑ را بخواں
آقا نے ایک غلام سے کہا کہ فلانے! — جلد جا، عزیز لقمانؑ کو بلا لا

---

[1] بار۔ پہلے سمجھایا تھا کہ اچھی چیز کی طرف نگاہ رکھو تاکہ معمولی چیز ضائع ہو اب اس کو مثال دے کر سمجھاتے ہیں کہ اگر کشتی بوجھل ہونے کی وجہ سے ڈوبنے لگتی ہے تو معمولی چیزیں پھینک دی جاتی ہیں۔ کالا۔ سامان۔ نازل تر۔ گھٹیا۔ بہتر۔ قیمتی سامان۔ ایماں۔ یہ قیمتی چیز ہے اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کرنی ہے اس کی حفاظت کر۔ حرص۔ اپنے رذائل کی حفاظت نہ کر تاکہ وہ چوری ہوجائیں۔

[2] شناخت۔ یعنی اُن کی اُنکی بزرگی کو پہچان گیا۔ ہر طعامے۔ بڑوں کا جھوٹا تبرکاً کھایا جاتا ہے۔ فرستادے۔ یعنی اُن کو بلانے کیلئے۔ پس خورد۔ بچا ہوا کھانا۔

[3] سؤر۔ پس خوردہ۔ شور انگیختن۔ مستی کا اظہار کرنا۔ نخوردے۔ اُنکے نہ کھانے سے سمجھتا تھا کہ کھانا مکروہ ہے۔ پیوستگی۔ تعلق۔ خُربزہ۔ خربوزہ۔ ارمغاں۔ تحفہ۔ فرزند۔ محبت میں بیٹا کہا ہے۔

چونکہ لقمانؑ آمد و پیشش نشست
جب (حضرت) لقمانؑ آئے اور اسکے سامنے بیٹھ گئے

خواجہ پس بگرفت سکینے[1] بدست
اُس کے بعد آقا نے چھری ہاتھ میں لی

چوں برید و داد اُو را یک برین
جب تراشا، اور اُن کو ایک قاش دی

ہمچو شکر خوردش و چوں انگبیں
انھوں نے اُس کو شکر و شہد کی طرح کھالیا

از خوشی کہ خورد داد اُو را دوم
چونکہ انھوں نے خوشی سے کھایا اُن کو دوسری دی

تا رسید آں گرچہا تا ہفدہم
یہاں تک کہ وہ قاشیں سترہ تک پہونچیں

ماند گرچے گفت ایں را من خورم
ایک قاش بچی تو بولا اِس کو میں کھاؤں گا

تا چہ شیریں خربزیست ایں بنگرم
تاکہ دیکھوں کیسا میٹھا خربوزہ ہے؟

اُو چنیں خوش میخورد کز ذوقِ اُو
وہ اسقدر خوشی سے کھا رہے تھے کہ اُنکے ذوق سے

طبعہا شد مشتہی و لقمہ جو
طبیعتیں خواہشمند ہوگئیں اور کھانا چاہنے لگیں

چوں[2] بخورد از تلخیش آتش فروخت
جب اُسنے کھایا اُس کی کڑواہٹ سے آگ لگ گئی

ہم زباں کرد آبلہ ہم حلق سوخت
زبان پر آبلہ پڑگیا حلق بھی جل گیا

ساعتے بیخود شد از تلخیِ آں
تھوڑی دیر اُس کی کڑواہٹ سے بے چین رہا

بعد ازاں گفتش کہ اے جانِ جہاں
اُس کے بعد اُنسے کہا، اے جانِ عالم!

نوش چوں کردی تو چندیں زہر را
آپ نے اسقدر زہر کیسے پی لیا؟

لطف چوں انگاشتی ایں قہر را
اِس قہر کو لطف کیوں سمجھا؟

ایں چہ صبرست ایں صبوری از چہ روست
یہ کیسا صبر ہے اور یہ کس طرح کا صبر کرنا ہے؟

جانِ تو گوئی بہ پیشِ تو عدوست
گویا آپ کی جان آپ کے نزدیک آپکی دشمن ہے

چوں[3] نیاوردی بحیلت حجتے
کیوں نہ تدبیر سے آپ نے کوئی عذر کردیا

کہ مرا عذریست بس کُن ساعتے
کہ میں معذور ہوں، تھوڑی دیر ٹھہر

گفت من از دستِ نعمت بخش تو
فرمایا کہ تیرے سخی ہاتھ سے

خوردہ ام چنداں کہ از شرمم دوتو
میں نے اسقدر کھایا ہو کہ شرمندگی سے جھکا جاتا ہوں

شرمم آمد گر یکے تلخ از کفت
مجھے شرم آتی اگر تیرے ہاتھ سے ایک کڑوی چیز

می نخورم اے تو صاحب معرفت
نہ کھاؤں اے (آقا) تو خود جانتا ہے

چوں ہمہ اجزام از انعامِ تو
جبکہ میرے تمام اجزاء تیرے انعام سے

رُستہ اند و غرقِ دانہ و دامِ تو
اُگے ہیں اور تیرے دانہ و دام میں غرق ہیں

[1] سکین۔ چھری۔ برین۔ قاش، پھانک۔ انگبیں، شہد۔ گرچہا۔ گرچ کی جمع ہے، بالضم بکاف و جیم فارسی، خربوزے، تربوز کی قاش۔ مشتہی۔ خواہشمند۔

[2] چوں۔ کڑوا خربوزہ کھانے سے حلق میں سوزش اور زبان پر آبلہ پڑگیا۔ جانِ جہاں۔ یعنی حضرت لقمانؑ۔ زہر۔ یعنی کڑوا خربوزہ۔ قہر و ایسا کڑوا خربوزہ کھانا تو جان کے ساتھ دشمنی ہے۔

[3] چوں۔ یعنی صاف انکار مناسب نہ تھا تو کوئی عذر تراش لیتے۔ گفت۔ حضرت لقمانؑ نے فرمایا جب اِس ہاتھ سے سیکڑوں شیریں چیزیں کھاچکا ہوں ایک تلخ چیز کا انکار بے شرمی ہے۔ اجزام۔ میرے بدن کے سارے اجزاء تیرے نمک کے پروردہ ہیں۔ دام۔ جال۔

گر[1] زیک تلخے کُنم فریاد و داد — خاکِ تیرہ بر سرِ اجزام باد

اگر میں ایک کڑوی چیز سے فریاد اور واویلا کروں — تو کالی خاک میرے اجزاء پر ہو

لذتِ دستِ شکر بخشت کہ داشت — اندریں بطیخ تلخی کے گذاشت

تیرا شکر بخش ہاتھ جو لذت رکھتا تھا — اُس نے اِس خربوزے میں کڑواہٹ کہاں چھوڑی؟

از محبت تلخہا شیریں شود — از محبت مسہا زریں شود

محبت کی وجہ سے کڑوی چیزیں میٹھی ہو جاتی ہیں — محبت سے تانبے سونے بن جاتے ہیں

از محبت دُردہا صافی شود — وز محبت دَردہا شافی شود

محبت سے تلچھٹیں صاف ہو جاتی ہیں — محبت سے درد شفا بخشنے والے بن جاتے ہیں

از محبت خارہا گُل می شود — وز محبت سرکہا مُل می شود

محبت سے کانٹے پھول بن جاتے ہیں — محبت سے سرکے شراب بن جاتے ہیں

از محبت دار تختے[2] می شود — وز محبت بار بختے می شود

محبت سے سُولی، تخت بن جاتی ہے — محبت سے بوجھ نصیبہ بن جاتا ہے

از محبت سجن گلشن می شود — بے محبت روضہ گلخن می شود

محبت سے قید خانہ چمن بن جاتا ہے — بغیر محبت کے باغ بھٹی بن جاتا ہے

از محبت نار نورے می شود — وز محبت دیو حورے می شود

محبت سے آگ نور بن جاتی ہے — محبت سے دیو، حور بن جاتا ہے

از محبت سنگ روغن می شود — بے محبت موم آہن می شود

محبت سے پتھر تیل بن جاتا ہے — بغیر محبت کے موم لوہا بن جاتا ہے

از محبت حزن شادی می شود — وز محبت غُول ہادی می شود

محبت سے غم خوشی بن جاتا ہے — محبت سے بھٹکاوا راہبر بن جاتا ہے

از محبت نیش[3] نوشے می شود — وز محبت شیر مُوشے می شود

محبت سے ڈنک شہد بن جاتا ہے — محبت سے شیر چوہا بن جاتا ہے

از محبت سُقم صحت می شود — وز محبت قہر رحمت می شود

محبت سے بیماری، تندرستی بنجاتی ہے — محبت سے قہر رحمت بن جاتا ہے

از محبت خار سوسن می شود — وز محبت خانہ روشن می شود

محبت سے کانٹا سوسن بن جاتا ہے — محبت سے گھر روشن ہو جاتا ہے

---

[1] گرزیک۔ کسی بڑے محسن کی معمولی سی زیادتی پر واویلا کرنا بڑی ذلیل حرکت ہے۔ لذت۔ محسن کے ہاتھ کی کڑوی چیزیں کڑوی نہیں رہتی ہیں۔ از محبت۔ یہاں سے مولانا نے فرمایا ہے کہ محبت چیزوں کی حقیقت بدل دیتی ہے۔ دُرد۔ تلچھٹ۔ دَردہا۔ یعنی امراض یا تکالیف۔

[2] تختے۔ یعنی تختِ شاہی۔ بار۔ بوجھ۔ بخت۔ یعنی خوش نصیبی۔ سجن۔ قیدخانہ۔ روضہ۔ باغیچہ۔ گلخن۔ بھٹی۔ دیو۔ یعنی بدصورت۔ حور۔ یعنی خوبصورت۔ حزن۔ غم۔ غول۔ بھلاوا جس کا کام راستے سے بھٹکانا ہے۔

[3] نیش۔ زہریلا ڈنک۔ موش۔ چوہا۔ سقم۔ بیماری۔ سوسن۔ ایک آسمانی رنگ کا پھول ہے۔

از محبت مُردہ زندہ می شود — **وز محبت شاہ بندہ می شود**

محبت سے مُردہ زندہ ہو جاتا ہے — محبت سے شاہ، غلام بن جاتا ہے

ایں محبت ہم نتیجہ دانش[۱] ست — **کے گزافہ بر چنیں تختے نشست**

یہ محبت بھی سمجھ کا نتیجہ ہے — بکواسی ایسے تخت پر کب بیٹھ سکتا ہے؟

دانشِ ناقص کجا ایں عشق زاد — **عشق زاید ناقص اَمّا بر جماد**

ناقص عقل نے یہ عشق کب جنا ہے؟ — ناقص (عقل)، عشق پیدا کرتی ہے لیکن پتھر پر

بر جمادے رنگِ مطلوبے چو دید — **از صفیرے بانگِ محبوبے شنید**

پتھر پر جب محبوب کا رنگ دیکھا — سیٹی سے محبوب کی آواز سن لی

دانشِ ناقص نداند فرق را — **لاجرم خورشید داند برق را**

ناقص عقل، فرق نہیں سمجھتی — لامحالہ بجلی کو سورج سمجھ لیتی ہے

چونکہ[۲] ملعوں خواند ناقص را رسول — **بود در تاویل نقصانِ عقول**

ناقص کو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ملعون کہا ہے — از روئے تاویل، عقلوں کی کمی (مراد) تھی

زانکہ ناقص تن بُود مرحومِ رحم — **نیست بر مرحوم لائق لعن و زخم**

اس لئے کہ ناقص جسم، قابلِ رحم ہوتا ہے — قابلِ رحم لعنت و زحمت کے لائق نہیں ہے

نقصِ عقلست آنکہ بد رنجوریست — **موجبِ لعنت سزائے دوریست**

بُری بیماری عقل کی کمی ہے — جو لعنت کا سبب اور دور رہنے کے قابل ہے

زانکہ[۳] تکمیلِ خردہا دور نیست — **لیک تکمیلِ بدن مقدور نیست**

کیونکہ عقلوں کی تکمیل بعید نہیں ہے — لیکن بدن کی تکمیل ممکن نہیں ہے

کفرِ فرعونے وہر گبرِ عنید — **جملہ از نقصانِ عقل آمد پدید**

فرعون اور ہر سرکش کافر کا کفر — سب عقل کی کمی سے رُونما ہوا ہے

بہرِ نقصانِ بدن آمد فرَج — **در نُبے کہ مَا عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ**

بدن کی کمی کے لئے گنجائش آئی ہے — قرآن میں ہے "اندھے پر گناہ نہیں ہے"

برقِ آفل باشد و بس بے وفا — **آفل از باقی نداند بے صفا**

برق چھپ جانے والی ہوتی ہے اور بہت بے وفا ہوتی ہے — بے نور غائب ہو جانیوالے کو باقی رہنے والے سے ممتاز نہیں کر سکتا ہے

برق خندد بر کہ می خندد بگو — **بر کسے کہ دل نہد بر نورِ او**

بجلی ہنستی ہے، بتا کس پر ہنستی ہے؟ — اُس شخص پر جو اُس کی چمک سے دل لگائے

---

۱ دانش۔ یعنی عشق و محبت کامل عقل کا نتیجہ ہے۔ ناقص۔ یعنی ناقص عقل بھی عشق پیدا کرتی ہے لیکن غیر واقعی معشوق کے ساتھ۔ بر جمادے۔ ناقص عقل جب کسی چیز پر محبوبِ حقیقی کا عکس دیکھتی ہے تو اُس کی گرویدہ ہو جاتی ہے۔ یہ دھوکا ایسا ہی ہے جیسا کہ پرندہ شکاری کی سیٹی سے دھوکا کھاتا ہے اور اُسکو اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ کر جال میں جا پھنستا ہے۔ صفیر۔ سیٹی جو شکاری بجاتا ہے۔ لاجرم۔ فانی کو باقی تصور کر لیتا ہے۔

۲ چونکہ۔ جس ناقص کو ملعون کہا گیا ہے اُس سے مراد ناقص عقل والا ہے۔ ناقص تن۔ جیسے لنگڑا، اندھا۔ زحم۔ زحمت۔ بد رنجوری۔ بُری بیماری۔

۳ زانکہ۔ باعثِ لعنت وہ بُرائی ہو سکتی ہے جس کا ازالہ ممکن ہو اور نہ کیا جائے۔ بے عقل، عاقلوں کی صحبت میں عقل حاصل کر سکتا ہے۔ لنگڑا بالکل معذور ہے۔ کفر چونکہ عقل نقصان کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے لہٰذا باعثِ لعنت ہے۔ فرج۔ کشادگی۔ اعمٰی۔ اندھا۔ حرج۔ گناہ۔ آفل۔ غروب کر جانے والا۔ برق۔ بجلی کی کوند کو تعجب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

نورہائے برق بُبریدہ پے ست [1]
بجلی کے نوروں کے پیر کٹے ہوئے ہیں
آں چو لاشرقی و لاغربی کے ست
وہ لاشرقی ولاغربی کی طرح کب ہیں؟

برق را چوں یَخطِفُ الاَبصار داں
بجلی کو تو نگاہیں اُچک لینے والی سمجھ
نورِ باقی را ہمہ اَبصار داں
باقی رہنے والے نور کو مجسّم نگاہیں سمجھ

بر کفِ دریا فرس را راندن ست
دریا کے جھاگ پر گھوڑا دوڑاتا ہے
نامہ را در نورِ برقے خواندن ست
خط کو بجلی کی روشنی میں پڑھنا ہے

ق
از حریصی عاقبت نادیدن ست
حرص کی وجہ سے ناعاقبت اندیشی ہے
بر دل و بر عقل خود خندیدن ست
اپنے دل اور اپنی عقل کی ہنسی اُڑانا ہے

عاقبت بین ست عقل از خاصیت
عقل طبعًا عاقبت بیں ہے
نفس باشد کو نہ بیند عاقبت
جو انجام کو نہیں دیکھتا ہے وہ نفس ہے

عقل کو مغلوبِ نفس او نفس شد
جو عقل نفس سے مغلوب ہو وہ نفس بنجاتی ہے
مشتری مات زحل شد نحس شد
جب مشتری زحل سے مات کھا جاتا ہے منحوس ہو جاتا ہے

ہم دریں نحسے بگرداں ایں نظر [2]
اس نحوست میں بھی اپنی نگاہ کو گھما
در کسے کو کرد نحست در نگر
اُس ذات کو دیکھ جس نے تجھے منحوس بنایا

آں نظر کو بنگرد ایں جزر و مد
جو نگاہ اس اُتار چڑھاؤ کو دیکھے
او ز نحسے سوئے سعدے نقب زد
اُس نے نحوست سے سعادت کی طرف راستہ بنا لیا ہے

زاں ہمی گرداند از حالے بحال [3]
(خدا) اسلئے تجھے ایک حال سے دوسرے حال کیطرف لیجاتا ہے
ضد بضد پیدا کناں در انتقال
تبدیلی میں ایک مخالف سے دوسرا مخالف پیدا کرتے ہوئے

تا کہ خوفت زاید از ذاتُ الشمال
تاکہ تیرا خوف بائیں جانب والے (اعمالنامہ) سے پیدا کردے
لذّتِ ذاتُ الیمیں یرجی الرّجال
اُس دائیں جانب والے (اعمالنامہ) کی لذت جسکی لوگ تمنا کرتے ہیں

تا کہ از عسرت نہ بینی خوف ہا
جب تک کہ تو تنگی کے خوفوں کو نہ دیکھ لے گا
کے ز تیسیرے بازیابی لطف ہا
تو تجھے سہولت سے لُطف کب حاصل ہونگے؟

تا نہ بینی خوفِ نحسِ مشأمہ
جبتک تو بائیں جانب والوں کی نحوست کا خوف دیکھ لے گا
کے شناسی قدرِ لطفِ میمنہ
دائیں جانب والوں کے لُطف کی قدر کب سمجھے گا؟

تا دو پر باشی کہ مرغِ یک پرہ [4]
تاکہ تو دو پروں والا ہو جائے کیونکہ ایک بازو کا پرندہ
عاجز آید از پریدن یکسرہ
اُڑنے سے بالکل عاجز رہتا ہے

---

۱ برید پے۔ پیر کٹے ہوئے لاشرقی ولاغربی۔ وہ نہ شرقی ہے نہ غربی یہ قرآن پاک میں اللہ کے نور کی صفت بیان کی گئی ہے یَخطِفُ قرآن پاک میں کفار کے بارے میں ہے۔ یکادُ البرقُ یخطفُ ابصارَھم۔ قریب ہے کہ بجلی انکی نگاہوں کو اُچک لے۔ از حریصی۔ ناپائیدار شے کی حرص ایسا ہے جیسا کہ دریا کے جھاگوں پر گھوڑا دوڑانے کی کوشش یا آسمانی بجلی کی کوند میں خط پڑھنے کی کوشش عقل۔ عقل انسانی انجام پر نظر رکھتی ہے نفس کوتاہ بیں ہے۔ مشتری۔ سعد ستارہ ہے لیکن زحل منحوس ستارے کی داب میں آکر نحس بن جاتا ہے۔

۲ ہم دریں نحسے اگر انسان وساوس نفسانی میں مبتلا ہو تو ان کے درپے نہ ہو بلکہ یہ مراقبہ کرے کہ یہ وسوسے بھی اللہ کی جانب سے ہیں تو وساوس کی نحوست ختم ہوکر روح کی سعادت حاصل ہو جاتی ہے۔ جزر۔ سمندر کا اُتار۔ مد۔ سمندر کا چڑھاؤ۔

۳ زاں ہمی۔ انسان کے احوال کی تبدیلی میں مصلحت یہ ہے کہ راحت کی قدر اُسی کو ہوتی ہے جو مصیبت میں پھنس چکا ہو۔ ذات الشمال۔ بائیں جانب والے یہ دوزخیوں کی صفت ہے۔ ذات الیمین۔ دائیں جانب والے یہ جنتیوں کی صفت ہے۔ عسر۔ تنگی۔ تیسیر۔ سہولت۔ مشأمہ۔ بائیں جانب یعنی بائیں جانب والے جو جہنمی ہونگے۔ دو پر۔ یعنی قبض اور بسط کی کیفیت۔

ہیں گذر زاں میمنہ و ز میسرہ[1]
خبردار! دائیں جانب اور بائیں جانب والوں سے گذر جا

در سرائے سابقاں آں یکسرہ
بالکلیہ سابقین کے گھر میں

یارہا کن تا نیایم در کلام
یا تو چھوڑ دے تاکہ میں گفتگو نہ کروں

یا بدہ دستور تا گویم تمام
یا اجازت دے تاکہ پوری بات کہہ دوں

ورنہ ایں خواہی نہ آں فرماں تراست
اگر تو نہ یہ چاہے نہ وہ چاہے، تجھے اختیار ہے

کس چہ داند مر ترا مقصد کجاست
کون سمجھے کہ تیرا مقصد کیا ہے!

جانِ ابراہیمؑ باید تا بنور
حضرت ابراہیمؑ کی جان چاہیئے تاکہ نور کے ذریعہ

بیند اندر نار فردوس و قصور
آگ میں جنت اور محلات دیکھ لے

پایہ پایہ[2] بر رود بر ماہ و خور
درجہ بدرجہ چاند اور سورج سے اونچا جائے

تا نماند ہمچو حلقہ بندِ در
تاکہ کنڈے کی طرح دروازہ کا پابند نہ رہے

چوں خلیلؑ از آسمانِ ہفتمیں
(حضرت ابراہیمؑ) خلیل (اللہ) کی طرح ساتویں آسمان سے

بگذرد کہ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ
گذر جاتا ہے کیونکہ وہ "لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ" (کہتے ہیں)

ایں جہانِ تن غلط انداز شد
یہ جسم کی دنیا، غلطی میں مبتلا کرنیوالی ہے

جز مر آں راکو ز شہوت باز شد
علاوہ اس کے جو خواہش نفسانی سے باز رہا

حسدِ آں حشم بر آں غلام خاصِ سلطاں
بادشاہ کے خاص غلام پر غلاموں کا حسد کرنا

قصۂ[3] شاہ و امیران و حسد
شاہ اور امیروں، اور حسد کا قصہ

بر غلامِ خاص و سلطانِ خرد
خاص غلام، اور شہنشاہِ عقل پر

دور ماند از جرِ جرارِ کلام
دور رہ گیا، کلام کو طول دینے والے کے طول دینے کی وجہ سے

باز باید گشت و کرد آں را تمام
واپس لوٹنا چاہیئے اور اس کو مکمل کرنا چاہیئے

باغبانِ مُلک با اقبال و بخت
اقبال اور نصیبہ والا، ملک کا باغبان

چوں درختے وا نداند از درخت
درخت اور درخت میں امتیاز کرنا کیونکر جانیگا؟

آں درختے را کہ تلخ و رد بود
وہ درخت جو کڑوا اور ناپسند ہو

واں درختے کہ یکش ہفصد بود
اور وہ درخت جو ایک سات سو کے برابر ہو

کے برابر دارد اندر مرتبت
(ان کو) مرتبے میں برابر کب رکھے گا؟

چوں بہ بیند شان بچشمِ عاقبت
جب ان کو دور اندیشی کی نگاہ سے دیکھے گا

---

[1] میمنہ۔ میسرہ۔ اہل یمین، اصحاب میمنہ اور میسرہ کا ذکر آیا ہے عند اللہ بلند السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ یعنی جو دائیں جانب اور بائیں جانب والوں سے آگے ہونگے وہ مقرب ہونگے۔ میسرہ۔ بائیں جانب۔ یارہا کن۔ مولانا عشق سے کو خطاب کرتے ہیں کہ یا اسرار کا یہ بیان ختم ہونا چاہیئے یا ترجمہ کی جائے تاکہ بیان پورا ہو سکے۔ جانِ ابراہیمؑ۔ عقلِ کامل ہو تو حضرت ابراہیمؑ کی سی ہو۔ جو دشمنوں کی آگ میں بھی آخرت کا منظر دیکھ رہے تھے۔

[2] پایہ۔ سالک کو مسلسل ترقی کرنی چاہیئے تاکہ ظاہر داری سے باہر رہے۔ حلقہ۔ کنڈی کا حلقہ دروازہ سے باہر ہوتا ہے۔ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ۔ میں غروب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت ابراہیمؑ نے یہ اس وقت فرمایا جب چاند اور سورج کی الوہیت کا انکار کر رہے تھے۔

[3] قصہ۔ درمیان میں مولانا نے کچھ ابراہیمؑ کی باتیں شروع کر دی تھیں اب پھر اس قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جر۔ کھینچنا۔ جرارِ کلام۔ کلام کو طول دینے والا۔ باغبان۔ بادشاہ اور غلاموں کی مثال باغبان اور درختوں کی سی ہے۔ باغبان سب درختوں کو پہچانتا ہے اور ان سے انکی حیثیت کا معاملہ کرتا ہے۔ لفظ ہفصد سات سو ہے۔ یکش۔ باغ میں ایک درخت ایسا بھی ہوتا ہے جو بہت سوں سے بڑھ کر ہوتا ہے۔

کانِ[1] درختاں را نہایت چیست بَر
کہ اِن درختوں کا انجام کار پھل کیسا ہے؟
گرچہ یکسانند ایں دم در نظر
اگرچہ اِس وقت دیکھنے میں یکساں ہیں

شیخ کو ینظر بنورِ اللہ شد
وہ شیخ جو اللہ کے نور سے دیکھنے والا ہو گیا
از نہایت وز نخست آگاہ شد
ابتداء اور انتہاء سے واقف ہو گیا

چشمِ آخر بیں ببست از بہرِ حق
اُس نے اللہ تعالیٰ کیلئے چَر کو دیکھنے والی آنکھ بند کر لی ہے
چشمِ آخر بیں گشاد اندر سبق
آخرت کو دیکھنے والی آنکھ پہلے سے کھول لی ہے

آں حسوداں بد درختاں بودہ اند
وہ حاسد، بُرے درخت تھے
تلخ گوہر شوربختاں بودہ اند
کڑوی اصل والے بدبخت تھے

از حسد جوشان و کف می ریختند
حسد کی وجہ سے جوش میں تھے اور جھاگ گراتے تھے
در نہانی مکر می انگیختند
خفیہ طور پر مکر کرتے تھے

تا غلامِ[2] خاص را گردن زنند
تاکہ خاص غلام کو قتل کر دیں
بیخ اُو را از زمانہ بر کنند
دنیا سے اُس کی جڑ اُکھاڑ دیں

چوں شود فانی چو جانش شاہ بود
وہ فانی کب ہو سکتا ہے جبکہ بادشاہ اسکی جان تھا
بیخ اُو در عصمتُ اللہ بُود
اُس کی جڑ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں تھی

شاہ ازاں اسرار واقف آمدہ
بادشاہ اُن رازوں سے واقف ہو گیا
ہمچو بوبکرِ ربابی تن زدہ
ابوبکرؒ ربابی کی طرح خاموش تھا

در تماشائے دلِ بدگوہراں
بد اصلوں کے دل کو دیکھ کر
می زند خنبک براں کوزہ گراں
اُن جعل سازوں پر تالیاں بجاتا تھا

مکر می سازند قومِ حیلہ مند
مکار قوم، مکاری کر رہی تھی
تا کہ شہ را در فقاعے[3] در کنند
تاکہ بادشاہ کو دھوکے میں مبتلا کر دیں

بادشاہے بس عظیمِ بیکراں
لا انتہا عظیم بادشاہ
در فقاعے کے بگنجد اے خراں
اے گدھو! دھوکے میں کب پڑ سکتا ہے؟

از برائے شاہ دامے دوختند
بادشاہ کے لئے جال بُن رہے تھے
آخر ایں تدبیر ازو آموختند
آخر یہ تدبیر (بھی) اُسی سے سیکھی تھی

نحس شاگردیکہ با اُستادِ خویش
وہ شاگرد بدبخت ہے جو اپنے اُستاد سے
ہمسری آغازد و آید بہ پیش
مقابلہ کرے اور سامنا کرے

---

[1] کانِ درختاں۔ بظاہر سب درخت یکساں ہیں۔ بَر۔ پھل۔ شیخ۔ پیر سمجھتا ہے کہ کونسا مرید بالآخر کس مرتبہ پر فائز ہوگا۔ چشمِ آخر بیں۔ یعنی جانوروں والی آنکھ جو صرف غذا جسمانی کو دیکھتی ہے جسکواں۔ یعنی اُن کے اعمال کے پھل تلخ تھے۔ تلخ گوہر۔ کڑوی جڑ والے۔ کف۔ جھاگ۔

[2] تا غلام۔ تاکہ مخصوص غلام کو قتل کر ڈالیں۔ عصمتُ اللہ۔ اللہ کی حفاظت۔ بوبکرِ ربابی۔ ایک مجذوب ولی کا نام ہے جو سات سال تک بالکل خاموش رہے تھے کوزہ گراں۔ کمہار۔ کمہار چونکہ برتنوں پر طرح طرح کے رنگ چڑھاتا ہے لہٰذا جعل ساز اور ملمع گر کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے۔ خنبک زدن۔ ہتھیلیاں بجانا۔

[3] فقاع۔ دھوکہ۔ بادشاہ۔ یعنی شیخ۔ اے خراں۔ پیر کو دھوکا دینے والا گدھا ہے۔ دام۔ جال۔ تدبیر سپاہی شاہ اور سپہ سالار سے طریقہ سیکھتا ہے مُرید شیخ سے آداب سیکھتا ہے۔ نحس۔ وہ شاگرد منحوس ہے جو اُستاد سے سیکھے ہوئے ہنر کے ذریعہ اُستاد ہی کا مقابلہ کرنے لگے۔

باکدام[1] اُستاد اُستادِ جہاں — پیشِ اُو یکساں ہُویدا و نہاں
کونسے اُستاد سے؟ دنیا کے اُستاد سے — جس کے سامنے ظاہر و باطن یکساں ہے

چشمِ او یَنظُر بنورِ اللہ شُدہ — پردہائے جہل را خارق بُدہ
اسکی نظر اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھنے والی ہوگئی ہو — جہل کے پردوں کو پھاڑنے والی ہوگئی ہے

از دلِ سُوراخ چوں کُہنہ گلیم — پردہ بندد پیشِ آں حکیم
پُرانی گدڑی جیسے دل کے سوراخ پر — اُس دانا کے سامنے پردہ تانتا ہے

پردہ می خندد برو با صد دہاں — ہر دہانے گشتہ اشکافے دراں
پردہ سَو مُنہ سے اُس پر ہنستا ہے — اُس کا ہر سوراخ ایک مُنہ بن گیا ہے

گوید[2] آں اُستاد مر شاگرد را — اے کم از سگ نیستت بامن وفا
وہ اُستاد، شاگرد سے کہتا ہے — اے کُتّے سے کمتر! تو میرا وفادار نہیں ہے

خود مرا اُستا مگیر آہن گُسل — ہمچو خود شاگرد گیر و کور دل
مجھے لوہے کو توڑنے والا اُستاد نہ سمجھ — اپنی طرح شاگرد اور تاریک دل والا سمجھ

نہ از منت یاریست در جان و رواں — بے منت آبے نمی گردد رواں
کیا تیری جان اور روح میں میری امداد نہیں ہے — میرے بغیر تیری کامیابی نہ تھی

پس دلِ من کارگاہِ تختِ تست — چہ شکنی ایں کارگہ اے نادرست
تیرے تخت کا کارخانہ میرا دل ہے — اے نالائق! اِس کارخانہ کو کیوں توڑتا ہے؟

گوئیش[3] پنہاں زنم آتش زنہ — نے بقلب از قلب باشد روزنہ
تو اُس سے کہتا ہے میں پوشیدہ طور پر چقماق رگڑتا ہوں — کیا دل سے دل تک سوراخ نہیں ہوتا ہے

آخر از روزن بہ بیند فکرِ تو — دل گواہی می دہد زیں ذکرِ تو
وہ تیرا خیال روزن میں سے دیکھ لیتا ہے — تیرے اِس ذکر کی دل گواہی دیدیتا ہے

لیک در رُویت نمالد از کرم — ہر چہ گوئی خندد و گوید نعم
لیکن شرافت کی وجہ سے تیرے مُنہ پر نہیں کہتا ہے — تو جو کچھ کہتا ہے وہ مُسکرا دیتا ہے اور ہاں کہہ دیتا ہے

اُو نمی خندد ز ذوقِ مالشت — اُو ہمی خندد براں اسگالشت
وہ تیری مالش کے ذوق سے نہیں ہنستا ہے — وہ تیرے خیال پر ہنستا ہے

---

[1] باکدام۔ یعنی استاد بھی وہ جو روحانی استاد ہے جس کے سامنے ہر شخص کا ظاہر و باطن یکساں ہے۔ یَنظُر۔ حدیث میں ہے۔ اِتَّقُوْا مِنْ فِرَاسَۃِ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ۔ مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھ لیتا ہے۔ خارق۔ پھاڑنے والا۔ از دل۔ جو دل معصیتوں کی وجہ سے پرانی گدڑی کی طرح سوراخ در سوراخ ہے، یہ اُس کے راز کو چھپانا چاہتا ہے۔ پردہ۔ اِس دل کے سوراخوں پر پردہ ڈالتا ہے تاکہ راز نہ کھل جائے۔ ہر دہانے۔ پردہ کے پیچھے دل کا ہر سوراخ راز بتا رہا ہے۔

[2] گوید۔ استاد شاگرد سے کہتا ہے تو کُتّے سے بھی وفاداری میں کم ہے۔ خود مرا۔ اگر تو مجھے بہت بڑا استاد نہ سمجھے تو بھی کم از کم میں نے تیری تربیت تو کی ہے پھر یہ احسان فراموشی کیوں ہے۔ آب رواں شدن۔ کامیاب ہونا۔ دلِ من۔ تجھے جو تختِ عزت نصیب ہوا ہے وہ میرے دل کی کاریگری ہے۔

[3] گوئیش۔ شاگرد استاد کو دھوکا دینے کیلئے کہتا ہے کہ میرے دل میں تیری محبت ہے۔ آتش زنہ۔ چقماق۔ روزنہ۔ سوراخ۔ آخر۔ پیر مُرید کے دل کی حالت معلوم کر لیتا ہے دل گواہی۔ مُرید کا دل بتاوے گا کہ وہ جھوٹا ہے۔ لیک۔ شیخ مرید کے ہر مکر کو سمجھتا ہے لیکن بعض اوقات اپنی شرافت کی وجہ سے

اُس کا اظہار نہیں کرتا ہے اور اسکی ہاں میں ہاں ملا دیتا ہے۔
نمی خندد۔ شیخ کی مسکراہٹ تصدیق کے لئے نہیں ہوتی ہے تمسخر کے لئے ہوتی ہے۔

پس خداعی[۱] را خداعی شد جزا ‏ ‏ کاسہ زن کوزہ بخور اینک سزا

دھوکے بازی کا بدلہ دھوکہ بازی ہے ‏ ‏ پیالی مار، پیالہ کھا یہ سزا ہے

گر بُدے با تو وُرا خندہ رضا ‏ ‏ صد ہزاراں گل شگفتے مر ترا

اگر تیرے ساتھ اُس کی رضامندی کی ہنسی ہوتی ‏ ‏ تجھ میں لاکھوں پھول کھِل جاتے

چوں دل اُو در رضا آرد عمل ‏ ‏ آفتابے داں کہ آید در حمل

جب اس کا دل خوشی میں کوئی کام کرے ‏ ‏ سمجھ لے کہ سورج (برج) حمل میں آگیا

زو بخندد ہم نہار و ہم بہار ‏ ‏ در ہم آمیزد شگوفہ و سبزہ زار

اُس سے کھل جاتا ہے دن بھی اور (موسم) بہار بھی ‏ ‏ شگوفے اور سبزہ زار آپس میں مل جاتے ہیں

صد ہزاراں بلبل و قمری نوا ‏ ‏ افگند اندر جہانِ بے نوا

لاکھوں بلبلیں اور قمریاں چہچہانے ‏ ‏ لگتی ہیں (اُس) اُجاڑ دنیا میں

چوں ندانی تو خزاں را از بہار ‏ ‏ چوں بدانی رمز خندہ در شمار

جبکہ تو خزاں اور بہار کو نہیں سمجھتا ہے ‏ ‏ تو پھولوں کے ہنسنے کے اشارے کیا سمجھے گا؟

چونکہ[۲] برگِ روحِ خود زرد و سیاہ ‏ ‏ می نہ بینی چوں بدانی خشمِ شاہ

جبکہ تو اپنی روح کے پتّوں کا زرد اور سیاہ ہونا ‏ ‏ نہیں سمجھتا ہے تو شاہ کے غصّہ کو کیا سمجھے گا؟

آفتابِ شاہ در برجِ عتاب ‏ ‏ میکند رُوہا سیہ ہمچوں کتاب

شاہ کا سورج غصّے کے برج میں آکر ‏ ‏ اعمال نامہ کی طرح رو سیاہ کر دیتا ہے

آں عطارد را ورقہا جانِ ماست ‏ ‏ آں سپید و آں سیہ میزانِ ماست

ہماری جان اُس عطارد کے لئے کاغذ ہے ‏ ‏ وہ سفید اور سیاہ ہمارا معیار ہے

باز منشورے[۳] نویسد سرخ و سبز ‏ ‏ تا رہند ارواح از سودا و عجز

پھر وہ سرخ اور سبز فرمان لکھتا ہے ‏ ‏ حتّی کہ ہماری روحیں پاگل پن اور عجز سے نجات پاجاتی ہیں

سرخ و سبز افتاد نسخِ نو بہار ‏ ‏ چوں خطِ قوسِ قزح در اعتبار

نوبہار کی تحریر سرخ اور سبز واقع ہوئی ہے ‏ ‏ جو قیاس کرنے میں دھنگ کمان کے نقش کی طرح ہے

اندریں معنیٰ شنو تو قصّہ ‏ ‏ تا بیابی از معانی حصّہ

اس مقصد میں تو ایک قصّہ سُن لے ‏ ‏ تاکہ تو بھی معانی سے حصّہ پالے

سودا۔ عجز۔ یعنی وصول الی الحق سے عجز۔ سرخ و سبز۔ شیخ کے انوار مختلف انواع کے ہوتے ہیں جیسا کہ دھنگ کمان میں مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ اندریں معنیٰ۔ شیخ ارشاد فرماتے ہیں۔ اللہ کا مظہر ہیں۔ بلقیس نے حضرت سلیمانؑ کے خط کو ان کا مظہر سمجھ کر تعظیم کی اور ہدہد کی حقارت کو مدِ نظر نہ رکھا۔

---

[۱] خداعی۔ دھوکا۔ یعنی جس طرح کا معاملہ پیر کے ساتھ کیا ویسا ہی برتاؤ اُس نے کیا۔ کاسہ زن کوزہ بخور یعنی اینٹ کا جواب پتھر۔ گر بُدے۔ پیر مرید کے کاموں سے خوش ہوکر ہنسے تو مرید فیض سے مالا مال ہوجائے۔ حمل۔ بکری کا بچّہ۔ سورج کے برجوں میں سے ایک برج بکری کے بچّے کی صورت میں ہے۔ جب سورج گردش کرتا ہوا اُس میں آتا ہے تو موسم بہار شروع ہوجاتا ہے۔ زو بخندد یعنی موسم بہار کا سماں پیدا ہوجاتا ہے۔ صد ہزاراں۔ موسم بہار میں بلبلیں اور قمریاں چہچہانے لگتی ہیں۔ چوں ندانی۔ جب مرید حسِ باطن سے بے بہرہ ہو تو نہ وہ فیوض کی آمد کو سمجھے گا نہ اپنے محرومی کو۔ در شمار۔ پھولوں کا خندہ یہ ہے کہ ان پر کلیوں کی رونق آجائے۔

[۲] چونکہ کور باطن کو جب یہ نظر نہیں آتا کہ اُس کی روح پر خزاں طاری ہے تو وہ پیر کے غصّہ کے اثرات کو بھی نہیں سمجھ سکتا ہے۔ عتاب۔ پیر کی ناراضی سے قلب سیاہ ہوجاتا ہے۔ عطارد۔ ستارہ جسکو دبیر فلک یعنی آسمان کا منشی بھی کہا جاتا ہے۔ ورقہا۔ جس طرح کاتب کا اثر کاغذ پر آتا ہے پیر کا اثر روح پر پڑتا ہے۔ اور مرید کی قلبی حالت ہی اُس کی اچھائی یا بُرائی کا معیار ہے۔

[۳] منشور۔ شاہی فرمان۔ سودا۔ یعنی نفسانی لذّتوں کا

عکسِ تعظیمِ پیغمبر سلیمانؑ در دلِ بلقیسؓ[1] از صورتِ حقیرِ ہُدہُد

(حضرت، پیغمبر سلیمان (علیہ السلام) کی تعظیم کا عکس، بلقیس کے دل پر حقیر ہُدہُد کی صورت کے ذریعہ)

رحمتِ صد تو بر آں بلقیس باد — کہ خدایش عقلِ صد مرداں بداد
اُس بلقیس پر سو گنی رحمت ہو — جس کو خدا نے سینکڑوں مردوں کی عقل عطا فرمائی

ہُدہُدے نامہ بیاورد و نشاں — از سلیمانؑ چند حرفے با بیاں
ایک ہُدہُد تحریر اور نشانی لایا — (حضرت) سلیمانؑ کی جانب سے وضاحت کیساتھ چند حروف والا

خواند او آں نکتہائے باشمول — وز حقارت ننگرید اندر رسول
اُس نے اُن جامع نکتوں کو پڑھا — اور نامہ بر کو حقارت سے نہ دیکھا

چشمِ ہُدہُد دید و جاں عنقاش دید — حس چو کفے دید و دل دریاش دید
آنکھ نے ہُدہُد دیکھا اور جان نے اُس کو عنقا دیکھا — حس نے اسکو جھاگ دیکھا اور دل نے اسکو دریا دیکھا

عقل با حس زیں طلسماتِ دو رنگ — چوں محمدؐ با ابوجہلاں بجنگ
اِن دو رنگی طلسمات کی وجہ سے عقل حس کے ساتھ — جنگ میں رہتی ہے جیسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ابوجہلوں کیساتھ

کافراں[2] دیدند احمدؐ را بشر — چوں ندیدند از وے اِنشق القمر
کافروں نے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو انسان دیکھا — جبکہ اُن سے شق القمر (کا معجزہ) نہ دیکھا

خاک زن در دیدۂ حس بینِ خویش — دیدۂ حس دشمنِ عقل ست و کیش
اپنی حسی آنکھ پر خاک ڈال — حسی آنکھ، عقل اور مذہب کی دشمن ہے

دیدۂ حس را خدا اعماش خواند — بُت پرستش گفت و ضدِ ماش خواند
حسی آنکھ کو خدا نے اندھا کہا ہے — اُس کو بُت پرست کہا ہے اور ہمارا دشمن کہا ہے

زانکہ او کف دید و دریا را ندید — زانکہ حالے دید و فردا را ندید
کیونکہ اُس نے جھاگ دیکھے اور دریا کو نہ دیکھا — کیونکہ اُس نے موجودہ حالت دیکھی اور انجام نہ دیکھا

خواجۂ[3] فردا و حالی پیشِ او — او نمی بیند ز گنجے جز تسو
وہ آخرت کے آقا ہیں اور اُسکے نزدیک موجودہ وقت کے ہیں — وہ خزانے میں سے سوائے دمڑی کے کچھ نہیں دیکھتا ہے

ذرۂ زاں آفتاب آرد پیام — آفتاب آں ذرہ را گردد غلام
(اگر) ایک ذرہ اُس سورج کا پیغام لائے — سورج اُس ذرے کا غلام بن جائے

[3] یعنی انجام۔ خواجۂ فردا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فردائے قیامت کے آقا ہیں وہ آنحضورؐ کی صرف موجودہ زندگی کو دیکھتا ہے۔ تسو۔ چار جَو کی بقدر وزن، اگر کا چوبیسواں حصہ یعنی آنحضورؐ جو ایک عظیم خزانہ تھے اُس میں سے صرف کوڑی اور دمڑی نظر آئی۔ زاں آفتاب۔ یعنی حق تعالیٰ۔ آفتاب۔ یعنی سورج۔

[1] بلقیس۔ ملکِ یمن کے شہر سبا کی حکمراں تھی جس کا قصہ قرآن میں مذکور ہے۔ عقلِ صد مرداں۔ بلقیس اگرچہ عورت تھی لیکن اللہ نے اسکو سینکڑوں مردوں کی سی عقل عطا فرمائی تھی۔ ہدہد۔ حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کے ذریعہ بلقیس کے پاس اپنا خط بھیجا تھا۔ نکتہائے باشمول۔ جامع نکتے۔ رسول۔ قاصد یعنی ہدہد۔ چشم۔ ظاہری آنکھ میں وہ ہدہد تھا مگر چونکہ وہ حضرت سلیمانؑ کا قاصد تھا لہٰذا باطنی نگاہ نے اُس کو عنقا سمجھا۔ طلسماتِ دو رنگ۔ وہ چیزیں جو ظاہر حقیر ہیں لیکن باطن عظیم ہیں اُن کے بارے میں عقل اور حس میں جنگ ہوتی رہتی ہے۔ ابوجہلاں۔ یعنی ابوجہل کی طرح کے سخت کافر۔
[2] کافراں۔ کافر آنحضورؐ کی ظاہری بشریت کو دیکھتے تھے اور روحانی عظمت جس کا کرشمہ شق القمر کا معجزہ ہے اُس کو نہ دیکھتے تھے۔ دیدۂ حس۔ محض ظاہر بیں نگاہ عقل و مذہب کی دشمن ہے۔ اعماش خواند۔ خدا نے اُس کو اندھا قرار دیا ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيرُ۔ آپ فرما دیجئے کیا اندھا اور بینا برابر ہیں۔ اس آیت میں اعمیٰ سے وہ مراد ہیں جو صرف حسی نظر سے کام لیتے ہیں اور قلبی نظر سے محروم ہیں۔ زانکہ۔ کافروں کی ظاہر بیں نظر نے آنحضورؐ کا صرف ظاہر دیکھا روحانی قوتوں کو نہ دیکھا۔ فردا۔

قطرهٔ کز بحرِ وحدت شد سفیر[1] — هفت بحر آں قطره را باشد اسیر
ایک قطرہ جو دریائے وحدت کا پیغامبر بنا — ساتوں سمندر اُس قطرے کے پابند ہوئے

گر کفِ خاکے شود چالاکِ اُو — پیشِ خاکش سر نہد افلاکِ اُو
اگر ایک مٹھی مٹی اُسکے لئے (اطاعت میں) چُست ہو جائے — تو اُس کی مٹی کے آگے اُس کے آسمان سر دھریں

خاکِ آدم چونکہ شد چالاکِ حق — پیشِ خاکش سر نہد املاکِ حق
(حضرت) آدمؑ کی مٹی چونکہ اللہ کے لئے چُست بنی — اُس کی مٹی کے آگے اللہ کی مملوکہ چیزوں نے سر رکھدیا

اَلسَّمَاءُ انْشَقَّتْ آخر از چہ بود — از یکے چشمے کہ خاکے بر کشود
"آسمان پھٹ گیا" آخر کس وجہ سے تھا؟ — اُس آنکھ کے لئے جو مٹی نے کھولی

خاک از دُردی نشیند زیرِ آب — خاک بیں کز عرش بگذشت از شتاب
مٹی تلچھٹ ہو جانے کی وجہ سے پانی کے نیچے بیٹھ جاتی ہے — مٹی کو دیکھو! تیزی سے عرش سے بھی اونچی چلی گئی

آں لطافت پس بداں کز آب نیست — جز عطائے مُبدعِ وہّاب نیست
تو سمجھ لے وہ لطافت آب (و گل) کی نہیں ہے — ایجاد کرنیوالے عطا کرنیوالے (خدا) کی دین کے سوا کچھ نہیں ہے

گر کند سفلی ہوا و نار را — ور ز گل اُو بگزراند خار را
اگر وہ ہوا اور آگ کو سفلی بنا دے — اگر وہ کانٹے کو پھول سے بڑھا دے

حاکم ست و یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَاء — اُو زعینِ درد انگیزد دوا
وہ حاکم ہے اور اللہ (تعالیٰ) جو چاہے وہ کرتا ہے — وہ بعینہٖ درد سے دوا پیدا کر دیتا ہے

ور زمین[2] و آب را عُلوی کُند — راہِ گردوں را بپا مطوی کُند
اگر مٹی اور پانی کو عُلوی کر دے — آسمان کے راستے کو پیروں سے طے کرا دے

گر ہوا و نار را سفلی کُند — تیرگی و دُردی و ثقلی[3] کُند
اگر ہوا اور آگ کو سفلی بنا دے — تاریکی اور تلچھٹ اور کثافت والا کر دے

نیست کس را زہرہ تا گوید کہ چوں — بس جگرہا کاندریں رہ گشت خوں
کسی کی مجال نہیں کہ کہے "کیوں"؟ — بہت سے جگر ہیں جو اس راستہ میں خون ہیں

پس یقیں شد کہ تُعِزُّ مَنْ تَشَاء — خاکی را گفت پرہا بر گشا
لہٰذا یقین ہو گیا ہے کہ "تو جس کو چاہے عزت دے" — ایک خاکی کو کہا کہ پر کھول

آتشی را گفت رَو ابلیس شو — زیرِ ہفتم خاک با تلبیس شو
آتشی کو کہا جا شیطان بن — ساتویں زمین کے نیچے مکار بن

[1] سفیر ۔ پیغامبر ۔ اسیر ۔ پابند ۔ چالاک ۔ یعنی فرمانبرداری میں چست ۔ املاک ۔ یعنی تمام کائنات جو اللہ کی مملوک ہے ۔ اَلسَّمَاءُ انْشَقَّتْ ۔ حضورؐ کے معجزہ شق القمر کی طرف اشارہ ہے ۔ خاک بیں ۔ حضورؐ کی معراجِ جسمانی کی طرف اشارہ ہے ۔ آں لطافت ۔ معراج جسمانی محض اللہ کا عطیہ تھا ورنہ جسمانی خواص کا تقاضا تو اس کے خلاف تھا ۔ سفلی ۔ وہ چیزیں جن کا طبعی تقاضا زمین کی جانب رہنے کا ہے عناصرِ اربعہ میں سے ہوا اور آگ عُلوی ہیں جنکا طبعی تقاضا اوپر جانے کا ہے ۔ انگیزد دوا ۔ قدرتِ حق ضد کو دوا بنا دیتی ہے ۔

[2] زمین و آب ۔ یہ دونوں عنصر سفلی ہیں ۔ راہِ گردوں ۔ آب و گل سے بنے ہوئے پیغمبروں کو آسمانوں کی سیر کرائی ۔ گر ہوا و نار ۔ ہوا میں لطافت اور نار میں روشنی ہے مگر عین سفلی عناصر کے خواص پیدا کر دیتا ہے ۔

[3] ثقل ۔ تلچھٹ ، کثافت ۔ جگرہا ۔ اس راز کو سمجھنے میں بہت سے جگر خون ہو گئے ہیں ۔

آدمِ خاکی تو بر رَو بر سَما — اے بلیسِ آتشی رَو تا ثَریٰ

اے خاکی آدمؑ! تو آسمان پر جا — اے آتشی شیطان! زمین کے نیچے جا

چار طبع و علتِ اُولیٰ نیَم — در تصرف دائماً من باقیم

میں چار عنصر اور پہلی علت نہیں ہوں — میں تصرف کرنے میں ہمیشہ باقی رہنے والا ہوں

کارِ من بے علت ست و مُستقیم — نید [illegible] رم بعلت اے سقیم

میرا کام بغیر علت کے ہے اور سیدھا ہے — اے بیمار! میری (اص [illegible] [illegible] یوجہ ہیں،

عادتِ خود را بگردانم بوقت — ایں غبار از پیش بنشانم بوقت

(مناسب) وقت پر اپنی عادت کو بدل دیتا ہوں — اس غبار کو سامنے سے ہٹا دیتا ہوں

بحر را گویم کہ ہیں پُر نار شو — گویم آتش را کہ رَو گلزار شو

میں سمندر کو کہہ دوں کہ ہاں آگ سے بھر جا — میں آگ کو کہہ دوں کہ جا گلشن بن جا

کوہ را گویم سُبک شو ہمچو پشم — چرخ را گویم فرو شو پیشِ چشم

میں پہاڑ کو کہہ دوں کہ گالے کی طرح ہلکا ہو جا — میں آسمان کو کہہ دوں آنکھوں کے سامنے نیچے اتر آ

گویم اے خورشید مقرون شو بماہ — ہر دو را سازم چو دو ابرِ سیاہ

میں سورج کو کہہ دوں چاند سے مل جا — دونوں کو دو کالے ابر کی طرح بنا دوں

چشمۂ خورشید را سازیم خُشک — چشمۂ خوں را بفن سازیم مُشک

میں چشمۂ آفتاب کو خشک کر دوں — خون کے چشمہ کو ہنر سے مشک بنا دوں

آفتاب و مہ چو دو گاوِ سیاہ — یوغ بر گردن بہ بندد شاں الٰہ

سورج اور چاند کو دو کالے بیلوں کی طرح — ان کے کندھے پر اللہ (تعالیٰ) جوا باندھ دے

اِنکارِ فلسفی بر قرآن اِنْ اَصْبَحَ مَاءُکُمْ غَوْرًا

قرآن کی آیت "اگر تمہارا پانی نیچے اتر جائے" پر فلسفی کا انکار

مُقرئی میخواند از روئے کتاب — مَاءُکُمْ غَوْرًا ز چشمہ بندم آب

ایک قاری قرآن میں سے پڑھ رہا تھا — مَاءُکُمْ غَوْرًا (یعنی) میں چشمہ سے پانی بند کر دوں

آب را در غور اگر پنہاں کُنم — چشمہا را خشک و خشکستاں کُنم

اگر پانی کو گہرائی میں پوشیدہ کر دوں — چشموں کو خشک اور ریگستان بنا دوں

بدل دے۔ یوغ۔ بل گاڑی کا جُوا۔ مثنوی۔ بیانچی کتاب۔ قرآن پاک۔ ماءُکُم۔ قرآن پاک میں ہے اِنْ اَصْبَحَ مَاءُکُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِمَاءٍ مَّعِیْنٍ اگر تمہارا پانی زمین میں اتر جائے تو تمہارے پاس بہنے والا پانی کون لائیگا۔ ز چشمہ۔ یہ سب اس آیت کے معانی کا بیان ہے۔ غور۔ گڑھا۔

لے فلک جو کہ سفلی ہے اسکو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر پرواز کرا دیتا ہے۔ آتشی۔ شیطان ناری طور پر ہے اس کو سفلی بنا دیا۔ ثریٰ۔ نمناک مٹی یعنی زمین۔ چار طبع۔ چار عنصر یعنی فلاسفہ کا خیال ہے کہ کائنات میں عناصر اربعہ ہی بالواسطہ متصرف ہیں۔ علتِ اولیٰ۔ بعض فلاسفہ کا خیال ہے کہ اللہ (تعالیٰ) نے صرف عقل اول کو پیدا کیا ہے اور اس سے تمام کائنات وجود میں آئی ہے اب کائنات میں اللہ (تعالیٰ) کا تصرف نہیں ہے۔ بے علت۔ انسان کے کام کی کوئی علت غائی اور غرض ہوتی ہے اللہ بے نیاز ہے۔ سقیم۔ بیمار۔

لے عادتِ خود۔ اپنے عام قاعدے میں اللہ تعالیٰ تبدیلی فرمانے پر قادر ہے۔ غبار یعنی عام قاعدے کی رکاوٹ۔ بحر۔ سمندر کو اگر حکم دے تو پانی کے بجائے آگ سے بھر جائے آگ کو حکم دے تو گلزار بن جائے کوہ را۔ پہاڑ کو حکم دے تو وہ گالا بن جائے جیسا کہ قیامت میں ہوگا۔ چرخ۔ آسمان زمین بن جائے۔

لے گویم قیامت میں چاند اور سورج باہم مل جائیں گے۔ ہر دو۔ دونوں کا نور ختم ہو جائیگا جیسا کہ سورۂ تکویر میں مذکور ہے۔ چشمۂ خورشید۔ سورج بے نور ہو جائے۔ چشمۂ خوں۔ ہرن کے نافہ میں خون مشک بنتا ہے۔ آفتاب۔ یعنی صرف تبدیل صفات ہی نہیں خدا چاہے تو ماہیت

آب را در چشمہ کہ آرد دِگر
(تو) پانی کو چشمہ میں دوسرا کون لا سکتا ہے؟

جز منِ[1] بی‌مثل با فضل و خطر
مجھ بے مثال، بزرگ اور عظیم کے علاوہ

فلسفیِ منطقیِ مُستہاں
ایک ذلیل، فلسفی، منطقی

میگذشت از سوئے مکتب آں زماں
اُس وقت مکتب کی جانب سے گذر رہا تھا

چونکہ بشنید آیت اُو از ناپسند
جب اُس نے آیت سُنی تو ناپسندیدگی سے

گفت آریم آب را ما با کلند
بولا کہ ہم پھاوڑے سے پانی نکال لائینگے

ما بزخمِ بیل و تیزیِ تبر
ہم بیلچے کی ضرب اور تبر کی تیزی سے

آب را آریم از پستی زبر
پانی کو نیچے سے اوپر لے آئیں گے

شب بخفت و دید اُو یک شیر مرد
وہ رات کو سویا اور اُس نے ایک بہادر مرد کو دیکھا

زد طپانچہ ہر دو چشمش کور کرد
اُس (مرد) نے اُسکے مُنہ پر طمانچہ مارا، دونوں آنکھوں کو اندھا کر دیا

گفت زیں دو چشمۂ چشم اے شقی[2]
اُس نے کہا اے بدبخت! آنکھوں کے اِن دو چشموں سے

با تبر نورے بر آر ار صادقی
اگر تو سچا ہے تو تبر کے ذریعہ روشنی نکال لے

روز گشت و چشمِ خود را کور دید
دن ہو گیا، اور اُس نے اپنی آنکھوں کو اندھا دیکھا

نورِ فائض از دو چشمش ناپدید
بہنے والا نور اُس کی دونوں آنکھوں سے غائب ہو گیا

گر بنالیدے و مستغفر شُدے
اگر وہ روتا اور توبہ کرنے والا ہوتا

نورِ رفتہ از کرم ظاہر شُدے
تو مہربانی کی وجہ سے گیا ہوا نور ظاہر ہو جاتا

لیک استغفار ہم در دست نیست
لیکن توبہ بھی اپنے بُس میں نہیں ہے

ذوقِ توبہ نُقلِ ہر سَرمست نیست
توبہ کا ذوق ہر مست کا چبینا نہیں ہے

زشتیِ اعمال و شومیِ جحُود
بداعمالی اور اِنکار کی بدبختی نے

راہِ توبہ بر دلِ اُو بستہ بُود
توبہ کا راستہ اُس کے دل پر بند کر دیا تھا

دل بسختی ہمچو روئے سَنگ[3] گشت
دل سختی کی وجہ سے پتھر کی سطح کی طرح بن گیا

چوں شگافد توبہ آں را بہرِ کِشت
توبہ کھیتی کے لئے اُس کو کس طرح پھاڑے؟

چوں شعیبے کو کہ تا اُو از دُعا
(حضرت) شعیبؑ جیسا کوئی کہاں ہے کہ وہ دعا سے

بہرِ کشتن خاک سازد کوہ را
پہاڑ کو بونے کے لئے مٹی بنا دے

از نیاز و اعتقادِ آں خلیل
اُس پیارے کی عاجزی اور اعتقاد کی وجہ سے

گشت ممکن امرِ صَعب مُستحیل
سخت، ناممکن کام ممکن بن گیا

[1] جز من۔ سوا اللہ تعالیٰ کے علاوہ۔ مُستہان۔ ذلیل۔ با کلند۔ یعنی فلسفی بولا ناتیہ بالمِعْوَل وَالمُعِیْن ہم اُس پانی کو کدال اور مددگار کے ذریعہ نکال لیں گے۔ زبر۔ بلندی پر۔

[2] شقی۔ بدبخت۔ نورے۔ یعنی اُن آنکھوں کا نور جو اندھی ہو گئی تھیں۔ گر بنالیدے۔ اگر اُس گستاخی پر نادم ہو کر توبہ کر لیتا تو اللہ (تعالیٰ) کے کرم سے آنکھوں کی روشنی لوٹ آتی۔ در دست نیست۔ ہر انسان کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی ہے۔ نُقل۔ وہ میوہ وغیرہ جو شراب کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ جحُود۔ اِنکار۔

[3] دل بسختی۔ گناہوں سے سنگدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ شعیبؑ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ حضرت شعیبؑ کی دعا سے پہاڑ کھیتی کے قابل ہو گیا تھا۔ لیکن اِس کا ثبوت نہیں ہے۔ آں خلیل۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی دعا سے نمرود کی آگ گلزار بن گئی تھی۔ صَعب۔ دشوار۔ مُستحیل۔ محال۔ ناممکن۔

یا بدریوزہ[1] مقوقس از رسول — سنگلاخے مزرعے شد با وصول

یا مقوقس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی وجہ سے — پتھریلی زمین پیداوار والا کھیت بن گئی

ہمچنیں بر عکس آں انکارِ مرد — مس کند زر را و صلحے را نبرد

اسی طرح انسان کا انکار اُلٹا — سونے کو تانبا اور صلح کو جنگ بنا دیتا ہے

کہربائے مسخ آمد ایں دُعا — خاکِ قابل را کُند سنگ و حصیٰ

یہ (بداعتقادی کی) بیکار مسخ کی کہربا ہے — جو (کھیتی کے) قابل زمین کو پتھر و کنکر بنا دیتی ہے

ہر دلے را سجدہ ہم دستور نیست — مُزدِ رحمت قسمِ ہر مزدور نیست

ہر دل کو سجدہ کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے — ہر مزدور کی مزدوری کا رحمت میں حصّہ نہیں ہے

ہیں[2] بہ پشتِ آں مکُن جُرم و گناہ — کہ کُنم توبہ در آیم در پناہ

خبردار! اس کے بھروسہ جُرم اور گناہ نہ کر — کہ میں توبہ کر لوں گا، پناہ میں آ جاؤں گا

می بباید تاب و آبے توبہ را — شرط شد بَرق و سَحابے توبہ را

توبہ کے لئے سوزش اور آنسو درکار ہیں — توبہ کے لئے بجلی اور ابر شرط ہے

آتش و آبے بباید میوہ را — واجب آمد ابر و برق ایں شیوہ را

میوے کے لئے گرمی اور پانی چاہیئے — اس طریقہ کیلئے ابر اور برق ضروری ہے

تا نباشد[3] برقِ دل و آبِ دو چشم — کے نشیند آتشِ تہدید و خشم

جبتک دل کی بجلی اور دونوں آنکھوں کا پانی نہو — دھمکی اور غصّہ کی آگ کب فرو ہو سکتی ہے؟

تا نباشد گریۂ ابر از مطر — تا نباشد خندۂ برق اے پسر

جب تک ابر کا رونا بارش کے ذریعہ نہ ہو — اے صاحبزادے! جب تک بجلی کا قہقہہ نہو

کے بروید سبزۂ ذوقِ وصال — کے بجوشد چشمہا ز آبِ زلال

وصال کے ذوق کا سبزہ کب اُگتا ہے؟ — نیر پانی کے چشمے کب جوش میں آتے ہیں؟

کے گلستاں راز گوید با چمن — کے بنفشہ عہد بندد با سَمَن

گلستان چمن سے راز کب کہتا ہے؟ — بنفشہ سَمن کے ساتھ دوستی کب کرتا ہے؟

کے چنارے کف کشاید در دعا — کے درختے سَر فشاند در ہوا

دعا کے لئے چنار ہاتھ کب پھیلاتا ہے؟ — ہوا میں درخت کب جھومتا ہے؟

کے شگوفہ آستینِ پُر نثار — بر فشاندن گیرد ایامِ بہار

نچھاور سے بھری ہوئی آستین شگوفہ کب — بکھیرتا ہے موسم بہار میں؟

---

[1] دریوزہ۔ سوال، درخواست۔ مقوقس شاہِ مصر کا نام ہے جس کے پاس حضورؐ نے ہدایتی گرامی نامہ بھیجا جس کے فوٹو شائع ہو چکے ہیں۔ با وصول۔ قابلِ پیداوار۔ انکار۔ یعنی خدا کی قدرت کا انکار۔ کہربا۔ ایک قسم کا پتھر ہے جس میں کشش ہوتی ہے۔ حصیٰ۔ کنکر۔ دستور۔ حکم، اجازت۔ مزد۔ مزدوری۔

[2] ہیں۔ توبہ کے سہارے گناہ کرنا مناسب نہیں ہے اس لئے کہ حقیقی توبہ کا میسر آنا آسان نہیں ہے۔ تاب و آب۔ یعنی وہ دعا گناہ شاق ہے جو سوزشِ دل اور آنسوؤں سے ہو۔ برق۔ یعنی دل کی شورش۔ سحاب یعنی آنسوؤں والی آنکھیں۔ میوہ۔ پھل پکنے کے لئے گرمی اور پانی ضروری ہے اسی طرح اعمال کا پھل دل کی گرمی اور آنکھ کے آنسوؤں سے پکتا ہے۔ تہدید و خشم۔ گناہوں پر جو اللہ کی دھمکی اور غصّہ ہے۔

[3] تا نباشد۔ جس طرح موسم بہار کی بہاریں ابر و برق پر موقوف ہیں اسی طرح دل کی کھیتی سوزشِ اندرونی اور آبِ چشم پر موقوف ہے۔ وصال۔ یعنی وصالِ حق۔ کے بجوشد۔ موسم بہار میں چشمے بہہ نکلتے ہیں یا اسی طرح دل کے سوتے دل کی گرمی اور رونے سے کھلتے ہیں۔ بنفشہ۔ گل بنفشہ اور گل سمن موسم بہار میں کھلتے ہیں۔ چنار ایک درخت ہے جس کے پتّے انسان کے پنجے کی شکل کے ہوتے ہیں۔ شگوفہ۔ شگوفہ کے زیور

کے فروزد لالہ را رُخ ہمچو[1] خوں — کے گُل از کیسہ برآرد زر بروں
خون جیسے (رنگ) سے لالہ چہرے کو کب چمکاتا ہے؟ — پھول تھیلی سے سونا، کب نکالتا ہے؟

کے بیاید بُلبُل و گُل بُو کُند — کے چو طالب فاختہ کُو کُو کُند
بلبل کب آئے اور پھول کو سونگھے؟ — عاشق کی طرح فاختہ کہاں ہے کہاں کب کرے؟

کے بگوید لک لک آں لکلک بجان — لک چہ باشد مُلک لک اے مُستعان
لق لق، لک لک (دل اور) جان سے کب کہے؟ — لک کیا ہوتا ہے؟ اے مددگار! ملک تیرا ہے

کے نماید خاک اسرارِ ضمیر — کے شود چوں آسماں بُستان مُنیر
زمین، دل کے راز کب ظاہر کرے؟ — باغ، آسمان جیسا روشن کب ہے؟

[2] از کجا آوردہ اند ایں حُلّہا — مِن کریمٍ مِن رحیمٍ کُلُّہا
یہ پوشاکیں کہاں سے لائے ہیں؟ — سب کی سب کریم (اللہ) رحیم کی جانب سے ہیں

آں لطافتہا نشانِ شاہدیست — ایں نشانہا پائے مردِ عابدیست
وہ پاکیزگیاں محبوب کی نشانی ہیں — یہ نشانیاں عابد کی مددگار ہیں

آں شود شاد از نشاں کو دید شاہ — چوں ندید اُو را نباشد انتباہ
نشانی سے وہ خوش ہوتا ہے جس نے شاہ کو دیکھا ہو — جب اس کو نہ دیکھا ہو آگاہی نہ ہوگی

رُوحِ آنکس کو بہنگامِ اَلَست — دید ربِّ خویش و شد بیہوش و مست
اُس شخص کی روح جس نے عہدِ اَلَست کے وقت — اپنے رب کو دیکھا اور مست و بے خود ہوا

[3] اُو شناسد بوئے مے کو می خورد — چوں نخورد اُو مے چہ داند بُو کرد
شراب کی بُو وہ پہچانتا ہے جو شراب پیئے — جب اُس نے شراب پی نہیں وہ سونگھنا کیا جانے؟

زانکہ حکمت ناقۂ ضالّہ است — ہمچو دلّالہ شہاں را دالّہ است
کیونکہ دانائی، گم شدہ اونٹنی ہے — دلّالہ کی طرح شاہوں کے لئے راہنما ہے

تو بہ بینی خواب در یک خوش لقا — کو دہد وعدہ و نشانے مر ترا
تو خواب میں ایک حسین کو دیکھتا ہے — جو تجھے وعدہ اور نشانی عطا کرتا ہے

کہ مرادِ تو شود اینک نشاں — کہ بہ پیش آید ترا فردا فلاں
کہ تیرا مقصد پورا ہو جائے گا، یہ نشانی ہے — کہ فلاں شخص کل تیرے سامنے آئے گا

---

[1] ہمچو خوں۔ لالہ کا رنگ خونی ہوتا ہے۔ زر یعنی پھول کا زیرہ۔ فاختہ۔ اسکی کوکو کی آواز کو محبوب کو تلاش کرنے کی آواز مانا جاتا ہے۔ لکلک۔ پانی کا پرندہ ہے جسکو لق لق بھی کہتے ہیں اُس سے لک لک کی آواز نکلتی ہے جس کے معنی ہیں تیرے لئے "مولانا فرماتے ہیں اس کا مطلب ہے۔ مُلک لک یا مُستعان "اے خدا ملک تیرا ہے" اسرارِ ضمیر۔ موسمِ بہار کے پھول زمین کے دل کے اسرار ہیں جو سب کہاں کھلے اور گل میں نمایاں ہو گئے ہیں۔

[2] از کجا۔ موسمِ بہار میں نو بہاران چمن کو خدا لباس عطا فرماتا ہے۔ لطافتہا۔ موسمِ بہار کی لطافتیں نشان۔ علامت۔ ایں نشاں۔ ایک عابد عارف برگِ درختانِ سبز کو معرفتِ کردگار کا ذریعہ بناتا ہے۔ شاہ۔ حضرتِ حق۔ انتباہ۔ جو معرفت سے خالی ہے اُس کی نظر مصنوع پر رک جاتی ہے صانع تک نہیں پہنچتی ہے۔ اَلَست۔ ازل میں خدا نے روحوں کو جمع کر کے کہا تھا "اَلَستُ بِرَبِّکُم" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔

[3] اُو شناسد۔ آثار سے مؤثر تک پہنچنے کی چند مثالیں دی ہیں۔ حکمت۔ حدیث شریف میں ہے دانائی مومن کی گمشدہ چیز ہے جہاں اُس کو دیکھ لیتا ہے اُس کو لے لیتا ہے اسی طرح آیاتِ اَنفُسیہ سے اللہ کی ذات پر دلالت ہوتی ہے۔ ایک عارف کو اُن آیات کو دیکھ کر ذاتِ حق یاد آجاتی ہے۔ دلّالہ۔ بشاطہ۔ دالّہ۔ دلالت کرنے والی۔ تو بہ بینی۔ اللہ کی نشانیوں سے اللہ کو پہچاننے کی دوسری مثال ہے کہ اگر خواب میں اگر تم سے کوئی وعدہ کرے اور نشانیاں بتا دے تو جب وہ نشانیاں سامنے آئیں گی تو تم پر کیسی کیفیت طاری ہوگی۔

یک نشانے آنکه او باشد سوار[1] — یک نشانے که ترا گیرد کنار
ایک نشانی یہ ہے کہ وہ سوار ہوگا — ایک نشانی یہ ہے کہ تجھ سے بغلگیر ہوگا

یک نشانیکه بخندد پیش تو — یک نشاں که دست بندد پیش تو
ایک نشانی یہ ہے کہ وہ تیرے سامنے ہنسے گا — ایک نشانی یہ ہے کہ وہ تیرے سامنے ہاتھ باندھیگا

یک نشانے آنکه ایں خوابِ ہوس — چوں شود فردا نگوئی پیش کس
ایک نشانی یہ ہے کہ یہ خواب خواہش سے — کل جب ہوگی تو کسی سے نہ کہہ سکے گا

زاں نشاں با والدِ یحییٰ بگفت — کہ نیائی تا سہ روز اصلا بگفت
یہ نشانی حضرت یحییٰؑ کے والد سے کہی — کہ تو تین روز تک بات نہ کر سکے گا

دم مزن سہ روز ازیں اے نیک خو[2] — کایں سکوت ست آیتِ مقصودِ تو
اے نیک عادت والے! اس بارے میں تین دن تک دم نہ مارنا — یہ خاموشی تیرا مقصود (حاصل ہونے) کی علامت ہے

ہیں میاور ایں نشانے را بگفت[3] — ویں سخن را دار اندر دل نہفت
خبردار! یہ نشانی کسی کو نہ بتانا — اس بات کو دل میں چھپائے رکھنا

تا سہ شب خامش کن از نیک و بد — ایں نشاں باشد کہ یحییٰؑ آیدت
تین رات تک اچھی بری بات سے چپ رہنا — یہ نشانی ہوگی کہ یحییٰ تیرے پاس پیدا ہو کر آئیگا

ایں نشانہا گویدت ہمچوں شکر — ایں چہ باشد صد نشانے ہم دگر
شکر کی طرح یہ نشانیاں تجھ سے کہے گا — یہ کیا، دوسری سو نشانیاں بھی کہے گا

ایں نشانِ آں بود کاں ملک و جاہ — کہ ہمی جوئی بیابی از الٰہ
یہ اس کی نشانی ہوگی کہ جو ملک و مرتبہ — تو چاہتا ہے وہ خدا کی جانب سے پالے گا

آنکہ می گریی بہ شبہائے دراز[4] — وانکہ می سوزی سحرگہ در نیاز
جس کے لئے تو لمبی راتوں میں روتا رہا ہے — اور جس کے لئے صبح کے وقت عاجزی میں جلتا رہا ہے

وانکہ بے آں روزِ تو تاریک شد — ہمچو دوکے گردنت باریک شد
وہ جس کے بغیر تیرا دن تاریک ہو گیا ہے — تیری گردن تکلے کی طرح باریک ہو گئی ہے

وانکہ دادی ہر چہ داری در زکات — چوں زکات پاکبازاں رختہاست
وہ جس کے لئے، تو نے اپنا سب کچھ لٹا دیا — جبکہ پاکبازوں کی خیرات، سامان ہوتا ہے

رختہا دادی و خواب و رنگ رو[5] — سر فدا کردی و گشتی ہمچو مو
(جس کیلئے) تو نے سامان اور نیند اور چہرے کی آب و تاب لٹا دی — سر کو قربان کر دیا اور تو بال کی طرح بن گیا

---

[1] یک نشاں۔ مقصود پورا ہو جانے کی پہلی نشانی یہ ہے کہ صبح کو ایک سوار آئیگا دوسری یہ ہے کہ وہ آکر بغلگیر ہوگا، تیسری یہ ہے وہ ہنسے گا، چوتھی یہ ہے کہ وہ ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوگا، پانچویں یہ ہے کہ تو یہ خواب کسی سے بیان نہ کر سکیگا۔ والد یحییٰ۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی گئی تھی تو تین روز تک بات نہ کرنے کا بھی حکم دیا گیا تھا۔ نیک خو۔ یعنی حضرت زکریا۔ مقصودِ تو۔ یعنی حضرت یحییٰ کی پیدائش۔

[2] ایں نشانے یعنی تین روز تک بات نہ کرنا۔ آیدت۔ تمہارے گھر پیدا ہوگا۔ ایں نشانہا یعنی خواب میں آنے والے نے جو نشانیاں بتائیں۔ ایں نشاں۔ اس شخص کا مقصود یہ تھا کہ اُس کو ملک و جاہ حاصل ہو اُس کے حصول کی یہ نشانیاں بتائی تھیں۔

[3] آنکہ۔ جن کے لئے تو راتوں کو روتا تھا اور صبح سویرے عاجزی سے دعائیں کرتا تھا۔ دوک۔ تکلا۔ ہر چہ داری۔ تمام مال و دولت۔ رختہا۔ یعنی خیرات۔ رختہا دادی۔ سامان ہی نہیں بلکہ نیند اور چہرے کی رونق سب اِس تمنا میں گنوا دی۔

چند در آتش نشستی ہمچو عود [1] — چند پیشِ تیغ رفتی ہمچو خود
کتنی مرتبہ تو اگر کی طرح آگ میں بیٹھا؟ — ڈھال کی طرح تو کتنی مرتبہ تلوار کے سامنے گیا؟

زینچنیں بیچارگیہا صد ہزار — خوئے عشاقست و ناید در شمار
اس طرح کی لاکھوں بے چارگیاں — عاشقوں کی عادت ہے اور وہ شمار نہیں ہو سکتیں

چونکہ اندر خواب دیدی حالہا — آنکہ بودے آرزویش سالہا
چونکہ تونے خواب میں وہ احوال دیکھے — جن کی برسوں سے آرزو تھی

چونکہ شب ایں خواب دیدی روز شد — از امیدش روزِ تو پیروز شد
تونے جب رات کو یہ خواب دیکھا، دن ہوا — اس کی امید سے تیرا دن کامیاب ہوا

چشم گرداں کردہ بر چپ و راست — کاں نشان و آں علامتہا کجاست
تونے دائیں بائیں (جانب) آنکھیں دوڑائی ہیں — کہ وہ نشانی اور وہ علامتیں کہاں ہیں؟

بر مثالِ برگ [2] می لرزی کہ وائے — گر رود در روز و نشاں ناید بجائے
تو پتّے کی طرح لرزتا تھا، کہ ہائے — اگر دن ختم ہو گیا اور نشانی نمودار نہ ہوئی

می دوی در کوی و بازار و سرا — چوں کسے کو گم کند گوسالہ را
تو کوچہ اور بازار اور سرائے میں دوڑتا تھا — اس شخص کی طرح جس نے بچھڑا گم کر دیا ہو

خواجہ خیرست ایں دوادو چیست — گم شدہ اینجا کہ داری کیستت
جناب خیریت ہے یہ تیری بھاگ دوڑ کس لئے ہے؟ — تیرا اس جگہ جو گم ہوا ہے وہ تیرا کیا لگتا ہے؟

گوئیش خیرست لیکن خیرِ من — کس نشاید کہ بداند غیرِ من
تو اس سے کہے گا خیریت ہے لیکن میری خیریت — مناسب نہیں ہے کہ میرے سوا کوئی جانے

گر بگویم [3] یک نشانم فوت شد — چوں نشاں شد فوت وقتِ موت شد
اگر میں ایک نشانی بھی، بتادوں تو وہ جاتی رہی — جب نشانی جاتی رہی تو موت کا وقت آگیا

بنگری در روئے ہر مردِ سوار — گویدت منگر مرا دیوانہ وار
تو ہر سوار انسان کے منہ کو تکتا ہے — وہ تجھ سے کہتا ہے مجھے دیوانوں کی طرح نہ دیکھ

گوئیش من صاحبے گم کردہ ام — رو بجست و جوی او آوردہ ام
تو اس سے کہتا ہے میں نے ایک ساتھی گم کر دیا ہے — میں اس کی تلاش میں ہوں

دولتت پائندہ باد اے سوار — رحم کن بر عاشقاں معذور دار
اے سوار! تیری دولت باقی رہے — عاشقوں پر رحم کر، معذور سمجھ

[1] عود۔ خوشبودار لکڑی ہے جس کی بتیاں دھونی کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ خود۔ ڈھال۔ زینچنیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ کسی محبوب کے عاشقوں کو اس طرح کی چیزوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ پیروز۔ فیروز، کامیاب۔ چشم گرداں۔ یعنی رات کی بتائی ہوئی نشانیوں کی جستجو میں تو نظریں دوڑا رہا ہے۔

[2] برمثال۔ صبح کو نشانیوں کی تلاش میں اس خوف سے لرز رہا تھا کہ وہ نشانیاں نہ دیکھ پائے۔ گوسالہ۔ بچھڑا۔ دوادو۔ بھاگ دوڑ۔ کیستت۔ تیرا کون ہے۔ غیر من۔ کیونکہ وہ خواب کی بات کسی کو نہ بتا سکتا تھا۔

[3] گر بگویم۔ خواب کو نہ بتانا بھی ایک نشانی ہے کہ بتانے سے وہ نشانی فوت ہو جائیگی اور اس کا فوت ہو جانا موت کی برابر ہے کیونکہ مقصود ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ بنگر۔ اشتیاق میں دیوانوں کی طرح ہر سوار کو دیکھتا تھا۔ معذور دار۔ گھورنے میں مجھے معذور سمجھ اور معاف کردے۔

چوں طلب کردی بجدّ[1] آمد نظر ‏ ‏ ‏ جدّ خطا نکند چنیں آمد خبر

جب تو نے کوشش سے طلب کی وہ نظر آئی ‏ ‏ ‏ حدیث میں آیا ہے کہ کوشش رائیگاں نہیں جاتی

ناگہاں آمد سوارے نیکبخت ‏ ‏ ‏ پس گرفت اندر کنارت سخت سخت

اچانک ایک نیک بخت سوار سامنے آیا ‏ ‏ ‏ اس نے گرم جوشی سے معانقہ کیا

تو شدی بیہوش و افتادی بطاق ‏ ‏ ‏ بیخبر گفت ایں سالوس و نفاق

تو بیہوش ہوگیا اور محراب میں گر پڑا ‏ ‏ ‏ ناواقف نے کہا یہ مکر اور نفاق ہے

او چہ می بیند درو ایں شور چیست ‏ ‏ ‏ او نداند کاں نشانِ وصلِ کیست

وہ کیا دیکھتا ہے کہ اس میں یہ جذبہ کس چیز کا ہے ‏ ‏ ‏ وہ نہیں جانتا کہ یہ کس کے ملنے کی نشانی ہے؟

ایں نشاں در حقِ او باشد کہ دید ‏ ‏ ‏ آں دگر را کے نشاں آید پدید

یہ نشانی اس کیلئے ہی ہے جس نے مقصد سمجھا ہے ‏ ‏ ‏ دوسرے کے لئے یہ نشانی کب واضح ہو سکتی ہے؟

ہر زماں[2] کز وے نشانے می رسد ‏ ‏ ‏ شخص را جانے بجانے می رسد

جب بھی اس کی جانب سے کوئی نشانی ملتی ہے ‏ ‏ ‏ اس شخص میں ایک نئی جان آتی ہے

ماہیِ بیچارہ را پیش آمد آب ‏ ‏ ‏ ایں نشانہا تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَاب

بیچاری مچھلی کے سامنے پانی آ گیا ‏ ‏ ‏ یہ نشانیاں تلک آیات الکتاب جیسی ہیں

پس[3] نشانیہا کہ اندر انبیاست ‏ ‏ ‏ خاص آں جاں را بود کو آشناست

وہ نشانیاں جو انبیاء میں ہیں ‏ ‏ ‏ وہ ان لوگوں کے لئے ہیں جو واقف کار ہیں

ایں سخن ناقص بماند و بیقرار ‏ ‏ ‏ دل ندارم بیدلم معذور دار

یہ بات ناقص اور بکھری رہ گئی ‏ ‏ ‏ میرا دل نہیں ہے، میں بیدل ہوں، معذور سمجھ

ذرہا را کے تواند کس شمرد ‏ ‏ ‏ خاصہ آں کو عشق از وے عقل برد

ذروں کو کوئی کب گن سکتا ہے؟ ‏ ‏ ‏ خصوصاً وہ جس کی عقل کو عشق نے ختم کر دیا ہو

می شمارم برگہائے باغ را ‏ ‏ ‏ می شمارم بانگِ کبک و زاغ را

میں باغ کے پتوں کو گنتا ہوں؟ ‏ ‏ ‏ میں چکور اور کوے کی آواز کو شمار کرتا ہوں؟

در شمار اندر نیاید لیک من ‏ ‏ ‏ می شمارم بہرِ رشدِ ممتحن

وہ گنتی میں نہیں آتے، لیکن میں ‏ ‏ ‏ مبتلا کی رہنمائی کے لئے گنتا ہوں

نحس کیواں یا کہ سعدِ مشتری ‏ ‏ ‏ ناید اندر حصر گرچہ بشمری

زحل کی نحوست۔ یا مشتری کی سعادت ‏ ‏ ‏ گنتی میں نہیں آتی ہے اگرچہ تو شمار کرے

---

[1] جدّ۔ کوشش۔ خبر۔ اصطلاح میں حدیث شریف کو کہتے ہیں لیکن یہ حدیث نہیں بلکہ ایک مشہور مقولہ ہے۔ مَنْ جَدَّ وَجَدَ جس نے کوشش کی اس نے پایا۔ پس گرفت۔ گرم جوشی سے بغلگیر ہوا۔ طاق۔ محراب۔ بیخبر۔ یعنی وہ لوگ جو اصل قصے سے ناواقف تھے۔ سالوس۔ مکر۔ شور۔ جوش۔ کہ دید۔ یعنی اس چیز کو دیکھا ہو جس کی یہ نشانی ہے۔

[2] ہر زماں۔ مقصد حاصل ہونے کی جو جو نشانی وہ دیکھ رہا تھا اس میں جان پڑتی جا رہی تھی۔ ماہی۔ پانی کو دیکھ کر جس طرح مچھلی میں جان پڑتی ہے خواب دیکھنے والے کے لئے یہ نشانیاں جو آیاتِ قرآنی کی طرح یقینی ہیں جان پڑنے کا سبب ہیں۔ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَاب یہ قرآن کی آیتیں ہیں یعنی یہ نشانیاں ایسی ہی سچی ہیں جیسا کہ قرآن کی آیات جن میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

[3] پس نشانیہا۔ انبیاء میں جو نشانیاں ہیں ان سے وہی متاثر ہوتا ہے جس کو حق تعالیٰ سے شناسائی حاصل ہو۔ ایں سخن یعنی انبیاء کی نشانیاں۔ بیقرار غیر مرتب۔ ذرہا۔ انبیاء کی نشانیاں ذروں کی طرح بیشمار ہیں اور پھر دیوانہ عاشق انکو کیا گن سکتا ہے۔ می شمارم۔ باغ کے پتے اور پرندوں کی آوازیں نہیں گنی جا سکتی ہیں۔ بہر رشد۔ انبیاء کی تعداد نشانیوں میں سے کچھ بیان کئے جا سکتے ہیں۔ نحس کیواں۔ زحل کی نحوست۔ سعد مشتری۔ مشتری ستارہ کی سعادت مانی جاتی ہے۔

لیکؔ ہم بعضے ازیں ہر دو اثر
لیکن ان دونوں کے اثر کا کچھ حصہ

شرح باید کرد بہر نفع و ضر
(لوگوں کے) نفع و نقصان کے لئے بیان کردینا چاہئے

تا شود معلوم آثارِ قضا
تاکہ قضاءِ خداوندی کے اثرات معلوم ہوجائیں

شمۂ مر اہل سعد و نحس را
کچھ، سعادت اور نحوست والوں کو

طالعِ آں کس کہ باشد مشتری
جس کا طالع مشتری ہو

شاد گردد از نشاط و سروری
وہ نشاط اور عزت کی وجہ سے خوش رہے گا

وانکہ را طالع زحل از ہر شرور
جس کا طالع زحل ہوگا ہر قسم کے شروں سے

احتیاطش لازم آمد در امور
معاملات میں اس کے لئے احتیاط ضروری ہے

گر نگویم آں زحل استارہ را
اگر میں اس زحل ستارے کے متعلق نہ کہوں

زآتشش سوزد مر آں بیچارہ را
اس بیچارے کو وہ اپنی آگ سے پھونک دے

بس کنؔ اے بیہودہ تا زاں آفتاب
اے بیہودہ! بس کر، کہیں اس آفتاب

آتشے ناید بیکبارہ بتاب
کی آگ یکبارگی چمک نہ اٹھے

از کواکب در سپہرِ بیکراں
لامحدود آسمان کے ستاروں میں

در دمے نے نور ماند نے نشاں
ایک دم نہ نور رہے، نہ نشان

آنچہ بر دارد دراں مشغول شو
جس کا نتیجہ نکلے اس میں مشغول ہو

وز دگر گفتارہا معزول شو
دوسری باتوں سے جدا رہ

جنبش اختر نیاید جز سقیم
ستارے کی چال مریض کے سوا کچھ نہیں ہے

بر ندارد جز کہ لطف آں رحیم
سوائے اس رحیم کی مہربانی کے کوئی چیز نتیجہ خیز نہیں ہے

اذکروا اللہ شاہِ ما دستور داد
ہمارے بادشاہ (اللہ تعالیٰ) نے ذکر کی اجازت دیدی ہے

دید اندر نار و ما را نور داد
ہمیں آگ میں دیکھا اور ہمیں نور بخش دیا

گفتؔ اگرچہ پاکم از ذکرِ شما
فرمایا اگرچہ میں تمہارے ذکر سے پاک ہوں

نیست لائق مر مرا تصویرہا
مثالیں میرے مناسب نہیں ہیں

لیک ہرگز مستِ تصویر و خیال
لیکن مثال اور تخیل کا عادی

در نیابد ذاتِ ما را بے مثال
ہماری ذات کو بغیر مثال کے نہیں سمجھتا ہے

ذکرؔ جسمانہ خیالِ ناقص ست
جسمانی ذکر، ناقص خیال ہے

وصفِ شاہانہ ازانہا خالص ست
شاہانہ صفات ان سے منزہ ہیں

۱ لیک۔ باوجود بیشمار ہونے کے کچھ بیان کردی جاتی ہیں۔ بس کن۔ اللہ کی ذات اور نشانیوں کا بیان صحیح طور پر ممکن نہیں کوئی تجلی غیرت میں آگئی تو پھونک ڈالے گی۔ از کواکب۔ اس تجلی کا یہ اثر ہوگا۔ آنچہ۔ پہلے ستاروں سے متعلق باتیں ذکر کی تھیں اب فرماتے ہیں نجوم کی باتوں میں مشغولیت بیکار ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں ستاروں کی حالتیں صحیح نہیں ہوتی ہیں فائدہ اللہ کی مہربانی پر موقوف ہے۔ اذکروا اللہ۔ خدا کا ذکر کرو یہ مفید ہے خواہ ہم اسکی حمد و ثنا میں اس کی شایانِ شان باتیں نہ بھی کہہ سکیں۔

۲ گفت۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ممکنات کی صفات سے تشبیہ دے کر سمجھایا جاتا ہے ظاہر ہے کہ وہ ناقص مثالیں ہیں خدا کی ذات ان سے پاکیزہ ہے لیکن چونکہ انسان مادی چیزوں کو سمجھنے کا عادی ہوتا ہے لہٰذا مادی چیزوں کی مثال دے کر ہی اس کو اللہ کی صفات سمجھائی جاسکتی ہیں۔

۳ ذکر جسمانہ۔ اللہ کی تعریف میں اگر ہم یہ کہیں کہ وہ انسان کی طرح عاجز نہیں ہے تو یہ ایسا ہی ہے کہ کسی بادشاہ کی تعریف میں ہم یہ کہیں کہ وہ جولاہا نہیں ہے۔

شاہ را گوید کسے جولاہ نیست
(اگر) بادشاہ کو کوئی کہے کہ وہ جولاہہ نہیں ہے
ایں چہ مدحست آں مگر آگاہ نیست
یہ کیا تعریف ہے؟ شاید وہ واقف نہیں ہے

انکار کردنِ موسیٰ علیہ السلام بر مناجات شباں ۱
ایک چرواہے کی دعا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار

دید موسیٰ یک شبانے را براہ
(حضرت) موسیٰ نے ایک چرواہے کو راستہ میں دیکھا
کو ہمی گفت اے کریم و اے الٰہ
کہ وہ کہہ رہا تھا اے کریم اور اے خدا!

تو کجائی تا شوم من چاکرت
تو کہاں ہے؟ تاکہ میں تیرا نوکر بنوں
چارقت دوزم کنم شانہ سرت
تیرا جوتا سی دوں تیرے سر میں کنگھی کروں

تو کجائی تا کہ خدمتہا کنم
تو کہاں ہے؟ تاکہ تیری خدمتیں کروں
جامہات را دوزم و بخیہ زنم
تیرا کپڑا سی دوں، اور بخیہ کردوں

جامہ ات شویم شپشہایت ۲ کشم
تیرے کپڑے دھو دوں، تیری جوئیں ماردوں
شیر پیشت آورم اے محتشم
اے معزز! تیرے سامنے دودھ پیش کروں

ور ترا بیماری آمد بہ پیش
اگر تجھے بیماری لاحق ہو
من ترا غمخوار باشم ہمچو خویش
اپنے کی طرح میں تیرا غمخوار بنوں

دستکت بوسم بمالم پایکت
تیرے پیارے ہاتھ چوموں، تیرے نازک پیر دباؤں
وقتِ خواب آید بروبم جائیکت
سونے کا وقت آئے تو تیرا بستر صاف کردوں

اے خدائے من فدایت جانِ من
اے میرے خدا تجھ پر میری جان قربان
جملہ فرزندان و خان و مانِ من
تمام اولاد، اور میرا گھر بار

گر بدانم خانہ ات تو من مدام
اگر مجھے تیرے گھر کا پتہ چل جائے تو میں ہمیشہ
شیر و روغن آرمت ہر صبح و شام
صبح و شام دودھ اور گھی تیرے لئے لاؤں

ہم پنیر و نانہائے ۳ روغنیں
پنیر بھی اور روغنی روٹیاں بھی
خمرہائے جوغرات اے نازنیں
دہی کی مٹکیاں اے نازنیں!

ق

سازم و آرم بہ پیشت صبح و شام
تیار کروں، اور صبح و شام تیرے سامنے لاؤں
از من آوردن ز تو خوردن طعام
میرا لانا ہو، تیرا کھانا ہو

اے فدائے تو ہمہ بزہائے من
اے (وہ ذات) جس پر میری ساری بکریاں قربان
اے بیادت ہی ہی و ہیہائے من
اے (وہ ذات) کہ تیری یاد میں میری آہ و زاری ہے

---

۱ انکار کردن۔ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی تعریف امکان سے باہر ہے پھر بھی جس طرح بن پڑے تعریف کرنی چاہیئے اسی کی مناسبت سے یہ قصہ نقل فرمایا ہے کہ چرواہے کی ناشائستہ تعریف چونکہ خلوصِ نیت سے تھی لہٰذا مقبولِ بارگاہ بنی۔ چاکر۔ نوکر۔ چارق۔ جوتا۔ شانہ۔ کنگھی۔

۲ شپش۔ سین کے ضمہ کے ساتھ، جوں۔ محتشم۔ باوقار۔ خویش۔ اپنا، رشتہ دار۔ دستکت۔ دستکِ تو۔ پایکت۔ پایکِ تو۔ جائیکت۔ جایکِ تو، ان تینوں لفظوں میں کاف تصغیر، پیار کے لئے ہے۔ مدام۔ ہمیشہ۔

۳ نانہائے روغنیں۔ پراٹھے۔ جوغرات۔ دہی۔ ہی ہی ہیہائے۔ ہائے ہائے، آہ و زاری۔

زیں نمط بیہودہ می گفت آں شبان
وہ چرواہا اسطرح کی بیہودہ باتیں کہہ رہا تھا
گفت موسیٰ با کیستت[1] اے فلاں
حضرت موسیٰ نے کہا اے فلاں! تو کس سے مخاطب ہے؟

گفت با آں کس کہ ما را آفرید
اُسنے کہا اُس ذات سے ہمکلام ہوں، جسنے ہمیں پیدا کیا ہے
ایں زمین و چرخ ازو آمد پدید
یہ زمین اور آسمان جس (کے پیدا کرنے) سے ظاہر ہوا ہے

گفت موسیٰ ہائے خیرہ سر شدی
حضرت موسیٰ نے فرمایا افسوس تو پاگل ہوگیا ہے
خود مسلماں ناشدہ کافر شدی
مسلمان نہ ہوا (بلکہ) کافر ہوگیا ہے

ایں چہ ژاژ است وایں چہ کفر ست و فشار
یہ تیری کیا بکواس ہے اور یہ تیرا کیا کفر اور بیہودگی ہے؟
پنبہ اندر دہانِ خود فشار
اپنے منہ میں روئی ٹھونس لے

گند کفرِ تو جہاں را گندہ کرد
تیرے کفر کی بدبو نے دنیا کو بدبودار کر دیا ہے
کفرِ تو دیبائے دیں را ژندہ کرد
تیرے کفر نے دین کے دیبا کو گدڑی بنا دیا

چارق[2] و پاتابہ لائق مر تراست
چپل اور جوتا تیرے لئے مناسب ہے
آفتابے را چنینہا کے رواست
آفتاب کے لئے ایسی چیزیں کب مناسب ہیں؟

گر نہ بندی زیں سخن تو حلق را
اگر تو ان باتوں سے منہ بند نہ کرے گا
آتشے آمد بسوزد خلق را
آگ آئے گی اور دنیا کو جلا دے گی

آتشے گر نامدست ایں دود چیست
اگر آگ نہیں آئی تو یہ دھواں کیسا ہے؟
جاں سیہ گشتہ رواں مردود چیست
جان کالی ہوگئی، روح مردود کیوں ہے؟

گر ہمی دانی کہ یزداں داور ست
اگر تو جانتا ہے کہ خدا حاکم ہے
ژاژ و گستاخی ترا چوں باور ست
بیہودہ گوئی اور گستاخی پر تجھے کیوں یقین ہے؟

دوستیِ[3] بے خرد چوں دشمنی ست
بے وقوف کی دوستی دشمنی جیسی ہے
حق تعالیٰ زیں چنیں خدمت غنی ست
اللہ تعالیٰ اس طرح کی خدمت سے بے نیاز ہے

با کہ می گوئی تو ایں با عم و خال
تو یہ کس سے کہہ رہا ہے چچا اور ماموں سے
جسم و حاجت در صفاتِ ذوالجلال
جسم اور حاجت اللہ کی صفتوں میں؟

شیر اُو نوشد کہ در نشو و نماست
دودھ وہ پیتا ہے جو نشو و نما میں ہے
چارق اُو پوشد کہ او محتاجِ پاست
چپل وہ پہنتا ہے جس کو پاؤں کی ضرورت ہے

ور برائے بندہ است ایں گفتگو
اگر یہ گفتگو (اس) بندے کے لئے ہے
آنکہ حق گفت اُو منست و من خود او
جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں وہ ہوں اور وہ میں

---

[1] باکیستت۔ یعنی خطاب تو باکیست۔ خیرہ سر۔ بیہودہ۔ ژاژ۔ ایک خاردار گھاس ہے ژاژخائی، بکواس کرنا بکھار۔ فا کے ضمہ کے ساتھ، بیہودہ بات۔ فشار۔ فا کے فتحہ کے ساتھ فشردن یعنی نچوڑنا۔

گند۔ گندگی۔ ژندہ۔ پارہ پارہ کپڑا، گدڑی، یعنی تیری اس گفتگو سے کفر و الحاد پھیلے گا اور دین میں رخنہ پیدا ہوگا۔

[2] چارق۔ جوتا چپل، پاتابہ۔ جوتا، کھڑاؤں۔ آفتابے یعنی ذات خداوندی۔ خلق را ایک شخص کا گناہ دوسروں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے آتشے۔ اگر عذاب ابھی نہیں آیا تو اس کے آثار آگئے ہیں جس سے دل سیاہ ہوگیا ہے۔ یزداں۔ خدا۔ داور۔ حاکم۔

[3] دوستی۔ بیوقوف دوست سے عقلمند دشمن بہتر ہے۔ زیں چنیں یعنی وہ خدمتیں جو گڈریا اللہ تعالیٰ کے لئے بیان کر رہا تھا۔ عم۔ چچا۔ خال۔ ماموں۔ جسم۔ گڈریئے نے پیر دبانے کو کہا تھا۔ حاجت۔ گڈریئے نے روٹی کھلانے کو کہا تھا۔ شیر۔ غذا کی اس کو ضرورت ہے جس کا جسم ہو اور اُسکا نشو و نما ہوتا ہو۔ محتاج پا۔ اللہ تعالیٰ کو نہ پیر کی ضرورت ہے نہ جوتے کی حاجت ہے۔ ور برائے۔ بعض خدا کے نیک بندے وہ ہوتے ہیں جو اپنی شخصیت اور خواہشات کو فنا کرکے حضرت حق کی مرضیات کے مطابق ڈھل جاتے ہیں۔ آگے بلانے میں حدیث شریف ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں بنی آدم کو خطاب کرکے فرمائے گا۔ خطاب کا مضمون آئندہ اشعار میں مذکور ہے۔

آنکہ گفت اِنّی مَرِضتُ لَم تَعُد
جسکے بارے میں فرمایا میں مریض ہوا تو نے عیادت کیوں نہ کی؟
من شدم رنجور او تنہا نہ شُد
میں بیمار تھا وہ تنہا بیمار نہ تھا

آنکہ بی یَسمَعُ وَبی یُبصِرُ شدہ است
وہ کہ جو میرے ذریعہ سنتا ہے اور میرے ذریعہ دیکھتا ہے ہو گیا ہے
درحقِ آں بندہ ایں ہم بیہدہ است
اُس بندے کے حق میں بھی یہ بیہودہ ہے

بے ادب گفتن سخن با خاصِ حق
اللہ (تعالیٰ) کے خاص بندے سے بے ادبی سے بات کرنا
دل بمیراند سیہ دارد وَرَق
دل کو مُردہ کر دیتا ہے، اعمالنامہ سیاہ کر دیتا ہے

گر تو مردے را بخوانی فاطمہ
اگر تو مرد کو فاطمہ کہہ کر بُلائے
گرچہ یک جنس اند مرد و زن ہمہ
اگرچہ سب مرد و عورت ایک جنس ہیں

قصدِ خونِ تو کند تا ممکن ست
حتی الامکان تیری جان (لینے) کا ارادہ کرے
گرچہ خوشخوی و حلیم و ساکن ست
اگرچہ خوش مزاج اور بُردبار اور صاحبِ سکون ہے

فاطمہ[۲] مدحست در حقِ زناں
عورتوں کے لئے فاطمہ تعریف ہے
مرد را گوئی بود زخمِ سناں
(اگر) تو مرد کو کہے بھالے کا زخم ہوگا

دست و پا در حقِ ما استایش ست
ہاتھ اور پیر ہونا ہمارے لئے تعریف ہے
در حقِ پاکیِ حق آلایش ست
اللہ (تعالیٰ) کی پاکی کے لئے ناپاکی ہے

لَم یَلِد لَم یُولَد او را لائق ست
نہ اُس نے جنا نہ وہ جنا گیا اس کیلئے مناسب ہے
والد و مولود را او خالق ست
(کیونکہ) وہ باپ اور لڑکے کا خالق ہے

ہر چہ جسم آمد ولادت وصفِ او ست
جو جسم ہے پیدا ہونا اُس کی صفت ہے
ہر چہ مولود ست او زیں سوئے جو ست
جو جنا ہوا ہے وہ اِس طرف (جسم) کا جوئندہ ہے

زانکہ از کون[۳] و فساد ست و مہیں
چونکہ وہ بننے بگڑنے (والے عالم) کا اور کمزور ہے
حادث ست و محدثے خواہد یقیں
وہ نو پیدا ہے اور یقیناً پیدا کرنے والے کا خواہاں ہے

گفت اے موسیٰ دہانم دوختی
اس نے کہا اے موسیٰ! تم نے میرا منہ سِی دیا
وز پشیمانی تو جانم سوختی
اور شرمندگی سے میری جان جلا دی

جامہ را بدرید و آہے کرد تفت
کپڑے پھاڑے اور گرم آہ کی
سَر نہاد اندر بیابان و برفت
بیاباں کا رُخ کیا اور چل دیا

جسمانی اور مادّی چیزوں کا خاصہ ہے۔ حادِث۔ نو پیدا۔ مُحدِث۔ پیدا کرنے والا۔ گفت۔ چرواہے نے کہا۔ دوختی۔ چونکہ آپ نبی ہیں اور اطاعت ضروری ہے۔ وز پشیمانی۔ اللہ کا ذکر چھوڑنے سے شرمندگی ہے جو روح کو جلا رہی ہے۔ جامہ بدرید۔ ذکر سے محرومی کی وجہ سے۔

[۱] اِنّی مَرِضتُ لَم تَعُدنِی: میں بیمار ہوا تھا تو مزاج پُرسی کو نہ آیا! یہ قول اس سے مُراد یہ ہے کہ میرا وہ مخصوص بندہ بیمار ہوا تھا تو نے اُسکی مزاج پُرسی کیوں نہ کی تھی۔ ایسے ہی بندوں کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ وہ ایسا بندہ ہوتا ہے۔ بی یَسمَعُ وَبی یُبصِرُ وہ میرے ذریعہ سنتا ہے اور میرے ذریعہ دیکھتا ہے یعنی اُس کی قوتِ سامعہ اُسی بات کو سنتی ہے جو میری مرضی کے مطابق ہو اور قوتِ باصرہ اُسی کو دیکھتی ہے جس میں میری رضا ہو۔ بے ادب۔ اللہ کے اِن مخصوص بندوں سے گستاخانہ باتیں کرنا دل کو مردہ اور اعمالنامہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔

[۲] فاطمہ۔ دودھ چھڑانے والی، یہ جنتی عورتوں کی سردار آنحضورؐ کی صاحبزادی کا نام ہے جو ہر عورت اپنے لئے پسند کریگی۔ لیکن کسی مرد کو کہو تو وہ بُرا مان جائیگا۔ دست۔ انسان کے ہاتھ پیر میں نقصان ہو تو عیب ہے اللہ کیلئے ثابت کرو تو اُس کے تنزیہ کے منافی ہے۔ لَم یَلِد وَلَم یُولَد۔ نہ اُس نے کسی کو جنا نہ اُسکو کسی نے جنا۔ جو بعض صاحبان نے اس کا ترجمہ بحرِ وحدت کا کیا ہے یعنی جنا ہوا ہونا ذاتِ باری سے کم درجہ کی تھے ہے بعض صاحبان نے اس کو جوئندہ کے معنی میں لیا ہے۔ از یں سو یعنی عالمِ امکان

[۳] کون و فساد۔ بننا بگڑنا۔ یہ

عتاب کردنِ حق تعالیٰ با موسیٰ علیہ السلام بہر شُبان

چرواہے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی (حضرت) موسیٰ علیہ السلام پر خفگی

وحی آمد سوئے موسیٰؑ از خدا — بندۂ ما را زما کردی جُداؔ[1]

اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے حضرت موسیٰ پر وحی آئی — تونے ہمارے بندے کو ہم سے جُدا کر دیا

تو برائے وصل کردن آمدی — نے برائے فصل کردن آمدی

تو جوڑنے کے لئے آیا ہے — جُدا کرنے کے لئے نہیں آیا ہے

تا توانی پا مَنِہ اندر فراق — کَاَبغَضُ الْاَشْیَآءِ عِنْدِیْ الطَّلَاق

جب تک ہو سکے جُدائی میں قدم نہ رکھ — اسلئے کہ طلاق میرے نزدیک بُری چیزوں میں سب سے بُری ہے

ہر کسے را سیرتے بنہادہ ایم — ہر کسے را اصطلاحے دادہ ایم

ہم نے ہر شخص کی ایک طبیعت بنائی ہے — ہم نے ہر شخص کو ایک اِصطلاح دی ہے

درحقِ اُو مدح دَر حقِ تو ذَم — درحقِ اُو شہد و درحقِ تو سَم

اُسکے حق میں تعریف ہے (اور) تیرے حق میں بُرائی ہے — اُسکے حق میں وہ شہد ہے (اور) تیرے حق میں زہر ہے

درحقِ[2] اُو نور درحقِ تو نار — درحقِ اُو وَرْد درحقِ تو خار

تیرے حق میں وہ نور ہے اُسکے حق میں آگ ہے — اُسکے حق میں وہ گلاب کا پھول ہے تیرے حق میں وہ کانٹا ہے

درحقِ اُو نیک درحقِ تو بَد — درحقِ اُو خوب درحقِ تو رَد

اُسکے حق میں وہ اچھی ہے تیرے حق میں بُری ہے — اُسکے حق میں وہ خوب ہے تیرے حق میں مردود ہے

ما بَرِی از پاک و ناپاکی ہمہ — از گراں جانی و چالاکی ہمہ

ہم پاکی اور ناپاکی سب سے منزّہ ہیں — سُستی اور چُستی سب سے (منزّہ ہیں)

من[3] نکردم امر تا سُودے کُنم — بلکہ تا بر بندگاں جودے کُنم

میں نے حکم اس لئے نہیں دیا کہ کوئی فائدہ اُٹھاؤں — بلکہ اس لئے کہ بندوں پر بخشش کروں

ہندیاں را اِصطلاحِ ہند مدح — سِندیاں را اِصطلاحِ سِند مدح

ہندوستان والوں کیلئے ہندوستان کی اصطلاح تعریف ہے — سندھیوں کے لئے سندھ کی اصطلاح تعریف ہے

من نگردم پاک از تسبیحِ شاں — پاک ہم ایشاں شوند و دُرفشاں

میں اُن کی تسبیح سے پاک نہیں بنتا ہوں — وہی پاک اور موتی برسانیوالے بن جاتے ہیں

مُستحق ہوتے ہیں۔ ہندیاں۔ ہر ملک والے اپنی لغت اور اصطلاح میں تعریف کر سکتے ہیں۔ نگردم۔ اللہ تعالیٰ بندوں کی تسبیح سے پہلے ہی پاک ہے۔ دُرفشاں۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح موتی کے دانے ہیں۔

---

[1] جدا۔ یعنی ذکر سے جو اسے قرب حاصل تھا وہ نہ رہا۔ وصل۔ انبیاء کی بعثت کا مقصد مخلوق کو خالق سے وابستہ کرنا ہے۔ الطلاق۔ حدیث شریف ہے۔ اَبْغَضُ الْحَلَالِ عِنْدَ اللّٰہِ الطَّلَاقُ۔ حلال چیزوں میں سے طلاق اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ طلاق سے میاں بیوی میں فراق ہوتا ہے۔ ہر کسے۔ ہر انسان اپنی استعداد اور اپنے مروجہ الفاظ میں تعریف کرتا ہے جبکہ دل میں عقیدت ہے تو اُس کی تعریف بہر حال مقبول ہے اور اُس کی وہ حمد اُسکے لئے باعثِ تعریف ہے ایک عالم انسان اپنی استعداد کے مطابق جو تعریف کرتا ہے اگر وہ تعبیر چرواہا کرتا ہو تو اُس کے لئے وہ بُرائی ہے۔

[2] درحق۔ حضورؐ نے ایک لونڈی سے دریافت کیا، خدا کہاں ہے تو اُس نے جواب دیا آسمانوں میں ہے تو یہ کہنا اُس کے لئے نور بنا آنحضورؐ نے اُس کا اسلام معتبر مانا اگر یہی جملہ ایک عالم فاضل کہے تو کفر ہے جو موجب نار ہے۔ رَد۔ مردود۔ ما بری۔ انسان تقدیس و تسبیح میں جو کچھ بھی کہتا ہے اللہ کی ذات اُس سے بلند ہے لہٰذا اب جو بھی کچھ کہے اُس کو نہ روکو۔

[3] من نکردم۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی میں اللہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ بندے پابندی کر کے رحم و کرم کے

ما برون[1] را ننگریم و قال را — ما درون را بنگریم و حال را
ہم ظاہر اور قول کو نہیں دیکھتے ہیں — ہم باطن کو اور حالت کو دیکھتے ہیں

ناظرِ قلبیم اگر خاشع بُود — گرچہ گفت لفظ ناخاضع بُود
ہم قلب کو دیکھنے والے ہیں اگرچہ عاجزی کرنیوالا ہو — اگرچہ نفلی گفتگو عاجزی کی نہ ہو

زاں کہ دل جوہر بود گفتن عرض — پس طفیل آمد عرض جوہر غرض
اس لئے کہ دل جوہر ہے، اور کہنا عرض ہے — تو عرض ضمنی چیز ہے، جوہر مقصود ہے

چند ازیں الفاظ[2] و اضمار و مجاز — سوز خواہم سوز با آں سوز ساز
یہ منہ سے بولنا اور دل میں چھپانا اور مجاز کب تک؟ — میں سوز ہی سوز چاہتا ہوں سوز سے موافقت کر

آتشے از عشق در جاں برفروز — سر بسر فکر و عبارت را بسوز
عشق کی آگ، جان میں روشن کر — (غور و) فکر اور عبارت کو بالکل جلادے

موسیا آداب داناں دیگراند — سوختہ جان و رواناں دیگراند
اے موسیٰؑ! آداب جاننے والے دوسرے ہیں — سوختہ جان اور سوختہ روح دوسرے ہیں

عاشقاں را ہر زماں سوزیدنیست — بردہ ویراں خراج و عشر نیست
عاشقوں کو ہر وقت جلنا ہے — اُجاڑ گاؤں پر خراج اور عشر نہیں ہے

ور خطا[3] گوید ورا خاطی مگو — گر بُود پُر خوں شہید آں را مشو
اگر وہ غلط بات کہتا ہے تو اُس کو خطاوار نہ کہہ — اگر شہید خون میں بھرا ہو اُس کو نہ دھو

خوں شہیداں را ز آب اولیٰ تر است — ایں خطا از صد صواب اولیٰ تر است
شہیدوں کے لئے خون پانی سے بہتر ہے — یہ غلطی تو صحیح چیزوں سے زیادہ اچھی ہے

در درونِ کعبہ رسم قبلہ نیست — چہ غم ار غواص را پاچیلہ نیست
کعبہ کے اندر قبلہ (رُخ ہونے) کی رسم نہیں ہے — اگر غوطہ خور کے پاس چپل نہیں ہیں تو کیا غم ہے؟

تو ز سرمستاں قلاوزی مجو — از رفو مر جامہ چاکاں را مگو
تو مستوں سے رہنمائی کی توقع نہ کر — جامہ چاک لوگوں سے رفو کی فرمائش نہ کر

ملتِ عشق از ہمہ ملت جدا است — عاشقاں را مذہب و ملت خدا است
عشق کا مذہب تمام مذہبوں سے جُدا ہے — عاشقوں کا مذہب اور دین اللہ تعالیٰ ہے

---

[1] ما برون - حدیث شریف میں ہے اللہ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا ہے وہ تمہاری نیتوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ خاشع - عاجزی کرنیوالا۔ خاضع - خاکساری کرنیوالا۔ جوہر - خود قائم رہنے والی چیز۔ عرض - دوسرے کے سہارے قائم رہنے والی چیز۔ غرض یعنی اصل مقصد۔

[2] الفاظ جو منہ سے بولا جائے۔ اضمار - دل میں کسی بات کا رکھنا۔ مجاز - لفظ کے حقیقی معنی چھوڑ کر دوسرے معنی مراد لینا۔ انسان کی تقریر و کلام میں یہ سب باتیں ہوتی ہیں۔ موسیا - اے موسیٰؑ۔ آداب داناں - عارفین کاملین۔ سوختہ یعنی وہ لوگ جن کی روحیں عشق خداوندی میں جل بھن گئی ہیں۔ بردہ - یعنی ویران گاؤں سے کوئی ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا ہے بلکہ معاف کر دیا جاتا ہے اسی طرح عاشقوں سے رسوم کی پابندی کا مطالبہ نہیں کیا جاتا ہے۔

[3] ور خطا - جذبہ عشق میں اللہ کی شان میں نامناسب الفاظ بھی اللہ کو پسند ہیں جس طرح خون نجس ہے لیکن شہید کا خون اللہ تعالیٰ نے پاک قرار دیا ہے اس کو نہلایا نہیں جاتا ہے۔ خوں آں - خون آلودہ شہید پانی سے غسل دیئے ہوئے دوسرے مُردوں سے افضل ہے۔ در درون - جب انسان بیت اللہ کے اندر بیٹھ کر نماز پڑھے تو جدھر کو جی چاہے رُخ کرکے نماز پڑھ سکتا ہے۔ پاچیلہ - چپل۔ قلاوزی - رہنمائی۔ ملتِ عشق - غلبہ حال میں صرف ذاتِ باری کی طرف توجہ ہوتی ہے مذہبی رسوم و قیود کی پابندی نہیں ہوتی۔

لعل را گر مُہر نبود باک نیست — عاشق از دریائے غم غمناک نیست
لعل پر اگر ٹھپّہ نہیں ہے، پروا نہیں ہے — عاشق غم کے دریا سے غمگین نہیں (ہوتا) ہے

وحی آمدن بموسٰی علیہ السلام در عُذر خواستن آں شباں

(حضرت) موسٰی علیہ السلام پر وحی آنا اُس گڈریئے سے معذرت کے سلسلہ میں

بعد ازاں در سرِّ موسٰیؑ حق نہفت — رازہائے گفت کاں ناید بگفت
اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے (حضرت) موسٰیؑ کے باطن میں مخفی کر دیئے — بات کے وہ راز جو بیان نہیں کئے جا سکتے

بر دلِ موسٰیؑ سخنہا ریختند — دیدن و گفتن بہم آمیختند
(حضرت) موسٰیؑ کے دل میں بہت سی باتیں ڈالدیں — مشاہدہ اور گفتگو کو آپس میں ملا دیا

چند بیخود گشت و چند آمد بخود — چند پرید از ازل سوئے اَبد
چند بار، بیہوش ہوئے چند (بار) ہوش میں آئے — چند (بار) اَزل سے اَبد تک پرواز کی

بعد ازیں گر شرح گویم ابلہی ست — زاں کہ شرحِ ایں ورائے آگہی ست
اسکے بعد اگر میں تشریح کردوں تو بیوقوفی ہے — اس لئے کہ اس کی تشریح عقل سے بالاتر ہے

ور بگویم عقلہا را بر کَنَد — ور نویسم بس قلمہا بشکند
اگر میں کہہ دوں تو عقلوں کو زائل کر دے — اگر میں لکھوں تو قلموں کو توڑ دے

ور بگویم شرحہائے مُعتبر — تا قیامت باشد ایں بس مختصر
اگر میں اس کی تفصیل بھروسہ کے ساتھ بیان کروں — قیامت تک (بھی)، وہ بہت مختصر (بیان) ہوگی

لاجَرم[52] کوتاہ کردم من زباں — گر تو خواہی از درونِ خود بخواں
مجبوراً میں نے زبان کوتاہ کرلی — اگر تو چاہتا ہے اپنے اندر (سے) پڑھ لے

چونکہ موسٰیؑ ایں عتاب از حق شنید — در بیاباں از پئے چوپاں دوید
جب (حضرت) موسٰیؑ نے یہ ناراضی اللہ سے سنی — جنگل میں گڈریئے کے پیچھے بھاگے

بر نشانِ پائے آں سرگشتہ راند — گرد از پرّہ بیاباں بر فشاند
اُس دیوانے کے نقشِ قدم پر روانہ ہوگئے — بیابان کے دامن سے گرد اُڑائی

گامِ[53] پائے مردمِ شوریدہ خود — ہم زگامِ دیگراں پیدا بُود
دیوانوں کے پیروں کی رفتار — دوسروں کی رفتار سے جُدا ہوتی ہے

یک قدم چوں رُخ ز بالا تا نشیب — یک قدم چوں پیل رفتہ بر ارِیب
ایک قدم رُخسار کی طرح اوپر سے نیچے کو — ایک قدم ہاتھی کی طرح آڑا ترچھا

---

[51] مجھے اس سلسلے کی ضرورت نہیں وہ خود قیمتی ہے۔ سِرّ۔ باطن۔ دیدن و گفتن۔ یعنی مشاہدہ کے ساتھ گفتگو۔ چند یعنی حضرت موسٰیؑ کو عروج حاصل ہوا اور بہت سے انکشافات ہوئے۔ بعد ازیں۔ عالمِ ملکوت کے احوال بیان اور عقل سے بالاتر ہیں۔ ور بگویم ذات اور صفات کا بیان عقلوں اور تحریروں کے بس کا نہیں ہے۔

[52] لاجرم۔ وہ کیفیات خود اپنے اوپر طاری کرو تب کچھ معلوم ہو سکے گا چوپان۔ وہ گڈریا جس کو حضرت موسٰیؑ نے ڈانٹا تھا۔

[53] گام پائے۔ دیوانوں کے قدم بھی آڑے ترچھے پڑتے ہیں۔

گاه چوں موجے بر افرازاں عَلَم
کبھی موج کی طرح جھنڈا بلند کئے ہوئے

گاه چوں ماہی روانہ بر شکم
کبھی مچھلی کی طرح پیٹ کے بل رواں

گاه بر خاکے نوشتہ حالِ خود
کبھی خاک پر اپنا حال لکھا

ہمچو رَمّالے کہ رملے بر زند
رمّال کی طرح جو رمّالی کرتا ہے

گاه حیراں ایستادہ گہ دواں
کبھی حیران کھڑا ہوا، کبھی دوڑتا ہوا

گاه غلطاں ہمچو گوی از صولجاں
کبھی لُڑھکتا ہوا جیسے بَلّے سے گیند

عاقبت دریافت اُو را او بدید
انجام کار اُس کو پالیا اور دیکھا

گفت مُژدہ دہ کہ دستوری رسید
فرمایا مبارک ہو، اجازت آگئی ہے

ہیچ آدابے و ترتیبے مجو
کوئی ادب اور ترتیب نہ تلاش کر

ہر چہ می خواہد دلِ تنگت بگو
جو تیرا تنگ دل چاہے، کہتا رہ

کفرِ تو دین ست و دینت نورِ جاں
تیرا کفر، دین ہے اور تیرا دین جاں کا نور ہے

ایمنی از تو جہانے در اماں
تو امن میں ہے (اور) تیری وجہ سے ایک جہان امن میں ہے

اے مُعافِ یَفْعَلُ اللہُ مَا یَشَآءُ
اے "یَفْعَلُ اللہُ مَا یَشَآءُ" کے معافیدار

بے مُحابا رُو زباں را بر گشا
جا، بے تأمل زبان کھول

گفت اے موسیٰؑ ازاں بگذشتہ ام
کہا، اے موسیٰؑ اِس سے میں گذر چکا ہوں

من کنوں در خونِ دل آغشتہ ام
اب میں دل کے خون میں آلودہ ہوں

من ز سدرہ منتہٰی بگذشتہ ام
میں سِدرَۃُ المُنتَہٰی سے گذر گیا ہوں

صد ہزاراں سالہ زاں سُو گشتہ ام
لاکھوں سال (کی مسافت) اُس سے آگے کی جانب چلا گیا ہوں

تازیانہ بر زدی اسپم بگشت
تونے کوڑا مارا میرا گھوڑا مُڑ گیا

گُنبدی کرد و ز گردوں بر گذشت
جست لگائی اور آسمان سے پار ہوگیا

محرمِ ناسُوتِ ما لاہُوت باد
(خدا کرے) ہمارے ناسوت کا لاہوت محرم بنے

آفریں بر دست و بر بازوت باد
تیرے دست و بازو کو شاباش ہے

حالِ من اکنوں بروں از گفتن ست
اب میری حالت بیان سے باہر ہے

اینچہ می گویم نہ احوالِ من ست
جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہ میرے احوال نہیں ہیں

نقش می بینی کہ در آئینہ ایست
تو جو نقش آئینہ میں دیکھتا ہے

نقشِ تُست آں نقشِ آں آئینہ نیست
وہ تیرا نقش ہے وہ نقش اُس آئینہ کا نہیں ہے

۴۳ گاه ۔ دیوانہ کبھی سر اُٹھائے بھاگتا نظر آتا کبھی پیٹ کے بل سرکتا ہوا بڑھ جاتا۔ مجنوں لیلیٰ کا نام زمین پر لکھتا پھرتا تھا۔ عاقبت بالآخر وہ گڈریا حضرت موسیٰؑ کو مل گیا حضرت موسیٰؑ نے فرمایا تجھے اسی طریقہ پر مناجات کی اجازت مل گئی ہے جو بھی تیری زبان پر آئے کہتا رہ۔ کفرِ تو دین ست ۔ تیرے کفر کے لئے اگرچہ وہ کلماتِ کفریہ ہوں لیکن تیرے لئے عینِ دین ہے۔ تجھے خدا کی طرف سے امن حاصل ہے اور تیری وجہ سے دنیا کو بھی امن حاصل ہے۔ یَفْعَلُ اللہُ مَا یَشَآءُ ۔ خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے، تجھے ان کلمات کی اجازت دیدی ہے۔ ازاں ۔ یعنی مقامِ مناجات۔

۴۴ سِدرَۃُ المُنتَہٰی ۔ ساتویں آسمان پر بیری کے درخت جیسا کوئی درخت ہے جو حضرت جبرئیلؑ تک کی پرواز کی آخری حد ہے۔ یعنی اب میں اپنے اُس مقام سے گذر گیا جہاں غلبۂ حال میں نامناسب الفاظ استعمال کئے تھے۔ تازیانہ ۔ میری طبیعت کے لئے آپ کی تنبیہ ایک تازیانہ ثابت ہوئی۔ ناسوت ۔ عالمِ اجسام۔ لاہوت ۔ عالمِ ذاتِ الٰہی جس میں پہنچ کر سالک کو فنا کا مقام حاصل ہوجاتا ہے۔ حالِ من ۔ ذوقی حالت کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

۴۵ نقش می بینی ۔ حضرت مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان اشعار کا تعلق ۔ شاہ را گوید ... گے جزا ہونیست ... سے ہے یعنی [illegible] آئینہ کا نقش نہیں [illegible]

دم کہ مردِ نائی اندر نائے کرد
نے بجانے والے نے جو پھونک نے میں بھری

درخورِ نائیست نے درخوردِ مرد
وہ نے کے مناسب ہے نہ کہ (نے بجانے والے) مرد کے مناسب

ہاں و ہاں گر حمد گوئی و سپاس
خبردار خبردار تو جو شکرگزاری اور تعریف کرے

ہمچو نافرجام آں چوپاں شناس
اُس نالائق گڈریے کی سی سمجھ

حمدِ تو نسبت بتو گر بہتر ست
تیرا تعریف کرنا تیرے اعتبار سے اگرچہ بہتر ہے

لیک آں نسبت بحق ہم ابتر ست
لیکن وہ اللہ (تعالےٰ) کی نسبت سے ناقص ہے

کاشکے بہتر نبودے مر ترا
کاشکہ تیری (وہ) بہتر (دُعا) نہ ہوتی

دردِ اُو و سوز بودے مر ترا
اُس کا درد اور سوز تیرے لئے (حاصل) ہوتا

چند گوئی چوں غطا بر داشتند
جب پردہ اٹھا دیں گے، تو کتنا کہے گا؟

کایں نبود ست آنچہ می پنداشتند
جو انھوں نے (خدا کے بارے میں) تصور کیا تھا وہ یہ نہ تھا

ایں قبولِ ذکرِ تو از رحمت ست
تیرے ذکر کو قبول کر لینا رحمت ہے

چوں نمازِ مستحاضہ رخصت ست
جیسے استحاضہ والی کی نماز جائز ہے

با نمازِ اُو بیالود ست خوں
اُس کی نماز سے خون وابستہ ہے

ذکرِ تو آلودہ تشبیہ و چوں
تیرا ذکر (اللہ) کرنا تشبیہ اور مثال سے آلودہ ہے

خوں پلید ست و بآبے می رود
خون ناپاک ہے اور پانی سے دُھل جاتا ہے

لیک باطن را نجاستہا بُود
لیکن باطن میں وہ نجاستیں ہوتی ہیں

کاں بغیرِ آبِ لطفِ کردگار
جو خدا کی مہربانی کے پانی کے بغیر

کم نہ گردد از درونِ مردِ کار
کام کرنے والے کے باطن سے نہیں دُھلتیں

در سجودت کاش رُو گردانیے
کاش تو سجدے میں رُخ پھیرتا

معنیِ سُبحانَ رَبّی دانیے
"اے میرے رب تو پاک ہے" کے معنی جان لیتا

کاے سجودم چوں وجودم ناسزا
یعنی اے خدا! میرا سجدہ میرے وجود کی طرح (تیرے) لائق نہیں ہے

مر بدی را تو نکوئی دہ جزا
تو برائی کا بدلہ بھلائی سے عطا فرما

ایں زمیں از حلمِ حق دارد اثر
اس زمین میں اللہ (تعالےٰ) کی بردباری کا اثر ہے

تا نجاست بُرد و گلہا داد بر
کہ گندگی کو ختم کر دیا اور پھول نتیجہ میں دیئے

میرا سجدہ بھی تیرے لائق نہیں اور یہ سجدہ تیری خدمت میں پیش کرنا گستاخی ہے لیکن تیری ذات وہ ہے جو برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی ہے۔ قرآن پاک میں ہے، یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئَاتِھِمْ حَسَنَات۔ اللہ اُن کی برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ایں زمیں۔ زمین اللہ کی صفت حلم سے متصف ہے۔

لہ دم کہ۔ اللہ تعالیٰ تو اس پر قادر ہیں کہ اپنی تعریف اپنی شان کے مطابق کر دیں لیکن ہماری استعداد اُس کو قبول نہیں کر سکتی ہے جس طرح نے بجانے والا اپنی طاقت کے اعتبار سے نے میں پھونک نہیں بھرتا ہے ورنہ اُس کے پرزے پھٹ جائیں، نے کے لحاظ سے پھونکتا ہے۔ ہاں وہاں۔ ہم جو بھی تعریف کرتے ہیں وہ گڈریے کی طرح کی تعریف کرتے ہیں۔ ابتر۔ ناقص، ہماری تعریف خدا کے اعتبار سے ناقص ہے۔
۲ کاشکے۔ جو تعریف تمہارے اعتبار سے بہتر بھی ہے کاش اُس کی بجائے تمہارے دل میں سوز و گداز ہو۔ چند گوئی۔ قیامت میں جب حجابات رفع ہونگے تو تمہیں پتہ چل جائیگا کہ ذاتِ باری وہ نہ تھی جو تم نے سمجھی تھی۔ ایں قبول۔ ہماری ناقص تعریف کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول کرتا ہے جس طرح کہ مستحاضہ کی نماز کو باوجود طہارت نہ ہونے کے قبول کر لیتا ہے۔ تشبیہ و چوں۔ ہم جس قدر تعریفیں کرتے ہیں اُن میں لامحالہ تشبیہات اور مثالیں ہوتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان کے مناسب نہیں ہیں اُن کی ناپاکی مستحاضہ کے خون سے بھی زیادہ ہے۔
۳ کاں۔ باطنی نجاست صرف رحمت کے پانی سے ہی دُھل سکتی ہے۔ کاے۔ یعنی سجدہ میں سُبحانَ رَبّیَ الأعلیٰ کے معنی یہ ہیں کہ بندہ عرض کرتا ہے کہ

تا بپوشد او پلیدیہائے[1] ما
یہاں تک کہ وہ ہماری پلیدیوں کو چھپا لیتی ہے

در عوض بر روید از وے غنچہا
بدلے میں اُس سے غنچے کھلتے ہیں

پس چو کافر دید کو در داد و جود
تو کافر جب دیکھے گا کہ وہ عطا اور بخشش میں

کمتر و بے مایہ تر از خاک بود
مٹی سے بھی کمتر اور تہی دست تھا

از وجودِ او گُل و میوہ نرُست
اُس کے وجود سے پھول اور میوہ نہ اُگا

جُز فسادِ جملہ پاکیہا نجُست
پاکیوں کو خراب کرنے کے علاوہ اُس نے کچھ نہ کیا

گفت واپس رفتہ ام من در ذہاب
کہے گا میں نے اُلٹی چال چلی ہے

حسرتا یَالَیتَنِی کُنتُ تُراب
افسوس! کاش میں مٹی ہوتا

کاش از خاکے سفر نگزیدمے
کاش میں مٹی (ہونے) سے ترقی نہ کرتا

ہمچو خاکے دانہ می چیدمے
مٹی کی طرح بیج کو چُن لیتا

چوں[2] سفر کردم مرا رہ آزمود
جب میں نے ترقی کی مجھے راہ نے آزمایا

زیں سفر کردن رہ آوردم چہ بود
اِس ترقی سے مجھے کیا تحفہ ملا؟

زاں ہمہ میلش سوئے خاکست کو
اسی وجہ سے اُس کا میلان مٹی کی طرف ہے کیونکہ وہ

در سفر سُودے نہ بیند پیش رُو
ترقی میں کوئی فائدہ نہیں دیکھتا ہے

روئے واپس کردنش از حرص و آز
اُس کا واپسی کی طرف رُخ کرنا حرص اور لالچ کی وجہ سے ہے

در رہِ او ہیچ نہ صدق و نیاز
اُس کے راستہ میں کوئی سچائی اور عاجزی نہیں ہے

ہر گیا را کِش بود میلِ علا
جس گھاس کا میلان بلندی کی طرف ہوتا ہے

در مزیدست و حیات و نما
وہ بڑھوتری اور زندگی اور (نشو) نما میں ہے

چونکہ گردانید سر سوئے زمیں
جونکہ اُس نے زمین کی طرف رُخ کیا

در کمی و خشکی و نقص و غبیں
وہ گھاٹے اور خشکی اور نقصان اور ٹوٹے میں ہے

میلِ[3] روحت چوں سوئے بالا بود
تیری روح کا میلان جب (عالَمِ) بالا کی طرف ہو

در تزاید مرجعت آں جا بود
ترقی میں تیرا مرجع وہی ہوگا

ور نگونساری سرت سوئے زمیں
اگر تو اوندھا ہے تیرا سر زمین کی طرف ہے

آفلی حق لَا اُحِبُّ الآفِلِیں
تو غروب کر جانیوالا ہے یقیناً میں غروب کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا ہوں

درنگونساری- جب روح اوندھی ہو جاتی ہے تو زمین بردا(شتہ) ہونے کی خواہش کرتی ہے۔
دن ... وصل حقا تھا۔

[1] پلیدیہا- کھاد میں نجاستیں ہوتی ہیں۔ دید- بمیند قیامت میں کافر سمجھے گا کہ وہ زمین سے بھی بدتر ہے زمین بُرائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی ہے اور اُس نے اللہ کی نعمتوں کے بدلے میں کفر کیا۔ جز فساد- زمین نے ناپاک کو پاک بنایا کافر نے پاکیوں کو ناپاک کیا۔ گفت- یعنی قیامت میں حسرت سے کہیگا کاش میں مٹی ہوتا کہ بُرائی کا بدلہ بھلائی سے دیتا۔ سفر- جمادات سے ترقی کر کے نوعِ حیوانی درجہ میں آتی ہے۔ دانہ- زمین میں بیج بویا جاتا ہے تو وہ بدلے میں پھول اُگا دیتی ہے۔
[2] چوں سفر- سفر کی حالت میں انسان کی صحیح فطرت ظاہر ہو جاتی ہے یعنی مجھے ترقی سے کوئی فائدہ حاصل ہوا۔ رہ آوردہ تحفۂ سفر۔ میلش یعنی اُس کا کہنا یَا لَیتَنِی کُنتُ تُرابًا کاش میں مٹی ہوتا۔ روئے واپس یعنی مٹی بن جانے کی خواہش عجز اور نیاز سے ہو تو اللہ کو پسند ہے جیسا کہ بعض بزرگوں سے اس کا اظہار ہوا ہے۔ ہر گیا- کافر کے مٹی بننے کی خواہش کی مثال ہے کہ گھاس میں جب تک نشوونما ہے بڑھنے اور اوپر جانے کی خواہش ہے جب مُردنی چھاتی ہے تو اُس کا نیچے کی طرف جھکاؤ ہو جاتا ہے۔
[3] میلِ روحت- روحِ انسانی کو جب اوپر جانے کی خواہش ہوتی ہے تو اوپر جانے میں اُس کو ترقی حاصل ہوتی ہے

پرسیدن موسیٰ علیہ السلام از سرِ غلبۂ ظالماں

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام کا ظالموں کے غلبہ کے راز کا سوال کرنا

گفت موسیٰؑ اے کریم کارساز ۔۔۔ اے کہ یک[1] دم ذکرِ تو عمرِ دراز

(حضرت) موسیٰؑ نے عرض کیا اے کارسازِ کریم! ۔۔۔ اے (وہ ذات) جس کا ایک لمحہ ذکر کرنا عمرِ دراز ہے

نقش کژمژ دیدم اندر آب و گِل ۔۔۔ چوں ملائک اعتراضے کرد دل

میں نے عالمِ آب و گِل میں بہت سی آڑی ترچھی چیزیں ۔۔۔ ملائک کی طرح دل نے اعتراض کیا ہے

کہ چہ مقصودست نقشے ساختن ۔۔۔ و اندرو تخمِ فساد انداختن

دیکھی ہیں کہ اس میں کیا مقصد ہے؟ کہ ایک نقش بنانا ۔۔۔ اور اس میں فساد کا بیج بو دینا

آتشِ ظلم و فساد افروختن ۔۔۔ مسجد و سجدہ کناں را سوختن

ظلم اور فساد کی آگ بھڑکانا ۔۔۔ مسجد اور سجدہ کرنے والوں کو پھونکنا

مایۂ[2] خونابہ و زردابہ را ۔۔۔ جوش دادن از برائے لابہ را

خون اور پیپ کے ذخیرے کو ۔۔۔ دل لگی کے لئے جوش دینا

من یقین دانم کہ عینِ حکمت ست ۔۔۔ لیک مقصودم عیانِ رویت ست

میں بالیقین جانتا ہوں کہ یہ بعینہٖ حکمت ہے ۔۔۔ لیکن میرا مقصد مشاہدہ ہے

آں یقین می گویدم خاموش کن ۔۔۔ حرصِ رویت گویدم نے جوش کن

وہ یقین مجھ سے کہتا ہے، چپ رہ ۔۔۔ دیکھنے کی حرص مجھ سے کہتی ہے نہیں (سوال میں) جوش دکھا

مر ملائک را نمودی سرِ خویش ۔۔۔ کایں چنیں نوشے ہمی ارزد بہ نیش

تو نے فرشتوں پر اپنا راز ظاہر کر دیا ۔۔۔ کہ اس طرح کا شہد، ڈنک کے لائق ہے

عرضہ کردی نورِ آدمؑ را عیاں ۔۔۔ بر ملائک گشت مشکلہا بیاں

تو نے آدمؑ پر علم کھلم کھلا پیش کر دیا ۔۔۔ فرشتوں کے اشکالات حل کر دیئے

حشرِ[3] تو گوید کہ سرِ مرگ چیست ۔۔۔ میوہا گویند سرِ برگ چیست

تیرا حشر بتا دے گا کہ موت کا کیا راز ہے؟ ۔۔۔ میوے بتاتے ہیں کہ پتوں (کے ہونے) کا کیا راز ہے؟

سرِ خون و نطفہ حسنِ آدمی ست ۔۔۔ سابق ہر بیشی آخر کمی ست

خون اور نطفہ کا راز، آدمی کا حسن ہے ۔۔۔ ہر بیشی سے پہلے کمی ہوتی ہے

محصول کا سبب ہے۔ برگ۔ پتے بظاہر بیکار ہیں لیکن جب وہ پھل کی گرمی اور سردی سے حفاظت کر کے پکاتے ہیں تو اُن کی پیدائش کی حکمت معلوم ہوتی ہے سرّ خون۔ انسانی قوام کا حسن جب ظاہر ہوتا ہے جب اس سے انسان نوجوان اور حسین بن جاتا ہے سابق۔ ناقص چیز کمال حاصل کرتی ہے۔

[1] یک دم۔ تھوڑا سا وقفہ جس میں ذکرِ الٰہی ہو، درازِ عمر کے قائم مقام ہے۔ کژمژ۔ یعنی سمجھ میں نہ آنیوالی چیزیں۔ چوں ملائک ۔ آدمؑ کی تخلیق پر فرشتوں کا سوال و اعتراض معاندانہ نہ تھا بلکہ حکمت سمجھنے کے لئے تھا کہ چہ مقصود دنیا کی چیزوں میں بھلائی کے ساتھ برائی کا پہلو بھی ہے۔ آتش۔ کفر کا غلبہ ہوتا ہے تو اس میں فساد، مسجدوں کی ویرانی، سجدہ کرنیوالوں کا قتل عام ہوتا ہے۔

[2] مایہ۔ انسان کی تخلیق، منی اور خون سے ہوتی ہے پھر وہ ظلم و فساد کے کھیل کھیلتا ہے۔ عیانِ رویت۔ صاف دیکھنا۔ آں یقین۔ یعنی یقین کہ اس میں اللہ کی کوئی حکمت ہے۔ جوش کن یعنی جوش و خروش سے سوال کر۔ کایں چنیں۔ فرشتوں کو سمجھا دیا تھا کہ انسان کے متضاد قوٰی ہی خلافتِ خداوندی کے اہل اور صفاتِ الٰہی کا مظہر ہو سکتے ہیں۔ نوش یعنی خلافت۔ نیش۔ انسان کی فطرت جس میں فتنہ و فساد بھی مضمر ہے۔ نورِ آدمؑ۔ علم تو تمام۔ مشکلہا۔ یعنی آدمؑ کی خلافت پر جو اشکالات تھے۔

[3] حشرِ تو۔ حضرت موسیٰؑ کے سوال کا جواب ہے کہ ہر چیز کی خوبی اس کے انجام سے ظاہر ہوتی ہے، قیامت میں معلوم ہوگا کہ موت جیسی تلخ چیز کے پیدا کرنے میں خدا کی حکمت یہی کہ وہی اخروی نعمتوں کے

لوح[1] را اوّل بشوید بے وقوف
ناواقف (بچہ) پہلے تختی دھو دیتا ہے
آنگہے بر وے نویسد اُو حروف
پھر اُس پر حروف لکھتا ہے

خوں کند دل را ز اشکِ مُستہاں
(سالک) بے وقت آنسوؤں سے دل کو خون کرتا ہے
بر نویسد بر وے اسرارِ نہاں
(پھر) اُس پر پوشیدہ راز لکھتا ہے

وقتِ شُستن لوح را باید شناخت
دھوتے وقت تختی کو پہچان لینا چاہئے
کہ مر آں را دفترے خواہند ساخت
کہ اُس کو ایک دفتر بنائیں گے

چوں اساسِ خانہ می افگنند
جب کسی گھر کی بنیاد رکھتے ہیں
اوّلیں بنیاد را بر می کنند
پہلے نیو کھودتے ہیں

گِل بر آرند اوّل از قعرِ زمیں
پہلے زمین کی گہرائی سے مٹی کھودتے ہیں
تا با آخر بر کشی ماءِ مَعیں
تاکہ تو آخر میں پانی کھینچے

از حجامت[2] کودکاں گرِیند زار
پچھنوں سے بچے زار زار روتے ہیں
کہ نمی دانند ایشاں سرِّ کار
کیونکہ وہ کام کے راز سے واقف نہیں ہیں

مرد خود زر می دہد حجّام را
مرد (باپ) پچھنے لگانے والے کو روپیہ دیتا ہے
می نوازد نیشِ خوں آشام را
خون چوسنے والے نشتر کو نوازتا ہے

می دَوَد حمّال در بارِ گراں
بھاری بوجھ لئے ہوئے قُلی دوڑتا ہے
میرُبایَد بار را از دیگراں
دوسرے (قلیوں) سے بوجھ چھینتا ہے

جنگِ حمّالاں برائے بار بیں
بوجھ کے لئے قُلیوں کی جنگ پر غور کر
ایں چنیں ست اجتہادِ مردِ دیں
دیندار کی کوشش اس طرح کی ہے

چوں گرانیہا اساسِ رحمت ست
جبکہ گرانیاں، رحمت کی بنیاد ہیں
تلخہا ہم پیشوائے نعمت ست
تلخیاں بھی رحمت کا پیش خیمہ ہیں

حُفّتِ الجنّۃ بمکروہاتنا
جنت ہماری ناپسندیدہ چیزوں سے گھیر دی گئی ہے
حُفّتِ النیرانُ من شہواتنا
(اور) جہنم ہماری مرغوب چیزوں سے گھیر دی گئی ہے

تخمِ[3] مایہ آتشت شاخِ تر ست
تیری آگ کا سرمایہ تر شاخ ہے
سوختۂ آتش قرینِ کوثر ست
آگ کا جلا ہوا کوثر کے پاس ہے

ہر کہ در زنداں قرینِ محنتے ست
جو قید خانہ میں محنت میں مبتلا ہے
آں جزائے لذّتے و شہوتے ست
وہ لذت اور شہوت کی سزا ہے

[1] لوح را۔ یعنی ہر کمی بیشی کا سبب ہے۔ تختی پر جب پہلے ہر چیز صاف ہو جاتی ہے پھر اُس پر حسین نقش بنائے جاتے ہیں۔ خوں کند۔ انسان رو رو کر دل کو خون بنا دیتا ہے پھر اُس پر اسرار نمود ہوتے ہیں۔ وقتِ شستن۔ عقلمند انسان کمی میں بیشی کو سمجھ جاتا ہے۔ چوں اساس۔ نیا گھر بناتے ہیں تو پہلے پُرانی بنیادوں کو اکھاڑ دیتے ہیں۔ گِل بر آرند۔ پانی حاصل کرتے ہیں تو پہلے زمین کھودتے ہیں۔

[2] از حجامت۔ تخریب میں تعمیر کا راز مضمر ہے۔ پچھنے لگاتے ہیں تو تکلیف ہوتی ہے لیکن نتیجہ میں بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ می دود۔ بوجھ اٹھانے والا تکلیف برداشت کرتا ہے تو مزدوری پاتا ہے۔ مرد دیں۔ دیندار اپنے آپ کو تکالیف میں اسی لئے مبتلا کرتا ہے تاکہ بہترین نتائج حاصل کرے۔ چوں دنیا میں بھی تکلیفوں کے بعد راحتیں ہیں اور آخرت میں بھی۔ حُفّت۔ انسان نفس کی خواہشوں کے خلاف کرتا ہے تو جنت پاتا ہے شہوتوں کو مدد کرتا ہے تو جہنم ملتی ہے۔

[3] تخمِ مایہ۔ شاخ تر ہوتی ہے تو اُس کو جلایا جاتا ہے جب جلتی ہے تو اُس پر پانی چھڑک کر بجھایا جاتا ہے۔ تر نفس کی لذتوں کے نتیجہ میں جہنم میں جانا پڑتا ہے۔

هر که در قصرے[١] قرینِ دولتے ست | آں جزائے کارزار و محنتے ست

جو محل میں صاحبِ سلطنت ہے | وہ محنت اور جنگ کا بدلہ ہے

هر گدا بینی بزر و سیم فرد | داں که اندر کسب کردن صبر کرد

جس کو تو چاندی اور سونے میں یکتا دیکھے | سمجھ لے اُس نے کمائی میں صبر کیا ہے

بے سبب[٢] بیند چو دیده شد گزار | تو که در حسی سبب را گوش دار

جب آنکھ (عالمِ اسباب سے) گذر جانیوالی بن جائے تو بغیر سبب کے دیکھتی ہے | تو جو حس کا پابند ہے سبب پر توجہ کر

آنکه بیروں از طبائع جانِ اوست | منصبِ خرقِ سببها آنِ اوست

جس کی جان (انسانی) طبائع سے باہر ہے | اسباب کو ترک کردینے کا مقام اُسے حاصل ہے

بے سبب بیند نه از آب و گیا | چشمِ چشمهٔ معجزاتِ انبیا

بغیر سبب کے، پانی اور گھاس کے بغیر دیکھتا ہو | کثرت سے انبیاء کے معجزات (جیسے)

ایں سبب[٣] همچوں طبیب ست و علیل | ایں سبب همچوں چراغ ست و فتیل

یہ سبب ایسا ہے جیسے طبیب اور بیمار | یہ سبب چراغ اور بتی کی طرح ہے

شب چراغت را فتیلے نو بتاب | پاک داں زینها چراغِ آفتاب

رات کو اپنے چراغ کے لئے نئی بتی بٹ لے | سورج کے چراغ کو اُن سے پاک سمجھ

رو تو کهگل ساز بهرِ سقفِ خاں | سقفِ گردوں را ز کهگل پاک داں

گھر کی چھت کے لئے تو گارا تیار کرلے | آسمان کی چھت کو گارے سے پاک سمجھ

وه که چوں دلدارِ ما غم سوز شد | خلوتِ شب در گذشت و روز شد

واہ واہ جب ہمارا محبوب غم کو ختم کرنیوالا بن گیا | رات کی تنہائی ختم ہوئی اور دن نکل آیا

جز بشب جلوه نباشد ماه را | جز بدردِ دل مجو دلخواه را

چاند کا جلوہ رات کے سوا نہیں ہوتا | دردِ دل کے بغیر محبوب کی جستجو نہ کر

ترکِ عیسیٰ کرده خر پرورده | لاجرم چوں خر بروںِ پرده

تونے عیسیٰ کو چھوڑا ہے، گدھے کی پرورش کی ہو | لامحالہ تو گدھے کی طرح خیمہ کے باہر ہے

---

[٣] ایں سبب۔ عام انسانوں کے لئے سبب کا اختیار کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ مریض کے لئے طبیب یا چراغ کے لئے بتی۔ چراغت۔ عام انسانوں کو سبب کا اختیار کرنا ضروری ہے۔ آفتاب۔ جو کاملین ہیں وہ اسباب اختیار کرنے سے پاک ہیں۔ بہ رو۔ گھر کیلئے کہگل ضروری ہے ورنہ منہدم ہو جائیگا آسمان اُس سے منزہ ہو۔ یہی عوام اور خواص کا اسباب اختیار کرنے میں فرق ہے وہ کہ۔ خواص کو یہ مقام حاصل ہے۔ جز بشب۔ چونکہ پہلے ہم روئی سے بڑھتے لہٰذا ہم پر تجلی ہوئی۔ ترک۔ خاص مقام اور تجلی نہ ہونے کی وجہ جسم پروری ہے عیسیٰ یعنی روح۔ عقل۔ خر یعنی جسم، نفس۔ پردہ۔ بارگاہِ رب العزت۔

[١] در قصرے۔ جنگوں کی مشقت اور محنت برداشت کرنے سے ہی تختِ شاہی حاصل ہوتا ہے۔ ہر گدا۔ کمائی کی محنت پر صبر کرنے سے انسان دولت کا مالک بنتا ہے، غرضیکہ جب محنت اور مشقت کے بعد راحت ہے تو ظالموں کا ظلم چونکہ مظلوم کی راحت کا سبب بنے گا تو ظالموں کی پیدائش میں حکمت ہے۔

[٢] بے سبب۔ اوپر چونکہ مصائب اور تکالیف کو راحتوں کا سبب بتایا تھا۔ اسباب اختیار کرنے کی بحث شروع کی ہے، جب تک انسان حواس کی قید و بند میں ہے اُس کی نظر اسباب پر ہوتی ہے تو اُس کو اسباب اختیار کرنا ضروری ہیں اور جب حواس سے آزاد ہو جاتا ہے تو ہر چیز کو بغیر اسباب کے قدرتِ الٰہی سے سمجھتا ہے تب اُس کے لئے ترکِ اسباب جائز ہے۔ بلکہ بیں۔ یعنی جب ریاضت کے ذریعہ ظاہری حواس سے آزاد ہو جاتا ہے تو ظاہری سبب اُس کی نگاہ میں نہیں ہوتے ہے اب اُس کو یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اسباب کو ترک کر سکے۔ چشمہ۔ جس طرح انبیاء کے معجزات اسباب سے متعلق نہیں ہوتے بلکہ محض اللہ کی قدرت سے اُن کا ظہور ہوتا ہے اسی طرح دیگر اشیاء کو بھی محض اللہ کی قدرت سے سمجھتا ہے، اسباب سے اُن کو متعلق نہیں کرتا۔

طالعِ عیسیٰ[1] ست علم و معرفت
علم و معرفت عیسیٰ کا نصیبہ ہے
طالعِ خر نیست اے تو خر صفت
اے کہ تو گدھے جیسا ہے! گدھے کا نصیبہ نہیں ہے

نالۂ خر بشنوی رحم آیدت
تو گدھے کا نالہ سنتا ہے، تجھے رحم آ جاتا ہے
پس ندانی خر خری فرمایدت
تو نہیں جانتا ہے کہ گدھا تجھ سے گدھے پن کی فرمائش کریگا

رحم بر عیسیٰ کن و بر خر مکن
عیسیٰ پر رحم کر اور گدھے پر نہ کر
طبع را بر عقل خود سرور مکن
نفس کو اپنی عقل کا سردار نہ بنا

طبع را ہل تا بگرید زار زار
نفس کو چھوڑ تاکہ وہ زار زار روئے
تو ازو بستان و وامِ جاں گذار
تو اس سے وصولی کر اور جان کا قرض ادا کردے

سالہا خر بندہ بودی بس بود
تو سالوں گدھے کا غلام رہا ہے، کافی ہے
زانکہ خر بندہ ز خر واپس بود
کیونکہ گدھے کا نوکر گدھے کے پیچھے رہتا ہے

ز اَخِّرُوْهُنَّ[2] مرادش نفسِ تست
"ان کو پیچھے رکھو" سے تیرا نفس مراد ہے
کو بہ آخر باید و عقلت نخست
کیونکہ وہ پیچھے ہونا چاہیئے اور عقل پہلے

ہم مزاجِ خر شدست ایں عقلِ پست
یہ پست عقل گدھے کے مزاج کی ہو گئی ہے
فکرش اینکہ چوں علف آرم بدست
اس کو بھی فکر ہے کہ چارہ کیونکر ہاتھ آئے

آں خرِ عیسیٰ مزاجِ دل گرفت
حضرت عیسیٰؑ کے گدھے نے دل کا مزاج حاصل کیا
در مقامِ عاقلاں منزل گرفت
عقلمندوں کے مقام میں جگہ پائی

زانکہ غالب عقل بود و خر ضعیف
کیونکہ عقل غالب تھی اور گدھا کمزور تھا
از سوارِ زفت گردد خر نحیف
بھاری سوار سے گدھا کمزور ہو جاتا ہے

خود[3] ز ضعفِ عقلِ تو اے خر بہا
اے گدھے برابر! تیری عقل کی کمزوری کی وجہ سے
ایں خرِ پژمردہ گشت ست اژدہا
یہ ادھموا گدھا اژدہا ہو گیا ہے

گر ز عیسیٰ گشتۂ رنجور دل
اگر تو عیسیٰؑ کی وجہ سے رنجیدہ دل ہو گیا ہو
ہم ازو صحت رسد او را مہل
اسی سے صحت حاصل ہو گی، اس کو نہ چھوڑ

اے مسیحِ خوش نفس چونی ز رنج
اے پاک دم مسیحا! تکلیف سے آپ کا کیا حال ہے
کہ نبود اندر جہاں بے مار گنج
دنیا میں کوئی خزانہ سانپ کے بغیر نہیں ہوتا ہے

---

[1] طالعِ عیسیٰ۔ علم و معرفت روح کا حصہ ہے، نفس اس سے بے بہرہ ہے۔ نالۂ خر۔ نفس اپنی خواہشات کے لئے واویلا کرتا ہے تو اس کو پورا کر دیتا ہے۔ رحم۔ روح کی پرورش کر نفس کو روح پر غالب نہ بنا۔ واپس بود۔ گدھے والا جو گدھے سے بھی پیچھے ہے منزل پر گدھے کے بعد پہنچے گا۔

[2] اَخِّرُوْهُنَّ۔ حدیث شریف میں عورتوں کے بارے میں آیا ہے اَخِّرُوْهُنَّ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللهُ یعنی مؤخر کرو ان کو جبکہ مؤخر کیا ہے ان کو اللہ نے" مولانا فرماتے ہیں اس حدیث میں جس طرح عورتوں کو مردوں سے مؤخر رکھنے کا حکم ہے اسی طرح اس میں نفس کو عقل سے مؤخر رکھنے کا حکم ہے۔ عقلِ پست۔ وہ عقل جو نفس سے مغلوب ہو گئی ہے۔ خرِ عیسیٰ۔ عقل سے نفس کو مغلوب بنا دیگا تو نفس میں بھی عقل کے خواص پیدا ہو جائیں گے جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ کے گدھے میں ہوا۔ سوارِ زفت۔ قوی سوار یعنی غالب عقل۔

[3] خود۔ جب انسان کی روح کمزور ہو تو نفس کو بہت زیادہ غلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ گر ز عیسیٰ۔ شیخ بمنزلہ حضرت مسیحؑ کے ہے جو مردہ روح کو زندہ کرتا ہے، اگر شیخ کی تربیت میں کسی بات سے دل کو رنج بھی پہنچے تو برداشت کرنا چاہیئے کیونکہ ذریعۂ صحت وہی ہے۔

اے مسیح۔ پہلے شعر میں مرید کو نصیحت تھی اب پیر کو خطاب ہے۔

چونی اے عیسیٰ[۱] ز دیدارِ یہود — چونی اے یوسف ز اخوانِ حسود
اے عیسیٰ! یہود کے دیدار سے تیرا کیا حال ہے؟ — اے یوسف! حاسد بھائیوں کی وجہ سے آپ کیسے ہیں!

تو شب و روز از پئے ایں قومِ غمر — چوں شب و روزی بدو بخشائی عمر
تو دن رات اس بے وقوف قوم کے پیچھے — دن رات کی طرح ہے، اور اسکو زندگی بخشتا ہے

آہ ازیں صفرائیانِ بے ہنر — چہ ہنر زاید ز صفرا دردِ سر
ان بے ہنر صفراوی مزاج والوں پر افسوس ہے — صفرا سے کیا ہنر پیدا ہوتا ہے؟ (دردِ سر پیدا ہوتا ہے)

تو ہماں کن کہ کند خورشیدِ شرق — با نفاق و حیلہ و دزدی و زرق
تو وہی کر جو مشرق کا سورج کرتا ہے — باوجود نفاق اور حیلہ اور چوری اور ریاکاری کے

تو عسل ما سرکہ در دنیا و دیں — دفعِ ایں صفرا بود سرکنگبیں
دنیا اور دین (کے معاملہ) میں تو شہد ہے اور ہم سرکہ ہیں — سکنجبین اس صفرا کو دفع کرنے والی ہے

[۲]سرکہ افزودیم ما قومِ زحیر — تو عسل بفزا کرم را وامگیر
ہم پیچش زدوں نے سرکہ بڑھا دیا ہے — تو شہد میں اضافہ کردے، مہربانی کم نہ کر

ایں سزید از ما چنیں آمد ز ما — ریگ اندر چشم چہ افزاید عمیٰ
ہم اسی لائق تھے ہم سے ایسا ہی ہوا — ریت آنکھ میں کیا بڑھائے گا؟ اندھا پن

آں سزد از تو ایا کحلِ عزیز — کہ بیابد از تو ہر ناچیز چیز
اے پیارے سُرمے! تیرے یہی لائق ہے — کہ تجھ سے ہر ناچیز، کوئی چیز حاصل کرلے

ز آتشِ ایں ظالمانت دل کباب — از تو جملہ اِہدِ قومی بد خطاب
اِن ظالموں کی آگ سے تیرا دل کباب ہے — تیری جانب سے اِہدِ قومی کا جملہ و خطاب ہے

کانِ عودی[۳] در تو گر آتش زنند — ایں جہاں از عطر و ریحاں آکنند
تو "اگر" کی کان ہے اگر تجھ میں آگ لگائیں گے — اِس دنیا کو عطر اور خوشبو سے بھر دیں گے

تو نہ آں عودی کز آتش کم شود — تو نہ آں روحی اسیرِ غم شود
تو وہ اگر نہیں ہے جو آگ سے کم ہو جائے — تو وہ روح نہیں ہے جو غم کی قیدی بن جائے

عود سوزد کانِ عود از سوز دور — باد کے حملہ برد بر اصلِ نور
اگر جل جاتا ہے، اگر کی کان جلنے سے دور ہے — اصل نور پر ہوا کب حملہ کرسکتی ہے!

---

۳ کانِ عودی: اگر کی لکڑی کو اگر جلایا جائے تو اُس کی اور خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں، پیر بمنزلہ عود کے ذخیرہ کے ہے جو ختم نہیں ہوتا ہے یعنی مُریدوں کی بدکاری اُس کے فیض کو ختم نہیں کرسکتی ہے۔

۱ اے عیسیٰ یعنی شیخ۔ یہود۔ یعنی بدکردار مُرید۔ یوسف۔ یعنی پیر۔ اخوانِ حسود۔ یعنی بدعمل مُرید۔ تو شب و روز۔ شیخ کی توجہ مُرید کی عمر دراز کرتی ہے۔ صفرائیاں۔ صفرا کے مزاج والے جن پر صفرا کا غلبہ ہوتا ہے نہ وہ تندرست رہتے ہیں نہ اُن کو صحیح چیز نظر آتی ہے اور دردِ سر میں مبتلا رہتے ہیں۔ تو ہماں کن۔ جس طرح سورج باوجود تمام نالائقیوں کے سب کو منور کرتا رہتا ہے اسی طرح آپ بھی مریدوں کی بدکرداری کی وجہ سے اُن کو فیض سے محروم نہ کریں۔ تو عسل۔ پیر کے اَفعال و اَخلاق شہد کی طرح شیریں ہیں۔ ما سرکہ۔ مُریدوں کی بداعمالیاں سرکہ کی طرح تلخ ہیں۔ ایں صفرا۔ نفس پر جو صفرا کا غلبہ ہے وہ سکنجبین سے دور ہوگا۔ سرکنگبیں۔ سکنجبین دوا ہے جو شہد اور سرکہ ملا کر بنائی جاتی ہے۔

۲ سرکہ۔ یعنی نفس کے رذائل۔ زحیر۔ پیچش کی بیماری۔ ایں سزید۔ ہم اسی قابل ہیں کہ ہم سے آپ کو تکلیف پہنچے۔ آں سزد۔ آپ بمنزلہ سُرمہ کے ہیں جو بینائی پیدا کرتا ہے۔ ز آتش۔ یعنی بے شک مُریدوں کی بدعملی سے آپ کا دل جلتا ہے۔ اِہدِ قومی۔ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دیدے، یہ دعا آنحضورؐ نے اُس وقت کی جب قوم نے اُن کو ستایا اور آپ نے اُن کو بددعا نہ دی۔

اے ز تو مر آسماں ہا را صفا — اے جفائے تو نکوتر[۱] از وفا

اے (وہ کہ) تیری وجہ سے آسمانوں کو صفائی حاصل ہے — اے وہ (ذات) کہ تیری جفا وفا سے بہتر ہے

زانکہ از عاقل جفائے گر رود — از وفائے جاہلاں بہتر بود

کیونکہ عقلمند سے اگر جفا بھی ہو جائے — تو جاہلوں کی وفا سے بہتر ہوتی ہے

عاقل آرد معرفت را در میاں — جاہل آرد معرفت را در زباں

عقلمند معرفت کو درمیان میں لاتا ہے — جاہل معرفت کو زبان پر لاتا ہے

گفت پیغمبر عداوت از خرد — بہتر از مہرے کہ از جاہل رسد

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ عقل کے ساتھ دشمنی — اُس محبت سے بہتر ہے جو جاہل کی جانب سے ہو

دوستی با مردم دانا نکوست — دشمنِ دانا بہ از نادان دوست

عقلمندوں سے دوستی اچھی ہے — دانا دشمن، نادان دوست سے بہتر ہے

رنجانیدن امیرے آں خفتہ را کہ مار در دہانش رفتہ بود

ایک امیر کا اُس سونے والے کو تکلیف دینا جس کے منہ میں سانپ گھس گیا تھا

عاقلے بر اسپ می آمد سوار — در دہانِ خفتۂ می رفت مار

ایک عقلمند گھوڑے پر سوار آرہا تھا — ایک سوئے ہوئے کے منہ میں سانپ گھس رہا تھا

آں سوار آں را بدید و می شتافت — تا رہاند خفتہ را فرصت نیافت[۲]

اُس سوار نے اُس کو دیکھا اور دوڑا — تاکہ سوتے ہوئے کو بچالے، موقع نہ ملا

چونکہ از عقلش فراواں بُد مدد — چند دبوسے قوی بر خفتہ زد

چونکہ عقل کی اسکو بہت مدد حاصل تھی — چند سخت کوڑے سوئے ہوئے کے مارے

خفتہ از خواب گراں چوں جہید — یک سوارِ ترک با دبوس دید

سویا ہوا جب گہری نیند سے اُٹھا — ایک تُرک سوار کو مع کوڑے کے دیکھا

بے محابا ترک دبوسِ گراں — چونکہ افزوں کوفت او را شد دواں

تُرک نے بے جھجک سخت کوڑے — چونکہ اُس کے بہت مارے، وہ بھاگا

خفتہ زاں زخمِ گراں برجست زود — گشت حیراں گفت آیا ایں چہ بود[۳]

سویا ہوا اُس سخت چوٹ سے بہت جلد اُٹھا — حیران ہوگیا، بولا یہ کیا تھا؟

برد او را زخم آں دبوس سخت — زد گریزاں تا بزیرِ یک درخت

اُس سخت کوڑے کی چوٹ اُس کو لے گئی — اُس سے بھگا کر، ایک درخت کے نیچے

۱؎ نکوتر۔ شیخ کی سختی سے مُرید کی اصلاح ہوتی ہے۔ زانکہ۔ عقلمند کا ظلم نادان کی دوستی سے بہتر ہوتا ہے۔ عاقل۔ عقلمند علم و معرفت پر عمل کرتا ہے جاہل محض زبان سے ذکر کرتا ہے۔ گفت پیغمبر۔ ان الفاظ کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ دشمنِ دانا۔ عقلمند دشمنی ہی نہیں کرتا ہے اگر کرتا ہے تو بظاہر دشمنی ہوتی ہے اور اس میں پوشیدہ کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ رنجانیدن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ سوار نے جو کچھ کیا بظاہر دشمنی تھی لیکن اس میں حکمت پوشیدہ تھی۔

۲؎ فرصت نیافت۔ یعنی بچانے کا موقع نہ ملا اور سانپ اس کے منہ میں گھس گیا۔ مدد یعنی یہ سوار عقلمند تھا۔ دبوس۔ گرز، کوڑا۔ شد دواں۔ وہ سونے والا بھاگا۔

۳؎ چہ بود۔ یعنی یہ سوار مجھے کیوں مار رہا ہے۔ زد۔ یعنی دوڑ کر بھاگا اور بھاگتے بھاگتے ایک درخت کے نیچے پہنچا۔

سیبِ[۱] پوسیدہ بسے بُد ریختہ
سڑے ہوئے سیب بہت پڑے تھے
گفت زیں خور اے بدرد آمیختہ
بولا، یہ کھا اے درد مند!

سیب چنداں مرد را در خورد داد
(اُس) شخص کو اِس قدر سیب کھلائے
کز دہانش باز بیروں می فتاد
کہ اُس کے مُنہ سے باہر نکلنے لگے

بانگ می زد کاے امیر آخر چرا
وہ چیخا اے سردار! آخر کیوں؟
قصدِ من کردی تو نادیدہ جفا
بغیر قصور کے تونے میری جان (لینے) کا ارادہ کیا ہے

گر ترا از اصلست با جانم ستیز
اگر اصلاً تجھے میری جان سے دشمنی ہے
تیغ زن یکبارگی خونم بریز
تلوار مار، ایک دم سے میرا خون بہادے

شُوم ساعت کہ شدم بر تو پدید
وہ گھڑی بڑی نحس تھی کہ میں تیرے سامنے آیا
اے خُنک آں را کہ روئے تو نہ دید
وہ قابلِ مبارکباد ہے جس نے تیرا چہرہ نہ دیکھا

بے جنایت[۲] بے گنہ بے بیش و کم
بلا زیادتی، بِلا خطا، بلا کمی اور بیشی کے
مُلحداں جائز ندارند ایں سِتم
کا فر بھی) یہ ظلم جائز نہیں سمجھتے ہیں

می جہد خوں از دہانم با سخُن
بات کے ساتھ میرے مُنہ سے خون ٹپکتا ہے
اے خدا آخر مُکافاتش تو کُن
اے خدا تو اِس کا بدلہ لے!

ہر زماں می گفت اُو نفرینِ نَو
وہ ہر لمحہ ایک نئی ملامت کر رہا تھا
اُوش می زد کاندریں صحرا بدو
(اور) وہ اُس کو مارتا تھا کہ اِس بیاباں میں دوڑ

زخمِ دَبُّوس و سَوارِ ہمچو باد
کوڑے کی چوٹ اور ہوا کی طرح کا سوار
می دوید و باز بر رو می فتاد
وہ دوڑتا تھا اور پھر مُنہ کے بَل گرتا تھا

مُمتلی و خوابناک و سُست بُد
وہ شکم پُر اور نیند میں اور سُست تھا
بر سَر و پایش ہزاراں زخم شُد
اُس کے سَر اور پیروں پر ہزاروں زخم ہوگئے

تا شبانگہ می کشید و می کشاد[۳]
رات تک کھینچ تانی ہوتی (رہی)
تا ز صفرا قے شدن بروے فتاد
یہاں تک کہ اُس کو صفرا کی قے ہونے لگی

زو بر آمد خورد ہا زشت و نکو
اُس سے اچھا بُرا کھایا ہوا نکل پڑا
مار با آں خوردہ بیروں جَست ازو
اُس کھائے ہوئے کے ساتھ سانپ بھی اُس سے نکلا

چوں بدید از خود بروں آں مار را
جب اُس نے اپنے (پیٹ) میں سے سانپ نکلتا دیکھا
سجدہ آورد آں نکو کردار را
اُس بھلے (انسان) کے سامنے اُس نے سجدہ کیا

---

[۱] سیب۔ وہ درخت سیب کا تھا اور اُس کے نیچے گلے سڑے سیب بہت پڑے تھے۔ گفت۔ سوار نے کہا۔ مرد را۔ یعنی سونے والے کو۔ بانگ می زد۔ سویا ہوا اُٹھ کر جو بھاگا تھا وہ چیختا تھا۔ نادیدہ جفا۔ یعنی میں نے تجھ پر کوئی ظلم بھی نہیں کیا ہے۔ یکبارگی۔ دفعۃً قتل ہوجانا آسان ہوتا ہے۔ اے خنک روئے تو۔ یعنی تجھ جیسے ظالم کا چہرہ۔

[۲] جنایت۔ ظلم، زیادتی۔ ملحد۔ بے دین۔ اے خدا۔ ایسے ظالم کو خدا ہی سزا دے سکتا ہے۔ مکافات۔ بدلہ۔ اُوش۔ یعنی وہ تُرک سوار اُس بھاگنے والے کو۔ ہمچو باد۔ وہ تیز رو گھوڑے پر سوار تھا۔ باز۔ یعنی جب بھاگتے بھاگتے تھک جاتا تھا۔ مُمتلی۔ یعنی سیب کھانے سے اُس کا پیٹ پُر تھا۔

[۳] کشید و کشاد۔ کھینچنا اور کھولنا یعنی پکڑ دھکڑ۔ صفرا۔ بدن کی چار خِلطوں میں سے ایک خِلط ہے۔ مار۔ تے میں سانپ بھی پیٹ میں سے نکلا۔ سجدہ آورد۔ تعظیم کے لئے اُس کے سامنے سر نگوں ہوگیا۔ نکو کردار۔ یعنی بھلا بشر۔

سہمِ[1] آں مارِ سیاہِ زشت و زفت

اُس کمینے، بھدّے، موٹے سانپ کا ڈر

چوں بدید آں دردہا از وے برفت

جب اُسے نظر آیا، وہ تکلیفیں اس سے جاتی رہیں

گفت تو خود جبرئیلِ رحمتی

بولا، تو تو رحمت کا فرشتہ ہے

یا خداوند و ولیِ نعمتی

یا میرا آقا، اور مُربّی ہے

اے مبارک ساعتے کہ دیدمیم

وہ کیسی نیک گھڑی تھی کہ میں نے تجھے دیکھا

مُردہ بودم جانِ نو بخشیدیم

میں مر چکا تھا، تونے نئی زندگی بخشی

تو مرا جویاں مثالِ مادراں

تو ماؤں کی طرح میری دیکھ بھال کرنیوالا ہے

من گریزاں از تو مانندِ خراں

میں تجھ سے گدھوں کی طرح بھاگنے والا تھا

خر گریزد از خداوند از خری

گدھا مالک سے گدھے پن سے بھاگتا ہے

صاحبش در پے ز نیکو اختری

اُس کا مالک نیک بختی کی وجہ سے اسکے در پے ہے

نز پئے سُود و زیاں می جویدش

وہ اُس کو نفع نقصان کیلئے نہیں ڈھونڈتا ہے

لیک تا گرگش نَدرّد یا دَدش

لیکن (اس وجہ سے) کہ اسکو بھیڑیا یا درندہ نہ پھاڑ ڈالے

اے[2] خُنک آں را کہ بیند روئے تو

مبارک ہے وہ جو تیرا چہرہ دیکھے

یا در افتد ناگہاں در کوئے تو

یا اچانک تیرے کوچے میں پہنچ جائے

اے روانِ پاک بستودہ تُرا

اے وہ کہ پاک جان تیری ثنا خواں ہے

چند گفتم ژاژ و بیہودہ ترا

میں نے تجھے کسقدر بیہودہ باتیں کہیں اور بکواس کی

اے خداوند و شہنشاہ و امیر

اے آقا، اور شہنشاہ، اور سردار!

من نگفتم جہلِ من گفت آں مگیر

میں نے نہیں کہا میری نادانی نے کہا، اُسپر دار و گیر نہ کر

شمّہ ز یں حال اگر دانستمے

اگر میں اِس حال کا تھوڑا سا حصہ بھی جان لیتا

گفتنِ بیہودہ کے تو انستمے

تو بیہودہ بکواس نہ کرتا

بس ثنایت گفتمے اے خوش خصال

اے اچھے انسان! تیری میں بہت تعریفیں کرتا

گر مرا یک رمز می گفتی ز حال

اگر تو واقعہ کا تھوڑا اشارہ (بھی) کر دیتا

لیک خامُش کردہ می آشوفتی

لیکن تو تو چُپ رہ کر پریشان کرتا تھا

خامشانہ بر سرم می کوفتی

خاموشی سے میرے سر کو کچل رہا تھا

شد سرم کالیوہ[3] عقل از سر بجست

میرا سَر دیوانہ ہو گیا عقل سر میں سے بھاگ گئی

خاصہ ایں سر را کہ مغزش کمترست

خصوصاً یہ سر جس میں مغز بہت کم ہے

لہ سہم۔ سانپ کے ڈر سے چوٹ اور زخموں کی... تکلیف بھول گیا۔ ولیِ نعمت۔ جو نعمتیں بخشنے۔ مُردہ بودم۔ سانپ کاٹ لیتا اور میں مر جاتا۔ بخشیدیم۔ تو مرا بخشیدی۔ خر گریزد۔ گدھے کے بھاگنے میں گدھے ہی کی ہلاکت ہے۔ اگر مالک نہ پکڑے گا تو گدھے کو بھیڑیا یا اور کوئی درندہ پھاڑ کھائے گا۔

۲ے اے خنک۔ چونکہ تو اس کی دیکھ بھال کرے گا۔ اسے۔ نیک لوگ بھی تیری تعریفیں کرتے ہیں۔ ژاژ۔ جس کا ذکر پہلے اشعار میں آیا ہے جہلِ من گفت۔ میری نادانی اُس بکواس کا سبب بنی۔ ز یں حال۔ یعنی میرے پیٹ میں سانپ گھس گیا ہے اور تو اُسے بچانے کی تدبیر کر رہا ہے۔

۳ے کالیوہ۔ احمق بے عقل، دیوانہ۔ خاصہ۔ یعنی میں پہلے سے بے وقوف تھا پٹنے سے اور بے عقل ہو گیا۔

عفو کن اے خوبروئے خوب کار
اے خوبصورت، خوب سیرت! معاف کر دے
آنچہ گفتم از جنون اندر[1] گذار
پاگل پن سے میں نے جو کچھ کہا اُس سے درگذر کر

گفت اگر من گفتمے رمزے ازاں
اُس نے کہا اگر میں اُس میں سے تھوڑا سا بھی بتا دیتا
زہرۂ تو آب گشتے در زماں
فوراً تیرا پتا پانی بن جاتا

گر ترا می گفتمے اوصافِ مار
اگر میں تجھ سے سانپ کی باتیں کہہ دیتا
ترس از جانت برآوردے دمار
خوف تیری جان نکال دیتا

مصطفیٰ فرمود اگر گویم براست
مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اگر میں ٹھیک ٹھیک کہہ دوں
شرحِ آں دشمن کہ در جانِ شماست
اُس دشمن کی تفصیل، جو تمہارے اندر ہے

زہرہائے پُردلاں برہم درد
تو وہ بہادروں کے پتے پھاڑ دے
نہ رود رہ نے غمِ کارے خورد
نہ کوئی راستہ چلے، نہ کسی کام کی فکر کرے

نے دلش را تاب ماند در نیاز
نہ اُس کے دل میں عاجزی کی طاقت رہے
نے تنش را قوتِ صوم و نماز
نہ اُس کے بدن میں نماز اور روزہ کی طاقت رہے

ہمچو موشے[2] پیشِ گربہ لا شود
(وہ) چوہے کی طرح بلی کے سامنے معدوم ہو جائے
ہمچو برہ پیشِ گرگ از جا رود
اُس بکری کے بچے کی طرح جو بھیڑیئے کے سامنے سے بھاگے

اندرو نے حیلہ ماند نے روش
اُس میں نہ کوئی تدبیر رہے، نہ چال
پس کنم ناگفتہ تاں من پرورش
میں بغیر بتائے ہوئے تمہاری تربیت کرتا ہوں

ہمچو بوبکرِ ربابی رحؒ تن زنم
ابوبکر ربابی رحؒ کی طرح میں خاموش رہتا ہوں
دست چوں داؤدؑ در آہن زنم
ہاتھ سے (حضرت) داؤدؑ کی طرح لوہے کا کام کرتا ہوں

تا محال از دستِ من حالے شود
تاکہ ناممکن میرے ہاتھ سے موجود ہو جائے
مرغ پر بر کندہ را بالے شود
پر نچے ہوئے پرندے کے پر اُگ جائیں

چوں یدُ[3] اللهِ فوقَ اَیدِیهِم بُود
جب کہ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہوا
دستِ ما را دستِ خود فرمود احد
تو اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا

پس مرا دستِ دراز آید یقیں
تو یقیناً میرا دراز ہاتھ
بر گذشتہ ز آسمانِ ہفتمیں
ساتویں آسمان سے آگے بڑھ گیا

---

[1] انمد زیادہ ہے۔ گفت۔ اُس کی معذرتوں کے بعد سوار نے کہا۔ ازاں۔ یعنی سانپ کے پیٹ میں گھسنے کا واقعہ۔ اوصافِ مار۔ یعنی اُس کی خوفناکی اور پیٹ میں گھسنا۔ دمار۔ ہلاکت۔ زہرہ۔ اسکے بعد مولانا نے آنحضورؐ کی زبانی جو کچھ کہا ہے وہ کوئی مستقل حدیث نہیں ہے۔ دشمن۔ یعنی شیطان۔ زہرہ۔ پِتا۔ پُردل۔ بہادر۔ نے دلش۔ بدحواسی طاری ہو جائے پھر نہ عاجزی کرنے کی طاقت رہے نہ روزہ نماز کی۔

[2] ہمچو موشے۔ چوہا بلی کے سامنے، بکری کا بچہ بھیڑیئے کے سامنے مُردہ ہو جاتا ہے۔ لا۔ معدوم اور مردہ۔ برہ۔ بکری کا بچہ۔ ناگفتہ۔ یعنی شیطان کے مکر و دشمنی کی تفصیل کہے بغیر۔ بوبکر ربابیؒ۔ ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں جو چند سال بالکل خاموش رہے، یہ باتیں مولانا نے اپنی طرف کہی ہیں ورنہ یہ بزرگ تو آنحضورؐ کے بہت بعد کے ہیں۔ تن زدن۔ خاموش رہنا۔ دست در آہن زدن۔ لوہے کا کام کرنا، سخت کام کرنا۔ بال۔ پر۔

[3] یدُ اللہ۔ جب حدیبیہ کے موقع پر آنحضورؐ نے اپنا ہاتھ صحابہ کے ہاتھ پر رکھ کر بیعت لی تھی تو اِس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یَدُ اللهِ فَوقَ اَیدِیهِم "اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے"۔ دستِ ما۔ یعنی اس آیت میں اللہ نے آنحضورؐ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ احد۔ اللہ تعالیٰ۔

دستِ من بنمود بر گردوں ہنر — **مقریا برخواں کہ اِنشقّ القمر**[1]
میرے ہاتھ نے آسمان پر ہنر دکھایا — اے قاری اِنشقّ القمر پڑھ

ایں صفت ہم بہرِ ضعفِ عقلہاست — **با ضعیفاں شرحِ قدرت کے رواست**
یہ صفت بھی عقلوں کی کمزوری کی وجہ سے (بیان کی) ہے — کم عقلوں کے سامنے قدرت کی تشریح کب مناسب ہے؟!

خود بدانی چوں برآری سر زخواب — **ختم شد واللہ اعلم بالصواب**
تو خود جان لے گا جب نیند سے سر اٹھائے گا — (بات) ختم ہوئی اور اللہ بہتر جانتا ہے

گر ترا[2] **می گفتمے ایں ماجرا** — **آں دم از تو جانِ تو گشتے جدا**
اگر میں یہ قصہ تجھ سے کہہ دیتا — اسی وقت تیری روح تجھ سے جدا ہو جاتی

مر ترا نے قوتِ خوردن بُدے — **نے رہ و پروائے قے کردن بُدے**
نہ تجھ میں کھانے کی طاقت رہتی — نہ قے کرنے کی راہ اور پروا رہتی

می شنیدم فحش و خر می راندم — **ربِّ یسّر زیرِ لب می خواندم**
میں بری باتیں سنتا رہا اور کام چلاتا رہا — آہستگی سے ربِّ یسّر پڑھتا رہا

از سبب گفتن مرا دستور نے — **ترکِ تو گفتن مرا مقدور نے**
سبب بتانا میری عادت نہیں ہے — تجھے چھوڑ دینے پر میں قادر نہ تھا

ہر زماں می گفتمے از دردِ دروں — **اِہدِ قومی اِنّہم لا یعلمون**
اندرونی تکلیف کی وجہ سے میں ہر وقت کہتا تھا — اے اللہ میری قوم کو ہدایت کر بے شک وہ جانتے نہیں ہیں

سجدہا[3] **می کرد آں رستہ ز رنج** — **کاے سعادت وے مرا اقبال گنج**
وہ تکلیف سے نجات پانے والا سجدے کرتا تھا — کہ اے سعادت (مند) اے میرے اقبال کے خزانے!

از خدا یابی جزاہائے شریف — **قوتِ شکرت ندارد ایں ضعیف**
تو خدا سے اچھے بدلے پائے گا — اس کمزور میں تیرا شکریہ ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے

شکرِ حق گوید ترا اے پیشوا — **آں لب و چانہ ندارم واں نوا**
اللہ تیرا شکریہ ادا کرے اے پیشوا! — میں وہ ہونٹ اور جبڑا اور وہ سامان نہیں رکھتا ہوں

دشمنیِ عاقلاں زینساں بود — **زہرِ ایشاں ابتہاجِ جاں بود**
عقلمندوں کی دشمنی اس طرح کی ہوتی ہے — ان کا زہر جان کی خوشی ہوتی ہے

دوستیِ ابلہاں رنج و ضلال — **ایں حکایت بشنو از بہرِ مثال**
بیوقوفوں کی دوستی رنج اور گمراہی ہے — مثال کے لئے یہ قصہ سن لے

---

[1] اِنشقّ القمر۔ چاند پھٹ گیا۔ شق القمر کا معجزہ آنحضور کی انگلی کے اشارے سے ظاہر ہوا تھا۔ اس صفت یعنی آنحضور کے ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ کہنا۔ خود۔ قدرت کے راز قیامت میں کھلیں گے۔

[2] گر ترا۔ یہاں تک مولانا نے حدیث کے حوالے سے بیان کیا اب اصل قصہ کی طرف رجوع کر کے سوار کی بابت نقل کرتے ہیں۔ نے رہ۔ نہ دوڑ سکتا نہ قے کر سکتا۔ خر راندن۔ کام چلانا۔ ربِّ یسّر۔ خدا مشکل آسان کر دے۔ اِہدِ قومی اِنّہم لا یعلمون۔ میری قوم کو ہدایت کر دے وہ جانتے نہیں ہیں۔ یہ آنحضور نے اس وقت دعا کی تھی جب طائف میں آپ کو دشمنوں نے ستایا تھا۔

[3] سجدہا۔ یعنی جب وہ سوار کی مہربانیوں کو سمجھ گیا تو تعظیم کے لئے سرنگوں ہو گیا۔ کاے۔ یعنی اور یہ کہتا تھا۔ چانہ جبڑا۔ ندارم یعنی میرا منہ تیری تعریف کے قابل نہیں ہے۔ دشمنی۔ مولانا نے اس قصہ میں یہ سمجھایا ہے کہ عقلمند کی دشمنی نادان کی دوستی سے بہتر ہے۔ ابتہاج۔ خوش ہونا۔ دوستی ابلہاں۔ بیوقوف کی دوستی کے بدتر ہونے پر قصہ سناتے ہیں۔

اعتماد کردنِ شخصے بر تملّق[۱] و وفائے خرس

ایک شخص کا ریچھ کی چاپلوسی اور وفاداری پر بھروسہ کرنا

اژدہائے خرس را در می کشید — شیر مردے رفت و فریادش رسید
ایک اژدہا ایک ریچھ کو کھینچ رہا تھا — ایک بہادر گیا اور اس کی مدد کی

شیر مردانند در عالم مدد — آں زماں کافغانِ مظلوماں رسد
بہادر لوگ دنیا میں مدد ہیں — اس وقت جبکہ مظلوموں کی فریاد آئے

بانگِ[۲] مظلوماں ز ہر جا بشنوند — آں طرف چوں رحمتِ حق می دوند
مظلوموں کی فریاد جس جگہ سے سنتے ہیں — اس جانب اللہ کی رحمت کی طرح دوڑ جاتے ہیں

آں ستونہائے خللہائے جہاں — آں طبیبانِ مرضہائے نہاں
وہ دنیا کے شگافوں کے ستون ہیں — وہ پوشیدہ مرضوں کے طبیب ہیں

محضِ مہر و داوری و رحمت اند — ہمچو حق بے علت و بے رشوت اند
خالص محبت اور انصاف اور رحمت ہیں — اللہ تعالیٰ کی طرح بلا غرض اور بے رشوت ہیں

ایں چہ یاری میکنی یکبارگیش — گوید از بہرِ غم و بیچارگیش
یہ مدد تو کیوں کرتا ہے؟ فوراً — وہ کہے گا اس کے غم اور بیچارگی کی وجہ سے

مہربانی شد شکارِ شیر مرد — در جہاں دارو نہ جوید غیر درد
بہادر کا شکار، مہربانی ہے — درد کے علاوہ دنیا میں دوا کوئی نہیں تلاش کرتا

ہر کجا دردے دوا آنجا رود — ہر کجا فقرے نوا آنجا رود
جہاں درد ہوتا ہے دوا وہاں پہنچتی ہے — جہاں افلاس ہوتا ہے، سامان وہاں جاتا ہے

ہر کجا پستی[۳] ست آب آنجا رود — ہر کجا مشکل جواب آنجا رود
جہاں نشیب ہے پانی وہاں پہنچتا ہے — جہاں کوئی اشکال ہے جواب وہاں جاتا ہے

آب کم جو تشنگی آور بدست — تا بجوشد آبت از بالا و پست
پانی کی تلاش نہ کر، پانی پیدا کر — تاکہ اوپر نیچے سے تیرے لئے پانی جوش میں آئے

تا سقٰہم ربہم آید خطاب — تشنہ باش اللہ اعلم بالصواب
تاکہ ان کے رب نے ان کو سیراب کیا، کا خطاب آئے — پیاسا رہ، اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

آبِ رحمت بایدت رو پست شو — وانگہاں خور خمرِ رحمت مست شو
تجھے رحمت کا پانی چاہیئے؛ جا پست بن — پھر رحمت کی شراب پی، مست بن

---

۱ تملّق۔ چاپلوسی۔ خرس۔ ریچھ۔ اژدہا۔ بڑے اژدہے سانس کے ذریعہ جانور کو کھینچ کر کھا جاتے ہیں۔ شیر مرد۔ بہادر۔ شیر مردانند۔ بہادروں کا کام مدد کرنا ہے یہ مولانا کا مقولہ ہے۔

۲ بانگ۔ بہادروں کا کام یہ ہے کہ وہ مظلوموں کی مدد کے لئے دوڑیں۔ خللہائے۔ یعنی ظلموں کے خلل۔ محض۔ بہادروں کی محبت بغیر کسی غرض اور رشوت کے ہوتی ہے۔ ایں چہ۔ یعنی اگر اُن سے کوئی سوال کرے۔ گوید۔ بہادر جواب میں کہتا ہے مہربانی۔ بہادروں کا مقصود مہربانی ہوتی ہے وہ مہربانی کرنے کی اس طرح جستجو کرتے ہیں جیسا کہ شکاری شکار کی۔ ہر کجا۔ ہر چیز ایک محل چاہتی ہے، مہربانی کرنے کا موقع و محل بہادر ہے۔ درد۔ دوا کا محل درد ہے۔ بخشش و عطا کا محل فقر ہے۔

۳ پستی۔ پانی کا محل نشیب ہے جواب کا محل اشکال اور سوال ہے۔ آب کم جو۔ پیاس پیدا کرو گے تو پانی ملے گا پانی کی آمد کا محل پیاس ہے۔ سقٰہم۔ جنتیوں کے بارے میں قرآن میں مذکور ہے۔ آبِ رحمت۔ اپنے اندر پستی پیدا کرو، رحمت کے پانی کا محل بن جاؤ گے۔

رحمتؔ اندر رحمت آید تا بسر
پھر سر تک رحمت ہی رحمت ہو گی
بر یکے رحمت فرو ما اے پسر
اے صاحبزادے! ایک رحمت پر اکتفا نہ کر

چرخ را در زیرِ پا آر اے شجاع
اے بہادر! آسمان کو قدموں کے نیچے لا
بشنو از فوقِ فلک بانگِ سماع
آسمان پر سے سماع کی آواز سن لے

پنبۂ وسواس بیروں کن زگوش
کان سے وسوسوں کی روئی نکال
تا بگوشت آید از گردوں خروش
تاکہ آسمان سے شور کی آواز تیرے کان میں آئے

پاکؔ کن دو چشم را از موئے عیب
عیب کے بڑوال سے دونوں آنکھوں کو صاف کرلے
تا ببینی باغ و سروستانِ غیب
تاکہ تو غیب کے سروستان اور باغ دیکھے

دفع کن از مغز و از بینی زکام
سر اور ناک سے زکام رفع کر
تا کہ ریح اللہ آید در مشام
تاکہ ناک میں خدائی خوشبو آئے

ہیچ مگذار از تپِ صفرا اثر
صفراوی بخار کا کوئی اثر نہ چھوڑ
تا بیابی از جہاں طعمِ شکر
تاکہ تو عالم (آخرت) سے شکر کا مزا چکھے

داروئے مردی کن و عنّیں مپو
مردمی کا علاج کر اور عنّین (بنا ہوا) نہ بنا پھر
تا بروں آیند صد گوں خوبرو
تاکہ سو قسم کے خوبصورت (بچے) پیدا ہوں

کندۂؔ تن را ز پائے جاں بکن
جان کے پاؤں میں سے جسم کا کاٹھ نکال دے
تا کند جولاں بگردِ آں چمن
تاکہ وہ اس چمن (آخرت) کے گرد دوڑ سکے

غلِ بخل از دست و گردن دور کن
بخل کا طوق ہاتھ اور گردن سے اتار ڈال
بختِ نو دریاب از چرخِ کہن
پرانے آسمان سے نیا نصیبہ حاصل کرلے

ورنمی تانی بہ کعبہ لطف پر
اگر (خود) نہیں کرسکتا ہے مہربانی کے کعبہ کی طرف پرواز کر
عرضہ کن بیچارگی بر چارہ گر
بیچارگی کو چارہ گر پر پیش کردے

زاری و گریہ قوی سرمایہ ایست
عاجزی اور رونا بڑا سرمایہ ہے
رحمتِ کلّی قوی تر دایہ ایست
عام رحمت بہت قوی دایہ ہے

دایہ و مادر بہانہ جو بود
انّا اور اماں بہانے ڈھونڈتی ہیں
تا کہ کے آں طفلِ او گریاں شود
تاکہ کب اس کا بچہ روئے

طفلِ حاجاتِ شما را آفرید
(اللہ تعالیٰ نے) تمہاری ضرورتوں کا بچہ پیدا کردیا
تا بنالید و شود شیرش پدید
تاکہ تم روؤ اور اس کا دودھ پیدا ہو

---

۱ رحمت۔ کسی ایک مقام پر نہ رکو فضلِ بے پایاں کے طالب رہو۔ چرخ را۔ اس قدر مجاہدے کرو کہ آسمان قدمبوسی کرنے لگے پھر اسرارِ حق سن سکو گے۔ پنبۂ وسواس۔ شیطانی اثر کا ازالہ کرکے اسرارِ حق سن سکو گے۔
۲ پاک کن۔ چشمِ بصیرت کو وسواس کے بڑوال سے صاف کرلو تاکہ اسرارِ غیب دیکھ سکو۔ دفع کن۔ حواسِ باطنہ کو نفسانی خواہش سے صاف کرلو تب عالمِ غیب کی لذتوں سے مستفید ہو گے۔ صفرا۔ صفراوی بخار میں میٹھی چیز کڑوی لگتی ہے۔ عنّین۔ نامرد یعنی اعلیٰ صلاحیتیں پیدا کرو تاکہ تم مظہرِ کمالات بن سکو۔ خوبرو یعنی خوبصورت بچے۔
۳ کندۂ تن۔ روح کے لئے جسم بمنزلہ بیڑی کے ہے۔ پہلے زمانے میں جبکہ جیلخانے نہ تھے قیدی کا پاؤں لکڑی کے بڑے کندے میں پھنسا کر ڈال دیا جاتا تھا وہ پھر چل پھر نہ سکتا تھا۔ غل۔ پیر کی بیڑی بھی نکال اور گردن اور ہاتھ کی بیڑیاں بھی اتار پھینک پھر نیا نصیبہ حاصل ہوگا۔ کعبہ لطف۔ مہربانی کا قبلہ یعنی شیخ۔ چارہ گر۔ شیخ۔ زاری۔ خدا کی رحمت کو متوجہ کرنے کا سب سے قوی سبب انسان کی گریہ وزاری ہے۔ دایہ۔ انّا اور اماں دودھ پلانے کا بہانہ ڈھونڈتی ہیں اسی طرح اللہ کی رحمت ہے۔ شعر
رحمتِ حق بہانہ می جوید رحمتِ حق بہا نمی جوید۔ طفلِ حاجات۔ اللہ نے انسان کے پیچھے ضرورتیں لگادی ہیں جنکی بدولت انسان گریہ وزاری کرتا ہے تو گویا وہ ضرورتیں بمنزلہ بچے کے ہیں۔

گفت اُدعُوا اللہ بے زاری مباش
تا بجوشد شیرہائے مہرہاش

اس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا اللہ کو پکارو (گریہ و) زاری کے بغیر نہ
تاکہ اس کی مہربانیوں کے دودھ جوش میں آئیں

ہائے و ہوئے باد شیر افشانِ ابر
در غمِ ما اند یک ساعت تو صبر

ابر کے دودھ برسانے والی ہوا کے زناٹے
ہماری فکر میں ہیں تھوڑی دیر صبر کرلے

فِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ نشنیدہٗ
اندریں پستی چہ بر چفسیدہٗ

آسمان میں تمہارا رزق ہے، تو نے نہیں سنا؟
پھر اس پستی سے تو کیوں چپٹا ہوا ہے؟

ترس و نومیدیت داں آوازِ غول
می کشد گوشِ تو تا قعرِ سفول

اپنے خوف اور ناامیدی کو چھلاوے کی آواز سمجھ
جو تیرے کان کو گہرائی کی طرف لے جاتی ہے

ہر ندائے کاں ترا بالا کشد
آں ندائے داں کہ از بالا رسد

جو آواز تجھے (عالم) بالا کی طرف کھینچے
سمجھ لے کہ وہ آواز (عالم) بالا سے آئی ہے

ہر ندائے کاں ترا حرص آورد
بانگِ گرگے داں کہ او مردم درد

جو آواز تجھ میں لالچ پیدا کرے
بھیڑیئے کی آواز سمجھ جو انسانوں کو پھاڑتا ہے

ایں بلندی نیست از روئے مکاں
ایں بلندیہاست سوئے عقل و جاں

یہ بلندی جگہ کے اعتبار سے نہیں ہے
یہ بلندیاں عقل و جان کی طرف سے ہیں

ہر سبب بالاتر آمد از اثر
سنگ و آہن فائق آمد بر شرر

ہر سبب نتیجہ سے بلند ہے
پتھر اور لوہا، چنگاری سے بلند ہے

آں فلانے فوقِ آں سرکش نشست
گرچہ در صورت بہ پہلویش نشست

وہ فلاں اُس متکبر سے اونچا بیٹھا
اگرچہ صورتاً برابر میں بیٹھا ہے

فوقی آنجاست از روئے شرف
جائے دور از صدر باشد مستخف

وہاں کی فوقیت بڑائی کے اعتبار سے ہے
صدر سے فاصلہ کی جگہ بے وقعت ہوتی ہے

سنگ و آہن زیں جہت کہ سابق است
در عمل فوقیِ ایں دو لائق است

پتھر اور لوہا اس اعتبار سے کہ پہلے ہیں
عمل میں ان دونوں کی فوقیت مناسب ہے

واں شرر از روئے مقصودیِ خویش
ز آہن و سنگ است زیں رو بیش بیش

چنگاریاں اپنے مقصود ہونے کی وجہ سے
اس اعتبار سے لوہے اور پتھر سے بڑھ کر ہیں

سنگ و آہن اول و پایاں شرر
لیک ایں ہر دو تن اند و جاں شرر

پتھر اور لوہا پہلے ہے اور آخر میں چنگاریاں
لیکن یہ دونوں جسم ہیں اور چنگاریاں جان ہیں

لہ پستی۔ یعنی صرف رزق کے ظاہری اسباب کیلئے سرگردانی۔ ترس۔ اللہ کے کاموں میں لگنے کی وجہ سے رزق کی کمی کا اندیشہ شیطانی وسوسہ ہے اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ "شیطان تمہیں فقر کی دھمکی دیتا ہے" قرآن میں وارد ہوا ہے۔ قعر سفول۔ یعنی دنیاوی انہماک۔ بر ندائے۔ جس طرف سے آواز آتی ہے انسان اُدھر متوجہ ہوتا ہے۔

لہ گرگ۔ یعنی شیطان جو بنی آدم کو تباہ کرنا چاہتا ہے ایں بلندی۔ پہلے شعر میں لفظ بالا بمعنی بلندی اور فوقیت بولا تھا اب بلندی اور فوقیت کی قسمیں سمجھاتے ہیں فرماتے ہیں کبھی بلندی اور پستی مکان کے اعتبار سے ہوتی ہے وہ یہاں مراد نہیں ہے بلکہ روحانی اور عقلی فوقیت اور بلندی مراد ہے ہر سبب۔ سبب کو نتیجہ پر فوقیت حاصل ہے چنانچہ چقماق جو کہ لوہے اور پتھر سے مل کر بنایا جاتا ہے وہ سبب ہے اور اس سے جو آگ نکلی ہے وہ نتیجہ ہے اس اعتبار سے چقماق کو آگ کی چنگاریوں پر فوقیت حاصل ہے لیکن یہ فوقیت اور برتری مکانی نہیں ہے۔

لہ آں فلانے۔ ایک انسان کو دوسرے سے بلند جگہ پر مانا جاتا ہے حالانکہ وہ ایک جگہ بیٹھے ہیں تو یہ بلندی بھی مکانی نہیں بلکہ رتبہ کی ہے۔ آنجا۔ یہ پہلے شعر والی فوقیت۔ جائے دور۔ صدر مجلس اگرچہ نیچی جگہ پر بیٹھا ہوا ہو لیکن اُس جگہ کو فوقیت

کانِ[۱] شرر کاندر زماں واپس ترست
وہ چنگاریاں، جو زمانہ میں، بہت بعد میں ہیں

در صفت از سنگ و آہن برترست
پتھر اور لوہے سے خوبی میں بڑھی ہوئی ہیں

در زماں شاخ از ثمر سابق ترست
شاخ، زمانہ میں پھل سے پہلے ہے

در ہنر از شاخ اُو فائق ترست
خوبی میں وہ شاخ سے بہت برتر ہے

چونکہ مقصود از شجر آمد ثمر
چونکہ درخت سے پھل مقصود ہے

پس ثمر اوّل بُود آخر شجر
اس لئے پھل پہلے، درخت پیچھے ہوا

سوئے[۲] خرس و اژدہا گردیم باز
ہم پھر ریچھ اور اژدہے کی طرف لوٹتے ہیں

زانکہ طولے دارد اضمار و مجاز
کیونکہ اضمار اور مجاز کی بات طول رکھتی ہے

خرس چوں فریاد کرد از اژدہا
ریچھ نے جب اژدہے کی وجہ سے واویلا کی

شیر مردے کردش از چنگش رہا
بہادر مرد نے اُس کو اُس کے پنجے سے چھڑا دیا

حیلت و مردی بہم داد ند پشت
تدبیر اور بہادری نے ایک دوسرے کی مدد کی

اژدہا را اُو بدیں حیلہ بکُشت
اس تدبیر سے اُس نے اژدہے کو مار ڈالا

اژدہا را اُو بدیں حیلہ بہ بست
اژدہے کو اُس نے اس تدبیر سے باندھ دیا

تاکہ آں خرس از ہلاک تن برست
یہاں تک کہ ریچھ جسمانی ہلاکت سے بچ گیا

اژدہا را ہست قوت حیلہ نیست
اژدہے میں طاقت ہے تدبیر نہیں ہے

لیک[۳] فوقِ حیلۂ تو حیلہ ایست
لیکن تیری تدبیر سے بڑھ کر ایک اور تدبیر ہے

ماکراں بسیار لیکن در کمیں
تدبیر کرنے والے بہت ہیں لیکن گھات میں

ماکر اُو داں وَھُوَ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن
اُس تدبیر کرنیوالے کو سمجھ اور وہ تدبیر کرنیوالوں میں سب سے بہتر ہے

حیلۂ خود را چو دیدی باز رو
جب تو اپنی تدبیر کو دیکھے، واپس لوٹ

کز کجا آمد سُوئے آغاز رو
کہ کہاں سے آئی ہے؟ شروع کی طرف پلٹ

ہر چہ در پستی ست آمد از عُلا
جو کچھ بھی (عالَمِ) پستی میں آیا ہے (عالَمِ) بالا سے (آیا ہے)

چشم را سوئے بلندی نِہ ہلا
خبردار! نگاہ اوپر کی جانب رکھ

روشنی بخشد نظر اندر عُلا
(عالَمِ) بالا پر نظر رکھنا روشنی عطا کرتا ہے

گرچہ اوّل خیرگی آرد بلا
اگرچہ آزمائش ابتدا تاریکی پیدا کر دیتی ہے

چشم را در روشنائی خوئے کُن
آنکھ کو روشنی میں رکھنے کی عادت ڈال

گر نہ خفاشی نظر آں سوئے کُن
اگر تو چمگادڑ نہیں ہے اُس طرف دیکھ

---

۱ کانِ شرر۔ چنگاریاں بعد میں وجود میں آتی ہیں چقماق کو تقدم اور شرفِ زمانی ہے لیکن آگ مقصود ہے اسلئے اسکو تقدم اور شرف۔ رتبہ کا حاصل ہے۔ در زماں۔ شاخ کو پھل پر تقدم زمانی حاصل ہے لیکن شرف میں پھل مقدم ہے۔ اوّل۔ یعنی رتبہ کے اعتبار سے۔

۲ سُوئے خرس۔ یعنی ریچھ اور اژدہے کا قصہ۔ اضمار۔ دل میں چھپانا، امر معنوی فوقیت معنویہ۔ مجاز۔ فوقیت مجازی۔ حیلت۔ حیلہ، تدبیر۔ مردی۔ بہادری۔ پشت دادن۔ مدد کرنا۔ اژدہا را۔ اژدہے میں طاقت تو تھی تدبیر نہ تھی بہادر میں طاقت اور تدبیر دونوں تھیں اس لئے بہادر اژدہے پر غالب آگیا۔

۳ لیک۔ انسان کو اپنی تدبیر پر گھمنڈ نہ چاہیئے کیونکہ خدا کی تدبیر تمہاری تدبیر سے زیادہ قوی ہے۔ قرآن پاک میں ہے وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن۔ حیلۂ خود۔ اپنی تدبیر کو بھی خدا کی عطا کردہ سمجھو۔ ہر چہ۔ صرف انسان کی تدبیر ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر چیز خدا کی عطا کردہ ہے۔ پستی۔ عالَم دنیا۔ عُلا۔ عالَم آخرت۔ روشنی مصائب میں پھنس کر ذاتِ حق سے غفلت ہوتی ہے لیکن جب انسان اسکو منجانب اللہ سمجھ لیتا ہے تو غم کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے۔ چشم را۔ آنکھ کو نورِ معرفت کا عادی بنانا چاہیئے خفاش چمگادڑ نور سے بھاگتی ہے

عاقبت[1] بینی نشانِ نورِ تُست — شہوتِ حالی حجابِ سُورِ تُست
انجام کو دیکھنا تیرے نور کی نشانی ہے — موجود شہوت تیری خوشی کا حجاب ہے

عاقبت بینے کہ صد بازی بدید — مثلِ آں نبود کہ یک بازی شنید
انجام پر نظر رکھنے والا جس نے سَو کھیل دیکھے ہیں — اس جیسا نہ ہوگا جس نے ایک کھیل سُنا ہے

زاں یکے بازی چناں مغرور شُد — کز تکبر ز اوستاداں دُور شُد
ایک کھیل کی وجہ سے وہ ایسا مغرور ہوا — کہ تکبر کی وجہ سے اُستادوں سے دور ہو گیا

سامری[2] وار آں ہُنر در خود چو دید — او ز موسیٰؑ از تکبر سر کشید
سامری کی طرح جب اسنے اپنے اندر وہ ہنر دیکھا — اُس نے موسیٰؑ سے تکبر کی وجہ سے سرکشی کی

اُو ز موسیٰؑ آں ہُنر آموختہ — وز مُعلّم چشم را بر دوختہ
اُس نے وہ ہُنر موسیٰؑ سے سیکھا ہے — اور اُستاد سے آنکھ بند کرلی

لاجرم موسیٰؑ دگر بازی نمود — تا کہ آں بازیّ اُو جانش ربود
لامحالہ موسیٰؑ نے دوسرا کھیل دکھایا — یہانتک کہ وہ کھیل اس کی جان لے گیا

اے بسا دانش کہ اندر سر دَوَد — تا شود سرور بداں خود سر رَوَد
بہت سی عقلیں جو دماغ میں آتی ہیں — تاکہ اُن کی وجہ سے سردار بنے (لیکن) سَر ہی چلا جاتا ہے

سر[3] نخواہی کہ رَوَد تو پائے باش — در پناہِ قطبِ صاحب رائے باش
(اگر) تو نہیں چاہتا ہے کہ سَر جائے تو بمنزلہ پاؤں بنجا — (اور) تدبیر والے قُطب کی پناہ میں آجا

گرچہ شاہی خویش فوقِ اُو مبیں — گرچہ شہدی جز نباتِ اُو مچیں
اگرچہ تو شاہ ہو اپنے آپ کو اُس سے بالا نہ سمجھ — اگرچہ تو شہد ہو اُس کی شکر کے علاوہ نہ چُن

فکرِ تو نقش ست فکرِ اُوست جاں — نقدِ تو قلب ست نقدِ اُوست کاں
تیرا فکر تصویر ہے اور اُس کا فکر جان ہے — تیرا نقد کھوٹا ہے (اور) اُس کا نقد کان ہے

اُو توئی خود را بجو در اُوئے اُو — کو و کو گو فاختہ شو سوئے اُو
وہ تو ہی ہے اپنے آپ کو اُسکی ہستی میں تلاش کر — اس کے لئے فاختہ بن اور کوکو کہتا رہ

ور نخواہی خدمتِ ابنائے جنس — در دہانِ اژدہائی ہمچو خرس
اگر تو اپنے ہم جنسوں کی خدمت نہیں کرنا چاہتا ہو — تو تو ریچھ کی طرح اژدہے کے مُنہ میں ہے

ہی کمالات حاصل ہو جاتے ہیں۔ اُس کے لئے شیخ کا اتباع ضروری ہے۔ فکرِ تو۔ بغیر جان کا ڈھانچہ بیکار ہے۔ اُو توئی۔ یعنی شیخ سے بے آنکھ بالکل متحد کر دو۔ اُوئے اُو۔ وجود اُو۔ کوکو۔ فاختہ کی آواز ہے جس کا مطلب ہے کہاں کہاں؟ یعنی وہ بے محبوب کو تلاش کرتی اور پکارتی ہے۔ ابنائے جنس۔ انسان اس دھوکے میں مبتلا ہوتا ہے کہ اپنے جیسے انسان کو تابع بنائے۔

[1] عاقبت۔ جس شخص کو فقیدِ معرفت حاصل ہو جاتی ہے وہ انجام پر نظر رکھتا ہے کیونکہ شہوتیں پوری کرنے سے آخرت کی خوشیاں معدوم ہو جاتی ہیں۔ عاقبت بیں۔ شیخ قدرت کے صدہا جلوے دیکھتا ہے۔ زاں۔ انتہائی بیوقوفی ہے کہ قدرت کا معمولی کرشمہ دیکھ کر اپنے آپ کو کامل خیوض سے مستغنی سمجھ لیا جائے۔

[2] سامری۔ بنی اسرائیل کا ایک شخص ہے جس نے دریائے نیل عبور کرتے ہوئے ایک فرشتے کے گھوڑے کی یہ تاثیر دیکھی کہ جہاں اس کا قدم پڑتا تھا سبزہ اُگ جاتا تھا اور زندگی کے آثار نمودار ہو جاتے تھے تو اُس نے اس مٹی سے یہ کام لیا کہ حضرت موسیٰؑ جب کوہِ طور پر گئے ہوئے تھے تو اُس نے چاندی سونے کا ایک بچھڑا بنا کر اُس میں وہ مٹی ڈالدی جس سے اُس میں زندگی کے آثار پیدا ہو گئے اور قوم کو اُس کی پرستش پر لگا دیا اور حضرت موسیٰؑ کا مقابلہ کرنے لگا۔ دگر بازی نمود۔ حضرت موسیٰؑ نے بد دعا کی تو اُس کا یہ حال ہو گیا کہ کسی کے جسم سے اُس کا جسم مل جائے تو اُس کو بخار چڑھ جائے۔ اے بسا۔ انسان بھلائی کے لئے تدبیر کرتا ہے وہی اس کی ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔

[3] سر نخواہی۔ اس ہلاکت سے بچنے کا صرف یہ طریقہ ہے کہ اپنے آپ کو شیخ کامل کے سپرد کر دو۔ گرچہ۔ مرید کو خواہ کتنے

ور ترش می آیدت قندِ رضا ۔ ہمچو خرسی در دہانِ اژدہا

اگر خوشنودی کی شکر تجھے کڑوی لگتی ہے ۔ تو تو ریچھ کی طرح اژدہے کے منہ میں ہے

بو کہ اُستادے رہاند مر ترا ۔ وز خطر بیروں کشاند مر ترا

شاید کوئی پیر تجھے رہائی دلا دے ۔ اور خطرے سے تجھے نکال لے

زاری میکن چو زورت نیست ہیں ۔ چونکہ کوری سر مکش از راہ بیں

خبردار! اگر تجھ میں طاقت نہیں ہے تو عاجزی کر ۔ تو چونکہ اندھا ہے، راستہ دیکھنے والے سے سرکشی نہ کر

تو کم از خرسی نمی نالی ز درد ۔ خرس رست از درد چوں فریاد کرد

تو ریچھ سے بھی گیا گزرا ہے، درد کی وجہ سے نالہ نہیں کرتا ہے ۔ ریچھ نے درد سے نجات پالی جب فریاد کی

اے خدا ایں سنگدل را موم کن ۔ نالۂ اُو را خوش و مرحوم کن

اے خدا! اِس سنگدل کو موم کر دے ۔ اُس کے رونے کو مبارک اور باعثِ رحمت بنا دے

گفتنِ نابینائے سائل بامردم کہ من دو کوری دارم

ایک اندھے بھکاری کا لوگوں سے کہنا کہ میں دو اندھے پن رکھتا ہوں

بود کورے کو ہمی گفت الاماں ۔ من دو کوری دارم اے اہلِ زماں

ایک اندھا تھا جو کہہ رہا تھا، پناہ بخدا! ۔ میں دوگنا اندھا پن رکھتا ہوں اے دنیا والو!

پس دوبارہ رحمتم آرید ہاں ۔ چوں دو کوری دارم من درمیاں

مجھ پر ضرور دوگنا رحم کرو ۔ چونکہ میں دوگنا اندھا پن رکھتا ہوں اور بیچ میں ہوں

از تعجب مرداں گفتند لیک ۔ ایں دو کوری را بیاں کن نیک

لوگوں نے تعجب سے پوچھا، لیکن ۔ اس دوہرے اندھے پن کو صاف صاف بتا

زانکہ یک کوریت می بینیم ما ۔ آں دگر کوری چہ باشد وانما

اسلئے کہ تیرا ایک اندھا پن ہم دیکھتے ہیں ۔ وہ دوسرا اندھا پن کیا ہے، ظاہر کر

گفت زشت آوازم و ناخوش نوا ۔ زشت آوازی و کوری شد دوتا

بولا، میں بھدی آواز والا اور ناگوار آواز کا ہوں ۔ آواز کا بھدا پن اور اندھا پن دوگنا (اندھا پن) ہو گیا

بانگِ زشتم مایۂ غم می شود ۔ مہرِ خلق از بانگِ من کم می شود

میری بُری آواز غم کا سرمایہ بن جاتی ہے ۔ میری آواز کی وجہ سے لوگوں کی مہربانی کم ہو جاتی ہے

زشت آوازم بہر جا کہ رود ۔ مایۂ خشم و غم و کیں می شود

میری بُری آواز جہاں بھی جاتی ہے ۔ غصہ اور غم اور کینہ کا سبب ہو جاتی ہے

ـــــــــــــ

ے۱ ور ترش۔ شیخ کی رضامندی بمنزلہ شکر ہے۔ بو کہ۔ اگر تم شیخ کا دامن پکڑے رہو گے تو تمہیں وہ اس کی ہلاکت سے نجات دلا جائیگا۔ زاری۔ اگر تم میں خود صلاحیت نہیں ہے اللہ تعالیٰ سے گریہ و زاری کرو وہ کسی شیخ کی رہبری کر دے گا پھر اُس کا اتباع کر لینا۔ از درد۔ ریچھ چیخا چلایا تو بہادر اُس کی مدد کو پہنچا۔

ے۲ اے خدا۔ چونکہ شیخ کی نافرمانی ہلاکت کا باعث ہے تو ایسے مرید کے لئے دعا فرماتے ہیں کہ خدا اُس کو رونے کی توفیق دے اور اُس کا رونا مقبول ہو۔ گفتن۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر قول اور نالہ میں درد ہوتا ہے تو قابلِ رحم ہوتا ہے۔ دو کوری۔ یعنی آنکھ کا اندھا پن اور آواز کا بھدا پن۔ دوبارہ۔ مکرر۔

ے۳ نیک۔ خوب اچھی طرح۔ وانما۔ ظاہر کر۔ زشت آوازی۔ آواز کا بھدا پن بھی محرومی کا سبب ہے اس لئے اُس کو اندھا پن کہا ہے۔ بانگِ زشتم۔ بھدی آواز سے ناگواری ہوتی ہے۔ مہر۔ مہربانی۔ کیں۔ کینہ۔

بر دو[۲] کوری رحم را دو تا کنید
ایں چنیں ناگنج[۱] را گنجا کنید

دُہرے اندھے پن پر دوگنا رحم کرو
ایسے نہ سمانے والے (شخص)، کو سما جانیوالا بنا دو

زشتیِ آواز کم شُد زیں گِلہ
خَلق شُد بروے برحمت یکدلہ

اس طرح (شکوہ کرنے) سے اُس کی آواز کا بھدا پن کم (محسوس) ہوا
لوگ اُس پر رحم کرنے پر متفق ہو گئے

کرد نیکو چوں بگفت اُو راز را
لُطفِ آوازِ دلش آواز را

جب اُس نے راز بتایا، تو بھلا بنا دیا
اُس کے دل کی آواز نے (اُس کی) آواز کو

وانکہ آوازِ دلش ہم بد بُود
آں سہ کوری زِشتی سرمد بُود

جس کے دل کی آواز بھی بُری ہو
وہ تہرا اندھا پن ہمیشہ کی بُرائی ہو گی

لیک[۳] وہاباں کہ بے علت دہند
بو کہ دستے بر سرِ زشتش نہند

لیکن وہ بخشش کرنے والے جو بغیر سبب دیتے ہیں
ہو سکتا ہے کہ اُس کے بدنصیب سر پر ہاتھ رکھ دیں

چونکہ آوازش خوش و مرحوم شُد
زو دلِ سنگیں دلاں چوں موم شُد

چونکہ اُس کی آواز اچھی اور قابلِ رحم بن گئی
اُس سے سنگدلوں کے دل (بھی)، موم جیسے ہو گئے

نالۂ کافر چو زِشت است و شہیق
زاں نمی گردد اجابت را رفیق

کافر کا نالہ چونکہ بُرا اور گدھے کی آواز جیسا ہوتا ہے
اس لئے قبولیت کا رفیق نہیں بنتا ہے

اِخسَئُوا بر زِشت آواز آمد ست
کو زِ خونِ خَلق چوں سگ بود مست

دُور ہٹو، بھدی آواز پر آیا ہے
کیونکہ وہ مخلوق کے خون سے کتے کی طرح مست تھا

چونکہ نالۂ خرس رحمت کش بُود
نالہ ات نبود چنیں، ناخوش بُود

جبکہ ریچھ کا رونا رحمت کا سبب ہو
تیرا رونا ایسا نہ ہو (تو وہ) ناپسندیدہ ہے

دانکہ[۴] با یوسف تو گرگی کردہ
یا زِ خونِ بیگناہے خوردہ

سمجھ لے کہ تو نے یوسفؑ کیساتھ بھیڑیا پن کیا ہے
یا کسی بے گناہ کا خون پیا ہے

توبہ کُن وز خوردہ استفراغ کُن
ور جراحت کہنہ شُد رو داغ کُن

توبہ کر، اور کھایا ہوا اُگل دے
اگر زخم پُرانا ہو گیا ہے تو جا، داغ دے

باز گرد از گرگی اے روباہ پیر
نصرت از حق می طلب نِعمَ النَّصِیر

اے بوڑھی لومڑی! بھیڑیا پن چھوڑ دے
اللہ تعالٰی سے مدد طلب کر وہ بہترین مددگار ہے

---

۴ دانکہ یعنی قبول نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تو نے حقوق النفس و حقوق العباد کو تلف کیا ہے۔ اِستفراغ قے یعنی حقوق کی ادائیگی کر دے۔ داغ۔ زخم کا آخری علاج داغ دینا تھا۔ روباہ پیر یعنی وہ شخص جس کی ساری عمر مکاری میں گذری ہے۔ نِعمَ النَّصِیر بہترین مددگار۔

---

۱ ناگنج۔ وہ شخص جس کیلئے کہیں گنجائش نہ ہو۔ گنجا سمانے کے قابل۔ کم شُد۔ آواز کا بھدا پن تو کم نہ ہوا تھا لیکن چونکہ جذبۂ دل سے بات کہی لوگوں کو رحم آ گیا۔ یکدلہ۔ ایک دل والا۔ آخر میں ہٰ نسبت کیلئے ہے جیسے یکسالہ۔ آوازِ دل چونکہ شکوہ دردمند دل سے کیا لہٰذا اُس کا اثر ہوا۔ وانکہ جس کی آنکھ بھی اندھی ہو اور آواز بھی بھدی پھر جذبۂ دل بھی شکوے میں نہ ہو تو اُس میں تینوں اندھے پن جمع ہو جاتے ہیں۔ سَرمد۔ لازوال۔

۳ لیک۔ اس تین قسم کے اندھے کو مایوس نہ ہونا چاہیے۔ بے علت۔ وہ لوگ جو بلا کسی ذاتی غرض اور وجہ کے عطا کرتے ہیں۔ خوش۔ خوشگوار۔ مرحوم۔ قابلِ رحم۔ سنگیں دلاں۔ پتھر جیسے دل والے۔ رحم دلوں کا موم ہونا تو ظاہر ہے۔ نالۂ کافر چونکہ وہ دردِ دل سے خالی ہے لہٰذا مردود ہے۔ شہیق گدھے کی بھاری آواز کو جو ابتدائی ہوتی ہے زفیر اور آخری ہلکی آواز کو شہیق کہا جاتا ہے۔ اجابت۔ قبولیت۔ اِخسَئُوا قرآنِ پاک میں ہے۔ اِخسَئُوا فِیہَا وَلَا تُکَلِّمُونِ دور ہو اسی میں پڑے رہو مجھ سے کلام نہ کرو۔ یہ کفار سے اُس وقت کہدیا جائیگا جب وہ جہنم سے نکلنے کیلئے واویلا کریں گے۔ ناخوش بود یعنی اس نالہ کے ناپسندیدہ ہونے کی دلیل ہے۔

تتمۂ حکایتِ خرس و آں ابلہ کہ بر وفائے خرس اعتماد کردہ بود

ریچھ اور اس بیوقوف کی حکایت کا باقی حصہ جس نے ریچھ کی وفاداری پر بھروسہ کیا تھا

خرس از اژدہا چوں وارہیدلہ — واں کرم زاں مردِ مردانہ بدید
ریچھ سبب اژدہے سے نجات پا گیا — اور اس نے اس بہادر کا بہادرانہ کرم دیکھا

چوں سگِ اصحابِ کہف آں خرس زار — شد ملازم در پئے آں یارِ غار
(تو) وہ بیچارہ ریچھ اصحابِ کہف کے کتے کی طرح — اس یارِ غار کا ساتھی بن گیا

آں مسلماں سر نہاد از خستگی — خرس حارس گشت از دلبستگی
تھکن کی وجہ سے وہ نیک آدمی لیٹ گیا — تعلقِ خاطر کی وجہ سے ریچھ محافظ بن گیا

آں یکے بگذشت و گفتش حال چیست — اے برادر مر ترا ایں خرس کیست
ایک شخص وہاں سے گذرا اور اُس نے اس سے کہا مزاج کیسے ہیں؟ — اے بھائی! یہ ریچھ تیرا کون ہے؟

قصہ وا گفتٹہ و حدیثِ اژدہا — گفت بر خرسے منہ دل ابلہا
اُسنے وہ قصہ اور اژدہے کی بات سب سنائی — اُس نے کہا اے بیوقوف! ریچھ سے دل نہ لگا

دوستی ابلہ بتر از دشمنی ست — او بہر حیلہ کہ دانی راندنی ست
بیوقوف کی دوستی، دشمنی سے بدتر ہے — ایسی ہر تدبیر سے جو تو جانتا ہے وہ بھگا دینے کے لائق ہے

گفت واللہ از حسودی گفت ایں — ورنہ خرس چہ انگری ایں مہر بیں
اُس نے کہا، خدا کی قسم یہ بات حسد سے کہی ہے — ورنہ ریچھ کو کیا دیکھتا ہے، اس محبت کو دیکھ

گفت مہرِ ابلہاں عشوہ دہسہ ست — ایں حسودی من از مہرش بہ ست
اُس نے کہا بیوقوفوں کی محبت فریب دینے والی ہے — میرا یہ حسد کرنا اُس کی محبت سے بہتر ہے

ہی بیا با من براں ایں خرس را — خرس را مگزیں مہل ہم جنس را
خبردار، میرے ساتھ آجا اس ریچھ کو بھگا دے — ریچھ کو پسند نہ کر، ہم جنس کو نہ چھوڑ

گفت رَو رَو کارِ خود کن اے حسود — گفت کارم ایں بد و بختت نبود
اُس نے کہا اے حاسد جا جا اپنا کام کر — اُسنے کہا میرا کام یہی تھا اور تیرے نصیب میں نہ تھا

من کم از خرسے نباشم اے شریف — ترک او کن تا منت باشم حریف
اے بھلے آدمی! میں ریچھ سے کم نہ ہونگا — اُس کو چھوڑ دے تاکہ میں تیرا دوست ہو جاؤں

بر تو دل می لرزدم زاندیشۂ — با چنیں خرسے مرو در بیشۂ
فکر سے تجھ پر میرا دل لرزتا ہے — ایسے ریچھ کے ساتھ جنگل میں نہ جا

لہ وارہیدن۔ چھوٹ جانا۔ سگِ اصحابِ کہف کا کتا نیکی میں ضرب المثل ہے۔ یارِ غار، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے وقت آنحضورؐ کا ساتھ دیا اور تین دن حضورؐ کے ساتھ غارِ ثور میں گذارے لہٰذا اُن کو یارِ غار کہا جاتا ہے پھر ہر مخلص کو یارِ غار کہدیا جاتا ہے۔ حارس۔ نگہبان۔

ٹہ واگفتن۔ واضح طور پر کہنا۔ حدیث۔ قصہ۔ منہ دل۔ دل نہ لگا۔ ابلہا۔ اے ابلہ۔ راندنی یعنی ہر تدبیر سے ریچھ سے پیچھا چھڑا لینا چاہئے۔ انگری۔ الف زائد ہے۔

سہ عشوہ دہ۔ فریب دینے والا۔ ایں حسودی۔ یعنی اگر بالفرض میں نے حسد سے بھی یہ بات کہی ہے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ ہم جنس یعنی مجھے۔ بختت نہ بود۔ میرا کام نصیحت کرنا تھا تیرے نصیب میں قبول کرنا نہ تھا۔ حریف۔ دوست، ساتھی، بالمقابل۔ بیشہ۔ جنگل۔

ایں دلم ہرگز نہ لرزید از گزاف[1]
جیسا یہ دل خواہ مخواہ نہیں لرزا
نورِ حق ست ایں نہ دعوی و نہ لاف
یہ (لرزنا) اللہ کے نور کی وجہ سے ہے یہ دعویٰ اور شیخی بگھارنا نہیں

مومنم ینظر بنورِ اللہ شدہ
میں مومن ہوں وہ (المومن) جو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے
ہاں وہاں بگریز ازیں آتشکدہ
خبردار خبردار! اِس آگ کی بھٹی سے بھاگ

ایں ہمہ گفت و بگوشش در نرفت
اُس نے یہ سب کچھ کہا اور اُس کے کان میں نہ گیا
بدگمانی مرد را سدیست زفت
انسان کیلئے بدگمانی بڑا بندھ ہے

دستِ وے بگرفت و دست از وے کشید
اُس نے اُس کا ہاتھ پکڑا اُسنے اُس سے ہاتھ چھڑا لیا
گفت رفتم چوں نہ یارِ رشید
اُنے کہا، جبکہ سیدھا ہونیوالا دوست نہیں ہے میں جا رہا ہوں

گفت رو بر من تو غمخوارہ مباش
اُس نے کہا، جا تو میرا غم نہ کھا
بوالفضولا معرفت کمتر تراش
اے بکواسی! معرفت (خداوندی کی باتیں) نہ کر

باز[2] گفتش من عدوّے تو نیم
اُس نے پھر کہا، میں تیرا دشمن نہیں ہوں
لطف بینی گر بیائی در پیم
اگر میرے پیچھے (پیچھے) آجائیگا لطف (و محبت) دیکھیگا

گفت خوابستم مرا بگذار و رو
اُس نے کہا، مجھے نیند آرہی ہے مجھے چھوڑ اور جا
گفت آخر یار را منقاد شو
اُس نے کہا، آخر دوست کا فرمانبردار بن جا

تا بخسپی در پناہِ عاقلے
تاکہ تو ایک عقلمند کی حفاظت میں سوئے
در جوارِ دوستے صاحبدلے
ایک صاحبدل دوست کے قریب

در خیال افتاد مرد از جدِّ او
اُس کے اصرار سے وہ مرد شک میں پڑ گیا
خشمگیں شد زو بگردانید رو
غضبناک ہوگیا، اُس سے مُنہ پھیر لیا

کیں مگر قصدِ من آمد خونی ست
کہ یہ شاید میری جان کا خواہاں بنا ہے خونی ہے
یا طمع دارد گدائی و تونی ست
یا لالچ کرتا ہے، بھک منگا اور چور ہے

یا گرو[3] بست ست با یاراں بدیں
یا اُس نے دوستوں سے اِس پر شرط باندھی ہے
کہ بترساند مرا ازہمنشیں
کہ مجھے ساتھی سے ڈرا دے گا

یا حسد دارد ز مہرِ یارِ من
یا میرے یار کی محبت پر حسد کرتا ہے
کاینچنیں جد میکند در کارِ من
کہ میرے معاملہ میں اِس قدر اصرار کر رہا ہے

خود نیامد ہیچ از خبثِ سرش
اُس کی بدد ماغی سے نہ آیا
یک گمانِ نیک اندر خاطرش
کوئی بھی نیک گمان اس کے دل میں

[1] گزاف۔ لغو، بیہودہ۔ نورِ حق۔ یعنی یہ میری الہامی بات ہے۔ دعویٰ۔ یعنی خواہ مخواہ دعویٰ نہیں کر رہا ہوں لاف۔ یعنی گپ مارنا۔ ینظر بنور۔ حدیث میں ہے المومن ینظر بنورِ اللہ۔ مومن خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ آتشکدہ۔ یعنی ریچھ کی دوستی۔ سد۔ بندھ۔ زفت بھاری، موٹا۔ بگرفت۔ یعنی نصیحت کرنے والے نے ریچھ والے کا ہاتھ پکڑا لیکن اُس نے اُس سے ہاتھ چھڑا لیا۔ معرفت۔ یعنی خدا رسیدہ ہونا۔

[2] باز گفتش۔ اِس نصیحت کرنے والے نے ریچھ والے سے پھر کہا۔ خوابستم۔ مرا خواب ست۔ منقاد۔ مطیع، فرمانبردار۔ عاقلے۔ یعنی نصیحت کرنیوالا۔ جد۔ اصرار۔ قصدِ من۔ یعنی میری جان لینے کا ارادہ۔ تونی۔ جنگی، چور، دغاباز یعنی میری خدمت کرکے کچھ کمانا چاہتا ہے۔

[3] گرو بست۔ اُس نے شرط باندھی ہے۔ ہمنشیں۔ یعنی ریچھ۔ یارِ من۔ یعنی ریچھ۔ خود۔ یعنی چونکہ بددماغ تھا نصیحت کرنے والے کے بارے میں کوئی بھلا خیال اُس کے دل میں نہ آیا۔

ظنِ نیکش جملگی بر خرس بود ‌‌ — ‌‌ او مگر آں خرس را ہم جنس بود
اُس کا نیک گمان بالکل ریچھ پر تھا — شاید وہ اس ریچھ کا ہم نسل تھا

بدگمان و اَبلہ و نااہل بود — وز شقاوت اُو مطیعِ جہل بود
بدگمان اور بے وقوف اور نااہل تھا — بدبختی کی وجہ سے وہ جہل کا تابع تھا

بدرگ و خودرای و بدبختِ ابد — گمرہ و مغرور و کور و خوار و رَد
بدسرشت اور خودسر اور ہمیشہ کا بدبخت — گمراہ اور مغرور اور اندھا اور ذلیل اور مردود

خرس را بگزیدہ بر صاحب کمال — رُوسیہ حاصل تبہ فاسد خیال
ریچھ کو صاحبِ کمال پر ترجیح دی — رُوسیاہ، بدانجام، گندے خیال والا

عاقلے را از سگی تہمت نہاد — خرس را دانست اہلِ مہر و داد
کتے پن سے ایک عقلمند پر تہمت دھری — ریچھ کو محبت اور انصاف والا سمجھا

گفتنِ[2] موسیٰؑ گوسالہ پرست را کہ آں خیال اندیشی وحزمِ تو کجا رفت

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام کا ایک بچھڑے کے پوجنے والے سے فرمانا کہ تیری وہ سمجھ اور پختگی کہاں چلی گئی؟

گفت موسیٰؑ با یکے مستِ خیال — کاے بد اندیش از شقاوت در ضلال
(حضرت) موسیٰؑ نے ایک وہمی سے فرمایا — کہ اے بدبختی کی وجہ سے گمراہ اور بدخیال!

صد گمانت بود در پیغمبرم — با چنیں بُرہان و ایں خُلقِ کریم
تجھے میری پیغمبری میں تو شک تھے — ایسی دلیل اور ان اچھے اخلاق کے ہوتے ہوئے

صد ہزاراں معجزہ دیدی زمن — صد خیالت می فزود و شک و ظن
تو نے مجھ سے لاکھوں معجزے دیکھے — لیکن تیرے اندر سینکڑوں وہم شک اور بدگمانیاں ہیں

از خیال و وسوسہ تنگ آمدی — طعن بر پیغمبریم می زدی
تو وہم اور وسوسہ سے مجبور ہوگیا — میری پیغمبری پر تو نے طعنہ زنی کی

گرد[3] از دریا بر آوردم عیاں — تا رہیدید از شرِ فرعونیاں
میں نے کھلم کھلا دریا سے گرد اُڑا دی — یہاں تک کہ تم فرعون والوں کے شر سے بچ گئے

ز آسماں چل سالہ کاسہ و خواں رسید — وز دُعایم جُوئے از سنگے دوید
چالیس سال تک آسمان سے پیالہ اور خوان آیا — میری دعا سے پتھر سے پانی کی نہر بہ پڑی

۱ه او مگر - یعنی ریچھ جیسی فطرت کا تھا۔ مطیع - فرمانبردار۔ بدرگ - بدسرشت۔ خودرای - کسی کا کہنا نہ ماننے والا۔ بدبختِ ابد - ازلی شقی۔ رَد - مردود۔ حاصل تبہ - بدانجام۔ عاقلے - یعنی نصیحت کرنے والا۔ داد - انصاف۔

۲ه گفتن - اس نقطہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بچھڑے کے پجاری کو سیدھا راستہ نظر نہ آیا۔ شقاوت - بدبختی۔ ضلال - گمراہی۔ صد گماں - سینکڑوں شبہات۔ برہان - دلیل۔ شک - یعنی پیغمبری میں شک و شبہ۔

۳ه گرد - بر آوردن - ہلاک کردینا، خاک اُڑانا یعنی حضرت موسیٰؑ نے جب بنی اسرائیل کے ساتھ دریائے نیل کو پار کیا تو بطور معجزہ کے راستہ بالکل خشک ہوگیا تھا فرعونیاں - فرعون کا لشکر بنی اسرائیل کو گرفتار نہ کرسکا تھا۔ زآسماں - میدانِ تیہ میں بنی اسرائیل پر چالیس سال تک آسمان سے من وسلویٰ اترتا رہا۔ وز دعایم - حضرت موسیٰؑ کی ضرب سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے تھے۔

چوب[1] شد در دستِ من نر اژدہا | آب خوں شد بر عدوے ناسزا
میرے ہاتھ میں لکڑی نر اژدھا بنی | نالائق دشمن پر پانی خون بن گیا

شد عصا مار و کفم شد آفتاب | آفتاب از عکسِ رُویم شد شہاب
لاٹھی سانپ بنی، اور میری ہتھیلی سورج بنی | سورج میرے چہرے کے عکس سے ٹوٹا ہوا ستارہ بن گیا

این و صد چندین و چندیں گرم و سرد | از تو اے سرد آں توہم کم نہ کرد
یہ اور ایسے ایسے سینکڑوں مختلف قسم کے معجزوں نے | اے کج فہم! تیرا وہم نہ ہٹایا

بانگ[2] زد گوسالہ از جادوئی | سجدہ کردی کہ خدائے من توئی
جادوگری سے بچھڑا بولا | تونے سجدہ کیا، کہ میرا خدا تو ہے

آں توہمات را سیلاب بُرد | زیرکیِ بارد ت را خواب بُرد
تیرے ان وہموں کو سیلاب بہالے گیا | تیری لایعنی ذہانت سوگئی

چوں نبودی بدگماں در حقِ او | چوں نہادی سر چنیاں اے زشت رو
تو اُس کے بارے میں بدگمان کیوں نہ ہوا؟ | اے بدصورت! تونے اِس طرح کیوں سر دھر دیا؟

چوں خیالت نامد از تزویر[3] او | وز فسادِ سحرِ احمق گیرِ او
تجھے اُس کی مکاری کا کیوں خیال نہ آیا؟ | اور اُس کے احمقوں کو پھنسانیوالے جادو کا

سامری خود کہ باشد اے مُہاں | کہ خدائے بر ترا شد در جہاں
اے ذلیل! سامری خود کیا ہے؟ | کہ جو دنیا میں خدا بنا ڈالے

چوں دریں تزویرِ او یک دل شدی | وز ہمہ اشکالہا عاطل شدی
تو جب تو اُس کی اِس مکاری سے مطمئن ہوگیا | اور تمام اِشکالات سے خالی ہوگیا

گاؤ می شاید خدائی را بلاف | در رسولی ام تو چوں کردی خلاف
بکواس سے، بچھڑا خدائی کے لائق ہوسکتا ہے؟ | میرے رسول ہونے میں تونے کیوں خلاف کیا؟

پیشِ گاوے سجدہ کردی از خری | گشت عقلت صیدِ سحرِ سامری
گدھے پن سے تونے بچھڑے کے سامنے سجدہ کیا | تیری عقل سامری کے جادو کا شکار ہوگئی

چشم دُزدیدی ز نورِ ذوالجلال | اینت جہلِ وافر و عینِ ضلال
تونے اللہ (تعالیٰ) کے نور سے آنکھیں چرائیں | عجیب بھاری نادانی اور اصل گمراہی ہے

شہ براں عقل و گزینش کہ تراست | چوں تو کانِ جہل را کشتن سزاست
تیری عقل اور اُسکے انتخاب پر جو تونے کیا، تُف ہے | تجھ جیسے جہل کی کان کا قتل مناسب ہے

[1] چوب۔ حضرت موسیٰ کی لاٹھی اژدہا بن گئی تھی۔ کفم۔ حضرت موسیٰ کو یدِ بیضا کا معجزہ حاصل تھا۔ شہاب۔ یعنی سورج کی حیثیت گھٹ گئی۔ گرم و سرد۔ مختلف اقسام۔ سرد۔ جامد طبیعت، بیوقوف۔

[2] بانگ زد۔ سامری نے جو بچھڑا بنایا تھا وہ بولنے لگا تھا۔ جادوئی۔ جادوگری۔ توہمات۔ پیغمبری کے سلسلہ میں جو شکوک تھے بچھڑے کی خدائی میں نہ پیدا ہوئے۔ در حقِ او۔ بچھڑے کی خدائی۔

[3] تزویر۔ فریب۔ او یعنی سامری۔ احمق گیر۔ بیوقوفوں کو پھانسنے والا۔ سامری۔ اُس شخص کا نام ہے جس نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا پر لگا دیا تھا۔ مُہان۔ ذلیل۔ یک دل۔ مطمئن۔ عاطل۔ فارغ، خالی۔ لاف۔ بکواس۔ رسولی۔ رسالت۔ خلاف۔ مخالفت۔ گاؤ۔ یعنی بچھڑا۔ خری۔ گدھاپن۔ سحرِ سامری۔ سامری کا جادو یہی تھا کہ اُس نے حضرت جبرئیل کے گھوڑے کی قدموں کی مٹی اُس بچھڑے کے بُت میں ڈال دی تھی جو اُس کی زندگی کا سبب بن گئی تھی۔ اینت۔ زہے کلمۂ تعجب ہے۔ وافر۔ گھنا۔ ضلال۔ گمراہی۔ شہ۔ کلمۂ نفرین ہے، تُف۔ گزینش۔ انتخاب۔ کان۔ معدن۔

[۱] گاوِ زریں بانگ کرد آخر چہ گفت | کاحمقاں را اینہمہ رغبت شگفت
سونے کا بچھڑا بولا، آخر کیا کہا؟ | کیا احمقوں کی رغبت کے یہ سب پھول کھلے

زاں عجب تر دیدہ از من بسے | لیک حق را کے پذیرد ہر خسے
مجھ سے تو نے اس سے زیادہ تعجب انگیز (معجزے) دیکھے | لیکن ہر کمینہ حق بات کو کب مانتا ہے؟

باطلاں را چہ رُباید باطلے | عاطلاں را چہ خوش آید عاطلے
بیہودوں کو کیا بھاتا ہے؟ بیہودہ بات | لغو لوگوں کو کیا اچھا لگتا ہے؟ لغو

زاں کہ ہر جنسے رُباید جنسِ خود | گاو سُوئے شیرِ نر کے رُو نہد
کیونکہ ہر جنس اپنی جنس کو کھینچتی ہے | گائے، نر شیر کے سامنے کب آتی ہے؟

گرگ بر یوسف کجا عشق آورد | جز مگر از مکر تا اُو را خورد
بھیڑیا، یوسف سے کب عشق کرتا ہے؟ | مکر کے سوا؟ تاکہ اس کو ہڑپ کر جائے

[۲] چوں ز گرگی وارہد محرم شود | چوں سگِ کہف از بنی آدم شود
جب بھیڑیے پن سے نجات حاصل کر لیتا ہے محرم ہو جاتا ہے | اصحابِ کہف کے کتے کی طرح انسان ہو جاتا ہے

چوں محمدؐ را ابوبکرؓ نکو | دید صدقش گفت ھٰذا صادق
جب نیک (سیرت) ابوبکرؓ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) | کی سچائی کو دیکھا بول اُٹھے یہ سچا ہے

چوں ابوبکرؓ از محمدؐ بُردہ بُو | گفت ھٰذا لیس وجہُ کاذب
جب ابوبکرؓ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خوشبو سونگھی | کہا یہ جھوٹا چہرہ نہیں ہے

چوں نہ بُد بوجہل از اصحابِ درد | دید صد شقّ القمر باور نہ کرد
چونکہ ابوجہل اصحابِ درد میں سے نہ تھا | تو شق القمر (جیسے معجزے) دیکھے یقین نہ کیا

دردمندے کش ز بام اُفتاد طشت | زو نہاں کردیم حق پنہاں نگشت
وہ دردمند جس کا راز ظاہر ہو کر رہا | ہم نے اس سے حق کو چھپایا، پھر بھی نہ چھپا

[۳] وانکہ اُو جاہل بُد از دردش بعید | چند بنمودیم و اُو آں را ندید
وہ جو کہ جاہل تھا اور اس کے درد سے دور تھا | ہم نے اس کو ہر چند دکھایا اس نے انکو نہ دیکھا

آئینہ دل صاف باید تا در و | وا شناسی صورتِ زشت از نکو
دل کا آئینہ صاف ہو، چاہیئے تاکہ اس میں | بُری اور اچھی صورت میں تو امتیاز کر سکے

ترک کردنِ آں مردِ ناصح بعد از مبالغہ پندِ مغرورِ خرس را

اس نصیحت کرنے والے انسان کا حد درجہ کی نصیحت کے بعد دھوکے میں پڑے ہوئے آدمی کی صحبت کو ترک کرنا

---

[۱] گاوِ زریں۔ بچھڑے کا بت جو سامری نے سونے سے بنایا تھا۔ دیدہ۔ یعنی معجزے۔ خس۔ کمینہ۔ باطلاں۔ کند ہم جنس با ہم جنس پرواز۔ گاو۔ گائے شیر کی جنس نہیں ہے۔ گرگ۔ حضرت یوسفؑ کے ساتھ گرگ کا تعلق ان کے بھائیوں کے جھوٹ پر مبنی ہے۔ محرم۔ بھیڑیا پن ختم کر کے بھیڑیا انسان کا ساتھی بن سکتا ہے جس طرح کہ اصحاب کہف کے کتے کا کتا پن ختم ہوا اور وہ انکا ساتھی بن گیا۔

[۲] چوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اوصاف میں اشتراک تھا لہٰذا اُن کا اُن کی طرف میلان ہوا۔ ھٰذا صادق یعنی آنحضورؐ اپنی رسالت کے دعوے میں سچے ہیں۔ بوجہل۔ ابوجہل اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم میں اوصاف کا اشتراک نہ تھا لہٰذا شق القمر کے معجزے سے بھی قائل نہ ہوا۔ دردمندے۔ یعنی طالبِ حق۔ طشت۔ از بام افتادن راز کا ظاہر ہو جانا۔

[۳] وانکہ۔ جو شخص طلبِ حق میں دردمند نہیں ہے۔ آئینۂ دل۔ کفار کا آئینۂ دل زنگ آلود تھا لہٰذا وہ منکر بنے۔ ترک کردن۔ اگر مخاطب میں نصیحت سننے کی صلاحیت نہ ہو تو نصیحت نہ کرنی چاہیئے۔ مغرور۔ دھوکے میں مبتلا۔

آں مسلماں[1] ترکِ آں اَبلہ گرفت — زیرِ لَب لَاحَوْل گویاں باز رفت
اُس مسلمان نے اُس بے وقوف کو چھوڑ دیا — خاموشی سے لَاحَوْل پڑھتا ہوا لوٹ گیا

گفت چوں از جدّ و پندش از جدال — در دلِ اُو بیش می زاید خیال
بولا جبکہ اصرار اور نصیحت اور بحث سے — اُس کے دل میں زیادہ شک پیدا ہوتا ہے

پس رہِ پند و نصیحت بستہ شُد — امرِ اَعْرِضْ عَنْهُمْ پیوستہ شُد
تو وعظ اور نصیحت کا راستہ بند ہوگیا ہے — اُن سے اِعراض کر، کا حکم وابستہ ہوگیا ہے

چوں دوایت می فزاید درد پس — قصّہ بر طالب بگو بر خواں عَبَس
جب تیری دوا درد بڑھائے تو — طلبگار سے بات کر (سورۂ) عبس پڑھ لے

چونکہ اعمیٰ طالبِ حق آمدست — بہرِ فقرِ اُو رانشاید سینہ خست
جبکہ اندھا حق کا طالب بن کر آیا ہے — اُس کے اِفلاس کی وجہ سے تنگدل نہ ہونا چاہیے

تو حریصی بر رشادِ مہتراں — تا بیاموزند عام از سروراں
تو بڑوں کی ہدایت کا حریص ہے — تاکہ عوام، سرداروں سے (دین) سیکھیں

احمدا دیدی کہ قومے از ملوک[2] — مستمع گشتند گشتی خوش کہ بُوک
اے احمد! تم نے دیکھا کہ بادشاہوں کی ایک جماعت — سننے لگی ہے (اور) تم خوش ہوئے کہ شاید

ق

ایں رئیساں یارِ دیں گردند خوش — بر عرب اینہا سرانند و بر حبش
یہ سردار دین کے اچھے دوست بن جائیں گے — یہ عرب اور حبشہ کے سردار ہیں

بگذرد ایں صیت از بصرہ و تبوک[3] — زانکہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ الْمُلُوْک
یہ شہرت بصرہ اور تبوک سے آگے بڑھ جائیگی — کیونکہ قوم بادشاہوں کے دین پر ہوتی ہے

زیں سبب تو از ضریرِ مُہتدی — رُو بگردانیدی و تنگ آمدی
اِس لئے تم نے ہدایت چاہنے والے اندھے سے — رُوگردانی کی، اور تنگ ہوئے

کاندریں فرصت کم افتد ایں مناخ — تو زیارانی و وقتِ تو فراخ
کہ اِس وقت یہ موقع کم ملتا ہے — تو صحابہ میں سے ہے تیرے لئے بہت وقت ہے

مُزدحم می کردیم در وقتِ تنگ — ایں نصیحت می کُنم نہ از خشم و جنگ
تنگ وقت میں تو نے مجھ پر ہجوم کیا — یہ میں نصیحت کر رہا ہوں نہ کہ غصہ اور لڑائی

مُہتدی۔ ہدایت کرنے والا۔ مَناخ۔ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ۔ یعنی یہ موقع کم آتا ہے کہ یہ لوگ آکر بات سنیں یاراں۔ یعنی صحابہ۔ فراخ۔ وسیع۔ مزدحم۔ ہجوم کرنے والا۔ نصیحت۔ یعنی یہ نصیحت کرتا اِس وقت قرآن سننے کا سوال نہ کرو۔

[1] آں مسلماں یعنی نصیحت کرنیوالا۔ جدال۔ یعنی نصیحت کا بحث ومباحثہ۔ خیال یعنی شک پرستی۔ اگر نصیحت مزید انکار کا سبب بنے تو پھر نصیحت سے اعراض کرنا چاہیے۔ اَعْرِضْ عَنْهُمْ۔ اُن سے مُنہ پھیر لو۔ یہ آنحضورؐ سے اُن کفار کے بارے میں فرمایا گیا جن پر نصیحت کارگر نہ رہی تھی۔ عَبَس۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے بڑے سرداروں کو فہمائش کر رہے تھے۔ اِس اثنا میں ابن ام مکتومؓ حاضر ہوئے اور قرآن سنانے کی فرمائش کی۔ آنحضورؐ کے چہرے پر ناگواری کے آثار پیدا ہوئے اور اُن سرداروں سے گفتگو کو ختم کرنا پسند نہ کیا اِس پر سورۂ عبس نازل ہوئی جس کا مضمون مولانا نے آئندہ اشعار میں بیان فرمایا ہے۔ اعمیٰ یعنی ابن ام مکتوم رضہ۔ مہتراں یعنی سردارانِ قریش۔

[2] ملوک۔ یعنی قریش کے سردار۔ بُوک۔ شاید۔ مگر۔ ایں رئیساں۔ یعنی سردارانِ قریش۔ سَر۔ سردار۔ بگذرد۔ یعنی اِن سرداروں کے مسلمان ہوجانے سے۔ صیت۔ یعنی اسلام کی شہرت۔ بصرہ۔ عراق کا مشہور شہر ہے۔

[3] تبوک۔ شام کی سرحد پر ایک شہر ہے۔ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ۔ لوگ اپنے بادشاہوں کے مذہب پر ہوتے ہیں۔ یہ مشہور مقولہ ہے۔ ضریر۔ نابینا یعنی ابن ام مکتومؓ

احمدا نزدِ خدا ایں یک ضریر ۔ بہتر از صد قیصر[۱]ست و صد وزیر

اے احمدؐ! اللہ کے نزدیک یہ ایک اندھا ۔ سینکڑوں قیصروں اور وزیروں سے بہتر ہے

یاد اَلنَّاسُ مَعَادِنُ ہیں بیار ۔ معدنے باشد فزوں از صد ہزار

خبردار! "لوگ کانیں ہیں" کو یاد رکھ ۔ ایک کان لاکھوں سے بہتر ہوتی ہے

معدنِ لعل و عقیقِ مُکتنِس ۔ بہتر ست از صد ہزاراں کانِ مِس

لعل اور عقیق کی چھپی ہوئی کان ۔ تانبے کی لاکھوں کانوں سے بہتر ہے

احمدا اینجا ندارد مال سُود ۔ سینہ باید پُر ز عشق و درد و دود

اے احمدؐ! یہاں مال مفید نہیں ہے ۔ ایسا سینہ درکار ہے جو عشق اور درد اور دھوئیں سے بھرا ہو

اعمیِ روشندل آمد دردمند ۔ پند اُو را دہ کہ حقِ اُوست پند

ایک اندھا، روشندل، دردمند آیا ۔ اُس کو نصیحت کر، نصیحت اُس کا حق ہے

گر دو سہ ابلہ ترا مُنکر شوند ۔ تلخ کے گردی چو ہستی کانِ قند

اگر دو تین بے وقوف تیرے منکر ہوں ۔ تو آپ تلخ کب ہو سکتے ہیں جبکہ آپ شکر کی کان ہیں

گر دو سہ احمق ترا تہمت نہد ۔ حق برائے تو گواہی می دہد

اگر دو تین احمق تجھ پر تہمت لگائیں ۔ اللہ تعالیٰ تیری گواہی دیتا ہے

گفت[۲] از اقرارِ عالم فارغم ۔ آنکہ حق باشد گواہ اُو را چہ غم

فرمایا (آپ) میں جہان کے اقرار سے فارغ ہوں ۔ جس کا خدا گواہ ہو اُس کو کیا غم ہے

گر خُفاشے را ز خورشیدے خور ست ۔ ایں دلیل آمد کہ آں خورشید نیست

اگر چمگادڑ کو سورج سے خوراک حاصل ہے ۔ یہ اِس کی دلیل ہے کہ وہ سورج نہیں ہے

نفرتِ[۳] خُفاشگاں باشد دلیل ۔ کہ منم خورشیدِ تابانِ جلیل

چمگادڑوں کی نفرت دلیل ہوگی ۔ کہ میں (ربِّ) جلیل کا روشن سورج ہوں

گر گلابے را جُعل راغب شود ۔ آں دلیلِ ناگلابی می بُود

اگر کسی گلاب (کے پھول) کی طرف گبرنڈا رغبت کرے ۔ وہ اُسکے گلاب (کا پھول) نہ ہونے کی دلیل ہوگی

گر شود قلبے خریدارِ محک ۔ در محکّی اش در آید نقص و شک

اگر کھوٹا سکہ، کسوٹی کا طالب ہے ۔ اُس کے کسوٹی ہونے میں نقص اور شک ہوگا

دُزد شب خواہد نہ روز ایں را بداں ۔ شب نیَم روزم کہ تابم در جہاں

یہ جان لے کہ چور رات چاہتا ہے، نہ کہ دن ۔ میں رات نہیں ہوں، دن ہوں، جو دنیا میں چمکتا ہوں

---

۱ قیصر۔ روم کے بادشاہوں کا لقب تھا۔ اَلنَّاسُ مَعَادِنُ۔ لوگ کانیں ہیں، یہ اس حدیث کے جملے ہیں اَلنَّاسُ مَعَادِنُ کَمَعَادِنِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُھُوْا جیسا کہ سونے اور چاندی کی کانیں ہوں جو انہیں سے جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں جبکہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔ منتفی۔ یعنی ابن ام مکتومؓ۔ صد ہزار۔ یعنی سردارانِ قریش۔ مُکتنِس۔ پوشیدہ، مخفی۔ مس۔ تانبا۔ اینجا۔ یعنی دین کے معاملہ میں۔ اعمیٰ۔ یعنی ابن ام مکتومؓ۔ منکر۔ یعنی رسالت کے منکر۔

۲ گفت۔ پہلے اشعار میں سورۂ عبس کا مضمون بیان کیا گیا تھا یہاں سے آنحضورؐ کا مقولہ ہے۔ گواہ۔ یعنی رسالت و صداقت پر۔ خور۔ خوراک۔ نیست۔ ورنہ چمگادڑ کو اُس سے نفرت ہوتی۔

۳ نفرت۔ سورج سے چمگادڑوں کی نفرت اُس کے کامل ہونے کی دلیل ہے۔ جلیل۔ یعنی ربِّ جلیل۔ گر۔ بدبو میں پرورش پانیوالا گبرنڈا اگر گلاب سے رغبت کرنے لگے تو اُس کا محبوب ہونا مشکوک ہو جائیگا۔ قلب۔ کھوٹا سکہ۔ یہاں کھوٹا سکہ چلانیوالے کے معنی میں ہے۔ محک۔ کسوٹی۔ دُزد۔ چور رات کی تاریکی سے اپنا کام چلاتا ہے۔ شب نیم۔ لہٰذا چور اور دغاباز مجھے پسند نہیں کر سکتے ہیں۔

فارقم[1] فاروقیم غربیل وار
میں فرق کرنیوالا ہوں چھلنی کی طرح جدا کرنیوالا ہوں
تا کہ کاہ از من نمی یابد گزار
حتیٰ کہ بھوسی مجھ میں سے نہیں گزر سکتی ہے

آرد را پیدا کنم من از سبوس
میں آٹے کو بھوسی سے علیحدہ کر دیتا ہوں
تا نمایم کیں نقوش ست و آں نفوس
تاکہ دکھادوں کہ یہ تصویریں ہیں اور وہ انسان ہیں

من چو میزانِ خدایم در جہاں
میں دنیا میں خدا کی ترازو کی طرح ہوں
وا نمایم ہر سبک را از گراں
ہر ہلکے کو بھاری سے نمایاں کر دیتا ہوں

گاو[2] را داند خدا گوسالۂ
بچھڑا ہی بیل کو خدا سمجھتا ہے
خر خریدارے و در خور کالۂ
گدھا خریدار، اور اُس کے مناسب مال ہوتا ہے

من نہ گاوم تا گو سالہ خرد
میں بیل نہیں ہوں کہ بچھڑا مجھے خریدے
من نہ خارم کاشترے از من چرد
میں کانٹا نہیں ہوں کہ اونٹ مجھے چَرے

اُو گماں دارد کہ با من جور کرد
وہ خیال کرتا ہے کہ اُس نے میرا کچھ بگاڑا
بلکہ از آئینۂ من روفت گرد
بلکہ اُس نے میرے آئینہ سے گرد صاف کر دی ہے

تملق کردنِ دیوانہ جالینوس را و ترسیدنِ جالینوس از وے

ایک دیوانہ کا جالینوس کی خوشامد کرنا اور جالینوس کا اُس سے خوفزدہ ہونا

گفت جالینوس با اصحابِ[3] خود
جالینوس نے اپنے شاگردوں سے کہا (کوئی)
مر مرا تا آں فلاں دارو دہد
مجھے فلاں دوا لا دے

پس بدو گفت آں یکے کائے ذوفنوں
اُس سے کسی نے کہا اے صاحب کمالات!
ایں دوا خواہند از بہرِ جنوں
یہ دوا جنون کے لئے مانگتے ہیں

دور از عقلت مگو ایں گفتگو
خدا کرے جنون تیری عقل سے دور رہے یہ گفتگو نہ کر
گفت در من کرد یک دیوانہ رُو
اُس نے کہا مجھے ایک دیوانہ نے دیکھا

ساعتے در روئے من خوش بنگرید
تھوڑی دیر مجھے غور سے دیکھا
چشمکم زد آستینِ من درید
مجھے آنکھ ماری، میری آستین پھاڑ دی

گر نہ جنسیت بُدے در من ازو
اگر مجھ میں اُس کی جنسیت نہ ہوتی
کے رُخ آوردے بمن آں زشت رُو
وہ منحوس صورت میری طرف کب متوجہ ہوتا؟

گر نہ دیدے جنسِ خود کے آمدے
اگر وہ اپنے ہم جنس کو نہ دیکھتا کب آتا!
کے بغیرِ جنسِ خود را بر زدے
اپنے آپ کو غیر جنس سے کب بھڑاتا!

لہ فارق - غلط اور صحیح میں امتیاز کرنیوالا - فاروق - دو چیزوں میں فرق دکھانے والا - غربیل - غربال، چھلنی - کاہ - تنکا، بھوسی - سبوس - بھوسی - نقوش - یعنی بے جان تصویریں - میزان - ترازو - سُبک - ہلکا -

ٹہ گاو - بیل کو بے عقل بچھڑا ہی خدا سمجھ سکتا ہے - درخور - مناسب، لائق - کالا - سامان - نہ خارم - اونٹ کانٹے کھانا پسند کرتا ہے - او گماں - ناقص کامل کے کمال کا انکار کر کے سمجھتا ہے کہ اُس نے کامل کا کچھ بگاڑ دیا حالانکہ اُس کا انکار اُسی کے کمال کی بنیاد بنتا ہے - تملق - اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ جالینوس کو ایک دیوانہ کے اُس سے مانوس ہونے سے یہ شبہ ہوا کہ میری عقل میں کوئی نقصان ہے ورنہ یہ دیوانہ میری طرف مائل نہ ہوتا -

ٹہ اصحاب - یعنی شاگرد - فلاں دارو - یعنی وہ فلاں دوا جو مرض جنون میں کھلائی جاتی ہے - آں یکے - یعنی ایک شاگرد - دور - یہ جملہ دعائیہ ہے - ایں گفتگو - یعنی جنون کی دوا کھانے کی بات - چشمکم زد - یعنی شوکر - چشمک زدن جو زندہ دلی اور بے تکلفی میں ہوتا ہے - درید - بے تکلفی کی وجہ سے - جنسیت - یعنی اگر اُس کی طرح میں بھی دیوانہ نہیں ہوں - جنسِ خود - یعنی دیوانہ -

چوں دو کس برہم زنند بے ہیچ شک
جب دو شخص آپس میں ملیں، بلاشک

درمیاں شاں ہست قدرِ مشترک[1]
اُن میں کوئی قدرِ مشترک ہے

کے پرد مرغے مگر با جنسِ خود
ہر پرندہ اپنے ہم جنس کے ساتھ ہی اُڑتا ہے

صحبتِ ناجنس گورست و لحد
ناجنس کی ہم نشینی قبر اور لحد ہے

سببِ پریدن و چریدن مرغے با مرغِ دیگر کہ جنسِ او نبود
ایک پرندے کے غیر جنس پرندے کے ساتھ اُڑنے اور چرنے کا سبب

آں حکیمے گفت دیدم ہم تگے
ایک دانا نے کہا میں نے چلتے پھرتے دیکھا

در بیاباں زاغ را با لکلکے
جنگل میں کوّے کو لقلق کے ساتھ

در عجب ماندم بجستم حالِ شاں
میں تعجب میں رہ گیا، میں نے اُن کے حال کی جستجو کی

تا چہ قدرِ مشترک یابم نشاں
تاکہ قدرِ مشترک کا پتہ لگاؤں

چوں شدم نزدیک من حیران و دنگ[2]
جب میں حیران اور دنگ، قریب پہنچا

خود بدیدم ہر دو آں بودند لنگ
میں نے خود دیکھا کہ وہ دونوں لنگڑے تھے

خاصہ شہبازے کہ او عرشی بود
خصوصاً وہ شہباز جو عرشی ہو

با یکے جغدے کہ او فرشی بود
ایک جغد کے ساتھ جو فرشی ہو (کیسے تعلق رکھ سکتا ہے)

آں یکے[3] خورشیدِ علیین بود
ایک وہ جو علیین کا سورج ہو

ویں دگر خفاش کز سجین بود
اور یہ دوسری چمگادڑ جو سجین کی ہو

آں یکے نورے ز ہر عیبے بری
ایک وہ نور جو ہر عیب سے بری ہے

واں دگر کورے گدائے ہر دری
اور دوسرا اندھا جو ہر در کا بھکاری ہے

واں یکے ماہے کہ بر پروین زند
ایک ایسا چاند جو ثریا سے متعلق ہے

واں یکے کرمے کہ بر سرگیں تند
ایک وہ کیڑا جو گوبر کے چکر کاٹے

آں یکے یوسف رخے عیسیٰ نفس
ایک یوسفؑ جیسے چہرے والا عیسیٰؑ جیسے سانس والا

ویں دگر گرگے و یا خر یا جرس
دوسرا بھیڑیا، یا گدھا، یا ریچھ

آں یکے پراں شدہ در لامکاں
ایک وہ جو لامکان میں اُڑتا ہے

ویں یکے در کاہداں ہمچوں سگاں
اور یہ ایک کوڑی پر کتوں کی طرح

آں یکے سلطانِ عالی مرتبت
وہ ایک، بلند مرتبہ بادشاہ

ویں دگر در گلخنے در تعزیت
اور یہ دوسرا بھٹی کے اندر، ماتم میں

---

[1] قدرِ مشترک۔ یعنی کوئی ایسی بات جو دونوں میں ہو۔ سبب۔ کوّا اور لقلق ہمجنس نہ تھے لیکن اُن میں لنگڑاپن قدرِ مشترک تھی۔ ہم تگی۔ مل کر چلنا پھرنا۔ لکلک۔ لقلق۔

[2] حیران و دنگ۔ اس لئے کہ دو غیر جنس کو ملا جلا دیکھا تھا۔ خاصہ۔ جبکہ کوّے اور لقلق کو دیکھ کر ایک عقلمند حیران ہوا حالانکہ دونوں ہی پرند ہیں تو نبی جو عرش کا شہباز ہے اور منکر جو ویرانے کا جغد ہے باہم کیسے مانوس ہو سکتے ہیں۔ شہباز۔ یعنی رسول و نبی۔ جغد۔ منکر۔

[3] یکے۔ یعنی رسول و نبی۔ علیین۔ وہ دفتر جس میں جنتیوں کے نام لکھے ہونگے۔ بہشت کا بلند مقام۔ سجین۔ وہ دفتر جس میں دوزخیوں کے نام لکھے ہوں گے، جہنم کی وادی۔ نورے۔ یعنی رسول و نبی۔ کورے۔ یعنی منکر۔ پروین۔ ثریا جو ستاروں کا مجموعہ ہے۔ کرم۔ کیڑا۔ سرگیں۔ گوبر۔ یوسف۔ حضرت یوسفؑ کا حسن مشہور ہے۔ عیسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ کے سانس میں بڑی برکتیں تھیں۔ پراں۔ پرواز کرنے والا۔ لامکاں۔ عالمِ لاہوت۔ کاہداں۔ کوڑے کی جگہ۔ گلخن۔ بھٹی۔ تعزیت۔ ماتم۔

آں یکے خلقے زاِکرامش[۵۱] خجِل
ایک وہ جس کے کرم سے مخلوق شرمندہ

وِیں دگر از بینوائی مُنفعِل
اور یہ دوسرا بے سروسامانی سے شرمندہ

آں یکے سَروَر شدہ زاہلِ زماں
ایک وہ جو زمانے والوں کا سردار بنا

وِیں دِگر در خاکِ خواری بس نہاں
اور یہ دوسرا ذلت کی خاک میں دبا ہوا

بُلبلاں را جائے می زیبد چمن
بُلبلوں کی جگہ چمن میں مناسب ہے

مر جُعَل را در چَمیں خوشتر وطن
گبرونڈے کا گندگی بہترین وطن ہے

بازبانِ معنوی[۵۲] گُل با جُعَل
پھول، گبرونڈے کو زبانِ حال سے

ایں ہمہ گوید کہ اے گندہ بَغل
یہ کہتا ہے کہ اے بغل گند والے!

گر گریزانی زگلشن بیگماں
اگر تو چمن سے بھاگتا ہے، یقیناً

ہست آں نفرت کمالِ گلستاں
وہ نفرت، چمن کا کمال ہے

غیرتِ من بر سَرِ تو دور باش
میری غیرت تیرے سر پر نیزہ

می زند کاے خس ازیں در دُور باش
(پھینک کر) مارتی ہے اے کمینے! اِس در سے دُور رہ

ور بیامیزی تو با من اے دَنی
اے کمینے! اگر تو مجھ سے گُھل مل جائے گا

ایں گماں آید کہ از کانِ منی
یہ خیال ہوگا کہ تو میری جنس کا ہے

گر دَر آمیزد[۵۳] ز نقصانِ من ست
اگر گُھل مل جائے گا تو میری کمی کا سبب ہے

زاں کہ پندارند کو زانِ من ست
کیونکہ لوگ سمجھیں گے کہ وہ میرا ہے

حق مرا چوں از پلیدی پاک داشت
خدا نے جب مجھے نجاست سے پاک رکھا ہے

چوں سَزد بر من پلیدی را گماشت
تو مجھ پر نجاست کو مسلط کرنا کیسے مناسب ہوگا؟

یک رگم زاں شاں بُد و آں را بُرید
میری ایک رگ اُن میں کی تھی اُس کو کاٹ دیا

در من آں بدرگ کجا خواہد رسید
وہ بُری رگ مجھ میں کہاں آسکتی ہے؟

یک نشانِ آدمؑ آں بُد از ازل
(حضرت) آدمؑ کی ایک نشانی ازل سے یہ تھی

کہ ملائک سَر نہندش از محل
کہ فرشتے مرتبے کی وجہ سے اُن کو سجدہ کریں

یک نشانِ دیگر آں کہ آں بلیس
دوسری نشانی یہ کہ شیطان

ننہندش سَر کہ منم شاہ و رئیس
اُن کو سجدہ نہ کرے کہ میں شاہ اور رئیس ہوں

پس اگر ابلیس ہم ساجد شدے
تو اگر شیطان بھی سجدہ کرنے والا ہو جاتا

اُو نہ بودے آدمؑ اُو غیرِ بُدے
تو وہ آدمؑ نہ ہوتا کوئی اور ہوتا

---

۵۱ اِکرام۔ تعظیم کرنا، بخشنا۔ خجِل۔ شرمندہ۔ منفعِل۔ نادم، شرمندہ۔ سَروَر۔ سردار۔ می زیبد۔ زیب دیتی ہے۔ جُعَل۔ نجاست کا کیڑا، گبرونڈا۔ چمیں۔ نجاست، گندگی۔

۵۲ معنوی۔ باطنی یعنی زبانِ حال۔ گندہ بَغل۔ بغل گند، بدبُودار۔ گر گریزانی۔ یہ پھول کا مقولہ ہے۔ غیرت۔ انبیاء اور بزرگوں کی غیرت کا تقاضہ ہے کہ خدا کے دشمن اُن سے دُور رہیں۔ دُور باش۔ پہلے مصرع میں اُس دو شاخہ نیزے کے معنی میں ہے جو چوبدار کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور وہ بادشاہ یا امیر کے آگے چلتا ہے تاکہ لوگ راستے سے دور ہو جائیں دوسرے مصرع میں یہ "دور ہو" کے معنی میں ہے۔ دَنی۔ کمینہ۔ کان۔ معدن۔

۵۳ گر در آمیزد۔ برے کا بھلوں سے ملنا بھلوں کے نقصان کا سبب ہے۔ آنِ من ست یعنی ہم جنس ہے۔ یک رگم۔ آنحضورؐ کا سینہ مبارک کئی بار شق کیا گیا اُس میں سے خون کی ایک بوند نکال دی گئی اور اُس کو زمزم سے پاک کیا گیا۔ یک نشان۔ حضرت آدمؑ کے کمال کی دو نشانیاں تھیں ایک تو یہ کہ ملائکہ اُن کو سجدہ کریں دوسری یہ کہ شیطان سجدہ نہ کرے۔ منم۔ شیطان نے کہا تھا کہ میں آدمؑ سے بہتر ہوں اُس کو سجدہ کیوں کروں۔ پس۔ اگر شیطان سجدہ کر لیتا تو کمال کی دوسری نشانی مفقود ہو جاتی۔

ہم سجودِ ہر مَلک میزانؔ اُوست | ہم جحودِ آں عدو بُرہانِ اُوست
ہر فرشتہ کا سجدہ اُس کا معیار ہے | اُس دشمن کا انکار بھی اس کی دلیل ہے

ہم گواہِ اُوست اِقرارِ مَلک | ہم گواہِ اُوست کفرانِ سَگک
فرشتہ کا اقرار کرنا بھی اس کا گواہ ہے | ذلیل کُتّے کا اِنکار بھی اُس کا گواہ ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد | تا چہ کرد آں خرس باآں شیر مرد
اِس بات کی انتہا نہیں ہے، واپس چل | کہ اُس ریچھ نے اُس بہادر کے ساتھ کیا کیا؟

تتمہ قصہ اعتمادِ آں مغرور بر تملّق خرس
اُس دھوکے میں مبتلا کا ریچھ کی چاپلوسی پر بھروسہ کرنیکا باقی قصہ

اُو بخفت و خرس میراندش مگس | وز ستیز آمد مگس شد باز پس
وہ سو گیا اور ریچھ اُس کی مکھیاں اڑاتا تھا | اور عند سے مکھیاں پھر واپس آجاتی تھیں

چند بارش راند از روئے جواں | واں مگس زو باز می آمد دواں
اُس نے کئی بار اُن کو جوان کے مُنہ پر سے اُڑایا | وہ مکھیاں تیزی سے واپس آجاتیں

خشمگیں شد با مگس خرس و برفت | بر گرفت از کوہ سنگے سخت و زفت
ریچھ کو مکھیوں پر غصہ آیا اور وہ گیا | پہاڑ سے ایک سخت اور بھاری پتھر اُٹھا لیا

سنگ آورد و مگس را دید باز | بر رُخِ خفتہ گرفتہ جائے ساز
پتھر لایا اور مکھیوں کو پھر دیکھا | سوئے ہوئے کے مُنہ پر ٹھکانا بنائے ہوئے

بر گرفت آں آسیا سنگ و بزد | بر مگس تا آں مگس واپس خزد
اُس نے چکّی جیسا پتھر اُٹھایا اور مارا | مکھیوں پر تاکہ وہ مکھیاں واپس جا گھسیں

سنگ روئے خفتہ را خشخاش کرد | ایں مثل بر جملہ عالم فاش کرد
پتھر نے سوئے ہوئے کے مُنہ کو خشخاس جیسا کر دیا | یہ کہاوت تمام دنیا میں مشہور کر دی

مہرِ ابلہ مہرِ خرس آمد یقیں | کینِ اُو مہر ست و مہرِ اُوست کیں
بیوقوف کی دوستی یقیناً ریچھ کی دوستی ہے | اُس کا کینہ محبت ہے اور اُس کی محبت کینہ ہے

عہدِ اُو سست ست و ویران و ضعیف | گفت اُو زفت و وفائے اُو نحیف
اُس کا عہد و پیمان کمزور اور برباد اور ضعیف ہے | اُس کی باتیں گھنی ہیں اور اُس کی وفاداری کمزور ہے

گر خورد سوگند ہم باور مکن | بشکند سوگند مردِ کژ سخن
اگر وہ قسم بھی کھائے تو یقین نہ کر | اُلٹی باتیں کرنے والا قسم توڑ ڈالتا ہے

---

۱ میزان۔ معیار۔ جحود۔ انکار۔ عدو۔ شیطان۔ گواہ۔ حضرت آدمؑ کے کمال پر جس طرح فرشتوں کا اقرار اور سجدہ گواہ ہے اسی طرح شیطان کا انکار بھی گواہ ہے۔ کفران۔ ناشکری۔ ناشکری۔ سگک۔ کاف تصغیر کا ہے یعنی شیطان۔ ایں سخن یعنی ناقصین کا انکار کاملین کی فضیلت کی دلیل ہے۔ تملّق۔ چاپلوسی، خوشامد۔

۲ او یعنی شیر مرد۔ ز ستیز۔ مکھی کی عادت ہے کہ اُڑاؤ تو وہ لوٹ کر آتی ہے جواں۔ یعنی شیر مرد۔ زفت۔ موٹا۔ بھاری۔

۳ جائے ساز۔ موافق جگہ۔ آسیا سنگ۔ سنگِ آسیا۔ چکّی کا پتھر۔ خزد۔ خزیدن بمعنی گھسنا کا فعل مضارع ہے۔ ایں مثل۔ وہ ضرب المثل جو دوسرے شعر میں مذکور ہے۔ کینِ اُو۔ بیوقوف دشمنی میں جدا ہو جائیگا تو نقصان نہ پہنچا سکے گا دوستی کے میل جول کی وجہ سے نقصان رساں ہوگا۔ عہد اُو۔ بیوقوف کا کوئی عہد پیمان مضبوط نہیں ہوتا ہے وہ باتونی ہوتا ہے اُس میں وفاداری نہیں ہوتی ہے۔ گر خورد۔ بیوقوف کی قسم پر بھی بھروسہ نہ کرنا چاہیئے وہ فوراً قسم توڑ ڈالتا ہے۔

چونکہ بے سوگند گفتش بُد دروغ
چونکہ اُس کی بغیر قسم کے بات جھوٹ تھی

تو میفت از مکر و سوگندش بدوغ[1]
تو اُسکے مکر اور قسم کی وجہ سے فریب میں نہ پڑ

نفسِ او میر ست و عقلِ او اسیر
اس کا نفس حاکم ہے، اور اُس کی عقل قیدی ہے

صد ہزاراں مُصحفش خود خورده گیر
لاکھوں قرآن اُس کے کھائے ہوئے سمجھ

چونکہ بے سوگند پیماں بشکند
جبکہ وہ بغیر قسم کے عہد توڑ ڈالتا ہے

گر خورد سوگند ہم آں بشکند
اگر قسم بھی کھالے گا اُس کو توڑ ڈالے گا

زانکہ نفس آشفتہ تر گردد ازاں
کیونکہ اس (قسم) سے نفس زیادہ پریشان ہوگا

کہ کند بندش بسوگندِ گراں
کہ اُس کو بھاری قسم میں قید کرے

چوں اسیرے بند بر حاکم نہد
جب کوئی قیدی حاکم کے بیڑی لگائے

حاکم آں را بر دَرَد بیروں جہد
حاکم اُس کو توڑ دے گا، باہر نکل آئے گا

بر سرِ ش کوبد ز خشم آں بند را
اُس کے سر پر وہ بیڑی دے مارے گا

می زند بر روئے اُو سوگند را
قسم کو اس کے منھ پر پھینک مارے گا

تو زاَوفُوا بِالعُقُودش دست شو
تو "عہدوں کو پورا کرو" سے اس سے ہاتھ دھولے

اِحفَظُوا اَیمانَکُم با اُو مگو
"اپنی قسموں کی حفاظت کرو" اُس سے نہ کہہ

وانکہ داند عہد با کہ می کند[2]
جو شخص یہ سمجھے کہ عہد کس سے کرتا ہے

تن کُند چوں تار و گرد اُو تند
جسم کو دھاگے کی طرح کرتا ہے اور اُسکے گرد تنتا ہے

بعیادت رفتنِ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بر صحابی رنجور و فائدہ عیادت

حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار صحابی کی مزاج پرسی کو جانا اور بیمار پرسی کا فائدہ

از صحابہ خواجۂ بیمار شُد
صحابہ میں سے ایک بزرگ بیمار ہوگئے

واندراں بیماریش چوں تار شُد
اور اُس بیماری میں وہ دھاگے کی طرح ہوگئے

مصطفیٰ آمد عیادت سوئے اُو
حضرت مصطفیٰ اُن کے پاس بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے

چوں ہمہ لطف و کرم بُد خوئے اُو
چونکہ آپ کی عادت، مجسم لطف و کرم تھی

در عیادت رفتنِ تو فائدہ است
بیمار پرسی کے لئے تیرا فائدہ ہے

فائدہ آں باز بر تو عائدہ است
اُس کا فائدہ تجھے ہی پہنچنے والا ہے

فائدہ اول کہ آں شخصِ علیل
پہلا فائدہ یہ ہے کہ وہ بیمار شخص

بُو کہ قُطبے باشد و شاہِ جلیل[3]
ہوسکتا ہے کوئی قطب اور بڑا شاہ ہو

[1] دروغ۔ جھوٹ۔ کو نفس او۔ بیوقوف کی عقل پر اُس کا نفس حاکم ہوتا ہے اگر وہ قسم کی بجائے لاکھوں قرآن بھی کھا جائے تو کیا اعتبار ہے۔ چونکہ۔ عہد شکنی کا عادی بہر حال عہد توڑ ڈالتا ہے زانکہ اُسکی وجہ یہ ہے کہ اسیر نفس حاکم ہوتا ہے اور حاکم کسی قسم کی بیڑی کب برداشت کرسکتا ہے اُسکو جلد توڑ ڈالیگا ہاں اگر انسان کی طبیعت سلیم ہو تو وہ قسم کی بیڑی کا احساس کرے گا۔ اسیر۔ قیدی یعنی وہ بیوقوف جو نفس کی قید میں ہے۔ حاکم یعنی نفس۔ بر سرش۔ قسم تڑوا کر دوگنے عذاب میں مبتلا کریگا۔ اَوفُوا بِالعُقُود۔ مومنین کو خطاب ہے اپنے عہدوں کو پورا کرو۔ اِحفَظُوا اَیمانَکُم اپنی قسموں کی نگہداشت رکھو۔

[2] وانکہ۔ ایک مومن سمجھتا ہے کہ وہ قسم کھا کر خدا سے عہد کرتا ہے۔ تن کند یعنی اپنے جسم کو دھاگا بنا کر اُس کو مضبوط باندھتا ہے اور اُسکی حفاظت میں جان قربان کرتا ہے۔ عیادت۔ بیمار پرسی۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ بعض بندگانِ خدا فنائیت کے اُس مقام پر ہوتے ہیں کہ اُنکے ساتھ کوئی عہد ہو یا دیگر معاملہ وہ خدا کے ساتھ سمجھا جاتا ہے۔ چوں۔ آنحضور کے اخلاق کریمانہ تھے۔ عائدہ۔ لوٹنے والا یعنی عیادت کا فائدہ خود عیادت کرنیوالے کا اپنا فائدہ ہے۔

[3] بُو۔ بُوَد، شاید۔ قطب۔ اولیاء میں سے ایک خاص مرتبہ رکھنے والے کو کہا جاتا ہے۔ جلیل۔ بزرگ۔

چوں دو چشمِ دل نداری اے عنود
اے سرکش! جب تو دل کی دو آنکھیں نہیں رکھتا ہے
وانمی دانی تو ہیزم را ز عود [1]
تو لکڑی کو ایندھن سے ممتاز نہیں سمجھ سکتا ہے

چونکہ گنجے ہست در عالم مرنج
جبکہ دنیا میں خزانہ ہے، رنجیدہ نہ ہو
ہیچ ویراں را مداں خالی ز گنج
کسی ویرانے کو (بھی) خزانے سے خالی نہ سمجھ

قصدِ ہر درویش می کن از گزاف
ہر درویش کا قصد وجہ کے بغیر کر لیا کر
چوں نشاں یابی بجد می کن طواف
جب پتہ پالے تو کوشش کر کے چکر کاٹ

چوں ترا آں چشمِ باطن بیں نبود
جب تیری باطن کو دیکھنے والی آنکھ نہیں ہے
گنج [2] می پندار اندر ہر وجود
ہر وجود میں خزانہ سمجھ

ور نباشد قطب یارِ رہ بود
اگر قطب نہ ہوگا، راستہ کا یار ہوگا
شہ نباشد فارسِ اسپہ بود
شاہ نہ ہوگا، گھوڑا سوار ہوگا

پس صلہ یارانِ رہ لازم شمار
یاروں کے ساتھ سلوک کو لازم سمجھ
ہر کہ باشد گر پیادہ گر سوار
کوئی ہو، پیادہ ہو یا سوار

ور عدو باشد ہم ایں احساں نکوست
اگر دشمن ہے تو بھی یہ احسان اچھا ہے
کہ باحساں دوست گردد گر عدوست
اگر دشمن ہے، احسان کی وجہ سے دوست ہو جائیگا

[3] ور نگردد دوست کینش کم شود
اگر دوست نہ بنا تو اس کی دشمنی کم ہو جائیگی
زانکہ احساں کینہ را مرہم شود
اس لئے کہ احسان کینہ کا مرہم ہے

پس فوائد ہست غیرِ ایں ولیک
اس کے علاوہ بھی فائدے ہیں، لیکن
از درازی خائفم اے یارِ نیک
اے بھلے یار! میں طوالت سے خائف ہوں

حاصل ایں آمد کہ یارِ جمع باش
خلاصہ یہ نکلا کر جماعت کا دوست بن
ہمچو بتگر از حجر یارے تراش
بت گر کی طرح پتھر سے دوست تراش لے

زانکہ انبوہی و جمعِ کارواں
اس لئے کہ قافلہ کی جماعت اور اسکی کثرت
رہزناں را بشکند پشت و سناں
ڈاکوؤں کی کمر اور بھالا توڑ دیتی ہے

وحی آمدن از حق تعالےٰ بہ موسیٰؑ کہ چرا بہ عیادتِ من نیامدی

حضرت موسیٰؑ کے پاس خدا کی طرف سے وحی آنا کہ تو میری بیمار پرسی کے لئے کیوں نہ آیا؟

آمد از حق سوئے موسیٰؑ ایں عتیب
موسیٰؑ کی جانب سے اللہ کے پاس سے یہ ناراضی پہنچی
کاے طلوعِ ماہ دیدہ تو ز جیب
اے وہ کہ تو نے گریبان سے سورج کا طلوع دیکھا ہے

[1] وانمی دانی۔ جب تم خاص قطب کو نہیں پہچانتے ہو تو ہر مؤمن کی عیادت کر لیا کرو۔ چونکہ۔ دنیا اولیا سے خالی نہیں ہے تلاش جاری رکھو پالوگے۔ چوں۔ جب اسکی دستیابی ہو جائے اس پر جان قربان کر دو۔

[2] گنج۔ اہلِ باطن کے پالینے کی تدبیر یہی ہے کہ ہر جگہ اُن کو تلاش کرو۔ یارِ رہ۔ یعنی بہار اگر قطب نہ ہوگا تو کوئی سالکِ راہِ طریقت ہوگا۔ شہ۔ یعنی قطب۔ فارس۔ گھوڑا سوار۔ صلہ۔ باہمی تعلق۔ ہر کہ۔ یعنی خواہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو۔ ور عدو۔ دشمن سے بھلائی کرو دشمنی دوستی سے بدل جائے گی۔

[3] ور۔ بھلائی کرنے سے دشمن دوست بھی نہ بنے گا تو دشمنی میں کمی آجائے گی۔ حاصل۔ خلاصہ یہ ہے کہ عیادت سے معاشرہ کی اصلاح ہوتی ہے اور ایک اچھا معاشرہ پیدا ہوتا ہے اور اچھے معاشرہ میں زندگی گوشۂ تنہائی کی زندگی سے بہت بہتر ہے۔ حجر۔ مردہ دل میں اپنی محبت پیدا کر دو۔ زانکہ۔ یہ اجتماعی زندگی کی فضیلت ہے۔ وحی۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ہر مسلمان کی عیادت کرنی چاہیئے خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ عتیب۔ عتاب۔ ناراضی۔ جیب۔ گریبان۔ حضرت موسیٰؑ کے معجزہ ید بیضا کی طرف اشارہ ہے۔

مُشرِقت[1] کردم بنورِ ایزدی — من حقم رنجور گشتم نامدی
میں نے خدائی نور سے تجھے مُشرِق بنایا — میں خدا ہوں، میں بیمار ہوا تو نہ آیا

گفت سبحانا تو پاکی از زیاں — اینچہ رمز ست ایں بکن یارب عیاں
حضرت موسیٰؑ نے) کہا اے اللہ تو نقصان سے پاک ہے — یہ کیا راز ہے؟ اے خدا اس کو ظاہر کر دے

باز فرمودش کہ در رنجوریم — چوں نہ پُرسیدی تو از روئے کرم
(اللہ تعالیٰ نے) پھر اس سے کہا کہ میں مریض ہوں — تو نے از روئے کرم میری پُرسش کیوں نہ کی

گفت یارب نیست نقصانے ترا — عقل گم شد ایں گرہ را بر کشا
اُنھوں نے عرض کیا اے خدا تیرے لئے کوئی گھاٹا نہیں ہے — عقل گم ہو گئی ہے، یہ گرہ کھول دے

گفت آرے بندۂ خاصِ گزیں — گشت رنجور اُو منم نیکو ببیں
(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا ہاں ایک خاص برگزیدہ بندہ — بیمار ہوا، اور وہ میں ہوں، خوب سمجھ لے

ہست رنجوریش رنجوریِ من — ہست معذوریش معذوریِ من
اُس کی بیماری میری بیماری ہے — اُس کی معذوری میری معذوری ہے

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا — گو نشیند در حضورِ اولیا
جو خدا کی ہم نشینی چاہے — کہہ دو وہ اولیاء کی خدمت میں بیٹھے

از حضورِ اولیا[2] گر بگسلی — تو ہلاکی زانکہ جزوی نے کلی
اگر تو اولیاء کے پاس حاضری سے علیحدہ رہیگا — تو برباد ہے، کیونکہ تو جزء ہے کل نہیں ہے

ہر کرا دیو از کریماں وا بَرد — بیکسش یابد سرش را وا خورد
شیطان جس کو بھلوں سے جُدا کر دے — اُس کو بے سہارا پا لیتا ہے اُس کا سر چبا لیتا ہے

یک بدست از جمع رفتن یکزماں — مکرِ شیطاں باشد و نیکو بداں
تھوڑی دیر کے لئے بھی ایک بالشت جماعت سے دور ہونا — شیطان کا مکر ہوگا، خوب سمجھ لے

جدا کردن باغبان صوفی و فقیہ و علوی را از یکدگر و ادب کردن
باغبان کا صوفی اور مولوی اور سید کو ایک دوسرے سے جدا کر دینا اور سزا دینا

باغبانے چوں نظر در باغ کرد — دید چوں دزداں بباغِ خود سہ مرد
یک باغبان نے جب باغ کو دیکھا — اپنے باغ میں تین شخص چوروں جیسے دیکھے

یک فقیہ[3] و یک شریف و صوفیے — ہر یکے شوخے فضولی یوفیے
ایک مولوی اور ایک سید اور ایک صوفی — (جنمیں سے) ہر ایک بے حیا، بکواسی، لغو گو

---

[1] مُشرِق۔ حضرت موسیٰؑ نورِ خداوندی کے مظہر تھے تجھ کو۔ بیمار۔ زیاں۔ نقصان بنور ایزدی وغیرہ۔ رنجوریم۔ میں مریض ہوں۔ نقصان یعنی بیماری۔ گرہ۔ یعنی خدا کا اپنے آپ کو بیمار کہنے کا عقدہ۔ گزیں۔ برگزیدہ۔ او منم۔ جب انسان فنائیت کے مقام پر پہنچتا ہے تو گویا اتحاد ہو جاتا ہے۔ ہست۔ مقام فنا میں پہنچ جانیوالے ولی کا بیمار ہونا گویا خدا کا بیمار ہونا ہے اس مضمون کی حدیث مشکوٰۃ شریف میں مذکور ہے۔ اولیا۔ جبکہ اولیا اللہ کا خدا سے اتحاد ہے تو انکے پاس بیٹھنا خدا کے پاس بیٹھنا ہے۔

[2] از حضور۔ اولیاء کی صحبت باعثِ نجات ہے ورنہ شیطانی وساوس موجب ہلاکت بنیں گے۔ جزوی یعنی تو ناقص ہے۔ کلی یعنی تو کامل نہیں ہے۔ دیو۔ شیطان۔ کریماں۔ یعنی اولیا اللہ۔ وا خورد۔ یعنی شیطان ہلاکت کا سبب بنجاتا ہے۔ بدست۔ یعنی بمقدار بالشت۔ جمع۔ جماعت۔ جدا کردن۔ پہلے شعر میں جماعت سے علیحدگی کی مضرت سمجھائی تھی اب اس کو اس حکایت سے واضح کرتے ہیں۔

[3] فقیہ۔ مولوی، مفتی۔ علوی وہ سید جو حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ہے لیکن حضرت فاطمہؓ کے بطن سے نہیں ہے۔ چوں دزداں۔ یہ تینوں بلا اجازت باغ میں آئے تھے۔ شریف مطلق سید کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے اور خاص امام حسنؓ کی اولاد کو بھی کہا جاتا ہے۔ فضولی بےغرض کے کام کرنیوالا۔ یوفی۔ لغو گو۔ حق

گفت با اینہا مرا صد[1] حجت است
اُس نے (دل میں) کہا اُنکے مقابلہ میں میری سو دلیلیں ہیں
لیک جمع اند و جماعت رحمت است
لیکن اکٹھے ہیں، اور جماعت رحمت ہے

بر نیایم یک تنہ با سہ نفر
تنہا تین کے ساتھ جیت نہ سکوں گا
بس ببرّم شاں نخست از یکدگر
پہلے اُن کو ایک دوسرے سے جُدا کر دوں

ہر یکے را من بسوئے افگنم
میں ہر ایک کو ایک جانب پھینک دوں
چونکہ تنہا شاں کُنم سر بر کَنم
جب اُن کو اکیلا اکیلا کر دوں گا سر پھوڑ دوں گا

حیلہ کرد و کرد صوفی را براہ
تدبیر کی اور صوفی کو ایک راستہ بھیج دیا
تا کُند یاران اُش را بے اُو تباہ
تا کہ اُس کے دوستوں کو اُس کے بغیر تباہ کرے

گفت صوفی را برو سوئے وُثاق[2]
اُس (باغبان) نے صوفی سے کہا، گھر جا
یک گلیم آور برائے ایں رفاق
اِن ساتھیوں کے لئے ایک کمبل لے آ

رفت صوفی گفت خلوت با دو یار
صوفی چلا گیا اُس (باغبان) نے دونوں دوستوں سے تنہائی میں کہا
تو فقیہی وِیں شریفِ نامدار
آپ مولوی ہیں، اور یہ مشہور سید ہیں

ما بفتوائے تو نانے می خوریم
ہم آپ کے فتوے کے مطابق روٹی کھاتے ہیں
ما بہ پرِّ دانشِ تو می پریم
ہم آپ کی عقل کے پَر سے پرواز کرتے ہیں

ویں[3] دگر شہزادہ و سلطانِ ماست
یہ دوسرے ہمارے شاہ اور شہزادے ہیں
سید است از خاندانِ مصطفیٰ ست
سید ہیں (حضرت) مصطفیٰؐ کے خاندان سے ہیں

کیست آں صوفی شکم خوارِ خسیس
وہ صوفی پیٹو، کمینہ کون ہوتا ہے؟
تا بود با چوں شما شاہاں جلیس
کہ تم جیسے شاہوں کا ہمنشین بنے

چوں بیاید مر وُرا پنبہ کنید
جب آئے اُس کی روئی دُھن دو
ہفتۂ بر باغ و راغ من زنید
تم ایک ہفتہ باغ اور چمن میں رہو

باغ چہ بود جانِ من آنِ شماست
باغ کیا ہوتا ہے! میری جان تمہاری مِلک ہے
اے شما بودہ مرا چوں چشم راست
تم تو میری داہنی آنکھ ہو

وسوسہ کرد و مر ایشاں را فریفت
اُس نے (اُن میں) وسوسہ پیدا کر دیا اور اُنکو دھوکا دیا
آہ کز یاراں نمی باید شکیفت
افسوس ہے یاروں سے صبر کر لینا مناسب نہیں ہے

چوں برہ کردند صوفی را و رفت
جب اُنھوں نے صوفی کو روانہ کر دیا اور وہ چلا گیا
خصم شد اندر پیش با چوب زفت
دشمن اُس کے پیچھے موٹی لکڑی لے کر چلا

---

[1] صد حجت۔ زبانی حملہ سے قائل کر دونگا لیکن۔ اگر مار پیٹ کی نوبت آئی تو میں تینوں سے نہ جیت سکونگا پس بہتر اِن تینوں کو علیحدہ علیحدہ کرنا چاہئے اور ایک ایک کر کے نبٹنا چاہئے ہے آگے۔ پہلے صوفی کو پھر فقیہ اور شریف کو تنہا تنہا کر کے تباہ کرے۔

[2] وُثاق۔ واؤ کے کسرے کے ساتھ، قید، واؤ کے پیش کے ساتھ گھر۔ گلیم۔ کمبل۔ رِفاق۔ رفیق کی جمع ہے، ساتھی۔ خلوت۔ یعنی تنہائی میں۔ فتوےٰ۔ عوام، فقیہ کے فتوے سے حلال و حرام کا فیصلہ کرتے ہیں۔ پرِ دانش۔ فقیہ عقل و دین تعلیم کرتا ہے۔

[3] ویں۔ یعنی شریف۔ خاندان۔ اہلبیت۔ شکم خوار۔ پیٹو۔ جلیس۔ ہم نشین۔ پنبہ کنید۔ یعنی اُس کو روئی کی طرح دُھن دو بعض صاحبان نے تنبہ سمجھ کر تنبیہ کا مخفف قرار دیا ہے۔ راغ۔ چمن۔ زنید۔ یعنی خیمہ زنید۔ آن۔ ملکیت۔ چشمِ راست۔ داہنی آنکھ زیادہ محبوب ہے۔ شکیفت۔ صبر کیا۔ برہ۔ یعنی گھر کے راستہ کی جانب۔ خصم۔ یعنی باغبان۔ زفت۔ موٹا۔

گفت اے سگ صوفیی باشد کہ تیز
بولا اے کتّے! تو ہی صوفی ہے کہ تیزی سے
اندر آئی باغِ ما تو از ستیز[۱]
تو ہمارے باغ میں جبراً اندر آتا ہے

ایں جُنیدُت رہ نمود و بایزیدؒ
یہ راستہ تجھے جنیدؒ اور بایزیدؒ نے دکھایا؟
از کدامیں شیخ و پیرت ایں رسید
کون سے شیخ اور پیر سے تجھے یہ پہنچا ہے؟

کوفت صوفی را چو تنہا یافتش
جب صوفی کو اکیلا پایا اس کو پیٹ ڈالا
نیم کُشتش کرد و سر بشکافتش
اس کو ادھ موا کر دیا اور اس کا سر پھاڑ دیا

گفت[۲] صوفی آنِ من بگذشت لیک
صوفی بولا میرا وقت تو گذر گیا لیکن
اے رفیقاں پاسِ خود دارید نیک
اے دوستو! اپنا خوب خیال رکھو

مر مرا اغیار دانستید ہاں
خبردار! تم نے مجھے غیر سمجھا
نیستم اغیار تر زیں قلتباں
اِس دیوث سے زیادہ میں غیر نہیں ہوں

آنچہ من خوردم شمارا خوردنی ست
جو کچھ میں نے چکھا، تمہیں بھی چکھنا ہے
واینچنیں ضربت جزائے ہر دنی ست
اِس طرح کی پٹائی ہر کمینہ کی سزا ہے

رفت بر من بر شما ہم رفتنی ست
مجھ پر جو گذری، تم پر بھی گذرنی ہے
اینچنیں شربت شمارا خوردنی ست
اِس طرح کا شربت تمہیں بھی پینا ہے

ایں[۳] جہاں کوہست گفت و گوئے تو
یہ دنیا پہاڑ ہے اور تیری گفتگو
چوں صدا ہم باز آید سوئے تو
گونج کی طرح تیری طرف لوٹتی ہے

چوں ز صوفی گشت فارغ باغباں
جب باغبان، صوفی سے نبٹ لیا
یک بہانہ کرد زاں پس جنسِ آں
اِس کے بعد اِسی طرح کا ایک بہانہ کیا

کاے شریفِ من برو سوئے وُثاق
کہ اے میرے سیّد گھر کی جانب چلا جا
کہ ز بہرِ چاشت پختم من رُقاق
اِس لئے کہ میں نے ناشتہ کے لئے چپاتیاں پکائی ہیں

از درِ خانہ بگو قیماز را
دروازے میں نوکر سے کہنا
تا بیارد آں رُقاق و قاز را
تاکہ وہ چپاتیاں اور قاز لے آئے

چوں برہ کردش بگفت اے تیز بیں
جب اُسکو روانہ کر دیا بولا اے تیز نگاہ والے!
تو فقیہی ظاہر ست ایں و یقیں
تو مولوی ہے یہ ظاہر اور یقینی بات ہے

او شریفے می کند دعویِّ سرد
وہ سیّد ہونے کا بغیر دلیل دعویٰ کرتا ہے
مادرِ او را کہ داند تا چہ کرد
اُسکی ماں کے بارے میں کون جانتا ہے کہ اُس نے کیا کیا ہے!

۱ ستیز۔ لڑائی۔ جنید بغدادی مشہور بزرگ ہیں۔ بایزید بایزید بسطامی مشہور بزرگ ہیں۔ نیم کشتہ۔ ادھ موا۔ ۲ گفت۔ صوفی نے پٹنے کے بعد فقیہ اور شریف سے کہا۔ قلتبان۔ دیوث۔ بے غیرت۔ ضربت۔ مار۔ دنی۔ کمینہ۔ ۳ ایں جہاں۔ یعنی دنیا بمنزلہ پہاڑ ہے جس میں صدائے بازگشت ہوتی ہے۔ ع ہے گنبد کی صدا جیسی کہو ویسی سنے۔ چاشت۔ ناشتہ کا وقت۔ رقاق۔ چپاتیاں۔ قیماز۔ خادم۔ قاز۔ بطخ۔ دعویِ سرد۔ دعویٰ بغیر دلیل۔

برزن[۱] و بر فعلِ زن دل می نہید — عقلِ ناقص وانگہانے اعتمید

عورت اور عورت کے فعل پر اطمینان کرتے ہو — ناقص عقل ۔ اور پھر بھروسہ!

خویشتن را بر علیؓ و بر نبیؐ — بستہ است اندر زمانہ بس غبی

اپنے آپ کو علی رضؓ اور نبیؐ سے — وابستہ کر دیا ہے دنیا میں بہت سے بیوقوفوں نے

ہر کہ[۲] باشد از زنا و زانیاں — ایں بَرَد ظن در حقِ ربانیاں

جو شخص زنا، اور زانیوں کی اولاد ہو — وہ خدا والوں کے ساتھ ایسا گمان کرتا ہے

ہر کہ بر گردد سرش از چرخہا — ہمچو خود گردندہ بیند خانہ را

جس کسی کا سر گھومنے سے چکرا جاتا ہے — وہ گھر کو اپنا جیسا چکرانے والا سمجھتا ہے

آنچہ گفت آں باغبانِ بوالفضول — حالِ او بُد دور از اولادِ رسولؐ

اُس بکواسی باغبان نے جو کچھ کہا — خود اُس کا حال تھا، رسولؐ کی اولاد سے دُور

گر نہ بودے او نتیجہ مرتداں — کے چنیں گفتے برائے خانداں

اگر وہ مرتدوں کا نطفہ نہ ہوتا — خاندانِ (نبوت) کے لئے ایسا کب کہتا؟

خواند افسونہا شنید آں راقیہ — در پیش رفت آں ستمگارِ سفیہ

اُس نے منتر پڑھے، مولوی نے وہ سُنے — وہ اَحمق ظالم اُس کے تابع بن گیا

گفت[۳] اے خر اندریں باغ کہ خواند — از پیمبر دُزدیت میراث ماند

بولا اے گدھے! اِس باغ میں تجھے کس نے بلایا ہے؟ — پیمبر سے ورثہ میں تجھے چوری ملی

شیر را بچہ ہمی ماند بدو — تو بہ پیغمبر بچہ می مانی بگو

شیر کا بچہ اُس کے مشابہ ہوتا ہے — بتا تجھ میں پیغمبرؐ کی کیا مشابہت ہے؟

با شریف آں کرد آں دونِ ز کجی — کہ کُند با آلِ یٰسین خارجی

کجی سے اُس کمینہ نے سید کے ساتھ وہ کیا — جو خاندانِ نبوت کے ساتھ خارجی کرتا ہے

تا چہ کیں دارند دائم دیو و غول — چوں یزید و شمر با آلِ رسولؐ

دیکھو! شیطان اور بھتنے کس قدر مستقل کینہ رکھتے ہیں — یزید اور شمر کی طرح، رسولؐ کی اولاد کیساتھ

شُد شریف از زخمِ آں ظالم خراب — با فقیہ او گفت با چشمِ پُر آب

سید اُس ظالم کی مار سے برباد ہوا — آنسو بھری آنکھوں سے اُس نے مولوی سے کہا

پائیدارا کنوں کہ ماندی فرد و کم — چوں دُہل شو زخم می خور بر شکم

ٹھہر، اب جبکہ تو اکیلا اور کم رہ گیا — ڈھول بن جا۔ پیٹ پر مار کھا

---

۱ برزن۔ لسب کا معاملہ عورت کے قول و فعل پر مبنی ہے۔ اِعتمید۔ اعتماد کرو ختن۔ یعنی اِس زمانہ میں بہت سے بے وقوف اپنے آپکو آنحضورؐ اور حضرت علی رضؓ کی اولاد بتاتے ہیں۔

۲ ہر کہ۔ چونکہ گذشتہ شعر میں سید کے لئے باغبان کے نامناسب قول کا ذکر تھا اِس لئے مولانا اظہار کرتے ہیں کہ دوسروں کو حرامی کہنا خود حرامی ہونے کی دلیل ہے۔ ربانیاں۔ یعنی اہلِ بیت۔ ہر کہ۔ جیسے خود چکرانے والے کو گھر چکراتا نظر آتا ہے اِسی طرح حرامی کو دوسرے حرامی نظر آتے ہیں۔ نتیجہ۔ یعنی اولاد و نطفہ۔ مرتد۔ دین سے منحرف ہو جانے والا۔ خاندان۔ یعنی اہلِ بیت۔ ستمگار۔ یعنی باغبان۔ سفیہ۔ بے وقوف۔

۳ گفت۔ یعنی باغبان نے شریف سے کہا تیرا اث چونکہ وہ آلِ رسول تھا آئی۔ مانند ہستی۔ یٰسین۔ بعض مفسرینؒ نے اِس کو آنحضورؐ کا نام قرار دیا ہے۔ خارجی۔ وہ لوگ تھے جو حضرت علیؓ سے منحرف ہو کر اُن کی تکفیر کرنے لگے تھے۔ یزید۔ ابن معاویہؓ اسی کے دَورِ حکومت میں حضرت امام حسینؓ کو کربلا میں شہید کیا گیا۔ شمر۔ وہ بدنصیب جو حضرت امام حسینؓ کا قاتل تھا۔ پائندار۔ ٹھہر۔ فرد۔ تنہا۔ دہل۔ ڈھول۔

گر شریف و لایق و ہمدم نیَم
میں اگر سید اور لائق اور ساتھی نہیں ہوں
از چنیں ظالم[1] ترا من کم نیَم
تیرے لئے اس ظالم سے کم نہیں ہوں

مر مرا دادی بدیں صاحب غرض
تو نے مجھے اس خود غرض کے سپرد کر دیا
احمقی کردی ترا بئس العوض
تو نے بیوقوفی کی، تیرے لئے بُرا بدلہ ہے

شُد از و فارغ بیامد کاے فقیہ
وہ اُس سے نبٹا، آیا کہ او مولوی!
چہ فقیہی اے تو ننگ ہر سفیہ
تو کیا مولوی ہے؟ تو تو ہر احمق کے لئے ننگ ہے

فتویت اینست اے بریدہ دست
اے ہتھ کٹے! تیرا یہ فتویٰ ہے
کاندر آئی و نگوئی امر ہست
کہ اندر آجائے اور نہ کہے کہ اجازت ہے

ایں چنیں رخصت بخواندی در وسیط
اس طرح کا جواز تو نے وسیط میں پڑھا ہے
یا بدست ایں مسئلہ اندر محیط
یا یہ مسئلہ محیط میں ہے

ایں بگفت و دست بر وے بر کشاد
یہ کہا اور اُس پر ہاتھ چھوڑ دیا
دست او کین دلش را داد داد
اُس کے ہاتھ نے دل کے کینہ کی خوب داد دی

گفت حقست بزن و ستت رسید
اس نے کہا تجھے حق ہے، مار تیرا قابو چل گیا
ایں سزائے آنکہ از یاراں برید
یہی اُس کی سزا ہے جو دوستوں سے کٹا

من سزاوارم بایں و صد چنیں
میں اِس اور اِس جیسی سینکڑوں کا مستحق ہوں
تا چرا ببریدم از یاراں بکیں
کینہ میں دوستوں سے کیوں کٹا،

گوش کردم آں ہمہ افسوس[2] تو
تیری سب ملامت میں نے سُنی
میزنم بر سر کہ شُد ناموس تو
سر پر (دھتڑم) مارتا ہوں کہ تیری عزت گئی

زد ورا القصّہ بسیار و بخست
قصہ مختصر اُس کو بہت مارا اور چورا کر دیا
کرد بیرونش ز باغ و در ببست
اُس کو باغ سے نکلا اور دروازہ بند کر دیا

ہر کہ[3] تنہا ماند از یاران خود
جو اپنے دوستوں سے الگ رہ گیا
ایں چنیں آید مر او را جملہ بد
اِس طرح کی سب خرابیاں اُس پر آتی ہیں

ایں عیادت از برائے ایں صلہ ست
یہ بیمار پرسی اِس تعلق کے لئے ہے
ویں صلہ از صد محبت حاملہ ست
اور یہ تعلق سینکڑوں محبتوں کا حامل ہے

رجعت بقصۂ مریض و عیادت رفتن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

مریض اور آنحضورؐ کے مریض پرسی کے لئے جانے کے قصہ کی طرف رجوع

---

[1] ظالم۔ یعنی باغبان۔ بئس العوض۔ بُرا بدلہ۔ فتویت۔ فتوائے تو۔ امر۔ حکم، اجازت۔ وسیط۔ امام غزالی کی مشہور کتاب ہے محیط۔ حنفی فقہ کی مشہور کتاب ہے۔

[2] افسوس۔ ملامت۔ ناموس۔ عزت۔

[3] ہر کہ۔ مجمع اور جماعت سے علیحدگی کا یہی انجام ہوتا ہے۔ ایں عیادت۔ عیادت سے جماعتی زندگی بنتی ہے۔

در عیادت شد رسول بے ندیدؐ[1] — آں صحابی را بحالِ نزع دید
بے نظیر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بیمار پرسی کیلئے روانہ ہوئے — اُن صحابی کو نزع کی حالت میں دیکھا

چوں شُدی دُور از حضورِ اولیا — در حقیقت گشتۂ دُور از خدا
جب تو اولیا کے پاس حاضری سے دُور ہو گیا — حقیقتاً تو خدا سے دُور ہو گیا ہے

چوں نتیجہ ہجرِ ہمراہاں غم ست — کے فراقِ روئے شاہاں زاں کمست
جبکہ ساتھیوں کی جدائی کا نتیجہ غم ہے — شاہوں کے حضور سے جدائی اِس سے کب کم ہے؟

سایۂ شاہاں طلب ہر دم شتاب — تا شوی زاں سایہ بہتر ز آفتاب
شاہوں کا سایہ طلب کر اور ہر وقت دوڑتا رہ — تاکہ تو اُس سایہ کی وجہ سے سورج سے بہتر ہو جائے

رَو بجُستُ اندر پناہِ مُقبِلے[2] — بُو کہ آزادت کُند صاحبدلے
کسی با اقبال کی پناہ میں جا پڑ — شاید کوئی صاحبِ دل تجھے آزادی دیدے

گر سفر داری بدیں نیت برو — ور حَضَر باشد ازیں غافل مشو
اگر سفر کرنا ہے اِس نیت سے جا — اگر اقامت ہو (تو بھی) اُس سے غافل نہ ہو

دَر بدر می گرد و میرَو کو بکو — جُستجو کن جُستجو کن جُستجو
در بدر پھر، کوچہ بکوچہ جا — تلاش کر، تلاش کر، تلاش

تا توانی ز اولیا رُو بر متاب — جہد کُن وَاللہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
جب تک ہو سکے اولیا سے مُنہ نہ موڑ — کوشش کر، اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

گفتنِ شیخے مر بایزیدؒ[3] را کہ کعبہ منم گردِ من طواف کُن

ایک شیخ کا بایزیدؒ سے کہنا کہ میں کعبہ ہوں تو میرا طواف کرلے

سُوئے مکہ شیخِ اُمت بایزیدؒ — از برائے حج و عُمرہ می دَوید
اُمت کے شیخ بایزیدؒ مکہ کی جانب — حج اور عمرہ کے لئے جا رہے تھے

اُو بہر شہرے کہ رفتے از نخُست — مر عزیزاں را بکردے باز جُست
وہ جس شہر میں جاتے ابتدائً — خاصانِ خدا کی تلاش کرتے

گرد می گشتے کہ اندر شہر کیست — کو بر ارکانِ بصیرت مُتّکی ست
چکر کاٹتے کہ شہر میں کون ہے — جو طریقت کے ستونوں پر ٹیک لگائے ہو؟

گفت حق اندر سفر ہر جا روی — باید اوّل طالبِ مَردے شوی
(اللہ تعالٰی) نے فرمایا جس جگہ تو سفر میں جائے — یہ چاہیئے کہ ابتدائً تو مرد (حق آگاہ) کا طالب بنے

۱؎ بے ندید۔ مثال، نظیر نزع۔ جانکنی۔ چوں شدی۔ مولانا عیادت کے قصہ کو پورا کرنا چاہتے تھے لیکن اولیاء کی صحبت کی ترغیب کے بیان نے مولانا کو وہ پورا نہ کرنے دیا اور پھر صحبتِ اولیاء کی بات شروع کر دی۔ چوں نتیجہ۔ اگر اہل اللہ سے دوری قربِ حق سے محرومی کا سبب نہ بھی ہو تو جدائی کا غم ہی کیا کم ہے۔ بہتر ز آفتاب۔ سورج تو ظاہری انوار پہنچاتا ہے اولیاءؒ کے فیض سے باطنی نور حاصل ہوتا ہے۔

۲؎ مُقبِلے۔ یعنی ولی اللہ۔ صاحبدل۔ ولی اللہ، اُس کی صحبت خواہشاتِ نفسانی سے آزاد کر دیتی ہے۔ گر۔ انسان سفر میں ہو یا حضر میں ہر حالت میں اولیاء اللہ کی صحبت کی جستجو کرے۔

۳؎ بایزیدؒ۔ بسطامی مشہور ولی گزرے ہیں۔ عزیزاں۔ اولیاء اللہ۔ ارکانِ بصیرت۔ یعنی شرائطِ طریقت۔ متکی۔ تکیہ لگانے والا۔ گفت حق۔ یعنی اللہ نے بایزیدؒ کے دل میں الہام فرمایا۔ مرد۔ یعنی ولی اللہ۔

قصدِ[١] گنجے کن کہ ایں سود و زیاں | در تبع آید تو آں را فرع داں
خزانہ کا ارادہ کر، کیونکہ یہ نفع و نقصان | تبعاً حاصل ہو جائے گا اُس کو تو فرع سمجھ

ہر کہ کارد قصدِ گندم باشدش | کاہ خود اندر تبع می آیدش
جو بوتا ہے اُس کا قصد گیہوں کا ہوتا ہے | بھوسا تبعاً اُس کو حاصل ہو جاتا ہے

گر بکاری جو نیاید گندمے | مردمے جو مردمے جو مردمے
تو اگر جو بوئے گا گیہوں نہ اُگے گا | کسی مردِ حق کی تلاش کر، کسی مردِ حق کی تلاش کر، کسی مردِ حق کی

قصدِ کعبہ کن چو وقتِ حج بود | چونکہ رفتی مکہ ہم دیدہ شود
جب حج کا زمانہ ہو کعبہ کا قصد کر | جب تو پہنچے گا مکہ بھی دیکھ لیا جائے گا

قصد در معراج دیدِ دوست بود | در تبع عرش و ملائک ہم نمود
معراج میں دوست کے دیدار کا قصد تھا | تبعاً عرش اور فرشتے بھی دکھائی دیئے

سیدِ[٢] الاعمالُ بالنیات گفت | نیتِ خیرت بسے گلہا شگفت
سید (المرسلین) نے فرمایا اعمال نیتوں کے ہیں | تیری اچھی نیت سے بہت سے پھول کھلے ہیں

نیتِ مومن بود بہ از عمل | ایں چنیں فرمود سلطانِ دُوَل
مومن کی نیت عمل سے بہتر ہوتی ہے | سلطنتوں کے بادشاہ نے اسی طرح فرمایا ہے

حکایت[٣] خانہ ساختنِ مریدے و امتحان پیر مرید را
ایک مرید کا مکان بنانے اور پیر کا مرید کے امتحان لینے کا قصہ

خانۂ نو ساخت روزے یک مرید | پیر آمد خانۂ او را بدید
ایک مرید نے ایک وقت نیا گھر بنایا | پیر آیا، اُس نے اُس کے گھر کو دیکھا

گفت شیخ آں نو مریدِ خویش را | اِمتحاں کرد آں نکو اندیش را
شیخ نے اپنے اِس نئے مرید سے فرمایا | اُس خیر اندیش کا اِمتحان لیا

روزن از بہر چہ کردی اے رفیق | گفت تا نور اندر آید زیں طریق
اے دوست! تو نے روشندان کس لئے بنایا ہے | اُس نے کہا تاکہ اِس راستے سے روشنی اندر آئے

گفت آں فرع ست ایں باید نیاز | تا ازیں رہ بشنوی بانگِ نماز
فرمایا یہ تو فرع ہے یہ طاعت کیلئے ہونا چاہیئے | تاکہ تو اِس راستے سے اذان سُنے

نور خود اندر تبع می آیدت | نیتِ آں کن کہ آں می باید
روشنی تبعاً خود تیرے پاس اندر آئے گی | اُسی نیت کر جسکی نیت کرنی چاہیئے

[١] قصدِ گنجے: یعنی سفر کا اصل مقصد کسی ولی اللہ کی زیارت کرنا ہو سفر کے دوسرے منافع تبعاً حاصل کر، ان کو فرع سمجھ۔ ہر کہ: جس طرح کاشتکار کا اصل مقصد گیہوں ہے بھوسا ضمناً حاصل ہو جاتا ہے۔ قصدِ کعبہ: حج کا مقصد اصل کعبہ کی زیارت ہے مگر شہر کی تبعاً زیارت ہو جاتی ہے۔ معراج: آنحضور ﷺ کا مقصد معراج میں دیدارِ باری تھا عرش و ملائک کا دیدار تبعاً حاصل ہو گیا۔

[٢] سید: آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یعنی اعمال کا مدار نیت پر ہے جیسی نیت ہو گی ویسا ہی اُس عمل کا نتیجہ ہو گا۔ نیت: حدیث شریف ہے نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ وَ عَمَلُ الْمُنَافِقِ خَیْرٌ مِّنْ نِّیَّتِہٖ یعنی مومن کی نیت عمل سے بھی بہتر ہوتی ہے اور منافق کا عمل نیت سے بہتر ہوتا ہے یعنی منافق جو عمل کرتا ہے اُس میں فاسد نیت ہوتی ہے۔

[٣] حکایت: اِس حکایت کا منشاء یہ ہے کہ عمل میں اصلی مقصد کی نیت کرنی چاہیئے ادنیٰ مقصد خود حاصل ہو جائیگا تو چونکہ یہ مرید ابھی شیخ کی تعلیمات سے پورا استفید نہیں ہوا تھا اس لئے روشندان۔ گھر میں روشندان رکھنے کا ارادہ بہتر ہے کہ اُس کا مقصد ذکر اللہ اور اذان کی آمد کو قرار دے، روشنی روشندان سے خود حاصل ہو ہی جائیگی۔

بایزیدؒ اندر سفر جُستے بسے
بایزیدؒ نے سفر میں بہت تلاش کیا
تا بیابد خضرِ وقتِ خود کسے
تاکہ کسی اپنے وقت کے خضر کو پالے

دید پیرے با قدے ہمچوں ہلال[1]
ایک بوڑھے، ہلال جیسے قد والے کو دیکھا
یافت در وے فرّ و گفتارِ رجال
اُسمیں مردانِ (حق آگاہ) کی شان اور گفتگو پائی

دیدہ نابینا و دل چوں آفتاب
آنکھوں سے نابینا، اور دل سورج کی طرح
ہمچو پیلے دیدہ ہندستان بخواب
اُس ہاتھی کی طرح جس نے ہندستان کو خواب میں دیکھا ہو

چشم بستہ[2] خفتہ بیند صد طرب
آنکھیں بند کئے ہوئے سوتا ہوا سو مستیاں دیکھتا ہے
چوں کشاید آں نہ بیند اے عجب
جب (آنکھ) کھولتا ہے تعجب ہے وہ کچھ نہیں دیکھتا

بس عجب در خواب روشن می شود
خواب میں بہت سے عجائب دیکھتا ہے
دل درونِ خواب روزن می شود
نیند میں، دل روشندان بن جاتا ہے

آنکہ بیدار است و بیند خوابِ خوش
جو بیدار ہے اور اچھی خواب دیکھتا ہے
عارف است اُو خاکِ اُو در دیدہ کش
وہ عارف باللہ ہے اُسکی خاک (قدم) آنکھوں میں لگا

بایزیدؒ اُو را چو از اقطاب یافت
اُن کو بایزیدؒ نے جب قطبوں میں سے پایا
مسکنت بنمود و در خدمت شتافت
انکساری دکھائی، اور اُن کی خدمت میں دوڑ گئے

پیشِ اُو بنشست و می پرسید حال
اُن کے سامنے بیٹھے اور احوال دریافت کئے
یافتش[3] درویش و ہم صاحب عیال
اُن کو نادار، اور عیال دار پایا

گفت عزمِ تو کجا اے بایزیدؒ
اُنھوں نے کہا، اے بایزیدؒ تیرا کہاں کا ارادہ ہے؟
رختِ غربت را کجا خواہی کشید
سامانِ سفر کہاں لے جائے گا؟

گفت عزمِ کعبہ دارم از وَلہ
(بایزیدؒ) نے کہا شوق کی وجہ سے کعبہ کا قصد ہے
گفت ہیں با خود چہ داری زادِ رہ
فرمایا اچھا! راستہ کا خرچہ کتنا رکھتا ہے؟

گفت دارم از درم نقرہ دویست
کہا چاندی کے دو سَو درہم رکھتا ہوں
نک بہ بستہ سخت بر گوشہ ردیست
یہ چادر کے کونے میں مضبوط بندھے ہوئے ہیں

گفت طوفے کُن بگردم ہفت بار
اُنھوں نے فرمایا میرے گرد سات بار طواف کرلے
وِیں نکوتر از طوافِ حج شمار
اور اس کو حج کے طواف سے بہتر سمجھ

واں دِرمہا پیشِ من نہ اے جواد
اے سخی! اور وہ درہم میرے سامنے رکھدے
داں کہ حج کردی و شد حاصل مُراد
سمجھ لے کہ تونے حج کر لیا اور مقصد پورا ہوگیا

---

[1] ہمچو ہلال۔ وہ شیخ بڑھاپے کی وجہ سے خمیدہ کر تھے۔ رجال۔ یعنی اولیاء اللہ۔ دیدہ نابینا۔ یعنی وہ شیخ دل کی آنکھوں سے عالمِ ملکوت کی سیر کر کے مسرور تھے جس طرح ہاتھی جو ہندوستان کا جانور ہے غیر ملک میں جا کر جب ہندوستان کو خواب میں دیکھتا ہے تو مسرور ہوتا ہے۔

[2] چشم بستہ۔ اولیاء اللہ آنکھیں بند کر کے جب عالمِ ملکوت کی سیر کرتے ہیں تو انکو عجائبِ قدرت نظر آتے ہیں جو آنکھیں کھولنے پر نظر نہیں آتے۔ درونِ خواب۔ یعنی جب آنکھیں بند ہوتی ہیں تو دل عالمِ ملکوت کا روشندان بنجاتا ہے۔ آنکہ۔ اولیاء اللہ بیداری میں آنکھیں بند کر کے وہ حسین منظر دیکھتے ہیں جو عام انسان کو خواب میں نظر آجایا کرتے ہیں۔

[3] یافتش۔ وہ شیخ تنگدست تھے اور عیالداری بہت تھی۔ ولہ۔ عشق، شوق۔ ردیست۔ ردا است۔ طوفے کن۔ شیخ کا بایزیدؒ کو اپنے طواف کا حکم دینا غلبۂ حال میں تھا ورنہ طواف بنظرِ عبادت کعبہ کے علاوہ جائز نہیں ہے۔ نکوتر از حج۔ بایزیدؒ کا نفلی حج ہوگا اس لئے یہ فرمایا ایسی صورت میں حج سے بہتر حاجتمند اولیاء پر روپیہ صرف کر دینا ہے۔ حج کردی۔ کیونکہ اس صورت میں حج سے بھی زیادہ ثواب مل جائیگا۔

عمرہ کردی عمر^۱^ باقی یافتی — صاف گشتی بر صفا بشتافتی

تو نے عمرہ کر لیا اور باقی رہنے والی زندگی حاصل کر لی — تو پاک ہو گیا (کوہ) صفا (پر ابھی) دوڑ لیا

حقِ آں حقّے کہ جانت دیدہ است — کہ مرا بر بیتِ خود بگزیدہ است

اُس خدا کی قسم جس کو تیری روح نے دیکھا ہے — کہ اُس نے اپنے گھر پر مجھے فضیلت بخشی ہے

کعبہ^۲^ ہر چندیکہ خانہ برِّ اوست — خلقتِ من نیز خانہ سرِّ اوست

ہر چند کہ کعبہ اُس کی عبادت کا گھر ہے — میرا وجود بھی اُس کے اسرار کا گھر ہے

تا بکرد آں خانہ را در وے نرفت — واندریں خانہ بجز آں حی نرفت

جب سے اُس نے وہ گھر بنایا ہے اُس میں نہیں گیا ہے — اور اس گھر میں اُس حیّ (و قیوم) کے علاوہ کوئی نہیں گیا ہے

چوں مرا دیدی خدا را دیدۂ — گردِ کعبہ صدق بر گردیدۂ

جب تو نے مجھے دیکھا تو گویا خدا کو دیکھا ہے — سچائی کے کعبہ کے گرد تو نے طواف کیا ہے

خدمتِ من طاعت و حمدِ خداست — تا نہ پنداری کہ حق از من جداست

میری خدمت اللہ (تعالیٰ) کی عبادت اور حمد ہے — خبردار! کبھی نہ سمجھنا کہ اللہ (تعالیٰ) مجھ سے جدا ہے

چشم نیکو باز کن در من نگر — تا بہ بینی نورِ حق اندر بشر

اچھی طرح آنکھ کھول، مجھے دیکھ — تاکہ تو بشر میں اللہ (تعالیٰ) کا نور دیکھے

بایزیدا^۳^ کعبہ را دریافتی — صد بہا و عزّ و صد فر یافتی

اے بایزیدؒ! تو نے کعبہ پا لیا — سینکڑوں قیمتیں اور عزتیں سینکڑوں شان و شوکت پا لی ہیں

کعبہ را یکبار "بیتی" گفت یار — گفت "یا عبدی" مرا ہفتاد بار

دوست (اللہ تعالیٰ) نے کعبہ کو ایک بار "میرا گھر" کہا ہے — مجھے ستر بار "اے میرے بندے" کہا ہے

بایزید رح آں نکتہا را ہوش داشت — ہمچو زریں حلقہ اش در گوش داشت

(حضرت) بایزید رحؒ نے اُن نکتوں کو یاد کر لیا — سونے کے بالے کی طرح اُن کو کان میں پہنا

آمد از وے بایزیدؒ اندر مزید — منتہی در منتہیٰ آخر رسید

اُن سے بایزید رحؒ بڑھوتری میں پہنچے — کامل (مرید) مرتبۂ کمال میں پہنچے

دانستنِ پیمبر کہ سببِ رنجوری آں شخص گستاخی بودہ است در دعا

آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جان لینا کہ اُس شخص کی بیماری کا سبب دعا میں گستاخی تھی

چوں پیمبر دید آں بیمار را — خوش نوازش کرد یارِ غار را

جب پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُس بیمار کو دیکھا — سچے دوست پر اچھی نوازش کی

۱؎ عمر باقی۔ ابدی زندگی۔ صفا۔ کوہ صفا پر سعی کرنے سے باطنی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ مرا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کو خطاب کر کے فرمایا تھا کہ مومن تجھ سے افضل ہے۔

۲؎ کعبہ۔ یعنی عبادتخانہ ہے۔ خانہ سر۔ یعنی اسرارِ الٰہی کا مخزن ہے۔ تا بکرد۔ یعنی حضرت حق جل مجدہ کو جو تعلق قلبِ مومن سے ہے وہ تعلق کعبہ سے نہیں ہے اسی لئے قلبِ مومن تجلیاتِ باری کا زیادہ مظہر ہے۔ چوں مرا۔ اتحاد کی وجہ سے اہل اللہ کی زیارت گویا خدا کی زیارت ہے۔

۳؎ بایزیدا۔ یعنی میری زیارت کعبہ کی زیارت ہے۔ کعبہ را۔ قرآن میں مذکور ہے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کو خطاب کر کے فرمایا گیا۔ "طَہِّرَا بَیْتِیَ" "تم دونوں میرے گھر کو پاک کرو۔" یا عبدی۔ مومن جب بھی سورہ فاتحہ پڑھتا ہے اور "اِہْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ" "ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرما" پر پہنچتا ہے تو حضرت حق کی جانب سے کہا جاتا ہے۔ لِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ۔ میرے بندے کیلئے ہے جو اس نے مانگا۔ آمد۔ اِس گفتگو سے حضرت بایزیدؒ کے مقام بڑھے پہلے بھی ولایت کا کمال حاصل تھا اس گفتگو سے مزید کمال حاصل ہوا۔ یارِ غار۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ چونکہ غارِ ثور میں ہجرت کے وقت آنحضورؐ کے ساتھ تھے، "دوست"۔

زندہ[1] شد چوں اُو پیمبر را بدید | گوئی آں دم حق مرا اُورا آفرید
جب اُس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اُس | تو کہیگا اللہ نے اُسی وقت اُسکو پیدا فرمایا ہے

گفت بیماری مرا ایں بخت داد | کامد ایں سلطان بر من بامداد
اُس نے کہا بیماری نے مجھے یہ نصیبہ دیا | کہ صبح صبح یہ شاہ میرے پاس آئے

تا مرا صحّت رسید و عافیت | از قدوم ایں شہِ پُر خاصیت
یہاں تک کہ مجھے صحت اور آرام حاصل ہوگیا | اِس پُر خاصیت شاہ کی تشریف آوری سے

اے خجستہ رنج و بیماری و تب | اے مبارک درد و بیداریِ شب
مبارک ہے مرض، اور بیماری اور بخار | مبارک ہے درد اور یہ رات کا جاگنا

نک مرا در پیری از لطف و کرم | حق چنیں رنجوری داد و سقم
یہ کہ لطف و کرم سے بڑھاپے میں | اللہ تعالےٰ نے ایسی بیماری اور مرض عنایت کیا

دردِ پُشتم داد تا من ہم ز خواب | بر جہم بر نیم شب لابد شتاب
کمر میں درد عطا کیا تاکہ میں نیند سے | لامحالہ جلدی سے آدھی رات کو اُٹھ بیٹھوں

تا نہ خسپم جملہ شب چوں گاؤمیش | دردہا بخشید حق از لطفِ خویش
تاکہ تمام رات بھینس کی طرح نہ سووُں | اللہ تعالےٰ نے اپنی مہربانی سے ایسے درد عطا کئے

زیں[2] شکست آں رحمِ شاہاں جوش کرد | دوزخ از تہدیدِ من خاموش کرد
اِس شکستگی کی وجہ سے شاہ کا وہ رحم جوش میں آگیا | کہ دوزخ کو میرے ڈرانے سے چُپ کردیا

رنج گنج آمد کہ رحمتہا دروست | مغز تازہ شد چو بخراشید پوست
مرض خزانہ بنا کیونکہ اُس میں رحمتیں ہیں | جب چھلکا چھیلا تازہ مغز نکل آیا

اے برادر موضعِ تاریک و سرد | صبر کردن بر غم و سستی و درد
اے بھائی تاریک اور سرد مقام میں | غم اور سستی اور درد پر صبر کرنا

چشمۂ حیوان و جامِ مستی است | کاں بلندیہا[3] ہمہ در پستی است
آبِ حیات کا چشمہ اور مستی کا جام ہے | اِس لئے کہ تمام بلندیاں پستی میں مُضمر ہیں

آں بہاراں مُضمرست اندر خزاں | پُر بہارست ایں خزاں مگریز ازاں
بہاریں خزاں میں پوشیدہ ہیں | یہ خزاں پُر بہار ہے اُس سے گریز نہ کر

ہمرہِ غم باش و با وحشت بساز | می طلب در مرگِ خود عمرِ دراز
غم کا ساتھی بن اور وحشت سے نباہ | اپنی موت میں دراز زندگی تلاش کر

---

[1] زندہ- یعنی اُن صحابی کو ازسرِ نو زندگی ملی ہے- سلطان- یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم- بامداد- صبح کا وقت- پُرخاصیت- بعض نسخوں میں بے خاصیت یعنی بے خادموں کے شہنشاہ- خجستہ- وہ بیماری جو رحمتوں کا سبب بنے مبارک ہے- نک- یہ بیماری عبادتوں کا سبب بن گئی، درد کمر کی وجہ سے لامحالہ رات کو اُٹھ بیٹھتا ہوں اور تہجد پڑھتا ہوں-

[2] زیں شکست- بیماری کے مبارک ہونے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے دوزخ کے عذاب سے نجات مل گئی- مغز- بیماری غفلت کے پردے چاک کردیتی ہے اور روح تازہ ہوجاتی ہے- اے برادر- مرض کی تکلیف پر صبر کرنا رحمتوں کا سبب ہے-

[3] بلندیہا- مراتب کی بلندیاں مصائب کی پستیوں میں پوشیدہ ہیں- تم غم و وحشت پر صبر کرو تو تمہیں ابدی زندگی حاصل ہوگی-

آنچہ گوید نفسِ[1] تو کاینجا بدست
تیرا نفس تجھ سے بھی کہے کہ یہاں بُرائی ہے

مشنوش چوں کارِ اُو ضد آمدست
اُس کی نہ سن کیونکہ اُس کا کام بالعکس ہے

تو خلافش کُن کہ از پیغمبراں
تو اُس کے خلاف کر کیونکہ پیغمبروں کی جانب سے

ایں چنیں آمد وصیت در جہاں
دنیا میں وصیت اسی طرح آئی ہے

مشورت[2] در کارہا واجب شود
کاموں میں مشورہ ضروری ہے

تا پشیمانی در آخر کم بود
تاکہ انجام کار پشیمانی نہ ہو

حیلہا کردند بسیار انبیا
نبیوں نے بہت سی تدبیریں کی ہیں

تا کہ گرداں شد بریں سنگ آسیا
تب اِس پاٹ پر چکی چلی ہے

نفس می خواہد کہ تا ویراں کند
نفس چاہتا ہے کہ تباہ کردے

خلق را گمراہ و سرگرداں کند
مخلوق کو گمراہ اور پریشان کردے

گفت اُمت مشورت با کہ کنیم
اُمت نے دریافت کیا ہم کس سے مشورہ کریں؟

انبیا گفتند با عقلِ امیم
انبیاء نے فرمایا رہبر کی عقل سے

گفت اگر کودک در آید یا زنے
دریافت کیا اگر بچہ یا عورت سامنے آئے

کو ندارد عقل و رایِ روشنے
جس میں عقل اور روشن رائے نہیں ہے

گفت با او مشورت کن وانچہ گفت
فرمایا اس سے مشورہ کر اور جو وہ کہے

تو خلافِ آں کُن و در راہ اُفت
تو اس کے خلاف کر، اور چل پڑ

نفسِ[3] خود را زن شناس از زن بتر
اپنے نفس کو عورت سمجھ، عورت سے (بھی) بدتر

زانکہ زن جزو ست نفست کلِ شر
اس لئے کہ عورت جزو ہے اور تیرا نفس پورا شر ہے

مشورت با نفسِ خود گر می کنی
اگر تو اپنے نفس سے مشورہ کرے

ہر چہ گوید کُن خلافِ آں دَنی
جو وہ کہے اُس کمینہ کے خلاف کر

گر نماز و روزہ می فرمایدت
اگر وہ تجھے نماز اور روزہ کا حکم دے

نفس مکّار ست مکرے زایدت
نفس مکار ہے۔ تجھ سے کوئی مکر کر رہا ہے

مشورت با نفسِ خویش اندر فعال
کاموں میں اپنے نفس سے مشورہ (کر سکتے ہو)

ہر چہ گوید عکسِ آں باشد کمال
وہ جو کچھ کہے اسکے بالعکس (کرنا) کمال ہے

بر نیائی با وے و استیزِ اُو
(اگر) اُس سے اور اُس کی لڑائی میں نہ جیتے

رو بَرِ یارے بگیر آمیزِ اُو
کسی یار کے پاس جا اُس سے میل جول کر

[1] نفس۔ نفسِ امارہ ہمیشہ بُرائی کی طرف مائل کرتا ہے اُس کے مشورے کے خلاف عمل کرو خلافش کُن۔ نفسِ امارہ کے خلاف کرنے کی تمام انبیاء نے وصیت و نصیحت کی ہے۔

[2] مشورت۔ بیشک شرعی طور پر مشورہ کرنے کا حکم ہے مشورے سے انجام کی پشیمانی سے نجات ملتی ہے لیکن نفس سے مشورہ مناسب نہیں ہے۔ حیلہا۔ انبیاء اور رسولوں کی تدبیروں سے لوگ ہدایت یافتہ بنے ہیں۔ نفس۔ نفسِ امارہ راہِ ہدایت کے خلاف مشورہ دے کر برباد کرنا چاہتا ہے۔ گفت۔ مشورہ عقلِ سلیم والے سے کرنا چاہیئے۔ امیم۔ امام کا اِمالہ ہے۔ گفت۔ شرعی حکم ہے کہ بچے اور عورت کا مشورہ قابلِ قبول نہیں ہے۔

[3] نفسِ خود۔ عورت کا مشورہ جبکہ ناقابلِ قبول ہے تو نفس کا اس سے بھی زیادہ ناقابلِ قبول ہونا چاہیئے۔ دَنی۔ کمینہ۔ گر نماز۔ ہوسکتا ہے کہ اُس کا مقصد یہ ہو کہ تو سمجھ لے کہ نفس اب مطمئنہ ہوگیا ہے اور مجاہدات کو ترک کردے۔ بر نیائی۔ اگر انسان خود نفس کا مقابلہ نہ کر سکے تو شیخ کی مدد حاصل کرے۔

عقل[1] قوّت گیرد از عقلِ دگر
عقل، دوسری عقل سے طاقت حاصل کرلیتی ہے
نیشکر کامل شود از نیشکر
نیشکر، نیشکر سے کامل ہوتی ہے

من ز مکرِ نفس دیدم چیزہا
میں نے نفس کے مکر سے بہت سی باتیں دیکھی ہیں
کو بَرد از مکرِ خود تمییزہا
وہ اپنے مکر کے ذریعہ اچھے بُرے کی تمیز ختم کر دیتا ہے

وعدہا بدہد ترا تازہ بدست
تیرے ہاتھ میں تازہ تازہ وعدے دیتا ہے
کو ہزاراں بار آنہارا شکست
جن کو اس نے ہزاروں بار توڑا ہے

عمر[2] اگر صد سال خود مہلت دہد
عمر اگر سو سال کی بھی فرصت دے
اُوت ہر روزے بہانہ نو نہد
وہ تجھے ہر روز نیا بہانہ سکھائے گا

گرم گوید وعدہائے سرد را
غلط وعدوں کو دُرست بتائے گا
جادوے مَردی بہ بندد مرد را
قوتِ مردمی کا جادو مردمی کو ختم کر دیتا ہے

اے ضیاء الحق حسام الدیں بیا
اے ضیاء الحق حسام الدین! آجا
کہ نہ روید بے تو از شورہ گیا
کہ تیرے شور زمین سے گھاس نہیں اُگتی

از فلک آویختہ شد پردۂ
آسمان سے ایک پردہ لٹکا دیا گیا ہے
از پے نفرین دل آزردۂ
دردمند دل کی ملامت کے لئے

ایں[3] قضا را ہم قضا داند علاج
اس تقدیر کا علاج بھی تقدیر ہی جانتی ہے
عقل خلقاں در قضا گیج ست و کاج
تقدیر کے معاملہ میں مخلوق کی عقل پراگندہ اور بھینگی ہے

اژدہا گشت ست آں مارِ سیاہ
وہ کالا سانپ، اژدہا بن گیا
آنکہ کرمے بُود افتادہ براہ
جو راستہ میں پڑا ہوا ایک کیڑا تھا

اژدہا و مار اندر دستِ تو
تیرے ہاتھ میں اژدہا اور سانپ
شد عصا اے جانِ موسیٰ مستِ تو
لاٹھی بن گیا اے وہ کہ (حضرت) موسیٰ کی جان تجھ سے مست ہے

حکمِ خُذْهَا لَا تَخَفْ دادت خدا
خدا نے تجھے "اس کو پکڑ لے، نہ ڈر" کا حکم دیا ہے
تا بدستت اژدہا گردد عصا
تاکہ تیرے ہاتھ میں اژدہا لاٹھی بن جائے

ہیں یدِ بیضا نما اے بادشاہ
ہاں، اے بادشاہ، یدِ بیضا دکھا دے
صبحِ نو بکشا ز شبہائے سیاہ
کالی راتوں میں سے نئی صبح نمودار کر دے

دستِ تو - یعنی ضیاء الحق حسام الدین کو اللہ نے وہ روحانیت دی ہے جسکے ذریعہ وہ نفس کو راہِ راست پر لا سکتے ہیں۔ خُذْهَا - قرآن میں ہے۔ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ جب موسیٰ کی لاٹھی سانپ بنگئی تو وہ ڈرے تب حکم ہوا اسکو پکڑ لو اور نہ ڈرو۔ یدِ بیضا - موسیٰ نے بغل میں ہاتھ ڈالکر نکالا تو وہ سفید چمکیلا بنکر نکلا تھا۔ یعنی ضیاء الحق تم بھی اپنی روشن ضمیری سے کام لیکر نفس کی اصلاح کرو۔

[1] عقل - مرید کی عقل شیخ کی عقل کے ساتھ مل کر قوی ہو جائیگی۔ نےشکر - گنا اگر کسی اور کھیتی میں بو یا جائے تو اچھا نہ ہوگا۔ بعض نسخوں میں پیشہ گر ہے یعنی عام پیشوں میں بھی اُستاد سے ہی کمال حاصل ہوتا ہے۔ تمییزہا نفس اچھے بُرے کی تمیز ختم کر دیتا ہے۔
[2] عمر - انسان کی طویل عمر میں بھی نفس ہر روز ایک بہانہ نیکی نہ کرنے کا تراشتا رہتا ہے۔ وعدہائے سرد پرانے وعدے جو پورے نہیں ہوئے ہیں۔ جادو - مشہور ہے کہ جادو کے ذریعہ مرد کو عورت سے باندھ دیا جاتا ہے پھر وہ مرد عورت کے قابل نہیں رہتا۔ یعنی نفس ایسا جادو کر دیتا ہے کہ نیکی پر قدرت نہیں رہتی ۔۔۔ از شورہ - شوریلی زمین میں گھاس اُگانا بہت مشکل ہے لہٰذا ہر مشکل کام کے لئے یہ محاورہ بولا جاتا ہے۔ از فلک - نفس کی مکاریوں کا ایک پردہ ہے جو آسمان سے آویزاں ہے تاکہ مبتلا ملامت کا مستحق بنے۔
[3] ایں قضا - نفس کی مکاریاں بھی قضاءِ خداوندی سے ہیں تو قضاءِ خداوندی ہی اس کا علاج کر سکتی ہے انسانی عقل اس کے علاج سے عاجز ہے۔ گیج - پراگندہ، پریشان۔ کاج - بھینگا۔ اژدہا - نفس ایک معمولی کیڑا تھا سانپ بنا، سانپ سے اژدہا بن گیا۔

دوزخے افروخت بر وے دم فسوں
اُس (نفس) نے دوزخ بھڑکا دی ہے اُس پر پھونک مارکے

اے دم[۱] تو از دمِ دریا فزوں
اے وہ کہ تیری پھونک دریا کی ہمت سے بڑھکر ہے

بحر مکارست و بنمودہ کفے
(وہ نفس) مکار سمندر ہے، جھاگ دکھائی دیتا ہے

دوزخ ست از مکر بنمودہ تفے
دوزخ ہے مکر سے (معمولی) حرارت دکھائی دیتا ہے

زاں نماید مختصر در چشمِ تو
تیری نگاہ میں اس وجہ سے مختصر نظر آتا ہے

تا زبوں بینیش جُنبد خشمِ تو
تاکہ تو اس کو حقیر سمجھے اور تیرا غصہ حرکت میں آجائے

ہمچناں کہ لشکرِ انبوہ بود
جیسا کہ لشکر بہت تھا

مر پیمبر را بہ چشم اندک نمود
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نظر میں مختصر نظر آیا

تا[۲] بر ایشاں زد پیمبر بے خطر
یہانتک کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُس پر بلا جھجک حملہ کر دیا

ور فزوں دیدے ازاں کردے حذر
اگر زیادہ دیکھتے اُس سے ہچکچاتے

آں نمائش بود فضلِ ایزدی
یہ دکھاوا اللہ تعالیٰ کا کرم تھا

احمدا[۲] ورنہ تو بددل می شدی
ورنہ اے احمدؐ! تم بددل ہو جاتے

کم نمود اُو را و اصحاب وُرا
اُن کو اور اُن کے ساتھیوں کو کم دکھایا

آں جہادِ ظاہر و باطن خدا
اللہ (تعالیٰ) نے ظاہری و باطنی جہاد

تا میسر کرد یُسرے را برو
یہانتک کہ آپ کو سہولت میسر کر دی

تا ز عُسرے اُو نگردانید رُو
جبکہ اُنھوں نے دشواری سے مُنہ نہ موڑا

کم نمودن[۳] مر وُرا پیروز بود
اُن کو کم دکھانا کامیابی تھی

زاں نمودن روزِ اُو نوروز بود
اِسلئے کہ اِس طرح دکھانا اُن کیلئے عید کا دن تھا

کم نمودن بس خجستہ روز بود
کم دکھانا بہت مبارک دن تھا

کہ حقش یار و طریق آموز بود
کیونکہ اللہ (تعالیٰ) اُن کا دوست اور راہنما تھا

آنکہ حق پشتش نباشد در ظفر
وہ شخص جس کا کامیابی میں خدا مددگار نہ ہو

وانکہ خرگوشش نماید شیرِ نر
سمجھ لے اُس کو خرگوش نر شیر نظر آتا ہے

وائے گر صد را یکے بیند ز دور
اُس پر افسوس ہے اگر دور سے سَو کو ایک سمجھ بیٹھے

تا بجالش اندر آید از غرور
تاکہ دھوکے میں حملہ کر بیٹھے

زاں نماید ذوالفقارے حربۂ
چونکہ اُس کو ذوالفقار ایک نیزہ نظر آتی ہے

زاں نماید شیرِ نر چوں گربۂ
چونکہ اُس کو نر شیر ایک بلی نظر آتی ہے

ے۱ اے دم تو۔ اے طبیبِ حق تمہارا پھونکنا اُس دوزخ کی آگ کو بجھانے میں سمندر سے بڑھا ہوا ہے۔ جو نفس بظاہر حقیر معلوم ہوتا ہے لیکن شدید تباہی کا سبب ہے۔ کف۔ سمندر کا جھاگ۔ تف۔ گرمی۔ زاں نماید۔ اللہ کا کرم ہے کہ نفس تمہیں چھوٹا نظر آتا ہے ورنہ اُس سے مقابلہ کی ہمت چھوڑ بیٹھتے۔ ہمچناں۔ جنگِ بدر میں دشمنوں کو حقیر کرکے دکھانے کی یہی مصلحت خداوندی تھی۔

ے۲ تا۔ اگر کافروں کی تعداد زیادہ نظر آتی تو حملہ کرنے میں پس و پیش کرنا پڑتا۔ نمائش یعنی تھوڑا کرکے دکھانا۔ آں جہاد۔ جنگِ بدر کا جہاد باطنی بھی تھا اور جسمانی بھی۔ یُسر۔ سہولت، نرمی۔ عُسر۔ سختی، دشواری۔

ے۳ کم نمودن۔ جنگِ بدر میں آنحضورؐ کو دشمن کم نظر آئے یہی فتحمندی کا سبب بنا جس سے خوشی حاصل ہوئی۔ کہ حقش۔ یہ کم نظر آنا اللہ کا کرم تھا۔ آنکہ۔ اللہ کی مدد جس کے شاملِ حال نہ ہو اسکو کم دشمن کی تعداد زیادہ نظر آتی ہے اور وہ دشمن کو قوی سمجھتا ہے۔ وائے۔ دشمنوں کا کم نظر آنا کبھی اللہ کے کرم سے ہوتا ہے اور کبھی قہر سے۔ کفار کے ساتھ قہر کا معاملہ تھا کہ دھوکا کھا کر جنگ میں کود پڑیں اور شکست کھائیں۔ ذوالفقار۔ حضرت علیؓ کی تلوار کا نام ہے۔ حربہ۔ نیزہ۔

تا دلیر اندر فتد احمق بجنگ ‎ ‏دانداش آرد بدیں حیلت بچنگ
تاکہ بیوقوف ہمت کرکے جنگ کر بیٹھے ‎ ‏اللہ اغوا، اس کو تمہارے پنجے میں پکڑا دے

تا بپائے خویش باشد آمدہ ‎ ‏آں قلیواں[1] جانب آتشکدہ
تاکہ اپنے پیروں سے آئے ہوئے ہوں ‎ ‏آگ کی بھٹی کی جانب وہ بیوقوف

کاہ برگے می نماید تا تو زود ‎ ‏پف کنی اُو را برانی از وجود
گھاس کا تنکا نظر آتا ہے تاکہ تو جلد ‎ ‏پھونک مار دے اور اس کو فنا کر دے

ہیں[2] کہ آنکہ کوہہا بر کندہ است ‎ ‏زو جہاں گریان و اُو در خندہ است
خبردار! وہ ایسا ہے کہ اس نے پہاڑوں کو اکھاڑ دیا ہے ‎ ‏جہان اس کی وجہ سے روتا ہے اور وہ ہنستا ہے

می نماید تا بہ کعب ایں آب جُو ‎ ‏صد چو عُوج بن عنق شد غرقِ اُو
یہ نہر کا پانی ٹخنے تک نظر آتا ہے ‎ ‏عوج بن عنق جیسے سینکڑوں اس میں ڈوب گئے ہیں

می نماید موج خونش تل مُشک ‎ ‏می نماید قعرِ دریا خاکِ خشک
اس کو خون کی موج مشک کا ٹیلہ نظر آتی ہے ‎ ‏اس کو دریا کی گہرائی خشک زمین نظر آتی ہے

خشک دید آں بحر را فرعونِ کُور ‎ ‏تا درو راند ز سر مستی و زُور
اندھے فرعون نے اس دریا کو خشک دیکھا ‎ ‏یہاں تک کہ مستی اور طاقت سے اس میں گھس پڑا

چوں درآید در تگِ دریا بُود ‎ ‏دیدۂ فرعون کے بینا بُود
جب گھس جاتا ہے دریا کی تہ میں ہوتا ہے ‎ ‏فرعون کی آنکھ کب دیکھتی ہے؟

دیدہ[3] بینا از لقائے حق شود ‎ ‏حق کجا ہمراز ہر احمق شود
اللہ (تعالیٰ) کی ملاقات سے آنکھ بینا بنتی ہے ‎ ‏اللہ (تعالیٰ) ہر احمق کا ہمراز کب بنتا ہے!

قند بیند خود شود زہرِ قتول ‎ ‏راہ بیند خود بود آں بانگ غول
شکر سمجھتا ہے، وہ خود قاتل زہر ہوتی ہے ‎ ‏وہ (ٹھیک) راستہ سمجھتا ہے وہ چھلاوے کی آواز ہوتا

اے فلک در فتنۂ آخر زماں ‎ ‏تیز می گردی بدہ آخر اماں
اے آسمان! تو آخری زمانے کے فتنے میں ‎ ‏تیزی سے گھومتا ہے، آخر کچھ تو امن دے

خنجرِ تیزِ تو اندر قصدِ ما ‎ ‏نیشِ زہر آلودۂ در قصدِ ما
تیرا تیز خنجر ہمارے قتل کے درپے ہے ‎ ‏زہر آلود نشتر ہمارے (مارنے کے) درپے ہے

اے فلک از رحم حق آموز رحم ‎ ‏بر دلِ مُوراں مزن چوں مار زخم
اے آسمان! اللہ (تعالیٰ) کے رحم سے رحم کرنا سیکھ لے ‎ ‏چیونٹیوں کے دل پر سانپ کی طرح نہ کاٹ

[1] قلیواں۔ قلیو کی جمع ہے احمق۔ آتشکدہ۔ آگ کی بھٹی۔ کاہ برگے۔ برگ کاہ یعنی مُبتدی کو نفس ایک حقیر چیز معلوم ہوتا ہے اور اس کی اِصلاح کو معمولی بات سمجھتا ہے حالانکہ وہ بہت خطرناک ہے۔ پف۔ پھونک۔ برانی از وجود راندن، فنا کر دینا۔

[2] ہیں۔ نفس نے بڑے بڑے انسانوں کو تباہ کیا ہے۔ می نماید۔ یہ نفس کی خیال ہے کہ بظاہر معمولی دریا معلوم ہوتا ہے لیکن بڑے سے بڑے انسان کو ڈبو دیتا ہے۔ می نماید اس نفس کی خون کی موج، مُشک کا ٹیلہ نظر آتی ہے۔ تل۔ ٹیلہ۔ قعر۔ گہرائی۔ تگ۔ تہ۔

[3] دیدۂ بینا۔ بصیرت اہل حق کو حاصل ہوتی ہے فرعون احمق اس کا مستحق نہ تھا۔ قتول۔ بہت زیادہ قاتل۔ غول۔ چھلاوا جو راستے سے بھٹکا دیتا ہے۔ نیش۔ نشتر۔ موراں۔ چیونٹیاں۔ مار۔ سانپ

حقِ آنکہ چرخۂ چرخ ترا (۱) | کرد گرداں بر فرازِ ایں سرا
اُس ذات کا واسطہ جس نے تیرے گنبد کے پہیے کو | اِس گھر پر گھمایا ہے

کہ دگرگوں گردی و رحمت کنی | پیش ازاں کہ بیخ ما را برکنی
کہ دوسرے طریقہ پر گھوم اور رحم کر | اِس سے قبل کہ تو ہمیں تباہ کرے

حقِ آنکہ دایگی کردی نخست | تا نہالِ ما ز آب و خاک رُست
اُس کا واسطہ کہ تو نے پہلے پرورش کی | یہانتک کہ ہمارا پودا پانی اور مٹی سے اُگا

حقِ آں شہ کہ ترا صاف آفرید | کرد چندیں مشعلہ در تو پدید
اُس شاہ کا واسطہ جس نے تجھے شفاف پیدا کیا | اور اِس قدر مشعلیں تجھ میں پیدا کیں

آنچناں معمور (۲) و باقی داشتت | تا کہ دہری از ازل پنداشتت
تجھے اِس قدر آباد اور باقی رکھا | کہ دہریہ نے تجھے ازلی سمجھا

شکر دانستیم آغازِ ترا | انبیاء گفتند آں رازِ ترا
(خدا کا) شکر ہے ہم تیری ابتدا کو سمجھ گئے | انبیاء نے تیرا راز کہہ دیا

آدمی داند کہ خانہ حادث ست | عنکبوتے نے کہ در وے عابث ست
آدمی سمجھتا ہے کہ مکان نو پیدا ہے | مکڑی نہیں، جو اُس میں کھیل رہی ہے

پشہ کے داند کہ ایں باغ از کیست | کو بہاراں زاد و مرگش در دیست
مچھر کیا جانے کہ یہ باغ کب سے ہے؟ | اِسلئے کہ وہ موسم بہار میں پیدا ہوا اُسی میں اُس کی موت ہے

کرم (۳) کاندر چوب زاید سست حال | کے بداند چوب را وقتِ نہال
سُست حال کیڑا جو لکڑی میں پیدا ہوا | وہ پودا ہونے کے وقت سے لکڑی کو کب جانتا ہے؟

ور بداند کرم از ماہیتش | عقل باشد کرم باشد صورتش
اور اگر کیڑا اُس کی حقیقت کو جان لے | وہ عقل ہوگا، اُس کی صورت کیڑے کی ہوگی

عقل خود را می نماید رنگہا | چوں پری دور ست از آں فرسنگہا
عقل اپنے آپ کو مختلف رنگوں میں ظاہر کرتی ہے | پری کی طرح، پری سے (بھی) کوسوں دور ہے

از ملک بالاست چہ جائے پری | تو مگس پری بہ پستی می پری
پری کیا چیز ہے، فرشتوں سے (بھی) بالا ہے | تو مکھی کے پر رکھتا ہے پستی کی طرف پرواز کرتا ہے

---

۱ حق۔ یہ قسم ہے اِس کا جواب اگلا شعر ہے۔ ترا یعنی دنیا کا۔ دگرگوں۔ یعنی تیری گردش ہماری تباہی کے لئے نہ ہو۔ حق آنکہ۔ زمانے نے ہمیں پرورش کیا ہے، یہ مولانا نے عام شاعرانہ انداز اختیار فرمایا ہے ورنہ زمانہ کی گردش نہ آبادی کا سبب ہے نہ بربادی کا۔ مشعلہ۔ یعنی ستارے۔

۲ معمور۔ آباد۔ دہری۔ وہ شخص جو خدا کے وجود کا قائل نہ ہو اور تمام مادی تصرفات خود مادہ کی طرف منسوب کرے۔ شکر۔ یعنی خدا کا شکر ہے۔ آغاز یعنی آسمان کا نو پیدا ہونا۔ حادث۔ نو پیدا۔ عنکبوت۔ مکڑی کیا جانے گھر کو ازلی سمجھ سکتی ہے۔ عابث۔ لغو کام کرنے والا۔ پشہ۔ مچھر۔ باغ کی ابتداء اور انتہاء سے ناواقف ہوتا ہے۔

۳ کرم۔ کیڑا، وہ کیڑا جو درخت کی لکڑی میں پیدا ہوتا ہے وہ اُس درخت کی ابتداء سے ناواقف ہوتا ہے۔ نہال۔ پودا۔ عقل۔ وہ کیڑا جو درخت کے حادث ہونے کو سمجھ جائے بظاہر کیڑا ہے لیکن درحقیقت وہ عقل مجسم ہے۔ عقل خود را۔ عقل ایک مجرد چیز ہے جو کیڑے کی شکل میں متشکل ہو سکتی ہے جیسے جن اور پری بلکہ وہ پری سے بھی بہت زیادہ لطیف چیز ہے۔ از ملک۔ عقل فرشتے سے بھی زیادہ مجرد ہے۔ تو مگس۔ دہریہ یا عام انسان کی عقل کی پرواز مکھی کی طرح پستی کی طرف ہے جو عالم کے حادث ہونے کی طرف پرواز نہیں کرتی ہے۔

گرچہ عقلت سوئے بالا می پرد | مرغ تقلیدت بہ پستی می چرد

اگرچہ تیری عقل (عالم) بالا کی طرف پرواز کرتی ہو | تیری تقلید کا پرندہ نیچے کی طرف چگتا ہے

علمِ تقلیدی وبالِ جانِ ماست | عاریہ است و ما نشستہ کاں ماست

تقلیدی علم ہمارا وبالِ جان ہے | وہ مانگی ہوئی چیز ہے اور ہم (مطمئن) بیٹھے ہیں کہ ہماری ہے

زیں خرد جاہل ہمی باید شدن | دست در دیوانگی باید زدن

اس عقل سے بیگانہ ہو جانا چاہیئے | دیوانگی اختیار کرلینی چاہیئے

ہرچہ بینی سودِ خود زاں می گریز | زہر نوش و آبِ حیواں را بریز

جس کو تو اپنا فائدہ سمجھتا ہے اس سے گریز کر | زہر پی لے، آبِ حیات کو بہادے

ہر کہ بستاید ترا دشنام دہ | سود و سرمایہ بمفلس وام دہ

جو تیری تعریف کرے اس کو برا بھلا کہہ | نفع اور سرمایہ مفلس کو قرض دیدے

ایمنی بگذار و جائے خوف باش | بگذر از ناموس و رسوا باش فاش

امن کی جگہ کو چھوڑ، خوف کی جگہ میں رہ | عزت کو خیرباد کہہ دے اور کھلم کھلا رسوا بن

آزمودم عقلِ دور اندیش را | بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را

میں نے دوراندیش عقل کو آزمالیا | اس کے بعد اپنے آپ کو دیوانہ بناؤں گا

عُذر گفتنِ دلقک با سیّد کہ چرا فاحشہ بنکاح آورد

آقا سے ڈوم کا عذر کرنا کہ اس نے بدکار عورت سے کیوں نکاح کیا ہے

گفت با دلقک شبے سیّد اجل | قحبہ را خواستی تو از عجل

ایک رات ایک بڑے آقا نے ڈوم سے کہا | جلدی میں تو نے رنڈی سے نکاح کرلیا

با من ایں را بازمی بایست گفت | تا یکے مستورہ کردیمت جفت

مجھ سے یہ کھل کر کہنا چاہیئے تھا | تاکہ میں ایک پردہ نشین سے تیرا نکاح کرتا

گفت نہ مستورہ صالح خواستم | قحبہ گشتند و ز غم تن کاستم

اس نے کہا میں نے نو پاکباز پردہ نشینوں سے نکاح کیا | وہ رنڈی بنیں اور میں غم سے گھلا

خواستم ایں قحبہ را بامعرفت | تا ببینم چوں شود ایں عاقبت

اس رنڈی سے میں نے جان کر نکاح کیا ہے | تاکہ میں دیکھوں یہ آخر میں کیا بنتی ہے!

جو کہ مفید ہوگی جیسا کہ بہلول کے قصہ سے واضح ہوگا۔

۵۵ مستورہ۔ پردہ نشیں عورت۔ قحبہ۔ رنڈی۔ زانیہ۔

۵۱ گرچہ۔ دہریہ اور عام انسان میں بھی عقل ہے جو عالم کے حدوث کا ادراک کرسکتی ہے لیکن اس کی تقلیدی علم مانع بنتا ہے۔ علم تقلیدی۔ تقلیدی علم حقیقت تک نہیں پہنچاتا اور انسان اس سے دھوکے میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ زیں خرد۔ ناقص عقل، اور تقلیدی علم سے جہل اور دیوانگی کی بے عقلی بہتر ہے۔ ہرچہ بینی۔ ناقص عقل جس کو اچھا سمجھے اس کو برا سمجھنا چاہیئے۔ زہر نوش۔ ناقص عقل جس کو زہر سمجھے وہ درحقیقت آبِ حیات ہے اور جس کو آبِ حیات سمجھے وہ زہر ہے۔

۵۲ ہر کہ بستاید۔ ناقص عقل والا انسان اپنی تعریف سے خوش ہوتا ہے تمہیں چاہیئے کہ منہ پر تعریف کرنیوالے کو برا بھلا کہدو اور منہ پر تعریف کے نفع اور سرمایہ کو نیکیوں سے مفلس کے سپرد کردو۔ ایمنی۔ ناقص عقل جس جگہ کو امن کی جگہ سمجھے اس کو چھوڑ کر اس جگہ جاؤ جس کو وہ ڈر کی جگہ سمجھتی ہے جسکو وہ عزت سمجھتی ہے اس سے گریز کرو اور جس کو وہ ذلت سمجھے اس کو اختیار کرو۔ عقلِ دور اندیش۔ یعنی عقلِ ناقص۔ دلقک۔ ڈوم۔ اس نے پردہ نشینوں کو برت کر رنج اٹھایا تو رنڈی سے نکاح کرکے تجربہ حاصل کرنے کی سوچی۔ اسی طرح عقل کے نقصانات محسوس کرکے دیوانگی کا تجربہ کرنا چاہیئے

عقل[1] را ہم آزمودم من بسے — زیں سپس جویم جنوں را مغرسے
میں نے عقل کو بھی بہت آزمایا — اس کے بعد دیوانگی کا کھیت تلاش کروں گا

بہ حیلت در سخن آوردن سائل آں بزرگ را کہ خود را دیوانہ ساختہ بود
سوال کرنے والے کا تدبیر سے اُن بزرگ کو باتوں پر آمادہ کر لینا جنھوں نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا لیا تھا

آں یکے می گفت خواہم عاقلے — مشورت آرم بدو در مشکلے
ایک (شخص) کہہ رہا تھا، میں ایک عقلمند چاہتا ہوں — اُس سے ایک مشکل میں مشورہ کروں گا

آں یکے گفتش کہ اندر شہر ما — نیست عاقل جز کہ آں مجنوں نما
ایک (شخص) نے اُس سے کہا ہمارے شہر میں — اُس بظاہر دیوانے کے علاوہ کوئی عقلمند نہیں ہے

بر نے گشتہ سوارہ نک فلاں — می دواند در میانِ کودکاں
بانس پر سوار ہو کر یہ فلاں — بچوں میں اُس کو دوڑا رہا ہے

گوئے می بازد بروزان و شباں — در جہاں گنجِ نہاں جانِ جہاں
دن رات گیند سے کھیلتا ہے — دنیا میں چھپا خزانہ ہے، دنیا کی روح ہے

صاحب[2] رایست و آتش پارہ — آسماں قدرست و اختر بارہ
صاحب رائے ہے اور چنگاری ہے — آسمان کے رتبہ والا ہے اور ستاروں کا سوار ہے

فرِ او کروبیاں را جاں شدست — او دریں دیوانگی پنہاں شدست
اُس کی عزت فرشتوں کی جان ہے — وہ اِس دیوانگی میں چھپا ہوا ہے

لیک ہر دیوانہ را جاں نشمری — سر مَنِہ گوسالہ را چوں سامری
لیکن ہر دیوانہ کو تو جان نہ سمجھنا — سامری کی طرح بچھڑے کے آگے ماتھا نہ ٹیکنا

چوں ولیِ آشکارا با تو گفت — صد ہزاراں غیب و اسرارِ نہفت
جبکہ ولی نے صاف صاف تجھ سے کہہ دیے — غیب کے لاکھوں (معاملے) اور پوشیدہ راز

مر ترا آں فہم و آں دانش نبود — وا ندانستی[3] تو سرگیں را ز عود
تجھ میں وہ فہم اور وہ سمجھ نہ تھی — تو گوبر کو اگر سے نہ پہچان سکا

از جنوں خود را ولی چوں پردہ ساخت — مر ورا اے کور کے خواہی شناخت
ولی نے جب جنون کو اپنا پردہ بنا لیا — اے اندھے! تو اُس کو کب پہچان سکتا ہے!

گر ترا باز ست آں دیدہ یقیں — زیرِ[4] ہر سنگے یکے سرہنگ بیں
اگر تیرے یقین کی آنکھ کھلی ہوئی ہے — ہر پتھر کے نیچے ایک سپاہی دیکھ لے

[1] عقل۔ جس طرح اُس دور نے پردہ نشینوں سے عاجز آ کر رندی کا تجربہ شروع کیا اسی طرح میں عقل سے عاجز آ کر دیوانگی کا تجربہ شروع کروں گا۔ مغرس۔ پودا لگانے کی جگہ۔ کھیت۔ بزرگ۔ یعنی حضرت بہلولؒ ہارون الرشید کے زمانہ میں ایک بزرگ تھے جنہوں نے مصلحتاً اپنے آپ کو دیوانہ بنا رکھا تھا، بانس کو گھوڑا بنا کر بچوں میں کھیلتے رہتے تھے، خاموش رہتے تھے لیکن جب بولتے تھے تو بڑی دانائی کی بات کہہ دیتے تھے۔ مشکلے یعنی معرفت کا مشکل مسئلہ۔ شہر یعنی بغداد۔ مجنوں نما۔ حضرت بہلولؒ جنہوں نے اپنے آپ کو دیوانہ ظاہر کر رکھا تھا۔ گوئے۔ شب و روز بچوں کے ساتھ گیند کھیلتے تھے۔ گنج نہاں۔ معرفت کے علوم کا چھپا ہوا خزانہ ہیں۔ جانِ جہاں۔ دنیا اُن کی بدولت قائم ہے۔

[2] صاحب۔ یعنی بہلولؒ صاحب رائے اور ذہین ہے اور بلند شخصیت ہے۔ فرِ او۔ فرشتے اُس کی تعظیم کرتے ہیں اُس نے اپنے مرتبہ کو دیوانگی میں چھپا رکھا ہے۔ لیک۔ ہر دیوانے کو ولی سمجھنا غلط ہے۔ چوں۔ بعض اولیاء کے اپنے آپ کو دیوانگی میں چھپانے کی توجیہ ہے۔

[3] وا ندانستی۔ تو بھلے برے میں امتیاز نہ کر سکا۔ از جنوں۔ جب ولی اصل حالت میں تھا اور تو اُس کو نہ پہچان سکا تو اب جبکہ وہ دیوانگی میں پوشیدہ ہے تو اُس کو کیسے پہچان سکے گا۔

[4] زیرِ ہر سنگے۔ شعر: خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر — تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

پیشِ آں چشمے کہ باز[۱] و رہبر ست
اُس آنکھ کے سامنے جو کھلی ہوئی اور رہنما ہے

ہر گلیمے را کلیمے در برست
ہر کمبلی کی آغوش میں ایک کلیم ہے

مر ولی را ہم ولی شہرہ کند
(اپنی) ولایت کو ولی مشہور کرتا ہے

ہر کرا او خواست با بہرہ کند
جس کو وہ خود چاہتا ہے کامیاب کرتا ہے

کس نداند از خرد او را شناخت
عقل کے ذریعہ کوئی اُس کو نہیں پہچان سکتا

خاصہ او مر خویش را دیوانہ ساخت
خصوصاً اُس کو جس نے اپنے آپ کو دیوانہ بنالیا

چوں بدزدد دزدِ بینا رختِ کور
جب بینا چور نابینا کا سامان چرالے

ہیچ یابد دزد را اعمیٰ بزور
اندھا چور کو (اپنی) طاقت سے کبھی پکڑ سکتا ہے؟

کور نشناسد کہ دزدِ او کہ بود
اندھا نہیں پہچان سکتا ہے کہ اُس کا چور کون ہے؟

گرچہ خود بروے زند دزدِ عنود
اگرچہ سرکش چور اپنے آپ کو اس سے ٹکرادے

چوں گزد سگ کورِ صاحب ژندہ را
جب اندھے، گدڑی والے کو کتا کاٹ لے

کے شناسد آں سگِ درندہ را
وہ کاٹنے والے کتے کو کب پہچانتا ہے؟

حملہ کردنِ سگ بر کورِ گدا
ایک اندھے فقیر پر کتے کا حملہ کرنا

یک سگے در کوئے بر کورے گدا
ایک کتا کسی گلی میں اندھے فقیر پر

حملہ می آورد چوں شیرِ وغا
معرکہ کے شیر کی طرح حملہ کر رہا تھا

سگ[۲] کند آہنگِ درویشاں بہ خشم
کتا غصہ سے فقیروں پر حملہ کرتا ہے

در کشد مہ خاکِ درویشاں بہ چشم
چاند فقیروں کی خاک آنکھ میں لگاتا ہے

کور عاجز شد ز بانگ و بیمِ سگ
اندھا کتے کی آواز اور ڈر سے عاجز آگیا

اندر آمد کور در تعظیمِ سگ
اندھا کتے کی تعظیم کرنے لگا

کاے[۳] امیرِ صید و اے شیرِ شکار
کہ اے شکار کے مالک اور اے شکار کے شیر!

دستِ دستِ تست دست از من بدار
غلبہ تجھی کو ہے، مجھے چھوڑ دے

از ضرورت دُمِ خر را آں حکیم
اُس دانا نے مجبوراً گدھے کی دُم کی

کرد تعظیم و لقب دادش ادیم
تعظیم کی اور اُس کو "نری" کا لقب دیا

گفت او ہم از ضرورت اے اسد
اُس نے بھی مجبوراً کہا اے شیر!

از چوں منِ لاغر شکارت چہ رسد
مجھ جیسے بودے شکار سے تجھے کیا ملے گا؟

۱؎ باز۔ کھلا ہوا۔ گلیم۔ گدڑی۔ کلیم۔ یعنی حضرت موسیٰ۔ مرولی۔ یعنی ولی جس کو چاہتا ہے اپنی ولایت سے روشناس کرادیتا ہے۔ کس نداند۔ محض عقل سے کسی ولی کو نہیں پہچانا جاسکتا ہے۔ چوں۔ اندھا چور جیسے ادنیٰ انسان کو عقل سے نہیں پہچان سکتا ہے تو ولی جیسے اعلیٰ انسان کو عقل سے کیسے پہچانا جاسکتا ہے۔ گزد۔ اندھا کاٹنے والے کتے کو محض عقل سے نہیں پہچان سکتا ہے۔ وغا۔ میدانِ جنگ۔

۲؎ سگ۔ یعنی بے بہرہ درویشوں کے درپے آزار ہوتے ہیں حالانکہ وہ اِس قدر بلند مرتبہ ہوتے ہیں کہ چاند جیسے روشن دل اُن کی خاکِ پا کو سرمہ بناتے ہیں۔ بیم۔ خوف۔

۳؎ کاے۔ اندھے نے کتے کی تعظیم میں یہ کہنا شروع کردیا کہ ضرورت۔ مجبوری میں انسان گدھے کو بھی باپ بنالیتا ہے۔ ادیم نری جو ایک عمدہ قسم کا چمڑا ہے۔ از چوں من۔ یعنی مجھ جیسے لاغر شکار کا تجھے کیا فائدہ۔

گورمی گیرند یارانت بدشت ؎۱ — کور می گیری تو در کوچہ بگشت

تیرے دوست جنگل میں گورخر پکڑتے ہیں — تو اندھے کو پکڑتا ہے، جو گلی میں گشت میں ہے

گور می جویند یارانت بہ صید — کور می جوئی تو در کوچہ بہ کید

تیرے دوست شکار میں گورخر تلاش کرتے ہیں — تو گلی میں چالاکی سے اندھے کو ڈھونڈتا ہے

آں سگِ عالم شکارِ گور کرد — ویں سگ بے مایہ قصدِ کور کرد

اُس سدھے ہوئے کتے نے گورخر کا شکار کیا — اس بے ہنر کتے نے اندھے کا قصد کیا

علم چوں آموخت سگ رست از ضلال — می کُند در بیشہ ہا صیدِ حلال

جب کتے نے ہنر سیکھ لیا گمراہی سے چھوٹ گیا — جنگلوں میں حلال شکار کرتا ہے

سگ چو عالم گشت شد چالاک زِ ہف — سگ چو عارف گشت شد ز اصحاب کہف

کتا جب صاحبِ علم بنا چالاک و چست ہوگیا — کتا جب با خدا بنا اصحاب کہف میں سے ہوگیا

سگ شناسا شد کہ میرِ صید کیست — اے خدا آں نورِ اشناسندہ چیست

کتا واقف ہوگیا کہ میرِ شکار کون ہے — اے خدا وہ پہچاننے والا نور کہاں ہے؟

کور ؎۲ نشناسد نہ از بے چشمی است — بلکہ ایں زاں است کز جہلست مست

اندھا نہیں پہچانتا ہے (یہ نہ پہچاننا) آنکھ نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہے — بلکہ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ جہل سے مست ہے

نیست خود بے چشم تر کور از زمیں — ایں زمیں از فضلِ حق شد خصم بیں

زمین سے زیادہ بے آنکھوں والا اندھا کوئی نہیں ہے — یہ زمین اللہ کے کرم سے دشمن کو دیکھنے والی ہوگئی

نور موسیٰؑ را دید و موسیٰؑ را نواخت — خسف قاروں کرد و قاروں را شناخت

موسیٰؑ کے نور کو اُس نے دیکھا اور موسیٰؑ کو نوازا — قارون کو دھنسا دیا اور قارون کو پہچانا

رجف کرد اندر ہلاکِ ہر دعی — فہم کرد از حق کہ یا ارضُ ابلعی

ہر حرامزادے کو ہلاک کرنے کیلئے زلزلہ میں آگئی — اے زمین تو پانی نگل لے — اللہ کی جانب سے سمجھ گئی

خاک ؎۳ و باد و آب و نارِ با شرر — بے خبر از ما و از حق با خبر

مٹی اور ہوا اور پانی اور چنگاریوں والی آگ — ہم سے بے خبر ہیں اور اللہ (تعالیٰ) سے باخبر ہیں

ما بعکسِ آں زِ غیرِ حق خبیر — بے خبر از حق با چندیں نذیر

ہم اس کی بالعکس خدا کے غیر سے باخبر ہیں — اور باوجود اسقدر ڈرانیوالوں کے خدا سے بے خبر ہیں

لاجرم اَشْفَقْنَ مِنْهَا جملہ شاں — کُند شد ز آمیزِ حیواں جملہ شاں

یقیناً وہ تمام (کائنات) اس (بارِ امانت) سے ڈر گئی — کُند ہوگئی حیوان کی اوصاف کی آمیزش سے شکست ہوگئی

؎۱ گور۔ گورخر۔ کید۔ مکر۔ سگِ عالم۔ سدھایا ہوا کتا۔ علم۔ علم کی یہ فضیلت ہے کہ کتا بھی اس کو حاصل کرکے راہ یاب ہو جاتا ہے تو انسان علم حاصل کرکے کس قدر فضیلتیں حاصل کر سکتا ہے۔ زہف۔ چست۔ اصحابِ کہف۔ اصحاب کہف کے کتے کا نام قطمیر ہے۔ سگ۔ کتے کو وہ نور عطا ہو جاتا ہے جس سے وہ اپنے مالک کو پہچانتا ہے اے خدا وہ نور ہمیں بھی عطا کر دے جس سے ہم اپنے مالک کو شناخت کریں۔

؎۲ کور۔ اندھے کا نہ پہچاننا دراصل قلبی بصیرت نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ نیست۔ زمین کے آنکھیں نہیں ہیں وہ پھر بھی پہچانتی ہے۔ نور۔ حضرت موسیٰؑ کو اُسنے پہچانا اور اچھا معاملہ کیا نیل کی زمین خشک ہوگئی اور وہ دریا کو عبور کر گئے، قارون کو پہچان کر دھنسا دیا۔ رجف۔ کردہ منکروں کو زلزلہ سے ہلاک کر دیا حضرت نوحؑ کی نجات کیلئے پانی کو نگل گئی۔

؎۳ خاک۔ عناصر اربعہ کے آنکھیں نہیں ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کو خوب پہچانتے ہیں۔ بالعکس۔ انسان کے آنکھیں ہیں غیر اللہ کو خوب پہچان لیتا ہے لیکن باوجود انبیاء کے ڈرانے کے اللہ تعالیٰ سے بے خبر بنا ہوا ہے۔ خبیر۔ خبردار۔ نذیر۔ ڈرانے والا۔ اَشْفَقْنَ مِنْهَا۔ قرآن میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امانت کا بار آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں پر ڈالنا چاہا لیکن وہ اس سے ڈر گئے اور اسکو قبول نہ کیا۔ کُند۔ اس کھٹنے کی وجہ یہ تھی اسکے تحمل کیلئے حیوانیت کے اوصاف ضروری تھے جنہیں خدا نے غفلت کا مادہ بھی ہے انہوں نے اس وصف سے ڈر کر امانت کے تحمل سے انکار کر دیا۔

گفت بیزاریم جملہ زیں حیات — کہ بُود با خلق حیّ با حق مَوات

کہا ہم سب اس زندگی سے بیزار ہیں — کہ مخلوق کے ساتھ زندہ، خدا کے تعلق میں مُردہ ہے

چوں جُدا ماند از خلق گردد اُو یتیم — اُنسِ حق را قلب می باید سلیم

جب مخلوق سے جُدا ہو جائے تو وہ یتیم ہو جائے — اللہ تعالےٰ سے محبت کے لئے قلبِ سلیم چاہئیے

چوں ز کورے دُزد دُزدد کالہٗ — می کُند آں کور عمیا نالہٗ

جب چور اندھے کا سامان چُرا لیتا ہے — وہ اندھا، اندھا دھند روتا ہے

تا نہ گوید دُزد اُو را کاں منم — کز تو دُزدیدم کہ دُزدِ پُر فنم

جب تک چور اُس سے نہ کہے کہ وہ میں ہوں — میں نے تیری چوری کی ہے کیونکہ میں ماہر چور ہوں

کے شناسد کور دُزدِ خویش را — چوں ندارد نورِ چشم و آں ضیا

اندھا اپنے چور کو کب پہچان سکتا ہے؟ — جبکہ وہ نہ آنکھوں میں نور رکھتا ہے نہ وہ روشنی

چوں بگوید ہم بگیر اُو را تو سخت — تا بگوید اُو علامتہائے رَخت

جب وہ کہدے اُس کو مضبوطی سے پکڑے — تاکہ وہ سامان کی علامتیں بتادے

پس جہادِ اکبر آمد عصرِ دُزد — تا بگوید کو چہ دُزدیدست مَرد

پس چور کو بھینچنا بڑا جہاد ہے — تاکہ وہ بتادے کہ اُس نے کیا چُرایا ہے!

اوّلاً دُزدید کُحلِ دیدہ ات — چوں ستانی باز یابی تبصرت

اُس نے پہلے تیری آنکھ کا سرمہ چُرایا ہے — جب تو واپس لے لیگا دوبارہ بینائی حاصل کریگا

کالۂ حکمت کہ گم کردہ دل ست — پیشِ اہلِ دل یقیں آں حاصل ست

دانائی کا سرمایہ جو دل نے گنوایا ہے — اہلِ دل کے سامنے یقیناً وہ مل جاتا ہے

کورِ دل با جان و با سمع و بصر — می نداند دُزدِ شیطاں را اثر

دل کا اندھا جان اور کان اور بینائی کے ہوتے ہوئے — شیطان چور کی علامت کو نہیں جانتا ہے

ز اہلِ دل جو از جماد آں را مجو — کہ جماد آمد خلائق پیشِ اُو

اہلِ دل کے پاس تلاش کر، بے حس کے پاس تلاش نہ کر — اِس لئے کہ مخلوق اُس کے مقابلہ میں بے حس ہے

باز می گردیم سوئے راز جو — تا شود ہم مشورت با راز گو

راز تلاش کرنے والے کی طرف ہم پھر لوٹتے ہیں — تاکہ راز بتلانے والے سے وہ ہم مشورہ ہو سکے

---

۳ ز اہلِ دل یعنی حکمت اہلِ دل کے پاس ہے۔ عوام بے حس پتھر ہیں۔ باز می گردیم۔ یعنی ہم حضرت بہلول اور مشورہ چاہنے والے کا قصہ دوبارہ شروع کرتے ہیں۔

---

۱ جُدا۔ مخلوق سے ایسا تعلق ہو کہ اگر تعلق ختم ہو جائے تو انسان یتیم کی طرح بے سہارا رہ جائے۔ اُنسِ حق۔ جسمانیت کے ہوتے ہوئے خدا سے اُنس قلبِ سلیم کا کام ہے جو بہیں حاصل نہیں۔ یہاں تک یہ قول اُس کائنات کا تھا جس نے امانت کے تحمل سے انکار کیا ہے۔ چوں۔ اندھا چور کو نہیں پہچانتا اور اندھا دھند نالہ کرتا ہے۔ کے شناسد۔ جب انسان نورِ چشم اور نورِ باطن سے محروم ہو تو چور کو نہیں پہچان سکتا ہے۔ چوں بگوید۔ جب چور اقرار کرے تو سخت گیری کرنی چاہئیے تاکہ وہ چوری کا پورا پتہ دیدے یہی معاملہ انسان کا اپنے نفس سے ہونا چاہئیے۔

۲ جہادِ اکبر۔ صوفیاء کی اصطلاح میں نفس سے مجاہدہ کرنا جہادِ اکبر کہلاتا ہے۔ عصر۔ دبانا۔ نچوڑنا۔ اِس شعر کا دوسرا مصرع بعض نسخوں میں یہ ہے:۔ "تا بگوید کہ چہ بُرد آں زن بمزد" زن بمزد کے معنی ہیں بیوی کی زنا کی کمائی کھانے والا دیوث۔ اوّلاً۔ نفس سب سے پہلے انسان کی بصیرت چُرا لیتا ہے۔ کالۂ حکمت۔ نفسِ انسانی جب انسان کو حکمت و دانائی سے محروم کر دے تو وہ دوبارہ اہلِ دل سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ کورِ دل۔ کورِ باطن باوجود ظاہری حواس کے شیطانی اثرات محسوس نہیں کرتا ہے۔

مشورت جوینده آمد نزدِ او[1] — کاے اب کودک شده رازے بگو
مشوره چاہنے والا اُس کے پاس آیا — اے بچہ بنے ہوئے باپ! ایک راز بتا دے

گفت رَو زیں حلقہ کیں درباز نیست — باز گرد امروز روزِ راز نیست
اُسنے کہا اِس زنجیر کے پاس سے چلا جا کیونکہ دروازہ کھلا ہوا نہیں ہے — واپس ہوجا آج راز ابتلانے کا دن نہیں ہے

گر مکاں را رہ بُدے در لامکاں — ہمچو شیخاں بودمے من بر دکاں
اگر مکان کے لئے لامکان میں راستہ ہوتا — مشائخ کی طرح میں گدّی پر ہوتا

خواندنِ[2] محتسب مستِ خراب افتاده را بسوئے زنداں
محتسب کا ایک بدمست پڑے ہوئے کو قیدخانہ کی طرف بلانا

محتسب در نیم شب جائے رسید — در بُنِ دیوار مستے خفتہ دید
کوتوال، آدھی رات کو ایک جگہ پہنچا — دیوار کی جڑ میں ایک مست کو سویا ہوا دیکھا

گفت ہے مستی چہ خوردستی بگو — گفت زیں خوردم کہ ہست اندر سبو
اُس نے کہا ارے تو نشہ میں ہے بتا تونے کیا پیا ہے؟ — اُس نے کہا جو صراحی میں ہے وہ میں نے پیا ہے

گفت آخر در سبو وا گو کہ چیست — گفت زانچہ خوردہ ام گفت آں خفی ست
اُس نے کہا صاف بتا کہ آخر صراحی میں کیا ہے؟ — اُسنے کہا جو میں نے پیا ہے، کہا یہ گول مول بات ہے

گفت آنچہ خوردۂ خود چیست آں — گفت آنکہ در سبو مخفی ست آں
اُس نے کہا یہ بتا کہ جو تونے پیا ہے وہ کیا ہے؟ — اُس نے کہا وہی جو صراحی میں چھپا ہوا ہے

دور می شد[3] ایں سوال و ایں جواب — ماند چوں خر محتسب اندر خلاب
یہ سوال اور جواب چلتا رہا — کوتوال گدھے کی طرح کیچڑ میں پھنس گیا

گفت اُو را محتسب ہیں آہ کن — مست ہُو ہُو کرد ہنگامِ سخن
اُس سے کوتوال نے کہا، خبردار! آہیں بھر — مست نے بات کرتے وقت آ ہا ہا کہا

گفت گفتم آہ کن ہُو می کنی — گفت من شادم تو از غم منحنی
اُسنے کہا میں نے آہ کرنے کو کہا تو آ ہا ہا کرتا ہے — اُسنے کہا میں خوش ہوں، تو غم سے جھک گیا ہے

آہ از درد و غم و بیدادی ست — ہُوئے ہُوئے مے خوراں از شادی ست
آہ، درد اور غم اور ظلم کی وجہ سے ہوتی ہے — شرابیوں کا آ ہا ہا کرنا خوشی کی وجہ سے ہوتا ہے

محتسب گفت ایں ندانم خیز خیز — معرفت متراش بگذار ایں ستیز
کوتوال نے کہا، میں یہ کچھ نہیں جانتا تو کھڑا ہو اٹھ — بزرگی نہ بگھار، یہ جھگڑا ختم کر

[1] آو۔ یعنی حضرت بہلول۔ اب کودک شدہ۔ یعنی بہلول کا رُتبہ باپ کا تھا لیکن بچہ بنے ہوئے تھے۔ حلقہ۔ یعنی دروازے کی زنجیر۔ مکاں۔ یعنی ناسوتی انسان۔ لامکاں۔ عالَمِ لاہوت۔ دکان۔ چبوترہ، مسند۔

[2] خواندن۔ اِس قصّہ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ ناسوتی انسان کو لاہوت کے رازوں کا علم نہیں ہوتا ہے۔ محتسب۔ کوتوال۔ بُن۔ جڑ۔ چہ خوردستی۔ یعنی تو نے کیا پیا ہے جس سے تو نشہ میں ہے۔ گفت مست نے جواب دیا جو صراحی میں ہے وہ میں نے پیا ہے۔ گفت آخر۔ کوتوال نے کہا صراحی میں کیا ہے۔ گفت زانچہ۔ مست نے کہا جو میں نے پیا ہے وہ صراحی میں ہے۔ گفت آں۔ کوتوال نے کہا بات واضح نہیں ہو رہی ہے۔ بگو۔ کوتوال نے کہا جو تو نے پیا ہے وہ بتا دے

[3] دور می شد۔ کوتوال اور مست میں یہی سوال و جواب چلتا رہا۔ خلاب۔ کیچڑ۔ آہ کن۔ یعنی اب تجھے قید خانہ میں جانا ہے ہائے ہائے کر۔ ہو ہو یعنی خوشی کا نعرہ۔ منحنی۔ خمیدہ کمر۔ آہ۔ مست نے کہا ہائے ہائے تو غمزدہ مظلوم کرتا ہے شرابی تو مستی میں خوشی کے نعرے لگاتا ہے۔ معرفت۔ یعنی خدارسیدہ ہونا۔

گفت رَو تو[۱] از کجا من از کجا — گفت مستی خیز تا زنداں بیا
اُس نے کہا جا، تو کہاں اور میں کہاں — اُس نے کہا تو نشہ میں ہے، اُٹھ قید خانہ چل

گفت مست اے محتسب بگذار و رَو — از برہنہ کے تواں بُردن گرو
مست نے کہا اے کوتوال جانے دے اور چلا جا — ننگے کا کیا گروی کیا جا سکتا ہے؟

گر مرا خود قوّتِ رفتن بُدے — خانہ خود می رفتمے ویں کے شُدے
اگر مجھ میں خود بخود جانے کی طاقت ہوتی — تو میں اپنے گھر چلا جاتا اور یہ (جھگڑا) کب ہوتا!

من[۲] اگر با عقل و با امکانمے — ہمچو شیخاں بر سرِ دُکانمے
میں اگر عقلمند اور قابو میں ہوتا — مشائخ کی طرح مَسند پر ہوتا

گر مرا رائے و تدبیرے بُدے — ہمچو شیخاں جاہ و توقیرے بُدے
اگر مجھ میں رائے اور تدبیر ہوتی — مشائخ کی طرح رُتبہ اور عزت ہوتی

ہم مرا زنبیل و دریوزہ بُدے — نذر و ادرارِ ہمہ روزہ بُدے
میری بھی جھولی اور بھیک ہوتی — روزانہ کی نذر اور بخشش ہوتی

بگذر[۳] از من زانکہ گم کردی تو راہ — باز جُو ریشِ بزرگ و خانقاہ
میرے پاس سے چلا جا کیونکہ تو بھٹک گیا ہے — لمبی داڑھی اور خانقاہ تلاش کرے

دوم بارہ در سخن آوردن سائل شیخ را تا حال باقی معلوم گردد

سوال کرنے والے کا شیخ کو دوبارہ بات چیت میں لگانا تاکہ باقی حال معلوم ہو جائے

گفت آں سائل کہ آخر یک نفس — اے سوارہ بر نئے ایں سُو راں فرس
اُس سائل نے کہا کہ آخر تھوڑی دیر کے لئے — اے بانس کے سوار، گھوڑا اِس طرف ہانک دے

راند سُوئے اُو کہ ہیں زُوتر بگو — کاسپِ من بس توسن ست و تند خُو
گھوڑا اُس طرف بڑھایا کہ ہاں جلد کہہ — کیونکہ میرا گھوڑا بہت مُنہ زور اور تند مزاج ہے

تا لگد بر تو نہ کو بد زود باش — از چہ می پُرسی بیانش کُن تو فاش
تاکہ تیرے دولتی نہ مارے جلدی کر — کیا پوچھتا ہے اُس کو واضح کر؟

اُو مجالِ رازِ دل گفتن نہ دید — زو بروں شو کرد و در لاغش کشید
اُس نے دلی راز کہنے کا موقع نہ دیکھا — اُس کو ٹال دیا، اور مذاق میں لگا لیا

گفت می خواہم دریں کوچہ زنے — کیست لائق از برائے چوں منے
اُس نے کہا میں اِس گلی میں ایک عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں — مجھ جیسے کے لئے کون سی مناسب ہوگی؟

[۱] تو از کجا۔ یعنی تیرا اور میرا راستہ جداگانہ ہے میں تیرے ساتھ کیوں چلوں۔ از برہنہ۔ جو خود ننگا ہو اُس کے کپڑے گروی کیسے رکھے جا سکتے ہیں، مجھے قیدخانہ تک چلنے کیلئے کہنا ایسا ہی ہے جیسے ننگے سے کپڑے گروی رکھنے کو کہا جائے۔ گر مرا۔ اگر پیروں سے چلنے کی طاقت ہوتی تو گھر چلا جاتا اور یہ قصہ پیش نہ آتا۔

[۲] من اگر۔ درمیان میں مولانا نے خرابی کا قصہ شروع کر دیا تھا اب پھر حضرت بہلولؒ کی بات شروع کرتے ہیں، حضرت بہلول نے مشورہ چاہنے والے سے کہا اگر مجھ میں عقل ہوتی اور میں اپنے قابو میں ہوتا تو دوسرے مشائخِ طریقت کا سا میرا حال ہوتا۔ زنبیل۔ جھولی جس میں فقراء اپنے کھانے پینے کی چیزیں رکھتے ہیں۔ ادرار۔ روزینہ۔

[۳] بگذر۔ تو نے غلط انتخاب کیا راز دریافت کرنا ہے تو کسی دراز ریش بزرگ کے پاس خانقاہ میں جا۔ اے سوارہ بر نے۔ حضرت بہلولؒ بانس کو گھوڑا بنائے ہوئے اُس پر سوار تھے۔ اسپِ من۔ وہی بانس کا گھوڑا۔ توسن۔ سرکش گھوڑا۔ لگد۔ دولتی۔ او مجال۔ مشورہ چاہنے والے نے رازِ دل کہنے کا موقع نہ دیکھتے ہوئے دوسری بات شروع کر دی۔ بروں شو کردن۔ ٹال دینا۔ لاغ۔ مذاق۔ خواہم زنے۔ شادی کرنا چاہتا ہوں۔

گفت سہ گونہ زنند اندر جہاں
اُس نے کہا دنیا میں عورتیں تین قسم کی ہیں
آں دو رنج و ایں یکے گنجِ رواں[۱]
دو وبال ہیں اور ایک گنجِ رواں ہے

آں یکے را چوں بخواہی کُل تراست
ایک سے جب تو نکاح کریگا وہ پوری تیری ہو
ویں دگر نیمے ترا نیمے جداست
دوسری آدھی تیری ہے، آدھی بیگانہ ہے

واں سوم ہیچ اُو ترا نبوَد بداں
سمجھ لے، تیسری بالکل تیری نہ ہوگی
ایں شنیدی دُور شو رفتم رواں
تو نے یہ سن لیا بھاگ جا میں روانہ ہوتا ہوں

تا ترا اسپم نپرّاند لگد
تاکہ میرا گھوڑا تیرے دولتی نہ اڑادے
کہ بیفتی[۲] بر نہ خیزی تا ابد
اور تو ایسا گرے کہ قیامت تک نہ اُٹھے

شیخ راند اندر میانِ کودکاں
شیخ نے گھوڑا بچوں میں دوڑا دیا
بانگ زد بارِ دگر اُورا جواں
جوان نے اُن کو دوبارہ پکارا

کہ بیا آخر بگو تفسیرِ ایں
کہ آئیے، آخر اِس کی تفصیل بتائیے
ایں زناں سہ نوع گفتی برگزیں
آپ نے تین قسم کی عورتیں بتائیں منتخب کر دیجئے

راند سوئے اُو و گفتش بکرِ خاص
اُس کی طرف گھوڑا دوڑایا اور اُس سے کہا باکرہ خاص
کُل ترا باشد ز غم یابی خلاص
سب تیری ہوگی تو غم سے نجات پائے گا

وانکہ نیمے آنِ تو بیوہ[۳] بُوَد
جو آدھی تیری ہوگی، بیوہ ہوگی
وانکہ ہیچست آں عیالِ باولد
وہ جو تیرے لئے کچھ نہیں، بال بچے والی بیوہ عورت ہوگی

چوں ز شوئے اوّلش کودک بُود
جب اُسکے پہلے شوہر سے بچہ ہوگا
مہرِ کلِ خاطرش آں سُو رود
اُس کے دل کی محبت اُس طرف جائیگی

دور شو تا اسپ نندازد لگد
بھاگ جا، تاکہ گھوڑا دولتی نہ مار دے
سُمِ اسپِ توسنم بر تو رسد
میرے سرکش گھوڑے کا کھُر تیرے لگے

ہائے و ہُوئے کرد شیخ و باز راند
شیخ نے ہائے و ہُو کی اور پھر (گھوڑا) دوڑا دیا
کودکاں را باز سوئے خویش خواند
بچوں کو پھر اپنی طرف بُلا لیا

باز بانگش کرد آں سائل بیا
سوال کرنے والے نے پھر اُنکو آواز دی کہ آئیے
یک سوالم ماند اے شاہِ کیا
اے شہنشاہ! ایک سوال رہ گیا

باز راند ایں سُو بگو زد تر چہ بود
پھر گھوڑا، اُس طرف کو دوڑایا کہ جلد کہہ کیا تھا
کہ زمیداں آں بچہ گویم رُبود
کیونکہ وہ بچہ میدان سے میری گیند لے بھاگا

---

۱ گنجِ رواں۔ نہ ختم ہونے والا خزانہ، قارون کے خزانہ کا نام ہے۔ آں یکے۔ ایک عورت تو وہ ہوتی ہے جو ہمہ تن شوہر کی ہوتی ہے۔ ویں دگر۔ دوسری قسم کی عورت آدھی شوہر کے لئے اور آدھی شوہر سے اجنبی ہوتی ہے۔ واں سوم۔ تیسری قسم عورت کی وہ ہے جو شوہر سے بالکلیہ بیگانہ ہوتی ہے۔
۲ کہ بیفتی۔ یعنی میرا گھوڑا لاتیں ماردیگا تو تو مر جائے گا۔ جواں۔ یعنی مشورہ چاہنے والا۔ برگزیں۔ یعنی عورت کی ان تین قسموں میں سے میرے لئے منتخب کر دیجئے۔ بکر۔ بے شادی شدہ عورت ایسی عورت سے شادی کی جائے تو وہ ہمہ تن شوہر کی ہوتی ہے۔
۳ بیوہ۔ بیوہ کا تعلق پہلے شوہر سے بھی باقی رہتا ہے۔ وانکہ ہیچست۔ جو بالکل شوہر کی نہیں ہوتی اور ایسی بیوہ عورت ہوتی ہے جس کی پہلے شوہر سے اولاد بھی ہو۔ سم۔ کھُر۔ ہائے وہُوئے۔ یعنی دیوانگی کا نعرہ۔ کودکاں۔ وہ بچے جن کے ساتھ حضرت بہلول کھیل رہے تھے۔ زد تر۔ زود تر، بہت جلد۔ کہ زمیداں۔ یعنی کھیل کے میدان میں سے۔

گفت اے شہ با چنیں عقل و ادب ‏ | ‏ ایں چہ شیدؔ ست ایں چہ فعلست اے عجب
اُس نے کہا اے شاہ! اس عقل وادب کے ہوتے ہوئے ‏ | ‏ یہ کیا بناوٹ ہے! یہ کیا کام ہے، تعجب ہے

تو ورائے عقلِ کُلّی در بیاں ‏ | ‏ آفتابی در جنوں چونی نہاں
تو بیان میں عقلِ کل سے آگے ہے ‏ | ‏ تو سورج ہے، پاگل پن میں کیوں پوشیدہ ہے؟

گفت ایں اوباش رائے می زنند ‏ | ‏ تا دریں شہر خودم قاضی کنند
کہا یہ عوام سوچتے ہیں ‏ | ‏ کہ اس شہر کا مجھے قاضی بنا دیں

دفع می گفتم مرا گفتند نے ‏ | ‏ نیست چوں تو عالمے صاحب فنے
میں ٹالتا ہوں، وہ مجھ سے کہتے ہیں نہیں ‏ | ‏ تم جیسا (کوئی دوسرا) صاحبِ فن عالم نہیں ہے

با وجودِ تو حرام ست و خبیث ‏ | ‏ کہ کم از تو در قضا گوید حدیث
تمہارے ہوتے ہوئے ناجائز اور بُرا ہے ‏ | ‏ کہ تم سے کم فیصلہ کی بات کرے

در شریعت نیست دستورے کہ ما ‏ | ‏ کمتر از تو شہ کنیم و پیشوا
شریعت میں کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ہم ‏ | ‏ تم سے کم تر کو شاہ اور پیشوا بنا لیں

زیں ضرورت گیج و دیوانہ شدم ‏ | ‏ زیں گروہ از عجز بیگانہ شدم
اس مجبوری میں میں پاگل اور دیوانہ ہو گیا ہوں ‏ | ‏ عاجز آ کر ان لوگوں سے بیگانہ بن گیا ہوں

ظاہراً شوریدہ و شیدا شدم ‏ | ‏ لیک در باطن ھمانم کہ بدم
بظاہر پاگل اور دیوانہ ہو گیا ہوں ‏ | ‏ لیکن درحقیقت میں وہی ہوں جو تھا

عقلِ[2] من گنج ست و من ویرانہ ام ‏ | ‏ گنج اگر پیدا کنم دیوانہ ام
میری عقل خزانہ ہے اور میں ویرانہ ہوں ‏ | ‏ اگر میں خزانہ کو ظاہر کردوں تو میں دیوانہ ہوں

اُوست دیوانہ کہ دیوانہ نہ شد ‏ | ‏ ایں عسس را دید و در خانہ نہ شد
دیوانہ وہ ہے جو دیوانہ نہ بنا ‏ | ‏ کوتوال کو دیکھا اور گھر میں نہ چھپا

دانشِ[3] من جوہر آمد نے عرض ‏ | ‏ ایں بہائے نیست بہر ہر عرض
میری عقل جوہر (پائدار) ہے نہ کہ عرض (غیر مستقل) ‏ | ‏ یہ ہر عرض کی قیمت نہیں ہے

کانِ قندم نیستانِ شکرم ‏ | ‏ ہم ز من می روید و من می خورم
میں شکر کی کان ہوں، شکر کی ایکھ ہوں ‏ | ‏ شکر، مجھ میں سے پیدا ہوتی ہے اور میں خود کھاتا ہوں

علمِ تقلیدی و تعلیمی ست آں ‏ | ‏ کز نفورِ مستمع دارد فغاں
وہ تقلیدی اور محض پڑھا ہوا علم ہے ‏ | ‏ جو سننے والے کی بے رغبتی سے داد ویلا کرے

[1] شید۔ مکر و فریب، مغالطہ، بناوٹ۔ عقلِ کل۔ حضرت جبرئیلؑ۔ آفتابی۔ آفتاب ہستی۔ اوباش۔ عوام الناس۔ دفع می گفتم۔ میں نے ٹالا۔ باوجودِ تو۔ یہ اُن عوام نے کہا۔ حدیث۔ بات۔ دستور۔ طریقہ، قانون۔ شہ۔ یعنی قاضی۔ گیج۔ پریشان، بدحال۔ شیدا۔ دیوانہ۔ باطن۔ یعنی حقیقتاً۔

[2] عقل۔ عقل بمنزلہ خزانہ کے ہے اور دفینہ ہمیشہ ویرانہ میں ہوتا ہے لہٰذا میں نے اپنے ظاہر کو ویرانہ بنا رکھا ہے اب اگر میں عقل کا اظہار کروں تو دیوانگی ہوگی۔ دیوانہ نہ شد۔ دیوانہ تو وہ ہے کہ جو اپنی عقل کی نمائش کرے اور بوقتِ ضرورت اُس کو چھپانے کے لئے دیوانہ نہ بنے اس کی مثال تو اُس شخص کی سی ہے جس کی گرفتاری کے لئے کوتوال آ رہا ہو اور وہ پھر بھی گھر میں نہ چھپے۔ عسس۔ کوتوال۔

[3] دانشِ من۔ جو عقل پختہ اور پائیدار ہوتی ہے وہ نمائش سے مستغنی ہوتی ہے۔ عرض۔ سامان یعنی میری عقل اس سے افضل ہے کہ میں اُس کو دنیاوی کاموں میں خرچ کروں۔ کانِ قندم۔ یعنی میں اپنے علوم و معارف سے خود استفادہ کرتا ہوں۔ علمِ تقلیدی و تعلیمی۔ نقلی علم مراد ہے جو بلا تحقیق سیکھا ہو یا دنیاداری کیلئے سیکھا ہو ایسا علم داد کا طالب ہوتا ہے اور اگر لوگ اُس کی طرف متوجہ نہ ہوں تو تکلیف پہنچتی ہے۔

چوں[1] پئے دانہ نہ بہرِ روشنی ست — ہمچو طالبِ علمِ دنیائے دَنی ست

چونکہ وہ روٹی کیلئے ہے نورِ معرفت کیلئے نہیں ہے — (اس کا طالب) کمینی دنیا کے علم کا طالب جیسا ہے

طالبِ علم ست بہرِ عام و خاص — نے کہ تا یابد ازیں عالم خلاص

وہ علم کا طالب عوام و خواص کے لئے ہے — نہ اس لئے کہ اس عالم (دنیا) سے نجات پائے

ہمچو موشے ہر طرف سوراخ کرد — نیست مُرغے از ہمہ سوراخ فرد

وہ چوہے کی طرح ہے جس نے ہر جانب بھٹ بنائے — وہ پرند نہیں ہے جو تمام بھٹوں سے آزاد ہو

ہمچو موشے ہر طرف سوراخہا — می کَند غافل ز انوارِ لقا

وہ چوہے جیسا ہے، کہ ہر جانب سوراخ — کھودتا ہے لقاء (اللہ) کے نوروں سے غافل ہے

چونکہ سوئے دشت و نورش رہ نبود — ہم در آں ظلمات جہدے می نمود

چونکہ وہ میدان اور نور کی طرف راہ یاب نہ ہوا — اِنہی تاریکیوں میں محنت کرتا رہا

گر خدایش پَر دہد پرِّ خرد — برہد از موشی و چوں مرغاں پَرد

اگر خدا اس کو عقل کے پر دے دے — تو وہ چوہے پن سے نجات پا جائے اور پرندوں کیطرح پرواز کرے

ور نہ جوید پَر بماند زیرِ خاک — نا اُمید از رفتنِ راہِ سَماک

اگر وہ پروں کا جویاں نہ ہو تو مٹی کے نیچے رہیگا — سِماک کے راستہ پر چلنے سے ناامید (ہوکر)

علمِ گفتارے[2] کہ اُو بے جاں بود — عاشقِ رُوئے خریداراں بود

وہ زبانی علم جو بے روح ہوتا ہے — وہ خریداروں کی توجہ کا عاشق ہوتا ہے

گرچہ باشد وقتِ بحث علم زفت — چوں خریدارش نباشد مُرد و رفت

اگرچہ وہ بحث کے وقت بھاری علم ہو — جب اُس کا خریدار نہ ہوگا تو وہ فنا ہوا اور جاتا رہا

مشتریِ من خدا است و مرا — می کشد بالا کہ اللہ اشتریٰ[3]

میرا خریدار اللہ تعالیٰ ہے اور مجھے — وہ (عالم) بالا کی طرف کھینچتا ہے چنانچہ (ارشاد ہے)

خونبہائے من جمالِ ذوالجلال — خونبہائے خود خورم کسبِ حلال

میرا خون بہا ذوالجلال (اللہ تعالیٰ) کا جمال ہے — میں اپنا خونبہا کھاتا ہوں (جو) حلال کمائی ہے

ایں خریدارانِ مفلس را بہل — چہ خریداری کند یک مشتِ گل

اِن مفلس خریداروں کو چھوڑ ——— — ایک مُشتِ خاک کیا خریداری کر سکتی ہے؟

---

[1] چوں پئے دانہ۔ اس علم کی غرض چونکہ محض دنیا ہوتی ہے لہٰذا یہ دنیوی علم کی برابر ہے۔ کہ حقیقی علم کا منشا دنیا سے خلاصی اور تقرب الی اللہ ہوتا ہے۔ ہمچو موشے۔ جس طالبِ علم کا مقصد دنیا ہو اُس کی مثال چوہے کی سی ہے۔ جو روشنی سے نفور ہوتا ہے یہ بھی نورِ معرفت سے متنفر ہے۔ انوارِ لقا۔ معرفتِ خداوندی کے نور۔ گر خدایش۔ ایسے طالبعلم کو خدا اگر عقل عنایت فرما دے تو پرندوں کی طرح عالمِ بالا کی طرف پرواز کرے۔ سماک۔ ایک ستارہ ہے جو قمر کی چودہویں منزل میں ہے یہاں بلندی اور عروج مراد ہے۔

[2] علمِ گفتارے۔ وہ علم جس میں حقانیت کی روح نہ ہو اور اُس میں محض لفظی ٹیپ ٹاپ ہو بے جان ہوتا ہے اور داد دینے والوں کا محتاج ہوتا ہے۔ زفت۔ موٹا، بھاری۔ خریدارش یعنی داد دینے والے نہیں ہوتے ہیں تو فنا ہو جاتا ہے۔ مُشتریِ من۔ حضرت بہلولؒ نے فرمایا میرے علم کا خدا خریدار ہے اس لئے وہ علم میرے عروج کا سبب ہے۔

[3] اللہ اشتریٰ۔ قرآن پاک میں ہے کہ خدا نے مومنوں سے اُن کی جان اور مال خرید لیا ہے اس عوض پر کہ اُن کے لئے جنت ہے۔ خونبہا۔ جان کی قیمت جو قاتل سے دلائی جاتی ہے۔ خورم۔ یعنی اب مجھے اللہ کے جمال کا دیدار حاصل ہے۔ ایں خریداراں۔ یعنی علم پر داد دینے والے انسان۔ مُشتِ گل۔ یعنی انسان۔

گِل مخور گِل را مخر گِل را مجو [۱]
مٹی نہ کھا، مٹی نہ خرید، مٹی کی جستجو نہ کر

زانکہ گِل خوارست دائم زرد رُو
کیونکہ مٹی کھانے والا ہمیشہ زرد رُو ہوتا ہے

دل بخر تا دائماً باشی جواں
دل کو خرید تاکہ تو ہمیشہ جوان رہے

از تجلّی چہرہ اَت خوں اَرغواں
تجلی سے تیرا چہرہ گُلِ بابونہ کی سرخی کیطرح ہوگا

طالبِ دل شو کہ تا باشی چو گُل
دل کا طالب بن تاکہ تو پھول کی طرح بنے

تا شوی شاداں و خنداں ہمچو مُل
اور شراب کی طرح مسکراتا ہوا اور خوش رہے

دل نباشد [۲] آنکہ مطلوبش گِل ست
وہ دل ہی نہ ہوگا جس کا مطلوب مٹی ہے

ایں سخن را رُوئے با صاحبدلست
یہ رُوئے سخن صاحبِ دل کے لئے ہے

یا رب ایں بخشش نہ حدِّ کارِ ماست
اے خدا! یہ عطا ہمارے بس کی نہیں ہے

لُطفِ تو لُطفِ خفی را خود سزاست
مخفی مہربانی کے لئے تیری مہربانی مناسب ہے

دست گیر از دستِ ما ما را بخر
ہماری دستگیری فرما، ہمیں ہم سے خرید لے

پردہ را بردار و پردہ ما مدر
پردے کو اُٹھا دے اور ہماری پردہ دری نہ فرما

باز خر ما را ازیں نفسِ پلید
اِس ناپاک نفس سے ہمیں خرید لے

کاردش تا استخوانِ ما رسید
اُس کی چھری ہماری ہڈیوں تک پہنچ گئی ہے

از چو ما بیچارگاں ایں بندِ سخت
ہم مجبوروں سے یہ سخت بیڑی

کہ کشاید اے شہِ بے تاج و تخت
اے تاج و تخت سے مستغنی بادشاہ! کون کھول سکتا ہے

ایں چنیں قفلِ گراں [۳] را اے وَدُود
اے محبوب اِس قدر بھاری قفل کو

کہ تواند جز کہ فضلِ تو کشود
تیری مہربانی کے علاوہ اور کون کھول سکتا ہے؟

ما ز خود سوئے تو گردانیم سر
ہم اپنی جانب سے تیری جانب رُخ کرتے ہیں

چوں توئی از ما بما نزدیک تر
چونکہ تو ہم سے ہمارے اعتبار سے بھی زیادہ نزدیک ہے

با چنیں نزدیکی دوریم دُور
اِسقدر نزدیکی کے ہوتے ہوئے (بھی) ہم بہت دُور ہیں

در چنیں تاریکی بفرست نُور
ایسی تاریکی میں تو نور بھیج دے

ایں دعا ہم بخشش و تعلیم تست
یہ دُعا بھی تیری تعلیم اور عطا ہے

ورنہ در گلخن گلستاں از چہ رُست
ورنہ بھٹی میں چمن کیسے اُگتا؟

---

[۱] گِل مخور۔ وہ عالم جو اپنے علم کی انسانوں سے داد کا طالب ہے مٹی کھانے والے کی طرح ہوتا ہے۔ زرد رُو ہوتا ہے اور زرد روئی شرمندگی کی علامت ہے۔ دل بخر۔ یعنی کسی صاحبِ دل کا دل خرید لو اُس کے دل کے نور سے تمہارا چہرہ گُلِ بابونہ کی طرح سُرخ رہے گا جو خوشی اور جوانی کی علامت ہے۔ ہمچو مُل۔ شراب کی رنگت سُرخ ہوتی ہے [۲] دل نباشد۔ جو دل مادّیات کا طالب ہو وہ حقیقتاً دل ہی نہیں ہے ورنہ بڑھیا چیز گھٹیا چیز کی کیسے طالب بن سکتی ہے۔ یا رب۔ چونکہ مادّیات سے دل کو ہٹا لینا مشکل کام ہے لہٰذا مولانا خدا سے التجا کرتے ہیں۔ لُطف۔ مہربانی۔ لطفِ خفی۔ یعنی مادّیات سے دل کا متنفر ہو جانا۔ ما را بخر۔ یعنی ہمیں اپنی ذات سے بے تعلق کر دے۔ پردہ۔ یعنی وہ پردہ جو ہم میں اور ذاتِ خداوندی میں حائل ہے۔ کاردش۔ یعنی اُس کی ایذا رسانی حد سے گذر گئی ہے۔ بندِ سخت۔ یعنی نفس کی گرفت۔ [۳] قفلِ گراں۔ یعنی خواہشاتِ نفسانی کا قفل۔ وَدُود۔ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ ما زخود۔ اِس معاملہ میں ہماری ذاتی کوشش مُفید نہیں ہے۔ چوں توئی۔ خدا نے ارشاد فرمایا ہے ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ ایں دعا۔ یعنی یہ دعا جو نفس کے فریب سے نجات کے لئے ہم کر رہے ہیں تیری ہی توفیق ہے۔ گلخن۔ یعنی ہماری طبیعت جو بھٹی جیسی ہے۔ گلستاں۔ یعنی دعا جو چمن کی طرح ہے۔ آگ کی بھٹی میں چمن اُگا دینا قدرتِ خداوندی کی ایک مثال ہے۔

در میانِ[1] خون و در روده فهم و عقل | جز ز اکرامِ تو نتواں کرد نقل

خون اور انتڑی میں، سمجھ اور عقل | تیرے کرم کے سوا کوئی منتقل نہیں کر سکتا ہے

از دو[2] پاره پیه ایں نورِ رواں | موجِ نورش می زند تا آسماں

یہ جاری نور، چربی کے دو ٹکڑوں سے! | اس کے نور کی موج آسمان سے ٹکراتی ہے

گوشت پاره که زباں آمد ازو | می رود سیلابِ حکمت جُو بجُو

گوشت کا ٹکڑا جو کہ زبان ہے، اس سے | ق | دانائی کا سیلاب نہر در نہر جاتا ہے

سوئے سوراخے که نامش گوشهاست | تا بباغِ جاں که میوه‌اش هوشهاست

اس سوراخ کی جانب سے جس کا نام کان ہے | جان کے باغ تک جس کا میوہ دانائیاں ہیں

شاهراهِ باغِ جانها شرعِ اُوست | باغ و بُستانهائے عالم فرعِ اُوست

جانوں کے باغ کی شاہراہ اس کی شریعت ہے | دنیا کے باغ اور چمن اس کی شاخ ہیں

اصل و سرچشمهٔ خوشی آنست آں | زود تجری تحتها الانهار خواں

اصل اور خوشی کا سرچشمہ وہی وہ ہے | جلدی سے "اس کے نیچے نہریں جاری ہیں" پڑھ لے

قصهٔ رنجور گو با مصطفیٰ | زانکه لطفِ حق ندارد منتهیٰ

آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ بیمار کا قصہ بتا | اس لئے کہ اللہ کی مہربانی کی کوئی حد نہیں ہے

شکرِ نعمت چوں کُنی چوں شکرِ تو | نعمتِ تازه بود ز احسانِ اُو

تو نعمت کا شکر کیسے ادا کر سکتا ہے جبکہ تیرا شکر کرنا | اس کے احسان سے ایک نئی نعمت ہے

عجزِ تو در شکر شکر آمد تمام | فهم کُن دریاب قد تم الکلام

شکر سے تیرا عاجز ہونا ہی پورا شکر ہے | سمجھ لے، جان لے، بات پوری ہوئی

تتمهٔ نصیحت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آں بیمار را

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس بیمار کو نصیحت کرنے کا بقیہ قصہ

گفت پیغمبر مر آں بیمار را | چوں عیادت[3] کرد یارِ زار را

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس بیمار سے فرمایا | جب بیمار دوست کی مزاج پرسی کی

که مگر نوعے دعائے کرده | از جهالت زهر بائے خورده

شاید تونے کوئی دعا کی ہے | نادانی سے زہریلا شوربا پیا ہے

یاد آور چه دعائے گفته | چوں ز مکرِ نفس می آشفته

یاد کر کیا دعا کی ہے؟ | جب تو نفس کے مکر سے پریشان ہوا ہے

---

۱ درمیانِ خون۔ انسانی جسم کے خون اور انتڑیوں میں عقل جیسی چیز پیدا فرما دینا قدرتِ خداوندی کی دوسری مثال ہے۔ از دو پارہ۔ انسان کی آنکھوں میں ایسا نور پیدا کر دینا جو آسمان تک پہنچتا ہے قدرتِ خدا کی تیسری مثال ہے۔ گوشت پارہ۔ انسان کی زبان ہے جو محض ایک گوشت کا ٹکڑا ہے حکمت و دانائی کی باتیں کانوں تک پہنچتی ہیں اور کان اُن کو روح تک پہنچا دیتے ہیں جس سے انسان میں ہوشمندی پیدا ہوتی ہے یہ قدرتِ خداوندی کی چوتھی مثال ہے۔ شرعِ اُوست۔ یعنی حکمت کے جان کے باغ میں پہنچنے کا راستہ شریعت ہے دوسرے چمنستانِ حکمت اس چمن کی شاخ ہیں۔

۲ آنست۔ یعنی حکمت کا سیلاب۔ الانہار۔ مولانا نے اس آیت میں نہروں سے حکمت اور معارفِ الٰہیہ کی نہریں مراد لی ہیں۔ رنجور۔ بیمار۔ ندارد منتہیٰ۔ قرآن پاک میں ہے اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو گے تو شمار نہ کر سکو گے۔ شکرِ نعمت۔ اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا ناممکن ہے اس لئے کہ نعمت پر شکر ادا کرنا خود ایک نعمت ہے اب اُس کا شکریہ ادا کرو گے تو اس کی ایک اور نعمت موجود ہو جائیگی تو سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا اور تم شکریہ سے عہدہ برآ نہ ہو سکو گے۔ عجز۔ ہم اسکے شکریہ سے عاجز ہیں۔ بس یہی ہمارا شکریہ ہے۔ ۳ عیادت۔ بیمار پرسی۔ زہربا۔ زہریلا شوربا۔

گفت یادم نیست اِلّا ہمتے[1] | دار با من یادم آید ساعتے

اُس نے کہا مجھے یاد نہیں، مگر توجہ | ڈال دیجئے مجھ پر، فوراً مجھے یاد آجائے گی

از حضورِ نور بخشِ مصطفیٰؐ | پیشِ خاطر آمد اُورا آں دُعا

آنحضورؐ کی نور عطا کرنے والی تشریف آوری سے | وہ دعا اُس کے دل میں آگئی

ہمتِ پیغمبرِؐ روشن کدہ | پیشِ خاطر آمدش آں گم شدہ

نورانی خاندان کے پیغمبرؐ کی توجہ سے | وہ بھولی ہوئی (دعا)، اُس کے دل میں آگئی

تافت ازاں روزن کہ از دل تا دِلست | روشنی کو فرقِ حق و باطل ست

اُس روزن سے جو دل سے دل تک ہے چمکی | روشنی جو حق اور باطل میں فرق کردینے والی ہے

گفت اینک یادم آمد اے رسول | آں دُعا کہ گفتہ ام من بو الفضول[2]

اُس نے کہا اے رسول! اب مجھے یاد آگئی | وہ دعا جو مجھ بے وقوف نے کی ہے

چوں گرفتارِ گنہ می آمدم | غرقہ گشتہ دست و پائے می زدم

جب میں گناہ میں مبتلا ہوگیا | ڈوب کر ہاتھ پیر مارتا تھا

بر گنہ بابِ کُشایش می زند | غرقہ دست اندر حشایش می زند

گنہگار، نجات کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے | ڈوبتا ہوا گھاس پر ہاتھ مارتا ہے

از تو تہدید و وعیدے می رسید | مجرماں را از عذابِ بس شدید

آپ کی جانب سے دھمکی اور ڈراوا پہنچتا تھا | گنہگاروں کے لئے سخت عذاب کا

مضطرب[3] می گشتم و چارہ نہ بود | بند محکم بود و قفلِ ناکشود

میں پریشان ہوگیا اور کوئی تدبیر نہ تھی | مضبوط قید تھی، اور نہ کھلنے والا تالا

نے مقامِ صبر و نے راہِ گریز | نے امیدے توبہ نہ جائے ستیز

نہ صبر کا مقام اور نہ بھاگنے کی جگہ | نہ توبہ کی اُمید نہ جھگڑے کا موقع

نے بغیرِ حق تعالےٰ یارِ من | ایں چنیں دشوار آمد کارِ من

نہ خدا کے علاوہ (کوئی) میرا دوست | میرا کام ایسا مشکل ہوگیا

من چو ہاروت و چو ماروت از حزن | آہ می کردم کہ اے خلّاقِ من

میں غم سے ہاروت وماروت کی طرح | آہ کرتا تھا کہ اے میرے پیدا کرنے والے!

ذکر دُشواری عذاب آخرت و سختی آں

آخرت کے عذاب کی دُشواری اور سختی کا ذکر

---

[1] ہمت۔ باطنی توجہ۔ آں دعا۔ وہ دعا جو اُس نے کی تھی اور بھول گیا تھا۔ روشن کدہ۔ منور گھر گم شدہ۔ یعنی دعا۔ تافت۔ یعنی آنحضورؐ کی باطنی توجہ سے آپ کے قلب مبارک سے اُن کے قلب تک نور پہنچا جس سے دعا یاد آگئی۔

[2] بو الفضول۔ بیہودہ۔ بر گنہ۔ گنہگار۔ حشایش۔ حشیش کی جمع، گھاس، مقولہ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ تہدید۔ ڈرانا۔ وعید۔ سزا کا وعدہ۔ مجرماں۔ گنہگاراں۔

[3] مضطرب۔ یعنی اِن حالات میں میں پریشان ہوگیا۔ ہاروت و ماروت۔ وہ دو فرشتے جو اپنے گناہوں کی پاداش میں بابل کے کنویں میں اُلٹے لٹکے ہوئے بتلائے گئے ہیں۔ یہ شرعی اعتبار سے محض ایک افسانہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

از خطرِ ہاروت و ماروت آشکار
ہاروت و ماروت نے خطروں کی وجہ سے علانیہ
چاہِ بابِل را بکردند اختیار
بابِل کے کنویں کو پسند کر لیا

تا عذابِ آخرت اینجا کشند
تاکہ آخرت کے عذاب کو اسی جگہ بھگت لیں
گُر بُزند و عاقل و ساحِر وَشند
ہوشیار ہیں اور عقلمند ہیں اور جادوگر جیسے ہیں

نیک کردند و بجائے خویش بُود
اچھا کیا، اور بامحل تھا
سہل تر باشد زآتش رنجِ دُود
دھویں کی تکلیف آگ سے زیادہ آسان ہوتی ہے

حد ندارد وصفِ رنجِ آنجہاں
اُس عالم (آخرت) کی تکلیف کی کوئی حد نہیں ہے
سہل باشد رنجِ دنیا پیشِ آں
دنیا کی تکلیف اُس کے مقابلہ میں آسان ہے

اے خنک آں کو جہادے می کُند
قابلِ مبارکباد ہے وہ شخص جو مجاہدہ کرتا ہے
بر بدن زجرے و دادے می کُند
بدن کو تنبیہ اور اُس کے ساتھ انصاف کرتا ہے

تا ز رنجِ آں جہانے وارہد
تاکہ اُس جہاں (آخرت) کی تکلیف سے نجات پالے
بر خود ایں رنجِ عبادت می نہد
اپنے اوپر عبادت کی تکلیف ڈالتا ہے

من ہمی گفتم کہ یارب آں عذاب
میں نے بھی یہ کہا کہ اے خدا! وہ سزا
ہم دریں عالم براں بر من شتاب
اسی عالم (دنیا) میں جلدی سے جاری کر دے

تا دراں عالم فراغت باشدم
تاکہ اُس عالم (آخرت) میں مجھے فراغت حاصل ہو
در چنیں درخواست حلقہ می زدم
اس طرح کی درخواست پر میں زنجیر کھٹکھٹاتا تھا

اینچنیں رنجورئے پیدام شد
اس قسم کی بیماری مجھ میں پیدا ہو گئی
جانِ من از رنج بے آرام شد
کہ میری جان تکلیف سے بے آرام ہو گئی

ماندہ ام از ذکر و از اورادِ خود
ذکر اور اپنے وظائف سے میں عاجز ہو گیا ہوں
بے خبر گشتم ز خویش و نیک و بد
اپنے اور اچھے بُرے سے بے خبر ہو گیا ہوں

گر نمی دیدم کنوں من رُوئے تو
اگر اب میں آپ کا چہرہ نہ دیکھتا
اے خجستہ وے مبارک خُوئے تو
اے بابرکت اور اے وہ ذات کہ تیری خصلت مبارک ہے

می شُدم از دستِ من یکبارگی
میں ایک بارگی اپنے ہاتھ سے گیا گزرا ہو جاتا
کردئیم شاہانہ ایں غمخوارگی
آپ نے میری شاہانہ غمخواری فرمائی

گفت ہے ہے ایں دُعا دیگر مکُن
آپ نے فرمایا خبردار، یہ دعا پھر نہ کرنا
بر مکَن تو خویش را از بیخ و بُن
اپنے آپ کو جڑ بنیاد سے نہ اکھاڑ

۱؎ از خطر۔ ایسا افسانہ ہے کہ ہاروت و ماروت نے زہرہ سے زنا کر لیا تب اُن سے کہا گیا کہ آخرت میں عذاب بھگتو یا دنیا میں، جس کی یہ صورت ہو گی کہ ایسے کنویں میں جس میں دھواں بھرا ہوگا قیامت تک کے لیے اُلٹے لٹکا دیئے جاؤ گے، اس پر اُنھوں نے دنیا کی سزا کو پسند کر لیا۔ بابِل۔ عراق کا مشہور شہر تھا۔

۲؎ گُربُز۔ چالاک۔ ساحر۔ ہاروت و ماروت لوگوں کو جادو کی تعلیم دینے والے تھے۔ آتش۔ یعنی جہنم کی آگ۔ دُود یعنی وہ دھواں جو چاہِ بابل میں ہے۔ اے خنک۔ وہ انسان قابلِ مبارکباد ہے جو اپنے جسم کو دنیاوی تکالیف میں مبتلا کر کے عبادات اور مجاہدہ کرے اور آخرت کے عذاب سے نجات حاصل کرے۔ داد۔ انصاف جسم کے ساتھ یہی انصاف ہے کہ عبادت کر کے اُس کو آخرت کے عذاب سے چھڑا لے۔

۳؎ من ہمی گفتم۔ اُن صحابی نے حضورؐ سے عرض کیا کہ میں نے یہی دعا کی تھی کہ مجھے بجائے آخرت کے دنیا میں عذاب میں مبتلا کر دیا جائے۔ ذکر یعنی خدا کا ذکر۔ اَوراد۔ وہ وظائف جن کو کوئی اپنا معمول بنا لے۔ می شُدم۔ یعنی میں مر جاتا۔

تو چہ طاقت داری اے مُورِ نژند ¹ — کہ نہد بر تو چناں کوہے بلند
اے کمزور چیونٹی! تو کیا طاقت رکھتا ہے — کہ وہ (اللہ تعالیٰ) تجھ پر اس قدر اونچا پہاڑ دھر دے

گفت توبہ کردم اے سلطان کہ من — از سرِ جلدی نسازم ہیچ فن
اس نے کہا اے شاہ! میں نے توبہ کی — عجلت میں کوئی ترکیب عمل میں نہ لاؤں گا

ایں جہاں تیہ است و تو موسیٰؑ و ما — از گنہ در تیہ ماندہ مبتلا
یہ دنیا تیہ ہے اور آپ موسیٰ ہیں اور ہم — گناہ کی وجہ سے تیہ میں مبتلا ہیں

سالہا رہ می رویم و در اخیر — ہمچناں در منزلِ اوّل اسیر
ہم سالوں کی مسافت طے کرتے ہیں اور آخر میں — اسی طرح پہلی منزل کے پابند ہیں

ذکرِ قومِ موسیٰ علیہ السّلام و پشیمانیِ ایشاں
موسیٰ علیہ السلام کی قوم اور ان کی شرمندگی کا تذکرہ

قومِ موسیٰؑ ² راہ می پیمودہ اند — آخر اندر گامِ اوّل بودہ اند
(حضرت) موسیٰؑ کی قوم راستہ طے کرتی — (لیکن) نتیجہ میں وہ پہلی جگہ پر ہوتی

گر دلِ موسیٰؑ زما راضی بُدے — تیہ را راہ و کراں پیدا شدے
اگر (حضرت) موسیٰؑ کا دل ہم سے خوش ہوتا — تیہ کا راستہ اور کنارہ معلوم ہو جاتا

ور بہ کُل بیزار بودے اُو زما — کے رسیدے منّ و سلویٰ از سما
اگر وہ ہم سے بالکلیہ بیزار ہوتے — تو من و سلویٰ آسمان سے کب آتا

کے ز سنگے چشمہا جوشاں شدے — در بیاباں تا امانِ جاں شدے
پتھر سے چشمے کب جوش مارتے — جنگل میں، حتیٰ کہ جان کی امن بن گئے

بَل بجائے خواں خود آتش آمدے — اندریں منزل لہب بر ما زدے
بلکہ خوان کی بجائے آگ برستی — اس منزل میں لپٹ ہمیں مارتی

چوں ³ دو دل شد موسیٰؑ اندر کارِ ما — گاہ خصمِ ماست و گاہے یارِ ما
چونکہ ہمارے معاملہ میں موسیٰؑ دو دلے ہو گئے ہیں — کبھی ہمارے دشمن ہیں اور کبھی ہمارے دوست ہیں

خشمش آتش می زند در رختِ ما — حلمِ اُو رد می کند تیرِ بلا
ان کا غصہ ہمارے سامان کو پھونک دیتا ہے — ان کی بُردباری مصیبت کا تیر لوٹا دیتی ہے

کے بُود کہ حلم گردد خشمِ تیز — نیست نادر ایں ز لطفت اے عزیز
کب ہوگا کہ ان کا تیز غصہ بُردباری بن جائے — اے خدا! یہ تیری مہربانی سے دور نہیں ہے

---

¹ مور - چیونٹی - نژند - اندھا، پست دخوار - کوہے بلند یعنی دنیا کا عذاب - توبہ کردم یعنی عذاب ہٹنے کی دعا نہ کروں گا بلکہ معافی کی درخواست کیا کروں گا - تیہ - بوزن فیل وہ بیابان تھا جس میں نافرمانیوں کی بدولت بنی اسرائیل چالیس سال تک سرگرداں پھرتے رہے - اسی میدان میں ان پر من وسلویٰ بھی اترا اور پتھر کے پانی کے چشمے بھی پھوٹے - سالہا - بنی اسرائیل تیہ میں جہاں سے صبح کو چلتے تھے شام کو پھر وہیں پہنچ جاتے تھے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ملتا تھا یہی حال ہمارا ہے توبہ واستغفار سے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے لیکن گناہ کر بیٹھتے ہیں تو پھر پہلی منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔

² قومِ موسیٰ یعنی بنی اسرائیل گر دل - بنی اسرائیل کہتے تھے کہ اگر موسیٰ بالکل خوش ہوتے تو ہم تیہ سے نکلنے میں کامیاب ہو جاتے - ور بکل - اگر بالکلیہ ناراض ہوتے تو ہم پر من وسلویٰ کیوں اترتا اور پتھر سے پانی کے چشمے کیوں ابلتے - بل - من وسلویٰ کے بجائے ہم پر آگ نازل ہوتی۔

³ چوں دو دل - حضرت موسیٰؑ کے دل میں ہم سے پیار بھی ہے اور ناراضی بھی - خشمش - یعنی اُن کا غصہ ہماری تباہی کا باعث ہے - کے بود - ہم اُس وقت کے منتظر ہیں جب خدا کی مہربانی سے اُن کا غصہ بھی بُردباری میں تبدیل ہو جائیگا۔

مدحِ[1] حاضر وحشت است از بہرِ ایں — نامِ موسیٰؑ می برم قاصد چنیں

مُنہ پر تعریف کرنا ناراضی کا سبب ہے اِس لئے — میں عمداً اس طرح حضرت، موسیٰؑ کا نام لے رہا ہوں

ورنہ موسیٰؑ کے روا دارد کہ من — پیشِ تو یاد آورم از ہیچ تن

ورنہ حضرت، موسیٰؑ کب گوارا کرتے کہ میں — آپ کے سامنے کسی کو یاد کروں

عہدِ ما بشکست صد بار و ہزار — عہدِ تو چوں کوہ ثابت برقرار

ہمارا عہد سینکڑوں اور ہزاروں بار ٹوٹا ہے — تیرا عہد پہاڑ کی طرح ثابت، برقرار ہے

عہدِ ما کاہ و بہر بادے زبوں — عہدِ تو کوہ و ز صد کہ ہم فزوں

ہمارا عہد تنکا ہے اور ہر ہوا سے مغلوب ہے — تیرا عہد پہاڑ ہے اور سینکڑوں پہاڑوں سے بڑھا ہوا ہے

حقِ آں قوت کہ بر تلوینِ ما — رحمتے کن اے امیرِ لونہا

اُس قوت کا واسطہ جو تجھے ہماری نیرنگیوں پر ہے — اے حالات کے فرمانروا! رحم فرمادے

خویش را دیدم و رُسوائیِ خویش — امتحانِ ما مکن اے شاہ بیش

میں نے اپنے آپ کو اور اپنی رسوائی کو دیکھ لیا — اے شاہ! ہمارا زیادہ امتحان نہ لے

تا فضیحتہائے[2] دیگر را نہاں — کردہ باشی اے کریمِ مستعاں

تاکہ دوسری رسوائیوں کو تو پوشیدہ — کردے اے مددگار کریم!

بیحدی تو در جمال و در کمال — در کژی ما بیحدیم و در ضلال

تو جمال اور کمال میں لامحدود ہے — ہم کجی اور گمراہی میں لاانتہا ہیں

بیحدیِ خویش بگمار اے کریم — بر کژیِ بیحدِ مُشتے لئیم

اے کریم! اپنی بے پایانی مسلط فرمادے — ایک مُٹھی (خاک) کمینے کی لامحدود کجی پر

ہیں[3] کہ از تقطیعِ ما یک تار ماند — مصر بودیم و یکے دیوار ماند

دیکھو! ہمارے لباس کا ایک تار رہ گیا ہے — ہم شہر تھے اور ایک دیوار رہ گئی ہے

اَلبقیہ اَلبقیہ اے خدیو — تا نگردد شاد کلی جانِ دیو

اے شاہ! باقی کی حفاظت کر — تاکہ شیطان کی جان بالکلیہ خوش نہ ہو

بہرِ ما نے بہرِ آں لُطفِ نخست — کہ تو کردی گمرہاں را بازجُست

ہماری وجہ سے نہیں اُس پہلی مہربانی کی وجہ سے — کہ تونے گمراہوں کو تلاش کیا ہے

طفیل کردے جو گناہ گاروں کو مدد کرنے کے لئے تلاش کرتا ہے۔

[1] مدحِ حاضر۔ اُن بیارِ صحابی نے حضرت موسیٰؑ کا ذکر کرکے اُن کے کچھ فضائل ذکر کئے اب فرماتے ہیں کہ دراصل وہ فضائل آپ کے ہیں لیکن چونکہ مُنہ پر تعریف کرنے سے آپ کو ناگواری ہوتی ہے تو میں نے حضرت موسیٰؑ کے ضمن میں آپ کے فضائل کا ذکر کیا ہے۔ ورنہ۔ حضرت موسیٰؑ خود اس کو نہ پسند کرتے کہ آپ کی موجودگی میں اُن کی تعریف کی جائے۔ عہد ہم نے بندگی کا عہد کیا جو ہزاروں بار ٹوٹا اللہ نے ربوبیت کا عہد کیا جو ہر وقت برقرار ہے۔ تلوینِ ما۔ کبھی ہم توبہ کرتے ہیں کبھی اُسکو توڑتے ہیں کبھی اطاعت وعبادت کرتے ہیں کبھی نافرمانی کرتے ہیں اور یہ سب کچھ قدرتِ خداوندی کا مظہر ہے لونہا۔ یعنی ہماری مختلف کیفیتیں۔

[2] تا فضیحتہائے دیگر۔ اگر تو ہمیں امتحان میں ڈالے گا تو دیگر رُسوائیاں ڈھکی چھپی رہیں گی۔ مُستعان جس سے مدد مانگی جائے۔ بیحدی۔ اللہ کا جمال وکمال لامحدود ہے اور بندہ کی خطائیں لامحدود ہیں لہٰذا وہی پردہ پوشی کرسکتا ہے۔

[3] ہیں۔ ہماری پردہ پوشی کے ظاہری اسباب ختم ہوگئے ہیں۔ لباس کا صرف ایک تار رہ گیا ہے نیکی کی تمام قوتیں ہم فنا کرچکے ہیں اُس کے صرف آثار باقی رہ گئے ہیں۔ البقیہ۔ جو کچھ باقی ہے اُسکی حفاظت کرے تاکہ بالکلیہ تباہی نہو۔ بہرِ مانے۔ ہم پر رحم اپنے قدیم رحم کے

چوں نمودی قدرتت بنمائے رحم — اے نہادہ رحمہا در شحم ولحم

جب تونے اپنی قدرت کا اظہار کیا ہے، رحم فرمادے — اے وہ ذات! جسنے چربی اور گوشت میں رحم (کا مادہ) رکھدیا ہے

زیں دعا گر خشم افزاید ترا — تو دعا تعلیم فرما مہترا

اگر یہ دعا تیرا غصہ بڑھائے — اے بڑے! تو اور دعا سکھلادے

آنچناں کآدم بیفتاد از بہشت — رجعتش دادی کہ رست از دیو زشت

جیسا کہ (حضرت) آدمؑ جنت سے گرے — انکو تونے توبہ کے طریقہ کی تعلیم فرمائی کہ شیطان سے وہ نجات پاگئے

دیو کہ بود کو ز آدمؑ بگذرد — بر چنیں نطعے ازو بازی برد

شیطان کیا ہوتا ہے جو حضرت آدمؑ سے بڑھ جائے — ایسی بساط پر اُس سے بازی جیت لے

در حقیقت نفعِ آدمؑ شد ہمہ — لعنتِ حاسد شد آں بد دمدمہ

حقیقتاً سب (حضرت) آدمؑ کا نفع ہوا — وہ بُرا مکر حاسد کی لعنت بنا

بازیٔ دید و دو صد بازی ندید — پس ستونِ خیمۂ خود را برید

ایک چال دیکھی اور دو سو چالیں نہ دیکھیں — تو اپنے خیمہ کا ستون کاٹ ڈالا

آتشے زد شب بکشتِ دیگراں[۲] — باد سوئے کشتِ او کردش رواں

رات میں دوسروں کی کھیتی میں آگ لگائی — ہوانے اُس کو اُس کی کھیتی کی طرف روانہ کردیا

چشم بندے بود لعنت دیو را — تا زیانِ خصم دید آں ریو را

لعنت شیطان کی آنکھ کی پٹی تھی — یہانتک کہ اُس مکر کو مقابل کی بربادی سمجھا

ہم زیانِ جانِ او شد ریوِ اُو — خود تو گوئی بود آدمؑ دیوِ اُو

اُس کا مکر اُس کی جان کی تباہی بنا — تو خود کہے گا آدم اُس کے گمراہ کرنیوالے تھے

لعنت[۳] ایں باشد کہ کژ بینش کند — حاسد و خود بین و پُر کینش کند

لعنت یہ ہوتی ہے کہ اُس کو کج بین بنادے — اُس کو حاسد اور شیخی خورا اور کینہ ور کردے

تا بداند کہ ہر آں کو بد کند — عاقبت باز آید و بر وے زند

یہانتک کہ وہ جان لیگا کہ جو شخص بُرائی کرتا ہے — انجام کار وہ لوٹتی ہے اور اُس پر پڑتی ہے

جملہ فرزیں بندہا بیند بعکس — مات بر وے گردد و نقصان و نکس

تمام مُہروں کو اُلٹا دیکھتا ہے — مات اور نقصان اور ذلت اُس کو ہوتی ہے

مخالف کی نرد فرزین کی مار کا خطرہ کم ہوجائے۔ مات۔ بازی ہارنا۔ نکس۔ اوندھا، ذلیل۔

---

۱ چوں نمودی۔ انسانوں اور جانوروں میں رحم کا مادہ خدا کی رحمت کا جزو ہے۔ زیں دعا۔ اگر ہمارے یہ دعائیہ الفاظ پسند نہیں ہیں تو تو ہی اور دعا سکھادے جیسا کہ تونے حضرت آدمؑ کو خود دُعا سکھائی تھی جس سے اُن کی لغزش معاف ہوئی۔ رجعت۔ واپسی، توبہ۔ بگذرد۔ بازی لیجائے۔ نطع۔ چمڑے کا ٹکڑا، بساط۔ درحقیقت شیطان نے جو مکر حضرت آدمؑ کے نقصان کے لئے کیا وہ اُن کے نفع کا سبب بن گیا اور توبہ کے بعد انکو مزید قرب حاصل ہوگیا۔ بازی۔ شیطان نے اپنے مکر کی طرف دھیان کیا اللہ تعالیٰ کی تدبیروں کو ذہن میں ملکھا اور اپنے مکر سے خود برباد ہوگیا۔

۲ آتشے۔ شیطان نے حضرت آدمؑ کو تباہ کرنے کے لئے مکر کیا اور خود اُسکے جال میں پھنس گیا۔ چشم بندے۔ شیطان کے لئے اللہ کی لعنت آنکھ کی پٹی ثابت ہوئی وہ اپنے انجام کو نہ دیکھ سکا۔ خود تو گوئی۔ شیطان تو حضرت آدمؑ کی تباہی کا سبب نہ بنا البتہ حضرت آدمؑ شیطان کی تباہی کا سبب بن گئے۔

۳ لعنت۔ جب کوئی خدا کی لعنت میں گرفتار ہوتا ہے تو کج بین اور حاسد اور شیخی خورا اور کینہ ور بن جاتا ہے۔ تا بداند۔ برائی کا وبال خود برائی کرنے والے کو بھگتنا پڑے گا۔ فرزین بند۔ شطرنج کی وہ چال جس سے

زانکہ[۱] گر اُو ہیچ بیند خویش را | مُہلک و ناسور بیند ریش را

اِس لئے کہ اگر وہ اپنے آپ کو ناچیز سمجھتا | زخم کو مُہلک اور ناسور سمجھتا

درد خیزد زیں چنیں دیدن درُوں | درد اُو را از حجاب آرد بروں

اِس طرح دیکھنے سے اندر درد اُٹھتا ہے | درد اُس کو پردے سے باہر لے آتا ہے

تا نگیرد مادراں را دردِ زِہ | طفل در زادن نیابد ہیچ رہ

جب تک ماؤں کے دردِ زہ نہ ہو | بچّہ کو پیدا ہونے کے لئے کوئی راستہ نہیں ملتا

ایں امانت در دل و جاں حاملہ است | وایں نصیحتہا مثالِ قابلہ است

یہ امانت دل میں ہے اور جان حاملہ ہے | اور یہ نصیحتیں دایہ جیسی ہیں

قابلہ گوید کہ زن را درد نیست | درد باید درد کودک را رہ است

دایہ کہتی ہے کہ عورت کو درد (زہ) نہیں ہے | درد چاہیئے درد (زہ) بچّہ کا راستہ ہے

آنکہ اُو بیدرد باشد رہزن است | زانکہ بیدردی اَنَا الحق گفتن است

جو بے درد ہو وہ رہزن ہے | اِس لئے بیدردی اَنَا الحق کہنا ہے

آں اَنَا[۵۲] بیوقت گفتن لعنت است | ویں اَنَا در وقت گفتن رحمت است

اَنَا کو بے موقع کہنا (موجب) لعنت ہے | اور اِس اَنَا کو با موقع کہنا (باعثِ) رحمت ہے

آں اَنَا منصور را رحمت بُدہ | ایں اَنَا فرعون را لعنت بُدہ

وہ اَنَا منصور کے لئے (باعثِ) رحمت تھا | یہ اَنَا فرعون کے لئے (موجب) لعنت تھا

لاجرم ہر مُرغِ[۵۳] بے ہنگام را | سر بُریدن واجب است اِعلام را

لامحالہ بے وقت کے ہر مرغ کا | سر کاٹ ڈالنا تشہیر کے لئے ضروری ہے

سر بُریدن چیست کُشتن نفس را | در جہاد و ترک گفتن لمس را

سر کاٹنا کیا ہے؟ نفس کو مارنا ہے | مجاہدہ میں، اور لذّت کو خیرباد کہنا ہے

آنچناں کہ نیشِ کژدم بر کنی | تاکہ یابد اُو ز کُشتن ایمنی

جیسے کہ تو بچھو کا ڈنک نکال دے | تاکہ وہ مارے جانے سے مامون ہو جائے

سے متصف ہو کر اناالحق کہا تو موجب رحمت تھا، فرعون نے بے موقع کہا تو موجب لعنت بنا۔

۵۳ مرغِ بے ہنگام۔ جو مرغ بے وقت بولے اُس کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔ اِسی طرح فرعون نے بے وقت اناالحق کہا اور وہ ہلاک کر دیا گیا۔ اِعلام۔ یعنی دوسروں کو بتانا، اعلان کرنا۔ سر بُریدن۔ اگر انسان کا نفس تکبّر میں اناالحق کا دعویٰ بنے تو اُس کے سر کاٹنے کی ترکیب یہ ہے کہ مجاہدات کے ذریعہ اُس کو قتل کر ڈالے۔ آنچناں۔ نفس کو مارنے سے انسان کی نجات ہو جاتی ہے جیسے کہ بچھو کا ڈنک توڑ دیا جائے تو پھر وہ ہلاک ہونے سے بچ جاتا ہے۔

۱ زانکہ۔ اگر تکبّر نہ ہو تو انسان اپنی بُرائی کو بُرائی سمجھ کر ازالہ کر لیتا ہے۔ درد۔ اپنی خطا پر اگر انسان درد محسوس کر لے تو نجات ہو جاتی ہے۔ تا نگیرد درد۔ ماں کو اگر دردِ زہ نہ ہو تو خوشکن نتیجہ سامنے نہیں آتا ہے۔ ایں امانت۔ بھلائی کی طاقتیں دل میں بمنزلہ حمل کے ہیں اور روحِ انسانی حاملہ ہے اور وعظ و نصیحت اُن قوتوں کو بروئے کار لانے والی ہے لہٰذا وہ بمنزلہ دایہ کے ہے۔ قابلہ۔ ناصح کی نصیحت سے اگر درد نہیں پیدا ہوتا ہے تو بھلائی کی طاقتیں بروئے کار نہیں آتی ہیں جس طرح دایہ جب ہی جناتی ہے جبکہ عورت کے دردِ زہ ہو۔ بے درد باشد۔ جس میں درد کا مادّہ نہیں وہ بے درد ڈاکو کی طرح ہے۔ بے دردی۔ بے درد متکبّر ہوتا ہے اور تکبّر کا آخری درجہ یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کا درجہ دے کر خدائی کا دعویٰ کر دیتا ہے جیسا کہ متکبّر بے درد فرعون نے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہا یہی اناالحق کہنے کا مطلب ہے۔

۵۲ آں انا۔ پہلے شعر میں اناالحق کہنے کو بے دردی اور تکبّر کی بنیاد پر بتایا تھا اب اُس کی تفصیل فرماتے ہیں کہ بے وقت اناالحق کہنا لعنت ہے لیکن باموقع کہنا رحمت ہے۔ منصورؒ حلاج نے وحدت الوجود کے غلبہ میں اپنے آپ کو فنا کر کے اور صفاتِ خداوندی

برکنی[۱] دندانِ پُر زہرے ز مار | تا رہد مار از بلائے سنگسار
سانپ کے زہریلے دانت اکھاڑ دے | تاکہ سانپ سنگساری کی مصیبت سے بچ جائے

ہیچ نکشد نفس را جز ظلِ پیر | دامنِ آں نفس کُش را سخت گیر
نفس کو شیخ کے سایہ کے علاوہ کوئی چیز نہیں مار سکتی ہے | اُس نفس کو مارنے والے کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے

چوں بگیری سخت آں توفیق ہوست | در تو ہر قوت کہ آید جذبِ اوست
جب تو مضبوط پکڑے گا وہ اللہ (تعالیٰ) کی توفیق ہوگی | تجھ میں جو قوت آئے گی وہ اسی کی کشش ہے

مارمیت اذ رمیت راست داں | ہر چہ دارد جاں بود از جانِ جاں
"تونے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا" کو صحیح سمجھ | جو کچھ جان میں ہے وہ جانِ جاں کیجانب سے ہوگا

دست[۲] گیرندہ ویست و بُرد بار | دمبدم آں دم از و امید دار
وہی دستگیری کرنیوالا اور بوجھ اٹھانیوالا ہے | ہر وقت اُس سے جذب کی اُمید رکھ

نیست غم گر دیر بے اُو ماندۂ | دیر گیر و سخت گیرش خواندۂ
اگر تو بہت دیر تک اسکے بغیر رہا ہے تو غم نہ کر | تونے اُسکو دیر سے پکڑنیوالا اور سخت گرفت کرنیوالا پڑھا ہے

دیر گیر و سخت گیر و رحمتش | یک دمت غائب ندارد حضرتش
اسکی رحمت دیر سے شامل حال ہوگی تو پوری شاملِ حال ہوگی | اُس کا دربار تجھے ایک لمحہ کیلئے غائب ہونے نہ دیگا

ور تو خواہی شرحِ ایں فضل و ولا | از سرِ اندیشہ می خواں والضحیٰ
اگر تو اس مہربانی اور دوستی کی شرح چاہتا ہے | تو غور و فکر سے (سورۂ) والضحیٰ پڑھ لے

ور[۳] تو گوئی ہم بدی ہا از ویست | لیک آں نقصانِ فضلِ او کیست
اگر تو کہے کہ بُرائیاں بھی اسی کی جانب سے ہیں | لیکن وہ اُس کی عنایت کے نقصان کا باعث کب ہیں؟

آں بدی دادن کمالِ اوست ہم | من مثالے گویمت اے محتشم
وہ برائی دینا بھی اُسی کا کمال ہے | اے بزرگوار! میں تجھ سے ایک مثال کہتا ہوں

مثال در بیانِ معنیٰ نؤمن بالقدر خیرہٖ وشرّہٖ

اس معنی کے بیان میں ایک مثال کہ ہم ایمان لائے اچھی اور بُری تقدیر پر

کرد نقّاشے دو گونہ نقشہا | نقشہائے صاف و نقشِ بے صفا
ایک نقاش نے دو قسم کے نقش بنائے | اچھے نقش اور بُرے نقش

[۱] برکنی۔ اگر سانپ کا زہریلا دانت توڑ دیا جائے تو سانپ ہلاکت سے بچ جاتا ہے۔ ہیچ۔ نفس کو شیخ کے ذریعہ مارا جاسکتا ہے۔ چوں بگیری۔ شیخ کا دامن پکڑنا بھی توفیقِ خداوندی ہے اور مُرید کو باطنی قوت شیخ سے حاصل ہوتی ہے۔ مارمیت۔ غزوۂ بدر میں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک دشمنوں کی طرف پھینکی اور اُس سے اُن کی نگاہیں خیرہ ہوگئیں تو قرآن میں فرمایا گیا کہ وہ تمہارا پھینکنا نہ تھا خدا کا پھینکنا تھا یعنی مُرید کو مُراد ہی سے قوت حاصل ہوتی ہے اسلئے اُس کا فعل اُس کی طرف منسوب ہوجاتا ہے۔

[۲] دست۔ خدا ہی دستگیری فرماتا ہے اُسی سے جذب کی اُمید کر۔ نیست غم۔ اگر وصول الی الحق میں دیر لگے تو گھبرانا نہ چاہیئے جس طرح خدا کا عذاب دیر میں آتا ہے اور سخت آتا ہے اسی طرح اُس کی رحمت بھی آزمائشوں کے بعد متوجہ ہوتی ہے۔ دیر۔ اُسکی رحمت آزمائش کے بعد جب متوجہ ہوتی ہے تو پھر اسقدر قرب حاصل ہوتا ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی دوری نہیں ہوتی ہے۔ والضحیٰ۔ یہود کے سوال پر جواب دینے کا وعدہ کیا لیکن انشاء اللہ نہ کہا تو آنحضورؐ سے وحی کا انقطاع ہوگیا جس سے آنحضورؐ کو بہت پریشانی ہوئی تب پھر انتہائی پیار کیساتھ آنحضورؐ کی اس سورہ کے ذریعہ تسلی فرمادی گئی۔

[۳] ور تو گوئی۔ بے وقت انا الحق کہنا اور قطب میں بُری قوتوں کا پیدا ہونا بھی اللہ کا فعل ہے تو بظاہر یہ کمالِ خداوندی کے خوف ہے مولانا جواب فرماتے ہیں کہ بدی کا خلق بھی اللہ کا کمال ہے اور اسکو ایک مثال میں سمجھاتے ہیں۔

[illegible]

نقشِ یوسفؑ[1] کرد و حورِ خوش سرشت — نقشِ عفریتاں و ابلیسانِ زشت

(حضرت) یوسفؑ کا اور خوبصورت حور والا نقش بنایا — بھوتوں اور شیطانوں کا برا نقش (بنایا)

ہر دو گونہ نقش اُستادیِ اوست — زشتیِ اُو نیست آں رادیِ اوست

دونوں قسم کے نقش اُسکی مہارت (کی دلیل) ہیں — یہ اُس کی بُرائی نہیں ہے اُس کی دانائی ہے

خوب را در غایتِ خوبی کُشد — حسِّ عالم چاشنی از وے چشد

خوبصورت کو انتہائی خوبصورتی سے بناتا ہے — دنیا کے حواس اُس سے لُطف اُٹھاتے ہیں

زشت را در غایتِ زشتی کُند — جملہ زشتی ہا بگردش بر تَنَد

بدصورت کو انتہائی بدصورت بناتا ہے — تمام بدصورتیاں اُس پر مڑھ دیتا ہے

تا کمالِ دانشش پیدا شود — مُنکرِ اُستادیش رُسوا شود

تاکہ اُس کی دانش کا کمال ظاہر ہو جائے — اُس کی اُستادی کا مُنکر رسوا ہو جائے

ورنہ[2] تا ند زشت کردن ناقص ست — زیں سبب خلّاقِ گبر و مُخلص ست

اگر وہ بدصورت کو نہ پیدا کر سکے تو ناقص ہو — اسی لئے وہ کافر اور مومن کا پیدا کرنے والا ہے

پس ازیں رُو کفر و ایماں شاہد اند — بر خداوندیش ہر دُو ساجد اند

تو اس حیثیت سے کفر اور ایمان گواہ ہیں — اُس کی خدائی پر (اور) دونوں اُسکو سجدہ کرنیوالے ہیں

لیک مومن دانکہ طوعاً ساجد ست — زانکہ جویائے رضا و قاصد ست

لیکن سمجھ لے کہ مومن خوشی سے سجدہ کرنیوالا ہے — کیونکہ وہ رضامندی کا جویاں اور قصد کرنیوالا ہے

ہست کرہاً گبر ہم یزداں پرست — لیک قصدِ اُو مُرادِ دیگر ست

کافر بھی جبراً خدا پرست ہے — لیکن اُس کا مقصود دوسرا ہے

قلعہ[3] سلطاں عمارت می کُند — لیک دعویِ اَمارت می کند

شاہی قلعہ تعمیر کرتا ہے — لیکن سلطنت کا مدعی ہے

گشت باغی تا کہ مُلک اُو را بُود — عاقبت خود قلعہ سلطاں را شود

وہ باغی بنا تاکہ مُلک اُس کا ہو جائے — انجام کار قلعہ بادشاہ کا ہو جاتا ہے

مومن آں قلعہ برائے بادشاہ — می کُند معمور نے از بہرِ جاہ

مومن وہ قلعہ بادشاہ کے لئے — تعمیر کرتا ہے نہ کہ (اپنی) شان و شوکت کیلئے

[1] یوسف۔ یوسفؑ کا نقش حسین ترین ہے اور بھوت و شیطان کا نقش بھیانک ہے۔ ہر دو گونہ۔ حسین نقش اور بھیانک نقش اگر کمل ہیں تو نقاش کے کمال ہیں۔ رادی۔ حاشنہ کی حسّ عالم حسین نقش سے ہر ہر انسان لطف اندوز ہوتا ہے۔ زشتی۔ بدصورتی۔ تاکمال۔ حسین نقش کو حسین ترین بنانا مُصوّر کا کمال ہے اور بھیانک نقش کو انتہائی بھیانک بنانا بھی نقاش کا کمال ہے۔

[2] ورنہ۔ اگر اللہ تعالیٰ بد صورت بنانے کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو یہ اُسکے ناقص ہونے کی دلیل ہوگی اور وہ ہر طرح کے نقصان سے پاک ہے لہٰذا اُس کو مومن اور کافر دونوں کا خلاق ماننا ہوگا۔ پس۔ کفر اور ایمان اُس کی خلاقی اور خدائی کے گواہ ہیں اور دونوں اُس کو سجدہ کرتے ہیں۔ لیک۔ کافر و مومن کے سجدے میں فرق یہ ہے کہ مومن کا سجدہ اختیاری اور رضائے قلب سے ہے اور کافر کا سجدہ اضطراری ہے اور اضطراری نہ ایمان ہے نہ عبادت۔ مراد دیگر۔ مضطر جو کام کرتا ہے اُس میں اُس کا قصد و ارادہ نہیں ہوتا ہے۔

[3] قلعہ۔ اضطراری عبادت کی مثال یہ ہے کہ ایک وہ شخص جس کا ارادہ بغاوت کرنے کا ہے ایک قلعہ تعمیر کرتا ہے لیکن مجبوراً ظاہر بھی کرتا ہے کہ یہ قلعہ بادشاہ کے لئے بنا رہا ہوں لیکن اُس کا قصد یہ ہے کہ بغاوت کرکے اُس قلعہ میں شاہی کرونگا۔ ایسے آدمی کا انجام سوائے تباہی کے کچھ نہیں قلعہ کے مفاد اُسکو حاصل نہیں ہوتے بس اسیطرح کافر کا اضطراری سجدہ اُسکے لئے کچھ بھی مفید نہیں ہے۔ مومن۔ مومن صحیح نیت سے کام کرتا ہے تو مقصد کو

بالیقایہ۔ معمورہ۔ آباد، تعمیر شدہ۔

زشت[1] گوید اے شہِ زشت آفریں ۔۔۔ قادری بر خوب و بر زشتِ مہیں

بدصورت کہتا ہے، اے بدصورت کے پیدا کرنیوالے شاہ! ۔۔۔ تو خوبصورت اور ذلیل بدصورت کے پیدا کرنے پر قادر ہے

خوب گوید اے شہِ حسن و بہا ۔۔۔ پاک گردانیدیم از عیبہا

خوبصورت کہتا ہے، اے شاہِ حسن و جمال! ۔۔۔ تو نے مجھے عیبوں سے پاک کر دیا

حمدُ لکَ والشُکرُ لکَ یا ذا المِنَن ۔۔۔ حاضری و ناظری بر حالِ من

اے احسانات والے! تیری تعریف ہے اور تیرا شکر ہے ۔۔۔ تو میری حالت پر حاضر و ناظر ہے

حاصل آں شد کو ہر انچہ خواست کرد ۔۔۔ خوب را و زشت را چوں خار و ورد

خلاصہ یہ ہوا کہ اُس نے جو چاہا وہ کیا ۔۔۔ اچھے اور بُرے کو کانٹے اور پھول کی طرح

اُوست بر ہر بادشاہے بادشا ۔۔۔ کارسازِ یَفعلُ اللہُ مَا یَشَاءُ

وہ ہر بادشاہ کے اوپر بادشاہ ہے ۔۔۔ کاموں کا بنانیوالا ہے، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے

وصیت کردن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بیمار را و دعا آموزیدن

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار کو نصیحت کرنا اور دُعا سکھانا

گفت[2] پیغمبر مر آں بیمار را ۔۔۔ ایں بگو کہ سہل کن دشوار را

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بیمار سے فرمایا ۔۔۔ یہ کہہ کہ (اے خدا) مشکل آسان کر دے

آتِنَا فِی دَارِ دُنیانَا حَسَن ۔۔۔ آتِنَا فِی دَارِ عُقبانَا حَسَن

ہمیں ہمارے دنیا کے گھر میں بھلائی عطا فرما ۔۔۔ ہمیں ہمارے آخرت کے گھر میں بھلائی عطا فرما

راہ را بر ما چو بُستاں کن لطیف ۔۔۔ منزلِ ما خود تو باشی اے شریف

صراطِ (مستقیم) کو ہم پر باغ کی طرح پُر لُطف بنا دے ۔۔۔ اے شرافتوں والے! ہماری منزل خود تو ہی ہو

مومناں در حشر گویند اے مَلک ۔۔۔ نے کہ دوزخ بود راہِ مشترک

مومن حشر میں کہیں گے، اے فرشتو! ۔۔۔ کیا دوزخ (مومنوں اور کافروں کا) مشترک راستہ نہ تھا؟

مومن و کافر بر و یابد گذار ۔۔۔ ما ندیدیم اندریں رہ دود[3] و نار

مومن اور کافر اس پر گذرتے ہیں ۔۔۔ ہم نے اِس راستہ میں دُھواں اور آگ نہ دیکھی

نک بہشت و بارگاہِ ایمنی ۔۔۔ پس کجا بود آں گذرگاہِ دَنی

یہ تو بہشت اور اطمینان کی بارگاہ ہے ۔۔۔ تو وہ کم درجہ کا راستہ کہاں ہے؟

پس مَلک گوید کہ آں روضہ خضر ۔۔۔ کاں فلاں جا دیدہ اید اندر گذر

تو فرشتے کہیں گے کہ وہ سبز باغ ۔۔۔ جو راستہ میں تم نے فلاں جگہ دیکھا ہے

---

[1] زشت گوید۔ یہ بدصورت کے شاہد و گواہ ہونے کا بیان ہے۔ مہین۔ ذلیل۔ خوب گوید۔ یہ خوبصورت کی شہادت کا بیان ہے۔ بہا۔ رونق، جمال۔ حمد لک۔ خوبصورت یہ کہتا ہے۔ ذا المنن۔ احسانات والا۔ حاصل۔ یعنی سب بحث کا خلاصہ یہ ہے۔ ورد۔ پھول۔ اُوست۔ شہنشاہی خدا کی صفت ہے۔ یفعل۔ یعنی وہ اپنے ہر فعل میں مختارِ کل ہے۔

[2] گفت۔ یعنی انسان کو ہر حالت میں اپنی بھلائی کے لئے دعا کرنی چاہیے۔ راہ۔ یعنی پُلصراط۔ منزل۔ یعنی مقصود۔ گذار۔ یعنی پُلصراط پر سے مومن و کافر کو گذرنا ہوگا جو جہنم پر قائم کی جائیگی۔

[3] دود و نار۔ یعنی جہنم کے آثار۔ نک۔ مومن پُلصراط سے گذر کر جنت میں پہنچ جائیگا۔ گذرگاہ۔ یعنی پُلصراط۔ پس فلک۔ آنحضورؐ کی تعلیم کردہ دعا کا یہ اثر ہوگا کہ پُلصراط پر سے گذرتے میں دوزخ کا منظر مومن کے لئے سبز باغ کا منظر بن جائیگا۔

دوزخ آنجا بود و سیاست گاہِ سخت
دوزخ اور سخت سزا کی جگہ وہیں تھی
بر شما شد باغ و بستان و درخت
تمہارے لئے وہ باغ اور چمن اور درخت بن گئی

چوں[۱] شما ایں نفسِ دوزخ خوی را
چونکہ تم نے اس دوزخ مزاج نفس پر
آتشی و گبر و فتنہ جوئے را
جہنمی اور کافر اور فتنہ جو پر

جہدہا کردید تا شد پُر صفا
تم نے مجاہدے کئے یہاں تک کہ وہ مصفیٰ ہوگیا
نار را کشتید از بہرِ خدا
تم نے آگ کو بجھایا خدا کے لئے

آتشِ شہوت کہ شعلہ می زدے
شہوت کی آگ جو بھڑکتی تھی
سبزۂ تقویٰ شد و نورِ ہدے
تقوے کا سبزہ اور ہدایت کا نور بن گئی

آتشِ خشم از شما ہم حلم شد
تمہارے غصہ کی آگ بھی بردباری بن گئی
ظلمتِ جہل از شما ہم علم شد
تمہارے جہل کی تاریکی بھی علم بن گئی

آتشِ حرص از شما ایثار شد
تمہاری حرص کی آگ ایثار بن گئی
واں حسد چوں خار بُد گلزار شد
جو حسد کانٹے کی طرح تھا وہ چمن بن گیا

چوں[۲] شما ایں جملہ آتشہائے خویش
چونکہ تم نے اپنی ان تمام آگوں کو
بہرِ حق کُشتید جملہ پیش پیش
پہلے ہی پہلے اللہ (تعالیٰ) کے لئے بجھا دیا

نفسِ ناری را چو باغے ساختید
چونکہ تم نے جہنمی نفس کو باغ بنا لیا
اندرو تخمِ وفا انداختید
اُس میں وفا کا بیج بو دیا

بلبلانِ ذکر و تسبیح اندرو
جس میں ذکر اور تسبیح کی بلبلیں
خوش سرایاں در چمن برطرفِ جُو
نہر کے کنارے چمن میں خوش الحانی کرتی ہیں

داعیِ حق را اجابت کردہ اید
اللہ (تعالیٰ) کی طرف بلانیوالے کی تم نے بات مان لی
وز جحیمِ نفس آب آوردہ اید
اور نفس کی دوزخ سے تم نے پانی حاصل کرلیا

دوزخِ ما نیز در حقِ شما
ہماری دوزخ بھی تمہارے لئے
سبزہ گشت و گلشن و برگ و نوا
سبزہ اور گلشن اور ساز و سامان بن گئی

چیست[۳] احساں را مکافات اے پسر
اے بیٹا: احسان کا بدلہ کیا ہے؟
لطف و احسان و ثوابِ مُعتبر
مہربانی اور احسان اور معقول ثواب

نے شما گفتید ما قربانیم
کیا تم نے نہیں کہا تھا، ہم فدائی ہیں
پیشِ اوصافِ شما ما فانیم
آپ کے اوصاف کے پیش نظر ہم فانی ہیں

---

۱ چوں۔ جبکہ مومن نے نفس کی جہنمی صفات کو مجاہدات سے زائل کردیا تو آخرت میں جہنم کے صفات بھی اُن کے لئے تبدیل ہو جائینگے۔ نار یعنی نفسانی آگ۔ آتشِ شہوت۔ یعنی مجاہدات کے ذریعہ نفس کی برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کردیا۔

۲ چوں شما۔ جب ایک انسان اللہ کے لئے نفس کی برائیوں کو زائل کردیتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت کی برائیوں سے محفوظ فرما دیتے ہیں۔ چو باغے۔ جب انسان نیک اعمال والا بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی برائیوں کو بھی بھلائیوں میں تبدیل کرتا ہے بلبلاں۔ اس باغ میں دریائے معرفت کے کنارے ذکر و تسبیح کی بلبلیں نغمے گاتی ہیں۔ داعیِ حق یعنی نبی۔ دوزخ جحیم یعنی نفسِ امارہ کو نفسِ مطمئنہ بنا دیا۔

۳ چیست۔ قرآن پاک میں ہے "نیکی کا بدلہ نیکی ہے"۔ نے شما پہلا خطاب تو عام مومنین کو تھا یہ خطاب عشاق کو ہے۔

ما اگر قلاش و گر دیوانه ایم — مستِ آں ساقی[1] وآں پیمانه ایم

ہم خواہ مُفلس اور خواہ دیوانے ہیں — اسی ساقی اور اسی پیمانے کے مست ہیں

بر خطِ فرمانِ اُو سر می نہیم — جانِ شیریں را گروگاں میدہیم

ہم اس کے ارشاد کی ہم فرمانبرداری کرتے ہیں — اپنی جانِ شیریں کو ہم گروی کرتے ہیں

تا خیالِ دوست در اسرارِ ماست — چاکری و جاں سپاری کارِ ماست

جب تک دوست کا خیال ہمارے دلوں میں ہے — خدمتگاری اور فدا کاری ہمارا کام ہے

ہر کجا شمعِ بلا افروختند — صد ہزاراں جانِ عاشق سوختند

انھوں نے جہاں کہیں عشق کی شمع روشن کی ہے — عاشقوں کی لاکھوں جانیں جلا ڈالی ہیں

عاشقانے کز درونِ خانه اند — شمعِ رُوئے یار را پروانه اند

وہ عاشق جو بارگاہ کے اندر ہیں — وہ دوست کے رُخ کی شمع کے پروانے ہیں

اے دل آنجا رو که با تو روشن اند — وز بلاہا مر ترا چوں جوشن اند

اے دل! تو وہاں جا جہاں تیرے ساتھ روشن (دل) ہیں — جو مصائب کے لئے تیری زرہ ہیں

در میانِ[2] جاں ترا جامی کنند — تا ترا پُر بادہ چوں جامے کنند

وہ تجھے دل میں جگہ دیتے ہیں — تاکہ تجھے جام کی طرح شراب سے بھرپور کردیں

در میانِ جانِ ایشاں خانه گیر — در فلک خانه کُن اے بدرِ مُنیر

اُن کے دل میں تو جگہ بنالے — اے روشن چاند! آسمان میں جگہ کرلے

چوں عُطارد دفترِ دل وا کنند — تا که بر تو سِرّہا پیدا کنند

وہ عطارد کی طرح دل کا دفتر کھول دیں گے — تاکہ تجھ پر راز کھول دیں

پیشِ خویشاں باش چوں آوارۂ — بر مہِ کامل زن ار مہ پارۂ

اپنوں کے سامنے رہ، تو آوارہ کیوں ہے — اگر تو چاند کا ٹکڑا ہے، کامل چاند سے جڑ جا

جُزو را از کُلِّ خود پرہیز چیست — با مخالف ایں همه آمیز چیست

جزو کو اپنے کُل سے پرہیز کیوں ہے؟ — مخالف کے ساتھ یہ میل کیوں ہے؟

جنس[3] را بیں نوع گشته در روش — غیبها بیں عین گشته در رہش

تو اُس کے سامنے جنس کو نوع بنے ہوئے دیکھ — اسکے طریق میں تو غیبوں کو مشاہدہ بنے ہوئے دیکھ

---

۱ ساقی۔ یعنی معرفت کے علوم کا ساقی۔ خطِ فرماں۔ حکم۔ سر نہادن۔ اطاعت کرنا۔ گروگاں۔ گروی۔ اسرار۔ دل کے چھپے ہوئے راز۔ چاکری۔ خدمتگاری۔ جاں سپاری۔ فداکاری۔ عاشقاں۔ یعنی وہ عاشق جو خود بارگاہِ خداوندی میں ہیں۔ اے دل۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ان عاشقوں کی صحبت اختیار کرو۔ جوشن۔ لوہے کی جنگی زرہ جو تیر و تلوار سے حفاظت کرتی ہے۔

۲ در میان۔ ان عاشقوں کی صحبت اختیار کرو گے تو وہ اپنے دل میں تمھیں جگہ دیں گے اور شرابِ معرفت سے مست کر دیں گے۔ فلک۔ یعنی یہ عاشق جو مرتبہ کی بلندی میں آسمان جیسے ہیں۔ عُطارد۔ ستارہ کا نام ہے جس کو دبیرِ فلک یعنی آسمان کا منشی کہا جاتا ہے اور علوم و معارف کا تعلق اس سے جانا جاتا ہے۔ پیشِ خویشاں۔ جبکہ تجھ میں صلاحیت ہے تو یہ تیرے عاشق ہیں تو اُن سے کیوں بچتا ہے۔ مہِ کامل۔ یعنی یہ خدائی عاشق۔ مخالف۔ یعنی دنیادار لوگ۔

۳ جنس۔ وہ کلی ہے جس کے ماتحت مختلف حقیقتوں کی نوعیں داخل ہوتی ہیں۔ نوع۔ وہ کلی ہے جس کے ماتحت ایک حقیقت کے فرد داخل ہوتے ہیں۔ یعنی ان عاشقانِ خدا کی صحبت میں تجھے وحدت حقیقی کا جلوہ نظر آئے گا اور تو سب چیزوں میں ایک وجود دیکھے گا۔ غیبہا۔ اُن کی صحبت میں تیرے مشاہدہ میں غیبی اسرار آجائیں گے۔

تاچو زن[1] عشوہ خری اے پُر خرد
اے عقلمند! عورتوں کیطرح تو کبتک فریب کی قدر کریگا

از دروغ و عشوہ کے یابی مدد
جھوٹ اور فریب سے کب مدد حاصل کر سکے گا!

چاپلوسی لفظِ شیرینی فریب
خوشامد (اور) فریب کے میٹھے الفاظ

می ستانی می نہی چوں زن بہ جیب
تو قبول کرتا ہے، عورتوں کیطرح جیب میں کو دیتا ہے

مر ترا دشنام و سیلیِ شہاں
تیرے لئے شاہوں کی گالیاں اور چپت

بہتر آید از ثنائے گمرہاں
مناسب ہیں، گمراہوں کی تعریف سے

صفعِ شاہاں خور مخور شہدِ خساں
شاہوں کا تمانچہ کھا کمینوں کا شہد نہ کھا

تا کسے گردی ز اقبالِ کساں
تاکہ تو صاحبِ دل لوگوں کی وجہ سے انسان بنجائے

زانکہ زایشاں دولت و خلعت رسد
کیونکہ انہی سے دولت و خلعت ملتی ہے

در پناہِ روحِ جاں گردد جسد
روح کی پناہ میں جسم روح بن جاتا ہے

ہر کجا بینی برہنہ بے نوا
جس جگہ تو ننگا بے سر و سامان دیکھے

داں کہ او بگریختست از اوستا
سمجھ لے کہ وہ استاد سے بھاگا ہے

تا چناں گردد کہ می خواہد دلش
تاکہ وہ ویسا بنے جیسا کہ اُس کا دل چاہتا ہے

آن دلِ کورِ بدِ بے حاصلش
وہ اُس کا اندھا، بُرا، بدنصیب دل

گر چناں گشتی کہ اُستا خواستے
اگر وہ ویسا بنتا جیسا کہ اُستاد چاہتا

خویش را و خلق را آراستے
اپنے آپ کو اور لوگوں کو سدھار دیتا

ہر کہ از اُستا گریزد در جہاں
جو دنیا میں اُستاد سے بھاگے

اُو ز دولت می گریزد ایں بداں
یہ سمجھ لے وہ دولت سے بھاگتا ہے

پیشۂ آموختی در کسبِ تن
تو نے جسم کی کمائی کا پیشہ سیکھ لیا

چنگ اندر پیشۂ دیں نیز زن
دین کے پیشہ میں بھی ہاتھ ڈال

در جہاں پوشیدہ گشتی و غنی
تو نامرد تھا دنیا میں چھپا رہا

چوں بروں آئی ازینجا چوں کُنی
جب یہاں سے باہر نکلے گا کیا کرے گا

پیشۂ آموز کاندر آخرت
ایسا پیشہ سیکھ کہ آخرت میں

اندر آید کسب و دخلِ مغفرت
مغفرت کی آمدنی اور کمائی حاصل ہو

آں جہاں شہریست پُر بازار و کسب
وہ عالم (آخرت) ایک ایسا شہر ہے جو بازار اور کمائی سے بھرا ہے

تا نہ پنداری کہ کسب اینجاست حسب
تو ہرگز یہ نہ سمجھ کہ کمائی صرف اسی جگہ ہے

لہ چو زن۔ عورتیں بہت جلد عشوہ اور غلط تعریفوں کے فریب میں آجاتی ہیں۔ مر ترا۔ ایک انسان کیلئے دنیا داروں کی جھوٹی تعریفوں سے بزرگوں کی کڑوی باتیں زیادہ مفید ہیں۔ شہاں۔ یعنی بزرگانِ دین۔ صفع۔ تمانچہ یعنی کڑوی نصیحت۔ شہد۔ یعنی جھوٹی تعریف۔ کساں۔ یعنی بزرگانِ دین۔ زایشاں۔ بزرگوں کی سختی جھیلنے سے نفع پہنچتا ہے۔ در پناہ۔ جسم جو ایک بے حس چیز ہے روح کی صحبت میں حساس ہو جاتا ہے اسی طرح مرید شیخ کی صحبت سے زندگی حاصل کر لیتا ہے۔ ہر کجا۔ جو اُستاد کا ادب نہ کریگا اور صحبت برداشت نہ کریگا محروم رہیگا۔ تا چناں۔ اُستاد سے بھاگنے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اُستاد کو نفی مسئلہ پر چلانا چاہتا ہے اور جب اُس میں کامیابی نہیں ہوتی تو بھاگتا ہے۔

لہ گر چناں۔ اگر مرید شیخ کی مرضی کے مطابق مجاہدے کرے تو نبی اور دوسروں کی ہدایت کا سبب بن جائے۔ پیشۂ دیں۔ دینداری سے روح کی اصلاح ہوتی ہے جس کو بقاء حسن ہے۔

سلہ غنی۔ غنین کا مخفف ہے: نامرد، دین کی نامردی دنیا میں تو چھپ رہتی ہے لیکن آخرت میں کھل کر رہیگی۔ کسب کمائی۔ دخل۔ آمدنی۔ آں جہاں۔ آخرت میں اعمالِ حسنہ کے اچھے دام ملیںگے اور اعمالِ سیئہ کے کھوٹے دام

[illegible]

حق تعالیٰ گفت کایں کسبِ جہاں ۔ پیش آں کسبِ لعب[1] کودکاں
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس عالم (دنیا) کی کمائی ۔ اُس (عالمِ آخرت) کی کمائی کے مقابلہ میں بچوں کا کھیل ہے

ہمچو آں طفلے کہ بر طفلے تند ۔ شکلِ صحبت کن مساسے می کند
اُس بچّہ کی طرح جو بچّہ پر چڑھے ۔ (اور) جماع کرنے والے کی طرح مساس کرے

کودکاں[2] سازند در بازی دکاں ۔ سود نبود جز کہ تغییرِ زماں
بچے کھیل میں دکان لگاتے ہیں ۔ وقت گذاری کے علاوہ کوئی نفع نہیں ہوتا ہے

شب شود در خانہ آید گرسنہ ۔ کودکاں رفتہ بماندہ یک تنہ
رات ہو جاتی ہے تو گھر میں بھوکا آتا ہے ۔ بچے چلے جاتے ہیں، اکیلا رہ جاتا ہے

ایں جہاں بازیگہ است و مرگ شب ۔ باز گردی کیسہ خالی پُر لعب
یہ دنیا تماشا گاہ ہے اور موت رات ہے ۔ تو تھکا ماندہ خالی جیب واپس ہوگا

سوئے خانہ گورِ تنہا ماندہ ۔ با فغاں واحسرتا بر خواندہ
قبر کے گھر کی طرف (جانے کیلئے)، تو تنہا رہ گیا ۔ فریاد کے ساتھ ہائے افسوس کہتا ہوا

کسبِ دیں عشق ست و جذبِ اندروں ۔ قابلیت نورِ حق داں اے حروں
دین کی کمائی عشق، اور باطنی جذبہ ہے ۔ اے سرکش! قابلیت اللہ کے نور کو سمجھ

کسبِ[3] فانی خواہدت ایں نفسِ خس ۔ چند کسبِ خس کنی بگذار و بس
تیرا یہ کمینہ نفس فنا ہو جانیوالی کمائی چاہتا ہے ۔ کب تک کمینی کمائی کرے گا؟ چھوڑ، بس کر

نفسِ حس گر جویدت کسبِ شریف ۔ حیلہ و مکرے بود آں را ردیف
حسی نفس اگر تجھ سے اچھی کمائی کا مطالبہ کرے ۔ کوئی حیلہ اور مکر اُس کے پس پشت ہوگا

بیدار کردنِ ابلیس حضرت امیر المومنین معاویہ رضؓ را کہ برخیز کہ وقتِ نماز است
شیطان کا حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیدار کرنا کہ اٹھیئے نماز کا وقت ہے

در خبر آمد کہ خالِ مومناں ۔ بود اندر قصرِ خود خفتہ شباں
قصہ میں مذکور ہے کہ مسلمانوں کے ماموں ۔ رات کے وقت اپنے محل میں سو رہے تھے

قصر را از اندروں در بستہ بود ۔ کز زیارتہائے مردم خستہ بود
محل کا دروازہ اندر سے بند تھا ۔ کیونکہ وہ لوگوں کی ملاقات سے تھک گئے تھے

ناگہاں مردے ورا بیدار کرد ۔ چشم چوں بکشاد پنہاں گشت مرد
اچانک اُن کو ایک شخص نے جگا دیا ۔ جب انھوں نے آنکھ کھولی وہ شخص چھپ گیا

---

[1] لعب۔ کھیل، قرآن پاک میں دنیاوی زندگی کو بے کار کھیل کود سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی دنیاوی کاروبار محض نمائش ہے جس میں کوئی حقیقت اور فائدہ نہیں جیسا کہ ایک بچہ دوسرے بچے سے جماع کرے جو محض جماع کی نقل ہے۔ مساس۔ چھونا، رگڑنا۔

[2] کودکاں۔ دنیاوی کاروبار بچوں کی فرضی دکان ہے۔ تغییر زماں۔ وقت گذاری۔ ایں جہاں۔ اس دنیا کو بچوں کی دنیا سمجھو اور موت کو رات تصور کرو اگر دنیا میں لگے رہوگے تو جس طرح فرضی دکان والا بچہ بلا کمائی کے گھر کو تنہا لوٹتا ہے اسی طرح موت آنے پر تم تنہا بلا کمائی کے کوچ کروگے۔ کسبِ دین۔ دین کی کمائی عشقِ خداوندی اور باطنی جذب ہے اور اس کی قابلیت خداداد ہے۔

[3] کسبِ فانی۔ نفس کا تقاضہ فانی لذتیں حاصل کرنا ہے۔ نفسِ حس۔ نفسِ امارہ اگر کسی بھلے کام کی ترغیب دیتا ہو تو اسکے پسِ پشت کوئی دھوکا ہوتا ہے۔ ردیف۔ ایک جانور پر دو سواروں میں سے پچھلا سوار۔ خال۔ ماموں، حضرت امیر معاویہ رضؓ حضرت امّ حبیبہ امّ المومنین زوجۃ النبیؐ کے بھائی ہیں اس اعتبار سے وہ مسلمانوں کے ماموں ہیں۔ قصہ۔ حضرت امیر معاویہ رضؓ لوگوں کی ملاقاتوں سے تھک کر محل کے اندر کا دروازہ بند کر کے سو گئے تھے۔

گفت اندر قصر کس را رہ[1] نبود — کیست کایں گستاخی و جرأت نمود

بولے محل میں کسی (کے آنے) کا راستہ نہ تھا — کون ہے جس نے یہ گستاخی اور ہمت کی؟

گرد بر گشت و طلب کرد آں زماں — تا بیابد زاں نہاں گشتہ نشاں

انھوں نے چکر لگایا اور فوراً جستجو کی — تاکہ اس چھپے ہوئے کا پتہ لگالیں

از پسِ در مُدبِرے[2] را دید کو — در پسِ پردہ نہاں می کرد رُو

در کے پیچھے انھوں نے ایک پشت پھیرے ہوئے کو دیکھا کہ وہ — پردے کے پیچھے منہ چھپا رہا تھا

گفت ہی تو کیستی نامِ تو چیست — گفت نامم فاشِ ابلیسِ شقی ست

فرمایا خبردار! تو کون ہے تیرا کیا نام ہے؟ — اس نے کہا میرا نام بدبخت شیطان مشہور ہے

جواب گفتن مر حضرت امیر المومنین معاویہ رضؓ را

حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب دینا

گفت بیدارم چرا کردی بجِدّ — راست گو با من مگو بر عکس و ضِدّ

انھوں نے کہا تو نے مجھے کوشش کر کے کیوں جگایا؟ — سچ بتا مجھ سے الٹی اور خلاف (بات) نہ کہنا

گفت ہنگامِ نماز آخر رسید — سوئے مسجد زود می باید دوید

اس نے کہا نماز کا وقت آخیر ہو گیا ہے — مسجد کی جانب جلد دوڑ جانا چاہیئے

عَجِّلُوا[3] الطَّاعَاتِ قَبْلَ الْفَوْت گفت — مصطفےٰ چوں گوہرِ معنیٰ بسُفت

عبادات کو فوت ہونے سے پہلے پورا کرو فرمایا ہے — مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معنیٰ کے موتی پروئے

گفت نے نے ایں غرض نبود ترا — کہ بخیرے رہنما باشی مرا

انھوں نے کہا نہیں نہیں تیرا یہ مقصد نہ ہوگا — کہ کسی بھلائی کے لئے تو میری رہنمائی کرے

دزد آید از نہاں در مسکنم — گویدم کہ پاسبانی می کنم

چور چھپ کر میرے گھر میں آئے — (اور) مجھ سے کہے کہ میں چوکیداری کر رہا ہوں

من کجا باور کنم آں دزد را — دزد کے داند ثواب و مزد را

میں اس چور کا کب یقین کر سکتا ہوں؟ — چور ثواب اور مزدوری کو کیا جانے؟

خاصہ دزدے چوں تو قطّاع الطریق — از چہ رُو گشتی چنیں بر من شفیق

خصوصاً تجھ جیسا ڈاکو چور — تو مجھ پر ایسا مہربان کیوں بنا؟

جواب گفتن ابلیسِ لعین بارِ دوم حضرت امیر المومنین معاویہ رضؓ را

لعین شیطان کا دوسری بار حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب دینا

---

[1] رہ نبود۔ یعنی دروازہ بند تھا اندر آنے کا راستہ کھلا ہوا نہ تھا۔ گستاخی۔ یعنی نیند سے بیدار کرنا۔ جرأت۔ یعنی بلا اجازت محل میں آنا۔

[2] مُدبِر۔ پشت پھیرنے والا بدبخت۔ فاش۔ ظاہر، مشہور۔ جِدّ۔ کوشش۔ بر عکس۔ یعنی واقعہ کے خلاف۔ ہنگام۔ وقت۔ باید دوید۔ یعنی تاکہ نماز قضا نہ ہو جائے۔

[3] عَجِّلُوا۔ یعنی وقتی عبادت کا وقت ختم ہونے سے پہلے اور غیر وقتی عبادت فوت ہونے سے پہلے ادا کر دو۔ گفت۔ حضرت معاویہ رضؓ نے شیطان سے کہا تو اللہ کے اسمِ مُضِل کا مظہر ہے تجھ سے خیر کی راہنمائی ممکن نہیں ہے۔ ثواب و مزد۔ انسان دوسری کی نگہبانی یا ثواب کے لئے کرے گا یا اجرت کے لئے، چور کو ان دونوں سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ قطّاع الطریق۔ راہزن ڈاکو۔

گفت[1] ما اوّل فرشتہ بودہ ایم — راہِ طاعت را بجاں پیمودہ ایم
اُس نے کہا میں شروع میں فرشتہ تھا — میں نے فرمانبرداری کا راستہ دل و جان سے طے کیا ہے

سالکانِ راہ را محرم بُدیم — ساکنانِ عرش را ہمدم بُدیم
میں راہِ (خدا) کے سالکوں کا راز دار تھا — عرش کے رہنے والوں کا ساتھی تھا

پیشۂ اوّل کجا از دل رَوَد — مہرِ اوّل کے ز دل بیروں شود
پہلا پیشہ دل سے کہاں نکلتا ہے؟ — پہلی محبت دل سے کب نکلتی ہے؟!

در سفر گر رُوم بینی یا خُتن — از دلِ تو کے رود حُبِّ وطن
سفر میں تو خواہ روم کو دیکھے یا خُتن کو — تیرے دل سے وطن کی محبت کہاں جاتی ہے؟

ما ہم از مستانِ ایں مے[2] بودہ ایم — عاشقانِ درگہِ وے بودہ ایم
ہم بھی اِس شراب کے مستوں میں سے رہے ہیں — اِس کے دربار کے عاشقوں میں سے رہے ہیں

نافِ ما بر مہرِ اُو ببریدہ اند — عشقِ او در جانِ ما کاریدہ اند
ہماری نال اُس کی محبت پر کٹی ہے — اُس کا عشق ہماری جان میں بویا گیا ہے

روزِ نیکو دیدہ ایم از روزگار — آبِ رحمت خوردہ ایم اندر بہار
زمانہ سے ہم نے اچھا وقت دیکھا ہے — (موسمِ) بہار میں ہم نے رحمت کا پانی پیا ہے

نے[3] کہ ما را دستِ فضلش کاشتہ ست — از عدم ما را نہ اُو برداشتہ است
کیا ہمیں اُس کی مہربانی کے ہاتھ نے نہیں بویا؟ — کیا وہ ہمیں عدم سے اُٹھا کر نہیں لایا ہے؟

اے بسا کز وے نوازش دیدہ ایم — در گلستانِ رضا گردیدہ ایم
ہم نے اُس کی بہت سی نوازشیں دیکھی ہیں — ہم اُس کی رضا کے باغ میں ٹہلے ہیں

بر سرِ ما دستِ رحمت می نہاد — چشمہائے لطف بر ما می گشاد
ہمارے سر پر دستِ شفقت رکھتا تھا — مہربانی کی نظروں سے ہمیں دیکھتا تھا

در گہِ طفلی کہ بودم شیر جُو — گاہوارم را کہ جُنبانید اُو
بچپن میں جبکہ میں دودھ پیتا تھا — میرا پنگورا کون ہلاتا تھا؟ وہ

از کہ خوردم شیر غیر از شیرِ اُو — کہ مرا پرورد جُز تدبیرِ اُو
میں نے اُس کے دودھ کے علاوہ کس کا دودھ پیا؟! — مجھے اُس کی تدبیر کے علاوہ کس نے پالا ہے؟

خوئے کاں با شیر رفت اندر وجود — کے تواں اُو را ز مردم وا کشود
وہ عادت جو دودھ کے ساتھ جسم میں گئی ہو — اُس کو انسانوں سے کون نکال سکتا ہے؟!

[1] گفت۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا میں ایک زمانہ میں مُعلّم الملکوت تھا۔ محرم۔ راز دار۔ ساکنانِ عرش۔ فرشتے۔ پیشۂ اوّل۔ فرشتوں کو تعلیم دینا اور نیکی کی رہنمائی کرنا۔ در سفر۔ وطن کی محبت ابتدائی محبت ہے وہ کسی حالت میں نہیں جاتی خواہ انسان کسی دوسرے بہتر شہر میں جا بسے۔ ختن۔ چین کا ایک مشہور شہر ہے۔

[2] ایں مے یعنی عشقِ خداوندی کی شراب۔ وے۔ یعنی خدائے تعالےٰ۔ ناف بر مہر کسے بُریدن۔ کسی سے پیدائشی محبت ہونا۔ رحمت۔ یعنی رحمتِ خداوندی۔

[3] نے کہ جب اُسکے اِسقدر احسانات ہیں تو ہمارے دل میں اُنکی محبت کیسے نہ ہوگی۔ می نہاد۔ یعنی جب تک کہ میں راندۂ درگاہ نہ ہوا تھا۔ گہ۔ گاہ۔ گاہوارہ۔ جھولنا، پنگورا۔ شیرِ اُو۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے پرورش کی۔ خوئے۔ گھٹی میں پڑی ہوئی عادت نہیں بدلتی ہے۔

گر عتابے[۱] کرد دریائے کرم | بستہ کے گردند درہائے کرم
اگر دریائے کرم نے عتاب کیا ہے | کرم کے دروازے کب بند ہو سکتے ہیں؟

اصلِ نقدش لطف و داد و بخشش ست | قہر بر وے چوں غبارے از غش ست
اُسکے سکے کی اصل مہربانی اور عطا اور بخشش ہے | اُس کے اوپر قہر ایسا ہے جیسا کہ کھوٹ کا جھول

از برائے لطف عالم را بساخت | ذرّہا را آفتابِ اُو نواخت
اُس نے جہان کو مہربانی کے لئے بنایا ہے | ذرّوں کو اُس کے آفتاب نے نوازا ہے

فرقت از قہرش اگر آبستن ست | بہرِ قدرِ وصلِ اُو دانستن ست
جدائی اگر اُس کے غصہ کی حامل ہے | تو اُس کے وصل کی قدر جاننے کے لئے ہے

تا دہد جاں را فراقش گوشمال | جاں بداند قدرِ ایامِ وصال
جب اُس کی جدائی جان کی گوشمالی کرتی ہے | جان، وصل کے دنوں کی قدر کو جان لیتی ہے

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است | قصدِ من از خلق احساں بودہ است
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ خدا نے فرمایا ہے | پیدا کرنے سے میرا مقصود احسان کرنا ہے

آفریدم تا ز من سودے کنند | تا ز شہدم دست آلودے کنند
میں نے پیدا کیا ہے تاکہ وہ مجھ سے فائدہ اٹھائیں | (اور) تاکہ میرے شہد سے ہاتھ آلودہ کریں

نے[۲] برائے آں کہ تا سودے کنم | وز برہنہ را قبائے بر کنم
نہ اسلئے کہ میں (اُن سے) فائدہ اُٹھاؤں | اور ننگے کی میں قبا اُتاروں

چند روزے کہ ز پیشم راندہ است | چشمِ من در روئے خوبش ماندہ است
چند روز سے کہ مجھے سامنے سے دُھتکارا ہے | میری آنکھ اس کے حسین چہرے پر جمی ہے

کز چناں روئے چنیں قہر اے عجب | ہر کسے مشغول گشتہ در سبب
کہ تعجب ہے، ایسے چہرے سے ایسا غصہ | ہر شخص سبب میں مشغول ہے

من سبب را ننگرم کاں حادث است | زانکہ حادث حادثے را باعث است
میں سبب کو نہیں دیکھتا ہوں کیونکہ وہ حادث ہے | (اور) اسلئے کہ حادث، حادثات کا باعث ہے

لطفِ[۳] سابق را نظارہ می کنم | ہر چہ آں حادث دو پارہ می کنم
میں پہلی مہربانی کا نظارہ کرتا ہوں | جو حادث ہے اُس کے دو ٹکڑے کر دیتا ہوں

ترکِ سجدہ از حسد گیرم کہ بود | آں حسد از عشق خیزد نہ از جحود
میں مانتا ہوں (آدم کو) سجدہ نہ کرنا حسد کی وجہ سے تھا | وہ حسد محبت سے پیدا ہوتا ہے نہ کہ انکار سے

[۱] گر عتابے، جبکہ وہ ناراض ہے میں اسکے کرم سے مایوس نہیں ہوں۔ اصلِ نقدش۔ حدیث میں ہے خدا نے فرمایا سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے۔ غش۔ کھوٹ۔ بساخت۔ از برائے لطف۔ اللہ کی مہربانی سے ہی عالم وجود میں آیا ہے۔ فرقت۔ یعنی خدا اپنے دربار سے دور بھی کرتا ہے تو اسلئے کرتا ہے کہ وصال کی قدر معلوم ہو جائے۔ تا دہد۔ جب جدائی کی سزا ملتی ہے تو وصل کی قدر ہوتی ہے۔
[۲] نے برائے۔ دنیا کے پیدا کرنے میں اللہ تعالی کا اپنا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وز برہنہ۔ ننگے سے کوئی چادر کیسے چھین سکتا ہے مخلوق جبکہ خود محتاج ہے تو اُس سے اللہ تعالی کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ چشمِ من۔ لہٰذا میں اُنکی رحمت کا امیدوار ہوں۔ ہر کسے۔ اللہ تعالی اپنی ناراضی میں ایسا کوئی سبب پیدا فرما دیتا ہے جس سے بندہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو عام لوگ اُس سبب پر نظر کرتے ہیں میں مُسبّب یعنی اللہ تعالی پر نظر رکھتا ہوں اور اس کا قائل ہوں ہر چہ از دوست می رسد نیکوست۔ حادث یعنی سبب۔ حادثے را۔ یعنی تکالیف۔
[۳] لطف۔ مہربانی اللہ کی قدیم صفت ہے اور قہر بعد کی چیز۔ میں قدیم صفت کو پیشِ نظر رکھتا ہوں اور مایوس نہیں ہوتا ہوں قہر سے قطع نظر کر لیتا ہوں۔ ترکِ سجدہ۔ حضرت آدم کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ میرا حسد تھا اور وہ حسد عشقِ خداوندی پر مبنی تھا یعنی چاہتا تھا کہ کوئی میرے محبوب کا مقرب بنے۔ جحود۔ انکار یعنی کفر خداوندی۔

هر حسد[۱] از دوستی خیزد یقیں ‏ ‏ کہ شود با دوست غیرے ہم نشیں
یقیناً (اصلاح کا) ہر حسد دوستی سے پیدا ہوتا ہے ‏ ‏ کہ دوست کے ساتھ غیر ہم نشین ہو

ہست شرطِ دوستی غیرت پزی ‏ ‏ ہمچو بعدِ عطسہ گفتن دیر زی
غیرتمندی، دوستی کا لازمہ ہے ‏ ‏ جیسا کہ چھینک کے بعد کہنا "عمر دراز ہو"

چونکہ[۲] بر نطعش جز آں بازی نبود ‏ ‏ گفت بازی کُن چہ دانم در فزود
چونکہ اس کی بساط پر اس بازی کے سوا کچھ نہ تھا ‏ ‏ اس نے کہا بازی کھیل، میں بڑھنا کیا جانوں

آں یکے بازی کہ بُد من باختم ‏ ‏ خویشتن را در بلا انداختم
وہی ایک بازی جو تھی میں نے کھیل ‏ ‏ تو میں نے اپنے آپ کو مصیبت میں پھنسا لیا

در بلا ہم می چشم لذاتِ اُو ‏ ‏ ماتِ اویم ماتِ اویم ماتِ اُو
مصیبت میں بھی میں اس کی لذتیں چکھتا ہوں ‏ ‏ اسی سے ہارا ہوں اسی سے ہارا ہوں اسی کے ہارا ہوں

چوں رہاند خویشتن را اے سَرہ ‏ ‏ ہیچکس در شش جہت زیں ششدرہ
اے کھرے! اپنے آپ کو کیسے چھڑائے ‏ ‏ کوئی ان چھ جہتوں میں ہلاکت کی جگہ سے؟

جُزوِ شش از کُلِ شش چوں وا رہد ‏ ‏ خاصہ کہ بے چوں مر اُو را کژ نہد
ششدرہ کی نرد ششدرہ سے کیسے نکلے ‏ ‏ خصوصاً جبکہ (ذاتِ) بیمثال نے (اس نرد کو) ٹیڑھا رکھا ہو

ہر کہ در شش[۳] در درونِ آتش ست ‏ ‏ اُو ش برہاند کہ خلاقِ شش ست
جو کوئی چھ جہت سے آگ میں ہے ‏ ‏ اسکو وہی نجات دلائے جو شش جہت کا پیدا کرنیوالا ہے

خود اگر کفر ست اگر ایمانِ اُو ‏ ‏ دست بافِ حضرتست و آنِ اُو
خواہ وہ کفر ہے اور خواہ وہ ایمان ہے ‏ ‏ (اسی) دربار کا بنایا ہوا ہے اور اسی کا مملوک ہے

باز تقریر کردنِ امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ابلیس لعین را

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس لعین کے سامنے دوبارہ تقریر کرنا

گفت امیر اُو را کہ اینہا راست ست ‏ ‏ لیک بخشِ تو ازینہا کاست ست
امیر (معاویہؓ) نے اس سے کہا یہ سب درست ہے ‏ ‏ لیکن ان میں تیرا حصہ نہیں ہے

صد ہزاراں را چو من تو رہ زدی ‏ ‏ حفرہ کردی در خزینہ آمدی
تو نے مجھ جیسے لاکھوں کو گمراہ کیا ہے ‏ ‏ نقب لگا کر تو خزانہ میں آیا ہے

آتشی از تو نہ سوزم چارہ نیست ‏ ‏ کیست کز دستِ تو جامہ اش پارہ نیست
تو آگ ہے تجھ سے نہ جلوں، کوئی چارہ نہیں ہے ‏ ‏ کون ہے جس کا جامہ تیرے ہاتھ سے چاک نہیں ہوا؟

ہ۱ ہر حسد۔ رقابت میں جو حسد پیدا ہوتا ہے وہ دوست کی دوستی پر مبنی ہے کیونکہ حاسد رقیب یہ نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا محبوب کا ہم نشین بنے۔ جبتہ دوستی اور عشق میں رقیب سے حسد لازمی چیز ہے جس طرح کہ دعا چھینک کے لوازم میں سے ہے۔
ہ۲ چونکہ۔ جبکہ تقدیر الٰہی کی بساط پر میرے لئے مرف یہی بازی تھی کہ میں آدم کو سجدہ نہ کروں اور مردود بارگاہ بنوں تو میرے لئے اس سے تجاوز کرنے کا کیا امکان تھا۔ آں یکے۔ یعنی آدم کو سجدہ نہ کرنے کی بازی میں نے کھیلی اور میں مصیبت میں پھنس گیا۔ در بلا۔ چونکہ میں نے اسکی ذات سے بازی ہاری لہٰذا میں اس بازی ہارنے سے بھی لطف اندوز ہوتا ہوں۔ شش درہ۔ وہ جگہ جس سے رہائی ناممکن ہو، وہ چھ خانے جو نرد کی بازی میں ہوتے ہیں ان میں گوٹ ایسی بند ہو جاتی ہے کہ اس کی چال ناممکن ہو جاتی ہے۔ جزو شش یعنی ششدرہ کی گوٹ یعنی وہ نرد جو ششدرہ میں پھنس گئی ہو کل شش۔ یعنی ششدرہ۔
ہ۳ شش۔ یعنی چھ جہتیں۔ امیر یعنی امیر المومنین معاویہؓ۔ بخش۔ حصہ۔ کاست۔ کم۔ رہ زدن۔ گمراہ کرنا۔ حفرہ۔ گڑھا، نقب۔ خزینہ۔ خزانہ۔ آتشی۔ شیطان آگ سے بنا ہے جس کا کام جلا دینا ہے۔

طبعت اے آتش چو سوزانید نیست
اے آگ! جبکہ تیرا مزاج جلا ڈالنا ہے

تا نسوزانی تو چیزے چارہ نیست
جب تک تو جلا نہ ڈالے، کوئی تدبیر نہیں ہے

لعنت[1] این باشد کہ سوزانت کند
(تجھ پر یہ لعنت ہوئی کہ تجھے جلانیوالا کر دیا

اُوستادِ جملہ دُزدانت کُند
تجھے تمام چوروں کا اُستاد کر دیا

با خدا گفتی، شنیدی رُو برُو
خدا کے روبرو، تیری کہن سُنی ہوئی

من چہ باشم پیشِ مکرت اے عَدُو
اے دشمن! میں تیرے مکر کے سامنے کیا ہوں!

معرفت ہائے تو چوں بانگِ صَفیر
تیری معرفت کی باتیں سیٹی کی آواز کی طرح ہیں

بانگِ مُرغانست لیکن مُرغ گیر
بولی پرندوں کی ہے لیکن پرندوں کو پھانسنے والی ہے

صد ہزاراں مُرغ را آں رہ زدست
(اس سیٹی نے، لاکھوں پرندوں پر ڈاکہ ڈالا ہے

مُرغ غرّہ کاشنائے آمدست
پرندہ دھوکے میں ہیں کہ کوئی جان پہچان کا آیا ہے

در ہوا چوں بشنود بانگِ صَفیر
ہوا میں جب سیٹی کی آواز سُنتا ہے

از ہوا آید شود آنجا اسیر
ہوا سے (اُتر) آتا ہے وہاں قیدی بن جاتا ہے

قومِ نوحؑ از مکرِ تو در نوحہ اند
نوحؑ کی قوم تیرے مکر سے نوحہ میں لگی ہے

دل کباب و سینہ شُرحہ شُرحہ اند
دل کباب اور سینہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے

عاد[2] را برباد دادی در جہاں
تو نے دنیا میں (قوم) عاد کو برباد کیا ہے

در فگندی در عذاب و اندُہاں
عذاب اور رنجوں میں مبتلا کر دیا ہے

از تو بُودہ سنگسار آں قومِ لوطؑ
قوم لوطؑ تیری وجہ سے سنگسار ہوئی

در سیاہ آبہ ز تو خوردند غوط
تیری وجہ سے اُنھوں نے سڑے پانی میں غوطہ کھایا

مغزِ نمرود از تو آمد ریختہ
نمرود کا بھیجہ تیری وجہ سے بہا

اے ہزاراں فتنہا انگیختہ
اے (وہ کہ جس نے)، ہزاروں فتنے برپا کیے

عقلِ فرعونِ ذکیِ فیلسوف
فلسفی، ذہین فرعون کی عقل

کور گشت از تو نیابید او وقوف
اندھی ہو گئی (اور) تجھے نہ سمجھی

بُولہب ہم از تو نا اہلے شدہ
ابولہب بھی تیری وجہ سے نالائق بنا

بُوالحکم[3] ہم از تو بُوجہلے شدہ
ابوالحکم تیری وجہ سے ابوجہل بنا

اے بریں شطرنج بہرِ یاد را
اے (وہ) کہ جس نے اس بساط پر یادگار کے لئے

مات کردہ صد ہزار اُستاد را
لاکھوں اُستادوں کو مات دی ہے

[1] لعنت۔ تجھ پر خدا کی لعنت کی یہ صورت ہے کہ تجھے جلانے والا اور چوروں کا سردار بنا دیا ہے۔ با خدا۔ شیطان نے آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کے معاملہ میں آمنا سامنا جواب دیئے۔ بانگِ صفیر۔ شکاری کی وہ آواز جو وہ پرندوں کی آواز کی طرح نکالتا ہے جس کو پرندہ اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ کر دھوکا کھا جاتا ہے اور جال میں پھنس جاتا ہے۔ آں۔ یعنی شکاری کی سیٹی۔ اسیر۔ قیدی۔ نوحہ۔ رونا۔ شرحہ شرحہ۔ پارہ پارہ۔

[2] عاد۔ قوم عاد کی ہدایت کے لئے حضرت صالحؑ بھیجے گئے تھے لیکن شیطان نے ان کو راہِ ہدایت پر نہ آنے دیا۔ اندہاں۔ اندوہ کی جمع ہے غم۔ قوم لوط۔ حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے انکو قوم کی ہدایت کیلئے بھیجا گیا۔ لیکن شیطان نے قوم کو بہکایا جس کی وجہ سے اُنپر سنگ باری کا عذاب آیا۔ سیاہ آبہ۔ کالا پانی یعنی عذاب۔ غوط۔ غوطہ۔ نمرود۔ خدائی کا دعویدار ہوا خدا نے ایک مچھر اُسکے دماغ میں گھسا دیا جس سے وہ ہلاک ہوا۔ فیلسوف۔ فلسفی حکیم۔ بولہب۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی کنیت ہے جس نے آنحضورؐ کی مخالفت کی تھی۔

[3] بوالحکم۔ اسی کو ابوجہل کہا جاتا ہے۔ شطرنج۔ یعنی مکر و فریب کی بازی۔ یاد۔ یعنی یادگار۔

اے زفرزینؔ[1] بندہائے مشکلت
اے (وہ کہ) تیرے مشکل فرزین بند (چالوں) سے

سوختہ دلہا سیہ گشتہ دلت
بہت سے دل جل گئے، تیرا دل سیاہ ہوگیا

بحرِ مکری تو خلائق قطرۂ
تو مکاری کا سمندر ہے، لوگ ایک قطرہ ہیں

تو چوں کوہی وین سلیماں ذرۂ
تو پہاڑ جیسا ہے اور یہ بھولے بھالے (لوگ) ایک ذرہ ہیں

کے رہد از مکرِ تو اے مختصم
اے جھگڑالو! تیرے مکر سے کب چھوٹنا ہے!

غرقِ طوفانیم اِلّا من عُصِم
ہم تو طوفان میں غرق ہیں مگر وہ جس کو اللہ بچائے

بس ستارہ سعد از تو محترق
بہت سے نیک ستارے تیری وجہ سے بے نور ہوگئے ہیں

بس سپاہِ جمع از تو مفترق
فوج کے بہت سے سپاہی تیری وجہ سے بکھر گئے ہیں

بس سلیماں کز تو دیں در باختہ
بہت بھولے بھالے تیری وجہ سے دین کھو چکے ہیں

سرنگوں تا قعرِ دوزخ تاختہ
دوزخ کی گہرائی تک اوندھے دوڑے ہیں

بس چو بلعمؔ[2] از تو نومید آمدہ
بہت سے بلعم (باعور) جیسے تیری وجہ سے مایوس ہوچکے ہیں

بس چو برصیصا ز تو کافر شدہ
بہت سے برصیصا جیسے ہیں جو تیری وجہ سے کافر بنے ہیں

جوابِ گفتنِ ابلیسِ لعین امیرالمومنین حضرت معاویہؓ را نوبتِ سوم

ابلیس لعین کا تیسری بار امیرالمومنین حضرت معاویہ رضؓ کو جواب دینا

گفت ابلیسش کشا ایں عقدہا
اُن سے شیطان نے کہا اِن گرہوں کو کھولئے

منؔ[3] محکم قلب را و نقد را
میں تو کھرے اور کھوٹے کے لئے کسوٹی ہوں

امتحانِ شیر و کلبم کرد حق
مجھے اللہ تعالیٰ نے شیر اور کتے کے امتحان کا (ذریعہ)

امتحانِ نقد و قلبم کرد حق
مجھے اللہ تعالیٰ نے کھرے اور کھوٹے کا (ذریعہ) امتحان بنایا ہے

قلب را من کے سیہ رو کردہ ام
کھوٹے کو میں نے کب سیاہ رو بنایا ہے

صیرفیم قیمتِ او کردہ ام
میں تو صراف ہوں میں نے اس کی قیمت لگادی ہے

نیکواں را رہنمائی می کنم
میں نیکوں کی رہنمائی کرتا ہوں

مربداں را پیشوائی می کنم
(اور) بروں کی (بھی) پیشوائی کرتا ہوں

صالحاں را مقتدا و مامنم
میں نیکوں کا مقتدا اور امن کی جگہ ہوں

طالحاں را نیز یاری می کنم
میں بروں سے بھی دوستی کرتا ہوں

شیطان انسان کی شر کی قوت کو بروئے کار لاتا ہے لہٰذا لعنت کا مستحق ہے۔ اگر کوئی شخص بارود میں آگ لگائے اور اپنی برأت کے لئے کہے کہ اس میں خود جلنے کا مادہ تھا تو وہ اپنی اس تقریر سے بری نہیں ہوسکتا ہے۔

[1] فرزین بند۔ وہ چال جس سے شطرنج کے مہرے فرزین کو بند کردیا جائے اور اس کی چال مشکل ہوجائے۔ سلیمان۔ سلیم کی جمع ہے۔ سادہ مزاج انسان۔ مختصم۔ جھگڑالو۔ سعد۔ مبارک۔ محترق۔ وہ ستارہ جو آفتاب کے ساتھ ایک برج میں جمع ہوکر اپنی شعاع کھو بیٹھے۔

[2] بلعم۔ بن باعور مشہور شخص تھا جو بہت عبادت گذار تھا لیکن حضرت موسیٰؑ کی مخالفت کرکے تباہ و برباد ہوگیا۔ برصیصا۔ ایک مشہور عبادت گذار راہب تھا جس کو شیطان نے گمراہ کردیا تھا۔

[3] من محک ام۔ میں کسوٹی ہوں۔ قلب۔ کھوٹا سکہ۔ نقد۔ کھرا سکہ۔ امتحان یعنی امتحان کا ذریعہ۔ صیرفی۔ صراف۔ سیہ رو۔ کھوٹا سکہ جب تپایا جاتا ہے تو کالا پڑ جاتا ہے۔ قیمت او۔ شیطان کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان میں خیر و شر کی قوت میں نے نہیں پیدا کی ہے بلکہ قدرت نے پیدا کی ہے میں تو صرف اس کو ظاہر کردیتا ہوں لہٰذا میں قصوروار نہیں ہوں لیکن اس کی یہ تقریر غلط ہے بیشک خیر و شر کا مادہ اللہ نے پیدا فرمایا ہے لیکن جو شخص جس طرح کی قوت کو بروئے کار لانے کا سبب بنے گا وہ اسی طرح کی جزا و سزا کا مستحق ہوگا۔ انبیاء انسانوں کی خیر کی قوت کو بروئے کار لاتے ہیں لہٰذا جزا کے مستحق ہیں۔

باغبانم[1] شاخِ تر می پرورم — شاخہائے خشک را ہم می برم

میں باغبان ہوں تر شاخ کی پرورش کرتا ہوں — سوکھی شاخوں کو کاٹتا بھی ہوں

ایں علفہا می نہم از بہرِ چیست — تا پدید آید کہ حیواں جنسِ کیست

میں یہ چارا ڈالتا ہوں تو کس لئے ؟ — تاکہ ظاہر ہو جائے کہ حیوان کس قسم کا ہے

سگ چو زاہو بزاید بچگکے — در سگے و آہوئے دارد شکے

کتیا جب ہرن کا بچہ جن دے — اُس کے کتا اور ہرن ہونے میں شک ہو جاتا ہے

تو گیاہ و استخواں پیشش بریز — تا کدامیں سو کند او گام تیز

تو اس کے سامنے گھاس اور ہڈی ڈالدے — دیکھ ! وہ کس کی طرف لپکتا ہے

گر بسوئے استخواں آید سگ ست — ور گیا خواہد یقیں آہو رگ ست

اگر ہڈی کی طرف آئے ، کتا ہے — اگر گھاس کیطرف رغبت کرے یقیناً وہ ہرن کی نسل ہے

قہر و لطفے[2] جفت شد باہمد گر — زاد ازیں ہر دو جہانِ خیر و شر

(اللہ تعالیٰ کا) قہر اور مہر باہم ملے — اِن دونوں سے عالم خیر و شر پیدا ہوا

تو گیاہ و استخواں را عرضہ کن — قوتِ نفس و قوتِ جاں را عرضہ کن

تو گھاس اور ہڈی پیش کر — نفس کی غذا اور جان کی غذا پیش کر

گر غذائے نفس جوید ابتر ست — ور غذائے روح خواہد سرور ست

اگر وہ نفس کی غذا ڈھونڈے تو بُرا ہے — اگر رُوح کی غذا چاہے تو بڑا ہے

گر کند او[3] خدمتِ تن ہست خر — ور رود در بحرِ جاں یابد گہر

اگر وہ جسم کی خدمت کرے ، تو گدھا ہے — اگر وہ رُوح کے سمندر میں جاتا ہو تو موتی پاتا ہے

گرچہ ایں دو مختلف خیر و شر اند — لیک ایں ہر دو بیک کار اند رند

اگرچہ یہ دو مختلف خیر اور شر ہیں — لیکن یہ دونوں ایک کام میں لگے ہوئے ہیں

انبیا طاعات عرضہ می کنند — دشمناں شہوات عرضہ می کنند

نبی طاعات پیش کرتے ہیں — (دین کے) دشمن شہوتیں پیش کرتے ہیں

نیک را چوں بد کنم یزداں نیم — داعیم من خالقِ ایشاں نیم

میں نیک کو بد کیسے بنا سکتا ہوں میں خدا نہیں ہوں — میں بُلانے والا ہوں ، اُنکا پیدا کرنے والا نہیں ہوں

---

[1] باغبانم ۔ شیطان کی یہ تقریر بھی ملمع ہے باغبان تو ترشاخ کی پرورش کرتا ہے لیکن اُس نے تربیت سے نیکوں کو برباد کیا ہے حضرت آدم تک کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ۔ ایں علفہا ۔ یعنی شیطان نے کہا کہ انسانوں کو بُرائی کی دعوت دیکر یہ معلوم کرتا ہوں کہ بُرا کون ہے اور بھلا کون ہے ۔ سگ ۔ اگر کتیا ہرن سے جفتی کھا جائے اور بچہ پیدا ہو جائے جس کے کُتے اور ہرن ہونے میں شک ہو جائے تو یہی ترکیب ہے کہ اُس کے سامنے کُتے کا چارہ جو ہڈی ہے وہ اور ہرن کا چارہ جو گھاس ہے وہ ڈالکر دیکھ لو جس کی طرف وہ بڑھے سمجھ لو کہ وہ اُسی جنس کا ہے ۔

[2] قہر و لطفے ۔ اللہ تعالیٰ کے قہر و لطف کے میل جول سے خیر و شر پیدا ہوا تو نیک و بد کی شناخت کے لئے تو بھی اُن کے سامنے اُنکی خوراک مہیا کر دیکھ ۔ نفس کی خوراک شر ہے اور روح کی خوراک خیر ہے جس کی طرف اُس کی رغبت ہو وہ اُسی جہان کا انسان ہوگا ۔

[3] گر کند ۔ تن پروری بے عقل کی دلیل ہے جو گدھا پن ہے ۔ گرچہ ۔ خیر و شر اگرچہ دو مختلف چیزیں ہیں لیکن دونوں کا کام اچھے اور بُرے میں امتیاز پیدا کرنا ہے انبیاؑ کا بھی یہی کام ہے کہ وہ نیکوں کو بدوں سے ممتاز کر دیتے ہیں اور شیطان کا بھی یہی کام ہے ۔ انبیا ۔ لیکن ہر دو میں فرق ہے ۔ انبیاء خیر کو پیش کر کے بھلے بُرے میں امتیاز پیدا کر دیتے ہیں اور دین کا دشمن بُرائی کو پیش کر کے امتیاز پیدا کر دیتا ہے ۔

خوب[1] را چون زشت سازم رب نیم
بھلے کو میں برا کیسے بنا سکتا ہوں میں خدا نہیں ہوں
زشت را و خوب را آئینہ ام
میں تو اچھے اور برے کا آئینہ ہوں

سوخت ہندو آئینہ از درد را
جلن سے ایک کالے نے آئینہ کو پھونک دیا
کایں سیہ رومی نماید مرد را
کہ یہ اس کو کالی صورت کا دکھاتا ہے

گفت آئینہ گناہ از من نبود
آئینہ نے کہا میری خطا نہ تھی
جرم او را نہ کہ روئے من زدود
اس کو خطاوار قرار دے جس نے میری صیقل کی ہے

او مرا غماز کرد و راست گو
اس نے مجھے چغلخور اور سچی بات کہنے والا بنایا ہے
تا بگویم زشت کو و خوب کو
تاکہ میں کہدوں بدصورت کون ہے اور خوبصورت کون ہے؟

من گواہم[2] بر گواہ زنداں کجاست
میں گواہ ہوں، گواہ کیلئے قید خانہ کب ہے؟
اہل زنداں نیستم یزداں گواست
میں قیدی نہیں ہوں خدا گواہ ہے

ہر کجا[3] بینم نہال میوہ دار
میں جہاں کہیں پھلدار درخت دیکھتا ہوں
تربیتہا می کنم من دایہ وار
میں دایہ کی طرح پرورش کرتا ہوں

ہر کجا بینم درخت تلخ و خشک
جہاں کہیں میں کڑوا اور خشک درخت دیکھتا ہوں
می بہ برم تا رہد از پشک و مشک
میں کاٹ دیتا ہوں تاکہ وہ مینگنی و نگنی سے بچے

خشک گوید باغباں را کاے فتی
خشک (درخت) باغبان سے کہتا ہے اے نوجوان!
مر مرا چہ می بری سر بے خطا
تو بلا قصور میرا سر کیوں کاٹتا ہے

باغباں گوید خمش اے زشت خو
باغبان کہتا ہے کہ اے بدعادت! چپ رہ
بس نباشد خشکی تو جرم تو
کیا تیرا خشک ہونا تیرا جرم نہیں ہے!

خشک[4] گوید راستم من کژ نیم
خشک (درخت) کہتا ہے میں سیدھا ہوں میں ٹیڑھا نہیں ہوں
تو چرا بے جرم می بری بیم
تو بلا قصور میری جڑ کیوں کاٹتا ہے!

باغباں گوید اگر مسعودیے
باغبان کہتا ہے اگر تو نیک بخت ہوتا
کاشکے کژ بودی و تر بودیے
کاش تو ٹیڑھا اور تر ہوتا

جاذب آب حیات گشتیے
(اگر) آب حیات کو جذب کرنے والا ہوتا
اندر آب زندگی آغشتیے
تو آب حیات میں ڈوبا ہوا ہوتا

تخم تو بد بودہ است و اصل تو
تیرا بیج اور تیری جڑ بری تھی
با درخت خوش نبودہ وصل تو
اچھے درخت سے تیرا جوڑ نہ تھا

[1] خوب را۔ اچھا برا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ آئینہ ام۔ شیطان نے کہا میں تو صرف آئینہ کی طرح اچھے برے کو اس کی صورت دکھا دیتا ہوں۔ سوخت۔ اگر بدصورت آئینہ پر غصہ کرے تو اس کی بے عقلی ہے۔ جرم او را۔ اگر یہ کوئی گناہ ہے تو آئینہ بنانے والے کا ہے کہ اس نے اس کو ایسا کیوں بنایا کہ وہ حقیقت واضح کردے۔

[2] من گواہم۔ شیطان نے کہا میں تو انسانوں کی برائی پر گواہ ہوں، جیلخانہ مجرم کے لئے ہے نہ کہ گواہ کے لئے۔ ہر کجا۔ باغبان کا یہی کام ہے کہ اچھے درختوں کی پرورش کرے اور برے درختوں کو کاٹ پھینکے۔ خشک گوید جس طرح خشک درخت جس کو باغبان کاٹ دیتا ہے وہ باغبان کا شاکی ہوتا ہے اسی طرح ناقابل اصلاح لوگوں کو جب میں تباہ کرتا ہوں وہ شاکی ہوتے ہیں۔

[3] بیم۔ خشک درخت باغبان سے شکوے میں کہتا ہے کہ میں سیدھا تھا ٹیڑھا نہ تھا تو نے مجھے کیوں کاٹ ڈالا۔ باغباں گوید۔ ٹیڑھے درخت کی حیات اور زندگی کی تو توقع ہو سکتی خشک درخت کی زندگی ممکن ہے لہذا اس کو کاٹا جائیگا۔ شیطان کہتا ہے کہ اسی طرح جن کے دلوں میں آب ایمان بالکل باقی نہیں ہے اور ان کے دل خشک ہوگئے ہیں انسان ایسے ہیں کہ میں ان کو گمراہ کرتا ہوں۔ تخم تو۔ جس طرح پودے کی جڑ بری ہو وہ بیکار ہے۔

شاخِ تلخ ار با خوشے وصلت کند ۔۔۔ آں خوشے اندر نہادش بر زند

کڑوی شاخ کو اگر اچھے کے ساتھ جوڑ دے ۔۔۔ وہ اچھا اُس کے وجود میں اثر کرے

گر ترا بیدار کردم بہرِ دیں ۔۔۔ خوئے اصلِ من ہمیں ست و ہمیں

اگر میں نے آپ کو دین کی خاطر جگا دیا ہے ۔۔۔ میری اصل عادت ہی یہ ہے

عُنف کردنِ امیر المومنین حضرت معاویہ رض با ابلیس علیہ اللعنۃ

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس (اس پر لعنت ہو) کے ساتھ سختی کرنا

گفت امیر اے راہزن حجت مگو ۔۔۔ مر ترا رہ نیست در من رہ مجو

امیر (المومنین) نے فرمایا اے ڈاکو! حجت نہ کر ۔۔۔ تیرا میرے اندر راستہ نہیں ہے، راستہ نہ تلاش کر

رہزنی تو من غریب و تاجرم ۔۔۔ ہر لباساتے کہ آری کے خرم

تو ڈاکو ہے، میں مسافر تاجر ہوں ۔۔۔ تو جو بھیس بھی بدلے میں کب پسند کرتا ہوں؟

گردِ رختِ من مگرد از کافری ۔۔۔ تو نۂ رختِ کسے را مشتری

بے ایمانی سے میرے سامان کے گرد چکر نہ لگا ۔۔۔ تو کسی کے سامان کا خریدار نہیں ہے

مشتری نبود کسے را راہزن ۔۔۔ ور نماید مشتری مکر ست و فن

ڈاکو کسی سے خریدنے والا نہیں ہوتا ہے ۔۔۔ اگر وہ خریدار ہونا ظاہر کرے، مکاری اور چالاکی ہے

نالیدنِ امیر المومنین حضرت معاویہ رض بحق تعالیٰ از مکرِ ابلیس و نصرت خواستن

شیطان کے مکر سے امیر المومنین کا اللہ تعالیٰ سے نالہ و زاری کرنا اور مدد چاہنا

تا چہ دارد ایں حسود اندر کدو ۔۔۔ اے خدا فریاد رس ما زیں عدو

نہ معلوم یہ حاسد کیا چال چل رہا ہے؟ ۔۔۔ اے خدا اس دشمن سے ہماری فریاد سن لے

گر یکے فصلِ دگر در من دمد ۔۔۔ در رباید از من ایں رہزن نمد

اگر وہ ایک مرتبہ اور مجھ سے گفتگو کرے گا ۔۔۔ یہ ڈاکو نمدہ اُڑا لے جائے گا

ایں حدیثش ہمچو دود ست اے الٰہ ۔۔۔ دست گیر ار نہ گلیمم شد سیاہ

اے خدا! یہ اُس کی گفتگو دھوئیں کی طرح ہے ۔۔۔ میری دستگیری فرما ورنہ میری کملی کالی ہو جائیگی

من بحجت بر نیایم با بلیس ۔۔۔ کوست فتنہ ہر شریف و ہر خسیس

میں دلیل سے شیطان سے نہ جیت سکوں گا ۔۔۔ کیونکہ وہ ہر شریف اور ذلیل کے لئے باعثِ فتنہ ہے

آدمے کو علّم الاسماء بگ ست ۔۔۔ در تگ چوں برق ایں سگ بے تگ ست

حضرت آدم جو علّم الاسماء والے سردار ہیں ۔۔۔ اِس کتے کی برق جیسی رفتار کے مقابلہ میں بے رفتار ہیں

---

۱ شاخِ تلخ۔ کڑوی شاخ کو اگر میٹھی جڑ سے پیوند لگا دیا جائے تو شاخ کی تلخی کم ہو جاتی ہے اسی طرح بد عمل کی اصلاح ممکن ہے لیکن بد نسل کی اصلاح ناممکن ہے۔ گر ترا۔ شیطان حضرت امیر معاویہ رض کو جواب دیتا ہے کہ جب تم یہ سمجھ گئے کہ میں پیچوں کے ساتھ اچھائی اور ناقابلِ اصلاح لوگوں کو تباہ کرتا ہوں تو سمجھ لو کہ میں نے تمہیں دین کی خاطر جگایا ہے۔

۲ عُنف۔ سرزنش، سختی۔ راہ زن۔ ڈاکو۔ در من۔ میرے دل میں۔ غریب تاجرم۔ سفر کی حالت میں تاجر بہت چوکنا رہتا ہے۔ تو نۂ۔ شیطان کا کام نیک اعمال کو تباہ کرنا ہے نہ اُن کا معاوضہ دے کر خریدنا۔ مشتری نبود۔ ڈاکو کا کام لوٹ مار ہے نہ کہ خریداری اگر وہ اپنے آپ کو خریدار ظاہر کرے تو اسمیں کوئی مکاری ہو گی۔ چیزے اندر کدو داشتن۔ دل میں کوئی بات چھپانا۔

۳ فصلِ دگر۔ دوسری مرتبہ۔ نمد۔ صرف پشم کا کپڑا جو عموماً درویش اور مسکین پہنتے تھے۔ من بحجت۔ شیطان پر محض دلائل سے بغیر فضلِ خداوندی غلبہ ممکن نہیں ہے۔ بگ۔ بیگ کا مخفف ہے۔ سردار، امیر حضرت آدم کے بارے میں قرآن میں مذکور ہے عَلَّمَ الْاَسْمَاءَ۔ خدا نے آدم کو اسماء کی تعلیم دی تگ۔ دوڑ۔ بے تگ۔ حضرت آدم ہار گئے اور شیطان نے انہیں دھوکا دے دیا۔

از بہشت انداختش بر روئے خاک | چوں سُمک در شست او شد از سماک
اُس نے اُن کو بہشت سے زمین پر پھینک دیا | وہ بلندی سے مچھلی کی طرح اُس کے کانٹے میں پھنس گئے

نوحۂ اِنَّا ظَلَمْنَا می زدے | نیست دستان و فسونش را حدے
اِنَّا ظَلَمْنَا کا رونا روتے تھے | اُس کے مکر اور منتر کی انتہا نہیں ہے

اندرونِ ہر حدیثِ اُو شرست | صد ہزاراں سحر در وے مضمرست
اُس کی ہر بات میں شر ہے | اُس میں لاکھوں جادو پوشیدہ ہیں

مردیِ مرداں بہ بندد در نفس | در زن و در مرد افروزد ہوس
ایک پھونک میں بہادروں کی بہادری کو باندھ دیتا ہے | مرد و زن میں ہوس بھڑکا دیتا ہے

اے بلیسِ خلق سوزِ فتنہ جُو | بر چہ ام بیدار کردی راست گو
اے شیطان مخلوق کو تباہ کرنے والے فتنہ جو! | سچ بتا تو نے مجھے کیوں جگایا؟

زانکہ حیلت در نگنجد با منے | ہیں غرض را در میاں نہ بے فنے
اسلئے کہ تیری حیلہ بازی مجھ میں اثر نہیں کر سکتی ہے | خبردار! بغیر مکاری کے مقصد بتادے

باز تقریرِ ابلیس تلبیسِ خود را با امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنی مکاری کی دوبارہ تقریر کرنا

گفت ہر مردے کہ باشد بدگماں | نشنود او راست را با صد نشاں
بولا، جو شخص بدگمان ہو | وہ سو علامتوں والی سچی بات بھی نہیں سنتا ہے

ہر درونے کہ خیال اندیش شد | چوں دلیل آری خیالش بیش شد
جس کا باطن شکی ہو | جب تو دلیل بیان کریگا اُس کا شک بڑھیگا

چوں سخن در وے رود علت شود | تیغِ غازی دزد را آلت شود
جب اُسکے (دل میں) بات جاتی ہو بیماری بنجاتی ہے | مجاہد کی تلوار چور کا ہتھیار بن جاتی ہے

پس جوابِ او سکوتست و سکوں | ہست با ابلہ سخن گفتن جنوں
تو اُس کا جواب خاموشی اور سکوت ہے | بیوقوف سے بات کرنا پاگل پن ہے

تو ز حق ترس و ز حق جو قطعِ نفس | کہ تو از شرش بماندستی بہ حبس
تو خدا سے ڈر اور نفس کو چھوڑنے کی خدا سے دعا کر | کیونکہ تو اُسکے شر کی وجہ سے قید خانہ میں ہے

تو ز من با حق چہ نالی اے سلیم | تو بنال از شرِ ایں نفسِ لئیم
اے بھولے! تو اللہ سے میرا کیا شکوہ کرتا ہے | تو اس لئیم نفس کے شر سے نالہ کر

؎1 سُمک۔ مچھلی۔ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ سماک۔ چاند کی منزلوں میں سے چودھویں منزل ہے، ایک ستارہ ہے، یہاں مُراد بلند مرتبہ ہے۔ اِنَّا ظَلَمْنَا۔ بیشک ہم نے ظلم کیا حضرت آدمؑ نے توبہ کے وقت فرمایا تھا۔ دستاں۔ مکر۔ مضمر۔ پوشیدہ۔ مردی۔ بڑے بڑے بہادروں کی بہادری کو ایک پھونک میں ختم کر دیتا ہے۔

؎2 بر چہ ام۔ برائے چہ مرا۔ غرض۔ مقصد۔ بے فن۔ بغیر مکاری۔ با صد نشان۔ یعنی سچائی کی سَو علامتوں کے باوجود۔ خیال اندیش۔ شکی۔ چوں سخن۔ شکی انسان کو جس قدر سمجھایا جاتا ہو اُس کے شکوک میں اور اضافہ ہوتا ہے اور وہ دلیلوں کا غلط استعمال کرتا ہے جیسا کہ چور کسی غازی کی تلوار چُرالے تو اُس سے غلط کام کرتا ہے۔ پس جواب۔ جواب جاہلاں باشد خموشی۔

؎3 تو ز حق ترس۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا کہ تمہارا مجھے بُرا سمجھنا تمہارے نفس کا دھوکا ہے اور تم نفس کی قید میں گرفتار ہو اُس سے رہائی کی دعا کرو۔ تو ز من۔ شیطان حشر میں بھی یہی کہے گا۔ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْا اَنْفُسَکُمْ۔ پس مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے نفسوں کو ملامت کرو۔

تو خوری[1] حلوا ترا دُمّل شود
تو حلوا کھائے گا تو پھوڑا پیدا ہوگا
تب بگیرد طبع تو مختل شود
بخار چڑھے گا طبیعت بگڑ جائے گی

بے گنہ لعنت کنی ابلیس را
تو بے خطا ابلیس پر لعنت بھیجتا ہے
چوں نہ بینی از خود آں تلبیس را
اپنی جانب سے اِس مکاری کو کیوں نہیں سمجھتا ؟!

نیست از ابلیس از تست اے غوی
اے گمراہ! یہ شیطان کی جانب سے نہیں ہے بلکہ تیری جانب سے ہے
کہ چو رُوبہ سُوئے دُنبہ می روی
کیونکہ تو لومڑی کی طرح دُنبہ کی جانب جاتا ہے

چونکہ[2] در سبزہ بہ بینی دُنبہ را
جب تو سبزے میں دُنبہ کو دیکھتا ہے
دام باشد ایں ندانی رُوبہا
اے لومڑی! تو نہیں سمجھا کہ جال ہوگا

زاں ندانی کت ز دانش دور کرد
تو اسلئے نہیں سمجھا کہ تجھے عقل سے جدا کر دیا ہے
میلِ دُنبہ چشمِ عقلت کور کرد
دُنبہ کی خواہش نے تیری عقل کو اندھا کر دیا ہے

حُبُّكَ الْاَشْيَاءَ يُعْمِيْكَ وَيُصِمّ
چیزوں کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے
نَفْسُكَ السُّوْءُ قَدْ جَنَتْ لَا تَخْتَصِمْ
تیرے بُرے نفس نے ظلم کیا ہے۔ نہ جھگڑ

تو گنہ بر من منہ کژ کژ مبیں
تو مجھ پر گناہ (کی ذمہ داری) نہ ڈال ترچھی نگاہوں سے نہ دیکھ
من ز بد بیزارم واز حرص و کیں
میں بُرائی اور حرص و کینے سے بیزار ہوں

من بدی کردم پشیمانم ہنوز
میں نے بُرائی بھی کی تھی ابھی تک شرمندہ ہوں
انتظارم تا دے ام گردد تموز
انتظار میں ہوں تاکہ میرا ماگھ ساون بنجائے

ہست کین و حرص از طبائع مختلف
کینہ اور حرص مختلف (عناصر سے بنی ہوئی) طبیعتوں کی پیداوار ہے
مر مرا کے چار ضد شد مکتنف
مجھے چار مخالف (عنصروں) نے کب گھیرا ہے

ہم[3] اُمیدے می برزم با درد و سوز
میں ابھی درد و سوز کے ساتھ امید رکھتا ہوں
تا کہ گردد شبِ دیجور روز
کہ اندھیری رات کب دن بنتی ہے ؟

مُتّہم گشتم میانِ خَلق من
میں لوگوں میں بدنام ہوگیا ہوں
فعلِ خود بر من نہد ہر مرد و زن
ہر مرد و عورت اپنا کام میرے ذمّہ لگاتا ہے

گرگ بیچارہ اگرچہ گرسنہ است
بیچارہ بھیڑیا اگرچہ بھوکا ہے
مُتّہم باشد کہ اُو در طنطنہ است
(لیکن) بدنام ہوتا ہے کہ وہ اکڑ میں ہے

چونکہ نتواند ز ضعف اُو راہ رفت
چونکہ وہ کمزوری کی وجہ سے چل نہیں سکتا ہے
خَلق گوید تخمہ است از قوتِ زفت
لوگ کہتے ہیں کہ موٹی خوراک سے بدہضمی میں ہو

---

[1] تو خوری۔ یہ مولانا کی نصیحت ہے کہ انسان شیطان سے تو بچتا ہے لیکن خود اس کا نفس شیطان سے زیادہ شریر ہے اسکی طرف سے بے توجہی برتتا ہے۔ بے گنہ۔ فضل بد تو خود کریں لعنت کریں شیطان پر۔ غوی۔ گمراہ۔ روبہ۔ لومڑی جو جانوروں کا شکار کرتی ہے۔

[2] چونکہ۔ انسان کا نفس لذتوں کے پیچھے دوڑتا ہے اور انجام کی ہلاکت سے غافل ہوتا ہے۔ میلِ دُنبہ۔ خواہشِ نفس انسان کو اندھا بنا دیتی ہے۔ لاتختصم۔ یعنی نفس سے کہ دوسرے سے نہ جھگڑ۔ من بدی کردم۔ شیطان کہتا ہے مجھے بدی سے نفرت ہے تھوڑی سی بدی مجھ سے ضرور ہوئی تھی جس سے میں شرمندہ ہوں۔ دے۔ ماگھ جو خزاں کا مہینہ ہے۔ تموز۔ ساون جو بہار کا مہینہ ہے۔ ہست کین۔ یعنی کینہ اور حرص تو عناصر اربعہ کی پیداوار ہیں اور میں ان چار عنصروں سے نہیں بنا ہوں۔

[3] ہم امیدے۔ یعنی میں اس خطا کی بخشش کا امیدوار ہوں۔ شبِ دیجور۔ اندھیری رات۔ فعل خود یعنی اپنا گناہ۔ گرگ۔ مثل مشہور ہے کھائے تو بھیڑیے کا نام نہ کھائے تو بھیڑیے کا نام۔ طنطنہ۔ دبدبہ۔ شان و شوکت۔ چونکہ۔ بھیڑیا بھوک کی وجہ سے چلنے پر قادر نہیں تہمت دھرنے والے کہتے ہیں موٹا ہو کر کھا گیا ہے اس

باز جستن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حقیقت غرض را از ابلیس

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا شیطان سے مقصد کی حقیقت پھر معلوم کرنا

گفت غیرِ راستی نرہاندت ؎ داد[1] سوئے راستی می خواندت

(حضرت معاویہؓ نے) فرمایا تجھے سچ کے سوا کچھ نہیں چھڑائیگا ؎ انصاف، تجھے سچائی کی دعوت دیتا ہے

راست گوتا وارہی از چنگ من ؎ مکر ننشاند غبارِ جنگِ من

سچ کہدے تاکہ تو میرے چنگل سے چھوٹ جائے ؎ مکاری میری لڑائی کے غبار کو فرو نہیں کرسکتی ہے

گفت چوں دانی دروغ و راست را ؎ اے خیال اندیش و پُر اندیشہا

اُس نے کہا آپ جھوٹ اور سچ کو کیسے سمجھیں گے؟ ؎ اے شکّی اور توہمات سے بھرے ہوئے

گفت پیغمبر نشانے دادہ است ؎ قلب و نیکو را محک بنہادہ است

اُنھوں نے فرمایا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے علامت بتادی ہے ؎ کھوٹے اور کھرے کی کسوٹی متعین کردی ہے

گفتہ است اَلْکَذِبُ رَیْبٌ فِی الْقُلُوْب ؎ باز اَلصِّدْقُ طُمَانِیْنٌ طَرُوْب

فرمایا ہے جھوٹ دلوں میں شک (پیدا کرنیوالا ہے) ؎ پھر (فرمایا) سچ اطمینان وخوشی (پیدا کرتا ہے)

دل[2] نیارامد زگفتارِ دروغ ؎ آب و روغن ہیچ نفروزد فروغ

جھوٹی بات سے دل کو سکون نہیں ملتا ہے ؎ پانی اور تیل روشنی کو نہیں بڑھاتا ہے

در حدیث راست آرامِ دلست ؎ راستی ہا دانۂ دامِ دلست

سچی بات میں دل کا سکون ہے ؎ سچائیاں دل کے جال کا دانہ ہیں

دل مگر رنجور باشد بد دہاں ؎ کو نداند چاشنیِ این و آں

مگر وہ دل جو بیمار ہو اور اُسکے منھ کا ذائقہ خراب ہو ؎ کیونکہ وہ اِسکے اور اُسکے مزے کو نہیں سمجھتا ہے

چوں[3] شود از رنج و علت دل سلیم ؎ طعمِ صدق و کذب را باشد علیم

جب دل تکلیف اور بیماری سے محفوظ ہوجائے ؎ تو وہ سچ اور جھوٹ کے مزے سے واقف ہوتا ہے

حرصِ آدم چوں سوئے گندم فزود ؎ از دلِ آدم سلیمی را ربود

حضرت آدمؑ کی حرص جب گیہوں کیطرف بڑھی ؎ حضرت آدمؑ کے دل سے سلامتی کو اُڑا لے گئی

پس دروغ و عشوہ ات را گوش کرد ؎ غرّہ گشت و زہرِ قاتل نوش کرد

تو تیرے جھوٹ اور مکر کو سن لیا ؎ فریب کھاگئے، اور قاتل زہر پی لیا

گندم از کژدم ندانست آں نفس ؎ می برد تمییز از مستِ ہوس

اُسوقت وہ گیہوں اور بچھو میں امتیاز نہ کرسکے ؎ (ہوس) ہوس سے مدہوش کی تمیز کو زائل کردیتی ہے

---

[1] داد یعنی انصاف کا تقاضہ ہے کہ تو سچ بتادے۔ گفت یعنی شیطان نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ اگر میں سچ بتاؤنگا تو آپ کیسے سمجھیں گے کہ وہ سچ ہے جبکہ آپ شک میں مبتلا ہیں۔ گفت۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ سچ اور جھوٹ کی علامتیں آنحضورؐ نے بتادی ہیں۔ اَلْکَذِبُ یعنی جھوٹی بات سن کر مومن کا دل مطمئن نہیں ہوتا ہے بلکہ دل میں خلجان پیدا ہوتا ہے۔ الصدق سچی بات سن کر مومن کا دل مطمئن ہوجاتا ہے۔

[2] دل نیارامد یعنی جھوٹ سے مطمئن نہیں ہوتا جس طرح کہ چراغ پانی ملے ہوئے تیل سے روشن نہیں ہوتا ہے۔ دانہ جس طرح پرندہ دانے پر لپکتا ہے اسی طرح مومن کا دل سچائی کی طرف لپکتا ہے۔ دل مگر یعنی یہ علامت مومن کے دل کے لئے ہے اگر کسی کا دل گناہوں کی وجہ سے بیمار ہو اُس کیلئے یہ علامت نہیں ہے۔

[3] چوں شود۔ جب دل مرض سے خالی ہو تب اُس کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ حرص۔ چونکہ حضرت آدمؑ میں گیہوں کھانے کی حرص پیدا ہوگئی تھی اس لئے وہ شیطان کے جھوٹ کو نہ سمجھ سکے اور دھوکا کھاگئے۔ گندم یعنی گیہوں۔

خلقؔ[1] مستِ آرزو اند و ہوا | زاں پذیرا اند دستانِ ترا
لوگ تمنا اور حرص سے مست ہیں | اِس لئے تیرے مکر کو قبول کر لینے والے ہیں

ہر کہ خود را از ہوا خو باز کرد | گوشِ خود را آشنائے راز کرد
جس نے اپنے آپ کو حرص کی عادت سے چھڑا لیا | اُس نے اپنے کان کو راز سے آشنا کر لیا

ہمچناں کہ در حکایت گفتہ اند | بشنو آنرا تا کشاید بستہ بند
جس طرح لوگوں نے حکایت میں بیان کیا ہے | اُس کو سُن لے تاکہ گرہ کھل جائے

شکایتِ قاضی از آفت قضا و جوابِ نائب اُو
قاضی کا قضیات کی مصیبت کا شکوہ کرنا اور اُس کے نائب کا جواب

قاضئے بنشاندند اُو می گریست | گفت نائب قاضیا گریہ زچیست
لوگوں نے ایک قاضی کو مسند نشین کیا وہ رونے لگا | نائب نے کہا اے قاضی! رونا کیوں ہے

ایںؔ[2] نہ وقتِ گریہ و فریادِ تُست | وقتِ شادی و مبارکبادِ تُست
یہ رونے اور چیخنے کا وقت نہیں ہے | تیری خوشی اور مبارکباد کا وقت ہے

گفت آہ چوں حکم راند بیدلے | درمیانِ آں دو عالم جاہلے
اُس نے کہا ہائے! ایک ناواقف کس طرح فیصلہ کرے | ایک نادان خود جانکاروں کے درمیان؟

آں دو خصم از واقعہ خود واقف اند | قاضئے مسکیں چہ داند زاں دو بند
وہ دونوں فریق اپنے واقعہ سے واقف ہیں | دو بندشوں (جہل اور غفلت) کیوجہ قاضی بیچارہ کیا جانے

جاہل ست و غافل ست از حالِ شاں | چوں رَوَد در خونِ شان و مالِ شاں
وہ اُن کی حالت سے جاہل ہے اور غافل ہے | وہ اُن کی جان اور مال میں کیسے مداخلت کرے؟

گفتؔ[3] خصماں عالم اند و علتی | جاہلی تو لیک شمعِ ملتی
اُس (نائب) نے کہا دونوں فریق واقف ہیں افسوس غرضی ہیں | آپ ناواقف ہیں لیکن ملت کی شمع ہیں

زانکہ تو علت نداری درمیاں | آں فراغت ہست نورِ دیدگاں
کیونکہ اس میں آپ کی کوئی غرض نہیں ہے | غرض سے، خالی ہونا آنکھوں کی روشنی ہے

واں دو عالم را غرض شاں کور کرد | علمِ شاں را علت اندر گور کرد
اُن دونوں واقف کاروں کو اُنکی غرض نے اندھا کر دیا ہے | اُن کے علم کو غرض نے دفن کر دیا ہے

جہل را بے علتی عالم کند | علم را علت کژ و ظالم کند
بے غرضی ناواقفیت کو علم والا بنا دیتی ہے | غرض علم کو کج اور ظالم بنا دیتی ہے

---

[1] خلق۔ چونکہ عام لوگ حرص و ہوا کے مرض میں مبتلا ہیں لہٰذا شیطان کی جھوٹی باتوں سے دھوکا کھا جاتے ہیں۔ دستاں۔ مکر۔ ہوا خو یعنی خوئے حرص۔ راز۔ یعنی معرفتِ خداوندی کے راز۔ حکایت۔ اِس حکایت کا خلاصہ بھی یہ ہے کہ اگر انسان ہوا و ہوس سے پاک ہوتا ہو تو سچ اور جھوٹ میں امتیاز کر لیتا ہے۔

[2] ایں۔ یعنی قاضی بننے پر رونے کا موقع نہیں ہے یہ تو مبارکباد کا وقت ہے۔ بیدل۔ متردد۔ دو عالم۔ یعنی مدعی اور مدعیٰ علیہ دونوں دعوے کی حقیقت سے واقف ہوتے ہیں۔ زاں دو بند یعنی جہل اور غفلت جس کا آئندہ شعر میں بیان ہے۔

[3] گفت۔ نائب قاضی نے کہا کہ فریقین اگرچہ معاملہ کو جانتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں خود غرضی سما گئی ہے۔ زانکہ۔ انسان کی بے غرضی معاملہ کو واضح کر دیتی ہے، جہل را بے غرضی اور خلوص جہل کو علم سے بدل دیتے ہیں اور خود غرضی عالم کو جاہل بنا دیتی ہے۔

تا تو[۱] رشوت نستدی بینندۂ ‏ چوں طمع کردی ضریر و بندۂ
جب تک تو رشوت نہ لے تو بینا ہے ‏ جب تو نے لالچ کیا تو اندھا اور (نفس کا) غلام ہے

از ہوا من خوی را واکردہ ام ‏ لقمہائے شہوتی کم خوردہ ام
میں نے عادت کو ہوس سے علیحدہ کر لیا ہے ‏ میں نے شہوتِ (نفس)، کے لقمے نہیں کھائے ہیں

چاشنی گیرِ دلم شد با فروغ ‏ راست را واند حقیقت از دروغ
میرا (معارف کا) ذوق رکھنے والا دل روشن ہو گیا ہے ‏ سچ کی حقیقت جھوٹ سے جدا کر لیتا ہے

با قرار آوردنِ حضرت معاویہؓ ابلیس را کہ چرا بیدار کردی

حضرت معاویہؓ کا شیطان سے اقرار کرا لینا کہ اس نے کیوں جگایا ہے

اے سگِ ملعوں جوابِ من بگو ‏ راست گو و در دروغے رہ مجو
اے ملعون کتّے! میرا جواب دے ‏ سچ کہہ اور جھوٹ کا راستہ تلاش نہ کر

تو چرا بیدار کردی مر مرا ‏ دشمنِ[۲] بیداریستی اے دغا
تو نے مجھے کیوں جگایا؟ ‏ اے (مجسّم) دھوکے! تو بیداری کا دشمن ہے

ہمچو خشخاشے ہمہ خواب آوری ‏ ہمچو خمرے عقل و دانش را بری
تو خشخاش کی طرح مجسّمہ خواب آور ہے ‏ شراب کی طرح عقل اور سمجھ کو زائل کر دیتا ہے

چار میخت کردہ ام ہیں راست گو ‏ راست را دانم تو حیلتہا مجو
میں نے تجھے شکنجہ میں کس لیا ہے، سچ کہہ دے ‏ میں سچ کو پہچان لوں گا تو بہانے نہ بنا

من زہر کس آں طمع دارم کہ او ‏ صاحبِ آں باشد اندر طبع و خو
میں ہر آدمی سے وہی توقع رکھتا ہوں ‏ جس کا وہ طبیعت اور عادت میں مالک ہے

من[۳] ز سرکہ می نجویم شکری ‏ ہر مخنث را نہ گیرم لشکری
میں سرکہ میں مٹھاس نہیں تلاش کرتا ہوں ‏ میں کسی ہیجڑے کو سپاہی نہیں بناتا ہوں

ہمچو گبراں می نجویم از بتے ‏ کہ بود حق یا ز حق او آیتے
میں کافروں کی طرح بت میں جستجو نہیں کرتا ہوں ‏ کہ وہ خدا ہو یا خدا کی کوئی نشانی ہو

من ز سرگیں می نجویم بوئے مشک ‏ من در آب جو نجویم خشتِ خشک
میں گوبر میں مشک کی خوشبو نہیں تلاش کرتا ہوں ‏ میں پانی میں سوکھی اینٹ نہیں تلاش کرتا ہوں

من نجویم پاسبانی را ز دزد ‏ کار نا کردہ نجویم ہیچ مزد
میں چور سے چوکیداری نہیں چاہتا ہوں ‏ کام کئے بغیر میں کوئی مزدوری نہیں چاہتا ہوں

---

۱ تا تو: نائب نے قاضی کو کہا جب تک تو رشوت نہ لیگا حقیقت کو دیکھے گا ورنہ نہ دیکھ سکیگا۔ ازجواب امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ میں نے ہوا و ہوس کو چھوڑ دیا ہے اور خواہشات نفسانی کی غذا ترک کر دی ہے لہٰذا میرے دل میں ایسی روشنی پیدا ہو گئی ہے کہ وہ جھوٹ اور سچ میں امتیاز کر لیتا ہے تو میں جان لونگا کہ تو سچ بول رہا ہے یا جھوٹ۔ جواب دے یعنی اس بات کا جواب کہ تو نے مجھے کیوں جگایا ہے

۲ دشمن: شیطان کا کام ہے کہ وہ خواب غفلت میں مبتلا رکھے۔ خشخاش: خود بھی خواب آور ہے اور اسی کے پودے کے ڈوڈے سے افیون بنتی ہے جو خواب آور ہے۔ چار میخ: ایک قسم کی سزا ہے جس میں لٹا کر چاروں ہاتھ پیر چار کیلوں سے باندھ دیئے جاتے ہیں۔ من زہر کس: میں ہر شخص کو پہچان لیتا ہوں اور اس سے اسی کام کی توقع رکھتا ہوں جو اس کی فطرت میں داخل ہے۔

۳ من ز سرکہ: سرکہ کی طبیعت میں کھٹاس ہے اس سے مٹھاس کی توقع کرنا غلط ہے۔ مخنث: ہیجڑے سے بہادری کی توقع غلط ہے۔ بت: بت سے یہ توقع کرنا کہ وہ خدا ہو یا خدا کی کوئی نشانی یہ بھی غلط ہے۔ دزد: چور سے چوکیداری کی توقع غلط ہے۔

مَن[1] ز شیطاں ایں نجویم کوست غیر — کو مرا بیدار گرداند بخیر
میں شیطان سے یہ اُمید نہیں رکھتا کیونکہ وہ غیر ہے — کہ وہ مجھے بھلائی کے لئے جگائے

راست گفتنِ ابلیس ضمیرِ خود را با حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ

شیطان کا امیر معاویہ رضؓ کے دل کی بات سچ کہہ دینا

گفت بسیار آں بلیس از مکر و غدر — میر ازو نشنید کرد استیز و نکر
شیطان نے مکر اور عذر کی بہت باتیں کیں — امیر (المومنین) نے نہ سُنیں، جھگڑا اور انکار کیا

از بُنِ دنداں بگفتش بہرِ آں — کردمت بیدار میداں اے فلاں
اُن سے عاجزی سے اُس نے کہا۔ اس لئے — سمجھ لیجئے، میں نے آپکو بیدار کیا ہے، اے فلاں

تا رسی اندر جماعت در نماز — از پئے پیغمبرِ دولت فراز
تاکہ آپ نماز باجماعت میں شریک ہو جائیں — پیغمبر بلند دولت کی سُنّت کے لئے

گر نماز از وقت رفتے مر ترا — ایں جہاں تاریک گشتے بے ضیا
اگر نماز وقت سے گذر جاتی تو آپ کے لئے — یہ دنیا، بے رونق، اندھیری ہو جاتی

از غبین[2] و دردِ رفتے اشکہا — از دو چشمِ اُو مثالِ مشکہا
نقصان اور درد کے آنسو بہتے — اِن کی دونوں آنکھوں سے مشکوں کی طرح

ذوق دارد ہر کسے در طاعتے — لاجرم شکیبد ازوے ساعتے
ہر شخص ایک عبادت کا ذوق رکھتا ہے — لامحالہ تھوڑی دیر بھی اُس سے صبر نہیں کر سکتا ہے

از غبین و درد بودے صد نماز — کو نماز و کو فروغِ آں نیاز
وہ نقصان اور درد تو سو نمازیں بن جاتا — کجا نماز اور کجا اُس عاجزی کا نور

فضیلتِ[3] حسرت خوردنِ آں شخص بر فوتِ نمازِ جماعت

نماز باجماعت کے فوت ہو جانے پر اُس شخص کے افسوس کی فضیلت

آں یکے می رفت در مسجد دروں — مردم از مسجد ہمی آمد بروں
ایک شخص مسجد میں جا رہا تھا — لوگ مسجد سے باہر نکل رہے تھے

گشت پُرساں[1] کہ جماعت را چہ بود — کہ ز مسجد می بروں آیند زود
اُس نے دریافت کیا کہ جماعت کو کیا ہوا؟ — کہ لوگ مسجد سے جلدی سے باہر آ رہے ہیں

آں یکے گفتش کہ پیغمبر نماز — با جماعت کرد و فارغ شد ز راز
ایک شخص نے اُس سے کہا کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نماز — باجماعت ادا کر دی اور دعا سے فارغ ہو گئے

---

[1] مَن ز شیطان۔ شیطان کی طبیعت میں خیر نہیں ہے لہٰذا اُس سے یہ توقع رکھنا کہ وہ خیر کے لئے جگائے گا بالکل غلط ہے۔ ضمیر یعنی دل کی پوشیدہ بات۔ میر یعنی امیر المومنین معاویہؓ۔ از بُنِ دنداں گفتن۔ گڑگڑا کر کہنا۔ پئے۔ پیروی سنت۔ گر نماز۔ یعنی جماعت چھوٹ جاتی۔

[2] غبین۔ نقصان، گھاٹا۔ درد۔ یعنی جماعت کے فوت ہو جانے کا درد۔ ذوق۔ حضرت امیر معاویہؓ کو نماز باجماعت کا بہت ذوق تھا۔ آں غبین۔ شیطان نے مجبور ہو کر جگانے کا صحیح سبب بتا دیا کہ جماعت فوت ہونے پر جو اُن کو صدمہ ہوتا اور اُس پر روتے اُس کی وجہ سے بہت زیادہ ثواب کے مستحق ہو جاتے اِس لئے اُس سے محروم کرنے کے لئے جگایا تھا۔

[3] فضیلت۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ عبادت کے فوت ہو جانے سے جو ایک عابد کو افسوس ہوتا ہے اُس کی بہت بڑی قدر و قیمت ہے۔ گشت پُرساں۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ لوگ جلدی سے مسجد سے کیوں نکل رہے ہیں جماعت کا کیا ہوا۔ آں یکے۔ یعنی نماز پڑھ کر نکلنے والوں میں سے کسی نے اُس سے کہا حضورؐ تو جماعت ختم کر کے دعا سے بھی فارغ ہو گئے ہیں۔ راز۔ یعنی نماز کے بعد کی خفیہ دعا۔

تو کجا در می روی اے مردِ خام [1]
اے ناقص! تو کہاں اندر جاتا ہے

چوں پیمبر باز داد آخر سلام
جبکہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے آخری سلام پھیر دیا

گفت آہ و درد زاں آمد بروں
اُس نے آہ کہا اور اُس آہ سے درد ظاہر ہوا

آہِ اُو می داد از دل بوئے خوں
اُس کی آہ نے دل کے خون کی بو دی

آں یکے گفتا بدہ ایں آہ را
ایک شخص نے اُس سے کہا یہ آہ دے دے

ویں نمازِ من تُرا بادا عطا
اور یہ میری نماز تیرے لئے ہے

گفت دادم آہ پذرفتم نماز
اُس نے کہا میں نے آہ دیدی، نماز قبول کرلی

اُو ستد آں آہ را با صد نیاز
اُسنے وہ آہ لے لی جو سینکڑوں عاجزیوں کیساتھ تھی

با نیاز و با تضرّع باز گشت
وہ عاجزی اور تضرّع کے ساتھ لوٹا

باز بود و در پےِ شہباز رفت
باز تھا اور بعد میں شہباز ہو کر لوٹا

شب بخواب اندر بگفتش ہاتفے [2]
ایک غیبی آواز نے خواب میں اُس سے کہا

کہ خریدی آبِ حیوان و شفے
کہ تُو نے آبِ حیات اور شفا خرید لی

حُرمتِ ایں اختیار و ایں دخول
اِس پسندیدگی اور مداخلت کے احترام کی وجہ سے

شد نمازِ جملۂ خلقاں قبول
تمام لوگوں کی نماز قبول ہوگئی

تتمۂ اقرارِ ابلیس با حضرت معاویہؓ مکر و فریب خود را

شیطان کا حضرت امیر معاویہ رضؓ سے اپنے مکر و فریب کے اقرار کرنے کا تتمہ

پس عزازیلش بگفت اے میرزاد
اِس کے بعد شیطان نے کہا، اے دانا امیر!

مکرِ خود اندر میاں باید نہاد
(مجھے) اپنا مکر بیان کر دینا چاہیئے

گر نمازت [3] فوت می شد آں زماں
اگر اُس وقت آپ کی نماز فوت ہو جاتی

می زدی از دردِ دل آہ و فغاں
تو آپ دل کے درد کیساتھ آہ و فغاں کرتے

آں تأسف و آں فغان و آں نیاز
وہ افسوس کرنا، اور وہ فریاد، اور وہ عاجزی

در گذشتے از دو صد رکعت نماز
نماز کی دو سو رکعتوں سے بڑھ جاتی

من ترا بیدار کردم از نہیب
میں نے اِس) خوف سے آپ کو جگا دیا

تا نسوزاند چناں آہے حجیب
تاکہ ایسی آہ پردے کو نہ جلا دے

تا چناں آہے نباشد مر ترا
تاکہ ایسی آہ تمہیں حاصل نہ ہو جائے

تا بداں راہے نباشد مر ترا
تاکہ اُس آہ تک تمہاری رسائی نہ ہو

---

[1] مردِ خام - ناتجربہ کار۔ باز داد آخر سلام - آخری سلام پھیر چکے۔ گفت - اُس جماعت سے محروم نمازی نے ایسی آہ بھری جس میں درد تھا اور دل کے خون کی بو آرہی تھی۔ آں یکے - جو شخص جماعت کی نماز پڑھ چکا تھا اُس نے کہا میں اپنی نماز کا ثواب تمہیں دیتا ہوں تم اپنی اس آہ کے ثمرات مجھے عطا کر دو۔ با صد نیاز - اس کا تعلق ستد فعل سے بھی ہو سکتا ہے اور آہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ باز بود - یعنی قربِ الٰہی میں پہلے مرتبہ سے بڑھ گیا۔

[2] ہاتف - فرشتۂ غیبی جو پکارے اور نظر نہ آئے۔ شفے - شفا کا امالہ ہے۔ اختیار - چننا یعنی تم نے نماز اور آہ میں جو آہ کو چنا۔ دخول - یعنی نماز اور آہ کے معاملہ میں داخل ہونا۔ عزازیل - شیطان کا نام ہے۔ میرزاد - دانا سردار۔

[3] گر نمازت - شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا اگر تمہاری نماز فوت ہو جاتی تو تم دل کے درد کے ساتھ آہ کرتے۔ آں تأسف - نماز کے فوت ہونے پر آپ جو افسوس اور فریاد اور عاجزی کرتے وہ دو سو نفلوں سے بھی بڑھ جاتی۔ نہیب - خوف۔ حجیب - یعنی قربِ الٰہی کا وہ پردہ جو ابھی تک حائل ہے۔

من حسودم[1] از حسد کردم چنیں
میں تو حاسد ہوں میں نے حسد کی وجہ سے ایسا کیا
من عدوّم کارِ من مکرست و کیں
میں تو دشمن ہوں میرا کام مکاری اور کینہ وری ہے

مکرِ من دیدی مباش ایمن ز من
آپ نے میرا مکر دیکھ لیا مجھ سے مطمئن نہ ہو جیئے
تا شوی صدرِ جہاں اندر زمن
تاکہ آپ زمانے میں عالم کے صدر بن جائیں

جوابِ گفتنِ امیر المومنین امیر معاویہ رض ابلیس را بعد از اعتراف
اقرار کے بعد امیر المومنین معاویہ رض کا جواب دینا

گفت اکنوں راست گفتی صادقی
(امیر معاویہؓ نے) فرمایا تونے اب سچ کہا تو سچا ہے
از تو ایں آید تو ایں را لائقی
تجھ سے یہی آتا ہے، تو اسی کے لائق ہے

عنکبوتی تو مگس داری شکار
تو مکڑی ہے تو مکھی کا شکار کرتا ہے
من نیم اے سگ مگس زحمت میار
اے کتے! میں مکھی نہیں ہوں تکلیف نہ اٹھا

بازِ اسپیدم[2] شکارم شہ کند
میں سفید باز ہوں، میرا شکار شاہ کرتا ہے
عنکبوتے کے بگردِ من تند
مکڑی میرا چکر کب کاٹے گی

کارِ تو این ست اے دزدِ لعیں
اے ملعون چور! تیرا یہی کام ہے
سوئے دوغ آری مگس از انگبیں
مکھی کو شہد سے ہٹا کر چھاچھ پر لاتا ہے

رو مگس می گیر تا تانی ہلا
خبردار! جب تک تو کر سکے مکھی پکڑ
سوئے دوغے زن مگسہا را صلا
مکھیوں کو چھاچھ کی طرف بلا

ور بخوانی تو بسوئے انگبیں
اگر تو شہد کی طرف بلائے گا
ہم دروغ و دوغ باشد آں یقیں
یقیناً وہ بھی جھوٹ اور چھاچھ ہوگا

تو مرا بیدار کردی خواب[3] بود
تونے مجھے جگایا (لیکن جگانا) نیند تھا
تو نمودی کشتی آں گرداب بود
تونے کشتی دکھائی وہ بھنور تھا

تو مرا در خیر زاں می خواندئی
تونے مجھے بھلائی کی طرف اس لئے بلایا
تا مرا از خیر بہتر راندئی
تاکہ مجھے بہتر خیر سے ہٹا دے

فوت شدنِ دزد باواز دادنِ آں شخص صاحب خانہ را
چور کا نکل بھاگنا ایک شخص کے پکارنے کی وجہ سے گھر کے اس مالک کو
کہ نزدیک شدہ بود کہ دزد را دریابد
جو قریب تھا کہ وہ چور کو پکڑ لے

[1] من حسودم۔ یعنی میرا اصلی کام حسد پر مبنی تھا۔ مکر ہٰذا۔ یعنی نماز کیلئے بجھانا (جگانا)۔ ایمن مطمئن۔ زمن۔ زمانہ۔ اعتراف۔ اقرار۔ ایں آید یعنی گمراہ کرنا اور ثواب سے محروم کرنا۔ عنکبوت۔ مکڑی جو کھیوں کا شکار کرتی ہے۔ من نیم۔ قرآن پاک میں ہے۔ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ۔ یعنی اے شیطان میرے مخلص بندوں پر تیرا زور نہ چلے گا۔

[2] بازِ اسپید۔ سفید باز زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ قصہ۔ باز کو شاہ پہچانتے ہیں۔ تمھتے دوغ۔ یعنی شیطان کا کام اچھائی سے ہٹا کر برائی کی طرف لاتا ہے۔ مثلاً۔ کھانے کی دعوت دینا۔ انگبیں۔ یعنی جس کو تو شہد بتائیگا وہ چھاچھ ہوگی۔

[3] خواب بود۔ چونکہ بیدار کرنے میں ثواب سے محروم کیا تو یہ بیدار کرنا دراصل سُلانا تھا جو ثواب سے محروم رکھتا ہے۔ کشتی۔ یعنی تو نے جو بھلائی دکھائی وہ تباہی تھی۔ فوت شدن۔ یعنی نقل کرکے بھی یہ بتانا ہے کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جو بظاہر بھلی معلوم ہوتی ہیں لیکن ان کی تہ میں شرارت ہوتی ہے۔

ایں[1] بداں ماند کہ شخصے دُزد دید — در وُثاق اندر پئے اُو می دَوید
یہ اس طرح کی بات ہے کہ ایک شخص نے چور کو دیکھا — گھر میں (اور) وہ اُس کے پیچھے دوڑنے لگا

تا دو سہ میداں دوید اندر پئیش — تا درافگند از تعب اندر خوئیش
دو تین میدانوں تک اُس کے پیچھے دوڑا — یہاں تک کہ مشقت سے اُس (چور) کو پسینہ میں ڈبو دیا

اندراں حملہ کہ نزدیک آمدش — تا بدو اندر جہد دریابدش
اُس حملے کے دوران کہ وہ اُس کے نزدیک پہنچا — یہاں تک کہ ایک جست میں اُس کو پکڑ لے

دُزدِ دیگر بانگ کردش کہ بیا — تا بہ بینی ایں علاماتِ بلا
دوسرے چور نے اُس کو پکارا کہ آ — تاکہ تو مصیبت کی اِن علامتوں کو دیکھ لے

زود باش و باز گرد اے مردِ کار — تا بہ بینی حالِ ایں جا زار زار
جلدی کر، واپس آ، اے کام کے دھنی! — تاکہ تو یہاں کا حالِ زار دیکھ لے

چوں شنید ایں مُرد گشت اندیشہ ناک — گفت با خود کُشتہ گیر ایں جامہ چاک
جب اُس شخص نے سُنا فکر میں پڑ گیا — اپنے آپ سے بولا اِس مرنے کو مُردہ سمجھ

گفت باشد کاں طرف دُزدے بُود — گر نہ گردم زود زاں بر من دَوَد
(اور) کہنے لگا ہو سکتا ہے کہ اُس طرف چور ہو — اگر میں جلد واپس نہ ہوا تو وہ مجھ پر حملہ کر دیگا

بر زن[2] و فرزندِ من دستے زند — کُشتنِ ایں دُزد سودم کے کند
میرے بیوی اور بچوں پر ہاتھ مارے — پھر مجھے اِس چور کو مار ڈالنا کب فائدہ دیگا؟

ایں مسلماں از کرم می خواندم — گر نگردم زود پیش آید ندم
یہ مسلمان مہربانی سے مجھے بلاتا ہے — اگر میں جلد نہ لوٹوں تو ندامت کا سامنا ہوگا

بر امیدِ شفقتِ آں نیک خواہ — دُزد را بگذاشت باز آمد براہ
اُس خیرخواہ کی شفقت کی امید کی بنا پر — چور کو چھوڑ دیا اور راستہ سے لوٹ آیا

گفت[3] اے یارِ نکو احوال چیست — ایں فغان و بانگِ تو از دستِ کیست
کہا اے اچھے دوست! کیا احوال ہیں! — یہ تیری چیخ و پکار کس کی وجہ سے ہے؟

گفت اینک بیں نشانِ پائے دُزد — ایں طرف رفت ست دُزدِ زن بمزد
اُس نے کہا یہیں چور کے پاؤں کے نشان دیکھ لے — بھڑوا، چور اِس طرف گیا ہے

نک نشانِ پائے دُزدِ قلتباں — در پئے اُو رو بدیں نقش و نشاں
دیوث چور کے پاؤں کا نشان یہ ہے — اِس علامت اور نشان کے ذریعہ اُسکا پیچھا کر

[1] ایں۔ یعنی شیطان کا نماز کے لئے جگانا۔ وُثاق گھر۔ تا درافگند گھر کے مالک نے چور کو دوڑا کر تھکا دیا۔ اندراں۔ اب اس قدر قریب ہو گیا تھا کہ ایک حملہ میں اُس چور کو پکڑ لے۔ بیا۔ یعنی مالک کو جو چور کے پیچھے بھاگ رہا تھا پکارا۔ گفت با خود۔ پکارنے والے چور کی آواز سُنکر دل میں کہنے لگا۔ کشتہ گیر۔ مُردہ سمجھ لے۔ جامہ چاک۔ مردہ یعنی وہ چور جس کے پیچھے یہ بھاگ رہا تھا۔ آں طرف۔ جدھر سے آواز آئی ہے۔ بر من دود۔ مجھ پر حملہ کردے۔

[2] بر زن۔ یعنی جس طرف وہ پکارنے والا بلا رہا ہے وہاں کوئی دوسرا چور ہو جو بال بچوں پر حملہ کر دے تو اُس چور کو مار ڈالنے سے بھی مجھے کیا ملیگا۔ ندم۔ یعنی بال بچوں سے غفلت برتنے کی ندامت۔ نیک خواہ۔ یعنی پکارنے والا۔

[3] گفت۔ یعنی مالک نے پکارنے والے سے کہا۔ گفت اینک۔ پکارنے والے نے کہا۔ زن بمزد۔ وہ شخص جو بیوی کی کمائی کھائے۔ قلتبان۔ دیوث۔ در پئے او۔ یعنی چور کے پیچھے۔

گفت[1] اے اَبلہ چہ میگوئی مَرا — من گرفتہ بودم آخر دُزد را
اُس نے کہا اے بیوقوف! مجھ سے کیا کہتا ہے؟ — میں نے تو چور کو پکڑ ہی لیا تھا

دُزد را از بانگِ تو بگذاشتم — من تو خر را آدمی پنداشتم
تیری پکار کی وجہ سے میں نے چور کو چھوڑ دیا — میں نے تجھ گدھے کو آدمی سمجھا

ایں چہ ژاژست وچہ ہرزہ اے فلاں — من حقیقت یافتم چہ بود نشاں
اے فلاں! یہ کیا بکواس اور بیہودگی ہے — میں نے اصل کو پکڑ لیا تھا علامت کیا ہوتی ہے؟

گفت من از حق نشانت میدہم — ایں نشانست از حقیقت آگہم
اُس نے کہا میں تجھے صحیح علامت بتا رہا ہوں — یہ نشانات ہیں میں حقیقت سے واقف ہوں

گفت طراری تو یا خود ابلہی — بلکہ تو دزدی وزیں حال آگہی
اُس نے کہا تو گرہ کٹ ہے یا پاگل ہے — بلکہ تو چور ہے اور اُس حالت سے واقف ہو

خصمِ[2] خود را می کشیدم مُو کشاں — تو رہانیدی وُرا کاینک نشاں
میں اپنے دشمن کو بال پکڑ کر گھسیٹتا — تونے اُس کو چھڑا دیا کہ یہ نشان ہے

تو جہت گو من بروئم از جہات — در وصال آیات کو یا بینات
تو سبب کی بات کرتا ہے میں اسباب سے آگے ہوں — وصال (کی صورت) میں نشانیاں اور دلائل کہاں؟

صُنع بیند مردِ محجوب از صفات — در صفات آنست کو گم کرد ذات
افعال وہ دیکھتا ہے جو صفات سے حجاب میں ہو — صفات میں وہ (مقید) ہو جسنے ذات کو گم کردیا ہو

واصلاں چوں غرقِ ذات اند اے پسر — کے کنند اندر صفاتِ اُو نظر
اے صاحبزادے! واصلین جبکہ ذات میں مستغرق ہیں — وہ اُس کی صفات پر کب نظر کرتے ہیں!

چونکہ اندر قعرِ جُو باشد سَرت — کے برنگِ آب اُفتد مَنظرت
جبکہ تیرا سر نہر کی تہ میں ہو — پانی کے رنگ پر تیری نظر کب پڑتی ہے؟

ور[3] برنگِ آب بازآئی ز قعر — پس پلاسے بستدی دادی شعر
اگر تو دریا کی تہ سے پانی کے رنگ پر واپس آجائے — تو تونے ٹاٹ لے لیا (اور) پشمینہ دے دیا

طاعتِ عامہ گناہِ خاصگاں — وصلتِ عامہ حجابِ خاص داں
عوام کی اطاعت خاصانِ خدا کا گناہ ہے — عوام کا وصال، خواص کا پردہ سمجھ

حکایت وزیریکہ پادشاہ اُورا از وزارت معزول کردہ بود و محتسبی او

بادشاہ کے اُس وزیر کا قصہ جس کو بادشاہ نے وزارت سے معزول کرکے کوتوالی دے دی

---

[1] گفت اے ابلہ۔ مالک نے پکارنے والے سے کہا۔ من تو خرزا۔ یعنی تو گدھا ہے میں نے تجھے آدمی سمجھ لیا۔ ژاژ۔ بکواس۔ ہرزہ۔ بیہودہ بات۔ حقیقت۔ یعنی اصل چور۔ نشاں۔ یعنی نشان قدم۔ طراری۔ تو جیب تراش ہے۔ دزدی۔ یعنی تو اُس چور کا شریکِ کار جو ہے۔

[2] خصمِ خود۔ مالک نے کہا تونے یہ کہہ کر اُسے چھڑا دیا کہ چور کی نشانی دیکھ لے۔ تو جہت گو۔ جبکہ میں اصل مقصد تک پہنچ چکا تھا تو مقصد کے اسباب اور وجوہ بتا رہا تھا۔ صُنع۔ سالک پر افعال کی تجلی پڑتی ہے۔ پھر صفات کی پھر ذات کی۔ جب سالک صفات کی تجلی سے محروم ہوتا ہے تو افعال کی تجلی میں لگا رہتا ہے اور صفات کی تجلی کے بعد افعال کی تجلی سے قطع نظر کرلیتا ہے اور جبکہ اس کو ذات کی تجلی حاصل ہوجاتی ہے تو اسکو صفات کی تجلی کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ واصلاں۔ واصل بحق ذات کی تجلی میں مستغرق رہتے ہیں۔ چونکہ۔ اسکی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پانی کی تہ میں پہنچ جائے تو پانی کا رنگ اسکے پیش نظر نہیں رہتا ہے۔

[3] ور برنگ آب۔ اگر کوئی ذات کی تجلی کے بعد صفات کی تجلی میں مستغرق ہوجائے تو وہ ایک اونچے مرتبہ سے گر کر ادنی مرتبہ میں آگیا۔ پلاس۔ ٹاٹ۔ شعر۔ پشمینہ۔ طاعت عامہ۔ مشہور مقولہ ہے حسنات الابرار سیئات المقربین عام لوگوں کی نیکیاں مقربین کیلئے بمنزلہ گناہ ہیں۔ مثلاً

[illegible]

گر وزیرے را کند شہ محتسب[۱] | شہ عدوِ او بود نبود محب

اگر بادشاہ کسی وزیر کو کوتوال بنا دے | تو بادشاہ اُس کا دشمن ہوگا دوست نہ ہوگا

ہم گناہے کردہ باشد آں وزیر | بے سبب نبود تغیر ناگزیر

اُس وزیر نے کوئی خطا کی ہوگی | لازمی تغیّر بے وجہ نہیں ہوتا ہے

زانکہ اوّل محتسب بد خود ورا | بخت و روزی آں بدست از ابتدا

جو پہلے سے کوتوال تھا خود اس کے لئے | وہ (کوتوالی) شروع سے نصیبہ اور روزی تھی

لیک کاں اوّل وزیرِ شہ بدست | محتسب کردن سبب فعلِ بدست

لیکن جو کہ پہلے بادشاہ کا وزیر ہو | (اُس کو) کوتوال بنانا کسی بُرے کام کی وجہ ہے

چوں ترا شہ ز آستانہ پیش خواند | باز سوئے آستانہ باز راند

جیسے بادشاہ نے تجھے چوکھٹ سے آگے بلوایا | پھر چوکھٹ کی طرف واپس کر دیا

تو یقیں[۲] میداں کہ جرمے کردۂ | جبر را از جہل پیش آوردۂ

تو یقین کرلے تو نے کوئی غلطی کی ہے | تو جبر کو نادانی سے پیش کرتا ہے

کہ مرا روزی و قسمت ایں بدست | پس چرا دی بود آں دولت بدست

کہ میری تقدیر اور قسمت یہی تھی | تو کل یہ دولت تیرے ہاتھ میں کیوں تھی؟

قسمتِ خود خود بریدی تو ز جہل | قسمتِ خود را فزاید مردِ اہل

تو نے نادانی سے اپنے حصّہ کو خود منقطع کر دیا | لائق آدمی اپنا حصّہ بڑھاتا ہے

یک مثالِ دیگر اندر کژ روی | شاید ار از نقص قرآں بشنوی

کج روی کی ایک دوسری مثال | مناسب ہے اگر تو قرآن کی آیتوں سے سن لے

قصۂ[۳] منافقان و مسجدِ ضرار ساختنِ ایشاں

منافقوں اور اُن کے مسجدِ ضرار بنانے کا قصہ

ایں چنیں کژ بازیٔ در جفت و طاق | با نبی می باختند اہلِ نفاق

اسی طرح اُلٹی بازی داؤں میں | نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ منافق کھیلتے تھے

کز برائے عزِّ دینِ احمدیؐ | مسجدے سازیم و بود آں مرتدی

کہ احمدی دین کی عزت کے لئے | ہم ایک مسجد بناتے ہیں اور وہ (اُنکی) بے دینی تھی

ایں چنیں کژ بازیٔ می باختند | مسجدے جز مسجدش می ساختند

اس طرح کی اُلٹی بازی انھوں نے کھیلی | اُن کی مسجد کے علاوہ انھوں نے ایک مسجد بنائی

---

۱ محتسب۔ کوتوال۔ تانکہ کسی کا ابتداءً کوتوالی کے عہدے پر مقرر ہونا اُس کی خوش نصیبی ہے لیکن وزارت سے کوتوالی پر آجانا معزولی ہے۔ لیک۔ وزارت کے بعد کوتوال بن جانا معزولی ہے۔ چوں ترا۔ آستانہ پر بٹھانا یعنی پیشی میں رہنے کے مرتبہ سے گرا ہوا ہے۔

۲ تو یقیں۔ انسان اپنے عیب کے گناہ کو تقدیر پر محمول کر دیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ میری قسمت میں یہی لکھا تھا۔ حالانکہ اس میں خود اُس کا قصور ہوتا ہے ورنہ اُس کو پہلے یہ مرتبہ کیوں حاصل تھا۔ قسمتِ خود۔ انسان اپنی نادانی سے اپنی قسمت گھٹاتا ہے ورنہ اہل انسان جدوجہد سے اپنی قسمت بڑھا لیتا ہے۔

۳ قصہ۔ شیطان کے واقعہ سے یہ سمجھایا تھا کہ بسا اوقات ایک معاملہ بظاہر اچھا نظر آتا ہے لیکن اس میں بُرائی پوشیدہ ہوتی ہے اسی بات کو منافقوں کے مسجدِ ضرار کے بنانے سے سمجھایا ہے مسجد بنانا بظاہر اچھا تھا لیکن اُس کا مقصد نہایت ناپاک تھا۔ مسجدِ ضرار۔ وہ مسجد جو منافقوں نے مسجد قبا کے مقابلہ میں تیار کی تھی جفت۔ وہ عدد جو دو پر تقسیم ہو جائے۔ طاق۔ وہ عدد جو دو پر صحیح تقسیم نہ ہو۔ مجموعہ سے بازی کا داؤ مراد لیا جاتا ہے۔ اہلِ نفاق۔ عبداللہ ابن ابی اور اُسکے ساتھی۔ مرتدی یعنی اُن کا یہ عمل دینداری پر مبنی نہ تھا بلکہ بے دینی پر مبنی تھا۔ مسجدش۔ مسجد قبا جس کو آنحضورؐ نے بنوایا تھا۔

فرش و سقف و قبہ اش آراستہ
فرش اور چھت اور اس کا گنبد بنایا

لیک تفریقِ جماعت[1] خواستہ
لیکن (انھوں نے) جماعت کو متفرق کرنا چاہا

نزدِ پیغمبر بلابہ آمدند
خوشامد کرتے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے

ہمچو اشتر پیشِ او زانو زدند
اونٹ کی طرح اُن کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے

کاے رسولِ حق برائے محسنی
کہ اے اللہ کے رسولؐ برائے کرم

سُوئے آں مسجد قدم رنجہ کنی
اُس مسجد کی جانب تشریف لے چلیں

تا مبارک گردد از اقدامِ تو
تاکہ آپ کی تشریف آوری سے وہ متبرک ہو جائے

تا قیامت تازہ بادا نامِ تو
خدا کرے قیامت تک آپ کا نام زندہ رہے

مسجدِ روزِ گل ست و روزِ ابر
(یہ) مسجد کیچڑ اور بارش کے دن کے لئے ہے

مسجدِ روزِ ضرورت وقتِ صبر
(یہ) مسجد ضرورت اور مجبوری کے دن کیلئے ہے

تا غریبے[2] یابد آنجا خیر و جا
تاکہ کوئی مسافر اُس جگہ ٹھکانا اور بھلائی پا سکے

تا فراواں گردد ایں خدمت سرا
تاکہ یہ خدمت کی جگہیں زیادہ ہو جائیں

تا شعارِ دیں شود بسیار و پُر
تاکہ دین کا شعار زیادہ اور پُر ہو جائے

زانکہ با یاراں شود خوش کارِ مُر
کیونکہ دوستوں کے ساتھ تلخ کام شیریں ہو جاتا ہے

ساعتے آں جائیگہ تشریف دہ
تھوڑی دیر کے لئے اُس جگہ تشریف رکھیں

تزکیۂ ما کُن زماں تعریف دہ
ہمیں پاک کریں اور معرفت سکھائیں

مسجد و اصحابِ مسجد را نواز
مسجد اور مسجد والوں کو نواز دیجئے

تو مہی ما شب دمے با ما بساز
ہم رات ہیں آپ چاند تھوڑی دیر ہمارے ساتھ رہیں

تا شود شب از جمالت جملہ روز
تاکہ آپ کے جمال سے رات مجسم دن بن جائے

اے جمالت آفتابِ جاں فروز
اے وہ (ذات) کہ آپکا جمال روح کو روشن کرنیوالا سورج ہے

اے[3] دریغا کاں سخن از دل بدے
ہائے افسوس! کاش (یہ باتیں دل سے ہوتیں

تا مرادِ آں نفر حاصل شدے
تاکہ اُس گروہ کا مقصد حاصل ہو جاتا

لفظ کاید بے دل و جاں بر زباں
جو لفظ بے دل اور بغیر روح کے زبان پر آتا ہو

ہمچو سبزہ توں بُود اے دوستاں
اے دوستو! وہ کوڑی کے سبزے کی طرح ہوتا ہے

ہم ز دُورش بنگر و اندر گذر
اُس کو دُور سے دیکھ لے اور گزر جا

خوردن و بُو را نہ شاید اے پسر
اے بیٹا! وہ کھانے اور سونگھنے کے لائق نہیں ہے

[1] جماعت۔ یعنی صحابہؓ کی جماعت۔ بلابہ۔ خوشامد۔ زانو زدند۔ دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ آں مسجد۔ یعنی مسجد ضرار۔ اقدام۔ تشریف آوری۔ تا قیامت۔ انھوں نے حضورؐ کو یہ دعا دی۔ مسجدِ روزِ گل۔ یعنی ہم نے یہ مسجد اسلئے بنائی ہے کہ کیچڑ اور بارش کی مجبوری اور ضرورت میں یہاں نماز پڑھ لیا کرینگے۔

[2] تا غریبے۔ اِس مسجد میں یہ بھی فائدہ ہے کہ اسمیں مسافر ٹھہر جایا کرینگے اور مسجدوں کی کثرت بھی ہو جائیگی۔ با یاراں۔ مسجد بنانا مشکل کام ہے۔ ہمارے اجتماع میں اور لوگوں کو بھی مسجدیں بنانا آسان ہو جائے گا۔ تزکیہ۔ نبی کا نام لوگوں کے دلوں کو پاک کرتا ہے۔ تعریف۔ یعنی معرفت خداوندی کی باتیں۔ تو مہی۔ آپ کے نور سے ہم سیاہ باطن منور ہو جائیں گے۔

[3] اے دریغا۔ مولانا فرماتے ہیں یہ سب اُن کی جھوٹی باتیں تھیں اگر سچی ہوتیں تو ان کا مقصد ضرور پورا ہوتا۔ لفظ۔ خوش کن جھوٹے الفاظ کی مثال کوڑی کے سبزے جیسی ہے ــــ سبزہ توں۔ کوڑی یا گھورے کا سبزہ۔

سوئے لطفِ[1] بے وفایاں ہیں مرو
خبردار! بے وفاؤں کی مہربانی کی طرف نہ جا

کانِ پُلِ ویراں بود نیکو شنو
اچھی طرح سُن لے وہ ٹوٹے ہوئے پُل کی طرح ہے

گر قدم را جاہلے بر وَے زند
اگر کوئی ناواقفیت سے اُس پر قدم رکھے گا

بشکند پُل واں قدم را بشکند
پُل ٹوٹ جائے گا اور وہ پیر کو توڑ دے گا

ہر کجا لشکر شکستہ می شود
کسی جگہ کوئی لشکر شکست کھاتا ہے

از دوسہ سُست و مُخنّث می بُوَد
تو (ایسا) دو تین سُست اور نامردوں کی وجہ سے ہوتا ہے

دَر صف آید با سِلاحِ[2] ومَرد وار
وہ نامرد ہتھیار باندھ کر اور مردانہ وار آتا ہے

دل برو بنہند کاینک یارِ غار
لشکری اُس پر بھروسہ کرتے ہیں کہ یہ سچا دوست ہے

رُو بگرداند چو بیند زخمہا
جب گھائل ہوتا ہے تو منہ موڑ لیتا ہے

رفتنِ اُو بشکند پُشتِ ترا
اُس کا بھاگنا تیری کمر توڑ دیتا ہے

ایں دراز ست و فراواں می شود
یہ (قصہ) لمبا اور زیادہ ہو رہا ہے

وانچہ مقصود ست پنہاں می شود
اور جو مقصد ہے وہ مخفی ہو رہا ہے

فریفتنِ منافقان پیغمبر علیہ السّلام را تاکہ بمسجدِ ضرار برندو
منافقوں کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بہکانا تاکہ مسجدِ ضرار میں لے جائیں اور

اظہار ناکردنِ مصطفیٰ مکرِ ایشاں را از کمالِ حلمِ خود
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی بُردباری کی وجہ سے اُنکے مکر کو ظاہر نہ کرنا

بَر رسولِ حق فسونہا خواندند
اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر انھوں نے بہت سے منتر

رخشِ دَستان وحِیَل می راندند
مکر اور فریب کا گھوڑا دوڑاتے تھے

چاپلوسی و فسونہا خواندند
خوشامد کرتے تھے اور منتر پڑھتے تھے

نُزُلِ[3] خدمت سُوئے حضرت اندند
خدمت اور خاطر تواضع کی بات آنحضورؐ کی جانب بڑھائی

آں رسولِ مہربان ورحم کیش
وہ مہربان اور رحم کی عادت والے رسولؐ

جز تبسّم جز بَلے ناوردپیش
سوائے مسکراہٹ (اور) سوائے ہاں کے پیش نہ آئے

شُکرہائے آں جماعت یاد کرد
اس جماعت کا شکریہ ادا فرمایا

دراجابت قاصداں را شاد کرد
قبول کرنے (کے معاملہ) میں قاصدوں کو خوش کر دیا

می نمود آں مکرِ ایشاں پیشِ اُو
آپ کے سامنے اُن کا مکر ظاہر ہو جاتا تھا

یک بیک زانساں کہ اندر شیر مُو
فوراً اِس طرح جیسا کہ دودھ میں بال

---

[1] لُطفِ بے وفایاں بے وفاؤں کی مہربانی پُرانے پُل کی طرح ہے۔ انسان بے خبری میں اُس پر سے گزرتا ہے تو پُل بھی بیٹھ جاتا ہے اور وہ پیر کو بھی توڑ دیتا ہے۔ ہر کجا لشکر کی شکست بھی عموماً بے وفاؤں کی وجہ سے ہوتی ہے۔

[2] سِلاح۔ ہتھیار۔ یارِ غار۔ سچا دوست۔ رفتنِ او۔ ایک بُزدل کے بھاگنے سے پورے لشکر کی ہمت ٹوٹ جاتی ہے۔ ایں۔ یعنی بے وفاؤں کے نقصانات کے قصے۔ مقصود۔ یعنی مسجد ضرار کا قصہ۔ فسوں۔ افسوں، منتر۔ رخشِ۔ رستم کا گھوڑا، گھوڑا۔ حیل۔ حیلہ کی جمع ہے۔

[3] نُزل۔ مہمانی کا کھانا۔ کیش۔ خیمہ، عادت۔ بَلیٰ۔ ہاں، کسی بات کی تصدیق کے لئے بولا جاتا ہے۔ اجابت۔ دعوت کو قبول کرنا۔ می نمود۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کی چالوں کو سمجھ جاتے تھے لیکن اپنی شرافتِ نفس کی وجہ سے اُس کا اظہار نہ فرماتے تھے۔

موی را نادیدہ میکرد آں لطیف[1]
وہ مہربان، بال کو ان دیکھا کر دیتے تھے

شیر را شاباش می گفت آں ظریف
وہ عالی ظرف دودھ کی تعریف کر دیتے تھے

صد ہزاراں موی مکر و دمدمہ
مکر اور فریب کے لاکھوں بال تھے

چشم خوابانید آں دم از ہمہ
اُس وقت انھوں نے سب سے آنکھ بند کر لی

راست می فرمود آں بحرِ کرم
اُس دریائے کرم نے سچ فرمایا ہے

بر شما من از شما مشفق ترم
میں تم پر تم سے بھی زیادہ مہربان ہوں

من نشستہ بر کنارِ آتشے
میں ایک آگ کے کنارے بیٹھا ہوں

با فروغ و شعلۂ بس ناخوشے
جو بہت بھڑکنے والی اور خراب شعلوں والی ہے

ہمچو پروانہ شما آں سو دواں
تم پروانوں کی طرح اُس طرف دوڑتے ہو

ہر دو دستِ من شدہ پروانہ راں
میرے دونوں ہاتھ پروانوں کو ہٹانے والے بنے ہیں

چوں براں شد[2] تا رواں گردد رسول
جب معاملہ یہاں پہنچا کہ رسول مسجد ضرار کی طرف روانہ ہوں

غیرتِ حق بانگ زد مشنو ز غول
اللہ تعالیٰ کی غیرت نے آواز دی چھلاوے کی بات نہ سنو

کیں خبیثاں مکر و حیلت کردہ اند
کہ ان خبیثوں نے مکر اور حیلہ کیا ہے

جملہ مقلوب ست آنچہ آوردہ اند
جو انھوں نے کہا ہے سب اُلٹا ہے

قصدِ ایشاں جز سیاہ روئی نبود
اُن کا ارادہ روسیاہی کے علاوہ کچھ نہ تھا

خیرِ دیں کے جست ترسا و یہود
عیسائی اور یہودیوں نے دین کی بھلائی کب چاہی ہے

مسجدے بر جسرِ دوزخ ساختند
انھوں نے دوزخ کے پل پر مسجد بنائی ہے

با خدا نردِ دغاہا باختند
انھوں نے خدا کے ساتھ دھوکے کی چال چلی ہے

قصدِ شاں تفریقِ اصحابِ رسول
اُنکا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں تفرقہ (ڈالنا ہے)

فضلِ حق را کے شناسد ہر فضول
کوئی بیہودہ خدا کے فضل کو کب جانتا ہے؟

تا جہودے[3] را ز شام اینجا کشند
تاکہ ایک یہودی کو شام سے اِس جگہ لائیں

کہ بوعظِ اُو جہوداں سرخوش اند
جس کے وعظ سے یہودی مانوس ہیں

گفت پیغمبر کہ آرے لیک ما
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں لیکن ہم

بر سرِ راہیم و بر عزمِ غزا[4]
سفر پر ہیں اور جہاد کا ارادہ ہے

زیں سفر چوں باز گردم آنگہاں
جب میں سفر سے واپس آجاؤں گا، تب

سوئے آں مسجد رواں گردم رواں
اُس مسجد کی طرف چلوں گا

---

[1] لطیف۔ مہربان، ظریف۔ ۱۱تا۱۳، خوابی حرج، چشم خوابانیدن۔ چشم پوشی کرنا۔ بحرِ کرم۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ من نشستہ۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ میری مثال اور تمہاری مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے آگ روشن کی پتنگے اُس میں آکر گرنا چاہتے ہیں اور وہ شخص اُن کو روکتا ہے۔

[2] چوں براں شد۔ آنحضورؐ نے پہلے تشریف لے جانے کا ارادہ کر لیا تھا، لیکن بعد میں وحی کے ذریعہ ممانعت اور اُن منافقوں کے احوال سے آنحضورؐ کو باخبر کر دیا گیا، اشعار میں واقعات کی ترتیب بدل گئی ہے۔ غول۔ چھلاوا، جو راستے سے بھٹکا دیتا ہے۔ مقلوب۔ جیسا کہ اُن منافقوں نے ظاہر کیا ہے اُنکے پیش نظر دین کا فروغ نہیں ہے بلکہ اُن کا مقصد دین کو برباد کرنا ہے

[3] تا جہودے۔ ابو عامر جو مدینہ کا رہنے والا تھا اُس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا اور اُس کو راہب کہا جاتا ہے وہ ابتداءً آنحضورؐ کی اُن پیشگوئیوں کا بھی ذکر کرتا تھا جو آنحضورؐ کے بارے میں انجیل میں تھیں لیکن ہجرت کے بعد اُس نے آنحضورؐ کی مخالفت شروع کر دی تھی۔ جنگ بدر کے بعد وہ مدینہ چھوڑ کر مکہ چلا گیا تھا اور پھر وہاں سے شام کے علاقہ میں جا بسا تھا اور وہاں سے مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتا رہتا تھا۔

[4] عزمِ غزا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کیلئے روانہ ہونے والے تھے۔

دفعِ شاں گفت و بسوئے غزو تاخت
اُن کو ٹال دیا اور جہاد کے لئے روانہ ہو گئے

با دغایاں از دغا نردے بباخت
دغا بازوں کے ساتھ دغا کی چال چلی

چوں بیامد از غزا[1] باز آمدند
جب (رسولؐ) غزوے سے آئے وہ پھر آئے

چنگ اندر وعدۂ ماضی زدند
(اور) پہلے وعدے کا سہارا لیا

گفت حقش کاے پیمبر فاش گو
اللہ (تعالیٰ) نے اُن سے فرمایا اے پیغمبر صاف کہدیجئے

عذر آ[illegible]
(ا[illegible] سد کر دیجئے، جنگ ہوئی ہے تو ہو

گفت اے قومِ دغل خامش کنید
(پیغمبر نے) فرمایا اے مکار قوم! چپ رہو

تا نگویم رازہاتاں تن زنید
خاموش ہو جاؤ، تاکہ میں تمہارے راز نہ کہہ ڈالوں

گفت تاں بس بد درون و دشمنید
(پیغمبر نے) فرمایا تم بد باطن اور دشمن ہو

من نخواہم آمد از من بگذرید
میں نہیں آؤں گا، میرا خیال چھوڑ دو

چوں[2] نشانِ چند از اسرارِ شاں
جب آپ نے ان کے بھیدوں کے کچھ نشان

در بیاں آورد بد شد کارِ شاں
بیان کر دیئے تو اُن کا کام بگڑ گیا

قاصداں زو باز گشتند آں زماں
قاصد آپ کے پاس سے واپس ہو گئے (اور) دوسرے وقت

حاش للہ حاش للہ دم زناں
خدا بچائے خدا بچائے کہتے ہوئے

ق

ہر منافق مصحفے زیرِ بغل
ہر منافق قرآن بغل میں دبا کر

سوئے پیغمبر بیاورد از دغل
مکاری سے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آیا

تا خورد سوگند کایماں جُنّتے ست
تاکہ قسم کھائے کیونکہ قسم ڈھال ہے

زانکہ سوگند آں کژاں را سنتے ست
اس لئے کہ قسم کھانا اُن کجوں کی عادت ہے

چوں[3] ندارد مردِ کژ در دیں وفا
کج انسان چونکہ دین (کے معاملہ) میں وفا نہیں کرتا ہے

ہر زمانے بشکند سوگند را
ہر وقت قسم توڑ دیتا ہے

راستاں را حاجتِ سوگند نیست
سچوں کو قسم کی ضرورت نہیں ہے

زانکہ ایشاں را دو چشمِ روشنے ست
اس لئے کہ اُن کی دونوں آنکھیں روشن ہیں

نقضِ میثاق و عہود از احمقی ست
عہد اور پیمان کا توڑنا بیوقوفی ہے

حفظِ ایمان و وفا کارِ تقی ست
قسموں کی حفاظت اور پورا کرنا متقی کا کام ہے

گفت پیغمبر کہ سوگندِ شما
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ تمہاری قسم

راست گیرم یا کہ پیغامِ خدا
سچ سمجھوں یا خدا کا پیغام

---

[1] غزو: یعنی غزوۂ تبوک کیونکہ آنحضورؐ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اُن سے صاف انکار کر دو خواہ نتیجہ میں جنگ برداشت کرنی پڑے۔ خامش۔ آنحضورؐ نے منافقوں سے فرمایا چپ ہو ورنہ تمہاری دیگر جملہ سازشیں کھول دوں گا۔

[2] چوں نشاں۔ صحابہ کو آگاہ کرنے کیلئے اُن کی چند سازشیں ذکر فرما دیں۔ قاصداں۔ یعنی وہ منافق آنحضورؐ کے راز کھول دینے پر شرمندہ ہو کر اس وقت تو واپس ہو گئے پھر دوسرے وقت اپنی برأت کرتے ہوئے قرآن لیکر آنحضورؐ کے پاس آئے۔ کایماں جنتے۔ قرآن نے فرمایا ہے کہ منافقوں نے اپنی قسموں کو اپنی ڈھال بنا رکھا ہے۔ کژاں۔ کج فطرت جھوٹے زیادہ قسمیں کھاتے ہیں۔

[3] چوں ندارد۔ کج فطرت میں دینداری نہیں ہوتی لہٰذا وہ قسم توڑ دیتا ہے۔ دو چشم یعنی وہ بد عہدی کا انجام دیکھتے ہیں۔ پیغامِ خدا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ وَاللّٰہُ یَشْہَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ۔ خدا گواہی دیتا ہے کہ ضرور منافق جھوٹے ہیں۔

باز[۱] سوگندِ دگر خوردند قوم
قوم نے پھر دوسری قسم کھائی
مُصحف اندر دست و بر لب مُہرِ صوم
ہاتھ میں قرآن منہ پر روزے کی مُہر

کہ بحقِ ایں کلامِ پاک و راست
کہ اِس سچے اور پاک کلام کی قسم
کہ بنائے مسجد از بہرِ خدا است
مسجد کی تعمیر خدا کے لیئے ہے

اندریں ہیچ مکر و حیلہ نیست
اِس میں کوئی مکر اور حیلہ نہیں
قصدِ ما زاں صدق و ذکرِ یارب ست
[illegible]

گفت پیغمبر کہ آوازِ خدا
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ خدا کی آواز
می رسد در گوشِ من ہمچوں صدا
میرے کان میں صدا کی طرح آتی ہے

مُہر بر گوشِ شما بنہاد حق
اللہ (تعالٰے) نے تمہارے کان پر مُہر لگا دی ہے
تا بآوازِ خدا نارد سبق
تاکہ خدا کی آواز سے سبق نہ سیکھے

نک صریح آوازِ حق می آیدم
اب میرے پاس خدا کی صاف آواز آتی ہے
ہمچو صاف از دُرد می پالایدم
جو تصفیٔ کی طرح مجھے تلچھٹ سے صاف کر دیتی ہے

چوں کلیم[۲] اللہ کز سوئے درخت
جس طرح (موسیٰ) کلیم اللہ نے درخت کی جانب سے
بانگِ حق بشنید کاے مسعود بخت
اللہ (تعالٰے) کی آواز سُنی کہ اے نیک نصیب!

از درخت اِنِّی اَنَا اللہ می شنید
درخت سے بیشک میں ہی خدا ہوں سُنتے تھے
با کلام انوار می آمد پدید
کلام کے ساتھ انوار ظاہر ہو رہے تھے

چوں زِ نورِ وحی وا می ماندند
جب وہ (منافق) وحی کے نور سے عاجز آجاتے
باز نو سوگندہا می خواندند
پھر نئی قسمیں کھانے لگتے

چوں[۳] خدا سوگند را خواندہ سپر
جبکہ اللہ (تعالٰے) نے قسم کو ڈھال قرار دیا ہے
کے نہد اسپر زِ کف پیکار گر
جنگجو ہاتھ سے ڈھال کب چھوڑتا ہے؟

باز پیغمبر بہ تکذیبِ صریح
پھر پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صاف جھٹلاتے ہوئے
قَدْ کَذَبْتُمْ گفت با ایشاں فصیح
صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ تم جھوٹے ہو

اندیشیدنِ یکے از اصحاب بانکار کہ حضرتِ رسالت

صحابہ میں سے ایک کا شبہ کے ساتھ سوچنا کہ حضرت رسالت رسول

رسول چرا ستاری نمیکند

پردہ پوشی کیوں نہیں کرتے ہیں

---

[۱] باز سوگند یعنی انھوں نے ہاتھ میں قرآن لیکر قسم کھائی اور یہ بھی کہا کہ ہم روزے دار ہیں۔ کہ بحق یعنی قرآن کی قسم کھا کر کہا کہ یہ مسجد خدا کے لئے [illegible]

یا رب [illegible]

خدا۔ یعنی لا تقم فیہ ابداً یعنی اِس مسجدِ ضرار میں کبھی قیام نہ کرنا۔ مہر بر گوش۔ قرآن پاک میں ہے خدا نے منافقین کے کانوں اور دلوں پر مُہریں لگا دی ہیں۔ صاف۔ صاف شدہ شراب۔

[۲] کلیم اللہ۔ حضرت موسیٰ ؑ کو کوہِ طور پر ایک درخت سے آواز آئی تھی اِنِّی اَنَا اللہ۔ چوں زِ نور۔ جب یہ دیکھتے کہ وحی کے نور کی وجہ سے حضور تکذیب پر مُصر ہیں تو دوبارہ قسمیں کھانے لگتے۔

[۳] چوں خدا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِتَّخَذُوا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً۔ انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا ہے۔ ڈھال کو جنگجو کسی حالت میں نہیں چھوڑتا ہے لہٰذا وہ بھی نا امیدی کے باوجود قسمیں کھاتے تھے۔

تا یکے یارے زیارانِ رسول
رسول کے دوستوں میں سے ایک کے
در دلش اِنکار[1] آمد زاں نکول
دل میں قسم کے نہ ماننے سے وسوسہ آیا!

کاینچنیں پیرانِ باشیب و وقار
کہ ایسے بوڑھے اور باوقار لوگوں کو
می کندشاں ایں پیمبر شرمسار
یہ پیغمبر (صلّی اللہ علیہ وسلّم) شرمندہ کر رہے ہیں

کو کرم کو ستر پوشی کو حیا
کرم کہاں ہے؟ پردہ پوشی کہاں ہے؟ حیا کہاں ہے؟
صد ہزاراں عیب پوشند انبیاء
انبیاء تو لاکھوں عیب چھپاتے ہیں

باز[2] در دل زود استغفار کرد
پھر دل میں بہت جلد استغفار کی
تا نگردد ز اعتراض او روئے زرد
تاکہ وہ اعتراض (کرنے) سے (خدا کے سامنے) شرمندہ نہ ہو

لیک آں نقشِ کجش از دل نرفت
لیکن اُن کے دل سے وہ ٹیڑھا نقش نہ مٹا
مہرِ بد از طبع بے حاصل نرفت
دل سے بُروں کی محبت بے نتیجہ نہ رہی

شومیِ یاریِ اصحابِ نفاق
منافقوں کی دوستی کی نحوست نے
کرد مومن را چو ایشاں زشت و عاق
مومن کو اُن (منافقوں) کی طرح بُرا اور نافرمان بنا دیا

باز می زارید کاے علّامِ سر
اُنھوں نے پھر گریہ وزاری کی کہ اے بھیدوں کے جاننے والے!
مر مرا مگذار بر کفراں مُصر
مجھے کفر پر مُصر نہ رکھ

دل بدستم نیست ہمچو دیدہ چشم
آنکھ کی طرح دل میرے قبضہ میں نہیں ہے
ورنہ دل را سوزمے ایندم بخشم
ورنہ غصّہ میں مَیں اسی وقت دل کو پھونک دیتا

اندریں اندیشہ خوابش در ربود
اس فکر میں اُن کو نیند آگئی
مسجدِ ایشانش پُر سرگیں نمود
اُن کو اُن کی مسجد گوبر سے بھری نظر آئی

سنگہاش اندر حدث جائے تباہ
اُس کے پتھر ناپاکی میں بُری جگہ (تھے)
می دمید از سنگہا دودِ سیاہ
اُس کے پتھروں سے کالا دُھواں اُٹھ رہا تھا

دود در حلقش[3] شد و حلقش بخست
دُھواں اُنکے حلق میں گُھسا اور اُنکے حلق کو خستہ کر دیا
از نہیبِ دودِ تلخ از خواب جست
کڑوے دھوئیں کے خوف سے وہ نیند سے بیدار ہوئے

در زماں در رو فتاد و می گریست
فوراً چہرے کے بل گرے اور رو رہے تھے
کاے خدا اینہا نشانِ منکر یست
اے خدا یہ منکر ہونے کی علامتیں ہیں

حِلم بہتر از چنیں حِلم اے خدا
اے خدا ایسی بُردباری سے غصّہ بھلا
کو کند از نورِ ایمانم جدا
جو کہ مجھے نورِ ایمان سے جدا کر رہا ہے

---

[1] اِنکار۔ شبہ، وسوسہ۔ نکول۔ قسم کھانے سے انکار کرنا یہاں قسم کو قبول نہ کرنا مُراد ہے۔ شیب۔ بڑھاپا۔ کو کرم۔ اُن صحابی نے آنحضورؐ کی جانب سے منافقوں کی تکذیب کو کرم اور ستر پوشی اور حیا کے خلاف سمجھا۔ روئے زرد۔ یعنی خدا کے سامنے شرمندگی نہ ہو۔ مہرِ بد یعنی بُروں کی محبت جو اُن صحابی کے دل میں منافقوں کی محبت سے پیدا ہوئی۔ بے حاصل۔ بے نتیجہ۔ یعنی یہ محبت اپنا رنگ لا کر رہی کہ باوجود استغفار کے اُس وسوسہ کا ازالہ نہ ہوا۔ شومی۔ یہ محبت کا نتیجہ اور حاصل ہوا۔

[2] باز۔ وہ صحابی۔ کفراں۔ یعنی آنحضورؐ سے متعلق وسوسہ۔ ہمچو نظر۔ انسان کا دل اور نظر قابو میں نہیں ہوتا ہے۔ بخفت۔ اُن صحابی نے خواب میں دیکھا کہ وہ مسجدِ ضرار نجاست سے پُر ہے۔ سنگہاش۔ اس مسجدِ ضرار کے پتھر۔ حدث۔ پلیدی۔

[3] حلقش۔ یعنی خواب دیکھنے والے صحابی کا حلق۔ نہیب۔ خوف۔ در زماں۔ چونکہ وہ صحابی سمجھے کہ یہ خواب اُنکے لئے تازیانہ ہے۔ حِلم۔ ناک کی رنزش یعنی نفرت یعنی آنحضورؐ نے جس غصّہ کا اظہار کیا وہ بہتر تھا بہ نسبت اُس حِلم کے جسکو میں نے اچھا سمجھا تھا اور اُسکو بہتر سمجھنے کی بدولت نورِ ایمان سے محروم ہو رہا ہوں۔

گر بکاوی کوششِ اہلِ[1] مجاز
اگر تو نام کے مسلمانوں کی کوشش کی کھود کرید کریگا
تو بتو گندہ بُوَد ہمچوں پیاز
تو وہ پیاز کی طرح تہہ بہ تہہ بدبودار ہوگی

ہر یکے از یکدگر بے مغز تر
ہر (تہہ) دوسری سے زیادہ بے مغز ہوگی
صادقاں را یک زدیگر نغز تر
سچوں کی ایک (تہہ) دوسری سے زیادہ اچھی ہوگی

صد کمر بستہ بمکر آں قومِ سُست
اُس سُست قوم نے مکاری پر سَو طرح سے) کمر باندھی تھی
از نفاق و زُرق و دینِ نادرست
نفاق اور جھوٹ اور غلط دین کی وجہ سے

صد کمر آں قوم بستہ بر قبا
وہ قوم سَو طرح سے) قبا پر کمر کسے ہوئی تھی
بہرِ ہدمِ مسجدِ اہلِ قبا
قبا والوں کی مسجد کو منہدم کرنے کے لئے

ہمچو آں اصحابِ فیل اندر حبش
اُن ہاتھی والوں کی طرح جنھوں نے حبشہ میں
کعبہ کردند و حق آتش زدش
کعبہ بنا یا اور اللہ نے اس میں آگ لگا دی

قصدِ خانہ کعبہ کردند ز انتقام
بدلہ لینے کے لئے اُنھوں نے خانہ کعبہ کا قصد کیا
حالِ شاں چوں شد فرو خواں از کلام
اُن کا کیا حال ہوا؟ کلام اللہ میں پڑھ لے

مر سیہ رویانِ دیں را خود جہیز
دین کے رُوسیاہوں کا سامان
نیست الا حیلت و مکر و ستیز
حیلہ اور مکر اور لڑائی کے سوا کچھ نہیں ہے

ہر صحابی[2] دید زاں مسجد عیاں
ہر صحابی نے اُس مسجد کو دیکھ لیا نمایاں
واقعہ، تا شد یقینِ شاں سرِ آں
واقعہ، یہانتک کہ اُن کو اصلیت کا یقین آگیا

واقعات ار باز گویم یک بیک
میں اگر ایک ایک کر کے واقعات بتاؤں
پس یقیں گردد صفا بر اہلِ شک
تو شکی لوگوں کو صاف یقین ہو جائے

لیک می ترسم ز کشفِ رازِ شاں
لیکن اُن کا راز کھولنے سے میں ڈرتا ہوں
نازنینانند و زیبد ناز شاں
وہ نازوں کے پالے ہوئے ہیں انکو ناز کرنا زیب دیتا ہے

شرعِ[3] بے تقلید می پذرفتہ اند
اُنھوں نے شریعت کو بے تقلید قبول کیا ہے
بے محک آں نقد را بگرفتہ اند
بغیر کسوٹی کے اِس نقد کو لیا ہے

حکمتِ قرآں چو ضالہ مؤمن ست
قرآن کی حکمت چونکہ مومن کی گم شدہ چیز ہے
ہر کسے از ضالہ خود مُوقن ست
ہر شخص کو اپنی گمشدہ چیز پر (دیکھنے کے بعد) یقین آجاتا ہے

---

[3] شرع۔ صحابہ اصل مسلمان تھے نسلی نہ تھے بے محک۔ نبوت کی تصدیق اور احکام پر آنکھ بند کر کے عمل کرتے تھے۔ حکمتِ قرآن۔ قرآنی احکام اُن کے لئے اپنی گمشدہ چیز کی طرح تھے جس کو دیکھ کر انسان فوراً بغیر دلیل کے پہچان جاتا ہے۔

[1] اہلِ مجاز۔ وہ لوگ جو حقیقت سے محروم ہیں اُن کے اعمال کی ہر تہہ پیاز کے چھلکوں کی طرح بے مغز اور بدبودار ہوگی۔ صد کمر یعنی یہ منافقین مسجدِ قبا کو تباہ کرنے کی سَو سَو چالیں چل رہے تھے۔ قبا۔ قاف کے فتحہ کے ساتھ، مدینہ کے قریب وہ بستی ہے جس میں آنحضرتؐ ہجرت کے بعد آکر مقیم ہوئے تھے اور وہاں وہ مسجد تعمیر فرمائی تھی جسکو منافقین برباد کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ اُن منافقوں کا مسجدِ قبا کو برباد کرنے کا ارادہ اسی طرح کا تھا جیسا کہ ابرہہ کے لشکر نے خانہ کعبہ کو برباد کرنا چاہا تھا۔ کعبہ کردند۔ کی کعبہ کے بالمقابل یمن کے شہر صنعا میں ایک کعبہ بنایا گیا حبشہ میں نہیں بنایا گیا تھا لیکن مولانا نے حبشہ کا ذکر اس لئے فرما دیا ہے کہ یمن اس دور میں شاہِ حبشہ کے ماتحت تھا۔ آتش۔ حقیقتاً آگ نہیں بلکہ اُس فرضی کعبہ پر ایک شخص نے پاخانہ کر دیا تھا۔ کلام۔ سورۂ الم ترکیف میں سارا واقعہ منقول ہے۔

[2] ہر صحابی۔ جس طرح سے یہ صحابی آنحضورؐ کے اس معاملہ میں مشکوک تھے بعض دوسرے صحابہ بھی مشکوک ہوتے تھے اُن سب نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا۔ نازنینانند۔ صحابہ کی جماعت نازپروردہ تھی اس طرح کا ناز اُن کو زیب اتھا۔

قصہ[1] آں شخص کہ اشتر ضالۂ خود را می جست و نشاں می پرسید

اس شخص کا قصہ جو اپنے گم شدہ اونٹ کو تلاش کرتا تھا اور پتہ پوچھتا تھا

اشترے گم کردی و جستیش چست — چوں بیابی چوں ندانی کاں تست

تو نے اونٹ گم کیا اور اُس کو چستی سے ڈھونڈا — جب تو اُسے پا لیگا کیسے نہ سمجھے گا کہ وہ تیری ملکیت ہے

ضالہ چہ بود ناقۂ گم کردۂ — از کفت بگریختہ در پردۂ

گم شدہ چیز کیا تھی، گم شدہ اونٹنی — جو تیرے ہاتھ سے نکل بھاگی، چھپ گئی

آمدہ در بار کردن کارواں — اشترِ تو زاں میاں گشتہ نہاں

قافلہ لادنے کے لئے آیا — تیرا اونٹ اس دوران چھپ گیا

کارواں در بار کردن آمدہ — اشترِ تو زاں میانہ گم شدہ

قافلہ لادنے کے لئے آیا — تیرا اونٹ اُس درمیان میں گم ہو گیا

می دوی ایں سو و آں سو خشک لب — کارواں دور شد و نزدیک شب

تو خشک ہونٹوں کے ساتھ اِدھر اُدھر دوڑتا ہے — قافلہ دور ہو گیا اور رات نزدیک ہے

رخت ماندہ بر زمیں در راہِ خوف — تو پئے اشتر رواں گشتہ بطوف

خوفناک راستہ میں سامان زمین پر پڑا ہے — تو اونٹ کے پیچھے چکر کاٹ رہا ہے

کاے[2] مسلماناں کہ دیدست اشترے — جستہ بیروں بامداد از آخرے

کہ اے مسلمانو! کسی نے وہ اونٹ دیکھا ہے — جو صبح کو چرنے سے نکل بھاگا ہے

ہر کہ برگوید نشان از اشترم — مژدگانی می دہم چندیں درم

جو میرے اونٹ کا پتہ بتائے گا — میں اُس کو اتنے درہم انعام میں دونگا

باز می جوئی نشاں از ہر کسے — ریشخندت می کنند زیں ہر خسے

پھر تو ہر شخص سے پتہ پوچھتا ہے — اِس پر ہر کمینہ تیری مذاق اُڑاتا ہے

کاشترے دیدم می رفت ایں طرف — اشترے سرخے بسوئے آں علف

کہ میں نے ایک اونٹ دیکھا ہے جو اُدھر جا رہا تھا — ایک سرخ اونٹ اُس چراگاہ کی جانب

آں[3] یکے گوید بریدہ گوش بود — واں دگر گوید جلش منقوش بود

ایک کہتا ہے کہ کنکٹا تھا — دوسرا کہتا ہے اُس کی جھول منقش تھی

آں یکے گوید شتر یک چشم بود — واں دگر گوید ز گر بے پشم بود

ایک کہتا ہے، اونٹ کانا تھا — دوسرا کہتا ہے خارش کی وجہ سے بے اون تھا

۱؎ قصہ۔ اس قصہ کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی گم شدہ چیز کو بلا تامل پہچان جاتا ہے۔ آنِ تست۔ تیری ملکیت ہے۔ ضالہ۔ یہاں گم شدہ چیز اونٹ سمجھ لو۔ کارواں۔ یعنی وہ قافلہ جس میں تم شریک تھے۔ کارواں دور شد۔ وہ قافلہ چل دیا اور رات قریب آگئی۔ راہِ خوف۔ یعنی راستہ بھی خطرناک تھا جو پریشانی کا باعث تھا۔

۲؎ کاے مسلماناں۔ جس کا اونٹ گم ہو گیا تھا وہ مسلمانوں سے یہ کہتا تھا۔ آخر۔ چیز جس میں گھاس ڈال کر جانوروں کو کھلائی جاتی ہے۔ مژدگانی۔ انعام۔ ریشخند۔ مذاق اُڑانا۔ خس۔ کمینہ۔ علف۔ گھاس، یعنی چراگاہ۔

۳؎ آں یکے۔ لوگ اُس گمشدہ اونٹ کی مختلف علامتیں ظاہر کر رہے تھے۔ جلش۔ اُس کی جھول۔ منقوش۔ کڑھی ہوئی۔ یک چشم۔ کانا۔ گر۔ خارش کا مرض۔ بے پشم۔ بغیر اون۔

از برائے مُژدگانی صد نشاں
انعام کے لئے سو علامتیں

از گزافہ[1] ہر خسے کردہ بیاں
گپ شپ میں ہر کمینہ نے بتائیں

اے دل ایں اسرار را در گوش کُن
اے دل! ان رازوں کو سُن لے

قسمِ تو گر ہست زیں خوش نوش کُن
اگر تیری قسمت میں ہو اس سے خوشگوار غذا حاصل کرلے

ہمچنانکہ ہر کسے در معرفت
جس طرح کہ ہر شخص خداشناسی میں

می کُند موصوفِ غیبی[2] را صفت
غیبی موصوف کی صفتیں بیان کرتا ہے

متردّد شدن درمیانِ مذاہبِ مختلف و بیروں شدن و مخلصی یافتن

مختلف مذہبوں میں متردد ہونا اور اُن سے باہر ہونا اور خلاصی پانا

فلسفی[3] از نوعِ دیگر کردہ شرح
فلسفی نے دوسرے طریقے پر شرح کی

باحثے[4] مر گفت اُو را کردہ جرح
متکلم نے اُس کی بحث پر جرح کی

صوفیاں در ہر دو طعنہ می زنند
صوفی دونوں کو طعنے دیتے ہیں

باقیاں[5] از زرق جانے می کنند
باقی مکاری سے مر رہے ہیں

ہر یکے زاں رہ ایں نشانہا زاں دہند
ہر ایک، ایک طریقہ سے اسلئے علامتیں بتاتا ہے

تا گماں آید کہ ایشاں زاں رہ اند
تاکہ خیال ہو جائے کہ وہ اسی راہ کا ہے

ایں حقیقت داں نہ حق اند ایں ہمہ
یہ سمجھ لے کہ یہ سب حق نہیں ہیں

نے بکلی گمرہاں اند ایں رمہ
نہ یہ لوگ بالکلیہ گمراہ ہیں

زانکہ[6] بے حق باطلے ناید پدید
اس لئے کہ حق کے بغیر باطل واضح نہیں ہوتا ہے

قلب را ابلہ ببوئے زر خرید
بیوقوف کھوٹے کو کھرے کی اُمید پر خریدتا ہے

گر نبودے در جہاں نقدِ رواں
اگر دنیا میں صحیح سکّہ چالو نہ ہوتا

قلبہا را خرج کردن کے تواں
کھوٹوں کو کب صرف کیا جا سکتا!

تا نباشد راست کے باشد دروغ
جب تک سچ نہ ہو جھوٹ کب ہوگا؟

آں دروغ از راست میگیرد فروغ
جھوٹ، سچ سے فروغ پاتا ہے

بر امیدِ راست[7] کژ را می خرند
سیدھے کی اُمید پر ٹیڑھے کو خرید لیتے ہیں

زہر در قندے رود آنگہ خورند
زہر شکر میں ہوتا ہے تب کھا لیتے ہیں

گر نباشد گندمِ محبوب نوش
اگر لذیذ گیہوں نہ ہو

چہ برد گندم نمائے جو فروش
گندم نما جو فروش کیا حاصل کرے؟!

---

[1] گزافہ: بکواس۔ اے دل: فرشتہ راز نہیں ہے کہ جس میں قبولِ حق کی استعداد ہوتی ہے وہی حق کو قبول کرتا ہے۔ معرفت: پہچان یعنی خدا کی پہچان۔

[2] موصوفِ غیبی: وہ ذاتِ حق جو نظروں سے غائب ہے اور ہر کوئی اس کی صفات بیان کرتا ہے۔

[3] فلسفی: صفاتِ باری کے معاملہ میں فلاسفہ کا قول ہے کہ ذاتِ باری ذاتِ خالص ہے اور صفات محض فرضی ہیں۔

[4] باحث: یعنی متکلم، متکلمین صفاتِ باری کے وجود کے قائل ہیں بعض صفات جیسا کہ "ید"، "وجہ" وغیرہ میں تاویل کرتے ہیں۔ واں دگر: یعنی محقق صوفیا جو کل صفات کو ثابت مانتے ہیں اور کیفیت کی تفصیل نہیں کرتے ہیں۔ باقیاں: یعنی جو فرقے ان کے بعض تمنّی ہیں اور حقیقت سے خالی ہیں۔ حقیقت: مولانا فرماتے ہیں کہ ان گروہوں کی نہ سب باتیں صحیح ہیں نہ سب باتیں غلط ہیں کچھ صحیح ہیں کچھ غلط ہیں۔

[6] زانکہ: ہر باطل کے ساتھ کچھ نہ کچھ حق ضرور ملا ہوا ہوتا ہے۔ مولانا نے چند مثالیں اس کی بیان فرمائی ہیں۔ قلب: کھوٹے سکّے میں ملاوٹ کے ساتھ کچھ اصل ضرور ہوتی ہے۔ تا نباشد: جھوٹا آدمی بھی جھوٹ میں سچ ملا کر بات کرتا ہے۔

[7] راست: سیدھے۔ اگر کجی کے ساتھ سیدھا پن نہ ہو تو کجی کا کوئی خریدار نہیں بن سکتا۔ زہر: زہر میں اگر شکر نہ ہو تو کوئی دھوکے میں زہر نہیں کھا سکتا ہے۔

پس مگو ایں جملہ دیں ہا باطل اند — باطلاں بر بُوئے حق دامِ دل اند

پس یہ نہ کہہ یہ سب دین باطل ہیں — باطل حق کی خوشبو کی وجہ سے دل کا جال ہیں

پس مگو جملہ خیال ست و ضلال — بے حقیقت نیست در عالم خیال

لہٰذا یہ نہ کہہ کہ سب وہم اور گمراہی ہے — دنیا میں وہم حقیقت کے بغیر نہیں ہوتا ہے

حق شبِ قدر ست در شبہا نہاں — تا کُند جاں ہر شبے را امتحاں

حق، شبِ قدر ہے جو راتوں میں پوشیدہ ہے — تاکہ جان ہر رات کو آزمائے

نے ہمہ شبہا بُوَد قدر اے جواں — نے ہمہ شبہا بُوَد خالی ازاں

اے نوجوان! سب راتیں شبِ قدر نہیں ہیں — نہ سب راتیں اُس سے خالی ہیں

درمیانِ دلق پوشاں یک فقیر — امتحاں کُن وانکہ حق ست آں بگیر

گدڑی پہننے والوں میں کوئی ایک فقیر ہے — آزمالے، جو حق ہے اُس کو اختیار کرے

مومن کیّس مُمیِّز کو کہ تا — باز داند بادشہ را از گدا

سمجھدار مومن تمیز کرنیوالا کہاں ہے؟ تاکہ — شاہ کو گدا سے ممتاز کرلے

گر نہ مَعیوبات[2] باشد در جہاں — تاجراں باشند جملہ اَبلہاں

اگر دنیا میں عیب دار چیزیں نہ ہوں — سب بے وقوف تاجر بن جائیں

پس بُوَد کالہ شناسی سخت سہل — چونکہ عیبے نیست چہ نااہل و اہل

پھر تو سامان کو پہچاننا بہت آسان ہو — جب کوئی عیب نہیں ہے پھر کیا اہل کیا نااہل

ور ہمہ عیب ست دانش سُود نیست — چوں ہمہ چوب ست اینجا عُود نیست

اگر سب عیب ہے تو عقل کا فائدہ نہیں ہے — جب سب لکڑیاں ہیں تو اُس جگہ اگر ہے ہی نہیں

آنکہ گوید جملہ حق ست اَحمقی ست — وانکہ گوید جملہ باطل اُو شقی ست

جو یہ کہتا ہے کہ سب حق ہیں بیوقوفی ہے — جو یہ کہے کہ سب باطل ہیں وہ بدبخت ہے

تاجرانِ انبیاء کردند سُود — تاجرانِ رنگ و بو کور و کبُود

انبیاء کے تاجروں نے فائدہ کمالیا — رنگ و بو کے تاجر، اندھے اور بہرے ہیں

می نماید[3] مار اندر چشم مال — ہر دو چشمِ خویش را نیکو بمال

تیری نگاہ میں سانپ مال نظر آتا ہے — اپنی دونوں آنکھوں کو خوب مل لے

مُنگر اندر غبطۂ ایں بیع و سُود — بنگر اندر خسرِ فرعون و ثمود

اس معاملہ اور فائدہ میں رشک کو پیشِ نظر نہ رکھ — فرعون اور ثمود کے ٹوٹے کو دیکھ لے

---

[1] جملہ دیں ہا۔ یہی حال مذاہب کا ہے کہ اُس میں بھی حق و باطل ملا جلا ہے۔ پس مگو۔ ہر مذہب کی ہر بات کو باطل قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ حق شبِ قدر۔ حق، باطل میں اسی طرح پوشیدہ ہوتا ہے جیسا کہ شبِ قدر دوسری راتوں میں۔ تاکند۔ پوشیدہ رکھنے میں یہ حکمت ہے کہ ہر شب میں اُس کی تلاش جاری رہے۔ درمیانِ دلق۔ معمولی فقراء میں بھی کوئی اللہ کا خاص بندہ ہوتا ہے۔ مومنِ کیّس۔ عقلمند مومن کا کام یہ ہے کہ وہ اُن میں سے اُس کی جستجو کرے۔

[2] گر نہ معیوبات۔ اگر سب سودے بے عیب ہوں تو ہر بیوقوف تاجر بن بیٹھے۔ ور ہمہ۔ اگر سب معیوب ہوں تو عقل بیکار ہے۔ اُس کا کام باقی نہیں رہتا ہے۔ احمقی۔ دن رات کو یکساں سمجھنے والا احمق ہے۔ شقی۔ سب کو باطل کہنا خود رائی پر مبنی ہے جو شقاوت ہے۔ تاجرانِ انبیاء۔ جو لوگ انبیاء کی ہدایت کے ماتحت اَعمالِ حسنہ کا کاروبار کرتے ہیں وہ نفع میں ہیں۔ رنگ و بو یعنی دنیاوی نفع۔

[3] می نماید۔ دنیا دار سانپ یعنی دنیوی فوائد کو مال سمجھتا ہے۔ نیکو بمال۔ تاکہ صحیح نظر آنے لگے۔ منگر۔ دنیاوی نفع نقصان پر غبطہ نہ کر۔ فرعون اور ثمود نے دنیاوی نفع کو نفع سمجھا اُن کا حشر دیکھ لو۔

امتحاں کردن[1] ہر چیزے تا ظاہر شود خیرے و شرّے کہ در ویست

ہر چیز کی آزمائش کرنا تاکہ اُس میں جو بھلائی اور بُرائی ہے وہ ظاہر ہو جائے

اندریں گردوں مکرر کُن نظر — زانکہ حق فرمود ثُمَّ ارْجِعِ بَصَر

اس آسمان پر مکرر نظر ڈال — کیونکہ اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے، پھر نگاہ لوٹا

یک نظر قانع مشو زیں سقفِ نور — بارہا بنگر ببیں ھَلْ مِنْ[2] فُطُوْر

نور کی اِس چھت پر ایک نگاہ پر قانع نہ بن — بار بار دیکھ، دیکھ کوئی شگاف ہے؟

چونکہ گفت ست کاندریں سقفِ نکو — بارہا بنگر جو مردِ عیب جُو

چونکہ اُس نے تجھ سے فرمایا ہے کہ اس اچھی چھت میں — عیب تلاش کرنے والے کی طرح بار بار دیکھ

پس زمینِ تیرہ را دانی کہ چند — دیدن و تمیز باید در پسند

تو تاریک زمین کے بارے میں سمجھ لے کہ کس قدر — دیکھنا اور تمیز کرنا پسندیدگی میں درکار ہے

تا بپالائیم صافاں راز دُرد — چند باید عقل ما را رنج بُرد

تاکہ ہم صاف اخلاق کو تلچھٹ سے صاف کرلیں — ہماری عقل کو کتنی مرتبہ تکلیف اُٹھانی چاہیے؟

امتحانہائے[3] زمستان و خزاں — تابِ تابستاں بہارِ ہمچو جاں

جاڑوں اور خزاں کی آزمائشیں — گرمیوں کی گرمی، جان جیسی بہار

بادہا و ابرہا و برقہا — تا پدید آرد عوارض فرقہا

ہوائیں اور ابر اور بجلیاں (زمین پر یہ ساری آزمائشیں آتی ہیں) — تاکہ یہ عوارض فرقوں کو واضح کر دیں

تا بروں آرد زمینِ خاک رنگ — ہر چہ اندر جیب دارد لعل و سنگ

تاکہ خاکی رنگ کی زمین نکال ڈالے — جو کچھ اُس کی جیب میں لعل اور پتھر ہیں

ہر چہ دُزدیدست ایں خاکِ دژم — از خزانہ حق و دریائے کرم

اس افسردہ خاک نے جو چُرایا ہے — اللہ (تعالیٰ) کے خزانے اور دریائے کرم سے

شحنۂ تقدیر گوید راست گو — آنچہ بُردی شرح دہ اے حیلہ جو

تقدیر کا کوتوال کہتا ہے، سچ بتا دے — اے حیلہ جو! جو کچھ تونے چرایا ہے اسکی تشریح کردے

تا میانِ قہر و لطف آں خفیہا — ظاہر آید ز آتشِ خوف و رجا

تاکہ قہر اور مہر کے درمیان وہ پوشیدہ چیزیں — خوف اور امید کی آگ کی وجہ سے ظاہر ہو جائیں

امتحانات سے گذار کر چھپی چیزوں کا اقرار کرانا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوتوال مجرم سے کبھی نرم اور کبھی سخت برتاؤ کرتا ہے تاکہ وہ اقرار کرے اور راز بتادے۔

---

[1] امتحاں کردن۔ چونکہ دنیا میں نہ خیرِ محض ہے نہ شرِ محض لہٰذا ہر چیز پر غور کرلینا چاہیے حق فرمود۔ قرآن پاک میں ہے ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ پھر بار بار نظر کو لوٹا وہ کھسیانی ہو کر تھکی ماندی تیری طرف واپس ہوگی۔

[2] ھَلْ مِنْ فُطُوْر۔ قرآن پاک میں ہے۔ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِنْ فُطُورٍ نظر کو لوٹا کیا تو کوئی شگاف دیکھتا ہے چونکہ۔ جب اللہ (تعالیٰ) نے آسمان جیسی شفاف چیز پر بار بار نظر کرنے کا حکم دیا ہے تو تاریک زمین پر کتنی بار نظر ڈالنا اسکو پسند ہوگا۔ تا بپالائیم۔ خارجی چیزوں میں غور و فکر کو ظاہر کرنے کے بعد مولانا فرماتے ہیں اپنے اخلاق میں سے اچھے بُرے میں تمیز کرنے کے لئے عقل پر بہت زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے۔

[3] امتحانہائے۔ تکوینیات میں زمین پر یہ مختلف عوارض اس لئے طاری کئے ہیں تاکہ زمین میں مخفی چیزوں میں فرق واضح ہو جائے۔ تا بروں۔ ان ہی آزمائشوں کی وجہ سے زمین لعل و سنگ اُگلتی ہے اور لعل و سنگ کا امتیاز واضح ہو جاتا ہے۔ ہر چہ۔ لعل و سنگ وغیرہ سب زمین نے چھپا رکھے ہیں جو اللہ کے خزانوں کی چیزیں ہیں۔ راست گو۔ یعنی زمین سے یہ امتحانات اقرار کرا لیتے ہیں۔ تلخیاں۔ زمین کو گرم و سرد

آں بہاراں لطفِ شحنۂ کبریست[۱]
موسم بہار اللہ (تعالیٰ) کے کوتوال کی مہر ہے

واں خزاں تخویف و تہدیدِ خداست
اور (موسم) خزاں اللہ تعالیٰ کی دھمکی اور ڈرانا ہے

واں زمستاں چار میخِ معنوی
جاڑا باطنی طریقہ پر چار میخ ہے

تا تو اے دزدِ خفی ظاہر شوی
تاکہ اے چھپے ہوئے چور تو ظاہر ہو جائے

پس مجاہد را زمانے بسطِ دل
تو مجاہدہ کرنے والے کیلئے کسی وقت دل کا انبساط

یک زمانے قبض و درد و غش و غل
کسی وقت انقباض اور درد اور کھوٹ اور کدورت

زانکہ ایں آب و گل کابدانِ ماست
اسلئے ہے کہ ہمارے بدن جو پانی اور مٹی کے ہیں

منکر و دزدِ ضیائے جانہاست
ہماری روحوں کے نور کے منکر اور چور ہیں

حق تعالیٰ گرم و سرد و رنج و درد[۲]
اللہ تعالیٰ گرم اور سرد اور رنج اور درد

بر تنِ ما می نہد اے شیر مرد
اے بہادر! ہمارے جسم پر ڈالتا ہے

خوف و جوع و نقصِ اموال و بدن
خوف اور بھوک اور جان و مال کا گھٹاؤ

جملہ بہرِ نقدِ جاں ظاہر شدن
سب جان کا مال ظاہر ہونے کے لئے ہیں

ایں وعید و وعدہا انگیختست
یہ دھمکی اور وعدے پیدا کئے ہیں

بہر ایں نیک و بدے کامیختست
کیونکہ نیک اور بد کو ملا رکھا ہے

چونکہ حق و باطلے امیختند
چونکہ حق اور باطل کی آمیزش کر دی ہے

نقد و قلب اندر حرمداں ریختند
کھرے اور کھوٹے کو ایک تھیلے میں بھر دیا ہے

پس محک می بایدش بگزیدۂ[۳]
تو ایک منتخب کسوٹی کی ضرورت ہے

در حقائق امتحانہا دیدۂ
جو حقیقتوں میں آزمائی ہوئی ہو

تا شود فاروقِ ایں تزویرہا
تاکہ وہ ان مکاریوں میں فرق کرنے والی بن جائے

تا بُوَد دستورِ ایں تدبیرہا
تاکہ وہ ان تدبیروں کا وزیر اعظم بن جائے

شیر دہ اے مادرِ موسیٰ ورا[۴]
اے موسیٰ کی ماں! اس کو دودھ پلا

واندر آب افگن میندیش از بلا
اور دریا میں ڈال دے، مصیبت کی فکر نہ کر

ہر کہ در روزِ الست آں شیر خورد
جس نے الست کے دن وہ دودھ پی لیا

ہمچو موسیٰؑ شیر را تمییز کرد
اس نے موسیٰؑ کی طرح دودھ کو پہچان لیا

خود بہ بر تو ایں حکایت روشن ست
خود تجھ پر یہ بات واضح ہے

کہ غرض نے ایں حکایت گفتن ست
کہ مقصد کہانی سنانا نہیں ہے

۱ بہاراں۔ زمین پر موسم بہار کا آنا یہ تو کوتوال کی مہر ہے۔ زمستان سے زمین کیلئے جاڑوں کا موسم چار میخ کی سزا ہے۔ چار میخ۔ شکنجہ میں مجرم کے چاروں ہاتھ پیر چار میخوں سے کس دیئے جاتے تھے۔ پس مجاہد۔ مجاہدہ کرنے والے پر جو کبھی بری حالتیں طاری ہوتی ہیں وہ بھی اسی لئے ہیں کہ جسم نے جو بمنزلہ زمین کے ہے روح کا نور چرا رکھا ہے۔
۲ حق تعالیٰ۔ انسانی جسم پر جو قسمت کی جانب سے مختلف سختیاں ہوتی ہیں وہ اسی لئے ہیں کہ اس نے روح کے نقد کو چرا رکھا ہے۔ جوع۔ بھوک۔ نقص اموال۔ مالوں کا نقصان۔ ایں وعید۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنتوں اور نعمتوں کے وعدے اور نیز بد لوگوں جہنم کی وعیدیں بھی اسی لئے ہیں تاکہ اچھے اور برے میں امتیاز ہو جائے۔ حرمداں۔ چمڑے کا تھیلا۔
۳ پس محک۔ مولانا نے اچھے برے میں امتیاز کرنے کی عقل کے علاوہ یہ ترکیب بھی بتائی کہ تجربہ کار شیخ کے ذریعہ اس کام کی تکمیل کی جائے اور اس کو ان تدبیروں کا دستورِ اعظم بنایا جائے۔ خیر وہ۔ شیخ کو پہچاننے کے لئے فطرتِ سلیمہ کی ضرورت ہے۔ سلیم فطرت والا عہد الست سے اس ذوق سے واقف ہے جس کے پاس یہ ذوق ہوگا وہ اس کو فوراً پہچان لے گا۔
۴ حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو دودھ پلا کر اور صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں ڈالنے کا حکم اسی لئے ہوا تھا کہ وہ اپنی ماں کے دودھ کے ذائقہ سے واقف ہو جائیں جب دودھ پلانے والیاں دودھ پلانے آئیں تو ماں کے دودھ کو پہچان لیں۔

گر تو[1] بر تمییزِ طفلت مولعی
اگر تو اپنے بچہ کے تمیز کرنے کی خواہشمند ہے

ایں زماں یا اُمِّ موسیٰؑ ارضِعی
اب اے موسیٰؑ کی ماں! دودھ پلا

تا بہ بیند طعمِ شیرِ مادرش
تاکہ وہ اپنی ماں کے دودھ کا مزا سمجھ لے

تا فرو ناید بہ دایہ بد سرش
تاکہ بری دایہ کے سامنے اُس کا سر نہ جھکے

شرحِ فائدۂ حکایتِ آں شخصِ شتر جوئندہ
اونٹ تلاش کرنیوالے شخص کی حکایت کے فائدہ کی تشریح

اُشترے گم کردۂ اے معتمد
اے معتمد! تو نے اونٹ گم کر دیا ہے

ہر کس از اشتر نشانت می دہد
ہر شخص تجھے اونٹ کی نشانی بتا رہا ہے

تو نمی دانی کہ آں اشتر کجاست
تجھے معلوم نہیں کہ وہ اونٹ کہاں ہے

لیک دانی کایں نشانیہا خطاست
لیکن تو جانتا ہے کہ یہ نشانیاں غلط ہیں

واں کہ اشتر گم نہ کرد[2] اُو از مرے
جس نے اونٹ گم نہیں کیا وہ جھگڑے کے لئے

ہمچو آں گم کردہ جوید اشترے
اونٹ گم کرنیوالے کی طرح اونٹ ڈھونڈتا ہے

کہ بلے من ہم شتر گم کردہ ام
کہ ہاں میں نے بھی اونٹ گم کیا ہے

ہر کہ یابد اجرتش آوردہ ام
جو اُس کو پائے اُس کے لئے میں انعام لایا ہوں

تا در اشتر با تو انبازی کند
تاکہ اونٹ میں تیرے ساتھ شریک ہو جائے

بہرِ طمعِ اشتر ایں بازی کند
اونٹ کے لالچ میں یہ کھیل کھیلتا ہے

او نشانِ کژ[3] نہ بشناسد ز راست
وہ غلط علامت کو صحیح علامت سے جدا نہیں کر سکتا ہے

لیک گفتت آں مقلد را عصاست
لیکن تیری گفتگو اُس مقلد کی لاٹھی ہے

ہر چرا گوئی خطا بود آں نشاں
جس کو تو کہتا ہے یہ علامت غلط ہے

او بتقلیدِ تو می گوید ہماں
وہ تیری تقلید میں وہی کہہ دیتا ہے

چوں نشانِ راست گویند و شبیہ
جب وہ سچی علامت اور ملتی جلتی بتاتے ہیں

پس یقیں گردد ترا لاریب فیہ
تو تجھے یقین آجاتا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے

آں شفائے جانِ رنجورت شود
(وہ علامت) تیری فکرمند جان کی شفا بنجاتی ہے

مظہرِ حسّ چو گنجورت شود
تیرے خزانچی جیسے حس کو ظاہر کرنیوالی بنجاتی ہے

[1] گر تو۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے بچہ میں بھی دودھوں کا امتیاز کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو اُسکو ماں کا دودھ پلادے تاکہ وہ بروقت اور دودھوں سے تیرے دودھ کو ممتاز کرلے اور شیخِ کامل اور شیخِ ناقص کو سمجھ سکے۔ اُشترے گم کردہ۔ تلاشِ حق میں جب انسان نکلتا ہے تو مختلف لوگوں سے اُس کو واسطہ پڑتا ہے بعض صحیح رہنمائی کرتے ہیں اور بعض غلط اگر انسان میں فطرتِ سلیمہ ہے اور اُس میں عہدِ الست کی بو ہے تو وہ اُن لوگوں کی صحیح اور غلط نشاندہی میں امتیاز کر لیتا ہے اور صحیح انسان کی دستگیری کرتا ہے۔

[2] اشتر گم نہ کرد۔ بعض لوگوں میں حقیقی طلب نہیں ہوتی دیکھا دیکھی پیر کے ساتھ لگ جاتے ہیں اور تلاش کے مدعی بن جاتے ہیں اور طالب کے حصہ میں سے حصہ بٹانے کی فکر کرنے لگتے ہیں۔ ایں بازی۔ یعنی بغیر اونٹ کھوئے اونٹ کی تلاش کرنا۔

[3] او نشانِ کژ۔ اگر کوئی شخص کہ اونٹ کی غلط نشاندہی کرتا ہے تو وہ غلط صحیح میں کوئی فرق نہیں کر سکتا ہے محض تمہاری باتوں کو اپنا سہارا بنا کر کسی نشانی کو غلط اور کسی نشانی کو صحیح ظاہر کرتا ہے۔ چوں نشانِ راست۔ جس کا اونٹ حقیقتاً گم ہوا ہو

بتانے والا جب اُس کی صحیح نشانیاں بتاتا ہے تو اُس کو یقین آجاتا ہے اور یہ نشانیاں اُس کی خوشی کا سبب بنجاتی ہیں اور اُس کے بیان کو بلاغِ مبین قرار دیتا ہے اور اُس کو اپنا پیشرو بنا لیتا ہے۔

رنگِ روئے و قوتِ بازو شود
چہرے کی رونق اور بازو کی طاقت ہوجاتی ہے

غلق[1] و خلقِ یکتوات صد تو شود
تیرا اکہرا جسم اور اخلاق سو گنا ہوجاتا ہے

چشمِ تو روشن شود پایت دواں
تیری آنکھ روشن ہوجاتی ہے تیرے پیر دوڑنے لگتے ہیں

جسمِ تو جاں گردد و جانت رواں
تیرا جسم روح (حیوانی) بنجاتا ہے اور تیری معنی حیاتی بنجا

پس بگوئی راست گفتی اے امین
پس تو کہتا ہے اے امانت دار! تونے سچ کہا

ایں نشانی ہا بلاغ آمد مبین
یہ علامتیں واضح پیغام ہیں

فِیهِ آیَاتٌ ثِقَاتٌ بَیِّنَاتٌ
اس میں روشن، معتبر علامتیں ہیں

ایں براتے باشد و قدر و نجات
یہ دستاویز ہیں اور (قابل) قدر ہیں اور ذریعۂ نجات ہیں

ایں نشاں چوں داد گوئی پیش رو
جب اس نے یہ علامت بتادی تو کہیگا آگے چل

وقتِ آہنگ ست پیش آہنگ شو
اب چلنے کا وقت ہے آگے آگے چل

پیروی تو کنم اے راست گو
اے سچے! میں تیرے پیچھے چلوں گا

بوئے بُردی زاشترم بنما کہ کو
تونے میرے اونٹ کا سراغ پایا، دکھا وہ کہاں ہے؟

پیشِ[2] آں کس کہ نہ صاحب اشتریست
اُس شخص کے لئے جو اونٹ کا مالک نہیں ہے

کو دریں جستِ شتر بہرِ مریست
جو اونٹ کی تلاش میں مقابلہ کے لئے (لگا) ہے

زیں نشانِ راست نفزودش یقیں
اس سچی علامت نے اُسکے یقین میں اضافہ نہیں کیا

جز زعکسِ ناقہ جوئے راستیں
دکھاوے طور پر اونٹ تلاش کرنے والے کی نقل کے سوا

بوئے[3] بُرد از جدّ و گرمیہائے او
اُس کی کوشش اور اُس کی سرگرمیوں سے اسکو پتہ لگا

کہ گزافہ نیست ایں ہیہائے او
کہ اُس کا شور و غل خواہ مخواہ نہیں ہے

اندریں اشتر نبودش حق ولے
اس اونٹ میں اُس کا کوئی حق نہ تھا لیکن

اشترے گم کردہ است او ہم بلے
اُس نے بھی ایک اونٹ ضرور کھویا ہے

طمعِ ناقہ غیر روپوشش شدہ
دوسرے کے اونٹ کا لالچ اُسکے جھوٹ کا پردہ بنگیا

آنچہ زو گم شد فراموشش شدہ
جو اُس کا کھو گیا ہے اسکو اس نے بھلا دیا ہے

ہر کجا او می دود ایں ہم دود
جدھر وہ بھاگتا ہے یہ بھی بھاگتا ہے

از طمع ہمدردِ صاحب می شود
لالچ سے مالک کا ہمدرد بنتا ہے

کاذبے با صادقے چوں شد رواں
ایک جھوٹا جب سچے کے ساتھ روانہ ہوتا ہے

آں دروغش راستی شد ناگہاں
اُس کا وہ جھوٹ خواہ مخواہ سچ ہوجاتا ہے

---

[1] غلق و خلق۔ یعنی اُس کی جسمانی اور روحانی طاقت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ راست گفتی۔ حقیقی طالب صحیح علامتیں بتانیوالے سے کہتا ہے۔ بلاغِ مبین۔ واضح پیام۔ برات۔ شاہی حکم، دستاویز۔ ایں نشاں۔ تونے جبکہ صحیح علامتیں بتادی ہیں تو اب میرے ساتھ چل کر اُس کو پکڑوادے۔

[2] پیشِ آں کس۔ جو اُس گمشدہ اونٹ کا مالک نہیں اور محض مقابلہ کیلئے تلاش کا مدعی بن گیا ہے اُسکے لئے صحیح علامتیں بھی کوئی معنی نہیں رکھتی ہیں۔ جز زعکس۔ یہ مدعی تو حقیقی طالب کی نقلیں اُتار رہا ہے۔

[3] بوئے برد۔ اس نقال کو طالب کی خوشی سے یہ محسوس ہوا کہ یہ حقیقی طالب تھا۔ اندریں اشتر۔ حقیقی طالب کا جو اونٹ تھا اُس نقال کا اُس میں کوئی حصہ نہ تھا لیکن اس کا اونٹ بھی گم ہوا تھا۔ اُس اونٹ کے لالچ میں اُس نے اُس کو فراموش کر رکھا تھا۔ کاذبے۔ صحیح طالبوں کے ساتھ جب نقال لگتا ہے تو بسا اوقات اُس کو اپنی گمشدہ چیز بھی یاد آجاتی ہے اور وہ اُس کو حاصل کرلیتا ہے۔

اندراں[۱] صحرا کہ آں اشتر شتافت | اشتر خود نیز آں دیگر بیافت

جس جنگل میں وہ اونٹ بھاگا | اُس دوسرے نے اپنا اونٹ بھی پالیا

چوں بدیدش یاد آورد آنِ خویش | بے طمع شد ز اشترِ آں یار بیش

جب اُسنے اُس کو دیکھا تو اپنا اونٹ یاد آگیا | (اور) اُس دوست کے اونٹ سے بہت بے طمع ہوگیا

آں مقلِد شد محقق چوں بدید | اشتر خود را کہ آنجا می چرید

وہ مقلد مُحقق بن گیا جب اُس نے دیکھا | اپنے اونٹ کو کہ اِس جگہ چر رہا ہے

او طلبگارِ شتر آں لحظہ گشت | می بجُستش تا ندید او را بدشت

وہ اُسی لمحہ اونٹ کا طلبگار بن گیا | جب تک اُسکو جنگل میں نہ دیکھا تھا اُسکی جستجو میں تھا

بعد ازاں تنہا روی آغاز کرد | چشم سوئے ناقۂ خود باز کرد

اُس کے بعد اُس نے تنہا روی شروع کردی | اپنی اونٹنی کو نصب العین بنالیا

گفت[۲] آں صادق مرا بگذاشتی | تا بہ اکنوں پاسِ من می داشتی

سچے نے اُس سے کہا تونے مجھے چھوڑ دیا | اب تک تو میرا ساتھ دے رہا تھا

گفت تا اکنوں فسوسی بودہ ام | وز طمع در چاپلوسی بودہ ام

اُس نے کہا اب تک میں بناوٹی تھا | لالچ سے خوشامد میں لگا تھا

ایں زماں ہمدردِ تو گشتم کہ من | در طلب از تو جدا گشتم بہ فن

اب میں تیرا ہمدرد ہوں کیونکہ میں | طلب میں مصلحتاً تجھ سے جدا ہوا ہوں

از تو می دُزدیدمے وصفِ شتر | جانِ من دید آنِ خود شد چشم پُر

میں تجھ سے اونٹ کے اوصاف چھپاتا تھا | میں نے مطلوب پالیا میں سیر چشم ہوگیا

تا نیابیدم[۳] نہ بودم طالبش | مِس کنوں مغلوب شد زر غالبش

جب تک میں نے اُسکو نہ پایا تھا میں اُسکا طلبگار نہ تھا | تانبا اب مغلوب ہوگیا اُس پر سونا غالب آگیا

سیئاتم شد ہمہ طاعات شُکر | ہزل شُد فانی و جد اثبات شُکر

خدا کا شکر ہے میری بُرائیاں سب بھلائیاں بن گئیں | شکر ہے، مذاق ختم ہوگیا اور سنجیدگی آگئی

سیئاتم چوں وسیلت شد بحق | پس مزن بر سیئاتم ہیچ دق

میری بُرائیاں چونکہ حق کا وسیلہ بن گئیں | تو میری بُرائیوں پر اعتراض نہ کر

مر ترا صدقِ تو طالب کردہ بود | مر مرا جد و طلب صدقے کشود

تجھے تیری سچائی نے طلبگار بنایا تھا | میرے لئے کوشش اور طلب نے سچائی واضح کردی

---

۱ اندراں صحرا۔ طالب حقیقی کو جس جگہ مطلوب ملا اُس نقال کو بھی اُسکا فراموش شدہ مطلب مل گیا چوں بدیدش۔ نقال میں اب اخلاص پیدا ہوگیا۔ اور اپنی گم شدہ چیز کے حصول کے درپے ہوگیا۔ آں لحظہ۔ طالبِ حقیقی تو فطری صلاحیت کی بنا پر کامیاب ہوا اور یہ اُس کی کامیابی کو دیکھ کر راہ پر لگا۔ بعد ازاں۔ پہلے اُس کی نقلی طلب تھی اب حقیقی طلب ہوگئی۔

۲ گفت۔ اب یہ نقلی بھی حقیقی طالب بنکر اپنے راستہ پر لگ گیا۔ فسوس۔ استہزا، مذاق، بناوٹ۔ وز طمع۔ یعنی تیرے اونٹ کے لالچ سے ہمدرد تھا۔ اب میں حقیقی معنی میں پیر بھائی اور ہمدرد ہوں۔ جانِ من۔ جب میں نے اپنے حقیقی مطلوب کو سمجھ لیا تو تمہاری چیز سے اِستغنا پیدا ہوگیا۔

۳ تانیابیدم۔ جب تک مجھے اپنا مطلوب نظر نہ آیا تھا میں اُس کا حقیقی طالب نہ بنا تھا اب نقلی طلب ختم ہوگئی ہے اور حقیقی طلب غالب آگئی ہے۔ سیئاتم۔ میری نقالی جو ایک برائی تھی بھلائی میں تبدیل ہوگئی اور حقیقی طالب بن گیا ہوں۔ مر ترا۔ تیری حقیقی طلب نے تجھے طالب بنایا تھا۔ میری نقالی نے مجھے حقیقی طلب تک پہنچا دیا۔

صدقِ[1] تو آورد در جستن مرا
تیری سچائی نے مجھے جستجو میں مبتلا کیا
جستنم آورد در صدقے مرا
میری جستجو نے مجھے سچائی میں پہنچا دیا

تخمِ دولت در زمیں می کاشتم
میں نے نصیبے کا بیج زمین میں بویا تھا
سخرہ و بیکار می پنداشتم
(جس کو) میں مذاق اور بیکار سمجھ رہا تھا

آں نہ بُد بیکار کسبے بُد درست
وہ بیکار نہ تھا صحیح محنت تھی
ہر یکے دانہ کہ کِشتم صد بَرُست
میں نے جو ایک دانہ بویا سَو اُگے

دُزد سُوئے خانہ شد زیر دست
چور چُھپ کر ایک گھر میں گیا
چوں در آمد دید کاں خانہ خودست
جب اندر پہنچا، دیکھا کہ وہ اسی کا گھر ہے

گرم[2] باش اے سَرد تا گرمی رسد
اے افسردہ! سَرگرم بن تاکہ جذبہ حاصل ہو
با درشتی ساز تا نرمی رسد
سختی جھیل، تاکہ راحت ملے

آں دو اُشتر نیست آں یک اُشتر ست
وہ دو اونٹ نہیں ہیں، ایک اونٹ ہے
تنگ آمد لفظ معنیٰ بس پُر ست
الفاظ تنگ ہیں، معنیٰ بہت زیادہ ہیں

لفظ در معنیٰ ہمیشہ نارساں
لفظ معنیٰ (کی ادائگی) میں ہمیشہ کوتاہ ہیں
زاں پیمبر گفت قَدْ کَلَّ اللِّسَانْ
اسی لئے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا زبان عاجز آگئی

نطق اُصطرلاب باشد در حساب
حساب کرنے میں نطق، اصطرلاب ہیں
چہ قدر داند ز چرخ و آفتاب
وہ آسمان اور سورج کا اندازہ کیا جانے

خاصہ[3] چرخے کایں فلک زو پرہ ایست
خصوصًا وہ آسمان کہ یہ آسمان اسکا ایک تنکا ہو
آفتاب از آفتابش ذرہ ایست
(یہ) سورج اُس (الملک) کے سورج کا ایک ذرّہ ہو

در بیان آنکہ در ہر نفسے فتنۂ مسجدِ ضرار ست

اِس بیان میں کہ ہر ایک نفس میں مسجدِ ضرار کا فتنہ (موجود) ہے

چوں پدید آمد کہ آں مسجد نبود
جب ظاہر ہوگیا کہ وہ مسجد نہ تھی
خانۂ حیلت بُد و دامِ جہود
مکاری کا گھر اور یہودیوں کا جال تھا

---

[3] خاصہ۔ چونکہ نطق اور لفظ بمنزلہ اصطرلاب کے ہیں اور وہ آسمان کے جملہ حقائق کو نہیں بتا سکتا ہے تو اسی طرح الفاظ عالمِ غیب کے اس آسمان اور سورج کی حقیقت واضح نہیں کر سکتے ہیں جس کے بالمقابل یہ آسمان اور سورج بے حقیقت ہیں۔ چوں۔ جب یہ بات کھل گئی کہ مسجدِ ضرار حقیقتاً مسجد نہیں ہے بلکہ یہود کا ایک جال اور دھوکا ہے تو آنحضورؐ نے اس کو گروا کر کوڑی میں تبدیل کرا دیا۔

[1] صدق۔ تیری سچائی طلب نے مجھے جستجو میں لگا یا میری نقلی جستجو نے مجھے طلب صادق بنا دیا۔ تخم دولت۔ طلب اور جستجو تو تھی لیکن نقلی کی وجہ سے بیکار تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل نے اسکو کارآمد بنا دیا اور اسکے بہترین نتائج سامنے آگئے۔ زیر دست۔ مغلوب، مخفی، غلط کار بھی بسا اوقات صحیح مقصد حاصل کر لیتا ہے، ریاکاری کے بعد خلوص حاصل ہو جاتا ہے۔

[2] گرم باش۔ انسان کو جدوجہد کرنی چاہیئے اور مشقت برداشت کرنے چاہئیں تب راحت ملے گی۔ آں دو اشتر۔ تمنّی اور طالب کیلئے دو اونٹ بتائے گئے تھے۔ یہ تعبیر لفظوں کی کوتاہی تھی ورنہ دراصل ایک ہی اونٹ تھا یعنی آخر میں دونوں واصل بحق ہوئے اور ذات حق واحد ہے۔ قَدْ کَلَّ اللِّسان۔ کسی بزرگ کا مقولہ ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ کَلَّ لِسَانُہٗ۔ جس نے اپنے خدا کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہوگئی یعنی ذات و اوصاف کے بیان کرنے سے الفاظ عاجز ہیں۔ اُصطرلاب۔ وہ آلہ ہے آسمانوں اور ستاروں کے فاصلے ناپے جاتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ آلہ آسمان کے تمام احوال اور آسمان و سورج کے تمام حقائق نہیں بتا سکتا ہے۔ اسی طرح الفاظ کا حال ہے۔

پس نبی فرمود کانرا بر کنند — مطرحِ خاشاک و خاکستر کنند

تو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اُسکو اُکھاڑ دیں — کوڑے اور مٹی کی کوڑی بنا دیں

صاحبِ[1] مسجد چو مسجد قلب بُود — دانہہا بر دام ریزی نیست جود

مسجد والا مسجد کی طرح اُلٹا تھا — تو جال پر دانہ ڈالے، سخاوت نہیں ہے

گوشت کاندر شستِ تو ماہی رباست — آنچناں لقمہ نہ بخشش نہ سخاست

وہ گوشت جو تیرے کانٹے میں مچھلی کو اُچکنے والا ہے — ایسا لقمہ نہ بخشش ہے نہ سخاوت ہے

مسجدِ اہلِ قبا کاں مُدِ[2] جماد — آنچہ کفوِ آں نہ بُد راہش نہ داد

قبا والوں کی مسجد جو پتھر کی تھی — جو (مسجد) اسکے ہم جنس نہ تھی اُسنے اسکو راستہ نہ دیا

در جمادات این چنیں حیفے نہ رفت — زد دراں ناکفو میرِ داد نفت

جمادات میں (بھی)، ایسا ظلم چالو نہ ہوا — اس غیر جنس میں حاکمِ اعلیٰ نے تیل چھڑکوا دیا

پس حقائق را کہ اصلِ اصلہاست — داں کہ آنجا فرقہا و فصلہاست

تو وہ حقائق جو اصلوں کی اصل ہیں — سمجھ لے اُن میں بہت سے فرق اور امتیازات ہیں

نے حیاتش[3] چوں حیاتِ او بُود — نے مماتش چوں مماتِ او بُود

نہ اُس (مفضول) کی زندگی اس (فاضل) جیسی ہوگی — نہ اُس (مفضول) کی موت اس (فاضل) کی موت کی

گورِ او ہرگز چو گورِ او مداں — خود چہ گویم حالِ فرقِ آنجہاں

اُس (مفضول) کی قبر کو اُس (فاضل) کی قبر کی طرح نہ سمجھ — اب میں اُس عالم (آخرت) کے فرق کی حالت کیا بتاؤں؟

بر محک زن کارِ خود اے مردِ کار — تا نسازی مسجدِ اہلِ ضرار

اے معروفِ عمل! اپنے عمل کو کسوٹی پر پرکھ لے — کہیں تو اہلِ ضرار کی مسجد بنا لے

بس براں مسجد کناں تسخر زدی — چوں نظر کردی تو خود زانسان بدی

تو نے اُس مسجد کے بنانے والوں کی بہت مذاق اڑائی — جب تو نے غور کیا تو خود ویسا تھا

حکایت ہندو کہ با یارانِ خود جنگ می کرد کہ بدکارید

اُس ہندوستانی کا قصہ جو اپنے ساتھیوں سے لڑ رہا تھا کہ تم بدکار ہو

و خبر نداشت کہ خود نیز بداں مبتلاست

اور اُس کو خبر نہ تھی کہ خود اُس بُرائی میں مبتلا ہے

[1] صاحبِ مسجد۔ یعنی ابو عامر راہب جس کے لفظی معنی ہیں آباد کنندہ۔ قلب بود۔ وہ کعبہ کنندہ نہ تھا بلکہ اُس کا تباہ کنندہ تھا لہٰذا وہ برعکس نام نہند زنگی کافور کا مصداق تھا۔ گوشت۔ صورت پر حکم نہیں لگتا بلکہ حقیقت پر حکم لگتا ہے۔ ابو عامر کی صورت تعمیر کی تھی لیکن حقیقتاً تخریب تھی۔ کانٹے میں مچھلی کی خوراک کی صورت لقمہ کی ہے لیکن حقیقت نہیں ہے لہٰذا اُس کو بخشش اور سخاوت نہیں کہا جا سکتا ہے۔

[2] مُدِ جماد۔ مسجدِ قبا پتھر کی بنی ہوئی تھی جس میں احساس نہیں ہوتا ہے لیکن اُس نے بھی غیر جنس یعنی مسجدِ ضرار کو گوارا نہ کیا۔ حیفے۔ ظلم، یعنی مسجدِ ضرار مسجدِ قبا کے برابر کر دیا جائے۔ نفت۔ آگ پکڑنے والا مادہ ہے۔ حقائق۔ یعنی جس طرح مسجد اور مسجد میں فرق ہے اسی طرح حقائقِ انسانیہ جو تمام حقائق کی اصل اور جڑ ہیں انمیں بہت فرق ہیں ایک انسان اور دوسرے انسان میں بہت بڑا فرق اور فصل ہے۔

[3] نے حیات۔ افضل اور مفضول کی نہ زندگی یکساں ہے نہ موت دنیا میں۔ دونوں کی قبروں میں بھی بہت بڑا فرق ہے آخرت میں جو فرق ہوگا اس کا تو بیان ہی کیا ہو سکتا ہے۔ بر محک۔ انسان کو اپنے اعمال کو محک پر رکھنا چاہئے کہیں ان میں چھپا ہوا حسد اور ریاکاری کارفرما نہ ہو اور اُس کے عمل کی صورت مسجدِ ضرار کی سی صورت نہ ہو۔ بسا اوقات انسان دوسروں کے انہی عیوب کی مذاق اُڑاتا ہے جو اُس میں خود چھپے ہوئے ہیں۔ اسی مضمون کو مولانا نے اس حکایت سے واضح فرمایا ہے۔

چار ہندو[1] در یکے مسجد شدند | بہرِ طاعت راکع و ساجد شدند
چار ہندوستانی ایک مسجد میں پہنچے | عبادت کے لئے رکوع اور سجدے میں گئے

ہر یکے بر نیتے تکبیر کرد | در نماز آمد بہ مسکینی و درد
ہر ایک نے ایک نیت کرکے تکبیر کہی | مسکینی اور درد کے ساتھ نماز میں لگ گیا

مؤذن آمد زاں یکے لفظے بجست | کاے مؤذن بانگ کردی وقت ہست
مؤذن آیا، انہیں سے ایک کی زبان سے یہ نکلا | اے مؤذن! تونے اذان دیدی؟ وقت ہوگیا؟

گفت[2] آں ہندوے دیگر از نیاز | ہے سخن گفتی و باطل شد نماز
دوسرے ہندوستانی نے لجاجت سے کہا | ہائے! تونے بات کرلی اور نماز ٹوٹ گئی

آں سوم گفت آں دوم را اے عمو | چہ زنی طعنہ باُو خود را بگو
تیسرے نے دوسرے سے کہا، اے چچا! | اُس کو کیا طعنہ دیتا ہے، خود کو دے

آں چہارم گفت حمد اللہ کہ من | در نیفتادم بچہ چوں ایں سہ تن
چوتھا بولا، خدا کا شکر ہے کہ میں | ان تینوں کی طرح میں کنویں میں نہیں گرا

پس نمازِ ہر چہاراں شد تباہ | عیب جویاں بیشتر گم کردہ راہ
تو چاروں کی نماز برباد ہوئی | عیب جو زیادہ گمراہ ہوئے

اے خنک جانے کہ عیبِ خویش دید | ہر کہ عیبے گفت آں بر خود گزید
قابلِ مبارکباد ہے وہ شخص جو اپنا عیب دیکھے | جو کوئی عیب بتائے، اپنے لئے تسلیم کرے

زانکہ[3] نیمے اُو زعیبستاں بُدست | واں دگر ازوے زغیبستاں بُدست
کیونکہ اس کا آدھا، عیبوں کی دنیا کا ہے | دوسرا (آدھا) عالمِ غیب کا ہے

چونکہ بر سر مر ترا صد ریش ہست | مرہمش بر خویش باید کار بست
چونکہ تیرے سر پر تو زخم ہیں | ان کا مرہم اپنے اوپر لگانا چاہیئے

عیب کردن ریش را داروے اوست | چوں شکستہ گشت جائے ارحمواست
زخم کو بُرا سمجھنا ہی، اُس کا علاج ہے | جب خاکسار بن گیا اِرحَموا کا محل ہے

گر ہماں عیبت نبود ایمن مباش | بُو کہ آں عیب از تو گردد نیز فاش
اگر وہ عیب تجھ میں نہیں ہے تو بھی، مطمئن نہ ہو | ہوسکتا ہے کہ وہ عیب تجھ میں ظاہر ہوجائے

---

[1] ہندو یعنی ہندوستانی مسلمان۔ طاعت یعنی نماز۔ تکبیر یعنی تکبیرِ تحریمہ۔ مؤذن یعنی مؤذن آیا تو نماز کی حالت میں اس سے باتیں کرنے لگا۔ وقت ہست یعنی اذان کا وقت ہوگیا ہے۔

[2] گفت آں۔ دوسرے نمازی نے نماز کی حالت میں پہلے نمازی سے کہا تونے نماز میں بات کرلی تیری نماز ٹوٹ گئی۔ سوم۔ تیسرے نے نماز کی حالت میں دوسرے سے کہا تو پہلے کو کیا طعنہ دیتا ہے تیری نماز خود ٹوٹ گئی۔ چہارم۔ چوتھا نماز کی حالت میں بولا خدا کا شکر ہے میں نے ان تینوں کی طرح اپنی نماز خراب نہیں کی۔ پس۔ ان چاروں میں سے ہر ایک دوسرے کا عیب ظاہر کر رہا تھا حالانکہ وہی عیب خود اس میں موجود تھا۔ اے خنک۔ وہ شخص قابلِ مبارکباد ہے جو دوسرے کی عیب جوئی نہ کرے اور اپنے عیب کو تسلیم کرے۔

[3] زانکہ نیمے۔ انسان کا آدھا حصہ جسم ہے اور آدھا حصہ روح ہے۔ جسم عالمِ خلق کی چیز ہے جو مفاسد سے پُر ہے لہٰذا ہر انسان کا عیب دار ہونا ممکن ہے لہٰذا اس کو اپنا عیب تسلیم کرلینا چاہیئے۔ چونکہ ہر انسان میں جب عیوب موجود ہیں تو اپنے عیوب کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیئے۔ عیب کردن ریش۔ اگر انسان اپنے زخم کو بُرا سمجھتا ہے تو ضرور اسکے معالجہ میں لگے گا۔ اپنے عیب کو تسلیم کرنا، انکساری اختیار کرنا ہے جو رحمت کا سبب اور مقام ہے۔ اِرحَموا۔ تم رحم کرو یعنی منکسر انسان پر خدا نے رحم کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ گر ہماں۔ جو عیب تو دوسرے میں بتا رہا ہے اگر وہ تجھ میں نہیں ہے تو بھی تو اس عیب کے بارے میں مطمئن نہ ہو خدا عیب تجھ میں

عیب پیدا کردیتا ہے

لَا تَخَافُوا[1] از خدا نشنیدهٔ
تونے خدا سے "نہ ڈرو" نہیں سنا ہے

پس چہ خود را ایمن و خوش دیدهٔ
تو اپنے آپ کو مطمئن اور بھلا کیوں سمجھتا ہے؟

سالہا ابلیس نیکونام زیست
شیطان سالہا سال نیکنامی سے جیا

گشت رسوا بیں کہ اُو را نام چیست
(پھر) رسوا ہوا، دیکھ اُس کا کیا نام ہے؟

در جہاں معروف بُد عُلیائے اُو
جہاں میں اُس کی بلندی مشہور تھی

گشت معروفی بعکس اے وائے اُو
(آخر) شہرت برعکس ہو گئی اُس پر افسوس ہے

تا نہٖ ایمن تو معروفی مجو
جب تک تو مطمئن نہ ہو، شہرت نہ چاہ

پاک شو از خوف پس از امن گو
پہلے خوف سے پاک ہو جا، پھر امن کی بات کر

تا نروید[2] ریشِ تو اے خوش ذقن
اے خوبصورت تھوڑی والے! جبتک ڈاڑھی نکل آئے

بر دگر سادہ زنخ طعنہ مزن
دوسرے صاف تھوڑی والے کو طعنہ نہ دے

ایں نگر کہ مبتلا شد جانِ اُو
یہ غور کر کہ اُس کی جان مبتلا ہوئی

در چہے افتاد تا شد پندِ تو
وہ کنوئیں میں گرا یہاں تک کہ تیرے لئے باعثِ نصیحت بنا

تو نیفتادی کہ باشی پندِ اُو
تو نہ گرا کہ اُس کے لئے باعثِ نصیحت ہوتا

زہر اُو نوشیدہ تو خور قندِ اُو
اُس نے زہر پیا ہے تو اُس کی شکر کھا

قصد کردنِ غزان[3] بکشتنِ یک مردے تا آں مردِ دیگر بترسد

غزوں کا ایک شخص کو قتل کرنے کا ارادہ کرنا تاکہ دوسرا ڈر جائے

آں غزانِ ترکِ خونریز آمدند
خونریز ترک غز آئے

بہرِ یغما بر دہے ناگہ زدند
لوٹ کے لئے اُنھوں نے اچانک ایک گاؤں پر حملہ کر دیا

دو کس از اعیانِ آں دہ یافتند
اُس شہر کے دو بڑے شخصوں کو اُنھوں نے پکڑ لیا

در ہلاکِ آں یکے بشتافتند
اُن میں سے ایک کو قتل کرنے کیلئے دوڑ پڑے

دست بستندش کہ قربانش کنند
اُس کے ہاتھ باندھ دیئے تاکہ اسکو ذبح کریں

گفت اے شاہان و ارکانِ بلند
اُس نے کہا اے شاہو اور بلند شخصیتو!

در چہِ مرگم چرا می افگنید
مجھے موت کے کنوئیں میں کیوں گراتے ہو؟

از چہ آخر تشنۂ خونِ منید
آخر میرے خون کے پیاسے کیوں ہو؟

چیست حکمت چہ غرض در کشتنم
میرے قتل کرنے میں کیا حکمت کیا غرض ہے؟

چوں چنیں درویشم و عریاں تنم
جبکہ میں مفلس اور ننگا ہوں

---

[1] لَا تَخَافُوا ۔ کامل مومن کے لئے قرآن میں لَا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا "مت ڈرو نہ خوف کھاؤ" کی بشارت ہے لیکن وہ کامل مومن کے لئے ہے تونے تو اپنے لئے نہیں سنی تو کیوں مطمئن بنتا ہے۔ سالہا شیطان معلم الملکوت تھا پھر ابلیس بنا تو انسان کو اپنے بارے میں مطمئن نہ ہونا چاہیئے دوسروں کی عیب جوئی نہ کیجائے اپنے عیب کی نگرانی چاہیئے بعکس یعنی ذلت ۔ تا نہ ۔ زندگی میں تو نہ امن حاصل ہوگا نہ خوف سے رہائی ہوگی۔

[2] تا نروید ۔ بے ریش ہونا مردانگی کا عیب ہے تو جب تک اپنا عیب زائل نہ کر لے دوسرے کو طعنہ نہ دو ہاں مگر دوسرے کے عیب سے تم عبرت حاصل کرو۔ تو نیفتادی ۔ خدا کا شکر کر تو اسکے لئے باعثِ عبرت نہ بنا۔ زہر اُو نوشید یعنی وہ مبتلا ہے ۔ قندِ اُو یعنی تو عبرت حاصل کر۔

[3] غزان ۔ غُز، ترکوں کی ایک قوم تھی جس کا پیشہ غارتگری تھا۔ یغما ۔ لوٹ ۔ دو کس یعنی اُس گاؤں کے دو بڑے آدمی پکڑ لئے ۔ چیست ۔ جبکہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے تو مجھے قتل کرنے سے کیا فائدہ ہے۔

گفت تا ہیبت بریں یارت زند — تا بترسد او و زر پیدا کند

اُس نے کہا تاکہ تیرے اِس دوست پر ہیبت طاری ہو جائے — تاکہ وہ ڈرے اور روپیہ بتا دے

گفت آخر او ز من مسکیں تر ست — گفت قاصد کردہ ست آں او زر ست

اُس نے کہا وہ تو مجھ سے بھی زیادہ مسکین ہے — اسنے کہا کہ قصداً (ایسا) کر رکھا ہے (ورنہ) وہ مالدار ہے

گفت چوں وہم ست ما ہر دو یکیم — در مقامِ احتمال و در شکیم

اسنے کہا جبکہ یہ وہم ہے تو ہم دونوں یکساں ہیں — دونوں احتمال کی جگہ اور مشکوک ہیں

خود ورا بکشید اول اے شہاں — تا بترسم من دہم زر رانشاں

اے شاہو! پہلے اُس کو قتل کر دو — تاکہ میں ڈروں اور روپے کا پتہ بتا دوں

پس کرمہائے الٰہی بیں کہ ما — آمدیم آخر زماں در انتہا

تو خدا کا کرم دیکھ کہ ہم — آخری زمانے میں خاتمہ پر آئے

آخرین قرنہا پیش از قرون — در حدیث ست آخرون السابقون

آخری زمانے والے پہلے زمانہ والوں سے پہلے ہیں — حدیث میں ہے (ہم) آخر میں ہیں، پہلے ہیں

تا ہلاکِ قومِ نوحؑ و قومِ ہودؑ — عارضِ رحمت بجانِ ما نمود

یہاں تک کہ قومِ نوحؑ اور قومِ ہودؑ (عاد) کی ہلاکت نے — رحمت کا بادل ہمیں دکھا دیا

کشت ایشاں را کہ تا ترسیم ازو — ور خود ایں برعکس کردے وائے تو

اُن کو برباد کیا تاکہ ہم اس سے ڈریں — اگر وہ اسکے بالعکس کرتا، تیری تباہی تھی

در بیانِ حالِ خود پرستاں و ناشکراں در نعمتِ وجودِ انبیاء و اولیاء

اُن لوگوں کی حالت کا بیان جو انبیاء اور اولیاء کے وجود کی نعمت کے ناشکرے اور خود پرست ہیں

ہر چہ ز ایشاں گفت از عیب و گناہ — وز دلِ چوں سنگ و زجانِ سیاہ

اُن کے عیب اور گناہوں کا جو کچھ (اللہ نے) ذکر فرمایا — اور اُن کے پتھر جیسے دل اور سیاہ باطن کا

وز سبکداریِ فرمانہائے او — وز فراغت از غمِ فردائے او

اور اُس (اللہ تعالیٰ) کے احکام کی بے وقعتی کا — اور اپنی قیامت کے غم سے بے فکری کا

وز ہوس وز عشقِ ایں دنیائے دوں — چوں زناں مر نفس را بودن زبوں

اور کمینی دنیا کے عشق اور ہوس کا — اور عورتوں کی طرح نفس کے فرمانبردار ہونیکا

اور اُس کی خبر "از وعبرت نگرفتی" محذوف ہے۔ سبکداری۔ بے وقعتی۔ فردا۔ یعنی قیامت کی فکر سے لاپروائی۔ چوں زناں۔ عورتیں اپنے نفس سے بہت مغلوب ہوتی ہیں۔

۱ گفت۔ اُس ترک نے کہا تجھے اس لئے قتل کرتا ہوں تاکہ دوسرا مجھ سے عبرت حاصل کرے اور اپنی نقدی نکالدے۔ قاصد۔ یعنی اُس نے قصداً اپنے آپ کو مفلس بنا رکھا ہے ورنہ وہ مالدار ہے۔ چونکہ وہم۔ یعنی اُس کی مالداری کا وہم ہے یقین تو نہیں ہے۔ یہ وہم مجھ پر بھی ہو سکتا ہے لہٰذا اُس معاملہ میں ہم دونوں یکساں ہیں لہٰذا اُس کو قتل کر، تاکہ میں عبرت حاصل کر لوں۔

۲ پس۔ جب اس قصہ سے بھی یہ ثابت ہو گیا کہ وہ خوش نصیب ہے جو دوسرے سے عبرت حاصل کرے تو یہ اللہ کا کرم ہے کہ اُمتِ محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے تمام اُمتوں کے بعد پیدا کیا تاکہ وہ پہلی اُمتوں کے زمانوں سے عبرت حاصل کریں اور زیادہ نیکیاں کر سکیں۔ چنانچہ حدیث شریف ہے نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یعنی ہم دنیا میں سب اُمتوں سے بعد میں پیدا ہوئے لیکن قیامت میں ہمیں سب پر سبقت حاصل ہوگی۔ تا ہلاک۔ یعنی پہلی قوموں سے عبرت حاصل کرنا ہمارے لئے رحمت بن گیا۔ عارض۔ بادل۔ یعنی ان کے لئے بادل بصورتِ عذاب نمودار ہوا اور ہم پر ابرِ رحمت بنا۔ برعکس۔ یعنی ہمیں اُن کے لئے باعثِ عبرت بنا دیتا۔

۳ ہر چہ یہاں سے چھٹے شعر سرِ چشماں الخ تک مبتدا ہے

واں فرار از نکتہائے ناصحاں
اور نصیحت کرنیوالوں کے نکتوں سے بھاگنے کا

واں رمیدن از لقائے صالحاں
اور نیکوں کی ملاقات سے گریز کرنے کا

بادل و با اہلِ[1] دل بیگانگی
دل اور اہلِ دل سے اجنبیت کا

باشہاں تزویر و روبہ شانگی
اور بادشاہوں کے ساتھ مکاری اور چالاکیوں کا

سیر چشماں را گدا پنداشتن
اہلِ قناعت کو بھکاری سمجھنا

وز حسد شاں خفیہ دشمن داشتن
اور حسد کے سبب انہیں چھپا دشمن سمجھنا (اُنسے تونے عبرت پکڑی)

گر پذیرد چیز تو گوئی گداست
اگر وہ تیری عطا قبول کرے تو تو کہتا ہے گدا ہے

ورنہ گوئی مکر و تزویر و دغاست
ورنہ تو کہتا ہے کہ مکر اور جھوٹ اور دغا بازی ہے

گر در آمیزد تو گوئی طامع ست
اگر وہ میل جول کرے تو تو کہتا ہے لالچی ہے

ورنہ گوئی در تکبر مولع ست
ورنہ تو کہتا ہے تکبر پر فریفتہ ہے

گر[2] تحمل کرد گوئی عاجز ست
اگر وہ تحمل کرے تو کہتا ہے عاجز ہے

در غیور آمد تو گوئی گر پرست
اگر غیرت مند ہے تو کہتا ہے غصہ ور ہے

یا منافق وار عذر آری کہ من
یا منافق کی طرح تو عذر کرتا ہے کہ میں

ماندہ ام در نفقۂ فرزند و زن
بچوں اور بیوی کے اخراجات میں پھنسا ہوں

نے مرا پروائے سر خاریدن ست
نہ مجھے سر کھجانے کی فرصت ہے

نے مرا پروائے دین ورزیدن ست
نہ میرے لئے دین میں لگنے کا موقع ہے

اے فلاں ما را بہمت یاد دار
اے فلاں! ہمیں (بھی) دعا میں یاد رکھئے

تا شویم از اولیا پایانِ کار
تاکہ انجام کار ہم بھی اولیاء میں سے ہو جائیں

ایں[3] سخن ہم نے ز درد و سوز گفت
یہ بات بھی درد اور سوز سے نہیں کہی

خوابناکے ہرزہ گفت و باز خفت
نیند کا ماتا بڑبڑایا اور پھر سو گیا

ہیچ چارہ نیست از قوتِ عیال
بال بچوں کی روزی سے کوئی چھٹکارا نہیں ہے

از بنِ دنداں کنم کسبِ حلال
بڑی محنت سے حلال روزی کماتا ہوں

چہ حلال اے گشتہ ز اہلِ ضلال
حلال کیا! تو گمراہوں میں سے ہو گیا ہے

غیرِ خون تو نمی بینم حلال
تیرے خون کے سوا میں کچھ حلال نہیں سمجھتا ہوں

از خدا چارہ استش واز قوت نے
خدا سے چھٹکارا ہے اور روزی سے نہیں ہے

چارہ است از دین و از طاغوت نے
دین سے چھٹکارا ہے، شیطان سے نہیں ہے

---

[1] اہلِ دل۔ با خدا لوگ۔ شہاں۔ یعنی اہلِ دنیا۔ سیر چشم۔ مستغنی۔ وز حسد۔ غرضیکہ ان قسموں کے یہ بُرے احوال کہ اُن کا بُرا انجام تیرے سامنے ہے لیکن تم نے اُن سے کوئی عبرت حاصل نہ کی۔ طامع۔ لالچی۔ مولع۔ فریفتہ۔

[2] گر تحمل۔ تیری حالت یہ ہے کہ اگر کوئی بزرگ لوگوں کی بُرائی پر برداشت سے کام لیتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ عاجز ہے کسی کا بگاڑ ہی کیا سکتا ہے اور اگر وہ ناگواری کا اظہار کرے تو اُسکو مغلوب الغضب کہتا ہے۔ یا منافق۔ بزرگوں سے تو منافقانہ برتاؤ کرتا ہے دین کے کاموں میں نہ لگنے کی وجہ بال بچوں کی مصروفیت بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ سر کھجانے کی فرصت نہیں دین کے کاموں میں کیسے لگوں۔ اے فلاں۔ بغیر کچھ کئے بزرگوں سے باطنی توجہ کا خواستگار ہے تاکہ ولی بنجائے۔

[3] ایں سخن۔ یعنی دعا اور باطنی توجہ کی درخواست۔ تو بکبک تیری اس درخواست کی یہ مثال ہے جیسے کوئی نیند میں بڑبڑائے اور پھر سو جائے۔ ہیچ چارہ۔ مجبوری ظاہر کرتا ہے کہ بال بچوں کا پیٹ پالنے کیلئے محنت سے حلال روزی کمانے میں مصروف ہوں۔ غیر خوں۔ ان صورتوں میں تو حلال روزی تو کیا کما، تیرا خون بہانا ہی حلال ہے اور تو واجب القتل ہے۔ از خدا۔

ایکہ[1] صبرت نیست از دنیائے دوں
اے وہ کہ تجھے کمینی دنیا کے بغیر صبر نہیں ہے
صبر چوں داری ز نعم الماھدون
بہترا چھا فرش بچھانے والے ہیں کے بغیر تجھے کیسے صبر ملتا ہے

ایکہ صبرت نیست از ناز و نعیم
اے وہ کہ عیش و عشرت کے بغیر تجھے صبر نہیں ہے
صبر چوں داری ز اللہ کریم
اللہ کریم کے بغیر تجھے کیسے صبر ہے؟

ایکہ صبرت نیست از پاک و پلید
اے وہ کہ پاک ناپاک کے بغیر تجھے صبر نہیں ہے
صبر چوں داری ازاں کت آفرید
جس نے تجھے پیدا کیا ہے اسکے بغیر تجھے کیسے صبر ہے؟

ایکہ صبرت نیست از آب سیاہ
اے وہ کہ تیسرے لئے بغیر تکتہ ربانی کے صبر نہیں ہے
صبر چوں داری تو از چشمہ الٰہ
اللہ تعالےٰ کے چشمے کے بغیر تو کیسے صابر ہے؟

ایکہ صبرت نیست از فرزند و زن
اے وہ کہ تجھے بال بچوں کے بغیر صبر نہیں ہے
صبر چوں داری ز حیِ ذو المنن
حی ذو المنن سے تو کیسے صبر کرتا ہے؟

اے کہ می[2] گوئی خدا بخشد ترا
اے وہ کہ تو کہتا ہے کہ خدا تجھے بخشدے گا
آں فریب غول میداں بر ترا
اسکو چھلاوے کا فریب سمجھ، اُس سے نکل

کو خلیلے کو بروں آمد ز غار
کہاں ہے وہ خلیل کہ جو غار سے نکلا؟
گفت ہٰذا ربّ ہاں کو کردگار
کہا یہ خدا ہے، ہاں خدا کہاں ہے؟

من[3] نخواہم در دو عالم بنگریست
میں دونوں جہان کو نہ دیکھوں گا
تا ندانم کایں دو مجلس آن کیست
جب تک یہ نہ جان لوں کہ یہ دونوں مجلسیں کس کی ہیں

بے تماشای صفتہائے خدا
خدا کی صفات کو دیکھے بغیر
گر خورم ناں در گلو گیرد مرا
اگر میں روٹی کھاؤں تو میرے گلے میں پھنس جائے

چوں گوارد لقمہ بے دیدار او
اُسکے دیدار کے بغیر لقمہ کیسے گوارا ہو سکتا ہے؟
بے تماشای گل و گلزار او
اور اُس کے گل و گلزار کے بغیر دیکھے

جز بامید خدا زیں آب خور
اس دنیا میں اس کے وصل کی اُمید کے بغیر
کہ خورد یک لقمہ الا گاو و خر
گاؤ اور خر کے سوا کون ایک لقمہ کھاتا ہے؟

آنکہ کالانعام بُد بل ہم اضل
وہ کھاتے ہیں جو چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ اُنسے بھی گمراہ
گرچہ پُر مکرست آں گندہ بغل
اگرچہ وہ گندے بڑے چالاک ہیں

ابراہیم کا یہ حال تھا تو اُن لوگوں پر تعجب ہے جو خدا کی ذات و صفات کو پہچانے بغیر زندگی بسر کرتے ہیں جز بامید خدا کی معرفت کے بغیر کھانا پینا جانوروں کا کام ہے۔ آنکہ۔ جو لوگ خدا کی معرفت کے بغیر زندگی گذارتے ہیں اُن کو قرآن کریم نے چوپایہ بلکہ اُنسے بھی زیادہ گمراہ قرار دیا ہے۔ گندہ بغل۔ وہ شخص جس کو بغل گندگی بیماری ہو۔

[1] ایکہ۔ دنیا داری میں بھاگا پھرتا ہے اور دین کے معاملہ میں بے عمل بنکر صابر بنا بیٹھا ہے۔ نعم الماھدون۔ قرآن میں خدا نے اپنے بارے میں فرمایا ہے کہ ہم اچھا فرش بچھانے والے ہیں۔ از ناز و نعیم دنیا کی لذتوں سے صابر نہیں ہے اس کیلئے تگ و دو میں ہے اللہ کے معاملہ میں صبر ہے کوئی کاوش نہیں ہے۔ پاک و پلید۔ دنیا کی ہر اچھی بُری چیز کے لئے جد و جہد ہے اللہ جو خالق ہے اس سے بے نیازی ہے۔ حی ذو المنن۔ دونوں خدا کے نام ہیں۔

[2] می گوئی۔ بے عمل پر عذر کے طور پر کہا جاتا ہے اللہ غفور و رحیم ہے بخشدیگا مولانا فرماتے ہیں یہ شیطانی دھوکہ ہے کو خلیلے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے غار میں سے نکلتے ہی جہاں اُنکی پرورش کی جا رہی تھی خدا کی جستجو شروع کر دی تھی ستارے کو دیکھ کر فرمایا کیا یہ خدا ہو سکتا ہے جب وہ غروب ہو گیا تو فرمایا کہ غروب کر جانے والا ستارہ خدا نہیں ہو سکتا ہے تو بتاؤ خدا کہاں ہے۔

[3] من نخواہم حضرت ابراہیم نے فرمایا میں دونوں جہان میں کسی طرف نگاہ بھی نہ ڈالونگا جب تک کہ خدا کو نہ پہچان جاؤں۔ بے تماشای۔ پھر فرمایا خدا کی صفات کو دیکھے بغیر میں روٹی بھی نہ کھاؤں گا۔ چوں گوارد۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جب حضرت

مکرِ اُو سَر زیر و اُو سَر زیر شد — روزگارش بُرد و روزش دیر شد

اُس کا مکر ذلیل، اور وہ خود ذلیل ہوگیا — اُس کا زمانہ گذرا اُس کا وقت ضائع ہوا

فکرِ کاہش کُند شد عقلش خرف — عمر شد چیزے ندارد چوں اَلِف

اُس کی گماس کی فکر سست پڑگئی اُس کی عقل کمزور ہوگئی — عمر ختم ہوگئی، الف کیطرح اُسکے پاس کوئی بھلائی نہیں ہے

آنچہ می گوید دریں اندیشہ ام — ایں ہم از دستانِ ایں نفس ست ہم

وہ جو یہ کہتا ہے فکرمند ہوں — یہ بھی اُس نفس کی مکاری ہے

وانچہ می گوید غفورست و رحیم — نیست آں جز حیلۂ نفسِ لئیم

وہ جو یہ کہتا ہے (وہ) غفور اور رحیم ہے — کمینے نفس کے حیلے کے علاوہ کچھ نہیں ہے

اے زغم مُردہ کہ دست از ناں تہی — چوں غفور ست و رحیم ایں ترس چیست

تو اس غم سے مرا جاتا ہے کہ ہاتھ میں روٹی نہیں ہے — جب وہ غفور اور رحیم ہے تو یہ ڈر کیوں ہے؟

شکایت کردن پیرے پیش طبیب از رنجوریہا و جواب طبیب اُورا

ایک بوڑھے کا ایک طبیب سے بیماریوں کی شکایت کرنا اور طبیب کا اُسکو جواب دینا

گفت پیرے مر طبیبے را کہ من — در زحیرم از دماغِ خویشتن

ایک بوڑھے نے ایک طبیب سے کہا کہ میں — اپنے دماغ کے معاملہ میں بڑی مشکل میں ہوں

گفت از پیریست آں ضعفِ دماغ — گفت در چشمم زظلمت ہست داغ

اُس (طبیب) نے کہا یہ دماغ کی کمزوری بڑھاپے کیوجہ سے ہے — اُس (بوڑھے) نے کہا میری آنکھوں میں اندھیرے کا داغ ہے

گفت از پیریست اے شیخِ قدیم — گفت پشتم درد می آرد عظیم

اُس (طبیب) نے کہا اے بڑے میاں! بڑھاپے کیوجہ سے ہے — اُس (بوڑھے) نے کہا میری کمر میں بہت درد ہے

گفت از پیریست اے شیخِ نزار — گفت ہر چہ می خورم نبود گوار

اُس (طبیب) نے کہا اے کمزور بوڑھے! بڑھاپے کیوجہ سے ہے — اُس بوڑھے نے کہا میں جو کھاتا ہوں وہ ہضم نہیں ہوتا ہے

گفت ضعفِ معدہ ہم از پیریست — گفت وقتِ دم مرا دم گیریست

اُس (طبیب) نے کہا معدہ کی کمزوری بھی بڑھاپے کیوجہ سے ہے — اُس (بوڑھے) نے کہا سانس لینے میں سانس رُکتا ہے

گفت آرے انقطاعِ دم بود — چوں رسد پیری دو صد علت شود

اُس (طبیب) نے کہا ہاں سانس ٹوٹنے لگتا ہے — جب بڑھاپا آجاتا ہے سینکڑوں بیماریاں آجاتی ہیں

گفت کم شد شہوتم یکبارگی — گفت کز پیریست ایں بیچارگی

اُس (بوڑھے) نے کہا میری شہوت یکدم سے کم ہوگئی ہے — اُس (طبیب) نے کہا یہ معذوری بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے

۱؎ مکرِ اُو۔ جس نے معرفت کے بغیر زندگی گذاری اگرچہ وہ کتنا ہی چالاک ہو لیکن اُسکی مکاری اور زندگی سب تباہ ہے۔ فکرِ کاہش۔ یعنی اُس میں دنیا کی بھی عقل نہ رہی پوری زندگی ختم کردی۔ اور آخرت کا کوئی توشہ حاصل نہ کیا۔ چوں اَلِف۔ الف کو خالی کہا جاتا ہے چونکہ اُس پر کوئی نقطہ نہیں لگتا ہے۔ آنچہ می گوید۔ دین کے کاموں میں نہ لگنے والے عموماً یہی کہا کرتے ہیں کہ فلاں کام سے فارغ ہوکر دین کے کاموں میں لگوں گا اور خدا غفور و رحیم اور نکتہ نواز ہے بلا عمل بھی بخشدیگا یہ سب نفس کے دھوکے ہیں۔

۲؎ اے زغم۔ اُسکی صفات کا بہانہ کرکے دین کا عمل ترک کرتا ہے لیکن اپنے پیٹ کی فکر میں مارا مارا پھرتا ہے وہاں اُس کی رزاقیت پر بھروسہ کرکے ترکِ عمل کیوں نہیں کرتا؟

۳؎ گفت۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ جب کسی کے نفس کی بُرائی ظاہر کی جاتی ہو تو نفس کو بہت بُرا لگتا ہے لہٰذا اِس مرض کا علاج ضروری ہے ورنہ لاعلاج ہوجائیگا۔ زحیر۔ پیچش، پیچیدگی۔ ظلمت۔ تاریکی۔ نزار۔ لاغر، کمزور۔ گوار۔ یعنی کھانا ہضم نہیں ہوتا ہے۔ دم گیری۔ سانس گھٹنا۔ انقطاع۔ ٹوٹنا، جدا ہونا۔ چوں رسد۔ شہور ہے کہ پیری و صد عیب۔

گفت پایم سست شد از رہ بماند
اُس (بوڑھے) نے کہا میرے پیر سُست ہو گئے ہیں چلنے سے عاجز
گفت کز پیریست در کُنجت نشاند
اُس (طبیب) نے کہا یہ بڑھاپے کی وجہ سے جس نے تجھ کو گوشہ نشین بنا دیا ہے

گفت پُشتم چوں کمانے شد دوتا
اُس (بڈھے) نے کہا کہ میری کمر کمان کی طرح دوہری ہو گئی ہے
گفت کز پیریست ایں رنج و عنا
اُس (طبیب) نے کہا یہ تکلیف اور مشقت بڑھاپے کی وجہ سے ہے

گفت تاریک ست چشمم اے حکیم
اُس (بوڑھے) نے کہا اے حکیم! میری آنکھوں میں دھند ہے
گفت کز پیریست اے پیرِ حلیم
اُس (طبیب) نے کہا اے بردبار بوڑھے! بڑھاپے کی وجہ سے ہے

گفت اے احمق بریں بر دوختی
اُس (بوڑھے) نے کہا اے بیوقوف تو اسی پر جم گیا
از طبیبی تو ہمیں آموختی
طبابت سے تو نے یہی سیکھا ہے

اے مُدمّغ عقلت ایں دانش نداد
اے بددماغ! تیری عقل نے تجھے یہ سمجھ نہیں دی
کہ خدا ہر درد را درماں نہاد
کہ خدا نے ہر درد کا علاج رکھا ہے

تو خرِ احمق ز اندک مایگی
تو کم علمی کی وجہ سے احمق گدھا ہے
بر زمیں ماندی ز کوتہ پایگی
تو کوتاہ قدمی کی وجہ سے زمین پر رہ گیا ہے

پس طبیبش گفت اے عمرِ تو شصت
تب طبیب نے اُس سے کہا اے ساٹھے!
ایں غضب ویں خشم ہم از پیریست
یہ غصہ اور غضب بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے

چوں ہمہ اجزا و اعضا شد نحیف
جب سب اجزا اور اعضا کمزور ہو گئے ہیں
خویشتن داری و صبرت شد ضعیف
تیری قوتِ ضبط اور صبر بھی کمزور ہو گئی ہے

بر نتابد دو سخن زو ہے کُند
دو باتوں کی بھی برداشت نہیں کرتا اُن سے ہائے ہائے کرتا ہے
تاب یک جرعہ ندارد قے کُند
ایک گھونٹ کی برداشت نہیں کرتا قے کر دیتا ہے

جز مگر پیرے کہ از حق ست مست
بجز اس بوڑھے کے جو خدا کا مست ہے
در درونِ اُو حیاتِ طیّب ست
اُس کے باطن میں پاکیزہ زندگی ہے

از بروں پیر ست و در باطن صبی
باہر سے بظاہر بوڑھا ہے اور حقیقت میں بچہ ہے
خود کیانند آں ولی و آں نبی
وہ کون ہیں؟ وہ ولی اور نبی ہیں

گر نہ پیدا اند پیشِ نیک و بد
اگر وہ ہر نیک و بد کے سامنے کھلے ہوئے نہیں ہیں
چیست با ایشاں خساں را ایں حسد
(تو) کمینوں کو اُن سے یہ حسد کیوں ہے؟

ور نمی دانند شاں علم الیقیں
اگر وہ اُن کو یقینی طور پر نہیں جانتے ہیں
چیست ایں بغض و حیل سازی و کیں
تو یہ بغض اور حیلہ سازی و کینہ کیوں ہے؟

---

۱ کُنج - گوشہ - دوتا - دوہری - عنا - مشقت - گفت تاریک - یعنی آنکھوں میں روشنی نہیں رہی - حلیم - بردبار - گفت - بوڑھے نے غصہ میں طبیب سے کہا بس تیرے پاس ہر بیماری کا ایک ہی جواب ہے اور طبابت میں تو نے صرف یہی سیکھا ہے۔

۲ مُدمّغ - متکبر، بددماغ - ہر درد را - حدیث شریف میں ہے۔ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَہٗ شِفَاءً یعنی خدا نے کوئی ایسی بیماری نہیں پیدا کی جس کے لئے علاج نہ پیدا کر دیا ہو - بر زمین یعنی نچلا مرتبہ -

۳ پس طبیبش - طبیب نے اُس بوڑھے سے کہا تیری ساٹھ کی عمر ہے جس میں آدمی سٹھیا جاتا ہے اور غصہ و غضب بڑھ جاتا ہے یہ بڑھاپے کا ہی اثر ہے، جوان میں قوتِ برداشت زیادہ ہوتی ہے - نحیف - لاغر، کمزور - خویشتن داری - اپنے آپ کو سنبھالے رکھنا - بر نتابد - بڑھاپے میں قوتِ برداشت کم ہو جاتی ہے - جز مگر - جن کو روحانی طاقت واصل ہوتی ہے اُن پر بڑھاپے کے آثار نمایاں نہیں ہوتے ہیں - از بروں - اولیا اور انبیاءؑ کا جسم بوڑھا ہوتا ہے ہمت جوان رہتی ہے - گر نہ پیدا اند - ناقص لوگوں کا بغض و حسد کامل لوگوں کے کمال کی دلیل ہے -

ورؔ بداننديے جزائے رستخيز | چوں زنندے خويش بر شمشير تيز
اگر وہ قیامت کی سزا کو جانتے | تو اپنے آپ کو تیز تلوار سے کیوں بھڑاتے؟

بر تو می خندد مبیں اُو را چناں | صد قیامت در درونستش نہاں
وہ تیرے سامنے ہنستا ہے اُس کو ایسا نہ سمجھ | اُس کے باطن میں تو قیامتیں چھپی ہوئی ہیں

دوزخؔ و جنت ہمہ اجزائے اوست | ہر چہ اندیشی تو آں بالائے اوست
اُس کے اجزا اور سب دوزخ و جنت ہیں | (اُس کے بارے میں) تو جو سوچے وہ اُس سے بلند ہے

ہر چہ اندیشی پذیرائے فناست | آنکہ در اندیشہ نیاید آں خداست
تو جو سوچے وہ فنا کو قبول کرنے والا ہے | جو قیاس میں نہ آئے وہ خدا ہے

بر درِ ایں خانہ گستاخی زچیست. | گر ہمی دانند کاندر خانہ کیست
اِس گھر کے دروازے پر گستاخی کیوں ہے؟ | اگر وہ جانتے ہیں کہ گھر میں کون ہے؟

ابلہاں تعظیمِ مسجد می کنند | در جفائے اہلِ دل جِد می کنند
بے وقوف مسجد کی تعظیم کرتے ہیں | اہلِ دل پر ظلم کے کوشاں ہیں

آںؔ مجازست ایں حقیقت اے خراں | نیست مسجد جز درونِ سروراں
اے گدھو: وہ مجاز ہے یہ حقیقت ہے | بزرگوں کے دل کے علاوہ مسجد (اور کچھ) نہیں ہے

مسجدے کاں اندرونِ اولیاست | سجدہ گاہ جملہ است آنجا خداست
وہ مسجد جو اولیا کے باطن میں ہے | وہ سب کی سجدہ گاہ ہے، خدا اُس میں ہے

تا دلِ مردِ خدا نامد بہ درد | ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد
جب تک مردِ خدا کے دل کو تکلیف نہیں پہنچی | خدا نے کسی قوم کو رُسوا نہیں کیا

قصدِ جنگِ انبیا می داشتند | جسم دیدند آدمی پنداشتند
اُنھوں نے انبیاء سے لڑائی کا ارادہ کیا | اُنھوں نے (صرف) جسم دیکھا (صرف) آدمی سمجھا

در تو ہست اخلاقِ آں پیشینیاں | چوں نمی ترسی کہ باشی تو ہماں
تیرے اندر ان پہلی قوموں کے اخلاق ہیں | تو کیوں نہیں ڈرتا کہ تو بھی ویسا ہی ہو جائیگا

عادتِ آں ناسپاساں در تو رست | نایدت ہر بار دلو از چہ درست
تیرے اندر ان ناشکروں کی عادت پیدا ہو گئی ہے | ہر بار ڈول کنوئیں سے درست نہیں نکلتا ہے

صرف اولیاء کے جسم پر ہے اُن کی روح اُن کے پیشِ نظر نہیں ہے۔ در تو۔ ہر انسان میں ہلاک شدہ قوموں کے اخلاق موجود ہیں تو اُن کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں ایسے نہ ہو کہ وہ بھی وہ سلوک شدہ ہو جائیں توموں کیساتھ ہوا۔ عادت۔ جبکہ ہلاک شدہ قوموں کی عادتیں موجود ہیں تو مطمئن نہ ہونا چاہیے اگر کسی وقت اُن پر گرفت نہیں ہوئی تو نہ سمجھنا چاہیے کہ کبھی بھی گرفت نہ ہوگی۔

۱؎ ورز بداننديے۔ اگر جاہلین کو اپنی اُس سزا کا یقین ہو جائے جو قیامت میں اُن کو ملے گی تو وہ کبھی اولیاء و انبیاء پر خندہ نہ کریں اور اُن کو برہنہ شمشیر سمجھیں اور اُن سے ہم سر نہ کریں۔ بر تو می خندد۔ بزرگوں کے ظاہری علم سے دھوکے میں نہ پڑنا چاہیے۔ ان کا وجود منکرین کے قہر کا مظہر ہے۔
۲؎ دوزخ۔ یعنی انبیا اور اولیا کے جسم کے اجزا اللہ کی دوزخ اور بہشت کے مظہر ہیں۔ ہر چہ۔ چونکہ اولیا اور انبیا اخلاقِ خداوندی حاصل کر چکے ہیں لہٰذا اُنکے مراتب تصور سے بالاتر ہیں۔ ہر چہ اندیشی۔ جو انسانی فکر میں سما جائے وہ فانی ہے وہ خدا نہیں ہو سکتا ہے خدا وہی ہے جو انسانی فکر و عقل سے بالاتر ہے۔ بر در۔ انبیا اور اولیا سے گستاخی کرنیوالے اگر یہ جان لیں کہ اُن کے باطن میں کون بس رہا ہے تو کبھی گستاخی کی جرأت نہ کریں۔ ابلہاں۔ بیوقوف مسجد کی تعظیم تو کرتے ہیں اور بزرگوں کے دل کی تعظیم نہیں کرتے جو حقیقی مسجد اور خانۂ خدا ہے۔
۳؎ آں۔ یعنی ظاہری مسجد۔ ایں۔ یعنی نبی اور ولی کا دل اصلی خانۂ خدا ہے۔ اندرونِ اولیا یعنی اولیاء اللہ کا دل۔ سجدہ گاہ۔ مثل ہست آں دل کہ جو اکبر از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است۔ تا دل۔ اولیا کے دل کو ستانا قوم کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔ جسم دیدند یعنی اُن معاندین کی نگاہ

آں نشانیہا ہمہ چوں در تو ہست — چوں تو زانشانی کجا خواہی برست

جبکہ وہ تمام علامتیں تیرے اندر ہیں — جب تو ان میں سے ہے، کہاں بچ سکتا ہے!

قصۂ[1] کودکے کہ در پیش تابوتِ پدر می نالید و سخنِ جوحی

ایک بچہ کا قصہ جو باپ کے جنازے کے آگے رُوتا تھا اور شیخ چلی کی بات

کودکے در پیشِ تابوتِ پدر — زار می نالید و برمی کوفت سر

ایک بچہ باپ کے جنازے کے آگے — بہت روتا تھا اور سر پیٹتا تھا

کاے پدر آخر کجایت می برند — تا ترا در زیرِ خاکے آورند

اے ابا! آخر تجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟ — تاکہ تجھے مٹی کے نیچے گاڑ دیں

می برندت خانۂ تنگ و زحیر[2] — نے درو قالی و نے در وے حصیر

تجھے تنگ، تکلیف دہ گھر میں لے جا رہے ہیں — نہ اس میں قالین ہے نہ اس میں بوریا ہے

نے چراغے در شب و نے روز ناں — نے درو بُوئے طعام و نے نشاں

نہ رات میں چراغ ہے، نہ دن میں روٹی — نہ اس میں کھانے کی خوشبو ہے اور نہ پتہ

نے درش معمور و نے سقف و نہ بام — نے درو بہرِ ضیائے روزن و جام

نہ اس کا دروازہ درست ہے، نہ چھت، نہ بالاخانہ — نہ اس میں روشنی کیلئے کوئی شیشہ کا روشندان ہے

نے درو از بہرِ مہماں آبِ چاہ — نے یکے ہمسایہ کو باشد پناہ

نہ اس میں مہمان کے لئے کنویں کا پانی ہے — نہ کوئی ہمسایہ ہے جو سہارا ہو

جسمِ[3] تو کہ بوسہ گاہِ خلق بود — چوں شود در خانۂ کور و کبود

تیرا بدن جو لوگوں کی بوسہ گاہ تھا — سیاہ رنگ گھر میں اس کا کیا حال ہوگا؟

خانۂ بے زینہار و جائے تنگ — کہ درو نے روی می ماند نہ رنگ

وہ بے پناہ گھر اور تنگ جگہ — نہ اس میں چہرہ باقی رہتا ہے نہ رنگ

زیں نسق اوصافِ خانہ می شمرد — وز دو دیدہ اشکِ خونی می فشرد

اس طرح سے وہ گھر کے اوصاف گنتا تھا — اور دونوں آنکھوں سے خون کے آنسو بہاتا تھا

گفت جوحی با پدر اے ارجمند — واللہ ایں را خانۂ ما می برند

شیخ چلی نے باپ سے کہا، اے بزرگوار! — خدا کی قسم اس کو ہمارے گھر لے جا رہے ہیں

گفت جوحی را پدر ابلہ مشو — گفت اے بابا نشانیہا شنو

شیخ چلی سے (اس کے) باپ نے کہا بیوقوف نہ بن — اس نے کہا اے ابا! علامتیں سن لے

---

[1] قصہ۔ پہلے یہ سمجھایا تھا کہ ہر انسان میں وہ خصلتیں موجود ہیں جو برباد شدہ قوموں میں تھیں لیکن وہ انسے غافل ہے۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ رونے والا بچہ جو قبر کی خصوصیات بیان کر رہا تھا وہ شیخ چلی کے گھر میں موجود تھیں۔ جوحی۔ ایک فرضی شخصیت ہے جس کی طرف ہنسی مذاق کے قصے منسوب کر دیئے جاتے ہیں جیسا کہ ہندوستان میں شیخ چلی۔ تابوتِ پدر۔ باپ کا جنازہ۔ خاکے۔ یعنی قبر کی مٹی۔

[2] زحیر۔ پیچش، مشکل، تنگی۔ قالین۔ حصیر۔ بوریا۔ معمور۔ آباد، درست۔ سقف۔ چھت۔ بام۔ بالاخانہ۔ جام۔ شیشہ کا روشندان۔

[3] جسمِ تو۔ تیرے جسم کو لوگ چومتے تھے۔ کور و کبود۔ تیرہ و تاریک۔ نسق۔ ترتیب۔ خانۂ ما می برند۔ رونے والے لڑکے نے جس قدر قبر کے اوصاف گنائے تھے وہ سب شیخ چلی کے گھر میں پائے جاتے تھے۔

این نشانیہا کہ گفت[۱] او یک بیک — خانۂ مارا ست بے تزویر و شک

یہ جو اُس نے تمام نشانیاں بتائی ہیں — بے شک و شبہ ہمارے گھر کی ہیں

نے حصیر و نے چراغ و نے طعام — نے درش معمور و نے سقف و نہ بام

نہ بوریا اور نہ چراغ اور نہ کھانا — نہ اُس کا دروازہ درست، نہ چھت اور نہ بالاخانہ

زیں نمط دارند در خود صد نشاں — لیک کے بینند آں را طاغیاں

اسیطرح (ہلاک شدہ قومیں) اپنے اندر سو ملامتیں رکھتی ہیں — لیکن سرکش اُنھیں کب دیکھتے ہیں

خانۂ آں دل کہ ماند بے ضیاء — از شعاعِ آفتابِ کبریا

اُس دل کا خانہ جو بے نور ہے — خدا کے آفتاب کی شعاعوں سے

تنگ و تاریک ست چوں جانِ یہود — بے نوا از ذوقِ سلطانِ ودود

وہ یہود کے باطن کیطرح تنگ و تاریک ہے — محبت کرنیوالے شہنشاہ کے ذوق سے محروم

نے دراں دل تاب نورِ آفتاب — نے کشادِ عرصہ و نے فتحِ باب

اُس دل میں نہ تو سورج کی روشنی کی چمک ہے — نہ صحن کی وسعت ہے اور نہ دروازہ کھلا ہے

گور خوشتر از چنیں دل مر ترا — آخر از گورِ دلِ خود بر تر آ

تیرے لئے ایسے دل سے قبر بہتر ہے — بالآخر اپنے دل کی قبر سے باہر نکل

یوسفِ[۲] وقتی و خورشیدِ سما — زیں چہ و زنداں بر آ و رو نما

تو یوسفِ دوراں ہے اور آسمان کا سورج ہے — اِس کنوئیں اور قید خانہ سے نکل اور چہرہ دکھا

یونست در بطنِ ماہی پختہ شد — مخلصش را نیست از تسبیح بد

تیرا یونس مچھلی کے پیٹ میں پک رہا ہے — اُس کی نجات کے لئے تسبیح کے سوا چارہ نہیں ہے

گر نبودے او مسبح بطنِ نون — حبس و زنداں اش بُدے تا یبعثون

اگر وہ تسبیح خواں نہ بنتے، مچھلی کا پیٹ — تو قیامت تک اُن کے لئے قید اور جیلخانہ ہوتا

اُو بہ تسبیح از تنِ ماہی بجست — چیست تسبیح آیتِ روزِ الست

اُنھوں نے تسبیح کے ذریعہ مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی — تسبیح کیا ہے؟ الست کے دن کی علامت

گر فراموشت شد آں تسبیحِ جاں — بشنو ایں تسبیحہائے ماہیاں

تو اگر وہ روحانی تسبیح بھول گیا ہے — تو مچھلیوں کی یہ تسبیح سُن لے

---

[۱] گفت۔ یعنی رونے والے لڑکے نے کہا۔ زیں نمط۔ جس طرح شیخ جحی نے قبر کی چند علامتوں کو اپنے گھر میں دیکھا اسیطرح ہلاک شدہ قوموں کی علامتیں ہر انسان میں موجود ہیں۔ طاغی۔ سرکش۔ طاغاں۔ جس دل میں خدا کا نور نہ ہو وہ اللہ (تعالیٰ) کی محبت سے بے ذوق ہے۔ اُس دل سے تو قبر کا گڑھا بہتر ہے۔ آخر از گور۔ اپنے دل کو اس گڑھے سے نکالنا خود انسان کا کام ہے۔

[۲] یوسفِ وقتی۔ جس طرح عارضی طور سے حضرت یوسفؑ قیدخانہ میں چلے گئے تھے اور باہر نکلے تو بھی دل کو قیدخانہ سے باہر نکال۔ یونست۔ یعنی تیری روح جو بمنزلہ یونسؑ کے ہے۔ بطنِ ماہی۔ یعنی جسد عنصری۔ تسبیح۔ حضرت یونسؑ نے نجات کیلئے تسبیح پڑھی تو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکلے تو بھی تسبیح پڑھ۔ یبعثون۔ حضرت یونسؑ کے تذکرہ میں ہے۔ فَلَوْلَا اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ۔ یعنی اگر وہ یونس تسبیح پڑھنے والوں میں سے نہ ہوتے تو اُس دن تک اُس مچھلی کے پیٹ میں رہتے جبکہ لوگوں کا حشر ہوگا یعنی قیامت تک۔ آیت روزِ الست۔ ازل میں اللہ (تعالیٰ) نے روحوں سے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا تھا تو انسان کی تسبیح اور خدا کیطرف فطری میلان اُس عہد الست کی علامت اور نشانی ہے۔

[۳] گر فراموشت شد۔ اگر کسی انسان میں عہد الست کی فطرت سلیمہ باقی نہیں رہی ہے تو اولیاء اللہ سے اُس کو حاصل کرے۔ ماہیاں۔ یعنی اولیاء اللہ۔

هر کہ دید اللہ را اللّٰہی ست ‏— هر کہ دید آں[۱] بحر را او ماہی ست

جس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا وہ اللہ والا ہے ‏— جس نے اُس سمندر کو دیکھ لیا وہ مچھلی ہے

ایں جہاں دریاست تن ماہی و روح ‏— یونس محجوب از نورِ صبوح

یہ دنیا سمندر ہے، جسم مچھلی اور روح ‏— وہ یونس ہے جو صبح کے نور سے محروم ہے

گر مسبّح شد تو از ماہی رہید ‏— ورنہ در وے ہضم گشت و ناپدید

اگر تو تسبیح خواں بنگیا، مچھلی سے نجات پاگیا ‏— ورنہ اُس میں ہضم اور ناپید ہوگیا

ماہیانِ[۲] جاں درین دریا پُرند ‏— تو نمی بینی کہ کوری اے نژند

اس دریا میں روحانی مچھلیاں بھری ہیں ‏— اے بدحال! تو نہیں دیکھتا ہے کیونکہ تو اندھا ہے

بر تو خود را می زنند آں ماہیاں ‏— چشم بکشا تا بہ بینی شاں عیاں

وہ مچھلیاں تجھ سے ٹکرا رہی ہیں ‏— آنکھ کھول تاکہ تو اُن کو نمایاں دیکھ لے

ماہیاں را گر نمی بینی پدید ‏— گوشِ تو تسبیحِ شاں آخر شنید

اگر تو مچھلیوں کو واضح طور پر نہیں دیکھتا ہے ‏— آخر تیرے کان نے اُن کی تسبیح تو سنی ہے

ماہیانِ جملہ روحِ بے جسد ‏— نے در ایشاں کبر و نے کین و حسد

وہ مچھلیاں بغیر جسم کے مجسم روح ہیں ‏— نہ اُن میں تکبر ہے، نہ کینہ، نہ حسد

صبر کردن جانِ تسبیحاتِ تست ‏— صبر کن کانست تسبیحِ درست

تیری تسبیحوں کی روح صبر کرنا ہے ‏— صبر کر وہ صحیح تسبیح ہے

ہیچ تسبیحے ندارد آں درج ‏— صبر کن کالصبر مفتاح الفرج

کوئی تسبیح وہ مرتبہ نہیں رکھتی ہے ‏— صبر کر، صبر کشادگی کی کنجی ہے

صبر چوں جسرِ صراط آں سو بہشت ‏— ہست با ہر خوب یک لالائے زشت

صبر پل صراط کی طرح ہے اُس جانب بہشت ہے ‏— ہر خوبصورت کے ساتھ ایک بدصورت غلام ہے

تا ز لالا[۳] می گریزی وصل نیست ‏— زاں کہ لالا را ز شاہد فصل نیست

جب تک تو غلام سے بھاگتا ہے وصل نہیں ہے ‏— اسلئے کہ غلام کی محبوب سے جدائی نہیں ہے

تو چہ دانی ذوقِ صبر اے شیشہ دل ‏— خاصہ صبر از بہرِ آں نقشِ چگل

اے نازک دل! تو صبر کا ذائقہ کیا جانتا ہے ‏— خصوصاً اُس صبر کا جو چگل کے معشوق کیلئے ہے

مرد را ذوق از غزا و کرّ و فر ‏— مر مخنث را بود ذوق از ذکر

مرد کو جہاد اور شان، و شوکت کا ذوق ہے ‏— نامرد کو آلۂ تناسل کا ذوق ہے

۱۔ آں بحر۔ یعنی جس نے بحرِ وحدت کا مشاہدہ کر لیا وہ ماہی کہلائیگا۔ ایں جہاں۔ دنیا کو سمندر اور جسم کو مچھلی اور روح کو یونس سمجھو۔ گر مسبّح۔ جس طرح حضرت یونسؑ نے تسبیح کی برکت سے مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی ورنہ قیامت تک اُسمیں رہتے اسی طرح تم اپنی روح کو تسبیح کے ذریعہ جسم کی مچھلی سے نجات دلاؤ ورنہ مچھلی ہضم کریگی۔

۲۔ ماہیانِ جاں۔ یعنی روحانی مچھلیاں اولیاء اللہ۔ بر تو۔ اولیاء اللہ خواہشمند ہیں کہ تو اُن سے فیض حاصل کرے۔ بے جسد۔ یعنی تن پروری کے بغیر۔ صبر کردن۔ یعنی مجاہدات پر صبر کرنا۔ جسر۔ جس طرح پلصراط سے گذر کر بہشت میں داخلہ ہوگا اسی طرح صبر سے کشادگی حاصل ہوگی۔ لالا۔ غلام۔

۳۔ تا ز لالا۔ صبر بدصورت غلام ہے اور کشادگی محبوب ہے کشادگی حاصل کرنے کیلئے صبر کی تلخی برداشت کرنا ضروری ہے۔ تو چہ دانی۔ واصل بحق ہونے میں صبر کی دشواریوں سے اہل اللہ لذت حاصل کرتے ہیں۔ دوسرا اس صبر کی لذتوں سے واقف نہیں ہے۔ مرد را۔ صبر کی لذت مردِ خدا جانتا ہو جس طرح کہ مردِ میدانِ جنگ اور شان و شوکت کی لذت سمجھتا ہے، نامرد ان لذتوں سے واقف نہیں ہے اُس کی

جُز ذکرِ نے دینِ اُو و ذِکرِ اُو
اُس کا دین اور تسبیح آلۂ تناسل کے سوا کچھ نہیں ہے
سُوئے اَسفل بُرد اُو را فکرِ اُو
اُس کا خیال اُس کو پستی کی طرف لے گیا

گر[1] بر آید تا فلک از وے میرس
اگر وہ آسمان تک چڑھ جائے اُس کی پرستش نہ کر
کو بعشقِ سِفل آموزید درس
اسلئے کہ اُس نے تو پستی کے عشق کا سبق سیکھا ہے

اُو بسوئے سِفل می راند فرس
وہ پستی کی طرف گھوڑا دوڑا رہا ہے
گرچہ سوئے عُلو جُنباند جرس
اگرچہ بلندی کی جانب گھنٹہ بجا رہا ہے

از عَلَمہائے گدایاں ترس چیست
بھیک منگوں کے جھنڈوں سے ڈرنا کیسا؟
کاں عَلمہا لُقمۂ ناں را رہی ست
کیونکہ وہ جھنڈے روٹی کے ایک لقمہ کے غلام ہیں

ایں سخن ہا را نکو دریاب تو
اِن باتوں کو خوب سمجھ لے
ور نمی دانی شنو از باب تو
اگر تو نہیں جانتا ہے تو اس سلسلہ کی بات سُن لے

ترسیدنِ[2] کودکے ازاں شخصِ صاحب جُثّہ و گفتنِ آں شخص
ایک بچہ کا ایک بھاری بھرکم انسان سے ڈرنا اور اُس شخص کا کہنا

کہ اے کودک مترس کہ من نامردم و مرد توئی
کہ اے بچے تو نہ ڈر میں نامرد ہوں، تو مرد ہے

کنگ زفتے کودکے را یافت فرد
ایک موٹے بھاری شخص نے ایک بچہ کو تنہا پایا
زرد شد کودک زبیمِ قصدِ مرد
بچہ اُس مرد کے ارادہ کے ڈر سے زرد ہو گیا

گفت ایمن باش اے زیبائے من
اُس (موٹے) نے کہا مطمئن رہ اے میرے حسین!
کہ تو خواہی بُود بر بالائے من
کہ تو میرے اوپر ہو گا

من[3] اگر ہولم مخنّث داں مرا
میں اگرچہ ہولناک ہوں مجھے ہیجڑا سمجھ
ہمچو اُشتر بر نشیں می راں مرا
اوپر بیٹھ اونٹ کی طرح مجھے ہانک

صورتِ مرداں و معنی ایں چنیں
مردوں کی صورت، اور باطن ایسا
از بروں آدم دروں دیوِ لعیں
باہر سے آدمی اندر سے لعین شیطان

آں دُہل را مانی اے زفت چو عاد
اے عاد کی طرح موٹے تو اُس ڈھول کی طرح ہے
کہ برو آں شاخ را می کوفت باد
کہ جس پر ہوا شاخ کو مار رہی تھی

رُوبہے اشکارِ خود را باد داد
لومڑی نے اپنا شکار برباد کر دیا
بہرِ طبلے ہمچو خیکے پُر زباد
اُس ڈھول کی وجہ سے جو مشک کی طرح ہوا سے پُر تھا

---

[1] گر برآید۔ اگر کوئی مردِ خدا نہیں ہے اور اِس میدان کا مرد نہیں ہے تو اُس کا عروج عارضی ہے اُس پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے۔ از علمہائے۔ نامرد کا عروج تو ایسا ہی ہے جیسے فقیروں کے جھنڈے جو صرف روٹی مانگنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں، انھیں غازیوں کے جھنڈوں سے کوئی نسبت نہیں۔

[2] ترسیدن۔ نامرد کا ظاہری دکھاوا ناقابلِ اعتبار ہے وہ محض ہیجڑے کا تن و توش ہو۔ کنگ۔ توی ہیکل۔ زبیم قصدِ۔ یعنی وہ لڑکا اُس موٹے ہیجڑے کے ارادہ سے ڈرا۔ کہ تو خواہی بود یعنی مرد تو ہے اور میرے اوپر ہوگا۔

[3] من اگر ہولم۔ میں بھاری بھرکم بدن ہی خوفناک ہے ہمت اور بہادری سے خالی ہوں، تو میرے اوپر سوار ہو کر اونٹ کی طرح مجھے ہانک سکتا ہے۔ صورت۔ بہت سے انسان بظاہر بہادر معلوم ہوتے ہیں لیکن اندر سے بزدل شیطان ہوتے ہیں۔ دُہل۔ ڈھول جو کہ تندو مند ہوتا ہے اور اندر سے خالی ہوتا ہے وہ درخت پر ایسی جگہ لٹکا ہوا تھا۔ جہاں ہوا اُس پر شاخ کی ضرب لگا دیتی تھی۔ تو وہ بجے کسی لومڑی نے اُس کو موٹا شکار سمجھ کر اپنا چھوٹا شکار بھی چھوڑ دیا جیکہ مشک۔

چوں ندید اندر دُہل اُو فربہی ‏— گفت خوکے[1] بہ ازیں خیکے تہی

جب اس نے ڈھول کے اندر موٹاپا نہ دیکھا ‏— بولی، اس خالی مشک سے تو سور بہتر ہے

روبہاں ترسند ز آوازِ دُہل ‏— عاقلش چنداں زند کہ لا تقل

ڈھول کی آواز سے لومڑیاں ڈرتی ہیں ‏— عقلمند اُس کو اتنا پیٹتا ہے، کہ کچھ نہ بول

قصۂ تیر اندازے و ترسیدنِ اُو از سوارے کہ در بیشہ می رفت

ایک تیر انداز کا قصہ اور اُس کا اُس سوار سے ڈرنا جو جنگل میں جا رہا تھا

یک سوارے با سلاح و بس مہیب ‏— مے شد اندر بیشہ بر اسپے نجیب

ایک ہتھیار بند سوار اور بہت ہیبتناک ‏— ایک عمدہ گھوڑے پر جنگل میں جا رہا تھا

تیر اندازے بحکم اُو را بدید ‏— پس ز خوف اُو کماں را بر کشید

ایک قدر انداز نے اُس کو دیکھا ‏— اُس کے ڈر سے اُس نے کمان تانی

تا زند تیرے سوارش بانگ زد ‏— من ضعیفم گرچہ زفتستم جسد

تاکہ اُس پر تیر چلا دے سوار نے اُس کو پکارا ‏— میں کمزور ہوں، اگرچہ میرا بدن موٹا ہے

ہاں وہاں منگر تو در زفتیِ من ‏— کم کمم در وقتِ جنگ از پیر زن

خبردار خبردار! تو میرے موٹاپے کو نہ دیکھ ‏— کیونکہ میں لڑائی میں بوڑھی عورت سے بھی بہت کم ہوں

گفت رو کہ نیک گفتی ورنہ نیشِ[2] ‏— بر تو می انداختم از ترسِ خویش

اُس نے کہا چلا جا، تو نے اچھا ہوا بتا دیا ورنہ تیر ‏— میں اپنے ڈر سے تجھ پر چلا دیتا

بے رجولیت چناں تیغے بمشت ‏— بس کساں را کالتِ پیکار کشت

بغیر بہادری کے اِس طرح سے ہاتھ میں تلوار ‏— بہت سے لوگ ہیں جن کو جنگ کے ہتھیار نے مروایا

گر بپوشی[3] تو سلاحِ رستماں ‏— رفت جانت چوں نباشی مردِ آں

اگر تو رستموں کے ہتھیار باندھے ‏— جب تو اُس کا اہل نہیں ہے تو تیری جان گئی

جاں سپر کن تیغ بگذار اے پسر ‏— ہر کہ بے سر بود زیں شہ برد سر

اے بیٹا! جان کی ڈھال بنا لے، تلوار کو چھوڑ ‏— جو بے سر تھا اُس نے اِس شاہ سے سر کو بچا لیا

آں سلاحت حیلہ و مکرِ تو است ‏— ہم ز تو زائید و ہم جانِ تو خست

وہ تیرے ہتھیار تیرا حیلہ اور مکر ہیں ‏— جو تجھ سے ہی پیدا ہوئے اور تیری ہی جان کو زخمی کر دیا

چوں نکردی ہیچ سودے زیں حیل ‏— ترکِ حیلت کن کہ پیش آید دُوَل

جب تو نے اِن حیلوں سے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا ‏— حیلے چھوڑ دے تاکہ دولتیں سامنے آئیں

---

[1] خوک۔ سور۔ روبہاں لومڑیاں ڈھول کے فربہ اور ہیبت کے کوتاہ شخص سے بے عقل لوگ ڈرتے ہیں۔ لا تقل یعنی اتنی پٹائی کرتے ہیں جو ناقابلِ بیان ہے۔ یہی صورت بنے ہوئے شیخوں کی ہے کہ عوام اُن کے دھوکے میں آ جاتے ہیں۔ سلاح۔ ہتھیار۔ مہیب۔ ہیبتناک۔ بیشہ۔ جھاڑی، جنگل۔ نجیب۔ اصل گھوڑا۔ تیر انداز بحکم۔ حکمی طور پر نشانہ پر تیر مارنے والا۔ من ضعیفم یعنی میرا جسم ہی بھاری بھرکم ہے اندر کچھ نہیں ہے۔

[2] نیش۔ تیر، ڈنک، برچھی۔ خوف۔ رجولیت۔ مردانگی، بہادری۔ آلتِ پیکار۔ جنگی ہتھیار جن کو استعمال کرنے کی اُن میں صلاحیت نہ تھی لہٰذا مرغوبان کیلئے اُن کی ظاہری حالت ہی تباہی کا سبب بنے گی۔

[3] گر بپوشی۔ اگر بزدل، میدان میں بہادری کے ہتھیار باندھ کر نہتا تو بیکار رہتا۔ جاں سپر کن۔ دنیا داروں کے مقابلہ میں دنیا داری کے ہتھیار رکھ دو، فریب سے سلح نہ ہو نجات پا جاؤ گے۔ ہم ز تو۔ مکر و فریب کا ہتھیار خود انسان کا پیدا کردہ ہے اور خود اُسی کی ہلاکت کا باعث ہے

چون یکے لحظہ نخوردی بر ز فن | ترکِ فن گوی طلب رَبُّ المِنَن
جبکہ حیلے سے تونے ایک لمحہ کیلئے پھل نہ کھایا | حیلے چھوڑ دے، اللہ کو طلب کر

چوں مبارک نیست بر تو ایں علوم | خویشتن گولی کن و بگذر ز شوم
جبکہ یہ فن تیرے لئے مبارک نہیں ہیں | اپنے آپ کو سادہ لوح بنالے اور بدبختی سے نکل جا

چوں ملائک گوئی لَا عِلْمَ لَنَا | یا الٰہی! غَیْرَ مَا عَلَّمْتَنَا
تو فرشتوں کی طرح کہدے ہمارے لئے علم نہیں ہے | اے خدا! سوائے اُس کے جو تونے سکھایا

حیلہ و مکر اندریں رہ سود نیست | ہر کہ شد مغرورِ عقل او کودنیست
اِس راستہ میں حیلہ اور مکر کا کوئی فائدہ نہیں ہے | جس نے عقل پر گھمنڈ کیا وہ بے وقوف ہے

یک حکایت بشنو اے صاحب قبول | در بیانِ جہل و عقلِ بو الفضول
اے صاحب قبول! ایک حکایت سُن لے | جہل اور فضول عقل کے بارے میں

قصۂ اعرابی و ریگ در جوال کردن و ملامت کردن آں فیلسوف اورا

ایک بدو اور اس کے بورے میں ریت بھرنے کا قصہ اور ایک عقلمند کا اس کو ملامت کرنا

یک عرابی بار کردہ اُشترے | یک جوالے زفت از دانہ پُرے
ایک بدو اونٹ پر لادے ہوئے | گیہوں کے دانوں کا ایک موٹا بورا لئے جا رہا تھا،

یک جوالِ دیگرش از ریگ پُر | ہر دو را او بار کردہ بر شتر
دوسرا ایک بورا ریتے سے بھرا ہوا | دونوں کو اس نے اونٹ پر لادا

او نشستہ بر سرِ ہر دو جوال | یک حدیث انداز کرد او را سوال
وہ دونوں بوروں پر بیٹھ گیا | ایک سوال کرنے والے نے اُس سے سوال کیا

از وطن پرسید و آوردش بگفت | و اندراں پرسش بسے دُرہا بسفت
اُس کا وطن پوچھا اور اسکو گویا کیا | اور اُس سوال میں بہت سے موتی پروتے

بعد ازاں گفتش کہ ایں ہر دو جوال | چیست آگندہ بگو مصدوقِ حال
اُس کے بعد اُس سے کہا کہ ان دونوں بوروں میں | کیا بھرا ہوا ہے؟ سچ کہنا

گفت اندر یک جوالم گندم ست | در دگر ریگے نہ قوتِ مردم ست
اُس نے کہا میرے ایک بورے میں گیہوں ہیں | دوسرے میں ریت ہے، انسانوں کی خوراک نہیں ہے

گفت تو چوں بار کردی ایں رمال | گفت تا تنہا نماند آں جوال
اُس نے کہا تونے یہ ریت کیوں لادا ہے؟ | اُس نے کہا تاکہ یہ دوسرا بورا اکیلا نہ رہے

---

۱ چوں یکے لحظہ۔ انسان کی مکاری ایک منٹ کے لئے بھی انسان کے لئے مفید نہیں ہے۔ ربّ المنن اللہ تعالیٰ۔ ایں علوم۔ یعنی دنیا طلبی کے مکر و فریب۔ گول۔ بیوقوف۔ شوم۔ یعنی مکر و فریب۔ اندریں رہ۔ دین اور آخرت کے معاملہ میں محض عقل سے رہنمائی حاصل نہیں ہو سکتی ہے، بیکار عقل سے جہل بہتر ہے۔ آئندہ مولانا جو قصہ نقل فرما رہے ہیں اُس کا خلاصہ یہی ہے۔

۲ جوال۔ بورا، گون جس میں سامان بھر کر چوپایوں پر لادا جاتا ہے۔ فیلسوف۔ حکیم، دانا۔ بُر۔ گیہوں۔ ریگ۔ ریت۔ حدیث انداز۔ بات کو شروع کرنے والا۔

۳ از وطن۔ یعنی اُس بدو سے اُس کا وطن دریافت کیا۔ آوردش بگفت۔ اُس کو ہمکلام بنایا۔ و اندراں۔ یعنی یہ باتیں بہت بہتر انداز سے کیں۔ مصدوق۔ سچی بات کرنے والا۔ قوت۔ روزی، خوراک۔ رمال۔ ریت۔ تنہا نماند۔ دو برابر کے بورے لادے جاتے ہیں تاکہ توازن قائم رہے۔

گفت[1] نیم گندم آں تنگ را
اُس نے کہا اِس بورے کے آدھے گیہوں
در دگر ریز از پئے پاسنگ را
توازن کے لئے دوسرے بورے میں کرے

تا سُبک گردد جُوال وہم شتر
تاکہ بورے اور اونٹ ہلکے ہو جائیں
گفت شاباش اے حکیم واہلِ حُر
اُس نے کہا اے دانا اور اہل اور شریف تجھے شاباش ہے

ایں چنیں فکرِ دقیق ورایِ خوب
ایسی لطیف سمجھ اور بہتر رائے
تو چنیں عُریاں پیادہ در لغوب
تو ننگا اور پاپیادہ تھکن میں ہے

رحمش[2] آمد بر حکیم و عزم کرد
دانا پر اُس کو ترس آگیا اور اُس نے ارادہ کرلیا
کِش بر اُشتر برنشاند نیک مرد
کہ وہ اُس بھلے آدمی کو اونٹ پر بٹھالے

باز گفتش اے حکیمِ خوش سخن
پھر اُس نے اُس سے کہا اے شیریں کلام دانا!
شمّہ از حالِ خود ہم شرح کُن
کچھ اپنی حالت کی تفصیل بھی بتا

اینچنیں عقل وکفایت کہ تراست
ایسی عقل اور لیاقت جو تجھے (حاصل) ہے
تو وزیری یا شہی برگوئی راست
سچ بتا تو وزیر ہے یا بادشاہ ہے؟

گفت ایں ہر دو نیَم از عامہ ام
اُس نے کہا میں دونوں نہیں ہوں، عوام میں سے ہوں
بنگر اندر حال و اندر جامہ ام
میری حالت اور میرا لباس دیکھ لے

گفت اُشتر چند داری چند گاؤ
اُس نے کہا تیرے پاس کتنے اونٹ اور کتنی گائیں ہیں
گفت نے ایں و نہ آں ما را مکاؤ
کہا نہ یہ ہے نہ وہ ہے ہمیں (زیادہ) نہ کرید

گفت رختت چیست بارے در دکاں
اُس نے کہا ہاں تو تیری دکان میں کیا سامان ہے؟
گفت ما را کو دُکان و کو مکاں
کہا ہماری دکان کہاں ہے اور ہمارا مکان کہاں ہے؟

نیست قُوت و نے رُخوت[3] و نے قماش
نہ کھانا ہے اور نہ لباس اور نہ اسباب
نے متاع و نیست مطبخ نیست آش
نہ گذارا ہے اور نہ مطبخ، نہ دلیا

گفت پس از نقد پرسم نقد چند
اُس نے کہا تو میں نقد (کے بارے میں) پوچھتا ہوں کتنا نقد ہے؟
کہ توئی تنہا رو و محبوب پند
کیونکہ تو اکیلا چل رہا ہے اور پیاری نصیحت کرنیوالا ہے

کیمیائے مسِ عالم با تو است
دنیا کے تانبے کی کیمیا تیرے پاس ہے
عقل و دانش را گہر تو بر تو است
عقل اور سمجھ کے موتی تہ بر تہ ہیں

گنجہا بنہادہ باشی بر مکاں
مکان پر تو نے خزانے جمع کر رکھے ہوں گے
نیست عاقل تر ز تو کس در جہاں
تجھ سے زیادہ عقلمند دنیا میں کوئی نہیں ہے

---

[1] گفت۔ اُس عقلمند نے کہا بجائے اِس کے کہ دوسرے بورے میں ریت بھر کر توازن قائم کیا جائے یہ کرے کہ اِس بورے کا آدھا گیہوں دوسرے بورے میں بھرے توازن ہو جائیگا اور بوجھ بھی ہلکا ہوجائیگا۔ شاباش۔ بدّو کی عقل میں یہ ترکیب نہ آئی تھی بہت خوش ہوا اور اُس کی تعریف کرنے لگا۔ تو چنیں۔ پھر بدّو نے کہا اِس عقل و ذہانت کے باوجود تو ننگا اور پیادہ کیوں ہے لغوب۔ تھکن۔

[2] رحمش۔ بدّو کو اُس دانا پر ترس آیا۔ شمّہ۔ یعنی بدّو نے اُس سے کہا اپنے کچھ احوال بتا۔ کفایت۔ یعنی بڑے کاموں کو تنہا انجام دینے کی صلاحیت۔ وزیری۔ یعنی تو وزیر ہے یا بادشاہ ہے اِس عقل کے ساتھ یہی تعجب ہے۔ مکاؤ۔ کھود کرید نہ کر۔ رختت۔ یعنی مگر بادشاہ اور وزیر نہیں ہے تو تاجر ہوگا۔

[3] رخوت۔ رخت کی جمع، لباس۔ آش۔ ہریلا کھانا، کھانا۔ کیمیا۔ یعنی عقل و دانش جھجہا۔ تو نے اپنی عقل و دانش سے بہت کچھ کمایا ہوگا۔

گفت واللہ نیست یا وجہ العرب؎۱
اس سے کہا خدا کی قسم اے عرب کے سردار! نہیں ہے
در ہمہ مِلکم وُجوہ قوتِ شب
میری ساری ملکیت میں رات کا گذارا

پابرہنہ تن برہنہ می رَوَم
ننگے پیر، ننگے بدن گھومتا ہوں
ہر کہ نانے می دہد آنجا رَوَم
جو روٹی دے دیتا ہے وہاں چلا جاتا ہوں

مَر مرا زیں حِکمت و فضل و ہُنر
مجھے اس دانائی اور فضیلت اور ہُنر سے
نیست حاصل جُز خیال و دردِ سَر
سوائے خیال اور دردِ سَر کے کچھ حاصل نہیں ہے

پس عرب گفتش کہ شو دُور از برم
تو بدو نے اس سے کہا میرے پاس سے دُور ہو
تا نہ بارد شومیِ تو بر سَرم
تاکہ تیری بدبختی میرے سَر پر نہ برس پڑے

دُور بَر آں حِکمتِ شومت زِمَن
اپنی منحوس دانائی کو مجھ سے دُور لے جا
نُطقِ تو شوم ست بر اہلِ زَمَن
زمانہ والوں پر تیری باتیں بھی بدبختی ہیں

یا تو آں سُو رو من ایں سُو می رَوَم؎۲
یا تو اُدھر جا اور میں اِدھر جاؤں
وَر تُرا رہ پیش من واپس شوم
اور اگر تجھے آگے جانا ہے تو میں واپس ہوتا ہوں

یک جُوالم گندم و دیگر زِ ریگ
میرا ایک گیہوں کا بورا اور دوسرا ریت کا
بہ بُود زیں حیلہائے مُردہ ریگ
ان ذلیل تدبیروں سے بہت اچھا ہے

کیں جُوال گندم و ریگم یقیں
کیونکہ میرے گیہوں اور ریت کا بورا یقیناً
بہ بُود زاں حِکمتِ تو اے مَہیں
اے ذلیل! تیری دانائی سے بہتر ہوگا

احمقی ام بس مبارک احمقی ست
میری بیوقوفی بہت مبارک بے وقوفی ہے
کہ دلم با برگ و جانم مُتقی ست
کہ میرا دل صاحبِ ساز و سامان ہے اور جان محفوظ ہے

گر تو خواہی ایں شقاوت کم شود؎۳
اگر تو چاہتا ہے کہ یہ بدبختی کم ہو جائے
جہد کُن تا از تو حِکمت کم شود
تو کوشش کر کہ تیری دانائی کم ہو جائے

ق

حِکمتے کز طبع زاید وز خیال
وہ دانائی جو خیال اور طبیعت سے پیدا ہو
حِکمتے بے فیضِ نورِ ذوالجلال
وہ دانائی جو اللہ تعالیٰ کے نور سے بے فیض ہو

حِکمتِ دنیا فزاید ظن و شک
دنیا کی سمجھ ظن اور شک بڑھاتی ہے
حِکمتِ دینی بَرد فوقِ فلک
دین کی سمجھ آسمان پر لے جاتی ہے

رُوبہانِ زیرکِ آخر زماں
آخری زمانہ کی چالاک لومڑیوں نے
بر فزودہ خویش بر پیشنیاں
اپنے آپ کو اگلوں سے بڑھا رکھا ہے

؎۱ وجہ العرب۔ عرب کے سردار۔ قوت۔ گذارے کا سامان۔ پابرہنہ ننگے پیر اور ننگے بدن مارا مارا پھرتا ہوں جدھر روٹی کی اُمید ہوتی ہے اُدھر چلا جاتا ہوں۔ بُرم۔ پہلو۔ شومی۔ اس عقل کے ہوتے ہوئے اتنا افلاس بدبختی کی دلیل ہے۔ دور برجا۔ دور لیجا۔

؎۲ یا تو آں سو۔ جدھر تو جائیگا میں اُدھر نہ جاؤں گا۔ غرضیکہ تیرا ساتھ مجھے گوارا نہیں ہے۔ یک جوالم۔ یعنی میری وہ بیوقوفی تیری اس عقلمندی سے بدرجہا بہتر ہے۔ مُردہ ریگ۔ ناکارہ۔ مَہین۔ ذلیل۔ مُتقی۔ یعنی مصائب سے بچنے والی۔

؎۳ گر تو خواہی۔ تیری عقل و دانائی ہی بدبختی کا سبب ہے تو اپنی دانائی کو کم کرلے تاکہ بدبختی کم ہو جائے۔ حکمتے یعنی وہ چالاکی اور دانائی جو طبعزاد ہو اور اللہ کے نور سے بے فیض ہو وہی بدبختی کا سبب بنتی ہے حکمت دینی۔ دین کی فطانت اور سمجھ انسان کے عروج کا سبب ہے۔ روبہان۔ یعنی یہ فلاسفہ جو محض اپنے عقلی تخمینوں کی وجہ سے متقدمین کی تحمیق کرتے ہیں۔

روبہانِ زیرکِ صاحب کمال
صاحبِ کمال، چالاک لومڑیوں نے

بر فزودہ خویش را از اصحابِ حال[1]
اصحاب حال پر اپنے آپ کو بڑھا رکھا ہے

حیلہ آموزاں جگرہا سوختہ
حیلہ بازوں نے، جگر جلا کر

حیلہا و مکرہا آموختہ
حیلے اور مکر سیکھے ہیں

صبر و ایثار و سخائے نفس و جود
صبر اور ایثار اور نفس کی سخاوت اور بخشش

باد دادہ کاں بود اکسیر سود
کو برباد کر دیا جو نفع کی اکسیر ہوتی ہے

فکر آں باشد کہ بکشاید رہے
سمجھ تو وہ ہے جس سے راستہ کھلے

راہ آں باشد کہ پیش آید شہے
راستہ وہ ہے کہ کوئی شاہ سامنے آئے

شاہ[2] آں باشد کہ از خود شہ بود
شاہ وہ ہوتا ہے جو خود شاہ ہو

نے بمخزنہا و لشکر شہ بود
نہ کہ خزانوں اور لشکر کی وجہ سے شاہ ہو

تا بماند شاہی او سرمدی
تاکہ اُس کی شاہی ابدی رہے

ہمچو عز و ملکِ دینِ احمدی
جیسے دینِ احمدی کی بادشاہی اور عزت

تا قیامت نیست شرعش را زوال
قیامت تک اُن کی شریعت کو زوال نہیں ہے

گشتہ دور از ملکِ او عین الکمال
نظرِ بد اُن کی سلطنت سے دور ہے

کرامات[3] سلطانِ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ بر لبِ دریا
دریا کے کنارے پر سلطان ابراہیم ابن ادہم رحؒ کی کرامات

ہم ز ابراہیم ادہمؒ آمدست
ابراہیم (ابن) ادہمؒ کے بارے میں منقول ہے

کو زراہے بر لبِ دریا نشست
کہ وہ ایک راستہ پر ایک دریا کے کنارے بیٹھے تھے

دلقِ خود می دوخت آں سلطانِ جاں[4]
وہ روحانی بادشاہ اپنی گدڑی سی رہے تھے

یک امیرے آمد آنجا ناگہاں
اچانک اُس جگہ ایک سردار آ گیا

آں امیر از بندگانِ شیخ بود
وہ امیر شیخ کے نوکروں میں سے تھا

شیخ را بشناخت سجدہ کرد زود
اُس نے شیخ کو پہچان لیا بہت جلد سجدہ کیا

شکلِ دیگر گشت خلق و خُلقِ او
اُس کی جسمانی اور اخلاقی حالت بدل گئی

خیرہ شد در شیخ و اندر دلقِ او
شیخ اور اُن کی گدڑی کے بارے میں حیران ہو گیا

کو رہا کرد آنچناں ملکِ شگرف
کہ اُنھوں نے ایسی عجیب سلطنت چھوڑ دی

برگزید ایں فقر و بس باریک حرف
اس فقیری کو اختیار کر لیا جو بہت باریک حرف

لہ اصحابِ حال۔ یہ لوگ حقائق کا مشاہدہ کرتے ہیں محض ظن و تخمین سے کام نہیں لیتے ہیں۔ حیلہ آموزاں۔ محض دنیا کمانے کے حیلے اور تدبیریں جگر سوزی سے حاصل کی ہیں۔ صبر و ایثار۔ علوم خداوندی سے اخلاقِ حسنہ پیدا ہوتے ہیں اور وہ اصل فائدہ ہیں جس کو انھوں نے برباد کر دیا ہے۔ فکر۔ دنیوی معاش کی تدبیر اور فکر بے حقیقت ہے تدبیر اور فکر تو وہ ہے جس سے کسی شیخ کی طرف راہ نمودار ہو جو حقیقی شاہ ہے۔

ہے شاہ۔ دنیوی بادشاہ تو لشکر اور خزانے کے ذریعہ شاہی کرتے ہیں۔ شیخ وہ شاہ ہے جس کو اپنی شاہی کے لئے اِن چیزوں کی ضرورت نہیں۔ تا بماند۔ شیوخ کی شاہی لازوال ہے جیسا کہ دینِ احمدی کی عزت اور سلطنت لازوال ہے۔ گشتہ۔ اسکو نظرِ بد نہیں لگ سکتی۔ کرامات۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ شیوخ کی بادشاہت دنیاوی شاہوں سے بڑھ کر ہے۔ ابراہیمؒ یعنی ادہم کے بیٹے ایک دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے اپنی پھٹی ہوئی گدڑی سی رہے تھے۔

ہے سلطان جاں۔ یعنی روحانی شاہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ۔ امیر۔ سردار۔ سجدہ کرد۔ تعظیمی سجدہ جس کا بادشاہوں کے درباروں میں رواج تھا جو شرعی اعتبار سے ناجائز ہے۔ خیرہ شد۔ اُس نے اس سے پہلے حضرت ابراہیمؒ کا شاہی ٹھاٹ باٹ دیکھا تھا، تو اس حالت کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ باریک حرف جس کی تحریر میں ظاہری نشان و شوکت نہیں ہوتی ہے اور اس پر عبور دشوار ہوتا ہے یہی حال فقر اور تصوف کا ہے۔

ترک کرد او ملکِ هفت اقلیم[1] را
انھوں نے ساتوں اقلیم کی سلطنت کو چھوڑ دیا

می زند بر دلق سوزن چوں گدا
فقیروں کی طرح گدڑی پر سوئی چلا رہے ہیں

ملکِ هفت اقلیم ضائع می کند
ساتوں اقلیم کی سلطنت کو برباد کر رہے ہیں

چوں گدا بر دلق سوزن می زند
فقیروں کی طرح گدڑی پر سوئی چلا رہے ہیں

شیخ واقف گشت از اندیشه اش
اس کے اس خیال سے شیخ آگاہ ہو گئے

شیخ چوں شیر ست و دلها بیشه اش
شیخ شیر کی طرح ہے اور دل اس کے جنگل ہیں

چوں رجا و خوف در دلها رواں
دلوں میں امید اور ڈر کی طرح رواں ہے

نیست مخفی بر وے اسرارِ نهاں
اس پر چھپے ہوئے راز پوشیدہ نہیں ہیں

دل نگهدارید اے بے حاصلاں
اے مفلسو! دل کی حفاظت رکھو

در حضورِ حضرتِ صاحب دلاں
اہلِ دل کی مجلس کی حاضری میں

پیشِ اهلِ تن ادب بر ظاهر ست
اہلِ ظاہر کے سامنے ظاہری ادب ضروری ہے

که خدا ز ایشاں نهاں را ساتر ست
کیونکہ خدا اُن سے رازوں کو پوشیدہ رکھنے والا ہے

پیشِ اهلِ دل ادب بر باطن ست
اہلِ دل کے سامنے باطنی ادب ضروری ہے

زانکه دلشاں بر سرائر فاطن ست
کیونکہ اُن کا دل باطنی احوال پر ٹکنے والا ہے

تو بعکسے[2] پیشِ کوراں بهرِ جاه
تو بالعکس اندھوں کے سامنے رتبہ کی خاطر

با حضور آئی نشینی پایگاه
حضور (دل) کے ساتھ آتا ہے اور اعلیٰ جگہ بیٹھتا ہے

پیشِ بینایاں کنی ترکِ ادب
بیناؤں کے سامنے تو ادب کو ترک کر دیتا ہے

نارِ شهوت را از آں گشتی حطب
اسی لئے تو شہوت کی آگ کا ایندھن بنا ہے

چوں[3] نداری فطنت و نورِ هدیٰ
چونکہ تو سمجھ اور ہدایت کا نور نہیں رکھتا ہے

بهرِ کوراں روی را می زن جلا
اندھوں کے لئے چہرے کو مانجھتا رہ

پیشِ بینایاں حدث بر روی مال
بیناؤں کے سامنے چہرے پر پلیدی مل لے

ناز کم کن با چنیں گندیده حال
اس گندی حالت پر فخر نہ کر

شیخ سوزن زود در دریا فگند
شیخ نے فوراً سوئی دریا میں پھینک دی

خواست سوزن را بآوازِ بلند
(پھر) زور سے سوئی مانگی

فخر نہیں ہے شیخ۔ چونکہ اُس امیر نے روحانی شاہی کو کمتر سمجھا تھا لہٰذا اُس کی اصلاح کے لئے یہ کرامت دکھائی کہ اپنی سوئی اُس دریا میں پھینک دی جس کے کنارے بیٹھے تھے اور پھر آوازِ بلند اُس سوئی کو مانگا۔

---

[1] ہفت اقلیم۔ حضرت ابراہیم ادہمؒ نے بہت بڑی سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی۔ شیخ واقف گشت۔ بزرگانِ دین لوگوں کے قلبی وساوس کو تاڑ جاتے ہیں وہ بنور غیب کے ہیں اور لوگوں کے قلوب اُنکی نگاہ میں ہیں۔ چونکہ جس طرح اُمید و بیم قلب میں سرایت کرتے ہیں اسی طرح شیوخ بھی لوگوں کے قلوب میں رواں دواں رہتے ہیں اور چھپے ہوئے وسوسوں کو جان جاتے ہیں۔ دل نگہدارید بزرگوں کے سامنے جاکر دل میں بُرے وسوسے نہ لانے چاہئیں۔ بے حاصل۔ وہ شخص جس کو روحانی دولت نہیں ملی۔ اہلِ تن۔ جن کا مطلب ظاہر ہیں اُنکے سامنے تو ظاہر کو مؤدب رکھنا ضروری ہے اہلِ باطن کے سامنے باطن کو مؤدب رکھنا ضروری ہے فاطن بمعنی ساکن۔

[2] تو بعکسے۔ لیکن عام لوگ اسکے بالعکس معاملہ کرتے ہیں ظاہری شاہوں کے سامنے اخلاص سے جاتے ہیں اور بزرگوں کی مجلس میں فاسد خیالات لیکر جاتے ہیں۔ کوراں۔ یعنی باطن کے اندھے۔ بینایاں۔ وہ شیوخ جنکو باطنی بصیرت حاصل ہے حطب۔ ایندھن۔

[3] چوں نداری۔ اگر تو کور باطن ہے تو کور باطنوں کی مجلس میں منہ پر رونق بنا کر جا۔ پیشِ بینایاں۔ اگر تو کور باطن ہے تو بزرگوں کے سامنے منہ پر اور گندگی لگا کر جا۔ ناز کم کن لیکن یہ تیری حالت تیرے لئے باعثِ

صد ہزاراں ماہیِ اَللّٰہیے
لاکھوں خدائی مچھلیاں

سوزنِ زر بر لبِ ہر ماہیے
ہر مچھلی ہونٹوں میں سونے کی سوئی دبائے ہوئے

سوزنِ زرّیں دراں دندانِ او
سونے کی سوئی اُس کے دانتوں میں

کہ بگیر اے شیخ سوزِ نہائے ہو
کہ اے شیخ! اللہ کی سوئیاں لے لے

سَر بر آوردند از دریائے حق
اللہ (تعالیٰ) کے دریا سے اُنھوں نے سَر اُبھارا

کہ بگیر اے شیخ سوزنہائے حق
کہ اے شیخ! اللہ کی سوئیاں لے لے

گفت الٰہی سوزنِ خود خواستم
اُس شیخ نے کہا میرے خدا میں نے اپنی سوئی مانگی ہے

وادہ از فضلت نشانِ راستم
اپنی مہربانی سے مجھے ٹھیک نشانی دکھادے

ماہیے دیگر بر آمد در زماں
فوراً ایک دوسری مچھلی برآمد ہوئی

سُوزنِ اُو را گرفتہ در دہاں
اُن کی سوئی منہ میں لئے ہوئے

رُو بدو کردو بگفتش اے امیر
اُسکی طرف رُخ کیا اور کہا، اے سردار!

مُلکِ دل بہ یا چناں مُلکِ حقیر
دل کی بادشاہی اچھی ہے یا وہ حقیر سلطنت

ایں نشانِ ظاہر ست ایں ہیچ نیست
یہ ظاہر کی نشانی ہے اور یہ کچھ نہیں ہے

باطنے جوی و بظاہر بر مایست
باطن کی جستجو کر اور ظاہر پر نہ ٹھہر

سوئے شہر از باغ شاخے آورند
شہر کیجانب باغ سے ایک شاخ لاتے ہیں

باغ و بُستاں را کجا آنجا برند
باغ اور بُستاں کو وہاں کہاں لے جاتے ہیں

خاصہ باغے کاں فلک یک برگِ اوست
خصوصاً وہ باغ کہ یہ آسمان اُسکا ایک پتہ ہو

بلکہ آں مغز ست وایں عالم چو پوست
بلکہ وہ گودا ہے اور یہ عالم چھلکے کی طرح ہو

بر نمیداری سُوئے آں باغ گام
اگر، تو اُس باغ کی طرف قدم نہیں اُٹھاتا ہے

بُوئے افزوں جوی و کُن دفعِ زکام
تو بڑھی ہوئی خوشبو کی جستجو کر اور زکام کو دفع کر

تا کہ آں بُو جاذبِ جانت شود
تاکہ وہ خوشبو تیری رُوح کی کشش کا سبب بنجائے

تا کہ آں بُو نورِ چشمانت شود
تاکہ وہ خوشبو تیری آنکھوں کا نور بن جائے

تا کہ آں بُو سوئے بُستانت کشد
تاکہ وہ خوشبو تجھے باغ کی طرف کھینچے

وانماید مر ترا راہِ رَشد
تیرے لئے ہدایت کا راستہ نمودار کردے

چشمِ نابینات را بینا کُند
تیری اندھی آنکھوں کو بینا بنادے

سینہ ات را سینۂ سینا کُند
تیرے سینے کو (کوہِ) سینا کا سینہ بنادے

لہ صد ہزاراں۔ لاکھوں مچھلیاں سونے کی سوئیاں ہونٹوں میں دبائے دریا سے نمودار ہو گئیں۔ گفت۔ شیخ ابراہیم نے فرمایا اے خدا میں تو صرف اپنی سوئی چاہتا ہوں نہ کہ سب۔ وادہ۔ لہٰذا مجھے اپنی مہر کی سچی نشانی ظاہر فرمادے تاکہ۔ ماہیے دیگر۔ ان مچھلیوں کے علاوہ ایک اور مچھلی نمودار ہوئی جس کے منہ میں شیخ کی سوئی تھی۔ رُو بدو کرد۔ تب شیخ ابراہیم نے اس سردار سے کہا۔ ملک۔ یعنی دنیوی شاہی۔ باطنے جو۔ یعنی روحانی شاہی کا طالب بن ظاہری شاہی پر اکتفا نہ کر۔ سوئے شہر۔ دنیا کی مثال ایک شہر کی سی ہے اور عالمِ غیب ایک باغ ہے جس کا تھوڑا سا حصہ اس دنیا میں دکھا دیا گیا ہے۔ باغ میں سے چند پھولدار شاخیں شہر میں لائی جاتی ہیں۔ خاصہ باغے۔ اس دنیا کا آسمان بھی اس باغ کا ایک پتہ ہے۔ بلکہ۔ عالمِ غیب مغز ہے اور عالم، دنیا اس کا چھلکا ہے۔ بر نمیداری۔ عالمِ غیب کے باغ میں اگر قدم نہیں پہنچتا ہے تو اس کی خوشبو حاصل کرلیجائے اور اس میں زکام کو دفع کیا جائے جو خواہشِ نفسانی کی وجہ سے قوتِ شامہ پر طاری ہوگیا ہے۔ تا کہ آں بو۔ جب عالمِ غیب کی خوشبو سونگھے گا تو روح عالمِ غیب کی طرف کھنچے گی اور وہ خوشبو آنکھوں کیلئے نورِ بصیرت بنجائیگی اور عالمِ غیب کی راہ نمودار ہوگی۔

سینہ ات۔ سالک کا سینہ طورِ سینا بن جائیگا کہ اس پر تجلیاتِ رب کا ظہور ہوگا۔

گفت یوسف ابنِ یعقوبِ نبی
حضرت یعقوب نبی کے بیٹے حضرت یوسف نے فرمایا
بہرِ بو اَلقُوا عَلیٰ وَجہِ اَبی
خوشبو کے لئے میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو

بہرِ ایں بو گفت احمدؐ در عظات
اسی خوشبو کیلئے احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحتوں میں فرمایا
دائماً قُرَّۃُ عَینِی فِی الصَّلوٰۃ
ہمیشہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے

پنج حِس در ہمدگر پیوستہ اند
پانچوں حواس ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں
رُستہ ایں ہر پنج از اصلِ بُلند
ایک بلند جڑ سے یہ پانچوں اُگے ہیں

قُوتِ یک قُوتِ باقی شود
ایک کی خوراک بقیہ کے لئے قوت بن جاتی ہے
مابقی را ہر یکے ساقی بُود
باقی میں سے ہر ایک کو سیراب کرنے والی ہو جاتی ہے

دیدنِ دیدہ فزاید عشق را
آنکھ کا دیکھنا عشق کو بڑھاتا ہے
عشق در دیدہ فزاید صدق را
عشق، آنکھوں میں صدق کو بڑھاتا ہے

صدق بیداریِ ہر حِس می شود
صدق، ہر حس کی بیداری بن جاتا ہے
حِس ہا را ذوق مُونِس می شود
حواس کے لئے ذوق دوست بن جاتا ہے

آغاز منوّر شدنِ حواسِ عارف بنورِ غیب بین

غیب کو دیکھنے والے نور سے عارف کے حواس کے باخبر ہونے کا آغاز

چوں یکے حِس در رَوِش بکشاد بند
جب ایک حس نے رفتار میں بندش کو کھول دیا
مابقی حِس ہا ہمہ مُبدَل شوند
باقی حواس سب بدل جاتے ہیں

چوں یکے حِس غیرِ محسوسات دید
جب ایک حس نے غیر محسوس کو دیکھا
گشت غیبے بر ہمہ حِس ہا پدید
تو غیب ہر حس پر ظاہر ہو جاتا ہے

چوں ز جُو جست از گلہ یک گوسفند
جب ریوڑ میں سے ایک بکری نہر کو کود جائے
پس بیاپے جملہ زانسو بر جہند
تو سب پے درپے اسی جانب کود جاتی ہیں

گوسفندانِ حواست را براں
تو اپنے حواس کی بکریوں کو ہانک
در چرا از اَخرَجَ المَرعیٰ چراں
اَخرَجَ المَرعیٰ کی چراگاہ میں چرا

ہو تو اس سے دیگر جملہ حواس متاثر ہوتے ہیں اور انھیں بھی محبوب کا ذوق پیدا ہو جاتا ہے۔ چوں یکے حس۔ جب ایک لطیفہ ... سے آزاد ہو جاتا ہے تو بقیہ لطائف میں بھی تبدیلی آ جاتی ہے۔ غیر محسوسات۔ ایک لطیفہ کو عالم غیب کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے تو بقیہ لطائف بھی عالم غیب کا ادراک شروع کر دیتے ہیں۔ چوں ز جو۔ ایک لطیفہ سے دوسرے لطائف کو ... حاصل کرنے کی مثال ہے کہ ریوڑ میں سے ایک بکری اگر نہر میں کود جاتی ہے تو بقیہ بکریاں بھی نہر کود جاتی ہیں۔ گوسفندان۔ سالک کو چاہیئے کہ اپنے لطائف کی بکریوں کو عالم غیب کی چراگاہ میں چرائے اور لطائف کیلئے اس عالم سے ... روحانی غذا حاصل کرے۔ اخرج المرعیٰ۔ اس خدا نے چراگاہ پیدا فرمائی مراد ہے چراگاہ سے عالم غیب کی چراگاہ مراد لی ہے۔

ل۔ گفت یوسف جبکہ حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کے فراق میں روتے روتے نابینا ہو گئے تھے تو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے ذریعہ اپنی قمیص بھیجی تھی اور کہا تھا کہ اس کو حضرت یعقوبؑ کے چہرے پر ڈال دینا۔ مولانا فرماتے ہیں اس قمیص میں وہی عالم غیب کی خوشبو تھی جس کے اثر سے حضرت یعقوبؑ کی بینائی لوٹ آئی تھی۔ بہر ایں۔ یہی عالم غیب کی خوشبو تھی جو آنحضورؐ کو نماز کی حالت میں محسوس ہوتی تھی جس کی وجہ سے آنحضورؐ نے فرمایا میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز ہے۔

ل۔ پنج حِس یعنی لطائف ستہ قلب، روح، نفس، سر، خفی، اخفیٰ۔ چونکہ بعض صاحبان نے نفس کو روح کے تابع مانا ہے اسلئے ان کو پانچ کہدیا ہے۔ اگر سالک ایک لطیفے کو مستقل بنا لیتا ہے تو دوسرے لطائف بھی تصفیہ قبول کر لیتے ہیں۔ اگر ایک کو غذا حاصل ہوتی ہے تو بقیہ لطائف کے لئے بھی وہ قوت کا سبب بن جاتی ہے مثلاً لطیفہ قلب کو ذکر کی غذا حاصل ہوتی ہے تو یہ دوسرے لطائف کے لئے باعث تقویت ہے۔ دیدن دیدہ۔ ایک لطیفہ کے تاثر سے دوسرے لطائف کے متاثر ہونے کی مثال ہے۔ آنکھ متاثر ہوتی ہے تو اس سے دل متاثر ہو جاتا ہے اور اس میں کیفیت عشق پیدا ہو جاتی ہے جس سے صدق اور خلوص پیدا ہو جاتا ہے۔

ل۔ صدق۔ عشق سے ... پیدا

تا در آنجا سنبل و ریحاں چرند — تا بہ گلزارِ حقائق[1] رہ برند

تاکہ وہاں وہ سنبل و ریحان چریں — تاکہ حقیقتوں کے چمن کی طرف راستہ پائیں

ہر حسے پیغمبرِ حس ہا شود — تا یکایک سوئے آں جنت رود

تیری ہر حس (باقی) حواس کے لئے پیغامبر بن جائے — تاکہ فوراً اس جنت کی طرف چل جائے

حس ہا با حسِ تو گویند راز — بے حقیقت بے زبان و بے مجاز

حواس تیری حس سے راز کہہ دیں گے — بغیر زبان اور بغیر حقیقت و مجاز کے

کیں حقیقت قابلِ تاویلہاست — ویں توہم مایۂ تخییلہاست

کیونکہ یہ حقیقت تاویلوں کے قابل ہے — اور یہ توہم خیالات کا سرمایہ ہے

آں حقیقت را کہ باشد از عیاں — ہیچ تاویلے نگنجد در میاں

وہ حقیقت جو مشاہدہ سے حاصل ہو — اس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے

چونکہ[2] ہر حس بندۂ حسِ تو شد — مر فلکہا را نباشد از تو بد

جب ہر حس تیرے حس کی غلام ہو گئی — تو آسمانوں کے لئے بھی، تیرے سوا چارہ نہیں

چونکہ[3] دعویٰ میرود در ملکِ پوست — مغز آں را کہ بود قشر آں اوست

جب چھلکے کی ملکیت میں جھگڑا ہے — مغز جس کی ملکیت ہوگا، چھلکا اسی کی ملکیت ہوگا

چوں تنازع در فتد در تنگِ کاہ — دانہ آں کیست آں را کن نگاہ

جب گھاس کے گٹھر میں جھگڑا ہو — دانہ کس کا ہے اس کو دیکھ لے

پس فلک قشرست و نورِ روح مغز — ایں پدیدست آں خفی زیں لغز و ملغز

تو آسمان چھلکا ہے اور روح کا نور مغز ہے — یہ کھلا ہے وہ (نورِ روح) چھپا ہوا ہے اس سے لغزش نہ کھا

جسم ظاہر روح مخفی آمدست — جسم ہمچوں آستیں جاں ہمچو دست

جسم ظاہر ہے، اور روح چھپی ہوئی ہے — جسم آستین کی طرح ہے جان ہاتھ کی طرح ہے

باز عقل از روح مخفی تر بود — حس بسوئے روح زوتر رہ برد

پھر عقل، روح سے زیادہ پوشیدہ ہے — حس روح کی جانب جلد راہ یاب ہوتی ہے

جنبشے بینی بدانی زندہ است — ایں ندانی تو ز عقل آگندہ است

تو حرکت کو دیکھتا ہے سمجھ جاتا ہے کہ وہ زندہ ہے — تو نہیں جانتا کہ وہ عقلمند ہے

[1] حقائق۔ یعنی معرفتِ خداوندی کے حقائق۔ ہر حسے۔ ہر لطیفہ دوسرے لطائف کے لئے معارف جنت کی پیغامبری کا کام دینے لگے۔ حس ہا۔ جب لطائف سب مستفیض ہو جاتے ہیں تو مُریدین اور مسترشدین کے لطائف بغیر لفظی گفتگو کے جس میں حقیقت اور مجاز اور زبان کا استعمال نہیں ہوتا ہے شیخ کے لطائف سے اپنا راز کہہ دیتے ہیں۔ کیں حقیقت۔ لفظی عبارت جس میں حقیقت اور مجاز کا استعمال ہوتا ہے اس میں تو تاویل کی گنجائش ہوتی ہے لیکن لطائف کی باہمی گفتگو میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی کیونکہ یہاں نفس الامر مشاہدہ ہوتا ہے۔

[2] چونکہ ہر حس۔ جبکہ دوسروں کے حواس شیخ کے حواس کے تابع ہو گئے تو آسمان و زمین تک شیخ کے تابع ہو جائیں گے۔

[3] چونکہ دعویٰ۔ اگر چھلکے میں دو شخصوں کا نزاع ہو تو چھلکا اُسی کی ملکیت قرار دیا جائے گا، مغز جس کی ملکیت میں ہے۔ آسمان کائنات کا چھلکا ہے تو جب کائنات کے قلوب کسی کے تابع ہوں تو لامحالہ آسمان بھی اُسکے تابع ہوگا۔ چوں تنازع۔ یہ دوسری مثال ہے اگر بھوسے پر جھگڑا ہو تو بھوسا اُسی کا قرار دیا جائیگا جو اُسکے اندر کے دانوں کا مالک ہوگا۔ پس فلک۔ چھلکا گودے پر ہوتا ہے اور اُس کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور ظاہر ہوتا ہے مغز اُسمیں چھپا ہوا ہوتا ہے دوسرا مصرعہ بھی اسی معنی کا ہے۔ جسم ظاہر۔ اب چند

چونکہ ظہور اور خفا کی نسبت سے میں روح عقل کے مراتب کا ذکر فرماتے ہیں۔ جسم اور روح کی وہی نسبت ہے جیسے آستین اور ہاتھ کی۔ عقل بہ نسبت روح کے مخفی ہونے میں فرق ہے عقل روح کے اندر ہے... مخفی ہے اسی لئے حس روح کی طرح پہچان جاتی ہے اور عقل کو دیر سے پہچانتی ہو جنبش کسی جسم میں حرکت دیکھتے ہو تو زندہ سمجھ جاتے ہو اور اُسمیں عقل ہو لیکن محض حرکت سے نفس کا پتہ نہیں لگا سکتے ہو۔

تاکہ[1] جنبشہائے موزوں سر کُند — جنبشِ مس رابدانش زر کُند
جب تک کہ وہ موزوں (اور مناسب) حرکتیں کرے — تانبے کو حرکت سے عقل کے ذریعہ سونا بنا دیتا ہے

زاں مناسب آمدن افعالِ دست — فہم آید مر ترا کہ عقل ہست
ہاتھ کے مناسب کاموں کی وجہ سے — تو سمجھتا ہے کہ عقل ہے

روحِ وحی از عقل پنہاں تر بود — زانکہ او غیبست واو زاں سر بود
وحی کی استعداد عقل سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے — اسلئے کہ وہ عالم غیب ہے ہم وہاں سے ہی ظہور میں آئی ہو

عقلِ احمدؐ از کسے پنہاں نشد — روحِ وحیش مدرکِ ہر جاں نشد
احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عقل کسی سے پوشیدہ نہ ہوئی — اُن کی وحی کی استعداد ہر انسان کو محسوس نہ ہوئی

روحِ[2] وحیی رامناسبہاست نیز — در نیابد عقل کاں آمد عزیز
وحی کی استعداد کے بھی آثار ہیں — عقل اُن کو نہیں سمجھتی ہے چونکہ وہ نادر ہیں

گہ جنوں بیند گہے حیراں شود — زانکہ موقوفست تا او آں شود
عقل کبھی اُن آثار کو جنون سمجھتی ہو کبھی حیران ہوتی ہے — کیونکہ یہ اس بات پر موقوف ہو کر (عقل، وہ (وحی کی استعداد) بنجائے

چوں مناسبہائے افعالِ خضرؑ — عقلِ موسیٰؑ بود در دیدش کدر
جیسا کہ حضرت (خضرؑ) کے افعال کی مناسبتیں — (حضرت) موسیٰؑ کی عقل اُن کو دیکھ کر مکدر تھی

نامناسب می نمود افعالِ او — پیشِ موسیٰؑ چوں نبودش حالِ او
اُن (حضرت خضرؑ) کے افعال نامناسب نظر آئے — (حضرت) موسیٰؑ کیلئے چونکہ موسیٰؑ کی حالت اُن (خضرؑ) کیطرح نہ تھی

عقلِ[3] موسیٰؑ چوں بود در غیب بند — عقلِ موشی خود کیست اے ارجمند
(حضرت) موسیٰؑ کی عقل جب اسرار میں عاجز ہو — چوہے جیسی عقل اے بزرگ! خود کیا ہے؟

علمِ تقلیدی بود بہر فروخت — چوں بیابد مشتری خوش بر فروخت
تقلیدی علم فروخت کرنے کے لئے ہوتا ہے — جب کوئی خریدار پاتا ہے چمک اُٹھتا ہے

مشتریٔ علمِ تحقیقی حق ست — دائماً بازارِ او بارونق ست
تحقیقی علم کا خریدار خدا ہے — اُس کا بازار ہمیشہ بارونق ہے

لب ببستہ مست در بیع و شری — مشتری بیحد کہ اللّٰہُ اشتری
منھ بند کئے ہوئے خرید و فروخت میں مست ہو — خریدار لامحدود (ذات) ہے کیونکہ اللہ نے خریدا ہو

درس آدمؑ را فرشتہ مشتری — محرمِ درسش نہ دیو و نے پری
حضرت آدمؑ کے درس کا فرشتہ خریدار ہے — اُسکے درس کا راز داں نہ شیطان ہے نہ پری ہے

---

[1] تاکہ۔ اگر اُسکے حرکات اور سکنات موزوں ہیں تب تمھیں یقین ہوگا کہ وہ صاحب عقل ہے۔ روح وحی۔ وحی کی قبولیت کی استعداد عقل سے بھی زیادہ مخفی ہے، ہر انسان نے آنحضورؐ کی عقل کو جان لیا اور آنکو عقلمند کہا لیکن بہت سے انسان آپکی قبولِ وحی کی استعداد کو نہ پہچان سکے۔

[2] روحِ وحیی۔ وحی کی استعداد کے بھی کچھ آثار اور کچھ علامتیں ہیں لیکن چونکہ وہ نادر ہوتی ہیں اسلئے اُن کو عقل نہیں پہچانتی ہے۔ گہ جنوں۔ اُن آثار کو عقل جنون کا اثر سمجھتی ہے کبھی حیران ہوجاتی ہے اور یہ اس لئے کہ عقل کا اس استعداد کو سمجھنا اس بات پر موقوف ہے کہ دونوں میں پوری مناسبت پیدا ہوجائے۔ چوں مناسبہائے۔ حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ کے کاموں کو غیر موزوں قرار دیا اور اعتراض کیا۔

[3] عقلِ موسیٰؑ۔ اسرارِ غیبی کو سمجھنے میں جب حضرت موسیٰؑ جیسے عظیم پیغمبر کی عقل ناکارہ ثابت ہوئی تو چوہے جیسی عقل والے کب اُن کا ادراک کرسکتے ہیں۔ علم تقلیدی۔ سنا سنایا علم۔ علم تحقیقی۔ جو مشاہدہ اور ذاتی تجربہ سے حاصل ہو۔ لب ببستہ۔ تحقیقی علم والا مومن اللہ کے ساتھ خرید و فروخت میں لگا رہتا ہے۔ اللّٰہُ اشتری قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ خدا نے مومنین سے اُن

[illegible]

کرلیا ہے

آدمؑ[۱] اَنبِئھُم باسما درس گو
اے آدمؑ ان کو اسماء کی تعلیم کا درس دو
شرح کن اسرارِ حق را مو بمو
ایک ایک کر کے اللہ تعالیٰ کے اسرار کی تشریح کرو

آنچناں کس را کہ کوتہ بین بود
وہ شخص جو کوتاہ نظر ہو
در تلوّن غرق و بے تمکین بود
تلوّن میں غرق اور بے ثبات ہو

موش گفتم زانکہ در خاکست جاش
میں نے اسکو چوہا اسلئے کہا کہ اس کا مقام مٹی میں ہے
خاک باشد موش را جائے معاش
چوہے کے رہنے کی جگہ مٹی ہوتی ہے

راہہا داند ولے در زیرِ خاک
راستے جانتا ہے لیکن مٹی کے نیچے کے
ہر طرف او خاک را کردست چاک
اسلئے ہر طرف مٹی میں سوراخ کر رکھے ہیں

نفسِ[۳] موشے نیست الّا لقمہ رند
چوہے کا نفس صرف لقمہ اڑانے والا ہے
قدرِ حاجت موش را عقلے دہند
ضرورت کے بقدر چوہے کو عقل دیتے ہیں

زانکہ بے حاجت خداوندِ عزیز
اس لئے کہ بلا ضرورت اللہ تعالیٰ
می نہ بخشد ہیچکس را ہیچ چیز
کسی کو کوئی چیز نہیں بخشتے ہیں

گر نبودے حاجتِ عالم زمیں
اگر دنیا کو زمین کی ضرورت نہ ہوتی
نافریدے ہیچ رب العالمیں
اللہ تعالیٰ کبھی پیدا نہ فرماتا

ویں زمینِ مضطرب محتاجِ کوہ
اور یہ ہلنے والی زمین پہاڑ کی محتاج
گر نبودے نافریدے باشکوہ
اگر نہ ہوتی تو اس پُر شکوہ (پہاڑ) کو پیدا نہ فرماتا

ور[۴] نبودے حاجتِ افلاک ہم
اگر آسمانوں کی بھی ضرورت نہ ہوتی
ہفت گردوں نافریدے از عدم
تو عدم سے سات آسمانوں کو پیدا نہ فرماتا

آفتاب و ماہ و ایں استارگاں
سورج اور چاند اور یہ ستارے
جز بحاجت کے پدید آمد عیاں
ضرورت کے بغیر کب نمودار ہوئے؟

پس کمندِ ہستہا حاجت بود
تو موجودات کی کمند ضرورت ہے
قدرِ حاجت مرد را آلت بود
بقدر ضرورت انسان کے لئے سامان ہوتا ہے

پس چو حاجت شد کمندِ ہستہا
تو جب ضرورت موجودات کی کمند ہے
قدرِ حاجت میرسد از حق عطا
اللہ تعالیٰ کی جانب سے بقدرِ ضرورت عطا پہنچتی ہے

پس بیفزا حاجت اے محتاج زود
اے محتاج! حاجت کو جلد بڑھا
تا بجوشد از کرم دریائے جود
تاکہ کرم سے عطا کا سمندر جوش مارے

[۱] آدم۔ قرآن پاک میں ہے۔ یا آدمُ انبئھم باسمائھم یعنی اے آدم ان فرشتوں کو اسماء کی تعلیم دو۔ آنچناں کس۔ پہلے اشعار میں عقل علوم والوں کی عقل کو چوہے کی عقل والا کہا تھا اب اس کی وجہ بیان کرتے ہیں۔ تلوّن۔ رنگ بدلنا۔ بے تمکین۔ ناپائیدار۔ جاش۔ یعنی ان لوگوں کا تعلق عالمِ سفلی سے ہے۔ راہہا۔ چوہے کے علم کا تعلق زمین سے ہے۔

[۳] نفسِ موشے۔ چوہے کو صرف خوراک کی ضرورت ہے لہٰذا اس کو اتنی عقل عطا ہوئی ہے۔ زانکہ۔ بلا ضرورت کسی کو کوئی عطیہ نہیں ملتا۔ زمین۔ دنیا کو اگر زمین کی ضرورت نہ ہوتی زمین وجود میں نہ آتی۔ کوہ۔ اگر زمین کے ٹھہراؤ کیلئے پہاڑوں کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ پیدا نہ ہوتے۔

[۴] ورنبودے۔ اگر دنیا کو آسمانوں کی ضرورت نہ ہوتی تو نہ پیدا نہ کئے جاتے۔ آفتاب۔ سورج، چاند، ستارے سب ضرورت کے ماتحت پیدا فرمائے گئے ہیں۔ پس۔ یعنی اشیاء کا وجود ضرورت کی وجہ سے ہے جس قدر ضرورت ہوتی ہے اسی قدر ذرائع دیدیئے جاتے ہیں۔ پس بیفزا۔ اپنی احتیاج اور ضرورت کو بڑھا تاکہ دریائے کرم جوش میں آئے۔

ایںؔ گدایاں بر رہ و ہر مُبتلا
یہ فقیر اور مصیبت زدہ، سرِ راہ

حاجتِ خود می نماید خَلق را
اپنی حاجت لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں

کوری و شَلی و بیماری و دَرد
اندھاپن اور اپاہج پن اور بیماری اور تکلیف

تا ازیں حاجت بجُنبد رحمِ مَرد
تاکہ ان ضرورتوں کی وجہ سے انسانوں کا رحم حرکت میں آجائے

ہیچ گوید ناں دہید اے مرد ماں
کوئی کہتا ہے؟ اے لوگو! روٹی دے دو

کہ مرا مال ست و انبار ست و خواں
کیونکہ میرے پاس مال ہے اور سامان ہے اور خوانِ نعمت ہے

چشم ننہادہ ست حق در کورِ موش
چھچھوندر کو اللہ (تعالیٰ) نے آنکھیں نہیں دیں

زانکہ بے چشمے زِ بودن ہست خوش
اس لئے بغیر آنکھوں کے اس کا اچک لینا بھلا ہے

می تواند زیست بے چشم و بصر
وہ بغیر آنکھ اور بینائی کے جی سکتی ہے

فارِغ ست از چشمِ اُو در خاکِ تر
وہ تر زمین میں آنکھوں سے بے نیاز ہے

جُز بہ دُزدی اُو بروں ناید زِ خاک
وہ چوری کرنے کے علاوہ زمین سے نہیں نکلتی ہے

تا کُند خالق ازاں دُزدیش پاک
تاکہ اللہ (تعالیٰ) اس چورپن سے اسے پاک کر دے

بعد ازاں پَر یابد و مُرغے شود
اس کے بعد وہ پر حاصل کرے اور پرندہ بن جائے

چوں ملائک جانبِ گردوں رَوَد
فرشتوں کی طرح آسمان کی جانب جائے

ہر زماں در گلشنِ شُکرِ خدا
ہر وقت اللہ (تعالیٰ) کے شکر کے گلشن میں

اُو بر آرد ہمچو بلبل صد نوا
وہ بلبل کی طرح سینکڑوں نغمے گائے

کاے رہانندہ مرا از وصفِ زشت
کہ اے مجھے برائی سے چھڑا دینے والے!

اے کُنندہ دوزخے را تو بہشت
اے دوزخ کو بہشت بنا دینے والے!

می نہی در پیہ نور و روشنی
تو چربی میں نور اور روشنی پیدا کر دیتا ہو

استخواں را می دہی سمع اے غنی
اے بے نیاز! تو ہڈیوں کو سننے کی طاقت عنایت فرماتا ہو

چہ تعلق آں معانی را بہ جسم
ان صفات کا جسم سے کیا تعلق؟

چہ تعلق فہم اشیا را باسم
ناموں سے اشیاء کو سمجھ جانے کا کیا علاقہ؟

لفظ چوں وکرست معنیٰ طائرست
لفظ گھونسلے کی طرح ہیں، معنیٰ پرندہ ہیں

جسم جُوی و روح آبِ سائرست
جسم نہر ہے، اور روح رواں پانی ہے

در روانی روئے آبِ جُوئے فکر
فکر کی نہر کے پانی کی سطح، روانی میں

نیست بے خاشاکِ خوب و زشت و کر
کوڑے اور اچھے برے خیال کے بغیر نہیں رہتی

۱ ایں گدایاں۔ دنیا کا یہی دستور ہے کہ فقیر جب تک اپنی مجبوری اور ضرورت کا اظہار نہیں کرتا ہے اسکو کوئی کچھ نہیں دیتا ہے۔ ہیچ گوید۔ فقیر کبھی یہ نہیں کہے گا کہ میں بہت مالدار ہوں لہٰذا مجھے روٹی کھلادو۔ کور موش۔ چھچھوندر کو آنکھ کی ضرورت نہ تھی لہٰذا اس کو آنکھ عطا نہ ہوئی۔

۲ جز بدزدی۔ عالمِ ناسوت میں پھنسے ہوئے اگر ضرورت محسوس کریں تو خدا انکو نورِ بصیرت عطا کردے۔ بعد ازاں۔ جب انکو نورِ بصیرت حاصل ہوجائے تو وہ عالمِ لاہوت کی طرف پرواز ہونے لگے۔ ہر زماں۔ پھر ان پر اسرارِ خداوندی کھلیں اور وہ بلبل کی طرح نغمہ سرائی کرنے لگیں۔ کاے۔ یہ ان کے نغمے ہوں گے۔

۳ دوزخے۔ یعنی برے اعمال۔ بہشت۔ یعنی نیک اعمال۔ استخواں۔ کان کی ہڈی میں سننے کی قوت پیدا فرمادی۔ معانی۔ یعنی صفات بصر و سمع وغیرہ۔ باسم۔ جب کوئی نام پکارتے ہیں تو فوراً اس سے کچھ سمجھ میں آجاتا ہے۔ لفظ۔ اسم اور معنیٰ میں باہمی تعلق اگر سمجھ میں آتا ہے تو صرف اسقدر جیسا کہ پرندہ کا تعلق گھونسلے سے۔ جسم اور روح کی نسبت اگر مفہوم ہوتی ہے تو صرف اسقدر جیسا کہ پانی اور نہر کی نسبت ہے لیکن اس تعلق اور نسبت کی حقیقت غیر معلوم ہے۔ در روانی یعنی روح کی قوتِ فکریہ میں ہمیشہ اچھے

اُو رواں است و تو گوئی واقف ست | اُو دَوانست و تو گوئی عاکف ست
وہ جاری ہے، تو کہتا ہے ٹھہری ہوئی ہے | وہ دوڑ رہی ہے اور تو کہتا ہے وہ کھڑی ہے

گر نہ بینی سیرِ آب از جا بجا | چیست برروئے نو بنو خاشاکہا
اگر پانی کی روانی ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں ہے | تو کوڑا کرکٹ اُس پر نیا نیا کیوں ہے؟

ہست خاشاکِ تو صورہائے فکر | نو بنو در میرسد اشکالِ بکر
فکر کی صورتیں نیا نیا کوڑا کرکٹ ہیں | نئی شکلیں تازہ بتازہ پیدا ہوتی ہیں

روئے آب جوئے فکر اندر روش | نیست بے خاشاکِ محبوب و وحش
فکر کے نہر کے پانی کی سطح رفتار میں | اچھے اور بُرے (خس خاشاک) کے بغیر نہیں ہے

قشرہا بر روئے ایں آبِ رواں | از ثمارِ باغِ غیبی شُد دَواں
اس رواں پانی کی سطح پر، چھلکے | عالَمِ غیب کے باغ کے پھلوں سے چل رہے ہیں

قشرہا را مغز اندر باغ جُو | زانکہ آب از باغ می آید بجُو
چھلکوں کا گودا، باغ میں تلاش کر | اس لئے کہ پانی نہر میں باغ سے آرہا ہے

گر نہ بینی رفتنِ آبِ حیات | بنگر اندر سیرِ ایں جوئی نبات
اگر تو زندگی کے پانی کا جاری ہونا نہیں دیکھتا ہے | اس نہر اور خس و خاشاک کی روانی پر غور کرلے

آب جو انبُہ تر آید در گذر | زو کُند قشرِ صُوَر زو تر گذر
نہر کا پانی جب کثرت سے گذرے | اس میں صورتوں کے چھلکے تیزی سے گذر جاتے ہیں

چوں بغایت تیز شد ایں جو رواں | غم نہ پاید در ضمیرِ عارفاں
جب یہ نہر بہت تیزی سے چلتی ہے | تو عارفوں کے دل میں غم نہیں ٹھہرتا ہے

چوں بغایت ممتلی بود و شتاب | پس نگنجد اندر و الا کہ آب
جب (وہ نہر) انتہائی بھری ہوئی، اور تیز ہو | تو اُس میں پانی کے علاوہ کچھ نہیں ٹھہرتا ہے

طعنہ زدن بیگانہ بر شیخے و جواب گفتن مُریدِ شیخ آں بیگانہ را

ایک اجنبی شخص کا ایک شیخ پر طعنہ زنی کرنا اور شیخ کے ایک مُرید کا اُسکو جواب دینا

اَبلہے یک شیخ را تہمت نہاد | کو بدست و نیست بر راہِ رَشاد
ایک بیوقوف نے ایک شیخ پر تہمت رکھی | کہ وہ بُرا ہے اور راہِ ہدایت پر نہیں ہے

شارب خمرست و سالوس و خبیث | مر مُریداں را کجا باشد مُغیث
شرابی ہے اور مکار ہے اور خبیث ہے | تو مُریدوں کا کیا دستگیر ہوگا!

لہ اُو دَواں است۔ روح کو پانی سے تشبیہ دی تھی تو جس طرح سطحِ آب ٹھہری ہوئی نظر آتی ہے حالانکہ وہ رواں ہے، اسیطرح سے روح عالمِ اعلیٰ کی طرف سے رواں ہے لیکن اس کا احساس نہیں ہے۔ گر نہ بینی۔ سطحِ آب کی روانی نئے نئے خس و خاشاک کے گذرنے سے معلوم کی جاتی ہے۔ اسی طرح روح کی قوتِ فکریہ میں مختلف خیالات کے آنے سے اُس کی روانی معلوم کی جاسکتی ہے۔ روئے آب۔ روح کی قوتِ فکریہ کی سطح پر بھی اچھے بُرے خیالات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

لہ قشرہا۔ روح کی قوتِ فکریہ کی سطح پر جو چھلکے ہیں وہ غیبی پھلوں کے چھلکے ہیں اُن چھلکوں کا مغز غیبستان میں تلاش کر وہاں سے ہی یہ پانی چلا ہے وہاں معارفِ غیبیہ کے مغز تجھے حاصل ہونگے۔ بنگر۔ لامحالہ اُس کا کوئی منبع ہے۔ چوں بغایت۔ عام عارفوں کی روح کی روانی تیز ہے اسی لئے اُس پر غم و غصہ کے خس و خاشاک زیادہ دیر نہیں ٹھہرتے ہیں۔

لہ چوں بغایت۔ خاص عارفوں کی روح غم و غصہ کو قبول ہی نہیں کرتی ہے طعنہ زدن۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ عارفین کاملین کی روح کسی معصیت کو قبول ہی نہیں کرتی ہے۔ اَبلہے۔ معترض اس لئے بیوقوف تھا کہ وہ شیخ کے مقام فنا کو نہیں سمجھ سکا تھا۔ شارب۔

آں یکے گفتش ادب را ہوش دار
ایک شخص نے اُس سے کہا ادب کو ملحوظ رکھ

خورد[1] نہ بُود ایں چنیں ظن بر کبار
بڑوں پر ایسا گمان چھوٹا نہیں ہے

دُور از و و دُور از اوصافِ اُو
اُس سے اور اُس کے اوصاف سے بعید ہے

کہ زسیلے تیرہ گردد صافِ اُو
کہ اُس کا صاف پانی بہاؤ کے پانی سے مکدر ہو جائے

ایں چنیں بُہتاں مَنہ بر اہلِ حق
اہلِ حق پر اِس طرح کا جھوٹ نہ بول

کایں خیالِ تست گرداں ورق
یہ تیرا محض خیال ہے ورق پلٹ دے

ایں نباشد ور بود اے مرغِ خاک
اے خشکی کے پرند! یہ ایسا نہ ہوگا اور اگر ہو

بحرِ قلزم را ز مُردارے چہ باک
بحرِ قلزم کو ایک مُردار سے کیا خطرہ؟

نیست دُون القلتین و حوضِ خورد
دو قلتین سے کم اور چھوٹی حوض نہیں ہے

کِش تواند قطرہ آب از کار بُرد
کہ اُسکو (گندے) پانی کا ایک قطرہ بیکار کر دے

ز[2] آتشِ ابراہیم را نبوَد زیاں
(حضرت) ابراہیمؑ کو آگ سے کوئی نقصان نہیں ہے

ہر کہ نمرودیست گو می ترس ازاں
جو نمرودی ہے کہہ دے وہ اُس سے ڈرے

نفس نمرودست و عقل و جاں خلیلؑ
نفس نمرود ہے اور عقل اور جان خلیلؑ ہے

روح در عین ست و نفس اندر دلیل
روح (مشاہدہ) ذات میں ہے اور نفس دلیل میں ہے

ایں[3] دلیلِ راہ رہرو را بُود
مسافر کو رہبر کی ضرورت ہوتی ہے

کو بہر دم در بیاباں گم شود
کیونکہ وہ ہر وقت جنگل میں گم ہو سکتا ہے

واصلاں را نیست جز چشم و چراغ
(اللہ تک) پہنچ جانیوالوں کیلئے صرف آنکھ اور چراغ کی ضرورت ہے

از دلیلِ راہ شاں باشد فراغ
راہنما سے اُن کو بے نیازی ہوتی ہے

گر دلیلے گفت آں مردِ وصال
اگر وہ واصل شخص کوئی دلیل بیان کرتا ہے

گفت بہرِ فہمِ اصحابِ جدال
تو بحث کرنیوالوں کی عقل کیلئے بیان کرتا ہے

بہرِ طفلے نو پدر تی تی کند
نو عمر بچے کے لئے باپ تُتلاتا ہے

گرچہ عقلش ہندسہ گیتی کند
اگرچہ اُس کی عقل جہان کی پیمائش کر دے

[3] ایں دلیل۔ راہنما اور دلیل راہبر کے لئے ضروری ہے جو مقصود تک پہنچ گئے وہ ان چیزوں سے بے نیاز ہو گئے ہیں۔ گر دلیلے۔ عارفین جو واصل ہوتے ہیں وہ بھی کبھی استدلال سے کام لیتے ہیں تو وہ اُن کے اپنے لئے نہیں ہوتا بلکہ دوسروں کی تفہیم کیلئے اپنے مرتبہ سے گر کر استدلال سے کام لیتے ہیں۔ بہر طفلے۔ باپ کی زبان صاف ہوتی ہے لیکن بچے کی خاطر تُتلا کر بات کرنے لگتا ہے۔ بڑے سے بڑا عالم بچہ کو پڑھاتے وقت الف خالی با کے نیچے ایک نقطہ کہتا ہے تو وہ مبتدی کی خاطر کہتا ہے ورنہ اُس کا مقام اِس سے بہت بلند ہے۔

[1] خورد نہ بود۔ بڑوں پر تہمت دھرنا چھوٹی بات نہیں ہے۔ کہ زسیلے۔ عموماً بہاؤ کا پانی گدلا ہوتا ہے۔ ایں نباشد۔ تم نے جو برائیاں بیان کی ہیں وہ اُن میں نہ ہونگی اور اگر ہوں تو اُنکے لئے معصیت نہ سمجھی جائیگی کیونکہ نہایت کے غلبہ کی وجہ سے اُس معصیت کو شرعی اعتبار سے اُن کے لئے معصیت نہ سمجھا جائیگا جیسا کہ بڑے دریا میں اگر مردار گر جائے تو شرعی اعتبار سے اُس دریا کو گندہ نہ قرار دیا جائیگا۔ القلتین۔ یعنی دو مٹکے پانی جو بارہ سو رطل ہوتا ہے اگر اس مقدار میں پانی ہو تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اُسمیں تھوڑی سی نجاست گرنے سے وہ ناپاک نہ ہوگا۔ اگر اس مقدار سے کم ہے تو نجس ہو جائے گا۔

[2] آتش۔ مختلف مقامات پر اشیاء کے احکام اور آثار بدل جاتے ہیں۔ جس طرح نجاست تھوڑے پانی کو نجس بنا سکا زیادہ کو نہ بنا سکا آگ نے نمرود کو نقصان پہنچایا حضرت ابراہیمؑ کو نقصان نہ پہنچا سکی نفس۔ نفس کی خواہش سے وہی فعل بمنزلہ آگ کے ہے اور مقتضائے روح سے وہ گلزار ہے۔ روح در عین۔ روح اور نفس کے اعتبار سے احکام میں فرق ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ روح مشاہدۂ حق میں لگی ہے جس کو دلیل کی حاجت نہیں نفس اُس سے محروم ہے اور طالب دلیل ہے۔

کم نہ گردد فضلِ اُستاد از عُلو
اُستاد کی بزرگی بلندی سے کم نہیں ہو جاتی
گر الف چیزے ندارد گوید اُو
اگرچہ وہ سمجھے الف خالی ہے

ازپئے[۱] تعلیم آں بستہ دہن
مُنہ نہ کھولنے والے بچہ کی تعلیم کے لئے
گوید اُو خُطّی و ہَوّز کلمن
وہ حُطّی اور ہوّز (اور) کلمن کہتا ہے

دَر زبانِ اُو بباید آمدن
اُس کی زبان میں آنا چاہیئے
از زبانِ خود بروں باید شدن
اپنی زبان سے نکل جانا چاہیئے

تا بیاموزد ز تو اُو علم و فن
تاکہ وہ تجھ سے علم اور فن سیکھ لے
جُملگی از خود بباید گم شدن
اپنے آپ سے گم ہو جانا چاہیئے

پس ہمہ خلقاں چو طفلانِ وَیند
لہٰذا تمام مخلوق اُس کے بچے جیسے ہیں
لازم است ایں پیر را در وقتِ پند
نصیحت کے وقت یہ بات پیر کیلئے ضروری ہے

آں مُرید[۲] شیخ بَد گوینده را
شیخ کے مُرید نے بُرا کہنے والے کو
آں بکفر و گمرہی آگندہ را
اُس کفر اور گمراہی سے بھرے موئے کو

گفت تو خود را مزن بر تیغ تیز
کہا، تو اپنے آپ کو تیز تلوار سے نہ بھڑا
ہیں مکُن با شاہ و با سلطاں ستیز
خبردار! شاہ اور سلطان سے جھگڑا نہ کر

حوض با دریا اگر پہلو زند
حوض اگر دریا سے ٹکرائے گا
خویش را از بیخ ہستی بر کَند
اپنے وجود کو جڑ سے کھود دے گا

نیست بحرے کو کراں دارد کہ تا
وہ ایسا دریا نہیں ہے جس کا کنارا ہو تاکہ
تیرہ گردد اُو ز مُردارِ شما
تمہارے مُردار سے وہ گدلا ہو

کُفر را حد است و اندازہ بداں
کفر کا ایک اندازہ اور حد ہے، سمجھ لے
شیخ و نورِ شیخ را نبود کراں
شیخ اور اُس کے نور کا کنارا نہیں ہے

پیشِ[۳] بیحد ہر چہ محدود است لا است
لامحدود کے سامنے محدود، معدوم ہے
کُلّ شَیْءٍ غیرِ وَجْہِ اللّٰہ فناست
اللہ (تعالےٰ) کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے

کُفر و ایماں نیست آنجائیکہ اُوست
جس مقام پر وہ (شیخ) ہے وہاں کفر اور ایمان نہیں ہے
زانکہ اُو مغز است ایں دو رنگ و پوست
کیونکہ وہ مغز ہے اور یہ دونوں رنگ اور چھلکا ہیں

ایں فنا ہا پردۂ آں وجہ گشت
یہ فانی چیزیں اُس ذات کا پردہ بن گئی ہیں
چوں چراغِ خفیہ اندر زیرِ طشت
جیسے کہ طشت کے نیچے چراغ چھپا ہوا ہو

---

[۱] ازپئے تعلیم۔ بچے کو پڑھانے کے لئے حروف ابجد کا تلفظ کرتا ہے اور ابجد ہوّز حُطّی کہتا ہے دبستان۔ جو زبان وہ سمجھتا ہے اسی لہجہ اور زبان میں اس کو تعلیم دیتا ہے اپنے لہجہ اصلی سے قطع نظر کرتا ہے پس اسی طرح شیخ کو بھی اپنے مریدوں کو ان کی استعداد اور حالت کے مطابق تعلیم دینی چاہیئے۔

[۲] آں مرید۔ اس مُعترض سے کہا جو کفر اور گمراہی سے پُر تھا کہ شیخ کی مثال تیز تلوار اور شاہ کی ہے جس سے بھڑنا اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے نیست بحرے۔ چونکہ شیخ اخلاق خداوندی کے ساتھ متصف ہے لہٰذا وہ بھی لامحدود دریا ہے ناپید کنار ہے۔

[۳] پیشِ بیحد۔ جب شیخ لامحدود ہو گیا ہے تو محدود کفر اُس کے اعتبار سے غیر موجود ہے، خدا کے سوا سب کچھ فانی ہے۔ کفر و ایمان۔ یہ دونوں بندوں کے فعل ہیں اور مقامِ فنا میں پہنچ کر جبکہ ذاتِ باری سے وحدت ہو گئی تو اُس مقام پر کفر و ایمان اُس کی صفت نہیں بن سکتے۔ اس شعر کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر وہ کفر کرے تو کفر کفر نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ اُس مقام پر کفر سے موصوف ہی نہیں ہو سکتا ہے۔ ایں فنا ہا۔ فانی چیزیں جو شیخ سے متعلق ہیں وہ اُس کی حقیقت غیر فانی کیلئے پردہ ہیں اسے سوا کے نہیں سمجھ پاتے ہیں۔

پس سرِ[1] این تن حجابِ آن سرست
تو اس جسم کا سر اس سر کا پردہ ہے
پیشِ آن سر این سرِ تن کافرست
اس سر کے آگے جسم کا یہ سر کافر ہے

کیست کافر غافل از ایمانِ شیخ
کافر کون ہے؟ شیخ کے ایمان سے غافل
کیست مُردہ بیخبر از جانِ شیخ
مُردہ کون ہے؟ شیخ کی جان سے بیخبر

جان نباشد جز خبر در آزمون
آزمائش میں علم حاصل ہونے کے سوا کسی اور چیز کا نام جان (ثابت) نہیں ہوتی
ہر کرا افزون خبر جانش فزون
جس کا علم بڑھا ہوا ہے اس کی جان بڑھی ہوئی ہے

جانِ ما از جانِ حیوان بیشتر
ہماری جان حیوان کی جان سے بڑھی ہوئی ہے
از چہ زان رو کہ فزون دارد خبر
کس وجہ سے؟ اس لئے کہ اس کا علم بڑھا ہوا ہے

پس فزون از جانِ ما جانِ مَلَک
ہماری جان سے فرشتہ کی جان بڑھی ہوئی ہے
کو منزہ شد ز حسِّ[2] مشترک
کیونکہ وہ (انسان اور حیوان کی) مشترک حس سے پاک ہے

وز مَلَک جانِ خداوندانِ دل
اور فرشتے سے اہلِ دل کی جان
باشد افزون تو تحیر را بہل
بڑھی ہوئی ہوگی، تو حیرانی چھوڑ دے

زان سبب آدم بود مسجودشان
اسی لئے آدم ان کے مسجود بنے
جانِ او افزون ترست از بودشان
انکی جان ان کی جانوں سے بہت بڑھی ہوئی ہے

ورنہ بہتر را سجودِ دون ترے
ورنہ اعلیٰ کو کمتر کے سجدہ کرنے کا
امر کردن ہیچ نبود در خورے
حکم دینا کسی طرح مناسب نہ تھا

کے پسندد عدل و لطفِ کردگار
اللہ تعالیٰ کا انصاف اور مہربانی کب پسند کرتی
کہ گلے[3] سجدہ کند در پیشِ خار
کہ پھول کانٹے کے آگے سجدہ کرے

جان چو افزون شد گذشت از انتہا
جان جب بڑھ گئی، انتہا سے گذر گئی
شد مطیعش جانِ جملہ چیزہا
تمام چیزوں کی جانیں اس کی فرمانبردار بن گئیں

مرغ و ماہی و پری و آدمی
پرندہ اور مچھلی اور پری اور آدمی
زانکہ او بیش ست و ایشان در کمی
کیونکہ وہ بڑھا ہوا ہے، وہ کمی میں ہیں

ماہیان[4] سوزنگرِ دلقش شوند
مچھلیاں اس کی گدڑی کیلئے سوئیاں بنانے والی بن جاتی ہیں
سوزنان را رشتہا تابع بوند
دھاگے سوئیوں کے تابع ہوتے ہیں

---

[1] سرِ این تن۔ یعنی جسمانی سر اسکے حقیقی سر کو چھپائے ہوئے ہے اور دونوں میں اس قدر فرق ہے جیسا کہ مومن اور کافر میں، اسی لئے اس ظاہری پر تکفیر اور لعن وطعن ہوتا رہتا ہے۔ کیست۔ مولانا نے چونکہ شیخ کے جسمانی سر کو کافر کہا تھا اس سے رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کافر اور مُردہ تو حقیقتاً شیخ کا منکر ہے اور انکے اوصاف سے جاہل ہے۔ جان نباشد۔ علم جان کے لوازم میں سے ہے جبکہ وہ شیخ کے اوصاف سے جاہل ہے تو بے جان اور مُردہ ہے علم کی کثرت اور قلت سے جان کی قوت اور کمزوری کا پتہ چلتا ہے۔ جانِ ما۔ انسان کی جان حیوان کی جان سے زیادہ قوی ہے، چونکہ اس کا علم بڑھا ہوا ہے۔ انسان کو کلیات اور جزئیات دونوں کا علم حاصل ہے حیوانات کا علم جزئیات تک محدود ہے۔

[2] حسِ مشترک۔ یعنی جو ادراک اور حواس انسان اور حیوان میں مشترک ہیں فرشتہ ان سے بالاتر ہے لہٰذا کثرتِ معلومات کی بنا پر وہ انسان سے افضل ہے اگرچہ دوسرے اعتبارات سے انسان افضل ہے۔ وز ملک۔ اہل اللہ کی جان فرشتوں سے زیادہ قوی ہے اسی لئے آدمؑ ملائکہ کے مسجود بنے۔ ورنہ۔ اگر حضرت آدمؑ کی جان ملائکہ فرشتوں سے کم ہوتی تو افضل سے کمتر کو کیسے سجدہ کرایا جاتا۔

[3] گلے۔ پھول کانٹے سے افضل ہے تو وہ کانٹے کا مسجود نہیں ہو سکتا ہے۔

[4] ماہیان۔ جب اہل اللہ کی جان سب جانوں سے قوی ہے تو دیگر جانداروں کی جانیں انکے تابع فرمان ہیں اسی لئے مچھلیاں حضرت ابراہیم ادہمؒ کی خادم بنگئیں اور انکی گدڑی سینے کیلئے سوئیاں لیکر نمودار ہوئیں۔

بقیۂ قصۂ ابراہیم اَدہم قُدِّسَ سِرُّہٗ برلبِ دریا
دریا کے کنارے پر حضرت ابراہیم ابن ادہمؒ کے قصّے کا باقی

چوں نفاذِ امرِ شیخ آں میر دید ¹ — زآمدِ ماہی شدش وجدے پدید
جب اُس سردار نے شیخ کے حکم کے جاری ہونے کو دیکھا — مچھلیوں کی آمد سے اُس پر وجد طاری ہوگیا

گفت آہ ماہی زپیراں آگہ ست — شُہ تنے را کو لعینِ درگہ است
اُس نے کہا افسوس! مچھلیاں پیر سے واقف ہیں — اُس پر تُف ہے جو مردودِ بارگاہ ہے

ماہیاں از پیر آگہ ما بعید — ما شقی زیں دولت و ایشاں سعید
مچھلیاں پیر سے باخبر ہیں، ہم دور ہیں — ہم اِس دولت سے بدبخت ہیں وہ نیک بخت ہیں

سجدہ کرد و رفت گریان و خراب — گشت دیوانہ زعشقِ فتحِ باب
اُس نے سجدہ کیا اور بدحال روتا ہوا روانہ ہوگیا — (اور) دروازہ کھلنے کے عشق میں دیوانہ ہوگیا

پس توائے ناشُستہ رُو در چیستی — در نزاع و در حسد با کیستی
تو اے گندہ رُو! تو کس خیال میں ہے؟ — کس سے جھگڑے اور حسد میں (الجھا) ہے؟

با دُمِ شیرے تو بازی می کنی — بر ملائک ترکتازی می کنی
تو شیر کی دُم سے کھیل رہا ہے — فرشتوں پر حملہ کر رہا ہے

بد چہ می گوئی تو خیرِ محض را ² — ہیں ترفع کم شمُر ایں خفض را
تو خالص خیر کو بُرا کیوں کہہ رہا ہے؟ — خبردار! اِس گراوٹ کو بڑائی نہ سمجھ

بد چہ باشد مسِ محتاجِ مہاں — شیخ کہ بُود کیمیائے بیکراں
بد کیا ہوتا ہے؟ محتاج، ذلیل تانبہ — شیخ کیا ہوتا ہے؟ لامحدود کیمیا

مس اگر از کیمیا قابل نہ بُد — کیمیا از مس ہرگز مس نہ شُد
اگر تانبا، کیمیا کو قبول کرنے والا نہ تھا — تو کیمیا تانبے کی وجہ سے ہرگز تانبا نہ بنی

بد چہ باشد سرکشِ آتش عمل ³ — شیخ کہ بُود عینِ دریائے ازل
بد کیا ہوتا ہے؟ سرکش آتشیں عمل والا — شیخ کون ہوتا ہے؟ بعینہٖ ازلی دریا

بد کہ باشد ظالمِ ظلمت فزا — شیخ کہ بُود عکسِ انوارِ خدا
بد کون ہوتا ہے؟ تاریکی کو بڑھانے والا ظالم — شیخ کون ہوتا ہے؟ خدا کے نوروں کا پرتو

بد چہ باشد آتشِ پُر دود و سوز — شیخ آبِ کوثرے اندر تموز
بد کیا ہوتا ہے؟ دھوئیں اور سوزش سے بھری ہوئی آگ — شیخ ساون میں آبِ کوثر ہے

---

¹ چوں نفاذ۔ جب اُس امیر نے مچھلیوں کو حضرت ابراہیمؒ کے تابع فرمان دیکھا اور دیکھا کہ ایک مچھلی کی سوئی لائی تو اُس پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ گفت۔ اُس سردار نے اپنی محرومی پر اظہارِ افسوس کیا کیونکہ اُس کے دل میں پہلے وسوسہ آچکا تھا اور شاہی چھوڑ کر فقر اختیار کرنے پر متعجب تھا۔ فتح باب۔ چونکہ اُس پر اسرار کا دروازہ کھل گیا اُن کے عشق میں دیوانہ ہوگیا۔ پس۔ اب پھر شیخ پر معترض کو خطاب ہے۔ با دُمِ شیرے۔ شیر کی دُم سے کھیلنے والا یقیناً مارا جائیگا۔

² بد چہ می گوئی۔ اُس نے شیخ کو شرابی وغیرہ کہا تھا جو مجسّم نیکی تھے۔ ترفع۔ اپنے آپ کو بلند کرنا خفض۔ پستی۔ بد چہ بود۔ بد تو وہ شخص ہے جو تانبے کی طرح ہے اور شیخ کا محتاج ہے جو کہ کیمیا کی طرح ہے۔ مس۔ اگر کوئی مُرید فیض نہ حاصل کرے تو اُس سے شیخ میں کوئی نقصان نہیں پیدا ہوتا۔ تانبا اگر کیمیا کا اثر نہ قبول کرے تو کیمیا میں کوئی خرابی نہیں آتی۔

³ بد چہ باشد جس کے جہنمی اعمال ہیں وہ بد ہے۔ شیخ ازلی دریا ہے۔ بد ظالم اور ظلمت افزا ہے شیخ خدائی انوار کا پرتو ہے۔ تموز۔ ایک رومی مہینہ ہے جو ہندی حساب سے تقریباً ساون میں آتا ہے۔

دائم[1] آتش را بترسانند ز آب
ہمیشہ آگ کو پانی سے ڈراتے ہیں

آب کے ترسید ہرگز ز التہاب
شعلہ زنی سے پانی کب ڈرا ہے؟

در رخ مہ عیب بینی می کُنی
تو چاند کے رُخ میں عیب بینی کر رہا ہے

در بہشتے خار چینی می کُنی
بہشت میں کانٹے چُن رہا ہے

گر[2] بہشت اندر روی اے خار جُو
اے کانٹے تلاش کرنیوالے! اگر تو بہشت میں جائیگا

ہیچ خار آنجا نیابی غیر تو
اپنے علاوہ تو اور کوئی کانٹا نہ پائے گا

می بپوشی آفتاب اندر گلے
تو سورج کو مٹی میں چھپاتا ہے

رخنہ می جوئی ز بدرِ کاملے
چودھویں رات کے چاند میں تو رخنہ تلاش کرتا ہے

آفتابے کہ بتابد در جہاں
وہ سورج جو عالم پر چمکتا ہے

بہر خفاشے کجا گردد نہاں
چمگادڑ کے لئے کہاں چھپ جائے؟

عیبہا از ردِّ پیراں عیب شد
عیب پیروں کے رد کرنے سے عیب بنگئے

غیبہا از رشکِ پیراں غیب شد
(اسرار) غیب پیروں کے رشک کی وجہ سے غیب بنگئے

بس ہنر از ردِّ آنہا عیب شد
بہت سے ہنر ہیں جو انکی ناپسندیدگی کی وجہ سے عیب بنگئے

بس یقیں کز رشکِ ایشاں ریب شد
بہت سے یقین ہیں جو انکے رشک کی وجہ سے مشکوک ہوگئے

بارے[3] از دوری ز خدمت یار باش
آخر کار خدمت سے دوری کی بجائے یار بنجا

در ندامت چابک و پُرکار باش
ندامت میں چُست اور کارآمد بن جا

تا ازاں راہت نسیمے می رسد
تاکہ اُس راستے سے تیرے پاس نسیم پہنچ جائے

آبِ رحمت را چہ بندی از حسد
حسد کی وجہ سے رحمت کے پانی کو کیوں روکتا ہے؟

گرچہ دوری دور می جنباں تو دُم
اگرچہ تو دور ہے، دور سے ہی دُم ہلا

حَیْثُمَا کُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوھَکُمْ
تم جہاں بھی ہو اپنا چہرہ (اُسکی طرف) پھیر لو

چوں خرے در گِل فتد از گام تیز
تیز روی کی وجہ سے جب کوئی گدھا کیچڑ میں پھنس جاتا ہے

دم بدم جنبد برائے عزم خیز
اُٹھنے کے ارادے سے پے در پے حرکت کرتا ہے

جائے را ہموار نکند بہر باش
رہنے کے لئے جگہ کو ہموار نہیں کرتا ہے

داند او کہ نیست آں جائے معاش
وہ جانتا ہے کہ وہ رہنے کی جگہ نہیں ہے

---

[1] دائم۔ بدرجیکہ آگ ہے اور شیخ آب کر تو آگ کو پانی سے نقصان پہنچتا ہے پانی کو آگ سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے۔ در رخ مہ۔ شیخ آفتاب ہے اسمیں کوئی عیب نہیں ہے۔ بہشت میں کانٹے کی تلاش سعی لاحاصل ہے اسی طرح شیخ میں عیب تلاش کرنا عیب ہے۔

[2] گر بہشت۔ اگر کوئی بہشت میں کانٹا تلاش کرنے جائے تو خود اُس کا وجود کانٹا ہے۔ اسی طرح شیخ میں عیب تلاش کرنیوالا خود عیب دار ہے۔ آفتاب۔ یعنی شیخ۔ گِل یعنی عیوب۔ بدر کامل یعنی شیخ۔ خفاش۔ چمگادڑ یعنی شیخ کا عیب جو۔ عیبہا۔ عیوب بھی عیوب اسی وجہ سے بنے ہیں کہ اُن کو شیوخ نے اپنے اندر پسند نہیں کیا ہے۔ غیبہا۔ اسرار غیبی اسی وجہ سے غیب ہیں کہ اُن کو شیوخ نے ظاہر کرنا گوارا نہیں کیا ہے۔ بس ہنر۔ جس ہنر کو شیوخ پسند نہ کریں وہ ہنر نہیں ہے۔ جس یقین کو شیوخ یقین نہ سمجھیں وہ شک ہے۔

[3] بارے۔ آخر کار۔ ندامت۔ یعنی اب تک دربار شیخ سے دوری کی شرمندگی۔ آب رحمت حسد کی وجہ سے انکے فیضان سے محروم ہے۔ می جنباں تو دم۔ تو دم ہلا یعنی محبت کر۔ حیثما کنتم۔ جس طرح سے قبلہ کا حکم ہے کہ دور سے بھی اُس طرف رُخ کرکے نماز پڑھی جاتی ہے اسی طرح پیر بھی قبلہ ہے اُس کی طرف دور سے بھی رُخ کرنے سے فیض حاصل ہو سکتا ہے۔ چوں خرے۔ گدھا دلدل میں پھنسنے کے بعد نکلنے کی مسلسل کوشش کرتا ہے اور اُس کو جائے رہائش نہیں سمجھتا تو اگر انسان دنیا داری کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے اُس کو نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

حسِ[1] تو از حسِ خر کمتر بُدست / کہ دلِ تو زیں وَحلہا بر نجست

تیری حس گدھے کی حس سے بھی کم ہے / کہ تیرا دل اِن کیچڑوں سے باہر نہ نکلا

در وَحل تاویل رخصت می کنی / چوں نمی خواہی کزاں دل بر کنی

تو کیچڑ میں پڑے رہنے کی اجازت کی دلیل تلاش کرتا ہے / چونکہ نہیں چاہتا کہ اس سے دل ہٹائے

کایں روا باشد مرا من مُضطرم / حق نگیرد عاجزے را از کرم

کہ میرے لئے یہ جائز ہے، میں مجبور ہوں / اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے مجبور کی گرفت نہیں کرتا ہے

اے[2] چو کفتاری گرفتارِ فجور / ایں گرفتن را نہ بینی از غرور

اے بدکاری میں مبتلا! تو بجو کی طرح ہے / دھوکے کی وجہ سے تو گرفتار ہونے کو نہیں سمجھتا ہے

می بگویند اندروں کفتار نیست / از بروں جوئید کاندر غار نیست

(شکاری) کہتے ہیں: بجو اندر نہیں ہے / باہر تلاش کرو، کیونکہ غار میں نہیں ہے

نیست در سوراخ کفتار اے پدر / رفت تازاں او بسوئے آبخور

اے ابا! بجو بھٹ میں نہیں ہے / وہ گھاٹ کی جانب دوڑ گیا ہے

ایں ہمی گویند و بندش می نہند / اُو ہمی گوید زمن کے آگہند

یہ کہتے ہیں اور اس کو پھانس دیتے ہیں / وہ یہی کہتا ہے کہ مجھ سے کہاں واقف ہیں؟

گر زمن آگاہ بودے ایں عدو / کے ندا کردے کہ ایں کفتار کو

اگر یہ دشمن مجھ سے آگاہ ہوتے / تو یہ کب کہتے کہ یہ بجو کہاں ہے؟

تا کہ بر بندند و بیرونش کنند / غافل آں کفتار ازیں ریشخند

تاکہ باندھ لیں اور اُس کو باہر نکال لیں / بجو اِس مذاق سے غافل ہے

دعویٰ[3] کردنِ آں شخص کہ حق تعالیٰ مرا نہ گیرد بگناہ و جوابِ گفتنِ شعیبؑ اُورا

ایک شخص کا دعویٰ کرنا کہ خدا گناہ کی وجہ سے میری گرفت نہیں کرتا ہے اور حضرت شعیبؑ کا اُس کو جواب دینا

آں یکے می گفت در عہدِ شعیبؑ / کہ خدا از من بسے دیدست عیب

(حضرت) شعیبؑ کے زمانہ میں ایک شخص کہتا تھا / کہ خدا نے میرے بہت سے عیب دیکھے ہیں

چند دید از من گناہ و جرمہا / وز کرم یزداں نمی گیرد مرا

اُس نے میرے گناہ اور جرم بہت دیکھے ہیں / اور اللہ کرم سے مجھے نہیں پکڑتا ہے۔

---

[1] حسِ تو۔ بد عمل اگر بد اعمالی سے نجات پانے کی کوشش نہ کرے تو گدھے سے بدتر ہے۔ وحل۔ کیچڑ۔ در وحل۔ بعض بد اعمال اور کوتاہ عمل اپنی مجبوری کا اظہار کرکے اپنے آپ کو مضطر قرار دیتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ مجبور کو خدا معذور سمجھتا ہے یہ اُن کا نہایت غلط خیال ہے۔

[2] اے چو کفتاری۔ وہ گنہگار جس کا خیال ہے کہ اُس کے گناہوں پر خدا اُس کی گرفت نہیں کرتا ہے مولانا اُس کو اُس بجو سے تعبیر کرتے ہیں جو شکاریوں کے طرزِ عمل سے دھوکے میں ہے اور گرفتار ہوجاتا ہے۔ می بگویند۔ مشہور ہے کہ شکاری بجو کے بھٹ پر کھڑے ہوکر آپس میں ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ بجو کو بھٹ سے باہر سمجھ رہے ہیں اور دراصل بجو کو دھوکا دینے کیلئے ایسی گفتگو کرتے ہیں، بجو اس گفتگو سے مطمئن ہوجاتا ہے اور گرفتار ہوجاتا ہے۔ رفت تازاں۔ یعنی بھاگتا ہوا پانی پینے گیا ہے۔ ریشخند۔ مذاق۔

[3] دعویٰ کردن۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ گنہگار گرفتار ہوتا ہے اور اُس کو اپنی گرفتاری کا احساس نہیں ہوتا ہے۔

حق تعالیٰ[1] گفت در گوشِ شعیبؑ
اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیبؑ کے کان میں کہا

در جواب او فصیح از راہِ غیب
صاف صاف جواب غیب کے راستہ سے

کہ بگفتی چند کردم من گناہ
کہ تو یہ کہتا ہے کہ میں نے بہت گناہ کئے ہیں

وز کرم نگرفت در جرمم اِلٰہ
اور خدا نے کرم سے جُرم میں مجھے نہیں پکڑا ہے

عکس می گوئی و مقلوب اے سفیہ
اے بیوقوف! تو اُلٹی اور بالعکس بات کہتا ہے

اے رہا کردہ رَہ و بگرفتہ تیہ
اے گم کردہ راہ اور تیہ (کا راستہ) اختیار کئے ہوئے!

چند چندت گیرم و تو بے خبر
میں تیری بار بار گرفت کرتا ہوں اور تو بیخبر ہے

در سلاسل ماندہٗ پا تا بہ سر
پیر سے سر تک تو زنجیروں میں ہے

زنگِ[2] تو بر توت اے دیگِ سیاہ
اے کالی دیگ! تیرے تہ بہ تہ زنگ نے

کرد سیمائے درونت را تباہ
تیرے باطن کی خصوصیتوں کو تباہ کر دیا ہے

بر دلت زنگار بر زنگار ہا
تیرے دل پر زنگوں پر زنگ

جمع شد تا کور شد ز اَسرار ہا
جمع ہو گیا یہاں تک کہ وہ اَسرار سے اندھا ہو گیا

گر زند آں دود بر دیگِ نوے
اگر نئی دیگ پر دُھواں لگے

آں اثر بنماید ار باشد جوے
وہ اثر دکھاتا ہے خواہ جَو کے برابر ہو

زانکہ ہر چیزے بضد پیدا شود
کیونکہ ہر چیز بالمقابل سے ظاہر ہوتی ہے

بر سفیدی آں سیہ رُسوا شود
سفیدی پر سیاہ بدنام ہوتا ہے

چوں سیہ شد دیگ پس تاثیرِ دود
جب دیگ کالی ہو گئی تو دُھویں کی تاثیر

بعد ازاں بر وے کہ بیند اے عنود
اے سرکش! اس کے بعد اُس پر کون دیکھتا ہے!

مردِ[3] آہنگر کہ اُو زنگی بُود
جو لوہار حبشی ہو

دود را با روش ہم رنگی بُود
دھواں اُس کے چہرے کے ہمرنگ ہوتا ہے

مردِ رُومی کو کُند آہنگری
رومی جو لوہار کا کام کرتا ہے

روش ابلق گردد از دود آوری
دھواں دینے سے اُس کا چہرہ چتکبرا ہو جائیگا

پس نداند زود تاثیرِ گناہ
تو وہ گناہ کی تاثیر کو جلدی سے نہیں سمجھتا ہے

تا بنالد زود گوید اے اِلٰہ
تاکہ روئے (اور) جلد کہے اے خدا!

چوں کُند اصرار و بد پیشہ کُند
جب اِصرار کرتا ہے اور بُرائی کو پیشہ بنا لیتا ہے

خاک اندر چشمِ اندیشہ کُند
تو فکر کی آنکھ میں دھوں جھونکتا ہے

[1] حق تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے بطورِ وحی اس کا جواب حضرت شعیبؑ سے فرمایا عکس می گوئی یعنی تو واقعہ کے خلاف کہتا ہے گرفتار ہے اور کہتا ہے خدا میری گرفت نہیں کرتا ہے۔ رَہ۔ یعنی راہِ ہدایت۔ تیہ۔ وہ جنگل تھا جس میں بنی اسرائیل نے راستہ گم کر دیا تھا اور چالیس برس اُس میں چکر کاٹتے رہے یعنی گمراہی۔ سلاسل، سلسلہ کی جمع ہے، زنجیر۔

[2] زنگ۔ مسلسل گناہ کرنے والے کو اپنے گناہ کے اثر کا اور اُسپر گرفت کا احساس نہیں رہتا اس کو چند مثالوں سے سمجھایا ہے گر زند۔ نئی دیگ پر دھویں کا اثر نمایاں ہوتا ہے جس پر تہ بہ تہ دھواں جم چکا ہو وہاں اثر نمودار نہیں ہوتا۔

[3] مردِ آہنگر۔ اگر حبشی لوہار ہو تو اُس کے چہرے کا رنگ خود کالا ہے دھویں کا اثر نمودار نہ ہوگا۔ رومی چونکہ گورا ہوتا ہے اُس کے چہرے پر دھویں کے دھبے نمودار ہوں گے۔ پس نداند۔ جب اُسکو گناہ کا احساس ہی نہیں رہتا تو وہ یا خدا یا خدا کہہ کر کہاں روئیگا اِصرار جما۔ خاک۔ اب اُس کو گناہ گناہ نظر نہیں آتا ہے۔

توبہ[1] نندیشد دگر شیریں شود — بر دلش آں جرم تا بیدیں شود
توبہ کی فکر نہیں کرتا ہے، پھر میٹھا بن جاتا ہے — اُسکے دل پر وہ گناہ یہاں تک کہ وہ بیدین بنجاتا ہے

آں پشیمانی و یارب رفت ازو — شست بر آئینہ زنگِ شصت تو
اُس سے وہ شرمندگی اور یارب (کہنا) جاتا رہا — ساٹھ تہ کا زنگ آئینہ پر بیٹھ گیا

آہنش را زنگہا خوردن گرفت — گوہرش را زنگ کم کردن گرفت
اُس کے لوہے کو زنگوں نے کھانا شروع کر دیا — اُسکے جوہر کا رنگ کم کرنا شروع کر دیا

چوں نویسی کاغذِ اسپید بر — آں نبشتہ خوانده آید در نظر
جب تو سفید کاغذ پر لکھے — وہ لکھا ہوا پڑھنے کے قابل نظر آتا ہے

چوں نویسی بر سرِ بنوشتہ خط — فہم ناید خواندنش گردد[2] غلط
جب تو لکھے ہوئے پر لکھے — سمجھ میں نہیں آتا ہے اُس کا پڑھنا غلط ہو جاتا ہے

کاں سیاہی بر سیاہی اوفتاد — ہر دو خط شد کور و معنیٰ رُو نداد
اسلئے کہ سیاہی سیاہی پر پڑی — دونوں خط اندھے ہو گئے اور معنیٰ غائب ہو گئے

ور سوم بارہ نویسی بر سرش — بس سیہ کردی چو جانِ کافرش
اور اگر اُس پر تو تیسری بار لکھے — تو تُو نے کافر کی جان کی طرح اُسکو بالکل کالا کر دیا

پس چہ چارہ جز پناہِ چارہ گر — نا اُمیدی مس و اکسیرش نظر
تو چارہ گر کی پناہ کے سوا کیا چارہ ہے؟ — نا اُمیدی تانبا ہے اور اُس کی نظر اکسیر ہے

نا امیدیہا بہ پیشِ اُو نہید — تا ز دردِ بے دوا بیروں جہید
نا اُمیدیوں کو اُس کے سامنے رکھو — تاکہ لاعلاج درد سے نکل سکو

چوں شعیب[3] ایں نکتہا با وے بگفت — زاں دمِ جاں در دلِ او گل شگفت
جب حضرت شعیبؑ نے یہ نکتے اُس سے کہے — اُس روحانی پھونک سے اُسکے دل میں پھول کھلا

جانِ اُو بشنید وحیِ آسماں — گفت اگر بگرفت ما را کو نشاں
اُس کی جان نے آسمانی وحی سنی — بولا! اگر اُس نے ہمیں پکڑا ہے تو علامت کیا ہے؟

گفت یارب دفع من می گوید اُو — آں گرفتن را نشاں می جوید اُو
اُن (حضرت شعیبؑ) نے کہا! اے خدا! وہ مجھ پر اعتراض کرتا ہے — اُس گرفت کی علامت چاہتا ہے

گفت ستارم نگویم رازہاش — جز یکے رمزے برائے ابتلاش
اللہ نے فرمایا میں پردہ پوش ہوں اُسکے راز نہیں بتاتا ہوں — سوائے ایک اشارے کے اُسکی آزمائش کیلئے

[1] توبہ۔ جب گناہ کے بارے میں گناہ کا تصور نہیں رہتا تو توبہ بھی نہیں کرتا ہے اور دین سے خارج ہو جاتا ہے۔ پشیمانی یعنی گناہ کرنے کی ندامت۔ شِست۔ نشست کا مخفف ہے۔ آہنش دل کے لوہے کو گناہوں کا زنگ کھانا شروع کر دیتا ہے اور دل کا گوہر بدرنگ ہو جاتا ہے۔ چوں نویسی سفید کاغذ پر لکھو گے تو کتابت نظر نہ آئے گی لکھے پر لکھو گے تو کتابت کا اثر نہ معلوم ہوگا یہی حال گناہ کا ہے۔ انسان شروع میں گناہ کرتا ہے تو گناہ کا اثر محسوس کرتا ہے۔ بار بار گناہ کرتا ہے تو اُس کا اثر نظر سے غائب ہو جاتا ہے۔

[2] گردد غلط لکھے ہوئے پر لکھو گے تو پڑھ نہ سکو گے۔ ہر دو خط جلی اور اب کی تحریر نہ پڑھی جائیگی نہ اُسکے معانی سمجھ میں آئیں گے۔ جانِ کافر۔ کافر کو گناہوں کا احساس بالکل نہیں رہتا ہے۔ پس چہ چارہ۔ ایسے معصیت کار کی حالت بڑی خطرناک ہو جاتی ہے لیکن پھر بھی مایوس نہ ہو اللہ کی نظرِ کرم اصلاح کر سکتی ہے۔ نا امیدیہا۔ اپنی مایوسیوں کو دربارِ خداوندی میں پیش کرکے اصلاحِ حال کی دعا کرے۔

[3] چوں شعیبؑ۔ حضرت شعیبؑ پر جو وحی نازل ہوئی وہ اُس گنہگار نے سنی تو اُسکے دل میں کچھ روشنی پیدا ہوئی۔

گرفت یعنی گناہ پر سزا گرفت کی نشانیاں ۔ رمز - اشارہ - ابتلا - آزمائش۔

یکؔ۱ نشان آنکہ می گیرم ورا — آنکہ طاعت دارد از صوم و دعا
اس کی علامت کہ میں اس کو پکڑتا ہوں ایک — یہ ہے کہ وہ روزے اور نماز کی عبادت کرتا ہے

وز نماز و از زکوٰۃ و غیر آں — لیک یک ذرّہ ندارد ذوق جاں
اور نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کی — لیکن روح کے ذوق کا ایک ذرّہ نہیں رکھتا ہے

می کند طاعات و افعالِ سَنی — لیک یک ذرّہ ندارد چاشنی
وہ عبادات اور اعلیٰ اعمال کرتا ہے — لیکن ایک ذرّہ تکلف نہیں پاتا ہے

طاعتش نغز ست و معنیٰ نغز نے — جوز ہا بسیار و در وے مغز نے
اُس کی ظاہری عبادات اچھی ہے اور روح کی عبادت اچھی نہیں ہے — اخروٹ بہت ہیں اُن میں گری نہیں ہے

ذوقؔ۲ باید تا دہد طاعات بر — مغز باید تا دہد دانہ شجر
ذوق چاہیئے تاکہ عبادات پھل دیں — گری چاہیئے تاکہ دانہ درخت اُگائے

دانۂ بے مغز کے گردد نہال — صورتِ بیجاں نباشد جز خیال
بے گری کا دانہ کب پودا بنتا ہے؟ — بے جان تصویر سوائے خیال کے کچھ نہیں ہے

چوں شعیبؑ ایں نکتہا بر وے بخواند — از تفکّر ہمچو خر در گل بماند
جب (حضرت) شعیبؑ نے یہ نکتے اُس کو سنائے — سوچ میں، دلدل میں پھنسے ہوئے گدھے کی طرح رہ گیا

بقیۂ قصۂ طعنہ زدن آں مردِ بیگانہ بر شیخ و جواب مُرید اُورا

اُس بیگانے انسان کا شیخ پر طعنہ کرنے اور اُس کو مرید کے جواب دینے کے قصہ کا بقیہ

آں خبیث از شیخ می لائید ژاژ — کژ نگر باشد ہمیشہ چشمِ کاژ
وہ خبیث شیخ کے بارے میں بیہودہ بکواس کر رہا تھا — بھینگے کی آنکھ ہمیشہ ٹیڑھا دیکھنے والی ہوتی ہے

کہ منمؔ۳ بر حالِ زشتِ اُو گواہ — خمر خوار ست و بد و کارش تباہ
کہ میں اُس کی بُری حالت کا گواہ ہوں — شرابی ہے اور بُرا ہے اور اُس کا کام برباد ہے

کہ منش دیدم میانِ مجلسے — اُو ز تقویٰ عاری ست و مفلسے
کیونکہ میں نے اُس کو ایک مجلس میں دیکھا ہے — وہ پرہیزگاری سے خالی اور مفلس ہے

ور کہ باور نیست خیزی امشباں — تا ببینی فسقِ شیخت را عیاں
اگر یقین نہیں ہے تو آج رات کو اُٹھ — تاکہ اپنے پیر کا فسق تو آنکھ سے دیکھ لے

شب ببردش بر سرِ یک روزنے — گفت بنگر فسق و عشرت کردنے
رات کو وہ اسے ایک روشندان پر لے گیا — بولا، دیکھ فسق اور مزے اُڑانا

---

۱ یک نشان۔ گناہ پر گرفت کی ایک معمولی نشانی یہ ہے کہ گنہگار ہر طرح کی عبادت کرتا ہے لیکن ذوق اور تکلفِ عبادت سے محروم رہتا ہے۔ سَنی۔ بلند، روشن۔ چاشنی، لذّت۔ طاعتش یعنی ظاہری عبادات تو ٹھیک ہیں لیکن وہ اُس کے مغز اور روح سے محروم ہے اور اس کی عبادت ایسی ہے جیسے بے گری کا اخروٹ۔

۲ ذوق باید۔ جب تک ذوق عبادت حاصل نہ ہو جو بمنزلہ مغز کے ہے تو اُس عبادت سے شجر و ثمر پیدا نہ ہوگا۔ نہال۔ پودا۔ صورتِ بے جان۔ بے جان تصویر۔ می لائید۔ بکواس کرتا تھا۔ ژاژ۔ بکواس۔ کاژ۔ بھینگا۔

۳ کہ منم۔ معترض نے کہا میں اُس شیخ کی بد چلنی کا گواہ ہوں وہ شرابی اور بُرا ہے۔ مجلسے یعنی شراب کی محفل۔ مفلس۔ یعنی نیکیوں سے خالی۔ ور کہ۔ اگر تجھے یقین نہیں ہے تو آج رات میرے ساتھ چل اور آنکھوں سے دیکھ لے۔ روزنے یعنی اُس مجلس کے ایک روشندان کے پاس جہاں جمع شراب کی مجلس میں تھا۔

بنگر آں سالوسِ روز و فسقِ شب — روز ہمچوں مصطفیٰ شب بولہب

دیکھ دن کا وہ مکر اور رات کا فسق — دن میں مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرح رات میں ابولہب

روزِ عبداللہ اُو را گشتہ نام — شب نعوذ باللہ و در دست جام

دن میں اس کا نام اللہ کا (خاص) بندہ تھا — رات کو نعوذ باللہ اور ہاتھ میں (شراب کا) جام

دید شیشہ در کفِ آں پیرِ پُر — گفت شیخا مر ترا ہم ہست غر

اس پیر کے ہاتھ میں بھرا ہوا شیشہ دیکھا — بولا، اے شیخ! تجھے بھی دھوکا لگا

تو نمی گفتی کہ در جامِ شراب — دیو می میزد بجدِ ہر دم شتاب

تو نے نہیں کہا ہے کہ شراب کے جام میں — شیطان کوشش کر کے ہر وقت جلد پیشاب کر دیتا ہے

گفت جامم را چناں پُر کردہ اند — کاندرو اندر نگنجد یک سپند

اس (شیخ) نے کہا میرے جام کو انہوں نے اتنا بھر دیا ہے — کہ اس کے اندر ایک کالا دانہ بھی نہیں سما سکتا ہے

بنگر ایں جا ہیچ گنجد ذرہ — ایں سخن را کژ شنیدہ غرہ

دیکھ اس میں کوئی ذرہ سماتا ہے — بہکے ہوئے نے اس کی بات کو ٹیڑھا سمجھا

جامِ ظاہر خمرِ ظاہر نیست ایں — دور دار ایں راز شیخِ غیب بیں

یہ ظاہری جام، ظاہری شراب نہیں ہے — غیب بین شیخ کو اس سے دور رکھ

جامِ مے ہستیِ شیخ ست اے فلیو — کاندرو ایدر نہ گنجد بولِ دیو

اے بیہودہ! جامِ شراب، شیخ کا وجود ہے — کہ اب اس کے اندر شیطان کا پیشاب نہیں سماتا ہے

پُر و مالامال از نورِ حق ست — جامِ تن بشکست و نورِ مطلق ست

وہ اللہ (تعالیٰ) کے نور سے پُر اور مالامال ہے — جسم کا جام شکستہ ہو گیا ہے اور وہ مطلق نور ہے

نورِ خورشید ار بیفتد بر حدث — او ہماں نور ست نپذیرد خبث

سورج کی شعاع اگر ناپاکی پر پڑے — وہ وہی نور ہے، نجاست کو قبول نہیں کرتی ہے

شیخ گفت ایں خود نہ جام ست و نہ مے — ہیں بزیر آ منکرا بنگر بَے

شیخ نے فرمایا یہ نہ جام ہے اور نہ شراب — خبردار: اے منکر نیچے آ اس کو دیکھ لے

آمد و دید انگبینِ خاص بود — کور شد آں دشمنِ کور و کبود

وہ آیا اور اس نے دیکھا خالص شہد تھا — وہ اندھا، نیلا دشمن اندھا ہو گیا

بزیر آ۔ چونکہ یہ باتیں روشندان کے ذریعہ ہو رہی تھیں۔ دید۔ یعنی اس کے ہاتھ میں شراب نہ تھی بلکہ خالص شہد تھا۔

---

۱ سالوس۔ یعنی دن میں مکاری سے بزرگ بنا رہتا۔ فسقِ شب۔ یعنی رات کو فسق و فجور کرنا۔ ہمچو آں۔ یعنی دن میں سنتِ نبوی پر عمل ہے اور شب کو بولہبی میں مبتلا ہے۔ عبداللہ۔ یعنی خدا کا نیک بندہ۔ نعوذ باللہ یعنی شیطان جس سے ہم پناہ چاہتے ہیں۔ غر۔ دھوکا، فریب۔ تو نمی گفتی۔ تو نے خود کہا تھا کہ شراب کے جام میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے۔

۲ گفت۔ شیخ نے کہا کہ میرا جام اس قدر پُر ہے کہ اس میں شیطان کے پیشاب کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ سپند۔ حرمل، ایک دانہ ہے جس کی دھونی نظرِ بد کے دفعیہ کے لئے دی جاتی ہے۔ کژ شنیدہ۔ یعنی شیخ کی بات کا مطلب وہ صحیح نہ سمجھا شیخ نے جام سے جامِ شراب مراد نہ لیا تھا بلکہ جامِ مے سے مراد شیخ کا اپنا وجود تھا۔ فلیو۔ بوزن نشیب، احمق بیہودہ۔ ایدر۔ بوزن دیگر، ایں جا، اکنوں۔

۳ پُر۔ پورا جسم نورِ حق سے پُر ہے اس میں شیطان کے اثرات کی گنجائش نہیں ہے۔ جامِ تن۔ بلکہ وہ تو اب مقامِ فنا میں ہے۔ نورِ خورشید۔ جبکہ شیخ نورِ مطلق ہے تو کوئی گندہ مقام اسکو نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے سورج کا نور اگر گندگی پر پڑے تو اس سے وہ نجس نہ ہوگا۔

گفت[۱] پیر آں دم مریدِ خویش را
اُس وقت پیر نے اپنے مُرید سے کہا

رَو برائے من بجومے اے کیا
ارے میاں! جاؤ میرے لئے شراب تلاش کرو

کہ مرا رنج ست مُضطَر گشتہ ام
کیونکہ میرے درد ہے میں مجبور ہو گیا ہوں

من ز رنج از مخمصہ بگذشتہ ام
میں درد کی وجہ سے بھوک (کی مجبوری) سے بڑھ گیا ہوں

در ضرورت ہست ہر مُردار پاک
مجبوری میں ہر مُردار پاک ہے

بر سَرِ مُنکر ز لعنت باد خاک
مُنکر کے سَر پر لعنت کی خاک ہو

گِردِ خمخانہ برآمد آں مُرید
وہ مُرید شراب خانہ کی جانب گیا

بہرِ شیخ از ہر خُمے او مے چشید
اُس نے شیخ کے لئے ہر مٹکے میں سے شراب چکھی

در ہمہ خُمخانہا او مے ندید
اُس نے تمام شراب خانوں میں شراب نہ دیکھی

گشتہ بُد پُر از عَسل خُمِ نبیذ
شراب کے مٹکے شہد سے بھر گئے تھے

گفت[۲] اے رنداں چہ حالست ایں چہ کار
اُس نے کہا اے رندو! کیا حال ہے یہ کیا کام ہے؟

ہیچ خُمے دَر نمی بینم عُقار
میں کسی مٹکے میں شراب نہیں دیکھتا ہوں

جملہ رنداں نزدِ آں شیخ آمدند
سب رند اُس شیخ کے پاس آئے

چشم گریاں دست بر سَر می زدند
روتے ہوئے سَروں کو پیٹتے تھے

دَر خرابات آمدی شیخِ اجل
کہ، اے بزرگ شیخ! آپ شراب خانہ میں آئے

جملہ مَیہا از قدومت شُد عَسل
آپ کی تشریف آوری سے تمام شرابیں شہد ہو گئیں

کردہ مَے را تو مبدّل از حَدَث
آپ نے شراب کو ناپاکی سے تبدیل کر دیا

جانِ ما را ہم بدل کُن از خَبَث
ہماری جان کو بھی ناپاکی سے تبدیل کر دیجئے

گر شود[۳] عالَم پُر از خون مال مال
اگر عالم خون سے لبریز ہو جائے

کے خورَد بندہ خدا الّا حلال
اللہ کا (مخلص) بندہ سوائے حلال کے کب کھاتا ہے؟

گفتنِ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم را

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کرنا کہ آپ

کہ تو بے مصلّٰی بہر جا کہ میروی نماز میکنی

بے مصلّے کے جہاں جاتے ہیں نماز پڑھ لیتے ہیں

عائشہ رضؓ روزے بہ پیغمبر بہ گفت
ایک دن (حضرت) عائشہ رضؓ نے پیغمبر سے عرض کیا

یا رسول اللہ تو پیدا و نہفت
یا رسول اللہ آپ مجمع اور تنہائی میں

---

[۱] گفت۔ شیخ نے اپنے مرید کی بدگمانی دُور کرنے کے لئے اس سے کہا۔ کہ مرا رنج یعنی میری تکلیف بھوک کی تکلیف سے بھی بڑھ گئی اور میں مُضطر کے حکم میں ہوں جس کے لئے جان بچانے کیلئے حرام چیز کھا لینا جائز ہو جاتا ہے۔ مخمصہ۔ قرآنِ پاک میں فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ یعنی جو بھوک کی وجہ سے مجبور ہو جائے اور گناہ کی طرف اس کا جھکاؤ نہ ہو اور وہ حرام کھائے تو اللہ غفور و رحیم ہے۔ منکر۔ یعنی جو اس جواز کا انکار کرے۔ پُر از عسل۔ یعنی ہر مٹکا بجائے شراب کے شہد سے بھرا ہوا تھا۔

[۲] گفت۔ مرید نے دوسرے شرابیوں سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے کسی مٹکے میں بھی شراب نہیں ہے۔ عُقار۔ شراب۔ جملہ رنداں۔ شیخ کی اس کرامت سے شرابی متاثر ہو گئے۔ خرابات۔ میخانہ۔ مبدّل از حدث۔ شراب ناپاک ہے شہد پاک ہے۔ خبث۔ یعنی گناہوں کی خباثت۔

[۳] گر شود۔ اللہ اپنے نیک بندوں کیلئے حلال روزی کی بہر حال سبیل پیدا فرما دیتا ہے۔ آئندہ حکایت کا بھی یہی ملاء ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُمّتِ محمدیہ کیلئے ناپاک زمین کو بھی حکماً پاک بنا دیا ہے۔ بے مصلٰی۔ یعنی زمین پر آپ کچھ

ہر کجا یابی نمازے می کنی
جہاں موقع ملتا ہے نماز پڑھ لیتے ہیں
می رَوی دَر خانۂ ناپاک و دَنی [۱]
آپ ہر ادنیٰ اور ناپاک گھر میں چلے جاتے ہیں

بے مصلیٰ می گذاری تو نماز
بغیر مصلے کے آپ نماز پڑھ لیتے ہیں
ہر کجا روئے زمیں بکشای راز
جہاں بھی روئے زمین ہو، راز بتائیے؟

گرچہ میدانی کہ ہر طفلِ پلید
اگرچہ آپ جانتے ہیں کہ ہر ناپاک بچہ
کرد مستعمل بہر جا کہ رسید
جہاں وہ جاتا ہے (زمین) کو مستعمل کر دیتا ہے

گفت پیغمبر کہ از بہرِ مہاں
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا بڑے لوگوں کیلئے
حق نجس را پاک کرد ایں را بداں
اللہ (تعالیٰ) نے نجس کو پاک کر دیا ہے، اسکو سمجھ لے

سجدہ گاہم را ازاں رو لطفِ حق
اسلئے اللہ (تعالیٰ) کی مہربانی نے میری سجدہ گاہ کو
پاک گردانید تا ہفتم طبق
ساتوں طبقوں تک پاک کر دیا ہے

ہاں وہاں ترکِ حسد کن با شہاں
[۲] خبردار خبردار، بادشاہوں سے حسد کرنا چھوڑ دے
ورنہ ابلیسے شوی اندر جہاں
ورنہ تو دنیا میں شیطان ہو جائے گا

کو اگر زہرے خورد شہدے شود
کیونکہ وہ اگر زہر کھالے تو شہد بن جائیگا
تو اگر شہدے خوری زہرے بود
تو اگر شہد کھائے، زہر ہوگا

کو بدل گشت و بدل شد کارِ او
کیونکہ وہ بدل گیا اور اس کا کام بدل گیا
لطف گشت و نور شد مر نارِ او
وہ محبت بن گیا، اس کی آگ نور بن گئی ہے

قوتِ حق بود مر بابیل را
ابابیل میں اللہ کی طاقت تھی
ورنہ مرغے چوں کشد مر پیل را
ورنہ ایک پرندہ ہاتھی کو کیسے مار سکتا ہے؟

لشکرے را مرغکے چندے شکست
بڑے لشکر کو چھوٹے پرندہ نے شکست دیدی
تا بدانی کاں صلابت [۳] از حق ست
تاکہ تو سمجھ جائے کہ وہ سختی اللہ کی طرف سے تھی

گر ترا وسواس آید زیں قبیل
اگر تجھے اس سلسلہ میں شک ہو
رو بخواں تو سورۂ اصحابِ فیل
جا، تو اصحاب فیل کی سورۃ پڑھ لے

ور کنی با او مرے و ہمسری
اگر تو اس سے جھگڑا اور برابری کرے گا
کافرم داں گر تو زیشاں سر بری
مجھے کافر سمجھ اگر تو ان سے جیت جائے

کشیدن موش مہار اشترے را و معجب شدن موش در خود
چوہے کا اونٹ کی مہار کو کھینچنا اور چوہے کا گھمنڈ میں آجانا

[۱] دَنی۔ کمتر درجہ کا۔ گرچہ میدانی۔ ممنا بچے بلا پاخانہ سے گھر کی زمین کو ناپاک کر دیتے ہیں۔ مہاں۔ بزرگ، بڑے لوگ۔ سجدہ گاہم آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا ساری زمین میرے لئے سجدہ گاہ اور باعثِ پاکی بنا دی گئی ہے۔ یعنی میں ہر جگہ نماز پڑھ سکتا ہوں۔ دیگر امتوں کو حکم تھا کہ وہ صرف عبادتخانوں میں عبادت کریں اور پانی نہ ہونیکی صورت میں زمین سے تیمم کر لینا تیرے لئے پاکی ہے۔

[۲] کو اگر۔ خدا کا خاص بندہ اگر زہر بھی کھائے تو خدا اس کی تاثیر بدل دیتا ہے اور وہ اولٰئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات کا مصداق ہوتا ہے۔ تو اگر۔ ایک گنہگار کا نماز روزہ بھی مردود ہو جاتا ہے۔ قوتِ حق۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں اپنی صفت کا پرتو ڈالدیتا ہے ورنہ ابابیل سا پرندہ ابرہہ کے ہاتھیوں کو کیسے شکست دیدیتا۔

[۳] صلابت۔ سختی۔ سورہ۔ سورۂ الفیل میں ابابیلوں کے ذریعہ ابرہہ کے ہاتھیوں کی ہلاکت کا ذکر ہے۔ ور کنی۔ بڑوں سے جھگڑا اور ہمسری کا دعوی کرنا ہلاکت کا سبب ہے۔ کشیدن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ چوہے نے اپنے سے بڑے اونٹ سے ہمسری کی اور شرمندہ ہوا۔ معجب۔ متکبر۔

موشکے در کفِ مہارِ اُشترے
ایک حقیر چوہے نے لیا ایک اونٹ کی مہار ہاتھ میں
در ربود و شد رواں اُو از مرے[1]
لے لی، اور اکڑتا ہوا روانہ ہوا

شتر با چُستی کہ با اُو شد رواں
جب اونٹ تیزی سے اُس کے ساتھ چلا
موش غرّہ شد کہ ہستم پہلواں
چوہے کو گھمنڈ ہو گیا کہ میں پہلوان ہوں

بر شتر زد پرتوِ اندیشہ اش
اُس کے خیال کا عکس اونٹ پر پڑا
گفت بنمایم ترا تو باش خوش
اُس نے کہا تو خوش ہو لے میں تجھے دکھاؤں گا

تا بیامد بر لبِ جوئے بزرگ
یہاں تک کہ وہ بڑی نہر کے کنارے پر پہنچا
کاندرو گشتے زبوں پیلِ سُترگ
جس میں بڑا ہاتھی بھی عاجز آ جائے

موش آنجا ایستاد و خشک گشت
چوہا وہاں کھڑا ہو گیا اور خشک ہو گیا
گفت اشتر اے رفیقِ کوہ و دشت
اونٹ بولا، اے پہاڑ اور جنگل کے ساتھی!

ایں توقف چیست حیرانی چرا
یہ ٹھہراؤ کیسا ہے؟ حیرانی کیوں ہے؟
پا بنہ مردانہ اندر جُو درآ
بہادری سے قدم بڑھا، نہر میں آ جا

تو قلاوزی[2] و پیش آہنگِ من
تو میرا رہبر اور پیش رو ہے
در میانِ رہ مباش و تن مزن
راستہ میں نہ رُک اور چُپ نہ ہو

گفت ایں جُوئے شگرف و عمیق
(چوہا) بولا یہ نہر خوفناک اور گہری ہے
من ہمی ترسم ز غرقاب اے رفیق
اے ساتھی! میں ڈوبنے سے ڈر رہا ہوں

گفت اُشتر تا ببینم حدِ آب
اونٹ نے کہا (ٹھہر) تاکہ میں پانی کا اندازہ لگاؤں
پا درو بنہاد آں اشتر شتاب
اونٹ نے فوراً پاؤں اندر رکھ دیا

گفت تا زانوست آب اے کور موش
(اونٹ) بولا اے اندھے چوہے! پانی ران تک ہے
از چہ حیراں گشتی و رفتی ز ہوش
تو کیوں حیران ہو گیا اور ہوش کھو بیٹھا

گفت[3] مورِ تست ما را اژدہاست
(چوہے نے) کہا تیرے لئے چیونٹی ہے ہمارے لئے اژدہا ہے
کہ ز زانو تا بہ زانو فرقہاست
اس لئے کہ ران اور ران میں بہت فرق ہے

گر ترا تا زانوست اے پُر ہنر
اے ہنرمند! اگر تیری ران تک ہے
مر مرا صد گز گذشت از فرقِ سر
تو میرے سر کی چندیا سے سو گز اونچا ہے

گفت گستاخی مکُن بارِ دگر
(اونٹ) بولا پھر گستاخی نہ کرنا
تا نسوزد جسم و جانت زیں شرر
کہیں اس چنگاری سے تیرا جسم اور جان جل جائے

[1] مرے۔ مقابلہ، جھگڑا۔ پہلواں۔ یعنی مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ اونٹ کو قابو میں کر رکھا ہے۔ اندیشہ یعنی اونٹ کی ہمسری کا خیال۔ تا بیامد۔ ایسی نہر آ گئی جس میں ہاتھی بھی نہ ٹھہر سکے۔ خشک گشت۔ یعنی نہر کے ڈر سے۔ توقف۔ ٹھہراؤ۔

[2] قلاوزنہ۔ رہنما۔ تن مزن۔ خاموش نہ ہو۔ شگرف۔ عجیب و غریب، خوفناک۔ غرقاب۔ پانی میں ڈوبنا۔ حدِ آب یعنی پانی کی گہرائی۔ کور موش۔ اندھا چوہا، چھچھوندر۔

[3] گفت۔ چوہے نے کہا کہ تیرے نزدیک معمولی اور چھوٹی چیز میرے لئے خطرناک اور بڑی ہے تیرے زانو اور میرے زانو میں بہت فرق ہے۔ فرقِ سر۔ سر کا وہ اگلا حصہ جس پر مانگ نکالی جاتی ہے۔ گستاخی یعنی ہمسری کا دعویٰ۔ شرر۔ چنگاری۔

تو مرے با مثلِ خود موشاں بکُن — **با شتر مر موش را نبوَد سخن**

تو اپنے جیسے چوہوں سے مقابلہ کر — چوہے کے لئے اونٹ سے بات مناسب نہیں ہے

گفت توبہ کردم از بہرِ خدا — **بگذراں زیں آبِ مُہلک مر مرا**

اُس (چوہے) نے کہا کہ میں نے توبہ کی خدا کیلئے — اس مہلک پانی سے مجھے پار کردے

رحم آمد مر شتر را گفت ہیں — **بر جہ و بر کردبانِ من نشیں** [1]

اونٹ کو رحم آگیا، بولا، ہاں — کود اور میرے پالان پر بیٹھ جا

ایں گذشتن شد مُسلّم مر مرا — **بگذرانم صد ہزاراں چوں ترا**

میرا پار کرنا یقینی ہے — تجھ جیسے لاکھوں کو پار کردوں گا

چوں پیمبر نیستی پس رو براہ — **تا رسی از چاہ روزے سُوئے جاہ**

جب تو پیغمبر نہیں ہے تو راستہ طے کر — تاکہ کسی دن کنویں سے (نکل کر) رتبہ پر پہنچ جائے

تو رعیّت باش چوں سلطان نۂ — **تگ مراں چوں مردِ کشتیبان نۂ**

تو رعیّت بن جا جبکہ تو بادشاہ نہیں ہے — گہرائی میں (کشتی) نہ چلا چونکہ تو ملّاح نہیں ہے

چوں نۂ کامل دُکاں تنہا مگیر [2] — **دستِ خوش می باش تا گردی خمیر**

جب کہ تو ماہر نہیں ہے تنہا دُکان نہ کر — تابع بن جا تاکہ تو خمیر بن جائے

چونکہ آزادیت ناید بندہ باش — **ہیں مپوش اطلس برو در ژندہ باش**

جب تجھے آزاد رہنا نہیں آتا، غلام بن جا — خبردار! اطلس نہ پہن جا گدڑی میں رہ

اَنصِتُوا را گوش کُن خاموش باش — **چوں زبانِ حق نگشتی گوش باش**

"تم چپ رہو" کو سُن، چُپ رہ — جب تو اللہ کی زبان نہ بنا، کان بنجا

ور بگوئی مُشکل اِستفسار گو [3] — **با شہنشاہاں تو مسکیں وار گو**

تو اگر کوئی اشکال کرے تو پوچھنے کے طریقہ پر کر — شہنشاہوں سے مسکین کی طرح بات کر

ابتدائے کبر و کیں از شہوت ست — **راسخیِ شہوتت از عادت ست**

تکبّر اور کینہ کی ابتدا خواہشِ نفسانی سے ہے — خواہشِ نفسانی تیری کا جماؤ، عادت کی وجہ سے ہے

چوں ز عادت گشتہ محکم خوئے بد — **خشم آید بر کسے کِت وا کَشد**

جب عادت کی وجہ سے بری عادت پختہ ہو جائے — تجھے اُس پر غصہ آتا ہے جو تجھے ہٹائے

---

[1] ترجمہ۔ جہیدن بمعنی کودنا سے بنا ہے۔ کردباں۔ پالان، جمول۔ مسلّم۔ تسلیم شدہ، یقینی۔ چوں پیمبر۔ جب انسان میں صلاحیت نہ ہو تو صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تو رعیّت باش انسان کو اپنی حیثیت میں رہنا چاہیے۔ تگ مراں۔ اگر کشتی بانی کی صلاحیت نہیں ہے تو کشتی کنارے کنارے لے جانی چاہیئے گہرائی میں نہ لے جانی چاہیئے۔

[2] چوں نۂ۔ جب تک تجارت میں مہارت نہ ہو مستقل دکان نہ کرنی چاہیئے ورنہ نقصان ہوگا۔ دستِ خوش۔ تابع، مطیع، عاجز۔ خمیر۔ آٹے میں جب خمیر اٹھ جاتا ہے تب روٹی پکانے کے قابل ہوتا ہے۔ چونکہ۔ آزادانہ زندگی بسر کرنے کی صلاحیت نہ ہو تو غلام بنا رہنا چاہیئے۔ اطلس۔ مشہور ریشمیں کپڑا ہے۔ ژندہ۔ گدڑی، غرضیکہ جب تک کمال حاصل نہ ہو کسی شیخ کے تابع رہنا ضروری ہے۔ اَنصِتُوا قرآن پاک میں ہے جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو یعنی جب تک وعظ و تلقین کی صلاحیت نہ ہو خاموشی سے شیخ کی نصیحت سنا رہ۔

[3] ور بگوئی۔ اگر کوئی اشکال پیش آئے تو معترضانہ سوال نہ کرے بلکہ تعلیم حاصل کرنے کے طور پر دریافت کیجئے۔ ابتداء۔ انسان بزرگوں سے ہمسری تکبر کی وجہ سے کرتا ہے یہ اور اس قسم کی برائیاں نفس کے تقاضے سے پیدا ہوتی ہیں اور جب انسان ان برائیوں کو بار بار کرتا ہے تو نفس کی اس خواہش میں جماؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ خشم۔ اب اگر کوئی اس برائی سے روکے تو غصہ آتا ہے۔

چونکہ تو گلخوار[1] گشتی ہر کہ اُو — واکشد از گِل ترا باشد عدو

چونکہ تو مٹی کھانے والا بن گیا ہے، جو بھی — تجھے مٹی سے ہٹاتا ہے دشمن ہوگا

بُت پرستاں چونکہ خُو بابُت کنند — مانعانِ راہِ خود را دشمن اند

بُت پرست چونکہ بتوں کی عادت ڈال لیتے ہیں — اپنے راہ سے ہٹانے والوں کے دشمن ہیں

چونکہ کرد ابلیس خُو با سَروری — دید آدمؑ را بہ تحقیر از خری

چونکہ شیطان سَرداری کا عادی ہوگیا تھا — گدھے پن سے اس نے آدمؑ کو حقارت سے دیکھا

کہ بہ از من سَرورے دیگر بُود — تاکہ اُو مسجودِ چوں من کس شود

مجھ سے بہتر کوئی دوسرا سردار ہوگا؟ — تاکہ وہ مجھ جیسے کا مسجود بنے

سَروری زہرست جز آں روح را — کہ بُود تریاقِ لانی زابتدا

اس روح کے سوا کے لئے سرداری زہر ہے — جو شروع سے لان (پہاڑ) کا تریاق ہو

کوہ گر پُر مار شُد باکے مدار — کو بُود اندر دروں تریاق زار

پہاڑ اگر سانپوں سے بھرا ہو، پرواہ نہ کر — کیونکہ اس میں تریاق زار ہوتا ہے

سَروری چوں شد دماغت را ندیم — ہر کہ اشکستت شود خصمِ عظیم

سَرداری جب تیرے دماغ کی ساتھی بن گئی — جو تجھے شکست دے تیرا دشمن ہوگا

چوں[2] خلافِ خُوئے تو گوید کسے — کینہا خیزد ترا با اُو بسے

جب کوئی تیری عادت کے خلاف بولے — تجھ میں اس سے بہت سے کینے پیدا ہونگے

کہ مرا از خُوئے من بر میکند — خویش بر من میر و سَرور میکند

کہ وہ مجھے میری خصلت سے جدا کرتا ہے — اپنے آپ کو میرے اوپر امیر اور سردار بناتا ہے

چوں[3] نباشد خُوئے بد سرکش درو — کے فروزد از خلاف آتش درو

اس میں جب کوئی بُری عادت ظہور پذیر نہ ہو — تو مخالفت کی آگ اس میں کیوں بھڑکے؟

چوں نباشد خُوئے بد محکم شدہ — کے شود اندر خلاف آتشکدہ

جب اُس میں بُری عادت مستحکم نہ ہوئی ہو — تو اختلاف میں آگ کی بھٹی کیوں ہو؟

با مُخالف اُو مدارا می کند — در دلِ اُو خویش را جا می کند

وہ مخالف کی (بھی) خاطر تواضع کرتا ہے — اُس کے دل میں اپنی جگہ کرلیتا ہے

زانکہ خُوئے بد بگشتت اُستوار — مُورِ شہوت شُد ز عادت ہمچو مار

کیونکہ تیری عادت بُری مضبوط ہوگئی ہے — نفسانی خواہش کی چیونٹی عادت کیوجہ سے سانپ ہوگئی ہے

---

[1] گلخوار: مٹی کھانے والا۔ چونکہ کرد۔ شیطان کو سرداری کی عادت پڑگئی تھی اس لئے حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کیا۔ سَروری۔ سرداری۔ زہرست۔ حُبِ جاہ نفس کا بہت بڑا رذیلہ ہے۔ تریاقِ لانی۔ لان پہاڑ کا تریاق جو زہر کے ازالہ میں بہت زود اثر ہوتا ہے۔ کوہ۔ اولیاء اللہ کے پاس تریاق ہے لہٰذا جاہ و رتبہ کا سانپ ان پر اثر نہیں کرتا ہے۔ ندیم۔ ہم مجلس، ساتھی۔ خصمِ عظیم بڑا دشمن۔

[2] چوں خلاف۔ جب کوئی کسی عادت کے خلاف اس کو نصیحت کرتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ نصیحت کرنے والا اپنی بڑائی اور سرداری جتاتا ہے۔

[3] چوں نباشد۔ اگر انسان میں بُری عادت نہیں ہوتی ہے تو نصیحت سے اُس کو ناگواری نہیں ہوتی ہے۔ محکم۔ مضبوط۔ مدارا۔ خاطر تواضع۔ زانکہ۔ غصہ کی وجہ یہی ہے کہ تیری بُری عادت مستحکم ہوگئی ہے۔ مور یعنی ادنیٰ نفسانی خواہش۔ مار۔ یعنی مُہلک نفسانی خواہش۔

مارِ شہوت[1] را بکُش در ابتدا — **ورنہ اینک گشت مارت اژدہا**

نفسانی خواہش کے سانپ کو ابتداء ہی میں مار ڈال — ورنہ تیرا یہ سانپ اژدھا بن جائے گا

لیک ہر کس مُور بیند مارِ خویش — **تو ز صاحبدل کُن اِستفسارِ خویش**

لیکن ہر شخص اپنے سانپ کو چیونٹی سمجھتا ہے — تو اپنے بارے میں صاحبدل سے معلومات کرلے

ز ابتدا ایں مارِ شہوت را بکُش — **ورنہ اژدرہا شود اے تیز ہُش**

نفسانی خواہش کے اس سانپ کو شروع میں ہی مار ڈال — ورنہ اے تیز ہوش! وہ اژدھا بنجائے گا

تا نہ شد[2] زر مِس نداند مَن مِسم — **تا نہ شد شہ دل نداند مُفلسم**

جبتک تانبا سونا نہیں بنتا وہ نہیں سمجھتا کہ میں تانبا ہوں — جبتک دل شاہ نہ بنجائے وہ نہیں جانتا کہ میں مفلس ہوں

خدمتِ اکسیر کُن مِس وار تو — **جور می کش اے دل از دلدار تو**

تو تانبے کی طرح اکسیر کی خدمت کر — اے دل! اپنے دلدار کی سختی برداشت کر

کیست دلدار اہلِ دل نیکو بداں — **کو چو روز و شب جہانست از جہاں**

دلدار کون ہے؟ خوب سمجھ لے اہلِ دل ہے، — جو دن اور رات کی طرح دنیا سے گریزاں ہے

عیب کم گو بندۂ اللہ را — **مُتّہم کم کُن بدزدی شاہ را**

اللہ (تعالیٰ) کے (خاص) بندے کی عیب جوئی نہ کر — بادشاہ کو چوری کی تہمت نہ لگا

ورنہ[3] باشی ہیچ ہیچ از ہیچگاں — **پس روِ ہر دیو باشی مُتّہاں**

ورنہ تو ناچیزوں میں سے ناچیز تر بنجائے گا — اور ہر ذلیل شیطان کا پیرو بنجائے گا

کرامات آں درویش کہ در کشتی بدزدیش متّہم کردند

اس درویش کی کرامات جس پر کشتی میں چوری کرنے کی تہمت لگائی

بود درویشے درونِ کشتئے — **ساختہ از رختِ مردی پشتئے**

ایک کشتی میں ایک درویش تھا — جو مردانگی کے ساز و سامان کو سہارا بنائے ہوئے تھا

یاوہ شد ہمیانِ زر او خفتہ بود — **جملہ را جستند او را ہم نمود**

اشرفیوں کی ایک ہمیانی گم ہوگئی، وہ سویا ہوا تھا — انہوں نے سب کی تلاشی لی اس (مالک) نے اس کو درویش کو بھی دکھایا

کیں فقیرِ خفتہ را جوئیم ہم — **کرد بیدارش ز غم صاحب درم**

اس سوئے ہوئے فقیر کی بھی ہم تلاشی لیں — اشرفیوں والے نے غم کیوجہ سے اسکو بھی بیدار کیا

کاندریں کشتی حرمداں گم شدہ است — **جملہ را جستیم نتوانی تو رست**

کہ اس کشتی میں چمڑے کی تھیلی گم ہوگئی ہے — ہم نے سب کی تلاشی لی ہے تو بھی نہ چھوٹیگا

[1] مارِ شہوت۔ نفسانی خواہش کو ابتداء دبا دینا چاہیئے ورنہ خطرناک صورت اختیار کرلیتی ہے۔ لیک۔ لیکن عیبدار اپنے عیب کو معمولی سمجھتا ہے۔ تو ز صاحبدل۔ کسی شیخ سے اس رذیلہ کا انجام دریافت کرلے۔

[2] تا نہ شد۔ جب انسان کا کوئی رذیلہ زائل ہوتا ہے تب وہ سمجھتا ہے کہ وہ رذیلہ کس قدر خطرناک تھا۔ تا نہ شد۔ ہر چیز ضد کے ذریعہ پہچانی جاتی ہے۔ خدمتِ اکسیر۔ جو شیخ تیری حقیقت بدل دے وہ اکسیر ہے تو اسکے لئے بمنزلہ تانبے کے ہے۔ روز و شب۔ دن رات کو دنیا سے گریزاں مانا جاتا ہے صاحبدل بھی دنیا سے گریزاں اور متنفر ہوتا ہے۔

[3] ورنہ۔ اگر تو اہل اللہ پر تہمت دھریگا تو حقیر ترین بن جائیگا، شیطان کا تابع ہو جائیگا۔ کرامات۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بزرگوں پر تہمت دھرنا ہلاکت کا سبب ہے؛ رختِ مردی۔ اس کا اعتماد و بھروسہ صبر و قناعت پر تھا۔ یاوہ۔ گم، ضائع۔ او را یعنی مالک نے اس سوئے ہوئے فقیر کو بھی لوگوں کو دکھایا۔ صاحب درم یعنی جسکی اشرفیاں گم ہوئی تھیں۔ حرمداں چمڑے کی تھیلی یعنی ہمیانی۔ جملہ جستیم۔ ہم نے سب کی جامہ تلاشی لی ہے۔

دلق بیروں کن برہنہ شو ز دلق — **تا ز تو فارغ شود اوہامِ خلق** (۱)

گدڑی اتار دے، گدڑی سے ننگا ہو جا — تاکہ لوگوں کے شکوک تجھ سے رفع ہوں

گفت یارب مر غلامت را خساں — **متہم کردند فرماں در رساں**

اس (درویش) نے کہا اے خدا! تیرے غلام کو کمینوں نے — متہم کیا، حکم فرما دے

یا غیاثی عند کل کربۃ — **یا معاذی عند کل شدۃ**

اے ہر مصیبت میں میرے فریاد رس! — اے ہر مصیبت میں میری پناہ!

یا مجیبی عند کل دعوۃ — **یا ملاذی عند کل محنۃ**

اے ہر پکار پر میرے جواب دینے والے! — اے ہر مشقت میں میرے ملجا!

چوں بدرد آمد دلِ درویش زاں — **سر بروں کردند ہر سو در زماں**

جب اس (تہمت) سے درویش کے دل کو تکلیف پہنچی — فوراً ہر جانب سے سر نکالا

ماہیانِ بے حد از دریا ژرف — **در دہانِ ہر یکے دُرِّ شگرف**

گہرے دریا سے بے حد مچھلیوں نے — ہر ایک کے منہ میں عجیب موتی

صد ہزاراں ماہی از دریائے پُر — **در دہانِ ہر یکے دُرّے چہ دُر**

بھرے دریا سے لاکھوں مچھلیوں نے — ہر ایک کے منہ میں موتی، کیسا اچھا موتی

ہر یکے (۲) دُرِّ خراجِ مملکتے — **کز الٰہ است ایں ندارد شرکتے**

ہر ایک موتی ایک سلطنت کی آمدنی — کیونکہ وہ اللہ کی جانب سے ہے جو شرکت سے پاک ہے

دُرِّ چند انداخت در کشتی و جست — **مر ہوا را ساخت کرسی و نشست**

چند موتی کشتی میں پھینکے اور جست لگائی — ہوا کو کرسی بنایا اور بیٹھ گیا

خوش مربع چوں شہاں بر تختِ خویش — **او فرازِ اوج و کشتی اش بہ پیش**

اچھی چوکڑی لگا کر بادشاہوں کیطرح اپنے تخت پر — وہ بلندی کی اونچائی پر اور کشتی اسکے آگے

گفت (۳) رو کشتی شما را حق مرا — **تا نباشد با شما دزدِ گدا**

اس نے کہا جاؤ کشتی تمہاری ہے میرا اللہ ہے — تاکہ تمہارے ساتھ چور فقیر نہ رہے

تا کرا باشد خسارت زیں فراق — **من خوشم جفتِ حق و از خلق طاق**

دیکھو اس جدائی سے کس کا نقصان ہو — میں اللہ کے ساتھ اور مخلوق سے علیحدہ خوش ہوں

نے مرا او تہمتِ دزدی نہد — **نے مہارم را بغماز دہد**

وہ نہ مجھ پر چوری کی تہمت لگاتا ہے — نہ میری نکیل چغلخور کے ہاتھ میں دیتا ہے

---

(۱) اوہامِ خلق - لوگوں کو تیرے اوپر بھی چوری کا گمان ہے۔ فرماں در رساں - کوئی حکم جاری فرما دے۔ غیاث - مدد۔ کربۃ - مصیبت۔ معاذ - جائے پناہ۔ مجیب - جواب دینے والا۔ ملاذ - جائے پناہ۔ محنۃ - مشقت۔ چوں جب فقیر کے دل سے آہ نکلی تو دریا میں چاروں طرف سے مچھلیاں نمودار ہوئیں۔ ژرف - گہرا۔ دُر - موتی۔ شگرف - عجیب۔ دُرّے چہ دُر یعنی عجیب و غریب موتی۔

(۲) ہر یکے - مچھلی کے منہ میں ایسا بے مثل اور قیمتی موتی تھا جس کی قیمت ایک ملک کی آمدنی کی برابر تھی چونکہ وہ بے مثل اللہ کی جانب سے تھا اسلئے خود بھی بے مثل تھا۔ دُرِّ چند درویش نے مچھلیوں سے چند موتی لے کر کشتی میں پھینک دیئے اور خود شاہوں کیطرح ہوا میں چوکڑی لگا کر بیٹھ گیا۔ مربع - چوکڑی مار کر بیٹھنا۔ فراز - اونچائی۔ اوج - بلندی۔

(۳) گفت - ہوا میں معلق ہو کر اُس فقیر نے کہا میں تمہاری کشتی میں نہ بیٹھوں گا تاکہ تم مجھ جیسے چور فقیر کے ساتھ نہ رہو۔ تا کرا - اب دیکھنا ہے کہ جدائی تمہارے لئے مضر ہے یا میرے لئے اب میرا اور اللہ کا جوڑ ہے اور مخلوق سے میں علیحدہ ہوں۔ نے مرا - خدا نہ مجھ پر تہمت لگاتا ہے نہ مجھے رسوا کرتا ہے۔ غماز - چغلخور۔

بانگ کردند اہلِ کشتی کاے ہمام[1] | از چہ دادندت چنیں عالی مقام

کشتی والے چیخے! اے بزرگ! | تجھے یہ بلند مقام کس وجہ سے دیا ہے؟!

گفت از تہمت نہادن بر فقیر | وز حق آزاری پئے چیزے حقیر

اُس نے کہا، فقیر پر تہمت لگانے کی وجہ سے | اور معمولی چیز کے لئے اللہ کو ستانے کی وجہ سے

حاش للہ بل ز تعظیمِ شہاں | کہ نبودم بر فقیراں بد گماں

خدا بچائے، بلکہ شاہوں کی تعظیم کرنے سے | کہ میں فقیروں پر بد گمان نہ تھا

آں فقیرانِ[2] لطیف و خوش نفس | کز پئے تعظیم شاں آمد عبس

وہ پاکیزہ، اور نیک دم فقیر | جنکی تعظیم کیلئے سورۂ عبس نازل ہوئی ہے

آں فقیری بہرِ پیچا پیچ نیست | بل پئے آنکہ بجز حق ہیچ نیست

وہ فقیری اینچ پینچ کے لئے نہیں ہے | بلکہ اسلئے ہے کہ خدا کے علاوہ کچھ نہیں ہے

مُتّہم چوں دارم آنہارا کہ حق | کرد امینِ مخزنِ ہفتم طبق

میں ان کو کیسے متہم بنا سکتا ہوں جبکہ اللہ نے | ساتوں طبقوں کے خزانے کا امین بنایا ہے

مُتّہم نفس ست نے عقلِ شریف | مُتّہم حس ست نے نورِ لطیف

مُتّہم نفس ہے نہ کہ شریف عقل | مُتّہم حس ہے نہ کہ پاکیزہ نور

نفسِ[3] سوفسطائی آمد میزنش | کش زدن سازد نہ حجت گفتنش

نفس سوفسطائی ہے اسکی سرزنش کر | کیونکہ مارنا ہی اسکے لائق ہے نہ اسسے دلیل بیان کرنا

معجزہ بیند فروزد آں زماں | بعد ازاں گوید خیالے بود آں

مُعجزہ دیکھتا ہے، اُس وقت منور ہو جاتا ہے | اِس کے بعد کہہ دیتا ہے وہ خیال تھا

ور حقیقت بود آں دیدِ عجب | چوں مقیمِ چشم نامد روز و شب

اگر وہ عجیب نظارہ حقیقت تھا | تو دن رات آنکھ میں کیوں نہ ٹھہرا؟!

آں مقیمِ چشمِ پاکاں می بود | نے قرینِ چشمِ حیواں می شود

وہ پاکبازوں کی آنکھ میں ٹھہرتا ہے | حیوان کی آنکھ کا ساتھی نہیں بنتا ہے

کرنے کے لئے صرف پانچویں کتاب یعنی لاٹھی دلیل ہے جب پٹیں گے تو اس حقیقت کے قایل ہو جائیں گے۔ مُعجزہ۔ یہ لوگ مُعجزہ کو بھی ایک حقیقت نہیں مانتے ہیں بلکہ محض ایک خیال سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر حقیقت ہوتا تو مستقل طور پر نظر آنا چاہیئے تھا حضرت موسیٰ کی لاٹھی اگر حقیقتاً سانپ ہی تھی تو ہمیشہ سانپ نظر آتی، چاند اگر حقیقتاً شق ہوا تھا تو ہمیشہ پھٹا ہوا نظر آنا چاہیئے تھا۔ ایں مقیم۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ان کی آنکھیں چونکہ ناپاک ہیں لہٰذا معجزہ جیسی پاک چیز ان آنکھوں میں نہیں ٹھہرتی ہے پاک نگاہوں میں وہ حقیقت ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ مور جیسا حسین پرندہ تاریک کنویں میں نہیں ٹھہر سکتا۔

[1] ہُمام۔ سردار، بزرگ، عالی مقام۔ یہ کرامت کہ ہوا کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ گفت از تہمت۔ درویش نے طنزاً کہا۔ یہ مقام فقیروں پر تہمت دھرنے اور معمولی چیز پر اللہ کا دل دکھانے سے ملا ہے۔ حاش للہ۔ پہلی بات تو طنزاً کہی تھی اب کرامت کا صحیح سبب بتایا۔

[2] آں فقیراں۔ جن فقراء کی تعظیم سے یہ مقام حاصل ہوا ہے وہ پاک نفس فقراء ہیں جن کی تعظیم میں سورہ عبس نازل ہوئی جبکہ آنحضورؐ نے ایسے ہی ایک فقیر سے ذرا بے التفاتی کا معاملہ کیا تھا۔ عبس۔ آنحضورؐ سرداران قریش سے گفتگو فرما رہے تھے اس اثنا میں عبداللہ بن ابن مکتومؓ نابینا آگئے اور کچھ سوال کر بیٹھے۔ آنحضورؐ کو ناگوار گزرا اس پر سورہ عبس نازل ہوئی جس میں اللہ تعالٰی نے آنحضورؐ پر اپنی ناگواری کا اظہار کیا۔ آں فقیری۔ اللہ والوں کی فقیری تو صرف تعلق مع اللہ کے لئے ہے لوگوں کو پھنسانے کیلئے۔ کرد امیں جب اللہ کے نزدیک امین ہیں تو اُن پر چوری کی تہمت کیسی۔ متہم۔ یہ بزرگ مجسم عقل اور نور ہیں جو تہمت سے بری ہیں۔

[3] نفس۔ سوفسطائی فلاسفہ کا ایک فرقہ ہے جو اشیاء کی حقیقت کو نہیں مانتا ہے۔ اُن میں سے لا ادریہ فرقہ ہے جو ہر دلیل کے بارے میں بھی یہ کہہ دیتا ہے کہ میں اس کو نہیں جانتا۔ اُن کے بارے میں متکلمین نے کہا کہ اُن

کاں عجب زیں حس دارد عار ننگ | کے بود طاؤس اندر چاہِ تنگ
نہ عجیب (انکار) اِس حس سے ذلّت اور خواری | مور، تنگ کنوئیں میں کب رہتا ہے؟

تانگوئی[1] مر مرا بسیار گو | من ز صد یک گویم و آں ہمچو مو
تو مجھے ہرگز باتیں بنانے والا مت کہہ | میں سو میں سے ایک کہتا ہوں وہ (بھی)، بال برابر

تشنیع صوفیاں پیشِ شیخ براں صوفی کہ بسیار می گوید و می خورد
صوفیوں کا ایک شیخ کے سامنے اُس صوفی کو طعنہ دینا کہ وہ بہت بولتا ہے اور بہت کھاتا ہے

صوفیاں بر صوفیے شنعت زدند | پیشِ شیخِ خانقاہے آمدند
صوفیوں نے ایک صوفی کی بُرائی کی | (اور) ایک خانقاہ کے شیخ کے سامنے آئے

شیخ را گفتند دادِ جانِ ما | تو ازیں صوفی بجُو اے پیشوا
شیخ سے کہا، ہمارا انصاف | اِس صوفی سے کر دیجئے، اے پیشوا!

گفت آخر چہ گلہ است اے صوفیاں | گفت ایں صوفی سہ خو[2] دارد گراں
اُس نے کہا، اے صوفیو! آخر کیا شکایت ہے؟ | ایک نے کہا، یہ صوفی تین بُری عادتیں رکھتا ہے

در سخن بسیار گو ہمچوں جرس | در خورش افزوں خورد از بست کس
بات کرنے میں گھنٹے کی طرح بکواسی ہے | کھانے میں بیس آدمیوں سے زیادہ کھا جاتا ہے

ور بخسپد ہست چوں اصحابِ کہف | صوفیاں کردند پیشِ شیخ زحف
اگر سو جائے تو اصحابِ کہف کی طرح ہے | صوفیوں نے شیخ کے سامنے تیزی دکھائی

شیخ رو آورد سُوئے آں فقیر | کہ ز ہر حالیکہ ہست اوساط گیر
شیخ نے اُس فقیر کی طرف رُخ کیا | کہ ہر حالت میں اوسط اختیار کر

در خبر[3] خیرُ الاُمُورِ اَوسَاطُھَا | نافع آمد ز اعتدال اخلاطہا
حدیث شریف میں ہے کہ تمام باتوں میں سے درمیانی درجہ | خِلطوں کا اعتدال مفید ہے

گر یکے خِلطے فزوں شد از عَرَض | در تنِ مردم پدید آید مَرَض
عارض کی وجہ سے، اگر ایک خِلط بڑھ جائے | انسان کے بدن میں مرض پیدا ہو جاتا ہے

بر قرینِ خویش میفزا در صفت | کاں فراق آرد یقیں در عاقبت
صفت میں ساتھی سے نہ بڑھ | کیونکہ یہ یقیناً انجام کار جُدائی پیدا کر دیتا ہے

نُطقِ موسیٰؑ بود با اندازہ لیک | ہم فزوں آمد ز گفتِ یارِ نیک
حضرت موسیٰؑ کی گفتگو اندازہ کے مطابق تھی لیکن | نیک دوست کی گفتگو سے بڑھ گئی

[1] تانگوئی۔ میری نامساعد تقریروں کی وجہ سے مجھ پر بسیار گوئی کا الزام نہ لگا اس لئے کہ بسیار گوئی ایک نسبتی چیز ہے میرے اعتبار سے یہ بسیار گوئی نہیں ہے میں تو سَو نصیحتوں میں بقدر ایک نصیحت کے بات کر رہا ہوں۔ تشنیع بُرائی سے منسوب کرنا۔ اِس حکایت کا مقصد بھی یہ ہے کہ اُس درویش کی بسیار خوری اور بسیار گوئی اعتراض کرنے والوں کی نسبت سے تھی خود اُسکے اعتبار سے نہ تھی۔ شنعت۔ عیب، طعنہ۔ داد۔ انصاف۔

[2] سہ خو۔ یعنی اس فقیر میں تین بُری عادتیں ہیں۔ زیادہ باتیں کرتا ہے، زیادہ کھاتا ہے، زیادہ سوتا ہے۔ اصحابِ کہف۔ یہ بزرگ غار میں صدیوں سے سو رہے ہیں۔ زحف۔ تیزی سے چلنا، حملہ کرنا۔ ہر حالیکہ۔ یعنی ہر معاملے میں درمیانی راہ اختیار کرنی چاہیئے۔

[3] در خبر۔ حدیث شریف ہے خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُھَا یعنی ہر معاملہ میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیئے۔ اخلاطہا۔ بدن کی چاروں خلطیں سودا، صفرا، خون، بلغم۔ اگر اعتدال پر رہتی ہیں تو صحت رہتی ہے ورنہ انسان مریض ہو جاتا ہے۔ عرض یعنی کسی عارض کی وجہ سے۔ در صفت یعنی جس طرح ساتھی کوئی کام کرے ویسا ہی تو کر اُس سے بڑھ کر نہ کر ورنہ اختلاف پیدا ہو جائیگا۔ نطقِ موسیٰ۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کی باہمی گفتگو میں اگرچہ حضرت موسیٰؑ کی گفتگو اپنے اندازہ کے مطابق تھی لیکن حضرت خضرؑ کے اعتبار سے وہ زیادہ تھی اسلئے جدائی ہوئی۔ یارِ نیک۔ اِس سے حضرت خضرؑ مراد ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ مراد ہو تو اُس گفتگو کی طرف اشارہ ہے جو کوہِ طور پر اللہ سے ہوئی تھی۔

آں فزونی با خضرؑ آمد شقاق — گفت تو بکشی ھٰذا فراق

وہ بڑھوتری (حضرت) خضرؑ سے جدائی بن گئی — انھوں نے کہدیا تو زیادہ بات کرتا ہے اب جدائی ہے

موسیا بسیار گوئی درگذر[1] — چند گوئی رو وصال آمد بسر

اے موسیٰؑ! تم بہت بولتے ہو، معاف کرو — کتنا بولو گے؟ جاؤ، ساتھ ختم ہوا

موسیا بسیار گوئی خیز و رو — ورنہ با من گنگ باش و کور شو

اے موسیٰؑ! تم بہت بولتے ہو، اٹھو اور جاؤ — ورنہ میرے ساتھ گونگے اور اندھے بنو

ور نرفتی وز ستیزہ شستۂ — تو بمعنی رفتہ و بگستۂ

اگر تم نہ گئے، اور ضد سے بیٹھے رہے — تو تم باطنی طور پر چلے گئے ہو اور علیحدہ ہو گئے ہو

چوں حدث کردی تو ناگاہ در نماز — گویدت سوئے طہارت رو بتاز

جب تم اتفاقاً نماز میں ناپاک ہو گئے — وہ نماز تم سے کہتی ہے پاکی کے لئے جاؤ دوڑو

ور نرفتی خشک جنباں می شوی — خود نمازت رفت بنشیں اے غوی

اگر تم نہ گئے تو خالی حرکت کرنے والے ہو — اے گمراہ! جب تیری نماز جاتی رہی بیٹھ جا

رو بر آنہا کہ ہم جفت تواند[2] — عاشقان و تشنہ گفت تواند

ان کے پاس جا، جو تیرے جوڑ کے ہیں — تمہاری باتوں کے عاشق اور پیاسے ہیں

پاسباں بر خوابناکاں بر فزود — ماہیاں را پاسباں حاجت نبود

پہرہ دار کی سوئے ہوؤں پر بخشش ہے — مچھلیوں کو پہرے دار کی ضرورت نہ تھی

جامہ پوشاں را نظر بر گازرست — جانِ عریاں را تجلی زیورست

کپڑا پہننے والوں کی نظر دھوبی پر ہے — عریاں جان کے لئے تجلی زیور ہے

یا ز عریاناں بیک سو باز رو[3] — یا چو ایشاں فارغ از تن جامہ شو

یا ننگوں سے علیحدہ ہو کر چل — یا ان کی طرح بدن کے کپڑے سے بے نیاز بن

ور نمی تانی کہ کل عریاں شوی — جامہ کم کن تا رہ اوسط روی

اگر تو نہیں کر سکتا کہ بالکل ننگا ہو — تو کپڑے کم کر دے تاکہ تو درمیانی راہ چلے

عذر گفتن فقیر با آں شیخ خانقاہ

خانقاہ کے شیخ سے فقیر کا عذر کرنا

پس فقیر آں شیخ را احوال گفت — عذر را با آں غرامت کرد جفت

پھر درویش نے اس شیخ سے احوال کہے — اس الزام کے ساتھ عذر کو ملایا

[1] درگذر۔ معاف کرو یہاں یعنی ساتھ رہنا۔ ورنہ جو کچھ میں کہوں اس کے بارے میں سوال نہ کرو جو دیکھو اس پر اعتراض نہ کرو۔ بشستۂ۔ نشست کا مخفف ہے۔ بگستۂ۔ یعنی میری مرضی کے بغیر ساتھ بھی رہو گے تو بھی باطنی طور پر مجھ سے علیحدہ ہو گئے ہو۔ چوں حدث۔ اگر نماز میں کوئی ناپاک ہو جائے اور وہ پھر رکوع سجدے کرتا رہے تو بیکار ہے محض اٹھک بیٹھک ہے نماز نہیں ہے۔

[2] رو بر آنہا۔ جو تیری طرح بسیار گو ہوں اور تیری طرح بسیار گوئی کے عاشق و مشتاق ہوں ان کے ساتھ رہ۔ پاسباں۔ جب فناء اور استغراق ختم ہو گیا تو حاضری محض پہرہ داری ہے جس کی اہل اللہ کو ضرورت نہیں پہرہ داری کی ضرورت سونے والوں کو ہوتی ہے اہل اللہ ہر وقت بیدار رہتے ہیں۔ جامہ پوشاں۔ کپڑے پہننے والوں اور دھوبی کا جوڑ ہے ننگے اور دھوبی کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔

[3] یا ز عریاناں۔ یا تو تم بھی علائق دنیوی قطع کر کے اہل اللہ کی صحبت اختیار کرو ورنہ ان سے علیحدگی اختیار کر لو۔ ور نمی تانی۔ اگر بالکلیہ دنیا سے غیر متعلق نہیں ہو سکتے ہو تو تعلق کو کم کرو۔ غرامت۔ تاوان، الزام۔

ہر سوالِ شیخ را داد اُو جواب
شیخ کے ہر سوال کا اُس نے جواب دیا

چوں جواباتِ[1] خضرؑ خوب و صواب
(حضرت) خضرؑ کے جیسے اچھے اور صحیح جواب

آں جواباتِ سوالاتِ کلیمؑ
(حضرت موسیٰؑ) کلیم کے سوالوں کے جواب

کِش خضرؑ بنمود از ربِّ علیم
جو اُن کو خدائے علیم کی جانب سے حضرت خضرؑ نے دیئے

گشت مشکلہاش حل و افزوں ز یاد
اُن کی مشکلیں حل ہو گئیں اور مزید (یہ کہ)

از پئے ہر مشکلش مفتاح داد
اُن کی ہر مشکل کی ایک کنجی دے دی

از خضرؑ درویش ہم میراث داشت
درویش بھی (حضرت) خضرؑ کی میراث رکھتا تھا

در جوابِ شیخ ہمت بر گماشت
شیخ کے جواب میں توجہ کی

گفت راہِ اوسط ارچہ حکمت ست
(درویش نے) کہا درمیانی راہ اگرچہ دانائی ہے

لیک اوسط نیز ہم بانسبت ست
لیکن (کسی چیز کا) اوسط ہونا بھی نسبتی ہے

آبِ[2] جُو نسبت باشتر ہست کم
نہر کا پانی اونٹ کی نسبت سے کم ہے

لیک باشد موش را آں ہمچو یم
لیکن چوہے کے لئے وہ سمندر کی طرح ہے

ہر کرا باشد وظیفہ چار ناں
جس کی یومیہ خوراک چار روٹیاں ہوں

دو خورد یا سہ خورد ہست اوسط آں
دو کھائے یا تین کھائے وہ اوسط ہے

ور خورد ہر چار دور از اوسط ست
اگر وہ چاروں کھائے اوسط سے دور ہے

او اسیرِ حرص مانندِ بط ست
وہ بطخ کی طرح حرص کا قیدی ہے

ہر کہ او را اشتہا دہ ناں بود
جس کی بھوک دس روٹی کی ہو

شش خورد میداں کہ اوسط آں بود
وہ چھ کھائے تو سمجھ لے کہ وہ اوسط ہے

چوں[3] مرا پنجاہ ناں ست اشتہے
جب مجھے پچاس روٹیوں کی بھوک ہے

مر ترا شش گِردہ، ہمدستیم نے
تجھے چھ روٹیوں کی، ہم برابر ہیں؟ نہیں

تو بدہ رکعت نماز آئی ملول
تو دس رکعت نماز میں تھک جاتا ہے

من بپانصد در نہ آیم در نحول
میں پانچسو سے بھی کمزور نہیں ہوتا

آں یکے تا کعبہ حافی می رود
وہ ایک کعبہ تک ننگے پیر جاتا ہے

ویں یکے تا مسجد از خود می شود
اور یہ ایک مسجد تک بے خود ہو جاتا ہے

---

[1] جواباتِ خضرؑ۔ حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ کو تسلی بخش جواب دیئے تھے۔ آں جوابات۔ حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ کے سوالات کے جواب اللہ تعالیٰ نے حضرت خضرؑ کی زبان سے دلائے۔ گشت۔ حضرت موسیٰؑ کو جس قدر اشکالات پیش آئے تھے وہ اُن کے لئے یادداشت سے بھی زیادہ حل ہو گئے اور اشکال کے کھولنے کی کنجی انکے ہاتھ آگئی۔ از خضرؑ۔ اُس درویش کو بھی جوابدہی کے میراث حضرت خضرؑ سے حاصل تھی۔ ہمت۔ باطنی توجہ۔ گفت۔ درویش نے جواب میں کہا بیشک درمیانی راہ دانائی کی بات ہے لیکن کسی چیز کا درمیانی ہونا نسبتی بات ہے ہر چیز کسی چیز کے اعتبار سے درمیانی ہے کسی چیز کے اعتبار سے کم ہے اور کسی چیز کے اعتبار سے زیادہ۔

[2] آبِ جُو۔ پہلے قصہ میں نہر کا پانی اونٹ کے اعتبار سے کم تھا اور چوہے کے اعتبار سے بہت زیادہ تھا۔ ہر کرا۔ جس کی خوراک چار روٹیاں ہوں اگر وہ دو یا تین کھائے تو درمیانی بات ہے اور اگر چار کھائے تو اوسط اور درمیانی بات نہ ہوگی۔ بط۔ بطخ ہر وقت کھاتی ہے۔ ہر کہ۔ جس کی خوراک دس روٹیاں ہیں اگر وہ چھ کھائے تو اوسط اور درمیانی بات ہے۔

[3] چوں مرا۔ پچاس روٹیاں کھانے والا اور چھ روٹیوں کی خوراک والا برابر نہیں ہیں۔ تو بدہ رکعت۔ ایک شخص نماز کی دس رکعتوں میں تھک جاتا ہے۔ تو دس رکعتیں اس کے اعتبار سے زیادہ ہیں ایک شخص پانچسو رکعتیں پڑھ کر بھی نہیں تھکتا اسکے اعتبار سے یہ دس رکعتیں کم ہیں۔ آں یکے۔ ایک شخص کعبہ تک ننگے پیر آسانی جا سکتا ہے تو کعبہ تک ننگے پیر جانا اسکے اعتبار سے افراط نہیں ہے دوسرا شخص جو محلہ کی مسجد تک بھی ننگے پیر نہ جا سکے اسکے اعتبار سے وہ افراط ہے۔

آں[1] یکے در پاکبازی جاں بداد
ایک نے پاکبازی میں جان دے دی
ویں دگر جاں کند تا یک ناں بداد
دوسرے کی جان نکلتی ہی یہاں تک کہ ایک روٹی دی

ایں وسط در بانہایت می رود
یہ وسط محدود چیزوں میں چلتا ہے
کہ مر او را اول و آخر بود
جن کا اول اور آخر ہو

اول و آخر بباید تا دراں
اول اور آخر چاہیئے تاکہ ان میں
در تصور گنجد اوسط یا میاں
اوسط یا بیچ متصور ہو سکے

بے نہایت چوں ندارد دو طرف
لا محدود چونکہ دونوں کنارے نہیں رکھتا ہے
کے بود او را میانہ منصرف
تو کیسے (افراط و تفریط) شاہوا درمیان کب ہو سکتا ہے

اول و آخر نشانش کس نداد
اس کے اول اور آخر کا کسی نے پتہ نہیں دیا
گفت لو کان لہ البحر مداد
فرمایا، خواہ اس کی روشنائی سمندر ہوں

ہفت دریا گر شود کلی مدید[2]
پورے سات سمندر اگر روشنائی بنیں
نیست مر پایاں شدن را ہیچ امید
ختم ہونے کی کوئی امید نہیں ہے

باغ و بیشہ گر بود یک سر قلم
باغ اور جنگل اگر سب قلم بن جائیں
زیں سخن ہرگز نگردد ہیچ کم
اس بات کا ہرگز کچھ کم نہ ہوگا

آں ہمہ حبر و قلم فانی شود
یہ سب روشنائی اور قلم فنا ہو جائینگے
ویں حدیث بے عدد باقی بود
یہ اَن گنت بات باقی رہے گی

حالت من خواب را ماند گہے
کبھی میری حالت نیند کی جیسی ہوتی ہے
خواب پندارد مر او را گمرہے
اس کو گمراہ نیند سمجھتا ہے

چشم من خفتہ دلم بیدار داں
میری آنکھ کو سویا ہوا، میرے دل کو بیدار سمجھ
شکل[3] بیکار مرا برکار داں
میری بے کار صورت کو باکار سمجھ

گفت پیغمبر کہ عینای تنام
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں
لاینام قلبی عن رب الانام
میرا دل مخلوق کے پروردگار سے نہیں سوتا ہے

گفت پیغمبر کہ خسپد چشم من
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں
لیک کے خسپد دلم اندر وسن
لیکن نیند میں میرا دل کب سوتا ہے؟

---

۱ آں یکے۔ ایک پاکباز کے لئے جان دینا آسان ہے بخیل کی روٹی دینے میں جان نکلتی ہے۔ ایں وسط تا بنگ تو اس درویش نے یہ سمجھایا تھا کہ میری خوراک انکے اعتبار سے زیادہ ہے لیکن میرے اعتبار سے وہ وسط درجہ ہے اب گفتگو کے بارے میں جواب دیتا ہے کہ درمیان اس چیز کا ہوتا ہے جس کی ابتدا اور انتہا ہو تو اس چیز کا وسط اور درمیان متعین ہو سکتا ہے لیکن لامحدود اور لا متناہی کا وسط متعین نہیں کیا جا سکتا کلام اور کلام لامحدود ہے۔ لو کان البحر مداد قرآن پاک میں ہے۔ قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا یعنی آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب کے کلمات لکھنے کے لئے اگر سمندر روشنائی بنے تو سمندر ختم ہو جائیگا قبل اسکے کہ اللہ کے کلمات ختم ہوں۔ اگرچہ اس جیسا اور سمندر مدد کیلئے لائیں یہ اللہ کے کلمات کے لئے آیت ہے لیکن مولانا نے اس سے مطلق کلام اور کلام مراد لیکر استدلال ذکر کر دیا ہے۔ ۲ مدید۔ مداد کا الف ہے، روشنائی۔ باغ و بیشہ۔ تمام باغوں اور جنگلوں کی لکڑیوں کے قلم بنائے جائیں۔ حبر روشنائی۔ حدیث بے عدد۔ اللہ کے کلمات۔ حالت اب اس درویش نے اپنی نیند کے بارے میں اعتراض کا جواب شروع کیا ہے ـــــ ۳ شکل بیکار۔ یعنی جبکہ میں بظاہر سویا ہوا ہوں اس وقت بھی دل یاد خدا میں ہوتا ہے۔ گفت۔ حدیث شریف ہے۔ تنام عینای ولاینام قلبی میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا ہے۔ وسن۔ نیند۔

چشمِ تو[۱] بیدار و دل رفتہ بخواب
تیری آنکھیں بیدار ہیں اور دل نیند میں ہے

چشمِ من خفتہ دلم در فتحِ باب
میری آنکھیں سوئی ہوئی ہیں میرا دل غیب میں مشغول ہے

مر دلم را پنج حسِّ دیگر ست
میرے دل کے دوسرے پانچ حواس ہیں

حسِّ دل را ہر دو عالم منظرست
دل کے حس کیلئے دونوں عالم منظورِ نظر ہیں

تو ز[۲] ضعفِ خود مکن در من نگاہ
تو اپنی کمزوریوں سے مجھے نہ دیکھ

بر تو شب بر من ہماں شب چاشتگاہ
تیرے لئے رات ہے، مجھ پر وہی رات صبح ہے

بر تو زنداں بر من آں زنداں چو باغ
تیرے لئے قید خانہ ہے میرے لئے وہ قید خانہ باغ جیسا ہے

عینِ مشغولی مرا گشتہ فراغ
تو بالکل مشغول ہے، مجھے فراغت حاصل ہے

پائے تو در گِل مرا گِل گشتہ گُل
تیرا پیر کیچڑ میں ہے، میرے لئے کیچڑ پھول ہے

مر ترا ماتم مرا سور و دُہل
تیرے لئے سوگ، میرے لئے خوشی اور ڈھول ہو

در زمینم با تو ساکن در محل
میں زمین پر تیرے ساتھ ایک جگہ پر ہوں

می دوم بر چرخِ ہفتم چوں زحل
ساتویں آسمان پر زحل کی طرح دوڑتا ہوں

ہمنشینت من نیم سایہ من ست
میں تیرا ہم نشین نہیں ہوں، میرا سایہ ہے

برتر از اندیشہا پایہ من ست
میرا مرتبہ خیالات سے بالا تر ہے

زانکہ من ز اندیشہا بگذشتہ ام
کیونکہ میں خیالات سے بالاتر ہو گیا ہوں

خارج اندیشہ پویاں گشتہ ام
میں خیال (کی حد) سے باہر دوڑتا ہوں

حاکمِ[۳] اندیشہ ام محکوم نے
میں خیال پر حاکم ہوں، محکوم نہیں ہوں

زانکہ بنّا حاکم آمد بر بنے
کیونکہ بنانے والا عمارت پر حاکم ہوتا ہے

جملہ خلقاں سخرۂ اندیشہ اند
تمام مخلوق فکر کی محکوم ہے

زاں سبب خستہ دل و غم پیشہ اند
اس لئے دل شکستہ اور غمگین ہے

قاصداً خود را باندیشہ دہم
میں قصداً اپنے آپ کو فکر کے سپرد کر دیتا ہوں

چوں بخواہم از میانشاں بر جہم
جب چاہتا ہوں اُن کے درمیان کود جاتا ہوں

من چو مرغِ اوجم اندیشہ مگس
میں بلندی کا پرندہ ہوں، فکر مکھی ہے

کے بود بر من مگس را دسترس
مجھ پر مکھی کی دسترس کب ہو سکتی ہے!

---

۱ چشمِ تو بیدار۔ درویش نے معترض سے کہا۔ فتحِ باب۔ یعنی اسرارِ الٰہی کے دروازہ کی کشادگی۔ مر دلم۔ حواسِ ظاہری کے علاوہ میرے دل کے بھی حواس ہیں۔ حواسِ ظاہری عالمِ دنیا کا ادراک کرتے ہیں دل کے حواس کا عالمِ آخرت منظر ہے۔ منظر۔ دیکھنے کی جگہ۔
۲ تو ز ضعف یعنی تو اپنی حالت پر مجھے قیاس نہ کر۔ تیرا دل خوابیدہ ہے میرا دل بیدار ہے تو تیری شب میری صبح ہے دنیاوی مشاغل تیرا قید خانہ ہیں میں اِس دنیا میں بھی باغ میں ہوں مشاغلِ دنیوی سے آزاد ہوں، مشاغلِ دنیوی میں تو مشغول ہے میں اُن سے فارغ ہوں۔ پائے تو۔ تو دنیا میں پھنسا ہوا ہے اور یہی دنیا میرے توجہ الی الحق کا ذریعہ ہے گویا یہ تیرے لئے سوگ میرے لئے خوشی اور خوشی کا ذریعہ ہے۔ دُہل۔ ڈھول جو عموماً شادیوں میں بجایا جاتا ہے۔ در زمینم۔ میں دنیا میں رہتے ہوئے بھی عالمِ بالا کی سیر کرتا ہوں۔ سایہ من ست۔ میرا جسم ناسوتی تیرا ہم نشین ہے جو بمنزلہ سایہ کے ہے اور اصل روح ہے جو وحدت کی وجہ سے فکر و اندیشہ سے بالا تر ہے۔
۳ حاکمِ اندیشہ۔ مجھے اپنے خیالات پر پورا قابو ہے جس طرح بنانے والے کو عمارت پر قابو ہوتا ہے۔ جملہ خلقاں۔ عام لوگ اپنے خیالات کے تابع ہوتے ہیں اسی لئے غم و فکر میں مبتلا رہتے ہیں۔ قاصداً۔ اولیاء اللہ اپنے اوپر استغراق وغیرہ کی کیفیات طاری کرتے رہتے ہیں۔ من چو۔ بلند پرواز پرندہ پر مکھی نہیں بیٹھتی ہے۔

قاصداً[1] زیر آیم از اوجِ بلند
میں کبھی قصداً بلند اونچائی سے نیچے آجاتا ہوں
تا شکستہ پایگاں بر من تنند
تاکہ شکستہ پا لوگ میرے چاروں طرف جمع ہو جائیں

چوں ملالم گیرد از سفلیِ صفات
نچلی صفات سے جب میں ملول ہو جاتا ہوں
بر پرم ہمچوں طیور الصافات
الصافات پرندوں کی طرح اوپر اُڑ جاتا ہوں

پرِ من رستست ہم از ذاتِ خویش
میرے پر اپنی ذات سے اُگے ہیں
بر نچفسانم دو پرِ من با سریش
میں اپنے دونوں پر سریش سے نہیں چپکاتا ہوں

جعفرِ طیار[2] را پر جاریہ است
(حضرت) جعفر طیار رضی کے پر چالو ہیں
جعفرِ طرار[3] را پر عاریہ است
جعفر طرار کے پر مانگے ہوئے ہیں

نزدِ آنکہ لم یذق دعویست ایں
جس نے مزا نہ چکھا ہو اُسکے لئے یہ باتیں محض دعویٰ ہیں
نزدِ سکانِ اُفق معنیست ایں
اُفق کے رہنے والوں کے لئے یہ حقیقت ہے

لاف و دعویٰ باشد ایں پیشِ غراب
کوّے کے سامنے یہ محض دعویٰ اور ڈینگ ہے
دیگ تی و پر یکے پیشِ ذُباب
مکھی کے لئے بھری اور خالی دیگ یکساں ہے

چونکہ در تو می شود لقمہ گہر
جب تجھ میں لقمہ موتی بن جائے
تن مزن چندانکہ بتوانی بخور
پہلو تہی نہ کر جتنا ممکن ہو کھا

شیخ[4] روزے بہرِ دفعِ سوئے ظن
ایک دن شیخ نے بدگمانی رفع کرنے کیلئے
در لگن قے کرد و پر دُر شد لگن
سلپچی میں قے کر دی اور سلپچی موتیوں سے بھر گئی

گوہرِ معقول را محسوس کرد
عقلی موتیوں کو محسوس کر دیا
پیرِ بینا بہرِ کم عقلیِ مرد
بینا پیر نے (اُس) شخص کی کم عقلی کی وجہ سے

چونکہ در معدہ شود پاکت پلید
چونکہ معدہ میں تیرا پاک ناپاک بن جاتا ہے
قفل نہ بر حلق و پنہاں کن کلید
حلق پر تالا لگالے اور کنجی کو چھپا دے

ہر کہ در وے لقمہ شد نورِ جلال
جس میں لقمہ اللہ (تعالیٰ) کا نور بنجائے
ہر چہ خواہد گو بخور او را حلال
کہہ دے وہ جو بھی چاہے کھائے اُس کیلئے حلال ہے

ق۔ تہی کا مخفف ہے۔ چونکہ جبکہ لذیذ غذائیں شہوانی قوتوں کے اضافہ کا سبب نہیں تو حسبِ خواہش کھائی جاسکتی ہیں۔ —— [4] شیخ روزے۔ وہی درویش جو اپنی بسیار خوری کی معذرت کر رہے تھے انہوں نے کھایا ہوا قے کر کے دکھایا۔ گوہرِ معقول۔ کھانے کا گوہر بننا اگرچہ حقیقتاً نہیں ہوتا بلکہ وہ اولیاء کے پیٹ میں پُر انوار بنتا ہے لیکن اُنھوں نے بطورِ کرامت معنوی موتی کو ظاہری موتی بھی کر کے دکھا دیا۔ چونکہ۔ عوام اور راہِ سلوک طے کرنے والوں کے معدے میں پاک چیز پہنچ کر بھی ناپاک بن جاتی ہے اس لئے اُن کو کم خوری چاہئے۔

[1] قاصداً۔ انبیاء اور اولیاء اپنے مقام سے نزول اختیار کر لیتے ہیں تاکہ عوام اُن سے مستفید ہو سکیں۔ چوں ملالم۔ جب عوام کی سطح اختیار کرنے سے ملال پیدا ہوتا ہے تو پھر عروج اختیار کر لیتے ہیں۔ پرِ من۔ یہ میرا عروج میرا ذاتی ہے، مستعار نہیں ہے۔

[2] جعفر طیار۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی ہیں سنہ ۸ھ میں غزوہ مُوتہ میں چند ہزار فوج کے ساتھ تین لاکھ فوج کا مقابلہ کرتے ہوئے دونوں بازو کٹ جانے کے بعد شہید ہوئے تو آنحضور نے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو جنت میں دو بازو ایسے عنایت کر دیئے ہیں جن کے ذریعہ وہ جہاں چاہتے ہیں اُڑ کر چلے جاتے ہیں اس بشارت کی وجہ سے اُن کا لقب طیار "بہت اُڑنے والا" اور ذوالجناحین "دو بازوؤں والا" پڑا۔ جعفر طرار۔ جیب تراش جعفر عرب کا بہت چالاک شخص تھا جس نے دو مصنوعی بازو لگا رکھے تھے۔ نزد۔ اسرار کی یہ باتیں اُن لوگوں کے نزدیک محض دعویٰ ہیں جو اس ذوق سے واقف نہیں۔ اصحابِ ذوق کیلئے یہ حقیقت ہیں۔ ایں۔ اسرار کا بیان۔ غراب۔ کوا جو چالاکی میں مشہور ہے۔ دیگ۔ مکھی کے لئے ایک ذرہ خوراک کافی ہے وہ دیگ کے پُر اور خالی ہونے کے فرق کو محسوس نہیں کر سکتی ہے۔

در بیانِ[1] صدقِ دعویٰ کہ محضِ معنیٰ بود نزدیکِ صاحبِ حال و دوریِ بیگانگاں

اُس دعوے کی سچائی کے بیان میں جو صاحبِ حال کے نزدیک حقیقت ہے اور بیگانوں کی اُس سے دُوری

گر تو ہستی آشنائے جانِ من — نیست دعویٰ گفتِ معنیٰ لانِ من
اگر تو میری جان سے واقف ہے — میری حقیقت آشنا نہ گفتگو دعویٰ نہیں ہے

گر بگویم نیم شب پیشِ توام — ہیں مترس از شب کہ من خویشِ توام
اگر میں آدھی رات میں کہوں میں تیرے سامنے ہوں — خبردار! رات (ہونیکی وجہ) سے نہ ڈر میں تیرا اپنا ہوں

ایں دو[2] دعویٰ پیشِ تو معنیٰ بود — چوں شناسی بانگِ خویشاوندِ خود
یہ دونوں دعوے تیرے لئے حقیقت ہونگے — جبکہ تو اپنوں کی آواز کو پہچانتا ہے

پیشی و خویشی دو دعویٰ بود لیک — ہر دو[2] معنیٰ بود پیشِ فہمِ نیک
سامنے ہونا اور اپنا ہونا دو دعوے ہیں — دونوں دعوے اچھی سمجھ کیلئے حقیقت ہوں گے

قربِ آوازش گواہی می دہد — کایں دم از نزدیکِ یارے می جہد
آواز کا قرب گواہی دیتا ہے — کہ یہ آواز کسی دوست کے پاس سے آرہی ہے

لذتِ[2] آوازِ خویشاوند نیز — شد گوا بر صدقِ آں خویشِ عزیز
اپنوں کی آواز کی لذت بھی — اُس اپنے پیارے کی سچائی پر گواہ بن گئی

باز بے الہام احمق کو ز جہل — می نداند بانگِ بیگانہ ز اہل
پھر الہام سے محروم احمق جو کہ نادانی سے — غیر کی آواز کو اپنے کی آواز سے نہیں پہچانتا ہے

پیشِ او دعویٰ بود گفتارِ او — جہلِ او شد مایۂ انکارِ او
اُس کے سامنے اُس کا دعویٰ، محض گفتار ہوگی — اُس کا جہل اُس کے انکار کا سرمایہ ہوگا

پیشِ[3] زیرک کاندرونش نورہاست — عینِ ایں آواز معنیٰ بود راست
عقلمند کے سامنے جس کے اندر نور ہیں — بعینہٖ یہ آواز صحیح حقیقت ہوتی ہے

یا بتازی گفت یک تازی زباں — کہ ہمی دانم زبانِ تازیاں
یا کوئی عربی زبان داں عربی میں کہے — کہ میں عربوں کی زبان جانتا ہوں

عینِ تازی گفتنش معنیٰ بود — گرچہ تازی گفتنش دعویٰ بود
اُس کا عربی میں بولنا حقیقت ہوگی — اگرچہ اُس کا عربی میں کہنا دعویٰ ہے

[1] در بیان۔ اب چند مثالیں ایسی دیتے ہیں جن میں خود دعویٰ ہی دلیل ہوتا ہے اور وہ دعویٰ دلیل سے مستغنی ہوتا ہے۔ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب۔ گر تو ہستی۔ اگر تو صاحبِ باطن ہے۔ دعویٰ یعنی جو دلیل کا محتاج ہو گفتِ معنیٰ لان۔ لان مخفف لانہ بمعنی آشیانہ ہے معنی لان یعنی لانۂ معنی اور یہ مضاف و مضاف الیہ گفت کی صفت ہے۔ گر بگویم۔ یہ پہلی مثال ہے کہ بعض دعوے خود اپنی دلیل ہوتے ہیں کسی دوسری دلیل کے محتاج نہیں ہوتے۔ ایں دو دعویٰ۔ یعنی سامنے ہونا اور رشتہ دار ہونا۔ فہمِ نیک۔ عقلِ سلیم ان دونوں دعووں کو حقیقت سمجھے گی اور ثبوت کی طالب نہ ہوگی۔

[2] لذت۔ رشتہ دار کی آواز کی لذت دعوے کی گواہ ہے۔ باز بے الہام۔ جو اللہ کی جانب سے الہام سے محروم ہیں وہ اپنے اور بیگانہ کی آواز میں امتیاز نہیں کر سکتے ہیں ان کے سامنے کسی بزرگ کا کچھ کہنا بیکار ہے وہ اپنی نادانی سے فوراً انکار کر دیتے ہیں۔

[3] پیشِ زیرک۔ جو لوگ عقلمند ہیں اور ان کو حق سے مناسبت ہے وہ فوراً بزرگوں کی بات پر یقین کر لیتے ہیں اور کسی دلیل کے بھی طالب نہیں ہوتے۔ یا بتازی۔ یہ دوسری مثال ہے کہ عربی داں کا عربی زبان میں دعویٰ خود دعویٰ اور دلیل ہے۔

یا نویسد[1] کاتبے بر کاغذے
یا کوئی کاتب کاغذ پر لکھے

کاتب و خط خوانم و من اعجمے
میں لکھنے والا ہوں اور خط پڑھنیوالا عجمی اور میں سمجھ جاتا ہوں

ایں نوشتہ گرچہ خود دعویٰ بود
یہ لکھا ہوا اگرچہ دعوےٰ ہے

ہم نوشتہ شاہدِ معنیٰ بود
لکھا ہوا ہی ثبوت کا گواہ بھی ہے

یا بگوید صوفئے دیدی تو دوش
یا کوئی صوفی کہے کہ تو نے کل رات دیکھا

در میانِ خواب سجّادہ بدوش
خواب میں کندھے پر مصلیٰ ڈالے ہوئے

من بُدم آں و آنچہ گفتم خواب در
وہ میں تھا اور جو میں نے خواب میں کہا

با تو اندر خواب در شرحِ نظر
تجھے نظر (و فکر) کی تشریح میں

گوش کن چوں حلقہ اندر گوش کن
یاد رکھ، بالے کی طرح کان میں ڈال لے

ایں سخن را پیشوائے ہوش کن
اس بات کو ہوش کا راہبر بنالے

چوں ترا یاد آید آں خواب ایں سخن
جب تجھے وہ خواب یاد آئے گا، یہ بات

معجزہ نو باشد و رازِ کہن
نیا معجزہ ہوگی اور پرانا راز

گرچہ دعویٰ می نماید ایں ولے
اگرچہ یہ دعویٰ نظر آتا ہے، لیکن

جانِ صاحب واقعہ گوید بلے
صاحبِ واقعہ کا دل ہاں کہتا ہے

پس[2] چو حکمت ضالۂ مومن بود
جبکہ دانائی کی بات مومن کی گم شدہ چیز ہوتی ہے

آں ز ہر کہ بشنود موقن شود
اُسکو جس سے سنتا ہے یقین کرنیوالا ہوجاتا ہے

چونکہ خود را پیشِ اُو یابد فقط
جبکہ وہ اپنے آپ کو بالکل اُسکے سامنے پاتا ہے

کے بُود شک چوں کند خود را غلط
شک کب ہوسکتا ہے؟ اپنے آپکو غلط کیسے بنا سکتا ہے؟

تشنہ را چوں بگوئی تو شتاب
جب تو پیاسے کو کہے، دوڑ

در قدح آبست و بستاں زود آب
پیالے میں پانی ہے، جلد پانی لے

ہیچ گوید تشنہ کیں دعویست رَو
کبھی پیاسا کہتا ہے یہ دعویٰ ہے، جا

از برم اے مدّعی مہجور شو
اے مدّعی! مجھ سے دور ہو

یا گواہ و حجتے بنما کہ ایں
یا (یہ کہتا ہے کہ) گواہ اور دلیل لا کر یہ

جنسِ آبست و ازاں ماءِ معیں
پانی کی جنس ہے اور خیریں پانی میں سے ہے

یا بطفلِ[3] شیر مادر بانگ زد
یا دودھ پیتے بچے کو ماں نے آواز دی ہو

کہ بیا من مادرم ہاں اے وَلَد
کہ اے بچے! آ میں (تیری) ماں ہوں

[1] یا نویسد۔ یہ تیسری مثال ہے اگر کوئی شخص کاغذ پر یہ لکھے کہ میں حروفِ تہجی سے واقف ہوں اور لکھنا جانتا ہوں تو یہ دعویٰ بھی ہے اور خود دلیل بھی ہے۔ یا بگوید۔ یہ چوتھی مثال ہے۔ اگر کوئی بزرگ کسی سے اُس کا رات کا دیکھا ہوا خواب بیان کردے اور یہ کہے کہ تم نے جو خواب میں ایک شخص دیکھا تھا اور اُس نے فلاں فلاں نصیحتیں کی تھیں وہ میں ہی تھا تو تم اُسکے دعوے کو فوراً مان لوگے اور کبھی مزید دلیل کے طالب نہ بنوگے۔ راز کہن یعنی جو خواب میں دیکھا تھا۔ صاحبِ واقعہ یعنی جس نے خواب دیکھا تھا۔

[2] پس چو حکمت۔ حکمت و دانائی کی بات کو مومن کی گم شدہ چیز قرار دیا گیا ہے۔ اپنی چیز گم کرنیوالا جب گم شدہ چیز کو دیکھتا ہے فوراً پہچان لیتا ہے اُس کو کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ موقن یقین کرنے والا۔ تشنہ۔ ایک مومن کے حکمت کو پہچان لینے کی مثال یہ ہے کہ اگر پیاسے سے کہا جائے کہ جلد آجا پیالے میں پانی ہے، لے لے تو فوراً دوڑ پڑیگا کبھی دلیل کا طالب نہ ہوگا۔

[3] یا بطفل۔ اگر ماں اپنے دودھ پیتے بچے کو کہتی ہے کہ جلد آجا میں دودھ پلادوں تو وہ بچہ فوراً اُس کا دعویٰ مان لیتا ہے اور کبھی دلیل کا طالب نہیں بنتا ہے۔

طفل گوید مادرا حجت بیار ... تا کہ با شیرت بگیرم من قرار

(کیا) بچہ کہتا ہے کہ اے ماں! دلیل لا؟ ... تاکہ تیرے دودھ سے مجھے چین نصیب ہو

در[1] دلِ ہر اُمتی کز حق مزہ ست ... روی و آوازِ پیمبر معجزہ است

جس اُمتی کے دل میں حق کا ذائقہ ہے ... پیغمبر کا چہرہ اور آواز معجزہ ہے

چوں پیمبر از بروں بانگے زند ... جانِ اُمت در دروں سجدہ کند

جب پیغمبر باہر سے پکارتا ہے ... اُمت کی روح اندر سجدہ کرتی ہے

زانکہ جنسِ بانگِ اُو اندر جہاں ... از کسے نشنیدہ باشد گوشِ جاں

اس لئے کہ اُس کی آواز کی مانند دنیا میں ... روح کے کان نے کسی کی آواز نہیں سنی

آں غریب[2] از ذوقِ آوازِ غریب ... در سجود آید بحق گردد قریب

وہ مسافر عجیب آواز کے ذوق سے ... سجدہ میں گر جاتا ہے اور اللہ (تعالیٰ) سے قریب ہو جاتا ہے

چوں کند سجدہ ز جان و دل غریب ... از زبانِ حق شنید اِنّی قریب

جب مسافر دل و جان سے سجدہ کرتا ہے ... اللہ (تعالیٰ) کی زبان سے سنتا ہے بیشک میں قریب ہوں

سجدہ کردنِ یحییٰؑ و مسیحؑ یک دیگر را در شکمِ مادر

حضرت یحییٰؑ و حضرت مسیحؑ کا ماں کے پیٹ میں ایک دوسرے کو سجدہ کرنا

مادرِ[3] یحییٰؑ چو حامل بُود از و ... بُود با مریم نشستہ دو بدو

(حضرت) یحییٰ کی والدہ جب انسے حاملہ تھیں ... (حضرت) مریمؑ کے رو برو بیٹھی تھیں

مادرِ یحییٰؑ بمریمؑ در نہفت ... پیشتر از وضعِ حملِ خویش گفت

(حضرت) یحییٰؑ کی والدہ نے (حضرت) مریمؑ سے آہستہ سے ... اپنے وضع حمل سے پہلے — کہا

کہ یقیں دیدم درونِ تو شہے ست ... کہ اولوالعزم و رسول آگہے ست

کہ مجھے یقین ہے کہ آپ کے پیٹ میں ایک شاہ ہے ... جو کہ بڑے درجہ کا اور باخبر رسول ہے

چوں برابر اوفتادم با تو من ... کرد سجدہ حملِ من اے ذوالفطن

جب میں آپ کے برابر آئی ... اے عقلمند! میرے حمل نے سجدہ کیا

ایں جنیں مر آں جنیں را سجدہ کرد ... کز سجودش در تنم افتاد درد

پیٹ کے اس بچہ نے پیٹ کے اس بچہ کو سجدہ کیا ... جس کے سجدے سے میرے بدن میں درد ہوا

گفت مریمؑ من درونِ خویش ہم ... سجدہ دیدم ازیں طفلِ شکم

(حضرت) مریمؑ نے کہا میں نے بھی اپنے پیٹ میں ... اس پیٹ کے بچہ کا سجدہ دیکھا

---

[1] دردل۔ جن لوگوں کے دل میں ذوقِ حق ہوتا ہے نبی کا چہرہ اور اس کی آواز ہی ان کے لئے معجزہ ہوتی ہے وہ معجزے کے کبھی طالب نہیں ہوتے ہیں۔ چوں پیمبر۔ نبی کی دعوت پر لبیک ان کی روح سرِ تسلیم خم کر دیتی ہے۔

[2] غریب۔ یعنی دنیا کا مسافر، راہِ سلوک کا مسافر۔ آوازِ غریب۔ یعنی نبی کی عجیب آواز۔ در سجود آید۔ یعنی اطاعت کر لیتا ہے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔ اِنّی قریب۔ بیشک میں نزدیک ہوں قرآن پاک میں ہے جب ہمارے بندے تم سے ہمارے بارے میں دریافت کریں تو کہہ دو میں ان سے قریب ہوں۔

[3] مادرِ یحییٰؑ۔ یعنی حضرت زکریاؑ کی بیوی یہ حضرت یحییٰؑ کی ماں ہیں۔ مریمؑ۔ حضرت مسیحؑ کی والدہ محترمہ۔ وضعِ حمل۔ بچہ جننا۔ درونِ تو۔ تیرے پیٹ میں۔ اولوالعزم۔ صاحبِ عزم و عزیمت پانچ بڑے رسول ہیں حضرت نوحؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت عیسیٰؑ، آنحضور علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ رسول آگاہ۔ یعنی صاحبِ کتاب رسول۔ ذوالفطن۔ دانائی والا۔ جنین۔ وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہو۔ کز سجودش۔ پیٹ کے بچہ کی حرکت سے ماں کو تکلیف ہوتی ہے۔ گفت مریمؑ۔ حضرت مریمؑ نے فرمایا کہ میرے پیٹ کے بچے نے بھی تیرے پیٹ کے بچہ کو

اِشکال آوردنِ ناداناں بریں قصّہ
ناداںوں کا اِس قصّہ پر اِشکال لانا

اَبلہاں گویند ایں[1] افسانہ را — خط بکش زیرا دروغ ست و خطا
بے وقوف کہتے ہیں کہ اِس قصّہ پر — لکیر کھینچ دے، کیونکہ جھوٹ اور غلط ہے

زانکہ مریمؑ وقتِ وضعِ حملِ خویش — بُود از بیگانہ دور و ہم زخویش
کیونکہ (حضرت) مریمؑ اپنے وضع حمل کے وقت — اپنوں سے بھی دور تھیں اور بیگانوں سے بھی

مریمؑ اندر حمل جُفتِ کس نشد — از برونِ شہر اُو واپس نشد
حضرت مریمؑ حمل کے دوران کسی کے ساتھ نہ رہیں — وہ شہر کے باہر سے واپس نہ ہوئیں

از برونِ شہر آں شیریں فسوں — تا نشدُ فارغ نیامد خود دروں
وہ شیریں دم شہر کے باہر سے — جب تک فارغ نہ ہوئیں اندر نہیں آئیں

چوں[2] بزادش آنگہانش بر کنار — بر گرفت و بُرد تا پیشِ تبار
جب اُن کو جن لیا، اُس وقت بغل میں — لیا اور خاندان کے سامنے لے گئیں

مادرِ یحییٰؑ کجا دیدش کہ تا — گوید اُو را ایں سخن در ماجرا
(حضرت) یحییٰؑ کی والدہ نے اُنکو کہاں دیکھا تاکہ — قصّہ میں اُن سے یہ بات کہیں

جوابِ اِشکال و بیانِ مقصود از قصّہ
اِشکال کا جواب اور قصّہ کا مقصد

ایں بداند کانکہ اہلِ خاطر ست — غائبِ آفاق اُو را حاضر ست
اِس کو وہ سمجھتا ہے جو صاحب دل ہے — غائب دنیا اُس کے سامنے حاضر ہے

پیشِ مریمؑ حاضر آید در نظر — مادرِ یحییٰؑ کہ دور ست از بصر
(حضرت) مریمؑ کے سامنے نگاہ میں حاضر ہے — حضرت یحییٰؑ کی والدہ جو دیکھنے میں دور ہیں

دیدہا[3] بستہ بہ بیند دوست را — چوں مُشبّک کردہ باشد پوست را
آنکھیں بند کیے ہوئے دوست کو دیکھ لیتا ہے — جبکہ کھال کو چھلنی کر دیا ہو

ور ندیدش نز برون و نز دروں — از حکایت گیر معنیٰ اے زبوں
اگر اُنھوں نے اُنھیں نہ ظاہری طور پر دیکھا نہ باطنی طور پر — اے عاجز! تو قصّہ سے نتیجہ اخذ کر لے

نے چناں کافسانہا بشنیدہ — ہمچو شیں بر نقشِ اُو چسپیدہ
کیا ایسا نہیں ہے کہ تو نے قصّے سُنے ہیں — اور شین کی طرح اُنکے نقش سے تو چپٹ گیا ہے

[1] ایں افسانہ۔ یعنی دونوں کے ایک دوسرے کو سجدہ کرنے کا قصّہ۔ خط بکش۔ قلم پھیر دے۔ زانکہ۔ قرآن پاک میں حضرت مریمؑ کے قصّہ میں ہے "فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا" اسپر مریمؑ کو حمل رہ گیا وہ حمل لیکر کہیں الگ دُور کے مکان میں ہو گئیں۔ یعنی حضرت مریمؑ کے حالت حمل میں اُنکے پاس کوئی دوسرا نہ تھا۔ واپس نہ شد۔ وہ شہر سے نکل کر چلی گئیں تھیں لہٰذا وہاں حضرت یحییٰؑ کی والدہ کہاں تھیں۔ شیریں فسوں حضرت مریمؑ۔

[2] چوں بزادش۔ قرآن پاک میں ہے "فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ" وہ مریم اُس بچہ کو اُٹھا کر اپنی قوم کے پاس لائیں۔ تبار۔ خاندان، قبیلہ۔ ایں بداند۔ اِس قصّہ کو وہ سمجھ سکتا ہے جو ایسا صاحبِ دل ہو کہ غائب از نظر چیزیں بھی اُسکے سامنے ہوں۔ پیشِ مریم۔ ایک جواب ہے کہ دونوں میں باہمی روحانی طور پر گفتگو ہوئی ہو۔

[3] دیدہا بستہ۔ جن لوگوں نے مجاہدات کے ذریعہ اپنے بدن کو چھلنی بنا دیا ہو وہ آنکھیں بند کر کے دور کی چیز دیکھ لیتے ہیں۔ ور ندیدش۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر حضرت مریمؑ نے حضرت یحییٰؑ کی والدہ کو نہ ظاہری طور پر دیکھا اور نہ باطنی طور پر اور قصّہ غلط بھی ہو تو نتیجہ جو صحیح ہے اُسپر عمل کرو یعنی اللہ کے نیک بندوں کی تعظیم کرو۔ کے چناں۔ تم سب افسانے سُنتے ہو جن کا نفس الامر میں وجود نہیں یا جو مائیلن نہ بنے — اُن کو سنکر صحیح نتیجہ نکال لیتے ہو۔ ہمچو شیں۔ حرف شین لفظ نقش کیساتھ ایسا جُڑا ہوا ہے کہ اُس کی اُس سے علیحدگی ناممکن ہے۔

تا ہمی گفت آں کلیلۂ بے زباں — چوں سخن نوشد ز دمنہ بے بیاں

حتیٰ کہ بے زباں اُس کلیلہ نے کہا — اس نے دمنہ سے بغیر کہے بات کیسے سن لی؟

در بدانستند لحن ہمدگر — فہم اُو چوں کرد بے نطق ایں بشر

اگر آپس میں لہجہ جانتے تھے — بغیر گویائی کے یہ انسان کیسے سمجھا؟

در میانِ شیر و گاو آں دمنہ چوں — شد رسول و خواند بر ہر دو فسوں

شیر اور گائے کے درمیان وہ دمنہ کس طرح — قاصد بنا؟ اور دونوں پر منتر پڑھ دیا

چوں وزیرِ شیر شد گاوِ نبیل — چوں ز عکسِ ماہ ترساں گشت پیل

موٹا بیل شیر کا وزیر کیسے بن گیا؟ — ہاتھی چاند کے عکس سے کیسے ڈر گیا؟

ایں کلیلہ دمنہ جملہ افتریست — ورنہ کے با زاغ لکلک را مریست

یہ کلیلہ اور دمنہ سب جھوٹ ہے — ورنہ کوّے کا لقلق سے کیا اختلاف ہے؟

اے برادر قصہ چوں پیمانہ ایست — اندر و معنیٰ مثالِ دانہ ایست

اے بھائی! قصہ تو ایک پیمانہ ہے — اُس میں معنیٰ دانہ کی طرح ہے

دانۂ معنیٰ بگیرد مردِ عقل — ننگرد پیمانہ را گر گشت نقل

عقلمند انسان معنیٰ کا دانہ لے لیتا ہے — پیمانہ کی طرف دھیان نہیں دیتا ہے اگرچہ وہ منتقل ہو جائے

در بیانِ ماجرائے شمع و پروانہ و گل و بلبل وغیرہ

شمع اور پروانہ اور گل و بلبل وغیرہ کے قصے میں بیان

ماجرائے بلبل و گل گوش دار — گرچہ گفتے نیست آنجا آشکار

بلبل اور گل کا قصہ سن — اگرچہ گفتگو یہاں بھی نمایاں نہیں ہے

ماجرائے شمع با پروانہ تو — بشنو و معنیٰ گزیں ز افسانہ تو

شمع کا پروانے کے ساتھ قصہ، تو — سن اور قصہ سے نتیجہ نکال لے

گرچہ گفتے نیست سرِ گفت ہست — ہیں بہ بالا پر مپر چوں جغد پست

اگرچہ بات چیت نہیں ہے گفتگو کی حقیقت ہے — خبردار! اوپر کو اڑ جغد کی طرح نیچے نہ اڑ

گفت در شطرنج کایں خانۂ رخ ست — گفت خانہ اش کجا آمد بدست

(کسی نے) شطرنج میں کہا کہ یہ رُخ کا گھر ہے — (دوسرے نے) کہا اسکو گھر کہاں سے مل گیا؟

خانہ را بخرید یا میراث یافت — فرخ آنکس کو سوئے معنیٰ شتافت

اس نے گھر خریدا یا میراث میں پایا — مبارک ہے وہ شخص جو معنیٰ کی طرف دوڑا

ل۵ کلیلہ و دمنہ۔ کلیلہ و دمنہ دو فرضی گیدڑوں کے نام ہیں جن کا باہمی مکالمہ وغیرہ اس کتاب میں درج ہے اُسمیں مذکور ہے کہ کلیلہ نے بغیر زبان کے یہ کہا تو بتاؤ کہ دمنہ کی بات بغیر بتائے اُسنے کیسے سُن لی جو بغیر زبان کے جواب کی نوبت آئی اچھا وہ اگر آپس میں ایک دوسرے کی بات سمجھتے بھی تھے تو یہ انسان صاحب اُس کو کیسے سمجھ گئے جو نقل کر رہے ہیں۔

ل۵ در میاں۔ اُسمیں لکھا ہے دمنہ، شیر اور بیل کے درمیان ایلچی بنا اور پھر اُس نے دونوں کو دھوکا دیدیا۔ چوں وزیر۔ اُسمیں لکھا ہے کہ ایک بیل ایک شیر کا وزیر تھا اور ایک ہاتھی چاند کے عکس سے بدک گیا۔ ایں کلیلہ۔ غرضیکہ سارا کلیلہ دمنہ کا قصہ جھوٹ ہے ورنہ کوّے اور لقلق کا کیا جھگڑا۔ اے برادر۔ لیکن ان تمام قصوں سے نتائج اخذ کرلئے جاتے ہیں لفظوں کی مثال پیمانہ کی سی ہے اور معنیٰ کی مثال غلہ کی سی ہے مقصود غلہ ہے نہ کہ پیمانہ۔

ل۵ در بیان۔ شمع و پروانہ اور گل و بلبل کے افسانے بھی اسی قبیل سے ہیں کہ ان سے مقصود معنیٰ اور نتائج کا اخذ کرنا ہے۔ گرچہ گفتے۔ گل و بلبل کی آپس میں کبھی باتیں نہیں ہوئیں مگر چہ۔ ان خبرہا ہیں اگرچہ گفتگو اور کلام نہیں ہوا لیکن مقصد کلام جو نتیجہ ہے وہ حاصل ہے۔ گفت در شطرنج۔ لفظ کج بحثی کی مثال ہے۔

گفت نحوی[۱] زید عمرو اقد ضرب — گفت چونش کرد بے جرمے ادب

نحوی نے کہا زید نے عمرو کو مارا — (شاگرد نے) کہا اُسکو بے خطا کیوں سزا دی؟

عمرو را جرمش چہ بُد کاں زید خام — بے گناہ اُو را بزد ہمچوں غلام

عمرو کی کیا خطا تھی؟ کہ اُس نالائق زید نے — اُس کو بے قصور غلام کی طرح پیٹا

گفت ایں پیمانۂ معنیٰ بُود — گیر معنیٰ را کہ پیمانہ است رد

(نحوی نے) کہا یہ (لفظ) معنیٰ کا پیمانہ ہوتے ہیں — معنیٰ کو لے کیونکہ پیمانہ واپس ہو جاتا ہے

زید و عمرو از بہرِ اعراب است و ساز — گر دروغ ست آں تو با اعراب ساز

زید اور عمرو اعراب (بتانے کیلئے اور جملہ) بنانے کیلئے ہیں — اگر وہ جھوٹ بھی ہے تو اعراب کو سمجھ لے

گفت نے من آں ندانم عمرو را — زید چوں زد بے گناہ و بے خطا

(شاگرد نے) کہا میں یہ نہیں جانتا، عمرو کو — زید نے بلا قصور اور بلا خطا کیوں مارا؟

گفت از لاچار و لاغے بر کشود — عمرو یک واوے فزوں دزدیدہ بود

(نحوی نے) اُس سے مجبوراً مذاق شروع کر دی — عمرو نے ایک واؤ زیادہ چرائی تھی

زید واقف گشت دُزدش را بزد — چونکہ از حد بُرد اُو را حد سزد

زید کو پتہ چل گیا اُس نے اپنے چور کو مارا — چونکہ وہ حد سے بڑھ گیا تھا اِس کیلئے سزا مناسب تھی

پذیرا[۲] آمدنِ سخنِ باطل در دلِ باطلاں

باطل بات کا باطل لوگوں کے دل میں اُتر جانا

گفت اینک راست پذرفتم بجاں — کژ نماید راست در پیشِ کژاں

(شاگرد نے) کہا اب ٹھیک ہے میں نے دل سے مان لیا — ٹیڑھی بات ٹیڑھوں کو سیدھی نظر آتی ہے

گر بگوئی اَحولے را مہ یکے ست — گویدت ایں دو ست و در وحدت شکے ست

اگر تو بھینگے سے کہے کہ چاند ایک ہے — وہ کہے گا نہیں اے دوست! ایک ہونے میں شبہ ہے

ور بر و خندد کسے گوید دو است — راست دارد ایں سزائے بد خو است

اور اگر اُس سے کوئی مذاق کرے اور کہے کہ (چاند) دو ہیں — سچ سمجھ لے گا، بدخصلت کی سزا یہی ہے

بر دروغاں[۳] جمع می آید دروغ — اَلْخَبِیْثَاتِ الْخَبِیْثُوْنَ زد فروغ

جھوٹوں کے لئے جھوٹ جمع ہو جاتا ہے — خبیث لوگ خبیث عورتوں کیلئے ہیں، واضح ہے

دل فراخاں را بُود دستِ فراخ — چشم کوراں را عثارِ سنگلاخ

فراخدلوں کا ہاتھ فراخ ہوتا ہے — اندھوں کے لئے سنگلاخ میں ٹھوکریں ہیں

---

۱ گفت نحوی۔ تمد ضرب زیدٌ عمرواً نحو میں عام طور پر جملہ کی مثال اور فاعل پر پیش اور مفعول پر زبر آنے کی یہ مثال دی جاتی ہے۔ عمرو اور عمر میں فرق کیلئے عمرو میں ایک واؤ زیادہ لکھی جاتی ہے، مثال کا اصل مقصد سمجھنے کی بجائے یہ سوالات کرنا فضول کج بحثی ہے گفت ایں۔ اُستاد نے سمجھایا کہ مثال کا اصل مقصد سمجھ لے۔ گر دروغ ست۔ اگر زید نے عمرو کو نہیں مارا اور یہ جھوٹ بھی ہے تو تجھے اِس سے کیا بحث تو اصل مقصد سمجھ لے۔ گفت نے۔ شاگرد اصل بات سمجھنے کو تیار نہیں ہوا اور پھر یہی دریافت کرنے لگا کہ زید نے عمرو کو کیوں مارا۔ لاغ۔ مذاق۔ عمرو۔ اِسمیں جو واؤ زیادہ لکھی جاتی ہے وہ اُسنے چرالی تھی اسلئے اسکو مارا ہے۔ حد۔ سزا۔

۲ پذیرا۔ غلط آدمیوں کو غلط باتیں پسند آتی ہیں۔ کژ۔ کج۔ کژاں۔ کج میں۔ گر بگوئی۔ بھینگا چاند کے ایک ہونے کو تسلیم نہ کرے گا چاند کا دو ہونا جو غلط ہے اُسکو تسلیم کرے گا۔

۳ بر دروغاں یعنی جھوٹے جھوٹ کو فوراً تسلیم کر لیتے ہیں۔ دل فراخاں۔ مہذب لوگ۔ عثار۔ ٹھوکر۔ ناچلنا۔ سنگلاخ۔ پتھریلی زمین۔

هر که او جنسِ دروغ ست اے پسر | راست پیشِ او نباشد معتبر

اے بیٹا! جو جھوٹ کا ہم جنس ہے | سچ اُس کے لئے معتبر نہیں ہوتا ہے

هر کرا دندانِ صدقے رُستہ شد | از دروغ و از خباثت رَستہ شد

جس کے سچائی کے دانت نکل آئے ہیں | وہ جھوٹ اور خباثت سے آزاد ہو گیا

جُستن[1] آں درخت کہ هر کہ میوۂ آں خورد هرگز نمیرد

اُس درخت کی تلاش کرنا کہ جو بھی اُس کا میوہ کھالے گا کبھی نہیں مرے گا

گفت دانائے برائے داستاں | کہ درختے هست در هندوستاں

ایک عقلمند نے داستان کے طور پر کہا | کہ ہندوستان میں ایک ایسا درخت ہے

هر کسے کز میوۂ اُو خورد و بُرد | نے شود اُو پیر و نے هرگز بمُرد

کہ جس کسی نے اُس کا میوہ کھایا اور حاصل کر لیا | نہ وہ بڑھا ہوا اور نہ وہ کبھی مرا

پادشاہے ایں شنید از صادقے | بر درخت و میوہ اش شد عاشقے

ایک بادشاہ نے ایک سچے آدمی سے یہ سُن لیا | درخت اور اُس کے میوے کا عاشق ہو گیا

قاصدِ دانا ز دیوانِ اَدب | سوئے هندستاں رواں کرد از طلب

ادب کے دفتر میں سے ایک عقلمند قاصد | تلاش کے لئے ہندوستان روانہ کیا

سالها می گشت آں قاصد ازو[2] | گردِ هندستاں برائے جستجو

اُس کا وہ قاصد سالوں گھومتا پھرا | تلاش کے لئے ہندوستان کے چاروں طرف

شهر شهر از بهرِ ایں مطلوب گشت | نے جزیرہ ماند نے کوہ و نہ دشت

اس مقصد کے لئے شہر بہ شہر گھوما | نہ کوئی جزیرہ بچا، نہ پہاڑ، نہ جنگل

هر کرا پُرسید کردش ریشخند | کایں نجوید جُز مگر مجنونِ بند

اُس نے جس سے پوچھا اُسنے اُسکی مذاق اُڑائی | کہ یہ (درخت) پاگلخانہ کے لائق مجنون کے سوا کوئی تلاش کریگا

بس کساں صَفعش زدند اندر مزاح | بس کساں گفتند کاے صاحب فلاح

بہت سوں نے مذاق میں اس کے چانٹے اُڑائے | بہت سوں نے کہا اے نیک بخت!

جستجوئی چوں تو زیرک سینہ صاف | کے تهی ماند کجا باشد گزاف

تم جیسے صاف دل ذہین کی تلاش | کب خالی جائیگی! کہاں بیکار ہوگی؟

وین[3] مراعاتش یکے صَفعِ دگر | وین ز صَفعِ آشکارا سخت تر

اس کے ساتھ یہ ہمدردی ایک دوسرا چپت تھی | یہ چپت (اس) کھلے ہوئے چپت سے زیادہ سخت تھا

[1] جُستن۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ظاہر بیں لفظوں سے رغبت رکھتا ہے معانی کی طرف دھیان نہیں دیتا ہے۔ گفت۔ ایک عقلمند نے یہ کہا کہ ہندوستان میں ایک ایسا درخت ہے کہ جو اُس کا میوہ کھالے وہ نہ کبھی بوڑھا ہوتا ہے نہ مرتا ہے۔ بادشاہ ہے۔ بادشاہ نے اِس بیان کے لفظوں کی طرف توجہ کی اور یہ سمجھا کہ حقیقتاً کوئی ایسا درخت ہے جس سے مستقل جوانی اور زندگی حاصل ہو جاتی ہے اور اُس کی تلاش میں ایک صاحب کو روانہ کر دیا۔

[2] ازو یعنی بادشاہ کا قاصد۔ جستجو یعنی درخت کی تلاش میں۔ ریشخند۔ مذاق، دل لگی۔ مجنونِ بند۔ وہ پاگل جو قید خانہ میں بند کر دینے کے قابل ہو۔ صفع۔ چپت، طمانچہ۔ مزاح۔ مذاق۔ گزاف۔ فضول۔

[3] وین مراعاتش۔ اِس طرح کی غلط ہمدردی اُس کیلئے چپت بازی سے بھی زیادہ تکلیف دہ تھی۔

می ستودندش تسخر کاے بزرگ [1]
مذاق میں اُس کی تعریف کرتے کہ اے بزرگ!
در فلاں اقلیم بس ہول و سترگ
فلاں علاقہ میں بہت ہولناک اور عظیم الشان

ق
در فلاں بیشہ درختے ہست سبز
فلاں جنگل میں ایک ہرا درخت ہے
بس بلند و پہن و ہر شاخیش گبز
جو بہت اونچا اور گھنا ہے اور اُس کی ہر شاخ موٹی ہے

قاصدِ شہ بستہ در جُستن کمر
بادشاہ کا قاصد جستجو میں کمربستہ تھا
می شنید از ہر کسے نوعِ دگر
(لیکن) ہر ایک سے ایک نئی بات سنتا تھا

بس سیاحت کرد آنجا سالہا
وہ وہاں سالوں سفر کرتا رہا
می فرستادش شہنشہ مالہا
بادشاہ اُس کو بہت مال بھیجتا رہا

چوں بسے دید اندراں غربت تعب
جب اُس نے مسافرت میں بہت مشقتیں دیکھیں
عاجز آمد آخر الامر از طلب
انجام کار تلاش کرنے سے عاجز آگیا

ہیچ از مقصود اثر پیدا نشد [2]
مقصود کا کوئی نشان نہ ظاہر ہوا
زاں غرض غیر خبر پیدا نشد
اِس مقصد کا سوائے باتوں کے کچھ پتہ نہ چلا

رشتۂ امید او بگسستہ شد
اُس کی امید کا سلسلہ ٹوٹ گیا
جستۂ او عاقبت ناجستہ شد
انجام کار اُس کا (قابلِ) جستجو (ناقابلِ) جستجو ہو گیا

کرد عزمِ بازگشتن سوئے شاہ
اُس نے بادشاہ کی جانب واپسی کا پختہ ارادہ کر لیا
اشک می بارید و می برید راہ
آنسو بہاتا تھا اور راستہ طے کرتا تھا

شرح کردنِ شیخ سِرِّ آں درخت را با آں طالبِ مُقلِّد
اُس مقلد طلبگار کے لئے شیخ کا اُس درخت کے راز کی تشریح کرنا

بود شیخے عالمے قطبے کریم
ایک شیخ، عالم، قطب، شریف (رہتا) تھا
اندراں منزل کہ آئس شد ندیم [3]
اُس پڑاؤ پر، جہاں مایوس ہم مجلس ہوا

گفت من نومید پیشِ او روم
بولا میں مایوس اُس کے سامنے جاؤں
زآستانِ او براہ اندر شوم
(شاید) اُس کے آستانہ سے راستے چلنے لگوں

تا دعائے او بود ہمراہِ من
تاکہ اس کی دعا میرا ساتھی بنے
چونکہ نومیدم من از دلخواہِ من
چونکہ میں مقصود سے مایوس ہو گیا ہوں

رفت پیشِ شیخ با چشمِ پُر آب
آنسو بھری آنکھوں سے شیخ کے سامنے گیا
اشک می بارید مانندِ سحاب
ابر کی طرح آنسو برساتا تھا

---

[1] تسخر۔ تمسخر۔ ہول یعنی ہولناک۔ سترگ۔ بڑا عظیم الشان۔ گبز۔ موٹا۔ نوعِ دگر یعنی ہر شخص سے جداگانہ قسم کی بات سنتا تھا۔ سیاحت۔ سفر، سیر۔ مالہا یعنی اخراجات کے لئے بادشاہ روپیہ پیسہ بھیجتا رہتا تھا۔ غربت۔ مسافرت۔ تعب۔ تھکن، تکلیف۔

[2] مقصود یعنی درخت۔ غرض یعنی درخت۔ غیر خبر۔ یعنی باتوں کے سوا۔ جستۂ او۔ یعنی جس درخت کو ڈھونڈنے نکلا تھا وہ ناقابلِ جستجو ثابت ہوا ہے۔ عزم۔ پختہ ارادہ۔ طالبِ مقلد یعنی وہ قاصد۔ قطبے یعنی وہ شیخ قطبِ وقت تھا۔

[3] آئس۔ مایوس شخص۔ ندیم۔ شریک مجلس۔ براہ یعنی اس رستہ پر پڑ جاؤں جو درخت تک پہنچا دے۔ دلخواہ۔ مقصد۔

گفت شیخا وقتِ رحمت، رافت[1] ست
کہا، اے شیخ! رحم و مہربانی کا وقت ہے

نا اُمیدم وقتِ لُطف ایں ساعت ست
میں مایوس ہوں مہربانی کا یہ وقت ہے

گفت وہ اگو کز چہ نومیدیستت
(شیخ نے) کہا صاف بتا تیری ناامیدی کس چیز سے ہے؟

چیست مطلوبِ تو رُو با کیستت
تیرا مقصود کیا ہے؟ کس کی طرف متوجہ ہے؟

گفت شاہنشاہ کردم اِختیار
اُس نے کہا بادشاہ نے مجھے چُنا

از برائے جُستنِ یک شاخسار
ایک درخت کی تلاش کے لئے

کہ درختے ہست نادِر در جہات
کہ اطراف میں ایک ایسا درخت ہے

میوہ اُو مایۂ آبِ حیات
جس کا پھل آبِ حیات کا سرمایہ ہے

سالہا جُستم ندیدم زُو نشاں
میں نے سالوں تلاش کیا، اُسکا نشان نہ دیکھا

جُز کہ طنز و تسخرِ ایں سرخوشاں
سوائے اُن مستوں کے طنز اور مذاق کے

شیخ خندید و بگفتش اے سلیم
شیخ ہنسا اور اُس سے کہا اے بھولے!

ایں درختِ علم باشد در علیم
یہ درخت علم کا ہے عالِم کے اندر

بس[2] بلند و بس شگرف و بس بسیط
جو بہت بلند اور بہت عجیب اور بہت پھیلا ہوا ہے

آبِ حیوانے ز دریائے مُحیط
محیط سمندر کا، آبِ حیات ہے

تو بصورت رفتہ اے بے خبر
اے غافل! تو صورت کے پیچھے چل پڑا

زاں ز شاخِ معنیٰ بے بار و بَر
اِسی لئے (تو) معنیٰ کی شاخ سے بے میوہ اور بے پھل ہے

گہ درختش نام شُد گہ آفتاب
کبھی اُس کا نام درخت بنا کبھی سورج

گاہ بحرش نام گشت و گہ سَحاب
کبھی اُس کا نام سمندر ہوا اور کبھی ابر

آں[3] یکے کش صد ہزار آثار خاست
وہ ایک (ایسا عمل) ہے جس سے لاکھوں نتیجے پیدا ہوئے

کمتریں آثارِ اُو عمرِ بقاست
اُس کا کم درجہ کا نتیجہ ابدی زندگی ہے

گرچہ فردست اُو اثر دارد ہزار
اگرچہ وہ ایک ہے ہزاروں نتیجے رکھتا ہے

آں یکے را نام شاید بے شمار
اُس ایک کے بے شمار نام مناسب ہیں

آں یکے شخصے تُرا باشد پدر
وہ ایک شخص جو تیرا باپ ہے

از حقِ شخصے دِگر باشد پسر
دوسرے شخص کے اعتبار سے وہ بیٹا ہے

---

[1] رافت۔ مہربانی۔ لُطف۔ مہربانی شفقت۔ وا گو۔ صاف بتا۔ اِختیار۔ پسند کرنا، چُننا۔ شاخسار۔ درخت۔ جہات۔ اطراف۔ آبِ حیات۔ وہ پانی جس کو پی کر ابدی زندگی حاصل ہوجائے۔ سرخوشاں۔ مست و بیخود لوگ۔ سلیم۔ بھولا السان۔ علم باشد۔ علم کے اپنے اوصاف کے اعتبار سے بہت سے نام ہیں چونکہ علم کے سایہ میں انسان راحت سے زندگی گذارتا ہے لہٰذا اُس کو درخت سے بھی تعبیر کرسکتے ہیں تو اُس درخت سے علم مُراد ہے۔

[2] بس بلند۔ وہ علم کا درخت عظیم الشان ہے اور علم باری اُس کا سرچشمہ ہے۔ اور وہ آبِ حیات ہے۔ دریائے مُحیط یعنی علم باری۔ تو بصورت۔ تو نے درخت کے ظاہری اور لغوی معنیٰ مراد لئے ہیں اسی لئے تو معنیٰ کی شاخ سے محروم ہے گہ درخت۔ چونکہ لوگ علم کے ثمرات سے فائدہ اُٹھاتے ہیں لہٰذا اُس کو درخت سے تعبیر کردیا جاتا ہے۔ گہ آفتاب۔ علم کو آفتاب بھی کہہ دیا جاتا ہے چونکہ لوگ اُس کی روشنی سے مُستفید ہوتے ہیں۔ گہ سمندر۔ چونکہ علم ایک بے پایاں چیز ہے اُس کو سمندر سے بھی تعبیر کردیا جاتا ہے۔ گہ سحاب۔ چونکہ علم بھی شادابی اور سرسبزی کا سبب ہے، لہٰذا اُس کو سحاب کہہ دیا جاتا ہے۔ آں یکے۔ علم ایک ہے لیکن اُس سے نتائج اور ہزاروں لاکھوں ہیں۔ انہیں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُنکے ذریعہ سے ابدی زندگی حاصل ہوتی ہے لہٰذا وہ آبِ حیات بھی ہے۔

[3] آں یکے۔ انسانوں میں ایک شخص کو مختلف حیثیتوں سے مختلف ناموں سے تعبیر کیا جاتا ہے وہی ایک انسان باپ بھی ہے اور بیٹا بھی چچا بھی ہے اور ماموں بھی ہے ایک کے اعتبار سے دشمن اور کسی دوسرے کے اعتبار سے [illegible]

درحقِ دیگر بُوَد قہر و عدُو
ایک کے حق میں وہ ظلم اور دشمنی ہے

درحقِ دیگر بُوَد لطف و نکُو
دوسرے کے حق میں وہ مہربانی اور بھلائی ہے

درحقِ دیگر بُوَد اُو عمّ و خال
ایک کے حق میں وہ چچا اور ماموں ہے

درحقِ دیگر بُوَد ہیچ و خیال
دوسرے کے حق میں وہ ناچیز اور خیال ہے

صد ہزاراں نام و اُو یک آدمی
وہ ایک شخص ہے اور لاکھوں نام ہیں

صاحب ہر وصفش از وصفے عمی[1]
اُس کا ہر ایک وصف جاننے والا دوسرے وصف سے نابلد ہے

ہر کہ جوید نام گر صاحب ثقہ است
جو نام کا جویاں ہو اگرچہ بھروسے کا ہو

ہمچو تو نومید و اندر تفرقہ است
تیری طرح ناامید اور پریشانی میں ہے

تو چہ بر چسپی بریں نامِ درخت
تو اس درخت کے نام پر کیوں چپکتا ہے

تا بمانی تلخ کام و شور بخت
خبردار! تو ناکام اور بدنصیب رہے گا

صورتِ ظاہر چہ جوئی اے جواں
اے جوان! تو ظاہری صورت کو کیا تلاش کرتا ہے؟

رَو معانی را طلب اے پہلواں
اے بہادر! جا معانی کو طلب کر

صورتِ ظاہر بُوَد چوں قشر و پوست
ظاہری صورت چھلکے اور پوست کی طرح ہے

معنی اندر وے چو مغز اے یار و دوست
اے یار او دوست! اس میں معنی گودے کی طرح ہے

درگذر[2] از نام و بنگر در صفات
نام سے ترقی کر اور صفات کو دیکھ

تا صفاتت رو نماید سوئے ذات
تاکہ صفات ذات تک تیری رہنمائی کریں

گم شوی در ذات و آسائی ز خود
(پھر) تو ذات میں گم ہو جائیگا اور خودی سے نجات پالیگا

چشمِ تو یکرنگ بیند نیک و بد
تیری آنکھ اچھے بُرے کو یکساں دیکھے گی

اختلافِ خلق از نام اُوفتاد
مخلوق میں نام سے جھگڑا پڑا

چون بمعنی رفت آرام اُوفتاد
وہ جب معنی کی طرف گئی راحت مل گئی

اندریں معنی مثالِ خوش شنو
معنی کے سلسلہ میں ایک اچھی مثال سن لے

تا نمانی تو اسامی را گرو
تاکہ تو ناموں کا پابند نہ رہے

بیان[3] منازعت کردنِ چہار کس جہتِ انگور باہمدگر
انگور کے معاملہ میں چار شخصوں کا آپس میں جھگڑنے کا بیان کیونکہ

بعلّت آنکہ زبانِ یکدیگر را نمی دانستند
وہ ایک دوسرے کی زبان نہیں سمجھتے تھے

[1] از وصفے عمی یعنی ہر شخص ایک وصف سے واقف ہے اور دوسرے وصف سے ناواقف ہے بہتر کہ صرف نام کے دلدادہ ہونے والا خواہ کتنا ہی بھلا ہو وہ حصولِ مقصد میں ناکام اور مایوس ہوتا ہے۔ ترجمہ تیرے شیخ کے ناصح سے کہا درخت کے لفظ کو نہ چپٹ۔ صورتِ ظاہر درخت کے لفظ کا بظاہر وہی مفہوم ہے جو قاصد سمجھا تھا معنیٰ آمعد اُنکی مراد یہ ہے کہ وہ چیز جس کے ثمرات انسان کو حاصل ہوں۔

[2] درگذر۔ جبکہ معانی کے مقابلے میں اسماء کی کوئی وقعت نہیں ہے تو اسماء میں نہ اُلجھ بلکہ صفات کی طرف ترقی کر جو اُن اسماء کے معانی ہیں اور اُن سے تو ذات تک پہنچ جائیگا جو صفات کی حقیقت ہے۔ گم شوی زذات میں گم ہو کر تن پروری سے نجات پا جائیگا اور وحدت کے غلبہ کی وجہ سے تیری آنکھ کے لئے نیک و بد میں یکرنگی پیدا ہو جائیگی اختلاف۔ اسماء کا اختلاف حیثیتوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے تو اسماء کے پابند اپنے اِسی اختلاف میں سرگرداں رہیں اُن کی حقیقت تک رسائی نہیں ہے

[3] بیان۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظوں کے پابند محض لفظی اختلاف کی وجہ سے باہمی اختلاف کرتے ہیں اگر حقیقت تک پہنچ جائیں تو وحدت پیدا ہو جائے۔

چار کس را داد مردے یک درم
ایک شخص نے چار آدمیوں کو ایک درہم دیا
ہر یکے[۵۱] از شہرے افتادہ بہم
ہر ایک، ایک شہر سے آپس میں مل گئے تھے

پارسی و ترک و رومی و عرب
ایرانی اور ترکی اور رومی اور عربی
جملہ باہم در نزاع و در غضب
سب آپس میں لڑائی اور غصہ میں تھے

پارسی گفتا کہ ایں را چوں کنم
ایرانی نے کہا کہ اس کا کیا کروں؟
ہیں بیا تا ایں بانگوری دہم
ہاں، آ تاکہ میں انگور والے کو دیدوں

آں یکے دیگر عرب بُد گفت لا
ایک دوسرا عرب تھا، اُس نے کہا نہیں
من عِنَب خواہم نہ انگور اے دغا
اے دغا باز! میں عنب چاہتا ہوں نہ کہ انگور

آں یکے ترکی بُد اُو گفت اے گوزم
ایک ترکی تھا اُس نے کہا، اے احمق!
من نمی خواہم عِنَب خواہم اوزم
میں عنب کی خواہش نہیں کرتا میں اوزم چاہتا ہوں

آں یکے رُومی بگفت ایں قیل را
اُس ایک رومی نے کہا، اِس بات کو
ترک کُن خواہیم استافیل را
چھوڑ، ہم استافیل چاہتے ہیں

در تنازُع آں نفر جنگی شُدند
وہ جماعت جھگڑے میں جنگ باز بن گئی
کہ زِ سِرِّ نامہا غافل بُدند
کیونکہ وہ ناموں کے معنیٰ سے ناواقف تھے

مُشت بر ہم می زدند از ابلہی
حماقت سے مُکّے بازی کرنے لگے
پُر بُدند از جہل و از دانش تہی
وہ نادانی سے بھرے تھے اور عقل سے خالی تھے

صاحب سِرّے[۵۲] عزیزے صد زباں
معنیٰ کو سمجھنے والا، بزرگ، صد ہا زبانیں جاننے والا
گر بُدے آنجا بدادے صُلح شاں
اگر وہاں ہوتا تو اُن میں صلح کرا دیتا

پس بگفتے اُو کہ من زیں یک درم[۵۳]
وہ کہدیتا کہ میں اُس ایک درہم سے
آرزوئے جملہ تاں را می خرم
تم سب کی تمنا خرید دیتا ہوں

چونکہ بسپارید دل را بے دغل
جب بغیر کھوٹ کے دل کو تم (میرے) سپرد کر دوگے
ایں درم تاں می کند چندیں عمل
تمہارا یہ درہم اتنے کام کر دے گا

یک درم تاں می شود چار المراد
خلاصہ یہ ہے کہ تمہارا ایک درہم چار بنجائیگا
چار دشمن می شود یک ز اتحاد
اتحاد سے چار دشمن ایک ہو جائیں گے

گفتِ ہر یک تاں دہد جنگ و فراق
تم میں سے ہر ایک کی بات لڑائی اور جدائی کرا رہی ہے
گفتِ من آرد شما را اتفاق
میری گفتگو تم میں اتفاق پیدا کردے گی

[۵۱] ہر یکے۔ ایسو جسے اُن کی زبانیں مختلف تھیں۔ بانگوری دہم یعنی ہم انگور فروش سے انگور خریدلیں اور سب ملکر کھالیں۔ آں یکے۔ عرب نے لا کہا جس کے معنیٰ انکار کے ہیں یعنی میں انگور نہیں خریدوں گا، عِنَب خریدوں گا جسکے معنی وہی ہیں جو انگور کے ہیں۔ گوزم احمق۔ اوزم یعنی میں عِنَب نہ خریدوں گا میں اوزم خریدوں گا جس کے معنی وہی ہیں جو عنب کے ہیں۔ قیل۔ قول، بات۔ استافیل۔ انگور۔ سرِّ نامہا۔ یعنی ان ناموں کی حقیقت سے ناواقف تھے۔

[۵۲] صاحب سِرّ۔ جو ان الفاظ کے معنی اور سینکڑوں زبانوں سے واقف ہو۔ آرزوئے۔ سب جھگڑا کرنے والوں کی آرزو ایک ہی چیز تھی۔

[۵۳] یک درم یعنی اس ایک درہم سے چاروں کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ گفتِ ہر یک۔ چونکہ تم لوگ محض لفظوں اور ناموں میں پھنسے ہو تو تمہاری گفتگو اختلاف کا سبب ہے

پس شما خاموش باشید اَنصِتُوا[1]
پس تم خاموش ہو جاؤ، چُپ رہو

تا زبان تاں می شوم در گفتگو
تاکہ میں بات چیت میں تمہاری زبان بن جاؤں

گر سخن تاں می نماید یک نمط
اگرچہ تمہاری بات ایک طرح کی نظر آتی ہے

در اثر مایہ نزاع ست و سخط
نتیجہ میں غصّہ اور جھگڑے کا سرمایہ ہے

گر سخن تاں در توافق مُوتَمِن ست
اگرچہ تمہاری بات باہمی موافقت میں قابلِ بھروسہ ہے

در اثر مایہ نزاع و تفرق ست
نتیجہ میں جھگڑے اور تفرقہ کا سرمایہ ہے

گرمیِ عاریتی ندہد اثر
عارضی گرمی اثر نہیں کرتی ہے

گرمیِ خاصیتی دارد ہُنر
اصلی گرمی ہُنر رکھتی ہے

سرکہ را گر گرم کردی ز آتش آں
اگر تو سرکہ کو آگ سے گرم کر دیگا

چوں خوری سردی فزاید بے گماں
تو جب کھائے گا وہ یقیناً سردی بڑھائیگا

زانکہ گرمیِ اُو دہلیزی ست
اس لئے کہ اُس کی گرمی عارضی ہے

طبعِ اصلش سردی ست و تیزی ست
اُس کی اصلی طبیعت سردی اور تیزی ہے

ور بود دبغ بستہ دوشاب اے پسر
اے بیٹا! اگر انگور کا شیرہ جما ہوا برف ہو

چوں خوری گرمی فزاید در جگر
جب تو کھائے گا وہ جگر میں گرمی بڑھائیگا

پس[2] ریائے شیخ بہ ز اخلاصِ ما
تو شیخ کی ریاکاری ہمارے اخلاص سے بہتر ہے

کز بصیرت باشد آں وِیں از عمیٰ
کیونکہ وہ بصیرت سے ہے اور یہ اندھے پن سے ہے

وز حدیثِ شیخ جمعیت رسد
شیخ کی بات سے اتفاق حاصل ہوتا ہے

تفرقہ آرد دمِ اہلِ حسد
اہلِ حسد کی بات تفرقہ پیدا کرتی ہے

چوں[3] سُلیمانؑ کز پے حضرت بتاخت
جبکہ سُلیمانؑ (اللہ کے) دربار کی طرف دوڑے

او زبانِ جملہ مرغاں را شناخت
تو انھوں نے تمام پرندوں کی زبان سیکھ لی

در زمانِ عدلش آہو با پلنگ
اُن کے انصاف کے دَور میں ہرن تیندوے

اُنس بگرفت و برُوں آمد ز جنگ
مانوس ہوگیا اور لڑائی سے برطرف ہوگیا

شد کبوتر ایمن از چنگالِ باز
کبوتر، باز کے پنجے سے محفوظ ہوگیا

گوسفند از گرگ ناورد احتراز
بکری نے بھیڑیے سے بچاؤ نہ کیا

او میانجی شد میانِ دشمناں
وہ دشمنوں میں ثالث بن گئے

اتحادے شد میانِ پرزناں
پرندوں میں اتحاد ہوگیا

[1] انصتوا - تم چُپ رہو - تا زباں تاں - یعنی وہ زبان جو تم جانتے ہو - گر سخن تاں یعنی انگور، عنب، اوزم، استافیل سب کے معنی ایک ہیں - گرمی - اِن چاروں شخصوں میں عارضی اتحاد تھا جو صرف ایک معمولی سی بات پر ختم ہوگیا اِسی طرح گرمی اور سردی جو اصل ہے وہ حقیقی اثر رکھتی ہے عارضی گرمی اور سردی کی کوئی تاثیر نہیں ہے - سرکہ - سرکہ اگر آگ پر گرم کر لیا جائے تو یہ عارضی گرمی مؤثر نہ ہوگی - دہلیزی - باہری، عارضی - دوشاب - انگور کے شیرے کی تاثیر گرم ہے اُسکی عارضی ٹھنڈک مؤثر نہیں ہے -

[2] پس - شیخ کی ریاکاری بھی اصولِ شریعت کے مطابق ہوتی ہے اور اُس میں حقیقت اور اصلیت ہوتی ہے عوام کا اخلاص بھی حقیقت سے دور ہے لہٰذا وہ مؤثر نہیں ہے - حدیثِ شیخ - چونکہ شیخ حقیقت سے واقف ہوتا ہے لہٰذا اُس کی بات موجبِ اتحاد ہے - مختلف الطبع مریدوں کو ایک لڑی میں منسلک کر دیتا ہے -

[3] چوں سلیمانؑ - حضرت سلیمانؑ حقیقت سے باخبر تھے تمام جانوروں میں اتحاد کا سبب بنے تھے آہو و پلنگ چیتے اور ہرن کی دشمنی مشہور ہے لیکن وہ متحد ہوگئے تھے - شد کبوتر - باز کبوتر کا دشمن ہے لیکن ان کے دور میں دونوں متحد ہوگئے تھے - او میانجی - حضرت سلیمانؑ سب مختلف

[illegible]

توچو مُورے بہرِ دانہ میدوی　　ہیں سلیمانؑ جُو چہ می باشی غوی
توچیونٹی کی طرح دانہ کے لئے دوڑتا ہے　　خبردار! سلیمانؑ کی جستجو کر کیوں گمراہ بنتا ہے؟

دانہ جُو را دانہ اش دامے شود　　واں سلیمانؑ جُوی را ہر دُو بُود
دانہ کی تلاش کرنے والے کیلئے اُسکا دانہ جال بنجاتا ہے　　اور سلیمانؑ کی تلاش کرنیوالے کیلئے دونوں حاصل ہوتے ہیں

مُرغِ جانہارا دریں آخر زماں　　نیست شاں از ہمدگر یکدم اماں
اِس آخری زمانہ میں جانوں کے پرندے　　انکو ایک دوسرے سے تھوڑی دیر کا بھی امن حاصل نہیں

ہم سلیمانؑ ہست اندر دورِ ما　　کُو دہد صلح و نماند جورِ ما
ہمارے زمانے میں بھی سلیمانؑ موجود ہے　　جو صلح کرا سکتا ہے اور ہمارے ظلم باقی نہ رہیں گے

قولِ اِن مِّن اُمَّۃٍ را یاد گیر　　تا بہ اِلَّا وَخَلَا فِیْھَا نَذِیْر
اِن مِّنْ اُمَّۃٍ کا قول یاد کرلے　　اِلَّا وَخَلَا فِیْھَا نَذِیْر تک

گفت خود خالی نبود ست اُمّتے　　از خلیفہ حق و صاحب ہمّتے
(اللہ نے) فرمایا کوئی اُمّت خالی نہ ہوگی　　صاحب باطن اور اللہ کے خلیفہ سے

مُرغِ جانہا را چناں یکدل کُند　　کز صفا شاں بیغش و بیغل کُند
وہ جانوں کے پرندوں کو ایسا ایک دل بنادیگا　　کہ صفائی کی وجہ سے انکو بے کھوٹ اور بے کینہ کردیگا

مُشفقاں گردند ہمچوں والدہ　　مُسلموں را گفت نفسٌ واحدہٌ
وہ ماں کی طرح مُشفق بن جائیں گے　　(اللہ نے) مسلمانوں کو ایک جان فرمایا ہے

نفسِ واحد از رسولِ حق شدند　　ورنہ ہر یک دشمنِ مطلق بُدند
رسولِ حق کی وجہ سے ایک جان ہوگئے　　ورنہ ہر ایک مطلقاً دشمن تھا

اتحادِ خالی از شرک و دوئی　　باشد از توحیدِ بے ما و توئی
وہ اتحاد جو شرکت اور دوئی سے خالی ہو　　"ما و تو" سے خالی، وحدت سے ہوتا ہے

بر خاستنِ مخالفت و عداوت از میان انصار برکت
انصار کے درمیان سے مخالفت اور دشمنی کا ختم ہو جانا

وجودِ پیغمبرِ خدا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی برکت سے

دُو قبیلہ کاوس و خزرج نام داشت　　یک ز دیگر جانِ خوں آشام داشت
دُو قبیلے جن کا اوس و خزرج نام تھا　　ایک دوسرے کیلئے خون پینے والی جان رکھتا تھا

لہ سلیماں جو۔ یعنی کسی شیخ کو تلاش کر جو اپنے وقت کا سلیمانؑ ہو۔ دانہ جو۔ چیونٹی کی طرح جو صرف دانہ جوئی کریگا جال میں پھنسے گا سلیمان کو تلاش کریگا تو دونوں جہان کی دولت ملیگی مرغِ جانہا۔ آخری زمانہ شقاق اور اختلاف کا دور ہے اس میں سلیمان جیسے شیخ کی زیادہ ضرورت ہے۔

لہ ہم سلیمان۔ سلیمان صفت بزرگ ہر دور میں موجود ہیں۔ قول۔ قرآنِ پاک میں اِن مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْر۔ کوئی ایسی اُمّت نہیں ہے جس میں کوئی ڈرانیوالا نہ گزرا ہو لہٰذا ہر دور میں کوئی نہ کوئی نبوّت کی صفات کا حامل ضرور ہوگا۔ مرغ جانہا۔ اگر اُس کی دستگیری کرلی جائے تو وہ دلوں کو صاف کر کے سب کو یکدل بنادے گا۔

لہ مشفقاں۔ یعنی وہ لوگ اُن بزرگ کی وجہ سے ماں کی طرح ایک دوسرے پر شفیق بنگئے۔ آنحضورؐ نے مسلمانوں کو ایک جان فرمایا ہے۔ از رسول۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے اَلْمُؤمِنُوْنَ کَرَجُلٍ وَاحِدٍ یعنی سب مسلمان بمنزلہ ایک جان کے ہیں۔ ورنہ اوس اور خزرج کی لڑائیاں مشہور ہیں۔ اتحاد۔ وہ اتحاد جس میں باہمی شرکت اور دوئی کی بُو نہ ہو وہ تب حاصل ہوتا ہے جب من و تو کا جھگڑا نہ رہے اور خالص وحدت ہو جائے۔ انصار۔ اوس خزرج کے مسلمانوں کا اسلام کے بعد انصار لقب بنگیا۔ دو قبیلہ۔

[illegible]

کینہائے کہنہ شاں از مصطفیٰؐ
آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجہ سے انکے پرانے کینے

محو شد در نورِ اسلام و صفا
اسلام کے نور اور صفائی میں محو ہوگئے

اولاً[1] اخواں شدند آں دشمناں
پہلے تو وہ دشمن بھائی بنے

ہمچو اعدادِ عنب در بوستاں
جیساکہ باغ میں انگور کے دانے

وز دمِ المؤمنون اخوۃ بہ بند
(پھر) المؤمنون اخوۃ سے (ترقی کرکے) بندش

در شکستند و تنِ واحد شدند
توڑ ڈالی اور ایک جسم ہوگئے

صورتِ[2] انگورہا اخواں بود
انگوروں کی صورت بھائی بھائی کی ہوتی ہے

چوں فشردی شیرۂ واحد شود
جب تونے انہیں نچوڑا ایک شیرہ بنگیا

غورہ و انگور ضدانند ولیک
کچا انگور اور (پکا) انگور ایک دوسرے کی ضد ہیں

چونکہ غورہ پختہ شد شد یارِ نیک
جب کچا انگور پک گیا اچھا دوست بنگیا

غورہ کو سنگ بست و خام ماند
کچا انگور جو خشک ہوگیا اور کچا رہ گیا

در ازل حق کافرِ اصلیش خواند
(اللہ تعالیٰ) نے اس کو ازل میں اصلی کافر قرار دیا

نے اخی نے نفسِ واحد باشد او
وہ نہ بھائی اور ایک جان بنتا ہے

در شقاوت نحس و ملحد باشد او
وہ نحوست اور بدبختی میں کافر رہتا ہے

گر بگویم[3] آنچہ او دارد نہاں
اگر میں بتادوں جو اس میں پوشیدہ ہے

فتنۂ افہام خیزد در جہاں
دنیا میں عقلوں کے لئے وہ فتنہ بن جائے

سِرِّ گبرِ کور نامذکور بہ
اندھے کافر کا راز مذکور نہ ہونا بہتر ہے

دُودِ دوزخ از ارم مہجور بہ
دوزخ کا دھواں (باغ) ارم سے دور ہی بہتر ہے

غورہائے نیک کایشاں قابل اند
اچھے کچے انگور جن میں صلاحیت ہے

از دمِ اہلِ دل آخر یک دل اند
اہلِ دل کے دم سے آخر ایک دل ہوجاتے ہیں

سوئے انگوری ہمی رانند تیز
وہ انگور بننے کی طرف تیزی سے چلتے ہیں

تا دوئی برخیزد و کین و ستیز
تاکہ دوئی اور کینہ اور جھگڑا ختم ہوجائے

پس در انگوری ہمی درّند پوست
پس انگور بن جانے پر وہ چھلکا پھاڑ دیتے ہیں

تا یکے گردند وحدت وصفِ اوست
تاکہ ایک ہوجائیں اور وحدت اسی کی صفت ہے

ے[1] اولاً یعنی ابتداءً آنحضورؐ کی برکت سے بھائی بھائی بنگئے۔ ہمچو اعدادِ عنب۔ انگوروں میں باہمی یکسانیت تو ہوتی ہے لیکن تشخص ہر ایک کا علیحدہ ہوتا ہے اسی طرح ابتداءً انصار میں یکسانیت پیدا ہوئی لیکن ہر ایک کا تشخص باقی رہا۔ وز دم۔ یعنی ابتداءً بھائی بندی کی یکسانیت ہوئی پھر اس سے ترقی کرکے وہ یکجان ہوگئے اور ہر ایک نے اپنا تشخص بھی ختم کردیا اور انگور کے شیرے کی طرح ہوگئے۔
ے[2] صورت۔ یعنی شروع میں وہ انگوروں کی طرح یکساں بنے جب انگوروں کو نچوڑ دیا جائے تو پھر یکجان شیرہ بن جاتا ہے وہ بھی ترقی کرکے یکجان ہوگئے۔ غورہ۔ کچا انگور۔ کچے اور پکے انگور میں یکسانیت نہیں ہوتی پکنے کے بعد سب یکساں ہو جاتے ہیں۔ سنگ بست۔ یعنی کچا ہی رہا اور اس میں پختگی کی صلاحیت نہ رہی۔ کافرِ اصلی جیسے عبداللہ بن ابی اور ابو جہل وغیرہ یہ نہ بھائی بنے اور نہ مسلمانوں سے متحد ہوئے۔
ے[3] گر بگویم۔ کافرِ ازلی کے کفر کا اظہار مصلحتِ شرعیہ کے خلاف ہے یہ چھپا رہنا ہی بہتر ہے کہ کون کافرِ ازلی ہے اور کون مومنِ ازلی۔ سِرِّ گبرِ کور۔ کورِ باطن کافر کے باطن کے احوال بھی مسلمانوں کو سنانا بہتر نہیں ہیں وہ دھواں ہے اور مسلمان باغِ ارم ہیں، باغ سے دھویں کا دور رہنا بہتر ہے۔ غورہائے نیک۔ وہ لوگ جن میں استعداد اور صلاحیت ہوتی ہے اہلِ دل کی صحبت میں یکجان ہوجاتے ہیں۔ سوئے انگوری۔ انکو بہت جلد مومنین کے ساتھ یکسانیت حاصل ہوجاتی ہے۔ پس در انگوری۔ یکسانیت کے بعد پھر انکی مومنین سے وحدتِ تامہ ہوجاتی ہے۔

دوستؔ[1] دشمن گردد ایرا ہم دو است — ہیچ یک با خویش جنگے در نہ بست

دوست دشمن بن جاتا ہے کیونکہ وہ دو ہیں — کسی نے اپنے ساتھ لڑائی برپا نہیں کی ہے

آفریں بر عشقِ کلِ اوستاد — صد ہزاراں ذرہ را داد اتحاد

عشق کو شاباش ہے جو کامل استاد ہے — جس نے لاکھوں ذروں کو اتحاد عطا کر دیا

ہمچو خاکِ مُفترَق در رہگذر — یک سبوشاں کرد دستِ کوزہ گر

جیسا کہ راستہ کی متفرق مٹی — کمہار کے ہاتھ نے اس کو ایک گھڑا بنا دیا

کاتحادِ جسمہائے ماء و طین — ہست ناقص جاں نمی ماند بدیں

پانی اور مٹی کے جسموں کا اتحاد — ناقص ہے جان اس کے مشابہ نہیں ہے

گر نظائرؔ[2] گویم اینجا در مثال — فہم را ترسم کہ آرد اختلال

اگر اس جگہ میں مثالیں بتانے لگوں — میں ڈرتا ہوں کہ وہ سمجھ میں خلل ڈال دیں گی

ہم سلیماں ہست اکنوں لیک ما — از نشاطِ دُور بینی در عمیٰ

سلیمان اب بھی ہے، لیکن ہم — تمناؤں کی مستی کی وجہ سے اندھے بن رہے ہیں

دُور بینی کور دارد مردِ را — ہمچو خفتہ در سرا کور از سرا

(دنیاوی) دور بینی انسان کو اندھا کر دیتی ہے — جیسا کہ مکان میں سویا ہوا مکان سے اندھا ہے

میکُند از مَشرق و مَغرب گذر — وز رفیق و ہمنشینش بے خبر

وہ مشرق اور مغرب سے بھی گزر جاتا ہے — اور اپنے ساتھی اور ہمنشین سے بے خبر ہوتا ہے

مُولعؔیم[3] اندر سخنہائے دَقیق — در گرہہا باز کردن ما عشیق

ہم (دنیاکی) باریک باتوں پر فریفتہ ہیں — ان کی گرہ کشائی کے عاشق ہیں

تا گرہ بندیم و بگُشائیم ما — در شکال و در جواب آئیں فزا

تاکہ ہم گرہ لگائیں اور کھولیں — اشکال اور جواب میں قواعد کو بڑھا نیوالی بنا ئیں

ہمچو مُرغے کو کشاید بند و دام — گاہ بندد تا شود در فن تمام

اس پرندہ کی طرح جو کبھی، جال کی گرہ کھولتا ہو — کبھی لگاتا ہے تاکہ فن میں ماہر ہو جائے

اُو بُود محروم از صحرا و مَرج — عُمر اُو اندر گرہ کاریست خرج

وہ جنگل اور چراگاہ سے محروم رہتا ہے — اس کی عمر گرہ بندی میں خرچ ہو جاتی ہے

خود زبونِ اُو نگردد ہیچ دام — لیک پرّش در شکست افتد مُدام

کوئی جال اس سے مغلوب نہیں ہوتا ہے — لیکن اس کے پر ہمیشہ کے لئے شکستہ ہو جاتے ہیں

---

[1] دوست دشمن ـ جب تک من و تو ہے تو باہمی اختلاف و نزاع کا امکان ہے اسلئے دوست دشمن بنجاتا ہے لیکن وحدت کے بعد نزاع کا امکان ختم ہو جاتا ہے اسلئے کہ کوئی شخص اپنے آپکے دشمنی نہیں کرتا ہے۔ آفریں بر عشق ـ عشق متحد الوجود بنا دینے میں کامل استاد ہے۔ ہمچو ـ عشق مختلف کو ایسا ہی جوڑ دیتا ہے جیسا کہ کمہار مختلف اجزاء کو ملا کر گھڑا بنا دیتا ہے۔ اتحاد جسمہا ـ کمہار اور ذروں سے ملکر گھڑا بنجانے کی مثال ناقص ہے جانوں کا اتحاد اس سے بہت بڑھا ہوا ہے۔

[2] گر نظائر ـ مومنین کے روحوں کے اتحاد کی مختلف مثالیں اگر سناؤں تو تھک جاؤگے۔ دور بینی ـ یعنی دنیاوی معاملات میں گہری سوچ بچار نے ہمیں اندھا بنا رکھا ہے۔ ورنہ ہر دور میں سلیمان صفت بزرگ موجود ہیں۔ می کند ـ دنیاوی تفکر میں انسان ایسا محو ہو جاتا ہے کہ اسکو آس پاس کی خبر نہیں ہوتی۔

[3] مولعیم ـ ہم دنیاوی الجھاؤ کو سلجھانے کے عاشق ہیں اور اس میں سوال و جواب کیلئے قواعد تراشتے ہیں۔ ہمچو مرغے ـ دنیوی دھندوں کی گرہ کشائی میں ہم اس پرند کی طرح ہیں جو جال کی گرہ کھولنے اور باندھنے میں مہارت پیدا کر رہا ہو وہ لامحالہ چمن کی سیر سے محروم رہیگا اور پوری عمر اسی کام پر صرف کرویگا۔ خود زبوں ـ جال کی گرہوں میں مہارت پیدا کرنیوالا پرند خود اپنے پر تباہ کریگا جال تو اسکے قابو میں نہ آئیگا اسیطرح دنیا کے دھندوں کو سلجھانیوالا اپنے آپکو تباہ کریگا دنیا اسکے قابو میں نہ آئیگی۔

باگرہِ کم کوش تا بال و پرت | نگسلد یک یک ازیں کرّ و فرت
گرہ میں کم مصروف ہو تاکہ تیرے بال و پر | اس اُدھیڑ بن سے ایک ایک کرکے نہ ٹوٹ جائیں

[۱] صد ہزاراں مرغ پر ہاشاں شکست | واں کمیں گاہِ عوارض را نہ بست
لاکھوں پرندوں کے پَر ٹوٹ گئے | (لیکن)، وہ حوادث کے مورچے کو بند نہ کر سکے

حالِ ایشاں از نُبے خواں اے حریص | نَقَّبُوْا فِیْہَا ببیں ھَلْ مِنْ مَحِیْص
اے حریص! ان کی حالت قرآن میں پڑھ لے | غور کر، انھوں نے زمین میں نقب لگائے، کہیں چھٹکارا ہے

از نزاعِ ترک و رومی و عرب | حل نشد اِشکالِ انگور و عنب
ترکی اور رومی اور عربی کی لڑائی سے | انگور اور عنب کا اشکال حل نہ ہوا

[۲] تا سلیمانِ لسینِ معنوی | در نیاید بر نخیزد ایں دوی
جب تک حقیقت پسند زبان داں سلیمان | نہیں آتا، یہ دوئی نہیں اُٹھتی

جملہ مُرغانِ منازِع بازوار | بشنوید ایں طبلِ بازِ شہریار
سب جھگڑنے والے پرندو! باز کی طرح | بادشاہ کی واپسی کے نقارے کو سن لو

ز اختلافِ خویش سوئے اتحاد | ہیں ز ہر جانب رواں گردید شاد
اپنا اختلاف چھوڑ کر اتحاد کی جانب | خبردار! ہر جانب سے خوشی سے روانہ ہو جاؤ

حَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ | نَحْوَہٗ ھٰذَا الَّذِیْ لَمْ یَنْھَکُمْ
تم جہاں بھی ہو اپنا رُخ موڑ لو | اس کی جانب، یہ وہ ہے جس نے تمہیں نہیں روکا

[۳] کور مرغانیم و بس ناساختیم | کاں سلیماں را دمے نشناختیم
ہم اندھے پرندے ہیں اور بہت اناڑی | کہ ہم نے تھوڑی دیر کے لئے بھی سلیمان کو نہ پہچانا

ہمچو جغداں دشمنِ بازاں شدیم | لاجرم واماندہ و ویراں شدیم
ہم جغدوں کی طرح بازوں کے دشمن بن گئے | لامحالہ پسماندہ اور تباہ ہو گئے

می کنیم از غایتِ جہل و عمیٰ | قصدِ آزارِ عزیزانِ خدا
انتہائی نادانی اور اندھے پن کی وجہ سے ہم کرتے ہیں | اللہ تعالیٰ کے پیاروں کو ستانے کا ارادہ

جملہ مُرغاں کز سلیماں روشن اند | پرّ و بالِ بے گنہ کے بر کنند
وہ تمام پرندے جو سلیمان کی وجہ سے روشن دل ہیں | وہ بے قصور کے بال و پر کب نوچتے ہیں؟

بلکہ سوئے عاجزاں چینہ کشند | بے خلاف و کینہ آں مُرغاں خوش اند
بلکہ وہ عاجزوں کی طرف چینہ (دانہ) لیجاتے ہیں | وہ پرندے بغیر اختلاف اور کینے کے خوش ہیں

---

۱ صد ہزاراں۔ بڑے بڑے دنیاداروں کے ساتھ دنیا نے غداری کی ہے۔ آیت نُبے قرآن پاک میں ہے وَکَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَھُمْ مِّنْ قَرْنٍ ھُمْ اَشَدُّ مِنْھُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِی الْبِلَادِ، ھَلْ مِنْ مَّحِیْصٍ۔ - اور اُن سے پہلے ہم نے کتنی امتیں ہلاک کر دیں جو کہ اُن سے بل بوتے میں بڑھ کر تھیں انھوں نے شہروں کو چھان مارا کہ کہیں بچاؤ کی جگہ ہے، یعنی وہ ہلاک ہو گئے۔ از نزاع۔ اِن چاروں شخصوں کی لڑائی معاملہ کو حل نہ کر سکی تھی۔

۲ تا سلیماں۔ مرد ے از غیب بروں آید و کارے بکند۔ یا امام مہدی مراد ہیں۔ لسین بمعنٰی امین زبان داں۔ طبلِ باز۔ وہ نقارہ جو باز کو واپس بلانے کیلئے بجایا جاتا ہے۔ ز اختلاف۔ رسم و رواج کے اختلافات کو ترک کر کے متحد ہو جاؤ۔ حیث ما کنتم۔ مسلمانوں کو حکم ہے جہاں کہیں بھی ہوں وہ نماز میں قبلہ رُخ ہو جائیں مولانا فرماتے ہیں سب کو متوجہ الی الحق ہو جانا چاہیئے یہی چیز اتحاد پیدا کر دے گی۔

۳ کور مرغانیم۔ بزرگانِ دین سلیمانِ وقت ہیں ہم ایسے اندھے ہیں کہ انکو نہیں دیکھ رہے ہیں۔ ہمچو جغداں۔ جغدوں کی بازوں سے دشمنی کا قصہ مولانا پہلے بیان کر چکے ہیں۔ بازاں۔ وہ بزرگ جو طائرانِ قدس ہوں۔ عزیزاں۔ یعنی خاصانِ خدا۔ جملہ مرغاں۔ بزرگوں سے تربیت یافتہ لوگ [illegible] ہو جاتا ہے۔

هُدہُدِ ایشاں پئے تقدیس را — مے کُشاید راہِ صد بلقیس را
ان (میں) کا ہُدہُد تقدیس کے لئے — سینکڑوں بلقیس کی راہ کھول دیتا ہے

زاغِ ایشاں گر بصورت زاغ بود — بازِ ہمت آمد و مازاغ بود
ان کا کوا اگرچہ بظاہر کوا تھا — ارادہ کا باز ثابت ہوا اور مازاغ بن گیا

لکلکِ ایشاں کہ لکلک می زند — آتشِ توحید در شک می زند
ان کا لقلق جو لک لک کہتا ہے — وہ شک میں توحید کی آگ لگاتا ہے

واں کبوتر شاں ز بازاں نشکہد — باز سر پیشِ کبوتر شاں نہد
ان کا کبوتر بھی بازوں سے نہیں ڈرتا ہے — باز اُن کے کبوتر کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے

بُلبلِ ایشاں کہ حالت آرد اُو — در درونِ خویش گلشن دارد اُو
ان کی بلبل جو کہ وجد کرتی ہے — وہ اپنے اندر چمن رکھتی ہے

طوطیٔ ایشاں ز قند آزاد بود — کز دروں قندِ اَبد رُویش نمود
ان کا طوطی بھی قند سے آزاد تھا — کیونکہ اس میں ابدی قند رونما ہو گئی تھی

پائے طاؤسانِ ایشاں در نظر — بہتر از طاؤس پرانِ دگر
ان کے موروں کے پیر (بھی) نگاہ میں — دوسروں کے موروں جیسے پَر والوں سے بہتر ہیں

کبکِ ایشاں خندہ بر شاہیں زند — در تعلق راہِ علیین زند
ان کی چکور شاہین کی مذاق اڑاتی ہے — تعلق (مع اللہ) میں علیین کا راستا اختیار کرتی ہے

منطق الطیرانِ خاقانی صداست — منطق الطیر سُلیمانی کجاست
خاقانی کی "منطق الطیر" ایک آواز ہے — وہ سلیمانی منطق الطیر کہاں ہے؟

تو چہ دانی بانگ مُرغاں را ہمے — چوں ندیدستی سُلیماں را دمے
تو پرندوں کی آواز کو کیا جانے؟ — جبکہ تو نے ایک لمحہ کیلئے (بھی) سلیمان کو نہیں دیکھا ہے

پرِ آں مُرغے کہ بانگش مُطرِب ست — از بُرونِ مشرق و وز مغرب ست
اس پرندکا پر جس کی آواز مست کرنیوالی ہے — وہ مشرق و مغرب سے باہر ہے

لہ ہدہد - چونکہ شیخ وقت کو سلیمانِ وقت قرار دیا تھا لہٰذا اس کے مُریدین کو ان پرندوں سے تعبیر کیا ہے جو حضرت سلیمان کے جلو میں رہتے تھے تقدیس یعنی سبوح قدوس کا وظیفہ پڑھنا حضرت سلیمانؑ کی ہدہد حضرت بلقیس کے لئے راہنما بنی تھی - مازاغ - قرآن پاک میں آنحضورؐ کے بارے میں ہے مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی یعنی (آپ) کی نظر نہ کسی طرف کو بھکی اور نہ اچٹی یعنی دیدار میں مصروف رہی - لکلک - لقلق پرند کے بولنے کی آواز لک لک ہے گویا وہ لَکَ الْحَمْدُ لَکَ الثَّنَاءُ "اے پروردگار! تیرے لئے تعریف ہے تیرے لئے ثنا" کہتا ہے اور توحید کے گُن گاتا ہے - واں کبوتر مریدین اور مجاہدین میں سے جو سکنت میں کبوتر ہیں دنیا کے سرکش ان کے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں۔ نشکہد مضارع منفی ہے شکوہیدن شان و شوکت دکھانا، ڈرنا۔

لے بلبل - انکی بلبل اپنے اندر گلشن دیکھ کر وجد کرتی ہے۔ طوطی - طوطی کو شکر کھلائی جاتی ہے اُن بزرگوں کی طوطی کو ظاہری قند کی ضرورت نہیں ان کے باطن خود قند سے معمور ہیں۔ پائے طاؤساں - مور کا پیر بدصورتی میں اور اس کا پر حسن میں مشہور ہے۔ مینی اس شیخ کے مُریدوں کے بنظر ہر نازیبا افعال دوسروں کے زیبا افعال سے زیادہ قابل قدر ہیں - کبک - چکور کا قہقہہ اور رفتار ضرب المثل ہیں۔

سے منطق الطیر - پرندوں کی بولی - افضل الدین خاقانی شاعر نے ایک مشہور قصیدہ لکھا ہے جس میں پرندوں کی زبانی گفتگو کی ہے - حضرت سلیمانؑ کو بھی منطق الطیر حاصل تھی - تو چہ دانی جب تم اہل اللہ سے نہیں ملے تو ان کے متعلقین کے کمالات کو کیا سمجھ سکتے ہو - پرِ آں مرغے - اُن مریدین اور متوسلین کا تعلق عالم بالا سے ہے -

هر یک آہنگش ز کرسی تا ثری ست — وز ثری تا عرش در کرّ و فری ست

اس کا ہر ارادہ کرسی سے زمین تک ہے — اور زمین سے عرش تک شان و شوکت میں ہے

مرغ کو بے ایں سلیماں می رود — عاشق ظلمت چو خفاشے بود

وہ پرندہ جو اس سلیمان کے بغیر چلتا ہے — وہ چمگادڑ کی طرح اندھیرے کا عاشق ہوتا ہے

با سلیماں خو کن اے خفاشِ رد — تا کہ در ظلمت نہ مانی تا ابد

اے مردود چمگادڑ! سلیمان کی عادت ڈال — تاکہ ہمیشہ تک کے لئے اندھیرے میں نہ رہے

یک گزے رہ کہ بداں سو میروی — ہمچو گز قطبِ مساحت می شوی

اگر تو اس کی جانب ایک گز چلے گا — تو گز کی طرح پیمائش کا مدار بن جائیگا

وانکہ لنگ و لوک آں سو می جہی — از ہمہ لنگی و لوکی می رہی

اور جو تو لنگڑا اور لولا اس طرف چل رہا ہے — (اس) تمام لنگڑے اور لولے پن سے نجات پا جائیگا

قصہ بط بچگاں کہ مرغ خانگی پروردشاں

بطخ کے ان بچوں کا قصہ جن کو گھریلو مرغ نے پالا

تخم بطی گرچہ مرغ خانہ ات — کرد زیر پر چو دایہ تربیت

تو بطخ کا انڈا ہے اگرچہ تجھے گھریلو مرغی نے — پروں کے نیچے دایہ کی طرح پالا ہے

مادرِ تو بطِ آں دریا بُدست — دایہ ات خاکی بُد و خشکی پرست

تیری ماں تو اس دریا کی بطخ تھی — تیری دایہ خاکی اور خشکی پرست تھی

میل دریا کہ دلِ تو اندر ست — آں طبیعت جانت را از مادر ست

دریا کی طرف جھکاؤ جو تیرے دل میں ہے — تیری جان کا وہ مزاج ماں کی جانب سے ہے

میل خشکی مر ترا زیں دایہ است — دایہ را بگذار کو بد رایہ است

خشکی کی طرف میلان اس دایہ کی وجہ سے ہے — دایہ کو چھوڑ کر وہ غلط راہ والی ہے

دایہ را بگذار در خشک و براں — اندر آ در بحرِ معنی چوں بطاں

دایہ کو خشکی پر چھوڑ دے اور دور کر — بطخوں کی طرح حقیقت کے سمندر میں آجا

گر ترا دایہ بترساند ز آب — تو مترس و سوئے دریا راں شتاب

اگر تجھے دایہ پانی سے ڈرائے — تو نہ ڈر اور دریا کی جانب جلد (سواری) ہانک

تو بطے بر خشک و بر تر زندہ — نے چو مرغ خانہ خانہ کندہ

تو ایسی بطخ ہے کہ خشکی اور تری پر تو زندہ ہے — نہ کہ گھر کے مرغ کی طرح تو نے گھر کو گڑھا بنا دیا ہے

---

۱ ہر یک۔ یعنی اس کی پرواز زمین سے آسمان تک ہے۔ مرغ۔ یعنی وہ لوگ جو نہ کسی نبی کے پیرو ہیں نہ کسی شیخ سے متعلق ہوں وہ نور خداوندی سے محروم رہتے ہیں۔ رد۔ مردود۔ یک گزے رہ۔ شیخ کی زیر تربیت تھوڑا مجاہدہ بھی بہت زیادہ مفید ہوتا ہے۔ وانکہ۔ جس قدر عیب شیخ کے پاس لیکر جائیگا سب سے نجات مل جائیگی۔ لنگ۔ لنگڑا۔ لوک۔ گھٹنوں کے بل چلنے والا۔

۲ تخم بطی۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر استعداد ہوتی ہے تو تھوڑی سی محنت سے مقصد حاصل ہو جاتا ہے، بطخ کا وہ بچہ جو مرغی کے نیچے نکلا اور پلا ہوا اس میں سمندر میں تیرنے کی استعداد موجود ہے ذراسی محنت سے تیرنا سیکھ سکتا ہے اسی طرح سے روح جو عالم بالا کی چیز ہے اگرچہ اس کی پرورش خاکی جسم کے زیر اثر ہو رہی ہے معمولی محنت سے عالم اعلیٰ کی طرف پرواز کرنے لگتی ہے۔ تخم بط۔ بطخ کا انڈا۔ مرغ خانہ گھریلو مرغی۔ دایہ یعنی گھریلو مرغی۔ میل دریا۔ بطخ دریائی چیز ہے۔ یعنی دایہ۔ گھریلو مرغی جو خشکی پر رہتی ہے۔

۳ گر ترا۔ جسم انسانی روح سے مانع بنتا ہے۔ تو بطے۔ انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے جسم خاکی چیز ہے اور روح بحر معنی سے متعلق ہے۔

توز کَرَّمنا بَنِی آدم شہی
تو کرّمنا بنی آدم کی وجہ سے شاہ ہے
ہم بخُشکی ہم بدریا پا نہی
خشکی میں بھی اور دریا میں بھی قدم دھرتا ہے

کہ حَملنَاھُم عَلَی البَحرِی بجاں
روح کی وجہ سے حملناہم علی البحر کا مصداق ہے
از حَملنَاھُم عَلَی البَرّ پیش راں
حملناہم علی البرّ سے آگے چل

مر ملائک را سوئے بَر راہ نیست
فرشتوں کا خشکی کی طرف راستہ نہیں ہے
جنسِ حیواں ہم زبحر آگاہ نیست
حیوان کی جنس بھی سمندر سے آگاہ نہیں ہے

تو بہ تن حیواں بجانے از مَلک
تو جسم کے اعتبار سے حیوان اور روح کے اعتبار فرشتوں سے آگے ہے
تا رَوی ہم بر زمیں ہم بَر فلک
تاکہ تو زمین پر بھی چلے اور آسمان پر بھی

تا بظاہر مِثلُکُم باشد بَشر
یہاں تک کہ بظاہر تم جیسا بشر ہوتا ہے
با دلِ یُوحیٰ اِلَیّ دیدہ وَر
(لیکن) یوحیٰ الیّ کے دل کے اعتبار سے صاحب بصیرت ہے

قالبِ خاکی فتادہ بر زمیں
(اس کا) خاکی جسم زمین پر ہے
روحِ اُو گرداں براں چرخِ بریں
اس کی روح بلند و بالا آسمان پر گردش کرتی ہے

ما ہمہ مُرغابیانیم اے غلام
اے لڑکے! ہم سب پانی کے پرند ہیں
بحر میداند زبانِ ما تمام
سمندر ہماری سب زبان سمجھتا ہے

پس سُلیماں بحر آمد ما چو طیر
سلیمان سمندر ہے اور ہم پرندوں کی طرح ہیں
در سُلیماں تا ابد داریم سیر
ہمیشہ سلیمان میں ہمارا مطالعہ ہے

با سُلیماں پائے در دریا بنہ
سلیمان کے ساتھ دریا میں قدم رکھ
تا چو داوُدؑ آب سازد صد زرہ
تاکہ پانی (حضرت) داؤدؑ کی طرح سینکڑوں زرہیں بنا دے

آں سُلیماں پیش جملہ حاضر ست
وہ سلیمان سب کے سامنے موجود ہے
لیک غیرت چشم بند و ساحر ست
لیکن غیرت آنکھ کی پٹی اور جادوگر ہے

تا ز جہل و خوابناکی و فضول
یہاں تک کہ نادانی اور غنودگی اور بیہودگی کی وجہ سے
او بہ پیش ما و ما از وے ملول
ہم اس سے گھبراتے ہیں حالانکہ وہ ہمارے سامنے ہے

جب شیخ کی طرح گھس گئے تو تمہاری حفاظت کے لئے سینکڑوں زرہیں تیار ہو جائیں گی جو ہمیں اس راہ کے خطرات سے محفوظ رکھیں گی۔ دریا میں پیر رکھنے سے لہریں بصورت زرہ پیدا ہوتی ہیں۔ آں سُلیماں۔ شیخ وقت موجود ہے لیکن تو اپنی ٹیڑھائی کی وجہ سے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا غیرت کے خلاف سمجھتا ہے اس لئے تجھے وہ نظر نہیں آتا ہے۔

لہ کرّمنا۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَلَقَد کَرَّمنَا بَنِی آدَمَ وَحَمَلنَاھُم فِی البَرِّ وَالبَحرِ۔ "ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور اُن کو خشکی اور تری میں سوار کیا۔" مولانا نے یہاں بحر سے بحرِ وحدت مراد لیا ہے مقصد یہ ہے کہ انسان کو مادّی زندگی سے گذر کر حَمَلنَاھُم عَلَی البَحرِ والی زندگی حاصل کرنی چاہیئے اور اسکو بحرِ وحدت کی سیر کرنی چاہیئے۔

لہ مر ملائک۔ ملائکہ کا دنیاوی زندگی سے تعلق نہیں ہے۔ حیواں۔ حیوانات کا عالم آخرت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو۔ انسان میں حیوانیت بھی ہے اور ملکوتیت بھی لہٰذا اس کا دونوں عالم سے تعلق ہے۔ تا بظاہر۔ قرآن پاک میں ہے قُل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثلُکُم یُوحیٰ اِلَیَّ۔ آنحضورؐ کو خطاب ہے کہ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم جیسا بشر ہوں میری طرف وحی آتی ہے تو جس طرح حضورؐ کا جسم عالم دنیا سے متعلق ہے اور دل کا تعلق عالم بالا سے ہے اسی طرح شیخ وقت کا تعلق دونوں عالم سے ہے۔

لہ ما ہمہ۔ ہماری اور شیخ کی وہی نسبت ہے جو مرغاب اور دریا کی۔ بحر یعنی اضافی بحر جو کہ شیخ ہے وہ ہماری سب باتیں سمجھ لیتا ہے سلیمان۔ شیخ بمنزلہ بحر کے ہے اور ہم اُس سلیمان کے پرند ہیں۔ با سُلیماں۔ دریائے معرفت میں

تشنہ[1] را دردِ سر آرد بانگِ رعد — چوں نداند کو گشاید ابرِ سعد

کڑک کی آواز پیاسے کے سر میں درد پیدا کرتی ہو — جبکہ وہ نہیں جانتا کہ وہ مبارک ابر کو کھولدیگی

چشمِ اُو ماندست در جوئے رواں — بے خبر از ذوقِ آبِ آسماں

اس کی آنکھ جاری نہر پر جمی ہوئی ہے — وہ آسمان کے پانی کے ذوق سے بے خبر ہے

مرکبِ ہمت سوئے اسباب راند — از مسبب لاجرم محروم ماند

اس نے توجہ کی سواری آسمان کیجانب دوڑادی — لامحالہ سبب پیدا کرنیوالے سے محروم ہوگیا

آنکہ[2] بیند او مسبب را عیاں — کے نہد دل بر سببہائے جہاں

جو شخص سبب پیدا کرنے والے کو کھلا دیکھتا ہے — وہ دنیا کے اسباب سے کب دل لگاتا ہے!

از مسبب یابد اندر یک صباح — از نجات و از فلاح و از نجاح

وہ سبب پیدا کرنیوالے کیجانب سے ایک صبح کو پاجاتا ہو — نجات اور فلاح اور کامیابی

آنچہ در صد سال مشتِ حیلہ مند — دہ یکے زاں گنج حاصل ناورند

وہ جو کچھ کہ تدبیر کرنیوالے کی مٹھی میں سو سال میں (آیا) — اس خزانہ کا دسواں حصہ حاصل نہیں کرسکتے ہیں

حیران شدن حاجیان در کراماتِ آں زاہد کہ در بادیہ بر ریگِ گرم نشستہ

حاجیوں کا اس درویش کی کرامات میں حیران ہونا جو کہ صحرا میں گرم ریت پر بیٹھا ہوا تھا

زاہدے بُد در میانِ بادیہ — در عبادت غرق چوں عبادیہ

صحرا میں ایک زاہد تھا — عبادان کے رہنے والوں کی طرح عبادت میں غرق

حاجیاں[3] آنجا رسیدند از بلاد — دیدہ شاں بر زاہدِ خشک اوفتاد

حاجی (مختلف) شہروں سے اسکے پاس پہنچے — ان کی نظر لاغر زاہد پر پڑی

جائے زاہد خشک بود او تر مزاج — از سمومِ بادیہ بودش علاج

زاہد کی جگہ خشک تھی وہ خوش مزاج تھا — صحرا کی لُو اس کا علاج تھی

حاجیاں حیراں شدند از وحدتش — واں سلامت در میانِ آفتش

حاجی اس کی تنہائی سے حیران ہوگئے — اور اس کی مصیبت کے درمیان سلامتی سے

در نماز استادہ بُد بر روئے ریگ — ریگ کز تفش بجوشد آبِ دیگ

جو ریت پر نماز میں کھڑا تھا — ایسا ریت جس کی گرمی سے دیگ کا پانی اُبلنے لگے

[1] تشنہ را۔ اگر انسان کو انجام کی بھلائی پر یقین ہو تو اس کے لئے مقصد کے حصول کی تکالیف آسان ہوجاتی ہیں۔ چشمِ او۔ انسان اپنی غفلت کی وجہ سے ادنیٰ مطلوب میں لگا رہتا ہے اور اعلیٰ مقصد سے غفلت برتتا ہے۔ مرکب۔ جو لوگ اسباب دنیوی کو ہی سب کچھ سمجھ لیتے ہیں وہ اُن اسباب کے پیدا کرنے والے خدا سے غافل رہتے ہیں۔

[2] آنکہ۔ جس شخص کو حضرتِ حق کا مشاہدہ حاصل ہے اور وہ مسبب الاسباب کو دیکھ رہا ہے، اسباب اسکی نگاہ میں ہیچ ہوجاتے ہیں۔ از مسبب۔ جو لوگ مسبب الاسباب سے تعلق پیدا کرلیتے ہیں وہ تھوڑی سی دیر میں وہ کچھ حاصل کرلیتے ہیں جو اسباب اختیار کرنیوالا سو سال میں بھی حاصل نہیں کرپاتا ہے۔ حیراں شدن۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ بلا اسباب بھی اللہ تعالیٰ بہت بہت کچھ عطا فرما دیتا ہے۔ بادیہ۔ صحرا، جنگل۔ عبادیہ۔ عبادان کی طرف منسوب مانا جائے جو ایک نہایت گرم مقام ہے یعنی عبادان کے رہنے والے۔ یا منسوب بسوئے عبادت۔

[3] حاجیاں۔ وہ صحرا اُن حاجیوں کا رہگذر تھا۔ زاہدِ خشک۔ وہ عبادت گذار جو ذوقِ عبادت سے محروم ہو لیکن یہاں یہ معنی مراد نہیں اسلئے ہم نے لاغر کا ترجمہ کیا ہے۔ ترمزاج۔ خوش مزاج۔ سموم۔ گرم زہریلی ہوا۔ لُو یعنی لُو اُس کے مرض کا سبب نہ تھی بلکہ صحت کا سبب تھی۔ حیراں شدند۔ اس قدر مہلک صحرا میں اس کا صحیح و سلامت رہنا باعث حیرت بنا۔ آبِ دیگ۔ یعنی ریت اس قدر گرم تھا کہ اس کی گرمی پانی کو کھولا دے۔

گفتیٔ[۱] سرمست در سبزه و گل ست — یا سواره بر بُراق و دُلدُل ست

تو یہ کہے گا کہ وہ مست سبزے اور پھول میں ہے — یا بُراق اور دُلدُل پر سوار ہے

یا که پاش بر حریر و حلّهاست — یا سموم اُو را به از بادِ صباست

یا اس کے پیر ریشمیں کپڑے اور لباس پر ہیں — یا اس کے لئے لُو پُروا ہوا سے زیادہ مفید ہے

ایستاده تازه رُوی اندر نماز — با خضوع و با خشوع و بر نیاز

تازہ رُو نماز میں کھڑا ہوا — خشوع و خضوع کیساتھ اور عاجزی سے بھرا ہوا

ق

با حبیبِ خویشتن می گفت راز — مانده بود استاده در فکرِ دراز

وہ اپنے دوست سے راز کہہ رہا تھا — لمبے استغراق میں کھڑا رہ گیا تھا

پس بماندند آں جماعت با نیاز — تا شود درویش فارغ از نماز

تو وہ گروہ نیازمندی کے ساتھ کھڑا ہو گیا — تاکہ درویش نماز سے فارغ ہو جائے

چوں ز استغراق باز آمد فقیر — زاں جماعت زندهٔ روشن ضمیر

جب درویش استغراق سے نکلا — اس جماعت میں سے ایک روشن ضمیر نے

دید[۲] کابش می چکید از دست و رُو — جامه اش تر بود از آثارِ وضو

دیکھا کہ اسکے ہاتھوں اور چہرے سے پانی ٹپک رہا ہے — اس کے کپڑے وضو کے اثر سے بھیگے ہوئے تھے

پس بپرسیدش که آب از کجاست — دست را بر داشت کز سوئے سماست

تو اس نے اس سے پوچھا کہ تجھے پانی کہاں سے ملا — اس نے ہاتھ اُٹھایا کہ آسمان سے

گفت هر گاهے که خواهی می رسد — بے زچاه و بے زحبلٍ مِن مَسَد

اس نے کہا جب بھی تو چاہتا ہے مل جاتا ہے — بغیر کنوئیں اور بغیر مونج کی رسّی کے

مشکلِ ما حل کن اے سلطانِ دیں — تا[۳] ببخشد حالِ تو ما را یقیں

اے دین کے بادشاہ! ہماری مشکل حل کر دے — تاکہ تیری حالت ہمیں یقین عطا فرمادے

وانما سرے ز اسرارے بما — تا ببریم از میاں زنّارها

اپنے رازوں میں سے ایک راز ہم پر کھول دے — تاکہ ہم کمر سے جنیو توڑ ڈالیں

چشم را بکشود سوئے آسماں — که اجابت کن دعای حاجیاں

اس نے آسمان کی جانب آنکھ اٹھائی — کہ حاجیوں کی دُعا قبول فرمائے

رزق جوئی را ز بالا خوگرم — چوں ز بالا بر کشودستی درم

میں (عالمِ) بالا سے رزق کی تلاش کا عادی ہوں — چونکہ تو نے میرے لئے (عالم) بالا کا دروازہ کھول دیا

---

۱ گفتیٔ - اس قدر تکلیف دہ مقام پر وہ عبادت میں اس قدر خوش تھا جیسا کہ کوئی سبزہ و گل میں مسرور ہو یا دُلدُل اور بُراق کی سواری میں مسرور ہو۔ یا کہ - یعنی گرم ریت اس کے لئے ریشمیں کپڑا تھا۔ حریر - ریشمی کپڑا۔ حلّہا - قیمتی لباس۔ بادِ صبا - پُروا ہوا ٹھنڈی اور خوشگوار ہوتی ہے۔ راز - نماز کی حالت کو مناجات یعنی اللہ کے ساتھ سرگوشی کہا گیا ہے۔ استغراق - وہ کیفیت ہوتی ہے جس میں بزرگ ماسوا اللہ سے غافل ہوتا ہے۔ ضمیر - قلب۔

۲ دید - یعنی وضو کا پانی ہاتھوں اور چہرے سے ٹپک رہا تھا اور کپڑوں پر بھی وضو کے پانی کا اثر تھا۔ سما - آسمان۔ حَبلٌ مِن مَسَد - کھجور کے پتّے کے ریشے کی رسّی یا مونج کی رسّی۔

۳ تا به بخشد - یعنی آپ کی کرامات دیکھ کر ہمارے یقین کے مراتب میں اضافہ ہو جائے۔ زنّارہا - یعنی شکوک و شبہات۔ اجابت - قبولیت۔ بالا - عالمِ بالا۔

اے نمودہ تو مکاں[۱] از لامکاں — فِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ کردہ عیاں
اے وہ! کہ تو نے مکان (والے) کو لامکان دکھا دیا ہے — "فِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ" کا تو نے مشاہدہ کرا دیا ہے

درمیانِ ایں مناجات ابرِ خوش — زود پیدا شد چو پیلِ آبکش
اس دعا کے دوران ایک گہرا ابر — پانی بھرنے والے ہاتھی جیسا بہت جلد رونما ہو گیا

ہمچو آب از مشک باریدن گرفت — در گو و در غارہا مسکن گرفت
اُسنے مشک کے پانی کی طرح برسنا شروع کر دیا — جو گڑھوں اور غاروں میں ٹھہر گیا

ابر[۲] می بارید چوں مشک اشکہا — حاجیاں جملہ کشادہ مشکہا
ابر مشک کی طرح آنسو برسا رہا تھا — سب حاجیوں نے مشکیں کھول رکھی تھیں

یک عجائب در بیاباں وانمود — ابر چوں مشکے دہن را بر کشود
جنگل میں ایک عجیب کرشمہ ظاہر ہوا — بادل نے مشک کی طرح دہانہ کھول دیا

یک جماعت زاں عجائب کارہا — می بریدند از میاں زنارہا
ایک جماعت ان عجیب معاملوں کیوجہ سے — کمر سے جنیؤ کاٹ رہی تھی

قومِ دیگر را یقیں در ازدیاد — زیں عجب[۳] وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالرَّشَاد
دوسرے لوگوں کے یقین میں زیادتی ہو رہی تھی — اس تعجب خیز واقعہ کی وجہ سے اور خدا ہدایت کے معاملہ کو زیادہ جانتا ہے

قومِ دیگر ناپذیرا تُرش و خام — ناقصانِ سرمدی تَمَّ الْکَلام
کچھ لوگ متاثر نہ ہونیوالے کھٹے اور کچے تھے — (یہ) ابدی ناقص تھے بات ختم ہوئی

ختم شد

[۱] مکاں۔ یعنی وہ مخلوق جو مکانی ہے۔ لامکاں۔ عالمِ بالا جو مکانیت سے منزہ ہے۔ وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ۔ قرآن پاک میں ہے "اور آسمانوں میں ہے تمہارا رزق"۔ مناجات۔ سرگوشی، دعا۔ گو۔ گڑھا۔ مسکن۔ ٹھہرنے کی جگہ۔

[۲] ابر۔ جو ابر نمودار ہوا اس نے اس طرح برسنا شروع کیا جس طرح پانی مشک سے گرتا ہے۔ زنارہا۔ یعنی ان لوگوں کے شکوک و شبہات زائل ہو گئے۔

[۳] عجب۔ یعنی بارش کی کرامات۔ ناقصانِ سرمدی۔ جو ازلی ناقص تھے اور ان میں حق کو قبول کرنے کی صلاحیت نہ تھی۔

فہرستِ مضامینِ مثنوی مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ دفترِ دوم

تمام شد